کہ دین خلعت آفرین اہل ہوش	قمر کا بڑھے خوب جوش و خروش
لکھوں اسکی تاریخ ہی بے بدل	کہ ہو نظم [illegible] مین پھر عمل
رقم کی یہ تاریخ بھی بے نظیر	کہ خوش ہوں [illegible] ریسان گردون سریر
الٰہی رہین خیر سے خاص و عام	بڑھے لطف [illegible] سے نظم کا انتظام

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجینٹ مطبع کانپور

طبع گردید از نوال خدا	فرحت [illegible] این طلسم ہوش ربا
بہر تاریخ ہجری اش عاقل	گو [illegible] این طلسم ہوش ربا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد کردگار و نعت رسول مختار و مناقب صحابۂ ابرار و مجاہد ائمۂ اطہار علیہم السلام عاشقان داستانہائے عجیب کو مژدۂ جانفزا اور نوید مسرت انتما ہو کہ ان ایام فرحت انجام مین گل سرسبد ارباب فصاحت ثمر نو رسیدۂ اشجار بلاغت رشک جام جہان نما موسوم بہ بقیہ طلسم ہوش ربا جسکی جلد اول چھپ چکی اور یہ جلد دوم بھی نذر شائقین ہو چکی۔ تعریف ان جلدون کی زبان قلم سے کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے یہ نثر و نظم نہیں ہے ایک گلدستہ کرامات ہے کیونکہ مصنف عالیشان ان جلدون کے صاحب تصانیف کثیر ممدوح برنا و پیر سخنور اشہر جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر ہین جنہوں نے بحکم مالک مطبع ان تصانیف مین زور طبع دکھایا ہے جسمین ہر عام پر دریاے فصاحت بہایا ہے الحمد للہ والمنہ کہ یہ شاہد زیبا اس سے پہلے مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی اور اب مطبع منشی نولکشور کانپور مین بسرپرستی ذی المجد و المحاسن معلی القاب عالیجناب رائے بہادر منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجنٹ بماہ جولائی ۱۹۱۱ء بار اول حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی

یہ ہی کہ اپنے قبلہ و کعبہ کا ذکر ہے اور طرح کی فکر ہے کہ اس بقیہ میں کیا کیا داستانیں جلالت شعار تحریر فرمائیں ناظرین کو سیر ریاض شگفتہ دکھائیں عشق لالہ زار صندلی پوش کس دھوم سے لکھا ہے کہ بر ترقت ملاحظہ ناظرین عش عش فرمائینگے تعریف کے خطوط ناظرین نکتہ سنج نے لکھے ہر سہ جلد طلسم ہوش ربا یعنی پنجم و ششم و ہفتم ایسی لکھیں کہ جنکا مثل ممکن نہیں اب پھر قلم اٹھایا اس بقیہ میں کیا رنگ دکھایا ملکہ گلنار پوش کی داستان ایسی لکھی کہ سبحان اللہ تین جلدیں فتنۂ نور افشان کی بے مثال و بے نظیر اس جوش و خروش میں لکھیں کہ ہر داستان سے الگ تکلف پیدا ہے لطف ملحوظ ہر دہ ہویدا ہے صاحبقران نے کس زور و شور سے طلسم مذکور کو فتح کیا کیا عجائب و غرائب لکھے ناظرین پڑھ کر شاد ہوئے ہونگے انجام فتنۂ نور افشان میں طلسم ہفت پیکر کا پتہ دیا تین جلدوں پر منقسم ہوگا یہ طلسم ایسا ہوگا کہ ناظرین طلسم ہوش ربا کو فراموش کرینگے بالائے طاق رکھدینگے ایک شخص موسوم بہ خداوند ہفت پیکر سات پہاڑوں پر ظہور دکھاتا ہے نائب کا اُسکے ذکر نہیں کیا بروقت تحریر ظاہر ہوگا قاسم و لندھور کو اُسنے حکم دیا ہے کہ جا کر حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ ادھر امیر نے دیکھا کہ کل فرزند مگر طلسم ہفت پیکر میں آگئے بادشاہ لشکر بھی روانہ ہوئے ہیں جملہ سرداران تہمتن و گل جانان صف شکن و عیاران طرار شاگردان خواجہ عمرو نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیں انکا پہنچنا سرحد ہفت پیکر میں و نیز عجب لطف سے داخلہ امیر کا ہوگا اور فرزندوں کی داستانیں الگ الگ تحریر ہونگی کہ ناظرین خوش ہونگے اور ذہانت کی تعریف فرمائینگے زیادہ کیا ضرور ہے کتب کے دیکھنے سے ہر طلب کو سرور ہے زیادہ والسلام فقط

تاریخ در صنعت توشیح تصنیف کردۂ مصنف داستانہائے ہذا ایک ایک حرف از سر ہر مصرع بگیرید تا تاریخ ۱۳۱۵ھ ظاہر شود

لہ مرہ ہو تو اے کلک شیرین رقم	بقیہ کا سامان ہوا ہے بہم
عجب داستانیں لکھیں بیدرنگ	خوشی ہوں جسے دیکھکر اہل رنگ
یہ کیا ہے کہ ہیں بلبلیں نغمہ زن	قمر نے دکھائی ہے سیر چمن
کہیں دیکھ کر یہ نیا سانحہ	قمر آفرین مرحبا مرحبا

بدعت کی ہے نہیں معلوم ہمارے ساتھ کیونکر پیش آئے ضرور بدلا ایذا دہی کا لیگا صحرا نورد کی وحشت پیمائی
ہماری تقدیر مین ہے تجھے تنہا کے جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ خفا نہ ہون ہاتھ میرے کھولدین
مین آپ کو خزانہ دکھا دون بلور جادو نے ہاتھ کھولے عمرو نے کمند یان زنبیل کی کھولین کہا
کہ ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمایئے بلور نے جھانکا۔ کردیا تھا کہ خزانہ کوہ کا ایک طرف رکھا ہے راہگیر جو
اُدھر سے جاتے ہین خزانے کو دیکھکر کترا کے راستہ چلتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خوالیہ نے خزانہ رکھا ہے
ایسا نہ ہو کہ کوئی روپیہ گم ہو جائے تو ہم لوگون سے پرسش ہوگی جب تو جھک کر بلور اچھی طرح دیکھنے
لگی قصد کیا کہ ہاتھ بڑھا کر خزانہ اٹھا لون عمرو نے جو ترون مین ہاتھ دیکر بلور کو زنبیل مین ڈالدیا
بلور جو زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان یہ کہتی ہوئی دوڑین کہ ارے ایک ساحرہ آئی ہے بہت
عمدہ لباس پہنے ہے آکے لپٹ گئین ایک نے دوپٹہ اُتار لیا ایک کہتی ہے پائجامہ اُتار ایک کہتی ہے
ہمکو حساب دینا پڑیگا خواجہ سزا دینگے آخر سب کپڑے بلور کے اُتار لیے ایک غرقی بند ہوا دی
سر پر ٹوکرا مٹی کی رکھی کہا مٹی یہان سے اٹھا کنارے دریا کے ڈالو بلور جادو تو ناچار و پریشان
ہو دگر رکتی ہے تو بیٹ ایک سونٹا مارتا ہے ناچار مٹی ڈھونے لگی خواجہ عمرو نے بلور جادو کو زنبیل
مین ڈالکر ایک روغن عیاری کا نکالا بلور جادو کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر نکلے کنیزون نے
عرض کیا کہ واری عمرو عیار کو کیا کیا کہا کہ عمرو کو مین نے غرق زمین کردیا میخانہ سے شراب
لاؤ سب بیٹھکر پیو نشے مین جاکر لشکر راجہ چین سے مقابلہ کرین کنیزین خوشی خوشی دوڑین
میخانے سے گلابیان اور قرابے لائین عمرو نے سب مین بیہوشی ملائی سب کنیزین خوشی خوشی پینے
لگین تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی سب اُٹھ اُٹھ کر گرین بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
سب کے کپڑے اُتار لیے سب کو قتل کیا پہاڑ سے خوشی خوشی اُترے اور آکر شعلہ خوار
آتشخو سے ملاقات کی اُسنے پوچھا کہ اوستاد کہان دیر لگی خواجہ عمرو نے کہا کہ بلور جادو
سے کچھ گفتگو تھی اُسکو زنبیل مین بٹھا دیا دیکھوگے کہ بلور کیا کرتی ہے شعلہ خوار آتشخو نے
ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کیا غلام کی جانب سے ابھی کچھ شک باقی ہے مین تو دل سے مطیع و
منقاد ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے چاہیے زنبیل کی سیر کرائیے مین تابعدار ہون عمرو نے
گلے سے لگالیا کہا کہ اے فرزند کوہ بلور کو بالکل مٹا دیا اب شعلہ خوار آتشخو کو

پھر دل مین خیال تھا کہ جسطرح سے بن پڑے فساد کرین اب دل سے فساد نکالا اصلاح پر
مزاج آیا یہ کہکے امین جادو شرمندہ و محجوب ہوا کہا کہ ای بلور جادو مین تمسے بہت شرمندہ
ہوا اب مین طرف صحراے ویران کے جاتا ہون وہان کوئی نہ آئیگا مگر ای ملکہ اتنی بات دریافت
کیجیے کہ خزانہ کسنے لیا یہ کہکے امین جادو پر پرواز پیدا کرکے طرف صحراے ویران کے بھاگا
بلور جادو دبالاے کوہ آئی مکان جو ویران دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ مکان گر پڑا ہی مکان گرا ہوا
دیکھکر ایک آہ کی پکار کر آواز دی کہ یا سامری و جمشید یہ خزانہ آپ کے نام کا تھا افراسیاب نے
کس حفاظت سے رکھا تھا آخر یہ خزانہ کہان گیا کون لے گیا پہلوے قصر سے آواز آئی کہ اے
بلور جادو شعلہ خوار آتشخو کہ جسکو عمرو نے تسخیر کیا اُسنے عمرو کے ہاتھ سے خزانہ لٹوا دیا جب وہ
خزانہ لیکر نذر زنبیل کر رہا تھا روح سامری و جمشید کے رونے کی آواز آتی تھی ہر آواز مین یہی
صدا اتی تھی کہ یہ خزانہ افراسیاب نے نذر سامری و جمشید کیا تھا مسلمانون نے اُسے بجبر
لیا ایسے شخص کے قبضے مین خزانہ گیا کہ جہان سے خزانے کا نکلنا دشوار ہی زنبیل عمرو کی وہ
مقام ہی کہ تمام دنیا کے خزانے وہان جمع ہین کبھی صرف نہین ہوتے کسی کے کام نہین آتے یہ سنکر
بلور جادو دامن پہاڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو نگاہیان طی کرتا ہوا جاتا ہی بلور ترپ کے گری
کمر مین پیچہ دیکر عمرو کو اُٹھا لے گئی بالاے کوہ لائی کنیزون کو پکار کر آواز دی کہ اس ظالم کو قتل کرو
اور کہا کہ ای عمرو اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو جو خزانہ یہان سے لیا ہی وہ حوالے کر روح سامری و
جمشید پر صدمہ ہی ہر مرتبہ صدا ایسی حسرت آمیز آتی ہین عمرو نے جواب دیا کہ اے
ملکہ عالم مین اکیلا دبلا پتلا آدمی اتنا بڑا خزانہ کہان لیجاتا مجھپر ناحق آپ کا گمان ہی اور یون آپ کو
اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے گناہ ہون بلور نے کہا کہ روح سامری و جمشید آواز
دے چکی کہ تیرے پاس زنبیل ہی جسمین مال رکھ لیتا ہی وہ مال صرف نہ ہوگا عمرو نے کہا کہ
آپ کنارے لیچلکے مجھ سے پوچھیے تو مین خزانہ آپکو دکھا دون آپ اٹھا لیجیے مجھے اپنے
ہاتھ سے دینا ناگوار ہی بلور عمرو کو کھینچتی ہوئی ایک کمرے مین لائی کہا لو خواجہ خزانہ بتاؤ
ورنہ تمھارے قتل سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی ایک پیچہ مار دونگی کہ سر اڑ جائیگا مین کچھ خوف
نہ کرونگی جانتی ہون کہ سلطنت تو مٹ چکی اب جنین کی اطاعت کرنا پڑیگی اور ہم سب کے لاچین نام

بل غزال نے جواب دیا کہ اے امین تمکو کیا ہو گیا ہے ذرا اپنے ہوش مین آؤ یہ کیا باتین بناتے ہو
یہ کیا کیفیت ہے امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین آپ کو ضرور ساتھ لیچلونگا میری عجب کیفیت ہے مین نے
بہت مختصر عرض کیا دل پر چھریان چل رہی ہین کیا گزارش کرون بلور نے کہا کہ بس اب آپ
جائیے جب خط لکھو گے تو مین آؤنگی اس وقت جاؤ امین جادو نے ہاتھ بلور کا تھام لیا کہا
مسند پر بیٹھو مین خدمتگزاری کرون بلور نے ہاتھ چھڑا لیا امین سے کہا کہ اب زیادہ سختی نہ کرو سیدھے
سیدھے چلے جاؤ اسی مین خیر ہے ورنہ بہت ذلیل ہو گے امین نے کہا کہ اسی مین بہتر ہے کہ اُٹھو
اور میرے ساتھ چلو یہ کہکے ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا ملکہ نے ہاتھ چھڑا لیا اور پنجہ کھینچا کہا کہ اے امین
جادو جان اپنی بچاؤ جب امین نے نہ مانا آپس مین پنجہ چلنے لگا پچاس مصاحب امین کے اور بارہ
ہزار کنیزین ملکہ بلور کی آپس مین پنجہ چلنے لگا جانبین سے سحر ہوے کنیزین مر مر کے گرنے لگین کئی
مصاحب مر کر امین کے گرے جب پہاڑ پر زیادہ ہنگامہ ہوا اور امین نے آگ برسائی ملکہ بلور کو
شکست ہوئی پہاڑ سے بھاگین چاہا کہ زیر کوہ اُتر جاؤن امین دباؤ ڈالتا ہوا چلا ملکہ بلور
پہاڑ سے اُتر آئین دامن کوہ مین سحر چلنے لگا خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے دیکھ رہے ہین دیکھا
کہ شعلہ خوار دوڑتا ہوا آیا کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے فساد برپا ہو گیا امین جادو
بارہ کوس سے لڑنے کو آیا فساد شروع ہو گیا اب آپ بالاے کوہ جائین جا کر قصر کو دیکھین قصر
مین خزانہ بھرا ہے اُس قصر کو اپنے قبضے مین کرین انکو لڑنے دیجیے گوشت خر و دندان سگ
ہو رہے ہین خواجہ دوسری جانب سے کترا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مکان کلان ہے
اشرفیون سے بھرا ہوا خواجہ نے جال الیاسی نکالا جال مار کر تمام خزانہ قبضے مین کیا جب
مکان سے خواجہ نکلے مکان اڑ اڑا کے گرا بلور نے کہا کہ او امین غضب ہوا کسی نے خزانہ
لے لیا جب تو مکان گرا امین ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ اے ملکہ عالم رہ رہ کے دل مین یہی آتا تھا
کہ اپنی جان دون اور آپ کی جان لون مکان گرتے ہی خیال مین آیا کہ میری راے بالکل بیجا ہے
مین نے آپ سے کیون فساد کیا ہزارہا کنیزین قتل ہوئین تمہارے اور میرے ملازمین
مارے گئے اب ہوش آیا دل مین یہ بچ گئی کہ مین نے ناحق کو فساد کیا مفت مین ان بندگان
سامری و جمشید کی جان گئی مین تو اب جاتا ہون آپ کو اختیار ہے خزانہ لٹ گیا

ٹھہرو میں جہاں ٹھہرونگا وہاں تم سب کو بلوا لونگا یہ کہکے تخت اڑایا شب ماہ ہی سیر صحرا دیکھتا ہوا جاتا ہو تخت اسکا بالاے کوہ بلورہ پہونچا بلور کے جو جمال پر نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا سوچا کہ جہاں چلوں اس نازنین کو بھی ساتھ لے چلوں یہ سوچکر تخت اتارا بلور جادو نے جو امین کو آتے ہوئے دیکھا اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اے امین آپ کا کیا ارادہ ہے افراسیاب تو مارا گیا تم طلسم کشا آشنا ہوگا امین نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو لاچین کی اطاعت نہ کرینگے بلور نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہے امین نے کہا کہ بس اٹھو ہمارے ساتھ چلو کسی صحرا میں نکل چلیں وہاں چلکر بسر کریں جب طلسم کشا چلا جائیگا اپنے اپنے پہاڑ پر قبضہ کرینگے بلور نے کہا کہ تم جانتے ہو یہاں خزانہ ہے اگر اس طرف طلسم کشا کا گذر ہوا اور کسی نے خبر دیدی تو وہ خزانہ لے لیں گے میں اس خزانے کی تدبیر کرکے آؤنگی تم چلکر ٹھہرو خط لکھنا میں اسی مقام پر پہونچ جاؤنگی امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم میں بے آپ کے کیونکر زندہ رہونگا میرا تو عجب حال ہے بلور نے کہا کہ ذرا اپنے ہوش میں آؤ بہت نہ گھبراؤ امین نے کہا کہ اے ملکہ عالم میں اپنی کیفیت کیا عرض کروں کس زبان سے حال کہوں میری تو یہ کیفیت ہے نظم منھہ نہ دکھا چھپو عبث حیا کرکے

نہ چھپو صورت آشنا کرکے
کیا ملا عرض مدعا کرکے
جان جات بانیت شفا کرکے
ترک مطلب حصول مطلب ہے
حشر برپا مرے بپا کرکے
تیرا او بت اداے تنگ کیا
گرہ زلف یار وا کرکے
ہجر میں تھی کسے امید سحر
تجھ سے او بے وفا وفا کرکے
بے وفا تونے مجکو قتل کیا
خواجہ آتش کو پیشوا کرکے

صاف کر قلب اتقا کرکے
بات بھی کوئی التجا کرکے
حق اسیری کا تیری ادا نہ ہوا
بیٹھ رہ ترک مدعا کرکے
ہیں ہم انفعال عصیاں سے
طاعت فرض کو قضا کرکے
ہوں وہ طائر اڑا تا ہی صیاد
رات کاٹی خدا خدا کرکے
اور درد جگر نے شدت کی
بیمار رہی بیمار میں وفا کرکے

دیکھ یہ آئینہ صفا کرکے
خاک اس در کی او مریض عشق
جاؤنگا دام دام ادا کرکے
گور میں بھی جگایا زندوں نے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے
پایا شانے نام عقدہ کشا
صدقے سر پر مرے ہما کرکے
نہ ہوا خیر رنج خاک حصول
فائدہ کیا ہوا دوا کرکے
کس کا پیرو ہے شاعری میں رند

یہ جو اشعار امین نے سامنے بلور کے پڑھے بلور نے تیوری پر

روشنی ہوئی تو خواجہ عمرو نے دیکھا ایک دناٹا ہوا کہ کوہ فیروزہ تھرا گیا ظاہرا معلوم ہوتا تھا کہ تمام پہاڑ گر پڑیگا بیچ مین سے کوہ شق ہوا ایک قصر کلان ظاہر ہوا شعلہ خوار نے آواز دی خواجہ صاحب آئیے دیکھیے ان دونون کے مرنے سے قصر ظاہر ہوا خواجہ جھپٹ کر بالاے کوہ آئے دیکھا زنجیر قصر مین قفل مار سیاہ لپٹا ہوا ہے شعلہ خوار نے اُس قفل کو توڑ کر پھینک دیا کہا خواجہ صاحب لیجیے اندر جائیے اندر جاکے خواجہ نے دیکھا توڑے اشرفیون کے اور روپیون کے دونون جانب چنے ہوے ہین اتنا زمانہ ہوا کہ توڑے گل گئے روپیہ اور اشرفیان زمین مین پڑی ہین شعلہ خوار حیران ہے کہ اُستاد اس روپیہ کو کیونکر لین گے کئی مرتبہ کہا کہ ساتھ والون کو اپنے بلاؤن خواجہ نے کہا کہ تم اندر نہ آؤ باہر ہی رہو یہ کہکے عمرو نے جال نکالا یہ کہکے مارا کہ الٰہی جال جنجال ہو کر روپیون کی خاک بھی نہ چھوٹے تھوڑی دیر کے بعد شعلہ خوار نے دیکھا کہ اس قصر مین ایک گڑھا پڑ گیا خواجہ نے سب مال لیکر نذر زنبیل کیا قصر سے نکلے جب خواجہ قصر سے باہر آئے مکان گر گیا کوہ پھٹا کوہ سے دھوان نکلا کوہ بھی جلکر خاک ہوا پہاڑ کا بھی قصہ پاک ہوا پھر وہان سے سوار ہوئے شعلہ خوار ساتھ ہے رہ روی کر کے قریب کوہ بلور پہونچے شعلہ خوار نے رات کو صحبت مین خواجہ سے کہا کہ یہ سامنے کوہ بلور ہے اُسپر بھی خزانہ افراسیاب ہے اگر حکم دیجیے تو اُنکے یہان بھی فساد برپا کرون بلور جادو نہایت زن حسین ہے اگر یہ قتل ہو تو بڑا قصر عالی ظاہر ہو خواجہ نے کہا اے حبیب وہ تنہا یہان کی مالک ہے تو اُسپر کیا قصور ہو سکتا ہے شعلہ خوار نے جواب دیا کہ ہم لوگ ہزار باتین نکال لیتے ہین کوئی لڑنے والا پیدا ہو جائیگا آج آپ شب کو پہاڑ سے ہٹ کر اُترین مین جاکر فتنہ برپا کرتا ہون خواجہ تو کوہ بلور سے دو کوس ہٹ کر اُترے خود شعلہ خوار روانہ ہوا یہان بلور جادو خبر قتل افراسیاب سنکر لرزان و ترسان بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ صاحبو بڑا غضب ہوا افراسیاب ایسا شخص مارا گیا اب دیکھیے کیا ہو شعلہ خوار نے آکر دیکھا کہ بلور جادو اکیلی بیٹھی ہے یہ بھی دیکھا کہ کوئی کنیز اُسکے مقابلے کی نہین کہ جس سے مقابلہ کراؤن آخر وہان سے نکلا کوہ بلور سے قریب بارہ کوس پر کوہ طور ہے وہان کا حاکم امین جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہے خبر قتل افراسیاب سنکر کہہ رہا ہے کہ یارو مجھسے لاچین کی اطاعت نہ کیجائیگی اُنکے ساتھ برائی کر چکے ہین مین یہان سے بھاگا جاتا ہون اور کہین جا کر ٹھہرونگا اسی وقت تخت منگایا چالیس پچاس جادوگر جو نامی تھے اُنکو ساتھ لیا فوج سے کہا کہ تم لوگ اسی مقام پر

طلسم کشا کے ساتھ تھے کوکب نے کیا کوئی بات اٹھا رکھی ہوگی گل پیرہن جواب دیتی ہے کوکب
کی افراسیاب کے سامنے کیا حقیقت ہے کوئی افراسیاب سے لڑ سکتا ہے اکیلا لاکھوں سے
لڑے کوکب کو طلسم نور افشاں سے نکال دیگا کوکب کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملیگی آپس میں گفتگو
کرتی ہوئی جب زیر کوہ پہونچیں شعلہ خوار نے ایک چیخ سے کہا کہ اب ظالم آپ کا جاتا ہے ان دونوں کو
جا کر مٹاتا ہے یہ دونوں مریں تو قصر و خزانہ ظاہر ہو تمام چیزیں اس طلسم کی سحر سے ہیں کوئی پا
نہیں سکتا یہ کہکے شعلہ خوار نے ایک چیخ ماری ساتھ والے اسکے سب جمع ہوگئے خواجہ نے
دیکھا کہ چار پانچ سے لڑکے ننگے ننگے چٹیاں سروں پہ اڑتی ہوئیں خواجہ کو سب گھیر کر کھڑے ہوئے
کہا خواجہ صاحب جاتے ہیں جا کر ان دونوں کو مٹاتے ہیں شعلہ خوار اس فوج کو لیکر چلا یہاں وہ دونوں
بہنیں لڑ رہی ہیں وہی آپس میں تکرار ہے ایک کہتی ہے افراسیاب مارا گیا دوسری کہتی ہے کہ شہنشاہ
افراسیاب کو کون مار سکتا ہے کنیزوں میں سحر کے گولے چل رہے ہیں جا بجا لاشے پڑے ہیں
لیکن گل اندام و ملکہ گل پیرہن گاتیاں باندھے ہوئے مصروف جنگ ہیں کنیزیں بھی جمی ہوئی
لڑ رہی ہیں کہ یکایک لشکر میں ہلڑ ہوا دونوں بہنوں نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر میں پانچ کنیز و بچے شعلہ
آتش چمک رہے ہیں جسکے پاس شعلہ پہونچا کسی کا منہ جلا کوئی سر سے پا تک جلنے لگی سیکڑوں جل جلکر
خاک ہوئیں دونوں بہنیں گھبرائیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزوں کو کون جلائے دیتا ہے
خاک میں ملائے دیتا ہے ایک شعلہ کا ان طرف گل اندام کے چلا گل اندام نے ہر چند سحر کئے
مگر وہ شعلہ نہ رکا آ کے جسم سے لپٹ گیا گل اندام نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ اے بہن یہ کیسا
سحر کیا کہ ہڈیاں جلنے لگیں مجھے کوئی پھونکے دیتا ہے گل پیرہن بہن کی آواز سنکر بیتاب
ہوگئی روتی ہوئی دوڑی اور پکارتی ہوئی کہ بہن میں نے یہ سحر نہیں کیا میرا تمھارا مقابلہ
تو ایک بات پر تھا میں یہ نہ چاہتی تھی کہ تمکو قتل کروں یا جلادوں قسم ہے سامری و جمشید
کی یہ میرا سحر نہیں ہے یہ کہتی ہوئی قریب بہن کے پہونچی دیکھا کہ تمام جسم اسکا جل رہا ہے ہر سوتے
جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں بہن کی محبت سے لپٹ گئی اسکے بھی جسم میں آگ لگ گئی دونوں
بہنیں جلنے لگیں اور شعلہ ہائے خرد نے کنیزوں کو جلایا تھوڑے عرصے میں دونوں بہنیں جلکر
خاک ہوئیں کنیزیں بھی جلکر گریں تھوڑے ہی عرصے میں میدان پاک و صاف ہوگیا جب

زبان سے نہ نکالو ورنہ بدعملی ہو جائیگی اہل کفر یہ ہمکو خراج نہ دینگے یہ نہین پہاڑ پر بیٹھی رہو اور
جو کوئی ایسی خبر کہتا ہو اُسکو یہان سے نکال دو دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی گل اندام تو
یہی کہتی ہے افراسیاب مارا گیا جنگلون کے جلنے سے ثابت ہوتا ہے گل پیرہن کہتی ہے افراسیاب
نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا نصف کنیزین اُسکی اور نصف اُسکی آپسمین پاؤن جادن کرنے لگین یہانتک
دونون مین تکرار ہوئی کہ گل اندام نے کہا بوا تمھاری شامتین آئی ہین گل پیرہن نے کہا مارا
کہا بوا تمکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے ایک سحر مین مٹا دونگی کنیزین اسباب سحر لیکر اپنے اپنے مقام سے
اُٹھین گولے ترنج و نارنج چلنے لگے خواجہ زیر کوہ سے دیکھ رہے ہین کہ پہاڑ پر معلوم ہوتا ہے آگ
لگی ہوئی ہے گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین **شعلہ خوار آتشخو** باہر نکلا کہا اُستاد ملاحظہ فرمایئے
دونون بہنین آپس مین لڑ رہی ہین وہ جو چار پانچ غلام آپ کے گئے تھے ہر چند کہ اطاعت
اسلام کر گئے بہت سیدھے ہو گئے ہین فتور کرنا مزاج سے نکل گیا لیکن اُسپر بھی چار پانچ نے جا کر
چالیس ہزار کو درہم و برہم کر دیا اب اصلاح ہونا دشوار ہے صبح ہونے دیجیے پھر بہ آسانی خزانون
پر قبضہ کیجیے وہان دونون بہنین آپس مین سحر کر رہی ہین فوجین جابجا کی کٹ رہی ہین پہاڑ
پر زیر درخت لاشے کنیزون کے پڑے ہین **افراسیاب** نے ہر پہاڑ پر کنیزین صورت دار لیپائی
ہین لاشے جو اُنکے پڑے ہین معلوم ہوتا ہے تارے چمک رہے ہین رات پھر آپس مین بڑے
بڑے سحر ہوئے آخر صبح کو لڑتی ہوئی پہاڑ سے اُترین گل اندام وہی کہے جاتی ہے افراسیاب
مارا گیا گل پیرہن جواب دیتی ہے کہ بوا یہ نہ کہو اگر افراسیاب قتل ہوا تو مین تمکو بھی اُسکے
پاس بھیجونگی گل اندام شکست کھا کے بھاگی پہاڑ سے اُتری گل پیرہن پیچھا نہین چھوڑتی
کہتی ہے تو اکیا مین تمکو زندہ نکلکر جانے دونگی تمنے ایسی واہیات خبر کوہ فیروزہ پر مشہور کی اگر
یہ دلیل پیش کرتی ہو کہ دریا خشک ہوئے اور جنگل جلے افراسیاب نے کوئی شعبدہ کیا ہوگا
اُسکا یہ ظہور ہے افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہے غائب ہونا چھپ جانا اُسکا کام ہے اُسے
کون مار سکتا ہے سب لشکر مسلمانان کو مٹا دیگا جب غصہ کر کے آگر بیگا تو زمین ہلا دیگا ایسے
بادشاہ کے مقدمے مین ایسی بات مشہور کرتی ہو گل اندام کہتی ہے تو اتمکو نہین معلوم کیا سود
ہوا ہے جو شخص صاحب لوح ہوگا اُسکے نزدیک مار لینا افراسیاب کا کیا مشکل ہے کل اہل لوافشان

جہان مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہر چیز
بے شربت وصال ہو دشوار زندگی
تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
منظور محو ذات جو ہوتا ہے تو نظام

دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے
قاتل تری صفائی کے قربان جائیے
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے
دل سے ذرا حجاب دوئی کو اٹھائیے

اس طرح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شعلہ جوار چھوٹنے لگا ساتھ والون سے آواز دی یارو پہاڑ پر جاؤ دو بہنین یہان پر حاکم ہین جا کے ایسا فتور کرو کہ دونون بہنین لڑین اور کنیزون مین بھی فساد ہو چار پانچ ننگے ننگے لنگوٹیان باندھے ہوئے چٹیان سر پر اڑتی ہوئین اپنے مقام سے اٹھے کہا استاد ابھی جاتے ہین کہا رات بھر مین ایسا فساد برپا کرو کہ صبح کو جب روشنی ہو تو مکان و خزانہ ظاہر ہو جائے انکو مار کر پھر خزانہ لے لین گے قضائے کار گل اندام و گل پیرہن دونون بہنین کوہ فیروزہ پر حاکم ہین چالیس ہزار فوج انکی مطیع و فرمانبردار ہے مع انیسون جلیسون کے دونون بہنین مسند پر بیٹھی ہین عیش و طیش کے سوا کسی وقت غم و الم نہین کہ یکایک چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین روتی ہوئی گر پڑین کہا واری غضب ہوا طلسم ہوشربا فتح ہو گیا افراسیاب کو طلسم کشا نے مار لیا اب طلسم کشا کی طرف سے طلب ہے کہ جو خدمت جسکے سپرد ہو اُن اشیا کو لیکر حاضر ہو اور جو نہ آئیگا گنہگار ہوگا گل اندام یہ سنکر رونے لگی گل پیرہن نے کہا کہ یہ خبر کسنے کہی اُسکے منہ مین خاک افراسیاب کو کون مار سکتا ہے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب کو قتل کرے اور حیرت کو قید کرسکے جسنے یہ خبر کہی ہے اُسے نکال دو گل اندام نے کہا کہ بُوا سارے پہاڑ جل گئے دریا خشک ہوئے سیکڑون صحرا جلے درخت مٹے بُوا ایسی خبر کو خلاف سمجھتی ہو جسدن تمام صحرا جلا تھا اور کوہ فیروزہ بھی تھرایا تھا مین نے اسی وقت آپ سے عرض کی تھی کہ سامری و جمشید خیر کرین اور اب تو چند کس اُس جنگ سے بھاگ کر آئے ہین وہ بیان کرتے ہین کہ ہمارے سامنے افراسیاب قتل ہوا حیرت جادوگر گرفتار ہوئی مگر امیر کو ایسا ہی پاس ہے کہ حیرت کو قتل نہین کیا قید کیا ہے بہار جادو کے اختیار مین ہین آب و دانہ پہنچاتی ہین اس خبر کو بہن جھوٹ کہتی ہو گل پیرہن نے پھر جھلا کر جواب دیا ایسی خبر

پھینک دیا اب وہ شعلہ کلان طرف خوفناک کے چلا خوفناک نے ہرچند سحر کیے شعلے سے صدائے ہیبتناک آئی ہو کہ خوفناک کانپ جاتا ہو مثل شاخ بید تھرا جاتا ہو جو سحر اُسنے کیا پنجہ فولادی شعلے سے نکلا سحر کو روک لیا اور طرف خوفناک کے پھینک مارا خوفناک اپنے کو بمشکل بچاتا ہو آخر وہ شعلہ آکر جسم سے خوفناک کے لپٹا خوفناک چیخین مارتا ہو مگر شعلہ نہین چھوڑتا آخر مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر عضو سے شعلے نکلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوا دم بھر مین قصہ پاک ہوا کل اہل فوج کو مارا ان سب کو مار کر باغ کو لوٹا بہار کو تخت پر سوار کیا باغبان و مخمور ساتھ ہوئے خواجہ بھی تخت پر سوار ہوئے شیطان بچے غل مچاتے ہوے اس جاہ وحشم سے طرف لشکر کے چلے قریب کوہ فیروزہ پہونچے رات کو اُس مقام پر اُترے شعلہ خوار نے بارگاہ عمدہ استاد کرائی بہار و باغبان و مخمور اسکے اندر داخل ہوے شعلہ خوار نے ہاتھ باندھکر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری دای ہنر بردشت طراری اس پہاڑ مین بھی خزانہ ہو کچھ گانا سُنائیے تو دو ن شاگردون کو بھیجون وہ جاکر آپس مین فساد کرائین دو خزانہ دار اس کوہ پر ہین آپسمین لڑین تب قصر ظاہر ہو اُنکو قتل کر کے خزانہ لیجیے مگر گانا سُنائیے مین رخصت ہو جاؤن جب آپ دربار مین امیر کے پہونچین گے تب حاضر ہونگا خواجہ اسی وقت سامنے آ بیٹھے زنبیل سے ڈُگڈگی نکالی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

زانو سے مرے آپ نہ سر کو اُٹھائیے	فتنہ ہو مست خواب نہ اسکو جگائیے
تربت پہ میری ہار شبینہ چڑھائیے	جسدن مرے مزار پر تشریف لائیے
جان لب پہ آگئی ہو غم انتظار مین	اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے
ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ	تازہ نہ اس بہار مین کچھ گُل کھلائیے
شرما کے بولے رات جو مین نے گلہ کیا	گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے
بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے	دامن اُٹھا کے آپ ذرا اینچ کے جائیے
صید افگنی کا شوق ہو تو دام زلف مین	عاشق کے مرغ روح روان کو پھنسائیے
آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان	کیون ایک دم کو منت عیسے اُٹھائیے
لیجے حباب روز جزا ظلم و جور کا	جی چاہتا ہے اُنکو تماشا دکھائیے

حکم دون جان کیسے وہان پہونچا وین خواجہ نے کہا کہ بار برداری میرے ساتھ ہو کہکر جال الیاسی
نکالا اور یہ کہکر کھینچ مارا کہ اژدر جال ضجال ہو کر گریو بالشت بالشت بھر بھی نہ چھوٹنے پائے جبال
جو تراسب کھولتے اور توڑے اشرفیون کے کھینچکر زنبیل مین رکھے جاتے ہین دادا جان بیچے
ہمارے دوست نے یہ مال دیا ہے خواجہ یہ مال لیکر نکلے دیکھا اسی طور جنگ قایم ہے مخمور و بہار و
باغبان فوج کو دیوانہ کر رہے ہین دونون بھائی آپس مین گوشت خرد و ندان سگ ہو رہے ہین
جب سہمناک نے گولہ مارا خوفناک بچا فوج والون مین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا سو دو سو
بیکار ہوے بہار نے پوچھا کہ خواجہ کہان گئے تھے بہت ہنستے ہوے آئے ہو خواجہ نے کہا کہ
اب تم لوگ ہٹ جاؤ اُس شخص کی آمد ہے کہ جو اگر ان دونون کی گردن لیگا ان مین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑیگا بہار سے خواجہ باتین کر رہے ہین کہ ایک دفعتاً اس زور و شور سے ہوا کہ زمین ہل گئی
جس مقام پر سہمناک و خوفناک لڑ رہے تھے وہان ایک غار پیدا ہوا کچھ شعلے چاپ پر چمک کے
نکلنے لگے ایک شعلہ کلان نکلا وہ شعلہ طرف سہمناک کے چلا اس شعلے سے آواز آتی تھی کہ او
بیحیا تو نے قید مین بڑی بڑی تکلیف پہونچائی ہم شعلہ خوار آتشخو سہمناک حیران و پریشان ہے
کہ خوفناک تو زندہ لڑ رہا ہے شعلہ خوار نے کیونکر رہائی پائی یہ سحر باغبان وغیرہ کا ہے اس
خیال مین ایک گولہ اُس شعلہ کلان پر مارا جیسے ہی وہ گولہ قریب شعلہ کلان کے پہونچا اُس
شعلہ کلان سے ایک پنجہ فولادی پیدا ہوا پنجہ فولادی نے گولہ روک لیا گولہ روک کر وہی گولہ
طرف سہمناک کے پھینک مارا وہ گولہ طرف سر سہمناک کے چلا سہمناک پیچھے ہٹا پیچھے ہٹ کر دیکھا
کہ جدھر مین جاتا ہون اُسی طرف گولہ آتا ہے تب کو اپنے اپنا ہاتھ کاٹ کے خون اپنا زمین پر
گرایا وہ گولہ اسی خون پہ گرا ٹھنڈا ہو کر رہگیا اور وہ شعلہ کلان لپک کر سہمناک کے جسم سے
لپٹا سہمناک کو معلوم ہوا ہڈیان جلنے لگین مگر شعلۂ آتش نے اسقدر جلایا کہ بدن مین آبلے
پڑ گئے مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک کا ڈھیر ہو گیا ہوا اس زور سے
چلی کہ خاک بھی یاد ہوئی خوفناک نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ یار و جان بچاؤ معلوم
ہوتا ہے شیطان پچھنے رہائی پائی میرا لقب سے ہٹ آنا بڑا غضب ہوا ہر شخص کو یہی معلوم ہوتا ہے
کہ ایک شعلہ ہمارے نزدیک آیا پانون مین لپٹ گیا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین سیکڑون کو زمین چیر کر

بجالاؤ نگا مرکات کر اُسکا خدمت مین ملکہ کی لیجاؤنگا ملکہ مخمور الگ ہوئین سہمناک نے جو بھائی
کو گستاخ پایا گولا پھینک مارا آواز دی بھائی صاحب لیجیے اب بھیے تو آپ کو معلوم ہو خوفناک
کہا کہ مخمور نے کوئی سحر عمدہ تمیز نہ کیا نہین تو تمکو حال معلوم ہوتا بھائیون مین گولے چلنے لگا ایک کا
ایک سحر روکنے لگا ان دونون کے سحر سے فوج والے جل رہے ہین درختون سے شعلے نکل رہے ہین
مثل ہیمہ خشک جل رہے ہین اہل فوج خوف سے دونون بھائیون کے سحر نہین کرتے اپنے کو
قتل کرا رہے ہین خواجہ جو چھوٹ کر بھاگے اُس نقب مین پہونچے اندر نقب کے جاکے دیکھا
دروازہ کھلا ہوا ہی سامنے شعلہ خوار آتشخو بیچ مین اپنے بھائیون کے بیٹھا زنجیرین ہلا رہا ہی خواجہ
کو دیکھکر خوش ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای مہربان آپ کہان تھے کہ غلام مدت سے اس مقام
پر قید ہی میری چوٹی جو زنجیر سے چھت کی بندھی ہی مرف اسکو کھول دیجیے عمرو نے کہا ای شعلہ خوار
آتشخو ابھی تمھین تکلیف اُٹھانا پڑیگی باہر دونون بھائی لڑ رہے ہین اُنکا علاج واجب و لازم ہی
شعلہ خوار نے کہا کہ یہ دونون کیا چیز ہین افراسیاب کو ایسا حیران کرون کہ اپنی جان سے
عاجز آجائے عمرو نے کہا کہ افراسیاب اب کہان ہی جہنم مین پہونچا مین خاص تمھاری رہائی
کو آیا بیچ مین ساحرون نے روکا قتل کا میرے ارادہ کیا مخمور و بہار و باغبان ساتھ آئے ہین وہ
بھی لڑ رہے ہین مین یہان آیا تمھین چھڑانے کی فکر مین ہون عمرو نے جھپٹ کے چھت کی زنجیر سے
چوٹی کی لپٹی چٹیا شعلہ خوار کی کھولی شیطان بچہ تڑپ کے اُٹھا آواز دی ہان بھائیو اُٹھو سب
ساتھ والون کی رسیان ٹوٹین خواجہ سے کہا کہ آپ جائیے مین آتا ہون عمرو نے کہا کہ نہین میرے
ساتھ چلو شعلہ خوار نے جواب دیا کہ اُستاد آپ سے کبھی خلاف وعدہ نہ کرونگا مدت سے آپکا گانا نہین سنا
عمرو نے دو شعر گنگنا کر سامنے شعلہ خوار کے گائے وقت کو دیکھکر جو تانین لگائین شعلہ خوار جھومنے لگا
ایک کوٹھا سامنے تھا شعلہ خوار نے اُسکا قفل توڑا کہا خواجہ یہ قید خانے کا مال ہی یہ تو
آپ کی نذر ہی اور بھی حاضر کرونگا کیا افراسیاب مارا گیا کئی خزانے ایسے ہین کہ سوا سے
میرے اُنکو کوئی نہین جانتا مین چلکر بتاؤنگا خواجہ نے جو دروازہ کھول کر دیکھا جواہرات سے
کھلونے اسمین بھرے ہین اور ایک جانب توڑے اشرفیون کے برابر چنے ہوے ہین
خواجہ بہت خوش ہوے جال الیاسی زنبیل سے نکالا شعلہ خوار نے کہا ابھی مین اپنے ملازمون کو

مجھے بعد امتحان بھی جور تم کیونکر کریں
وہ ستائیں غیر کو ایسا ستم کیونکر کریں

لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اُڑ جائے ہے
ہائے احوال دل مضطر رقم کیونکر کریں

گر نگاہ ناز کو مشق ستم منظور ہے
دشمن اپنی نرگس تربت قلم کیونکر کریں

دیکھ لیوے عکس رخ تو کیا بنے پھر دیکھ تو
گریہ اُسکے سامنے اے چشم تم کیونکر کریں

جب دل اغیار خون ہو کر غرہ تک آ گیا
پھر لحاظ غمزۂ شمشیر دم کیونکر کریں

اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
جانب چلون نظارہ دمبدم کیونکر کریں

ہر شب فرقت میں مرگ افسانہ خوان بیٹھا ہے
نام آرام آ گیا خواب عدم کیونکر کریں

دیکھ پیچ و تاب سنبل ہو گیا دل بیقرار
اب نہان سودائے زلف خم بخم کیونکر کریں

سب کو ہوتا ہے جہان میں پاس اپنے نام کا
ہم بھی تو مومن ہیں دل نذر صنم کیونکر کریں

الغرض زمزمہ سرا نے جب یہ اشعار گائے خوفناک کی آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ گلنار بلبلا کے پکار اُٹھا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے آسمان خوبی کی ماہ کمال ذرا ادھر نگاہ اٹھا کے دیکھو ہمیں سرفراز کرو ہم عاشق جمال ہیں عاشقوں کو سرفراز کرنا معشوقوں کا کام ہے صورت زیبا تمھاری مقبول خاص و عام ہے جسکا کہو سر حاضر کریں اپنی جان قربان کریں ہمکو سب طرح منظور ہے جمال دیکھنے سے قلب کو سرور ہے ملکہ بہار نے کہا سہمناک کا سر حاضر کر دیہ کہکے آواز دی کہ آ اے گل اندام دیکھ تو یہ کیا کہتا ہے ایسا اُسکو کر دے کہ یہ بھول جائے پہلو سے ایک نازنین پھولوں کے زیور مین غرق آڑی ترچھی بدھیان پہنے ہوئے سامنے آئی ملکہ بہار نے کہا کہ اے گل اندام دیکھو خوفناک کیا کہتا ہے وہ نازنین ہنستی ہوئی سامنے خوفناک کے آئی پکار کر آواز دی ٹھہرو ذرا ٹھنڈے ہو گھبراؤ نہیں میں آ پہونچی قریب آ کر ہار اپنے گلے سے اُتارا گلے میں خوفناک کے پہنا دیا ہار پہنتے ہی خوفناک اور زیادہ بد حواس ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا اے ملکہ جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں بہار نے کہا کہ اپنے بھائی صاحب سہمناک کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خوفناک پلٹا پکار کر آواز دی کہ او سہمناک کیوں دیوانہ ہوا ہے میرے سامنے آ مجھ سے تو آنکھ ملا غریبوں سے کیوں مقابلہ کر رہا ہے میں تجھکو جواب معقول دونگا مخمور کو دیکھ کر پکارا کہ اے ملکہ عالم آپ کیوں تکلیف کرتی ہیں میں اسکو سمجھا دونگا بہار نے جو حکم دیا ہے وہ

ز عمر خویش بہر ماہ و سال و ہر شب و روز — بذکر و فکر خدا شغل گیر یک دو نفس
چو خوابگاہ تو آخر بہ بستر خاک ست — چہ حاجت است جلوست بمسند اطلس ما
بہ بند رخت سفر زود و بے خبر منشین — دران زمان کہ بگوشت رسد صدای جرس
سخی بخور و و بہ بخشید و مال با خود برو — بہرو وبا ہیچ نبرو از جہان بخیل اخس
بدست خویش بدہ انچہ سیم و زر داری — کہ بعد مرگ تو ند ہند بہر تو یک خس
غنیمت است دمے چند زندگانی تو — چو وقت رفت نیاید بدست تو واپس
نمود جلوہ خود ذات حق بہر چپ و راست — منور است ز نور خدا چہ پیش و چہ پس
درست تحفہ این نظم پارسی ہندی — بطور نذر نبرد شہنشہ پارس

عمرو نے جو بلک کر دعا کی جلاد نے چاہا بڑھ کر خنجر ماردن آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا دوسرے جلاد پر بھی پھول گرا وہ بھی جلکر تمام ہوا دونون جلاد جب جلے تو نادرہ نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو آسمان پر ٹھہر رہی ہین پھول پھینکتی ہین نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا خوفناک نے پکار کر آواز دی کہ او بہار یہ ہزار ہا کا خون تیری گردن پر ہی اور پھر آئی ہر منہ خوفناک کی یہ کہکے نادرہ کو ہٹا کر گولہ مارا بہار نے گولہ کاٹا مقابلے مین خوفناک کے اتر آئین آپس مین سحر چلنے لگا خوفناک نے کئی گولے مارے بہار نے گولے دفع کر کے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گلدستہ نکالا خوفناک پر پھینک مارا تینون جادوگر نادرہ و خوفناک و سہمناک نے چاہا کہ بہار پر ملکر سحر کرین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ ہم ملکہ مخمور سرخ چشم و ماکہ مخمور سہمناک کے مقابلے مین آئین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ ہم باغبان قدرت باغبان نے نادرہ کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی بہار نے تجھے کس کام کو بھیجا تھا اُس کام کو بھولی یہ کہکے کارد سحر کھینچ ماری نادرہ کے سینے کو توڑ کر پار گذری نادرہ گری نادرہ کا جو کام تمام ہوا سہمناک نے جو لاشہ زوجہ کا دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے اس ظالم کو گھیر کر مار لو فوج نے باغبان و مخمور پہ بلوہ کیا بہار نے جو گلدستہ خوفناک پر مارا پھول برسنے لگے غنچہ لبان خوشنوا نے مجمع کیا جھنکارے مار کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

بزم مین اُسکی بیان درد و غم کیونکر کرین — وہ خفا جس بات سے ہووے وہ ہم کیونکر کرین

جب سامنے آئے تو مین سحر اتار دن سہمناک تو ایک جانب بنا خوفناک نے ایک لکہ ابر بنایا اُس لکہ ابر کو نادرہ پر گرایا نادرہ لکہ ابر مین بند ہوئی اور پانی بھی برس رہا ہر دور سے جو فاخر تاجدار نے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو کے دوڑا ایچارتا ہوا کہ او بیحیا تو کون ہر کہ جو ملکہ پر یہ بدعت کرتا ہی یہ کہکے ابر پر گولا مارا گولہ قریب لکہ ابر پہونچا تڑپ کے نادرہ ابر سے نکلی نکلکر گولے کو روکا روک کر فاخر تاجدار پر پھینک مارا فاخر تاجدار کے سر پر گولہ پڑا کہ سر فاخر کے ہزار ٹکڑے ہوے خوفناک نے قریب نادرہ آکر وہ طرہ کان سے نکال لیا کہا اے ملکہ عالم یہ طرہ تمھین نازیبا ہر جیسے ہی طرہ کان سے نکلا نادرہ کو ہوش آگیا کہا بھائی صاحب مین تو اپنے شوہر کی ملاقات کو آئی تھی یہ لڑائی کس سے پڑی فوج کو کسنے قتل کیا خوفناک نے کہا کہ بھابھی صاحب فوج مین بلوہ ہو گیا تھا آپس مین لڑی کہ چند قتل ہوے دیکھو شوہر کا تمھارے کیا حال ہے نادرہ نے آکر سہمناک کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جس وقت نامہ تمھارا پہونچا ہم اُسی وقت سوار ہوے تمھاری ملاقات کو آئے چلو باغ مین چلو چلکر بیٹھو خوفناک نے بڑھکر کہا کہ بھائی صاحب ایک خوشخبری سُناتا ہون کہ عمرو عیار کو گرفتار کیا نادرہ یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئی کہا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے افراسیاب بھی تنگ تھا ہزارون مرتبہ افراسیاب کو اس ظالم نے دھوکا دیا افراسیاب پریشان تھا آخر لڑ بھڑ کے اپنی جان دی اسکو ابھی قتل کرو میدان خونی کی تیاری ہو نادرہ سہمناک و خوفناک کے ساتھ اندر باغ کے آئی کنیزون نے دارین استادکین چند زنگی خنجر برہنہ لیکر کھڑے ہوے خوفناک نے عمرو کو اُنکے سپرد کیا اُنھون نے عمرو کو کھینچا عمرو بہت تڑپے پھڑکے جب زنگیون نے کھینچ کر سامنے خوفناک کے بٹھایا ایک زنگی نے گردن پر گولے کا خط کھینچا خنجر چمکا کر آواز دی اے خوفناک سمجھکر حکم دیجیے فوراً اُٹھا مارون کہ ایک ہی ہاتھ مین سر تن سے جدا ہو خوفناک نے طرف سہمناک کے دیکھا کہا کہ کیون بھائی کیا حکم دیتے ہو سہمناک نے کہا کہ فوراً قتل کرو زنگی خنجر چمکانے لگا عمرو نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس بلا سے نجات دے

اپنا تو یہ اعتقاد ہر **نظم**

مساز رغبت و الفت بغیر حق با کس
کہ از تمام خدائی فقط خدا ایست بس

فتد چو بندۂ نادان بہ بند حرص ہوس
چو مرغ باز نیاید برون ز کنج قفس

آج اس شخص کو گرفتار کیا۔ یہ ہے کہ افراسیاب کی جان پر بنی تھی ایسی عیاریان افراسیاب
پر کین اسی غم مین آئے اپنی جان دی اس ظالم کو قتل کرون ابھی جل کے سحر آتا یا ہو عمرو کو کھینچتا ہوا پیرزن
باغ مین آیا دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہی نادرہ گلگون پوش طرہ کلاہ مین بجوش و خروش لڑ رہی ہی
صہناک بھاگ بھاگ کے اپنی جان بچاتا ہی جب نادرہ نے سحر کیا پھول برسے جس پر پھول
پڑ گیا اور بو دماغ مین پہونچی وہ مبہوت ہوا گریبان پھاڑا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیدا ہی لچک بار جو موباف زری ہی — اُس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہی
ساغر مین چھلکتی ہی شراب اسلیے ساقی — شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہی
جلنے مین چھلاوا ہی تو تسخیر مین جادو — یہ مردمکِ چشم ہی لیلی کہ پری ہی
اک جلوہ دکھا جاتی ہی پھر کر نہین آتی — ثابت نہین سایہ ہی جوانی کہ پری ہی
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہی
دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم مین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہی
کیا چھائی ہی فرطِ قلق ہجر مین حیرت — لب پہ نہ تو نالہ ہی نہ آنکھون مین تری ہی
ہر چند ہی وہ چشم سیہ صورتِ آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہی
رخصت نہین گر بادِ بہاری کی جبین سے — پُر درد یہ کیون نالۂ مرغِ سحری ہی
رہتی ہی ہوس مولے پر بھی مجھے یاد تمھاری — ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہی
دل سے مرے پوچھے کوئی حالِ نظر یار — آنے مین وہ بجلی ہے تو جانے مین پری ہی
دیکھی نہین بجلی مین بھی ہمنے یہ شرارت — کیا کوت کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہے
کچھ آپ سے تڑپا نہین رعشۂ خنجر — مجبور ہے بندہ ہے خطائے بشری ہے

چہار طرف ان اشعار کا ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی پیٹ رہا ہی کوئی گلا کاٹتا ہی نادرہ نے تمام
لشکر کو دیوانہ کر دیا جبیرِ نگاہ سحر آگین قدرانی اور طرۂ کلاہ سے ہلا یا پھول برسنے لگے طائر جا بجا
درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہین بعض طائر اُڑ کر سر پر صہناک کے آتے ہین اور مثل
انسان کے پکارتے ہین کہ اے صہناک اسقدر نہ گھبراؤ ہوش مین آؤ صہناک اُسی طرح
جنگ کر رہا ہی کہ نادرہ نے پکار کر کہا بھائی صاحب آپ ہٹ جائیے نادرہ کو قریب آنے دیجیے

خوفناک کے پہلو مین ایک چھوٹا سا نخل لگا ہی اسپر ایک طائر بیٹھا تھا جیسے ہی خوفناک نے جام ہاتھ مین لیا طائر نے چہکار اور منقار کھولکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہجر جانان مین جی سے جانا ہی
آتش عشق کا بجھانا ہی
چشم آہو صفت کو کیجیے چار
رشک سے کیا ہمین جلانا ہی
رکھو دلدار روز و شب امید وصال
اپنے کعبے کا آستانا ہی
دگر و ندان کے عشق مین اکدن
آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہی
خاکساری نہ چھوڑنا رعنا
کیون نہ برسائیں اشک دیدۂ تر
کچھ عجب طرح کا زمانا ہی
گر میان غیر سے وہ کرتے ہین
عاشق زار کو رلانا ہی
سر جھکے کیون نہ یار کے در پر
اسی کوچے مین اپنا جانا ہی
کوئی دم مین عدم کو ہون راہی
کسل شب کا اگر مٹانا ہی
بس یہی موت کا بہانا ہی
ہو عدو جب پہ کیجیے احسان
ہمکو وحشی اگر بنانا ہی
یاد دلوا کے داستان وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہی
جان جاتی ہی جس جگہہ سب کی
کنی ہیرے کی ہمکو کھانا ہی
رکھ کے زانو پہ سو رہو سر کو
ایک دن خاک ہی مین جانا ہی

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے خوفناک طائر سے نگاہین ملائے رہا بغور یہ اشعار سنا کیا جب اسنے مصرع آخر پڑھا کہ ایک دن خاک ہی مین جانا ہی خوفناک نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور پکار کر آواز دی او ساربان زادے تیری ذات کے سارے فتور ہین کہ بھائی صاحب زوجہ سے اپنی لڑ رہے ہین عمرو نے چاہا کہ خنجر مارون اسنے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے اسنے گرفتار کیا کشان کشان لیکر نقب سے نکلا کہتا ہوا کہ ارے او ظالم افراسیاب نے مجھکو اس مقام پر مقرر کیا تھا سحر میرا مجھکو دمبدم خبر دیتا تھا تو گلشن کی شکل بنا اس وقت بھی میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ عمرو آگیا گلشن کو بیہوش کیا تو نے مجت مین اسکی شراب لگائے وہ تیرے اوپر مائل ہوا مین یہان ہنس رہا تھا سوچا تھا کہ جب عمرو اسکو بیہوش کرنے لگیگا اسوقت جاکے گرفتار کرلونگا تو میرے پاس پہونچا میری ہی فکر مین آیا اب تجھکو ابھی جاکے قتل کرتا ہون نقب سے نکلا کنیزین دوڑین پکارتی ہوئین کہ میان خوفناک صاحب آپ نے کیون تکلیف فرمائی بھائی صاحب آپ کے زوجہ سے جنگ کر رہے ہین بی نادرہ نے نصف لشکر کا خاتمہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہر مرتبہ چمک چمک کے شوہر پر آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ ابکا سحر خالی نہ جائیگا مگر آپ کے بھائی صاحب اپنے کو سحر سے بچاتے ہین ورنہ اب تک اسنے خاتمہ کر دیا ہوتا خوفناک نے کہا مین نے

کماشتہ وہ ایسی سختی سے قید ہی کہ قید خانے سے نکل نہین سکتا سامنے جو حجرہ ہی اُس کوٹھرے
کوئی جائے ایک میز بچھا ہی اُسکو ہٹائے میز کے نیچے دہنہ نقب ہی اُس نقب مین جائے خوفناک
سہمناک کا بھائی راہ مین نگہبان ہی ایسا کوئی ہو کہ خوفناک کو مارے سامنے دروازہ ہی وہ کھلا گیا
تب دیکھیے کہ سامنے شعلہ خوار رسن مین بندھا بیٹھا ہی گرد اُسکے اُسکے ساتھ والے اُسی کے ساتھ بندھے
بیٹھے ہین پہلے جاکے شعلہ خوار کو رہا کرے جب رسیان ٹوٹین گی سب رہا ہو جائین گے اگر وہ نکل آئے
تو بی نادرہ اور اُس تاجدار کی کیا حقیقت ہی ابھی نکلکر جیسے پہاڑ ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا کون
ایسا ہی جو وہان تک جاکے سہمناک کے تو اسوقت ہوش درست نہین تو وجہ کہ اس حال مین دیکھکے
پریشان ہو رہا ہی اور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نادرہ بہار کے سحر مین مبہوت ہی طرۂ کان مین لگا
ہوا چہرہ گلنار سب علامتین سحر بہار کی ظاہر ہین وہ اپنے ہوش مین نہین ہی اور سہمناک
اُس سے لڑنے گئے ہین وہ تاجدار بھی ہار پہنے ہی یہ دونون اپنے ہوش مین نہین ہین سہمناک کی
جان کو سامری و جمشید بچائین یہ سنکر خواجہ باتین کرتے کرتے اُسکے پاس سے ہٹے کوٹھے پر پہونچے
میز کو ہٹایا دہنہ نقب نمایاں ہوا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا سہمناک کی شکل بنکر تیار
ہوے نقب مین چلے خوفناک بیٹھا ہی اُسنے جو پانون کی آہٹ سنی پکار کر آواز دی کہ یہ کون آتا ہی
خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام قید شعلہ خوار آتشخو ہی عمرو نے جواب دیا کہ ای بھائی مین ہون سہمناک
تمھارا بھائی یہ کہکے سامنے خوفناک کے آئے خوفناک بیٹھا جھوم رہا ہی خواجہ جاکر پاس بیٹھ گئے
کہا بھائی تمنے سنا بڑا غضب ہوا آج تمھاری نادرہ سحر مین بہار کے مبتلا ہوکر آئی ہی ایک
تاجدار کو ساتھ لائی ہی دونون نے ملکہ ہزاردن کو قتل کیا دروازے پر باغ کے لالہ زار کھلا ہی
ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی اگر مناسب ہو تو ساتھ چلو نادرہ پر سے سحر اتارو اُس تاجدار کو قتل کرو
خوفناک نے کہا کہ سحر بہار اتارنا کتنی بڑی بات ہی ایک اشارے مین سحر اُتار لونگا اور اُس
تاجدار کو قتل کرونگا عمرو نے جلد ہی مین جام شراب کا بھر کہا بھائی ایک جام شراب تو پی لو کہ قلب
کو تسکین ہو اگر یہ نہ کروگے تو سحر کیونکر اتاروگے بھائی مین بہت پریشان ہو رہا ہون کہ ساری
فوج نادرہ پر بلوہ کیے ہوے ہی بڑے بڑے ساحر فوج مین ہین ایسا نہو کہ کسی کا سحر پڑ جائے اگر وہ
قتل ہو گئی تو مجھے کیسا ملال ہوگا ہر وقت اُسکے شباب کا خیال ہوگا یہ کہکے جام ہاتھ مین خوفناک کے دیا

یہ آوازیں سنکر سہمناک اپنے مقام سے تڑپ گیا تھا کہ ماہ گلشن میں آتا ہے ان دیکھوں یہ کیا معرکہ ہے
کسنے لشکر کو لوٹ لیا کسنے آگ برسائی ہر چند کہ عمر نے چاہا کہ دو کون شراب پلاؤں سہمناک نے رکا
اٹھا گھبرا کر باہر آیا خواجہ بشکل گلشن پیچھے پیچھے باغ سے نکل کر چلے سہمناک نے دیکھا کہ لشکر پہ
پتھر برس رہے ہیں ایک طرف آگ برس رہی ہے ایک طرف ہوائے گرم چل رہی ہے نگاہ اٹھا
کے دیکھا کہ ایک طرف نادرہ گلگون پوش چہرہ سرخ طرہ کان میں لگا ہوا ایک جانب ایک مرد
تاج سر پر گولے فوج کو مار رہا ہے اُس مرد کو سہمناک نے للکارا کہ میرے اہل فوج نے تیرا کیا لیا ہے یہ
کہکے تاجدار پر گولہ مارا تاجدار نے گولہ ہاتھ میں روک لیا اُسکی فوج پر پھینک مارا کئی سے
جوان مر کر گرے کئی گولے سہمناک نے فاخر تاجدار پر مارے فاخر نے گولہ روک روک لیا اور
وہی گولا اسی کی فوج پر پھینکا صدہا جوان مر کر گرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہے ہر ایک اہل فوج
دردمند ہے دور سے نادرہ نے جو دیکھا کہ سہمناک نے دو چار گولے ایسے مارے کہ فاخر زخمی ہوا
جھومنے لگا نادرہ جا پڑی سہمناک کو للکارا کہ او نامرد یہ کیا کیا تو نے عاشق جان بہار کو
زخمی کیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا سہمناک حیران ہے کہ زوجہ کو میری کیا ہو گیا کیوں اسقدر
مجھپر غصہ کرتی ہے یہ تو بالکل میری جان کی دشمن ہے اگر فاخر تاجدار نے دس کو قتل کیا تو اسنے پچاس کو
قتل کیا چالیس کنیزیں پشت پر وہ بھی سحر کر رہی ہیں صحرا میں لاشے تڑپ رہے ہیں ہزارہا ساحر
کا لاشہ پڑا ہے نادرہ چاہتی ہے بڑھ کر سہمناک سے مقابلہ کروں اگر بن پڑے تو سر کاٹ لوں
افسران فوج بڑھ بڑھ کے روکتے ہیں اُنپر سحر کر رہی ہے صدہا کو قتل کیا مگر گلشن لقا یعنی خواجہ نے
جب یہ ہنگامہ دیکھا دروازے پر باغ کے کھڑے رو رہے ہیں اندر سے باغ کے کنیزیں دوڑیں
ایک کنیز انہیں سے سوسن نامے ازاربند میں گچھا کنجیوں کا باندھا ہوا گھبرائی ہوئی نکلی یہ کہتی ہوئی
کہ ارے یہ کیا قیامت ہے زوجہ کیوں شوہر کی دشمن ہو گئی اور یہ کس تاجدار کو ساتھ لائی ہے
یہ کیوں سہمناک کا دشمن ہے معلوم ہوتا ہے یہ تاجدار بی بی نادرہ پر عاشق ہے عاشق و معشوق نے
دونوں صلاح کر کے آئے ہیں سہمناک کیونکر بچیگا عمرو نے کہا کہ سوسن یہ کنجیاں کیسی ازاربند میں
باندھے ہے اور شعلہ خوار آتشخو شیطان بچہ جسکو افراسیاب نے قید کر کے بھیجا
تھا اُسے سہمناک نے کہاں قید کیا ہے بی سوسن کہتیں ہیں کچھ معلوم ہے سوسن نے کہا کہ

کبھی یہ اشعار پڑھتا ہی کبھی طعن و تشنیع کرتا ہی آخر چند کنیزون سے اشارہ کیا اور ے اس سرکش کو سمجھاؤ
مین کس کس طرح کہتا ہون یہ ظالم نہین مانتی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا حضور آپ کی زوجہ آتی
ہونگی وہ سمجھ آتے ہی طعن و تشنیع کرینگی یہی فرمائینگی کہ کیون گلشن تونے ہمارا ابھی خیال نہ کیا ذرا
کہنے والے نے کہا اور تو رہنی ہوگئی سہمناک جادو کہتا ہی آج تیسرا دن ہی مین نے کہلا بھیجا تھا
کہ جلد آؤ ابھی تک وہ نہین تشریف لائین نہین معلوم کس کام مین پھنسی ہوئی ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکر
کہا وہ ضرور آئینگی نہین معلوم کیا رنگ لائینگی آپ اُنکے مزاج سے بخوبی آگاہ ہین اور پھر آپ یہ فرماتے
ہین کنیزون سے کہا جو تم نہ مجھے سمجھاؤ اب سمجھاتی ہو اُنکے سامنے ہرگز نہ آؤ گی بھاگ بھاگ کر
چھپو گی آننا نہ منھ سے نکلیگا کہ گلشن انکار کرتی تھی ہم لوگون نے سمجھا کر راضی کیا کنیزین کہتی ہین
اری گلشن اب زیادہ باتین نہ بنا شہنشاہ کے ساتھ تخلیے مین جا دیکھ کیا فرماتے ہین خواجہ عمرو کے
خیال مین آیا اب چلکر اُسکو بیہوش کرون اپنا مطلب نکالون یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھے کہتے ہوئے
صاحو مین تمھارا کہنا مانتی ہون لیکن میرے روزگار مین فرق نہ آئے سہمناک جادو نے کہا اری
گلشن اگر ملکہ عالم تجھکو چھڑا دینگی تو مین گھر بیٹھے تنخواہ بھیجونگا پروہ کیا کرینگی تڑپ تڑپ کے مرینگی
گلشن نے کہا مین حاضر ہوتی ہون کنیزون سے اشارہ کیا چند گلابیان شراب کی و چند کشتیان کباب
کی تو کمرے مین رکھو آؤ شاید ضرورت پڑے کنیزون نے دوگلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے اُسی کمرے
مین رکھ دین و تین کشتیان کباب کی بھی رکھ آئین گلشن نقلی خرامان خرامان سامنے اُس کمرے
کے آئی ہر مرتبہ آواز دیتی رہی حضور مین آتی ہون ذرا ہوشیار رہیے سہمناک جادو کہتا ہے
بی گلسن تم تو دمبدم اشتیاق بڑھاتی ہو آؤ ہمارے پاس بیٹھو ہم بہت بیقرار ہو رہے ہین کئی دن کے
بعد آج آئی ہو ہم روز آدمی تمھارے یہان بھیجتے تھے مگر تمھارا جواب باصواب ملتا تھا کیا بجا مجرے کو
مین گئی ہین چاہتے ہین خواجہ کہ کمرے مین جائین کہ بیرون باغ سے فریاد و الامان کی صدا آئی
کہ کوئی آواز دیتا ہی اے شہنشاہ جلد دوڑیے میرا تو جوان بھائی مارا گیا کوئی پکارتا ہی ارے میرے جوان
بیٹے کو مارا کوئی پکارتا ہی ارے آگ برس رہی ہی کوئی پکار کر آواز دیتا ہی ارے پتھر بھی برس رہے ہین
قیامت برپا ہوئی ہی شہنشاہ سہمناک اسقدر غافل رہنا بہتر نہین ہی عیش و عشرت ہو چکے اب
اپنے نوکرون کی خبر لیجیے زیادہ پریشان نہ کیجیے تھوڑے عرصے مین سارا لشکر آپ کا تباہ ہو جائیگا

سے چمک اُٹھتے ہین اسقدر روشنی ہو کہ دن سے بہتر خواجہ عمرو تماشا دیکھتے ہوے صحن باغ مین آئے دیکھا فرش عمدہ بچھا ہے سہناک جادو مسند پر بیٹھا ہے گلشن ڈومنی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کے آواز دی صاحب آؤ تمھارا انتظار تھا تمھارے نہ آنے سے بہت بیقرار تھا خواجہ عمرو سلام کرکے سامنے بیٹھے سہناک جادو نے اشارہ کیا کہ بی گلشن آج تو تم کئی دن کے بعد آئی ہو جی چاہے تو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے اُن دونون عورتون کو اشارہ کیا کہ ساز ملاؤ اُنھون نے ساز ملائے

خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

یار شب وصل خفا ہو گیا
غم سے یہان حشر بپا ہو گیا

وا جو ترا بند قبا ہو گیا
عقدہ مرے دل کا بھی وا ہو گیا

کس سے کہون گرمی داغ فراق
سینہ جہنم سے سوا ہو گیا

شکوۂ صیاد نہ کر عندلیب
دام سے یان کون رہا ہو گیا

رنگ شفق روے فلک پر نہین
عکس فگن رنگ حنا ہو گیا

کم مجھے برزخ سے نہین زندگی
موت سے آگے ہی فنا ہو گیا

وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال
عقدہ یہ حل بعد فنا ہو گیا

کام کیا اُسکی نگہ نے تمام
مین ہدف تیر قضا ہو گیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہی وصال
درد مرے حق مین دوا ہو گیا

تمنے نہ رعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہو گیا

اس طرح یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سہناک تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے گلشن آج تیرے باغ حسن پر بہار ہے تجھکو دیکھکر دل بیقرار ہے خواجہ نے اُنکو تھا دکھایا سہناک نے کہا اے جان جہان دل اے آرام دل عاشقان زیادہ نہ ترساؤ چلو تنہائی مین دل بیقرار ہے یہ قول مصنف یعنی منشی احمد حسین قمر کلام

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا
اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری گور
اک آنسوون کے بہانے کا بھی بہانہ ہوا

شب فراق نے مارا تمھارے عاشق کو
اجل کا مفت مین اے جان جان بہانہ ہوا

قمر نے آہ جو کھینچی پلنگ پڑے آنسو
صدا جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

عیاری کا لگایا ایک فقیر کی صورت بنکر سوال کیا کہ بابا بھلا ہو کہاں جاتے ہو جو بہیلی ہنکا ما تھا ہنس کہا بی گلشن ڈومنی سہمناک کی مجرائی واسطے مجرے کے جاتی ہین چوبدار آگے کہ گیا اسوجہ سے جاتی ہین خواجہ عمرو نے کہا بی گلشن عجب ایک تماشہ ہی ذرا دیکھ لو تو جاؤ سانپ اور نیولہ لڑ رہا ہی جسدم سانپ کاٹتا ہی نیولہ لڑکھڑاتا ہوا قریب ایک درخت کے جاتا ہی اُسکی پتی کھالیتا ہی پھر آکے سانپ سے لڑتا ہی گلشن کمسن ہی اُسکو از حد اشتیاق ہوا خود آ بہیلی سے کود پڑی کہتی ہوئی چلی بڑے میان صاحب کہان سانپ و نیولہ ہی مین تو دیکھون خواجہ عمرو اُسکو لگا کے ایک گوشے مین لائے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو تو نذر زنبیل کیا آپ اُسکی شکل بنکر بہیلی پر سوار ہوے کہا ارے چلو و عورتین ساز لیے بیٹھی ہین اُنھون نے پوچھا بی بی کیا دیکھا اُنسے کہا ارے بڈھا جھوٹا تھا میرے سینے پر ہاتھ رکھتا تھا جب مین بہت خفا ہوئی تو وہ بڈھا طرف جنگل کے ہنستا ہوا بھاگ گیا لنگوٹا طوق اُتار لیتا کوئی ٹھگ تھا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ چلے آخر لشکر سہمناک جادو مین بہیلی آئی کمیدان رسالدار دیکھکر آوازے پھبتیکنے لگے کوئی کہتا ہی اے جان جہان ذرا ہمسے نگاہ ملاؤ کوئی کہتا ہی ذرا ادھر دیکھو کوئی کہتا ہی تیرے اشتیاق مین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین کالی کالی راتین نہین کٹتین خواجہ عمرو ایک ایک کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسی کو جواب دیتے ہین آنکھین تیری بند ہو جائینگی کسی کو جواب دیا ارے صورت تو اپنی بنوا تجھ ایسے سیکڑون مرتے ہین ہم کب خیال کرتے ہین اپنے مقام پر جا کے بیٹھو جورو کی تو خبر لو آٹھو پہر دروازے پر کھڑی رہتی ہی اور اگیرون سے نگاہین لڑاتی ہی کب کسی سے شرماتی ہی اس طرح کی باتین کرتے ہوے در باغ سہمناک جادو پر پہونچے چوبدار حاجب دربان در باغ پر حاضر ہین چند کنیزین چمکتی ہوئی اندر سے آتی ہین سپاہیون کو برائے کار و بار ضروری پکارتی ہین کوئی غل مچاتی ہی ارے بدھو ردتا کہان گیا پان اور الائچیان نہین لایا کارخانے مین خاک اُڑ رہی ہی خواجہ جو بہیلی سے کودے کنیزین قریب آگئین کہتی ہین ارے گلشن کہان تھی خوب آجکل مجرے کرتی ہی خواجہ سب کو جواب دیتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون سے آراستہ و پیراستہ نہرین موج مار رہی ہین حباب مثل چشم معشوق تماشا دری کر رہے ہین گویا چشمے نے برائے نظارہ حال گل و بلبل آنکھین لگا دی ہین تماشائے گلشن دیکھنے مین مصروف طائر آشیانون

مری عادت ہی تسلیم و رضا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل
تلاش یار ہینے جا بجا کی
کلاہ و تاج مین ہی نام کا فرق
کہا انو بہت ابتو حیا کی
ترے آنیسے جان آگی مری جان
خدائی بُت کرین قدرت خدا کی
حسینون مین ہی گھر گھر شور کہرام

مرے جلتے ہوے گر استخوان گلاے
چمن مین آمد آمد ہی صبا کی
پھنسایا طائر روح روان کو
حقیقت ایک ہی شاہ و گدا کی
اڑائی خاک تک میری پس مرگ
یمن مر کر جی اٹھا قدرت خدا کی
کھلے بند دن وہ سوتے ہین شب وصل
ستمگر آج ریغنا نے قضا کی

ابھی منقار جلجائے ہما کی
نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدا را ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان رام ہو جاین بتون کے
اب انکے دل مین خوب دل جا کی
یہ اشعار جو آنکھ ملا کر طائرون نے

فاخر تاجدار سے پڑھے فاخر تاجدار بہ نگاہ غور طرف اُن طائرون کے دیکھا گیا بہ گوش ہوش شنا ندکور کو سنا گیا جب طائر اشعار پڑھ چکے تب فاخر طرف بہار کے دوڑا اور ہاتھ باندھے ہوے پکارتا ہوا ای ملکہ عالم مین تو تابعدار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے آواز دی او گلفروش کہان ہے پہلو نخل سے ایک کنیز پھولون کا زیور پہنے ہوے ظاہر ہوئی ایک کشتی ہاتھ مین اُسمین چند ہار رکھے ہوے اُس کنیز نے وہ ہار فاخر تاجدار کو پہنا دیے ہار پہنتے ہی فاخر اور زیادہ مبہوت ہوا ہاتھ باندھکر تعمیل کرنے لگا کہتا ہی کیا ارشاد ہوتا ہے بہار نے کہا نادرہ کے ساتھ جاؤ جس سے یہ لڑے اُس سے لڑو جس سے مصالحہ کرے اُس سے ملو بہار نے نادرہ کو آواز دی نادرہ تمہاری مدد کو یہ ساتھ ہین جس سے لڑوگی اُس سے یہ بھی لڑینگے ہر حال مین تمھاری مدد کرینگے انکو ساتھ لیکر قریب کوہ بلند کے جاؤ یقین ہی خواجہ عمرو بھی پہونچے ہون اور مین بھی آتی ہون فاخر تاجدار جھومتا ہوا ملکہ نادرہ گل پیرہن کے ساتھ ہوا ملکہ نادرہ اور فاخر تاجدار سحر مین بہار گلعذار کے مسحور ہو کر طرف کوہ بلند کے روانہ ہوے لیکن خواجہ عمرو یہ خبرین دریافت کرتے ہوے قریب کوہ بلند کے پہونچے دیکھا سہمناک جادو ساٹھ ستر ہزار ساحرون سے دیدہ تو پر آپڑا ہے خادم و خدمتگار بھرے ہے ہین خواجہ عمرو ایک گوشے مین آکے ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک بہیلی آتی ہی اُسپر ایک نازنین شوخ و شنگ لباس فاخرہ پہنے ہوے جو آگے بہیلی پر سوار ہر اُڑا ئے ہوے بہیلی کو آتا ہی خواجہ عمرو نے رنگ و روغن

اور بہار نے یہ قہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیحیا تو ہمین قتل کر مگر کسی قسم کا خیال دل مین نہ رکھ یہ سنکر فاخر تاجدار نے ملازمون سے کہا کچھ پھول کچھ غنچے کچھ پتے درختون سے توڑ کے لاؤ ابھی ایک گلدستہ بنا کر سنگھاؤنگا مثل سیرے مجبور عاشق ہو جائیگی انکار بیجا نہ کریگی سب ملازم اسکے دوڑ کے اشیاے مذکور لائے سامنے فاخر تاجدار کے یہ سب سامان رکھدیا فاخر گلدستہ بنانے لگا رنگ روے بہار متغیر ہوا کہ حقیقت مین اگر یہ گلدستہ بن گیا اور اسنے مجھکو سنگھا دیا تو غضب ہوا پھر مین اپنے ہوش مین نہ رہونگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس انتشار مین اشک حسرت آنکھون سے جاری عالم بیقراری قضاے کار نادرہ رنگ گل پیراہن جو چلی تھی تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ہمراہ تخت اُڑتے ہوے آتی ہے نگاہ جو جمال بہار پر پڑی کہ زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن سرنگون کلیجہ خون سامنے فاخر کے بیٹھی رو رہی ہین کچھ ہی بہار کو اس حال پر ملال یہ من نادرہ کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا وہین سے نعرہ کیا او بیحیا تو کون ہے جو ملکۂ عالم پر یہ بدتمیزی کرتا ہے دیکھ مین آتی ہون یہ کہکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا دس پانچ ملازمون کے سر پھٹے گلدستہ ہاتھ سے فاخر تاجدار کے چھوٹا تخت پر گر کے جلنے لگا نادرہ نے دو تین گولے ایسے مارے کہ خیمہ گرا گل و غنچے جل گئے فاخر تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا ارے اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو سب فوج والے بلوہ کرکے نادرہ پر آپڑے نادرہ لڑ بھڑ کر قریب بہار کے پہونچی اور زبان سے سوزن نکال لی بہار کی جو زبان سے سوزن نکلی بہار نے اُٹھتے اُٹھتے چند سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے پتھر برسنے لگے دونون نازنینان مہ جبین آگے چالیس کنیزین پشت پر وہ آگ برسائی کہ لشکر فاخر تاجدار تباہ ہوا شور فریاد و آہ ہوا کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے فاخر ہر چند پکارتا ہے کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو کوئی جواب نہین دیتا اگر کوئی ٹھہرا تو ہاتھ سے نادرہ یا بہار کے مارا گیا بہار نے لڑتے لڑتے ایک نخل کو جو پایا اسکے سایے مین ٹھہرین پھول اسکے توڑ کے طرف فاخر کے پھینک ماری فاخر نے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے حال یہ فاخر کے ہنستے تھے کبھی آوازے کستے تھے طایران صحرا ایک مقام پر ایک نخل پر آبیٹھے فاخر سے آنکھین ملا کر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

جفا چھوڑ دو کرو عادت وفا کی	تبو آخر خدائی ہے خدا کی	نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر

از دل شدگان حجاب تاکے
می دہ ترک خواب تاکے
ساقی برخیز و جام مے دہ
ای دختر رز حجاب تاکے
تازی بحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تاکے
آخر نوبت رسد بہ لطفش
بر سوختگان عذاب تاکے
وقت است در آ بباغ خندان
آخر خانہ خراب تاکے

رخسارہ نقاب تاکے
توبہ ز شراب ناب تاکے
در موسم گل حجاب تاکے
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تاکے
او گفت شب وصال با من
خوش باش دلا عتاب تاکے
بر من نظرے بکن خدارا
در موسم گل حجاب تاکے

ساقی صبح است خواب تاکے
این نقش بروے آب تاکے
در شیشہ نہ چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تاکے
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بحساب تاکے
از آتش ہجر جان و تن سوخت
ای نرگس مست خواب تاکے
ابر غنارہ یار گیر بنشین

فاخر تاجدار نے یہ اشعار عاشقانہ بہ صد سوز و گداز پڑھکر عرض

کی حضور امیدوار ہون کہ مجھپر رحم فرمایئے بخوشی وصل قبول کیجیے مین بھی اپنے ملک کا تاجدار ہون
طلسم کشا نے سب کو بلایا ہے مین بھاگا جاتا ہون پاس طلسم کشا کے جانا منظور نہین یقین ہے
وہ مذہب کے بارے مین عذر رکھے کیونکر ہو سکتا ہے کہ پونے دو سے خداوند دن کو چھوڑدون
اور ایک کو قبول کرون ای ملکۂ عالم اب جو مین نے تمکو بغور دیکھا بھچانا کہ حیرت جادو کی بہن ہو
افراسیاب جادو قتل ہوا حیرت قید ہو گئین اور فوج میرے پاس بہت ہے لشکر کشی کر کے ملکہ
حیرت کو رہا کردونگا طلسم کشا سے بدلہ لونگا تمکو بادشاہ طلسم ہوشربا کردونگا ملکہ بہار گلعذار نے
اشارے سے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہے طلسم کشا کے ساتھ وہ وہ سردار موجود ہین کہ جنکا قتل
غیر ممکن ہے ایک اشارے مین تجھکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا جنگل جنگل عمر بھر بھاگا بھاگا پھریگا اب بہتر
تجھکو یہی ہے کہ جاکے حاضر خدمت ہو قدمبوسی اُس شہریار کی قبول کر ورنہ تیرے لیے خرابی ہے
افراسیاب ایسا شخص مارا گیا حیرت ایسی ساحرہ کو گرفتار کر لیا تیری کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے
تیری موت دامنگیر ہے یہی شے کی تدبیر ہے مناسب یہ ہے کہ مجھکو رہا کر میرے ساتھ خدمت مین چل مین
وعدہ کرتی ہون کہ طلسم کشا تجھکو سرفراز کرینگے ملک بحال اپنا لیکر چین کر مجھپر دست اندازی کا ارادہ
نہ کرنا ہرچند بہار عجز و انکساری کرتی ہین فاخر تاجدار نہین مانتا آخر کار جب فاخر نے بہت کہا

فوج کو اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ اس مہ جبین کو گرفتار کرکے لاؤ سب فوج والے چلے کہ پہاڑ
پر چڑھ جائین بہار نے دیکھا کہ یہ لوگ اب پہاڑ پر چڑھ آئینگے یا نیچے سنبھال کر پہاڑ سے کود پڑین
اب ساحرون نے بلوہ کیا ملکہ بہار نے ایک نخل سے کچھ پتے کچھ پھول کچھ غنچے توڑ کر پھینک مارے
سب پر خنجر برسنے لگے فاخر تاجدار نے جو دیکھا کہ فوج والے قتل ہونے لگے جو خنجر گرا کسی کا سر
اڑ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوے ہزارون لاشے گر گئے اسنے بڑھکر جھولی سے کاغذ
سیاہ نکالا اُسکی پیریان کاٹین آسمان پر پھینکین پیریان سر پر اہل فوج کے تھرانے لگین جو خنجر
گرا پیریون نے اپنے اوپر لیا ہر پیری سینہ سپر ہوئی بہار نے جو دیکھا کہ اسنے فوج کو بچا لیا فوراً
کان سے بجلی اُتاری کچھ اسم سحر کا پڑھا لب جان بخش ہل رہے ہین برق جو تڑپ کے گری سب
پیریون کے ٹکڑے اُڑا دیے تھوڑے ہی عرصے مین پیریون کے ٹکڑے اُڑ گئے خنجر جو لہرا رہے
تھے پھر فوج پر آ گئے گرنے لگے خنجرون کو برسا کر ملکہ بہار نے پنجہ نیام انتقام سے کھینچا فاخر پر جا پڑین
للکارا او نامرد ان غریبون کو قتل کراتا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہکر بڑھ کے پنجہ مارا فاخر نے
سپر فولادی سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر پنجہ جو گرا سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سپر کو کاٹ کر تاج کو کاٹا سر پہ
فاخر کے زخم آیا گھبرا کر پیچھے ہٹا ملکہ بہار نے فاخر تاجدار کو پنجے کے سائے مین لیا ہر مرتبہ یہی ارادہ ہے
اگر یہ رکے تو پنجہ مارون کہ سر اُسکا اڑ جائے آخر پیچھے ہٹنے مین منھ سے اُف اُف کیے جاتا ہے
ہر مرتبہ منھ سے جو شعلہ نکلتا ہے ملکہ بہار ہاتھ کو بچاتی ہین ہاتھ روک لیتی ہین فاخر تاجدار
نے جھولی پر ہاتھ ڈال کے ڈبیہ خاک قبر جمشید کی نکالی ایک مقام پر آکر رکا بہار نے
چاہا پنجہ مارون فاخر تاجدار نے وہ ڈبیہ کی خاک اڑا دی غبار جو بلند ہوا غبار جو بلند ہوا
غبار الم دل پر بہار کے چھایا تھا گر پڑین بیہوش ہو گئین فاخر نے فوراً بارگاہ استادہ کرائی کنیزون کو بلایا
کہا اس محبوبہ کو اوٹھا کر زندان مین سوزن کہ دید وقنات کھڑا کے آپ اندر آیا تخت
پر بیٹھا فوج والون کو حکم دیا خیمے ترتیب دے اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا بہار کی جو آنکھ کھلی دیکھا
فاخر تاجدار تخت پر بیٹھا ہے کلام محبت آمیز کر رہا ہے کہتا ہے اے شہنشاہ خوبی داے سرو باغ محبوبی دیکھو
مین نے یون گرفتار کرایا اب مجھکو بہ غلامی قبول فرمائیے میری جان پر بنی ہے جب سے تمھاری صورت
دیکھی دل کی عجب حالت ہے نظم

کنیزون نے عرض کی داری کوہ بلند پر چلنا ضرور ہے سر اُس پہاڑ کا نزلانے سے ایسا نہو مالک کے
خلاف گذرے نادرہ گل پیرہن نے کہا وہان چلنا واجب و لازم ہے یہ کہکر تخت کو پھر اُڑایا کنیزین
سب گرد آگئین نادرہ تخت کو اُڑاتی ہوئی طرف کوہ بلند کے چلی لیکن ملکہ بہار گلعذار نادرہ
کو سحر سے قید کر کے چلی یقین یقین کامل تھا کہ یہ جاکر سہمناک جادو کو مارے گی ملکہ نادرہ
یہان یہ اُفتادین پڑین ملکہ بہار ایک کوہ پر جاکر ٹھہری ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار
گھوڑے پر سوار باز شکاری ہاتھ پر چڑھا ہوا بارہ ہزار جوان ہمراہ وہ تاجدار شکار کھیلتا ہوا آتا تھا
اُسکی نگاہ جمال جہان آرائے بہار گلعذار پر جو پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ورعنا
مین پھولون کے غوطہ زن غنچہ دہن پری تن چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو خنجر آبدار طائرون کی درختون
پر پکار عندلیبان خوشنوا چہچہاتی ہین کہ گرد اس محبوب کے پھرین پھول پھول کے بلبلین
یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

دیدِ گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل　　پڑ گئی گر کسی صیاد کے پالے بلبل
کان کھولے ہوئے گُل گوش بر آواز ہے آج　　دردِ دل جو تجھے کہنا ہو سنا لے بلبل
پھر وہی کنج قفس ہے وہی صیاد کا گھر　　چار دن اور ہوا باغ کی کھا لے بلبل
پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہ کر چندے　　آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل
بے اجازت ہین قدم باغ مین دھرنے کے نہین　　منتظر ہون در گلزار پہ آئے بلبل
ہاتھ اوراق گل آوین تو بنا کر اجزا　　لکھون رنگین مضامین کے رسالے بلبل
کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم　　دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل
نہ رہی بوے وفا ایک بھی گل مین باقی　　اب تو اس باغ سے اللہ اُٹھا لے بلبل
کسطرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر　　باغ کیون کرتی ہے گلچین کے حوالے بلبل
چہچہے بند کریگا تو یہ ہو جائیگی بند　　کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

فاخر تاجدار جمال جہان آرائے ملکہ بہار دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی
و اے سرو باغ محبوبی ذرا میرے پاس آؤ دل تردد منزل کو بہلاؤ بہار نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا او
بیہودہ کیا بکتا ہے خبردار کنارے رہنا بالائے کوہ نہ آنا یہ جو ملکہ بہار نے کہا فاخر تاجدار نے

ساکلون کو ہلاتی ہوئی چلی کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی بُرد بار پر جا پڑی سب کاکلون کو ہلایا تبھی اُسکی کاکلین مین رتنی ہی برقین چمک کر بُرد بار پر گرین کہ سر اُسکا الگ گرا اور ہاتھ کٹکر الگ اور پانؤن کٹکر الگ گرے ایک آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم برد بار جادو بود برد بار کو مار کر سہیل طرف نادرہ گل پیرہن کے پلٹی اور آواز دی او نازنین تو نے حسن ظاہری دکھا کر میرے شوہر کا دل پلٹ دیا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا اب اگر اپنی خیر چاہتی ہے تو میرے ساتھ چل مین لاشہ شوہر کا اُٹھا دون تو دفن کرنا جب قبر بن چکی تو فاتحہ خیر پڑھنا کہ اس کشتہ حسرت دیاس کی روح کو راحت ہو عدم مین تو نہ گھبرائے نادرہ گل پیرہن نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے پس اب لاشہ شوہر کا اٹھا لے اور جا کر اسکو جلا ایسا نہو تیرا لاشہ بھی اُسکے ساتھ جائے اب تو سہیل کاکل دراز کو غصہ آیا کاکل پہ ہاتھ ڈالا ملکہ نادرہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا تیر و کمان سینک کا نکالا چاہا کہ طرف سہیل کے مارے پھر ہاتھ روک لیا سہیل نے کاکلون کو چرخ دیکر دیوار پر مارا نادرہ نے دیکھا چند خنجر تیرے اوپر آتے ہین ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری سب خنجر ٹوٹ کر زمین پر گرے جو سحر سہیل نے کیا وہ سحر نادرہ نے دفع کر دیا ایک مقام پر سہیل نے جھولی سے گولہ نکالا ملکہ نادرہ پر کھینچ مارا نادرہ نے آواز دی اے حسین لینا ایک کنیز پہلو سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کنیز حاضر ہے جو ارشاد ہو بجا لاؤن جو آپ کے ساتھ دشمنی کرے اُسے مٹاؤن نادرہ نے کہا یہ جو گولہ آتا ہے اسکو روک کے اسی کالی عورت پر پھینک مار جلد آنا مل نہ کرنا اُس کنیز نے بڑھکر گولہ ہاتھ مین تھام لیا اور اپنی انگلی کاٹ کر چند قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے اور سہیل پر کھینچ مارا سہیل نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن نہ بچ سکی سر پر گولہ پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنے سے سہیل کاکل دراز کے انتہا کا جنگل مین اندھیرا ہوا آندھی سیاہ اُٹھی آوازین مہیب آئین بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نامم سہیل کاکل دراز بود سہیل کاکل دراز مار کر نادرہ کو کوہ بلند کا خیال آیا کہ ملکہ بہار نے فرمایا تھا کوہ بلند پر جانا اور سہمناک جادو کا سر لانا طرہ جو کان پہ ہلا اور زیادہ جوش ہوا کنیزون سے کہا اب کوہ بلند پر جانا چاہیے ایسا نہو سہمناک جادو کہین چلا جائے ملکہ بہار گلعذار انتظار کر رہی ہونگی مین نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد حاضر ہونگی یہان ان جھگڑون مین کئی دن گذر گئے یہ سنکر

چل گئی پکار کر آواز دی او بیحیا کیا مین کسی بات مین اس عورت سے کمتر ہون اگر خیال کر تو
اُس سے ہزار درجے بہتر ہون کیون دیوانہ ہوا ہے سوفار جادو نے جواب دیا صاحب اس
مقدمے مین دخل نہ دو میری اِسپر جان جاتی ہے بردبار نے میرا یہ حال کیا سہیل کاکل دراز
نے کئی مرتبہ شوہر کو سمجھایا کہ او بیحیا میرے سامنے تو ایسی باتین نہ کر دیکھو خاموش رہ سوفار
نے پکار کر آواز دی صاحب بڑی رفاقت یہ ہے کہ بردبار کو قتل کرو اس نازنین کو گرفتار کر کے
گھر پر لیچلو شربت وصل سے اُسکے جب تک سیراب نہونگا تب تک یہ سودا سر سے میرے نہ اُتریگا
سہیل کاکل دراز تخت اُڑاتی ہوئی قریب سوفار کے پہونچی سوفار اُسوقت محبت مین
ملکہ نادرۂ گلپیرہن کی بیقرار ہے پکار رہا ہے اے جان جہان دیکھو میری زوجہ بھی جوان ہے مگر تجھپر
جان نثار کرتا ہون نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون فقط سسکتا ہون سہیل نے کئی مرتبہ اپنے شوہر کو
سمجھایا مگر سوفار کا بلبلانا کم نہین ہوتا بیقراری کی ترقی ہوتی جاتی ہے اپنے ہی کیے جاتا ہے
آخرکار سہیل نے کاکل پر ہاتھ ڈالا اُسکو ڑے کے کاکل کو جنبش دیا چرخ دیکر شوہر پر مارا یہ معلوم
ہوا کہ تلوار پڑی کمرگاہ سے سوفار کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سوفار کے اندھیرا ہو گیا سنگباری
و برفباری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سوفار جادو بود مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نہ رسیدیم تھوڑی دیر مین اندھیرا ہر طرف ہوا روشنی ہو گئی سہیل نے جو لاشہ اپنے
شوہر کا دیکھا رونے لگی سر پیٹتی ہے چھاتی پر ہاتھ مارتی ہے اور پکارتی ہے ارے صاحب
یہ کیا غضب ہوا تم میرے ہاتھ سے مارے گئے تمھارا لاشہ دیکھ رہی ہون پتھر کا کلیجہ کہان سے
لاؤن ان دشمنون نے اس صحرا مین تجھکو گھیرا تھا بردبار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ اسقدر تمنے
زخم کھائے نوبت بجان و کار د بہ استخوان ہو رہے تھے ایک حربہ سحر کا ہرا نہ اُٹھا سکے اب
تمھارے خون کا بدلہ بردبار سے لونگی یا اس نازنین کو گرفتار کر کے لیچلونگی یہ کہکر طرف
نادرہ کے پلٹی تھی کہ بردبار نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان شوہر کی قاتل اب باتین بناتی
ہے خبردار میری معشوقہ پر ٹیڑھی نگاہ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچھتائیگی یہ کہکر گولہ مارا سہیل نے
کاکل کو ہلایا کاکل کے ہلاتے ہی ایک برق گولے پر گری کہ گولہ پھٹ کے زمین پر گرا کئی سحر
بردبار نے اسیطرح کیے سہیل نے ہر مرتبہ کاکل کو جنبش دی سحر باطل ہوا آخر سہیل سب

نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی — اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر اُسمین جھولے — ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
بُرا مانا کبھی جو بات اچھی — یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی — کرون کس مُنھ سے تعریف اُس دہان کی
جو کیفیت کا تھا یا چاہو اے رند — تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اسطرح بلک بلک کے اشعار پڑھتا ہے اور لڑر ہا ہے کبھی کبھی ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب کوئی ساحر بلبلا کے ملکہ نادرہ کو کلمات سخت کہتا ہے اُسوقت ملکہ نادرہ بھی سحر کرتی ہین جب سحر کیا ہاتھ چمکا یا برق گری اُس ساحر کا سر اُڑ گیا کئی سو جادوگر نادرہ گل پیرہن نے بھی مارے ایک نخل کے سائے مین تخت پر سوار تماشا ئے جنگ دیکھ رہی ہین ان دونون مین جب تلوار چلتے عرصہ گذرا سوفار انتہا کا زخمی ہوا کھڑا ہوا جھوم رہا ہے مگر اُس حال مین بھی جمال نادرہ پر نگاہ ڈالتا ہے کبھی کف افسوس ملتا ہے کہتا ہے اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان میرا حال ابتر ہے یہی بہتر ہے کہ مجھکو قبول کرو شربت وصل سے سیراب کرو ورنہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہا ہون اے معشوق خونخو میرا خون تیری گردن پر ہوگا اب وقت موت میرا قریب ہے انتہا کا زخمدار ہون مگر تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ وقت رحم ہے نادرہ نے طرف برد بار کے اشارہ کیا اور پکار کے آواز دی اے برد بار تو سنتا ہے یہ کیسے کلمات ہمکو کہہ رہا ہے ان باتون پہ برد بار جھلا جھلا کر سحر کرتا ہے سوفار اپنے کو بچا رہا ہے کہ آسمان پر ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سوفار نے ابر سیاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی بی نادرہ گل پیرہن اب بھاگو زوجہ میری آتی ہے آتے ہی قیامت برپا کریگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی سہیل کاکل دراز نام ہے سوفار یہ کہہ رہا تھا کہ وہ لکہ ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک نازنین سیہ فام گال پھولے پھولے کاکلین چہرے پر چھوٹی ہوئین صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیہ اندھیری رات مین نکلے ہین سینے پر اُبھار جوڑا سبز پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی کئی سو کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوئے وہ نازنین تخت کو اُڑائے ہوئے آتی ہے دور سے سہیل کاکل دراز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پہلے تو نادرہ پر غصہ آیا اب جو پلٹی دیکھا شوہر بمیرا نادرہ گل پیرہن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے آتش رشک سر

کہ افراسیاب کے طرفدار بہت ملینگے سب کو ساتھ لیکر لاچین سے کرونگا شاید غالب آجاؤن اپنے ہمراہ بارہ ہزار فوج لیے آتا ہی مرکب پرند سحر پر سوار لپشت پر بارہ ہزار ساحران عدا ملکہ نادرہ کے تخت پر نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوق پریرو خوشرو خوشخو خنجر ابرو خال ہندو چشم جادو دیکھتے ہی سوفار بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کہان جاتی ہو یہ لشکر پشت پر کسکا ہی نادرہ نے جواب دیا مین کوہ بلند پر جاتی ہون سوفار نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا تھوڑی دیر صحرا مین سیر جبال و صحبت شراب وکباب ہو کہ پشت سے نعرہ ہوا منم بروبار جادو ارے بچیا تو کون ہی جو ہماری معشوقہ سے کلام کرتا ہی سوفار نے گولہ مار بروبار نے کل فوج کو اشارہ کیا فوجین آپسمین مل گئین گولے ترنج و نارنج دونون طرف سے چلنے لگے نخلہاے صحرا جلنے لگے بڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہی سوفار چاہتا ہی بروبار کو مار پیٹ کر نکل جاؤن بروبار ڈٹا ہوا لڑ رہا ہی جسنے طرف نادرہ گل پیرہن کے نگاہ اُٹھائی اُسپر جا پڑا او رلغزہ کیا او بچیا معشوق پر بُری نگاہ ڈالتا ہی ہم نام پر اُسکے جان دیتے ہین ہمکو زمانہ گذرا کہ اس نازنین پر عاشق ہین راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب یہ زمانہ آیا کہ معشوق کے ساتھ ہون نظم

چمن مین آمد آمد ہے خزان کی	عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوش آئی ہی اُنھین اب طرح بانکی	کمر پر رہتی ہی کاکل میان کی
گریگی دیکھیے کس کس کو سیدھا	یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
بڑی منحوس ساعت مین چلے تھے	کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح	پھونچ جائے نہ مٹی ہو جسان کی
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا	نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
اکیلے جاتے ہین رہرو عدم کے	نہین اس رہ مین حاجت کاروانکی
پھنسا کس عشق مین او عشق پیچے	عبث تقلید کی زلف بتان کی
وہی آزار ہے پھر جس مرض سے	گئی بار اے مسیحا گور جہانکی
اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری	لگا کرتیر کو خاطر نشان کی
شب فرقت مین نیند آئی ہی کسکو	شکایت تا سحر ہی آسمان کی

کرے بردبار جست کرکے اُڑا برابر نادرہ کے پہونچا بردبار سے سحر چلنے لگا بردبار نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نادرہ نے بڑھکر نیچے پر روکا خبردار کہکر ہاتھ مار دیا ملکہ نے پکار کے آواز دی اوبیحیا اسی مُنھ پر دعویٰ تھا کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا ایک اُنکے گھر کی سردار اُسکا یہ سحر ہے کہ تو بھاگا بھاگا پھرتا ہے دیکھہ آسمان پر کون آتا ہے بردبار نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آکے نخل سرو پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اور بردبار جادو سے آنکھین ملا کر آواز دینے لگا نظم

[illegible]

شانے سے جو وہ زلف رسا تا کمر آئی
تو جان لے اے دل یہ بلا جان پر آئی

رونے سے تجھے لہر ہوا اے چشم تر آئی
گو سون نظر آئیگا نہ تا ہو نہ ترائی

نامرد ہے جو ڈرے یہ نہ لے تیغ کا جو وار
گھونگھٹ مین سمجھتا ہون جو مُنھ پہ سپر آئی

حاضر ہے یہ جان شوق سے جب چاہے وہ لے لے
کچھ مال نہین اپنا امانت ہے پر آئی

وا رکھتا ہون آغوش تمنا کی طرح در
شاید سوے کاشانہ من بیخبر آئی

آوارہ کیا کیون عدم آباد سے لاکر
او ہستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی

اگلی سی تملاشین نہین اب ماہ وشون کی
دیکھا جو کوئی چاند بھی صورت نظر آئی

مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا سرد
تقدیر سے لون نکلے نسیم سحر آئی

کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا دم مرگ
ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی

ہاتھ آئی تھی برسون کی تمنا مین شب وصل
پھر تفرقہ پردازی کی خاطر سحر آئی

اعجاز جنون ہے جو چلا مین سوے صحرا
زنجیر مرے پانون سے از خود اُتر آئی

دل کہتا ہے کیون پیتے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو مین جلتا ہے منافق کیطرح زند
سینے مین بھی کیا گرمی نار سقر آئی

بردبار ان اشعار کو سنکر ایسا بھوت ہوا کہ ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ نادرہ گل پیرہن کے آیا کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ ہون جس سے آپ دشمنی کرین اُس سے مین دشمنی کرون اور جس سے آپ دوستی کرین اُسکا تابعدار ہون ملکہ نے کہا مین کوہ بلند تک جاؤنگی بردبار نے کہا غلام بھی ساتھ ہے ملکہ نادرہ گل پیرہن تخت پر سوار ہین چالیس کنیزین ساتھ پشت پہ ساتھ ہزار کا لشکر ساتھ لیے ہوے بردبار بصد جوش و خروش آتا ہے قضاے کار سوفار جادو اُسکے بھی یہی خیال مین ہے

اُتار کر سالار کے گلے مین پہنا دیا کہا جلد بردبار کا سر لاؤ مین جاکر باغ مین بیٹھی ہون وہان صحبت
عیش و طیش ہوگی ہار پہنتے ہی سالار حرکات دیوانہ وار وحشی تمثال کرنے لگا تلوار کھینچکر طرف
بردبار کے چلا کئی گونے مارے کئی سے ساحر مر کر گرے وہ نازنین غائب ہوگئی سالار لڑتا بھڑتا قریب
بردبار کے پہونچا للکارا او بیحیا ہمارے شہنشاہ شورانگیز سے فساد کرتا ہی سر جھکا کر بیٹھ مین تجھکو قتل کرونگا
بردبار نے کہا ای برادر تم تو برائے قتل شورانگیز گئے تھے سڑی ہو کر آئے ہو ایسا ہو میرے ہاتھ سے
مارے جاؤ سالار تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے بردبار پر مارے بردبار روک رہا آخر
ردکتے ردکتے سر تا کے کمر پر ہاتھ مارا سالار کے شل خیار تر دو ٹکڑے ہوے بھائی کا لاشہ
دیکھکر بہت رویا اب شورانگیز پر جا پڑا ساحرون سے اشارہ کیا ارے اس ظالم کو قتل کردا سنے
میرا بازو توڑا دل کے ٹکڑے ہوتے ہین جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سب ساحرون نے یہ سنکر شورانگیز
پر بلوہ کیا شورانگیز بس کس کا سحر روکے آخر اسقدر زخمی ہوا کہ غش آنے لگا سر سے خون جاری پشت و
پہلو فگار بیتاب و بیقرار گھٹنے ٹیک دیے بیٹھے بیٹھے سحر کر رہا ہو ساحر دور سے نیزے و تیر مار کے بھاگ گئے ہین
آخر شورانگیز گرا بردبار نے آ کے سر کاٹ لیا مرنے سے شورانگیز کے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی میرا نام بین شورانگیز جادو بود بردبار نے سحر کیا اندھیرا دفع ہوا
روشنی ہوئی اب بردبار طرف ملکہ نادرہ گل پیرہن کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ عالم میرا حکم دیکھا اسی طرح
جاکر طلسم کشا کو مٹاؤنگا ملکہ نادرہ نے یہ سنتے ہی ایک گولہ سحر کر کے پھینک مارا چند جادوگر بردبار
کے مر کر گرے برہی چلنے لگی جسپر پڑی گری اسکا سر اُڑ گیا اب تو نادرہ نے کنیزون کو بھی اشارہ کیا
کنیزون نے بدھیان ہار پھول نخل کے پتے توڑ توڑ کے پھینکے چالیس کنیزون نے دس بارہ ہزار
جادوگرون کو مار کے گرا دیا بردبار نے کہا ارے اس قتال عالم کو پکڑو تو جادوگر جو بادہ کر کے چلے ملکہ
نادرہ گل پیرہن نے کڑے ہاتھ سے اُتار کر پھینک مارے کڑے ٹوٹے ٹکڑا اُسکا جسکے سر پر پڑا
اُسکا سر اڑ گیا کئی ہزار جادوگر اور قتل ہوے نادرہ نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جیسے ہی بلند
ہوکر چلی بردبار نے پکار کر آواز دی ہرا دج گھیر اس ظاہر کو لینا یہ جانے نہ پائے یکایک آسمان
پر سناٹا ہوا ایک عقاب اُڑتا ہوا آیا چاہا ملکہ نادرہ پر گرون نادرہ نے آنکھ سے اشارہ کیا
ایک تیر عقاب پر گرا سینے کر توڑ کر پار گذرا عقاب کا مر کر گرنا کہ کئی ہزار جادوگر بردبار کے مرگئے

بیٹھے تھے پانچ چار مصاحبون کے سر اُڑ گئے کئی خدمتگار بھی مرگر گرے اب تو برد بار جادو بھی اُٹھا کہا ارے اس بیجا کو گھیر کے چہار جانب سے مارلو سب جادوگر بلوہ کرکے شور انگیز پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی سحر بھی ہونے لگا کئی سو ساحرون کو شور انگیز نے مارا جب گولہ مارا دس دس بیس بیس کے سینون کو توڑ کے پار گذر گیا برد بار کا بھائی سالار جادو کہ یہ اپنے سحر پر بڑا ناز رکھتا ہی اسنے پکار کر آواز دی ای برادر برد بار تم ہٹ جاؤ مین اسکو ابھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر سحر کرتا ہوا سامنے شور انگیز کے آیا پکار کر آواز دی او شور انگیز کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر گولہ مارا شور انگیز نے گولے کو روک لیا اسی گولے پر اپنا خون ڈالا طرف سالار کے پھینک مارا گولہ جو پھٹا اسمین سے ایک پُتلی پیدا ہوئی تھوڑے عرصے مین ہوا جو لگی یا تو فولادی پتلی تھی یا سالار نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت خراماں خراماں چلی آتی ہی سالار اس نازنین کی صورت دیکھکر بیتاب ہو گیا بیقراری مین پکار اُٹھا نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

بو کہ خوگر ہین تری بوے دہن کے ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دلیل
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

دون پتہ پوچھیو اس حور کے گھر کا قاصد
اسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد
اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا
اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین

کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین

منہ لگے گئے ہین سخن کو مرے حاسد اکثر
اس لیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

سالار ہاتھ باندھتا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی مین تیرا دل سے طالب ہون میری جان جاتی ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا اگر مجھسے محبت دلی رکھتے ہو تو برد بار کا سر لاؤ اور خود میرے قریب آؤ سالار جب قریب آیا اُس نازنین نے گلے سے ہار موتیون کا اُتار

ملکہ عالم اسوقت تمھارا جمال دیکھکر عجب دل کی کیفیت ہو گیا کہین کہ کیا حالت ہو آج تو آپ دولہن بنکر نکلی ہین شراب میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے کہ میرے بھی دل کو بحالی ہو اب عجب رنگ ہو طلسم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
بدن سے میرے نکلتی ہو ہر سخن مین آگ

عیان ہو ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار
بھری ہو سنبل تر کی شکن شکن مین آگ

وہ آیا شب کو جو سرا مین مین یہ گھبرایا
جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

پس از فنا بھی ہو تاثیر بخت کی الٹی
لگائی سردی کافور نے کفن مین آگ

مین خانہ زاد قفس ہون مری بلا سے نسیم
ادھر ادھر چلین جنگل لگے چمن مین آگ

گرا جو آنسو مین ہوا خاک ڈوبنا کیسا
بھری ہو پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ

وہ مجھ سے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے
لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ

بدن کو ڈھانکون تو سوز درون ابھی کھلجائے
فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ

عیان کسی پہ نہ کر جوہر حرارت کو
برنگ سنگ چھپائے رکھ اپنے تن مین آگ

مین گرم سیر ہون غربت کے دشت مین شب روز
لگاؤن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ

جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت
لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ

ستا ریاض نہ آئی دہان تلک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کوہکن مین آگ

کلام گرم مرا سنکے یار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہو ترے دہن مین آگ

پس برد بار جادو ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکہ عالم مین تابعدار ہون یہ غلامی قبول فرمایئے مین چاہتا ہون طلسم کشا سے لڑونگا طلسم ہوشربا پر قبضہ کرونگا تمھارے لیے سلطنت کا مزا ہوگا جو بہ حیرت تمھاری کیفیت ہوگی یہ باتین جو برد بار جادو نے کین شور انگیز اپنے مقام سے اٹھا کہا او بیحیا تو نے اسی واسطے مجھکو ٹھہرایا تھا کہ میرے سامنے یہ باتین کرتا ہو معشوق پر چہرہ سے باتین بناتا ہو مجھکو تنہا کر سناتا ہو سارے لشکر کو تیرے تباہ کر دونگا اس لشکر پر گھمنڈ نہ کرنا برد بار کہا اے شور انگیز کیون شیخیان آئی ہین عورت کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگے اب باتین بناتے ہو شور انگیز جادو نے ہاتھ ہلایا برق چمک کے برد بار پر گری برد بار نے تو اپنے کو بچایا صحبت مین جو برد بار جادو کے

بھاگیگا کہ مین زخمی ہوا تو ہوا ایسا نہو میرا سحر اُسپر پڑ جائے اور کوئی زوال اُسپر آئے تو کیسی خرابی ہوگی بھائی صاحب دامنگیر ہونگے تو مین کیا جواب دونگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ملکہ نادرہ گل پیرہن نیمچہ برہنہ ہاتھ مین لیے تخت کو اُڑائے ہوے آتی ہین شور انگیز کانپ گیا کہا اے برادر بُرد بار دیکھو وہ قتال آتی ہی قہر و غصہ مزاج مین ہی نیمچہ کھینچے ہوے کس زور و شور سے آتی ہی بُرد بار جادو نے کہا مین بُلاکر بٹھاؤن تمھارے بارے مین سمجھاؤن شور انگیز نے کہا میرا نام اُسکے سامنے نہ لینا میرا نام سُنکر غصہ کریگی تم بلاکر بٹھاؤ حُسن و جمال تو ظالم کا دیکھو اے برادر مین کیا کہون دیکھتے ہی میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تم بھی اگر بغور دیکھوگے تو میرے قول کی تصدیق کروگے یہی کہوگے

نظم

کیسی ہی حسرت دید رُخ جانان مجھکو ۔ دیکھو لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجھکو
تنگ زندان سے ہی یہ صحن گلستان مجھکو ۔ لے نکل وحشت دل سوے بیابان مجھکو
دھجیان کرکے اُڑا دے اسے اے دست جنون ۔ تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہی گریبان مجھکو
میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہی سکتا ۔ دنگ ہین آئینہ رو دیکھ کے حیران مجھکو
فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہی میرا ۔ تنگ ہون دق نہ کرے اب شب ہجران مجھکو
نالشی ہونگا مین دلوانہ جو موقع پایا ۔ اک پریزاد جلاتی ہی سلیمان مجھکو
باب ہجر پہ عمل ہی مرا عاشق تن ہون ۔ یاد ہین ساری حکایات گلستان مجھکو
شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا ۔ زہر دو گھول کے تھوڑا سا مری جان مجھکو
سرفروشون مین ہون شیوہ مرا جانبازی ہی ۔ تیغ چڑھے دیکھے اگر شیر نیستان مجھکو
اے جنون آبلہ پا مرے کھلاتے دین ۔ ابھی دکھلا کوئی پر خار بیابان مجھکو
دور ساغر تو نہین رہنے دے ابھی تو چرخ ۔ چین کر لینے دے اے گردش دوران مجھکو
گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سیر کو آ ۔ کیا داغون نے سراپا چمنستان مجھکو
لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام ۔ آج پہونچا یہ نشہ حسن کا فرمان مجھکو
نرگس چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند ۔ دین نہ تکلیف سخن آئینہ سخندان مجھکو

بُرد بار نے کہا اے برادر مجھے عورت کے نام سے نفرت ہی یہ کہکر بُرد بار جادو نے پکار کر آواز دی اے

یہ نگاہ قہر طرف شور انگیز کے دیکھا ایک خنجر آسمان سے تڑپ کے شور انگیز پر گرا کہ شانہ اُسکا نشانہ
ہوا اب تو شور انگیز نے بھی جھلا کر سحر کیا آگ برسانے لگا کہتا جاتا ہی ای جان جہان وای آرام دل
عاشقان کیون سرکشی کرتی ہو مین قریب آؤ مین ہاتھ حمائل گردن ہون تمہارا پنجہ پڑے میرا سر
کٹکے قدمون پر گرے روح کو راحت ہو دل مین قوت ہو دنیا سے تڑپتا ہوا نہ جاؤن یہ کہتا جاتا ہی اور
سر سے اپنے سحر دفع کر رہا ہی ہاتھ ہلاتا جاتا ہی شانے سے خون بہ رہا ہی پیا پتا ہی زخم کا اندمال کر دن
ملکہ نادرہ گل پیرہن نے دوسرا خنجر کمر سے نکالا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا دوسرا بھی نشانہ شور انگیز جادو کا
نشانہ ہوا جب دوسرا بھی شانہ زخمی ہو چکا تو ملکہ نادرہ گل پیرہن نے پکار کر آواز دی ایکی مرتبہ
او بیحیا تیرا سر اُڑ جائیگا یہ سنکر شور انگیز گھبرا سامنے سے نادرہ کے بھاگا نادرہ نے پیچھا کیا آگے آگے
بھاگا ہوا شور انگیز جاتا ہی تعاقب مین ملکہ نادرہ گل پیرہن جاتی ہین مگر شور انگیز تیز جاتا ہی اور ملکہ
نادرہ گل پیرہن خرامان خرامان ایک مقام پر تخت پر سوار ہوئین سب کنیزین بھی ساتھ ہین
ملکہ نادرہ گل پیرہن کہتی ہین اس بیحیا نے مجھکو کیا زن بازاری تصور کیا ہی مطلب دل کہ اٹھا اُسکا
جواب پایا آخر کو بھاگا اب جہان جائیگا میرے ہاتھ سے قتل ہوگا شور انگیز جادو بھاگتے بھاگتے صحرا
برد وبار مین پہونچا برد وبار جادو کہ یہ بھی باغی ہی لشکر جمع کرکے بیٹھا ہی کہ اگر طلسم کشا ہمکو بلائیگا تو ہم
نہ جائینگے اسی وجہ سے لشکر جمع کرکے بیٹھا ہی سارا صحرا لشکر سے بھرا ہوا ہی آپ بیچ مین ایک چبوترے
پر بیٹھا ہی مصاحب وغیرہ گرد موجود ہین کہ اُسنے دیکھا شور انگیز جادو زخمدار بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی برد وبار
نے پکار کر آواز دی ای شور انگیز خیر تو ہی کیا روز جنگ افراسیاب پھنس گئے تھے آج یہ شکل
نکلے ہو کہان بھاگے ہوے جاتے ہو میرے پاس آؤ مجھ سے صلاح کرو مین بھی لشکر کشی مین مصروف
ہون شہنشاہ لاہعین کی اطاعت نہ کرینگے افراسیاب جادو کا بڑا خیال ہی ایسی حسرت
دنیا سے وہ شخص مارا گیا کہ جسکے ذکر سے عبرت ہوتی ہی اُسکا زندہ کرنا سامری وجمشید کے
اختیار مین ہی اب میرے پاس آؤ حال اپنا بیان کرو شور انگیز آسمان سے اُترا اُڑتا ہوا پاس
برد وبار کے آیا برد وبار نے اپنے پاس بٹھایا پوچھا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہوا شور انگیز نے کہا
بھائی صاحب کیا حال بیان کرون عجیب معرکہ گذرا بھاوج صاحبہ آسمان پر جاتی تھین مین نے بلایا یہ محبت
صحبت مین بٹھایا وہ بگڑ گئین مجھے خنجر مارا مین زخمی ہوا مین سحر مین اُس سے کم نہ تھا لیکن اس خیال

ملکۂ عالم میرا تو عجیب حال ہے۔ نظم

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

یہ ہاتھ کیسے ہین بیکار کچھ تو کار کرین
بہار آئی گریبان تار تار کرین

کہان سے لائین اب اسکو جو ہمکنار کرین
تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین

وہ ربط تمسے بڑھائین وہ تمکو یار کرین
ہزار طرح کے جو جبر اختیار کرین

گرائے سیل عناصر کی چار دیواری
خراب خانۂ تن چشم اشکبار کرین

تمھارے در سے نہ مایوس جائین حاجتمند
قبول ہووے جو توبہ گناہگار کرین

کفن بھی ہو گیا میلا دھرے دھرے اے موت
تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کرین

برنگ غنچہ زبان ہے دہان مین زیر بان
تمھارے قول کا کیا خاک اعتبار کرین

گدا ترے در دولت کے ہین یہ مستغنی
جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کرین

غرور حسن سے ہرگز سنیگا ایک نہ گل
چمن مین نالے اگر بلبلین ہزار کرین

قطعہ

سنا کے کہتا ہون سبکو مری وصیت ہے
عمل اسی پہ مرے بعد غمگسار کرین

چراغ زیست جب اس تنگ دوکان ہو گل
عزیز شمع نہ روشن سر مزار کرین

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا
وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین

یہ بت اٹھائین جو قرآن بھی کبھی اپنے رند
خدا سے ہمتو ہون منکر جو اعتبار کرین

رو رو کر شور انگیز نے جو یہ اشعار پڑھے نادرہ نے کہا ارے دیوانے تجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین اس مطلب کو نہین سمجھی تو یہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہمنے سمجھا کے کہدیا تیرے ذہن مین نہین آتا ہمکو نہ روک ہم حکم حاکم سے جاتے ہین یہ کہکر ملکہ نادرہ نے چاہا اُٹھون شور انگیز نے ہاتھ تھام لیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بغیر ہمارا مطلب حاصل کیے جاؤ گی اب نشہ شراب کا ہوا ہماری آغوش مین آؤ عاشق کو زیادہ نہ ترساؤ جیسے ہی شور انگیز نے ہاتھ بڑھا تو ڈالا نادرہ گل پیرہن نے غصے مین ایک اور طمانچہ مارا کہا او بیحیا تو اسی لائق ہے کس کس طرح تجھکو سمجھایا مگر نہین مانتا عارض پر شور انگیز کے نشان پڑ گیا سحر کر کے طمانچہ مارا تھا لڑکھڑا کے گرا اُٹھتے اُٹھتے شور انگیز نے بھی سحر کیا کہ آگ نادرہ پر برسنے لگی ملکہ نے ہاتھ ہلایا قطرہ ہاے آب شعلہ ہاے آتش پر گرے آسے بجھا دیا ملکہ نادرہ نے

اے ملکہ بہار مین تمہاری کنیز ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار گلعذار نے کہا خاموش رہ سہمناک کا
سر لاؤ ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ شوہر تمہارا تمہارے ہاتھ سے قتل ہو بڑا نام ہوگا ہر جلسے مین
ذکر ہوگا کہ زوجہ نے شوہر کو مارا نادرہ نے دست بستہ عرض کی بہت خوب جو حکم ہو وہی بجا لاؤنگی
یہ کہکر اُٹھی اک تخت پر سوار ہوئی کنیزون کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف کوہ بلند کے چلی بہار
نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے ملاحظہ فرمایا نادرہ گل پیرہن سا ہرا سے
قتل سہمناک جادو کی ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہان تک نہ پہونچیگی لیکن آپ اپنے کو
پہونچائیے سہمناک جادو آپ کے ہاتھ سے مارا جائیگا مین تو اب رخصت ہوتی ہون یہ کہکر ملکہ
بہار گلعذار تو چلی گئین خواجہ عمرو ایک جانب چلے اب اول حال نادرہ گل پیرہن لکھا جاتا
ہے کہ یہ مسحور اور مبہوت سحر بہار جادو مین ہو کر طرف سہمناک جادو کے چلی اسقدر جوش ہے کہ جاتے
ہی سہمناک جادو کو قتل کر دون تخت پر سوار جوش و خروش مین تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہے راہ مین
سہمناک جادو کا بھائی شور انگیز جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے کنیزین گرد جمع
ہین اُنسے دل لگی کر رہا ہے کہ دیکھا تخت اُترا ہوا اُسکے نادرہ گل پیرہن کا آتا ہے اُس آن بان سے
دیکھا کہ طرہ کان مین لگا ہوا رنگ چہرے کا سرخ شور انگیز جادو بلند ہوا پائے برتخت کے
ہاتھ ڈالدیا کہا اے ملکہ عالم رات کو کہان پھر رہی ہو نادرہ گل پیرہن نے کہا شوہر کی ملاقات کو جاتی
ہون وہ میرا انتظار کر رہے ہونگے شور انگیز نے منت کر کے تخت اُتار لا کر مسند پر بٹھایا جام بھر کے
پیش کیا کہا بھابی صاحبہ ایک جام نوش کیجیے بعد اسکے پھر آپ کو اختیار ہے مین بھی بھائی صاحب
کی ملاقات کو چلونگا نادرہ جام پی گئی شور انگیز نے براہ اختلاط بلا تکلف رخسارون پر ہاتھ رکھدیا
نادرہ گل پیرہن نے ایک طمانچہ مارا کہا او دیوانے ہم عاشق رو سے بہار ہین ہمی کے جوش محبت
مین جاتے ہین ہمسے اور طرح پر پیش نہ آنا ورنہ بہت پچھتاؤگے شور انگیز سمجھا ناز کرتی ہے طمانچہ
کھا کے خاموش ہو رہا دوسرا جام اور پیش کیا سمجھا کہ ابھی اچھی طرح نشہ نہین ہوا دوسرا جام بھی
نادرہ پی گئی اب چہرہ سرخ ہوا بہ نگاہ حیرت طرف شور انگیز کے دیکھا کہا بھائی صاحب ہم جاتے ہین
ہمین دیر ہوتی ہے حکم مین مالک کے فرق آتا ہے حکم تھا کہ یونہی رو براہ ہو جاؤ اور سہمناک جادو کا
سر لاؤ اگر ایسا نہو تمہارے سر کی ضرورت ہو جائے یہ سنکر شور انگیز جادو منتین کرنے لگا کہا اے

مست ہوجاتا ہون بلبل سان کھلے جب چار گل
یہ چراغ عقل ہوتا ہے مرا ہر بار گل

داغ ہین سب تیرے ہاتھون کو دہے اے یار گل
کھالتے ہین چھلون کے تیرے آتشین رخسار گل

پھر بہار آوے کہین دکھلا دین پھر دیدار گل
مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل

روبرو میرے سے جنگیز دل مین نہ لاؤ ہار گل
یار بن کھٹکینگے آنکھون مین برنگ خار گل

گر بچھاتا ہون مین فرش خواب پر لے یار گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

رحم دل ہون اشک یہ نکلینگے آنکھو سے ابھی
روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل

غور سے دیکھو سراپا ہے وہ اک باغ و بہار
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

خار خار اس روے رنگین کا جو رہتا ہے اُسے
سوکھتا جاتا ہے ہر دم صورت بیمار گل

سُنتے ہین آنکھین لڑانے کا ہوا ہے اُسکو ذوق
کچھ کھلایا چاہتے ہین روزن دیوار گل

تو وہ گل ہے نالے کرتا عشق مین تیرے ہزار
شکل بلبل اے پری رکھتا اگر منقار گل

خاک مین رُلتے ہین اوپر خار کا انبار ہے
نازکی سے ہاتھ پر رہتا تھا جنکے بار گل

عرش اعلیٰ پر گیا ہے گلفروشون کا دماغ
جب سے وہ کرنے لگا ہے زینت دستار گل

رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایک دن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

بلائے جادو یہ اشعار پڑھکر پکارتا ہوا دوڑا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے بہار جادو نے کہا نادرہ کا سر کاٹ لے بلائے جادو طرف نادرہ کے چلا نادرہ نے گولہ مارا بلائے جادو نے گولے کو گوے پر روکا آپس مین دونون کے سحر چلنے لگا آخر نادرہ نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر بلائے جادو پر کھینچ ماری بلائے جادو نے سینہ آگے کر دیا سینے پر کارد پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری مرتا بلائے جادو کا صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من بلا جادو بود اب جو روشنی ہوئی نادرہ نے بہار کو جو سامنے دیکھا بہار پر سحر کر لگی بہار نے آواز دی اے نکہت گل اندام کہان ہوتی نہین اسکو لینا ہوا اُٹھنڈھی چلی ایک کنیز زمین سے طرہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی ملکہ بہار نے طرف نادرہ کے اشارہ کیا اُس کنیز نے دوڑ کر طرہ کان مین نادرہ کے لگا دیا نادرہ کے دماغ مین جو بو پہونچی چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین ملکہ بہار کو ڈھونڈھنے لگی بہار جادو نے اپنی صورت دکھائی نادرہ نے پکار کر آواز دی

بے نیاز و اے رب کارساز تو غفور و رحیم ہے ان ظالمون کے ہاتھ سے اس دام بدعت سے نجات دے مدد کر یہ بلا سر سے روک

نظم

مکن ز بندگی اے بندۂ خدا اغماض
کہ در زمانہ کند کرترا خدا امرتاض

خداست دافع رنج و دوائے بیماران
خداست چارۂ ہر دو دوا ردوا امراض

خدا حکیم و خدا عالم و خدا دانا
خدا الطبیب و خدا الشافی و خدا ناباض

عیان است جلوۂ نورش بچشم اہل نظر
بہر صباح و بہر شام و ہر سواد و بیاض

گہے ز ابر گہ از چشمہ و گہ از دریا
روان بروے زمین است فیض آن فیاض

بہر بہار و بہر حالت و بہر موسم
ز ابر رحمت او تازہ رنگ روے ریاض

خدا بحال تو ہر دم کند بہ لطف نگاہ
کجا روا است کہ تو از خدا کنی اعراض

فلک ز عمر تو یک روز کم کند ہر روز
بشغل قطع و برید است ہر دم این مقراض

بدوستان زمانہ مبند دل ہندی
کہ دوست اند براے مطالب و اغراض

خواجہ عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی وہ دو جلاد دونون طرف چلا چلا کر خنجر مارین کہ سامنے پھولون کا درخت تھا پھول کھل کھلا کے ہنسے طفلان غنچہ نے دہن کھولے شاخون مین مثل غنچہ دم خم پیدا ہوا دو پھول دونون جلادون کے سر پر گرے دونون جلاد جل کر خاک ہوے بلاے جلادو نے کہا اسکے ساتھ کوئی ساحرہ ہے نادرۂ گل پیرہن نے کہا اس سحر کار نگ مثل رنگ سحر بہار معلوم ہوتا ہے بلاے جادو خود خنجر لیکر چلا کہ خواجہ عمرو کا سر کاٹ لون کہ یکبیک سے اُسی درخت کے آواز آئی او بیحیا کیون روسیاہی دکھاتا ہے الگ رہ خواجہ کے پاس نہ جانا کنیزان نادرۂ گل پیرہن نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی گجرہ ہاتھ سے کھولتی ہوئی ظاہر ہوئی وہی گجرہ ہاتھ سے کھول کر بلاے جادو پر پھینک مارا اور آواز دی منم بہار جادو او بلاے جادو ہوشیار رہنا سودا نہ زور کرے جیسے ہی وہ گجرہ ٹوٹا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی پھولون نے ہنس ہنس کے بلاے جادو پر بلا نازل کی بلاے جادو جھوما پھول اُٹھا اُٹھا کے سونگھنے لگا خوشبو جو باغ پہونچی سودا بڑھا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپ کے غلام کا عجیب حال ہے

نظم

خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہتے ہین بی بی مجھے بچایئے یہ نگوڑا کالیا زنگی مجھے کیون کھینچتا ہے
نادرہ روکتی ہے کہتی ہے اے بلاے جادو تجھے کیا ہوا ہے میری خاص گائن کو کیون کھینچتا ہے زنگی نے
شہپر خواجہ کے ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو کنیزین چیخ مار کر الگ ہوئین کوئی کہتی ہے
بن مانس کہان سے آیا کوئی کہتی ہے ارے مین نے پہچانا یہ جلمانس ہے ایک کہتی ہے مر جیا جن ہے ایک
کہتی ہے شمیا دیو ہے نادرۂ گل پیرہن حیران ہے زنگی کہ جسکا بلاے جادو نام ہے اُسنے کہا حضور
میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ صحراے بلا سے عمرو ساتھ ملکۂ نادرۂ گل پیرہن کے جاتا ہے
سہمناک جادو کی فکر مین ہے یہ کہکر عمرو کو گرفتار کیا نادرہ نے کہا اے بلاے جادو تمنے
بڑا کام کیا مین بالکل اس سے غافل تھی مجھے خبر نہ تھی کہ یہ ساربان زادہ اسطرح میرے ساتھ چلا ہے
مین اسکو اب پاس سہمناک جادو کے لیجاؤنگی بلاے جادو نے کہا اے ملکۂ عالم اسکا وہان لیجانا
بہتر نہین سہمناک ایک جوان غصے ور ہے جسوقت وہ سنیگا کہ میری زوجہ کے ساتھ رہا نہین معلوم
کے دن سے آپکے پاس ہے وہ غصے مین اسے قتل کر کے سر اسکا پاس طلسم کشا کے بھیجیگا لشکر مین
سب اسکو مانتے ہین مہرخ و بہار و صاحبقران و کوکب روشنضمیر و اسد غازی یعنی طلسم
کشا دوسرے دن یہ سب کو بلند پر آ کے موجود ہو گئے جنکے مین نے نام لیے یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے
افراسیاب کو قتل کرایا جان بچانا سہمناک کو مشکل پڑیگا غلام تیاری کرتا ہے اسی صحرا مین
اسکو قتل کیجیے بلکہ جہانتک ہو سکے اسکے قتل کا ذکر نہ کیجیے سارا لشکر اسکے خون کا دعوی دار ہوگا
نادرہ نے کہا بہتر ہے اے بلاے جادو جو خوشی تمہاری یہ سنکر بلاے جادو نے ایک چیخ ماری
صدہا زنگیان سیہ رو گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے پکارتے ہوے اے افسر کیا حکم ہوتا ہے بلاے جادو
نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو یہ ساربان زادہ قتل ہوگا اُن زنگیون نے دار بن استادکین خنجر
برہنہ کھینچکر اُنھین مین سے دو زنگیان سیہ رو تنگین لگانے لگے ہر مرتبہ آوازین دیتے تھے **فرد**

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست　　　مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست

بلاے جادو حکم دیتا ہے یارو آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے دمامہ مستمش کو مار ابرجد لگار
ایسا ملک فتح کیا مستمش کو دریاے قلزم مین گھسکر مارا کسی ساحر کا اسپر زور نہ چلا مگر بادولت کے
ہاتھ سے اسکی قضا تھی کہ جو قتل ہوتا ہے خواجہ عمرو بیقرار و اشکبار دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق

اسی کے خواہان ہین کہ تم افسری قبول کرو میرے جانے پر موقوف ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہین مین سویرے
ضرور روانہ ہونگی جسکو چلنا ہو وہ چلے جسکو نہ چلنا ہو وہ جواب دیدے کل مین وہان پہونچ جاؤن خواجہ
نے پاؤن پر ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ عالم کنیز ضرور چلیگی سب طرح تیار ہے سرکار کے ساتھ جانے
مین تیاری کی کیا ضرورت جسوقت کہئے حاضر ہین رات بھر جلسہ رہا سوسن بہت نادرہ کے منہ لگی
ہوئی ہے دو گھڑی رات رہے نادرہ نے تخت تیار کیا تخت پر سب کنیزون کو بٹھایا سب کے آگے گھسکر
بی سوسن بیٹھین تخت اڑتا ہوا چلا جب تک ہوا ٹھنڈی چلی تخت بلند رہا جب ہوا گرم چلنے لگی تب
نادرہ نے تخت کو مائل بہ پستی کیا زمین سے کچھ بلند تخت جاتا ہے کہ ایک جانب سے چند طائر پیدا ہوے
چانون چانون کرتے ہوے تخت کے سامنے آکر سد راہ ہوے پرون سے تخت کو ہٹاتے ہین نادرہ
کہتی ہے اے طائران صحراے پر بلا مجھے کیا نہین پہچانتے مین ہون نادرہ گل پیرہن زوجہ سہمناک
پاس شوہر کے جاتی ہون طائر نہین ہٹتے خواجہ نادرہ سے لپٹے جاتے ہین کہ بی بی یہ طائر کیسے ہین
نادرہ کہتی یہ طائر صحراے پر بلا کے نگہبان ہین نہین معلوم مجھے اسوقت کیا سمجھے ہین کہ چانون چانون
کرتے ہین اور مجھے روک رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین بی بی مجھے بچا لیجے مجھے نگوڑے کس
نگاہ سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہے میرے دشمنون کو کھا جائینگے بیچ مین سب کے جو طائر کلان
ہے وہ ہر مرتبہ مجھپر آنکھین نکالتا ہے معلوم ہوتا ہے مجھپر آپڑیگا نادرہ ہر مرتبہ ہاتھون سے ہٹاتی ہے اور
کہتی ہے اے نگہبانان صحراے پر بلا دیکھو ہوش مین آؤ مین تمھارے روکے سے نہ رکونگی لیکن طائر تخت
سے لپٹے ہی جاتے ہین پر مارتے ہین چاہتے ہین خواجہ پر آپڑین آخر نادرہ نے ہاتھ ہلائے برق گری کسی
کا سر کٹا کسی کا پر اڑ گیا دو چار جانور جو کنگر گرے اور جانور ہٹے نادرہ نے پکار کر آواز دی اے مالک
صحراے پر بلا میرے ساتھ کوئی غیر نہین ہے صرف میری کنیزین میرے ساتھ ہین یہ کہکر چاہتی ہے کہ
تخت اڑا لیجائے یکایک ایک زنگی سیہ رو صحرا سے پکارتا ہوا پیدا ہوا کہ او نادرہ عمرو عیار کو اپنے
ساتھ لیے جاتی ہے طائرون کو تو نے مارا عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہے یہ کہکر اُس زنگی نے سحر کیا
تخت یا تو اڑا ہوا جاتا تھا سحر جو اسنے کیا تخت زمین پر آیا خواجہ نے چاہا کود کر بھاگون تخت نے پاؤن
پکڑ لیے بھاگ نہ سکے اُس زنگی نے کہا اے نادرہ تم رنجیدہ نہو نا دیکھو ابھی حال ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر
جست کی قریب تخت کے آیا عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا او سارباں زادی بڑا عقرب بنکر بیٹھا ہی ہاتھ پکڑ کے کھینچا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بے شمار ہین	اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا
بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا	کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا
عندے مری نظر لغبتہ عالم ہوا ترا	باعث ہے میرا عشق ترے اشتہار کا
ہمست میکدے سے جہان کے مین اٹھ گیا	آنکھون نے تیری رنگ نہ دیکھا خمار کا
یوسف بسائے پیرہن اپنا یقین ہے	او گل کھینچے جو عطر ترے باسی ہار کا
دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر	تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا
اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی	گل کو بھی اُس مقام پہ رتبہ ہے خار کا
اب اُس کے آستان سے چھڑاتے ہین مجھکو ہائے	اے رند حیف محل نہ رہا اختیار کا

اِس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ نادرہ بہت خوش ہوئی کہا اے سوسن آج تو تو نے کمال دکھایا کہ دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا خواجہ نے عرض کی داری اب کہ ہم حضور کے ساتھ چلتے ہین وہان چل کر گانے والون مین نام کر پیا سب مین مشہور ہو کہ نادرہ گل پیرہن کے ساتھ وہ گائن ہے کہ جسکا گانا دل پہ تاثیر کرتا ہے دور دور سے لوگ آپ کی لونڈی کو سننے آئین اور اپنے مقام پر جا کے کہین کہ ایسی گائن کبھی نگاہ سے نہین گذری نادرہ نے کہا تاجدار اسطرف کے طلسم کشا سے فساد کرنے پر آمادہ ہین ہمارے شوہر کا انتظار کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک طائر آکے پہونچا گلے مین اُس کے ایک نامہ بندھا تھا شانے پر آکے نادرہ کی بیٹھا نادرہ نے نامہ کھول کر پڑھا اُسمین نوشتہ پایا طرف سے سہمناک جادو کے لکھا تھا اے جان جہان وائے آرام دل عاشقان تمہارے نہونے سے مین نہایت پریشان ہون دم بھر آرام نہین ملتا کئی بادشاہ اس طرف کے مجھ سے موافق ہوے ہین کہ جسوقت تم طلسم کشا سے مقابلہ کرو ہم سب تمہارے ساتھ ہین اگر تم آجاؤ تو اُن سب کو جمع کر کے طلسم کشا سے جا کر مقابلہ کرین اگر غالب آئے تو باغ سیب پر قبضہ ہوا اگر مغلوب ہوے کسی طرف بھاگ جائین گے گرے جان من مکرر لکھتا ہون کہ دیکھتے ہی نامے کے فوراً سوار ہونا جلد اپنے کو ہم تک پہونچانا بادشاہ لوگ آتے ہین ہر روز یہی صلاح ہے کہ کب لشکر کشی کروگے مین امروز فردا کا وعدہ کرتا ہون فقط تمہارے آنے کا انتظار ہے یہ نامہ پڑھکر نادرہ نے کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو شوہر نے میرے تاکید لکھی ہے چند بادشاہ جو کوہ بلند سے قریب ہین سب

اُن سب نے کہا ہم اسوسن اب ملنے چلو نہین معلوم ملکہ نادرہ گل پیرہن کیا کرتی ہین سب کے ساتھ خواجہ بھی چپکے باغ مین آئے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب گھاسے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جوشش مار رہی ہین عندلیبان خوشنوا شاخہاے نخل پر پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین چہکارے مار رہی ہین خواجہ سیر باغ دیکھتے ہوے اُن سب کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہے خواجہ کو دیکھکر کہا اری سوسن تو بھی ہماری ساتھ چلیگی جب سے نام کوہ بلند کا لیا گیا ہے اُسوقت سے مجھکو نہایت پریشان پاتی ہون خواجہ نے کہا حضور جائین اور مین نہ جاؤن جہان حضور رہینگی وہان کنیز بھی حاضر رہیگی نادرہ نے کہا تیرے ہونے سے دل بہلیگا اگر تو نہ ہوگی تو گاؤن ڈھونڈھنا پڑیگی خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلون گی حضور ہمارے بزرگ آپ کے بزرگون کی خدمت مین رہے ہم بھی زندگی مین جدا نہ ہونگے نادرہ نے کہا شوہر میرا وہ ساحر ہے کہ زمان انقلاب ہوا افراسیاب ایسا شخص مارا گیا مگر کچھ خوف نہ کیا میرے شوہر کے قبضے مین پہلے کوہ بلند نقاب کوہ سیمناک پر بھی قبضہ کرلیا اسیطرح اور ملکون پر قبضہ کرین گے یہان تک سلطنت بڑھے کہ مثل افراسیاب خراجگزار اُنکو ماننے لگین یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا اس طرف نہین آسکے لشکر اُنکے ساتھ بحد و بے حد ہے اب آپکو کیا ضرورت ہے کہ ملک در ملک پھرین یہ کہکر حکم دیا اپنی اپنی تیاری کرو کل یہان سے چلین گے جلے اور پہونچے صاحب ہمارے انتظار کر رہے ہونگے کئی دن گذرے کہ نامہ آیا تھا یہ بھی مرقوم تھا کہ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ بہت عرصہ ہو گیا تمھین لوگون کے سبب سے دیر ہوئی آج تیاری کر رکھو کل صبح کو ہم سوار ہونگے سب نے دست بستہ عرض کی ہمکو تیار پایئے گا جسوقت چاہیے سوار ہو جیے نادرہ خاموش ہو رہی دن بھر تیاری رہی شب کو صحن باغ مین آکر نادرہ بیٹھی اشارہ کیا سوسن کو بلاؤ خواجہ بلبل سوسن حاضر ہوے سامنے نادرہ نے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے

نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا — آنکھون کو انتظار رہا اُس غبار کا
دیکھا یا چشم یار نے روز سیہ مجھے — مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا
کیونکر وہان یار سے تشبیہ دون اُسے — غنچے کو اُس کے سامنے رتبہ ہے خار کا
اٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب مرگ — سوتون کی موت چونکنا ہے بار بار کا

کے خبر نہوگی ورنہ ضرور حاضر ہوتے لیکن یارو یہ تو بتاؤ کہ مین کہان جاکر اُسکو تلاش کرون وہ لوگ
دربار مین حاضر ہین کہ جن کے پاس اوراق سامری موجود ہین اُن لوگون نے اوراق دیکھ فکر کرکے کہا
ای خواجہ اوراق سامری خبر دیتے ہین کہ کوہ بلند پر شعلہ خوار آتش خو قید ہے سہمناک جادو
کہ نہایت ساحر زبردست ہے وہ اس عرصہ مین اُسی درۂ کوہ کے قبضے مین کیے بیٹھا ہے اپنے مقام پر کہتا ہے
کہ اگر افراسیاب مارا گیا تو میرا کیا نقصان ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہان سامری و جمشید بھی نہین آسکتے
خواجہ نے کہا مین جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی چلون گا چلتے ہی ان شاء اللہ اُسکو مار لین گے خواجہ
نے کہا ابے تجھے کیا دخل ہے برق نے کہا دخل میرا آپ کو ثابت ہوگا کہ کس طور سے اُس کو
قتل کرتا ہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچے باغبان و بہار نے کہا خواجہ ہمارا بھی چلنا ضرور
ہے خواجہ نے کہا مین تو جاتا ہون جس کے مزاج مین آئے وہ بھی چلا آئے یہ کہکر خواجہ چلے خواجہ کے
بعد بہار و مخمور و باغبان بھی روانہ ہوے خواجہ عمرو نے تین دن برابر رہروی کی جب صحراہای
خراب طے کرکے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دور سے دیکھا کچھ عورتین پھر رہی ہین بعض
کچھ ضرورت کو نکلی ہین بعض سیر صحرا کو آئی ہین جنگل کو دیکھا اور پلٹ گئین خواجہ بھی ایک عورت کی
شکل بنکر پائنچے سنبھالتے ہوے اُن عورتون مین آگے لے پوچھا اُن عورتون سے کہ تم لوگ کون ہو اس
صحرا مین پھرنے کا کیا باعث ہے اُن عورتون نے بیان کیا کہ اب اس صحراے سے ہم جاتے ہین ملکہ
نادرہ محل سیر ہین کہ معشوقہ ہین سہمناک جادو کی سہمناک نے لکھ بھیجا کہ شعلہ خوار آتش خو
میرے پاس قید ہے مین پاس طلسم کشا کے نہ جاؤنگا معشوقہ کو اپنے پاس بلایا ہے سہمناک کو منظور ہے
کہ ایسا قلعہ بناؤن کہ وہان کوئی نہ آسکے مین اور معشوقہ اُسمین بیٹھکر سلطنت کرون اور شعلہ خوار کو مین
قید مین مار ڈالونگا چاہے کہ یہ میری قید سے چھوٹے یہ غیر ممکن ہے آج ہم لوگ اس جنگل سے رخصت ہونے
ہین اسیوجہ سے ہم یہان آئے ہین اور بحسرت پلٹ جاتے ہین خواجہ نے یہ معاملہ سنکر ایک کنیز کو
دیکھا کہ کچھ گنگنا رہی ہے کبھی چٹکیان بجاتی ہے سمجھے کہ یہ گائن ہے اُسکو خواجہ نے اشارے سے بلایا
باتین کرتے ہوے ایک نخل کے سامنے مین آئے کہا دیکھو طرف سے کوہ بلند کے ابر اُٹھا ہے جیسے ہی
وہ نازنین پلٹی خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا کپڑے اُس کے اُتار لیے زیور بھی
لے لیا اُسکو زنبیل مین رکھا اُسی کنیزک کی شکل بنکر سب کے ساتھ پھرنے لگے تھوڑی عرصے کے بعد

غرض آج صحرا کا کیا رنگ ہے
مرا کلک دیتا ہے پھر یہ خبر
کیا قید اُسے جا کے اُس کوہ مین

اگر فکر سخن سنج با رنگ ہے
کہ حال ستم دیدہ تحریر ہو
کہ بیٹھا ہے حیران انبوہ مین

لکھوں حال احباب خواجہ عمرو
نہ تحریر ہو بلکہ تقریر ہو
چہرہ کشایان طلسم کشائی

دجوہریان بازار حیرت نمائی اس داستان حلالت عنوان کے یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج وغواص دریاے ہوش * چنین ریخت گوہر بداماں گوش * جلد اول مین اسکا حال لکھ چکا ہون کہ جب افراسیاب نے دیکھا کہ جب خواجہ کو قید کیا شیطان بچہ آپہونچا حیران ہوا کہ عمرو کا گرفتار کرنا بالکل بیکار رہوتا ہے آخر افراسیاب نے کوہ عجائب پر آکر فوج شیاطین جمع کی آکے شعلہ خوار آتشخو کو گرفتار کرکے کوہ عجائب پر قید کیا مع فوج بیچارہ قید ہوا جب طلسم ہوشربا فتح ہوا جلد ہشتم مین بالتصریح اس حال کو لکھ چکا ہون ناظرین بخوبی آگاہ ہونگے رہائی شیطان بچے کی جلد ہفتم مین اسوجہ سے نہین لکھی کہ کچھ ذکر اسکا جلد اول و دوم و سوم و چہارم مین نہ تھا اس واسطے رہائی شیطان بچے کی حوالہ جلد ہفتم کا دیگر تحریر کی گئی سامعین پر واضح ہو کہ یہ قید طلسم تھی بعد طلسم ہوشربا شیطان بچہ رہائی پاتا ہے جب طلسم ہوشربا پر صاحبقران کا قبضہ ہوا اور جا بجا کے خراجگزار حاضر ہوے نوبہار و باغبان نے خواجہ سے پوچھا اے شہنشاہ اوج عیاری سب خراجگزار حاضر ہوے جو خراجگزار آیا اُس کے قبضے مین جو قیدی تھی اُسکو بھی لاکر حاضر کیا حالات اُنکی قید کے بیان کیے اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ افراسیاب نے نہ دینے پر خراج کے قید کیا تھا بعض کسی جرم مین تھے کہ نافرمانی کی تھی بعض اور ملکون کے تھے کہ جنھون نے افراسیاب پر لشکرکشی کی تھی اُنکو افراسیاب نے قید کیا تھا جب یہ سب قیدی حاضر ہوے خراجگزار لیکر آئے بہت سے مسلمان ہوے جو سیاہ قلب تھے اُنھون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا صاحبقران نے اُنکو دار پر کھینچا جب ان سب باتون سے فراغت پائی اُسوقت باغبان و بہار نے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کا عاشق صادق جسکو افراسیاب نے قید کیا تھا اور آپ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ مین اُسکو رہا کرونگا مگر آپ نے مہلت نہ پائی کہ اُسکی رہائی کی تدبیر ہوتی سب حاضر ہوے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ جسکی قید مین ہے وہ باغی رہا ورنہ لیکر حاضر ہوتا آپ سے کیفیت بیان کرتا خواجہ نے جو نام شعلہ خوار آتشخو کا سُنا بیقرار ہوگئے فرمایا یہ طلسم اس قدر وسیع ہے کہ بہت سے ایسے ہونگے کہ جنکو مارے جانیکی افراسیاب

ساربان زادہ بھی قتل ہوا افراسیاب بخوبی حیرت کو سمجھا کے بقہر و غضب تمام طرف باغ سیب
کو چلا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین جو کچھ طرف سے افراسیاب کے ہوگا تحریر کیا جائیگا یہ
داستان متعلق جلد چہارم تھی یہین سے جوڑ جلد پنجم کا لگایا جاتا ہے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اسکے پتے
اور نشان کی کیا ضرورت ہے ناظرین اسکو پڑھکر لطف اٹھائین یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین
مرحمت فرمائین

دو کلمہ داستان حیرت بیان ذکر رہائی شعلہ خوار آتشخو کہ جسے خواجہ عمرو نے مطیع کیا تھا افراسیاب جادو نے اسکو گرفتار کر کے درۂ کوہ بلند مین قید کیا ہے یہ ذکر جلد اول بقیۂ طلسم ہوشربا مین ہو چکا ہے اب اسکا ذکر ضرور ہے و باقی

حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
کہین پر ہے بیلا کہین موتیا
مٹا خار باغ جہان سے شتاب
کہ ہے بحر الفت کا ہر گل کو جوش
یہ سبزی درختون کی نایاب ہے
کہ شبنم کے موتی ہین ہر جا بچھے
ہوا جوش گل ہر طرف بید رنگ
کہ عکس اسکا نہرون مین پڑنے لگا
یہ ہے داغ الفت کا کھائے ہوئے
لگی آگ لالے سے کہسار مین
جو آہو نے بڑھکر طرارہ بھرا
غضب ہو روز پھرتا اسی فکر مین

کہ ہے اوج پر آج رنگ چمن
جو ہے رشک خلد برین یہ چمن
ہوا قتل آخر کو افراسیاب
ترانہ یہ بلبل کا ایجاد ہے
زمین پر ہے سبزہ کہ کمخواب ہے
جو شبنم نے کین اشک افشانیان
کہ لالہ بھی لایا ہے سرخی کا رنگ
ہر اک نہر ہے آئینہ باغ مین
کہ ہے بوجھ سر پہ اٹھائے ہوئے
نکل آئے وحشی صحرا نورد
تو صیاد بیر حسم نے دم دیا
کہین شہر ہین اور پکارے کہین

کہین رائے بیل اور کہین موگرا
دکھاتا ہے سامع کو رنگ سخن
مچایا ہے یہ بلبلون نے خروش
کہ باغ جہان باغ شداد ہے
اگر فرش کمخواب کہیے اسے
تو ہین رنگ گل کی یہ گلکاریان
کلہ سر پہ رکھکر اکڑنے لگا
کہ سوزش نہو لالے کے داغ مین
ہر اک گل کو ہے وجد گلزار مین
اڑاتے ہین رہ رہ کے صحرا مین گرد
وہ تھا دام بر دوش اسی فکر مین
کوئی نام لے لے پکارے کہین

انیسون نے جو دیکھا کہ ملکہ حیرت گلا کاٹا چاہتی ہین سب نے چھوڑ دیا کہا حضور کو اختیار ہے حیرت روتی ہوئی باہر نکل کہ افراسیاب زمین پر آیا پکار کر آواز دی او حیرت یہ کیسا شور و شر ہے مجھے سب باتون خبر ہے حیرت افراسیاب کو دیکھکر اور زیادہ چلا چلا کے رونے لگی افراسیاب نے ہاتھ تھاما حیرت نے جھٹک کر ہاتھ چھڑا لیا کہا آپ میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین اپنی بہن کے پاس جاونگی اُنسے خطا معاف کراؤنگی افراسیاب نے کہا تمنے اُنکی کیا خطا کی حیرت نے کہا ایسی اُنپر جفا کی کہ وہ شریک مسلمانان ہوگئین جب افراسیاب نے مضبوط ہاتھ پکڑا حیرت اور زیادہ بلک بلک کے رونے لگی کہتی ہے سینے بوا مجھکو پکار رہی ہین افراسیاب نے پلٹ کر کہا لاؤ دیکھو تو کیا حال کرتا ہون زوجہ شہنشاہ طلسم کی یہ کیفیت ہے بی بہار کی یہ بدعت کہ آسمان پر سناٹا ہوا اُدہر خزانہ دار شیشۂ آب دیدۂ سحر سامری لیکر آئی کہا شہنشاہ یہ حاضر ہے حیرت غل مچا رہی ہے کہ مین مُنہہ نہ دھوؤنگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون افراسیاب نے اُس پانی کو چلّو مین لیکر مُنہہ پر حیرت کے چھینٹا مارا حیرت نے ایک چیخ ماری تھر تھر کانپ کر بیہوش ہو گئی افراسیاب نے اور پانی چھڑکا کنیزون سے کہا تلوے سہلاؤ جب تلوے سہلائے تب حیرت کو ہوش آیا اُٹھتے ہی بہار کو برا بھلا کہنے لگی کہتی ہے اے شہنشاہ آج بہار نے مجھے بہت ذلیل کیا افراسیاب نے کہا اے حیرت مقام حیرت ہے کہ تو سحر مین بہار کے پھنسی اور ایسی بیقرار ہوئی حیرت نے کہا اے شہنشاہ باغبان نے سحر کیا مین باغبان کے سحر کو دفع کر رہی تھی کہ بی بہار نے یہ شعبدہ کیا بس میرا قلب اُلٹ گیا جی چاہتا تھا کہ جا کر قدمون پر گرون مگر اب بہار کی قضا دامنگیر ہے اُنکے قتل کی یہ تدبیر ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت وہ قیامت برپا کرونگا کہ زمین تھرائے بہار خود اپنا گلا کاٹ آج اِس حرکت سے محبت بہار بالکل دور ہوئی طبیعت ناصبور ہوئی یہ بھی حساب کر چکا کہ قتل اسد کا زمانہ قریب ہے اب جا بجا نامے روانہ کرتا ہون مگر پہلے میان کوکب کو مٹاؤن نور افشان و برہمن کو سزا دون خیر مین اب جاتا ہون اگر شاید کسی وجہ سے مقابلہ پڑے اپنے کو سحر بہار سے بچانا حیرت نے کہا اے شہنشاہ نو برس مجھکو گذرے لڑتے ہوئے کبھی رنگ سحر بہار مجھپر نہ جما وہ کیا مجھپر سحر کریگی مین طبل جنگی بجوا کر لڑونگی افراسیاب نے کہا جب تک ہمارا نامہ نہ آئے مقابلہ نہ کرنا مین جا کر وہ انتظام کرون کہ اسد قتل ہو جائے نور افشان و برہمن کو خبر نہ ہونے پائے

سنے طرف مصور کے دیکھا اشارے سے کہا یہ سوہن بہار کے ہین مین جا کر افراسیاب سے عرض کر دون تم
لوگ انکو باتون مین بہلاؤ اگر جانے کا ارادہ کرین تو جانے نہ دینا نہین معلوم بہار کس رنگ مین
پھنسائیگی اگر وہان گئین تو پھر کے آنا دشوار ہوگا یہ کہکر یاقوت اُٹھی طرف افراسیاب کے چلی
حیرت نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا کیون بی وزیرزادی صاحب کہان چلین
یاقوت نے کہا لونڈی کہین نہین جاتی ہے ابھی حاضر ہوتی ہے یہ کہکر تڑپتی ہوئی چلی گھبرائی ہوئی
سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب کو دیکھا وزرا امرا سے کہ رہا ہے کیون یارو قتل اسد مین کیا
دیر ہے کوئی کہتا ہے مہینہ بھر باقی ہے کوئی کہتا ہے دس ہی دن تو باقی ہین افراسیاب نے حکم دیا روز
نامچہ لاؤ سرمارے برف انداز اٹھا کہ روزنامچہ لینے جائے کہ رونے کی آواز کان مین افراسیاب
کے آئی سر اٹھا کے دیکھا یاقوت جادو بیقرار و اشکبار آ کے سامنے افراسیاب کے گر پڑی افراسیاب
نے پوچھا ارے خیر تو ہے یاقوت نے کہا حضور ملکہ حیرت کا عجیب حال ہے بہار کو عقاب جادو
گرفتار کر کے لایا تھا چالاک وغیرہ نے آکر رہا کیا حیرت بارگاہ سے نکل آئین بہار و باغبان
برائے مدد آئے تھے نہین معلوم بہار نے شعبدہ کیا کہ حیرت نے تعاقب سے بہار کے لشکر
کو ہٹایا بارگاہ مین آئین تخت پر بیٹھین بلک بلک کے رو رہی ہین کہتی ہین بہار سے جدائی ہمین نہین
منظور میری بہن کو مجھسے ملاؤ فرماتی ہین مین آپ چلی جاؤنگی واسطہ سامری و جمشید کا جلد چلیے
دیر نہ کیجیے ایسا نہو دشمن اُنکے جان دیدین اُنکے تیور سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اسطرح بیقرار
ہوکر روتی ہین کہ دل سنگ آب ہو سننے والے کا دل بیتاب ہو یہ سنکر افراسیاب نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا صاحبو بہار نے غضب کیا کتاب سامری بھی دیکھی اپنے مقام سے اُٹھا تخت پر سوار ہوا
یاقوت کو ساتھ لیکر چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ بارگاہ مین ہنگامہ ہے حیرت بپھری ہوئی ہے کہ مین بہار
کے پاس جاؤنگی مین اپنی بہن سے خطا معاف کراؤنگی مصور و صورت نگار وغیرہ ہاتھ باندھتے
ہین کہ حضور کیا کہتی ہین بہار کو یہین بلوا دینگے آپ کا بارگاہ دشمنان مین جانا بہتر نہین ایسا نہو وہ
آپ کے ساتھ کچھ اور فریب کرین حیرت کہتی ہے میری بہن ہے کسی کو میرے ساتھ فکر نے دیگی
عیارون کی یہ مجال ہے کہ ہمکو روکین ٹوکین ہم جاکر اپنی بہن سے ملینگے یہ کہتے کہتے حیرت
نے نیمچہ کھینچا کنارہ کوگے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی مجھے افراسیاب سے کیا کام جاکر شہنشاہ سے کہدو

کنیز مسکراتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی کہا بی بی ہوش مین ہو حیرت نے کہا تیرا کیا نام ہے کہا مجھے بہار پیرا
کہتے ہین پھول چُنون شاخین بناؤن پھول کے درخت مین پیوند لگاؤن آپ کا دل لبھاؤن آپ مگر اس
خیال مین ہین بہار اُڑتی ہوئی جاتی ہین آپ تامل فرمائین ذرا سوچین کہ بہن سے جدائی جگ ہنسائی
لوگ آپ کو بُرا کہتے ہین اسکا فیصلہ کیجیے ورنہ آپ کے واسطے بدنامی ہے شہنشاہ حیات جادو
آپ کو کیا کہینگے ضرور طعن و تشنیع کرینگے کہ کیون بہن کو جدا کیا مجھے جو سمجھانا تھا سمجھا چکی کنیز یہ
باتین کرکے غائب ہوئی بہار و باغبان و برق لامع جنگ کرتے ہوے نکل گئے عمرو و برق
و چالاک بھی لشکر مین پہونچے حیرت نے کہا سب پلٹ آئین بہار و باغبان و برق لامع
کا کوئی پیچھا نہ کرے ساحر پلٹ آئین ہمین لڑائی نہین منظور حیرت نے جو پکار کر یہ کہا یا تو ساحر عقب
مین بہار و باغبان و برق لامع کے جاتے تھے یا سب پلٹ آئے حیرت رنجیدہ سر جھکائے
ہوے آکر تخت پر بیٹھی بہار نے یہان آکر کہا ذرا خبر لو کہ حیرت کیا کر رہی ہے خواجہ نے کہا چرند و پرند وہین
ہین جو وہان گذریگی خبر لیکر آئینگے خبر معقول سنائینگے حیرت جو تخت پر آکر بیٹھی یاقوت وزمرد سے کہا
صاحبو تم وزیر صاحب تدبیر ہو ایک بات مین پوچھتی ہون وہ بتاؤ انصاف سے کہنا خلاف کہوگی تو قتل
کا حکم دونگی یاقوت وزمرد نے دیکھا حیرت کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
یہ باتین کر رہی ہے یاقوت وزمرد نے کہا واری ہماری مجال ہے کہ آپ کے مزاج کے خلاف کلام کرین
آپ کیا ارشاد فرماتی ہین حیرت نے کہا صاحبو آپ سب بیٹھے ہین انصاف سے کلام کرین خلاف کوئی صاحب
نہ کہین ورنہ مجھے انتہا کا ملال ہوگا بہار نے کیا خطا کی تھی کہ جو افراسیاب نے نکال دیا آخر وہ کہان
جاتی شریک اہل اسلام ہو گئی ناچار و مجبور تھی اب تم لوگ بتاؤ کہ افراسیاب خطا وار ہے کہ
بر سر خطا بہار ہے یاقوت وزمرد نے کہا واری بہار آپ خطا ہو کر چلی گئین آپ ہی سے تو تکرار ہوئی
تھی حیرت چیخین مار کر رونے لگی کہ ہاے میری بہن کو مجھسے جدا کیا مین اپنی جان دونگی یاقوت
وزمرد نے دست بستہ عرض کی حضور اس مقدمے کو افراسیاب سے پیش کرین دیکھیے
وہ کیا کہتے ہین حیرت نے کہا مین کسی سے نہ کہونگی رو رو کے اپنی جان دونگی یہ کہکر خوب روئی ہر چند
وزیر امیر سمجھاتے ہین حیرت کے رونے کو ترقی ہے بلک بلک کے رو رہی ہے کہتی ہے میری
بہن کو مجھسے ملاؤ جون جون سمجھانے والے سمجھاتے ہین شدت گریہ حیرت کی بڑھتی جاتی ہے یاقوت

خلیفہ اولم چالاک نامم × نہ آید باد گرد تیز گامم × بچشم دشمن اندازم کف خاک
چالاک نے حقہ ہائے آتشبازی مارے ایک جادوگر کے برابر برق کھڑا تھا اسنے کہا میان جادوگر تم گولہ نہین مارتے کہ عیار گرفتار ہو جائے چھوٹ کر جاتا ہے وہ اسم سحر پڑھتا ہوا بڑھا برق نے اسکو خنجر مارا اندھیرا ہو گیا حیرت اُٹھ کھڑی ہوئی اپنے دستک دی کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے اُنھون نے مشعل سحر جلائی دعمرو و چالاک بھاگے ہوئے جاتے ہین حیرت نے یہان سے گولہ مارا عمرو و چالاک گرے کہا ارے پکڑو برق تڑپ کر آیا چاہا اُستاد کو لے بھاگون حیرت نے اشارہ کیا برق بھی گرا تڑپنے لگا حیرت نے آواز دی ان تینون کے سر کاٹ لو جادوگر چلے کہ سر کاٹ لین کہ آسمان سے ایک برق گری کئی سو کے سر اُڑ گئے حیرت غل مچاتی ہے کہ ارے سرکاٹ لو جب جادوگر بڑھتے ہین برق چمک کر آڑی ترچھی گرتی ہے کہ سو دو سو کے سر اُڑ جاتے ہین حیرت نے ایک گولہ آسمان پر مارا برق لامع آسمان پر تھی برق لامع کے پانون پر گولہ پڑا پانون زخمی ہوا پانون کو جھٹک کر تڑپ تڑپ کر گرنے لگی کہ آسمان سے چند بچے گرے برق و چالاک و عمرو کو اٹھا کر چلے حیرت نے گولہ مارا بچون سے عمرو و برق و چالاک چھوٹے طرف زمین کے چلے کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب جھومنے لگے آواز آئی منم بہار جادو گلدستہ تو حیرت پر مارا تڑپ کے گری ان تینون کو روکا کہ باغبان پہونچا باغبان سے کہا تم ان عیارون کی حفاظت کرو مین آج حیرت کو دیوانہ کرتی ہون باغبان نے تینون عیارون کو روکا ایک گوشے مین جاکر اُتارا چالاک و برق چھپے خواجہ گلیم اوڑھ کر بڑھے گلدستہ جو حیرت پر بہار نے مارا تھا حیرت پر پھول برسنے لگے حیرت چھو دون کو جلاتی ہے باغبان و بہار زمین پر آئے باغبان نے گیند پھولون کا پھینکا حیرت آگے بارگاہ کے کھڑی ہی چند طائر پیدا ہوے یہ اشعار عاشقانہ بہ لحن داؤدی بعد سوز و گداز مصنفہ قمر گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	اس دام کشود یکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصۂ گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا سہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

بہار نے کچھ گجرے پھولون کے پھینکے باغبان کا سحر حیرت دفع کر رہی تھی کہ رنگ سحر بہار جا ایک

نے دوسرا سحر کیا خواجہ کے پانوٗن زمین نے تھام لیے اب عقاب زمین پر آیا پکار کر آواز دی کہ ظالم
آج تقدیر میری رسائی پر تھی کہ تو ملگیا خواجہ ہر چند چیخے پیٹے عقاب نے پنجہ کمر مین دبا اوڑ لے بھاگا
حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی بیٹی سر پر چڑھی ہوئی ہی عیار بچیان حاضر ہین افراسیاب کا
نامہ آیا ہی اُسمین سب کیفیت جنگ کوکب کی مرقوم ہی ہر چند کہ حیرت کو بھی چالاک کا پاس ہی مگر
اسوقت سب عیارون کو بُرا بھلا کہہ رہی ہی کہ عقاب کو لیے ہوے پہونچا کہا حضور لیجیے یہ
عمرو حاضر ہی جا ہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے یہ کہکر عمرو کو ڈالدیا حیرت نام سے عمرو کے جھلائی ہوئی
تھی فورًا کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا ایک جلاد صاحب بیداد سامنے آیا خواجہ کی گردن
پر کوئلے کا خط دیا کہا اے ملکہ عالم ذرا حکم سمجھکر دیجیے گا حیرت نے کہا جلد قتل کر اسنے آج شہنشاہ
کو بڑا دھوکا دیا صرصر بنکر پہونچا اور اسنے شہنشاہ کو بیہوش کیا ورنہ کوکب ہاتھ سے شہنشاہ کے
نہ بچتا جلد سر اسکا کاٹ لے چرندو پرند ہرکارے لشکر اسلام کے جو موجود رہتے ہین سر پر پانوٗن
رکھکر بھاگے آتے ہی ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حیرت کے دربار مین خواجہ قتل ہوتے ہین ایک ساحر
زبردست پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا بہار و باغبان بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خیال مین
خواجہ کے چلے چالاک جو پھرتا ہوا آیا سب کو پریشان پایا پوچھا کیون صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ نے
کہا خواجہ عمرو قید ہوکر سامنے ملکہ حیرت کے پہونچے حیرت قتل کرایا چاہتی ہی یہ سنکر چالاک بھاگا
راہ مین برق ملا وہ بھی ہمراہ چالاک ہوا یہان حیرت نے حکم دیا ہے جلاد تیغہ پکڑ کے قریب پہونچا
پکار کر آواز دی لیجیے حضور مین قتل کرتا ہون حیرت نے کہا جلد سر کاٹ لے چالاک بھاگا ہوا
جاتا ہے اُسوقت دربار مین پہونچا کہ ہلڑ سنا عمرو قتل ہوتا ہے چالاک جا فرکر تا اندر پہونچا دیکھا
جلاد سر پر ہی چالاک نے گوپھن سر سے کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیا جیسے ہی جلاد نے چاہا سر کاٹ لون
چالاک نے پتھر مارا جلاد کا سر پھٹ گیا ہلڑ ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے کہا دوسرا جلاد بلاؤ
ایک جلاد مجمع سے کہتا ہوا نکلا کہ حکم کی دیر ہے ابھی سر کاٹتا ہون خنجر چمکاتا ہوا قریب عمرو کے آیا پکارا
او گنہگار سر اُٹھا اب جو خواجہ نے سر اُٹھایا اپنے فرزند کو قریب پایا بیساختہ ہنس پڑے سمجھے کہ اب
رہا ہوے چالاک نے خنجر کو چرخ دیکر ہاتھ مارا خواجہ نے ہتھکڑی کو اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی بیڑی کو
اُٹھتے اُٹھتے خواجہ نے نکالا چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک * بعیاری من آن نم جست و چالاک

سہر کشور بلاے جان کفار × عمرو آن شاہ عیاران عیار × کوکب کی آنکھین بند دل دردمند
جھوم رہا ہی عمرو کے نعرہ کی آواز سُنکر آنکھین کھولین عمرو نے آواز دی اس مکار کو لینا اب نہ بچنے پائی
کوکب تیغہ پکڑ کے چلے تھے کہ زمین شق ہوئی دو پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب کو اُٹھا کر لے بھاگی
کوکب کا شانہ عمرو نے تھاما کہا ای کوکب ہوشیار ہو کوکب نے اپنے کو آراستہ کیا زخم سر دوپٹہ سے
باندھا کوکب نے کہا خواجہ اب تو قصر جمشیدی مین جاتا ہون کوئی بات اب اُٹھا نہ رکھو بگار رہائی
اسد کی فکر کیجیے اسد کو لیکر دریاے نیل پر چلین لوح طلسمی حاصل ہو فتاحی طلسم مین تسکین دل ہو
کوکب نے آواز دی ای پتلہ ہاے زرین حاضر ہو چار سنہری پتلے تخت کاندھے پر رکھے ہوی
آئے کوکب سے عرض کی غلامان جانباز حاضر ہین کوکب تخت پر سوار ہو کر قصر جمشیدی مین آئے
شیرون وزیرون کو جمع کیا صلاحین بمقدمۂ رہائی اسد ہونے لگین خواجہ جو کوکب کو رخصت
کر کے پلٹے کوئی مسافر آج نہین ملا نہایت حیران وپریشان ہین صرصر اُدھر سے جاتی تھی اُسکے
کان مین آواز زنگ کی آئی پلٹ کے دیکھا عمرو جاتا ہی خیال مین گذرا اسکو باندھکر لیجلون رنگ و
روغن عیاری کا لگا کر برق کی صورت بنکر تیار ہوئی سامنے سے نکلی عمرو نے پکارا بیٹا برق
کہان سے آتے ہو آج کوئی مسافر دستیاب نہین ہوا نہایت پریشانی ہے برق نقلی پلٹ پڑی مگر آنکھین
ملتا ہوا صرصر جانتی ہے کہ آنکھ ملی تو پہچان جائیگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری سامنے بھٹی شراب
کی ہے بڑے بڑے زمیندار وہان آتے ہین مین چلکر بیہوش کرون آپ سب کو لوٹ لیجیے خواجہ
برق نقلی کے ساتھ ہوے برق باتین کرتا ہوا ساتھ چلا کہا دیکھیے وہ سامنے بھٹی پر لوگ جمع
ہین جیسے ہی خواجہ اُدھر پلٹے صرصر نے حلقے کمند کے مارے خواجہ نے سبک ہو کر جست کی حلقون
سے نکل گئے اب دونو مین نیچہ چلنے لگا خواجہ کہتے جاتے ہین ای جان جہان واے آرام دل
عاشقان کئی سال سے مین تجھپر جان دیتا ہون مین سر جھکاؤن تو ہاتھ مار دے لیکن دونون ہاتھ
حمائل گردن ہون دل مین حسرت نہ لیجاؤن صرصر گالیان دیتی ہے قضاے کار عقاب جادو
خدمتگار ملکہ حیرت کا آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ عمرو وصرصر لڑ رہی ہین سوچا کہ یہ نعمت
سامری وجمشید نے بھیجی افراسیاب عمرو کو ڈھونڈھتا تھا اور یہ نہ ملتا تھا مجھکو عمرو بے تلاش
کیے ملا ایک سحر تو صرصر پر کیا کہ صرصر بیہوش ہو کے گر ہی خواجہ گھبرائے کہ یہ کیا سحر کہ ہی فوراً عقاب

تلوار چل رہی ہی صحرا تمام آتش بہار طائرون کی پکار غلغلہ ہو رہا ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی افراسیاب کی طرف کے طائر پکار رہے ہین کہ کوکب کو مارو طرف سے کوکب کے طائر آواز دیتے ہین کہ افراسیاب نہ بچنے پائے طائر بلند ہو ہو کر آپس مین لڑتے ہین پنجے اور منقارین چل رہی ہین جب منقار ماری طائر کو چیر کر پھینک دیا دوسرے نے پنجہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا ہزارہا طائر جنگل مین پڑے تڑپ رہے ہین آپس مین پنجے و منقار سے لڑتے ہین پھر شاخون پر جا کے غل مچاتے ہین کہ ارے دونو بادشا طلسم لڑ رہے ہین روح سامری و جمشید کو صدمہ پہونچتا ہی کون ایسا ہی کہ انکو جدا کرے سر اپنا فدا کرے قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار براہی بالادہی نکلے تھے آج کوئی ساحر راہ مین نہین ملا جھلاتے ہوے آتے ہین کہ جنگل مین دیکھا طائر غل مچا رہے ہین شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین لکہ ہاے ابر کڑک رہی ہین دیکھا آگے بڑھکر کہ افراسیاب کوکب پر دباؤ ڈالتا ہوا آتا ہے کوکب پیچھے ہٹتے ہوے چلے آتے ہین افراسیاب نے ایک مقام پر پیچھے سے ایک طائر چھوڑا کوکب کے منہ کے آگے سے اُڑا کوکب کی پلک جھپکی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا سر کوکب کا زخمی ہوا اب افراسیاب نے سائے مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کوکب رُکے تو ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر کوکب کا اُڑ جائے کوکب پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین منہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑ رہے ہین افراسیاب دفع کرتا ہوا آتا ہی کہتا ہے او کوکب آج کیونکر بچیگا کوکب اپنی پریشانی و بیکسی و بیبسی پر دل سے دعائین کر رہے ہین کہ ای رب مطلق و ای کارساز برحق اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے سر زخمی بیتاب و بیقرار تیری رحیمی کا امیدوار تو ہی بچانے والا ہے خواجہ تو سب معاملے دیکھ چکے کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت بدلی جو صورت منظور ہوئی وہ بنائی افراسیاب نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی صرصر شمشیرزن دوڑی آتی ہے پکارتی ہوئی ای شہنشاہ آج کوکب نہ بچے ہاتھ مار دیجیے کہ سر اسکا اُڑ جائے اور نہین تو لونڈی آتی ہی صرصر یہ کہتی ہوئی قریب افراسیاب کے پہونچی کہا شہنشاہ دیکھیے باغ سیب سی ملازم شاہی آپہونچے یہ سنکر افراسیاب پلٹا تھا کہ صرصر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے تڑاق سے حباب مارا افراسیاب گر کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو ٭ گزان اُستاد عیاران عالم سراپا دانش و عقل مجسم ٭ باغ دین زمکرش آبیاری ٭ جہان سرہنگ در خنجرگزاری

آنکھون مین خاک بھری جاتی ہے بہت بہت گھبراتی ہے آخر گھبرا کے آواز دی اے افراسیاب مین
غبار سحر برہمن مین پھنسی ہون اُس سے نکلون تو برہمن کو آکر مارون افراسیاب نے
آواز دی اے نسیم غبار کو ہٹا دے نانی جان اس سے نکلین ایک ہوا چلی کہ غبار ہٹا پیچ خاکی پھٹا
ماہیان نکلی طرف برہمن کے چلی کوکب نے گولہ مارا ماہیان نے گولہ کا ناٹ پ کر جو گرہی برہمن کا سر زخمی
کیا اب برہمن کا زخم سر جو پارہ ہوا برہمن نے آواز دی اے شہنشاہ اب مجھے یارائے جنگ وجدل
نہین زخم سر جو پارہ ہوا یہ کہکر برہمن نے دونون پانُون زمین مین مارے برہمن تو غائب ہوا
اب حیرت اور ماہیان اور افراسیاب کوکب پر چلے تین طرف سے سحر کو کیے پڑھے
یکایک ابر مرواریدی اُٹھا بڑے زور و شور سے ابر آیا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا بران شمشیر زن
یادمن ایرج کی طرف کوہ عقیق گلزار سلیمان کے چلی تھین اب جو کوکب کو اس بلا مین پھنسے
ہوئے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او افراسیاب خانہ خراب یہ طریقہ سحر نہین کہ تین آدمی ایک پر
بلوہ کرین ذرا سمجھ کر سحر کر تا بران نے قریب ماہیان کے آکر اختر مروارید نکال کر مارا ماسیان کی
آنکھون مین چکا چوند آئی اختر پھر ہاتھ مین بران کے آیا اب بران نے پھر اختر مارا اختر سے برق
چمکی سر ماہیان کا زخمی ہوا ماہیان تھرائی بران نے اختر لیکے سہ بارہ تولا ہے کہ ابکی وہ مغرور
جل جائیگی کہا اے اختر مروارید سامری ماہیان کو جلا دے ماہیان نے دیکھا اختر سے بران
کے شعلے نکلنے لگے سر سے تو قطرے ٹپک رہے ہین پیچھے ہٹی حیرت چمک کے بیچ مین آئی للکارا
کہ او چھوکری یہ زبردستی کہ نانی امان کو زخمی کیا حیرت نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماہیان نے
جو آنی مہلت پائی کڑک کے دونون پانُون زمین مین مارے غرق زمین ہوئی یہ کہتی ہوئی گئی کہ او چھوکری
دیکھ تیرے واسطے کیا بلا لاتی ہون بران نے وہی اختر حیرت پر مارا حیرت کا بھی سر زخمی ہوا
بران نے وہی اختر افراسیاب پر کھینچ مارا افراسیاب نے اُف کی اختر سیاہ ہوکر پلٹا چند کنیزین
پیدا ہوئین حیرت کو لیکر بھاگین اختر سیاہ بران نے روکا افراسیاب نے کوکب کو ہاتھ مارا کوکب
نے پیچھے ہٹکر خالی دیا افراسیاب نے وہی تیغہ سر پر بران کے مارا بران کا سر زخمی ہوا
افراسیاب نے چاہا سر کاٹ لون کوکب نے بڑھکر سینہ سپر کیا آواز دی بیٹا تم جاؤ یہان سے سمجھ لونگا
چند سنہری پنجے پیدا ہوئے ملکہ بران کو اُٹھا کر لیگئے اب کوکب اور افراسیاب سے قیامت کی

اب کوکب گھبراگیا برہمن سے اشارہ کیا برہمن پر حیرت سحر کر رہی ہے اور جو چند کس باقی ہین
وہ بھی نیزے مارتے ہین دور سے للکارتے ہین شیر تڑپ کر چلے کہ کوکب تیرین جو اُنمین ایک شیر
کلان تھا کوکب پر دھمکا ما سکے چلا چاہا جاکر پنجہ مارون کہ ایک برق کڑک کر گری شیر کے دو ٹکڑے
ہوے جو شیر بڑھا اُسپر برق گری بیس شیر صحرا سے آئے تھے بیسون پہ برق گری بیسون کے
دو ٹکڑے ہوے جب سب شیر مرچکے افراسیاب نے جو دیکھا کہ سب شیر مر گئے پکار کر آواز دی
اے خرسان مردم در کوکب کو لینا کچھ صحرا سے پیدا ہوے جب قریب کوکب کے پہونچے اُنپر بھی برق
گری جب تو افراسیاب نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پہ چھایا ہے اُس سے برقین گرتی ہین افراسیاب
نے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا لکہ مشتری ستارہ طلعت ہین یکایک طرف سے پردہ ظلمات کے ایک
لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر قریب آکر پھٹا ماہیان زمرد پوش ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا ارے
میرے بچے کو تم سبھون نے گھیرا ہے او برہمن حیرت پر شعبدہ کرکے شرم نہ آئی میرے بچہ نے
کس دھوم سے رہا کیا جب اُس شعبدے سے کچھ نہوا تو فوج لیکر آپڑے اب کہان جاؤ گے
مشتری نے بڑھکر ماہیان کو روکا دونون برقین بنکر لپٹ گئین سحر آپسمین ہونے لگے اسقدر
مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے کہ ایک برج آتشین بنکر تیار ہوا اندر برج کے مشتری و
ماہیان تڑپ رہی ہین مشتری برج آتشین کو توڑکر نکلین ماہیان نے بھی برج آتش
کو توڑا اسقدر دونون کے مُنہ سے دھوئین نکلے کہ دھوئین کا برج بنکر تیار ہوا برج دود مین
دونون چھپین افراسیاب نے جو دیکھا کہ مشتری نے ماہیان کو روک لیا اب نہین بڑھنے
دیتی ماہیان چاہتی ہے مشتری کی خبرداری کرکے کوکب و برہمن پر جا پڑون برج دود سے
ماہیان کڑک کر نکلی مشتری تے چاہا مین بھی نکلون کہ ماہیان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ترنج
نکالا مشتری پر پھینک مارا مشتری نے ترنج کو کاٹا ترنج سے دھوان نکلا دھوئین سے
برق گری کہ سر مشتری کا زخمی ہوا ایک پنجہ کڑک کے گرا پنجے نے ماہیان کو ہٹایا کمر مین
مشتری کے پڑا لیکر طرف آسمان کے بلند ہوا ہر چند ماہیان نے روکا پنجے نے مشتری کی کمر و گردن
کی نہ رُکا لیکر آسمان مین ڈوب گیا ماہیان کڑک کر طرف برہمن کے چلی برہمن نے جو دیکھا کہ
ماہیان آتی ہے غبار اُڑایا اُس غبار مین ماہیان جیسی لاکھو لاکھ تڑپتی ہے غبار سے نہین نکل سکتی

بلک سے برہمن نے جو دعا کی آواز آئی باش اوا افراسیاب خانہ خراب خبردار برہمن بردست انداز
ہونا نہیں صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر افراسیاب نے دیکھا کہ کوکب دم سے گرا
افراسیاب سے تلوار چلنے لگی افراسیاب اور کوکب لڑ رہے ہیں جب حیرت چاہتی ہے کہ
کوکب پہ سحر کرون ہر چند برہمن کے شانے سے خون بہ رہا ہے مگر حیرت پر جا پڑتا ہے حیرت
کو روکتا ہے افراسیاب اور کوکب سے تلوار چل رہی ہے افراسیاب روک رہا ہے کوکب برس
پڑا چاہتا ہے افراسیاب کو زخمی کرون لیکن افراسیاب سمجھ سمجھ کے لڑ رہا ہے جب کوکب نے ہاتھ ملا
افراسیاب نے روکا افراسیاب جب ہاتھ مارتا ہے کوکب کو روکنا مشکل ہوتا ہے دو گھڑی تلوار چلی
ایک مقام پر حیرت نے گولہ مارا برہمن نے روکا اُدھر کوکب نے ہاتھ افراسیاب پر مارا افراسیاب کی
نگاہ طرف حیرت کے تھی ذرا جو پلک جھپکی سر افراسیاب کا زخمی ہوا افراسیاب نے آواز دی ہائے علین زخم دوز
جلد آ کے موجود ہوا ایک نازنین گلنار پوش آ کر پہونچی اُسنے زخم سر افراسیاب پر ہاتھ پھیرا زخم کو
اندمال ہو گیا خون بہنا سر سے افراسیاب کے موقوف ہو گیا پھر کوکب سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین
سر پر ہاتھ پھیر کے چلی تھی کہ برہمن نے للکارا او لکا تا کہان جاتی ہے اپنے باپ کا زخم اچھا کرنے
آئی تھی اور پھر جاتی ہے برہمن نے بڑھ کر اُسکی چٹیا پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ نازنین زمین پر
گری برہمن نے چاہا ہاتھ مارون کہ دو ٹکڑے ہون افراسیاب جا پڑا برہمن سے لڑنے لگا
وہ نازنین تڑپ کے اُٹھی بلند ہو کر چلی کوکب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کر پھینک مارا پشت پر اُس
عورت کی پڑا سینے کو توڑ کر پار گزرا لڑکھڑا کے گری افراسیاب کو بہت شاق ہوا کوکب پر جا پڑا
آخر کوکب کو زخمی کیا کوکب کا زخمی ہونا برہمن تو پہلے ہی زخمی ہو چکا ہے اب دونون زخمدار ہوے
افراسیاب دونون پر چھایا ہوا ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے تلوار مارون کہ کوکب کا سر اُڑ جائے
کوکب اپنے کو بچاتا ہے افراسیاب نے دیکھا کوکب اور برہمن بچ رہے ہین میرے ہاتھ سے
چھوٹے اب نہین جاتے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے ہر مقام پر اسکا قبضہ ہے پکار کر آواز دی
اے نہر ایران آدم خوار دونون کو لینا یہ بچکر جانے نہ پائے کہ صحرا سے دس بیس شیر بڑے بڑے
دھاڑ کے مارتے ہوے مُنھ کھولے ہوے پیدا ہوے اب کوکب و برہمن گھبرائے شیر دھاڑ کے
مار کر طرف کوکب کے چلے افراسیاب کوکب پر برس پڑا کوکب کو پلک جھپکانے کی مہلت نہین ملتی

پر سحر کر رہے ہیں افراسیاب و حیرت بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جس غول پر جا پڑے اُس غول کو پامال کر دیا جم کے سحر ہو رہا ہے حیرت بھی مثل برق کے چمک رہی ہے وہ جوان جو گینڈے پر چڑھ رہے وہ طرف حیرت کے للکارتا ہوا چلا حیرت نے گولہ مارا اُس جوان نے گولہ ہاتھ میں روک لیا وہی گولہ حیرت پر پھینک مارا حیرت نے وہ گولہ کاٹا گولہ جو کاٹا گولے سے دھوان نکلا حیرت کو دھوئیں نے گھیر لیا حیرت آتشخو شعلہ مزاج دھوئیں سے گھبرائی چاہا تڑپ کر نکلوں غش کھا کے گری بیہوش ہو گئی وہ جوان گینڈے سے کودا چاہا حیرت کو گرفتار کروں افراسیاب جھپٹا قریب حیرت کے پہونچا حیرت کے گرد پھرنے لگا افراسیاب نے تیغہ کھینچا اُس تیغے کا جو عکس اُس جوان پر پڑا الاسحر دفع ہوا صورت اصلی نکل آئی افراسیاب نے دیکھا برہمن ہے برہمن کو دیکھکر اور زیادہ جھلایا کہا او برہمن اب کیونکر بچیگا تو نے حیرت پر بدعت کی اب دونوں میں تلوار چلنے لگی افراسیاب نے پلٹ کر حیرت پر سحر کیا حیرت اُٹھی ایکطرف سے حیرت نے سحر کیا برہمن نے سحر حیرت کا روکا افراسیاب نے تیغہ مارا شانہ برہمن کا نشانہ ہوا برہمن زخمی ہو کر پیچھے ہٹا حیرت و افراسیاب نے قصد کیا کہ گھیر کر برہمن کو مارلیں برہمن نے گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا اُٹھا اے ربّ کارساز و اے کریم بندہ نواز ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے یہ بلا دور کر جلد مدد کر

نظم

ہست بہر حق عبث کردن تلاش و جستجو — شہر شہر و جابجا خانہ بخانہ کو بکو
زانکہ آن محبوب و مطلوب جہان منظور حق — می نماید طالبان دیدار ہر سمت رو
جلوہ گر در جزو کل ہست آن وجود جزو و کل — در ہمہ ایجاد موجود است ذات پاک ہو
غائب از چشم خدا بینان نگردد خدا — رو برو ہر وقت در ہر حال باغدو بدو
گاہ از مشرق کند نورش گہ از مغرب ظہور — گاہ اندر شش جہت باشد گہے در چار سو
گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش — گاہ آن غنچہ دہن بخشد بہ بوئے غنچہ بو
ذکرش از ہر ذکر گردد بر زبانہا آشکار — گفتگوئے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو
چون شود آئینہ ات پاک از غبار ماسوا — چون صفائے قلب حاصل گردد ت آئینہ خو
خاطر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بس نازنین لئے جو یہ اشعار گائے افراسیاب متوجہ ہوا کہا اے نازنین تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا
مجھے گل اندام کہتے ہین سامنے میرا قصر ہے ایک ایک نازنین مہ جبین تمین وجمیل شہنشاہ کی
کفیل موجود ہین وہان تشریف لے چلیے ہماری جو افسر ہین وکھاتے مین طاق حسن مین شہرہ آفاق
آپکو بلاتی ہین حسن کا اُنکے کیا حال بیان کرون قد قامت نرگس چشم نار پستان موے میان دیکھنے
والے حیران پریشان ہر ایک کا یہی قول ہے کہ نازنین قمر طلعت حور پیکر مہر منظر حسین جمیل اپنے
چاہنے والون کی کفیل ہے شہنشاہ کی خدمتگزاری کریگی ملکۂ عالم کو گانا سنائیگی اُسکا کمال ظاہر
ہوگا بڑی عمدہ صحبت ہے افراسیاب اُس نازنین کے مسکرا مسکرا کے کہنے پر حیرت سے کہہ رہا ہے
صاحب چلو یہ جلسہ بھی دیکھین حیرت بھی رضامند ہوئی ہے کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ایک پتلہ
فولادی پیدا ہوا اُسنے آواز دی حضور ہوشیار ہو جیسے اس لکاتا کے دام مکر مین نہ پھنسیے اس نازنین
نے پتلے کو دیکھکر چاہا بھاگون اور افراسیاب سے آنکھین ملاکر کہا کہ مین سراسر بے خطا ہون یہ پتلہ
مجھے دشمنی رکھتا ہے افراسیاب نے چاہا پتلے سے کچھ کہے کہ اُسنے کلائی پر نازنین کے ہاتھہ
ڈال کر ایک طمانچہ مارا افراسیاب ہان ہان کرتا رہگیا طمانچہ جو پڑا سر نازنین کا اُڑ گیا آواز آئی
کشتی مرا نام ہین سیہ روی کے جادو فرستادہ برہمن روئین تن بود افراسیاب نے دیکھا ایک
بڑھیا جادوگرنی کا لاشہ پڑا ہے افراسیاب حیران ہو گیا پتلے نے عرض کی اے شہنشاہ کوئی
ایسا دھوکا کھاتا ہے غلام رخصت ہوتا ہے بس اب آپ باغ سیب کو جائیے یہ کہکر پتلہ تو غائب
ہو گیا افراسیاب پھر کلمات لاف وگزاف کہنے لگا کہتا ہے سامنے ہوتے تو احوال معلوم ہوتا کیا عیارون
نے عورت کو شعبدہ دکھایا یہ جو افراسیاب نے کہا صحرا سے گرا ٹری دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار لیشت پر بارہ ہزار فوج ساحران غدار بازو بط وقرقرول پر سوار طرف افراسیاب کے آتے
ہین پاس پہلوان نے آواز دی ارے ان زن مرد کو مار لو بارہ ہزار فوج لپٹا لپٹا کھکر افراسیاب
پر آ پڑی گولے ترنج نارنج مارنے لگے جسنے گولہ مارا افراسیاب نے بنگاہ قہر طرف گولے کے
دیکھا گولہ اُلٹا پلٹا سینے پر پھینکنے والے کے پڑا توڑ کر لیشت کو پار گزر گیا ہزار جادوگر اسطرح مر گئے
اب افراسیاب تیغہ کھینچکر جا پڑا تلوار سے لڑنے لگا وہ جو جوان گینڈے پر سوار ہے وہ نعرے کر رہا
ہے کہ افراسیاب کو مار لو یہ مغرور جانے نہ پائے چہار جانب سے فوج بلوہ کر کے آتی ہے افراسیاب

ایک لالت ماری دروازہ گرا دیکھا حیرت زمین پر بیہوش پڑی ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے رنگت متغیر چہرہ اداس عالم یاس افراسیاب نے قریب آکر جگایا حیرت نے جو افراسیاب کو دیکھا بے اختیار رونے لگی کہا اے شہنشاہ مین نے بڑی تکلیف اٹھائی افراسیاب نے ہتھکڑیان بیڑیان توڑین حیرت کو اٹھایا پشت و پہلو پر ہاتھ پھیرا دونون تیلون کو اشارہ کیا کہا اے افسر فوج فولاد زمین کن حیرت کو سحر فراموش ہے وہ تدبیر کرو کہ سحر یاد آئے تیلا پھر زمین پر مار کے چلا گیا تھوڑی دیر مین گلابی لیے ہوئے آیا جام بلورین لبریز کر کے حیرت کو پلایا حیرت کو سحر یاد آیا مثل شعلۂ جوالہ تڑپنے لگی افراسیاب حیرت کو لیکر باہر نکلا دیکھا قلعہ وغیرہ سب ندارد ہر جگہ پر سناٹا پڑا ہے قلعہ نظرون سے مخفی ہوا افراسیاب نے کہنا شروع کیا کہ بہیا نے چھپ کر سحر کیا سامنے آئے تو مارے تلوارون کے ٹکڑے اڑا دون اسطرح لاف و گزاف افراسیاب نے کیے تیلون سے کہا تم جاؤ اب مین باغ سیب جاؤنگا یہ کہکر افراسیاب حیرت کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا چاہتا ہے پر پرواز پیدا کرون حیرت کو لیکر جاؤن مگر نہایت غصہ ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ ذرا میری تو سن لیجیے پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی ہے نظم

لو جنابت کا نماز زاہد سالوس ہے — نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے
زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہے مایوس ہے — چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہے
قدر نعمت بعد نعمت کے ہے کرتا آدمی — عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے
زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ — یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے
خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن — روح کو جیسے مرتب جسم کا ملبوس ہے
باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار — کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے
محو حیرت کر دیا ہے اس صنم کے حسن نے — دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے
خط نکلنا روے رنگین پر ہے پیغام خزان — اس گلستان پر قدم اس سبزے کا منحوس ہے
ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا — خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے
عاشقون سے اس پری رخسار کا یہہ کلام — پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے
سر کو میرے جیسے ہے سودائے پابوسی یار — ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

اپنے سر پر دو ہتڑ مارنے لگی کہا یہ لونڈی بڑے بڑے عذاب میں پھنسی اب افراسیاب ہر طرف ڈھونڈھتا ہے دروازہ نہیں ملتا جس نقب سے آیا تھا وہ بھی ہموار ہو گیا افراسیاب نے آواز دی او نالائقو سحر کرا سکھو پیچھے ہٹکر ایک لات دیوار پر ماری دیوار میں در پیدا ہوا افراسیاب زمرد کا ہاتھ پکڑ کے باہر نکلا دیکھا ایک صحرائے ویران کشت دست میدان بگولے گرد کے اُٹھ رہے ہیں خوفناک جنگل میں اُتر رہی ہے آواز زاغ و بوم کی آتی ہے طبیعت اُس ویرانے کو دیکھکر گھبراتی ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا ہاتھ کو دیکھکر کہا خیر سمجھو نگا اے زمرد اپنے ہاتھ پر تم بھی جاؤ تھوڑی دور جاکر یاقوت تمکو ملیگی اب مین اور دن کو رہا کرنے جاتا ہون زمرد نے کہا اور کون قید ہے افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا زمرد تو پر پرواز پیدا کر کے جدھر افراسیاب نے ہدایت کی تھی اُسی جانب چلی دونون وزیر بادیون کو رہا کر کے افراسیاب نے آواز دی اے فولاد زمین کس جلد حاضر ہو دیکھا دو پتلے فولاد کے دونون کے ہاتھ مین ایک ہاتھ مین سپر زمین سے پیدا ہوے آکے افراسیاب کو سلام کیا اب افراسیاب نے انگوٹھا پشت پر لیا انگشتر جمشید کو اُچھالا جو شعلے نے آواز دی اُسکو سمجھ کر چلا اب جو بڑھا پتلون نے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہے مگر خندق خون روان جوش زن پھاٹک بند ہے بالائے قلعہ چند مہیب گولہ انداز پھر رہے ہین توپین چڑھی ہوئی مہتابین روشن اُنکو ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین افراسیاب نے دونون پتلون کو اشارہ کیا کہ خندق کو مٹا دو پھاٹک کھولو تو مین گرا دو دونون پتلے تلوارین کھینچے ہوے چلے گولہ اندازون نے غل مچایا کہ افراسیاب تباہی انکے کان مین آواز آئی توپین مارو گولہ انداز نے توپ کو فیر کیا گولہ جو سامنے مثل شعلہ جوالہ کے آیا فولادی پتلے نے گولے کو تلوار سے کاٹا افراسیاب ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے دونون پتلے گولون کو کاٹتے ہوے جاتے ہین جب برابر خندق کے پہونچے خندق مین خون جوش مارنے لگا دونون پتلون نے اپنے کو خندق مین گرا دیا اُس خون کو پینے لگے دم بھر مین سارا خون پی گئے اب اُچک کر پھاٹک کے پاس آئے پھاٹک پر قبضے مارے پھاٹک گرا دونون پتلے اندر گھسے جست کر کے بالائے قلعہ پہونچے تو مین گرا دین گولہ اندازون کو تیغ مار کر قتل کیا اب افراسیاب جھپٹکر اندر آیا تو آگے آگے ہر گلی کوچے مین سناٹا پڑا ہے افراسیاب پیچھے پیچھے چلا آتا ہے پتلے راستہ بتاتے ہوے آتے ہین قریب ایک قصر کے پہونچے پتلون نے ہاتھ سے اشارہ کیا افراسیاب نے دوڑ کر دروازے پر

بیٹھا ہے کہ صرصر وصبا رفتار آئیں کہا واری ملکہ حیرت کہاں ہیں کل سے لشکر سے آئی ہیں یہ سنکر افراسیاب گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا کہتی ہے کہا حضور کی ملاقات کیواسطے لشکر سے چلیں نہ لشکر میں پلٹ کر پہونچیں نہ آپ کے پاس آئیں میں جانتی تھی یہاں رہگئی ہونگی یہاں جو آئی تو انکو نہ پایا افراسیاب نے گھبراکر کتاب سامری اٹھائی پکارا اٹھایا خداوند سامری و جمشید مجھکو مفصل بتائیے کہ حیرت کہاں گئی یہ کہکر جو افراسیاب نے کتاب کھولی کتاب دیکھکر افراسیاب کی رنگت متغیر ہوئی ریش فش کو نوچنے لگا تاج زمین پر دے مارا کہا یار دیہ کیا غضب کی بات ہے کہ جو ایسا ہو وہ اسطرح پھنسے ارے سراسر حیرت کی حماقت اتنی بڑی ساحرہ دختر حیات جادو وہ ایسی بلا میں پھنس جائے صرصر نے پوچھا شہنشاہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا جادو رہو تجھسے کیا بیان کروں دشمنوں نے اپنا کام کر لیا خیر اب میں جاتا ہوں یہ کہکر پھر کتاب کو دیکھا کہا وزیر زادیاں بھی پھنسی ہیں یہ کہکر افراسیاب چلا ہزار ہزار طرح منصاحبوں نے پوچھا افراسیاب نے نہ بتایا پر پرواز بلند کر کے چلا باغ سیب سے باہر نکلکر غرق زمین ہوا اُس قید خانے میں نکلا کہ جہاں یاقوت قید ہے یاقوت پڑی ہوئی رو رہی ہے ہاتھ پانوں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں آٹھ پہر کے صدمے میں چہرہ اُترا ہوا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش افراسیاب نے ہاتھ پکڑ کے یاقوت کو اُٹھایا یاقوت نے جو شہنشاہ کو دیکھا خوش ہو گئی کہا اے شہنشاہ اس بلا میں پھنسے شکر ہے کہ آپ مدد کو آئے نہیں معلوم ہماری بی بی پر کیا گذری کچھ احوال نہیں معلوم ہوا افراسیاب نے کہا اے یاقوت نہ گھبرا نازمرد بھی اسیطرح قید ہے یاقوت کی قید دور کر کے افراسیاب باہر نکلا دیکھا جنگل میں ایک کوٹھری ہے اُسی میں یاقوت قید تھی چہار جانب میدان ہی میدان ہے دور تک ویرانہ معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا اے یاقوت تم تو ملک میں آتا ہوں زمرد و حیرت کو لینے جاتا ہوں یاقوت نے کہا میں بھی دیکھونگی کہ بی بی کس حال میں ہیں افراسیاب نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف یاقوت کے دیکھا کہا بس داہنی جانب جنگل جو ہے اسیطرف جانا اور طرف قصد نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گی یاقوت تو اُس جانب چلی افراسیاب کھڑا دیکھ رہا ہے جب یاقوت نظروں سے غائب ہوئی تو افراسیاب نے اسم سحر پڑھا دونوں پانوں زمین میں مارے اُس قید خانے میں آیا جہاں زمرد قید ہے زمرد کو دیکھا بیہوش پڑی ہے زمرد کی ہتھکڑیاں بیڑیاں افراسیاب نے دور کیں بشکل بیدار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی قدموں سے افراسیاب کے

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش	نہ کیف مے سے ہون آنکھون کی طرح مژگان سرخ

جب نازنینان مہ جبین نے یہ غزل گائی اور جام بھر کے حیرت کو دیا حیرت نے جام پیا پیتے ہی
گھبرائی کہا صاحبو مجھے یہان کہان لائین ہو تو باغ سیب مین جاؤنگی نہین معلوم افراسیاب
پر کیا گذری اُن سبھون نے کہا بی یہان رہیے باغ کی سیر دیکھیے گل و بلبل کا تماشا ملاحظہ کیجیے
اب کہان جائیےگا افراسیاب کی آپ کو خبر ہم بتا دین وہ باغ سیب مین تشریف رکھتے ہین اور
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کے وصل سے شاد ہین ہر وقت گانا ہوتا ہے شراب چلتی ہے
آپ کو تو افراسیاب کا اسقدر خیال ہے وہ آپ کا نام بھی نہین لیتے حیرت بگڑ کے اٹھی کہا
صاحبو تم خلاف بیان کرتی ہو اُنکا یہ طریقہ نہین ہے ہر وقت میرا خیال رکھتے ہین اگر ایسا بھی ہوا
کہ مین نہین گئی تو اُنھون نے نامہ لکھکر بلوایا اور سرفراز کیا تم سب مجھے بہکاتی ہو مین اپنے شوہر
کے پاس جاؤنگی کنیزون نے کہا وہان جاکے کیا کیجیےگا حیرت نے کہا صاحبو اب مین تمھارا
کہنا کب مانتی ہون مین ضرور جاؤنگی کنیزون نے کہا ہم آپ کو نہ جانے دینگے آج شب کو یہین
تشریف رکھیے حیرت جادو اُٹھکر چلی کنیزون نے دامن پکڑ لیا حیرت نے دامن چھڑایا ایک کنیز
نے چیخ ماری پکار کر آواز دی اے گلفروش بی حیرت جاتی ہین اب شراب پینے کے بعد شوہر
کو یاد کیا اس آواز سے ایک زناٹا ہوا اور آواز آئی انکو یہین رہنا پڑیگا یہ آواز سنکر کنیزین بھاگین
حیرت لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوگئی بعد عرصۂ دراز کے ہوشیار ہوئی حیران حیران باغ کو دیکھ رہی ہے
کہ ایک طرف سے آواز آئی بی حیرت جادو ہم آتے ہین چار کونون سے چار زنگنین پیدا ہوئین ہاتھ
پکڑ کر حیرت کا کشان کشان لیچلین ہر چند حیرت چاہتی ہے کہ اپنے کو چھڑاؤن ممکن نہین ہوتا
وہ زنگنین موٹی ٹھنگی کھینچتی ہوئی لیے جاتی ہین حیرت نے چاہا سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا اب حیرت
حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایک بارہ دری مین لاکر زنگنون نے حیرت کو پہونچا کے ایک چیخ ماری
اب چار طرف سے چار دیوارین حیرت کو معلوم ہوتی ہین حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی دیکھا
وہ زنگنین پیر زمین مین مار کے غائب ہوگئین اب حیرت سر ٹکراتی ہے چار دیوارین ہین مگر
دروازہ ندارد حیرت نے جب کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ پایا بیتاب ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گئی
نام سامری و جمشید کا لیکر رونے لگی ایک شب حیرت کو اسی مقام پر گذری وہان افراسیاب باغ سیب مین

اُس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے	الفی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا
شیشے مین جو ہے روشنی بادۂ گلگون	فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا
افسوس ہے انسان نہو علم کا جویا	وہ مال ہے یہ عزت سے جو کم نہین ہوتا
یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت	الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا
تا چند بہار آتی نہین دیکھے آتش	کبتک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

اسطرح طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین موجہ خنجر بیدم عریان حباب کا عجیب عالم کبھی جھلملیان مثل برق چمک جاتی ہین رعنائی وزیبائی دکھاتی ہین نخل سرسبز و شاداب دل بلبل کا ہجر گل مین بیتاب قمریان سر سرو پر کوکو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم حق سرہ کر رہی ہے طاؤس رقصان جوش بہار کے سامان ملکہ حیرت بہار باغ کو دیکھتی ہوئی وسط باغ مین پہونچین بارہ دری بنی تھی اُسمین لیکر کنیزین حیرت کو آئین ملکہ حیرت کو مسند پر بٹھایا اسباب عیش ونشاط مہیا کیا شراب وکباب حاضر ہوے اُنھین سبھون نے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ	نہ کر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ
حلال ہونے کو سب سے ہین پہلے ہم موجود	وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سرخ
یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون	بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سرخ
ہوئی ہین غصے سے کیا لال لال وہ آنکھین	نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ
عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین	کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سرخ
ترا وصال ہے اے سیمبر عجب دولت	خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سرخ
ہمیشہ کرتی ہے اس بحر حسن سے پنجہ	حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ
ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ بگڑیگا	ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ
سفید کپڑے پہنتا نہین وہ خسرو حسن	سنی ہے جب سے ہے تاج وقبائے سلطان سرخ
چمن مین لالہ وگل رہتے ہین گریبان چاک	دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ
شراب دینے مین وقفہ نہ کیجیو ساقی	ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

ہوئی حجلۂ عروسی مین عاشق تاجدار یاقوت کو لایا اب جو گھونگھٹ اُٹھایا ایک کریہ منظر عورت کو دیکھا عاشق تاجدار گھبرا کر حجلۂ عروسی سے نکل آیا کہا بابا جان کو بلاؤ کنیزون نے اسکے باپ کو خبر کی مخمور تاجدار جو آیا اُسنے پوچھا اے فرزند کیون پریشان ہو بیٹے منہ پیٹ کیا کہا بابا جان معشوقہ کو میری کسی نے بدل لیا تو وہ پری چہرہ یا یہ کالی صورت اسکو قید کیجیے اور شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیجیے کہ جسکے گھر مین معشوق نکلیگی اُسکا گھر بار ضبط ہوگا اور مرمان رعایا آکر اسکو دیکھ جائین جسکی دختر ہو وہ اسے لیجائے اور اُس نازنین کو پہونچا دے اور اگر ہم تلاش کر کے پائینگے تو بہت پریشان کرینگے سزا سے کامل دینگے مخمور تاجدار نے اُسی وقت کنیزون کو اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کر لو یاقوت حیران بیٹھی ہے کہ دولہا کیون چلا گیا کہ دس بارہ حبشنین آئین کسی نے ہاتھ تھاما کسی نے چٹیا پکڑی ہر چند یاقوت کہتی ہے صاحبو میری کیا خطا ہے شوہر میرا مجھسے کیون ناراض ہوا تم لوگ مجھکو کہان لیے جاتے ہو کوئی حبشن جواب نہین دیتی ایک مکان تنگ و تاریک مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین یاقوت جو سحر یاد کرتی ہے تو بالکل فراموش ہوا اب سمجھی کہ دشمن کی طرف سے شعبدہ تھا زمرد نے جو آواز سُنی تھی اُسپر بھی یہی معرکہ گذرا کہ جا کر شادی رچی دھوم سے ہوئی زمرد بھی اسی طرح قید ہوئی اب حال ملکہ حیرت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ حیرت کو چند کنیزین جو باغ مین لیگئین دیکھا باغ رنگا رنگ جا بجا گل بوٹے عمدہ طائران سعقول شکل النسان زیر نخل ٹہل رہے ہین کبھی اُڑ کر شاخہاے نخل پر جاتے ہین یہ اشعار بہ تکلف گاتے ہین نظم

سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا
یہ پیچ نہین ہوتے یہ خم نہین ہوتا

کعبے مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا
محراب مین اُن ابرودن کا خم نہین ہوتا

اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا
ہستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا

تلوار کی موت اُسکے نصیبون مین نہین ہے
ابروئے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہین راز اُس سے جو محرم نہین ہوتا

فرقت مین ترے کونسی شب کو نہین روتا
کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یان کشتہ ہوا جو وہ مسلم نہین ہوتا

کم موت کے آنے سے یار کا جانا
قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا

ملک و مال چھوڑا ماں باپ سے منہ موڑا آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوے مگر شکر ہے
کہ تمسے دو چار ہوے یاقوت نے شرماکر سر جھکالیا بہ شرم جواب دیا کہ مجھے صاحب کیا حال معلوم
کہ تمپر کیا گذری اسوقت مین ملکہ کے ساتھ آئی تھی تمہارے رونے کی آواز سُنی چلی آئی
یاقوت نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے اُس جوان نے کہا بچپن سے بزرگون نے عاشق تاجدار
کہا آخر اس نام کا یہ انجام ہوا کہ آوارۂ دشت ادبار ہوے تمہارے دام زلف معنبر مین گرفتار
ہوے شکر ہے کہ آج تمکو پایا سوداے زلف عنبرین رنگ لایا میان عشق نے خوب خوب
رُلایا مگر تمہارے قدمون تک پہونچایا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک تاجدار تخت پر
سوار سر برہنہ آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری پکارتا ہوا میرا نور نظر کہان ہے کیون
میری نظرون سے نہان ہے عاشق تاجدار نے کہا بابا جان تشریف لاتے ہین یاقوت
پیچھے درخت کے گھونگھٹ نکال کے بیٹھی وہ تاجدار آکے اُترا دس بارہ ہزار جوان پشت پر
ہین جیسے کوئی بھائی کہکر دوڑا کوئی دوست صادق کہکر لپٹ گیا دس بارہ ہزار جوان رونے لگے
عاشق تاجدار نے کہا اے والد نامدار آپ نہ روئیے محافۂ زرین منگائیے اُس مرد ضعیف نے کہا
بیٹا کیا سر سے عشق اُترا عاشق تاجدار نے کہا نہین اے والد آپ کی دعا نے تاثیر کی معشوقہ
اس جنگل مین ملی اُس بادشاہ نے کہ مخمور تاجدار نام ہے ملازمون سے کہا ارے محافہ جلد لاؤ
بہو کو سوار کر کے لیچلون ملازم دوڑ کر محافہ لاکے اُسی صحرا مین رکھو بلکہ یاقوت گھونگھٹ نکال
کر محافے مین سوار ہوئین وہ جوان گھوڑے پر سوار ہوا پائے پر محافے کے ہاتھ اب یہان سے
روانہ ہوے پانچ کوس پر جاکر ایک قلعہ ملا ملکہ یاقوت نے سنا کہ حسن آباد نام ہے بہت خوش
ہین آکر دار الامارۂ شاہی کے قریب پہونچین زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محافہ لگایا گیا غلّر
ہوا کہ حسن بانو ملکہ عاشق تاجدار کی آتی ہین حسن بانو نے آکر بہو کو اُتروایا پانی وار کر
پیا جب محل مین داخلہ ہوا مقام صدر پر لاکر بٹھایا کنیزین گرد برابر خدمتگزاری حاضر ہوئین خوہر
کو بلاکر حسن بانو نے کہا دلھن یہان غریب الوطن ہے مگر صورت مین رشک حسینان ہے اسکی جانب
ہون تم اپنے فرزند کی جانب رہو مخمور تاجدار نے قبول کیا اس مقام پر بلا وجہ طول ہوتا
ہے سامع و ناظر ملول ہوتا اسوجہ سے سامان شادی مفصل نہ بیان کیا بڑی دھوم سے شادی خانہ آبادی

تو وہ گل ہے باغ عالم میں کہ جسکے واسطے	گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے
تو نے دکھلائی ہے شبنم بیقراری حالی سے جو آنکھ	دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ کو دکھلائی کسی محبوب نے	ساحری ناواقف جادو نظر آیا مجھے
یاد کر اُس گل کو اکثر مثل شبنم رو دیا	پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

یہ اشعار وہ جوان گاتا ہے اور روتا ہے یاقوت آگے بڑھی اُس جوان کے ہاتھ میں ایک تصویر
دیکھی یاقوت نے پکار کر کہا کہ اے آوارۂ دشت ادبار اے مصیبت میں گرفتار کس غم والم میں مبتلا
ہے اور کیون اس درجہ بدحواس ہے مجھسے مفصل بیان کر اُس جوان نے پلٹ کے دیکھا بنور صورت
یاقوت کو دیکھکر ایک آہ کی اور آہ کرکے گرا بیہوش ہوگیا تصویر ہاتھ سے چھوٹ کر الگ گری یاقوت
نے تصویر جو اُٹھاکر دیکھی خاص اپنی تصویر پائی یاقوت حیران ہوگئی کہ کیونکر اسنے میری
تصویر پائی اور یہ جوان کون ہے کہ اس طرح مجھپر عاشق ہے اور میرے عشق میں یہ حال ہے
کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہے تاج بھی سر سے گرا اُترا زمین پر ایڑیان رگڑ رہا ہے بیتاب و بیقرار ہوکر اُسکی
خاک پر بیٹھ گئی سر اسکا لیکر اپنے زانو پر رکھا آہستہ آہستہ تلوے سہلانے لگی جوش محبت مین اشک
اشک بھی آنکھون سے نکلے اشک جو آنکھون سے اُسکے عارض پر ٹپکے اُن اشکون نے کام گلاب کا
کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا جوان نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ
زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا پھر آہ کرکے بیہوش ہوگیا اُس بیہوشی مین اتنا
زبان سے نکلا کہ اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے یہ اُمید نہ تھی کہ معشوق پری چہرہ پاس
ہو معشوق کو آج قریب پایا اب تو یاقوت نے منھہ پر منھہ رکھہ دیا کہا اے عاشق صادق تیری بلائین
لے روح کو راحت دل مین قوت آتی ہے زیادہ نہ گھبرا اب فراق نہ ہوگا جس مقام پر تو یاد کریگا
اپنے تئین پہونچاؤنگی دوڑی ہوئی تیرے پاس آؤنگی دل کو تسکین دونگی اپنے کو سنبھال فراق رنج
وملال کو ٹال ذرا آنکھہ کھول اُس جوان نے بمشکل آنکھہ کھولی چہرۂ زیبا کو دیکھا اُٹھہ بیٹھا مثل
آئینہ حیران اور مثل زلف محبوب پریشان ہوا کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل عاشقان
فلک کج رفتار وگردون غدار سے یہ اُمید نہ تھی کہ تمکو اس طرح پائینگے زیر سر تکیۂ زانوے
محبوب ہو کیون نہ زندگی خوش اسلوب ہو مین غلام بے دام ہون تمہاری محبت مین

اُس طرح اُس طائر نے یہ اشعار گائے اور سر سبزی و شادابی صحرا کی دیکھی کہ حسرت ہوائے اُتار لائین وزیر زادی اُون کو دیکھا کہ چہرہ سُرخ آنکھوں مین لال ڈورے وحشت کے دمبدم کہتی ہین کہ بی بی اس جنگل کی سیر دیکھ لیجیے ایسا نہ ہو کہ تماشا رہجائے یہ تماشا دیکھنے کے لائق ہے کیا جنگل سر سبز و شاداب ہے جسکے تماشے سے دل بیتاب ہے ایک طرف سے آواز آئی کہ تماشا دیکھنے والو ذرا ادھر بھی متوجہ ہو یاقوت نے کہا کہ داری یہ کون پکار رہا ہے ذرا حکم ہو تو مین جا کر دیکھون کون پکارتا ہے ملکہ حیرت نے کہا کہ دیکھ آؤ یاقوت اُس آواز کی جانب چلی کہ پھر آواز آئی کہ اے تماشا دیکھنے والو مجھ غریب کی خبر لو حیرت کا ساتھ چھوڑ دو زمرد نے بھی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے کون بلک رہا ہے کوئی غریب تڑپ رہا ہے زمرد بھی ملکہ حیرت سے جدا ہوئی حیرت پھرتے پھرتے پھولون کی بو سونگھ رہی ہے دور سے دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے چند نازنینان مہ جبین دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ملکۂ عالم ذرا یہاں آئیے باغ پر بہار کو دیکھ جائیے حیرت طرف باغ کے جاتی ہے کہ حال داخلۂ حیرت باغ مین تحریر کرونگا مگر اول یاقوت جادو و ملکہ حیرت سے جو جدا ہوئی صدائے نحیف و ضعیف کان مین چلی آتی ہے یاقوت اُس جانب چلی جاتی ہے دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان خوشرو خوشخو بیٹھا ہوا رو رہا ہے اپنے حال زار پر اشکون سے منہ دھو رہا ہے کبھی اُس بدحواسی مین مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہے نظم

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
حُسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریشۂ عنبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ کر اے دل کہے دیتا ہون مین
پھوٹ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
تیری تلوار اُسکو سمجھا مین اے مشتاق زخم
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اُس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
دل شب فرقت رہا سینے مین مردے کی طرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کا سر زانو نظر آیا مجھے
سامنا رُخ کا ترے گُل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اُڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے
خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سُنا
سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جاتی ہون جاکر دیکھون کیا گذری شہنشاہ کیا کر رہے ہین یہ کہکر حیرت تخت پر سوار ہوئی اکیلی تخت اڑاتی ہوئی چلی یاقوت و زمرد ساتھ ہین حیرت تخت اڑائے ہوے جاتی ہے برہمن ڈوبا ہوا آسمان مین آتا تھا اسکی نگاہ حیرت کے تخت پر پڑی خیال مین گذرا کہ اے برہمن حیرت کو لینا چاہیے اگر افراسیاب کچھ غیرت رکھتا ہوگا تو گلا کاٹ کے مرجائیگا یہ سوچ کر برہمن اسکی طرف چلے ایک صحرا مین آکر گولہ مارا ایک باغ پر بہار تیار ہوا کہ شرح اس باغ کی لکھونگا باغ بنا کر عجائب و غرائب اسکے سب درست کیے برہمن تو چلے گئے مگر حیرت تخت اڑا ہوا آتا ہے کہ نگاہ پڑی ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا کوسون تک سبزہ لہک رہا ہے ہر برگ نخل مثل زمرد چمک رہا ہے ہوا تان چمن کی بے باکیان صبا کی اٹکھیلیان نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی ہوا لڑکھڑاتی ہے چمن مین بسہولت آتی ہے ڈر ہے کہ رخ گل پر غبار نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہین طائر شاخہاے نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم الفت باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہین ایک طائر کلان بیچ مین سب طائرون کے بیٹھا ہوا یہ غزل گا رہا ہے نظم

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی — جو ہے فانی ہے تری ذات ہے اللہ باقی
نوجوانی کی ہے پیری مین تمنا باقی — موسم گل کے لیے پھر بھی ہے سودا باقی
تنگ غنچے سے دہن گو کہ ہے اس گلرو کا — پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی
رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک — مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی
ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہے — خم و خمخانہ ہے باقی مے و مینا باقی
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجھکو — اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشاء اللہ — کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی
آخرکار ہے میلے سے جہان کے چلنا — سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی
کون وارفتہ ترے گیسو سے پیچان کا نہین — کسکو سودا نہین یہ سلسلہ ہے تا باقی
فرقت یار مین مردا سا پڑا رہتا ہون — روح قالب مین نہین جسم ہے تنہا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانۂ گیسوے دراز — صبح ہوگی نہ رہیگی شب یلدا باقی
یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا — مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

ملک کرو جو نور افشان نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر نہ پہونچا تھا کہ نعرہ ہوا باش او پیر نابالغ
اب میرے ہاتھ سے کیا بچیگا دیکھا سب نے کہ ماہیان دھم سے زمین پر گری افراسیاب تیغ لیکر
چلا ایک طرف سے ماہیان خیلی اس وقت نور افشان کی بیقراری و اشکباری سر سے خون
لیکر کچھ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا اگر تاج طلسمی نہ پہنے ہوتا یقین تھا کہ جل جاتا مگر تاج
کی وجہ سے لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا ماہیان نے دوڑ کر افراسیاب کو اٹھایا نیچے بین دبایا لے
بھاگی نور افشان کا اسی غصے میں قصد ہوا کہ جا کر حیرت کو مارے کہ ایک بجلی کڑک کر گری وہ
برق جسم میں نور افشان کے لپٹ گئی اتنا تو منہ سے نور افشان کے نکلا کہ ارے کون ہے
کچھ آواز نہ آئی وہ برق نور افشان کو اٹھا کر لے گئی برہمن روئین تن نور افشان کو لیے ہوے
جاتا ہے جی میں کہتا ہے کہ افراسیاب بڑا زبردست ہے خون اپنا نور افشان نے کھینچ مارا
صرف اتنی تاثیر ہوئی کہ بیہوش ہوا یقین تو یہ تھا کہ سر پھٹ جاتا کوئی عضو افراسیاب کا بیکار
ہوتا استاد ہی کا کام تھا کہ ایسے ظالم سے یوں لڑے پہر بہر کامل معرکے پڑے نور افشان
کو خدا نے بچایا برہمن لیے ہوے نور افشان کو قصر نور افشانی میں آیا آفتاب گوہر
دندان و ہلال گوہر دندان دونوں یہ حال دیکھکر رونے لگیں پوچھا چھوٹے استاد کیا ہوا برہمن
نے کہا کہ بیٹا گھبراؤ نہیں اس ضعیفی میں بھی شیر ہیں ماشاءاللہ کیسے دلیر ہیں افراسیاب سے برابر
لڑے کہ جو کچھ جات طلسمی پہنے تھا اُسپر اسقدر رتا بیر ہونا انہیں کا کام تھا اگر سامری و جمشید
ہوتے وہ بھی شکست کھاتے سامنے سے بھاگ جاتے استاد ہی کا کام تھا کہ مقابلے میں ٹھہرے
رہے انہیں کی جلالت ہے جا کر ایک قصر میں نور افشان کو لٹایا آفتاب و ہلال رشتہ و
سوزن لائیں برہمن نے نور افشان کی زخم دوزی کی نور افشان ہوشیار ہوے
برہمن کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچے ذرا لشکر اسلام کی ہم خبر
رکھنا افراسیاب بہت بدمزاج ہو کر گیا ہے ضرور آفت برپا کریگا اگر بن پڑے تو جانا خبر لانا
برہمن رخصت ہوا یہاں لشکر اسلام بعد اس آفت کے اپنے مقام پر پلٹا حیرت جادو گھبرائی ہوئی
آئی اُسنے کہا کہ کیوں صاحب شہنشاہ پر کیا گذری ایسے غبار بلند ہوے نانی امان کا آنا
جھگڑے فساد دن کا زمانہ دیکھا یہ نہ ثابت ہوا کہ شہنشاہ کیونکر گئے انجام کیا ہوا من بائع سبب

چاہا اُڑ کر بھاگین کہ افراسیاب نے مٹھا سنگریزون کا مارا سب طائر جل کر گرے جس طائر نے مہرخ کو بچایا تھا اور بہار کو مارا تھا وہ سنگریزون سے نہین جلا افراسیاب نے ایک دو پتھر زمین پر مارا اور آواز دی کہ اسے تو کیون بچایا یہ کہکے سنگریزہ مارا سنگریزہ پلٹ کر شانے پر افراسیاب کے پڑا کہ شانے سے افراسیاب کے خون جاری ہوا افراسیاب نے جھلا کر آواز دی کہ ارے بانیان طلسم کیا مر گئے لاؤ تاج طلسمی دیکھا سب نے کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک نازنین کو دیکھا کہ سنہرے کپڑے پہنے ہوے لچھا کنچیون کا ازار بند مین ایک کشتی ہاتھ پر لا کر تاج افراسیاب کو پہنایا زرہ پہنائی کہا کہ اے شہنشاہ یہ گولہ حاضر ہے وہ گولہ افراسیاب نے لیکر اُسی طائر پر کھینچ مارا گولہ جا کر طائر پر پڑا طائر نے گولے پر منقار ماری گولہ پھٹا ایک غبار نکلا غبار نے طائر کو گھیر لیا بعد تھوڑے عرصے کے لوگون نے دیکھا کہ **نور افشان** کا سر زخمی ہے **افراسیاب** کے مقابلے مین جاتا ہے **افراسیاب** نے ڈانٹا کہ اد بیر نابالغ تو نے کلیجہ جلا دیا آج زندہ نہ چھوڑونگا تینہ تول کر **افراسیاب** **نور افشان** پر جا پڑا تلوار چلنے لگی **نور افشان** کا ہاتھ سر **افراسیاب** تک نہین پہونچتا **افراسیاب** جب تیغہ مارتا ہے **نور افشان** کے سر پر آتا ہے بیلچہ پڑا سر زخمی ہوا **نور افشان** جب ہاتھ مارتے ہین ہاتھ بلند رہتا ہی نہین معلوم کیا سحر ہر کہ سر تک **افراسیاب** کے تیغہ نہین پہونچتا چالیس وار آپس مین رد و قدح کی ہوے جتنے ہاتھ **افراسیاب** نے مارے اُتنے زخم جسم پر **نور افشان** کے پڑے مگر یہ شیر بیشۂ جرأت دیکھتا زمیدان جلالت چاہتا ہے جھپٹ کر **افراسیاب** سے لپٹ جاؤن تلوار چھین لون **افراسیاب** چمک چمک کر ہاتھ مار رہا ہو اُس پریشانی مین **نور افشان** دعائین کر رہا ہی کہ اے پروردگار اے کریم کارساز و اے بندہ نواز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اے رحیم کارساز ہمیشہ دل کو ہدایت یہ نیکی کرتا ہون

نظم

ہمیشہ در عبادت باش مصروف / کہ ہست این کار از ہر کار مالوف
عبادت کن عبادت کن عبادت / کہ بخشش بر عبادت ہست موقوف
فقیری کن کہ درویش صفا کیش / شہنشاہی کند در جامۂ صوف
نگہدارد ز عصیان ہر کہ خود را / نگردد مبتلا و زار و ماؤف
بود ظلمت درین دور زمانہ / پس از تو ہند ما مشہور معروف

آنکھین سرخ ہوئی تھین یا سرخی دفع ہوئی آواز دی کہ اے عقاب بہار کو لینا واے طائران صحرائی سرداروں کو بھی لینا ایک عقاب تڑپ کر بہار پر گرا بہار کو اٹھا کر طرف آسمان کے لیچلا کئی ہزار طائر صحرا سے پیدا ہوے ایک ایک سردار پر ایک ایک طائر گرا ایک ایک سردار کو ایک ایک طائر نے اٹھا لیا آسمان کی طرف چلے ملکہ مہرخ تخت سے کود کر چھپنے لگین کہ ایک ہما پیدا ہوا اُسنے ملکہ مہرخ کو اٹھا لیا ہیارے ساڑھے چار سے طائر سرداروں پر گرے لیکر چلے اُس وقت اہل لشکر کا بلکنا اور تڑپنا اور پھڑکنا اور پکارنا کہ اے پروردگار واے سامع الدعوات واے رفیع الدرجات اپنا رحم شریک کر یہ وقت مدد ہے ہمارے افسرون کو بچالے تیری رحیمی سے کیا بعید ہے

نظم

گہے ہمرنگ گلزار چمن گشت　　　گہے مانند بلبل نغمہ زن گشت
گہے مرد دلاور شیر میدان　　　گہے پردہ نشین مانند زن گشت
گہے شیرین گہے لیلا و یوسف　　　گہے مجنون زلیخا کوہ کن گشت
گہے مثل بدن شد زینت جان　　　گہے مانند جان جزو بدن گشت
ترشرو شد گہے آن شوخ طناز　　　گہے شیرین زبان شیرین سخن گشت
گہے جوش و خوشی و عشرت و عیش　　　گہے درد و غم و رنج و محن گشت
زہر صورت خدا صورت نماید　　　نقاب از چہرۂ انور کشاید

سارا لشکر دعا کر رہا ہے کوئی خدا کو پکارتا ہے کوئی خاصان خدا کو پکار رہا ہے کوئی عاشقان خدا کے واسطے دیتا ہے وہ چار سے طائر بلند ہوے تھے یقین تھا کہ آسمان مین ڈوبین کہ ایک دنناتا ہوا ایک غبار زمین پر اُٹھا کہ لشکر حیرت اُس غبار مین چھپ گیا غبار بلند ہوتا جاتا ہے اُس غبار سے طائر پیدا ہونے لگے افراسیاب بھی غبار کے اندر ہے طائر جو غبار سے پیدا ہوے تھے جا کر اُن طائرون سے لپٹ گئے اُن طائرون کو چیر ڈالا ہما پر ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا جو قریب پہونچا جس طائر کے پنجے مین ملکہ مہرخ تھین وہ طائر بشکل ہما ہے دوسرا طائر جو قریب پہونچا اُسنے جاتے ہی ہما کو پکڑ لیا منقار آنکھ مین ماری آنکھین دونون ہما کی پھوٹین پنجون سے پکڑ کے ہما کو چیر ڈالا ملکہ مہرخ نے رہائی پائی چارسو ساڑھے چار سے سردار چھوٹ کر زمین پر آئے مگر زمین پر آتے ہی غبار افراسیاب پر سے دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا معاملہ بگڑا جل گیا پکار کر آواز دی کہ اے طائران صحرائی یہ کیا بے ادبی کی تمھارا افسر کون ہے طائرون نے

رسوائیون کا آپ کے اسدرجہ تھا خیال
صیاد پر کتر کے رہا کیون کیا مجھے
الجھائینگے یقین ہے سب قدسیون کے دل
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہان مین دے

دل جل گیا پہ منہ سے نہ نکلا دھوان تلک
مین کس طرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
نالہ بہو گیگیا جو مرا آسمان تلک
کیا لطف ہے سوال جو آیا زبان تلک

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے مصور جھومنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ بہار کے چلا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کنیز کشتی لیکر سامنے آئی کان مین طرہ لگا دیا گلے مین بدھی پہنائی مصور بھول گیا بدھی پر ہاتھ پھیرتا ہے ہاتھ باندھکر طرف بہار کے چلا اور بہار نے اشارہ کیا افراسیاب نے جو یہ رنگ مصور دیکھا کہ مصور منتین کرتا ہوا جاتا ہی اور بہار یہ اشارے کر رہی ہے آواز دی کہ او دشمن خاندان سامری یہ نہین تجکو سوجھا کہ ما بدولت کھڑے ہین افراسیاب نے مرکب بڑھایا بہار نے دوسرا گلدستہ افراسیاب پر مارا افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا پھول جو برستے تھے جل جل کر گرنے لگے بہار نے سب گجرے پھولونکے گلے سے اتارکر افراسیاب پر پھینک مارے افراسیاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا پھول تو بیشمار برسے ہوائے سرد چلی طائرون نے اشعار بھی پڑھے درخت جھومے مگر افراسیاب نے آنکھون سے اور ہاتھون سے اشارہ کیا پھول جل گئے درخت جو سرسبز تھے پتے گر کے نخل خشک ہوے طائر کباب بنکر جلے طائرون کا جلنا اُس بہار مین عمل خزان ہونا بہار نے زیور جسم سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا آواز دی کہ اے مشتاق حیلہ شکن افراسیاب کو لینا ہر زیور سے ایک ایک طائر پیدا ہوا کڑی جو ٹوٹے اُسمین سے ایک طائر کلان بشکل باز پیدا ہوا آواز دی کہ اے افراسیاب ذرا ادھر متوجہ ہو جا دیکھ تو مین کیا عرض کرتا ہون افراسیاب نے سر اُٹھایا وہ باز باز نہ آیا آنکھ سے آنکھ ملاکر اشعار پڑھنے لگا شعر

غیر کے آگے جو مین اُسکو بُلا کر رہگیا
پاس سے جب میرے اٹھکر اپنے گھر کو وہ چلے
کوچۂ دلدار کی جانب چلا جب مین کیف
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار

شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
کچھ نہ منھ سے کہہ سکا آنسو بہاکر رہگیا
ناتوانی کے سبب اک گام اُٹھاکر رہگیا
ہاے سطوت ہند مین بیکار آکر رہگیا

افراسیاب جھومتا ایک عقاب پیدا ہوا عقاب نے آکر باز کو چیر ڈالا باز کا مرنا کہ افراسیاب نے تو جھومتا

خدا اگناہ بہ بخشد خدا بپوشد عیب | خدا از بندہ کہ عاصی کند معاف قصور
ہر آنکہ بست بدنیاے بیوفا پیوند | شود بعاقبت کار از خدا مہجور
ز سوز درد دل و آتش محبت خویش | نمود سینۂ عشاق گرم چون تنور
بحمد حضرت خلاق زور رقم ہندی | بپاس خاطر اہل تصوف این منشور

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے سردار رونے لگے آپسمین کہتے تھے کہ اے یارو دنیا کی یہ حقیقت ہے بیکار مال و دولت ہے دیکھین آج تقدیر کیا دکھائے اُس شخص سے آج مقابلہ ہے کہ جسکا طلسم ہوش ربا مین عدیل و نظیر نہین ایسا کوئی صاحب جاہ و توقیر نہین خدا اسکی بدعت سے بچائے روز سیاہ کا منھ نہ دکھائے کہ افراسیاب نے گھوڑا بڑھایا سامنے تخت حیرت کے آیا کہا لو صاحب اجازت میدان حیرت نے دامن افراسیاب کا تھام لیا کہا کہ اے شہنشاہ اور سردار موجود ہین مصور نے گھوڑا بڑھایا دامن افراسیاب کا پکڑ کے کہا کہ اے شہنشاہ مین میدان مین جاؤنگا آپ کو نہ جانے دونگا سب کی مشکین باندھ کر لاؤنگا مین نے رات کو چند مرقع کھینچے ہین احکام سامری بھی اُسمین لکھے ہین مین جا کر سب کا خاتمہ کرونگا صورت نگار نے بھی آکر بیان کیا کہ رات بھر مرشد زادے جاگے ہین سحر تیار کیا کیے یہی فرماتے تھے کہ افراسیاب کو کل میدان مین نہ جانے دونگا مین خود براے مقابلہ جاؤنگا افراسیاب ناچار ہوا آخر مصور کو اجازت میدان دی مصور گھوڑا چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکل کر مقابلہ کرے مصور کا للکارنا تھا کہ بہار گلعذار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سامنے مصور کے پہونچین مصور نے جیب سے تصویر نکالی جیسے ہی بہار کے سامنے تصویر کی بہار مسکرائین گوہر دندان سے برق چمکی تصویر جل کر خاک ہوئی بہار نے گلدستہ مارا جا کر سر پر مصور کے پھٹا پھول برسے ہوا سرد چلی درخت سرسبز و شاداب ہوے شاخین بار اثمار سے سربسجود ہوئین درخت جھومنے لگے عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی کر کے یہ غزل گائی

نظم

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک | آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
جبر اختیار مین بھی کرونگا تمام عمر | دیکھون ستم وہ مجھپہ کریگا کہان تلک
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہگیا | افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک

بزیرِ قدم غرب ہی شرق ہے چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے
یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کسی مرا نام من مفتاح زرین بود افراسیاب پاس حیرت کے بڑا سو رہا تھا کہ یہ صدائے دردناک کان مین آئی اُٹھ بیٹھا حیرت کو جگایا کہا اے حیرت مفتاح زرین ترکش مارا گیا ابھی مین نے آواز سُنی حیرت نے کنیزون کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ کنیزین گئین دیکھا لشکر پہ آگ برس رہی ہے بارگاہ جل رہی ہے کنیزون نے جا کے دیکھا کہ لاشہ مفتاح زرین ترکش کا خون مین لوٹ رہا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہین کنیزون نے حال دریافت کیا رنجیدہ پلٹین آکر افراسیاب سے عرض کی کہ اے شہنشاہ مفتاح کو چالاک برق نے مارا افراسیاب نے کف افسوس ملے کہا کہ اب صبح کو مین سمجھونگا تیاریان ہو ہی رہی ہین وہ وقت آکر پہونچا کہ افراسیاب سرکش مہر درخشان تخت فلک چرخ چہارم پر رونق پذیر ہوا فوجین جانبین سے چلین ملکہ مہرخ سوار ہوئین ایک طرف بہار گلعذار ایک جانب باغبان نامدار ایک جانب رعد و برق عالی وقار سب ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوئے آگے سب کے اشقال آدمخوار جھومتا ہوا مُنہ سے دھوان نکلتا ہوا اسپ لشکر سے آگے بڑھا ہوا میدان کارزار مین آکر پہونچے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ افراسیاب خانہ خراب پشت مرکب شکین بپرند پر مرکب باساز و یراق مرصع کار حیرت جادو تخت پر بصد کر و فر پشت پر لشکر ساحران علمہائے سیاہ کھلے ہوئے نقیب آگے آگے آوازین لگاتے ہوئے تعریف افراسیاب کے اشعار پڑھتے ہوئے یا سامری و جمشید کی صدائین بلند کفار خود پسند باز و بط و قرقرے پر سوار لشکر گران لیکر حیرت آئی ہے ملکہ مہرخ نے جو آگے آگے افراسیاب کو دیکھا مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین ملکہ بہار کی رنگت متغیر رعد و برق تڑپ گئے لشکر مین انتشار ہر سردار بیقرار ملکہ مہرخ کے قریب سب آگئے کہا ملکۂ عالم کیا ہوگا آج افراسیاب خود آیا ہے ملکہ مہرخ نے کہا کہ خدا مالک ہے صفین لشکرون کی جمین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ پیراستہ ہوئے نقیبون نے بڑھکر نقابت کی یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے

نظم

نماند راجہ و خاقان نہ قیصر و فغفور | نہ بابر د نہ ہمایون نہ اکبر و تیمور
بدل فقیر شوا ے مرد حق بظاہر پوشش | ببر لباس زری و بہ سر کلاہ و سمور

زبردستی پلاؤنگی جام لبریز کیا مفتاح نے کہا کہ اے مہ جبین آج کی شب تو تامل کر بعد اسکے تیرے ہاتھ سے شراب پیون گا نازنین نے کہا کہ مین تو ابھی پلاؤنگی اور رونے لگی کہا کیون صاحب مجھ دشمن جانتے ہو چاہنے والے کو نہین پہچانتے ہو یہ کہکر جام لبون سے لگا دیا مفتاح شراب کو ہاتھ سے لیا کہا اچھا صاحب پیتا ہون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مفتاح نے کہا کہ او نالایق بارگاہ سے فقرہ کر کے لایا چالاک نے چاہا کہ نعرہ کر کے خیمہ پارون مفتاح نے سحر کیا کہ چالاک زمین پر گرا ابھی پھڑکنے لگا خیمہ پکڑ کے مفتاح اٹھا رنگ و روغن چہرے کا اڑا دیا نام بھی معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہے ہر چند چالاک منت و خوشامد کرتا ہے مفتاح نے تلوار گلے پر رکھدی چالاک نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے رب حقیقی و اے معبود تحقیقی اس بلا سے بچالے نظم

دیدہ بکشا تا جہان سر تا بپا آید نظر — غور کن تا جلوۂ قدرت ترا آید نظر
جزو و کل از ابتدا تا انتہا آید نظر — نیک و بد خرد و کلان شاہ و گدا آید نظر
آشنا آید نظر نا آشنا آید نظر — ہر کسے در حالت خود مبتلا آید نظر
ہر طرف روشن جمال دلربا آید نظر — پر تو افگن نور حسن جانفزا آید نظر
از حجاب سینہ روے مدعا آید نظر — صورت واحد ز دیدہ جا بجا آید نظر
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک کے جو چالاک نے دعا کی چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور ذرا تامل کرین ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین مفتاح نے کہا کہ بلا لو صرصر اندر آئی جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور اس عیار کو کیونکر پکڑا ملکہ حیرت نے ایک سحر آپ کو دیا ہے اسکو تیار کر لیجیے آگ منگائیے انگیٹھی طلب کیجیے آگ اور انگیٹھی آئی صرصر نے لوبان ہاتھ مین دیا کہا اسکو آگ پر ڈالیے دھوان پھیل جائیگا ہر وقت دھوئین سے آواز آئیگی کہ فلان عیار آتا ہے اسی وقت ہوشیار ہو جائیے گا مفتاح نے لوبان آگ پر ڈالا بغور سر جھکائے دیکھ رہا ہے کہ دھوان جو سکا دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر مفتاح گرا صرصر نے خنجر کھینچا

نعرہ کیا نعرۂ برق — مرا نام ہے برق خنجر گزار — کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتا ہون — کہے کون مکار و غدار ہون — کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے — در مکر پہ میرا پھرا رہا — تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

بقول **قمر مطلع** انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے + ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہے + دیکھتا ہے اور رہجاتا ہے آخر **مقتاح** نے **افراسیاب** سے نگاہ بچاکر اشارہ کیا کہ ہم خیمے مین جاتے ہین وہان تم بھی آؤ کنیز نے سر ہلایا اشارہ تھا کہ مین حاضر ہوتی ہون **مقتاح** نے **افراسیاب** سے عرض کی اب غلام اپنی بارگاہ مین جاتا ہے جاکر سحر تیار کرون صبح کو مسلمان پامال ہون رات سے تدبیر ضرور ہے یہ کہکر اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا سحر تیار کرنے لگا بعد تھوڑے عرصے کے مردہے نے آکر عرض کی کہ در دولت پر ایک نازنین حسین حاضر ہے حاضر خدمت ہوا چاہتی ہے **مقتاح** نے کہا کہ بلا لو کنیز آئی جُھک کر سلام کیا کہا کہ صاحب جب سے تم آئے تمہاری نگاہون نے ذبح کرڈالا آخر ضبط نہ ہوسکا حاضر خدمت ہوئی دمبدم ترقی ولولۂ جنون ہے کلیجہ خون ہے کیا کیفیت عرض کرون نہایت مجبور و ناچار ہون

نظم

مجکو خوش چشمون سے رم مثل غزال جستہ ہے
رام گیسو سے گریزان اب دل وارستہ ہے
مصرع ثانی لگائے کوئی زیرِ آسمان
ماہ نو یہ ایک اُسکا مصرع برجستہ ہے
دشتِ غربت مین مین سودائی دہانِ یار کا
پوچھتا ہون کس طرف ملکِ عدم کا رستہ ہے
تیری ایسی اُنگلیان ہین استخوان جسمین نہین
پور پور اُنکی مگر خرمائے تر بے خستہ ہے
کہتے ہین ہین تحریر ہم حالِ شبِ تار فراق
یکقلم ہر روز کاغذ کا سیہ اک دستہ ہے
صبح اُٹھکر آئینہ دیکھا تو یہ کہنے لگا
صاف آتاس سے ہمارا چہرۂ ناشستہ ہے
ہے تصور مین ہمیشہ سبزہ خط اُس طفل کا
اپنی نظرون مین بہار سبزہ آراستہ ہے
کوشش اخفا عبث ہے فاش ہوگا خلق مین
رازِ دل **ناسخ** شرابِ شیشۂ دلشکستہ ہے

اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ **مقتاح** بیقرار ہوگیا کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دلِ مشتاق مین سب طرح تجھسے راضی ہون نازنین نے کہا اے **مقتاح** تم شہنشاہ قلعۂ زرین پوشان ہو مسلمانون کے قتل پر آپ نے کمر باندھی ہے اور مرتبے تمہارے اعلےٰ ہونگے شاید اُس وقت بھول جاؤگے **مقتاح** نے کہا کہ مین تمکو خاتون محل اپنا قرار دونگا نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے **مقتاح** تمہارے تیور سے ڈر معلوم ہوتا ہے شراب نوش کرو **مقتاح** نے کہا کہ شہنشاہ نے منع کیا ہے کسی کے ہاتھ سے شراب پینا نازنین نے ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے تو نہین منع کیا ہے یہ کہکر دوڑکے گلابی اُٹھائی کہا مین تو شراب

افراسیاب نے پہچانا پہلے نہ یہ اپنی رکھتے تہمت ناحق پر سعادت خان گیا سے قیمہ صندوق بنکر خدمتگار
اُٹھکر باہر آیا خدمتگار کو مصور سے چھڑایا کہا کہ مرشد زادے آپ نے پکار کے تصویرون کی
صفت بیان کی وہ بھور یا کھڑا سن رہا تھا خدمتگار بنکر لے گیا اس بیچارے نے کچھ خطا نہین کی یہ
سچ کہتا ہو کہ وہ ابر سیاہ آکر پھٹا مفتاح زرین ترکش کو دیکھا کہ دو لاکھ فوج ساتھ تخت پر سوار تیر چل رہے
ہین ابر مین ہنگامہ مفتاح زرین ترکش اترا افراسیاب کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ
غلام آپ کا صحرائے زرین پوشان مین شکار کھیل رہا تھا اُس صحرا مین چند غلامان سامری
رہتے ہین جب جاتا ہون تو برائے خدمتگاری آتے ہین اُنھون نے بیان کیا کہ شہنشاہ نے
بڑی تکلیف اُٹھائی غلام فوراً روانہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا پر یہ مصیبتین آپ عشق مین مبہوت
ہو گئے ہین کل ہی سب مسلمانون کو قتل کرونگا اگر نور افشان آئین تو اُنکی بھی مشکین باندھون
کوکب کی بھی بربادی درپیش ہے طلسم نور افشان پر چڑھ جاؤنگا اُنکو بھی قتل کرونگا میان
نور افشان بڑے گستاخ ہو گئے ہین دیکھیے تو کیا حال کرتا ہون آپ غلام کے نام پر طبل
جنگی بجوائیے پھر کل تماشہ دیکھیے افراسیاب نے کہا کہ اے مفتاح اگر عیارون کے ہاتھ سے بچو گی تو سب
کام کروگے مفتاح قہقہہ مار کر ہنسا پوچھا حضور عیار بڑے ساحر ہین افراسیاب نے کہا کہ سحر کا ایک
لفظ نہین جانتے مگر بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹا بنکر دام مکر پھیلاتے ہین
کہا حضور یہ کچھ مشکل نہین کیا مجال ہے کہ میرے سامنے آسکین ہو نہٹھ ہلا سکین یہ کہکر اسی وقت
حکم دیا مفتاح زرین ترکش کے نام پر طبل جنگی بجا افراسیاب کے غصے کو مفتاح زرین
ترکش نے ٹھنڈا کیا ہرکارے اہل اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ماہرخ
کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مفتاح زرین ترکش آیا اُسکے نام پر طبل جنگی بجا کل اُسکا
ارادہ ہے کہ نکل کر میدان مین معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے ملکہ ماہرخ نے
حکم دیا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مفتاح افراسیاب سے میٹھا
باتین کر رہا ہے پشت پر حیرت کے جو دیکھا ایک کنیز نہایت حسین و مہ جبین کچھ اشارہ کر رہی ہے
مفتاح نے مُنھ پھیر لیا پھر سر اٹھایا اُسنے انگوٹھا دکھایا کبھی مُنھ چڑھایا مفتاح بھی ہنسا لیکن
افراسیاب سے باتین کر رہا ہو پلٹ پلٹ کے اُسی جانب دیکھتا ہے اشارون سے بیتاب ہے

سارا پھول برسا قاپھول جائین رعد و برق کو تڑپا کے مارڈونگا افراسیاب کہتا ہو کہ مرشد
زادے آپ تکلیف نہ کرین مین نے آج بڑا ملال اٹھایا ہے اس بڈھے نورافشان نے بڑا
شعبدہ دکھایا ایک سحر مین دیوانہ کردونگا کل یہ میدان پشتہ رنگین حصار لاشون سے ہوگا ملکہ حیرت
نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ ای شہنشاہ آپ بجا ارشاد فرماتے ہین آپکے سحر کو کون روکیگا کون آپکو
ٹوکیگا لیکن اگر دشمنون پر کچھ افتاد پڑیسی تو مین کدھر کی ہوئی مسلمان بڑی بڑی بدعتین کرینگے بی بہار میرے
خون کی پیاسی ہین جو پائین تو قتل کر ڈالین اپنے نام پر طبل جنگی نہ بجوائیے ادھر دار ڈرینگے مصور
صندوقچہ بغل مین لیے باتین کر رہا ہے دربار مین یہ ٹوکرہے مسلمانون کے مٹانے کی فکر ہو کہ ابر سیاہ آسمان
پر اٹھا افراسیاب نے کہا کہ کوئی خیرخواہ ما بدولت کا آتا ہے مرشدزادے صاحب ذرا اٹھ کر
دیکھیے تو صندوقچہ بغل مین مصور دبائے ہوے باہر جاتا ہے جب جلوخانے مین پہونچا خدمتگار نے
عرض کی حضور صندوقچہ مجھے دیجیے آپ بغل مین لیکر نہ چلیے مصور نے پلٹ کر پڑا اسنے خدمتگار کو دیکھا
صندوقچہ بغل سے دیا باہر نکلا کہ صورت نگار بھی آئی کہا مرشدزادے صندوقچہ کیا کیا مصور نے
پلٹ کر کہا کہ خدمتگار کے پاس ہے مصور نے جب خدمتگار کو سامنے نہ دیکھا گھبرا گیا
کہا ارے خدمتگار کہان گیا صورت نگار ڈھونڈھنے لگی مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش بد
حواس دوڑے دوڑے پھرتے ہین غل مچاتے ہین ارے پرانا خدمتگار جسنے مرشدزادی کو گودین
کھلایا سعادت خان کہان ہے سب خدمتگار ہیلی سعادت خان کو پکڑ کر سامنے لائے مصور نے
کہا کہ ارے صندوقچہ کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ مجھے کب دیا مین تو جامہ خانے مین تھا مجکو خدمتگار پکڑ لائے
مرشدزادے مین تو آج باہر بھی نہین نکلا لباس حضور کا گن رہا تھا مصور نے کہا کہ ابھی جلوخانے
مین تجھکو دیا ہے کاہے کو مکرتا ہے ارے اسمین مال نہین ہے تصویرین کاغذ کی ہین جہان رکھ آیا ہو اٹھا لا
اس سے تجھکو کچھ نفع نہ ملیگا مہرخ و بہار وغیرہ کی تصویرین ہین واسطہ سامری و جمشید کا
انکار نہ کر صندوقچہ میرا لادے سعادت خان عرض کرتا ہی مرشدزادے مین صندوقچہ نہین لے
گیا مین آج صبح سے باہر بھی نہین نکلا یہ ہلڑ جو افراسیاب نے سنا گھبرا گیا کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی مصاحبون
نے عرض کی کہ حضور مرشدزادے نے خدمتگار کو صندوقچہ دیا وہ انکار کر رہا ہی کہ مجکو نہین دیا اسی
مضمون کا غلغلہ ہے افراسیاب نے انگشتر جمشیدی کو چمکایا آواز آئی کہ وہ خدمتگار برق فرنگی تھا

حیرت کے مرتے ہی مصور و صورت نگار قطرۂ آب تھے زمین میں جذب ہو گئے تمام لشکر غائب
ہوا ماہیان نے کہا کہ او افراسیاب واسطہ سامری و جمشید کا ان حرکتوں سے باز آ میں نے
یہ بھی سُنا کہ قصر نور افشانی میں جاکر قید ہوئے دادی صاحب آپکی وہاں پہونچیں اُنہوں نے
جاکر بچایا ورنہ زنگین جان لیتی دلھن بنی تھی بھلا بچا چھوڑتی اے افراسیاب بڑے افسوس کا مقام
ہے اسوقت نور افشان و کوکب قصر جمشید ہی میں ہیں اگر یہاں ہوتے تو مزا چکھاتی افراسیاب
بگڑا ہوا ہے کہتا ہے نانی امان اب میں کیا کرونگا مہرخ و بہار کے ٹکڑے اُڑا دونگا جب وہ قتل
ہونے لگیں گی تو نور افشان و کوکب ضرور آئیں گے مہرخ وغیرہ کو آکے بچائیں گے نانی جان تم
بھی آجانا دادی امان بھی وعدہ کر گئی ہیں اب وہیں جاتا ہوں ماہیان طرفہ پردۂ ظلمات کے
گئی یہاں مہرخ و بہار وغیرہ پشتۂ زنگین حصار پر اُتری ہیں لشکر بعنایت خدا بائیس لاکھ کا
جمع ہے چار سے ساڑھے چار سے افسران فوج سب لڑنے والے مرنے والے جان دینے پر آمادہ
مہرخ خواجہ سے ذکر کر رہی ہیں کہ اب رہائی اسد کی فکر کیجیے خواجہ فرماتے ہیں کیا تدبیر کردن
خدا تدبیر بتائیگا اُنکی بھی رہائی کا وقت آئیگا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی کہ اے شہنشاہ لشکر اسلام افراسیاب بڑے قہر و غضب سے آیا ہے سر بارگاہ بیٹھا کہ رہا ہے
کہ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل مسلمانان سے منھ نہ موڑونگا عمرو نے کہا کہ کمینے دو موت
زیست ہماری خدا کے اختیار میں ہے کیوں بیقرار ہو برق تڑپ کر اُٹھا چالاک بھی چلا
چالاک صورت بدلے ہوئے در دولت ملکہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز موسومہ بہ شگوفہ کو
بیہوش کرکے اُسکی شکل بنا افراسیاب کی نگاہ بچا کر سر پر حیرت کے آکر مگس رانی کرنے لگا
برق بھی ایک ساحر سیاہ فام کی شکل بنکر پہونچا ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا افراسیاب کہ رہا ہے
کہ اے حیرت طبل جنگی بجواؤ کل ما بدولت خود لڑیں گے مصور و صورت نگار و سرماد ابرق
سب سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے افراسیاب کی منتیں کرنے لگے کہ اے شہنشاہ غصے کو کام
فرمائیے مصور کہتا ہے کہ میں نے سحر تیار کیا ہے کئی سے تصویریں درست ہیں غلام کی سردار
بھی چالاک و چست ہیں سب کو دیوانہ کر دونگا یہ کہکے صندوقچہ سامنے افراسیاب کے پیش کیا کہا
دیکھیے یہ تصویریں تیار ہیں سب کے سحر یکا ہو جائینگے بہار کو یوں گرفتار کردن کہ بھول جائیں

زنگن کے جدہ نے بچایا وہ تو سمرا تمام سحر سے معمور ہے اب نقلی کوہ بلور پر افراسیاب کو ریگستان جادو نے حیرت بنکر بٹھایا ہے نہین معلوم کیا منظور ہے ابھی تو گانا ہو رہا ہے دم بھر مین شراب جلیگی قیامت برپا ہوگی شراب پی اور غضب ہوا یہ سُنکر ماہیان اُٹھی کہا کہ ارے اس سفلے نے نام ہوش ربا مٹایا بادشاہ ہوش ربا کے واسطے یہ رتبہ تھا کہ جسپر نگاہ قہر سے دیکھے وہ جل جائے یہ اب تلوار کھینچتے ہین اور لڑتے ہین اور پھر کچھ نہین ہوتا یہ کہکر جھپٹی اور آسمان مین ڈوب گئی راہ مین دیکھا ساحر جمے ہوے کھڑے ہین اُنھون نے جو ماہیان کو دیکھا سحر کرنے لگے ماہیان نے تڑاپ کر گرجی برق چمکائی آگ برسائی تلوار پھینک ماری ہزارون کے سر کٹے ہزارون کے ہاتھ مُنھ ٹوٹے ہزارون پیوند زمین ہوے قیامت برپا ہوگئی نیچے پڑے ہوے گھس کر لڑ رہی ہے جب ہاتھ تلوار کا ہلایا دو دو سو کے سر اُڑا دیے جب مُٹھی سے سنگریزے پھینکے پتھر برسنے لگے تھوڑی ہی عمر مین بارہ ہزار کو اسنے قتل کیا بھیجے سے خون ٹپکتا ہوا نتھنے خون کے سینے پر جمے ہوے اس رنگ سے ماہیان جاتی ہے اس وقت پہونچی کہ آسمان سے ماہیان نے دیکھا کہ وہ جو نازنین بشکل بلور ہے اسنے جام لبریز کیا ہاتھ بڑھا کر عرض کی کہ اے شہنشاہ بیستہ نوش بادہ کہ ایام غم خواہد ماند چنان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند حیرت نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کہ اے شہنشاہ پیجیے شراب آپ پئین گے نشہ ہمین ہوگا آپ کو فرحت ہو ہمارے بھی دل کو تقویت ہو افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا حیرت علیحدہ ہوئی کہ ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بن کے اُڑ گئی دوسری برق چمکی پلانے والی کا سر اُڑ گیا افراسیاب نے کہا کہ ارے یہ کون ہے نابدولت کے سامنے سحر کیا بوٹیان کاٹ کے پھینک دونگا یہ کہکر طرف آسمان کے دیکھا کسی کو نہ پایا حیران ہوگیا حیرت پیچھے ہٹی ماہیان نے ہاتھ ہلایا برق گری کہ حیرت کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب نے سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا ماہیان نے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خانہ خراب اگر شراب پی لیتا تو پانی ہوکے بہجاتا یہ سفلہ مزاجی جورد کو دیکھکر پگھل گئے یہ سختی اُٹھائی کوہ بلور جان کے چلے آئے ارے دیوانے دیکھ تو یہ کوہ بلور ہے اب جو افراسیاب نے نگاہ اُٹھائی کوہ ویران میدان سنسان خاک اُڑ رہی ہے پتے درختون کے باد خزان سے گر رہے ہین شاخون پر باد خزان سے ہجوم غم و الم گل و غنچے بیدم کہین پھول و پھل کا نام نہین بہار کو اُس جنگل سے کام نہین

میدان مین نمکین کے سب کا خاتمہ ہو جائیگا سب سے زیادہ وہی بہار بلبلاتی ہین بہار کو سزا دے آفات سے کہا کہ اے افراسیاب تو نہ لڑنا مین جا کر ایک پہلوان بھیجدون حیرت نے کہا اے جانتہ کیا ارشاد فرماتی ہین کسی پہلوان کو بھیجدیجیے گا آفات نے کہا کہ مین جاتے ہی روانہ کرونگی آفات طرف کوہ کے جلدی سے گئی حیرت و مصور و صورت نگار وغیرہ نے تخت افراسیاب کو گود یا لیکر چلے قریب کوہ بلور کے پہونچے ملکہ بلور جادو مع دو ہزار کنیزون کے پہاڑ پر کھڑی تھی پرا باندھے سلام کیا پکار کر کہا کہ اے ملکۂ عالم آئیے سب سامان عیش و نشاط تیار ہے حیرت جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ چلیے یہین چل کر ٹھہریے گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے افراسیاب اُتر پڑا بلور ساتھ لیے ہوے پہاڑ پر آئی مسند بچھی تھی تخت پر افراسیاب کو بٹھایا گرد سب گھیر کر بیٹھے بلور نے آواز دی ارباب نشاط کو بلاؤ سازندون نے ساز درست کیا ایک نازنین سامنے جھکر یہ غزل گانے لگی نظم

غزل

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین — یہی آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین
آتش داغ جدائی سے نہ اُڑ جائیگا — طائر دل ہے یہ کچھ طائر سیماب نہین
صبحدم آج ہے اس ماہ کا کیا عزم سفر — چودھوین رات ہے پر جلوۂ مہتاب نہین
بیطرح آج مری نیند اُڑی جاتی ہے — دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین
رات دن ابروے جانان کا تصور ہے ضرور — کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین
ترک اسباب پہ آمادہ جو ہے اے ناسخ — تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

یہان تو یہ نازنین غزل گا رہی ہے مگر ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین تخت پر بیٹھی ہے تصویرین کل ملکون کے بادشاہون کی لگی ہین جس تختے پر تصویر افراسیاب کی دیکھا کہ رنگ کاغذ متغیر ہوا ماہیان نے گھبرا کر کہا کہ ارے خیر تو ہے میرے بچے پر کیا گذری کہ رنگ کاغذ تصویر اُڑا جاتا ہے سات کنیزین اسکی بھی خدمت مین رہتی ہین ایک جانب سر جھکائے بیٹھی ہین ماہیان نے کہا کہ کیون بہیو میرے بچے کا مزاج کیسا ہے رنگ کاغذ تصویر متغیر ہوا کنیزین روتی ہین کچھ جواب اسکا نہین دیتین جب ماہیان نے ہاتھ باندھے کہ کیون بہیو نہ بولنا کیسا تمھارا کیسا مزاج ہے افراسیاب تو سب کے سر کا تاج ہے اسکا حال پوچھتے ہین بتا نہین سکتین ایک نے کہا کہ سفلہ مزاج کی طبیعت کا حال کیا کہین قصر نور افشانی مین جا کر پھنسے وہان شادی بھی کر گذرے ہاتھ سے

نہ جاؤنگی خاک پر اپنی بہن کی فقیرنی بنونگی آفات نے سمجھایا تیلی کو گود مین اُٹھایا تیلی کا رونا نہین
موقوف ہوتا آفات لیکر چلی کہ گنوار گنہار لیے ہوے پیدا ہوے دو ہزار جوان ننگے ننگے دھوتیان
باندھے ہوے ڈھال پھٹکے لیے ہوے آگے آگے ایک زمیندار کالے ٹٹوے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین
وہ دو ہزار برچھیان لیے ہوے وہین سے غلغلہ کرتے ہوے کہ ارے ان خونیون آ مارلو ہمارے بھائیون
کو مارا مامرو شادی کر کے دلھن کو لایا وقت صحبت وصل کی پیاسی بھی ہاے حسرت لیکر دنیا سے گئی ارے
انکو مار لو دو ہزار نے تیر مارے مگر زمیندار کے ہاتھ کا تیر سینے پر تیلی کے پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا
لڑکھڑا کر تیلی گر ہی ایک چیخ ماری کہ لو جدہ ہم تو جاتے ہین مگر تمکو سناتے ہین کہ افراسیاب مارا جائیگا
ہاتھ سے اسد کے امان نہ پائیگا آفات نے جلدی سے خون سینے کا تیلی کے منھ پر افراسیاب کے
ملا بس افراسیاب جادو شل شعلۂ جوالہ کے اُن دو ہزار پر جا پڑا سب کو مار کے کاٹ کے ٹکڑے ڈالدیا
دیکھا لاشہ ایک شخص کا پڑا ہے افراسیاب نے کہا کہ جدہ یہ کیا شعبدہ ہے دو ہزار کو مارا اور لاشہ
ایک کا پایا یہ کہکر افراسیاب افسوس کرنے لگا کہ ایک آواز آئی او نامرد گھر جاہان مقدمات مین
تیرا کیا دخل ہے غنیمت جان کہ کنیزان سامری نے اپنی جان دیکر تیری جان و آبرو بچائی یہ سُنکر
آفات نے کہا کہ اے افراسیاب چل اب رُکنا اس ریگستان مین بہتر نہین آفات نے ایک
تخت تیار کیا اُسپر بٹھا کے افراسیاب کو لے چلی سمجھاتی ہوئی کہ اے افراسیاب اگر مجھکو خبر نہ ہوتی
تو ان گنوارون کو کوئی مار سکتا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے کہ جو تو کر گذرا ہمنے منع کیا تھا کہ کبھی
قصر نور افشانی مین نہ جانا تو یون عاشق بنکر گیا نور افشان بلاے روزگار ہے خیر شکر کا مقام ہے
کہ اس وقت اُسکو اس طرف توجہ نہ تھی نہین تو کامل لڑائی پڑتی بڑی مشکل تھی خیر مین نے تجکو آکر
بچا لیا لیکن یہ طریقے اچھے نہین ہر چند کہ تجکو کوئی مار نہین سکتا لیکن ذلت تو ہوئی افراسیاب ہون
ہون کرتا ہوا آتا ہے کہ دیکھا ایک ابر سیاہ اُٹھا قریب آکر ابر پھٹا دیکھا کہ حیرت جادو تخت پر سوار
مصور و صورت نگار ہمراہ کئی لاکھ ساحر پشت پر حیرت کی سواری بڑی دھوم سے آئی ہے
حیرت نے اُٹھکر افراسیاب کو سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ تمھارے پاس باغ سیب مین چلی تھی مقام
تریا دہی وقت امداد ہے ساربان مرادے نے رات کو عیاری کی قدرت کی بہو کو گرفتار کر گئے لیے گیا صرصر
نے جا کر رہا کیا کیسی ذلت ہوئی اب جدہ تم تو جاؤ مین شہنشاہ کو ساتھ لیجاؤن طبل جنگی بجواؤن صبح کو شہنشاہ

آفات یہ کہکر اُٹھی کہ ہاے میرا بچہ ارے نگوڑے کو سمجھا دیا تھا کہ قصر نور افشانی مین نہ جانا یون جاکر پھنسا کہ آپ سے باہر ہو گیا ہاے نگوڑے نور افشان کو کیا صدمہ پہونچاؤن کہ اُس بدعت کا بدلا ہو ارے غضب کیا صحرا اے ریگستان مین پھنسا یا میرے بچے کے حال پر رحم نہ آیا ارے گنوارون کی چڑھائی یہ جگ ہنسائی یہ کہتی ہوئی آفات چلی دو کنیزین تو پیچھے چلین اور سب نے کہا کہ بوا ہماری جوتی جاتی ہے نگوڑا بیہودہ بیوقوف گنوارون کی مار کھالے تو بہتر ہے ایسا دیوادہوا کہ پرائے گھر مین چلا گیا وہان جاکر شادیان کرنے لگا اُنکی دادی جانے او بڑہ جائین دونون بہنین گئی ہین بڑی لذت اُٹھائین گی یہان آفات اُس وقت پر پہونچی کہ گنوارون نے لٹھ اُٹھائے ہین دلہن گریبان سے لپٹی ہے لباس پارہ پارہ مہندی ہاتھ مین لگی ہوئی گنوارون کے آگے افراسیاب منت کر رہا ہے کہتا ہے کہ بھائی لٹھ نہ اُٹھاؤ مین دلہن کو رکھونگا محل اسکے رہنے کو دونگا گنوار کہتے ہین کہ اب تیرے محل کہان ہے آفات نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا جل گئی وہین سے لٹھیا کو ہلا دیا کہ گنوارون کے سر کٹکر گرے زمین پر آئی ایک دوہتڑ افراسیاب کو مار از نگن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا ارے اسکا گریبان تو چھوڑ دے رنڈی لپٹ الینا افراسیاب کہتا ہے کہ دادی جان بیشک گٹھ بندھن ہوا میرا اسی کے ساتھ سامان درپیش ہوا مجھے کیا اس سے انکار ہے یہ ناحق تڑپتی ہے جو کہیگی وہی کرونگا زنگن نہین مانتی گریبان سے لپٹی جاتی ہے جب تو آفات نے دونون پتلیون کو اشارہ کیا کہ ارے میرے بچے کو اس نگوڑی بلا سے چھڑاؤ ایک پتلی نے بڑھکر زنگن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا زنگن گریبان نہین چھوڑتی جب تو پتلی نے ایک طمانچہ مارا زنگن کا سر اُڑ گیا گلوگاہ سے اُسکے قطرے خون کے اُڑے پتلی جلکر خاک ہوئی آفات رونے لگی پھر سوچی کہ یہی بہتر ہوا خاک پتلی کی اُٹھا کر افراسیاب کے مُنھ مین دی کہا آج تیری وجہ سے ایک کنیز سامری کا خون ہوا او افراسیاب خانہ خراب اب مسلمانون کو مٹادے ورنہ اُنکے ہاتھ سے نہ بچیگا آج مجکو بھی یقین کامل ہوا کہ طلسم ہوش ربا پر زوال ہے جب تو بادشاہ طلسم ہوش ربا کا یہ حال ہے دربندون کو مضبوط کر شاہون کو نامے لکھ جہان تک بن پڑے جلد مہرخ و بہار کا خاتمہ کر اگر عمر وعیار کو مارا تو تو تیری جان بچیگی ورنہ تیری بھی جان جائیگی افراسیاب نے کہا کہ بیہودہ نہ بکو بارہ سو کنیزون مین ایک کنیز نہ ہوگی تو کیا ہوگا خاک پتلی کی کھاتے ہی افراسیاب کو سحر یاد آیا کہا جدہ چلو دوسری کنیز نے کہا کہ مین تو

گدھے ساحر کیا بادشاہ طلسم ہوش ربا بنا ہے گٹھ بندھن کرنے سے انکار کرتا ہے دلھن بے وارثی نہین ہمارے خاندان کی دلھن ہے ہمارے سمبھون کی بڑی بوڑھی گھر کی بڑھی اسکے جانے سے ہم سبھون کے سر پر بزرگ نہ رہا تو اب بھی انکار کرتا ہے اتنے لٹھ مارینگے کہ ہاتھ پاؤن تمہارے توڑینگے افراسیاب نے جو گنواروں کو دیکھا کہ غل مچاتے ہوئے لٹھ تانے ہوئے آتے ہین چاہتا ہے کہ بڑھیا سے دامن چھڑا کے ایک جانب بھاگے مگر بڑھیا دامن نہین چھوڑتی لپٹی جاتی ہے کہتی ہے کہ میرے پوتے آتے ہین اُن سب کے سامنے بیٹھکر انصاف کر کیون بھاگتا ہے افراسیاب کو یقین ہے کہ یہ گنوار آکر لٹھ مارنے لگین گے ایک ہی لٹھ مین سر پھٹ جائیگا قضائے کار آفات چہار دست قصر زبرجدی مین تخت زبرجدی پر بیٹھی ہے کنیزان ساحری گرد باتین بنارہی ہین ایک نے کہا کہ لو غضب ہوا اے بوا تمنے کچھ اور سُنا اُس ظالم پر عاشق ہوئے دوسری نے کہا اور غضب ہوگیا قصر نور افشانی مین گئے تیسری نے کہا کہ لو بوا اور آفت ہوئی چوتھی نے کہا اور سخت مصیبت ہوئی پانچوین نے کہا کہ نو بہار پر گلشن ہے اب تو گٹھ بندھن ہے ایک نے کہا کہ لو گٹھ بندھن ہوگیا ایک نے کہا کہ شراب بھی پی ایک نے کہا لو سحر بھی بھولے ایک نے کہا کہ دلھن کا چہرہ دیکھا دلھن تو رشک آفتاب ہے دوسری نے کہا فخر ماہتاب ہے تیسری نے کہا کہ لو جھوم جھام ہونے لگی ایک نے کہا کہ لو دلھن نے دولھا کا گریبان پکڑا ایک نے کہا کہ لو جوتی پیزار ہونے لگی ایک نے کہا کہ لو قصر سے بھی نکل گئے ایک ڈھول اُٹھا لائی بجانے لگی کہا بوا سُنو دولھا دلھن کا سہرا گاتی ہون سہرا

تمکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا ۔ لعل و یاقوت سے ہے صاحب تزئین سہرا
انجمن حلقۂ انجم ہے مکان چرخ برین ۔ چاند سا آپ کا چہرا ہے تو پروین سہرا
نکہتِ گل سے بسی محفل جشنِ شادی ۔ گو ندھ کر لایا ہے گلزار سے گلچین سہرا
سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہے ۔ سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا
مصحف پاک یہ تفسیر ہو جس صورت سے ۔ چہرہ سہرے کی جلا چہرے کی تزئین سہرا
صبح تک شام سے اُٹھے نہ حیا کا پردہ ۔ کان مین کرتا ہے نوشاہ کے تلقین سہرا
گل وہ کترے ہین مضامین کے عجب کیا رعنا ۔ ہمہ تن شکل زبان ہوئے تحسین سہرا

چلا چلا کے گنیز ین گانے لگین آفات نے کہا کہ اے نالائقو یہ کسکا ذکر ہے ایک نے کہا کہ لو گنوار بھی آگئے سب دُلھن کے بھائی ہین لٹھ اُٹھائے ہین صحرائے ریگستان مین شہنشاہ کو مارا چاہتے ہین

تین چار جام افراسیاب کو برابر دیے جب ایک گلابی خالی ہوئی تو دلھن نے ہاتھ گلے مین
افراسیاب کے ڈالدیے کہا اے بیٹا انکار نہ کرنا میرا دل بھرنا مین تشنۂ شربت وصل ہون تیری
معشوقۂ اصل ہون افراسیاب نے بیٹے کے لفظ کا خیال نہ کیا گلے سے لپٹا لیا کہا صاحب برقع تو
چہرے سے ہٹاؤ جمال جہان آرا دکھاؤ مین مشتاق جمال ہون طالب وصل ہون دلھن نے کہا کہ
بیٹا صورت بھی ضرور دیکھو گے جب مطلب اصلی ہو جاتا تو اختیار تھا جب افراسیاب منتین کرنے لگا
تو دلھن نے برقع چہرے سے ہٹایا اور کہا کہ اے فرزند ان باتون کا خیال نہ کر ملال نہ کرنا مان باپ
کی بٹیان ایسی ہی ہوتی ہین جو خوبصورت مین بات ہے وہی بدصورت مین بھی بات موجود ہے بس اب
بیٹا جلد آؤ دودھ اترا ہے پیلو اب جو افراسیاب نے دیکھا کہ یہ کیسی دلھن ہے کالی زنگن ہے سن اتنا کہ
سر پہ ایک بال نہین منھ مین کوئی دانت نہین درج دہن موتیون سے خالی گالون مین اسقدر گڑھا
کہ پاؤ بھر چنے بھر دو آنکھین املی کے چئین گالون پر جھریان پڑی ہوئین سینے پر دو اُبلے ہوے بیگن
لٹک رہے ہین بڑھیا نے وہ بیگن اٹھا کر منھ سے افراسیاب کے لگا دیے کہا کہ لو بیٹا پیو شاید
کوئی قطرہ نکل آئے میرے بچے کا دماغ قوت پائے روز مچھلیان پکاؤنگی اسکا شوربا تمکو پلاؤنگی اب تو
افراسیاب کو غصہ آیا بڑھیا کو ڈھکیل دیا کہا ارے یہ میرے ساتھ کیا مکر کیا ہٹ میرے پاس سے
بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میرے تیرے ساتھ گٹھ بندھن ہوا تو دولھا قرار پایا مین دلھن قرار پائی برہمنون
نے پوتھیان پڑھ پڑھ کے اسیس دی کیا مجھ مین کوئی عیب ہے یہ کہکے بڑھیا سر پیٹنے لگی
افراسیاب کی زبان پر ہے کہ ہاے آفتاب گوہر دندان کہان ہے میری آنکھون سے معشوقہ
نہان ہے بڑھیا کہتی ہے بیٹا مجھے شاد کرو معشوقۂ خوشخرو کو نہ یاد کرو نہین تو میرا مادری حق ڈال دو
اب تو مین تیرا دامن نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ایک طمانچہ مارا بڑھیا نے گریبان پکڑا دونون
مین جوتی پیزار ہونے لگی دونون لڑتے لڑتے تخت سے گرے افراسیاب حیران ہے کہ یہ بلا مجکو
نہین چھوڑتی کیسے کیسے طمانچے مارے ہین مگر منھ نہین موڑتی سحر جو یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش
دریاے حیرت کا جوش اب جو دیکھتے ہین تو ایک ویران جنگل مین بڑھیا گریبان پکڑے کھڑی ہے
گاؤن والون کو پکار رہی ہے کبھی نانا کو پکارتی ہے بڑھیا نے جو چلا چلا کر آوازین دین گاؤن
سے پانچ چار گنوار لٹھ کاندھے پر رکھے ہوے دوڑے آئے پکار کر آواز دی کہ کیون بے اور

برہمنون کے بیچ مین بیٹھی ہے افراسیاب اٹھا برہمنون نے کہا کہ دلھن کا کچھ قد بڑا معلوم ہوتا ہے
برہمنون نے کہا کہ حضور کے ساتھ شادی ہوتی ہے بالیدہ ہوگئین افراسیاب نے خوشی خوشی
دامن دیا برہمنون نے اسیس دی کہ میان بی بی کا چولی دامن کا ساتھ رہے دلھن دولھا کے
گریبان سے لپٹی رہے بے کلی نہ ہو واہ رے شہنشاہ خوش لباس فلک اساس کیا دولھا بن کیا
دلھن بن برہمنون نے جھانجھ بجائے افراسیاب گٹھ بندھن کرکے کنوئین کے گرد پھرے برہمنون
نے پھر پکار کر کہا کہ جاہ بڑھے آبرو رہے مگر اے شہنشاہ ہوشیار ہونا قطرے کے چوکے اگر گر پڑے
لنڈھا دیگے تو بناہ پانی مشکل ہوگی کیونکر تسکین دل ہوگی برہمنون نے جو پکار کر اسیس دی
افراسیاب جھانجھے پانی پانی ہوگیا جب سات چرخ گرد کنوئین کے لگا چکے تو ہلال گوہر دندان
ہنستی ہوئی آئین کہا لو بھیا دلھن کا ہاتھ پکڑلو مگر ہاتھ پکڑنے کی لاج رہے افراسیاب نے دلھن
کا ہاتھ پکڑلیا ہلال نے کہا کہ بھیا بہت نہ شرماؤ حجلۂ عروسی مین دلھن کو لیجاؤ ہلال نے باپ کا
ہاتھ پکڑلیا کہا کہ ابا جان اب باہر آیئے عاشق و معشوق کا ساتھ ہو یہ دلھن بھی برسون سے ذکر کیا
کرتی تھی تمام بر شہنشاہ کے مرتی تھی ان باتون پر افراسیاب خوش ہوتا ہے کہ دلھن کی عشق کا حال
بیان ہوتا ہے نور افشان و ہلال وغیرہ باہر گئے افراسیاب کہتا بھی جاتا ہے کہ ابا جان ابھی بھی
باہر تشریف نہ لیجایئے یہان تشریف رکھیے نور افشان نے کہا اے فرزند اب لذت وصل اٹھاؤ
اب افراسیاب بھولا جاتا ہے کہ نور افشان کیسے اصلی ہین اب گٹھ بندھن ہو چکا کیا کوئی قاضی
ہے آخر نور افشان و ہلال وغیرہ باہر گئین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون کے
گرد افراسیاب رکھے ہین افراسیاب پھولا ہوا بیٹھا ہے دلھن بھی سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کنیزون
نے مبارک سلامت کرکے دروازہ بند کیا قفل بھی دروازہ مین لگایا افراسیاب نے دلھن
کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا کہا کہ اے جان جہان دلارام دل مشتاقان منہ کھولو مین صورت زیبا دیکھنے کو مشتاق
جمال ہو رہا ہون دلھن نے چپکے سے کہا کہ صاحب شراب ہو ایک جام مجھ بدنصیب کو پلادو
نشے مین جو چاہو کرلو دل اپنا بھرلو نہین تو مین شراب پلاؤن ایزد دولھا کو راضی کردون
دلھن کے ہاتھو مین داستانے چڑھے ہوئے ہین جام لبریز کیا افراسیاب کے آگے رکھ دیا کہا
پیو پھر میرا خون پانی ایک کرو افراسیاب اشتیاق وصل مین جام پی گیا دلھن نے دوسرا جام دیا

ادھر آنکلے افراسیاب نے ہنسکر جوابدیا کہ ای ہلال تمہاری بہن کے مشتاق تھے چلے آئے آفتاب نے مُپکار کر آواز دی کہ والد نامدار کو بلاؤ وہ دوسرے قصر مین نور افشان جادو تھے غلام نے جاکر خبر دی کہ ملکہ آفتاب افراسیاب کو لائین آپکو طلب فرماتی ہین نور افشان کی رنگت متغیر ہوگئی کہا آفتاب نے غضب کیا افراسیاب کو لانا مناسب نہ تھا یہ کہکر اپنی مقام سے اُٹھے اسیمقام پر آئے افراسیاب کا تخت ہوا پر لہرا رہا ہی آفتاب نے آواز دی کہ ای والد نامدار شہنشاہ تشریف لائے ہین اور اشارے سے کہا کہ مین مجبور ہوگئی راہ مین شہنشاہ نے دیکھا بیتاب ہوگئے اشعار پڑھتے تھے باتین وہ کہی کہ جو کبھی کنیز کے کانون نے نہ سُنی تھین سوائے اسکے کوئی چارہ نہ تھا اب یہان حضور موجود ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے نور افشان کو دیکھکر افراسیاب نے سلام کیا نور افشان نے برخوردار کہا کہا کہ ای شہنشاہ آئیے سرفراز فرمائیے جو آپکو کاہش ہو وہی غلام کو بھی خواہش ہے مگر اتنا خیال رہے کہ یہ کمسن ہی اور ملکہ حیرت جادو عقیل و فہیم ہین اُنکا اور اُنکا کیونکر ساتھ ہوگا افراسیاب نے کہا کہ مین حیرت کو نکال دونگا برائے چندی میکے مین چلی جائینگی نور افشان نے کہا کہ اسکی فکر ضرور ہی افراسیاب نے کہا کہ انکا اور اُنکا سامنا نہ ہوگا نور افشان افراسیاب کو اپنے ساتھ لیکر ایک قصر مین آئے وہ قصر نہایت آراستہ تھا کہا ای شہنشاہ آجہی آپکا سب سامان ہوجائے افراسیاب نے کہا کہ استاد نہایت مہربانی ہوگی عمر بھر احسان ملونگا نور افشان نے کہا کہ مقدم بھونری بھرنا ہمارے یہانکا دستور ہے کہ دُلھن کو سر سے پا تک برقع مین چھپا دیتے ہین حجلۂ عروسی مین صورت جاکر دیکھو اول صورت نہ دیکھے افراسیاب نے کہا کہ جو آپکی نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے آپ دہی استاد ہین کہ جنھون نے مجکو پرورش کیا کمال سکھائے آپ اس تحقیق کے باب مین یہ سنکر افشان نے کہا کہ آج تمہاری بات بنینگے افراسیاب کو اس قصر مین بٹھایا ایک صندوق کھولا اسمین لباس کہا تھا کہ یہ لباس دولہا کا ہے عروس کو مین لیجاؤن دلھن بناکر لاؤن یہ کہکے آفتاب کو علیحدہ کیا ایک کنیز زنگن بڑھیا اسکو بھولونکا زیور پہنایا عطر بہت سا کپڑون مین ملدیا سر سے پا تک برقع مین چھپایا اسی قصر مین اندارہ بھی تھا جندبرہمن بلائے برہمن اشلوک پڑھتے ہوئے آئے تعریف افراسیاب کے اشلوک تھی دلھن سر جھکا ئی ہو

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اٹھائیے آپ ذرا بچکے جائیے

گر دل نشین ہے پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہی شوق سی دل مین در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح کو آکر پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیون ایکدم کو منت عیسےٰ اٹھائیے

دنیا مین کوئی عشق سی بدتر نہین ہی چیز
دل اپنا مفت دیکے پھر جی سے جائیے

بے شربت وصال ہی دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

باران اشک دیکھیے تھمجائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محوذات جو ہوتا ہی تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اٹھائیے

اسطرح کے کلمات جو افراسیاب نے سامنے آفتاب گوہر دندان کے کہے آفتاب گوہر دندان نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمتو مدت سی آپکے طالب ہین بلکہ نور افشان نے ایک عرضی بھی لکھی تھی کہ آفتاب سے شادی کر لیجیے آپکے کارگزارون نے عرضی پیش کی داخل دفتر کردی آج اتفاق سے آپ مجکو ملگئے چلیے قصر نور افشانی مین تشریف لیچلیے افراسیاب نے تختسے تخت ملایا قصد کیا کہ تخت پر آفتاب کے آوٴن آفتاب نے مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ قصر مین ملازم نور افشان موجود ہین سب ہنسینگے الگ الگ چلیے ایک پہر بھر کی تکلیف پھر عمر بھر کی راحت ہے افراسیاب تخت کے ساتھ ہو گیا تخت اُڑتا ہوا چلا آفتاب باتین کرتی ہوئی ساتھ ساتھ افراسیاب کو لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب قصر نور افشانی کے پہونچی یہان تو خرابہ عاشقان ہی عاشقونکی جابجا دھونیان رملے ہوے ہو حق کر رہی ہین کہین قبرونسے دھوئین نکل رہی ہین پڑے قبرونکے جل رہی ہین ہر طرفسے آوازین آتی ہین کہ ایجانجہان وای آرام دل مشتاقان تیرے عشق مین مرتے ہین ملک مال چھوڑا سلطنت ترک ہوئی تمہاری یاد مین فقیر بنکر بیٹھے ایک نگاہ تو ادھر دو دوسری بہن ملکہ آفتاب کی ہلال گوہر دندان قصر پر کرسی بچھا بیٹھی ہی دیکھا کہ بہن آفتاب افراسیاب کا تخت ساتھ لیے آتی ہین اٹھکر افراسیاب کو سلام کیا پکار کر پوچھا کہ ای ہمشیرہ صاحبہ آج شہنشاہ کہان ملے کیون بھیا کیونکر چلے آئے اتفاق سے

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے — ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین ششدر خالی
سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان — گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی
مرغ دل کر گیا گھبرا کے مفر پرواز — قفس تن نظر آتا ہے مرا سر خالی
لے گیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سود — مصر سے سیکڑون پھر آئے تو نگر خالی
درد سر ہے تری سب پند و نصیحت ناصح — چھوڑ دے مجکو خدا پر نہ کر اب سر خالی
مجکو بدنامی کے باعث سے یہی ہے رعنا — دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

تیلبون نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی افراسیاب نے کہا کہ سر خالی نہ کرو اور کچھ گاؤ کنیزون نے کہا کہ بس آپ کے کہنے سے نہ گائینگے نور افشان و بہمن و کوکب طرف قصر نور افشانی کے جاتے ہین بفتح و فیروزی بیلبٹے اپنے قصر مین ہو چکے افراسیاب جھلا کر اوٹھا کہ روکنے جاتا ہون قصر نور افشانی سے پکڑ لاؤنگا زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے بڑھے کے منہ نہ موڑونگا آفاق نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او افراسیاب جب اس شعبدہ مین نہ رکا تو قصر نور افشانی مین جا کر کیا کریگا خبردار کبھی قصر نور افشانی مین نہ جانا ورنہ اس بلا مین پھنسیگا کہ نکلنا مشکل ہوگا قصر نور افشانی سامری و جمشید نے بنایا ہی بڑی بڑی عجائب غرائب اسمین رکھی ہین اب باغ سیب مین جاؤ خبردار خبردار زمانہ زوال طلسم کا ہی جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا ماہیان طرف پردہ ظلمات کر گئی افراسیاب تخت پر سوار ہو کر اکیلا طرف باغ سیب کے جاتا ہی صبح کا وقت ہے آفتاب گوہر دندان دختر بلند اختر نور افشان تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت آراستہ ہوئی آتی ہی افراسیاب کی جو نگاہ جمال جہان آرای آفتاب گوہر دندان پر پڑی دیکھا کہ ایک نازنین حور طلعت نہایت خوبصورت حسین و مہ جبین نازنین دلفریب جسکے دیکھے سے دل ناشکیب دریای حیرت مین غوطہ زن رشک چمن غنچہ دہن افراسیاب نے جو آفتاب گوہر دندان کو دیکھا مضطر و بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان واے آرام دل عاشقان ایک نگاہ اٹھا کر ادھر دیکھو نظم

زانو سے میرے اب نہ سر کو اٹھایئے — فتنہ ہے مست خواب نہ اسکو جگایئے
جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین — اب جلد آپ خیر سے تشریف لایئے
ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ — تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلایئے

ہاتھ کوکب کے دہن نہنگ مین گئے ہین چاہتا ہو کہ کوکب کو نگلجائے نورافشان نے وہین سے نعرہ کرکے کہا کہ او نہنگ خون آشام یہ شہنشاہ طلسم نورافشان ہو اگر یہ تیرے پیٹ مین پہونچا جلکر خاک سیاہ ہوگا نہنگ نے کچھ نہ سنا کوکب ہر چند پھڑکتے ہین نہنگ نگلے ہی جاتا ہی نورافشان کو تاب نہ آئی تلوار کھینچکر دریا مین پھاند پڑے مچھلیان لپٹ گئین نورافشان انکو قتل کررہے ہین نصف جسم کوکب کا نگل چکا ہی کہ ایک برق کڑک کر آسمان سے گری کہ نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے کوکب اسکے جسم سے جدا ہوے آسمان پر دیکھا کہ برہمن روئین تن گھبرایا ہوا کھڑا ہی سحر کرتا جاتا ہے مگر گھبراتا ہے ایسا نہو کہ مین سحر کرون کچھ الٹا مضمون ہوجاے نہنگ کے مرتے ہی دریاے خون غراٹا مار کر غائب ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعبدہ باز و نیرنگ حیلہ ساز بود اب تینون ایک مقام پر کھڑے ہوے برہمن نے کہا کہ استاد اب نکل چلیے خدا نے فضل کیا کہ اس بلا سے آپ بچے کوکب و برہمن و نورافشان پر پرواز بید اڑے چلے ماہیان و آفات دا افراسیاب کوہ زبرجدی پر آئے کنیزان سامری بیٹھی باتین کر رہی ہین ایک کہتی ہے بوا شہنشاہ آتے ہین دوسری نے کہا کہ بوا اپنی ضرورت کو آئے ہین ایک نے کہا کہ جو کام کیا تھا وہ بیکار ٹھہرا ایک نے کہا کہ بوا نام کیون نہین لیتین ایک نے کہا کہ بوا جسے شعبدہ مین پھنسایا تھا وہ نہ پھنسا تو تینون افسر بھی مارے گئے اور نیرنگ حیلہ ساز نے بھی شعبدہ کیا دریاے خون بنایا تو نہنگ بنا ہی ایک نے کہا تو برہمن بھی بیچ ایک نے کہا کہ تو لڑ بھڑ کر نکلگئے اب طرف قصر نورافشان کے جاتے ہین افراسیاب نے کہا کہ جدہ مین توان بدزبانون سے بات نہین کرتا تم انسے پوچھو کہ اصل مین کیا ہوا ایک نے ہنسکر کہا کہ شہنشاہ ہمسے بات کیجیے دوسری سے اشارہ کیا کہ بوا ڈھول بجاؤ شہنشاہ ہوشربا کے سامنے کچھ گاؤ انکو گانا سناؤ دو چار نے ڈھول بجایا دو چار نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

گیا خالی کا تو ماہ اے مہر انور خالی
عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی

آلئے مینخانے سے ہم وا اے مقدر خالی
آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی

کف افسوس کی پرواز سے آتی ہی صدا
کوچۂ یار سے آتا ہے کبوتر خالی

ٹکڑے ٹکڑے ہین تری تیغ ادا سے دل و جان
کون سا وار گیا تیرا ستمگر خالی

جب گولہ مارا دودو سو چار چار سو کے سر پھٹ گئے کبھی تلوار ہلائی اپر برق گرائی برق جو گری
کئی ہزار جوانون کے سر کٹ گئے کئی افسر ہین کہ وہ جم جم کر سحر کر رہے ہین جب وہ افسر سحر کرتے
ہین کوکب تھرا جاتا ہے مگر پھر سنبھلکر لڑنے لگتا ہے کوکب کے سینے پر زخمون کے بجے ہوئے ہنگانہ
و بلنگانہ لڑ رہا ہے تلوار سے خون ٹپک رہا ہے نور افشان کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ استاد خدا نے فضل کیا ورنہ بڑے شعبدے مین پھنسے تھے سر صحرا کو یہ سب بیچارہ دکے ہوئے
تھے مین سوچا کہ اگر مین یہین سے سحر کرتا ہون شاید استاد تک تاثیر نہ پہونچے دو مرتبہ آپکو شراب
پینے سے بچایا آپ ایسا جلیل اہل طلسم نور افشان کا کھنچ یون یکایک مبہوت ہو جائے یہ
سنکر نور افشان کو ہوش آیا تلوار پکڑ کے دونون شیر جار ہے لڑنے لگے اسین جو افسر کلان تھا
اسنے آواز دی کہ منم شعبدہ باز جادو نور افشان اسکی جانب چلی آواز دی کہ او شعبدہ
باز جادو شعبدہ کر اُسنے کئی دو ہتڑ مارے جب دو ہتڑ مارتا ہے زمین پر کوکب روشنضمین
دیتی ہین آواز دیتی ہین استاد اس نامرد کو آپ ہی پیچھے جانتے بنا ہے نور افشان قریب شعبدہ
باز کے پہونچے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے چاہا لپٹ پڑے
نور افشان نے اکھیڑ کر مارا شعبدہ باز زمین پر گرا نور افشان کود کر چھاتی پر سوار ہوئے ایک
ہاتھ ٹھوڑی پر رکھا ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھکر چرخ دیا سر اس خود سر کا کھینچکر پھینکا دوسرا افسر
بڑھا خبردار خبردار کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ تلوار کا نور افشان کو مارا نور افشان نے بار ہم بچا
کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اس خود سر کا اُڑ گیا تیسرے افسر سے کوکب سے مقابلہ پڑا
جھوم کر آواز دی کہ او کوکب شہنشاہ طلسم ہوش ربا سے یہ سرکشی اب سحر کر و اپنی کو بچاؤ
یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کوکب نے تلوار کو تلوار پر روکا بدلے مین اسکے ہاتھ تلوار کا مارا نور
افشان نے ہرچند آواز دی کہ او کوکب کیا کرتے ہو کوکب کی تلوار چل چکی تھی سر پراس خود سر
کے پڑی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے لاشے نے آواز دی کہ منم نیرنگ اسقدر خون نکلا کہ کوکب دریا
خون مین گرے شناوری کرنے لگے ہزار ہا مچھلیان کوکب سے لپٹنے لگین زرہ نوچکر پھینکدی
ایک نہنگ کلان نے دریا سے سر نکالا منھ پھیلا کر طرف کوکب کے چلا کوکب مچھلیون سے لڑ رہے
ہین نہنگ کا کچھ خیال بھی نہین نہنگ نے بڑھکر ایک دم کھینچا کوکب اسکے منھ مین چلے

بارگاہ مین آئے مسند پر آکر بیٹھے پہلوان نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو جلد آؤ شہنشاہ کے سامنے گاؤ ری تکلیف اٹھا کر آئے ہین گانا سنین کہ روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو خبر کا نیز آئین ایک گائن شوخ و شنگ سامنے نور افشان کے آن بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی اور تماشا گاہ نظم

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین
نصیب اللہ اکبر یہ خنجر آزماتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت وصلت
اب آخر لے مجھے اے طالع خفتہ جگاتے ہین

خیال یار مین آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستہ مین ہم بچھاتے ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتے ہین غصہ کو
ور آتے ہین انھین کوزہ نہین اور دریا سماتے ہین

حباب آسا ہے ناثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین

کیا ہے ذبح مرغ نامہ بر کو اسنے کہتے ہین
رقیبون نے خدا سمجھے جو بے پر کی اڑاتے ہین

بہانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین
یہ گیسو مل کی لیتے ہین حسین جب سر چڑھاتے ہین

خوشامد سے زرہ شیرین زبانون کی کبھی غافل
یہ شربت مین گویا زہر قاتل بھی ملاتے ہین

بہانے سے چلے جاتے ہین اٹھکر میرے پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہے قیامت مجھپہ ڈھاتے ہین

نہین دیتے جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہ جاتے ہین گاہے مسکراتے ہین

نظر پھر جاتی ہے جسوقت اس خوش چشم رعنا کی
تو پھر مجھسے مری ہمچشم بھی آنکھین چراتے ہین

اس نازنین نے یہ غزل اس رنگ سے گائی اور ہاتھ بڑھا بڑھا کر بتایا کہ نور افشان اسکے بتانے پر مبہوت ہو رہے ہین پہلوان انتظام کرتا پھرتا ہے کہتا ہے یارو سامان عیش و عشرت مہیا کرو شہنشاہ نور افشان تشریف لائے ہین مہمان نوازی ضرور ہے ہم سب کو ان کے تشریف لانے سے نہایت سرور ہے کنیزین دوڑ کر جام شراب و صراحی لائین پہلوان نے جام بھر کر نور افشان کے آگے پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ جام تڑاق سے ٹوٹا ایک ٹکڑا سر پر گائن کے پڑا ایک ٹکڑا سر پر پہلوان کے دونو نکا مرنا اور سر پھٹنا خیمہ جلنے لگا فوج والے تماشا نور افشان باہر نکلے لاحول پڑھتے ہوئے چلے اور دل مین کہا کہ اے نور افشان یہ کیا حماقت تھی جو اس مکار کیساتھ جا کر بیٹھے کسی معین نے مدد کی یقین ہے کہ ہمارا فرزند کوکب روشنضمیر تدبیر کر رہا ہو سحر بھی یاد آیا کہ ایکطرف سے نعرۂ کوکب کی آواز آئی دیکھا کئی لاکھ فوج کوکب کو گھیرے ہے مگر کوکب مثل شعلۂ جوالہ اس فوج مین لڑ رہا ہے

سر زنگمن کا اڑ گیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین کہ ارے یہ تو ہوش مین ہی ہماری مالک چہرہ کشا کی
جان مفت مین گئی مار کر اس زنگمن کو نور افشان اپنے مقام سے اٹھے قصر مین دیکھا دروازہ
نہین چہار جانب نور افشان گئے کسی طرف در قصر کا نہ پایا خیال کیا نور افشان نے کہ سحر یاد ہی اب
خیال کامل آیا کہ ہم مقابلہ افراسیاب مین تھے اس قصر مین کیونکر آئے یہ کیا مقصود ہوا نور افشان
سنسنے کہ ماہیان و آفات و افراسیاب نے ملکر ہمکو اس مقام پر پھنسایا اس عورت کا قتل کرنا
بہت مفید ہوا ورنہ قید ہو جاتے خدا نے بچایا یہ سوچکر پیچھے ہٹے اسماء سحر پڑھے مراد ان اسماء
سحر سے یہ ہی کہ دروازہ قصر مین پیدا ہو مین نکلجاؤن ورنہ باعث خرابی ہی یہ سوچکر دیوار مین
ایک ٹکر ماری دروازہ کلان پیدا ہوا نور افشان نے چاہا کہ اس دروازے سے نکلون اول وہ
دروازہ مختصر ہوا آخر کو بند ہو گیا نور افشان نے آواز دی کہ او محیط در کشا جلد آ ایک پتلہ
فولادی پشت پر مکان کے آیا اسنے پکار کر آواز دی کہ استاد مین حاضر ہون لیکن کدھر سے
آؤن یا دروازہ بناؤن نور افشان نے کہا کہ جسطرح بنے مجھ تک آ پتلے نے دو ٹکر دیوار
مین ایک ٹکر ماری در بنا پتلے نے چاہا کہ اندر گھسون پھر دروازہ بند ہو گیا پتلے نے آواز دی کہ
ای استاد مین اپنی کو شاتا ہون آپ کا حکم بجالاتا ہون نور افشان نے آواز دی کہ ای
فرزند جو مناسب ہو پتلے نے دوڑ کر پھر ٹکر ماری اُسکی جو ٹکر لگائی در پیدا ہوا پتلے نے سر اسمین اپنا
لگا دیا کہا استاد نکلیے نور افشان جھپٹ کر قصر سے نکلے نکلتے ہی پلٹ کر دیکھا کہ دروازہ بند
ہوا پتلہ اسی مین دب گیا نور افشان آگے بڑھے ہوائے گرم چلی نور افشان کا منہ جلگیا
آواز دی کہ او برفبار ہوای گرم کو سرد کر ایک ابر آسمان پر آیا برف برسنے لگی ہوائے
سرد آئی ابر تھوڑی دیر برسکے غائب ہوا نور افشان آگے بڑھے ایکطرف سے گرد اڑی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار سوار پشت پر نور افشان کو آکر سلام کیا کہا ای شہنشاہ
طلسم نور افشان مین آپکی خدمتگزاری کو آیا ہون یہ کہکے اشارہ کیا کہ بارگاہ استاد کرو اور
نور افشان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا آپنے بڑی تکلیف اٹھائی لمحہ بھر تشریف رکھیے آرام اٹھائیے
پھر طرف قصر نور افشان کے جائیے جیسے ہی اسنے نور افشان کا ہاتھ پکڑا نور افشان کو
شوق ہوا کہ اسکے ساتھ دم بھر بیٹھنا چاہیے سر کشی پکڑنا چاہیے یہ عجز کر رہا ہی اسکے ساتھ

اس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ صاحب زیادہ باتین نہ بناؤ ظاہر ہی ضعیف ہو دیکھنے مین نحیف ہو دل
تو تمھارا جوان ہی تشریف لائیے ہم پر احسان ہی یہ کہکر نور افشان کا ہاتھ تھام لیا لاکے مسند پر بٹھایا
گائن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ کے سامنے کچھ گاؤ گائن نے ساز درست کر کے یہ اشعار شروع کیے

نظم

آہ دنیا سے مین اب چاک بسر جاتا ہون | کر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون

وعدہ ہر روز ہوا دل سے مین کر جاتا ہون | لے مین لے آتا ہون اس شوخ کے گھر جاتا ہون
شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون | یار آئے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون
حال دل کرتا ہون اور رو کے سنا ہو نہین بیان | نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون
موت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال | کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون
ہین وہ عیار تو مین بھی نہین انسے کچھ کم | بوسہ لے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون
بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتی ہین دوچار | خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اتر جاتا ہون
رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون | کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون
جانے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت | توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون
شب معراج مجھے ہوتی ہی ہر رعنا شب ہجر | روئے جانان کے تصور مین مین مر جاتا ہون

اس رنگ سے گائن نے اس غزل کو گایا کہ نور افشان کو اور زیادہ شوق بڑھا ہنس ہنسکر باتین نازنین سی کر رہی ہین نازنین نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران وای صاحب ساری شراب وکباب کا چرچہ ہو نور افشان نے کہا کہ یہین عنایت ہی نازنین ڈرتی جاتی ہی کبھی پہلو سے ہٹجاتی ہی کبھی آکر بیٹھتی ہی کنیزون سی اشارہ کیا کہ ارے شراب لاؤ شہنشاہ کو خواہش نہی ہونا شراب کا بڑی کاہش ہی کنیزین دوڑکر شراب لائین اس نازنین نے ڈرتی ڈرتی جام بھرا باادب کھڑی ہوئی عرض کی کہ یہ شراب حاضر ہی نور افشان نے ہاتھ بڑھایا عکس جو ہاتھ کا نور افشان کے پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا شراب شرارہ بنکر اڑگئی نور افشان نے بغیظ وغضب تمام طرف نازنین کے دیکھا نگاہ سخت جو نور افشان نے چہرے پر اس نازنین کے ڈالی ایک شعلہ آتش چمکا دیکھا تو ایک زنگی بدصورت کریہ منظر سیاہ فام بدانجام سامنے کھڑی کانپ رہی ہی نور افشان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ او ملعونہ خوب دام تزویر پھیلایا

لشکر اسلام پر گرے کئی ہزار آدمی گرے قصد ہی کہ ایک کے اوپر دوسرا جا پڑے آپس مین تلوار چلی
کہ آسمان پر ایک سناٹا ہوا آواز آئی کہ او نور افشان میرے بچے پر ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ مار ڈالون
گی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا منہم آفات چہار دست ظلمات کی طرف سے بھی لگئے ابر سیاہ اٹھا ماہیان
زمرد پوش کا بھی نعرہ ہوا تینون نے آکر نور افشان کو گھیرا آفات کے ساتھ چند کنیزان سامری
بھی ہین آفات کے اشارے کنیزین جاؤن جاؤن کر رہی ہین ایک کہتی ہی کہ نور افشان کو
مار لو ایک کہتی ہی کہ اس بڈھے کے قریب نجاؤ ایک کہتی ہی بوا مصاحب سامری ہی ا سپر سحر نہ کرو
بعض زمین کھود رہی ہین بعض درخت کی ٹہنیان توڑتی ہین پھول پتے نور افشان پر پھینکتی ہین
افراسیاب نے گولہ مارا ماہیان نے ماش کے دانے پھینکے آفات نے ترنج مارا ایک غبار بلند ہو آندھی
سیاہ اٹھی نور افشان اس آندھی مین چھپ گئے آفات و ماہیان و افراسیاب کو لے گئین مگر نور
افشان نے دیکھا ایک قصر عالی مین بیٹھا ہون قصر نہایت سجا ہوا جھاڑ کنول مردنگ آئینے قد

اکوم بقول شاعر نظم | آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا | بے تکلف دل سکندر تھا
جو کھٹے سنگ کوہ طور کے تھے | جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے | طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
نور و ضیا ایک جا پہ تھا روشن | زور دیوار گیریوں پہ بہار | کھینچے پستان شاہد دیوار

نور افشان حیران کہ صاحب خانہ کوئی نہین معلوم ہوتا کہ کسنے ہمین مہمان بلایا ہی کہ ایک
پہلوے قصر سے چھماچھم کی آواز آئی نور افشان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
حسین گلعذار ماہ رخسار سمنبر قمر پیکر دریاے جواہر مین غوطہ زن وہ رشک چمن خرامان خرامان
آتی ہی پازیب کی صدا ہان ہان مین ملاتی ہی پشت پر چار سی کنیزین دردر گوش مرصع پوش کہ اس
نازنین نے او دیکھتے ہی آواز دی کہ اے شہنشاہ ساحران و اے سردار طلسم نور افشان تشریف لائیے
آپ سوچ رہے ہین کہ مہمان کسنے بلایا اس کنیز نے تکلیف دی تشریف لائیے سرفراز کیجیے لونڈی کو آپکی
تکلیف کا بڑا خیال ہی نور افشان نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان ہمارے حال زار کو
کیا پوچھتی ہو بقول میان قمر صاحب یہ رباعی حسب حال ہی رباعی

طفلی کے تو دن تھے عیش اٹھانے کے لیے | آیا تھا شباب رنگ لانے کے لیے
دونون ہوے اے قمر یہ رخصت ہمسے | پیری آئی ہے ساتھ جانے کے لیے

پلٹ آئی تھی مگر چند کنیزون کو اشارہ کیا کہ انگور دک لو زمین پر گرینگے تو سر پھٹ جائینگے کنیزون نے دوڑکر انتقال وسلطان کور دکا انتقال وسلطان افراسیاب پر سحر کرنے لگے اور افراسیاب ان سحرو مکوکب ماتنا ہر اشارون مین دفع کر رہا ہر بہار نے جو جھپٹ کر گلدستہ مارا افراسیاب پر پھول برسنے لگے افراسیاب نے ہاتھ ہلایا شعلہ بُھر کا پھول جلکر گرا رعد و برق ہونے جھپٹ کر سحر کیا آگ برسائی افراسیاب نے مینھ برسایا رعد و برق سامنے سے بھاگے جس ساحر نے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا دو پتھر زمین پر مارا کوئی مینھ جل گرا کسی کا ہاتھ زخمی ہوا کسی کا سر زخمی ہوا افراسیاب کہتا ہو کہ سلطان وانتقال کو نہ جانیدونگا اری سلطان سے نے یہ غضب کیا کہ دلکشا کو مار کر انتقال کو رہا کیا زوجہ کا بھی خیال نہ کیا محبت اسلام مین ایسا مبہوت ہوا یہ اسکو مناسب نہ تھا اور اگر یہ مسلمانون کا شریک ہوا تو میرا کیا ہرج ہو مین ان ایسونکی کیا حقیقت جانتا ہون ایک سحر مین سب کو مٹاونگا آج لشکر مسلمانا نکا خاتمہ کرونگا ان لوگون نے بڑی بڑی سرکشیان کین افراسیاب وبہار و باغبان کو زخمی کرکے بڑھا ایک گولہ اٹھا کر مارا کئی ہزار کے سر پھٹ گئے دوسرا گولہ افراسیاب نے اٹھایا تھا کہ یہ بھی گولہ مارون اہل اسلام فریاد فریاد کرنے لگے حیرت بارگاہ سے نکل آئی مصور وصورت نگار دیکھنے لگے اب جو دوسرا گولہ اسنے اٹھایا چاہا کہ مارون ایک سنہرے پنجے نے ہاتھ پر تھپکی ماری کہ افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ زمین پر گرا افراسیاب نے بقہر وغضب تمام دیکھا سنہرہ پنجہ تڑپ کر آسمان مین ڈوب گیا مگر دیکھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر ٹھہرا رہا ہی افراسیاب نے چند سنگریزے اٹھا کر ابر پر مارے ابر پھٹا نور افشان کو دیکھا کہ سحر دفع کر رہا ہو تیغہ ہاتھ مین سر لشت پر تاج زرین پہنے ہوئے افراسیاب نے اٹھا کر گولہ مارا نور افشان بھی زمین پر آئے ہاتھ ہلایا برق چمکی گولے کے دو ٹکڑے ہوے مگر گولہ پھٹ کر بلند ہوا سر دا سان اسلام پر جا کر گرا کئی سو کے سر اڑ گئے افراسیاب نے کہا کہ استاد سحر کرنا سیکھو پر نابالغ نہ بنو جتنے سحر دفع کروگے سارے لشکر کا خاتمہ کرونگا اب تو نور افشان نے پیر تسمے سے اتاری تیغہ ہلالی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او افراسیاب آج میری تیری فیصلہ ہو تیغہ کھینچکر جا پڑے افراسیاب نے بھی تلوار کمر سے کھینچی دونون جھومتے ہوے چلے تلوارین جو ہلائین نور افشان کی بھی تلوار سے بھی شعلے بھڑکے لشکر حیرت پر جا کے گرے کئی ہزار آدمی جلگئے تیغہ افراسیاب سے شعلے بھڑک کر

عمرو برق کے چلا جب تو دلکشا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیکھو سلطان اسکے پاس نہ جانا کنیزین ہان ہان کرکے جو بڑھین سلطان نے چند دانے آتش کے پھینک مارے کہا ارے شفتلو تم کو یہ بھی لیاقت ہوئی کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل دیتی ہو پانچ چار کنیزین جلکر خاک ہو گئین اُدھر دلکشا نے بھی نیمچہ مارا سلطان نے پیچھے ہٹکر گولہ جھولی سے نکالا کہا او شفتل تیری قضا آئی ہے یہ کہہ کر گولہ مارا سینے پر دلکشا کے پراخشت کو توڑ کر پار ہوگیا دلکشا کا مرنا تھا کنیزین غل مچانے لگین سلطان نے چند گولے مارکر کنیزون کو بھی قتل کیا تمام باغ کو لالہ زار بنا دیا آکر خواجہ کے ہاتھ آنکھون سے لگائے کہا خواجہ مین نے خواب دیکھا مجھکو حکم ہوا کہ دلکشا نے عمرو برق کو پکڑا ہے جاکر رہا کرو اطاعت اسلام و اطاعت ملکہ مہرخ کی قبول کرو افراسیاب کا زمانہ قتل قریب ہے شکر ہے کہ مین وقت پر پہونچا اب یہان سے نکل چلیے خواجہ چھوٹتے ہی لوٹنے لگے برق کو منع کرتے مین برق مار کھاتا جاتا ہے لیکن لوٹنے سے باز نہین آتا کہا اے سلطان اشتقال کو رہا کرو بارہ دری مین خواجہ و برق و سلطان آئے دیکھا اشتقال بحال خراب بیقرار و بیتاب زبان مین سوزن ہاتھ پانون مین مار سیاہ لپٹے ہوئے بیٹھا ہوا رو رہا ہے خواجہ نے آتے ہی زبان سے سوزن نکالی ادھر اشتقال نے اپنی قید دور کی خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری اب نکل چلیے سلطان نے ایک تخت تیار کیا خواجہ و برق و اشتقال و سلطان سوار ہوئے طرف لشکر اسلام کے چلے برابر تخت کو اڑاتے ہوئے آتے مین قریب لشکر پہونچے نشان لشکر کے معلوم ہونے لگے چاہتے ہین لشکر مین داخلہ کرین کہ طرف سے باغ سیب کے لکۂ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا افراسیاب جادو کو دیکھا کہ آتا ہے افراسیاب نے دور سے جو دیکھا کہ تخت پر اشتقال و سلطان و عمرو برق ہین للکارا کہ او سلطان تجھے اس باغی سے کیا کام سلطان گھبرایا ملکہ مہرخ و بہار نے اپنے لشکر سے جو دیکھا کہ افراسیاب اشتقال کی جانب چلا خواجہ و برق نے تو جان کا پاس نہ کیا تخت سے کود پڑے اشتقال و سلطان پر افراسیاب نے اشارہ کیا مہرخ و بہار نے بڑھکر سحر کرکے اشتقال کو بچایا افراسیاب دھم سے تخت سے کودا کہا او اشتقال آج تجکو زندہ نہ چھوڑونگا بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا تخت ٹوٹا دونون تخت سے گرے ہر چند کہ بہار نہین جانتی تھی کہ سلطان کون شخص ہے کیونکہ یہ مع چالاک آتے ہی سے خبر پائی خواجہ نے اشتقال پاکر

ٹکڑے ہوئے عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے رب کارساز و اے بندہ نواز رحم کر اس آفت سے بچا لے اور ہمکو اس بلا سے نجات دے نظم

بہوش روی منور ز طالب اے مطلوب	کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرۂ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے	درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل دلائی فقط تو اے دلدار	محب اہل محبت تو ہستی اے محبوب
تو نور حسن بر حسنار یوسف افزودی	تو نور دیدہ ربودی بدیدۂ یعقوب
ز ہر شمار شمار تو در شمار آید	بہر حساب حساب تو میشود محسوب

بلک سکے جو خواجہ نے دعا کی برق نے آمین کہی ایک برق گری کہ دونون جلادون کے دو دو ٹکڑے ہوئے دلکشا دیکھنے لگی آسمان سے ایک تاجدار نے تخت پر سوار تاج شاہی سر پر لباس پر تکلف زیب جسم آواز دی ملکہ کسے قتل کرتی ہو تمھین روز ایسا غصہ رہتا ہے ان بیگناہون نے کیا کیا خطا کی دلکشا نے شرما کے سر جھکا لیا کہا صاحب تمسے کیا بیان کرون یہ دونون عیار مسلمانون کے ہین ان دونون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا استقبال آدمخوار کی قید شہنشاہ نے میرے پاس بھیجی یہ دونون آ پہونچے تو آکشا کش نے اکر بچایا سلطان تاجدار نے کہا کہ صاحب ان تین تین روپے کے پیادون کا کیا قتل کرنا جب حکم دو ان ایسے ہزارون گرفتار کرلین پہلے بہار کو قتل کرین رعد و برق کو مارین کہ جسمین نام ہو جو سنیگا تمھین نام رکھیگا یہ کہکر مسند پر آ بیٹھا اختلاط کرنیلگا دلکشا نے کہا کہ یہ بات مجکو پسند نہین آئی یہ دونون مشہور ہین شہنشاہ کو ان سے ملال ہے انھون نے بڑے بڑے ساحرون کو مارا استقبال آدمخوار ایسا ساحر زبردست اسکو مطیع کرکے عمرو لیگیا غنا روق کو قتل کرایا حیرت کو بہت تنگ کیا تھا شہنشاہ نے اسکو قید کرکے یہان بھیجا مین نے اسکو بحیر قید کیا ہے سلطان نے کہا کہ صاحب مین گرفتار کرلادونگا مین نہ حکم دونگا کہ انکو قتل کرو شراب و کباب کا حرج ہے رات زیادہ آچکی ہے ہم تم چلکر تخلیے مین بیٹھین دلکشا نے کہا کہ صاحب یہ بات اچھی نہین پہلے انکو قتل کرو پھر جو کہوگے دیکھا جائیگا سلطان نے کہا کہ ملکہ ہم کہتے ہین ہماری بات نہین مانتی ہو تین تین روپے کے پیادے انکے قتل کرنے سے کیا نفع عیاری کرنا انکا کام ہے یہ کہکر سلطان اٹھا کر دونون کو رہا کرو دون دلکشا نے کہا کہ ارے سلطان یہ کیا کرتا ہے سلطان نے نہ مانا طرف

عمرو نے کہا کہ ابے تاج کیا ایک نگینہ تو دون گا نہین برق کہتا ہی استاد تاج تو مین ضرور لونگا عمرو
برق کو ڈھکیل دیتے ہین برق پھر گھس آتا ہی کہتا ہی استاد میرا حق ہی آپکو دیکھکر رُک گیا ورنہ اس سے
جلدی سب کو بیہوش کرتا آپ نے جھگڑا پھیلایا آپ تو دیر کرنے ہین عمرو کہتے ہین ابے بجھتے کیا جسطرح
ہمارا جی چاہا اسطرح کیا تم یہان سے جاؤ محفل مین نہ آؤ جب خواجہ برق کو ڈھکیل دیتے ہین برق
اپنے کو کسی کنیز پر گراتا ہی کسی کا چھلا اُتار لیا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی خواجہ کیسے جھلاتے ہین کہتے
دیکھ بے اب مین دلکشا کو ہوشیار کرتا ہون برق کہتا ہی آپ پکڑے جائینگے مین بھی پکڑا جاؤن گا
مین چھوٹ بھی جاؤن گا آپ زیادہ بدنام ہین مین تو آپ کا شاگرد مشہور ہون قضای کار دلکشا
کی بہن کشا کش دلکشا اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ استقبال کو میری بہن نے
قید کیا ہی ضرور عیار آئینگے فکر ضرور چاہیے اسوقت میرا دل بہت گھبراتا ہے یہ کہکے کشا کش اٹھی اور
پہلے باغ سے پیدل نکلی آخر کو پر پرواز پیدا کر کے چلی اسوقت آگر ہوگئی کہ اب استاد و شاگرد ایک
دل ہوے ہین خنجر کھینچ کھینچکر چلے ہین کشا کش نے آسمان پر سے دیکھا وہین سے گولہ مارا آواز
گیر کی دی دونون گرے زمین نے پانون تھام لیے کشا کش نے آکر بہن کو ہوشیار کیا کنیزین اٹھین
ایک غل مچاتی ہی کہ میرے پانون کے چھلے نہین ایک کہتی ہی کہ میرے ازاربند سے کسی نے اشرفی
کھول لی خواجہ بقہر و غضب تمام برق کی جانب دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ کیون بے یہ چیزین تو نے
لین برق کہتا ہی کہ استاد ابتو قید ہوے مین نے لین یا آپنے لین اب کوئی صورت رہائی کی نکالیے
ان واہیات باتون سے کیا فائدہ خواجہ کہتے ہین کیون بے یہ باتین واہیات ہین جو مرتبہ ہمنے تمکو
ڈھکیلا تم کنیزون پر گرتے تھے برق نے کہا کہ استاد بڑی چوٹ کمر مین لگی کچھ دوا بتائیے خواجہ کہتے
ہین ابے ہم کیا کہتے ہین تو کیا جواب دیتا ہی برق کہتا ہی کہ استاد اب کوئی عیاری بتائیے آپ بھی رہا
ہو جیے ہمین بھی چھڑایے خواجہ نے منھ پھیر لیا دلکشا تیغہ لیکر اٹھی کہ مین ابھی ان دونونکو قتل ہی
کرون کنیزون نے کہا آپ کیون قتل کرین ہم کسواسطے ہین دلکشا نے کہا کہ جھٹ پٹ انکو قتل کرو
کنیزون نے جلادون کو آواز دی دو جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے آئے عمرو برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ
دلکشا نے کہا کہ جلد قتل کرو اب باتین نہ بناؤ انکے سر کاٹکر لاؤ مین خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کرون شہنشاہ
کے یہان سے انعام آیگا دونون جلادون نے عمرو برق کی گردن پر خط دیا کوٹے کا اور تلوارین چمکا کر پیترا

لیگئے چالیس گلابیان مئے ارغوانی سے بھر کر معمور کر کے کشتی مین لگا مین ملحوظ خاطر ناظرین یہ امر مقام رہی کہ برق فرنگی عقب نخل سے جھل بل اس نازنین کی دیکھ رہا ہی سمجھ گیا کہ استاد پہونچے اسی وجہ سے بیٹھا دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ استاد نے مارا بڑا مال لوٹینگے خواجہ نے گلابیان لاکر محفل مین رکھین اور چند اشعار گائے جام برنز کر کے سامنے دلکشا ہی چہرہ افروز کے لائے آنکھین ملا کر دو چار اشعار گائے مضمون جنکا یہ تھا نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا	مستون کو فرض عین ہو پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین میرے پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو	ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہو مستون کی آجکل	پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی	پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہو عاشق ہو بادہ خوار	پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام سے	عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر	دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

آنکھین ملا کر یہ اشعار اسطرح گائے کہ دلکشائے چہرہ افروز بیقرار ہو گئی جام لبون سے لگا کر پی گئی اب تو عمرو نے اورون کو بھی پلانا شروع کی کہتے جاتے ہین کہ بھیا کے مزیکا جام ہو دیکھو تمکو کہین نظر نہ لگ جای ساری محفل کو پلا چکے ہین کہ دلکشا نے کہا کہ ای خیکل فراخ اس فرسے تو نے یہ اشعار گائے ہین کہ دل خوش ہو گیا خداوند سامری و جمشید آئے ہین شراب مانگتے ہین عمرو نے کہا کہ انکو بھی بلائیے دلکشا اٹھی یا خداوند آئیے کہتی ہوئی چلی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی کنیزین ہان ہان کر کے جلیہ جو اٹھی جہانسے اٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب اہل محفل بیہوش ہو چکے تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کیا نعرۂ عمرو	گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زکرش آبیاری	جہان سرنگ ور خنجر گذاری	بہر کشور بلائے جان کفار

عمرو ابن شاہ عیاران عیار. برق بھی دوڑ پڑا کہا استاد پہلے مین پہونچا میرا بھی حق ہی عمرو نے برق کی گردن پکڑ کے ڈھکیل دیا کہا ابے ہٹ کہان گھسا آتا ہی برق نے کہا استاد تاج مین لونگا

حضور خنگل کشا کی بہن آئی ہر بہت ہی حال اسکا ابتر ہر دلکشا نے کہا کہ صاحب جسکا ایسا بھائی مارا جائے اسکو کیونکر قلق نہو ہمارے سامنے لاؤ کر روتی ہوئی خنگل فراخ آئی قدمون سے لپٹ کر دلکشا کے خوب روئی دلکشا نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا بس بی بی صبر کرو میرا بھی ایسا رفیق مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا مین اسکا عہدہ تمکو دونگی اسپر وہ نازنین بہت خوش ہوئی قدمون سے لپٹ گئی تعریفین کرنے لگی کہ حضور قدر دان ہین کنیزون پر احسان ہین ایسی آپنے خبر سنائی کہ دلکو تسکین ہوئی اچھا ہوا بھائی مرا کہ مجکو عہدہ تو ملا میرا جی چاہتا ہر کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن ذرا حضور میرا گانا سنین بہت خوش ہونگی یہ کہکے سازندون سے اشارہ کیا ساز آراستہ ہوے اس نازنین نے یہ غزل گائی

نظم

اے اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا ۔۔۔ اے اسدم کے لیے تکلیف اٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا ۔۔۔ طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کے بازار مین پڑ جائیگی دھوم ۔۔۔ گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخرو ہے جو اغیار سے منظور ولا ۔۔۔ سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی ۔۔۔ یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جبدن ۔۔۔ زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا

وعدۂ وصل کیا ہر وہ نہ آئینگے مگر ۔۔۔ کچھ نہ کچھ موت کے آنے کا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا ۔۔۔ دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

اس رنگ مین ان اشعار کو اس نازنین نے گایا کہ دلکشا بے چہرہ افروز تعریفین کرنیلگی کہ اے نازنین تونے کس لطف سے ان اشعار عاشقانہ کو گایا اور بتایا کہ دل بیقرار کردیا خانۂ دل کو خم و الم سے بھر دیا تو تو خوب بتاتی ہر اور گاتی ہر کہا حضور بھائی صاحب نے لاکھون روپے گانیوالون کو دیکر مجھے گانا یاد کرایا گانے والون نے جو مجھے حسین دیکھا خوب دل توڑ توڑ کر سکھایا لیکن اب یہ فرمائیے کہ کیا عہدہ میرے سپرد فرمایا ہر مین اس عہدے کا انتظام کرون میخانے مین جاؤن شراب سرکار کے واسطے لاؤن جب شراب لاؤنگی تو حضور بہت خوش ہونگی یہ کہکر وہ حسین میخانے مین آئی سب شراب کو الٹ پلٹ کر پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے بھائی صاحب کے مرنے پر عہدہ ہم کو ملا ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نرہیگا ملازم یہ سنکر دوڑے بتلی اور گلابیان اٹھا کر

یہان خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا تو برق چنگل کشا کا سر لاتا ہی کہا کہ استاد یہ سر حاضر ہی مارا اس ملعون کو خواجہ و برق کنارے ہوے آپسمین کچھ صلاحین ہوئین برق تڑپ کر طرف باغ چلا پشت باغ پر آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہی کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک شاہزادی تاج شہریاری سر پر لباس فاخرہ زیب جسم گرد نسیمین جلیسین گائے سامنے غزلین گا رہی ہی گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار گا رہی ہی نظم

شان نزول زلف گرہ گیر چاہیے
فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو نہ حکم
میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر مین شنوا گوش گل مگر
نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربار یار سے
آخر تو ملنے کی کوئی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل
تدبیر محض ہیچ ہی تقدیر چاہیے

دل نے فہم کاکل پر پیچ کو سر کیا
مالک نثار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہی تصور مین یار کے
کُنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

اس رنگ سے اس غزل کو وہ نازنین گا رہی ہی سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین برق یہ ہنگامہ دیکھکر دیوار سے اُترا نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا کہ آسمان پر فراٹا ہوا برق چمکی ایک طائر آیا اُسنے آواز دی کہ اے دلکشاے چہرہ افروز ہوشیار ہو جاؤ کہ چنگل کشا قتل ہو گیا برق دعمرو تری فکر مین دلکشا نے کنیزون سے کہا کہ ارے جاکر لاش تو چنگل کشا کی لاؤ کنیزین گئین جنگل مین دیکھا کہ لاشہ چنگل کشا کا پڑا ہی لونڈیون نے ڈرتے ڈرتے لاش چنگل کشا کی اُٹھائی کہ پہلو ہی دشت سے رونیکی آواز آئی کنیزون نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین ہائے ہائے بھائی کہتی ہوئی آتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ہائے ترا شباب تونے دنیا مین کیا دیکھا صرف دو دو سی برس کا تیرا سن تھا کس ظالم نے تجکو مارا اگر مین قاتل کو پاؤن بوٹیان اسکی کاٹ کاٹ کے کھاؤن روتی ہوئی قریب آئی لاش سے لپٹ گئی کنیزون نے کہا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ چنگل فراخ مجکو کہتے ہین چنگل کشا کی بہن ہون ہماری پرورش کرتا تھا اُٹھتے پھر ہر بات مین ہماری دلدہی کرتا تھا یہی خیال رہتا تھا کہ بہن کو رنج و ملال نہو اب ہمارا حال کون پوچھیگا کون اسطرح پرورش کریگا حقیقت مین ہمارا عیش و آرام اُٹھ گیا کنیزون نے سمجھایا کہ بی بی صبر کرو سامری وجمشید نے جسکو چاہا بلا لیا وہ نازنین لاشہ اُٹھا کر باغ مین آئی کنیزون نے بڑھکر دلکشا سے عرض کی کہ

ساحر نے کہا کہ مجکو چنگل کشا کہتے ہین میرے چنگل سے کوئی بچتا نہین برق نے اشارہ کیا کہ یہ تو ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہی اسکو پہلی قتل کیجیے مین جو کہون وہ میری سنیے اسنے مجکو دھوکا دیا مین ایک عورت چرا کر لایا اسنے چاہا کہ اسے رہن رکھ لے مین آٹھ دن نالے مین پڑا رہا تب وہ عورت دستیاب ہوئی آپ اسکو مجھسے لے لیجیے مجھے اپنا رفیق بنائیے مہرخ وغیرہ کو قتل کر کے آپ کو بادشاہ اپنا بناؤن عورت کا نام سنکر چنگل کشا بیقرار ہو گیا کہا کہ وہ عورت کہان ہی کہا گلفام پریچہرہ نام ایک مہاجن کی بیٹی ہی کیا کہون کیسی خوبصورت ہی تم ایسے مرد کو دیکھکر مر جائیگی مین ابھی اسکو لاتا ہون یہ سنکر ساحر تو بھر گیا عمرو کو ہاتھ سے رکھدیا برق کو الگ لایا کہا کہ اس عورت کو لائیے برق نے کہا کہ مجھکو چھوڑ دیجیے مین ابھی اسے لاتا ہون چنگل کشا نے سحر آتارا برق کو رہا کر دیا کہا کہ ای برق مجکو دھوکا نہ دینا جہان جاؤگے وہان سے پکڑ لاؤنگا برق نے کہا کہ آپ ایسے مہربان مجھے کہان ملیگا ہر اٹھواری مین ایک نازنین مہجبین لایا کرونگا آپکے گھر مین ایک پلٹن عورتون کی ہو جائیگی جس محل مین چاہیے رہیے آپ کو حال میری رفاقت کا کھلیگا ایسی خدمتگزاری کرون کہ آپ بہت رضامند ہون غلام سے اپنے خرسند ہون یہ کہکر برق ایک جانب بھاگا کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنکر تیار ہوا طرف چنگل کشا کے چلا چنگل کشا نے دیکھا ایک نازنین آتی ہی پکار کر آواز دی کہ او نازنین اس طرف آ برق نے بھکو بھیجا ہے اس نازنین نے سر ہلایا چنگل کشا نے پوچھا کہ برق کیا کرتے ہین کہا حضور حاضر ہوتے ہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا حضور برق نے تو بھیجدیا مگر مجکو ہاتھ نہ لگائیےگا مین بہت کمسن ہون چنگل کشا نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون گھبراتی ہو ملکہ دلکشائے چہرہ افروز کا مدار المہام ہون تجکو خاتون محل اپنا بناؤنگا سر پر جگہ دونگا چلو چلکر درہ کوہ مین بیٹھو کہا کنارے بیٹھنے واسطے دار و تو لے آؤ چنگل کشا سمجھا کہ اب راضی ہی جو جھٹ پٹ شراب کا نام گیا دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے شراب لایا درہ کوہ مین آکر بیٹھا نازنین نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلی تم پیو مین بھی دو تین جام پی لونگی کہ بیہوش ہو جاؤن چاہو گلے پر چھری پھیر دو یا جو جی چاہے کرو چنگل کشا خوشی خوشی شراب پی گیا شراب پیتے ہی گھبرایا کہا کہ اسمین کیا تھا کہ کلیجے مین آگ گئی دل گھبراتا ہی نازنین نے کہا کہ اٹھکر ٹہلو ہوا لگے گی نشہ اتر جائیگا کیون گھبراتے ہو چنگل کشا اٹھا اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا برق نے گرتے گرتے خنجر مارا سر اسکا علیحدہ ہوا

آتی ہین وہ ساحر یعنی افراسیاب نے گلے مین حلقے کمند کے ڈال دیے ساحر نے چاہا کہ پلٹے حجاب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

کہ اُستاد مین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بھی ہارا رہا

تہ زمین مین برق رفتار ہون
ارسطوی ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گذار
کہو کون مکار و غدار ہون
ور مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کر کے خنجر مار اُسکا شکم چاک قصہ پاک جب اسکو قتل کیا خواجہ کو ہوش آیا برق نے کہا کہ استاد بھاگیے خواجہ نے کہا کہ ای برق اشتقال کی تدبیر کرنا واجب و لازم ہی برق نے کہا کہ آپ لشکر مین جائیے مین اوسکی تدبیر کر کے لاتا ہون صحرای دلکشا تک جاتا ہون انشا اللہ اسے لاتا ہون یہ سنکر خواجہ نے کہا کہ ابے گدھے تو عیاری کیا جانے سمجھے نہ کبھی دخل ہوگا اور نہ ہوا تو جا کر آگاہ کر دیگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ برای خدا لشکر مین جائیے آپکا سر پر رہنا بڑی غنایت ہے آپ ہی کے نام سے عیاری کرونگا استاد باتین بناتے ہو تحفہ جات تمہارے پاس ہین آپ گلیم اوڑھکر غائب ہو جاتے ہین ہمکو چھپنا پڑتا ہی کبھی غار مین چھپے کبھی کہین بھاگ گئے یہ چیرین ہمکو دیجیے تو دیکھیے کیسے دن افراسیاب کو قتل کرین کیا محال جو بچ جاے خواجہ نے دو تین طمانچے مارے کہا ابے گدھے قید لگی ہوئی ہی سوای جان بچانے کے کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیتے جو ہر وقت دخل تحفہ جات کا حکم ہوتا تو افراسیاب کو بیٹھنے نہین دیتا حمزہ سے عہد کیا ہی اقرار نامہ لکھا ہی کہ کسی مقدمہ مین تحفہ جات کو دخل نہین دیسکتا جاؤ بچہ دیکھون کیا کرتے ہو خواجہ نے قصد کیا ہی کہ طرف لشکر کے پلٹون برق کا قصد ہی کہ طرف صحراے دلکشا کے جاؤن کہ ایک آندھی سیاہ چلی خواجہ و برق نے دیکھا کہ ایک ساحر اس آندھی سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ باشید ای ناعیاران کہ تمنے کیا غضب کیا کہ مریخ اسرار دان کو مارا اب کہان جاؤگے خواجہ نے قصد کیا کہ گلیم اوڑھلون برق ایکجانب بھاگا اس ساحر نے آتے ہی ایک خنگل مارا خواجہ کو بغل مین دبایا برق کو بھی گرفتار کر لیا ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ساحر نے کچھ نہ سُنا خواجہ و برق کو لی بھاگا صحرای دلکشا مین پہونچا کہا کہ ای عیاران یہ صحرای دلکشا ہی وہ سامنے باغ دلکشا ہی جسکی مالک دلکشا چہرہ افروز ہی وہی تمکو قتل کریگی زندہ نہ بچوگے مجکو حکم دیا کہ عمرو و برق فلان صحرا مین کھڑے ہین جا کر پکڑ لا برق نے کہا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے

ایک طائر چھوٹا سا آکر گرا کہ مین اشتقال آکر لیٹ گیا لیکر طرف آسمان کے بھاگا بہار وغیرہ نے قصد کیا
کہ سحر کرکے روکین طائر مع اشتقال نابود ہوگیا مہرخ و بہار طبل امان بجواکر بھاگ آئین افراسیاب
حیرت کو ساتھ لیکر پلٹا کہا کہ اب اشتقال کو کوئی نہ پائیگا میان عمرو تلاش مین جائین ڈھونڈھ کرکے
اشتقال کو لائین حیرت نے کہا کہ ای شہنشاہ مین بہار سے بہت تنگ ہون تمھارا پاس کرتی ہون
بہار ایک دن میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مگر مین خیال کرتی ہون کہ اگر کسی وجہ سے نالہ کا آتا ہو
وہ پوچھین گے تو کیا جواب دونگی آج بہار کے سحر نے قتل کرایا ہوتا مگر مین بمشکل بچی افراسیاب
جادو یہ تھوڑی دیر بیٹھا اور کہا کہ مین جاکر ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ ان سب کی مشکین باندھ کر تم کو
حوالے کرے یہ کہکر افراسیاب تو روانہ ہوا مہرخ اور بہار پلٹ کر بارگاہ مین آئین مہرخ نے کہا
کہ خواجہ تمنے دیکھا اشتقال کو ایک طائر اٹھا کر لیگیا مگر ہمنے جو خیال کیا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ طرف
صحرای دلکشا کے لیگیا صحرای دلکشا مین ایک باغ ہے کہ وہانکی حاکم دلکشای چہرہ افروز ہے
وہین قید کیا ہو تو عجب نہین خواجہ نے کہا تو مین جاتا ہون بہار نے کہا خواجہ تمہارا اکیلا جانا
بہتر نہین چاہتی ہون کہ مین بھی ساتھ چلون صحرای دلکشا تک کئی مقام ہین وہ لوگ ضرور روکینگے
اب دن کم باقی ہے کل جائیے گا خواجہ خاموش ہو رہے عرصے تک بیٹھے شام قریب تھی کہ بیرون
بارگاہ آئے جو طائر اشتقال کو لیگیا تھا وہی طائر اڑتا ہوا آسمان سے آیا اور ترنگ کر جو گرا پنجہ کمر مین
دیکر خواجہ کی لیچلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو طائر لیے جاتا ہے برق نے کہا کہ مین ابھی لاتا ہون
یہ کہکر تڑپتا ہوا نکلا عقب مین برق کے چالاک چلا چالاک کے بعد ملکہ بہار مگر طائر لیے ہوئے
خواجہ عمرو کو جاتا ہے ایک صحرا مین اسنے دیکھا کہ نخل کے سائے مین افراسیاب ٹہل رہا ہے طائر
نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ طلسم ہوشربا بموجب آپ کے حکم کے گیا عمرو کو لیکر آیا ہون
پاس دلکشای چہرہ افروز کے لیے جاتا ہون افراسیاب نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ یہان آؤ
خواجہ متوحش ہوا سے بیہوش ہوگئے ہین طائر نے خواجہ کو ایکطرف ڈال دیا آپ ٹہلتا ہوا
سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب نے کہا بصورت اصلی سامنے آ طائر نے قلماق ماری
ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے افراسیاب کے آیا سیاہ فام بدانجام افراسیاب سے کہا کہ اسکو
جان کا حکم ہو وہانتک لیجاؤن افراسیاب نے کہا کہ دیکھ کیسا اب پایا وہ اچھا ہے شاید نانی جان

کو مار سکے حیرت بھی بلای روزگار ہے کیا کسی بات مین مجبور و ناچار ہے حیات جادو کی بیٹی زوجۂ
مابدولت کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانو نسے دبجا ہے یہ ذکر تھا کہ ذاغ آکر پہونچا افراسیاب کے
کے سامنے کاؤن کاؤن کرنے لگا افراسیاب نے کہا کہ کیا کاؤن کاؤن کرتا ہے زاغ نے آدمی کی شکل
انسان کے گویا ہوا کہ ای شہنشاہ اشتقال آدمخوار مطیع مسلمانان ہوا میدان مین آکر نیلم و
تاجدار و شارور وق کو مارا ملکہ حیرت نے مغلوبہ کا حکم دیا بہار نے سحر کیا شاہور تاجدار و اشتقال
نے حیرت کو گھیرا ہے مجکو حکم دیا کہ جا کر شہنشاہ کو خبر دو کہ اشتقال چاہتا ہے حیرت کو کھا جائے حیرت
اپنے کو بچاتی ہین بہت گھبرا رہی ہین یہ سنتے ہی افراسیاب اٹھا کہا کہ اس ساربان زادی نے
مجکو بہت تنگ کیا ہے اشتقال کو مطیع کر کے لایا ہے ہائے کیا ساحر تھا علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر
تھا حیرت کو بہت حیران کیا ہوگا اگر اسکا چنگل پڑ گیا تو حیرت کو بڑا صدمہ پہونچیگا یہ کہتا ہوا بلند
ہوا یہان اشتقال اور شاہور نے حیرت کو گھیرا ہے مدھر حیرت جاتی ہے ادھر شاہور بھی جاتا ہے شاہور
نے گولہ مارا اشتقال چنگل مار رہا ہے حیرت تڑپ تڑپ کر نکلتی ہے کہ افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار
او اشتقال کیون شامت آئی ہے اشتقال افراسیاب کو دیکھکر کانپنے لگا ایک جانب بھاگا بہار
و باغبان ایک جانب بھاگے مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا مگر شاہور اسی طرح لڑ رہا ہے افراسیاب
نے للکارا کہ او بے ادب مابدولت آگئے تجکو کچھ خیال نہین شاہور نے افراسیاب پر گولہ مارا
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر طرف گولے کے دیکھا گولہ الٹا پلٹا شاہور کی پیشانی پر پڑا کہ شاہور کے سر کے
ہزار ٹکڑے ہوئے کاسۂ سر چور چور ہوا جسمین غرور تھا وہی سر پھٹا افراسیاب نے ایک اشارہ کیا
بارہ ہزار شاہور کے جو ساتھ والے تھے انکے بھی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے تھوڑی ہی عرصہ مین بارہ
ہزار کو مار کر گرا دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر لایا کہ شاہور تاجدار ایسا رفیق شفیق یون مارا گیا بیشک
بے خطا تھا اب جو سر اٹھا کر دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ بھاگی جاتی ہین اشتقال ایک نخل کے سایہ مین
کھڑا جھوم رہا ہے افراسیاب نے للکارا کہ او اشتقال بے ادب تو نے ملکہ عالم کو صدمہ پہونچایا کچھ خوف
تو نے نکیا اشتقال نے ایک چیخ ماری افراسیاب دور اگر آواز جو کان مین آئی تو لڑکھڑاتا ہوا جاتا
ہے تین آوازین اشتقال نے دین افراسیاب لڑکھڑایا اور رک گیا تیسری آواز جو اشتقال نے دی افراسیاب
نے لڑکھڑا کر ہاتھ زمین پر ٹیکا ٹیک کر آواز دی کہ او نامرد دور ہو سامنے سے یکایک آسمان سے فراٹا ہوا

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے سامنے ملکہ بہار کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اس کنیز نے بڑھکر شاہور کے کان مین طرہ لگایا ہار پہنا دیا ہار جیت ہوئی شاہور نے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا حیرت کا سر لاؤ شاہور نے ساتھ والون سے آواز دی کہ ہان یارو وقت جرات ہی حیرت کو چلکر مارو معشوق گلعذار سے شادی کرین بارہ ہزار جوانون نے جھوم کے کہا کہ جو ہمارا افسر کہتا ہی وہی کرینگے شاہور نے کہا کہ یارو نہ گھبراؤ ایک ایک کنیز ملکہ بہار کی تم سب کو دونگا یہ کہتا ہوا چلا سب کو ہٹاتا ہوا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ یارو تامل کرو مین ملکہ حیرت سے ایک بات پوچھ لون تو بلا کا سحر کرون یہ کہا سر جھکائے ہوئے قریب تخت ملکہ حیرت پہونچا پکار کر آواز دی کہ او بیحیا تخت پر چڑھکر بیٹھی ہی بہار کو تو نے کیا ستایا حیرت نے جو طرہ لگا ہوا کان مین دیکھا گھبرا کر کہا کہ ارے اسکو روکو ساحر روکنے کو بڑھے شاہور مع بارہ ہزار جوانون کے تلوار کھینچکر لڑنے لگا بارہ ہزار جوانون نے جو گولے نارنج و ترنج مارے بارہ ہزار جادوگر مرکر گرے غل ہوا کہ شاہور بگڑ گیا حیرت چمک چمک کر گرنے لگی شاہور ہر مرتبہ ہاتھ بڑھاتا ہی کہ حیرت کی ٹانگ پکڑ لون کھینچتا ہوا سامنے بہار کے لیجاؤن حیرت برق بنکر گری دس بیس کو مارا پھر بلند ہوگئی ادھر اشتقال نے تہلکہ ڈالدیا ہی ہزارون کو چیر کر پھینکدیا ہی دس بیس کو چنگل مین لیکر مل ڈالا ہی حیرت چمک کر لشکر شاہور پر گری ہی چاہتی ہی کہ جھپٹ کر بلند ہون اشتقال نے چنگل مارا پائجامہ ملکہ حیرت کو ہوا مین اڑتا تھا گوشہ اسکا ہاتھ مین اشتقال کے آگیا اشتقال نے ایک جھٹکا مارا حیرت لونڈ موند ہوکر چلی زمین سے ایک پتلہ فولادی نکلا اُسنے سر کے نیچے ہاتھ دیا گوشہ پائجامہ کا چاک کر ڈالا حیرت چمککر اشتقال بگڑی شانے پر اشتقال کے سر لگایا اشتقال نے ایک چیخ ماری کہ حیرت تھرا گئی ادھر سے شاہور بلوہ کرکے آتا ہی ادھر سے اشتقال کے چنگل پر رہی ہین جب اشتقال نے چنگل مارا حیرت نے تو اپنی کو بچایا دو چار کنیزین اسکے چنگل مین آگئین ان لونڈیونکو مسل مگس ملکر اشتقال نے پھینکدیا شاہور و اشتقال نے اسطرح حیرت پر بلوہ کیا کہ حیرت نے جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا سامنے آیا حیرت نے کہا کہ ای زاغ سیاہ جلد اپنی کو باغ سیب مین پہونچا جو کچھ کہ تو نے آنکھون سے دیکھا ہی بیان کردینا زاغ بھاگا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی لقا کی ہمائی شکستین سن رہا ہی کبھی کہتا ہی کیسا غضب ہے قدرت وہان موجود ہین اور ساحر کو نہین بچاتی یہ تو کسیکی مجال نہین حیرت

پھر ہاتھ ہر روکا ایک ہی مرتبہ جو اچھالا اور روکا شارو ق پھڑک کر تمام ہوا اشتقال نے ایک لات ماری کہ استخوان شاروق کے چور چور ہوئے لشکر اسلام نے قہقہہ لگایا آواز دی کہ اہ اشتقال کیا کہنا کس زور و شور سے حریف کو مارا اشتقال میدان مین شلنگین لگانے لگا پکار کر آواز دی کہ بی حیرت کسی کو اور بھیجو ہمارے مقابلہ مین آئے نیلم تاجدار تخت سے اُترا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا کہ حضور اس غلام کو حکم ہو اس دیو کی مشکین باندھکر لاؤن حیرت نے کہا کہ اے نیلم تم نے طرز جنگ بھی اسکا دیکھا نیلم نے کہا کہ مین پاس نہ آنے دونگا جاتے جاتے دیوانہ بنا دونگا یہ کہکر بڑھا اشتقال نے جو نیلم کو آتے دیکھا وہ شلنگین لگانے لگا ایک چیخ ماری کہ او تاجدار نیلم آواز پر اسکی حیران ہوا بحسرت دیکھنے لگا اشتقال نے گردن پکڑ کے اچھالا الٹتا پلٹتا ہوا طرف زمین کے چلا اشتقال نے دونون پاؤن تھام کر نیلم کو چیر ڈالا ٹکڑے اسکے طرف حیرت کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان تم آؤ تو دیکھو کیا حال کرون کاندھے پر سوار کرکے لیے پھرون کسی گوشہ مین لیجاؤن حیرت نے جھلا کر آواز دی کہ اسکو مار لو فوج حیرت بلوہ کرکے اشتقال کی جانب چلی اشتقال نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ایک چیخ مار کر جا پڑا چار چار کو لڑا نیلگا ٹانگین پکڑ کر چیرا اور پھینکدیا ادھر سے ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا کہ بہار و باغبان برای مدد پہونچے بہار نے گلدستہ مارا اشتقال مسحور تاجدار آگے بڑھا ہوا تھا پھول جو اسپر برسے ہوای سرد چلی جوانان چمن اکڑانے لگے عندلیبان خوشنما نے آواز دی کہ اے جانبوا تو یہ اشعار سن نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائیگا — سبزے پر اس گوش کے فیروزہ کھائیگا
دسترس انگشت تک اس سیم تن کی پائیگا — نقش اپنا نامۂ زر مین نگین بھٹلائیگا
چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹکھیلی کی چال — پانؤن مین موج آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین — چشم موسے سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا
عرش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت رواں — وہ صنم کوتل کمیت چرخ کو دوڑائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال — گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
خم لگادے منھ سے ساقی لب تو تر ہو وین کہے — مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی می لائیگا
اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے — جسنے سیدھی بات کی الٹا اسے اٹھائیگا
آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش نہ کر — چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

دو کس پر بھی غالب آتا طبل امان بجواکر پلٹ آتا بڑے بڑے ساحر لشکر اسلام مین ہین شاروق صفین باندھنے لگا میمنہ و میسرہ درست ہوئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت گرکا کہکر ہٹے اب شاروق نے گینڈا پھیرا سامنے تخت حیرت کے آیا عرض کی کہ ملکۂ عالم اجازت میدان دیجیے دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہون ملکہ حیرت نے کہا کہ جاؤ سامری و جمشید کے سپرد کیا پونے دو سو خداوند تمھاری محافظ ہین مہمات کا خیال رکھنا چہار جانب خیال رہے شاروق نے عرض کی کہ حضور یاد تو کرین جب ساحران بنگالہ چڑھ کر آئے ہین سب کے پہلے غلام ہی پہونچا تھا کیسا کیسا لڑا تھا یہ مسلمان اپنے کو بہت بہتر سمجھتے ہین دیکھیے تو کیا حال کرتا ہون کیا میرے ہاتھ سے کوئی زندہ بچیگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈے کو پھیر کیا دو چار گولے اچھالے پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ جوا سنے پکارا اشتقال جھوم کر صف سے بڑھا لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ دیونے مقصد کیا دیکھین کون اسکا جواب دے یہ بیشک چیر پھاڑ کر کھا جائیگا اسکے ہاتھ سے شاروق امان نہ پائیگا اشتقال سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آیا پہلے خواجہ کو سلام کیا کہا ای شہنشاہ اقلیم عیاری میرے روح کی تم راحت ہو مین مقابلہ مین اس ساحر ظلمات کے جاتا ہون خداے نادیدہ سے میرے لیے دعا کرو لیکن خواجہ تم دبلے پتلے ہو اور یہ بھی بیان کرتے ہو کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہی پھر خدا تمھاری آواز کیونکر سنے گا عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر پروردگار حاضر و ناظر ہی ہمارے تمھارے دل کے حال سے بخوبی ماہر ہی ای بداعتقاد و بدنصیب خدا رگ گردن سے قریب ہی ملکہ مہرخ نے اجازت میدان دی اشتقال دوڑ گون مین میدان مین پہونچا آواز دی کہ او شاروق مین عمرو کا تابعدار ہون مہرخ میری بادشاہ ہین خداے نادیدہ کی اطاعت کی بہتر یہ ہی کہ چلے جاؤ جان بچاؤ ورنہ چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا ہڈیان تک ریزہ ریزہ کردونگا شاروق نے کہا کہ کیون تیری شامتین آئی ہین اس بڑے قد پر بڑا گھمنڈ ہی کون دیوانہ ہوا ہی شاروق نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا اشتقال نے گولہ ہاتھ مین تھام لیا گولہ ہاتھ مین لیکر شلغگین لگا نیلگا اب شاروق چاہتا ہی یہ بھی تو مین گولہ مارون مگر اشتقال نے شلنگین لگا کر ایک چیخ ماری کہ شاروق لڑکھڑایا اشتقال نے دوڑ کر شاروق کی گردن لی ہاتھ مین گردن پکڑکے نکالی اب شاروق پھڑک رہا ہی گردن پکڑکے دبایا کہ شاروق کی آنکھین نکل آئین ہاتھ سے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا قریب سو گز کے بلند ہوا

یاں آسرا ہی ساقیٔ کوثر کی ذات کا
ہی ساغر شراب سفینہ نجات کا

زخم دہان خلق کو ہی اس سی التیام
مرہم سے ہے زیادہ اثر میری بات کا

جلتے ہین سوز عشق سی مانند شمع ہم
رتبہ ملا ہے آگ کو آب حیات کا

مضمون جو لکھے تری چشم سیاہ کے
عالم ہی رشک دیدۂ آہو دوات کا

وقفہ نہین کہ غنچۂ منقار کھل سکے
ہون عندلیب کس چمن بی ثبات کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم از عطا
کہ میکدی پہ حکم نہ جاری فرات کا

جو ہی کلام شیخ وہی قول برہمن
مطلب ہی ایک فرق فقط ہی لغات کا

خامہ ہی نیشکر مرے شیرین کلام سے
شرمندہ ہی دوات سی کوزہ نبات کا

مجرم ہون اغنیا تو فقیرون پہ ہو عذاب
کرتا ہی دیکھ قحط نہ دنیا زکات کا

کب جائیگا عیادت ناسخ کو ای مسیح
نزدیک اب تو وقت ہی اسکی وفات کا

خواجہ نے جو یہ غزل گائی اشتقال اٹھکر گرد خواجہ کے پھرنیلگا کہا مین تو اس گانے کا نابعدار ہون اور آپکی ہر تان پر میری جان جاتی ہی خواجہ طبل جنگی بجوائیے شاروق کو چیر پھاڑکر کھا جاؤن گا خواجہ نے کہا کہ طبل جنگی بج چکا ملکہ مہرخ نے کہا کہ اے اشتقال اطاعت اسلام کرو کہ تمہاری نجات ہوجائے گانے کو خواجہ کے کیا پسند کرتے ہو دین اسلام پسند کرو اشتقال نے کہا کہ مین دل سی مطیع اسلام ہوا فنگل زرین بیٹھنے کو ملا اشتقال آکر بیٹھا باتین کر رہا ہی سب کو اشتیاق ہی کہ صبح کو اس سی اور شاروق سے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات گذرکر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا روشنی مہر عالم افروز نے تمام عالم کو منور اور روشن کیا تخت فیروزی پر آکر شہنشاہ نیر اعظم جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے ملکہ مہرخ تخت پر ملکہ بہار گلعذار ایکجانب ایکطرف باغبان قدرت اور سرداران نامی اور ساحران گرامی تخت شہنشاہی کو گھیرے ہوئے اشتقال سب کے آگے بڑھا ہوا ایک جھولا بڑا بائین ہاتھ پر اسمین اسباب سحر بھرا ہوا ڈکارین لیتا ہوا منہ سی دھوان نکلتا ہوا نخل صحرا طلبا ہوا اکر میدان مین قائم ہوا ادھر سے لشکر حیرت کہ حیرت تخت پر سوار ایکطرف مہمور اور صورت نگار وزیرزادیان نامی و نامدار ہر طرف سامری و جمشید کے نام کی پکار شاروق آگے ہو کہتا ہوا کہ آج مسلمانون کا خاتمہ کرونگا حیرت نے سمجھا دیا ہی کہ اے شاروق اگر تم

ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے فاروق یہ کہکر اٹھا کہ خواجہ آج
مین شاروق کو پکڑ لاؤنگا رات کا اسکے سونے کا مقام مجکو معلوم ہی خواجہ نے کہا ای فاروق
تم ارادہ نکرو مین سمجھ لونگا میدان مین تو اوسکو آنے دو برق تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ اے
استاد مین جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ عالم ایک جوان دیو خصال دستیاب ہوا ہی زور مین مثل
دیو کمال کا اسکے عالم مین عزیو کل شاروق سے اسکا مقابلہ کرائیے سب حال جو عمرو نے بیان
کیا لوگ ہنسنے لگے کہا کہ خواجہ خوب اسکو تسخیر کیا خواجہ نے زنبیل سے اشتقال کو نکالا تمام دربار
سرداروں سے معمور ہی بہار و باغبان و رعد و برق وغیرہ سب حاضر ہین اشتقال سحر سے
نور افشان کے بیہوش ہوا تھا منہ دھلانے سے تلوے سہلانے سے اشتقال کو ہوش نہیں آتا بہار
و باغبان نے کہا کہ خواجہ یہ سحر ہین نور افشان کے ہے انھین کے ہوشیار کرنیسے ہوشیار ہوگا
یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے ایک فراٹا ہوا دیکھا ایک سیاہ بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا آیا گرد
اشتقال کے چرخ مارا خواجہ کو سلام کرکے چلا گیا کچھ خواجہ سے متوجہ ہو کر باتین بھی کین اشتقال
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا کہتا ہوا کہ خوب سوئے اب جو آنکھ کھلی دربار مین جلالت شعار ملکہ مہرخ کو
دیکھا حقیقت مین گلشن بنجران ہی خواجہ کرسی پر بیٹھے ہین چاہا بل کرکے اٹھے باغبان نے اشارہ
کیا اشتقال پھر لڑکھڑا کر گرا کہا کہ کیون خواجہ عمرو یہ مجھے آپ کس مقام پر لائے ابتک ہوش و حواس
درست نہین باغبان نے کہا ای اشتقال بادشاہ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم تخت پر جلوہ فرما ہین ہم سبکے
بہتر و برتر ہین پہلے ان کو سلام کرو پھر خواجہ جو کہین وہ قبول کرو سامری کا نامہ تمہارے ورد مین
رہتا ہی اسمین لکھا دیکھا یا نہین افراسیاب مارا جائیگا اسد غازی رہائی پائینگے اہالی طلسم ہوش
ربا مہلت نہ پائینگے لاحین پر جو بدعقیدہ کین وہ شہنشاہ عالیجاہ پر لائی جائیگا اپنی مصیبت کا بدلہ
افراسیاب سے لیگا افراسیاب کا بچنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو شاروق نے طبل جنگی
بجوایا ہی کل اس سے مقابلہ کرو وہ بھی ظلمات کا رہنے والا ہی تم بھی اسی سرحد کے ہو ہم لوگ بھی برائے مدد موجود ہین
اسلیے شاروق سے مقابلہ تمہارا منظور ہی یہ باتین سنکر اشتقال نے جواب دیا کہ مین تو خواجہ کا انکا غلام ہون
مجکو گانا نہین ہے اطاعت کو کہین مین طلسم کا جھگڑا نہین جانتا خواجہ نے اسیوقت زنبیل سے نے نکالی یہ
اشعار اوصاف امام عالیمقام مین سامنے اشتقال کے شروع کیے نظم

مرتے ہی صحرا بدل گیا دیکھا کہ مین برابر کوہ زبرجدی کے کھڑا ہون آفات اور کنیزان ہامری
گرد اسکے جسم کے جھاڑ رہی ہین افراسیاب کو سحر یاد ہی کہا کہ ای جدہ کیا کہون عجب شعبدہ ہی مین
اس پیر نابالغ کے پھنسا یا آفات نے کہا کہ ای نور نظر اب طرف باغ سیب کے جاؤ آسیب سے
بچو بڑی خیر ہوئی اگر انکی فریب دلکشا کا تمہارا سامنا ہوتا اور وصل ہوتا اصل مین سحر عمر بھر یاد نہ
ہوتا فولادی تیلے نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ کیون شہنشاہ مین کیا وقت پر پہونچا اگر نہ پہونچتا تو کچھ آپ پر
کیا گذرتی مینے آپکو بچایا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا تیلے کا سر اڑ گیا لاش تیلی
کا زمین پر گرا سر تیلے کا پھٹا ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا آواز دیتا ہوا طرف آسمان کے چلا کہ او بیوفا
ہم تیری حفاظت کرین اور تو نے ہمکو قتل کیا اب تیری عزت و آبرو مٹی طلسم اب نہ بچیگا طلسم کشا چھوٹیگا
تیرے ملک کو لوٹیگا افراسیاب نے چاہا کہ طائر پر سنگریزہ مارون آفات نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے کیون
دیوانہ ہوا ہی تو نے اپنے معین کو مارا کیا مزا ہوا دیکھ کیا کہتا ہوا چلا گیا مگر بکنے دے طلسم ہوشربا
ایسا مقام نہین کہ جو کوئی شکست کرے مگر اس بڈھے سے مدد لاؤنگی یہان خواجہ عمرو دیکھتے ہین
لڑائی کو فتح کر کے چلے لیکن خواجہ نے اشتقال کو اٹھا لیا نور افشان نے طمانچہ مار کر اسکو گرایا
تھا بیہوش پڑا تھا خواجہ عمرو اٹھا لائے عظام نہایت خوش ہو پوچھتا ہی کہ خواجہ کسنے یہ تمہاری مدد
کی افراسیاب کہان چلا گیا پر کوئی ساحر زبردست ہی کہ اشتقال کو بیہوش کیا لالہ نمار کو مار لشکر
کو دم بھر مین تباہ کر دیا افراسیاب کو کس بلا مین پھنسایا خواجہ نے کہا کہ ای عظام سوا ہمارے
طلسم نور افشان کے کون مدد کریگا اصل یہ ہی کہ اگر طلسم نور افشان مین نہ جاتا اور کوکب کو
نہ لاتا تو بار لڑائی کے ہمسے نہ اٹھتے یہ سنکر عظام اور چنچل داخل لشکر اسلام ہوئے مہرخ نے بڑی
خاطر کی بارگاہ مین ذکر ملے چنچل کے ساتھ عظام کا عقد ہوا عیش کرنیلگا کہتا ہی خواجہ حیدر خدا
فضل کرے اور اسد کو آپ رہا کرین مین بھی کچھ نہ کچھ باتین عرض کرونگا آپکو مقدمے مین میر بجا ہے
راہبری ہوگی رہائی اسد کا سامان پروردگار کرے خواجہ فرماتے ہین وقت پر ہوگا کوہ ہی جیا مجال جو کوئی
اسد کو قتل کرے انشاء اللہ رہا کرونگا مگر یہ سب خبرین صرصر نے حیرت کو پہونچائین حیرت نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا
نام برشاروق ظلماتی کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بام جا سوسی لگی ہوئی تھی خبرین لیکر خدمت مین ملکہ
مہرخ کی آئی بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاروق نے طبل جنگی بجایا ہی ملکہ مہرخ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ کہدو

سکے بھی جسم سے خون بہتا ہوا نکلے خون کے جسم پر پڑے ہوئے آفات آگے بڑھی دیکھا کہ افراسیاب
اُن سیاہ پوشون کے مرنے سے چالاک ہوا اور خون کے گرد جو کئی سو سیاہ پوش کھڑے تھے آفات نے
للکار کر کہا کہ تمہاری بھی قضا آئی ہے ہشیار ہو کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ ہم فریب
دلکشا مجکو استاد نگہبان کر گئے ہین افراسیاب نے جو فریب دلکشا کو آتے ہوئے دیکھا کہ یہ وہی مہ جبین
ہے جسکو دیکھکر عاشق ہوا تھا اسی کے ہاتھ سے شراب پی تھی دیکھتے ہی پکار اٹھا کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان آؤ میرے پاس آکر بیٹھو رباعی

بدنام کیا ترا برا ہو اے دل
مومن کو بتون سے کیا سروکار بھلا
مین شمع نہین میرے رولانیسے حصول
مین خوردہ گل نہ آب باران بہار

دیگر

ناکام کیا ترا برا ہو اے دل
کیا کام کیا ترا برا ہو اے دل
لوبان نہین میرے جلانے سے حصول
ظالم مری خاک مین ملانے سے حصول

اے جان جہان و اے راحت روح عاشقان ہمارے پاس آؤ ہم تمہارے واسطے بیقرار ہین شراب
پلا کے چلی گئین اسی شراب نے یہ خرابی کی آفات نے آواز دی نگوڑے کیون اسے بلاتا ہے اسی کے
فریب مین تو پھنسا ہے عمر بھر اس جنگل سے نہ نکلیگا یہ کہکر آفات خود فریب دلکشا پر جا پڑی فریب
دلکشا نے دو تین گولے مارے آفات نے ہاتھ مین روک لیے للکار کر آواز دی او نگوڑی
آنکھین تیری نکالکر پھینکدونگی جن آنکھون سے تو نے افراسیاب کو فریب دیا کنیزان سامری سے کہا کہ اسے
گھیر لو چالیس کنیزین جو فریب دلکشا پر گرین تیغے مارنے لگین فریب دلکشا سر آگے کر دیتی ہے سر پر کسی کا
حربہ تاثیر نہین کرتا اپنا تیغہ ایک کنیز پر مارا ایک کا سر گرا دوسری نے اسکو گود مین لیا سر ملا کر
پکاری کہ بی بی اٹھو زیادہ سونا اچھا نہین جنگ مین نیند کا آنا باعث خرابی ہے وہ کنیز اٹھی تڑپکر پھر
لڑنے لگی کوئی کنیز مرتی نہین فریب دلکشا پر اسقدر تیغے پڑے کہ آخر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قریب افراسیاب
کے لاشہ گرا افراسیاب دوڑا کہ لاشہ اٹھا دن لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا آفات نے
اسکے گود مین اٹھایا پانی کے چھینٹے منھ پر دیے افراسیاب کی آنکھ کھلی لاشہ ایک حبشن کا پڑا ہوا
دیکھا نحیف و ضعیف جھریان تمام بدن پر پڑی ہوئین آفات نے قریب آکر کہا کہ دیکھ اندھے یہی تیری معشوقہ
ہے اسی پر جان دیتا تھا افراسیاب نے منھ پھیر لیا بارہون نخل ہول کے غائب ہو گئے فریب دلکشا کے

بیبیو خیر تو ہی کنیزون نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا ہو وادی جان افراسیاب کی خبر لو شہنشاہ کو نور
افشان نے ایک صحرای خارستان مین پھنسایا ہی جنگل مین بیٹھے رو رہے ہین از جدہ بغیر تمھاری
جائے کچھ نہوگا آفات حیران حیران پوچھ رہی ہو اری کو کسنے کسکو پھنسایا افراسیاب پر زوال آیا
ہلے اس لونڈے نے سلطنت لے لی انجام نہ سونچا اری بیبیو مفصل کہو وہ پتلیان چاو چاو
کر رہی ہین کہتی ہین کہ شہنشاہ تو جنگل مین بیٹھے ہین فریب دلکشا نے شراب کے جام پلائی مزہ مین
گر شراب پی گئے اسی شراب نے یہ حال کیا کہ سحر بھول گئے پریشان بیٹھے ہین آفات کہتی ہو کہ ارے
خنگل کہان ہی کون سا جنگل ہو کہ میرا بچہ بیکل ہی کنیزین کہتی ہین کہ کیا تبائین حال ہم تو مصیبت آل شہنشاہ
دیکھ رہی ہین جدہ اپ تو ملاحظہ فرمائیے یہ ذکر تھا کہ تپلہ مولادی پہونچا سامنے آکر آفات کے رونیلگا کہا
ای جدہ شہنشاہ بڑی مصیبت مین ہین غلام دیکھکر آیا ہین نے ہر چند تدبیر کی کہ وہانسے نکال لاؤن شہنشاہ
کانٹون کے جنگل مین بیٹھے ہین مین نے جو امادہ کیا کہ پاس شہنشاہ کے جاؤن راہ نہ لی کئی سو جوان
سیاہ پوش گھیرے ہوے درختونکو کھڑے ہین مجکو منع کرتے تھے کہ پاس افراسیاب کے نہ آنا ورنہ بہت
پچھتائیگا مین اکیلا تھا پاس شہنشاہ کے نہ جا سکا شہنشاہ نے رو رو کر کہا ہی کہ جدہ سے خبر کرو مین خبر
لیکر آیا ہون پھر وہین جاتا ہون آپ جلد ائیے آفات تخت سے اٹھی چالیس کنیزونکو ساتھ لیکر آفات بر
قہر وغضب تمام چلی جیسے ہی سر صحرا پر پہونچا دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارہ درختون کے بیچ مین
بیٹھا ہی رو رہا ہی آفات نے پکار کر کہا کہ ای بیٹا نہ گھبراؤ مین پہونچی تمکو بچانے آئی ہون افراسیاب
نے پکار کر کہا ای جدہ مین سحر بھول گیا ایک حرف بھی مجکو یاد نہین آفات نے کہا مین آئی یہ کہکر جہی
دیکھائی سے جوانان سیاہ پوش تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جھپٹے اور نعرہ کیا کہ اوآفات یہان
نہ آنا یہان ہمارا دخل ہی افراسیاب کو نہ جانے دینگے یہ استاد والا نژاد کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی
آفات لٹھیا اٹھا کے بڑھی کنیزونسے اشارہ کیا کہ ارے ان سیاہ پوشونکو مار لو کنیزونسے اور جوانان
سیاہ پوشان سے تلوار چلنے لگی آفات چہار دست بھی ان جوانان سیاہ پوشون کو قتل کرتی
ہی ایک جوان سیاہ پوش نے بڑھکر ایک کنیز کو ہاتھ مارا کنیز کے دو ٹکڑے ہوئے دوسری کنیز نے بڑھکر سر
اسکا سنبھالا لاش کو گود مین لیا کٹا ہوا سر گلوی بریدہ سے ملایا آواز دی کہ ہان اٹھو ہمسے بات نکروگی وقت گفتگو
ہی چپ نرہو وہ کنیز تڑپ کر اٹھی لڑنے لگی تھوڑے ہی عرصہ مین سیاہ پوشون کو مار کر گرا دیا آفات

بھولین کیون مجکو فراموش کیا زینت آغوش نہ کیا پکارتے پکارتے خیال مین آیا کہ اہ افراسیاب تو
تو نور افشان سے لڑ رہا تھا یہان کہان آگیا شاید کسی شعبدہ مین پھنسا ہون یاد جو کرتا ہی سحر کا ایک حرف
یاد نہین سامنے ایک نخل کلان تھا اسپر ایک طائر زمرد پر منقار نیلم کی نیچے یاقوت احمر کے افراسیاب
سے نگاہ ملا ملا کر زمزمہ سرائی کر رہا ہی کبھی آنکھ ملا کر افراسیاب سے کہتا ہی کہ اے شہنشاہ چندی
اس باغ ویران کی سیر کیجیے معشوق کو یاد نہ فرمایئے معشوق کہان آپ یہان بیٹھیے یہ باتین سنکر
افراسیاب گھبرایا دل مین آیا کہ ایک دانہ ماش کا اسکو مارون یاد جو کرتا ہی تو بالکل سحر فراموش حیران
ہوگیا کہ یہ معرکہ ہی ہر چند یاد کرتا ہے سحر یاد نہین آتا اب افراسیاب سمجھا کہ پرنا بالغ مجکو پھنسا گیا باغ
مین دوڑنے لگا ایک نخل کی جو ٹھوکر لگی منھ کے بل گرا جھلا کر اٹھا درخت کو لپٹ گیا اکھیڑ کے
پھینکدیا افراسیاب نے درخت جو اکھیڑا اندھیرا ہوگیا صدا ہاہو کی آنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے
روشنی ہوئی اندھیرا دفع ہوا افراسیاب نے دیکھا باغ نہین ایک جنگل ویران نہ انسان نہ
حیوان چند نخل کانٹون کے اسمین طائر پھنسے ہوئے کہین سے اُڑتے ہوئے آئے کانٹون مین پھنسے
پھڑک پھڑک کر رہگئے افراسیاب چونکہ بادشاہ ہی چرخ ہوش ربا کا اہ ہی بونڈلے گرد کے برای تعظیم اٹھتے
ہین خاک اڑ رہی ہی صحرا نہایت ویران افراسیاب اس جنگل کو دیکھکر گھبرا گیا خاک جو اڑی نتھنون مین
گھسی افراسیاب بہت بیقرار ہوا بیتاب ہوکر رونے لگا آواز دی کہ او پرنا بالغ مجکو کس بلا مین پھنسا گیا
اب مین کیا کرون سحر فراموش ہی دریای حیرت کا جوش ہی ارے کیا نگہبان میرے کر مرگئے مین جنگل
سے کیونکر نکلون چیختا ہون کوئی سنتا نہین مارہ نخل کے ببول کے ہین اسکے بیچ مین افراسیاب
بیٹھا چیخ رہا ہی اب جو افراسیاب بہت چیخا چلایا ایک تیلہ فولادی سامنے سے پیدا ہوا پکار کے
آواز دی اے شہنشاہ مین حاضر ہون درختونکو گھیرے ہوئے ہزار ناسیاہ پوش کھڑے
ہین مجکو آنے نہین دیتے منع کرتے ہین کہ یہان آئیگا تو مارا جائیگا مین کیونکر آپ تک آؤن
آپ باہر نخلون کے آیئن تو مین آپکو لیچلون افراسیاب نے کہا ایک کام کر جا کر دادی امان ہی
کوہ زبرجدی پر اطلاع کر کہ نور افشان مجکو اس آفت مین پھنسا گیا آپ کنیزان سامری کو لیکر آئیے
مجکو بچانے لیچا ئیے اگر پہر دو پہر گذر یگا تو مر جاؤنگا تیلہ یہ سنتے ہی بھاگا کوہ زبرجدی پر آیا آفات جہان
دست بیٹھی ہی کنیزان سامری یا تو گا رہی تھین یا تیلا یک گاتے گانے رونے لگین آفات نے کہا کہ کیون

مشتاق ہو لیا تو اس نازنین نے جھک کر جام باوہ سے لبریز کیا اور کہا لو پی لو لیکن واسطہ سامری وجمشید کا بے پیے تم مست ہو رہی ہو ایسا نہو کہ تم شراب پیکر بہ مستی کرو مجکو ہاتھ لگانا الگ رہا د. نہ مین غل مچا دونگی سارے باغ کو سر پر اٹھا لونگی پھر بہت گھبرائیگی یہ کہکر جام لبون سے افراسیاب کے لگا دیا افراسیاب بھی جوش اشتیاق مین پی گیا دو جام پلا کر گائن سے اشارہ کیا کہ ایا غزل شہنشاہ کے سامنے گاؤ مین رفع حاجت کرکے آتی ہون یہ لفظ سنکر تو افراسیاب بہت خوش ہوا جانا کہ معشوق پریچہرہ سامان وصل کر رہی ہے اب لطف ہوگا گائن نے بڑھکر سازندونکو اشارہ کیا اس گائن نے سامنے افراسیاب کے بیٹھکر ناچنا شروع کیا اور اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت یہ پائے کہ وطن بھول گئے
جان کیا مفت گئی صید گہ عالم مین
ینمجان کرکے مجھے صید فگن بھول گئے
آگئے خورشید کے پانی ہو کہان صبح وفرنگ
رخ جو یاد آیا ہمین صاف بدن بھول گئے
ہای کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے
تنکے چنتے ہین تری راہ مین گچین ای گل
تیرے کوچہ مین ہزارون کو چمن بھول گئے
اسقدر مشق رہی نالۂ وافغان کی ہمین
یاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے
دانت ہونٹھو نسے نظر آگئے جو ہنسنے مین
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے
دم خفا نہ زمین ہی مدد ای جوش جنون
آشناچاک گریبان کفن بھول گئے
دشت غربت مین رہی ہی جو غذا حنظل غم
ای جنون ہم مزۂ سیب ذقن بھول گئے
اب تلک یاد نہ جنت مین کیا ناسخ کو
اپنے مداح کو ای شاہ زمن بھول گئے

اس رنگ مین اس غزل کو گائن نے گایا کہ افراسیاب اور زیادہ مبہوت ہوا کنیزون پر دست اندازی کرنے لگا کنیزین چیخین مار مار کر بھاگتی ہین افراسیاب انکے پیچھے دوڑتا ہی جب کنیز بھاگ کر نکلجاتی ہے افراسیاب پلٹے آتا ہی تھوڑی ہی عرصہ مین سب کنیزین بھاگ کر باہر چلی گیئن افراسیاب حیران ہوکر چار جانب دیکھنے لگا کسی کو بارہ دری مین نہ پایا گھبرا گیا نام لے لے کے کنیزونکو پکار نیلگا نعرے مارنیلگا کبھی پکارتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کدھر گیئن جلد آؤ مین تمھارے واسطے بہت بیقرار ہون دل گھبرا تا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کہان جاکر بیٹھ رہین سانپ چاہنے والے کو

ایک باغ مین داخل کیا باغ پر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرا نرگس شہلا کی آنکھین نشہ مین چڑھی ہوئین سوسن بزبان کی باتین بڑھی ہوئین چاہتی ہے کہ زبان کھولون صنعت باغ مین بولون عشق پیچاں پیچان بلکہ بیچان پیچ و تاب سنبل مین جوش محبت گل و بلبل مین افراسیاب سیر کرتا ہوا اس نازنین کی صورت زیبا دیکھتا ہوا بحسرت اس نازنین نے افراسیاب کو لاکر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا ہنس ہنسکر کہتی جاتی ہے کہ اے شہنشاہ ہم سب آپکی مشتاق تھی آپنے سرفراز کیا اری کنیزو اسباب جشن و نشاط حاضر کرو ہماری گائن کو بلاؤ شہنشاہ کے سامنے گائے یہ اتفاق سے یہان آئے ہین طبیعت بہلاؤ یہ کہتے ہی ایک نازنین سامنے آئی سارنگی والے ساتھ ساتھ ایک کی کمر مین طبلے بندھے ہوئے ایک مجیرے کی جوڑی ہاتھ مین لیے ہوئے آگر سامنے کھڑی ہوئی گنگنا کر یہ غزل شروع کی **نظم**

کہاں تک دم بخود رہیے نہ ہوں کیجے نہ ہاں کیجے
سوائے نکتۂ موہوم کیا وصف دہان کیجے
مو اگل دیکھتے ہی یاد رخ مین باد کہتی ہے
عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین ہر سو
غرض ہمسائے مین بھی اسکا رہنا کیا قیامت ہے
کہین تو کیا کہین اور بن کہے کیونکر دوا ہووے
رکھے سے ہاتھ سینے پر بھلا کب مانتا ہے دل
عدو اس اوج پر شاکی ہے شاید غصہ آجائے
کچھ آخر حد بھی ہے جور و جفا و ظلم کی کب تک
گلا ہم کاٹ لینگے آپ تیغ رشک سے اپنا
عذاب ایزدی جانکاہ ہے مانا بس اب مومن

کہاں تک کھائیے غم کب تلک ضبط فغان کیجے
بتا کر بات کیا کہیے جو کچھ ہو تو بیان کیجے
ذرا بہلائیے جی چلیئے سیر بوستان کیجے
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہے گمان کیجے
کہ سن لیتا ہے وہ گھر مین جو کچھ مذکور یان کیجے
بڑی مشکل پڑی کیا چارۂ درد نہان کیجے
نہ جبتک روئیے دو چار آہ خونچکان کیجے
ملا دی خاک مین یہ تو بھی شکر آسمان کیجے
تحمل در گذر ہر لحظہ ہر دم ہر زمان کیجے
عدو کو قتل کیجے پھر ہمارا امتحان کیجے
خدا کے واسطے ذکر ستمہائے بتان کیجے

یہ غزل اس نازنین نے گائی پہلو مین معشوقہ سیمبر بیٹھی ہے افراسیاب کبھی گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہے وہ ہاتھ جھٹک کر مسکراتی ہے اور کہتی ہے گنوارون کی باتین نہ کیجے الگ رہیے ذرا ہٹکر بیٹھیے کبھی انگوٹھا دکھا دیتی ہے کبھی کنیزون کی طرف اشارہ کرکے ڈرا دیتی ہے کبھی کہتی ہے کہ دیکھو صاحب کنیزین ہنستی ہین اسی طرف دیکھ رہی ہین ذرا سمجھکر بات کرو بیہدہ ہے بیٹھو دیوانے نہو جاؤ جب افراسیاب خوب

تمام رات ترے انتظار مین اے مہر	یہ چشم باز رہی دیدۂ قمر کیطرح
کیا نحیف یہ نازک کمر کے سودے نے	ہون چشم حلقۂ زنجیر مین کمر کیطرح
ہوا وصال مرض بڑھ گئی حیا دونی	وہ آج سر بھی اُٹھاتے نہین نظر کیطرح

افراسیاب حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگا بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ گلون کی رعنائی چشم نرگس شہلا کی زیبائی سوسن صد زبان مصروف گویائی شاخون کی زمین پر جبہ سائی عجب صحراے پر بہار سا ایک طرف چمنستان لالہ زار ہزار ہا چراغ روشن ہین وہ چراغ نمونۂ گلشن ہین شاخین جھومتی ہین پھولون کے مُنھ کو چومتی ہین صبا مستانہ چال دکھاتی ہے چمنستان مین جاکر لڑکھڑاتی ہے کہ ایک جانب سے افراسیاب نے دیکھا غول کے غول نازنینان مہ جبین کے نمایان ہوے بیچ مین اُن سب کے ایک شوخ ادا لیلاے عصر سلماے دہر سراپا خوب معشوق مرغوب کبک رفتار شیرین گفتار افراسیاب کو دیکھکر وہ نازنین مسکرائی افراسیاب کی جو نگاہ اُسپر پڑی بیقرار ہو گیا نظم

چاک دل گشت زعفران دیدہ	رخ گلگون گل خزان دیدہ	زخم پنہان سے دل ہو گلزار
گل کھلا تھا سو اُسکی دیکھی بہار	دھیان سے جلد ہوش جانے لگا	یاد سے بیشتر غش آنے لگا
مہر و مہ دونون دشمن کین توز	داغ دین کیا نئے نئے شب و روز	غم نگہبان دیدۂ بیدار
آنکھین دکھلائے حسرت دیدار	شعلہ رو کا خیال جان جلائے	شمع بالین کو دیکھ رونا آئے
دھیان مہتاب پر کبھی جو جائے	لوٹتے لوٹتے سحر ہو جائے	شوق دیدن کو بسکہ جوش آئے
بیقراری سے مجھکو ہوش آئے	دیکھکر اُسکی جلوہ فرمائی	مضطرب دیدۂ تماشائی
خواہشین دل کو ہووین شدت سے	بیٹھا دیکھون نگاہ حسرت سے	آرزو لذتین اٹھانے کی
پہلوے شوق مین بٹھانے کی	گلے لگنے کو بسکہ جی ترسے	مستعد دل کہ گر پڑے برسے

افراسیاب نے پکارکر آواز دی اے سرتاج حسینان واے آرام دل عاشقان ذرا ادھر بھی توجہ کرو مین ہون افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا اُس نازنین نے مسکراکر کہا آیئے تشریف لایئے لونڈی بھی آپ کی مشتاق تھی آپ ہی کے واسطے مجھکو مقرر کیا ہو یہ کہتی ہوئی قریب آئی افراسیاب کے ہاتھ ڈالدیا اور سب نے آگے گھیر لیا ایک جانب وہ نازنین لیچلی لا کے افراسیاب کو

لالہ زار بھاگتی پھرتی ہے ایک سنہرہ پنجہ تڑپتا پھرتا ہے جسپر عکس ڈالا جلگیا کہ افراسیاب نے نعرہ کیا اہی لالہ زار گھبرانا بادولت آ پہونچے یہ کہکر افراسیاب نے سحر کیا کہ کنیزین ملکہ ماہرخ کی قتل ہونے لگین کہ سنہری پنجے نے اپنا ہاتھ بڑھایا سرون پر اہل اسلام کے قائم ہونے لگا جب کسی کے سر پہ پتھر گرے پنجے نے اُس پتھر کو رد کا سر پہ ملازمان لالہ زار کے پھینکدیا لالہ زار نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے یہ سنہرہ پنجہ مسلمانون کی دستگیری کرتا ہے افراسیاب نے سنہری پنجے پر سنگریزہ مارا سنگریزے کو پنجے نے پکڑ لیا وہی سنگریزہ سر پہ لالہ زار کے پھینکا لالہ زار نے دب کر اپنے کو بچایا افراسیاب نے دیکھا وہ پنجہ اُسیطرح چمکتا پھرتا ہے افراسیاب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک پریزاد پیدا ہوئی گولہ ہاتھ مین افراسیاب کے دیا وہ گولہ افراسیاب نے پنجے پہ پھینک مارا پنجے نے چاہا گولے کو پکڑ لون ایک انگارہ گولے سے نکلا پنجہ جلکر خاک سیہ ہوا افراسیاب نے آواز دی او پیر نابالغ کیا پردے سے شعبدے دکھاتا ہے اگر کچھ دعویٰ ہو تو سامنے آ پہلوے کوہ سے پہاڑ شق ہوا نورافشان جادو ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا کتا ہوا افراسیاب بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا یہ کہکر گولہ مارا افراسیاب نے گولے کو روکا اب نورافشان زمین پہ آیا آواز دی کہ بی لالہ زار تم تو اپنی خیر مناؤ لالہ زار نے تلوار چمکائی نورافشان نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کر گری لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ ہلایا لشکر والون کے سر اُڑ گئے عظام شل بید ایک گوشے مین کانپ رہا ہے نورافشان نے کہا او افراسیاب پلٹ جا ورنہ پچھتائیگا افراسیاب نے گولہ مارا نورافشان نے آواز دی اے زخار اے برار ذرا افراسیاب کی خدمت تو کرنا ایک آندھی سیاہ چلی بعد آندھی کے افراسیاب نے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہواے سرد چل رہی ہر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین عندلیبان خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہین

اشعار

ہدف ہو یہ دل مشتاق بھی جگر کیطرح　　لگا دو تیر ادا ناوک نظر کیطرح
پھر آیا نالہ بھی جب آہ بے اثر کیطرح　　تڑپ کے سینے مین دل مرگیا جگر کیطرح
رکھا ہے سر پہ خط شوق لکھ کے دلبر کو　　چلا ہون ڈھونڈھتے قاصد کو نامہ بر کیطرح
الٰہی نیند نہین گر تو موت ہی آ جائے　　کرین مزار مین آرام جا کے گھر کیطرح
اثر ہوا بھی جو نالے مین وہ ہوئے بیچین　　اب اسکو سوتا ہون معدوم اثر کیطرح

بلک بلک کر عمرو و برق نے جو دعا کی ایک برق کڑک کر گری جلادون کے سر اڑ گئے لالہ زار
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا آسمان سے سحر کر رہی ہے لالہ زار نے اشتقال
سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرے اشتقال نے بڑھکر سرخ مو کی گردن لی سامنے ملکہ لالہ زار
کے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہے کیا مجال جو آپ کے سامنے سحر کر سکے کنیزون نے سرخ مو
کو مسلسل و مطوق برابر عمرو کے بٹھا دیا اب جلاد سر پر تینون کے آیا چاہا قتل کرون اشتقال
جھومتا ہوا آگے بڑھا ایک دیو ہے کہ بل کر رہا ہے اپنے ہاتھ مین خنجر لیا جلاد سے کہا ہٹ جا چاہا
کہ برق اور سرخ مو کا سر کاٹ لون جیسے ہی اسنے خنجر پلایا اور پیترہ بدل کے چلا منظور یہ
ہوا کہ سرخ مو کا سر کاٹ لون پھر عیارون کی سفارش کرونگا سب نے دیکھا کہ اشتقال نے خنجر
سرخ مو پر مارا سرخ مو نے سر جھکا دیا اشتقال کے مُنھ پر ایک طمانچہ پڑا اتنا بڑا جوان دیو
خصال عفریت مثال مثل لوٹن کبوتر کے چرخ کھا کے گرا جس پنجے نے طمانچہ مُنھ پر اشتقال
کے مارا اُسی پنجے نے زبان سے سرخ مو کی سوزن کو بھی نکالا سرخ مو تڑپ کر اُٹھی مجمع عام
مین لڑنے لگی تڑپ تڑپ کر گر رہی ہے لالہ زار نے آواز دی او سرخ مو کیون شامتین آئی ہین
ایک سحر مین جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر لالہ زار نے گولہ مارا دھی سنہرہ پنجہ جو تڑپ رہا تھا اُسنے
گولے پر تھپکی ماری گولہ پلٹ گیا جو لالہ زار نے سحر کیا پنجے نے طمانچہ مار دیا سحر اُلٹا پلٹ گیا بلکہ
قریب لالہ زار آکر گرا لالہ زار اپنے کو بہ مشکل بچاتی ہے کہتی ہے یہ پنجہ کیا چیز ہے کہ سرخ مو کی
دستگیری کر رہا ہے تڑپ کر وہ پنجہ گرا عمرو و برق کی بھی ہتھکڑیان وغیرہ توڑ کر پھینک دین
اشتقال اُسی طرح بیہوش پڑا ہے جب وہ پنجہ اپنا عکس ڈالتا ہے اشتقال پھر غافل ہو جاتا
ہے لالہ زار نے بلک کر آواز دی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا واے ساحر یکتا کنیز تو یہان آکر عجیب
مصیبت مین پڑ گئی سحر میرا سرخ مو پر تاثیر نہین کرتا افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
ہے کہ کان مین آواز لالہ زار کی پہونچی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ارے لالہ زار پکار رہی ہے نہین
معلوم اُسپر کیا گذر رہی یہ کہکر انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز دی اے انگشتر جمشید لالہ زار کس مقام
پر ہے انگوٹھی سے شعلہ بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب لالہ زار صحرائے نرگس مین ہے انگشتر تو
افراسیاب نے اُٹھا لی بہ قہر و غضب تمام چلا اُسوقت آکر یہ پہونچا کہ لشکر لالہ زار تباہ ہو رہا ہے

لالہ زار اُٹھی گوشے مین آئی افراسیاب باتین کرتے کرتے چہار جانب دیکھنے لگا لالہ زار نے کہا سرکار کو کس شے کی خواہش ہے افراسیاب نے کہا عرصے سے شراب نہین پی لالہ زار نے کنیز کو آواز دی گلابی لاؤ کنیز گلابی لائی افراسیاب نے جام بھر کے ایک اپنے گریبان مین گرا لیا کہ لالہ زار کو ثابت نہین ہوا دوسرا جام بھر کر کہا کہ لو لالہ زار تم بھی پیو لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا مودب ہو کے جام لیا چاہتی ہے کہ لبون سے لگائے شراب چرخ ۔ رنے لگی لالہ زار نے کہا اے شہنشاہ کنیز کو بیہوشی کیون دی شراب چرخ مار رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ لونڈی کا سحر ہے جو کوئی مجھکو بیہوشی کھلائیگا یا پلائیگا لونڈی کو ثابت ہو جائیگا افراسیاب نے کہا یہ کبھی بعض وقت سحر اُلٹا ہو جاتا ہے لالہ زار نے پھر قصد کیا شراب شعلہ بنکر رنگئی ہر چند کہ لالہ زار کو افراسیاب کا بڑا خوف ہے مگر بے اختیار بول اُٹھی کہ تو کوئی عیار ہے خواجہ نے خنجر کھینچا چاہا جا پڑون لالہ زار نے زمین پر دو پتھر مار ا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے لالہ زار نے آواز دی او ساربان زادے مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی لیگار کے کہا ارے کوئی حاضر ہے کنیزین اندر آئین اشتقال کو بھی ہوشیار کیا اُس سے سب حال بیان کیا عمرو کو دیکھکر اشتقال نے بڑا رنج کیا کہا کیون او عمرو مین نے تیرے ساتھ ایسے احسان کیے خدمت مین اپنی مالک کی پہونچایا تو نے یہ فساد کیا تجھکو کچھ خوف نہ آیا لالہ زار نے کہا اب مین دونون کو قتل کرتی ہون یہ کہکر عمرو کو کشان کشان لیکر نکلی اشارہ کیا میدان خونی کی تیاری کرو اُسیوقت دارین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے عمرو و برق کو زیر تیغ بٹھایا کوٹلے کا خط دونون کی گردن پر دیا خواجہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے خالق سینا زوا اے رب کارساز اس آفت سے بچا

نظم

در جہان بانیک و بد کن اختلاط — خُلق زاید لن بیفزا ارتباط
نیست حاصل از جہان جز رنج و غم — غور کن اے طالب عیش و نشاط
ناز کمتر کن درین دنیاے دون — بر چنین سرمایۂ کمتر بساط
از دل و جان کن بر دان خدا — اتحاد و اختلاط و ارتباط
گرم باشد تا کجا این بزم عیش — تا کجا گسترده ماند این بساط
موقع عیش و خوشی حالا گذشت — دور کن از طبع ہندی انبساط

آنا نہ تھا تو ہمکو ستانا تھا کیا ضرور — کیون آپ شب کو آنے کا اقرار کر گئے
وعدے تمام عمر کے بالکل بھلا دیئے — یان دو گھڑی کو آن کے احسان کر گئے
کہنے لگے نگاہین پھیر اگر وہ بزم مین — کیا جانیے کہ تیر ہمارے کدھر گئے
کیا کہدیا اشارون مین اُنسے حضور نے — محفل سے آج روتے ہوے کیون شرر گئے

یہ غزل گاکر برق نے جام لبریز کیا لالہ زار کو دیا لالہ زار نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا عظام بھی بیٹھا ہے معشوق کے واسطے بیتاب وبیقرار ہے جیسے ہی لالہ زار نے جام لیا شراب زہر خمار لالہ زار نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف برق کے دیکھا لالہ زار بلاے روزگار ہے مالک سرحد طلسم نگاہ کڑی جو برق پر ڈالی رنگ وروغن چہرے سے اُڑ گیا برق کی نگاہ جو آئینے پر پڑی معائنہ کیا کہ مین بصورت اصلی ہو گیا قصد کیا کہ اُٹھکر خنجر مارون زمین نے پانوین تھام لیے برق نہ اُٹھ سکا ہاتھ باندھکر عرض کی کیون حضور غلام کس تدبیر سے آپ تک پہونچا لالہ زار نے کہا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی مگر مین نے کہا تمھاری عیاری ظاہر ہوجائے بتلا کہ تو نے اشتقال کو کیا کیا برق نے کہا اشتقال مجھے مین موجود ہے کہا چنچل کو کیا کیا برق نے کہا وہ بھی ہین لالہ زار نے کہا اب تجھکو خدمت مین افراسیاب کی روانہ کرونگی عظام کے تو ہوش وحواس اُڑ گئے کہتا ہے بڑا غضب ہوا دیکھیے اب جان کیونکر بچے لالہ زار نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ برق کو مسلسل ومطوق کرو خدمت مین شاہ کی روانہ کردو اور لکھ بھیجو کہ کل کل مسلمانون کو بھی روانہ کرونگی اشتقال نے عمرو پر بڑے احسان کیے تھے کنیز آگاہ نہ تھی کہ یہ عمرو ہے آخر دھوکا کھایا محبوب میری وزیرزادی آ گئی اُسنے آکر بچا لیا مین یہان آئی تھی برق نے آکر عیاری کی کنیز آگاہ ہوئی اسکو گرفتار کیا کنیزین اُٹھین کہ برق کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین اور اشتقال کو ہوشیار کر لائین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا لالہ زار نے سر اُٹھا کے دیکھا افراسیاب تشریف لاتے ہین لالہ زار نے کہا لو شہنشاہ آ گئے تخت زمین پر اُترا لالہ زار نے اُٹھکر سلام کیا برق کو دیکھکر افراسیاب بہت بگڑا کہا کیون او بھورییے میری سرحد دار کے ساتھ عیاری کرکے کیا فرمایا آخر گرفتار ہوا یہ کہکر تلوار کھینچی لالہ زار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شہنشاہ غصہ نہ کرین تشریف رکھین ہم اسکو جلاد سے قتل کرائینگے افراسیاب نے کہا اے لالہ زار گوشے مین چلو کچھ باتین رازو نیاز کی کرنا ہین

رچی ہے دھوم سے شادی صبا ہو منتظم ہر سو — کہ آئے ہین براتی سب جوانان چمن بنکر
مشجر سایۂ اشجار مخمل سبزی انور سے — بچھے ہین اُسپہ قطرے اُس کے دُرّ عدن بنکر
بجاتے ہین جو پتے تالیان طاؤس رقصان ہین — جھکا ہے دیکھنے کو ابر بھی سایہ فگن بنکر
بندھے ہین چار جانب کو جو بندھنوار پھولون کے — بھرے ہین لوٹ کر سب پھول تھالون نے لگن بنکر
کبھی شمشاد پر ہے گہ سرو پر نغمہ سرائی ہے — کبھی قمری یہ کہتی ہے عنادل کی بہن بنکر
چمن مین آگئی باد بہاری گل کی آمد ہے — کہو بلبل سے اب بیٹھے نشیمن مین دلھن بنکر
اجازت دے اگر سوز درون صبح شب فرقت — عوض لے مہر سے آہ شرر شعلہ فگن بنکر

چنچل نے کہا اے اشتغال تجھکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین جو مطلب دل ہو وہ بیان کر دو زیادہ نہ حیران کرو یہ کہکر برق نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کر کے کہا لو صاحب ایک جام پیو اشتغال تو بیتاب ہو رہا تھا فوراً جام پی گیا برق نے دوسرا جام جام دیا اشتغال اُلٹ گیا گھبرا کر کہا صاحب مجھکو تو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے چنچل نقلی نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو اشتغال اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مار اگر کھڑا کے گرا بیہوش ہوا برق نے زبان مین سوزن کو دیا ایک گوشہ مین اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر اشتغال کی صورت بنا لیکن حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون قد کیونکر بڑھاؤن کیونکر لالہ زار کے سامنے جاؤن یہ سوچتا ہوا باہر آیا ملکہ لالہ زار کو سلام کیا خوب قہقہہ مار کر ہنسا لالہ زار نے پوچھا کہو اے اشتغال معشوق سے کیا گذری کہا حضور وہ تو میرے نام پر جان دیتی تھی مگر میرے لمبے قد سے گھبراتی تھی سامری نے آکر کہا تیرا ایسے قد چھوٹا کیا رتبہ بڑھایا یہ کہکر پشت پر بھی ہاتھ پھیرا میرا قد چھوٹا ہو گیا اب محفل عیش و نشاط آراستہ کیجیے معشوق نے تو آرام فرمایا لالہ زار نے کہا تمھین اختیار ہے اشتغال نقلی میخانہ مین گیا شراب سب کو تقسیم کی یہ بھی مشہور کیا کہ ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے کچھ گلابیان نہایت تکلف سے سامنے لالہ زار کے لایا کہا حضور آج آپ نے ایسا سرفراز کیا کہ جی چاہتا ہے کچھ حضور کے سامنے گاؤن لالہ زار نے کہا تمھین اختیار ہے برق نے زرنگ جمائی کو یہ چند شعر گائے نظم

جس کام کو ہم آئے تھے وہ کام کر گئے — عاشق ہوے بلائین سہین اور مر گئے
اک دو گھڑی کے واسطے پہلو مین بیٹھکر — ارمان کچھ اور قلب پُر ارمان مین بھر گئے

لالہ زار نے کہا اے عظام ہم تمسے ایک سوال کرتے ہین ہمارا سپہ سالار بہت بیقرار ہے عظام نے کہا فرمایئے ملکہ لالہ زار نے کہا جس عورت کا ہاتھ پکڑے تم ٹہل رہے تھے اُسپر میان اشتغال عاشق ہوے ہین اگر مناسب ہو تو اُسکو ہمارے سپہ سالار کے حوالے کرو اگر خوشی سے نہ دوگے تو ہم جبر کرینگے ہمارے سپہ سالار کا عجیب حال ہے زندگی محال ہے عظام کی اسوقت پریشانی اور حیرانی کہ مین کیا جواب دون کہ برق خدمتگار بنا ہوا آیا گلوری کھلانے کے حیلے سے قریب عظام کے آیا پوچھا کیا معرکہ ہے کہ حضور پریشان ہو رہے ہین یہ کون لوگ ہین عظام نے منھ پھیر کر بیان کیا کہ اے رفیق یہ ملکہ لالہ زار ہین مالک باغ لالہ زار مسلمانون پر لشکر کشی کرکے چلی ہین خواجہ نے کچھ انکو ستایا وہی وہی ملال ہے یہان جو آئے میان اشتغال چنچل پر عاشق ہوے مجھسے چنچل کو مانگ رہے ہین اور دباؤ ڈالتے ہین کہ اگر خوشی سے نہ دوگے تو بجبر لینگے برق نے کہا آپ بلا تکلف فرما دیجیے کہ آپ اُس عورت کے پاس جائین مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر برق چلا پاس ملکہ چنچل کے کنیز بنکر پہونچا چنچل کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر بیٹھ رہا کہ یہان عظام نے اشتغال سے کہا کہ آپ اس عورت کے جایئے آپ کو اختیار ہے اشتغال خوشی خوشی چلا خیمے مین آیا دیکھا کہ ملکہ چنچل بیٹھی ہین جوش عشق مین بیٹھ گیا کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہے برق نے تیور پر بل ڈال کے کہا تو کون شخص ہے کہ جو بلا تکلف ہمسے بات کرتا ہے نام تو بتا برق نے خوب آڑے ہاتھون لیا اشتغال قدمون پر گر پڑا کہا اے جان جہان وا اے آرام دل عاشقان جسوقت سے حاضر ہوا اور آپ کا جمال دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے تمنے تو مار ڈالا ترچھی نگاہون نے شکار کیا **نظم**

مژہ نے جب سے تاکا قلب کو ناوک فگن بنکر	ہوئے ہین جانستان ابرو تمھارے تیغ زن بنکر
نگاہین پھر گئین پہلے تو چشم یاس سے دیکھا	زبان حال سے انکو پکارا پھر دہن بنکر
یہی گو ہے یہی میدان آئیے تو مقابل ہین	عوض لینگے عدو سے فارس ملک سخن بنکر
پھڑک کر روح نکلی کثرت داغ تمنا سے	نکالا بلبل جان کو مرے دل نے چمن بنکر
نکلنے سے نہوگا فائدہ محشر مین اے غافل	گواہی دیگا عصیان کی گوہر موے تن بنکر
بہار آئی ہے آثار جنون پھر پائے جاتے ہین	دکھاتا ہے سمان وحشت کا پھر سیر وطن بنکر

ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہان مقام اچھا دیکھا اُتر پڑا بلکہ لالہ زار نے بارگاہ استاد کرائی لالہ زار داخل بارگاہ ہوئین اشتغال اس فکر مین ہے کہ کسی طرح چنچل کو قبضے مین کرون لالہ زار کے ساتھ بارگاہ مین آیا خاموش بیٹھا ہے لالہ زار نے کہا اے اشتغال کیون پریشان ہے اشتغال نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا غلام تو اس راہ سے آگاہ نہ تھا مگر اس بلا مین پھنس گیا اب کیا کرون دل کی عجب حالت ہے اصل مین غلام کی عجیب کیفیت ہے زندگی کی کون صورت ہے دل پر داغ حسرت ہے بقول شاعر

نظم

رو رو کے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے　　یہ قطرہ ہاے اشک ہین دانے شمار کے
ہو جائین خوب لال بھبھوکا سے ہاتھ پاؤن　　مہندی لگا کے باندھیے پٹے چنار کے
باندھون مین تیغ ابرو خمدار کا خیال　　یون تو نہ کٹ سکینگے یہ دن انتظار کے
عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین ہوا　　تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اُتار کے
کرنے لگے ہین برگ خزان شورش جنون　　شاید قریب آئے دن بہار کے
جلتی ہین آنکھین جاے فتیلہ ہے ہر پلک　　بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے
دیوانہ کون ہے کسے زنجیر چاہیے　　عاشق ہین ہم بندے ترے گیسو کے تار کے
کب ہین سفید بال کہ تڑپا جو ہجر مین　　نکلے یہ استخوان مرے جسم زار کے
توڑون بھلا مین فرقت ساقی مین کیا خمار　　سر پھوڑون آج طاق سے بوتل اُتار کے
اُسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن یہ کیا مجال　　ہے مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

لالہ زار نے کہا اے اشتغال خیر تو ہے کہا حضور کیا عرض کرون کہ جو غلام پر گذری عظام جادو اپنی معشوقہ کے ساتھ ٹہل رہا تھا میری جو اُسپر نگاہ پڑی تیر دلدوز جو کمانخانہ ابرو سے چھوٹا تو وہ دل پر لب معشوق ہوا اُسوقت سے غلام بہت بیقرار ہے لالہ زار نے کہا عظام کو بلاؤ اُس سے حال پوچھیان برق جو دربار مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی سرخ موے کاکل کشا کو حکم ہوا کہ برق کے ساتھ جاؤ عظام کو استقبال کرکے لاؤ سرخ موے برق نے کہا آپ عقب مین اپنے مین آگے بڑھکر دیکھون ایسا نہو مزاج تبدیل ہو گیا ہو یہ کہکر برق تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہے کہ عظام اپنے مقام پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ دیکھون کیا ہو ملکہ لالہ زار و اشتغال آئے ملکہ

عمرو عیار کا حال نہ پوچھیے وہ ساحر کو جس حال مین پائیگا قتل کر ڈالیگا افراسیاب کے صدہا سردار شریک کر لیے ایسے ایسے سردار مارے کہ افراسیاب نے کلیجہ پکڑ لیا بی بہار کو شریک کر لیا بی مخمور شریک ہوگئین وہ وہ ساحر شریک ہوے کہ جنکا نام لینے کو دل نہین چاہتا وقائع ہوشربا دیکھو افراسیاب نے کیا کیا آفتین برپا کین مگر کچھ نہو سکا ہر مرتبہ عیاری کرکے اپنے کو بچاتا ہے پردۂ ظلمات سے لڑتا بھڑتا آیا ہے اے اشتقال عمرو عیار کو دوست نہ جاننا اشتقال نے لالہ زار سے کہا اے ملکۂ عالم اب لشکر کشی کیجیے چلکر مین سب کو کھا لون یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ صحرا سے بارہ ہزار سیہ پوش بصد جوش وخروش پیدا ہوے اشتقال گینڈے پر سوار ہوا ملکہ لالہ زار کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار کنیزین اور بارہ ہزار جوانان سیہ پوش بڑے جوش وخروش سے طرف لشکر اسلام کے چلے اب مستر برق فرنگی کا ذکر تحریر کرتا ہون کہ برق فرنگی عظام کو ساتھ لیے ہوے جب لشکر اسلام کے قریب آیا عظام کو پانچ کوس الگ اُتارا اب برق چلا کہا مین جاکر ملکہ مہرخ سے آپ کا ذکر کرون اے عظام تمھین سردار لینے آئینگے یہ کہکر برق تو طرف لشکر اسلام کے گیا عظام چنچل کا ہاتھ تھامے ہوے جنگل کی سیر کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی اشتقال ملکہ لالہ زار کے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے چوبیس ہزار فوج ساحران پشت پر بڑے جوش وخروش سے آتا ہے لشکر جو اُترا ہوا دیکھا کہا ملکۂ عالم مین بڑھکر دیکھون یہ کسکا لشکر ہے شاید کوئی حریف نہو یہ کہکر پایۂ تخت پر سے ہاتھ ہٹایا اشتقال گینڈے کو بڑھا کر چلا عظام چنچل کا ہاتھ پکڑے ہوے جنگل مین ٹہل رہا ہے وصل پر ملکہ چنچل کو راضی کر رہا ہے کہ دیکھا اشتقال آکر پہونچا اشتقال کی جو نگاہ ملکہ چنچل پر پڑی معشوق پریچہرہ حسین وجمیل سرو قد خورشید خد چنچل نے سر جھکا لیا اشتقال نے کہا اے عظام کہان سے آئے ہو عظام نے کہا ایک ضرورت درپیش ہے اشتقال نے اپنا حال بیان کیا عظام گھبرا گیا کہا تمھین اختیار ہے اشتقال نے کہا آج اسی مقام پر اُترینگے ہم تم ایک ہی بارگاہ مین رہین عظام نے چنچل کو تو روانہ کر دیا کہا صاحب بارگاہ مین چلو ہم بھی آتے ہین اشتقال نے کہا بھی کہ ان کو ٹھہر رہنے دو ملکہ لالہ زار سے ملاقات کرینگی عظام نے قبول نہ کیا کہ دیکھا تخت ملکہ لالہ زار بڑے عظم وشان سے آکر پہونچا عظام نے جھک کر سلام کیا لالہ زار نے کہا اے عظام تم یہان کہان عظام نے پردہ رکھ کے کہا

تہر و غضب نہ دیکھیے اُسکا خون گھٹتا ہو مجھے ملال ہوتا ہے لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ خواجہ کو پکڑ لون اشتغال ہان ہان کرتا ہوا اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی پہلے اشتغال دھم سے گرا بعد اسکے لالہ زار بھی لہرا کے گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین گر کے بیہوش ہوئین تھوڑے ہی عرصے مین سب اہل دربار گر گر کے لب فرش قرش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ خواجہ عمرو	عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے سو ہر قدم	اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون	خنجر خواجہ عمرو کا چلنے لگا کسی

کا سر کٹا کسی کا ہاتھ اُڑا دیا چاہتے ہین جا کر لالہ زار کو مارون راہ مین اور کنیزین ملجاتی ہین اشتغال کو مارتے افسوس آتا ہے خیال مین آیا اسکو اُٹھا کر لیچلون یہ سوچکر خواجہ جھپٹے کہ اشتغال کو اُٹھا لون لالہ زار کو قتل کرون قضائے کار محبوب شمشیر وزیرزادی لالہ زار کی واسطے شکار کے گئی تھی وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی راہ مین کنیزان ملکہ لالہ زار کے مرنے کی آواز سُنی سحر کر کے اُڑی حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہو آسمان سے آکے دیکھا ایک عیار سب کو قتل کر رہا ہو ملکہ لالہ زار بیہوش پڑی ہین وہین سے نعرہ کیا او ظالم کیا کرتا ہو خواجہ کود کر الگ ہوے ایک نخل کے سایے مین پہونچکر عمرو نے گلیم اوڑھی محبوب اُتر کر زمین پر آئی باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے جو اُٹھا روتا ہوا اُٹھا مربلہ قبلان دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کوئی بہن بہن کر کے روتی ہو کوئی مان کا نام لیتی ہو لالہ زار کی جو آنکھ کھُلی محبوب سے لالہ زار نے پوچھا اے بہن یہ کیا معرکہ ہو کہا حضور ایک دبلا پتلا تماشا عیار بیحوف قتل کر رہا تھا حضور کی طرف جاتا تھا مین نے راہ مین جو حضور کی کنیزون کے مرنے کی آواز سُنی بیتاب ہو گئی جھپٹ کے آئی اُسی ظالم کو دیکھا کہ حضور کو قتل کیا چاہتا ہو لالہ زار نے اشتغال کو ہوشیار کیا کہا دیکھیے آپ کے رفیق صاحب نے یہ حال کیا اشتغال نے جھلا کر کہا مجھکو آپ کو کبھی نہ مارتا لالہ زار نے کہا کچھ دیوانہ ہو وہ جب تو نے کہا ملکہ کی جانب چلا تھا محبوب نے کہا آخر وہ کون شخص تھا اشتغال نے کہا عمرو عیار تھا محبوب نے کہا

خونفشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانؤنین
خار صحرا بنگئے چبھ چبھ کے مژگان پانؤنین

جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خارِ مژگان پانؤنین

ہون وہ وحشی وحشتِ آبادِ جہان مین لئے جنون
آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پانؤنین

ضعف مین بار قبا اُترا پرائے دست جنون
بنگیا بیڑی مرا طوق گریبان پانؤنین

عشق پیچان اے پری لپٹا ہے پائے سرو سے
راست ہے لپٹی نہین یہ زلف پیچان پانؤنین

کو بکو دن بھر وہ ہرجائی پھرا کرتا ہے روز
زور ہے مانند خورشید درخشان پانؤن مین

بدلے ہاتھون کے اجی پانؤن سے بیعت کیجیے
روشنی ہے دست موسیٰ سے دوچندان پانؤنین

دشت سے پہونچین جو ہم گلزار کوے یار مین
غنچہ ہاے آبلہ ہوجائین خندان پانؤنین

ہوتی ہے منہدی کی حاجت اے پری رو بار بار
ایکدن مل لے ذرا خاک شہیدان پانؤنین

ایکجون نکلینگے جیتے جی نہ مثل استخوان
ہوگئے جزو بدن خارِ مغیلان پانؤنین

وادیِ وحشت مین تیر دن سے نکلواتی ہین ہم
چبھتے ہین ناسخ اگر خارِ مغیلان پانؤنین

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ اہالی محفل کی طبیعت ٹھہرائی قریب لالہ زار کے جاکر خواجہ نے کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا چاہیے لالہ زار بے اندیشۂ انجام پی گئی اشتقال کو بھی جام پلائے اور سب کو ایک ایک جام پلایا اشتقال بیٹھا جھوم رہا ہے کہتا ہے میرا رفیق کیا خوب گاتا ہے لالہ زار نے نشے کے جوش مین پوچھا اے اشتقال آخر یہ کون شخص ہے کہ سراپا کمال سے معمور ہے ہمہ تن عقل و شعور ہے اشتقال نے کہا اے ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہے لالہ زار نے اس نشے کے عالم مین زانو پیٹ لیا کہا دشمن شاہ کو میرے گھر مین لے آیا خیر اسکو ابھی رخصت کر کہ ہماری سرحد سے نکل جائے اشتقال نے کہا جو افراسیاب اسے بُرا جانیگا تو افراسیاب سے بھی لڑونگا تم جانتی ہو میرا کوئی کیا کر سکتا ہے میرے زور و طاقت سے بہرام فلک کو سکتا ہے لالہ زار نے کہا مین گرفتار کر کے خدمت مین شہنشاہ کی بھیجونگی اشتقال نے کہا ایسا نہوگا میرے سامنے حضور نہ گرفتار کرین کئی سردار شریک ہو کر ابھی لشکر اسلام مین گئے رعظام ملکہ چنچل کو نکال لیگیا راہ مین فولاد نے آکر ٹھیرا مین نے اسکو مارا آپ کچھ کد و کاوش نکرین ورنہ مین بگڑ جاؤنگا لالہ زار نے کہا اے اشتقال کچھ دیوانہ ہوا ہے اشتقال نے کہا دیکھیے نگا

عشق کیون درپے جان شوق ہے کیون پیرہ شکن　　دشمنی دل شکنی شیوۂ احباب نہین
گلہ چرخ عبث شکوۂ جانان بیجا　　یاس و حرمان کو مرے حاجت اسباب نہین
کشش ابروے صنم کی سی کہان ہون مومن　　لاکھ سجدے کرے دل مائل محراب نہین

ملکہ لالہ زار بہت خوش ہوئین کہا خواجہ کیا کہنا مگر خواجہ نے دیکھا تاج زرین پہنے ہوے زیور جواہر کا زیب جسم چونکہ ملکہ لالہ زار اسم ہے زیور یاقوت احمر کا زیب جسم ہے انیسین جلیسین لباس فاخرہ پہنے ہوے سب صحبت مین حاضر ہین خیال مین گذرا خواجہ اب قبضے مین ہر دیر کیون کرو ہاتھ باندھکر عرض کی ملکۂ عالم یہ کمال آپ نے کیا دیکھا مین ساقیگری خوب کرتا ہون لالہ زار نے کہا ساقیگری کیا شراب انڈیل کے پلانا سب کنیزین ہماری ساقیگری کرتی ہین خواجہ نے کہا حضور ساقیگری اسکا نام ہے کہ سر سے شراب پلائین ہاتھون سے بتاتے جائین پانؤن سے ناچتے جائین زبان سے گاتے جائین تب حضور کو مزا معلوم ہو حضور کو خوب راضی کرونگا اور ہمارے میان اشتقال صاحب بہت خوش ہونگے لالہ زار نے پوچھا پھر کیا چاہیے خواجہ نے کہا کنجی مینخانے کی مجھکو مرحمت ہو تو عرض کرون لالہ زار نے کلید دی خواجہ نے جاکر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یارو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خواصین اور کنیزین دوڑین شراب لیجانے لگین کوئی بتلہ لیگیا کوئی قرابا کوئی گلابیان اٹھا اٹھا کے لیگیا خواجہ نے ایک سو گلابیان و کنٹر الماس نگار درست کیے اُسمین مئے ارغوانی لبریز کرکے صحبت مین لائے لالہ زار نے کہا دیکھو کس لطف سے شراب لایا ہے دیکھکر جی چاہتا ہے کہ پیجیے خواجہ نے شراب لاکر رکھی کہا دوپٹہ پاےجامہ دیجیے کہ مین پہن کے ناچون پاےجامہ دوپٹہ بھاری آیا وہ خواجہ عمرو نے پہنا اوڑھا چوراسی گھنگھرو پانؤن مین باندھے اب کھڑے ہوکر گت ناچے دیکھنے والون کی بھوک اور پیاس بند ہوئی بقول شاعر شیرین کلام نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا　　وجد کرنے لگا تدرد ادا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل　　سر پہ رکھا اُلٹ گے جب آنچل
ساری محفل کو سکتا ہر کوئی　　جان اُسنے سسک سسک کردی　　جسکی جانب بتا کے سسکی لی

سسکتا ہے کوئی بلکتا ہے اُسکے بعد خواجہ عمرو نے جام بلورین لبریز کیا سر پر رکھا گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ئی سے کنیزین دروازے پر کھڑی ہین جیسے کوئی کسیکا انتظار کرتا ہے کنیزون نے اشتقال کو دیکھکر سلام کیا اشتقال نے پوچھا ملکہ لالہ زار کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین جلوہ فرما ہین خواجہ کو دیکھکر کنیزین پھپتیان کہنے لگین کوئی کہتی ہے جلمانس ہے ایک نے کہا بوا دیکھو تو سہی کسی جزیرے کا جانور ہے نہین معلوم مادہ ہے یا نر ہے ایک نے کہا بوا غور سے دیکھو خاصہ بن مانس ہی خواجہ نے اُنکی جانب دیکھکر کہا ذرا غور سے دیکھو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون کنیزین قہقہہ مارکر ہنسین کہا لو بوا بولتا بھی ہے ایک شوخ و تنگ بولی خوب سدھانے والے نے سدھایا ہے مثل انسان کے باتین سکھائی ہین اشتقال نے جھڑکا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ شہنشاہ عیاران ہین عیار صاحبقران ہین برائے ملاقات ملکہ لالہ زار لایا ہون یہ کہکر خواجہ کا ہاتھ تھامے ہوے اندر باغ کے داخل ہوا خواجہ نے دیکھا باغ پر بہار طائرون کی پکار نخل سایہ دار درخت ہائے پُر اثمار بعض نخل میوہ دار اشتقال خواجہ کو مقامات دکھاتا ہوا سیر باغ کراتا ہوا قریب بارہ دری کے آیا ملکہ لالہ زار مسند پر بیٹھی ہین گرد کنیزین جمع ہین چرچا گانے کا ہو رہا ہے اشتقال نے آکر سلام کیا ملکہ لالہ زار نے کہا اے اشتقال کہان تھے اشتقال نے کہا حضور کے واسطے ایک تحفہ لایا ہون حقیقت یہ ہے کہ ان ایسا گانیوالا حضور نے نہ سنا ہوگا یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ کے سامنے گائیے خواجہ سامنے آکر بیٹھ گئے ساز تو ڈومنیون کے آراستہ ہی تھے اُنھون نے ساز چھیڑے خواجہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

شب وصل اُسکے تغافل کی زہے ناز نہین	تلخی مرگ ہو آنکھون مین شکر خواب نہین
حسرتین میرے نصیبون مین لکھی ہین کیا کیا	اتنے دفتر مین کہین فصل نہین باب نہین
دل کا کیا حال ہے دیکھے کوئی یہ گرمی حسن	ٹھہرتا آئینۂ یار مین سیماب نہین
سرفروشون کے اگر آپ خریدار ہوے	تو گران ہو دیگی وہ جنس جو کمیاب نہین
جب وہ بدمست ادھر آیا عدو کے گھر سے	اپنی قسمت مین بجز دُردمے ناب نہین
رستمی کا عوض افلاک سے لونگا پس مرگ	قتل عاشق ہے یہ خونریزی سہراب نہین
کلبۂ نار مین کیونکر ترے بن گذریگی	دن کو یان دھوپ نہین رات کو مہتاب نہین
محتسب وہم ہے تو پہلے پلا دیکھ مجھے	نہ لنڈھا پی لے مئے ناب ہی زہراب نہین

نے بڑھکر گولہ مارا اشتقال نے اُسکا گولہ مُنہہ مین لیا اُسنے دوسرا گولہ مارا اشتقال نے ایک طمانچہ
مار دیا گولہ پلٹا کئی سے جوانون کے سر اُڑ گئے فولاد آہنخوار حیران ہوئی کہ یہ کیا سعر کہ ہے اشتقال
پر تلوارین برسائین سو سو طرح سحر کرتی ہے اشتقال پر تاثیر نہین ہوتی جب زیادہ تلوارین
فولاد نے برسائین اشتقال نے ایک تلوار کو روک لیا اُسے ہلاتا ہوا چلا فولاد نے چاہا بھاگون
جتنی دیر مین اُسنے دو قدم اُٹھائے اشتقال ڈکار لیکر ایک جست مین برابر پہونچا گردن پکڑی
ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا مرنا فولاد کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری وبرف باری ہونے لگی بعد عرصہ
دہاڑ آواز آئی کشتی مرا نام من فولاد آہنخوار بود مرنا فولاد کا لشکر والے بھاگے اشتقال سب
کو بھگا کر جھومتا ہوا قریب عظام کے آیا بے پروائی سے پوچھا اے شخص تو کون ہے یہ
ساحرہ کیون تیرے ساتھ دشمنی کرتی تھی عظام نے تمام کیفیت بیان کی اشتقال نے کہا
کیون اے رفیق شفیق تو نے سب حال سُنا خواجہ نے عظام سے کہا برق فرنگی آپ کے ساتھ
ہے اُسکو بلائیے عظام نے برق کو آواز دی برق ایک ساحر کی صورت بنا ہوا آیا اُستاد
کو جھک کر سلام کیا عمرو نے اشارے سے پوچھا اے برق کیا حال ہے برق نے اشارے
سے کہا اُستاد اسی کے ذریعے سے قید خانے سے نکلا اسکی معشوقہ کو اس سے ملایا اب اسکو
طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہون اب جیسا ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن خواجہ نے کہا
مین دو چار کوڑی کے روزگار کو جاتا ہون ملکہ لالہ زار جادو کوئی صاحب ہین اس دیو
خصال کو مطیع کرکے لیے جاتا ہون برق نے کہا اُستاد مین بھی ساتھ چلون خواجہ نے کہا اب تم
اسے لشکر مین لیجاؤ مین بھی انشاء اللہ آتا ہون برق تو عظام کو لیکر طرف لشکر اسلام چلا
خواجہ اشتقال کے ساتھ سوار ہوئے طرف باغ لالہ زار کے چلے راہ مین چنچل نے برق
سے پوچھا کیون میان برق اُستاد تمھارے کہان جاتے ہین برق نے کہا اُس ساحر
دیو خصال کو مطیع کرکے طرف باغ لالہ زار کے جاتے ہین یہ باتین کرتا ہوا برق عظام
کو لیے ہوئے طرف لشکر اسلام کے جاتا ہے اسکا حال بیان کیا جائیگا اب حال خواجہ عمرو
کا تحریر کرتا ہون کہ خواجہ اشتقال کو ساتھ لیکر طرف باغ لالہ زار کے چلے تھوڑا راستہ
اور طے کیا کہ سامنے سے باغ معلوم ہوا دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے

خاطر بے خطرہ اش باشد مدام	از گمان خالی و پاک از ہر خیال
ظاہر و باطن بیک حالت بود	بندۂ حق اہل حال و اہل قال
بیند از ہر پردہ در جلوہ گری	مرد بینا جلوۂ حسن و جمال
سرنگون باشد بشکل آسمان	پشت میدارد دوتا مثل ہلال
محرم اسرار باشد دم بخود	زین بیان دارد زبان ہر وقت لال
باشدش با فقر و فاقہ دوستی	دشمن مال است آن اہل کمال
صلح دارد در جہان با نیک و بد	مرد خوش خو صلح کل نیکو خصال
مثل خور بر مطلع صدق و صفا	جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
خاص با خاصان بود با عام عام	ہر زمان آن مرد عارف نیکنام

بلک بلک کے جو برق نے دعا کی ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی برق نے سر اُٹھا کے ایک جادوگر دیو خصال عفریت مثال کو دیکھا تخت پر سوار سر بڑا قد جیسے درخت چنار پہلو میں خواجہ ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہوئے جب وہ ڈکار لیتا ہے تو مُنھ سے دھوان نکلتا ہے ہر تخل صحرا جلتا ہے تخت اُڑتا لئے ہوئے چلا آتا ہے برق نے زفیل بجائی کہ اُستاد اگر یہ جادوگر آپ کے قبضے میں ہو تو اس فوج کو لیجیے میں ان سب کو تسخیر کر کے لایا ہون خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک جادوگر کو لاکھون جادوگر گھیرے ہین ایک عورت اُسکے قریب وہ بھی مجبور و ناچار سحر کر رہی ہی خواجہ نے کہا اے اشتغال یہ دونون مرد و عورت کیسے عاجز ہو رہے ہین یہ ساحرہ جھومتی ہوئی جاتی ہے اسکا ارادہ ہے کہ انکو قتل کرے اگر مناسب ہو تو بچا لو اشتغال جھپٹا کہا اے رفیق شفیق مین اسیطرح افراسیاب پر چاپڑونگا تیرے حکم سے لڑونگا یہ کہکر جو ایک ڈکار لی ناک سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلے ملازمان فولاد جلنے لگے اب جو تخت سے کود اشل فیل مست جھومتا ہوا چلا جس ساحر کی گردن پکڑلی اسکو مروڑ ڈالا گردن کو توڑ ڈالا دو دو کی گردن پکڑ کے لڑا دیا کسی کو چیر کر پھینک دیا لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا اعظام کو آواز دی تو سحر کر تیری مدد کو آئے ہین خواجہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے اشتغال لڑتا بھڑتا قریب فولاد کے پہونچا آواز دی او فاحشہ کیون غربا کو قتل کرتی ہے ہمسے مقابلہ کر تو احوال معلوم ہو

کہ یہ کیا معرکہ ہے ہم تو سمجھے تھے کہ افسر صاحب ساتھ عظام کے گئے ہین ظفران یہان بیہوش
پڑے ہین ظفران کو اُٹھا کر باہر لائے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی ظفران نے کہا یارو غضب ہوا
عظام نکلگیا مجھے نہین معلوم اُس سپاہی نے کیا کر دیا کہ مین سو گیا معلوم ہوتا ہے کوئی عیار
تھا کہ مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا چلکر ملکہ سے اطلاع کرین ظفران روتا پیٹتا سامنے فولاد کے
آیا کہا حضور رات کو اسطرح عظام نکلگیا میری ہی کوئی شخص صورت بنکر گیا یہ سُنکر فولاد
نے حکم دیا ارے کوئی جا کر تلاش کرو یہ کہکر خود اُٹھی کہا ارے غضب ہو گیا عظام چنچل کو
لیگیا ذاغ دے گیا یہ کہکر خود سوار ہوئی فولاد آہنخوار خود جو چلی دو لاکھ ساحر اسکے ساتھ ہوئے
قلعے سے نکلکر چلی عظام ایک مقام پر آکر ٹھہرا ہے کہتا ہے یارو بیس بائیس کوس نکل آئے
ابتو کوئی یہانتک نہ آسکیگا آئیگا تو مین سمجھ لونگا لوگون کو معلوم ہوا کہ افسر ٹھہرا کوئی کمر کھولتا ہے
کوئی چبینا خرید تا ہے وہان چوکی ہے بقال بیٹھا ہے کسی نے چنے مُرمُرے لیے کوئی پانی بھرنے
لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی فولاد آہنخوار نے دور سے دیکھا کہ عظام چوکی پر ٹھہرا ہے ساتھ والے
نہارہے ہین فولاد نے وہین سے آواز دی او نمکحرام کہان جاتا ہے میری جان کو لیے جاتا ہے فوج
سے اشارہ کیا گھیر لو برق تو تڑپ کر ایک گوشے مین چھپا فوج نے چہار جانب سے عظام
پر بلوہ کیا بڑھکر فولاد نے سحر کیا پتھر برسائے سر پھٹ پھٹ کر ساحر مرنے لگے جو گرا اُسکے
مرنے کی آواز آئی زمین تھرائی عظام سحر کر رہا ہے ملکہ چنچل کو بچاتا ہے کہ اسپر کوئی زوال
نہ آئے چنچل نے جو دیکھا کہ فولاد لڑتی ہوئی اسی جانب آتی ہے اسنے بھی سحر کیا پتھر جو سحر فولاد
سے برس رہے تھے وہ موقوف ہوے فولاد نے آواز دی او گیسو بریدہ دھگڑے کو اپنے
پتھرون سے بچاتی ہے سلطنت چھوڑ کر نکلی جاتی ہے یہ کہکر گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
عظام و چنچل تخت سے گرے ملازمون نے دوڑ کر سنبھالا کہا ملکۂ عالم ہوشیار ہو چنچل تڑپ
کر اُٹھی اُٹھکر سحر کرنے لگی اب چنچل اور عظام پیدل لڑ رہے ہین برق گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہا
ہے بیقرار ہو گیا خدا سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار اس مصیبت سے اسکو بچا لے اس
آفت سے نجات دے یہ سب مطیع اسلام ہو چکے ہین نظم

طالب ذات خدائے لایزال	از کسی در دل نمی دارد خیال

دس ہزار جوان پیدل ساتھ ہوئے جو ساحر ہین وہ باز و دراج و قرقرون پر سوار ہین جب کہ
قریب در قلعہ آئے طفران جادو وہان نکلا تماشیان ہراسان ہو دیکھا کہ ایک تخت اڑتا ہوا
آتا ہے کچھ ساحر بھی اڑتے ہوئے ساتھ ہین غیر ساحر جو ہین وہ زیر تخت ہمراہ ہین طفران
نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے آنکھو یہ بلوہ کیسا یہ تو سارے شہر مین خبر ہو گئی ہے کہ عیار ہا
ہوگیا چنچل کو کوئی محل سے چرا لیگیا غظام نے چنچل کے منہ پر برقعہ ڈالدیا تخت بڑھا کر آواز
دی ای طفران بیرون قلعہ فلان مقام پر یہ پتہ ملا ہے کہ جب چنچل کو لیگیا وہ اسی جگہ ہے ہم شاہی مین بیٹھ
جاتا ہون ہوادار چلی برقعہ پہنے چنچل سنگے ہٹ گیا طفران چاہتا تھا کہ پھاٹک کھولے ایک
سپاہی نے آواز دی ای افسر نی چنچل تو غظام کے ساتھ ہین طفران نے پھاٹک نہ کھولا اور
ان سبکو روکا جبتک حکم شاہی نہ آئیگا جبتک جانے نہ دینگے جادوگرون نے بنایا رو گئین
برق ایک سپاہی کی شکل بنا ہوا تھا کہا ای طفران یہ شعبدہ ہے کہ قریب والے نے تمھاری ملکہ کی
کنیز کو چنچل بنا لیا ہے روکو گے تو بہت پچھتاؤ گے ہمارے سامنے ملکہ خود آ کے حکم دیا ہے
فرمایا کہ ای غظام بڑے اہتمام سے جاؤ کنارے سے چلو تو مین تمسے مفصل حال کہدون یہ کہکر ہاتھ
تھام لیا طفران کو لیکر کنارے چلا صحنچی مین لا کر کہا ای افسر عالی ایک کنیز کو چنچل کی صورت بنا
لیا ہے کہ وہ گاو کسنے بھاگ نجائے یہ باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین ڈال کے حباب مار کر
بیہوش کیا طفران کو تو مین ڈالدیا آپ اسکی صورت بنکر نکلا آواز دی یارو دروازہ کھولدو
ہم بھی ساتھ غظام کے جائینگے تم سب لوگ یہان نگہبانی کرو ہم اس باغی کو گرفتار کر لائین
کنجی تو کمر سے طفران کے لے ہی لی تھی بڑھکر دروازہ کھولا غظام باہر نکلا طفران نقلی ساتھ ہو
لیتا ہے نکل کر دست چلے آئے مگر غظام حیران ہے کہ یا طفران روکنے پر آمادہ تھا یا خود ساتھ آنکلا ہی کیا
معرکہ ہے برق فرنگی کہان ہے برق نے قریب تخت آکر کہا آپ کیون گھبراتے ہین مینے طفران کو تو
بیہوش کر کے ڈالدیا اسکی شکل بنکر نکال لایا غظام نے کہا ملکہ چنچل عجب عیار ہو سارے لیا جھٹ پٹ کام
کیا طفران کو پکڑ لیا چنچل کہتی تھی ایسے ہوتے تو اسباب کیونکر مقابلے کرتے برق طفران
بنا ہوا ہمراہ غظام تخت پر چنچل پہلو مین غظام خوشی خوشی جاتا ہے رات بھر گذری بارہ چودہ
کوس یہ کو نکل آئے یہان کوئی سپاہی صحنچی مین گیا طفران کو بیہوش پایا حیران ہو گیا

پھرتا ہوا بارگاہ فولاد میں آیا دیکھا فولاد سے طاؤس کہہ رہا ہے اے ملکۂ عالم عظام یہ کام
کیا تم سے ملکہ چنچل پر عاشق تھا خوف سے نہ کہہ سکتا تھا برق نے اسکو دم دیکر یہ کام کیا
تمام جاتا ہے عظام کی خبر لاتا ہے یہ کہکر طاؤس چلا برق نے طاؤس کا پیچھا کیا جب
قریب قصر عظام پہونچا طاؤس نے کمند پھینکی قصد کیا محل پر عظام کے جاؤن برق
نے پشت پر سے آکر حلقہ ہائے کمند مارے طاؤس ارے کہکر پلٹا برق نے جواب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر پاس عظام کے لایا عظام نے کہا اے برق کیسے لائے تو
برق نے کہا دیکھیے جو میں عرض کرتا تھا وہی ہوا آپکے قصر پر جب اسنے کمند ماری میں نے
اسکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ اسکو قتل کریں یہیں محل میں دفن کر دیں ملکہ چنچل تیری
یہ برق کی بہت حیران ہی دم بدم تعریفین کرتی ہے کہ ای برق کیا کہنا تمھاری وجہ سے
پردہ رہا ورنہ ابھی دوڑ آتی فولاد ساحرہ زبردست ہے جان بچانا مشکل ہوتی مگر ای برق
بڑا کام کیا تمنے سر سنگون میں نام کیا برق نے طاؤس کو قتل کرکے وہیں دفن کر دیا اور
عظام سے کہا اب تدبیر کیجیے غائب ہونا طاؤس کا فولاد پر شاق ہوگا اور طاؤس تیرے
سامنے بآواز بلند کہہ چکا ہے کہ عظام کی ذات سے یہ فساد معلوم ہوتا ہے یہ بھی کہا کہ دونوں کام
اسی کے ہین اپنے کو جلد لشکر اسلام میں پہونچائیے عظام نے کہا تم جا سکتی ہو مگر میں دربار کا حال
دریافت کر لاؤن برق نے کہا اب دربار میں جانا بیکار ہے فولاد کو طاؤس کا انتظار ہے دو
دن ابھی وہ انتظار کریگی جب دو دن طاؤس نہ آئیگا تب شاگردونکو حکم ہوگا کیا عجب ہے کہ تلاش کرتے
یہان آئین یا تمھاری کوئی کنیز ملجائے یا کوئی ملازم بدخواہی کرے چنچل نے یہ سب باتین سنین کہا ای عظام
برق سچ کہتا ہے اب نکل چلنا ہی بہتر ہے محبت وطن فراموش کرو بقول برق جاکر مسلمانوں سے ملو اگر ملکہ
مہرخ نے دامن پناہ دیا تھا ورنہ صحرانورد ہونگے برق نے کہا ملکہ اسبات کا اندیشہ نکرو ملکہ مہرخ
تمکو بہ اعزاز اپنے ساتھ رکھینگی خاطر و مدارات کرینگی عظام نے اسیوقت تیاری کی دس ہزار
ملازم ساتھ ہوئے رات کو عظام تخت پر سوار ہوا ملکہ چنچل کو برابر بٹھا لیا برق سے کہا
تم بھی تخت پر آؤ برق نے کہا میں ہمراہ لشکر کے چلونگا جہان آپ طلب فرمائینگے وہین
حاضر ہونگا عظام تخت اڑاتا ہوا چلا برق ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر کے ہمراہ ہوا اثنا

کہا دربار مین جو تم حاضر ہو گے نیک و بد کی خبر پاؤ گے ویسا انتظام کرنا غطام اسی وقت قیدخانے پر آیا قیدخانے مین قفل لگایا ساتھ والونسے کہا رات بھر جاگ کے بسر کرو سب تو معہ حفاظت ہوئے گرد قیدخانہ کے پھرنے لگے غطام نے ایک مقام پر نقب بھی لگادی کہ معلوم ہو اسطرف سے عیار نکلگیا جسکو غلغلہ کیا کہ عیار غائب ہو گیا ہر قتا پیٹتا دربار ملکہ فولاد آہنخوار مین آیا کہا حضور غضب ہوا کوئی سپاہی لگگیا برق نکلگیا فولاد یہ سنکر گھبرا گئی حتے طاؤس اپنے عیار کو اشارہ کیا کہا حضرت صاحب جاکر دیکھو حضرت طاؤس سنکر قیدخانے مین آیا نقب دیکھکر سر ہلایا دل مین کہتا ہے اے طاؤس یہ تو کسی نے بڑی کارگذاری کی نکال بھی لے گیا اور نقب بھی لگادی خیر سمجھا جائیگا یہ سوچتا ہوا پاس فولاد کے آیا چپکے سے کہا یہ کام کسی بڑے شخص کا ہے غلام دریافت کریگا کہ یکایک محل مین ہلڑ ہوا چند کنیزین روتی پیٹتی آئین عرض کی صاحبزادی آپ کی غائب ہو گئین نقب لگی ہوئی ہے فولاد نے گھبرا کر کہا اے طاؤس تم جاکر دیکھو تو کیا معرکہ ہے طاؤس وہان آیا چاندنی پر پیترہ دیکھا بلا کا عیار ہے پیترہ پہچانکر یہ پیترہ تو برق کا ہے مگر حیران کہ یہ کیا معرکہ گذرا برق کیونکر چرالیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ مین فولاد کی آیا کہا حضور عجب طرحکا مقدمہ ہے لیکن غلام تلاش کر دیگا جسنے برق کو چھڑایا ہے نے ملکہ صنجل پر بھی دست اندازی کی لیکن اسمقدمہ کا کرنے والا بڑا دلیر ہے ہر مرتبہ غطام ہی کی جانب دیکھ دیکھکر کہتا ہے جب طاؤس غطام سے آنکھ ملاتا ہے رنگ روئے غطام متغیر ہوجاتا ہے مگر سر جھکا کر خاموش ہو جاتا ہے شام کو غطام اٹھکر مکان مین آیا صنجل سے سب حال کہا برق نے کہا اے وزیر اعظم طاؤس سمجھ گیا آپ پر آوازے پھینکتا تھا آج وہ یہان ضرور آئیگا اگر اسنے دیکھ لیا تو آفت برپا ہوگی بہتر یہ ہے کہ یہانسے نکل چلیے لشکر ملکہ مہرخ مین چلے چلیے آپکا حرز بردست ہے مین مین وعدہ کرتا ہون ضرور آپکی خاطر ہوگی پھر فولاد کیا کر سکیگی سر پیٹ پیٹ کر رہ جائیگی غطام نے کہا ابھی ایسا خوف نہین ہے مفصل طاؤس سمجھا نہین برق نے کہا ہم آپکو سمجھاتے ہین کہ نکل چلنا ہی بہتر ہے فرخام نے کہا مین باہر جاکر اپنے ساتھ والونکو ٹٹولون دیکھون وہ لوگ کیا کہتے ہین برق نے کہا آپ تو ملازمونکو نہی آمادہ کیجیے مین بارگاہ سے خبر لاؤن غطام نے کہا اے برق بہتر ہے برق ایک ساحر کی اسیوقت شکل بنکر تیار ہوا محل سے غطام کے نکلا

رعنا قد ادا یہ ہے رعنا قدر یہ ہی تسلیم ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہیں

اسطور سے غطام نے عجز و انکسار سامنے ملکہ چنچل کے کیا کہ چنچل نے شرما کر سر جھکا لیا تو غطام نے پکار کر آواز دی ارے کوئی گائن حاضر ہے برق گائن کی صورت بنکر حاضر ہو اچھیٹ کر سامنے بیٹھ گیا کہا حضور سنیں دیکھیے تو کیا غزل گاتی ہوں یہ کہکر تڑپ تڑپ کر سامنے عاشق و معشوق کے یہ چند اشعار عاشقانہ گانے

نظم

مرا ترکے ست سفاکے ستیزہ آفت جانے
جفا جو تند خو غارتگر دینے و ایمانے

خود آرائے پری روئے جبینے بزم افروزے
چراغ خانہ دلخستگان شمع شبستانے

بلیغے شاعرے شیرین بیانی طرفہ لسانے
فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتارے سخندانے

لبش شاخ نباتے یا عسل یا لعل نوشینے
شکر قند مکرر نیشکر یا شکر افشانے

بتے نا آشنا وعدہ فراموشی و عیارے
خود آرا خود پسندے بیوفائی سست پیمانے

مہے نازک مزاجی شوخ و شنگے عربدہ جوئی
ستیزہ زود رنجے نازنینے آفت جانے

گہے سرگرم نازلن ترا پنہانے موسے
گہے دل دادہ و شیدائے فوج جن و انسانے

جو باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آید
شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے

بپرسی ہمنشین از عشق او حال من مسکین
چو قیس آوارہ سرگشتہ دشت و بیابانے

ز حیرت شد رہی بے اختیاری سخت حیرانے
ز عصیان نادمی خجلت کشی سر در گریبانے

گدائے بینوائے بیکسے آزاد و مسکینے
غریبے خانمان آوارۂ بے ساز و سامانے

بجشن شافع امت اگر سرگرم ناز آید
رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانی

چو رعنا کس نہ گشتہ در تلاش شوخ ہر جائے
بدشت غربت و اندوہ حیرانے پریشانی

اسطرح برق نے یہ غزل گائی کہ ملکہ چنچل و غطام جھومنے لگے ملکہ نے کہا اے غطام اس کنیز کو تو گانے مین خوب دخل ہے برق نے غطام کو اشارہ کیا غطام بیقرار ہو گیا کہا ملکہ یہ کنیز نہین ہے برق فرنگی عیار مسلمانان ہے اسی کی مدد سے تم مجھسے ملین ملکہ چنچل نے کہا اے غطام ادھر تو تم چلے آئے برق کو رہا کیا ادھر مجبرہ افتاد پڑی تم دربار مین ملکہ فولاد کے جا کر حاضر ہو عذر کرو کہ عیار نگہبانون کو دھوکا دیکر نکلگیا مین تلاش کرتا ہون برق نے بھی صلاح پسند کی

جب برق کھانا کھاچکا تو عظام برق کو لیکر اپنے مکان پر آیا بڑی خاطر کرکے بٹھایا برق نے کہا اب جو تمبیر کہو وہ کرون عظام نے کہا میرے مکان کے سامنے جو پختہ مکان ہے اسمین چنچل رہتی ہے برق نے کہا مین آج ہی لاتا ہون یہ کہکر رات کو ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینا شروع کی گوشہ قصر چنچل مین نہرہ نقب کا جاکر توڑا سر اوٹھا کر دیکھا تمام محل مین حسین کنیزین پھیلی ہوئی ہین برق کھڑا دیکھا کیا ایک کنیز مہتاب کو اسطرف آئی برق نے اسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر چلا جابجا کنیزون و پہرے چوکی والیونکو گلوریان کھلاتا ہوا بیہوش کرتا ہوا قریب اس دالان کے پہونچا جہان چنچل سو رہی ہے پردہ اٹھا کر اندر آیا برابر پلنگ کے جاکر دوشالہ کاندھے سے ہٹایا دیکھا عورت نہایت حسین ہے بیہوشی نکالکر برابر دماغ کی لگادی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اسی راہ سے اٹھتا بیٹھتا تا بہ نقب آیا نقب کے پیچھلا عظام کلیجہ پکڑے بر سر نقب موجود ہے کہ اسنے پیر کی آہٹ سنی سر جھکا کر دیکھا برق مع پشتارہ آتا ہے خوش ہوگیا پکار کر آواز دی ای برق شیر یار وباہ برق نے کہا شیر دن بھے نوکر شیر ہوتے ہین ملکہ چنچل کو لایا عظام برق کے گرد پھرنے لگا کہا ای برق کیا کارنمایان کیا برق کو ساتھ لیے ہوئے ایک قصر رنگین آیا مسند پر پشتارہ ملکہ کا رکھوا دیا جوش عشق مین کہا اے برق تم ہٹ جاؤ مین عذر کرلونگا برق ایک گوشے مین چھپ گیا عظام نے شراب وکباب مہیا کرکے ملکہ چنچل کو ہوشیار کیا ملکہ چنچل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان غیر پایا اسباب عیش ونشاط مہیا عظام سامنے ہاتھ باندھے بیٹھا ہے عظام نے قدمونپر سر رکھدیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان مدت ہوئی ہمیشہ جان دیتے کچھ بن نہ پڑا آخر آج پیر انگیوں کیا کہون جو تمھاری محبت مین ہماری کیفیت ہے عجب حالت ہے نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین — ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی — ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن تو تم ہو بین یہ جبین — تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہی ای ترک چشم تیری نظر — تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اڑیگی خاک قبر میری بعد فنا — تمہاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین

کہ اسکو قید کرے آب و دانہ بند رہے کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے میرے فرزند کی اسکی قید بھیجی ہے بہ
احتیاط رکھے یہ بڑا مکار ہے اسنے شہنشاہ کو بڑے بڑے دھوکے دیے ہین جب تو برق
کو قید کرکے یہان بھیجا ہے عظام جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا یہ قید میرے سپرد ہو ظلم نے
آپ میرے آگاہ ہین اہل و عیال پر بدعت کرتا ہون زوجہ تک کو ایک وقت کھانا دیتا ہون
اور عیال کو تو تین تین دن کھانا نہین دیتا اس نگریز کو اس حال مین رکھون کہ تڑپ تڑپ کے مرے
طالب ہو کہ جان جاتی رہے تو نجات ملے عظام جادو برق کو لیکر ایک مکان مین آیا دروازے
پر کئی ہزار جادوگر مقرر کیے آپ بھی کرسی پر آکے بیٹھا شراب و کباب کا چرچا ہوا عظام جادو
ذکر کر رہا ہے کہ اس عیار پر وہ بدمزت ہو کہ تڑپ تڑپ کر جان دے برق نام ہی جان دینا
اسکا کام ہے کہ برق کے رونے کی آواز آئی عظام نے دروازہ کھول کے کہا کہ اے
برق کیون روتا ہے برق نے کہا حضور ذرا یہان آئیے تو عرض کرون عظام اندر آیا
برق نے کہا بیٹھ جائیے تو مین عرض کرون عظام بیٹھا برق نے کہا حضور مین بے قصور
ہون امیدوار ہون کہ بے خطائی پر میری خیال کیا جائے کل سے قید ہون آب و دانہ نہین
ملا اور ایک بات مجھے آپ سے پوچھنا ہے عظام نے کہا کیا برق نے کہا حضور کوئی ایسی صورت
ہے کہ ہماری جان بچ جائے اگر ہمکو فولاد نوکر رکھ لے جتنے سردار ہین سب کو گرفتار کر دین
جو نہ بھی دشمنی کرتا ہو اسکو بھی پکڑ لائین سرکش سرکار کے سامنے سر جھکائین اور ایک بات
ہم جانتے ہین آپ کسی کی بہو بیٹی پر عاشق ہون اسکو آپ سے ملوا دین اس کام کو تو خوب ہی
ہم جانتے ہین آپ ہمکو اچھی طرح نہین پہچانتے ہین عظام بیعد گیا برق نے ایک جھگڑا
شروع کیا کہ اے عظام مین رفیق مذ مشکراہون واہی شہنشاہ ساحران جس خدمت کا جو
حکم ہو بجا لاؤن عظام نے کہا ای برق ملکہ خنجل بنت کھینچل بھانجی فولاد کی ہے مین مدت سے اسپر
عاشق ہون اگر وہ بلجائے تو جو تو کہے وہ کرنے کو موجود ہون برق نے کہا جان لڑا دونگا مگر
خنجل کو مت سے ملا دونگا وہ عیاری کرون کہ وہ خود بخود عاشق ہو جائے کہو ایسی تدبیر کرون کہ وہ خود
تمہارے پاس چلی آئے جو مد سر کہیے وہ کر سکتا ہون اسطورسے معشوقہ کو ملاؤنگا کہ آپ خوش ہو جائین
عظام ایسا خوش ہوا کہ برق کی ہتھکڑیان کاٹ دین اپنے گھر سے کھانا منگوا کر برق کو کھلوایا

جو تو میری رفاقت کریگا بڑا تیرا مرتبہ کرونگا اب میرے مالک کے پاس چلو ملکہ لالہ زار تمکو دیکھکر
بہت خوش ہونگی خواجہ نے کہا چلیے اب تو ہم آپکے ساتھ ہین اب آپکو افراسیاب بنا ئینگے
کی مہرخ و بہار کو مٹا ئینگے تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مین عیاری پکڑکے پکڑ لاؤنگا استقال
نے کہا خواجہ افراسیاب کو عمرو نے کہا افراسیاب کیا افراسیاب کے باپ کو ماردن تمکو
تخت طلسم ہوشربا پر بٹھاؤن مین شاطر ہون تب لطف ہو استقال نے کہا اسکے نگہبان بہت
ہین عمرو نے کہا تم سحر سے نگہبانونکو روکنا مین پکڑ لاؤنگا استقال نے کہا خواجہ یہ بہت
مشکل ہے خواجہ نے کہا ملاحظہ کیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے یہ باتین کرتے ہوئے خواجہ ساتھ
استقال کے راہ مین چلے راہ مین عمرو نے پوچھا بی لالہ زار کون صاحب ہین استقال آدمخوار
نے کہا خواجہ ہم تمام لشکر کا اسکے انتظام کرتے ہین لالہ زار بڑی امیر کبیر ہے جسکے ساتھ چالیس
ہزار کنیزین چلتی ہین خواجہ نے کہا اے استقال ہمارا کیونکر جمیگا استقال نے کہا خواجہ تمہارا
کا تماسنواؤنگا مصاحب لالہ زار بناؤنگا یہ باتین سنکر خواجہ بہت خوش ہو کہا جب باغ لالہ زار
قریب رہے تو مجھے اطلاع کیجئگا مین کپڑے بدل لون استقال اچھا اچھا کہتا ہوا طرف باغ
لالہ زار کے لیے جاتا ہے اب یہانسے ذکر مہتر برق فرنگی کا واجب ولازم ہے کہ مہتر برق نے
کیا کیا شارق نے جو برق کو قید کرکے روانہ کیا فولاد آدمخوار ساحرہ زبردست کے بارگاہ
مین اپنی بیٹھی ہے ذکر کررہی ہے کہ آج کل مسلمانونسے اور شہنشاہ سے مقابلہ ہے مسلمانون نے بڑا
زور پکڑا ہے کہ دیکھا آسمان سے ایک قفس چرخ مارتا ہوا آتا ہے دربار والون نے کہا دیکھیے
کسی نے کسی پر سحر بھیجا ہے بڑے زور شور سے پھرا جاتا ہے فولاد نے کہا یہ سحر ہمارے فرزند کا
معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ آتش نے برسر بارگاہ چرخ مارا جب شعلہ پھٹا تو دیکھا کہ ایک انگریز قفس
مین قید ہے نامہ گلے مین بندھا ہوا ہے زمین پر قفس اترا شعلہ آتش ہٹ گیا فولاد نے نامہ
گلے سے کھولکر جو پڑھا لکھا تھا کہ پھوپھی اماں مین نے عمرو و برق کو گرفتار کیا برق کو تو آپکی
خدمت مین بھیجا یہان بی حیرت تو ایسی ڈری ہوئی ہین کہ عیارونکے نام سے کانپتی ہین ورنہ
مین یہین قتل کرتا آپکی خدمت مین بھیجا ہے دیسے تمام تر اسکو قید کرنا کہ تڑپ تڑپ کے مرجائے
شہنشاہ بہت راضی ہونگے یہ مضمون پڑھتے ہی فولاد نے کہا ارے کوئی حاضر ہے

بدنام کیا ہی ابہام آپڑا اب تو انتقال بھی اٹھا استینین چڑھا کر جو نوچیر گرا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی
کو تھپڑ مار دیا سیکڑون کی گردنین کھینچکر پھینکدین ابہام نے آگ برسائی پتھر گرائے انتقال کہتا
ہے تیرا سحر اپنے جسم پر لیتا ہون بس سامنے سے بھاگ جا اسی مین خیر ہے ورنہ ایک آدھ تھپڑ مار
دونگا سر تیرا اڑ جائیگا میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ
پلٹ پاٹ کر انتقال کہتا ہے کہ ای رفیق تو نہ گھبرانا عمرو جواب دیتا ہے ای آقائے نامدار و اے
مولائے قدر شناس مین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتا انکی کیا حقیقت ہے اتنے دیجیے تو عیاری
کرون میان ابہام کی گردن لون یہ سنتے ہی انتقال نے تخت کو اشارہ کیا تخت زمین پر
آیا ایک ساحر کی شکل بنکر خواجہ گولے ترنج مارتے ہوئے چلے گولہ جو پھینکا اسنے ہاتھ مارا گولہ
پھٹا چند چھینٹے پانی کے اسمین نکلے منہ پر اس ساحر کے پڑے بیہوش ہو کر گرا عمرو نے فورًا اسکا
کام تمام کیا خواجہ جب سے قریب طلسم ہوشربا کے آئے ہین ہر وقت چاق و چوبند رہتے ہین فورًا
ایک مار سیہ زنبیل سے نکال کے پھینکا وہ رینگتا ہوا چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی اے
ابہام یہ مار تیری جانب آتا ہے اسکو مار لے یہ انتقال سحر ہے ابہام نے پلٹکر دیکھا ایک
مار سیہ کنچہ اٹھائے ہوئے راہ راہ جاتا ہے ابہام نے ایک لاٹھی ماردی سانپ کا سر پھٹ گیا
اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان آنکھون مین ابہام کے لگا ارے کہکر زمین پر گرا بیہوش
ہوا خواجہ نے قریب آکر خنجر مارا ابہام کا شکم چاک بقعہ پاک اندھیرا ہوگیا صدائین ہیبت ناک
آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ابہام زنجیر دار بود انتقال نے جو آواز
سنی پکار کر کہا خواجہ کیا کہنا کیا جلد ابہام کو مارا اب جو فوج پر گرا دو دو چار چار کو ٹکرا دیا
غلغلہ پڑ گیا فوج والے بھاگے کہتے ہوئے انتقال پر ہمارا زور نہین چلتا نہین معلوم
ابہام کو کسنے مارا خاصی طرح لڑ رہا تھا یکایک ایک جادوگر نے خنجر مار دیا انتقال نے
دور تک تعاقب کیا جب پلٹا تو آکر دیکھا خواجہ عمرو زیر تخت کھڑے ہین انتقال نے کہا ای
رفیق و شفیق کیا کار نمایان کیا جھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا جو جادوگر مجھسے بل کی لیتا ہے
تو مثل صحیحہ کے قتل کرتا ہون جسطرح آپنے ایک طمانچہ مار دیا اسی طرح مین ایک خنجر مار دیتا
ہون مگر آپ سے مجھے محبت ہے آپکو بہت راضی کرونگا انتقال بہت خوش ہوا کہا ای عمرو

گردن سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا استقال نے ایک لات ماردی کہ استخوان چور چور
ہو گئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من
صیحہ مردار خوار بود مکان تمام سحر کا تھا جل گیا جھیں میں آگ لگ گئی استقال نے کہا اے عمرو
چل اس فاحشہ کی یہی سزا تھی ابھو خواجہ چھوٹے استقال کے ہاتھ چوم لیے کہا حضور آپنے اپنی آشنا
کو مارا میں بھی آپکو ایسا راضی کرونگا کہ آپ بہت خوش ہونگے استقال نے ایک تخت تیار کیا
استقال نے کہا خواجہ اب یہاں آفت برپا ہوگی مسلسل زنجیر دار آئیگا یہ زاغ و زغن جو اڑے
ہوئے جاتے ہیں اسکو جاکر خبر کرینگے وہ فوراً آئیگا ہر چند کہ میں اس سحر یا یہ کسی کا نہیں رکھتا
مگر کیا ضرور ہے کہ فساد ہو اب نکل چلو خواجہ نے کہا حضور آپکی جان کی خیر ہو استقال نے کہا وہ میرا
کیا کر سکتا ہے جب وہ میرا پیچھا کریگا دیکھا جائیگا یہ کہکر خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ بھی اس
تخت پر بیٹھا تخت کو اڑاتا ہوا چلا یہاں مسلسل زنجیر دار بیٹھا سو رہا تھا کہ زاغ و زغن نے
سرہانے آکر کائوں کائوں کی مسلسل اٹھ بیٹھا یہ حال کیا ہوا کیوں روتے ہو کیوں
سر پیٹتے ہو کیا تم پر آفت آئی جو اسقدر بیقرار ہو ایک زاغ نے مثل انسان کے آواز دی اے
بادشاہ پردۂ ظلمات غضب ہوا ہماری افسر کو استقال نے مارا عمرو کو لیگیا ہم دیکھا کیے
ہمسے کچھ نہو سکا اپنے افسر کے مرنے سے بے طاقت ہو گئے یہ سنکر مسلسل اٹھا کہا ارے
استقال تم کو عمرو سے کیا کام تھا اسی زاغ نے کہا حضور چھوٹا اور طوطا ہے لیکن عمرو کو وہ
لے گیا ہمکو داغ دے گیا مسلسل نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے بڑھکر استقال کو پکڑ لاوے یہ کہنا
تھا کہ ابہام زنجیر دار اپنے مقام سے اٹھا کہا اگر حکم ہو تو میں مشکیں باندھکر لاؤں یہ کہکر کے
ابہام اٹھا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے تلاش میں استقال کی چلا استقال دو کوس نکلا ہے
کہ ایک ابر زرد آسمان پر پیدا ہوا اس لکہ ابر زرد سے آواز آئی او استقال نمک حرام کہاں جاتا ہے
قیدی کو سرکار کے لیے جاتا ہے یہ سنتے ہی استقال پلٹا عمرو سے کہا لو ابہام زنجیر دار میری
تلاش میں آیا یہ کہکر آواز دی او ابہام زنجیر دار کیوں سامنے آئی ہیں عمرو میرا نمک حرام تھا
اسکو لیے جاؤنگا تیری بادشاہ کا کہنا نہ مانونگا ایک غریب گویے کو قید کیا کہ عمرو ہے قاتل مشتمش
دیو حضال تھا اسکو یہ بیچارہ کیا مار سکتا وہ ایک انگلی رکھدیتا تو یہ مرجاتا ناحق ایک غریب کو

ناحق کو حمزہ نے بدنام کیا مین بیچارہ کیا کسی کو مار سکتا ہون صیحیہ نے کہا او ساربانؔ ادے
تو میرے شوہر کو افروختہ کرتا ہی چپکا بیٹھا رہ اشتقال نے کہا ای صیحیہ کیون غریب کو دھمکا د
دھمکا کے مارتی ہی تیری صورت دیکھکر مرا جاتا ہی جایا کے بات کرون تو مر جائیے مین برسون سے
تیرے پاس آتا ہون تجکو راضی کرکے جاتا ہون آجتک مین نے کبھی تجھسے کسی بات کو نہ کہا تھا
ایک مہمل بات جو کہی اسپر انکار کرتی ہی اے عمرو تو قفس سے نکل آ خواجہ نے کہا مین اسکے سحر
مین مبتلا ہون اشتقال نے کہا او صیحیہ سحر اتار دے صیحیہ نے کہا ارے بیحیا یہ مجھکو تجھکو
دونونکو قتل کریگا اور نکلجائے گا اشتقال نے کہا تجھی کو مار کر نکل جائیگا اتاردے ورنہ انگلی اپنی
رکھدون تو مر جائیے یہ ہمکو کیا قتل کریگا مین اسکو باغ لالہ زار مین لیجاؤنگا لالہ زار قدر
شناس فلک اساس ہے وہان پڑا رہیگا باغبانونکی خدمت کریگا گانیوالا مشہور ہوگا صیحیہ
نے کہا دیوانہ ہوا ہی کیون ملکہ لالہ زار کی شامت بلاتا ہے ہاے مین چاہتی تھی اسکو مار ڈالون
مگر کیا کرون میدان خونی کا حکم مل چکا ہی مسلسل زنجیردار نے اشتہار جاری کیے ہین ای
اشتقال اسکے رہا ہونے مین ضد نہ کر اسکا رہا ہونا بہتر نہین اشتقال نے کہا پھر تو میرے
خلاف کہتی ہی جو ہم چاہینگے وہ کرینگے تجھ ایسی مجکو بہت مل جائینگی مجھ ایسا تجکو نہ ملیگا یہ کہکر
ہاتھ بڑہایا کہ عمرو کو نکالے خواجہ عجز کر رہی ہین کہ ای اشتقال میرے رہنے کا ٹھکانا نہین
ملکہ لالہ زار کا ملکر نوکر رکھا دیجیے سب کی خدمت کرونگا راضی کرکے چھوڑونگا تمھاری
خدمت سے عمر بھر منہ نہ موڑونگا صیحیہ جھلا کر اٹھی کہا او اشتقال قفس سے عمرو کو نہ نکالنا
میرے بولے نے اسکو قید کرکے بھیجا ہے اگر یہ رہا ہوا تو بڑی خرابی ہوگی دیکھ میری بات مان
برسون کی ملاقات دم بھر مین چھوڑتا ہی یہ شخص بڑا جعلساز شعبدہ باز ہی ایک فقرے
مین سب کو قتل کریگا ایسے مشتمش کو مارا عمرو رونیلگا پیاز ذرا سی نکالکر آنکھون
مین لگالی اسقدر آنسو جاری ہوئے کہ خواجہ ہچکیان لینے لگے اشتقال نے کہا جلد اسکو
رہا کر کیسا بیقرار ہوکر روتا ہے ایسا نہو کہ دم نکل جائے دیکھ تو اسکا کیا حال ہی اشتقال نے
جو ہاتھ بڑھایا کہ عمرو کو قفس سے نکال لون صیحیہ نے ہاتھ پر ہاتھ ڈال لیا اشتقال نے کلائی پکڑ کے
ایک طمانچہ یا سامری کہکر مار دیا طمانچہ جو عارض پر صیحیہ کے پڑا سراسر خود سر کا چینز

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے
انباد ماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے
حیرت کی جا ہے خط رخ آتشین یار
اے شہسوار پانو نکا تیرے خیال ہے
اس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا
بیخود ہوئے نہ زندہ چڑھا کر خم و سبو
یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار
گلہاے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہے
کہتے ہین ہاتھ دیکھکے اس بت کا برہمن
عمر دو روزہ ہوگئی اک حال پر بسر
روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اسکے حال پر
آتش کو چھپکے قتل کیا اسنے اسلیے

یوسف یہ چھپا ہے رکھنا تھا منھکو نقاب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے
اسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے
نکلا ہے سبزہ تو لعل آفتاب سے
آنکھون نے حلقہ دام لیے ہین رکاب سے
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے
جگر مین جرعہ ہے قدح آفتاب سے
وحشت ہوئی ہے مجھکو ہرن کی کباب سے
ای ترک اپنی تیغ کو سمجھو گلاب سے
تم عاشقو تمکو قتل کروگے حجاب سے
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے
نفرت ہے مجھکو صحبت برق و سحاب سے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

اسطرح بیقراری مین عمرو نے یہ غزل گائی انشقال نے کہا اے صبیحہ اسکے گانے پر دل دکھتا ہے خوب گاتا ہے اسنے کیا خطا کی جو اسکو قید کیا صبیحہ نے کہا تمھارا ہونا جو شارروق ہے وہ برای مقابلہ مسلمانان گیا ہے اس نگوڑے نے چاہا تھا کہ اسے مار ڈالے وہ میرا تعلیم کردہ ہے اسنے اُسے گرفتار کرکے یہان بھیجا سب سرداروں نے اسکے قید رکھنے سے انکار کیا تب میرے چچے نے اسکی قید میرے سپرد کی میرے ساتھ یہ مکر کر رہا ہے لیکے گانیکا اسے انعام دیدو انشقال نے کہا اے صبیحہ یہ غریب دبلا پتلا تانتیا کیا کسی کو ماریگا میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ اسے قید سے چھوڑدو یہ غریب محتاج ہے اسکے قتل کرنے سے کیا فائدہ صبیحہ نے کہا اے انشقال یہ نہ کہو یہ ظالم اظلم ہے شارروق کو جاکر قتل کریگا آفت برپا کردیگا اسکا رہا ہونا اچھا ہونا نہین انشقال نے بیحر بگڑ کر کہا یہ کسی کو کیا قتل کریگا کھلونہ ہے جس صحبت مین جاہا بٹھا دیا دو غزلین گو البتہ عمرو نے کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان مین نے آجتک چیونٹی کو بھی نہین مارا مجھے

گانا سنونگی صبح کو لیجا کر قتل کرونگی عمرو نے بلک کر تہ دل سے دعا کی کہ اے بے نیاز رحم اپنا تو
شامل کر مین نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہون مجکو یہ ملعونہ جلا رہی ہے صبحکو قتل کرنیکو کہتی ہے تو
مسبب الاسباب حاکم لاجواب ہے عمرو نے جو بیچین ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ابر سیہ
اٹھا صیحیہ نے جو ابر کو دیکھا اٹھ کھڑی ہوئی کہا لے او عمرو اب میرا وارث آتا ہے تیری مشکل آسان
ہو جائیگی گلے جا چپ نہ رہ عمرو حیران کہ اسکا وارث کون ہے صیحیہ تو اٹھکر دوڑی دو چار بوتلین
اٹھا لائی کپڑے بدلنے لگی گھاروے کی ایک تہمد باندہ لی چراغ اٹھا کر سر پر تیل ڈال لیا بالونکو
سنوارا کہ وہ ابر قریب آکر آسمان پر لہرایا صیحیہ نے پکار کر آواز دی صاحب جلدی آؤ کیون دیر
کرتے ہو ابھی مین نے ذکر کیا تھا کہ آج میرا وارث نہین آیا دل بیقرار تھا آنکھین اسکبار تہین آج
مجھے ہاتھ نہ لگانا سر مین میرے خلل ہے دیکھو پنڈا پھیکا ہو رہا ہے ابر سے گڑگڑاہٹ کی آواز
آئی صیحیہ پکاری مین آ واڑے صدقے صاحب جلد آؤ مین گھبرائی ہوئی ہون گھاروے کی جو ساری
اوڑھے ہے گھونگھٹ بھی نکال لیا سر جھکا کر کھڑی ہوئی کہ وہ ابر شق ہوا تخت پر ایک جوان کو دیکھا
سیہ فام بدانجام چالیس گز کا قد صیحیہ کو گھونگھٹ نکالے جو دیکھا پکار کر آواز دی کیون اے
جان جہان مزاج کیسا ہے صیحیہ نے ٹھنک کر کہا صاحب جیسی ہون ثابت ہو جائیگا میری
طبیعت بے لطف ہے تمسے کسی بات مین انکار نہین مگر آج خالی بیٹھو دیکھو تمکو گانا سنوانگی
گانا سنکر اسکی گردن توڑ ڈالنا گردن مروڑ دینا نگوڑا دیوانہ ہوا ہے لو صاحب مجہپر رنگ جماتا
ہے بھلا مین اسکے دام مکر مین آؤنگی تجھ ایسے چاہنے والے سے تو مین اپنے مزاج پر سب کام کرتی
ہون اشتقال آدمخوار نے کہا یہ کون شخص ہے جسکا گانا سنین یہ خوب گاتا ہے صیحیہ نے کہا
گانا اسکا سحر ہے بڑے بڑونکو اسنے گانے مین مارا ہے یہ نگوڑا عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے اور
کوئی ہوتا تو ابتک اسنے مار لیا ہوتا نگوڑا میرے سامنے باتین بناتا ہے یہ کہکر اشتقال کے ہاتھ مین بوتل
دی اشتقال ساری بوتل ایک سانس مین پی گیا کہا اور شراب لا صیحیہ نے دوسری بوتل دی
وہ بھی پی گیا اور شراب مانگی پانچ چھ بوتلین نی کر ڈکار لی گزک وغیرہ بھی کھائی نشہ مین بلبلانے لگا
کہا اے جان جہان گانا سنواؤ صیحیہ طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او ساربان زادے گا خواجہ
نے بخوف جان یہ غزل گانا شروع کی

غزل

کو مارا گرہو خواجہ اسکی باتونپر حیران ہوجاتے ہین جی مین کہتے ہین جو میرے دل مین ہے وہ اسکی آب وگل مین ہے اب خواجہ نے بیقرار ہوکر وعائیہ اشعار گانا شروع کیے مگر ایسے شعر شروع کیے کہ وہ نہ سمجھے یعنی یہ اشعار گائے

نظم

بہر موسم چمن سرسبز از ابر گہر بارش ۔ رسیدہ تازہ رنگ آب و بو بہ گلشن گل گزارش
بمرغوب دگر رغبت ندارد راغب مولی ۔ بمطلوب دگر مطلب نمیدارد طلبگارش
گدائے کوئے حق کی بر در دیگر شود سائل ۔ رود پیش مسیحا کے براے چارہ بیمارش
زاد کارش مذاق تازہ اہل ذکر را حاصل ۔ زبان رطب اللسان وحمد بر ستار ز اقرارش
زمین محکوم و سرگردان فلک چون نشتر تابع ۔ جہان بیشمار رانہ عاشق و عالم گرفتارش
بجمع حق چہ دیوان نزد رقم در پارسی ہندی ۔ کہ نطقش راحت روح است و نور دیدہ اشعارش

صیحہ نے ایک چوب آہن ماری عمرو بلبلا گیا کہتی ہے او ساربان زادے گانے کے حیلے سے تو دعامین مانگتا ہے تیرا خداے نادیدہ مددکو آئیگا خواجہ عمرو نے رونا تو موقوف کیا مگر گائے جاتے ہین جان کا غم گرفتار رنج و الم جسکے دام مین ہین وہ کوئی فقرہ نہین مانتی جو دل سے ارادہ کرلے ہین وہ بڑھیا زبان سے کہدیتی ہے اور کہتی ہے او ساربان زادے تیرے سارے ہیرے ناخنونپر لکھی ہین جو تو ارادہ کریگا اسکا حال مین جان جاؤنگی تونے مشتمش ایسے ساحر کو دھوکا دیکر مارا دمامہ کو دھوکا دیا یہان تجکو قضا لیکر آئی ہے تجکو قتل ہوجائیگا سر بازار سزا پائیگا میرے بچے نے تجھے میرے سپرد کیا ہے تیرا کہنا سن لین خواجہ عمرو مجبور و ناچار ہین اب کچھ نہین کہتے اشعار دعائیہ بھی موقوف کیے صیحہ دمبدم کہتی ہے مجھے یہی تردد ہے کہ کوئی تیری مددکو نہ آئے دو پہر رات گذر چکی ہے اب جب خاموش ہوگا تجھکو مارونگی نیم بسمل کرکے تجھے میدان خونی مین لیجاونگی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ عالم آپ بڑی رحیم ہین میرے حالپر رحم آئیگا مجھکو قید رہا کیجیے یہ سنکر صیحہ مردارخوار نے پھر پنجہ گرم کرکے رکھدیا عمرو بلبلا گیا بلا تکلف پکار اٹھا اے معبود حقیقی وای رب تحقیقی اب تولے سنتا نہین اٹھی رحم انپا شریک کر صیحہ نے کہا کہ تو نہین سمجھتا جلاکے مارڈالونگی کا ئے بیانا دشمن ہ صبحکو تیری مشکل آسان ہوجائیگی تونے اسوقتکی گانیکا پڑا کیا تھا مجھکو دھوکا دیتا ہے پر نہین ہے مین خوب سمجھی ہون رات بھر تیرا

خواجہ سمجھے کہ سحر نے ہمارے تاثیر کی کہا دائی امان گاتا کیا ہون ایسی حال پر روتا ہون آہین
بائین شایئن کاٹھ کے پائے کسی قدر جانتا ہون اگر آپکی خوشی ہو تو گاؤن صنیحہ نے کہا نگوڑے
مین جانتی ہون کہ گانا تیرا تاثیر سحر رکھتا ہی مگر پتھر مین جونک نہ لگیگی نہ گائیگا تو مین گوالونگی جلد گا
عمرو فرار کا تھا کہ اسنے سیخچہ گرم کرکے عمرو کی ران پر رکھدیا چرسے آواز آئی عمرو کا گوشت جلنے
لگا داغ پڑگیا بیقرار ہوکر عمرو نے کہا دائی امان گاتا ہون کیا مین آپکے حکم کے خلاف کرونگا جو
ارشاد ہو بجالاؤن خواجہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ران کے زخم کو حیران حیران دیکھ رہی ہین
آخر یہ غزل جلدی مین شروع کردی

غزل

چشم باران مین مری بعد نہ خوناب اترا | یاد آیا نہین پھر دھیان سی جو خواب اترا
شرط ہی رتبۂ مردان خدا کا انصاف | ڈوبا فرعون تو مین موسی وہین پایاب اُترا
ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل | سان پر چڑھ کے اگر دشنۂ قصاب اُترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھو نمین | بام پر سی جو وہ خورشید جہانتاب اُترا
عشق اس ماہ زنخدا کا ہوا جسد ان سی | مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا
قتل ستی مین کیا دست جو مجھسا اُسنے | دشمن جان ہو مرے نشۂ احباب اُترا
سامنا روے منور سے ہوا ہی کس کے | چہرۂ ماہ ہی کیچھ اے شب مہتاب اُترا
وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج | دیکھلے لشکر خجلی کو لب آب اُترا
آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا | آنچ کھا کھا کے ہے قائم ہی سیماب اُترا
بوسہ لب کا نزاکے کے پیا ہی مین نے | حلق سے میری ہی جب شربت عناب اُترا
برق وش دیکھکے گیسوے سیہ کو تیرے | چشم انصاف ہے ابر سیہ آب اُترا
بھولنا بحر محبت کے غریقونکو نہ یار | پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

خواجہ بلک کر رو دیتے ہین اور گانے مین بھی مصروف ہین دل مین کہتے ہین ہم سمجھے تھے کہ اسپر
ہمارے کمال نے تاثیر کی مگر یہان کمال باعث زوال ہوا کبھی کہتے ہین ای ملکہ عالم مین بڑے
عذاب مین ہون اگر آپکو گانا سننا ہی تو قفس سے باہر نکال لیجیے مین کہان جاؤنگا صنیحہ کہتی ہی
نگوڑے میں تجھی قفس سے نکالون تو مجھے نکلکے بہوتس کر میری ہی شکل بنکر مسلسل زنجیر دار

نے فوراً اشتہارون کو حکم دیا کہ صبحکو میدان خونی کی تیاری ہو صحراے ظلمات مین سب جمع ہون
صیحیحہ لیکر عمرو کو ویرانے کی طرف آئی دیکھا عمرو نے مکان ٹوٹے ہوے کھنڈل جابجا پڑے
ہوے ایک ایک دیوار باقی ہی کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہان مکان تھا صیحیحہ عمرو کو لیے
ہوے اس ویرانے سے گذر کر ایک مقام پر آئی کہ وہان جابجا نباور لگی ہی ایک مکان اسمین
ہی کچی چہار دیواری دروازے مین باندہ بندھے ہوے ٹٹ دروازے کے گھنے ہوے دروازہ
دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہی جالے جابجا لگے ہین ایکطرف کچا چولھا بنا ہوا اس پر سیاہ ہنڈیا رکھی
ہے کچھ پتے کچھ تنکے قریب چولھے کے رکھے ہین بڑھیا قفس عمرو کا چھپر مین لٹکا دیا ایکطرف
مٹی کا لوٹا رکھا تھا اسمین سے باسی کی کھچڑی نکالی کونڈے مین دھو کر چولھے پر چڑھا دی تنکے
پتے جلائے کبھی آگ خوب روشن ہوگئی اور کبھی بجھ گئی خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین بڑی عرصے مین
کھچڑی پکائی کونڈے مین نکالکر بیٹھی خوب سیر ہو کر کھچڑی کھائی ڈکار لی منہ سے دھوان نکلا عمرو
اس بڑھیا کی حرکات پر کانپ رہا ہے بڑھیا نے کھچڑی کھا کر ہنڈیا کو پھر اوندھا دیا اب باہر چھپر کے
آئی ایک چبوترہ گوبر سے لیا ہوا تھا اسپر کملی بچھائی ایک چادر مین پیال لپیٹی اسکو گاؤ تکیہ بنایا چھپر
مین ایکطرف ایک طنبورہ لٹکا تھا موٹے موٹے تار اسمین لگے ہوے اسکو نکالکر چبوترے
پر رکھا کونے مین ایک کالی بوتل رکھی تھی اس بوتل کو اٹھا کر لائی ایک پیالہ کہ جسمین پھپھوندی لگی
تھی اسمین شراب انڈیلی چند مرچین سوکھی اور کچی کنکریان نمک کی بجاے گزک رکھلی ہین شراب کا
پیالہ خوب غٹ غٹ غٹا گئی پیا چار جام بھر کر پئے در پئے پیے جب نشہ ہوا مرچین کھائین
نمک کھایا خوب مست ہو کر طنبورہ اٹھایا وہ موٹے موٹے تار لوہے کے بجائین کرکے
ما یا لما کر اترانے اور بربرانے لگی آپ ہی جھوم جھوم جاتی ہی اور سر پر اڑتی ہی خواجہ نے جب
اسکو خوب مست و لایعقل پایا گنگنا کر ایک تان ماردی بجلی چمک گئی صیحیحہ ٹھہری چہار جانب
دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ آواز کہان سے آئی تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر بجانے لگی اسی طرح گانے لگی خواجہ
نے پھر ایک تان ماردی ابکی اسنے ہونٹھون کی جنبش دیکھ لی سینچہ لوہے کا لیکر اٹھی کہا
کیون سارہ بان زادے تو گانا بھی جانتا ہے خواجہ نے کہا وائی ایان مین تو گانا نہین
جانتا صیحیحہ نے کہا نگوڑے ابھی تان لگائی دل تو ہمارا بیقرار کردیا اب انکار کرتا ہے

پاس روانہ کیا عمرو یہان آیا ہی فوراً قتل کو لکھا ہی اب وقت شب قریب ہی اشتہار کیونکر
جاری کرون آج رات کو کوئی ساحر اسے اپنے مقام پر رکھے صبحکو قتل جائیگا کیون یارو تم مین
کوئی ایسا ہی کہ رات کو اسکو قید رکھے صبحکو میدان خونی مین لیکر آئے بعد قتل سر اسکا اپنے فرزند کی
پاس روانہ کرون لاش جنگل مین پڑی رہی زاغ و زغن لاش کو اسکی کھائین طائران ظلمات
بھی مزا اٹھائین ساحرون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ ایسا مکار و غدار ہی کہ آپکے صبا خبرداد
نے اسطرح روانہ کیا کوئی ساحر لیکر نہ آیا اسی خوف سی انھون نے یون بھیجا غلامان جانثار مجبور
و ناچار ہین اسکو ہم نہ رکھینگے اگر چھوٹ جائے تو سرکار کو کیا جواب دین اسی سرکار اپنے ہی پاس
رکھین یہ سنکر مسلسل زنجیر دار خوب قہقہہ مارکر ہنسا کہا ارو کیا مین تمھاری بھروسی پر
سلطنت کرتا ہون یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی بنفشہ حبشن کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ دیکھا
ایک حبشن کالی کالی ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہنشاہ لونڈی کو کیون یاد فرمایا ہے
مسلسل نے کہا اے بنفشہ جاکر صیحہ مردار خوار ہماری دائی امانکو بلا لاؤ بنفشہ گئی سب
اہل دربار نے تھوڑی دیر مین دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ ہاتھ مین لٹھیا کپڑے میلے پہنے ہوئے
کھٹ کھٹ کرتی ہوئی سر ہلتا ہوا آگے پہونچی مسلسل کی بلائین لین کہا بیٹا آج دائی کو
کیون طلب کیا مسلسل نے کہا دائی امان تمھارے پوتے نے جاکر لشکر اسلام مین تو
قیامتین برپا کین عمرو عیار کو گرفتار کرکے بھیجا ہی کوئی سردار اسی رات کو نہین رکھتا اسکو
لیجا کر اپنے گھر مین رکھو صبح کو میدان خونی مین لانا وہان قتل کیا جائیگا سر اسکا تو
تمھاری پوتے کے پاس بھروانہ ہوگا صیحہ مردار خوار نے منہ اپنا پیٹ لیا کہا ای فرزند
بڑا غضب کیا شاروق اسکو قید کرکے یہان بھیجا یہ قاتل دمامہ و شمشیرہ ہی اس
سے ڈرنا چاہیے ایک طرح مین لیے جاتی ہون کہ شب کو اگر طلب کروگے تو پھر ندونگی
صبح کو میدان خونی مین لیکر آؤنگی اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی سر خدمت مین شاروق کی بھیجونگی
تب میرے دلکو آرام آئیگا ورنہ یہ سبکو قتل کرتے نکل جائیگا اس ظالم کی رگ رگ مین مکر بھرا ہی اسکی ہر ہر
مقام خوف ہی مسلسل نے کہا ای مادر مہربان آپ لیجائیے جسطرح آپکے نزدیک مناسب ہو کیجیے سر اسکا ضرور [illegible]
بیٹے کے پاس جائے دربار افراسیاب مین وہ آبرو پائے صیحہ نے پنجرا اٹھا لیا عمرو حیران [illegible]

نامدار سے بڑی شرمندگی ہوتی تم مین کوئی ایسا ہی کہ اسکی قید لیجا کے سب ساحر ہاتھ باندھ کر اُٹھے
عرض کی خداوند ایسے مکار جعلساز کو ہم لیجائین ایسا نہو راہ مین کچھ فتور پڑے بات بات مین
عیاری کرتا ہی ہم کوئی اسکو نہ لیجا سکینگے ستار روق قہقہہ مار کر ہنسا کہا یارو کیا مین تمہارے بھروسے
پر آیا ہون ایک قفس آہنی لاؤ دیکھو کس طور سے روانہ کرتے ہین دیکھین کون روکتا ہی کوہ مہر
پہ سامنے مسلسل زنجیر دار کے قفس جاکر اُتریگا اُنکو اختیار ہی اسقدر اُنکو عمرو کے قتل کرنے کی
خوشی ہی کہ اُسی وقت کرینگے تمام ظلمات مین مشتہر ہوگا سب ساکنان شہر جمع ہونگے انکے ہجوم
سے قتل کرین کہ تمام شہر مین مشہور ہو جائے کہ عمرو عیار قتل ہوا برق کو اور جگہ بھیجونگا یہ
کہکر ایک قفس آہنی منگوایا عمرو کو قفس مین بند کیا عرضی اپنے باپ کے نام لکھی کہ آپکے غلام
نے عمرو و برق کو گرفتار کیا ان دونون کا ساتھ رہنا مناسب نہ تھا لہذا برق کو آپکی ہمشیر
فولاد آہنکار کے پاس روانہ کرتا ہون عمرو کو آپ کے پاس بھیجتا ہون فورًا اسکو قتل کیجیے گا یہ
قفس مین جب عمرو بند کر چکا سحر کیا ایک شعلہ نیچے قفس کے پیدا ہوا اُس شعلے نے قفس کو
اُٹھالیا طرف آسمان کے روانہ ہوا ایک قفس مین برق کو بند کیا اُسیطرح سحر کیا نامہ لکھا
جناب پھوپھی صاحبہ برق فرنگی عیار کو مین نے پکڑا تھا آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون عمرو
کو خدمت مین آپ کے بھائی صاحب کی روانہ کردیا یہ انگریز آپ کی خدمت مین آتا ہی فورًا اسکو
قتل کیجیے گا امان نہ دیجیے گا نامہ لکھکر برق کے گلے مین باندھ دیا اس قفس کو بھی بطور مذکور
روانہ کیا اب قفس عمرو کا ذکر ہوتا ہی مسلسل زنجیر دار تخت پر پرورہ ظلمات مین بیٹھا ہی باتین کر رہا
ہی کہ میرا فرزند برائے مقابلہ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا کرے کیونکر مقابلہ ٹھہرے لیکن کسی بات
مین وہ کم نہین ہی جاتے ہی قیامت برپا کریگا بہار باغبان اُس سے کیا لڑ سکینگے یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک قفس اُڑتا ہوا آتا ہی ایک نے کہا کسی نے کسی پر دونٹ پھینکی ہے کوئی
کہتا ہے شعلۂ آتش ہی کوئی کہتا ہی سحر سرکش ہی مسلسل زنجیر دار نے بغور دیکھکر ایک قہقہہ مارا کہا
یارو سمجھے نہین میرے فرزند کا سحر ہی وہ قفس چرخ مارتا ہوا بارگاہ مین اُترا اب سب نے دیکھا
کہ ایک شخص وبلا پتلا گلے مین اسکے ایک نامہ پڑا ہوا ہی مسلسل نے نامہ گلے سے نکالا ناسکو
پڑھا کہا لو یارو میرے فرزند نے لڑائی کا خاتمہ کردیا عمرو عیار کو قید کرکے بھیجا برق کو ہمشیرہ کے

تھا کہ تلوار کھاؤں آخر اندھی کو حکم دیکر جلدی سوچی کہ یہ عمرو عیار ہے فوراً نکل جائیگا اب مجھے اختیار ہی جاہیے قتل کریا چھوڑ دے یہ کہکر ماہیان زمرد پوش روانہ ہوگئی شارفوق نے حکم دیا جلاد کو لاؤ فاروق سے مجھکو بڑا رنج دیا ہے برق و چالاک نوجوان کر دیکیا ماہیان کہ گئی تھی اے شاروق اس ظالم کو جسنے قتل کیا روح سامری کو شاد کیا تمام عیاری دنیا سے مٹ جائیگا اسی نے عیاری کو زور دیا جلاد تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا خواجہ منتین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران مین تو آپ کی ملاقات کا شایق تھا اگر حکم دیجے چالاک و برق کو ابھی گرفتار کر لاؤن مہرخ و بہار کی مشکین ندھکر لاؤن تمام لشکر کو ایک دن مین تباہ کر دون مجھے معاف فرمایئے رہا کر دیجیے جو کام کہیے گا وہ کرونگا جب خدمت مین رہونگا تب خیرخواہی ثابت ہوگی شاروق نہین مانتا جلاد سے کہتا ہی جلد قتل کر جلاد سر پر عمرو کے آیا گویے کا خط دیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ ساحران حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے کا یہ وہ شخص ہے کہ جسکے نام سے نام مسلمانان روشن ہوا شہنشاہ سے مقابلہ کیا لشکر کتنا جمع کر لیا کیسے کیسے ساحرون کو اسنے قتل کیا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا کام سامری و جمشید کا ہی شاروق نے کہا جلد سر کاٹ لے جلاد تلوار لیکر چلا شاروق نے حکم دیا چاہتا ہی تھا کہ حکم دے کہ دربار گاہ پر کھڑا ہوا ساواز آئی خبردار عمرو کو قتل نہ کرنا ملکہ حیرت نے طلب فرمایا ہے انکے سامنے قتل ہوگا دیکھا سرما ہے برف انداز دوڑا ہوا آیا کے جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا شاروق سے کہا اپنا سحر اتار دے ملکہ حیرت نے فرمایا ہے کہ شاروق کو قتل عیاران کا اختیار نہین ہمارے سامنے قتل کیا جائیگا وہین تم بھی آنا سرما ہے شاروق نے کہا ہماری انگشتری تو اٹھالاؤ یہ کہکر انگوٹھی اتار کر پھینکی سرما جھکا کہ انگوٹھی اٹھاؤن انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا منھ پر سرما کے گرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی دیکھا برق فرنگی عیار ہے شاروق نے کہا او مکار تیرے بیقرار ہوکے آنے پر مین سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی عیار ہے اب حکم دیا کہ ان دونون کو زیر تیغ بٹھاؤ ایک وزیر اٹھا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ ساحران آپ کے والد نے چلتے چلتے فرمایا تھا کہ اگر عمرو کو قید کرنا تو ہمارے پاس ضرور بھیجنا ہم سر حد پردہ ظلمات مین قتل کرینگے کہ ہمارے فرزند کا نام ہو تمام ساکنان بیہودہ کلمات آگاہ ہون کہ عمرو ایسے شخص کو قتل کیا شاروق نے کہا ای وزیر اعظم خوب یاد دلایا ورنہ والد

افراسیاب جو اُترا اُتر رہے اپنا تخت غائب کر دیا آکے تخت پر شاروق کو بیٹھا کہا اے شاروق
تو کیا کیا تدبیرین غارت مسلمانون کی کر چکا شاروق نے کہا سحر سامری غلام نے تیار کر لیا
جب اُس سحر کو صرف کرونگا آپ ملاحظہ فرمائینگے سب کو قید کرکے خدمت حضور مین روانہ کرونگا
افراسیاب جادو نے کہا اے شاروق حقیقت مین تیرا سحر مین مثل نہین ہے وہ ظلمات والے
ذکر کر رہے ہین کہ شاروق ایسا شخص گیا ہے کہ سب کا خاتمہ کرکے آئیگا لیکن عیار بلائے بزرگ
مین ایسا نہو تمہارے ساتھ عیاری کرین یہ انگور باغ سامری کے لایا ہون یا حیرت کو
کھلائیے کہ اُسکی زندگی سے میری زندگی ہے یا تمہارے واسطے لایا یہ کہکر خوشہ انگور کا نکالا
شاروق کا ماتھا ٹھنکا مگر پھر دل سے کہتا ہے کہ تخت آسمان سے اُڑاتے ہوے لانا غیر ساحر
سے کیونکر ممکن ہے یہ بھی سوچا کہ ایسا نہو اگر کوئی بے ادبی کرون اور افراسیاب ہلا تھ ہلا دے
یا اشارہ کر دے تو سر اُڑ جائے یہ شک کا مقام نہین ہے یہ سوچکر خاموش ہو رہا افراسیاب
نے دو دانہ انگور خوشے سے توڑے کہا اے شاروق اسکو نوش کرو ابھی تمہین نفع ہوگا عمر بڑھیگی
خون تمام رگون مین جوش مارنے لگا بجا اور درست شاروق کہ رہا ہے دانے انگور کے ہاتھ مین
لیے چاہا کہ نوش کرے کہ آواز آئی اے شاروق کیا کرتا ہے ارے وہ سم قاتل ہے کہ پانی ہوکر
بہ جائیگا شاروق رُکا افراسیاب نے کہا ارے نگہبان ان انگورون کے منع کرتے ہین
وہ نہین چاہتے کہ کوئی انگور کھائے عمر اپنی بڑھائے اسی وجہ سے مانع رہتے ہین شاروق
نے پھر قصد کیا کہ آندھی سیاہ اُٹھی اور آوازین مہیب آنے لگین افراسیاب نقلی اپنے مقام
سے اُٹھا ہوا چلنے لگی پاؤن زمین نے تھام لیے آندھی سیاہ سے ایک طائر ہفت رنگ پیدا
ہوا پکارتا ہوا اے شاروق خبردار اگر ان انگورون کو کھائیگا کچھ پھل نہ پائیگا ارے یہ عمرو
عیار ہے شاروق نے ڈرتے ڈرتے ایک چٹکی خاک کی عمرو پر ڈالدی جیسے تو دہ بارود
مین چنگاری ڈالدی رنگ و روغن عیاری کا جلگیا صورت اصلی خواجہ عمرو کی نکل آئی
وہ طائر ہفت رنگ زمین پر گرا دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش ظاہر ہوئی
کہا ارے شاروق کہا تک تیرے واسطے پیروی کرون مین نے پردہ ظلمات سے
آواز دی تھی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو جائیگا تیری غفلت کو دیکھا بڑھتی جاتی ہے پھر بھاگ

تو شریک مسلمانان ہو گیا صرصر گرفتار کرکے لائی تھی عمرو نے اُسے چھین لیا وہ ساربان دو دہائی گیا
آئی مین گردن لی سرمانے کہا دیکھو صرصر پھر آئی ہے ابریق اسے حلقے کمند کے گلے مین ڈالکے
حباب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجبک بداختر ببرم در مجلس خسروان چو گردم ساقی تیغ و سپر وسبو و ساغر ببرم
عمرو نے چاہا پشتارہ باندھوں ابریق کے ساتھ دس بیس جادوگر جو آئے تھے انہوں نے اودہی
خبردار او عمرو کیا کرتا ہے خواجہ عمرو کلاہ ابریق کی لیکر بھاگے جادوگرون نے چاہا سحر کرین خواجہ
نے گلیم اوڑھ لی لیکن فاروق کو ہوشیار کر چکے تھے فاروق پر پرواز پیدا کرکے لشکر اسلام
مین آیا خواجہ عمرو بھی لشکر مین آئے یہان صرصر نے سب کیفیت حیرت سے بیان کی حیرت
نے جھلا کر شاروق سے سب حال بیان کر دیا شاروق نے کہا حضور قیامتین برپا کر دونگا آپ
میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجئے حیرت نے کہا جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا شاروق نے کہا حضور آگ
لگا دونگا بہار و باغبان کی کیا حقیقت ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا حیرت نے طبل جنگی بجوایا
ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل
ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین سحر تیار ہوتے تھے شاہزادیان ماہ رخسار مثل بہار گلعذار ہو حمامخانے مین داخل ہوتی تھین
لکہ ہائے ابر تیار ہونے لگے پھول کھلے چمن درست ہونے لگے لکہ ہائے ابر آسمان پر لہرانے
خواجہ عمرو بیرون بارگاہ نکلے برق و چالاک کو دیکھا باتین کر رہے ہین خواجہ نے کہا اے برق
مین اب تدبیر مین شاروق کی جاتا ہون آپ کچھ نہ تیزی کیجئے گا ورنہ باعث خرابی ہوگی دل کو
نہایت بیتابی ہے برق نے کہا مین حفاظت لشکر کی تدبیر کر رہا ہون آپ تشریف لیجائیں مین
نہ جاونگا خواجہ عمرو بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے بصورت مبدل لشکر شاروق مین
شاروق اپنے مقام پر بیٹھا ہے گرد افسر جمع ہین یہی ذکر کر رہا ہے کہ کوئی عیار صاحب نہ آئے آتے
تو حال معلوم ہوتا ہمنے وہ انتظام کیا ہے کہ اگر عیار آئے تو خود ہی گرفتار ہو جائے یہ باتین کر رہا
تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہے شاروق کھڑا
ہو گیا سب افسر برائے تعظیم اٹھے شاروق جھک جھک کر افراسیاب کو سلام کرنے لگا

بات پر فساد بڑھا لڑائی ہوئی آخر وہ زخمی ہو کے بھاگا حیرت نے کہا مین نے ابھی سُنا کہ وہ
شریک ملکہ مہرخ ہوا حیرت نے صرصر کو حکم دیا جس طرح سے بنے اُس کو گرفتار کر کے
لاؤ صرصر نے کہا آج ہی لاؤنگی یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلی ایک ضعیف بڑھیا
کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آئی جابجا پھرنے لگی فاروق کو ایک بارگاہ ملی خادم
خدمتگار عنایت ہوئے فاروق جا کر اپنی بارگاہ مین اُترا صرصر پھرتے پھرتے پشت بارگاہ
پر آئی جوڑی خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگی مہرہ نقب کا گوشہ بارگاہ مین توڑا سر
نکال کر دیکھا فاروق پڑا سو رہا ہے اس سے جھپٹ کر قریب آ کے کانٹے سے دوشالہ
ہٹایا بیہوشی دماغ مین دی فاروق کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اُسی نقب میں کود کر
سے بھاگی بھاگا بھاگ جاتی ہے خواجہ عمرو کو خیال تھا کہ فاروق پر کوئی افتاد
نہ پڑے یہ تو خبر پا ہی چکے تھے کہ شاروق بھی وہان آگیا اُسنے سب حال فاروق کا کہا ہوگا
شاید حیرت غصہ کرے اور صرصر کو بھیجے یہ سوچ کر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پشت
بارگاہ پر آئے انبار مٹی کا دیکھا نقب مین کودے بارگاہ مین آ کر فاروق کو دیکھا
کہ پلنگ پر نہین ہے خواجہ نشان قدم پر چلے چہار جانب دیکھتے ہوئے آتے ہین لشکر
سے نکل کر دیکھا صرصر پشتارہ بدوش جاتی ہے پکار کر آواز دی آگے نہ بڑھنا مین بھی
آ پہونچا صرصر نے پلٹ کر جو عمرو کو دیکھا پاؤن بھاری ہو گئے معلوم ہوا پاؤن مین زنجیر
پڑ گئی گھبرا گئی پشتارہ پھینک کر بھاگی لشکر اسکا قریب تھا بھاگی ہوئی پہونچی ابریق
کوہ شگاف طلائے پر تھا پکار کر آواز دی اے ابریق مین فاروق کو لائی تھی
عمرو نے پشتارہ چھین لیا ابھی وہ جنگل مین ہے یہ سُنکر ابریق جھپٹا عمرو نے فاروق کو
ہوشیار کیا اُس سے حال کہہ رہا ہے کہ ابریق نے للکارا او فاروق آگے نہ بڑھنا ورنہ آگ
لگا دونگا فاروق نے سحر کیا خواجہ کنارے ہوئے ابریق نے پتھر برسائے فاروق
پتھر و نسے بچا ابریق نے خون کا ٹکر پھینک مارا فاروق بیہوش ہوا کہ پہلو سے آواز آئی
ای برادر کیا کہنا کیا جلدی سحر کیا ہے ابریق نے دیکھا سرما آتا ہے ابریق نے جھک کر سلام
کیا سرما نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی یہ کون ہے ابریق حال بتانے لگا کہا کیون بھائی

شاروق نے پیچھا کیا آخر پلٹا کہا بیجا کو جانے دو اب لشکر حیرت مین جا کر پہونچیگا حیرت
دشاہ لشکر ہین وہ خود پوچھینگی کہ بھائی تجسے فساد کا کیا باعث ہوا بیجا مفصل حال کہیگا یا کہ
کہیگا یقین ہے کہ وہان بھی خفگی ہو مگر یارو دریافت تو کرو کہ یہ لشکر حیرت مین پہونچا
یا نہین پہونچا ہرکارے اُسیوقت چلے کہ خبر لائین مگر فاروق عشق مین سرخ ہو کے
بہوت لب پر مُہر سکوت زخمدار بیقرار اُفتان وخیزان قریب لشکر مہرخ پہونچا اب حیران
کھڑا ہی کہ مین سامنے ملکہ مہرخ کے کیونکر جاؤن یا اپنا حال کہلا بھیجون قضائے کار
خواجہ لشکر سے نکلے دیکھا ایک ساحر زبردست سر سے خون بہ رہا ہے شانہ زخمی چھ
سات ہزار کا لشکر پشت پر حیران ومضطر طرف لشکر اسلام کے دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بڑھکر پوچھا ای بادشاہ کہان مقابلہ پڑا کہان تو جا کے لڑا کس فکر مین کھڑا ہی فاروق
رونے لگا کہا ای شہنشاہ عیاران مین نے آپکو پہچانا آپ شہنشاہ اقلیم عیاری اور رہبر بر
وشت طراری نامی نامدار آپ عمرو عیار ہین مین عجب مصیبت مین ہون مجھے تا ملکہ مہرخ
پہونچا دیجیے خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا مطلب اصلی تو سمجھ گئے لشکر مین لیکر آئے اِس کے
لشکر والونکو ایک طرف اُتارا ملکہ مہرخ سے جا کر بیان کیا کہ فاروق بھائی شاروق
کا آیا ہے اطاعت چاہتا ہی اور اِسنے احسان بھی کیا کہ برق وچالاک کو رہا کر دیا ملکہ
مہرخ نے کہا بلاؤ مہرخ نے کہا خواجہ میرے اُسکے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین ہی
اُسکے فتور کا باعث ہوئی یہ سنکر خواجہ نے جا کر مُنھ دُھلایا مُنھ دھوتے ہی ہوش مین آیا
کہا کہ اب جو ہوا سو ہوا مین متعلق اہل اسلام کے ہون سامری وجمشید پر لعنت کی
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ مہرخ کو سلام کیا اشارہ ہوا دنگل بیٹھنے کو ملا قضائے کار
صرصر کسی کام کو آئی تھی فاروق کو جو دیکھا احوال دریافت کر کے بھاگی خدمت مین ملکہ
حیرت کی آئی سب احوال بیان کیا صرصر یہ باتین کر رہی ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ شاروق آپہونچا دو لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے ملکہ حیرت نے یاقوت وزمرد کو برائے
استقبال بھیجا شاروق سامنے حیرت کے آیا سلام کر کے دنگل پر بیٹھا تمام کیفیت اسنے
بیان کی کہ فاروق میرے ہاتھ سے زخمی ہو کر گیا ہے عیارون کو رہا کر کے چھوڑ دیا اسے

آنکھ کیا کھولون کہ ہے محو تصور دل مرا | گھر مین وہ محبوب آیا بند اب در چاہیے
بوسہ مانگا مین نے تو وہ کہنے لگا گھر سے نکل | ہو کہ سائل ہو وہ دروازے سے باہر چاہیے
شیشۂ مے ہے گلا ساغر ہے تیری چشم مست | مجھکو شیشہ چاہیے ساقی نہ ساغر چاہیے
مین نے لکھا ہے خیال طاق ابرو مین یہ خط | اسکے پہونچانے کو کعبے کا کبوتر چاہیے
بھیج ناسخ لکھ کے یہ اشعار سوے لکھنؤ | طائر معنی کو اب کاغذ کا سپر چاہیے

شاروق نے للکار کر کہا کیا بیہودہ بکتا ہے میری سمجھ مین بھی نہین آیا کہ تو نے کیا کہا دیوان کے دیوان یاد کرکے آیا ہے اپنے ہوش مین آ دیوانے پن کی باتین نہ بنا ایک گولہ مارونگا سر پھٹ جائیگا مگر عزیزو مین بدنام ہونگا تو نے عیارونکو کیا سمجھ کے رہا کیا مین تجھسے حاضر کراؤنگا یہ سنکر فاروق نے ایک گولہ مارا کہ سردارون کے سر پھٹے شاروق نے گولے کو کاٹا مگر فاروق برس پڑا کئی گولے مارے کئی ترنج پھینکے شاروق نے دفع کیے منع کرتا جاتا ہے کہ دیکھ فاروق کیون شامتین آئی ہین مین سحر کرونگا تو جواب نہ دے سکیگا بہت پریشان ہوگا جب فاروق نے نہ مانا تب شاروق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا اُسکو اپنے خون مین تر کیا خبردار خبردار کہکے ماردیا انگارہ تھا کہ دہکتا ہوا اچھلا فاروق نے روکا گولے پر گولہ مارا فاروق کے گولے کو توڑ کر وہ گولہ قریب سر کے آکر پھٹا برق چمکی سر فاروق کا زخمی ہوا زخمی کرکے شاروق بڑھا دو تین گولے اور اسنے مارے فوج کے سردارونکو پامال کیا فوج والونکو بھی مارا ایک کارد سحر پھینک ماری شانہ بھی فاروق کا نشانہ ہوا اب فاروق کے پانْون اٹھے ساتھ والون نے کہا حضور نکل چلیے شاروق ایسا نہ ہوتا تو برائے مقابلۂ مسلمانان کیون جاتا اب قدم نہین جمتا وہ آتا ہے اگر آپ کا سامنا ہو گیا تو وہ غالب آئیگا آپکو زیادہ مشکل پڑیگی فاروق بھاگا شاروق کو یہ غصہ تھا کہ تعاقب مین چلا یہی قول ہے کہ یہ لوگ جانے نہ پائین فوج والونکو تو فاروق نہین مانتا جب فوج بلوہ کرکے بڑھی اسکے قریب پہونچی پلٹ کر اسنے گولہ ماردیا سو دو سو کے سر اُڑ گئے سیکڑون کو قتل کیا ہزارونکو مار کر بھاگا بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے چھ ہزار مارے گئے چھ ہزار کو لیکر بھاگا دو کوس تک

بڑے فساد ہین شاروق کو مار لیا ہوتا نانی امان نے آکر بچا یا برق نے تو وہ قیامت کی عیاری کی کہ اگر ماہیان نہ آتین تو اُسنے مار لیا تھا فاروق نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا سر سر جوش کا اُڑ گیا سرداروں کی جانب گولہ لیکر دوڑا سردار سامنے سے بھاگے فاروق طرف قید خانے کے چلا برق و چالاک بیٹھے ہین اور جادوگر نگہبان پاسبان بیٹھے ہین فاروق کو دیکھکر کھڑے ہوگئے جھک جھک کر سلام کرنے لگے عرض کی حضور کیونکر آنے کا اتفاق ہوا فاروق نے کہا ہٹ جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے تمھارے افسر کو بھی مین نے مارا نگہبان دروازے کے سامنے آڑ کر کھڑے ہوگئے کہا حضور ہم تو آپ کو نہ جانے دینگے فاروق تیغہ کھینچکر گینڈے سے اُترا ساتھ والون سے حکم دیا کہ ان سب کو مار لو تلوار چلنے لگی فاروق نے دو گولے مارے نگہبانون کے سر اُڑ گئے قید خانے مین گھسا چالاک برق کو جھک کر سلام کیا کہا اے حامیان لشکر اسلام مین تمھین رہا کرنے آیا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین چند نگہبان مارے گئے چند بھاگے شاروق سے آکر عرض کی اے شہنشاہ ساحران آپ کے بھائی صاحب نے سر جوش افسر کو بھی مارا قید خانے پر جا کے ہمارے بھائیون کو قتل کیا کھڑے ہوے لڑ رہے ہین چالاک و برق کو رہا کر دیا وہ جست و خیز کر کے نکل گئے عیارون کو کون پا سکتا ہے بڑے زور و شور سے بھائی صاحب آپ کے لڑ رہے ہین شاروق جھلا کر نکلا دیکھا کہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے فاروق لڑ رہا ہے شاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ گھیر کر اسکو گرفتار کر لو زندہ نہ بچے فوج تو اسکے ساتھ بے حساب ہر سب بلوہ کر کے چلے جب ساحرون نے گھیرا اور اِسنے شاروق کو دیکھا کہ دور کھڑا ہے اور غل مچا رہا ہے کہ گرفتار کر لو عیارون کو اس سے حاضر کراؤنگا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا فاروق نے وہان سے پُکار کر کہا کہ بھائی میرا حال تو سُن مین اپنے آپ مین نہین ہون نگاہ مست ملکہ سرح موہی کا کل کشا نے مجنون بنایا کلیجہ خون کر دیا رفتہ رفتہ جنون ہو گیا نظم

ہمت عالی تو دی یا رب مگر زر چاہیے　　آسمان مجھکو بنایا ہے تو اختر چاہیے
ذکر قامت فکر عارض مین مقرر چاہیے　　یہ غزل گلزار ہے اسمین صنوبر چاہیے

ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل ❊ ڈھلکی ہوئی ہے ناسخ رنجور کی گردن

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف سرخ مو کے دوڑا سرخ مو نے گھبرا کر کہا اے احمق شخص اپنے ہوش مین آ دیوانہ نہو فاروق ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون تابعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے ملکہ سرخ مو نے کہا اے شخص تو ملازم افراسیاب ہم نوکر ملکہ مہرخ کے اب ہمسے تمسے مقابلہ ہے یہ کیسی باتین کرتا ہے مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے ایسی باتین نہ بنا فاروق ہاتھ باندھے کھڑا ہے یہی کہتا ہے میری بارگاہ مین چلیے ملکہ سرخ مو نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے ہوش مین آ تو کون ہے کہان جاتا ہے کہا حضور شاروق ظلماتی کا بھائی ہون شاروق برسر مسلمانان جاتا ہے چالاک و برق نے عیاری کی دونون گرفتار ہوے لشکر اسکا آتا ہے مین آگے بڑھ آیا کہ شکار کھیلتا ہوا جاؤنگا آپ کی خدمت مین پہونچا ملکہ سرخ مو نے ہنسکر کہا جاکر برق اور چالاک کو رہا کر لاؤ لشکر اسلام مین آؤ ملکہ مہرخ کی اطاعت کرو اسوقت دیکھا جائیگا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا یہ سنتے ہی فاروق پلٹا سرخ مو نے جو اسکو عاشق کامل پایا نگاہ سحر بھی ڈالدی اور زیادہ بدحواس ہوا گینڈے کو پھیر کر پلٹا شاروق جو سوار ہو کر چلا یہ اور راہ سے گیا ایک صحرائے سبزہ زار مین آ کر اترا بارگاہ استادگرائی برق و چالاک قید ہین شاروق بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر کر رہا ہے کہ ابھی بھائی صاحب نہین آئے کہ خبر پہونچی فاروق آتا ہے شاروق نے چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے سرجوش کوہ پیکر بھی آیا جھک کر سلام کیا کہا تشریف لیچلیے آپ کو شہنشاہ یاد فرماتے ہین غلام کو دیر ہوئی ہے مین جاکر حفاظت قیدیونکی کرون ایسے دونون متفق بلا کے ہین کہ دن بھر مین ہزار ہا فقرے دیتے ہین فاروق نے پوچھا اے سرجوش کسکا ذکر کرتا ہے کس قیدی پر تو نگہبان ہے اسنے کہا چالاک و برق میرے سپرد ہین اور کوئی ساحر نگہبان ہوتا تو ابتک چھوٹ کر چلے گئے ہوتے فاروق نے کہا اے سرجوش ہمنے خبر پائی ہے کہ دونون عیار بے خطا ہین انکو جاکر رہا کر کے لا اگر اسکے خلاف کریگا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا سرجوش نے کہا یہ آپ کیا کہتے ہین عیارون کی ذات سے

نے کہا بھائی کیا بیان کرون عیارون سے تار باندھ دیا نانی جان کو ساحری و جمشید سلامت رطعین دومرتبہ مجھکو آکر بچایا کہ مین نے عیارونکو قید کرلیا فاروق نے کہا بھائی ہمارے اور تمہارے اُوپر عیار کیا عیاری کرسکتا ہے شاروق نے کہا اے برادر وہ صورتین بنکر آتے ہین کہ ضرور آدمی دھوکا کھاتے ہین فاروق نے کہا بھائی کیا ہم دیوانے ہین کہ اُنکے فریب مین پھنسینگے رات خاطر مدارات مین گذری صبح کو شاروق نے تیاری کی لشکر آراستہ ہوا فاروق سے کہا اب تم قلعۂ فاروقیہ پر جاؤ مین برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہون فاروق نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا لشکر تیار ہوا شاروق تخت پر سوار ہوا فاروق نے کہا بھائی مین شکار کھیلتا ہوا آؤنگا شام تک منزل پر تمہارے پاس پہونچ جاؤنگا یہ کہکے شکار کھیلتا ہوا چلا صحرا مین شکار کھیل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ سرخ موے کاکل کشا ایک طاوس زرین بال پر چند کنیزین ساتھ مقاق ہاتھ مین لیے ہوے کہ طائر خیال کو شکار کرے آہوے وحشی کو بیکار کرے شکار کھیلتی ہوئی آتی ہین فاروق کی نگاہ پڑی ایک نازنین دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب ماہ رخسار قمر غدار کبک رفتار شرین گفتار سرو قد سیم بر غنچہ دہن رشک چمن دیکھتے ہی فاروق بے اختیار ہوگیا پکارتا ہوا دوڑا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان روح پر صدمہ ہے دل تڑپ رہا ہے

نظم

کیونکر ترے آگے نہ جھکے حور کی گردن — بجلی کی کمر شعلے کا مُنھ نور کی گردن
مستی مین جو گستاخ ہوا قتل ہوا مین — ہے خون مرا بادۂ انگور کی گردن
قربان تری آنکھونپہ ہے دیدۂ ساغر — گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن
شیشے مین نہین بادۂ گلرنگ پری ہے — یہ گردن مینا نہین ہے حور کی گردن
گردن کشی اس نشۂ فانی مین بڑی ہے — شیشے کی بھی ہم مستون نے اب دور کی گردن
قربان ہون تجھپر نہین کرتا مجھے کیون قتل — مشتاق ہے کیسی دم ساطور کی گردن
جلاد فلک بہر خدا تیغ سحر سے — اب کاٹ ہماری شب دیجور کی گردن
گو محتسب آیا ہے مگر شیشے ہین سرکش — ہوتی نہین خم معرکے مین سور کی گردن

کلام غنچۂ گل تنگ ہے
اسیر قصر شیرین کیا ہے فرہاد
کہا ہے سب نے سیب اسکی ذقن کا

ادائے سرو سیم اندام شیرین
نمایان ہے سر ہر بام کشمیرین
مگر کہتا ہے ناسخ نام شیرین

اِس رنگ مین اس غزل کو گائی کہ شاروق بیتاب ہو گیا تعریفین کرنے لگا کہ اے ملکہ صبار فتار کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتی ہو دل لبھاتی ہو صبار فتار نے عرض کی حضور نے ابھی کیا سنا کمال افراسیاب کے سامنے ظاہر ہوتے ہین ایک شب کو آپکی حفاظت کو آئے ہین کیا کمال دکھائین دیکھیے یہ انگور شہنشاہ نے آج باغ سامری سے منگائے تھے ملکہ حیرت کے واسطے بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ اِسکو کھانا عمر بڑھیگی چار دانے مین نے نکال لیے دو دانے مین نے آپ کے واسطے رکھے ہین اسے نوش فرمائیے عمر بڑھیگی جیسے ہی ہاتھ مین شاروق نے لیے زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش پیدا ہوئی آواز دی او شاروق کیا کرتا ہے خبردار کھانا نہین اسمین زہر ملا ہے چالاک نے چاہا اُٹھکر بھاگون زمین نے پانون تھام لیے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا چالاک جھک جھک کے ماہیان کو سلام کرنے لگا کہا نانی اَمان مین تو آپ کی ذات سے اِس طلسم مین ہون مجھکو شاروق کے پاس لوکر رکھا دیجیے کیا مجال کوئی عیار آجائے ماہیان نے منھ پھیر لیا چالاک کو کچھ جواب نہین دیا مُنھ پھیر کر شاروق سے کہا اِسکو پاس برق کے قید کرو وہ جو بیچارہ گنوار قید ہے وہ ایک گنوار جنگلی ہے اُسکو قید سے چھوڑوا دے بہت ہوشیار رہنا یہ عیار بلا کے ہین برق یہان سوچ رہا ہے کہ خلیفہ عیاری کر رہے ہونگے اب ہم چھوٹا چاہتے ہین کہ دیکھا چند جادوگر چالاک کو لیے ہوے آتے ہین اب برق بہت پریشان ہوا چالاک بھی قید ہوا شاروق نے کہا خبردار اب کوئی غیر نہ آنے پائے کہ صحرا سے گرد اُڑی فاروق فیل پیکر بھائی شاروق کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا شاروق نے استقبال کیا فاروق تنہا ہوا آیا شاروق نے پوچھا بھائی صاحب تم کہان سے آتے ہو فاروق نے کہا مین شکارگاہ مین تھا کہ مین نے خبر سُنی کہ آپ برائے مقابلہ مسلمانان گئے دلکو انتشار ہوا آخر مین آیا آپ یہان کیون اُترے ہین شاروق

ہوا ہونڈی کا ٹا اُستا بنی گئی شکل بنکر لشکر سے آپ کے بھاگا ہوا جاتا تھا مین نے زرغۂ نخلستان
مین چھپ کر کمندین خس پوش کین یہ ظالم اُسمین جا کر پھنسا مین گرفتار کر لائی شاروق بہت
خوش ہو گیا کہا اسکو ہوشیار کرو کہا حضور ایسا نہ کیجیے ایسی باتین بنائے گا کہ میرا رنگ ہٹا ئے
گا آپ اسکو چھوڑ دینگے اسی بیہوشی مین سلسل اور مطوّق کر کے قید خانے مین بھیجد یجیے یا قتل
کیجیے نہین تو ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا شاروق نے حکم دیا آہنگرون کو
بلاؤ آہنگر آئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر کہا اسیطرح اِسکو قید خانے مین لیجاؤ یہان سیان
برق قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین باتین نگہبانون سے بنا رہے
ہین کہ دیکھا پانچ جادوگر زنجیرون مین باندھ مکر چالاک کو لیے ہوے آتے ہین برق
دیکھنے لگا یہ غور دیکھا کہ چالاک نہین ہے جادوگر چالاک کو ڈال گئے ہین صبا رفتار
نقلی نے شاروق سے کہا حضور ہم انتظار کرینگے گانا تو ہمارا سُنیے اب رات بھر عیش کیجیے
صبح کو تشریف لیجیے آپ کے آنے کی خبر جو مشہور ہوئی ہے سلمان سب کانپ رہے
ہین یہی ذکر ہے جا بجا کہ شاروق ظلمانی کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عیارون نے بڑے
بڑے رنگ جمائے ہونگے خوب خوب گائے ہونگے میرا بھی گانا سنیے یہ کہکے سازندون سے
اِشارہ کیا ذرا ساز ملاؤ ساز آراستہ ہوے صبا رفتار نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی **نظم**

سراپا ہے وہ شیرین کام شیرین
جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے
ترے ہونٹھون کی دولت مثل شربت
شراب تلخ شربت سے ہے بہتر
دلا پختہ مزاجی مین مزا ہے
فدا کرنے کو اُس شیرین ادا پر
دلا ہے عشق مثل بادۂ تُند
کرے کیونکر نہ میٹھی میٹھی باتین
تری شیرین لبی کے جو کیے وصف

فقط شیرین نے پایا نام شیرین
کہون آنکھون نہین ہے بادام شیرین
ہوا ہے بادۂ گلفام شیرین
کرون کیونکر دہان جام شیرین
کہان ہوتے ہین بار خام شیرین
کرے گی جان شیرین وام شیرین
کہ ہے آغاز تلخ انجام شیرین
کہ ہے اسکا وہان و کام شیرین
کلام اپنا ہے او خود کام شیرین

جاتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا یہان شاروق بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہے ملکہ صرصر کے
ہاتھ سے بڑا انتظام ہوگا عیار کوئی اگر آئیگا تو بڑا مزا اٹھائیگا کہ دربارگاہ سے ایک طائر
پیدا ہوا طائر کو دیکھکر شاروق کے ہوش اڑے طائر نے منقار کھولکے کچھ کہا اور چلا گیا
شاروق نے پکار کر آواز دی کہ مین سمجھا مصاحبون نے پوچھا حضور خیر تو ہے
شاروق کے منہ سے نکلگیا کہ ملکہ عالم نے پھر مدد کی یہ صرصر نہین بلکہ چالاک عیار ہے
دیکھو کیا رنگ جمایا ہے کسطور سے آیا ہے چالاک گلابی لیے ہوئے آتا ہے راہ مین ایک
چوبدار دیکھنے لگا چالاک سے آنکھ ملائی سراپا کو دیکھا چالاک نے کہا میان مردہی صاحب
کیا دیکھتے ہو چوبدار نے کہا کچھ چالاک کو کھٹکا ہوا چوبدار کا ہاتھ پکڑ کے کہا تمکو ہمار
سر کی قسم سچ بتاؤ میان مرد ہے تمہاری یہ چتون غضب کی ہے گھور گھور کے
آنکھوں مین کھائے جاتے ہو سچ کہو ہمارے بعد دربار مین کچھ ذکر ہوا تھا ہم ہیاری کھا
مین تمہارے سینے کو دیکھا تھا مجھے تو اطمینان ہوا تمہارے آنے کے بعد ایک طائر آیا میان
شاروق نے کہا مین سمجھا مصاحبون نے کہا حضور کیا ہے تو شاروق نے کہا ارے یہ
چالاک عیار ہے صرصر کی شکل نکر آیا ہے مین حیران تھا کہ مرد عورت کی شکل کیونکر
بن سکتا ہے اسوجہ سے تمکو گھور کر دیکھا چالاک نے کہا تم نے خوب کہدیا اب مین جاکر
چالاک کو پکڑ لاؤن پھر حاضر خدمت ہونگی یہ کہکے چالاک گلابی پھینک کر بھاگا کہتا ہوا
مین چالاک کو لینے جاتی ہون یہان شاروق انتظار مین ہے کہ چوبدار آکر کھڑا ہوا
کہا حضور بھلا مرد عورت کیونکر بن سکتا ہے مین نے سینہ بخوبی دیکھا اُس لطف سے ابھار
ہے مرد کیا بنا سکتا ہے شاروق نے کہا ارے کیا اُس سے کہدیا کہا حضور وہ تو
شک مٹانے کے لیے چالاک کو گرفتار کرنے گئی ہے ابھی آتی ہوگی شاروق نے
کہا ارے تو کیا جانے تو نے اُس سے کہدیا وہ نکل گیا یہ ذکر تھا کہ غل ہوا صبا رفتار
آتی ہے مگر لشتارہ بدوش ہے شاروق بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا ملکہ صبا رفتار
چالاک کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہے شاروق نے کہا ارے صبا رفتار کسکو لائی
کہا حضور ہمکو حکم ہوا تھا کہ جاکر لشکر کی حفاظت کرو مین طرف لشکر کے آتی تھی کہ یہ نگوڑا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے
تری رفتار کا انداز نہ پایا ہمنے
پانوٴن بیخل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھا کھا کے
یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
کوچہٴ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دیگا
نوجوان مہر لقا یار کے بوسے لیتے
تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
دلکو اُن آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
وہی چاہیگا تو اُس سے یہ بجھیگی آتش

جامہ زیب نکو رُخ زرد کفن دکھلایا
کبک وطاوٴس نے بھی اپنا چلن دکھلایا
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا
سیکڑون ہی نے مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا
حکم اللہ نے ہے کس طرح کو تن دکھلایا

یہ اشعار سُنکر شاہرُخ برق بہت خوش ہوا کہا اے صرصر ابھی برق نے گایا تھا اُسنے بھی دل لُبھا لیا ایسا گایا کہ دل بیقرار ہو گیا ماہیان نے آکر بچایا اب مجھے تُجسے بھی کھٹکا ہے یہ سُنکر چالاک پریشان ہوا جی مین کہتا ہے اے چالاک حقیقت مین یہان برق شل برق کے بڑے لطف سے آیا اُسنے بوجہ احسن رنگ جمایا اُسکے دل کا کھٹکا کیونکر مٹے اسطرح کی باتین دل مین سوچکر بول اُٹھا اے شہنشاہ ساحران آپ کے سامنے کون عیاری کرسکتا ہے اگر ملکہ ماہیان نہ آتین تو بھی آپ گرفتار کے لیتے مین تو برائے حفاظت حاضر ہوئی ہون سب باتون کو منع کرونگی شراب میرے ہی ہاتھ سے پیجیے شراب کا انتظام میری ذات پر موقوف رہے برق و چالاک کا ساتھ رہتا ہے ایسا نہ ہو میخانے مین جاکر داروغہ کو بیہوش کرے مین ذرا میخانے مین دیکھ آؤن یہ کہکے چالاک طرف میخانے کے چلا جاتے ہی داروغہ کو پکارا اے داروغہ صاحب ہوشیار رہیے گا کوئی غیر نہ آنے پائے اب آپکو اختیار ہے جس طور سے چاہیے بیٹھیے مین گلابی واسطے شہنشاہ ساحران کے لیے جاتی ہون اب یہان سے شراب محفل مین نہ جائیگی عیار بڑے بلا کے ہین سامنے قہقہا کے ہین بہت ہوشیار رہیے گا گلابی اٹھا کے باہر نکلا بیہوشی

نہ بھاگنے کا رستہ پایا نہ خنجر مارنے کا موقع تھا برق پلٹ کے قدمون پر ماہیان کے گرا کہا کیون نانی جان کیا عیاری کی آپ اس عیاری کی قدر کرینگی آپکے تشریف لانے سے ہمین تقویت ہوئی ماہیان زمرد پوش نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہے اور شاروق سے کہا اسے گرفتار کر برق کہتا ہے آپ گرفتار کیجیے آپنے پکڑا ہے مین تو آپہی کا تابعدار ہون آپ کی وجہ سے اس طلسم مین آیا ماہیان نے کہا ارے شاروق اسکو قید کر دیکھا تو نے کس لطف سے تیرے پاس یہ عیار آیا ایک چشم زدن اور نہ آتی تو یہ مار پیٹ کے نکل جاتا خبردار کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے یہی تجھسے کہا تھا کہ تیری مدد کو آؤنگی وقت پر پہونچی ورنہ خاتمہ تھا دیکھ اے شاروق اب مین جاتی ہون مگر بہت ہوشیار رہنا ماہیان تو چلی گئی برق کو شاروق نے قید کیا مہتر بن چالاک بن عمرو بہ صورت مبدل لشکر شاروق مین پھر رہا ہے کہ ہر طرف سُنا برق قید ہو گیا یہ سنکر چالاک رنجیدہ ہوا لشکر سے نکلکر باہر آیا جنگل مین آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت تبدیل کی صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک کاغذ بھی بنا کر افراسیاب کی طرف سے رکھ لیا جست و خیز کرتا ہوا در بارگاہ شاروق پر آیا چوبدار سے کہا عرض کر دو کہ ملکہ صرصر دروازے پر حاضر ہین شاروق نے کہا بلاؤ صرصر نے آتے ہی نامہ ہاتھ مین دیا سر نامہ پر مُہر افراسیاب پائی کھولکر پڑھنے لگا کہ لکھا اے شاروق نانی جان نے تمکو خوب بچایا برق کو قید کیا ہے صرصر کو ہم نے بھیجا ہے تمہاری حفاظت کریگی یہ سب عیارونکو خوب پہچانتی ہے اِسکے سامنے کسیکا مکر نہ چلیگا شاروق افراسیاب کو دعائین دینے لگا صرصر نے کہا ہمارا ساہونا کافی ہے کوئی عیار جب سُنے گا کہ ملکہ صرصر موجود ہین آنیکا اِرادہ نکریگا لو ہم گانا شروع کرتے ہین یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ہاتھ بجا کر یہ اشعار صرصر نقلی نے شروع کیے نظم

لب لعلین نے بدخشان و یمن دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حُسن کے عُشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

چشم بینا بھی عطا کی اور دل آگاہ بھی دیا | میرے اللہ نے مجھپر کیسے احسان کیا کیا
دوست نے جب نہ دم ذبح سسکتا چھوڑا | میرے دشمن ہوئے ہنس ہنسکے پشیمان کیا کیا
گردش نرگس فتان نے تو دیوانہ کیا | لب کچھو جھنکوائے کوئین چاہ زنخدان کیا کیا
جلگیا آگ مین آپ اپنے مین مانند چنار | پیتے رہگئے دانت اللہ وسوہان کیا کیا
کچھ کسے کوئی مین منہ دیکھکے رہجاتا ہون | کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا
گرم ہرگز نہ ہوا پہلو سے خالی بے یار | یاد آویگی مجھے فصل زمستان کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش | کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

اس سنگ مین یہ غزل گائی کہ شاہ روق نے کلیجے پر ہاتھ رکھ کیا بلائین لینے لگا کہا اے تاجدار حسینان کیا آواز مین سوز و گداز ہے شاہ روق نے بلائین جو لین نازنین نے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا او گنوار الگ نہین بیٹھتا یہ کیا حرکتین ہین خبردار جو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی طمانچے جو مارے فوراً اڑاقے کی آواز ہوئی شاروق خوش ہوگیا نازنین نے اور دو تین شعر گائے کہا کیون جی ہمنے شراب پی تم شراب نہ پیوگے شاروق نے کہا میری جان تک تمہارے کہنے پر نثار ہے ہر چند کہ ماہیان زمردپوش نے منع کیا تھا کہ کسیکے ہاتھ سے شراب نہ پینا۔ زین کہا وہ مچھلی حرامزادی کون ہے مین ماہیت سے آگاہ ہون سب باتین تمہاری سمجھتی ہون شاروق نے کہا ملکہ کچھ کہنا نہین افراسیاب جادو کی نانی صاحب کا نام ہے نازنین نے کہا افراسیاب کون بھڑوا ہے اور نانی اُسکی کون چھنتیر ہے بڑے بڑے نام لیکے مجھے ڈراتے ہو یہ کہکے جام لبریز کیا اشعار دو چار اور گائے شاروق مبہوت ہو رہا ہے چاہتا ہے جام پیتے ہی مطلب حاصل کرونگا دل کہتا ہے کیا چہل بل ہے معشوق خوبرو خوشخو زہرہ جبین ابرو ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال نازنین نے جام لبریز کیا جیسے چاہا کہ پلاؤن بائین ہاتھ سے پٹے پکڑے داہنے ہاتھ سے قصد کیا کہ شراب پلاؤن شاروق نے خوشی مین منھ کھولدیا کہتا جاتا ہے لاؤ صاحب خوشی تمہاری کہ زمین کانپی اور شق ہوئی بس ماہیان زمردپوش نعرہ کرکے زمین سے نکلی کہا او برق کیا غضب کرتا ہے برق نے دیکھا ماہیان زمردپوش سر پر آگئی

مجھکو ہاتھ اگر لگا دو تو غضب ہو جائے تمام عزیزون مین بدنام ہونگی شاروق نے بمنت کہا اے جان جہان واے تسکین وہ دل عاشقان مین بے تمہارے حکم کے بیطرح ہاتھ نہ لگاونگا تمہاری خوشی کا مشتاق رہونگا تم جانو کہ مین اپنے گھر مین بیٹھی ہون کنیزین خدمت کو دون وہ خدمت مین حاضر رہین آپ ہاتھ منہ دھو ڈالین نازنین نے کہا مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون آٹھ پہر بے آب ودانہ گذرے شاروق نے کہا مین ابھی سب کچھ طلب کرتا ہون خاصہ نوش کیجیے یہ کہکے کنیزونکو آواز دی ارے جلد آکر حاضر ہو چند کنیزین اندر آئین کہا ارے کمبختو کھانا لاؤ لاکر دستر خوان چُنین دو نازنین نے کہا صاحب کھانا جب کھاؤن کہ ہوش درست ہون شراب جنم گھٹی ہے ایک دو جام پیون طبیعت کو چین ہو تمہین بھی ضرور شوق ہوگا سب شاہ پیتے ہین اور اشارے کہا کنیزونکو ہٹا دو شاروق خود حیران تھا کہ کنیزون کے سامنے کیونکر مدعا حاصل ہو کنیزونکو جو اشارہ کیا کنیزین باہر گئین شاروق نے منیر سے گلابی اُٹھائی جام لبریز کرکے دیا نازنین نے اسطرح گریبان مین گرایا کہ شاروق سمجھا پی گئی جام کے پیتے ہی آنکھین سرخ ہوئین پھولے پھولے گالون پر سرخی آئی ہونٹھون نے مسیحائی دکھائی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہا صاحب ایک دو شعر سنو مین نے گانا سیکھا ہے شاروق خوش ہوگیا کہ اب لگنے کی باتین کرنے لگی اب میرا مدعائے دلی حاصل ہوگا نازنین نے پتلے پتلے ہاتھون سے بایان بجایا اور گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا
جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا

آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگس فتّان کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر چلی میرے گلے پر نہ چھری ہی ظالم
ورنہ گردون سے ہوے کارنمایان کیا کیا

حُسن مین پہلوے خورشید مگر دابے گا
دور کھنچتا ہے ہمارا مہ تابان کیا کیا

روے دلبر کی صفائی سے بڑا تھا دعوے
سامنے ہوکے ہوا آئنہ حیران کیا کیا

آنکھین گیسو کے تصور مین رہا کرتی ہین بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا

گردش چشم دکھاتی ہے کبھی گردش جام
میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

آتی تھی کشتیان شاہی دریا مین موجود یا پنج چار کنیز ذنکو رازدان کر لیا تھا کشتی پر سوار ہوئی گھڑی
دو گھڑی نواڑہ کھیلی مچھلیونکا شکار کیا چلی آئی کل صبح کو دیکھا کہ دریا پر عجب جوبن ہے سیکڑون
نئے سوداگر آئے ہین نازنینان گل اندام گلفام سرو قد شیرین دہن کشتیون پر سوار
دریا مین شناوری کر رہی ہین اور بہر جہاز پر آتی ہین سمن و یاسمن و سرو قد غنچہ دہن
سے مین نے کہا کہ اسوقت ہمین دریا مین لیچلو تو جانین چارون نے کہا چلیے کھڑکی کھولکر باغ
سے مین بدنصیب نکلی بہ مشکل کشتی پر سوار ہوئی چارون کنیزون نے چاہا کہ ہم بھی سوار ہون
چھ سبجے دنکے ایک اور کشتی بیچ مین آگئی چارون کنیزین تڑپ کر دریا مین گرین یہ کہکے
ہے ہے ملکہ اکیلی کشتی پر ہین اب کیا ہوگا وہ تو چارون دریا مین ڈوبین اب کشتی بہتی
ہوئی چلی جہاز والون نے دیکھا ہوڑیونکو حکم دیا مین نے اپنے کانون سے سُنا آواز دی
ارے کشتی کو نکالو دریا مین آندھی اس زور سے اُٹھی کہ پانی کو تلاطم ہوا تھوڑے عرصے
مین صدہا کوس کشتی نکل آئی اب سر اُٹھا کے جو دیکھا نہ وہ جہاز ہین نہ وہ کشتیان ہین
چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اب تمکو دیکھا تمنے مجھے کیونکر پایا شاروق نے دست بستہ کہا کہ
مین نے کشتی آتے دیکھی کنارے دریا کے پہونچا سحر کرکے کشتی کو کنارے طلب کیا تمکو
جو بیہوش دیکھا دل بیقرار ہوگیا یہان اُٹھا کر لایا خدمت مین مصروف رہا نازنین رونے
لگی کہا اے شہنشاہ ساحران تمنے مزہ تو مہر پدری کا دکھایا ہمارے بزرگ بھی تمہارے
ممنون و شکر گزار ہوے اب احسان یہ کرو کہ ہمارے گھر ہمین پہونچوا دو ورنہ تڑپ تڑپ
کر مرجاؤنگی امّی جان روتی ہونگی ابّا جان نے کھانا نہ کھایا ہوگا تمام محل مین ہلڑ ہوگا
کہ ہیو ہیر کیا معرکہ گذرا چارون کنیزین دریا مین ڈوبین سب عزیز و اقارب پھڑک پھڑک کر
مرجائینگے شاروق نے گھبرا کر کہا صاحب پہونچا دینا تو آسان ہے چھ پہر کشتی دریا مین بہہ کر آئی
نہین معلوم کتنی دور نکل آئین مین یہان سے ساحرونکو بھیجتا ہون ایک دن دو دن یہان رہو
بعد اُسکے پھر بھجوا دونگا ساحر خبر بھی لے آئینگے کہ ملک تمہارا کتنی دور ہے دو دن مین سب
رابت ہو جائیگا جہان یہ تکلیف اُٹھائی دو دن اور فراق جھیلو یہان تمکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
نازنین بلک کر روئی کہا صاحب مرد وے کے پاس اکیلے رہنا کیسی مشکل کی بات ہے تم

اترا ہے ایک بارگاہ زربفتی بیچ مین بارگاہ کنارے دریا کے ہے شاروق اسکے پردے اٹھوا دیئے
ہین اور بیٹھا ہوا سیر دریا کی کررہا ہے برق یہ معاملہ دیکھکر پہاڑ سے اترا سوچتا ہوا چلا ایسی
ایک بات ذہن مین آئی کہ خود ہنسا دل مین کہتا ہے اگر اس معاملے سے پہونچا بڑے لطف
سے بلا ئیگا بہت جلد مطلب نکل آئیگا یہ سوچکر برق تو کنارے ہوا شاروق کے
مصاحب گرد بیٹھے ہین ایک کشتی مور پنکھی کیسی عمدہ بنی ہوئی مغرب سے آتی ہے بیچ دریا مین چرخ
مارتی ہوئی شاروق نے دور سے دیکھا حیران ہو کر کہا خالی کشتی چرخ مارتی ہوئی آتی ہے
اُٹھکر ٹہلنے لگا جب قریب پہونچی تو دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین اُسپر بیہوش
پڑی ہے گلنار جوڑا پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرہ اُترا ہوا شکم صاف وشفاف
تختۂ بلور پشت سے ملا ہوا سینے پر اُبھار دوپٹہ سرکا ہوا شاروق صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہو گیا ہاتھ سے اشارہ کیا کشتی قریب آئی جھک کے گود مین اُٹھا یا مصاحبو ں نے
کہا سب ہٹ جاؤ کوئی قریب نہ آؤ لوگ ہٹے شاروق گود مین لیے ہوے بارگاہ مین
آیا مسند پر نازنین کو لٹایا بیٹھکر تلوے سہلانے لگا اُس نازنین نے آنکھ کھولی شاروق
کو دیکھکر دوپٹہ اُوڑھ لیا شرما کر پیر سمیٹ لیے کہا صاحب تم کون ہو جو مہربانی فرمائی
شاروق نے کہا اے سرداران حسینان اے رونق بازار مشتاقان شاروق ظلمانی
میرا نام ہے براے سرکوبی مسلمانان چلا ہون ظلمات کا رہنے والا ہون چہارم پردۂ
ظلمات ماہیان زمرد پوش نے میرے قبضے مین دیا ہے بلا شرکت غیرے سلطنت کرتا ہون اب
ماہیان زمرد پوش کو خراج دیتا ہون صرف ماہیان زمرد پوش سے مجھے واسطہ
ہے انھین کی خدمت مین خراج پہونچاتا ہون اُنھین کے حکم سے چلا ہون یہ بھی براہ مہربانی
فرمایا ہے کہ اگر تو کسی وجہ مین عیارون کے دام مکر مین گرفتار ہوگا تو مین خود تیری مدد کو
آؤنگی براے مقابلۂ مسلمانان چلا ہون ہر وقت یہی فکر ہے کہ عیار ملین تو اُنکو گرفتار کر دون
خدمت مین شاہ کی بھیجون اب اپنا حال مفصل بیان کرو اس بلا مین دریا کی کیونکر پھنسنا ہوا یہ
کہنا تھا کہ وہ نازنین روئی ہچکیان لگ گئین کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تقدیر کی رسائی کہ آپ
ایسے جلیل کے پاس پہونچی ہمارے شہر کے کنارے پر دریا ہے روز مان باپ سے چھپ کر

جان آنکھون مین ہے صورت دیکھنے کی دیر ہے | یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین | فرش ہے گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا
ساحل مقصود دیکھا مین نے جا کر گور مین | ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا
بے تکلف آستان یار پر مارا قدم | دور کوسون رہگیا ہے محل آداب کا
چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح | کسطرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا
سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ | بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

اس جوش وخروش مین چالاک در دولت ملکہ حیرت پر آیا ایک کنیز کو اشارے سے
الگ بلاکر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا آنکھین مٹکاتا ہوا ہاتھ چمکاتا ہوا
آکے ملکہ حیرت کو سلام کیا پشت پر کھڑے ہوکے رومال ہلانے لگا کہ قبۂ بارگاہ توڑ کر
ایک پتلی سنہری آئی نامہ حیرت کے ہاتھ مین دیا اور چلی گئی حیرت نے نامے کو پڑھا یہ
کیا جانے کہ لونڈی پشت پر کھڑی ہوئی ہے چالاک جھک جھک کر کاغذ کو دیکھتا جاتا ہی
طرف سے افراسیاب کے مرقوم ہے کہ اے خاتون محل مین شاروق فیل در ظلماتی
تمھاری مدد کو آتا ہے مناسب ہے کہ اُسکو بہت اعزاز واکرام سے لینا تکلف سے اُتارنا
اُسکو کسطرح کا ملال نہ ہو مقدمۂ جنگ اُسکے سپرد کرنا اُسے اختیار ہے جسطرح چاہے مقابلہ
کرے وہ سبکو گرفتار کرکے بھیجدے گا بہار ومخمور کو بچا دیگا جب تک وہ تمھارے
پاس نہ آئے کسی پر یہ احوال ظاہر نہ ہو عیار جاکر راہ مین سردار کو روک لیتے ہین چالاک
نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر یہ تو الگ ہوا حیرت نے نامے کو پڑھکر پھاڑ ڈالا اُگالدان مین
ڈالدیا چالاک جو لشکر حیرت سے نکلا جنگل مین پہونچا تھا کہ برق سے ملاقات ہوئی
برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے سب حال بیان کیا کہ اب
شاروق ظلماتی آتا ہے یہ سنتے ہی برق بھاگا چالاک نے کہا ٹھہرو تو برق کب
سنتا ہے نام سنتے ہی بھاگا چالاک پیچھے سے چلا دلسے کہتا ہے اے چالاک یہ برق چالاک
ہی عیاری کریگا چلکے دیکھین کیا کرتا ہے اگر اسنے شاروق کو مار لیا تو بہتر ورنہ ہم شاروق
کی گردن لینگے برق بارہ کوس چلکر ایک پہاڑ پر چڑھا دیکھا ایک لشکر گران ساحران غدار کا

کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان	لکھوں داستان جلالت نشان	دکھادے جہانکا نشیب و فراز

جوہرہ عیاران طرار و خنجر گزاران با اعتبار گوہر آبدار سخن کو زیب گوش ساعان ذی ہوش فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت سقال ٭ چنین می نگارد ز کلک خیال ٭ ملکہ مہرخ سحر چشم بصد رعنائی و زیبائی سریر جہان بانی پر جلوہ فرما ہین بہار وغیرہ حاضر باغبان اس کیفیت کا ناظر خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین کہ چالاک بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیال ملکہ حیرت کا آیا کہ آج صبح سے جمال بیمثال نہین دیکھا دلکو بیقراری آنکھوں سے اشکباری گھبراکر اٹھا خواجہ نے فرمایا کہان چلے چالاک نے کہا لشکر دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے باہر نکلا خواجہ نے کہا یہ لونڈا دیوانہ ہوگیا ہے بیٹھے بیٹھے مین نے دیکھا کہ متغیر ہوا گھبراکر بھاگ گیا حیرت کو دیکھنے گیا ہے جانسوز خبر تو لے برق بول اٹھا قبلہ و کعبہ آپکو یہی فکر رہتی ہے کسی کام کو گیا ہوگا حقیقت یہ ہے کہ چالاک نے وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ ہمسے تو ایسی عیاریان نہین ہو سکتین اسم باسمی چالاک و چست عمرو نے ایک دھول دی کہا ابے تو کیون بولتا ہے تمنے تو بڑی بڑی عیاریان کین تمہارا شل نہین برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا چالاک جست و خیز کرتا ہوا دم محبت کا حیرت کی بھرتا ہوا جاتا ہے خیال مین ملکہ حیرت کے یہ اشعار پڑھتا جاتا ہے اے چالاک افسوس نظم

دوستی دشمن کی مژدہ ہو اجل کر خواب کا	برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا
رنگ چمکا اسقدر اُس قاتل احباب کا	بند آخر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا
روے مژگان ہی بجا اُس طاق ابرو کیطرف	چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا
حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا	پانی بھی مین نے نپایا خانۂ قصاب کا
فرصت اکدم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی	پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا
عاشقوں سے اپنے وہ چتون بھوین ٹیڑھی ہوئین	اہل قبلہ سے پھرا منھ کعبے کی محراب کا
سوسن اُن ہونٹھونکی مسّی دیکھکر نیلی ہوئی	رنگ پھیکا فندق پاے کیا عناب کا
سیر کرکے دو گھڑی دل اسمین بہلا لیتے ہین	دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا
جامۂ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور	بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھگ کرلیے اسباب کا

فرمایا اب طبل امان بجوا تا ہے جانے دو سردار پہٹے سبکو لیکر بفتح و فیروزی صاحبقران داخل بارگاہ ہوے مصروف عیش و نشاط رہے لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا ہے کہ جلد کسیکو براے مدد بھیج ورنہ تیرا طلسم غارت کر دونگا نامہ اسطرف چلا کہ حال اسکا آیندہ وقت پر ذکر کیا جائیگا یہ داستان متعلق جلد سوم ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد شاروق فیل دراز پردہ ظلمات بحکم ماہیان زمرد پوش جانا عیاروں کا اُسکے لشکر پہ عیار یان کرنا اور گرفتار ہونا اور پھر رہائی زمرد و فاروق فیل دربرادر شاروق باقی

حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہی التجا تجھسے ہے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشہ دکھا
کہ کس رنگ مین جنگ تحریر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہو
اگر بلبل و گل کا ذکر آگیا
کہ ہر حال کا لطف اس قال مین
ہوا بزم دلکش مین ہو حق کا شور
خبر ملگئی قیس کو نجد مین
اگر غنچہ گل ہنسے جوش مین
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کرون داستان شگفتہ بیان

کہ درپیش ہے رند مشرب سے جنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم اور بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
نہ اُلجھا ہوا طرز تقریر ہو
مرا بلبل کلک ہے نغمہ زن
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین سُناتے ہین خوش ہو کے مد
ہوا عندلیبان گلشن کو جو فرد
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
قمر عیش و فرحت کے سامان ہین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان

تجھے اپنے مہر و وفا کی قسم
لڑا سکی دل مین بھری ہے اُمنگ
قرے دم نظم ہے التجا
ہین سب مستعد ناظم باکمال
مے لعل و ساغر کا بھی ذکر ہو
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی کلک ہے حال مین
ترانے کا مضمون سنانے لگین
نہالان گلزار ہین وجد مین
اُڑاتے ہین گل عندلیبونکے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت کے احسان ہین
چل اے توسن کلک جادہ طراز

حق بہر سائل دہد گنجینۂ زر بے سوال — حق پذیرا میکند از بندہ بے تکرار عرض
چون بود ہر صاحب دل را بدل پوشیدہ حال — پس مکن حال دل خود پیش آن دلدار عرض
کن بدرگاہ جناب کارساز بندگان — خاطر انجام کار خویش اے بیکار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب — از زبان ہندی چرا ہشیش کنی اظہار عرض

عیارون اور ناموس نے جو بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اٹھی امیر بڑی شان و شوکت سے آکر پہونچے جواہر نے بڑھکر خبر دی اے شہریار جلدی چلیے صاحبقران نے گھوڑا بڑھا نعرہ کیا او لقا بے بقار اندہ درگاہ خدا کہان جاتا ہے او سلیمان مین آپہونچا خبردار عیارون پر دست انداز نہ ہونا سلیمان نے پلٹ کر دیکھا آگے آگے امیر تخت پر برجیس تاجدار و مریخ تیغ زن بصد شوکت و شان سات لاکھ فوج پشت پر صد ہا ارابا زر سرخ و سفید کا لاہوا صاحبقران نے گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ امیر

اسیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجہام — بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

مریخ تیغ زن و برجیس تاجدار تلوارین کھینچکر آپڑے سات لاکھ فوج نے بلوا کیا تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار در وسند سامنے سلیمان کے صاحبقران لڑتے ہوے پہونچے للکار کر آواز دی کہ او سلیمان مین آپہونچا سلیمان گینڈا بڑھا کر قریب آیا سلیمان نے ہاتھ مارا صاحبقران نے ہاتھ روک کر وار کیا کہ سلیمان بخوبی زخمی ہوا گینڈہ مارا گیا گینڈے سے سلیمان گرا کوہی ٹوٹ پڑے ہزارون نے جان دی لیکن اپنے افسر کو بچایا سلیمان کو ہوادار پر ڈال کے لے بھاگے بھاگو بھاگو کا ہلڑ ہوا لقا تو دیکھتے ہی صاحبقران کو بھاگا بختیارک نے قریب آکر کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر کی لقا نے کہا تقدیر گریز ادھر سے سرداران نامی زخمی لڑ رہے تھے نعرہ امیر کی صدا سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے کافرونکو بھگا یا لقا بھاگ کر در باغ مینا پر پہونچا کمینہ جان بچا کے نکلگیا بختیارک نے حکم دیا کہ طبل امان بجواد و طبل امان پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہوے سردار نہ رکتے تھے کہ آج لقا کو بے مارے نہ چھوڑینگے امیر نے

بڑھکر سلیمان عنبریں مو سے کوہی کو خبر دی کو عیاران اسلام ناموس صاحبقران کو نکالے لیے جاتے ہین تم فوج لیکر اپنے کو پہونچاؤ ناموس کو چھین لو کنارے سے لشکر کے بڑھتے نہ دو سلمان صاحب غیرت ہین جب ناموس پر تمہارا قبضہ ہوگا غیرت مین اپنی جان دیدینگے زندہ نہ رہینگے شعبان خنجر گزار محافون کے ساتھ سات ہزار عیار بیرقین سیاہ اور سرخ کھولے ہو ناموس کو لیے ہوے جاتے ہین عیارون نے جو دیکھا کہ سلیمان آتا ہے وہین سے نعرے کرتا ہوا اے عیارو تم ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ عیارون نے جو سلیمان کو آتے ہوے دیکھا بیرقین ہاتھ سے پھینکدین حقہ ہاے آتشبازی نکالے چالیس چالیس کی ڈیوہڑ سات ہزار نے ماری دھوان دھار کردیا لاشہ ہاے کوہیون سے میدان بھر دیا لیکن سلیمان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گینڈے کو چھیڑ کر بڑھا کہ جا پڑون سوارون نے گھوڑے دوڑائے کہ عیارون پر جا پڑین عیارون نے تیر اندازی شروع کی مگر کوئی نہین رکتے بڑھتے چلے ہی آتے ہین ناموس کا بلکنا کنیزون کا تڑپنا سب دعائین مانگ رہی ہین اے معبود اس آفت سے بچالے ان ظالمون نے گھیرا ہے سوائے تیرے کون بچانے والا ہے تو بڑا کریم ورحیم ہے اپنا رحم شریک کر

نظم

عاشق بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض — دلربا با گوش باطن بشنود ہر بار عرض

نیست دربان بر در آن والی کون ومکان — گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض

حق تعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا — چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض

پردہ بردارد کند دور از رخِ انور نقاب — چون کند ز اخلاص باطن طالب دیدار عرض

آید اندر جوش ابرِ رحمتِ پروردگار — تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض

حق ز مال و دولتش بخشد فراخی در جہان — چون کند در تنگدستی بندۂ نادار عرض

وقت تنگی تنگدست و وقت غم اہل الم — میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض

چون ز ہر در میشود مایوس مردِ پرگناہ — میکند پیش خداوندِ جہان ناچار عرض

در بہار گل کند ہر بار پیش باغبان — از پئے نظارۂ گل عندلیب زار عرض

ہر دعا گردد برین درگاہ والا مستجاب — رو نمیگردد پئے سائل ازین دربار عرض

گہے فائز بمطلب گاہ مایوس
زہر صورت خدا صورت نماید
گہے داخل گہے محروم و مہجور
نقاب از چہرۂ انور کشاید

عیارون نے بعجیل بی بیون کو سوار کیا لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے لڑتے لڑتے صبح ہوگئی جب گریبان سحر چاک ہوا لڑائی اُسیطور سے اُلجھی ہوئی ہے **لندھور** نے بڑھکر دیکھا بادشاہ زخمدار عیارہ بادشاہ کو ایک جانب لیجانے کا ارادہ رکھتے ہین **لندھور** گھبرا گیا حیران ہے کہ بڑا غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوا بڑھکر ہندیونکو اشارہ کیا کہ یارو غضب ہوا بادشاہ حالت زخمداری مین لڑ رہے ہین کفّار نے چہار جانب سے گھیرا ہے یہان **فرہاد خان بکفر بی وارشیون پریزاد** دونون رشید بیٹے **لندھور** کے بصد شوکت و شان لڑتے ہوے جاتے ہین آخر غول مین جاکر زخمی ہوے **لندھور** نے خود ہاتھی بڑھایا اُدھر سے **مالک** لڑتے ہوے آے بڑی بڑی کدوکاوش کی یہ بھی دونون زخمی ہوے بادشاہ کو بھی خبر ہوئی کہ **لندھور و مالک** زخمی ہوے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی زخمدار ہوے بادشاہ سے بڑھکر عیارون نے عرض کی ناموس کو غلام روانہ کرچکے بادشاہ نے خوش ہوکے فرمایا یہ بڑا کام کیا ہمارا گرفتار ہونا یا مارے جانا کچھ عیب نہین ہے ناموس کا نکل جانا چاہیے عیارون نے عرض کی ہمنے نگہبانون سے کہدیا اگر سُن لینا کہ ہم لوگونکی شکست ہوئی یا طرف خانۂ کعبہ کے یا طرف **ہندوستان** یا طرف **ذوالامان** کے لیجانا مگر یہ سُنکر نگہبان رونے لگے عرض کرتے تھے کہ افسوس اِن مقامون پر پہونچنا بہت دشوار ہے راہ مین جا بجا رہزن نام **امیر** کے دشمن جب اُنکو معلوم ہوگا کہ ناموس **صاحبقران** جاتے ہین کیسی کدوکاوش کرینگے چھین لینے مین بہت کوشش کرینگے مگر ساٹھ ہزار شاگردان **خواجہ عمرو** ساتھ ہین دھواں دھار کردینگے لیکن تا باختر پہونچنا دشوار ہے طرف **حلب** کے جاتے مین یہ تو بات سرکار پر آئینہ ہے کہ شاہان **حلب** یہان ہین انکی طرف سے جو حاکم ہوگا وہ دامن مین جاہ دیگا یہ ذکر تھا کہ فوج کفّار نے بلوہ کیا دوپہر قریب آچکی تھی دھوپ پڑ رہی ہے زخم بادشاہ کے اُبل رہے ہین نخل صحرا حرارت آفتاب سے جل رہے ہین **بختیارک** –

سولے ممولے اُٹھے لڑائی مین جاکر شریک ہوے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لشکر کفار بیحد و بیحساب ہے ایک ایک سردار جو غول مین کافرون کے پھنسا ہر چند کہ بادشاہ بہ لطف شمشیر زنی کر رہے ہین سات سے تاجدار قریب ہین جب بادشاہ نے ہاتھ مارا سات سے تلوار برابر چلی سات سے کافر واصل جہنم ہوے سات سے سر اٹا خون کا بلند اغمار درد سند گھوڑے کفار کے کوتل ہوکے بھاگے مگر فوج لقا کا بلوہ بیحساب سرداران نامی کو پیچ دتاب ناموس کے واسطے بہت پریشان ہین لندھور نے اپنے عیار الیاس ہندی کو برائے انتظام بھیجا کہ جاکر ناموس کو سوار کرا کے ادھر سے مالک نے عرب دراز عیار کو حکم دیا کہ جاکر ناموس کو سوار کرا کے لڑتے بھڑتے طرف صحرا کے نکل جاؤ ایسا نہ ہو شب کا معرکہ ہے ہم لوگ غافل ہو جائین اور کفار لڑتے بھڑتے تا بہ ناموس پہونچ جائین اگر خدانخواستہ ملکہ مہر نگار تاجدار دختر نوشیروان عالیوقار پر کوئی اُفتاد پڑی تو امیر کو کیا مُنھ دکھائینگے دونون عیارون نے پانچ چار سے عیار جمع کیے در دولت پر آکر کہا آواز دی بی بیان سوار ہون ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑے لندھور و مالک نے حکم دیا ہے محافے لگائے گئے شاہزادیان سوار ہونے لگین شور و غریو گریہ و زاری کا بلند ہوا بی بیون کا تڑپنا پھڑکنا کہ اے مالک بے نیاز ہمکو بچالے ہمارے وارث یہان نہین مین ان بیحیاؤن نے شبخون مارا اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

گہے حق سایہ سیگردد گہے نور | گہے نزدیک تر باشد گہے دور
گہے پیش نظر حق جلوہ بخشد | گہے از دید و محجوب است دستور
گہے دام و دد و وحش و طیور است | گہے انسان گہے غلمان گہے حور
گہے آہن موم اندر دست داؤد | گہے در چشم موسیٰ جلوۂ طور
گہے نمرود را مردود سازد | خلیل اللہ را مقبول و منظور
گہے محزون بدار الحزن دنیا | گہے در دار عقبےٰ مست و مسرور
گہے اہل خرد دانا و ہشیار | گہے ناواقف و مدہوش و مخمور
گہے مسند نشین مسند عیش | گہے بد فرش درد و رنج رنجور

برجلیس تاجدار کا یہ سنکر امیر بہت خوش ہوے مرتیخ کو رہا کیا ملکہ ازاد و شہلا کو پایا انکو
بھی رہا کیا سبکو لیکر دربار مین آئے خزانہ دار طلسمی نے کُنجیان پیش کین خزانے کھلوائے کئی ہزار
خفتان مرصع نگار نکلین سردارونکو تقسیم کین برجلیس بھی آکر پہونچا امیر نے باپ بیٹے کو ملایا
تین دن اُس مقام پر مقام کیا برجلیس کو قلعۂ طلسمی سپرد کیا اور اُمتناح تاجدار کو بادشاہ
قلعۂ طلسم لطلیموس کیا چوتھے دن سب ساحرونکو وہین چھوڑا غیر ساحرونکو ساتھ لیا نوبت
نقارہ بجاتے ہوے طرف لشکر کے چلے ہرچند کہ صاحبقران لقا سے اطلاع کر کے گئے
تھے بختیارک نے بعد کئی دن کے جو دیکھا صاحبقران نہین آئے سلیمان عنبرین مو
سے کہا لشکر اسلام پر شبخون مارنا چاہیے حمزہ نہین آیا سلیمان راضی ہوا چوتھے دن
تیاری شبخون کی کی لقا بھی تقدیرین بگاڑنے لگا کہ مابدولت تقدیر کر چکے اِس شبخون مین
مسلمانون کا خاتمہ ہوگا رات کو سوار ہوے بہرام گرد عطلاے برتقاد و پہر رات سے گئے
مشعلون کی روشنی دیکھی بہرام نے گھوڑا بڑھا کر کہا کون آتا ہے سلیمان کئی لاکھ فوج
سے بہرام پر آپڑا بہرام خوب لڑا آخر کو زخمی ہوا اب فوج پر آکے سلیمان و لقا
گرے لشکر صاحبقران پامال ہونے لگا بادشاہ کو جاکر عیارون نے جگایا ساتھ سے
تاجدار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار لقا برائے شبخون آگیا تمام لشکر پامال
ہو رہا ہے دیکھیے کیونکر جان بچے لشکر لقا کے ساتھ بے حساب ہے ملازمان سرکاری کو بھی
پیچ وتاب ہے دیکھیے کیا ہو بادشاہ نے مرکب خنگ سمیاہ قیطاس طلب کیا مرکب تیار
ہو کے آیا لندھور و مالک وغیرہ سردارون کو اطلاع کی لندھور نکلے فیل میمونہ پر سوار
ہوے مالک نے خبر سُنی مادیان عربی پر سوار ہوے طرف میدان کارزار کے چلے
بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ شان ؛ منم شاہ شاہان فریدون حشم ؛ بہار گلستان کاوس و جم ؛
لندھور نے جو نعرۂ بادشاہ کی آواز سُنی لڑتے ہوے چلے لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ
لندھور جزیرہ ہاے درپار اگر قسم تا بہ ہندستان ؛ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
اُدھر سے مالک نے بھی نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ؛ سپہ دار
فوج شہ داد و دین ؛ جمہور و فرامرز وغیرہ پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار جوانان ترکی وغیرہ

ہون یہ آرزو تھی کہ حمزہ سے لڑون تحفہ جات طلسم میرے پاس ہین یہ کہکے ایک دو ہتھڑ مارا دیکھا گرد آزاد کے چار نخل سرد کے واقع ہین اُسپر قمریان کو کو کر رہی ہین اب جو روشنی ہوئی دیکھا آزاد ندارد اظہار شعبدہ باز لڑتا ہوا قریب پہونچا کیا کیا رنگ دکھائے شعبدے بنائے بطلیموس نے کسیکو نہ مانا آخر بطلیموس نے آواز دی اے معدوم اِسکو بھی لینا جب اپنی ہیٹی پر مین نے بدعست کی یہ تو ایک رفیق و شفیق ہے یہ کہکے جو چیخ ماری اظہار معدوم ہوا صاحبقران نے جو پلٹ کے دیکھا سب سردار ندارد مردمان لشکر بے سردار پراگندہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین بطلیموس نے آگ و پتھر برسا دیے ہین صاحبقران سے پردہ کرتا ہے کبھی اپنے پہاڑ بیچ مین حائل کیا جب امیر نے لوح کو چمکایا پہاڑ درمیان مین سے دفع ہوا کبھی قصر کو سد راہ لیا امیر نے لوح کو قصر سے مس کیا قصر بھی غائب ہوا لڑتے بھڑتے امیر قریب بطلیموس کے پہونچے بطلیموس نے بہت سحر کیے امیر نہ رُکے جب برابر پہونچے بطلیموس نے مرکب پرند اپنا بڑھایا کہا ہوشیار ہو جا صاحبقران نے بجائے سپر لوح کو اُٹھایا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کرکے ہاتھ مارا بطلیموس نے سپرین فولادی حائل کین تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تیغۂ برق تاب جو چمک کر گرا سپرون کو کاٹا سپرون کو کاٹ کر سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے اُترکر مثل سیماب شرمگاہ گے پھاٹک کو ویران کرکے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے مرنا بطلیموس کا ایک غبار بپیدہ ہوا عرصۂ دراز تک سنگباری و برف باری رہی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام ہے بطلیموس جادو بود تمام فوج نے چادر ہلالی دائرۂ اسلام مین آئی لیکن امیر نے افتتاح کو نہین پایا فرمایا یار و سرد الہمارے کہان ہین عرض کی قلعے مین حضور تشریف لے چلین زندانخانہ طلسم خاص قلعے مین ہے امیر قلعے مین قیدخانے پر پہونچے معدوم شعبدہ گر نے اُٹھکر استقبال کیا مطیع اسلام ہوا دروازہ کھولا افتتاح تاجدار وغیرہ کو وہان پایا ایک جانب ایک جوان کو ملول و حزین دیکھا سر برہنہ مسلسل و مطوق امیر نے قریب آکے فرمایا اے برادر تیرا کیا نام ہے وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار کیا اپنا حال کہون مریخ تیغ زن غلام کو کہتے ہین فرزند

ہم تمہارے گھر مین بیٹھ جائینگے تم بادشاہ طلسم ہو ہمکو بھی آرام ملے تمہارا غنچۂ آرزو کھلے
تردد نہ کرنا یہ سنتے ہی افتتاح تاجدار اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ صاحب جہان چلو وہان چلون تمہارا
تابعدار ہون صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف بطلیموس کے جاتے ہین بطلیموس نے
آواز دی اے فریب چشم طلسم کشا کو لیتا میرے خون کا پیاسا ہے اگر اسکو تو نے لیا سارے
طلسم کا بادشاہ کردیگا فریب چشم نے تھرّا کر آواز دی اے بطلیموس ذرا انصاف کر کہ
لوح گلے مین امیر کے ہے صاحب اسم اعظم ہے اگر اُسنے لوح چمکا دی تو فریب چشمی میری کیا
کام آئیگی سحر طلسمی کو کیون مٹاتا ہے افتتاح تاجدار کو لیے جاتی ہون جسطرح تو کہدے وہی
کرون ملکہ آزاد بھی سحر کر رہی ہین اسرار دریاے لشکر مین ڈوبی ہوئی لڑ رہی ہے اظہار شعبدہ
باز نے برے کے پرے درہم و برہم کیے بطلیموس پکارتا ہے او نمک حرام بدولت سحر نہین
ڈرتے ہو ایک ایک کو قتل کرونگا صاحبقران پر سحر کی بوچھار کر رہا ہے کبھی خنجر پھینکا کبھی
تلوار پھینک ماری ترکش سے تیر نکالکر پھینکے کمان کیانی بھی پھینک ماری صاحبقران پر تیر
چل رہے ہین خنجر گر رہے ہین تلوارین برس رہی ہین صاحبقران لوح کو چمکاتے جاتے ہین
جب سحر مٹتا ہے تو بطلیموس زانو پیٹتا ہے کہتا ہے ہاے کیا غضب ہو کہین یہ سحر مٹنے کے ہین
لوح نے عاجز کیا نیرنگ نے کمال کیا تھا لیکن مکر مین پھنسا افسوس مین اُسوقت نہ پہونچا ورنہ
نیرنگ کو بچا لیتا افتتاح تاجدار کو شکست دیتا پکارتا ہے یا سامری و جمشید وقت
مدد ہے آگے اپنے غلام کی مدد کیجے صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آتے جاتے ہین افتتاح تاجدار
کو تو وہ نازنین اپنے ساتھ لیگئی اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گولے مارے بطلیموس نے
کہا او نمک حرام تجھے طلسم کشا سے کیا باعث تھا کہ تو نے ساتھ دیا اسرار نے کہا طلسم کشا ہمارا
محسن ہے ہمارا رہبر ہے اُسکی وجہ سے راہ نیک پائی بطلیموس نے ایک دو تھر مارا کہ گرد
ملکہ اسرار کے ایک غبار پیدا ہوا سبنے دیکھا غبار عاشق ہوا اسرار ندارد ہمراہیان اسرار
سر پیٹتی ہوئی دوڑین پکار کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار کا بھید نہ کھلا اُسنے دو تھر
مار دیا سامنے سے غائب ہوگئین ملکہ آزاد صنوبر قد برق بنکر بطلیموس پر گرین جسم بطلیموس
کے نشان بھی نہ آیا للکار کر آواز دی او سوختہ دیدہ گیسو بریدہ آج مین اس سامان سے نہین آیا

اُتری گئی سے کنیزین اسکے ساتھ اُسنے بیٹھکر الاپنا شروع کیا یہ غزل گا رہی سُننے والونکو یہ نازو انداز گا کر لبھا رہی ہے

نظم

اے جنون یان کوئی جز ضعف گلو گیر نہین　　طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین
نالے کر ابروِ جانان کے تصوّر مین دلا　　ہے کمان واقعی بیکار ترا تیر نہین
احتیاط اسقدر اِسکی تو عبث کرتا ہے　　جسم آخر ہے ترا خاک کچھ اکسیر نہین
ہوئی اِس بزم مین بطور زبان جسکی دراز　　شمع کیطرح سے سر کٹنے مین تاخیر نہین
کیون مرقع نکھین دفتر کو نین کو ہم　　فرد وہ کون ہے جسمین تری تصویر نہین
وعدے مین عذر جنین آنے مین ہر عذر بجا　　کون ہے ناز ترا جس مین کہ تزویر نہین
فلک ہے غورِ طلسمات جہان مین حیران　　غیر نسیان کوئی اس خواب کی تعبیر نہین
لال منہ خشم سے اُسکا ہو تو ڈر یو نہ دلا　　آتش گل مین جلا دینے کی تاثیر نہین
ہے جو قسمت کا لکھا آئیگا بر رو ہر طرح　　خط رخسار کو کچھ حاجت تحریر نہین
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسیپر عاشق　　کوئی اور اُسکے سو مرنے کی تدبیر نہین
آج تیرا جو تصرف ہے تو کل اور کا ہے　　کشور حُسن کسیکے لیے جاگیر نہین
کیون مری قبر سے جاتا ہے چُرائے آنکھین　　ای پری خاک مری سرمۂ تسخیر نہین
تیری تلوار کے ہین زخم کوئی دیکھ نہ لے　　شرم کر لاشہ مرا قابل تشہیر نہین
قاصدا حال سراپا ہے سراپا مرقوم　　اپنا مکتوب کم از کاغذ تصویر نہین
اس زمین مین یو نہین اشعار پڑھے جا ناسخ　　دل کے بہلانے کی اب تو کوئی تدبیر نہین

اِس طرح پر یہ غزل اُس نازنین نے گائی افتتاح تاجدار نے جو گا سُنا بیتاب ہو کر دوڑا الطلیموس نے آواز دی وہ مارا اے فریب چشم اسکو نہ چھوڑنا اُسنے اور چمک کر دو چار شعر گائے اِتنا مُنھ سے افتتاح کے نکل گیا کہ شہریار وقت مدد ہے غلام نہین مرکتا سحر طلسم ہے یہ کہکے اس نازنین کی جانب بڑھا پہلو ملا کر بیٹھ گیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگا فریب چشم نے کہا اے شہنشاہ اوّل ہم جسکے تابعدار ہین اُسکا حکم بجا لائینگے آپ نے ہکو چھوڑا کئی سال گذرے وہ ہماری اطاعت کرتا ہے چلو ہمارے گھر پر چلو

کی صدائین بلند ہوئین بیتاب ہوکر پکارتے تھے اے اورنگ مسند نشین ہمین اس آفت سے بچالے سب تباہ ہوے جاتے ہین پلٹ کر اسنے ابر کو ہٹایا افتتاح سے سحر چلانے لگا گئی گولے افتتاح تاجدار پر پھینکے افتتاح تاجدار نے دفع کیے ایک گولہ تھام لیا اور اُسی گولے پر اسم سحر پڑھکر اورنگ پر پھینک مارا اورنگ کا سر پھٹ گیا فوج نے جو افسر کو اس حال مین پایا سب اہالی فوج سر پیٹتے بھاگے افتتاح مارتا ہوا چلا صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ افتتاح فوج کو مارتا ہوا جاتا ہے فوج والے بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے گھوڑے کو روک لیا پکار کر آواز دی اے افتتاح تاجدار اب اُنکا پیچھا چھوڑ دو اِن غریبون کو کیون مارتے ہو وہ خود بھاگے جاتے ہین افتتاح تاجدار کہنے سے امیر کے رُکا کہ ایک ابر دھوان دھار اُٹھا ابر سے نعرے کی آواز آئی منم شہنشاہ بطلیموس او افتتاح کیون تیری قضا آئی ہے فوج پر نعرہ کیا کہا کیون بھاگے جاتے ہو فوج رکی ابر سے دس لاکھ ساحر پیدا ہوے بطلیموس نے لکہ ابر سیاہ افتتاح تاجدار پر گرادیا عرصے تک افتتاح تاجدار اُسی ابر مین بند رہا بعد عرصۂ دراز کے مثل برق چمک کر نکلا للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی یہ ہمارا تحفہ ہمارے اوپر صرف کرتا ہے بطلیموس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کاغذ ہفت رنگ نکالا اُسکے شیر اور گرگ کاٹ کر طرف صحرا کے پھینک آواز دی کہ اے ہژبر آدمخوار و گرگ مردم در افتتاح تاجدار کو چیر پھاڑ کر کھالو صحرا سے ہزارہا شیر بھیڑیے آکر لشکر اسلام پر گرے ہزارہا بندگان خدا کو مار ڈالا نگین پکڑ کر چیر ڈالا گوشت بے تکلف کھا گیا افتتاح تاجدار نے آواز دی اے شہریار یہ حربۂ طلسمی ہے اسکا دفع ہونا دشوار ہے ہرچند کہ غلام آپکا دفع کرنے پر قادر ہے یہ راز بھی حقیر پر ظاہر ہے مگر لوح ملاحظہ کیجے صاحبقران نے بڑھکر لوح کو دیکھا ایک اسم حاشیہ پر پڑھکر دم کیا شیر چیخین مارتے ہوے بھاگے چند کس جلگئے بطلیموس نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھوڑا اثاث نکالا آواز دی اے فراشان راہ زمین باطل پرستی وقت ساز و سامان ہے یہ کہکے دستک دی صحرا مین اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا دس جوان قوی تن قوی سن فرش بچھا رہے ہین دم بھر مین فرش بچھاکر تیار کیا مسند لگادی صحرا سے پھر گرد اُڑی ایک محافۂ زرین سے ایک نازنین آگر

بھاگی جاتی ہے نیرنگ نے ہاتھ مین لوح کو لیا لیکر امتحان کیا سحر فراموش نہ ہوا اورنگ
سے کہا بھائی صاحب مین بارگاہ سے گھس کر لاتا ہون یہ کہکے اُڑتا ہو چلا اورنگ سے
کہگیا کہ کیا بلا کے عیار ہین جتنی دیر مین کمر مین رکھا اُتنے ہی عرصے مین بدل لایا جواہر بھاگا
ہوا جاتا ہے سامنے لشکر کے پہونچا افتتاح تاجدار کلیجہ پکڑے کھڑا ہے جوہر کو جو آتے ہوے
دیکھا پکار کر آواز دی ارے عیار طرار تیرا ہی انتظار کر رہا تھا ورنہ مین خود آتا اِن دونون کی کیا
حقیقت ہے بارگاہ مین دریاے خون بہا دیتا لیکن تم منع کر گئے تھے جواہر نے کہا مین لوح لایا
افتتاح یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اے برادر جلد چلو صاحبقران غمگین بیٹھے ہین نہایت رنجیدہ
ہین کہ آسمان سے نعرہ اومکار سنم نیرنگ پردہ پوش کڑک کر زمین پر آیا چاہا جواہر کی
کمر مین پنجہ دورن اور لے اُڑون جواہر نے لوح کو چمکا دیا نیرنگ ہاے کہکے زمین پر گرا جواہر
نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کُشتی مرا نام ہن نیرنگ پردہ پوش بود
اورنگ مسند نشین بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نیرنگ کے ہاتھ کا گلدستہ جو میز پر رکھا تھا
مرتے ہی نیرنگ کے وہ گلدستہ جلگیا اورنگ نے سر پیٹ لیا کہا ارے بھائی میرا مارا گیا
معلوم ہوتا ہے افتتاح تاجدار نے مارا غصے مین لشکر مسلمانان مین گھس گیا ہوگا
وہان تلوار چلی افتتاح تو بلاے روزگار ہے ایسے شخص کو مارا مگر مین بھی بوٹیان کاٹ کر
کھا جاؤنگا یہ کہکے اُٹھا فوج والون سے آواز دیکر کہا یار و لینا گینڈے پر خود سوار ہوا جھولی
بائین ہاتھ پر ڈالی کل لشکر پشت پر افتتاح نے جواہر کو گلے سے لگایا صاحبقران کو
ہرکارون نے خبر دی جواہر آگیا لوح بھی لایا ہے ایک بھائی کو مارا صاحبقران خوشی خوشی
بارگاہ سے نکل آئے افتتاح تاجدار نے لوح لیکر گلے مین صاحبقران کے پہنا دی
کہ یکایک نعرہ ہوا صنم اورنگ مسند نشین کُل فوج نے اِسکی گولے ترنج و نارنج مارے
کئی ہزار جادوگر مر کر گرے افتتاح تاجدار نے کہا حضور آرام کرین غلام جاتا ہے ابھی
انتظام کر کے آتا یہ کہکے افتتاح چلا امیر پشت اشقر پر سوار ہو لئے افتتاح نے آکر دیکھا
ایک ابر سیاہ لشکر پر چھایا ہے اُس سے پتھر برس رہے ہین افتتاح نے اشارہ کیا وہ ابر
سیاہ پلٹ کر لشکر اورنگ پر گرا ہزارہا لئے سر پھٹے ہاتھ ٹوٹے کچھ غرق زمین ہوے فریاد فریاد

رو رہی ہے تر کون کا جو رسالدار ہے اُسنے اُسکی ہیکل لی اور ہزار روپے چھین لیے اُسنے دہائی
دی تو گردن پکڑ کے نکالدیا دونون نے کہا بلا لو دیکھا عورت نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے
چاہنے والونکی کفیل جوڑا ابھار ہی پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن آنکھون سے دریا اشکونکا جاری صاف ثابت ہے کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیونکا سہرہ چہرۂ
انور پر آراستہ کیا ہے یا صدف کا منہ کھلا ہے گوہر آبدار نکل رہے ہین اشک متصل جاری ہین نیرنگ
نے پوچھا اے نازنین کیا ہوا اُسنے فریاد کی کہا اے شہنشاہ آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہے کہ رسالدار
نے میری ہیکل اُتار لی مین جو مانگنے گئی تو فرماتے ہین ہم تجھکو نہین پہچانتے ہمپر تہمت لیتی ہے یہ
کہکے نیرنگ کے ہاتھ مین لوح تھی قدمون سے لپٹ گئی کہا مین حضور سے اپنی داد لونگی مین
نے روپیہ روپیہ کر کے جمع کیا تھا مین لٹ گئی کسی کام کی نہ رہی یہ جو حضور کے ہاتھ مین ہے
ایسی ہی وہ بھی تھی ذرا مین دیکھون نیرنگ نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے جان جہان
واے آرام دل مشتاقان یہ لوح طلسم لقا طلیموس ہے ابھی مین طلسم کشا سے لایا ہون تیری
بھی ہیکل ایسی ہوگی نازنین نے پانوئن مین چٹکی لیکر کہا مین کیا تیری لوح لیلونگی ذرا مین دیکھ لون
پھر واپس دونگی نیرنگ سوچا کہ ابھی دیدیگی لوح کو لیکر کہان جائیگی نیرنگ نے لوح اُسکو دی
نازنین لوح کو چھپانے لگی کمر مین رکھ لی کہا اے شہنشاہ ساحران یہی چیز ہے یہی تو اُسنے چھین لی
تھی نیرنگ نے کہا واہ یہ لوح طلسمی ہے ابھی مین لیکر آیا ہون یہ نہ لیجانے دونگا نازنین نے
کہا مین تو نہ دونگی مین اِسکو لیجا کر بیچونگی یہ کہکے چاہا لے بھاگون نیرنگ نے ہاتھ پکڑا کہا ارے
یہ لوح ہے مین نہ لیجانے دونگا جان و روح طلسم ہے نازنین نے لوح نکالکر پھینک دی کہا
لے ناقدرے دس روپے کی چیز ہے یہ نخرے کرتا ہے مین جا کر کوتوال سے فریاد کرونگی کوتوال میرے
نام پر جان دیتا ہے وہ دو گھر لیجائیگا نیرنگ نے ہر چند ہاتھ تھاما کہ مین اسکے بدلے تجھے اور
تحتی دونگا نازنین نے کہا بس آپ کی قدردانی کھل گئی یہ کہکے بھاگی اورنگ مسند نشین
نے کہا مین لوح دیکھون لوح مین کیا لکھا ہے اورنگ نے جو لوح کو دیکھا دیکھتے ہی سر پیٹ
لیا کہا ارے یہ لوح طلسمی نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عیار تھا دم دیکر لوح لگیا نیرنگ
دوڑ اپکار کر آواز دی ارے یہ عورت نہ جانے پائے باہر والون نے کہا وہ کوتوالی کیطرف

اِسنے کہا دیکھنا کیا کرتا ہون امیر مشتاق طبل جنگی رہے جب طبل جنگی کفار کے لشکر مین نہ بجا
خاصہ کھا کر آرام فرمایا نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھا صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا پھرنے
لگا بارگاہ صاحبقران دریافت کر کے پشت بارگاہ پر آیا بارگاہ کو تاک کر نقب سحر دینے لگا
گوشۂ بارگاہ مین صاحبقران کے نقب توڑ ہی دیکھا شمع ہاے کافوری روشن ہین بارگاہ مانند
عروس شب اوّل آراستہ ہے صاحبقران سو رہے ہین لوح سینے پر مثل قرص قمر چمک رہی
ہے لوح کو دیکھکر بیتاب ہوگیا شمعون کو گل کرتا ہوا چلا قریب پلنگ صاحبقران کے آیا مقراض جھولی
سے نیرنگ نے نکالی جلسے ہی امیر نے کروٹ لی مقراض سے دوڑا لوح کا کاٹ لیا خیال مین آیا
طلسم کشا کو بھی لون خوف ہوا کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہو کہ اسم اعظم پڑھے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آجائے کچھ خرابی ہوجائے لوح کو لینا غنیمت جانا شعلہ بنکر بارگاہ سے نکلا جواہر در
بارگاہ پر بیٹھا تھا دیکھا اِسنے کہ شرارہ چمک کر بارگاہ صاحبقران سے نکلا جواہر گھبرا گیا پلٹ کر
بارگاہ مین صاحبقران کی آیا دیکھا امیر سو رہے ہین لوح گلے مین ندارد بدحواس ہوگیا یہ تیرا
بھی ساحر کا پایا روتا ہوا باہر افتتاح تاجدار رات بھر بیقرار رہا ہے طلاے سے پھرتا ہوا آتا
تھا جواہر کو جو بدحواس دیکھا پکار کر آواز دی اے جواہر خیر تو ہے جواہر نے کہا اے افتتاح تاجدار
غضب ہوا کوئی ساحر آیا لوح لیکر صاحبقران کی چلا گیا وہ شرارہ چمکتا ہوا جاتا ہے افتتاح
نے سر پیٹ لیا کہا اے جواہر کیا ارادہ ہے جواہر نے کہا جا کر عیاری کرتا ہون یا لوح لی
یا جاندی افتتاح تاجدار نے کہا مین بھی وقت پر پہونچونگا کیا مجال ہے کسیکی کہ تمکو قتل کر سکے جواہر
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت مبدل لشکر کفار مین آیا پھرتا پھرتا جسطرف کو جاتا ہے
لوگ سو رہے ہین طلاے کا گشت ہو رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے اورنگ
انتظار مین نیرنگ کے بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ نیرنگ آ کر پہونچا بدحواس ٹھیرایا ہوا کہ دروازے
پر بارگاہ کے آواز آئی دہائی ہے سرکار کی میری فریاد کو پہونچیے دن دہاڑے لشکر مین یہ بدعت
ظالمون نے خوب سر اُٹھایا لونڈی کو لوٹ لیا اورنگ نے پوچھا کیون بھائی کیا ہوا نیرنگ
نے اتنا کہا کہ مین لوح لایا یکایک فریاد کی آواز آئی کہا ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہے خادمون نے
جھکر عرض کی حضور ایک نازنین نہایت حسین فریاد کرنے آئی ہے در دولت پر

ارے تمکو خبر بھی ہے ادہر آئے ہین سینے پر		جو دلین ولولے جوش جوانی کے چھپائے ہین

یہ اشعار پڑھکے آواز دی ارے ہوشیار ہو جلد بیدار ہو بطلیموس نے پلٹ کر طرف محفل کے دیکھا کہا یارو لینا باغ اشجار تک طلسم کشا آگیا یہ کہتے ہی اورنگ مسند نشین و نیرنگ پردہ پوش دونون بھائی اُٹھے عرض کی اے شہریار جسقدر حکم ہو فوج لیجائین بطلیموس نے کہا فوج بیحساب ہے مگر طلسم کشا اکیلا ہے اگر اسوقت جاکر تم لوگون نے گرفتار کر لیا تو عجب نہین کہ غالب آجاؤ اورنگ و نیرنگ تین لاکھ فوج لیکر چلے صاحبقران در باغ پر حیران کھڑے ہین وہ عورتین صحرا مین کھڑی ہنس رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اورنگ و نیرنگ تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا تنہا پاکر قصد ہوا کہ امیر پر بلوہ کرین اقتتاح تاجدار طائر بنا ہوا سر پر صاحبقران کے موجود تھا فوراً تیغہ کھینچے اُتر آیا پکار کر آواز دی او نامرد طلسم کشا کو اکیلا نہ جاننا فوج طلسم کشا کو دیکھنا چاہتے ہو اے عیوق خارہ شکن جلد حاضر ہو اپنا کلمہ منہ سے نکالکر دستک دی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج علاوہ ان سب لاکھون فوج کے اور فوجون کے تانتے بندھے ہوئے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے بڑھے ہوئے چلے آتے ہین تخت بادشاہ کوتل کاندھے پر لیے ہوئے ملکہ آزادہ واسرار وغیرہ ساحران نامی طاؤسان زرّین بال پر سوار بڑھے ہوئے چلے آتے ہین مقبل وفادار مرکب صاحبقران کا لیے ہوئے ایک جانب جواہر خنجر زن بارہ لاکھ کا لشکر ہمراہ آکر پہونچا اورنگ و نیرنگ دیکھکر گھبرا گئے یا تو ارادہ تھا کہ بلوہ کرین یا رنگ گئے اُسی مقام پر اُتر پڑے صاحبقران کی بارگاہ استادہ ہوئی سردارونکو لیکر داخل بارگاہ ہوے لشکر اپنے مقام اُترا اورنگ و نیرنگ سوچتے ہوے اپنے مقام پر آئے انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع رای روشن کی کوئی بات عقل مین نہین آئی کہہ رہے ہین کیون یارو پلٹ جائین تو کیسی بدنامی ہے بارہ لاکھ فوج طلسم کشا کے ساتھ ہے اقتتاح تاجدار بادشاہ نامدار طلسم کا برائے مدد موجود ہے وہ ضرور کد و کاوش کریگا نیرنگ نے کہا کیون گھبراتے ہو رات کو مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لیکر خدمت مین بادشاہ کی چلا جاؤنگا بطلیموس کیسا خوش ہوگا یقین ہے کہ نائب طلسم کریگا سب نے کہا اگر یہ ہو سکے تو بڑی بات ہے تمام طلسم والونکی جان بچاؤ

ہوکر آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا رنگین جادو لگالائی امیر تلوار کھینچکر جا پڑے حکم لوح دیکھ چکے تھے جس نازنین کو قتل کرتے ہین افسوس آتا ہے کہ ان عورتونکو مین کیا قتل کرون وہ بیلچون سے حملے کرتی ہین لنگونکو باندھا ہے چند ریون کی گاتیان باندھی ہین چاہتی ہین صاحبقران کو قتل کرین بیلچے مار رہی ہین ذرا صاحبقران غفلت کرین تو بیلچہ پڑے کہ دو ٹکڑے ہون صاحبقران جم کر لڑ رہے ہین اور افسوس آتا ہے کہ لب عمر آتا ہے خوف جان سے لڑ رہے ہین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اشجار جادو کو قتل کرو سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی سیہ فام سب کو ترغیب دے رہا ہے غل مچاتا ہے کہ طلسم کشا جلد قتل کرو امیر نے تاکا لڑتے ہوے اُسکی جانب چلے وہ للکارتا ہے اے کمبختو طلسم کشا آتا ہے مجھے بچاؤ ورنہ پچتاؤ گی اگر مین مار اگیا سبھو بیوہ ہو گی امیر اُن عورتون کو ہٹاکر لڑتے ہوے چلے دو چار کو قتل کیا قریب اشجار کے پہونچے اشجار نے بیلچہ مارا امیر نے خالی دیکر کمر پہ ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اشجار کے وہ سب عورتین چیختی پیٹتی بھاگین غلغلہ کرتی ہوئین کہ طلسم کشا نے ہم سبکو بیوہ کیا بہت چیخین بال اپنے نوچے سب نے جو چلّاکر آواز دی باغ سے باہر نکل ہین پیٹ رہی ہین لقطلموس تخت پر بیٹھا ہے گرد شیر و وزیر سب نے جمع ہین کہتا ہے یار و قرطاس ابھی بادشاہ طلسم کا سر لیکر نہین آیا کہ ایک طائر منقار کھولے ہوے غل مچاتا ہوا آیا کہ ارے بادشاہ طلسم جلد مدد کر غضب ہوا طلسم کشا محلہ زنان پر پہونچا چلکے کچھ فکر لیجے ورنہ طلسم کشا بڑھتا آتا ہے اے بادشاہ آگاہ ہو اچھی طرح فکر کر ہم تجھکو سمجھاتے ہین ورنہ بہت پریشان ہو گا ہمارے کہنے کو خیال کر لے اِن اشعار کو سن لے

نظم

مسافر ہین اِسے لیلو عدم سے دلکو لائے ہین — امانت یہ تمہاری دور سے دینے کو آئے ہین
بھرا ہے درد کچھ ایسا کہ میری باتین سن سنکر — کلیجہ تھام لیتے ہین جو دل پر چوٹ کھائے ہین
تسلی سے زیادہ بیقراری گر نہین ہوتی — تو پھر کیون اے دل مضطر وہ سمجھانیکو آئے ہین
بر آئی دید کی حسرت بھلا ہو کمسنی تیرا — تماشہ دیکھنے کو میرے مرنے کا وہ آتے ہین
ہوے ہین ایسے عاجز اب دل بیتاب کے ہاتھون — کہ ہم فریاد کرنے کو در دولت پر آئے ہین
ہین ایسا امیر خواہ حسن تھا جسکے جنازے کو — خوشی سے سارے عالم کی حسین ملکر اُٹھالائے ہین
اکر یا نون مین منھدی نہ ہو خون اُچھلے گا — کہ مرنے والے کچھ سر پھوڑنے کو در پہ آئے ہین

ہنسے دیتے ہین غنچے بلبلین نغمہ سرا سب ہین ۔ کبھی ہر مخمل سبزہ بہار آئی ہی گلشن مین
مبھے آتے جو دیکھا سامنے سے یہ ستم دیکھو ۔ لگایا یار نے وہ وہراد دبتہ اپنی چلمن مین
خبر کردے ذرا ایک اجل جا کر یہ مستونکو ۔ کھلے ہین آج مینجولنے بہار آئی ہی گلشن مین
شرر دلمین ہمارے آتش فرقت یہ بھڑکی ہی ۔ بجائے اشک اب چنگاریان گرتی ہین دامن مین

اس مالن نے یہ اشعار گا کر صاحبقران کو بلایا جب صاحبقران قریب آئے وہ زنگی کہ جو صاحبقران زمان کے آگے بھاگ کر آیا ہی بیچ مین کھڑا ہی دونون زنگی دست راست و دست چپ کھڑے ہین جیسے ہی وہ نازنین قریب صاحبقران کے پہونچی اس نازنین نے ہاتھ بڑھایا کہ صاحبقران کا ہاتھ تھام لے دونون زنگیون نے کہا کیون او سیاہ رو دیکھ ہماری معشوقہ طلسم کشا سے لگاوٹ کرتی ہی تو یہان تک نہ لاتا تو یہان صاحبقران کب آسکتے تھے یہ کہکر دونون نے ہاتھ تلوار کے مارے اس زنگی نے چاہا سر کو بچاؤن نہ بچ سکا ایک کی تلوار کمرگاہ پر پڑی ایک کی سر پر پڑی اوسکے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے فوارہ خون کا نکلا وہ خون جسم پر ان دونون کے پڑا نہ تھی جلنے لگے تینون جلکر خاک ہوگئے اس عورت نے کہا اے شہریار تینون عاشق میرے مارے گئے آپکی وجہ سے فساد ہوا ورنہ یہ کاہیکو لڑتے اب مین ایسے عاشق کہان پیدا کرونگی آپ میرے ساتھ چلیے مین صاحب شوہر ہون ذرا شوہر کو سمجھا دیجیے صاحبقران دیکھتے ہین کہ حسین جمیل کمسن باتین ایسی کرتی ہی امیر نے کہا تیرا شوہر کیسا ہے کہ جو اسنے تیرے عاشقونکو قبول کیا اس نامرد کو کچھ رشک نہ آیا اسنے کہا کہ آپ تکرار نہ کیجئے میری ساتھ اندر باغ کے چلیے کہ ایک طائر نے آواز دی ساتھ اسکے باغ مین جائیے تو خبر نگاہ رہے افتاد سے اپنے کو بچائیے گا امیر نے کہا اے نازنین باغ مین چل آگے آگے وہ نازنین لہنگا پھڑکاتی ہوئی چندری کو درست کرتی ہوئی مسنتھ کو ہاتھ سے برابر کرتی جاتی ہی بقول شاعر

شعر نتھ کے موتی سے صاف پہچانا ۔ ہالۂ ماہ کا ستارہ ہی ۔ اندر باغ کے وہ داخل ہوئی صاحبقران نے بسم اللہ کہکر قدم رکھا جیسے ہی اندر داخل ہوئے دیکھا ایک جوان بڑے قد کا دھوتی باندھے ہوئے مرزائی پہنے ہوئے بیلچہ کاندھے پر بارہ ہزار عورتین پشت پر سب کے ہاتھ مین بیلچے جیسے ہی اس جوان نے صاحبقران کو آتے دیکھا بے اختیار

نے کہا بسم اللہ صاحبقران نے سپر کو پیرونکے نیچے دبایا لوح کو بھی گردش دی پشت پر قفر کے
پہونچے زمین پر قائم ہوئے ایک نخل کو دیکھا علم دیکھ چکے ہین ایک طائر کلان نخل پر آکے
بیٹھا پکارکر آواز دی او طلسم کشا کچھ تو نے خوف نکیا اس مقام پر آیا پلٹ کر دیکھ اس دیو کا ایک
ہی لقمہ ہر امیر نے پلٹکر دیکھا ایک دیو سیاہ دار شمشاد کو چرخ دیتا ہوا آتا ہر دیو نے آکر دار
سر امیر پر لگائی صاحبقران نے تو چروار کو رد کیا دیو نے ایک چیخ ماری تو جسے شعلہ نکلا
سر پر دیو نگے گرا دیو جلنے لگا دوسری طرف سے ایک زنگی آدمخوار تیغہ برق تاب کھینچے ہوے
للکارتا آتا ہر او طلسم کشا اب کہان جائیگا دیو سیاہ کو مارا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا یہ کہکر
تیغہ مارا امیر نے چاہا جواب دین ایک ہاتھ لگائین وہ زنگی جوان پکر زنگی بھاگا امیر حیران ہوکر
دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز آئی اسکا پیچھا کیجئے کہ یہی راہبر ہی صاحبقران اسکے پیچھے دوڑے
افتتاح بھی آواز دیکر چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک جھیل مین زنگی پھاندا آسمان سے افتتاح
نے آواز دی یا امیر اسکا تعاقب نہ چھوڑیے پھر گا جب وہ جھیل مین پھاندا صاحبقران بھی جھجم
سے پھاند پڑے پانی مین کپڑے تر نہوے صاحبقران نے دیکھا ایک در باغ پر زنگی کھڑا ہے
باغ سے لوگونکو پکار رہا ہر کہ یارو طلسم کشا آپہونچا افتتاح تاجدار ساتھ ہی اندر سے دو زنگی
نکلے انھون نے کہا اے سیاہ رو تو نے غضب کیا طلسم کشا کو لگا کے لایا ہم سبھونکو قتل کرایا
بت سیاہ رو نے کہا کہ یہان حمزہ نہ آئیگا کہ سامنے سے صاحبقران کے نعرہ کی آواز
آئی ان دونون نے کہا او جھوٹے دیکھ طلسم کشا آپہونچا اس زنگی نے کہا خوش گلو کو بلاؤ
ان دونون سے اور اس زنگی سے تکرار ہونے لگی کہ اندر سے باغ کے ایک مالن کو دیکھا
بھاری لنگا چندری اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین بصد ناز ہنستی ہوئی
نکلی صاحبقران کی جانب دیکھکر مسکرائی پکارکر آواز دی یا صاحبقران یہ زنگی مجھپر جبر کرتے
ہین مجھکو آکر بچائیے کنیز کا یہ حال ہر عرض کرنا محال ہر نظم

کیسے ہین جمع گل اچھے جہان تھی جسکے گلشن مین	ابھری ہی ساری عالم کی بہار اپنے نشیمن مین
اوڑائین دھجیان تونے بہت وحشت جنون بس بس	نہ باقی ہی گریبان مین نہ کوئی تار دامن مین
ہماری سرد آہین یون ہین ان اشکونکی جھڑیون مین	کہ جیسے منھ پڑی ٹھنڈی ہوا چلتی ہو ساون مین

روکا انسے لڑنے لگا باد و گرجاتے ہین افتتاح کو روکین مگر افتتاح کب رکتا ہی قرطاس بیچ
جا پڑا اسکے رو ن باد و گردن نے بیچ مین روکا مگر یہ کب رکتا ہی مانند شیر خشمناک جا پڑا اکیسکو چیر کر
پھینکدیا کیسکو آتش سحر و غضب مین جلادیا برابر قرطاس کے پہونچا قرطاس نے تیغ گو نے ماری
افتتاح نے اُف اُف کرکے دفع کردیے جب برابر پہونچا قرطاس نے ہاتھ مارا افتتاح
نے بیخوف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی اور غصے مین ایک طمانچہ ماردیا سر
قرطاس کا مثل گوی غلطان زمین پر لوٹتا ہوا جاتا ہی لاشہ زمین پر گرا غبار بلند ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام من قرطاس اژدر در ربود لکہ ہاے ابر ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرے لکہ ابر روئی
کے گالے معلوم ہوتے تھے جا بجا زمین پر پڑے تھے فوج والونکو معلوم ہوا کہ ہمارا افسر قرطاس
اژدر در مارا گیا گھبرا کر بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین فتح ہوئی امیر افتتاح سے بغلگیر
ہوے افتتاح نے قدمون پر آنکھین ملین اشراق جنی جو آیا گھبرا کر سلام کیا کہا ای شہریار
مبارک ہو کہ آپ نے بادشاہ کو رہا کیا بطلیموس انکا مدار المہام تھا ایسا زور پکڑا کہ
طلسم پر قبضہ کرلیا یہ گرفتار ہوے افتتاح نے عرض کی حضور چند ساعت یہان توقف
کرین جن لوگون نے میرے ساتھ نمک حلالی کی ہی اور لڑ بھڑ کر قید ہوے انکا لانا ضرور ہی
چند ساعت مین حاضر ہوتا ہون ای اشراق تم سرکار کا دل بہلاؤ یہ باتین تھین کہ صحرا سے
گرد اڑی لشکر صاحبقران کا آکر پہونچا ساحر و غیر ساحر بارہ لاکھ آدمی ہین ہفت قصر نزول
اجلال فرمایا بارگاہ کلان استادہ ہوئی افتتاح پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوا تھوڑی ہی عرصے
مین نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے دیکھا کہ افتتاح تخت پر سوار چار پانچ لاکھ ساحر
پریشان حال بال سرون کے ناخن دست و پا کے بڑھے ہوے منتشر بدحواس آکر ہو سبجے
افتتاح تاجدار خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی حضور اب جلدی کرین غلام لشکر کو درست
کرتا ہی صاحبقران نے تخت کو بارگاہ مین بچھوایا افتتاح کو امیر نے تخت پر بٹھایا فرمایا کل صبح کو
براے فتح طلسم مرحلہ جات جائینگے افتتاح تاجدار نے عرض کی غلام ہر مقام پر ساتھ رہیگا کوئی
دھوکا نہ دیگا صاحبقران زمان امیر عالیشان نے بعد نماز صبح کے لوح کو ملاحظہ فرمایا مضمون
سے آگاہ ہو کر اٹھے ساتوین مکان مین جہان لشکر اترا ہی اسکے کوٹھے پر تشریف لائے افتتاح

در دل مردان حق باشد فراوان ذوق و شوق | شور زاید در دل فرزند در وجدان ذوق و شوق
خود بخود پیدا شود اندر مزاج اہل حق | ہر زمان ہر ساعتے ہر وقت ہر آن ذوق و شوق
راز پیش کس نمی سازند ظاہر اہل راز | مثل جان در جسم خود دارند پنہان ذوق و شوق
ہر دم از جام محبت در جہان حاصل کنند | اہل صدق و اہل سوز و اہل ایمان ذوق و شوق
از خدائے خویش میخواہند ہر صبح و مسا | عاشقان عشق و محبت اہل عرفان ذوق و شوق
ہست اندر نوع انسان خالی از انسانیت | گر ندارد در وجود خویش انسان ذوق و شوق
روز و شب در یاد حق مشغول باشد مشغول شو | تا بود ہر وقت اندر دل نمایان ذوق و شوق
باشد اندر حمد حق مصروف تا وقت اخیر | حق اگر بخشد بدین ہندی ثناخوان ذوق و شوق

قرطاس اژدر در حکم دے رہا ہے کہ جلد افتتاح تاجدار کو قتل کرو افتتاح کہتا ہے تیری کیا مجال جو مجھکو قتل کر سکے میرا وقت آگیا کہ بہ عنایت پروردگار رہائی پاؤن تمہارے مذہب سے بھی منھ پھیر چکا وحدہ لاشریک کا مطیع و منقاد ہوا دل مائل فریاد ہوا جلاد چاہتا ہے کہ حکم تیسرا ہو بجے کہ پہلوے قصر سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا نعرۂ

امیر تصنیف مصنف
منم قاتل کافران جہان
بدیر رفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پی گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار
نعرہ کرکے صاحبقران جا پڑے

تیغہ عقرب سلیمانی کھینچے ہوئے لوح گلے مین پڑی ہوئی پہلے بڑھکے جلاد کو مارا افتتاح تاجدار سے کہا اے افتتاح اٹھ بڑی تکلیف تو نے اٹھائی قرطاس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو لینا چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا امیر نے افتتاح کی زبان سے سوزن نکالی اب جو افتتاح نے زور کیا قید آہن کو توڑ کے مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا افتتاح تاجدار نے قصد کیا کہ قرطاس اژدر در پر جا پڑے ون بیچ مین جادوگرون نے

کے خوب بچا سیاہ بخت کو لاکر قتل کرادیا گردن پکڑ کے اُسکو سامنے طلسم کشا کے کردیا شمشیر
بکف رہے ہین آپکا مثل سحر مین نہین ہے بطلیموس کہتا ہے بھٹکا بھٹکا کے طلسم کشا کو مار
ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ وقواق آدم خوار آکر پہونچا کہا اے شہریار طلسم کشا کو مین لنے برابر
قصر ہفت رنگ کے پہونچایا اب طلسم کشا قصر ہفت رنگ مین داخل ہوا لیکن قصر
اوّل مین داخل ہوا ہے جبکہ قصر اُسکو طے کرنا ہین جو کچھ تدبیر مین پڑے لو کیجیے برائے رہائی افتتاح
تاجدار آیا ہے بطلیموس نے کہا او بیحیا آپ ہی طلسم کشا کو وہان پہونچایا آپ ہی خبر دیتا ہے تو وہان
کیون گیا وقواق نے کہا اے شہریار اشراق حبشی بکتاب مجھپر آیا ہوا بنگر لیگیا میری پشت پر سوار ہو
پسلیان توڑ ڈالین چاہتا تھا طلسم کشا کو گرادون طلسم کشا کمس لوح کا ڈالتا تھا مجبور ہو گیا
اب آپ سے کہنے آیا ہون ابھی سیر مین قصر اول کی مصروف ہے پلٹ کر بطلیموس نے آواز دی
ارے قرطاس اژدر در جلد جا افتتاح تاجدار کا سر لا قرطاس اژدر در اُٹھا دو لاکھ جادوگر
لیکر چلا لیکن افتتاح تاجدار بادشاہ طلسم بطلیموس ساتوین قصر مین قید ہے آج جو صبح
ہوئی تو نگہبانون نے دیکھا کہ افتتاح تاجدار ہنس رہا ہے نگہبانون نے پکار کر آواز دی ای افتتاح
کیا ہنستے ہو افتتاح نے کہا آج رہائی پائینگے تخت پر سوار ہونگے چھ لاکھ ساحر ہمارے واسطے
جمع ہین سب ہمارے مشتاق ہین خدا رہا کرنے والے کو سلامت رکھے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
لکۂ ابر سیاہ نمایان ہوا دیکھا سب نے قرطاس اژدر در تخت پر سوار دو لاکھ ساحران
غدار پشت پر بڑے کر و فر سے آکر پہونچا آواز دی افتتاح تاجدار کو لاؤ دارین استاد
کرو جلّاد حاضر ہون حال افتتاح کے ناظر ہون نگہبانون نے کہا لو اور فرا دیکھیے افتتاح
کا تو یہ قول تھا کہ آج ہم رہا ہونگے بادشاہ نے حکم قتل دیا اب کیونکر بچینگے افتتاح ہنس رہا
کہ جلّاد نے آکر ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اے افتتاح ہنستا ہے تیرا وقت قتل کا آیا افتتاح نے کہا
ہم رہا ہوا چاہتے ہین طلسم کشا دم بھر مین آتا ہے میان قرطاس کو حال معلوم ہوگا کہ جلّاد نے
گولے کا خط گردن پر دیا شلنگین لگانے لگا پکار رہا ہے کہ اے قرطاس اژدر در حکم سمجھ لو جلد
دینا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلاد ہمارا کام نہین افتتاح نے کہا او جلّاد صاحب بیداد کیا بہو
بکتا ہے ہم صاحبان ذوق و شوق ہین ہمین ایسے کافرون کے مرتبون پر فوق ہین ہماری یہ کیفیت ہے کہ

دیکھا طلسم کشا میری جانب آتا ہے سحر کرنے لگا اسرار و اظہار سحر افیل و نہنگ سحر دفع
کرنے مین مصروف ہین بطلیموس نے جو ران ساحرون کو دیکھا ایک دو پتھر مارا اور سحر کیا
یہ سب گر پڑے اظہار نے کہا ذرا لوح کا عکس ڈالیے ادھر بھی ایک توجہ کی نظر چاہیے امیر لوح
کا عکس ڈالا یہ سب اپنے مقام سے اُٹھے پھر ساتھ صاحبقران کے چلے تین مرتبہ بطلیموس
نے ان سبکو گرایا امیر نے ہر مرتبہ لوح کا عکس ڈالا ان سبھونکو صحت دی یہ سب لڑتے ہوے
چلے صاحبقران قریب بطلیموس کے پہونچے بطلیموس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
روک کر ہاتھ مارا آواز آئی کہ اے طلسم کشا یہ کیا کیا بطلیموس کے دو ٹکڑے ہوے جیسے
ہی دو ٹکڑے ہوے ایک قہقہہ کی آواز آئی صاحبقران نے دیکھا لاشہ سیہ فام زنگی کا تڑپ
رہا ہے اشراق برابر کھڑا کہ رہا ہے کہ اے شہریار حضور نے جلد ہی کی بطلیموس نکل گیا کیا سحر
کر گیا فوج والے سب بھاگے صاحبقران کی فتح ہوئی لشکر کو لیکر ملے ہین سرداران مدد کو
ساتھ ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ آزاد وغیرہ آگر پہونچین لشکر جمع ہوا آزاد نے حال بطلیموس
کا سُنا کہا اے شہریار اب وہ آنے لگا جبتک حضور لوح کو دیکھکر نہ مارینگے قتل نہوگا
ابھی بادشاہ سابق کو بھی رہا نہین کیا کیونکر قتل ہوتا اُسکی بھی کسیقدر مدد ضرور ہے صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین مضمون نکلا مضمون لوح سے آگاہ ہو کر صحرا مین آئے ایک
نخل کے قریب پہونچے زیر نخل بیٹھکر اسم اعظم الہی پڑھا اسم حاشیۂ لوح بھی ورد کیا ایک
طائر آسمان سے پیدا ہوا اشراق خبثٰی طائر پر سوار طائر کو مارتا ہوا آیا بجبر قریب امیر کے
لایا پشت طائر سے اُترا طائر چاہتا ہے کہ اُڑ جاؤن اشراق نے روکا امیر کو اشارہ کیا اسپر سوار
ہو جیسے یہ مقام قید افتتاح تاجدار تک پہونچا لے گا امیر جھپٹ کر پشت طائر پر سوار ہوے
طائر اڑتا ہوا جاتا ہے برابر کہکشان فلک کے بلند ہوا وہانسے متوجہ بہ پستی ہوا قریب
ایک قصر کے اُترا اراہ مین بھی اس طائر نے بد لگامیان کین امیر نے جب عکس لوح
کا ڈالا تب ساکن ہوا یہان جو لاکر اُتارا اُتارتے ہی بھاگا امیر ہدایت لوح سے قصر
مین داخل ہوے یہ طائر و قواق آدم خوار ہے امیر کو اُتار لے ہے اُڑ گیا خدمت مین
بطلیموس کی آیا بطلیموس دربار مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ مین ہاتھ سے طلسم کشا

حال کرتا ہے کہ دیکھا امیر نے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے ہوائے سرد
ہے صاحبقران اُسی جانب چلے باغ مین جو آئے دیکھا عندلیبان خوشنوا بصد ناز و ادا زمز
سرائی کر رہی ہین ایک جانب چمن ہائے طولانی ایک جانب نہرین لاثانی موجہ پڑ رہا ہے پھول
کھلے ہوئے غنچے چٹک رہے ہین صاحبقران خرامان خرامان اُس باغ مین جاتے ہین کہ دیکھا
ایک مقام پر چند طائر چہک رہے ہین چمن نرگس کا آراستہ پھول کھلے ہوئے چشم معشوق کی کیفیت
دکھلاتے ہین عاشقان چشم پھولے جاتے ہین ایک پھول سے شرارہ نکلا دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم
دست بستہ کھڑی ہین جھک کر سلام کیا رو رو کر کلام کیا کہ اے شہریار آپ تو چلے آئے نور ال
بن بدیع الزمان آپ کے نور نظر کو ظالمون نے گرفتار کیا وہ دیکھیے قید جاتی ہے بادشاہ طلسم
لطلیموس نے بلوایا ہے یہ سارا جھگڑا پھیلایا ہے صاحبقران نورالدہر کا نام سُنکر گھبرا
مخمور کے ساتھ چلے چند روشین طے کی تھین کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام نورالدہر کی چھا
پر چڑھا ہوا سر کاٹا چاہتا ہے مخمور نے سر پیٹ لیا کہا اے شہریار کنیز بیوہ ہوتی ہے اپنی
پر روتی ہے جلد اپنے کو سہو بچایئے امیر نعرہ کر کے جھپٹے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار غفلت
یہ بالکل شعبدہ ہے یہ تو سوچیے کہ یہان نورالدہر کہان بادشاہ طلسم لطلیموس کو کیا خ
تھا کہ آپ کے لشکر مین جاتا نورالدہر کو گرفتار کر کے لاتا برائے خدا لوح کو ملاحظہ
امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پا کر اسم جاشکے لوح پڑھکر دم کیا مخمور غائب ہوئین وہ سا
نورالدہر کو قتل کرتا تھا چیخ مار کر ایک جانب بھاگا نورالدہر کوئین مین پھاند پڑے باغ
ہوا امیر نے اپنے کو جنگ مین پایا امیر کو جو لطلیموس نے دیکھا سر پیٹ لیا بے اختیار
اُٹھا یار و طلسم کشا نے بڑی آفت سے نجات پائی مین جانتا تھا باغ سے عمر بھر نہ نکلے
اشراق جنی ؑ کی مقدمات سے آگاہ کرتا ہے امیر کے برابر ملکہ اسرار آئین دعائین دینے
کہ خدا آپ کو سلامت رکھے غلامان جانباز ساتھ مین حضور چلکر لطلیموس پر حملہ ک
سر خاب تو واصل جہنم ہوا اب زور و شور ساحرونکا بھی کم ہوا صاحبقران لڑنے کو
چلے اسرار شعلہ زن قریب امیر کے آئی ایک جانب اظہار شعبدہ باز ایک جانب
سرافیل و نہنگ بید ارجنت پشت پر لڑتے ہوئے صاحبقران بڑھے لطلیموس

چندے یوہین جو گردش گردون دون سبھی — ہوگا نہ ڈھونڈھنے سے بھی اہل ہنر نصیب
ہم وان گئے ہین ڈھونڈھنے اُسکو جہان سے — ہوتی نہین ہمین بھی ہماری خبر نصیب
صیاد نے رہا بھی کیا ہے تو ہاے کب — تجھکو رہا بھی ایک نہ جب بال و پر نصیب
یارب ہنسے وہ رونے پہ دانتونکا عکس آئے — اِس بحر کو ہو موجۂ آب گہر نصیب
اُس سیم بر کو دل جو دیے ہم اے شرر — ہوتا نہ ہمکو درہم داغ جگر نصیب

وہین سے ملکہ بہار نے پُکار کر آواز دی اے شہریار کنیز سرکار کی تلاش مین آئی ہے آپ
کے فرزند کا مزاج بخیر و عافیت ہے صاحبقران بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے بہار سلام کرتی
ہوئی قریب آئی عرض کی حضور یہ بادشاہ طلسم بڑا سخت ہے اور بڑا کجبخت ہے اپنے بادشاہ کو قید کرلیا
دیکھیے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے خواجہ عمرو نے مجھسے کہا کہ طلسم لطلیموس مین لڑ رہے ہین اُنکے جلد
پہونچا کنیز بہ تعمیل آئی لوح مجھے دیجیے مین جاکر اُسکے سر پر رکھدون جلکر خاک ہوجائے حضور چلکر
بادشاہ طلسم سابق کو رہا کرین تب طلسم کشائی بوجہ احسن ہو کنیز بہت بدحواس ہوکر آئی ہے خواجہ
نے ارسطو یہ فرمایا کہ مین بیقرار ہوگئی اگر کوئی لفظ خلاف مزاج شہنشاہی نکل جائے تو اُسکو
معاف فرمائیے گا لوح مجھے دیجیے مین ابھی لڑائی کا خاتمہ کردون ورنہ اُس تک پہونچنا مشکل ہوگا
بھی وہ اپنے قریب حضور کو نہ آنے دیگا امیر لوح کو گلے سے اُتارنے لگے کہ پہلو سے آواز آئی
اے طلسم کشا لوح نہ دینا ورنہ غضب ہوجائیگا پھر عمر بھر لوح نہ ملیگی امیر نے پلٹ کر اشراق کو
دیکھا کہ کھڑا سر پیٹ رہا ہے کہا اس لوح کا عکس بہار پر ڈالدیجیے امیر نے لوح جو چمکائی
ایک شعلۂ آتش جسم سے بہار کے نکلا مع کنیزون کے جلکر خاک ہوئی لطلیموس نے جو یہ معرکہ
دیکھا للکار کر آواز دی او اشراق اس طلسم مین مدتون رہا کیا کیا عیش کیا آج ایسا دشمن
دار ہنری کے عوض رہبر ہوا ہے طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہے اشراق جنی دونون پانوین مار کر
زمین مین غرق ہوگیا لطلیموس جھلا کر رہگیا پھر ایک گولہ طرف صحرا کے مار دیا تا تا ہوا آگ
کسی ایک سحر طرف صاحبقران کے کردیا کہ لکہ ابر آکر حائل ہوتا ہے اپنے کو نظرون سے
بچیر کی بچاتا ہے جب صاحبقران لوح چمکا دیتے ہین لکہ ابر غائب ہوتا ہے صاحبقران
کی جانب بڑھتے ہین چاہتے ہین لطلیموس پر جا پڑین لطلیموس کبھی دیوار آہن حائل کرتا ہے کبھی ابر

بطلیموس کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا تلوار روک لی سوچنے لگا کہ چلا جاؤن غیر
نے دامن پکڑ لیا کہ اے بطلیموس چلے جانا سراسر حقارت ہے یہ سوچ کے بڑھا لڑتا ہوا چلا
ہر آگ برسائی پانی برسایا امیر لوح چمکا دیتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین سحر کو ہٹاتے ہ
چلے آتے ہین بطلیموس نے ایک دو ہتھڑ مارا زمین کانپی آگ کا دریا موج مارتا ہوا بڑھ
صاحبقران زمان نے لوح چمکا کر اشقر کو اشارہ کیا اشقر جھم سے دریا مین پھاند پڑا ا
کہ دریاے آتش ہے ہر ایک شعلہ سرکش ہے لیکن مچھلیان ہزارون آشناوری کر رہی ہین
اشقر کو لپٹنے لگین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو دریا
آتش مٹ جائیگا امیر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا ایک ذنّاٹا ہوا دریاے آتش نابود ہوا ا
باہر نکلے للکارا کہ او بطلیموس منحوس کیون غربا کو قتل کرتا ہے خوف خدا سے نہین ڈرتا ہے
کہکر بڑھے تھے کہ سرخاب کو جو سحر کا جو آیا تلوار کھینچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مار
امیر پر شعلہ آتش گرے تلوارین برسین صاحبقران نے لوح کو چمکا کر ہاتھ مارا کہ سرخا
کے دو ٹکڑے ہوے ایک غبار تیرہ و تار بلند ہوا صدہا طائر پیدا ہوے پرون سے سر سینہ
تھے کہ ہاے ہمارے آقا کو مارا کیا افسوس کی بات ہے بطلیموس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مثل
برگ بید کانپا پھر سوچا کہ میرے عجائب وغرائب مین طلسم کشا پھنسے گا ایک گولہ طرف ہ
کے مار دیا صاحبقران لڑتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا ملکہ بہار جادو مع چند کنیز و
دف دوائرہ بجاتا ہوا اپنی زبان سے یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی بہ ناز معشوقانہ آتی ہے

دل پیچ کر ہوا ہے ہمین سیم وزر نصیب	ہے تکلب قلب درہم داغ جگر نصیب
ہوتی نہ نیند آپ کو بھی رات بھر نصیب	مجبور رہون کہ آہ نہین پُر اثر نصیب
اچھا تھا اے خدا دل پُر سوز کے عوض	ہوتا جو مجھکو شعلہ نار سقر نصیب
عُریان ہماری لاش وہان بھی پڑی رہی	دامان خشر بھی نہ ہوا ہاتھ بھر نصیب
آنسو لہو کے بہتے ہین قاتل کے ہجر مین	کیونکر ہو لطف خندہ زخم جگر نصیب
لونگا عوض مین یار تغافل شعار سے	ہوگا کبھی تو نالہ دلکو اثر نصیب
شاید تری کمر کا وہان کچھ پتہ لگے	ہو کاش مجھکو ملک عدم کا سفر نصیب

ساحرون نے بطلیموس پر سحر کیے لیکن بطلیموس آنکھ سے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہر سحر
ل ہوکر زمین پر گرتا ہے جب خود گولہ مارا دو چار سو کے سر اڑ گئے دس پانچ ہزار آدمی
لیموس نے مارے اب تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑا تلوار ہلانا شروع کی جب تلوار ہلائی دو چار
کے سر اڑ گئے اسطرح لڑتا ہوا بطلیموس چلا جاتا ہے سردارون کے مجبور ہوکر قدم اٹھے بھاگنے لگے
ا سکار اشراق جنی پھرتا ہوا طرف قلعۂ طلسمی کے جاتا تھا کہ جاکر حال دریافت کرون
اب کی صورت بنا ہوا آسمان پر اڑتا ہوا آتا تھا یہ معاملہ جو دیکھا اسرار کو تو پہچانا اور
دارونکو دیکھکر حیران ہوا مگر الٹا بھاگا صاحبقران پہاڑ سے اترے ہین کہ اشراق دوڑتا
آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوا اسرار نے بڑی فوج جمع کرلی ہے راہ مین آکر
لیموس نے گھیرا ہے جلد اپنے کو سرکار پہونچائیے امیر نے فرمایا اے اشراق میرا مرکب
ین مرحلہ جاتا ہے بیدل آیا اشراق پھر پلٹا لشکر صاحبقران مین پہونچا اشقر سے پکار کر
زدی آقا تیرا مجھکو بلاتا ہے اشقر نے اگاڑی پچھاڑی توڑ ڈالی تقبل نے زین کسا لجام دہن مین دی
راق نے دوڑکر زیر شکم اشقر کے ہاتھ دیا ہرچند اشقر کہتا ہے اے اشراق تو آگے آگے چل مین تیرے
تھ برابر پہونچونگا اشراق نے کچھ جواب ندیا اشقر کو لیکر بھاگا یہان صاحبقران زیر کوہ حیران
ے تھے کہ اشراق اشقر کو لیکر پہونچا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے اشراق نے
ں چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھدیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا اسوقت اگر صاحبقران
یکے کہ بطلیموس نے تین چار سحر کیے ہین دس بیس ہزار ساحر مارے کہ صاحبقران
پہونچے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم عرب حمزۂ ذیحشم
منم لسنجان پئے گیر ودار
ہ بر سرم فتح و نصرت نثار
م دیو عفریت را در مصاف
دار جنگ بدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون نزار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در سا ختر جنگ شد آشکار
خبر اثر بہ از عدل و انصاف شد
سمندرون بدبخت گشتہ شکا
سلیمان ثانی لقب یافتم

رہ کرکے صاحبقران کرے اشراق جنی کرنے لگا صداے نعرۂ صاحبقران سنکر

والے نجابدان تہور شعار وقت جنگ و جدل ہے بادشاہ طلسم آگیا قدم نہ ہٹانا ایک بادشاہ کیا سارا طلسم بمیر حمزہ آئے تو بھی ہمکو نہین مار سکتا جسکی موت نہین وہ نہ مریگا اور جسکی قضا قریب ہے اگر بھاگو تو راہ مین مارے جاؤ گے موت سے کہان بچو گے شاعر کیا خوب فرماتا ہے

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لگئے جب داغ
جعفری نے دیکھا یا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اٹھا
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
غافلو کل و من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قدر عنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کا گل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن نہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گل رخان جو سوتی ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس چمن کی ہوائے ہمن دوی
تب ہوا سرو خوش ناپیدا
جب مٹے سلستان محفل درد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ نرگس جھکی ہی رسو زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس
ای جوانان صف شکن فراد

تہور شعاران تیغ زن جم کر لڑو بادشاہ کے اوپر سحر کر دو یہ جو اسرار نے پکار کر کہا اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے ساحر و نکے موے جسم کھڑے ہو گئے دنیاے ناپائدار کا رنگ آنکھون کے نیچے پھر گیا لطف زیست نگاہون سے گر گیا جم کر سب کھڑے ہوے جو زخمدار ہین وہ بھی جو صحیح و سالم ہین وہ بھی مشتاق ہین کہ ابر لطلیموس پر سحر کرین بڑھ بڑھ کر لڑین یکایک اگرشق ہوا سبنے دیکھا لطلیموس تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر و چار قبہ شہنشاہی دربر اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا وہین سے للکارا اے نمکحرامو کہان جاتے ہو منم شہنشاہ لطلیموس یہ کہکے تخت سے کود ایک گولہ اٹھا کر اس بیجیانے مارا کئی ہزار آدمیون کے سر پھٹ گئے اسرار و ہنگ بیدار نجبت و اظہار شعبدہ باز وغیرہ نے بڑھکر سحر کیے گو لے پھینکے لطلیموس کے جو یہ سحر پہونچے لطلیموس نے آنکھ سے اشارہ کیا سب سحر رد ہو کر گر پڑے

ہوا اظہار شعبدہ باز پیچھے ہٹا تلوار کھینچی سرخاب بڑھا کہ سر کاٹ لون ملکہ اسرار نے جو یہ اسرار دیکھے بیقرار ہو کر چلا اٹھی للکارا او ظالم کوئی زخمی کا پیچھا کرتا ہے دو گھڑی کا اہل سرخاب و اسرار سے سر چلا تھا کہ ستارہ سحری چمکا لڑتے لڑتے سرخاب نے نعرہ کیا او اسرار دیکھ بادشاہ آتے ہین اسرار نے دیکھا حقیقت مین ایک ابر مروارید نگار بڑے زور و شور سے اُٹھا ہے موتی برستے ہوے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طاؤس زرین بال رقصان قدرت پروردگار کے سامان ایک طاؤس کلان رقص کرتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا

نظم

اسقدر ہے دلکو نفرت اے بت سفاک سیاہ
پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیل اسکا
نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا ... کل
نظر آیا ادھر آنکھون سے ادھر غائب تھا
کون سا صید زبون صید نہ فلک نے باندھا
جسکے ہاتھ بان مین لگی نالۂ آتش سے تو

زیب دیتی نہین اس کعبے کو پوشاک سیاہ
دل کا فر سے ہے ہم چشم بت بیباک سیاہ
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ
اسپ مشکی ہے ترا آہوے چالاک سیاہ
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ
کوسون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

طاؤسان زرین بال کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی سرخاب پکارتا ہے اب شاہ آگئے اے اسرار و اظہار اب کیونکر بچو گے تمھارے طلسم کشا کہان ہین آکے تمکو بچائین وہ تو ہزار کوس پر ہین اسرار طرف اظہار کے دیکھکر گھبرائی کہا اے اظہار اب کیا ہوگا یہ ابر جو بڑے زور شور سے آتا ہے اُسکی آمد کا نشان ہے عقل حیران ہے اظہار نے کہا اے ملکۂ عالم مرنے کو آئے ہین جان دینگے مرینگے لڑینگے قدم نہ ہٹائینگے اسرار نے کہا اے اظہار طلسم کشا کا یہ قول ہے کہ قضا ایک لمحہ پیشتر نہین آسکتی نہ قضا مین دیر ہوتی ہے اُنکے قرآن مجید فرقان حمید مین پروردگار نے فرمایا ہے اسی قول کی پابندی کرو جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اگر اسی ظالم کے ہاتھ سے ہماری موت ہے تو کیا نقصان ہے اطاعت طلسم کشا دلسے کی مطیع اسلام ہوے شکر ہے کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرین تا روز قیامت نام رہیگا کہ بادشاہ طلسم سے لڑکر مرے سرخاب کے بھی ہاتھ سے عاجز آچکے تھے یہ کہکر اسرار نے آواز دی اے غازیان دین

یا تو بھاگے جاتے تھے افسر کلائی کی آواز سنکر دل مضبوط ہوئے سرخاب نے پلٹ کر
دیکھا للکار کر آواز دی او نہنگ بادشاہ نے تجھکو قید کیا تھا مناسب تو یہ تھا کہ فوراً قتل
کر دیتے مگر تیری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر وار دستہ پھینک ماری سرخاب ساحر زبردست
ہے اسکی کار و کب خالی جاتی ہے شاہ نہنگ کا زخمی ہوا فوج والون نے بیچ مین لے لیا
سرخاب بڑھتا چلا آتا ہے چاہتا ہے قتل کرون ساتھ والے بچا رہے ہین مگر پامال کرتا ہوا
آتا ہے کہ سرافیل ہوشمندان کا نعرہ ہوا اسنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ نہنگ بیدار زخمدار
زخمدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہے سرخاب تعاقب کیئے ہوئے ہے سرافیل نے للکارا او نامرد مردان
عالم سے مقابلہ کر زخمی پر کیا جاتا ہے سرخاب پلٹ پڑا سرافیل و سرخاب سے سحر
چلنے لگا دونون لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ سرافیل مصروف جانبازی سرخاب نے
جب سحر کیا دس بیس کو مارا پھر آگے بڑھا للکارتا ہوا یا شیدائے مسلیمانان میرے ہاتھ سے
بچ کہان جاؤ گے چند بارگاہ مین جلا دین خیمے پھونک دیے سرافیل کی فکر مین جاتا ہی کہ
سرافیل ایک مقام پر لڑ رہا ہے چند ساحرون نے جو بلوا کیا سرافیل ادھر پلٹ پڑا
سرخاب سے غافل ہوا سرخاب نے پشت پر سے سحر کیا برق جو کڑک کر گری سر سرافیل
کا زخمی ہوا ملکہ اسرار کے کان مین آواز آئی کہ سرافیل زخمی ہوا اظہار شعبدہ باز کف
افسوس ملنے لگا کہا ملکہ اسرار سرخاب بڑا ساحر زبردست ہے دربار شاہ طلسم مین اسکی بڑی
دھوم ہے ہم لوگ بھی جان دینگے مگر اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے اظہار یہ کہتا ہوا بڑھا سرخاب
نے جو اظہار کو دیکھا پکار کر آواز دی او اظہار تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اب کہ
جائیگا تم سبکی مشکین باندھکر لیجاؤنگا اظہار بھی ساحر زبردست ہے مرکب بڑھا کر جا پہنچا
اسرار نے دور سے دیکھا کہ اظہار شعبدہ باز بڑے لطف سے لڑ رہا ہے جو سحر سرخاب
کیا اظہار نے بسہولت اسکو دفع کر دیا اپنا سحر کیا سرخاب لہرایا چلا آتا ہے لیکن سحر کرنے
مین مصروف ہے آخر تلوار کھینچکر اظہار پر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی سرخاب
ایک مقام پر کھڑا کو تبا کر رہا تھا گو کہ دست دی تنغلی سے ایک طائر بھی چھوڑا طائر کو دیکھکر اظہار
کے ہوش اڑ گئے طائر کے دفع کرنے مین متوجہ ہوا تھا تلوار کا پڑا کہ سر اظہار کا بھی زخمی

سب نے شکست کھائی ہو گی لشکر بے سردار چھوڑکر آئے ہین لاش تلاش کرکے زرحاب
کی اُٹھالائے اب جو ارشاد ہو بجا لائین یہ کیفیت سُنکر سرخاب کو نہایت غصہ آیا کہا ان
بھگوڑون نے بڑا سر اُٹھایا ان سبکی قضا دامنگیر ہے یہ کہکے سرخاب اُٹھا باہر بارگاہ کے
نکلکر دیکھا ہمراہیان زرحاب بھاگے آتے ہین شبدیز کا مرکب طرارے بھرتا ہوا
بگ دھریان کرتا ہوا قتل کرتا ہوا آتا ہے جب گولہ مارا سو دو سو کو گرادیا سرخاب نے
ڈانٹا او شبدیز بدکاری بدنگامی بھلا دونگا ما بدولت کو شہنشاہ نے اسیواسطے بھیجا ہے
کہ جاکے سبکی سرکوبی کرو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے آواز دی سارا لشکر کنارے
ہوا سب اہالی لشکر جاگ رہے تھے کمربندی ہونے لگی سرخاب نے گھوڑا طلب کیا
گھوڑے پر سوار ہوا شبدیز کو للکارتا ہوا چلا شبدیز کا سر سرخاب نے بڑھکر گولہ مارا
سینۂ بکینہ پر شبدیز کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا اب تو سرخاب مارتا ہوا چلا جب
گولہ مارا سو دو سو کے سینے کو برما کر نکل گیا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست
جھومتا ہوا جاتا ہے زمین ہلا دی ملکہ اسرار شعلہ زن و نہنگ بیدار بخت و سرافیل
ہوشمندان اپنے مقام پر اُٹھکر بیٹھے ہین ایک ایک سے پوچھ رہے ہین ارے یہ کیسا
ہنگامہ ہے کہ شبدیز کے مرنیکی آواز کان مین آئی سرافیل نے مُنھ پیٹ لیا کہا یار غضب
ہوا شبدیز سا جانباز مارا گیا سرافیل اپنے خیمے سے نکلا ملکہ اسرار آنکھین ملتی ہوئی
باہر آئین ایک طرف سے نہنگ بیدار بخت نکلا تینون سردارون نے آپس مین صلاح
کی ایک کا ایک سے قول تھا کہ لڑائی بگڑ گئی سرخاب مع فوج کے آپڑا اسرار نے
کہا کچھ مقام خوف نہین اگر وہ سیاہ رو بوقت شب آگئے ہین خدا چاہیگا تو شکست بھی
کھائینگے یہ کہکر ملکہ اسرار طاؤس پر سوار ہوئین نہنگ بیدار بخت سبکے پہلے روانہ
ہو گیا نہنگ اسوقت پہونچا کہ بدعت سرخاب سے لشکر پامال ہو رہا ہے عجب طرح کا
لشکر کا حال ہو رہا ہے کچھ بھاگے جاتے ہین کچھ آمادۂ حرب و پیکار ہین کہ نہنگ نے نعرہ کیا
بھائیو نہ گھبرانا مین تمھاری مدد کو آ پہونچا لشکر کفار کو گھیر لو قدم مردی نہ ہٹاؤ جم کر لڑو
ان تیرہ بختونکو شکست دو نہنگ نے جو یہ آواز دی فوج والونکی جان مین جان آئی

صبح کو اسرار نے قصد کیا ہے کہ تخت پر سوار ہوں لشکر والے کمر بندی کر رہے ہیں علمہائے
زنگاری کے پھر پھرے کھلے کہ دیکھا صحرا سے گرد اٹھی سرخاب خوک پیکر مقابلے میں آ
پہونچا پکار کر آواز دی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گی چہار طرف لشکر اُترا اسرار اور شبدیز
وغیرہ اُتر پڑے دن بھر میں سب ساحر اسکے آکر جمع ہوئے شام کو طبل جنگی بجوایا اسرار
نے بھی خبر سنکر نوازش طبل کا حکم دیا رات کو تیاریان ہونے لگین اسرار نے کہا مین ط
پر جاؤن شبدیز اٹھ کھڑا ہوا عرض کی کہ آپ بادشاہ لشکر ہین آپ کی خدمتین ہمارے
متعلق ہون غلام جانباز یہ کام کرے ملکہ اسرار نے قبول کیا شبدیز دس ہزار سوار دنگ
لیکر طلاے پر آیا حفاظت کرنے لگا سرخاب خوک پیکر نے زرحاب اپنے بھائی کو طلا
پر بھیجا یہ بھی کہدیا کہ اے زرحاب جادو ایسا نہ ہو سردار نکل جائین تو بادشاہ کے سا
بڑی ہی حقارت ہوگی زرحاب بیس ہزار جادوگر لیکر طلاے پر آیا شام سے صدائے
حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی بازار بزازان و صرافان مین پھر رہا ہے دوپہر سے شب تجا
کر چکی ہے کہ ادھر سے زرحاب نے گنبد ابر بڑھایا ادھر سے شبدیز بڑھا اپنے لشکر کے
کنارے پر وہ اپنے لشکر کے کنارے پر زرخاب نے پکارا او شبدیز بھاگ کر یہان آ
اب بھائی صاحب کیا تجھکو زندہ چھوڑینگے شبدیز نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے زرحا
اپنے سحر کے زور مین جا پڑا او دس ہزار و بیس ہزار دونون طرف کے ساحر بڑھکر ل گئے
ترنج و تاریخ چلنے لگا شبدیز لڑتا ہوا گھوڑے کو بڑھا کر قریب زرحاب کے پہو
للکارا او نامرد کہان جاتا ہے زرحاب نے گولہ مارا شبدیز نے گولے کو ہاتھ مین رد ک
اُسی گولے پر اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا سینے پر زرحاب کے پڑا توڑ کر گوشت کو پار لگذار
جو مارا گیا شبدیز گھوڑا اٹھائے ہوئے جادوگرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہے جب گولہ مار اسود
کے سینے کو توڑ کر پار گذرا گئی ہزار جادوگر مارے زرحاب کا لاشہ لیکر چند کس بھا
غلغلہ جو ہوا سرخاب اٹھ بیٹھا کہ اسکے کان مین مرنیکی زرحاب کے آواز آئی گھبرا
پوچھا کہ ارے زرحاب کو کسنے مارا چند کس بلازم دوڑے ہوئے آئے عرض کی زرحا
طلاے پر گیا تھا آپس مین تکرار ہو کر تلوار چلی شبدیز نے زرحاب کو قتل کیا ان سے

آدی اے یار وفادار اے مونس و غمگسار تم یہان کہان عمرو نے جو امیر کو دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ کر
قدمونکو بوسے دیے ہر چند مین آ گیا کہتا ہے اے شہریار عنایت پروردگار کہ مین نے آپ کو دیکھا
امیر نے فرمایا برائے خدا کچھ ہوشربا کا تو حال بیان کرو عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
شہریار بڑا طلسم وسیع ہے افراسیاب ایسا خرمگاہ سے نہ گذر رہا تھا آج مین صبح کو برائے
بالا دی لشکر کسے نکلا یہ جو جادوگر پڑا ہے یہ مجھکو اٹھا لایا کہتا تھا تیرے آقا نے بڑے صدمے
پہونچائے مین نے بہ عنایت خدا عیاری کر کے اسکو مارا اب حیران ہون ہوشربا مین کیونکر
پہونچون نہین معلوم افراسیاب کیا قیامت برپا کریگا اسی حیرانی مین دل جو گھبرایا نزی بجانے
لگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ سرحد طلسم لطلیموس ہے مین اسکو فتح کرتا ہون تم میرے ساتھ
رہو طلسم فتح کر کے کسی ساحر کی معرفت بھجوا دونگا عمرو نے کہا حضور طلسم لطلیموس مقام سخت
ہے افراسیاب کی زبانی سنا تھا آپ نے لوح پائی امیر نے فرمایا مر جائے بھی فتح کیجیے یہ عنایت
پروردگار اب بادشاہ طلسم کا سامنا ہوگا عمرو نے کہا مجھے یقین نہین پڑتا کہ آپ نے لوح
پائی ہو امیر نے فرمایا میرے پاس موجود ہے عمرو نے کہا مین دیکھون بعد مدت یار وفادار کو
پایا امیر نے لوح گلے سے اتاری عمرو کے ہاتھ مین دینے لگے کہ پہلے سے آواز آئی اے شہریار
برائے خدا لوح نہ دیجیے گا امیر نے ہاتھ روکا عمرو نے ہاتھ بڑھایا کہا اے شہریار کوئی غول
بیابانی پکارتا ہے امیر نے پھر ہاتھ بڑھایا کہ لوح دو کن عمرو بھی لپٹا جاتا ہے کہتا ہے لوح دیکھون
کہ امیر نے دیکھا سامنے سے اشراق دوڑتا ہوا آتا ہے کہتا ہے کہ برائے خدا لوح نہ دیجیے گا لوح
اسکے سر پر رکھ دیجیے امیر نے جب اشراق کو دیکھا یا تو لوح دینے کو ہاتھ بڑھایا تھا یا لوح
اسکے سر پر رکھ دی لوح جو جسم سے ساحر کے مس ہوئی ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش
نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اشراق نے کہا اے شہریار غضب ہی کیا تھا
غلام ہر مقام پر ساتھ رہا جانتا تھا کہ عمران جادو زن مکارہ ہے یہ ضرور کچھ فتور کریگی للہ خدا نے
بچایا اشراق نے کہا غلام جاتا ہے اکناف طلسم کی خبر کے لئے کہ لطلیموس نے کیا کیا یہ کہکر
اشراق روانہ ہوا صاحبقران پہاڑ سے اترے لیکن اسمار جادو مع ساحران
مذکورہ منزل پر آکر اتری سب ساحر تھکے ماندے تھے رات ہو چکی تھی اسی مقام پر مقام کیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہوگئی فانوس محمل ہوگیا

حُسن معنی نے کیا صورت سے آدم کی ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ دل ہوگیا

قطع ہو جاویگی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا

نکہت زلف اُس پریکی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہوگیا

شب کو دم دیدے کے لیجاتا ہر کوے یار مین
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہوگیا

جنبش ابرو نے رکھہ لی آبروے تیغ یار
نیم بسمل رہگیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہوگا حُسن دوست
خوبصورت پہ پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

اُس طائر نے اِس طور سے زمزمہ سرائی کی صاحبقران بہ دل متوجہ ہوے اشعار کا مضمون سمجھتے جاتے ہین فرماتے ہین کیا خوب کسینے تعلیم کیا ہے طائر اُڑ اُڑ کر گرد سر صاحبقران کے چرخ مارنے لگا صاحبقران کو بے انتہا پسینہ آیا قصد کرتے ہین کہ طائر مجھ تک آ لے تو مین گرفتار کرون کیا تدبیر کرون پشت پر ایک نخل تھا آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار رہو زفیل مار کر طائر بلند ہوا اور طائر انکے تعاقب مین چلے امیر کی نگاہ جو لوح پر پڑی یہ نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا طائر کی زمزمہ سرائی پر توجہ نکرنا سینے پر اِسکے ایک دھبّہ سیاہ جو معلوم ہوتا ہے اگر اسپر تیر مارا اور تیر سیاہ دھبّے پر پڑا تو بہتر ورنہ لوح قبضے سے نکل جائیگی امیر نے بہ جلدی تیر بحر کمان مین پیوست کرکے اُسی دھبّے پر تاک کے مارا تیر مقام مذکور پر پڑا وہ طائر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی امیر نے چاہا پلٹون کہ اور طائر جو چلنے لگے طائر نے تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام سن زنگال جادو بود دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہے لاش پر ایک لات ماری لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا یہ جو خبر طائر دے گیا اشراف حبشی تمھارا دوست تھا اب عمران جادو سے مقابلہ ہے بالاے کوہ جاؤ صاحبقران بالاے کوہ آئے عمرو کی لے نوازی کی صدا کان مین آئی مثل گل شگفتہ ہوئے کہ ہمارا یار وفادار کہین لے بجا رہا ہے اُس صدا پر متوجہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا آواز قریب آتی جاتی ہے امیر تو اُس صدا پر جاتے ہین وسط باغ مین آکر دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ برہنہ پڑا ہے اور عمرو بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے امیر نے پکار کر آواز

ایک کوہ کے پہونچے دیکھا بالائے کوہ دھوپ مین ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی پنکھا جھل رہی ہے یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے للکارا کہ او صبائے جادو منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صبا نے جو امیر کو دیکھا زور زور پنکھا جھلنے لگی آندھی اس زور سے چلی کہ نخل اُکھڑ کر گرے زمین کانپی صاحبقران ایک گوشے مین ہو گئے ہوا موقوف ہوئی صاحبقران گھاٹیون کو طے کر کے برابر صبا کے پہونچے صبا نے وہی پنکھا پھینک مارا امیر نے اُسکو تلوار سے قلم کیا کئی پنکھے صبا نے اُمیر پر پھینکے جب کوئی مطلب حاصل نہ ہوا چلا کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ایک جوان زنگی حاضر حاضر کہتے سامنے آیا تلوار صبا کے ہاتھ مین دی صبا نے وہی تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا تھا اُلجھا دوسرے ہاتھ سے بکالکر ہاتھ مارا کہ صبا کے دو ٹکڑے ہوئے آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام صبائے جادو بود امیر صبا کو مار کر پہاڑ سے اُترے تھوڑی دور چلے تھے کہ پہلو سے آواز آئی اے طلسم کشا مجھے بچا لے صاحبقران نے دیکھا ایک زنگی زنگن کو قتل کیا چاہتا ہے زنگن پکار رہی ہے کہ اے طلسم کشا مجھے بچا لے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا عبارت غور سے پڑھی بعد رہائی حکم لوح اُسکو للکارا کہ او زنگی سیاہ رو کیا کرتا ہے اس غریب کو قتل نکرنا صاحبقران برابر پہونچے زنگی چھاتی پر زنگن کی سوار تھا چاہا خنجر گلے پر رکھے امیر نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا دونون کو قتل کیا آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات آدم خوار بود آگے بڑھے لوح کو ملاحظہ فرمایا حکم سے آگاہ ہوئے سامنے کون تھا کوئی مین پھاندے بعد عرصۂ دراز کے زمین پر پانون قائم ہوئے دیکھا ایک نخل سرسبز اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہوئے اپنی دُھن مین زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر کلان اُچک کر شاخ بلند پر آیا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

اُس ہمائے حُسن کا عنقا مقابل ہو گیا
حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا

ہوش اُڑے ایسے بہار رنگ گُل کو دیکھکر
بلبلوں کی فکر سے صیاد غافل ہو گیا

گر سیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہو گیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین طفلِ نامہرہ گل ہو گیا

پیچھے نہ ہٹ سکا کسی نے گردن پکڑ کے سر آگے کر دیا گولہ سر پر پڑا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا لڑکھڑا
کر گرا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا سنگ باری و برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم من
فرعون زنجیر پیچ بود یہ آواز جو اسکی ساحرون نے سُنی سر پیٹتے ہوے بھاگے کہ جلکر شاہ کو خبر کرین
یہان سرداران مذکور قلعے سے باہر نکلے ملکہ اسرار نے ایک تخت تیار کیا نہنگ بیدار بخت
دسرافیل ہوشمندان و شبدیز رکاب و اظہار شعبدہ باز وغیرہ کو تخت پر لیا لونڈون
سے کہا سا تھ چلے آؤ سبھون نے بڑھکر چاہا تخت کو ہم کاندھا دین اسرار نے منع کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا سب جادوگر پیچھے پیچھے باز و بط و قرقرون پر سوار ہوے مثل آندھی کے لشکر چلا
یہان بطلیموس منحوس بلکہ مکھی چوس دربارگاہ پر کھڑا چیخ رہا ہے ارے خبر تو لاؤ کہ اُدھر سے
بھاگے ہوے ہمراہیان فرعون آتے تھے سامنے بطلیموس منحوس کے آئے فریاد کرنے
لگے سب سردارون کے نام لیے کہ فلان فلان سردار لڑ بھڑ کر نکل گئے بطلیموس
نے پلٹ کر کہا ارے کوئی ایسا ہے کہ ان نمکحرامون کو لائے یہ جو چلا کر بطلیموس نے کہا
سُرخاب خوک پیکر کھڑا ہوا تھا کہا اے شہنشاہ اگر حکم ہو تو ابھی ان سب کو لاؤن نمکحرامون
کو جانیکا مزا ملے ایسے شاہ سے باغی ہوے بطلیموس نے چار لاکھ فوج کو حکم کیا
سُرخاب خوک پیکر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فاتح طلسم و اے سیار این عجائبات مناسب ہے کہ
مقام پر لشکر اترا ہے اور تخت زبال کا بچھا ہے تخت کو ہٹاؤ فرش دور کرو ایک تختۂ سنگ ملیگا
تختۂ سنگ بقوت صاحبقرانی ہٹاؤ انشاء اللہ وہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب پیدا ہوگا نقب
مین داخل ہوکر قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جس سے ملاقات ہو اُس سے مقابلہ کرنا مبدہ
لوح طلسمی پر نظر رہے صاحبقران یہ حکم دیکھکر بطور مذکور داخل نقب ہوے جب نقب سے باہر
نکلے صحراے ریگستان مین پہونچے بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہوا تیز و تُند چل رہی ہے
ہواے گرم جو جسم صاحبقران کو لگی لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا یہ سحر صباحی جادو
کا ہے جب گرمی زیادہ معلوم ہو لوح کو بجاے سپر چہرے پر رکھو ہواے سرد کے جھونکے
کو لگنیگے امیر نے لوح کو بجاے سپر چہرے پر کھینچا خنکی حاصل ہوئی روا روی کرکے چلے قریب

دیکھیے تاثیر سارنے حرف اُسکے اُڑ گئے
اللہ اللہ آج اپنا دشمن جان ہے وہی
کانپ جاتے تھے فرشتون کے کلیجے عرش پر
زندہ مردے مردے زندہ تھے دم رقص صنم
سیکڑون زندہ ہوے جس سے ہزارون مرگئے
کل فلک پر آپ کوندے کا شک حسیر ہوا

مندرج جس خط مین شوق وفا کا میرے راز تھا
مثل دل پہلو مین کل تک جو بُت طناز تھا
ہجر مین نالہ ہمارا رعد کی آواز تھا
پانوُن کے رکھنے اُٹھانے کا عجب انداز تھا
تیری آنکھون مین کبھی جادو کبھی اعجاز تھا
یہ شرر سرکار آہون سے شرر انداز تھا

اسرار نے آواز دی او لعل جادو کیون دیوانہ ہوا ہے اب مارا جائیگا دیکھ جسطرح طاؤس سیہ رو نے طرح دی اُسیطرح تو بھی اپنے کو بچا ورنہ قتل ہوگا لعل نے مُنھ سے کچھ گرایا خندق مین خون کی جو بہو نکا پچکاریان چلنے لگین حسیر پچکاری پڑی جلکر خاک ہوا کئی سے ساحسر وہان مارے گئے جب تو اسرار نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا ایک زاغ کاٹ کر خندق مین پھینکا خندق سے ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا طرف طائر سرخ کے چلا طائر نے بلند ہو کر ایک چیخ ماری کہ اے بادشاہ طلسم جلد آؤ بطلیموس پڑا سو رہا تھا کہ کان مین آواز طائر کی آئی ہوش اُڑ گئے کہ قلعۂ طلسمی پر کیا ہنگامہ پڑا کہ طائر آواز دیتا ہے دوڑا ہوا باہر آیا کہا ارے یارو خبر تو لو قلعہ طلسمی پر کیا آفت ہے کہ طائر طلسمی چلا رہا ہے یہان سے. تو لوگ چلے براے دریافت حال وہان زاغ اسرار کا برابر طائر سرخ کے پہونچا کاؤن کاؤن کرتا ہوا طائر کو لپٹ گیا منقار سے سر دبایا پنجون سے پیر پکڑ کر چیر کے پھینکدیا اور پھر وہ زاغ خندق مین گر ہمراہیان اسرار نے دیکھا کہ آگ اور وہ پچکاریان موقوف ہوئین پُل شکستہ خندق پر پڑا ہوا اسرار اُسپا اُترین سرافیل نے پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل آؤ کسیلیے مُنھ سے نکل گیا کہ فرعون روکے ہوے ہے کیونکر آئین یہ آواز سُنکر ملکہ اسرار پلٹین آواز دی او فرعون کیون قضا آئی ہے ہٹ جا سامنے سے ورنہ مارا جائیگا فرعون بڑے زور وشور سے لڑ رہا ہے دریاے خون مین نہایا ہوا حسیر جا پڑا اوسکو ملکہ اسرار کی آواز سُنکر پلٹ پڑا اسرار پر گولہ مارا اسرار نے اُسی گولے کو روک کر پکار کر آواز دی اے قتال خونریز اس بیمیا کو لینا جانے نہ پائے یہ کہکے گولہ مارا فرعون

لاشہ گرا اسرار شعلہ زن نے آگ لگادی چمک چمک کر لڑرہی ہے سرافیل ہوشمندان سحر خوانی مین مصروف اِس فکر مین ہے کہ پھاٹک کھولون لڑتا ہوا اسکو نکال لیجاؤن مگر فرعون تو فوج مین گھرا ہوا لڑرہا ہے سرافیل ہوشمندان قریب پھاٹک کے پہونچا دس بیس کو مار کر پھاٹک کھولا دیکھا ایک خندق خون سے بھری ہے شعلہ ہاے آتشین بھڑک رہے ہین خون جوشش مار رہا ہے جس پر قطرہ گرا جلگیا کئی ہزار ساحر جلے سرافیل نے بڑھکر سحر کیا گولہ پھینکا شعلہ ہاے آتش نے طمانچہ ماردیا برابر سرافیل کے پانوُن سے آکر گولہ گرا قریب تھا کہ پانوُن زخمی ہو مگر پانوُن کہ سرافیل نے بچایا دوسرا تمہ نج مارا تیر نج قریب سینے کے آکر پھٹا سرافیل لڑکھڑایا قریب تھا بیہوش ہوکے گرے آواز دی اے برادر مجھکو رد کو نہنگ نے بڑھکر سرافیل کو سنبھالا دونون ملکر سحر کرنے لگے جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا جو جادو گر جل جلکر خندق مین گرے تھے مچھلیان سرخ پیدا ہوئین گوشت اُن آدمیون کا کھاگئین اسرار لڑتے لڑتے قریب خندق کے آئی سرافیل نے کہا اے ملکۂ عالم یہ آگ راستہ نہین دیتی اسرار نے سر اُٹھایا طرف بلندی کے دیکھا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا تھا مُنھ سے انگارے آگ کے گراتا تھا اسرار نے پُکار کر آواز دی اے طاؤس سیاہ رو آتش کو موقوف کر ہمارے ساتھ تو بھی چل اِس ظلمت کدۂ خرابی سے نکل سردارون کی آبرو کا پاس کر لطلیموس کچھ نہین کرسکتا کیون علامت پر آفت برپا کررہے ہو بڑے بڑے ساحر نکل کر آلئے ہین آفتین برپا کرینگے لڑبھڑ کر نکل جائینگے تمھاری بھی شامت آئیگی طاؤس نے ایک چیخ ماری اپنے کو خندق مین گرادیا اب تو خندق سے بچکاریان چلنے لگین اسرار نے دیکھا ایک طائر سرخ رنگ مقام پر طاؤس کے آبیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہی آواز ہر مرتبہ دیتا تھا

نظم

وصل کی شب اُسطرف عشوہ گری تھی ناز تھا
بیقراری سے اِدھر بسمل دل جان باز تھا

اضطراب دلکا باعث جب تمھارا ناز تھا
نالہ راحت مین فرشتون کے خلل انداز تھا

دیکھتے ہی جسکو موسیٰ طور پر غش کر گئے
ایک وہ برق جمال یار کا انداز تھا

ہجر مین ہمنے تڑپ کر جان دے دی اُف نکی
ابتو دیکھا آپ نے جو وادی جان باز تھا

بڑھا پکار کر آواز دی اے سرافیل ہوشمندان تمہاری عقل و فطرت کا ایسا شہرہ ہے کہ ہوشمند
لقب ہوا لطلموس تمہارے ادب ہوا سر دربار آج ہمکو کیا کیا کلام کہے جب آبرو نہ رہی تو
کیا لطف زندگی ہے جان دینے پر آمادہ ہین ان قیدیون کو رہا کرتے آئے ہین اگر تمکو کچھ
وصلہ ہو جان دینے پر آمادہ ہین لڑینگے بھڑینگے جان دینگے یا اسرار و نہنگ کو رہا کرینگے
اے برادر خوف کا مقام ہے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا اسی طرح اگر تمہارے ساتھ پیش
آئے تو کیا ہو سرافیل اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے برادر میرا بھی یہی قصد تھا مین تمہارے ساتھ
ہون اب یہ دربار رہنے کے لایق نہین ہے صاف صاف کتاب سامری مین مرقوم ہے کہ
عمر طلسم کی تمام ہوئی امروز فردا مین یہ بادشاہ قتل ہوتا ہے طلسم کشا آیا چاہتا ہے احوال معلوم
ہوگا چند مرحلہ جات باقی ہین وہ بھی فتح ہونگے اب یہ زندہ نہ بچیگا یہ کہکے سرافیل اندر قیدخانے
کے گھسا ملکہ اسرار شعلہ زن کو رہا کیا نہنگ بیدار بخت کو بھی چھڑایا اسرار جو قید
سے چھوٹی قیدخانے سے باہر نکلی طاؤس زرّین بال پر سوار ہوئی نہنگ بیدار بخت
کو اپنے ساتھ لیا اظہار شعبدہ باز آگے بڑھا ہوا قریب طلایہ پہونچا شبدیز بلند رکاب
طلایہ دے رہا تھا شبدیز نے مرکب بڑھایا پکار کر آواز دی رات کا وقت ہے یہ کون آتا ہے
اظہار نے بڑھکر جواب دیا اے شبدیز منہ زوری نکرو یا تو ہمارے ساتھ چلو یا سامنے
سے ہٹ جاؤ ہم قیدیون کو لیے جاتے ہین سرافیل ہوشمندان بھی ہمارے ساتھ ہے
شبدیز نے کہا بھائی مین بھی اسی فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر طلسم سے نکل جاؤن اپنے
کو خدمت طلسم کشا مین پہونچاؤن بارہ ہزار جوانون سے شبدیز بھی ساتھ ہوا اب
تین لاکھ ساحر و افسران مذکور طرف پھاٹک کے جاتے ہین پر فرعون زرّین پیچ نگہبان
ہے اسنے آواز دی کون آتا ہے اظہار نے بڑھکر جواب دیا ہمنے شاہ کی نوکری چھوڑی اب
طلسم سے نکلے جاتے ہین فرعون نے بڑھکر گولہ مارا ملکہ اسرار نے بڑھکر گولہ کاٹا
نہنگ اکڑتا ہوا بڑھا کہا ذرا اسیر تماشہ دیکھیے پھاٹک پر تلوار چلنے لگی فرعون کے
بھی تین لاکھ ساحر ہین دونون لشکر آپس مین بِھڑ گئے سحر کا ہنگامہ گرم ہوا اسرار نے بڑھکر
ہزارون کو مارا نہنگ نہنگانہ لڑ رہا ہے دو دو ساحرون کو گرادیا جب سحر کیا ہزار دو ہزار

ہوا لطلیموس اور بانون مین مصروف ہوگیا اکوان فیلدر سینخوار اژدر سوار سرغ سینخوار
جمشید جبراٴت پسند میکال سامری نما عزازیل خودپسند سرافیل ہوشمند ان سب
سردارونکو بہت ناگوار ہوا آپس مین ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بادشاہ کی شامت آئی
ہے سردربار بوجہ اتنے بڑے ساحر کو ایسے کلمات کہے اظہار شعبدہ باز شام تک دربار مین
رہا شام کو اپنی بارگاہ مین آیا ڈیڑھ دو سپہ سالار جو اسکے متعلق ہین اُسنے کہا یارو تمنے
سُنا کہ آج بادشاہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر مین کچھ اور بولتا تو زیادہ فساد برپا ہوتا مین
اب اُسکو مُنھ نہ دکھاؤنگا اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو خدمت مین
طلسم کشا کی چلون طلسم کشا نہایت جوہر شناس فلک اساس ہے کیا سردارون کی قدر کی
جو اُسکے سامنے گیا پھر پلٹ کر نہ آیا خدمت مین حاضر ہے ہر شخص عہدۂ جلیل سے فیضیاب
ہوا سب نے عرض کی حضور ہم آپکے شریک ہین اظہار نے ظاہر کیا کہ بھائیو اسرار
و نہنگ قید خانے مین قید ہین اُنکو چلکر رہا کردو اُنھین کے ذریعے سے خدمت طلسم کشا مین
پہونچ جائینگے دوسرے سردارون نے عرض کی ہم جان و مال سے آپ کے شریک ہین جو
مناسب ہو وہ کیجیے اظہار نے کہا فوج سے دریافت کرو دیکھو اہالی فوج کیا کہتے ہین افسرون
نے کہا حضور ہم اُنکے افسر ہین جو ہم کرینگے وہ بھی ہمارے ساتھ ہین اظہار بہت
خوش ہوا دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے اسباب سحر تیار کیا کمرین سبھون نے
باندھین بارگاہ سے ساتھ اظہار شعبدہ باز کے نکلے افسرون نے جو اپنی فوج کو اشارہ
کیا سب تیار ہوے افسرون سے پوچھا ہمارے افسر اعلیٰ کا کیا قصد ہے افسرون نے
بیان کردیا کہ باشاہ کے سر پر اب سودا سوار ہے کسیکی آبرو کا خیال نہین ہمارے افسر
اعلیٰ کو سردربار یہ کلمہ کہا کہ تجھکو کوڑے مارونگا وقت ربط و ضبط تھا چپ ہی ہو رہنا
مناسب ہوا اب چلتے ہین چلکر ملکہ اسرار شعلہ زن و نہنگ بیدار بخت کو رہا کرتے ہین
بہ عنایت پروردگار خدمت مین صاحبقران کی چلینگے سب نے کہا ہم سب حاضر ہین
دو لاکھ ساحر تیار ہوے بلوہ کرکے چلے جب سامنے قید خانے کے پہونچے سرافیل نے
کہ نگہبان قید خانے کا تھا پکار کر آواز دی کون آتا ہے یہ رات کو بلوہ کیسا اظہار آگے

حکم کیا کہ لیجا کر قید کرو اسرار شعلہ زن اُس قید خانے مین آئی کہ جہان نہنگ بیدار بخت
قید ہے نہنگ نے ملکہ اسرار کی تعظیم کی کہا اے ملکۂ عالم تمنے لشکر طلسم کشا دیکھا اسرار
نے کہا بہ عنایت پروردگار لشکر صاحبقران اوج پر ہے سب ساحران کامل جمع ہین
نہنگ نے کہا اے ملکۂ عالم مین بلا وجہ قید ہوا ملکہ آزاد صنوبر قد کا جو مین نے تذکرہ
کیا اسپر بادشاہ بہت بگڑا اسی پر فساد ہوا اور ساحر بھی اُٹھے مین نے دس بات ساحر قتل کیے
بطلیموس نے خود مجھکو گرفتار کیا اور شیر وزیر بھی بگڑے ہوے ہین کیا عجب ہے کہ اُسکا بھی
کچھ ظہور ہو ملکہ اسرار نے کہا نہ گھبراؤ ہم بھی یہان آکر قید ہوے انشاء اللہ تمھاری بھی رہائی
ہوگی یہ دونون مکرین ہین بطلیموس نے کلاغ سے کہا تمنے طلسم کشا کو کہان چھوڑا
کلاغ نے کہا مین لشکر نہین پہونچا راہ مین مقابلہ پڑ گیا غلام وہانتک نہین پہونچا اسی فکر
مین چلا تھا کہ راہ مین یہ معرکہ پڑا بطلیموس نے کہا یارو تم اسقدر سردار جمع ہو نہین ہوسکتا کہ اب
طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ اگر ما بدولت نے خود تکلیف کی تو تم لوگ بدنام ہوگے کہ اتنا بڑا بادشاہ
خود سحر کرنے گیا ورنہ ابھی جا کر زمین ہلا دون لوح چھین لون طلسم کشا کو پکڑ لاؤن
اظہار شعبدہ باز ایک ساحر زبردست اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شاہ یہ خیال خام اور
تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے آپ تو کیا ہین اگر سامری و جمشید قبر سے اُٹھکر آئین تو
طلسم کشا سے آنکھ نہ ملا سکین لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہے صاحب اسم اعظم اُپر سحر تاثیر
نہ کریگا بطلیموس نے کہا تو بلا وجہ بول اُٹھتا ہے بات نہین سمجھتا ما بدولت نے کیا کہا ہزار ہا
شعبدے کرون اِس تدبیر سے لوح چھین لون کہ دیکھنے والے حیران ہو جائین اظہار نے
کہا آپ بادشاہ ہین جو فرماتے ہین بجا ہے طلسم کشا پر اب زور چلنا ممکن نہین بطلیموس
نے کہا تمکمحرام ملگئے تمکمحر اسون نے غدر ڈالدیا طلسم کشا کی رہبری کی ورنہ سالہا سال تک
طلسم کشا تلاش لوح مین رہتا کیا مجال تھی کہ یون ہی بے منت خلق لوح پاجاتا اظہار نے
کہا حضور بجا ہے کون نمکحرام ملا سکے پہلے آپ کی صاحبزادی مل گئین بطلیموس کو نہایت
ناگوار ہوا کہا اُس گیسو بریدہ کا نہ نام لے مجھپر طعن کرتا ہے ابھی مشکین بندھوا کر اتنے کوڑے
مارونگا کہ تیری کھال گر جائیگی اظہار شعبدہ باز ساحر عقلمند ہے درست کہکر خاموش

اِن جادوگرون کو رو کا ملکہ آزاد صنوبر قد ابلارغ پر جا پڑین ابلارغ نے تیغہ مارا ملکہ نے خالی دیکے نیمچہ بلا بلی مار دیا ابلارغ کو جہنم مین بھیجا کلاغ غلغلہ کرتا ہوا کہ او آزاد تو نے بڑا غضب کیا ایسے شخص کو مارا کہ جو میرا قوت بازو زینت پہلو تھا کلاغ نے پلٹ کر اسرار سے مقابلہ کیا اسرار نے کئی سحر کیے کلاغ نے دفع کرکے سر ہلایا زمین پر ایک دو تھپڑ مارا اسرار شعلہ زن لڑکھڑا کر گری کلاغ نے دیکھا ساحر و بکا تانتا بندھا ہوا ہر جو آیا دو سے یلغار سے سر آکر پہونچا کلاغ گھبرا گیا اور اسکو ڈر یہ پیدا ہوا کہ طلسم کشا نہ آجائے اسرار کی کمر مین پنجہ دیا ساحرون سے اشارہ کیا نکل چلو اسرار کو لے بھاگا جب یہ بلند ہوا آزاد نے گھبر کر ساحرون کو مارا کچھ فریاد کرتے ہوے شریک ہوے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کلاغ اسرار کو لیگیا بڑا قلق ہوا لشکر کو سیٹا لما صاحبو ایک ساحر تم مین سے خدمت مین صاحبقران کی جائے مین براے رہائی اسرار جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ بطلیموس اُسے قتل کرڈالے منقل سے کہا تم فوج لیکر جاؤ منقل نے کہا مین نہ جاؤنگا محبوب پریچہر سے کہا ہر سردار نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلینگے اگر آپ گئین اور کوئی اُفتاد پڑی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہے اگر آپ گرفتار ہو جائین تو ہم صاحبقران کو کیا جواب دینگے ہم سب آپ کے ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا ؎ ہرچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست ؛ لوح کا رہنا بھی ہمارے پاس بہتر نہین ہر ایک کو لوح دے بھی نہین سکتی قصد کیا خود چلون کہ صاحبقران زمان آ پہونچے ملکہ نے امیر سے سب حال کہا امیر نے فرمایا آپ لوگ قصد نکرین پھر آخر طلسم پر جا ہوگا اسرار کو خدا کے سپرد کیا صاحبقران تو اُسی مقام پر ٹھہرے سب لشکر اُسی منزل پر آگیا نے لوح گلے مین پہنی منظور ہے کہ براے فتاحی مرحلہ جات جاؤن لیکن بطلیموس تخت بیٹھا تھا کہ کلاغ اسرار کو لیے ہوے پہونچا تمام کیفیت بیان کی زبان مین اسرار کی سو وہی سلسل و مطلوق کرکے ہوشیار کیا اسرار نے دربار کفر مدار بطلیموس کو دیکھا سردار جمع ہین صلاحین براے گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہین اسرار نے سلام بھی بطلیموس بہت بگڑا ایکار کر آواز دی کیون او اسرار تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا آزاد معشوقہ طلسم کشا بنکر بیٹھین اسرار نے کہا جو مجھسے ہو سکے قصور نکر بطلیموس

دوسری دیکھا کہ زنجیر ابلاغ ہاتھہ مین ملکہ آزاد صنوبر قد کے ہے لیے ہوے جاتی ہین تمام فوج کو اشارہ کیا کہ صاحبو تم دیکھتے ہو کہ میرے بھائی کو کس ذلت سے لیے جاتی ہے شہنشاہ نے کہا تھا کہ راہ مین ملیگا اُلٹا کہنا کرسی نشین ہوا چہار جانب سے گھیر لو جانے نہ پائے بارہ ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر جھپٹے ملکہ نے پکار کر آواز دی او ملعون کیون گھبراتا ہے یہ کہکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا کئی سے ساحر مر کر گرے کلاغ نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش مین ملکہ چھپ گئین بعد چند ساعت کے مثل برق تڑپ کر نکلین کلاغ پر چلین اب کلاغ نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر نشتر مارا چند قطرات خون نکلے ہاتھہ مین لیکر ملکہ پر پھینک مارے ملکہ کے جسم پر آبلے پڑ گئے لہرائین تیغہ کھینچکر کلاغ دوڑا کہ سر کاٹ لون اب مہلت نہ دون ملکہ نے اُس گھبراہٹ مین کہ قطرات خون جو جسم نازک پر پڑے دم گھبراتا ہے غش چلا آتا ہے جلدی مین لوح جھولی سے نکالی سامنے کلاغ کے چمکا دی کلاغ نے ایک چیخ ماری آنکھون کو ملتا ہوا بھاگا دور جا کر کھڑا ہوا عکس جو لوح کا ملکہ پر پڑا سحر اسکا اترا جوش و خروش مین لشکر پر کلاغ کے جا پڑین سحر کرنے لگین بجلی کان سے اُتار کر پھینک ماری برقین پڑنے لگین جسپر برق گری تڑپ کر خاک ہوا کلاغ الگ سے سحر کر رہا ہے لوح کے ڈر سے قریب نہین جاتا کہ اگر لوح چمکا دے گی سحر فراموش ہوگا دریاے حسرت کا جوش ہوگا ملکہ لڑ رہی ہین کلاغ جب سحر کرتا ہے کبھی بدن پر آبلے پڑے کبھی ہاتھہ پانوٗن مین رعشہ چہرہ اُداس عالم یاس کلاغ گھبرا رہا ہے کہ کیا کرون ملکہ جو بڑھ بڑھکر لڑین کلاغ نے ابلاغ کو رہا کر لیا دونون مل ملکر سحر کر رہے ہین ملکہ ساحرون مین گھر گئین بیچ مین مثل ماہ تابان جسپر جا پڑین اُسکو مارا کلاغ و ابلاغ جب ملکر سحر کر لیتے ہین ملکہ حیران ہو کے تھم جاتی ہین یہان جو عرصہ ہوا صاحبقران نے گھبرا کر فرمایا ارے صاحبو آزاد پلٹ کر نہین آئین ایسا نہ ہو تا یہ قلعۂ بطلیموس جائین وہان جا کر خدا نخواستہ پھنسین تو مشکل کی بات ہے ملکہ اسرار شعلہ زن سو دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلین منقل تاجدار بھی چلا اب تو ہر ایک کو حوصلہ ہوا سب جادوگر چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ ملکہ بیچ مین بارہ ہزار کے گھری ہوئی ہین کلاغ و ابلاغ نے آگ برسا دی ہے نعرہ کر کے اسرار شعلہ زن گری

کبھی سوچتا ہے غرق زمین ہو کر بھاگون پھر جانب دیکھ رہا ہے ملکہ نے جلدی مین تاخ نخل کو توڑا اُسمین سے غنچے توڑے ابلاغ پر پھینک مارے ابلاغ پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی درخت سرسبز و شاداب ہر نخل جھوم رہا ہے پھل گر رہے ہین اسقدر پھلونکا انبار ہوا یقین تھا کہ ابلاغ چھپ جائے گھبرا کر پکارا اے جان جہان والے آرام دل مشتاقان یہ تو کیفیت ہے کیا بیان کرون نظم

اُتار اُتار نہ ساقی جو شیشہ طاق سے ہو
لبون پر آئی مری جان اشتیاق سے ہو

جواب دون ترے نالے کا کیا مین اے بلبل
گراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہو

نہ سوؤ ساتھ مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہو

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اسکو سمجھ حسن اتفاق سے ہو

ہمارے دلکو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لیے ٹلے
یقین صبح کا کسکو شب فراق سے ہو

جمال چہرۂ خورشید بھی ہے کب نعمت
کرورون ذرہ ہوا سیر اک طباق سے ہو

نظارے کے ہے قحط حسن نوخیزان
کمال تنگ دل اب اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ پھول سمجھ کر تو شاخ گل پر اے بلبل
خرابی خس و آتش کے اتفاق سے ہو

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہو

یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے جو ارشاد فیض بنیاد ہو آنکھون سے بجا لاؤن ملکہ نے کہا لوح طلسمی ہمین دو اور ہمارے ساتھ چلو صاحبقران نے تمکو یاد فرمایا ہے ابلاغ اُسیوقت ہاتھ باندھکر دوڑا لوح جھولی سے نکالی ہاتھ پر رکھکر بطور نذر کے پیش کی کہ یہ حاضر ہے غلام بھی ساتھ چلتا ہے ملکہ نے کہا زبان مین سوزن دو سوزن اپنے پاس سے دی ابلاغ نے سوزن دیکر ہتھکڑیان بیڑیان پہنین ملکہ نے زنجیر کو تھام لیا ابلاغ کو لیکر چلین زنجیرین ہلاتا ہوا اشتاق وصل ہر مرتبہ چاہتا ہے قدمون پر گردن رکھدے اسطرح سے ملکہ لیے ہوئے ابلاغ کو طرف لشکر اسلام کے چلین کہ صحرا گرد اڑی گلاغ فیل سر بارہ ہزار ساحرونکی جمعیت سے جلدی جلدی آتا ہے گلاغ۔

سے اُتر آیا محمود نے ابلاغ کو دیکھا کہا اے مشیر خوش تدبیر بادشاہ طلسم کہان
سے آتے ہو کیون گھبرائے ہوئے ہو ابلاغ نے کہا کہ صاحب کیا بیان کرون مین لشکر
طلسم کشا مین قید ہو گیا تھا مکر سے اسلام اختیار کیا مگر غلطی ہوئی کہ گھبرایا ہوا تھا ایک
طلسم کشا کا سر کاٹ نہ سکا خمرہ سو رہا تھا مرجان طلسم نکال لایا اب وہ وہان سے بڑھ نہ
سکینگے ساحر اب بھی اُن پر قبضہ نہین پا سکتا کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین ساحر کا سحر اُن پر تاثیر
نہین کرتا اے برادر چلو گھر پر گھڑی دو گھڑی آرام کرین شراب و کباب کا چرچہ ہو پھر تم بھی خدمت
مین شاہ کی چلو ہمارا تمہارا ساتھ ہو کیونکہ بادشاہ کو تمہاری خیرخواہی کا خیال ہو گا محمود
زمیندار نے کہا کفش خانے کو اپنے جمال سے روشن فرمائیے سب طرف سے گنوارون نے
گھیر لیا کہتے ہین ہم تو دیکھین لوح کیا چیز ہے کہ جسکو دیکھکر ساحر گھبرا جاتے ہین اسکے بنانے والے
کون لوگ تھے کس تدبیر سے اسکو بنایا ابلاغ کہتا ہے مکان پر چلکے دیکھو جان طلسم و روح
طلسم ہے جسکے پاس لوح ہو وہ بادشاہ وقت ہے یہ باتین کرتے ہوے چلے تھے کہ آواز آئی او
ابلاغ گنوارون کے ساتھ کہان جاتا ہے منم ملکہ آزاد ملکہ کو ابلاغ دیکھکر گھبرا گیا کہا اے
محمود اپنے ملازمون سے حکم کرو کہ اس یکہ و تنہا کو پکڑ لین یہ ظالم دختر شاہ سحر اسی نے ملک مین
سارے فساد برپا کیے گنوار گہار کرکے چلے جیسے ہی ملکہ آزاد زمین پر آئین گنوارون نے
چاہا بڑھکر حملہ کرین ملکہ آزاد نے خاک تھوڑی زمین سے اُٹھائی پکار کر آواز دی تم سب
اندھے ہو کیونکر مجھسے لڑو گے ایک مٹھی خاک کی ملکہ نے پھینکی تھی کہ ایک غبار بلند ہوا
جسکی آنکھون مین غبار لگا اندھا ہو گیا محمود زمیندار نے چاہا ایک جانب بھاگون سب
گنوار غل مچانے لگے کہ گسیان ہم تو اندھے ہو گئے کچھ نہین سوجھتا سحر کرنے والی کسطرف
گئی ہمکو نشان تو بتاؤ ارے گھیر کر پکڑ لین ہم پانچ ہزار وہ اکیلی ایک عورت کا گرفتار کرنا کتنی
بڑی بات ہے ابلاغ نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر پلٹا ملکہ آزاد پر سحر کیا ملکہ آزاد نے سحر کو دفع
کیا ابلاغ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر بھی برسائے جسم سے نوچ نوچ کہ اشیائے
سحر پھینکتا ہے لباس پھاڑا اور پھینک مارا کہ ابر بنکر سر پر آزاد کے آیا آزاد کے سر پر برسا
ملکہ دفع کرتی جاتی ہین ابلاغ گھبرایا ہوا ہے کبھی سوچتا ہے بھاگ جاؤن کبھی چاہتا ہے منہ چھپاؤن

ہوے پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے ملکہ نے پکار کر کہا کنیز حاضر ہے یہ کہکے پردہ اُٹھا کے اندر بارگاہ کے آئی صاحبقران سے پوچھا خیر و عافیت تو ہے امیر نے جو دیکھا گلے مین اپنے لوح نہ پائی بے اختیار ہو کر ملکہ نے کہا اے شہریار غضب ہوا وہ ملعون لوح لیگیا بڑی خرابی ہوئی افسوس صد ہزار افسوس اگر لوح گئی تو اے شہریار بڑی مشکل ہوگی نظم

اُسی سے رنگ ہے گل کا اُسی سے تشنہ ہر مُل کا ۔ وہی نالہ ہے بلبل کا وہی نغمہ ہے قلقل کا
الٰہی سانپ نکلے مثل ضحاک اُسکی گدّی سے ۔ زمانے مین نہ جسکو عشق ہو اُس بُتکی کاکُل کا
سُنا جب مین نے وہ گھر مین نہین تو اسقدر رویا ۔ درِ جانان و فور اشک سے دریا بنگیا پُل کا
خرامان تو جہان ہوتا ہے وہ جا رشک گلشن ہے ۔ ہر اک کبک دری بلبل ہے تیری کفش کے گُل کا
فرشتے بھولکر مجھکو اُٹھائینگے نہ محشر مین ۔ کہ ہون کشتہ مین او قاتل تری تیغ تغافل کا
معاذ اللہ اے رشک چمن ہے کسقدر سوزش ۔ سمندر بنگیا بُلبُل ہمارے ہاتھ کے گُل کا
نہین آغاز خط اُس رشک گُل کے روے رنگین پر ۔ دلا یہ برگ گل پر عکس ہے مژگان بُلبُل کا
کلام غیب ہے ناسخ سُنا جو یہ بولی ناسخ ۔ پسند آیا ہی ہے ناسخ کلام اُستاد کامل کا

ملکہ آزاد یہ اشعار پڑھکے بہت روئین کہا اے شہریار اگر لوح تا بطلیموس پہونچی وہ پہلے میرے قتل کی تدبیر کریگا دیکھیے فلک کیا دکھائے کیونکر لوح ہاتھ آئے یہ کہکے کہا کنیز جاتی ہے یا لوح لائی یا جان دی امیر نے فرمایا ملکہ یہان تکیہ پروردگار پر ہے جس نے لوح دلوائی تھی وہی حاکم و ناظم ہے پھر لوح دلوا دیگا ملکہ نے عرض کی ابھی راہ مین شاید ملجائے یہ کہکر پرواز پیدا کیے ملکہ آزاد چلین لیکن ابلا غ جو چلا بد حواس گھبرایا ہوا حیران ہے کہ دیکھیے کیونکر پہونچون صبح کا وقت ہے محمود نام زمیندار چار پانچ ہزار آدمی ساتھ گانؤن سے نکلا کھڑا ہوا ہے کہتا ہے یارو آجکل تو ہوشیار رہا کرو لشکر طلسم کشا کا اسطرف سے اگر آیا دیہات و قریات پامال ہونگے ہم لوگ آخر کیونکر بچینگے خدمت مین شاہ کی چلے چلین نام بھی ہوگا کہ مدد شاہ کو آئے ہین قلعے تک طلسم کشا کے جانا دشوار ہے یہ سب آپس مین باتین کر رہے ہین کہ ابلاغ برق بار اُترا ہوا آتا تھا محمود زمیندار کو دیکھا اس سے شناسائی بھی تھی خیال مین گذرا یہان ٹھہرون شراب کباب کا بھی سامنا ہوگا اسی کو ساتھ لیکر قلعے مین جاؤن فوج کا ساتھ ہونا ضرور ہے یہ سوچکر آسمان

ساحر زبردست ہے بڑے بڑے فساد برپا کریگا حضور اپنے مقام پر ہوشیار رہین جب یہ باہر
گیا ملکہ آزاد نے کہا اے شہریار اس بیچارے نے مکر سے مذہب اختیار کیا امیر نے فرمایا ساحر
زبردست ہے اسیوجہ سے خوشامد کرتا ہے ایسے ساحر کو دغاباز جاننا سراسر حماقت ہے دوچار
روز جب تم سبکے بیچ مین رہیگا قاعدے سے آگاہ ہو جائیگا دن بھر تو اس طرح بسر ہوا آزاد
کو خیال رہا صاحبقران جاکر بارگاہ مین سو رہے جواہر خنجر زن طلایہ پر ملکہ آزاد کو خیال تھا
ایسا نہو آدھی رات کو کچھ فساد برپا کرے سامنے بارگاہ کے ایک نخل کلان تھا بہ شکل عقاب
اُسکے پتون مین آکر چھپکے بیٹھین دو پہر رات گئے تک دیکھا کین جواہر کے ساتھ چند ساحر وغیر
ساحر ہین حاضر باش و ناظر باش کرتا پھرتا ہے شاخ نخل پر جو سر رکھا ہوا ٹھنڈھی چلی آنکھین بند
ہو گئین اب اپنے خیمے سے ابلاغ نکلا چار جانب دیکھا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے ہین
ابلاغ نے دور سے دیکھا کہ جواہر آکر اپنے مقام پر بیٹھا سب دربارگاہ پر بیٹھے ہوئے باتین
کر رہے ہین جواہر کو دیکھکر ابلاغ جلگیا جی مین کہتا ہے یہ بڑا خیر خواہ حمزہ ہے اسکا بھی سر کاٹون
تو دلکو آرام آئے یہ سوچتا ہوا پہلو پر آیا آ کے دستک دی ہوا ٹھنڈھی چلی سبکی آنکھین بند ہوئین
سب سو گئے تب یہ دربارگاہ پر آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا صاحبقران پڑے سو رہے ہین لوح
گلے مین پڑی ہے مقراض نکالکر ڈورا لوح کا کاٹا لوح کو لیکر رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھا
تنتا ہوا باہر نکلا خیال مین آیا پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن پھر سوچتا ہے کہ جواہر کا سر کاٹ
لون کبھی کف افسوس ملتا ہے کہ حمزہ کا سر کیون نہ کاٹ لیا ہائے سر بھی حمزہ کا لیتا تو بڑا نام
ہوتا اہالی طلسم پر احسان ہوتا پھر پلٹا قریب دربارگاہ آیا سوچا کہ اے ابلاغ ایسا نہو
کہ حمزہ جاگ پڑے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا جب یہ جا چکا تو ملکہ کی آنکھ کھلی ملکہ
نے دیکھا دربارگاہ پر سناٹا پڑا ہے جواہر اور اُسکے ساتھ والے سب سو رہے ہین ماتھا
ٹھنکا کہ اے آزاد بڑا غضب ہوا ابلاغ نے کچھ کام کیا درخت سے اُترین جواہر کو بیدار
کرتی ہین بیدار نہین ہوتا آخر سحر کر کے سبکو جگایا رات قلیل باقی تھی عابد شب زندہ دار ماہ نے
تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا آمد آمد شاہ خاور کی مکمن خاور سے شروع ہوئی آثار صبح
ظہور پکڑنے لگے ملکہ گھبرا کر سحر اُتارنے لگین جواہر نے آنکھ کھولی وہان صاحبقران بیدار

ین ملکہ کی لیپلو کنیزین کچھ جواب نہین دیتین صبح کو صاحبقران آکر دربار مین بیٹھے آزاد دست فرمایا اُسکو دربار مین بلاؤ اور اپنا سحر اُتارو ملکہ نے آب دمیدۂ سحر ایک کنیز کو دیا اور فرمایا اس پانی سے اُسکا مُنہ دھلا کے لاؤ کنیزون نے اُس پانی سے مُنہ دُھلایا اب ابلاغ کو ہوش آیا اپنے کو قید خانے مین پایا حیران ہوا سوچنے لگا کہ اب کیا کرون کنیزون نے کہا چلو دربار مین تمھاری طلب ہے دل مین سوچا کہ اگر صاحبقران زمان کے سامنے گیا فوراً قتل کا حکم دینگے جان نہ بچیگی سوچتا ہوا دربار مین پہونچا جب سامنے صاحبقران کے آیا دربار جلالت شعار کو دیکھا تمام افسران فوج و نازنینان مہ جبین سے آراستہ جواہر خنجر زن قریب سر صاحبقران ہر شخص اپنے طور پر باتین کر رہا ہے ملکہ آزاد صنوبر قد نے صاحبقران سے عرض کی اگر اسنے آپکا کہنا نہ مانا تو فوراً حکم قتل کا دیجیے گا یہ ملعون بڑا مکار و غدار ہو دربار شاہی مین اسکو لوگ مکار جادو بھی کہتے ہین دام سحر مین کنیز کے پھنس کر قید ہوا ورنہ کیا دستیاب ہوتا نکل جاتا سامنا ہوتے ہی دام سحر مین گرفتار ہوا مجبور و ناچار رہا لیکن اسنے دربار کو دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے کیا کیا ساحران نامدار جمع ہین دو دو سردار و نکا بند معاہوا سب سرنگون بیٹھے ہین اسنے آکر سلام کیا صاحبقران نے ذنگل بیٹھے کو دیا سر جھکا کر بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے ابلاغ دربار مین بطلیموس کے بڑی آبرو ہے کتابون مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوئی اگر مناسب ہو تو سامری پرستی پر لعنت کرو اور اطاعت دین اسلام قبول کر و سعادت دارین حصول ہو جیسے ہی امیر نے یہ کہا ابلاغ اُٹھکر قدمون پر گرا کہا اے شہریار مین دل و جان سے اطاعت قبول کرتا ہون مذہب سامری و جمشید پر لعنت کی حضور کی غلامی کو سلطنت سے بہتر جانتا ہون چاہتا ہون ہمیشہ خدمت مین حاضر رہون صاحبقران نے فوراً زبان سے ابلاغ کی سوزن نکالی قید اسنے توڑی ذنگل بیٹھنے کو ملا صاحبقران نے خلعت دیا زیر دست ملکہ آزاد کے آکر بیٹھا مگر دربار صاحبقران کو دیکھکر جل رہا ہے جی مین کہتا ہو یہ شخص چند کس ساتھ لیکر آیا یہ عظم و شان پیدا کر لیا کیا تدبیر کرون کہ اسکا سر لیکر جاؤن یا لوح چراؤن اُٹھا اُٹھ کر کام بھی کر رہا ہے خوشامدین کرتا جاتا ہے کبھی دست بستہ عرض کرتا ہے اے شہریار اب حضور دیر نکرین مرحلہ جات کو فتح کر کے قلعۂ طلسمی پر اپنے کو پہونچائین بطلیموس بڑ

عاشق فاسق کو خاک مین ملایا بیتاب ہو کر چلا گیا اے محبوب گلعذار اے ماہ رخسار اے کبک رفتار و شیرین گفتار اب تو میری جان جاتی ہے دل بیقرار ہے آنکھین اشکبار قلب سے آواز آتی ہے ع نظم

ہجر مین آنکھین یہ لائین جوش پر خوناب کو — کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو
ہے محل عیش اے دل گردش لیل و نہار — دیکھو پروانے کو دنگوا و رشب سرخاب کو
کون ہین جو بہر زر انسان کو کرتے ہین فنا — ہم نہ بہر کیمیا کشتہ کرین سیماب کو
موج زن ہو عہد موسی کیطرح دریائے خون — گر مری آنکھین نہ ضبط اکدم کرین خوناب کو
ہے یہ وحشت مجھسے شبہائے جدائی مین اُسے — شعر مین بھی مین نے دشوار سے باندھا خواب کو
ہو گیا عشق لب دلدار مین مجھکو جنون — مفسدہ خون کر دیا ہے بخت نے عناب کو
جائے مسجد مجھکو سنگ آستان یار ہے — سجدے کرتا ہون اُسی دروازے کی محراب کو
ہین جو صاحب درد اُنکو زہر ہے سامان عیش — موت کا سامان زخمی گنتے ہین مہتاب کو
مچھلیان دروازۂ جانان کی کیا راحت سے ہین — بیکلی ہوتی ہے ورنہ ماہی بے آب کو
قدر جیتے جی نہین ہے کچھ بھی اے ناسخ مجھے — یاد بعد دفن مین کر دونگا صحبت احباب کو

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ کے دوڑا ملکہ آزاد صنوبر قد نے پوچھا کیا چاہتا ہے کیون اسقدر بیقرار ہے ہاتھ باندھکر گڑگڑانے لگا کہ مین غلام ہون تابعدار ہون عشق سے مجبور و ناچار ہون مجھکو اپنی خدمت مین لیجیے ملکہ نے جھولی سے سوزن نکالی کہا یہ سوزن اپنی زبان مین خود دے لے ابلاغ نے اپنی زبان مین سوزن آپ دی دو موے زلف عنبرین توڑ کے پھینکے ایک کی ہتھکڑیان بنین ایک موے زلف کی بیڑیان اشارہ کیا اسکو پہن لے ابلاغ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنین کنیزون کی جانب اشارہ کیا اس قیدی گنہگار کو قبضے مین کر دکنیزون نے سر زنجیر کو تھام کیا اب لشکر کفار مین کوئی افسر کلان باقی نہ رہا لاکھون جادوگرون کو امیر نے قتل کیا کئی لاکھ ساحر و غیر ساحر دائرۂ اسلام مین آئے صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے داخل بارگاہ ہوے ملکہ آزاد نے عرض کی وہ قیدی حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا شب تمام ہو جائے صبح کو دربار سمجھا جائیگا ابلاغ کو ایک خیمے مین قید کیا کنیزین جو نگہبان ہین رات بھر اسنے زنجیر ہلائی آزاد کا نام لیکر روتا ہے کبھی کنیزون سے منت کرتا ہے کہ مجھکو خدمت

آواز دی اے اخلاق نہ گھبرانا مین آپہونچا اخلاق ای یاور غریبان و ای داد رس بیکسان مین
سحر مین ایاغ کے مبتلا ہون صاحبقران لڑتے ہوئے طرف ایاغ کے چلے ایاغ بدمست
نے کئی گولے مارے صاحبقران نے لوح چمکائی گولے الگ گرے امیر نے قربان سے کمان و
ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا بچہ کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا ایاغ کے سینے کو توڑ کر پار
گذر جانا اسکا کہ ایک غلغلہ ہوا ایاغ بدمست مارا گیا اخلاق مردم در جھومتا ہوا اٹھا کئی ساحر
مارا ایک جادوگر کو مار کر گینڈا و تیغہ اسی کا لیکر لڑتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا جہان سحر کسی نے
کر دیا اخلاق رک گیا آواز دی ای شہریار غلام آپکا پھر سحر مین پھنسا صاحبقران نے لوح کو
چمکایا اسم اعظم الہی باآواز بلند پڑھا اخلاق کو نجات ہوئی اسکے ساتھ والے بھی شریک لڑائی مین
لڑتے ہوئے پشت پر اخلاق کے آگئے کہ ایک پہلو سے نعرہ ہوا منیم رمال تاجدار دوسرے
پہلو سے ثابت اختر شناس آیا جنگ مین یہ بھی مصروف ہوئے صاحبقران لڑتے بھڑتے
جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب ابلاغ کے پہونچے ابلاغ نے ساحرونکو اشارہ کیا
ساحرون نے بڑھکر امیر کو روکا امیر لوح کو گردش دے رہے ہین اسم اعظم باآواز بلند پڑھ
رہے ہین جسکے کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی اسباب سحر پھینکدیا طرف امیر کے چلا پکار رہا ہوا
ای شہریار غلام مجبور و ناچار ہے عنایت کا امیدوار ہے آسمان پر برق چمکی ملکہ آزاد و اسرار و
محبوب و شعلہ و منقل وغیرہ آکر پہونچے اب سحر ہونے لگے ملکہ آزاد نے گھیر گھیر کر مارا جب سحر
کیا سو دو سو کو گرادیا اسرار نے ہزارونکو قتل کیا ہنگامہ ڈالدیے ساحر بھاگ گئے پھر لے مین مگر
ابلاغ بڑھ بڑھ کر لڑ رہا ہے جب سحر کیا اسے پامال کیا محبوب کو زخمی کیا اسرار بھی زخمی ہوئی منقل
بڑھکر لڑا سحر کرکے برابر پہونچا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ابلاغ کب مانتا ہے روک کر جو ہاتھ مارا منقل
کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچایئے غلام بیکار ہوا لایق جنگ نرہا ملکہ
آزاد نے جو سنا برابر پہونچین سحر کیا اور کہا او نامرد کہے پڑی پہ سحر کرتا ہے جو زخمدار ہوا مردان عالم ہاتھ
اٹھالیتے مین زخمی پہ ہاتھ نہین ڈالتے تو زخمی کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر زلف عنبرین کو
کھولا آواز دی ذرا ادھر دیکھ ابلاغ کو معلوم ہوا مشک نافہ کھلگیا یا مار سیہ لہرا رہے ہین وہ
بو ہے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا جھومنے لگا آزاد نے زلفونکو اور گردش دی

مارا گیا اب ساحرون نے گھیرا ہی رفیق بھی سب کے ساتھ لڑ رہی ہین صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرو کے سامنے آیا امیر سوار ہوئے مقبل بھی ہمراہ ہوئی امیر نے جواہر سے فرمایا آگے بڑھکر خبر لو دیکھو تو کیا گذری جواہر بصورت مبدل لشکر کفار مین آیا دیکھا اخلاق بیشرا کہ تنہا کہ لڑ رہا ہی کئی سو جادوگرون کو مار چکا ہی کہ اپنی مقام سے آیا نغ بدمست اٹھا پکارتا ہوا کہ ای اخلاق تلوار پھینکدے آگے قدم نہ بڑھانا کئی سو جادوگر تو نے مارے ہین ابتک تیرا خیال تھا اب صبر نہین ہو سکتا یہ کہکر ایک گولہ مار دیا تلوار ہاتھ سے اخلاق کے چھوٹ گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرا ایانغ بدمست یہ کہتا ہوا چلا کہ اواخلاق تو نے ہمارا امر نہ دیکھا ایک اشارہ مین تو بیکار ہوا اب گرفتار کر کے لیجائینگے اتنا پاس ہی کہ قتل نہ کرینگے رہدو نہ لیجائینگے اسوقت اخلاق کی بیقراری و اشکباری پکار اٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مین تیرے نام سے بجز بے آگاہ نہین ہون مجکو اس مصیبت سے بچا لے نظم

ذکر حق کن روز و شب ای حق شناس	تا ادا گردد حق حمد و سپاس
مطلب از حق کن طلب ای حق طلب	پیش حق کن ہر چہ داری التماس
گرد حق لطف و کرم بر حال تو	بیحساب و بیشمار و بے قیاس
بر تن خاکی بپوشد ای خاکسار	ہمچو اہل فقر در عریانی لباس
کن ادا ای بندۂ حق بندگے	پیش حق چون بندگان حق شناس
چون بجا آرد تو احسان نمود	خارج از اندازۂ وہم و قیاس
چشم و گوش و دست و پا داد خدا	مرحمت کرد خرد ہوش و حواس
بر سرت تاج شرافت حق نہاد	کرد پیدا مر ترا از جنس ناس
اندرین حالت مقام حیرت ست	گر تو باشی ناشکور و ناسپاس
دوست گر باشد خداوند کریم	ہندی از دشمن مکن در دل ہراس

اخلاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لشکر تہ و بالا ہوا صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی کہ با شیدای کا فران بیحیا و ای نابکاران پرو غا منم زلزلہ قاف تانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان امیر لڑتے ہوئے قریب اخلاق کے پہونچے دیکھا زمین پر پڑا ہی

آپ کو چھڑا لایا اخلاق نے جھلا کر کہا او سنو جھک مارا حمزہ نے ہمکو بقوت صاحبقرانی زیر کیا اسی
ہماری مقدمہ مین اختیار ہی انکی کد و کاوش بیکار ہی کہ چند خدمتگار رون نے آکر عرض کی جلدی آپکو
دربار مین بلاتے ہین اخلاق نے غصہ مین ہتھیار بھی نہ لگائے جھومتا ہوا چلا دربار مین آیا
ایاغ سے آنکھ ملا کر کہا کیون او نامرد تجھکو مقدمہ مردان عالم مین کیا دخل ہی حمزہ نے ہم کو
بجرات زیر کیا اسکو ہماری مقدمہ مین اختیار ہی تم لوگون کی کد و کاوش بیکار ہی مطوق آہنگر نے
کہا او اخلاق کچھ دیوانہ ہوا ہی تیری ساتھ خیر خواہی کی تو اوسکو برا کہتا ہی او نامرد کہا اٹھ تو احوال
معلوم ہو بڑا اپنی جرات پر ناز تھا طلسم کشا کے سامنے کچھ نہ چلی تجھکو زیر کرنا کتنی بڑی بات ہی مشکین
باندھکر تجھکو پاس بادشاہ کے لیچلنگے تجھکو مسلمان نہین نہ چھوڑینگے اخلاق اپنی مقام سی اٹھا
کہا او آہنگر اٹھ تو ہماری جرات پر طعنہ دیتا ہی مطوق تلوار کھینچکر چلا خبردار خبردار کہکر تلوار کا
ہاتھ مارا اخلاق نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسکی گریبان پکڑا سب ساحر ہان ہان کر رہی ہین اخلاق
نے کہا خبردار کوئی دخل نہ دی دوچار دا اون پیچ ہوی تھی کہ اخلاق نے اٹھا کر دی مارا چھاتی پر
چڑھکر سر کھینچ لیا لاشہ جو مطوق آہنگر کا تڑپا ہمراہیان مطوق لینا لینا کہکر اٹھے اخلاق پر
ٹوٹ پڑی اخلاق نے مطوق کی تلوار اٹھالی جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے چند کس جو
مارے گئے لوگ ہٹے اب اخلاق جھومتا ہوا بیرون بارگاہ چلا ایاغ بدمست نے کہا اے
پہلوان دوران اب زیادہ غصہ نکرو پلٹ آو اخلاق نے کہا مین خدمت حمزہ مین جاونگا
ایاغ بدمست نے کہا مین تجھکو نجانے دونگا اخلاق نے کہا تیری کیا مجال ہی جو ہمکو روکی
ہمکو اپنی مقدمہ کا اختیار ہی جو مناسب جانینگے کرینگے مردان عالم کی قید کو جسم سی دور کرنا سراسر
جرات کے خلاف ہی مین جاکر حمزہ سی عذر کیا ایاغ نے اشارہ کیا جادوگر بلوہ کرکے چلے اخلاق
بیرون بارگاہ آچکا ہی اپنی رفقا سی کہا کیا تم لوگ بھی میرا ساتھ نہ دوگے کئی سو افسرون نے اسکا
ساتھ دیا لڑنے لگے اخلاق نے جسکی گردن پکڑی مروڑ ڈالی یہان صبح کو جو صاحبقران کو
خبر ہوئی کہ اخلاق کو کوئی چرا لیگیا نگہبان صبح تک سوتے رہی آزاد وغیرہ نے آکر مقام کو دیکھا
کہا حضور ایاغ بدمست سحر کرکے لیگیا لونڈی کو کیا خبر تھی کہ یہ حرکت ہوگی ورنہ انتظام کرتی یہ ذکر
تھا کہ ہرکارہ دوڑی ہوی آئی عرض کی اے شہریار اخلاق سی جنگ ہورہی ہی مطوق آہنگر اسکی ہاتھ سی

لات ومنات ہو یہ کہکر دونون مونڈھے پکڑ کے سینے مین سر اڑا یا ریل کر لے دوڑا نو قدم پر اگر مکہ
دیا بایان گھٹنہ صاحبقران کا جھکا امیر نے لنگر مارا پشت پا تک زمین مین غرق ہوے اخلاق اوپر
آگے چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر تین زور اسطرح کیے کہ چہرہ سرخ ہو گیا یقین تھا کہ کنپٹیان
شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق
ہون امیر تڑپ کر اپنی مقام سے اوٹھے دونون مونڈھے تھامے ریل کر لے دوڑے چالیس قدم ریل
کر لائے اخلاق ہر چند اپنی کو روکتا ہی مگر ممکن نہین ہوتا جسطرح باد تند مین پتہ اڑتا ہی اسطرح
ہٹتا ہوا جاتا ہی امیر نے چالیسوین قدم پر لاکر ٹکر مارا دونون گھٹنے اخلاق کے آشنا بہ زمین ہوے
امیر نے دونون ہاتھ ستون کیے لنگر نہ قائم ہونے دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اخلاق اسقدر خستہ
و شکستہ تھا کہ بیہوش ہو گیا امیر نے اوکھیڑ کر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا امیر نے مشکین
باندھین جواہر دوڑ پڑا اشتارہ باندھکر لے بھاگا صاحبقران بلوے اسکے ساتھ کے تین لاکھ
جوان حیران ہوے کہ افسر ہمارا قید ہوا دیکھین انجام کیا ہو صاحبقران نے اخلاق کو قیدخانہ
مین شب کو آکر آزاد فرمایا ابلاغ وافہام وایاغ بدمست پلٹ کر جو آئے صلاحین کرنے لگے
بڑا غضب ہوا کہ اخلاق مردم در نذیرہ ہوا اب اسکا دربار سمجھا جائیگا نہین معلوم کیا ہو
اخلاق بڑا بدمزاج ہی ایسا ہو کہ حمزہ سے سخت دست گفتگو ہو حمزہ کو غصہ آئے ایاغ
نے کہا مین جا کر چھڑا لاؤن سب نے کہا یہی مناسب ہے ایاغ بدمست جوش مین اپنی سحر کے پر پرواز
پیدا کر کے چلا لشکر اسلام مین آیا بصورت مبدل پھرتے پھرتے قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا
ایک خدمتگار سے پوچھا کہ اخلاق کہان قید ہی اسنے بتا دیا کہ وہ سامنے خیمے مین قید ہی ایاغ ٹہلتا ہوا
سامنے خیمے کے آیا نگہبان جو بیٹھے تھے انپر سحر کیا سب سو گئے بہ کیفیت تمام خیمے مین آیا اخلاق پڑا سو رہا تھا
کمر مین پنجہ ڈالکر لے بھاگا لشکر مین آیا ملازمون سے کہا اسکو لیجا کر آرام سے سلاؤ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین
ملازمون نے لا کر چھپر کھٹ پر آرام کرایا بوقت سحر مطوق آہنگر بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی ابلاغ و
ایاغ دنگل پر آکر بیٹھے مطوق نے کہا اخلاق کو بلاؤ دیکھو کیا باتین کرتا ہی اخلاق جو صبح کو سو کر
اٹھا اپنی کو اپنی خیمے مین پایا خدمتگارون سے کہا ہمین یہان کون لایا خدمتگارون نے عرض کی ایاغ

سر پر کھینچا مرکب کو جمکایا زیر بغل پہونچکر دستانہ مارا تیغہ پٹ پرا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لون اخلاق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون بیٹھی ہوی زمین پر آئی
دامن گردانے آستینین چرھاکر کشتی مین مصروف ہوی اخلاق پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے
زور کر رہا ہی جب امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر تڑپ کر نکلجاتے ہین دونون لشکر نگران ہین کہ اخلاق بڑے
زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر بتور صاحبقران کے کسی مقام پر میلے نہین ہوتے ایک طور پر جنگ
کر رہی ہین جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے مارتے ہین کہ اخلاق دنگ
ہوجاتا ہی الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی ابلانع وایلغ نے جو یہ معرکہ دیکھا مخفی سحر کرنے لگے دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے صاحبقران کی طاقت کم ہونے لگی امیر نے لوح پر ہاتھ ملا اسم اعظم ڑھا
پھر اسیطرح قوت آگئی دونون جادوگر اپنے مقام پر کہہ رہی ہین ہمنے کیسے سحر کیے مگر حمزہ اسیطرح
لڑ رہا ہی زور طلسم کشا کا کم نہین ہوتا چاہیے تھا مزاج مین فرق آتا اخلاق غائب آتا ایاغ نے
کہا ای برادر بڑا غضب یہ ہی کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح موجود ہی صاحب اسم اعظم محترم و محتشم
دیکھو اسم اعظم ڑھ رہی ہین اثر کیونکر ہو سحر چلا ملکہ آزاد نے جو دیکھا کہ دونون ساحر سحر کر رہی ہین پکار کر
صاحبقران کو آواز دی ای شہریار اپنے کو سحر سے بچایئے دونون ساحر سحر کر رہی ہین امیر نے فرمایا
انکی مکاری کا حال عیان ہی اسم اعظم ورد زبان ہی یہ کہکر صاحبقران پھر لڑنیلگے دونون لشکر دو
رہی ہین چار پہر اسیطرح سے گذری شام کو اخلاق صاحبقران کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ
مجھسے خوب لڑے اب رات کو جاکر آرام کیجیے صبحکو پھر مقابلے مین آئیگا صاحبقران نے فرمایا ہمارا دستور
نہین کہ بغیر زیر و بر کیے یہان سے پلٹین اخلاق نے کہا ای شہریار آپ حقیقت مین اپنے زمانے
کے رستم ہین مگر رات کو کون ہماری آپکی جانبازی دیکھیگا امیر نے فرمایا شاہون کو رات کا دن کرتے
کیا دیر لگتی ہی روشنی کو حکم دو اخلاق نے ناچار ہوکر آواز دی ای روشنی لاؤ جابجا بنین سے روشنی
آئی میدان نورانی اور منور ہوگیا پھر صاحبقران لڑائی مین مصروف ہوئے رات بھر ایک طور
پر جنگ رہی اب صبح کو صاحبقران چمک چمک کر لڑنے لگے صاحبقران جب پکڑ لائی دو چار
گھسے مارے زرہ پارہ پارہ لباس ٹکڑے ٹکڑے پیشانی سے خون بہ رہا ہی دوپہر اور الجھ الجھ
لڑا دوپہر ڈھلے کہا یا صاحبقران ایک زور آخر کرتا ہون یا تو آپکو زیر کیا یا جو منظور

ہم اب جائینگے مرحلہ جات اس طلسم مین بہت ہین جابجا مقابلے پڑینگے اشقر اراستہ ہوکر آیا جواہر نے
عرضکی فوج اسی مقام پر رہیگی فرمایا انشاءاللہ مین پلٹ کر آتا ہون چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا سے
گرد اڑی اخلاق مردم خور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اتر پڑا امیر بھی
ٹھہر گئے اخلاق نے رات کو طبل جنگی بجایا صبح کو فوج ساتھ لیکر میدان مین آیا امیر بھی آکر پہونچے
رمال و تاجدار و ثابت اختر شناس وغیرہ کو ساتھ لائے جادوگرنیون نے ہرچند کہا کہ ہم بھی ساتھ جائینگے
امیر نے نہ مانا انکو بارگاہ مین چھوڑا لشکر غیر ساحران ساتھ ہے صفین آراستہ ہوئین اخلاق کا قصد
ہوا کہ میدان مین نکلون یکایک دوسری گرد اڑی مطوق آہنگر دو لاکھ فوج سے آکر شریک ہوا
تیسری گرد اٹھی لکہ ابر گلنار بھی نمایان ہوئی ابلاغ بر قبار بھی آکر پہونچا تمام صحرا فوج سے مملو ہوگیا چوتھی
گرد اڑی لکہ ابر بھی آئی ایاخ بدست بھی دو لاکھ فوج سے آکر پہونچا ادھر ملکہ آزاد وغیرہ بھی آگئیں
اخلاق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے امیر نے اشقر بڑھایا
رمال تاجدار سے اجازت چاہی اپنے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرضکی غلام زیادہ مشتاق ہے کہ
اس سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا وہ میرا جویا ہے مجھی کو جانا چاہیے یہ کہکر چلے اخلاق نے جو رعب و
دبدبہ صاحبقران کا دیکھا مبہوت ہوگیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اخلاق نے کہا
یا صاحبقران خلق میرا مشہور ہے اگر آپ میرا ساتھ دین تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ کردون دربار مین
شاہ کے سب میری تعظیم و تکریم کرتے ہین جب بطلیموس نے اس طلسم کے بادشاہ کو قید کیا سیار
ستارہ شناس اسکا لقب ہے اس روز قریب تھا کہ دربار مین غدر ہوجائے مین سپہر شاہ کو آ بیٹھا
پھر کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کے ساتھ فساد برپا کرے مشہور ہے کہ باعث سلطنت اخلاق مردم دوہے
امیر نے فرمایا حلق کے تو سراسر خلاف کیا آخر تم نے بھی اس شہنشاہ کا نمک کھایا ہوگا وہ چھوٹیگا تو حال
کھلے گا پہلے تمہارا ہی دربار سمجھا جائیگا اخلاق نے کہا اچھا حربہ کیجیے امیر نے
فرمایا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی
حربہ کرینگے اخلاق نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو اپنے
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا بیس بائیس طعنین رد و بدل ہوئی ہیتن کا امیر نے نیزہ ہلدا
ہوائی کیا اخلاق کو نہایت غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خرد ار خبردار کہکر وار کیا امیر نے گردا سپر کا

اسکا زندہ رہنا بہتر نہین سردارون کو نہنگ کی باتون پر ایک محویت ہوگئی تھی چند ساحر اٹھ کھڑے
ہوے کہا حضور اسقدر غصہ نکرین غضب شاہی مین مبتلا ہے جان سے اپنی بیزار ہے بقول سعدی شیرازی
ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اسکو اول قید کیجیے جب قید ہوگا یہ غصہ اُتر جائیگا سرکار
سے ضرور عذر کریگا بطلیموس نہین مانتا کہتا ہے یہ عقلمندی دیکھو خزان و بہار کے ذکر کی کیا ضرورت تھی
گویا ظاہر کرتا ہے اپنے حال سے ہر ایک کو ماہر کرتا ہے اسکو مین فوراً قتل کرونگا کیا وجہ کہ مذہب بھی اسنے
ترک کیا جلد جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوئے کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی سب نے دیکھا چند طائر لاش کو
لیکر سرطان کی آئے ہین بارگاہ مین اُتار الوٹ مار کردہ ساحرون کی شکل طائر بنے پکار کر آوازہ
دی فریاد و الغیاث ہے سرطان لشکر کو لیکر چلا تھا کہ مقابلے مین طلسم کشا کے جائے راہ مین دختر
شہنشاہ واسرار شعلہ زن وہ دختر اسکی محبوب پریچہرہ ایک درۂ کوہ مین فروکش تھین یقین تھا
کہ انکو گھیر کر حضور گرفتار کر لین سرطان کے سحر سے زمین کانپتی تھی مین وقت پر طلسم کشا آگیا حضور
لوح اسکے پاس تھی مرحلہ حکما کو فتح کرکے آیا تھا آخر سرطان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے
غلامون کو منظور ہوا کہ سرکار کو چلکر لاش دکھائین اب طلسم کشا اسطرف آئیگا انتظام کرنا مناسب
ہے بطلیموس یہ سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا کہ مرحلہ حکما شکست کے ہوا اب اور تدبیرین مناسب مین ارے
کوئی حاضر ہے جلد جاکر طلسم کشا کو روکے بادولت بھی وقت پر آئینگی صورت سحر دکھائینگی اخلاق
مردم در یہ کہکر پہلوان اٹھا کہ اب حضور ساحرونکا کام نہین ہے ہم لوگون کے نام حکم ہو تو اسکو
گرفتار کرکے لائین بطلیموس نے تین لاکھ فوج ساتھ کی یہ بھی کہا اور جسقدر فوج چاہے لو
جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو اخلاق نے کہا اسیقدر کافی ہے غلام جاکر لوح لے لیگا اور طلسم
کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اخلاق فوج کو لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد مطوق آہنگر اپنے مقام سے
اٹھا دو لاکھ فوج اسکی بھی ساتھ ہوئی عیار اپنا بطلیموس نے چالاک تیز رو اسکے ساتھ
کیا فوجین چلین اس ہلڑ مین سردارون نے نہنگ بیدار بخت تو قید کر دیا اب حال بادشاہ
آمد طلسم کشا سنکر ایسا گھبرایا کہ کچھ نہنگ بیدار بخت کا حال نہ پوچھا ساحرون سے متوجہ ہو
کہ تم بھی فوج لیکر جاؤ مخفی ہو کر سحر کرنا و وجادوگر ابلانغ برقبار وایاغ بدمست بھی دو
فوج لیکر چلے یہان صاحبقران نے شب ساتھ عیش کے بسر ہوگی صبح کو بعد نماز لوح دیکھی فرما

جادوگر کو مارا کہ اسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اب تو کئی جادوگر اٹھ کھڑے ہوئے چار پانچ جادوگر لینا لینا کہکر
جلے سحر کرنے لگے جسنے ترنج یا گولہ مارا نہنگ اسی گولہ ترنج کو روک لیا جھپٹ کر مارا کسی کا سر ہٹا
یا ہاتھ ٹوٹا پانچ چار جادوگرون کو مار کر نہنگ بیدار بخت بیرون بارگاہ چلا بطلیموس نے کہا اوبے
ادب میرے سامنے میرے نوکرون کو مارا اور اب نکلا جاتا ہے کیا مین تجھکو جانے دونگا یہ کہکر
بادشاہ نے گولہ مارا نہنگ بیدار بخت نے گولہ روک لیا وہی گولہ بادشاہ پر کھینچ مارا اور کہا او
زخم خوارہ اسکو لینا گولے سے برق چمک کر گری سر زخمی بادشاہ کا ہوا اب تو بطلیموس کو نہایت
غصہ آیا خون سر کا اپنی لیکر پھینک مارا کہا ای خونخوار لینا یہ بدبخت جانے نپائے خون کی چھیٹین جو
نہنگ بیدار بخت پر پڑین غش کھاکے گرا بطلیموس نے کہا اسکو گرفتار کرلو لوگون نے
اٹھکر زبان مین سوزن دی نہنگ بیدار بخت کی مشکین باندھکر کشان کشان سامنے لائے
بطلیموس نے کہا کیون اوبے ادب اب کس حال سے تجھکو قتل کرون توبہ کر کہ اب ایسی حرکت
نکرونگا ورنہ اس حال سے قتل کرونگا کہ عمر بھر ذکر رہے کہ نہنگ بیدار بخت اس بدعت
سے قتل ہوا نہنگ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے تیرا وقت زوال قریب ہوئے مجھکو شب کو ہدایت
مین مطیع اسلام ہوا تو میرے قتل پر قادر نہین ہے مین خدمت مین طلسم کشا کی پہونچونگا ہمراہ
انکے تجھسے جنگ کرونگا بطلیموس نے جھلا کر کہا اسے قید کرو نہنگ بیدار بخت نے پکار کر
آواز دی ایہا الحاضرین غیرت کی بات ہے کہ اس ظالم نے مجھکو ذلیل کیا اسکا وقت زوال قریب
آگیا ضرور مارا جائیگا اب نہ امان پائیگا اسنے بادشاہ سابق کو بہ ذلت و رسوائی قید کیا
سلطنت لے لی طلسم پر قبضہ کیا اب انشاءاللہ وہ چھوٹیگا اسکو قتل کریگا آپلوگ آج میرا
ساتھ دین یہ مجھپر جبر کرتا ہے دنیا کا حال عجب طور پر ہے کبھی خزان کبھی بہار آئی گل کھلے نخل
سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا بر نخل بہ زمزمہ سرائی کرتی ہین پھول پھول کے پہلو
گل مین بیٹھنے پہ مرتی ہین گلچین و صیاد بے نصیب قریب دیوار باغ نہین آتے پاتے کیا کیا رنج و
ملال اٹھاتے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین ہوای گرم چلی خزان کی آمد ہوئی محفل گل و بلبل درہم و برہم
رنج زیادہ خوشی کم پتے سبز جو تھے زرد ہو کر درختون سے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین
باغ مبتلای خزان ہوا بربادی کا سامان ہوا بطلیموس نے حکم دیا ابھی اسکو قتل کرو

مارا تھا سرطان کی لاش کو لیکر طائران طلسمی طرف بادشاہ طلسم کے چلے ہین پہونچنا الکا تحریر کرونگا لیکن اب
حال دربار بطلیموس عرض کیا جاتا ہے کہ بادشاہ طلسم بصد کروفر تخت پر بیٹھا ہے مشیر و وزیر سب جمع ہین
آمد طلسم کشا کے ذکر ہو رہے ہین سنتے سنتے بادشاہ بول اٹھا کہ نمکحراموں نے انتظام طلسم مین خلل ڈالا
طلسم کشا کو راستے بتا کے تا بہ لوح پہونچایا مگر مرحلہ حکما کا فتح ہونا نہایت دشوار ہے مشیران سلطنت
مین سے ایک جوان ہے نہایت عقیل و فہیم مشہور خاص و عام نہنگ بیدار بخت نام آج شب کو
بزرگان دین خواب مین اسکے آئے اسکو مطیع اسلام کیا اور مژدہ سنایا کہ تو رفیق صاحبقران ہوگا
نہنگ بیدار بخت غصے مین تو بیٹھا تھا بول اٹھا اے شہنشاہ نمکحرام کون ہے سرکار کی صاحبزادی
نے سارا فساد برپا کیا سرطان کو حضور نے بھیجا نہین معلوم اس پر کیا گذری اگر صاحبزادی بلند
اقبال آپ کی دل و جان سے جا کر شریک نہوتین تو کبھی طلسم کشا کو یہ اختیارات نہوتے سالہا
سال کا انتظام گھڑی بھر مین ہو گیا اپنی صاحبزادی پر آپ غصہ کیجئے غیرون کو کیون نمکحرام بنایئے سردربار جو
نہنگ نے یہ پکار کر کہا شاہ کو بہت ناگوار ہوا کہا تجھے خبر بھی ہے کہ کس کس نے مدد طلسم کشا
کی کی بس خاموش رہ اس کی کچھ خطا نہین نمکحراموں کو سزا دونگا نہنگ بیدار بخت نے کہا جب
حضور بیٹی کو سزا دے نہین سکتے تو غیروں کو کیا سزا دیجیے گا آیندہ آپ کو اختیار ہے مجھ پر غصہ
سراسر بیکار ہے بادشاہ تو منع کرتا ہے نہنگ وزرا امرا سے کہہ رہا ہے یارو انصاف کرو جو گھر کا
راز دار ہو ساحرہ بھی زبردست پھر اسکا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ راز نیاز طلسم کشا کو کیون کر
ثابت ہوتے صاحبزادی بلند اقبال شریک ہوئین تمام گھر کا حال بتا دیا طلسم کشا کو نیک و بد
سے آگاہ کیا ایسا راز دار کسی کو ممکن ہوگا حالات مقام لوح بھی بتائے ہونگے بادشاہ سابق کا
قید ہونا اور نمکحرامی بادشاہ حال کی ظاہر کی ہوگی ہم کو تو یہی گمان ہے کہ صاحبزادی کے شریک ہونے سے
بربادی طلسم ہوئی اور اب انجام بخیر ہوگا شاہ کو مناسب ہے کہ صاحبزادی کو گرفتار کرا کے
قتل کرین ورنہ اور زیادہ آگ لگیگی البا مجہیر غصہ کرتے ہین بادشاہ نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے
نہنگ نے کہا دیوانہ وہ جو بلا وجہ بکرار نبر جائے اور غیر فرنکو نمکحرام بنائے بادشاہ نے
اسکی گستاخی بانده لو شاہو نکے سامنے بے ادبی کرتا ای ہی کہی جاتا ہی دہچا ساحر اٹھے نہنگ
بیدار بخت بھی اٹھا ایک ساحر نے گولہ مار دیا نہنگ بیدار بخت نے گولہ ہاتھ مین روک لیا دہی گولا

مشہلا و منقل بھی آکر پہونچی ایک برق آسمان پر چمکی ملکہ آزاد و اسرار و محبوب و عیزہ معہ لشکر کے آکر پہونچین ملکہ آزاد نے امیر کو مبارکباد دی کہ صحرا سے گرد آئی رمال تاجدار و ثابت اختر شناس دیرہ لاکھ فوج سے آگئے پہونچے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور نے بڑا کار نمایان کیا امیر نے فرمایا کہ آج اسی مقام پر ٹھہر ینگے سب لشکر اترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی ملکہ استادہ نے جلسہ آراستہ کیا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار بھی آکر جمع ہوئے رمال تاجدار و ثابت اختر شناس پہلو مین امیر کے بیٹھے ہین محبوب نے امیر سے کہا اگر مناسب ہو تو جواہر سے حکم کیجیے کہ اس صحبت کو غنیمت جانین دو چار اشعار گائین انقلاب دنیا ہے ناپائدار ظاہر ہے دم بھر مین انقلاب ہوتا ہے درویش بادشاہ ہوتا ہے خدا طلسم کشائی کا انجام بخیر کرے بطلیموس بلائے روزگار ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا کچھ نہ کچھ ظہور ہوا چاہتا ہے امیر نے کلمات حسرت سن کر طرف جواہر کے دیکھا فرمایا اے مہتر دالاگہر اگر مناسب ہو کچھ اشعار گاؤ جواہر نے اوسی وقت سازندونکو اشارہ کیا حسب سازندے ساز ملانے لگے جواہر خنجر زن نے یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

محبت کا تری بندہ ہر اک ای صنم پایا	برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین	تو اوسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری	یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا
ہزارون حسرتین جائنگی میرے ساتھ دنیا سے	شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا
نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین	صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا
جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے	کبھی برق غضب اوسکو کبھی ابر کرم پایا
ہر اک جوہر مین اوسکا نقش پائے رفتگان سمجھا	دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا
ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے	تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا
ہوا گر نہ خط شوق کا سامان دست آتش	سیاہی ہوگئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جواہر گانے مین بے مثل و بے نظیر ہے شب اسی جلسہ مین بسر ہوئی بہ کیفیت تمام نمایان سحر ہوئی خمار شکنی کے واسطے سب نے دو دو جام پیے امیر بیرون بارگاہ آکر بیٹھے ہین صحرا کی کیفیت ملاحظہ فرما رہے ہین لیکن جب امیر نے سرطان کو

اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب برگا نتھا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے
وار کیا اوسنے سر کو نہ بچایا سر آگے کر دیا تلوار برق مثال پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاشہ پہلوان کا جلنے لگا
شعلے آتش کے فوج پر گرے سب جلکر خاک سیاہ ہوئے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من پہلوان
گردون گرز گردان ہو صاحبقران نے دیکھا وہ قصر غایب ہوا وہی صحراے لالہ زار نمایان ہوا
ایک طرف سے دیکھا ایک جادوگرنی بڑے زور شور سے نمایان ہوئی پشت پر پانچ سات سے جادوگر
پھولون کو جلاتی ہوئی درختون کو مٹاتی ہوئی آتی ہے اوس ساحرہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
پکار کر آواز دی او طلسم کشا تو نے میرے شوہر گردون گرز گردان کو مارا اپنے نزدیک مرحلہ طلسمی
فتح کیا مین بیوہ ہوئی مگر تجکو کیا زندہ چھوڑونگی جسطرح پھولون کو مٹاتی ہون اسی طرح تیرے
نخل قد کو قلم کرونگی جادوگرون سے کہا تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگی یہ کہکر امیر کے پاس آئی کہا
او طلسم کشا کچھ فن سپہ گری دکھا دیکھون کیسا سپاہی ہے یہ کہکر خود شلنگین لگانے لگی کبھی منہ
سے دھوان چھوڑتی ہے کبھی گولا پھینکا کبھی ترنج جھولی سے نکالا زمین پر ڈال دیا کبھی ماش کے
دانے نکالے وہ بھی بیکار جا کر زمین پر پھینکدئے صدہا اشیائے سحر نکالے زمین پر پھینکے کہ
یہ سب چیزین بیکار ہین گچھا پیکان کا نکالا وہ پھینک مارا امیر پر تیر برسنے لگے امیر نے لوح جمائی
تیر دفع ہوے وہ جادوگرنی منہ لالہ زار کیطرف جا پڑی گئی پیچھے امیر ہر بار نے امیر نے خالی دیکر ہاتھ
ہاتھ مارا لالہ زار کے دو ٹکڑے ہوئے آگ برسنے لگی تیر گرنے لگے تلوارین گرین چہار طرف سے امیر
پوچھا رہے مگر کوئی ساحر سامنے معلوم نہین ہوتا صاحبقران تلوار ہلا رہے ہین کبھی لوح کو گردش
دیتے ہین جب عرصہ دراز اسی حال مین گذرا تب صاحبقران کو خیال آیا کہ لالہ زار کو مارا اور لوح
کو نہ دیکھا فوراً لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ نکلا جب گردون گرز گردان مارا جائے اور لالہ زار جادو سے مقابلہ
ہو تو اسکو قتل نکرنا اگر دھوکے سے قتل کیا اور ہنگامہ سحر کا ہو تو خیال کر کے دیکھنا ایک نخل لالہ زار
پر ایک گمس کلان بیٹھی ہے کمٹ نکرنا ایسا تیر مارنا کہ جسم پر گمس کے پڑے اگر خالی گیا تو لوح قبضے
سے نکل جائیگی اسم اعظم بھی بند ہو گا صاحبقران نے یہ دیکھکر فوراً تیر کمان مین پیوست کیا
گمس کی آنکھ پر تیر مارا گمس جلکر خاک ہوئی ایک دھماکا ہوا زمین کانپی اندھیرا ہو گیا آگ برسنا موقوف
ہوئی امیر حیران دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے اوسکے

تعریفین کر رہی ہین یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار لاکھون سوار و پیدل پشت پر آتے ہی اُسنے مریضون سے پوچھا جانشین حکیم جالینوس کہان ہین سب مریضون نے پہلوان سے کہا اندر بیٹھے ہین وہ پہلوان بقہر و غضب تمام چلا قریب قصر آکر ساتھ والون سے اشارہ کیا وہ لوگ نیزہ و تبر قصر پر مارنے لگے صاحبقران تخت پر بیٹھے تھے ہنگامہ جو سُنا رفیقون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے رفقانے عرض کی گردون گرز گردان در دولت پر حاضر ہے امید وار حضور سے امتحان کا ہے امیر اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مطب برخاست ہوا اب وقت جنگ و جدل ہے یہ کہتے ہوئے صاحبقران باہر نکلے وہ حکیم جسکو تخت سے اُتار دیا وہ روتا ہوا سامنے اس پہلوان کے آیا کہا اے پہلوان جہان اے گردون گرز گردان طلسم کشا نے مجھکو تخت سے اُتار دیا چاہتا ہے پہلوان کچھ جواب دے کہ نعرۂ امیر کی آواز آئی زمین تھرائی امیر نے اس آتے ہی اس حکیم کو للکارا او مکار جعلساز اپنی کتاب لے جاکر تخت پر بیٹھ وہ دعائین دیتا ہوا قریب امیر کے آیا ہاتھ بڑھایا کہا کتاب دیجیے امیر نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ منہ کے بھل وہ گرا امیر نے حلق پر لوح ڈالا حکیم نے ایک چیخ ماری ارے طلسم کشا نے جلا دیا جسم سے حکیم کے آگ نکلی مثل ہیزم خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہمشبیہ جالینوس بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اس پہلوان کو غصہ آیا گینڈے کو بڑھا کر قریب امیر کے آیا کہا او جوان اس بجیطائی کیا خطا کی تھی امیر نے فرمایا او نامرد تو اسکی داد رسی کو آیا ہے گینڈے سے اتر کے مقابلہ کر اگر دعوی پہلوانی ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ تو گینڈے پر اور ہم پیدل وہ گینڈے سے کود ا گینڈا اسکا گویا قید و بند سے چھوٹا ایک جانب بھاگا وہ پہلوان جھومتا ہوا سامنے امیر کے آیا کہا او دبلے پتلے مین تجھسے کیا لڑون اگر تجھکو مارا تمام فوج والی کہینگی ہمارے آقا نامی و پہلوان گرامی نامنصف تھا بس اب بڑا مقابلہ یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے میرے ساتھ چل مین شاہ سے خطا معاف کرا دونگا یہ مجال نہین ہے بادشاہ کی کہ میرا کہنا نہ مانا امیر نے فرمایا او بیحیا مجھ تک کیون نہین آتا دور سے باتین بناتا ہے یہ کہکر قریب پہونچ اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزکو نیزے کی سنان پر لیا اب نیزہ بازی ہونیلگی لڑتے لڑتے امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے اسکے نکلگیا پہلوان بگڑا کہا اے طلسم کشا یہ حرکت تھی امیر نے فرمایا یہی زیبندہ تھا اسنے

پہونچا تیری بھی رہائی ہوگی اس ساحر نے امیر کو کاندھے پر سوار کیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا اور
ساحرون نے کہا ارے طلسم کشا کو کہان لیے جاتے ہو فیلقوس نے کچھ جواب نہ دیا امیر کو لیکر روانہ
ہو گیا وہ ساحر اسی قصر مین داخل ہو کر غائب ہو گئی ایک مکان مین لاکر فیلقوس نے امیر کو آتارا
امیر نے دیکھا قصر وسیع عمارت رفیع فیلقوس نے کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی امیر نے فرمایا اپنے
برادر سے دینی سے تو ملاقات کرو امیر فیلقوس کو ہمراہ لیکر ایک قصر عالی مین آئے دیکھا ایک تخت زر جدی
بچھا ہی اسپر ایک مرد پیر بیٹھے مین کرسیون و فرشون پر رفیقان معقول بیٹھے ہین اس مرد ضعیف کے
آگے قلمدان و کاغذ رکھا ہی چند مریض سامنے حاضر ہین اس مرد پیر نے نبض دیکھی اور نسخہ
لکھدیا فیلقوس نے کہا حضور بھی نبض دکھائین حکیم جالینوس یہی ہین امیر نے کہا پہلے تو نبض
دکھا دیکھون تیرے لیے کیا تجویز کیا ہوتا ہی فیلقوس نے بڑھکر نبض دکھائی ان مرد پیر کی ایک
ہاتھ مین شیشہ قارورہ کا تھا ایک ہاتھ سے نبض دیکھی ایک ہاتھ سے شیشہ قارورہ کا سر پر فیلقوس
کے ڈالدیا فیلقوس جلنے لگا آخر جلکر خاک ہوا امیر نے بڑھکر کہا او بیحیا یہ تو نے کیا کیا اسنے کہا آپ
مریض ہین آپ کسی بات مین دخل نہ دیجیے نبض دکھایئے اور چلے جایئے امیر نے کہا مین خود نبض
شناس ہون تیری نبض دیکھونگا یہ کہکر بڑھے اسنے قلمدان سے چاقو نکالا اپنا ہاتھ کاٹا تو
قطرات خون جو ٹپکے انسے ساحر پیدا ہونے لگے جو ساحر اٹھا امیر پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر مین کئی
ہزار ساحر امیر پر حملے کرنے لگے ہر طرف سے گیر و بگیر کی صدا مین بلند ہین ہمشبیہ جالینوس آواز
دے رہا ہی ارے یہ طلسم کشا ہی بلوہ کر کے گرفتار کرلو امیر لڑتے بھڑتے تخت پر چڑھ گیے فرمایا او
دغاباز تو جو دہنے آیا اسنے غل مچایا ارے یارو اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجکو قتل کیا چاہتا
ہی امیر جب تخت پر پہونچے ہمشبیہ جالینوس کی کتاب اٹھالی اوسمین نوشتہ تھا کہ اسکو زندہ
نہ چھوڑیے امیر نے فوراً اسے تخت سے الگ کیا کتاب پر قبضہ کیا سب جادوگر لڑنے سے رک
گیے امیر تخت پر بیٹھے مریض کی نبض دیکھنا شروع کی مریض دعائین دے رہے ہین جلیس
و ندیم تعریفین کر رہے ہین صاحبقران مریضونکو بلاتے ہین کہتے ہین جلد آؤ وقت مطب
تمام ہوا چاہتا ہی بعد وقت مطب پھر کسیکی نبض نہ دیکھی جائیگی جو محروم رہا پھر صحت
پائیگا مریض دوڑ دوڑ کے آتے ہین نبض دکھاتے ہین اور چلے جاتے ہین سب

اے شہریار اب آپ فتاحی طلسم مرحلہ جات مین مصروف ہون امیر نے بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ
کیا سب سردار آمادہ ہین کہ ساتھ جائینگے امیر نے جب لوح کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کسی کا ساتھ جانا
ہمارے ساتھ نہوگا آزاد نے عرض کی کنیز ضرور آپ کو پہونچائیگی صاحبقران مضمون
لوح سے ماہر ہو چکے سب سے رخصت ہوکر صحرا مین آئے ایک کنوان کہ نہایت کہنہ تھا اسکے
قریب آئے کچھ اسم پڑھا کنوئین سے پانی نے جوش مارا صاحبقران دونون پاؤن جماکر بسم اللہ
کہکر جھم سے کود پڑے آزاد پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب گئین شہلا نے ایکطرف رخ
کیا جواہر ایک جانب چلا اشراق جنی بھی اسی کنوئین مین پھاند پڑا جہان صاحبقران گر
ے مگر صاحبقران کے جو پاؤن زمین پر قائم ہوئے آنکھ کھول کر دیکھا ایک دشت لالہ زار
درختون پر طائران گلنار زمزمہ سرائی مین مصروف تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہے آگ لگی ہوئی
ہے ایک پہلو پر ایک چاہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ نکلا کہ کنوئین کے قریب جو گرز
رکھا ہے گرز کو اٹھا کر رہٹ پر مارو جب رہٹ اوسمین گرے تم بھی برابر پھاند پڑنا امیر نے گرز گران
سنگ اٹھایا جھپٹ کر رہٹ پر مارا رہٹ ٹوٹکر کنوئین مین گرا امیر بھی فوراً اس کنوئین مین
پھاند پڑے بعد چند ساعت جو زمین سے پاؤن آشنا ہوئے ایکطرف سے آواز آئی اے طلسم
کشا یہان کیون آیا معلوم ہوا تیری قضا آئی ہے امیر نے دیکھا ایک دیو کہ ہے گرز کا وار
شمشاد ہلاتا ہوا قریب پہونچا امیر پر وار کا ہاتھ مارا امیر نے کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور
اور ایک ہاتھ کا جھٹکا مارا دیو منہ کے بل جھکا وار چھوڑ کر لپٹ پڑا امیر نے اکھیڑ کر مارا سر
اسکا کھینچکر پھینک دیا بجائے خون کے اسقدر پانی نکلا کہ دریا ہوگیا امیر نے لوح کو دریا مین
ڈالدیا لوح مثل کشتی بنگئی امیر کشتی پر سوار ہوئے قریب ایک قصر کے آکر کشتی ٹھہری قصر
مین ایک ساحر بیٹھا سحر کر رہا تھا اسی کے سحر سے دریا کا جوش بڑھتا جاتا تھا امیر نے تیر و کمان
لیکر تاککر تیر مارا پشت کو توڑ کر پار گذرا مرنا اسکا کہ دریا غائب ہونیلگا تھوڑے عرصہ مین دریا نابود
ہوا امیر نے لوح اٹھا کر گلے مین ڈالی کئی ہزار ساحر قصر سے نکلے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر لوح کو
دیکھکر لڑنے لگے وہ ساحر سحر نہین کرتے تلوار و تیر سے لڑتے ہین امیر لڑتے لڑتے وسط مین پہونچے
ایک ساحر کہ نہایت زبردست تھا اسکا ہاتھ تھام لیا فرمایا اے فیلقوس مجکو مقام پر جالینوس کے

مگر غیرت نے دامن پکڑا گولہ صاحبقران کو مارا صاحبقران نے لوح کو جنبش دی گولہ پھٹکر زمین
پر گرا سرطان نے ہاتھ ہلایا مینہ برسنے لگا دوسرا ہاتھ جو ہلایا آگ برسنے لگی کئی سے ساحر
اسی کے جلنے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اسنے پلٹ کر دیکھا کئی سے ساحر میرے جلے
امیر پر نا تیر ہوئی اتنی بلا کے جھپکی صاحبقران قریب ہو چکے سرطان نے جو امیر کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روکگر جواب مین ہاتھ مارا سرطان نے سپر سحر کو جہ
کی پناہ کیا عکس لوح پرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر پر تلوار گری سر بھی زخمی ہوا تلوار کاٹتی
ہوئی چلی سرطان نے اپنے کو زمین پر گرا دیا امیر بھی گھوڑے پر سے کود پڑے چاہا اسپر
بیٹھون سرطان غلطک مار کر بلند ہوا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ
سرطان نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا امیر نے تیر و کمان لیکر تاک کر تیر مارا سینہ پر کینہ پر
توڑ کر پشت کو پار گذرا ابجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش گرے جس ساحر پر شعلہ گرا جلکر
خاک ہوا گئی ہزار جادوگر اسطرح مرے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کی آواز آئی کشتی
نام من سرطان گرم خو بود چند طائر کلان پیدا ہوے لاشہ سرطان سے لپٹ گئے لے اُڑے
طرف بادشاہ طلسم کے چلے صاحبقران نے جب یہان سرطان کو مارا لشکر جرءت
مین جھوم رہی ہین جوا ہر رکاب سے لپٹا ہوا ہے ہر مرتبہ صاحبقران کو سنبھالتا ہوا کہ
ہوشیار بھی کیا کہتا جاتا ہوا ہے شہریار بڑی لڑائی پڑی مگر حضور نے بعنایت خدا فتح کی
چند ساعت حضور اور ہوشیار رہین انشاء اللہ اب صدا الامان بلند ہوا چاہتی ہے بچا یہ
ساحر جو باقی رہگئے تھے انھون نے چادر ہلائی الامان الامان کی آواز آئی صاحبقران نے تلوار
نیام انتقام مین کیا سب ساحر حاضر خدمت ہوے منقل و شہلا بھی آسمان سے اترے امیر کو نذر
برابر حاضر ہین ملکہ آزاد صنوبر قد نے جو شہلا کو دیکھا کسقدر رشک ہوا مگر اسرار نے ہاتھ
دبایا کہا اے آزاد ان باتون مین دخل ندو یہ اپنے زمانہ کی صاحبقران ہین جا بجا ایسے
اتفاق رہتے ہین آخر سب صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئے زخم وزبان ہو نیلگین امیر بیہوش
ہوگئے سردار برای خدمتگذاری موجود ہین علاج کر رہے ہین دوسرے دن امیر کو ہوش
آیا سردارونکو منتظر پایا صاحبقران اٹھے ملکہ آزاد وغیرہ بھی حاضر ہین سب نے عرض کی

بھائی نہ بہن نے مارا جسکو چاہا اٹھا لیگئی اور پکڑ لیگئے بلندی پر جا کر چھوڑ دیا کیسکو سحر کرکے جلا دیا ہزارونکو
اسطرح مارا چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ نور تابان نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا ضیاء تیغ بدست بڑے عظم و شان سے تخت زبرجدی
پر قائم ہوا لڑائی اسی طور پر ہو رہی ہے صاحبقران کو خیال آیا کہ ایسا نہو لڑتے لڑتے گھوڑے پر
سے گر پڑون شمشیر زنی کرتے ہوئے بڑھے لیکن نہایت حیران ہین آزاد و اسرار یہ دونون جادو
گرنیان دہنے بائین آگئین سحر کرتی ہوئی چلین آزاد کے ہاتھ سے خون ٹپک رہا ہے سر کا زخم بگڑا ہوا
ہر مرتبہ رکاب پر سر رکھدیتی ہین عرض کرتی ہین کہ کنیز اب جنگ سے عاجز ہے اسرار بھی خوب خوب
سحر کر رہی ہے منقل و سنہلا نے جو آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران کی کلائیون پر ورم آیا مگر لڑتے
بھڑتے جاتے ہین دونون بھائی بہن جم کر سحر کرنے لگے کبھی کسی سردار کو اٹھا کر لیگئے ایسی گھمسان
کی لڑائی ہے کہ کوئی سر اوٹھا کر نہین دیکھ سکتا کہ آسمان سے کیا آفت آتی ہے لڑائی مین مصروف ہین
کسیکو خبر آسمان کی نہین ساحر بھی لڑتے لڑتے تھک گئے ہین لاکھ جادوگر مارے گئے اور ہزارون
بھاگ گئے اب ڈیڑھ لاکھ ساحر باقی ہین صاحبقران کے ساتھ والون نے لڑتے لڑتے گھٹنے
ٹیک دیے سپرین چہرون پر کھینچے ہوئے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین اس حال مین بھی
اگر حریف قریب آگیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے کیے کسی کو دم دیکر قریب بلایا کہ بھائی
ہم پیاسے ہین پانی پلا دو اشرفیون کی ہمیانی کمر مین ہے وہ لیلو کافر نے جو یہ بات سنی دوڑ کر پانی
لایا ڈیڑھ ہتی زیر بغل چھپی ہوئی رکھتی نکالکر ایک ہاتھ مار دیا دونون پاؤن اس کافر کے اڑ گئے کہا
بھائی کوئی باتین کرنیوالا پاس نہ تھا تھوڑی دیر مین تم جہنم مین جا رہے ہمارا داخلہ بہشت مین ہوگا
چند ساعت کا ساتھ غنیمت جانو کافر کے پاؤن کٹ منھ کے بھل زمین پر گرا کہا بھائی تم نے بڑا دھوکا
دیا لیکن صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب سرطان کے پہونچے للکارا کہ او نامراد ازلی
وابدی کہانتک بدی کرے گا مردان عالم سے مقابلہ کر آٹھ پہر تلوار چلتے گذری لیکن
تو سامنے نہ آیا سرطان نے دیکھا لوح طلسمی صاحبقران کے گلے
مین اسم اعظم الہی ورد زبان ابروون پر بل پڑے کہنی سے خون
ٹپک رہا ہے شوکت و شان صاحبقران دیکھکر چاہا بھاگ جاؤن

سختی پڑی لاکھون ساحرون نے عیز ساحرون کو آکر گھیر لیا سرطان کہتا ہی اری تم لاکھون ہو
اور وہ تھوڑے سے ہین بلوہ کرکے گھیر کر گرفتار کرلو وہانپر ایک برق گری کہ ساحر ہٹ گئ اب
صاحبقران پر پھر بلوہ کیا ایک شخص پر لاکھون حربے پڑنے لگے اب ساحر سحر نہین کرتے
نیزہ و تیر مار رہی ہین امیر کس کس کو روکین سرطان ساحرونکو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو
تم سب کا مرتبہ سامنے شاہ طلسم کے بڑھاؤنگا عہدہ ہای جلیل دلاؤنگا ساحر بھی مصروف جانبا
ہین امیر حیران و پریشان ہین لڑ رہی ہین داہنی ہاتھ مین تیغہ عقرب بائین ہاتھ مین گرد ایسی
جسکو ہاتھ مارا اسکی دو ٹکری ہوے ہنگامہ گیر ودار بلند ہی ہلڑ ہی طلسم کشاکو پکڑ لو جو ساحر بلوہ کرکے
آتے ہین ہاتھ سی صاحبقران کے مار ہی جاتے ہین ایک مقام پر جو ساحرون ملکر بلوہ کیا
تلوارین نیزی مارنیلگے امیر بہت حیران ہوی چند زخم بھی جسم پر لگی یکایک ایک برق گرکر گری کہ
سے ساحرون کے سر اڑگئ پھر ایک تلوار گری تلوار نے بھی کئی سی کو قتل کیا صاحبقران نی سر
اٹھاکر دیکھا ملکہ سہلا و منقل تاجدار دونون بھائی بہن لطف سی سحر کر رہی ہین صاحبقران
دیکھکر شگفتہ ہوگئ کہ یہ دونون بھی موجود ہین آزاد و اسرار و محبوب ان تینون شاہزادیون
نے زخم باندھے آزاد کہتی ہی دائی امان دیکھو ماشاء اللہ کس زور و شور سی صاحبقران لڑ رہی
ہین لاکھون ساحرونکو مارا جسجگہ پر لڑتے ہین ہزار ہا لاشہ وہان پڑا ہی اگر کسیکا سر زخمی ہو
وہ نکلکر گرا بھاگا ملکہ آزاد نے دیکھا چند جادوگر بھاگے جاتے ہین گولے مار کے ان سبکو قتل کر
ابتو اسیطرح تینون شاہزادیان لڑنے لگین مگر ملکہ آزاد بڑی حسن سی لڑ رہی ہین منقل تاجدار
جو آسمان پر لہرا رہا ہی اسنی جس جادوگر کو دیکھا کہ بڑا ساحر ہی لڑ بھڑ کر سا سحر کی چیزین نکالنی
قصد کیا کہ جا پڑون تڑ تڑ کر اکمر مین پنجہ دیکر اٹھا لیگیا مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا دوپہر تلوار
چلی اب وہ وقت آیا کہ ساحر زرین پوش نے فرار پر قرار کیا بھاگکر قلعہ مغرب مین چھپا شہنشاہ
تابان مع جمعیت فوج ثوابت و سیارگان نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا اسیطرح لڑائی جمع رہی
سرطان نے روشنی کو حکم دیا فوراً مشعلین نخشباخی روشن ہوگئ سحر بھی کیا کہ چند پتلی فولادی
ہوی مشعلین ہاتھون مین دوڑی دوڑی پھر رہی ہین میدان روشن ہوگیا تلوار چمک رہی ہی کماند
کڑک رہی ہین ہنگامہ گیر ودار بلند شہلا و منقل آسمان پر سی سحر کر رہی ہین ہزارون جادوگرون

ملکہ ہوشیار ہوا اسقدر بیقرار نہ ہو آزاد نے مسیحا کی صدا سنکر آنکھین کھولین جمال جہان آرای صاحبقران
دیکھا عرض کی ای شہریار یہ خدا نے صورت زیبا دکھائی کیسے لوح کا کیا ہوا امیر نے فرمایا بعنایت
پروردگار لوح بجنسہ ہو کر حاصل ہوئی لوح کو دیکھکر ملکہ آزاد کے جسم مین جان آگئی کہا ای شہریار خدا
نے بڑا فضل کیا خدا اسمکار سے بچائے سرطان گرم خو نہایت ساحر زبردست ہے امیر نے فرمایا اسکی موت
نزدیک آئی ہے انشاء اللہ مارا جائیگا چند سوار و پیدل لے صاحبقران نے قریب آزاد کے چھوڑے آپ
مصروف جنگ ہوئے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا سب جوان مبتلا بسحر ہوئے ثابت اختر شناس
فیروز دل جوان ہے سحر جو ہوا تلوار روک لی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے صاحبقران بڑھو
یا ہا قریب جاکے اسم اعظم پڑھون یا عکس لوح ڈالون کہ سحر ان پر سے اترے بیچ مین فوجین
ایسی ہین اگر دس ہزار ہٹے بیس ہزار آگئے دم بدم فوج کے ریلے اس مقام پر بڑھتے جاتی ہین ہر
چند چاہتے ہین وہانتک پہونچون مگر ممکن نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان شمشیر زنی کر رہے
ہین کبھی لوح کو گردش دیتے ہین کبھی اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہین ساحر و نیز اگر لوح کا
عکس پڑا تو بیکار ہوئے اگر اسم اعظم کی صدا کان مین آئی گونگے بہرے ہوگئے حیران حیران لڑتے
ہین جس ساحر نے ثابت پر سحر کیا وہ دیکھ رہا ہے کہ رفیق ثابت کے ثابت قدم کوہ محبت جانبازان
سر فروش بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہین اپنے آقا کے پاس کسیکو آنے نہین دیتے لڑائی مین وہ
مصروف جان بچانا ثابت کی ان کی جنگ پر موقوف سب دعائین کر رہے ہین ای خالق لیل و نہار
ای پروردگار ہمارے آقا کو بچالے اب وہ ساحر بڑھا اور لوگونکو سحر سے ہٹاتا ہوا قریب ثابت
کے پہونچا چاہا ترسول مارون ثابت نے ہر چند چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن ممکن نہوا ہاتھ پاؤن بیکار
مجبور و ناچار آخر پکار اٹھا اے پروردگار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے در اجابت وا تھا فوراً
دعا قبول ہوئی آسمان سے ایک برق چمکی کہ ترسول ہاتھ سے اس ساحر کے گر پڑا دوسری
برق چمکی کہ سر ساحر کا اڑ گیا ثابت نے رہائی پائی لیکن یہ نہ ثابت ہوا کہ کسنے اس ساحر
کو مارا ثابت پھر لڑائی مین مصروف ہوگیا صاحبقران جس مقام پر لڑ رہے
ہین دیکھتے ہین کہین پر برق چمکی دس یا پانچ کے سر کٹ گئے اور کہین تلوار چمک کر گری
دو چار کے سر اڑ گئے امیر حیران ہین کہ یہ کون مدد کر رہا ہے ایک مرتبہ ایک غول پر بجلی

بجھا دیا ملکہ آزاد نے اسی دریا ہو آب مین گر کر غوطہ مارا ماہی سرخ رنگ بنکر مثل شعلہ جوالہ نکلین جاہا تڑپ کر سینے مین پرپڑ دون توڑ کر پشت کو پارہ گندرون سرطان نے ایک تھپکی ماری مچھلی زمین مین گری گر کر غرق زمین ہوئی زمین کو توڑ کر پہلو پر سرطان کے آئی قصد کیا پہلو پر پڑ دون سرطان نے طمانچہ مارا مچھلی زمین پر گری ابکی تڑپ کر سر پر آئی سرطان نے ایک دستک دی برق گری کہ سر مچھلی کا زخمی ہوا تڑپ کر دریا سے الگ ہوئی آزاد کی اصلی صورت ظاہر ہوئی دیکھا سر آزاد کا زخمی ہو آزاد نے اپنا عکس ڈالا دریا نابود ہوا سرطان آزاد کو زخمدار دیکھکر دوڑ پڑا ادھر سے اسرار آ پڑی سرطان اور اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا آخر سرطان نے اسرار کو بھی زخمی کیا

محجوب نے جو یہ معرکہ دیکھا تاب نہ باقی رہی دوڑ پڑی آکر سرطان سے مقابلہ کیا چند سحرون مین محجوب بھی زخمی ہوئی اب کنیزین آپڑین دونون لشکر آپس مین ملگئے کنیزون کے لکڑے اڑنے لگے دس ہزار مین دو گھڑین دس بیس ہزار مین چار گھڑین لڑین بھڑین سو دو سو کو مارا آخر کو قتل ہوئین تھوڑے عرصے مین سب قتل ہوئین ملکہ آزاد نے دیکھا سب کنیزین قتل ہو گئین دو چار کنیزین قریب والی باقی ہین ملکہ آزاد ایک گوشے مین کھڑی کر رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ کارساز اب مدد کر یہ بلا ہمارے سر سے رد کر سائل درگاہ والا ہر امیر

نظم

فیضیاب خوان نعمت ہر فقیر
محرم ہر راز پوشیدہ خداست
بینوایان را کند اہل سریر
فی الحقیقت فیض بے اندازہ اش
زود کند حاصل رہائی ہر اسیر

نیک و بد اندر جہان وصاف او
واقف ہر حالت مافی الضمیر
تنگدستان را بلطف بیکران
خارج از حد قلیل ست و کثیر
در زبان پارسی ہندی نوشت

مدح خوانش ہر صغیر و ہر کبیر
تاجدار انرا کند محتاج نان
گنج وافر بخشد و مال خطیر
ہر مقید مخلصی یابد از و
نسخہ مطبوع و نظم دل پذیر

نہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے صاحبقران زمان گھوڑے پر سوار جواہر خنجر زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بخت پر رمال تاجدار ثابت اختر شناس انتظام فوج کرتا ہوا امیر نے جو دیکھا تین لاکھ جادوگر آزاد و محجوب کو قتل کیا چاہتے ہین تاب نہ رہی وہین سے نعرہ کرکے آپڑے صفونکو درہم برہم کرنیلگے رمال فوج لیکر آپڑا یہ بھی مصروف جنگ ہوا امیر لڑتے ہوے قریب آزاد کے پہونچے ہاتھ پکڑ کر سنبھالا فر

کو دا گینڈا اسکا حبت کرکے دریاے آتش مین جا پڑا جلکر خاک ہوا آتنے عرصے مین دریا نے آکر
سہتان کو بھی گھیر لیا آخر سہتان منہ کے بھل گرا جلکر خاک ہوا ملکہ آزاد نے دستک دی دریا
ٹرکا کوہ مین چلا گیا پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بھیج سرطان نے دہنی جانب دیکھا ایک
ساحر صفدر فیروز جنگ گھوڑیکو بڑھا کر سامنے آیا اجازت لیکر میدان مین پہونچا آتے ہی
ملکہ پر سحر کی بوچھار کردی آگ گرائی پانی برسایا تلوارین پھینکین خنجر پھینکے لیکن آزاد صنوبر
قد سب سحر و نکو دفع کرکے تڑپ کر قریب پہونچین آواز دی او بیحیا تو نے صدہا سحر کی ایک
وار تو ہمارا بھی قبول کر یہ کہکر پنجہ مارا اسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر پنجہ برق مثال جو تڑپکر گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر نے اپنے گھوڑیکو گرایا آزاد نے پنجہ روک کر کہا اے صفدر
کچھ خوف خدا بھی ہے کیا سمجھکر ہمسے مقابلہ کرتے ہو وہ چار کلمے ایسے کہے کہ اسکو خداوند
کریم کا اعتقاد ہوا رومال سے ہاتھ باندھکر قدمونپر گرا کہا حضور جاکر بہ اطمینان بیٹھین غلام
مقابلہ کرلیگا آزاد نے کہا اے صفدر اس مقدمے مین دخل ندو تم لشکرمین ہمارے چلو مین اسر
وزیر کی خواہان ہون اسکو اس عہدے پر بڑا گھمنڈ ہے صفدر آکر فوج مین داخل ہوا آزاد صنوبر
قد نے پھر پکار کر آواز دی او سرطان اور کسیکو بھیج کہ ہمارے مقابلے مین آے ہمسے مقابلہ کرے
سرطان نے خود تخت کو بڑھایا ہرچند اور افسرون نے قصد کیا سرطان نے کہا یہ گیسو برید
بریدہ بغیر میرے جلائے نہ مانیگی صفدر جاکر شریک ہو گیا اسکو بھی سزاے معقول دونگا یہ کہکر
گینڈا طلب کیا زنجیرون سے کمر باندھی جھومتا ہوا سامنے ملکہ آزاد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے
ملکہ عالم کچھ سحر تو کیجیے آزاد نے کہا خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے انکے لشکر کا قانون ہے کہ پہلے کافر
کا حربہ اٹھا نوبت حربہ کرو تیری سحر سے جب پروردگار بچائیگا تب ہم بھی سحر کرینگے سرطان نے ایک
ترنج پھینکا ملکہ نے انگلی سے اشارہ کیا وہ ترنج کنگرے مین پر گرا آواز دی اے شعلہ خوار آتش پر اس
مغرور کو لینا وہین دریاے آتش درۂ کوہ سے نکلا موج مار کر قریب اسکے آیا سرطان گینڈے سے
کود اگینڈا تو اسکا شعلہ آتش مین گر پڑا سرطان کو آکر دریاے آتش نے گھیر لیا سرطان دریا مین گرا
تڑپنے لگا ہزارہا شعلے پیدا ہوے آخر تڑپتے تڑپتے بلند ہوکر دستک دی ابر تیرہ و تار اٹھا ملکہ آزاد
نے بھی دستک دی مگر ابر سیاہ آگرا آسمان پر گھر اگھر کر گرج کر برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ دریاے آتش کو

تمھین ہمراہیان طلسم کشا کی تدبیر کرد فلان درۂ کوہ مین گیسو بریدہ بدنصیب آزاد صنوبر قد و
اسرار شعلہ زن و محبوب پری چہرہ جا کر ٹھہری ہین اول انکو جا کر قتل کرو پھر اسکے بعد راہ مین
طلسم کشا کو روکو مین پہلوانون کو نامے لکھتا ہون وہ بھی اگر تمھاری مدد کرینگے سرطان تیر
لاکھ فوج لیکر چلا یہان ملکہ آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و محبوب پری چہرہ مع سات سے
کنیزون کی بیرون درہ کوہ اُتری ہین صاحبقران کو یاد کر رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی لکہ ہای ابر
ظاہر ہوے یہ تینون عورتین اسطرف دیکھنے لگین جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان گرد
تخت پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آ پہونچا اسرار نے کہا
بی بی غضب ہوا اب سامنا موت کا ہوا آزاد نے کہا اے مادر مہربان تم کیون گھبراتی ہو قادر مطلق
بچانیوالا ہے سرطان نے اُترتے ہی حکم دیا درۂ کوہ کو چہار جانب سے گھیر لو ملازمون نے سب طرف سے
گھیر لیا سرطان نے شام کو طبل جنگی بجوا دیا آزاد نے بھی خبر سنکر نوازش طبل حکم دیا رات بھر ان تینو
نے خوب سحر تیار کیے صبح کو ملکہ آزاد صنوبر قد طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین درۂ کوہ
باہر نکلین ایک جانب اسرار شعلہ زن ایکطرف محبوب پری چہرہ پشت پر سات سے کنیز
اسطرح میدان کارزار مین آکے پہونچین ادھر سے سرطان آیا تخت پر سوار تین لاکھ
ساحر پشت پر سب بلبلا رہے ہین اپنی جمعیت پر نازان ہے دونون طرف صفین آراستہ ہوئین نقیب
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سرطان نے بائین جانب دیکھا بھائی اسکا بہتان فیل
گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا عرض کی اجازت میدان کی دیجیے سرطان نے اجازت دی اور کہا اے برادر
آزاد ہی کو پکارنا یہ ان سب مین افسر ہے یہی ساحرہ زبردست ہے بہتان گینڈے کو بڑھا کر
مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان سوا ے بی آزاد کے اور کسی کو نہین چاہتا وہ
آئین تو احوال معلوم ہو ایکدن وہ تھا کہ ہم انکا پاس کرتے تھے اب خیال نہ کرینگے ملکہ آزاد
طاؤس زرین بال کو بڑھایا آواز دی او بیحیا تو کیا لحاظ کریگا کتے کی موت مریگا بہتان
نے گولہ مارا ملکہ نے گولے کو کاٹ کے آواز دی اے شعلہ خوار آتش ریز اسکو لینا
نے درۂ کوہ کو کھولا ایک دریاے آتش بھڑک کر نکلا درۂ کوہ سے موج مار کر طرف بہتان
چلا بہتان نے دستک دی اسم سحر پڑھکر ماش کے دانے پھینکے مگر دریا نہ رکا آخر گینڈے

و سخو حیت پڑا ہی ایک پتھر اوسکی چھاتی پر رکھا ہوا ہی امیر قریب آئے پتھر چھاتی سے ہٹایا اُس جوان
و ہاتھ تھام کر اوٹھایا پوچھا ای جوان کیا تیرا نام ہی عرض کی غلام کو ثابت اختر شناس کہتے ہین
رزند ہون رمال تاجدار کا قلزم مجھپر عاشق تھی حصول مطلب مین مجھپر جبر کرتی تھی آج شب کو یہ
بدعت کی کہ پتھر چھاتی پر رکھدیا مراد یہ تھی کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے خدا نے غلام کو بچایا امیر نے مذہب
و پوچھا عرض کی غلام سجدہ کر چکا بزرگان دین خواب مین آئے تھے آپ کے آنے کی خبر دی کہ
صاحبقران آکر رہا کرینگے شکر ہی کہ آرزوے دلی پوری ہوئی غلام کا بھی اس طلسم مین ساتھ ہونا
اجب و لازم ہی باپ بھی غلام کا خدمت اقدس مین رہیگا حال ہماری جانبازی کا حضور پر ظاہر
ہوگا قلزم جادو خزانہ دار بھی تھی ایک مرد ضعیف نے کنجیان خزانہ کی لاکر امیر کو دین اب
رمال تاجدار بھی آکر پہونچا وہ دریا بھی غائب ہوگیا امیر نے باپ بیٹو نکو ملوایا ایام مہاجرت کو یاد
رکے دونون خوب روے خزانہ سپرد کیا خزانہ کو دیکھکر امیر نے عمرو کو یاد کیا آنکھون سے اشک
حسرت ٹپک پڑے فرمایا یار وہ ہمارا یار وفادار ابتک نہ پلٹا نہین معلوم کس آفت مین ہی خدا وہ دن
دکہائے کہ خواجہ کو پروردگار ہم سے ملائے ثابت اختر شناس نے عرض کی اس طلسم مین حضور
خواجہ کو بھی دیکھینگے ضرور ان سے ملاقات ہوگی حضور تردد نہ فرماین صاحبقران خزانہ کو
نکلوا کر بیرون قصر آئے صحرا مین آکر اترے ثابت و رمال باپ بیٹے عرض کرنے لگے حضور لوح کو
ملاحظہ کرین کہ حال ظاہر ہو غلام از روی ستارہ شناسی کے عرض کرتے ہین کہ بہت جلدی کرین فوراً
سوار ہون ایسا نہو بادشاہ طلسم کو خبر ہوجائے امیر نے لوح کو دیکھا ستارہ شناسون نے بھی زائچہ
کھینچا عرض کی اے شہریار یہ لوح کیا خبر دیتی ہی امیر نے فرمایا لوح کا حکم ہی کہ مع لشکر طرف شمال
کے جاؤ یہ کہکر امیر نے اسیوقت اشقر طیار کرایا سوار ہوکر چلے رمال و ثابت بھی ہمراہ ہوئے
یہان بطلیموس تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریار طلسم کشا گرتا پڑتا تا بہ دریاے
قلزم پہونچا قلزم کو قتل کیا لاشہ قلزم دردولت پر حاضر ہی بطلیموس نے کہا لاؤ لاشہ سامنے آیا بطلیموس
بہت رویا کہا یارو گھبرانا نہین ہرچند یہ لوح طلسم کشا کو ملگئی اور درست بھی ہوگئی اب حکم و
احکام بھی نکلینگے مگر مجھ تک آنے کو ہزار رہا ال چاہئین مین ابھی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
بلا سرطان و گرم خو وزیر کو آواز دی ای سرطان تمہین جاؤ تم ایک قلعہ فتح کرکے بھی آئے ہو

امیر سبزہ کرکے لڑنے لگے وہ افسر بھی بڑھ بڑھ کر سحر کرتے ہین جسنے سحر کیا امیر نے اسکو مارا
امیر چاہتے ہین ذرا بھی مہلت پاؤن تو اپنے کو تابہ قلزم جادو پہونچاؤن کہ پہلو سے آواز آئی
اے شہریار نہ گھبرائیگا غلام آپکا آپہونچا منم اشراق جنی امیر نے دیکھا ایک جوان خوشرو تیغ
بکف اڑتا ہوا آتا ہے منھ سے شعلۂ آتش بھی چھوڑتا ہے جسپر شعلہ آتش پڑتا ہے وہ ساحر جل جاتا ہے
تلوار کو جنبش دیتا ہوا قریب امیر کے پہونچا عرض کی غلام فوج سے لڑتا ہے آپ قلزم کی جانب
توجہ کرین امیر قلزم کی طرف چلے قلزم نے آواز دی یارو اس ظالم نے کیونکر رہائی پائی اسکو
گھیر کر مار لو تمام فوج نے اشراق جنی کی طرف توجہ کی جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے اشراق
غرق زمین ہوتا ہے اس ساحر کا سحر دوسرے ساحر پر پڑتا ہے اوسکو ہلاک کرتا ہے پھر اشراق
زمین سے پیدا ہوا دو چار کو قتل کیا اور غرق زمین ہو گیا اسطرح جنگ کر رہا ہے کہ ساحرونکو
تنگ کر دیا امیر جو سامنے قلزم کے پہونچے اسنے سحر کیا دریا نے جوش مارا اشراق نے
آواز دی حضور دریا مین کود پڑین ورنہ قلزم نکلجائیگی اگر یہ غائب ہوئی تو اسکا ملنا دشوار
ہوگا امیر دریا مین کود پڑے اب جو تہ پر پاؤن قائم ہوے کئی نہنگ امیر پر منھ پھیلا کر چلے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا نہنگان خون آشام کو قتل کیا اب پانی غائب ہوا اپنے
کو قریب قلزم کے دیکھا قلزم نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روک کر بہ تعجیل ہاتھ
مارا قلزم نے ہرچند چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن لیکن تیغہ پر قتاب جو پڑا قلزم کے دو ٹکڑے
ہوے جسم سے قلزم کے بجائے خون شعلہ آتش نکلے ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے
مین سب ساحر نیست و نابود ہوے اشراق نے عرض کی حضور چلکر اپنے عیار کو رہا کرین
ثابت اختر شناس بھی وہین قید ہے خون سے اوسکے لوح کو دھویئے امیر نے آکر
خون سے قلزم کے لوح کو دھویا پھر پانی مین دھویا اب حرف ثابت ہوے اشراق
کے ساتھ صاحبقران اس مقام پر آئے جہان جواہر قید تھا دیکھا جواہر بیہوش پڑا ہے امیر
نے اسے اٹھایا فرمایا کیا حال ہے جواہر نے عرض کی غلام تین شبانہ روز سے بے آب و دانہ
ہے حضور کا تشریف لانا میری زندگی کا بہانہ ہوا ورنہ اب دم نکل جاتا امیر نے جواہر کو گلے
لگایا کہ پہلو ہر قصر سے رونیکی آواز آئی امیر اس قصر مین آئے دیکھا ایک جوان خوشرو

اترے ہوئے ہیں تھوڑی دیر میں بازارین وغیرہ بھی آراستہ ہوگئیں صاحبقران حیران ہین کہ لشکر کہان سے آیا اب لشکر آیا ہی یقین ہی کہ طبل جنگی بجے اسی خیال مین دن گذرا رات ہوگئی طبل جنگی نہ بجا ہرکارون سے فرمایا خبر لو تو کیا معرکہ ہی طبل جنگی کیون نہ بجا ہرکارے گئے تھوڑی دیر مین واپس آئے عرض کی اے شہریار آج لوگ تھکے ماندے تھے اس وجہ سے طبل جنگی نہین بجا تین دن تک صاحبقران نے انتظار کیا طبل جنگی نہ بجا تیسرے دن صاحبقران جاکر پلنگ پر لیٹے ہین یہی خیال ہی کہ دیکھیے کیا ہو دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوی عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا امیر برای تسلیم خم ہوی ان بزرگ نے فرمایا ای فرزند کیون اتنا متردد ہوا امیر نے سب کیفیت بیان کی کہ برائے قتل قلزم آیا ہون لشکر اوسکا میرے مقابلے مین آیا نہین معلوم قلزم کہان ہی طبل جنگی بجتا مقابلہ ہوتا مین تلاش قلزم کرتا ان بزرگ نے فرمایا ای فرزند اسنے تم کو یہ دھوکا دیا ہی کہ لشکر مقابلے مین بھیجدیا سالہا سال اگر اترے رہو گے یہی رنگ رہیگا تو مناسب یہ ہی کہ صبح کو جو اٹھو طرف مشرق کے روانہ ہو تین کوس نکلکر ایک مقام پر تختہ سنگ ہی اس تختہ سنگ پر یہ اسم پڑھنا فورًا ایک ماہی پیدا ہوگی کلان اسکی دہن مین پھاند پڑنا باقی جو معاملہ ہوگا سمجھکر انتظام کرنا جب قلزم جادو تمھارے ہاتھ سے قتل ہو خون سے اوسکے لوح کو دھو لینا پھر دریا مین غوطہ دینا تب لوح تمھارے کام کی ہوگی احکام بتائیگی بس صاحبقران صبح کو سو کے اٹھے یکہ و تنہا مسلح ہوکر اسی جانب چلے سردارون نے چاہا ساتھ چلین امیر نے فرمایا اور مانع ہوی کہ میرے جانیکا ذکر نہ کرنا یہ بات مشہور ہو تو بہتر ہی یہ فرماکر اسی جانب چلے قریب تختہ سنگ پہونچے وہ اسم تعلیم کردۂ بزرگ پڑھنا شروع کیا چند بار پڑھا تھا کہ دریا میں جوش و خروش پیدا ہوا ایک ماہی کلان نے منھ نکالا دہن کھولا اشارہ کرتی تھی کہ میری دہن مین پھاند پڑیے امیر بسم اللہ کہکر اسکے دہن مین پھاند پڑے صاف ثابت تھا کہ کسی بلندی سے کودا ہون یکایک پاؤن زمین پر قائم ہوی دیکھا قصر مین قلزم کے کھڑا ہون امیر نے للکارا او مکارہ اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگی قلزم نے سحر کیا آگ برسائی اور چیخ ماری ادھر لشکر والو دوڑو طلسم کشا آگیا یہان رمال تاجدار و عمرو نے دیکھا کہ لشکر والے بیقرار ہوکر دریا مین پھاند پڑے دس پانچ کنیزین قلزم کی امیر سے لڑ رہی ہین کہ فوج آپہونچی

کرو جواہر نے کہا حضور مقدمے مین طلسم کشا کے سامری و جمشید نے حکم دیا ہے وہ سب عرض کرد
سحر بھی بتا دون انگیٹھی منگائیے اسمین آگ روشن کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی وہ بچپنے کی صورت
بتائیگی ابھی سب حال کھل جائیگا قلزم نے آواز دی کوئی حاضر ہی جلد انگیٹھی لاؤ کنیزین
انگیٹھی لائین انگیٹھی دیکر چلی گیئن جواہر خوش ہی کہ اب بیہوش کرونگا قلزم اٹھا کہ پنکھا لو
آگ روشن کرون جیسے ہی قریب میز کے آئی ایک پتلی ہنسی اور بول اٹھی بی بی آگ نہ سلگ
قلزم رکی اور کہا ارے کیون نہ آگ سلگاؤن خیرخواہ میرا حکم سامری بتاتا ہی دوسری کہ
حضور انکو تو بات نہین کرنا آتی صاف صاف یہ ہی کہ یہ قطرہ زن نہین ہی جواہر خنجر زن عیار
ہی قلزم نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اب کہان جائیگا جواہر نے چاہا بھاگون قلزم ایک دو
مار دیا جواہر لڑکھڑا کر گرا قلزم نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی کنیزین اندر آئین دیکھا ایک عیار پڑا
ہی ملکہ غصے سے کانپ رہی ہین کہتی ہین ارے یہ یہان کیونکر آیا قطرہ زن پر کیا گذری چند کنیز
دوڑی ہوئی اس خیمہ مین گیئن جہان جواہر قید تھا دیکھا عیار بیہوش پڑا ہی لاکھ لاکھ پکار
مگر بیدار نہوا آخر چٹی بیہوشی کی دماغ سے کھولی منھ دھلایا تب معلوم ہوا کہ یہ قطرہ زن
ہی رہا کرکے لائین قلزم نے حال پوچھا قطرہ زن نے سب کیفیت بیان کی قلزم کانپ گئ
کہا اے قطرہ زن اب دھوکا نہ کھانا کہا حضور اب کیا دھوکا کھاؤنگا یہ کہکر جواہر کو پھر قید خا
مین لایا اب بڑی بدعت شروع کی آب و دانہ جواہر پر بند کیا کہا او ظالم تونے غضب کیا مہ
جان سامری و جمشید نے بچائی اگر کنیزان سامری نہ بتلاتین تو تونے ملکہ کو بھی مارا ہوتا جواہر
چپ بیٹھا ہے یہان قلزم نے حکم دیا کہ حمزہ پر لشکر لیجائے کہ دریا مین نہ آسکے سبھون نے کہا یہ
مناسب ہی قلزم نے حکم دیا نہنگ جادو سے کہدو فوج ماہیان لیکر مقابلہ حمزہ مین جا کر ا
پھر جو حکم وہین دہ کو کرے ایک کنیز نے جا کر دریا پر آواز دی اے نہنگ خونریز لشکر ماہیان
لیکر جاؤ مقابلے مین طلسم کشا کے اترو پھر جیسا حکم دینگے ویسا کرنا یہان صاحبقران کرسی پر
بیٹھے ہین واسطے جواہر کے بیقرار ہین زمال تاجدار تخت پر بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ د
مین جنبش ہوئی ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین آ آ کر ریتی مین لوٹ رہی ہین کہ ایک آندھی آئی زر
تھرائی تھوڑے عرصے کے بعد غبار وغیرہ برطرف ہوا دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہی گرد بارہ چودہ ہزار جادو

عرض کی اے ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا غلام اسوقت سوگیا خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا سب صاحب موجود تھے سامری نے گلے پر میرے ہاتھ رکھدیا کہا علم موسیقی تجھکو دیا اب تیرے برابر کوئی گانے والا نہوگا امیدوار ہون کہ ذرا امتحان کیجیے قلزم نے سازندون کو اشارہ کیا کہاہان قطرہ زن سناؤ قطرہ زن بیچ مین آبیٹھا گنگنا کے یہ غزل گائی غزل

ہی جیسے دست یار مین ساغر شراب کا
کوڑی کو ہو گیا ہے کٹورہ گلاب کا

صیاد نے لگن بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا

دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
حاصل ہوا ہی رتبہ سرونکو حباب کا

جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہے
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہین صفحہ اول کی نو لغت
کونین اک دو ورقہ ہی اپنی کتاب کا

بچھوایئے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا

حسن و جمال سی ہی زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہوگا سحاب کا

پاتا ہون ناف کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھونگا ماہ سے
یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

قلزم خوش ہوئی کہا اے قطرہ زن یہ تمکو بڑا کمال ملا قطرہ زن نے کہا حضور اب سامری و جمشید ا روز خواب مین آئینگے قلزم نے کہا ہماری طرف سے عرض کرنا کہ طلسم کشا ہماری فکر مین آیا ہی ہم کو اسکے ہاتھ سے بچائیں ایسا نہو طلسم کشا ہم تک پہونچ جائے جواہر تو گھبرایا ہوا ہی کہا حضور کنارے چلین اور بھی رازو نیاز سامری و جمشید نے کہی ہین آپسے عرض کرون آئندہ آپکو اختیار ہی قلزم ادھر بارہ دری مین لیکر آئی جواہر نے دیکھا ہر مزیر دو دو چار چار تیلیاں سنہری رکھی ہین وہی جواہر نے چھوڑدیے قلزم نے کہا بھیا یہان

آہ و نالے سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
ایک دن پہونچا نہ دست یار تک مکتوب شوق
خط مشکین نے کیا اندھیر روے یار پر
یار کا رخسارۂ رنگین ہی آتش رشک باغ

پاس رسوائی نے ہم کو اور رسوا کر دیا
طایع بد نے کبوتر کو بھی عنقا کر دیا
روے روشن دیدۂ عاشق مین کالا کر دیا
جب نقاب الٹا ورنگلزار کو وا کر دیا

یہ اشعار جواہر نے اسطرح گاے کہ قطرہ زن بیقرار ہو گیا کہتا ہوا ارے تو بڑا کامل ہو جواہر نے کہا ذرا میرے پاس آئیے تو مین اپنا کمال دکھاؤن آپ تو دور بیٹھے ہین قطرہ زن اندر آیا جواہر نے کہا تشریف رکھیے جب قطرہ زن بیٹھا کہا کیون حضور اب ہم قتل کیے جاینگے کہ بچینگے قطرہ زن نے کہا طلسم کشا کے لشکر سے تم بھی آے ہو اسوجہ سے تمپر عیار کا گمان ہی شاید ملکہ قلزم رہا کر دین نہایت عقلمند ہین چند ساحرون نے جو کہدیا کہ یہ عمرو عیار کا بیٹا ہو ملکہ کا شک بڑھ گیا ورنہ رہا ہو جاتے اب مشکل ہی جواہر نے کہا حضور تھوڑی دور یہان سے گانون ہی مین وہین رہتا ہون مان بہنین سب بیتاب ہونگی کہتی ہونگی ہمارا بھیا کہان گیا مین کچھ روپیہ دون وہ پہونچا دو تو بڑا احسان ہوگا قطرہ زن سوچا اسکا مال لے لینگے تو کون پوچھیگا کہا لاؤ ابھی ہم پہونچا دین جواہر نے بہت خوب کہکر کمر سے روپیہ نکال سامنے قطرہ زن کے پیش کیے قطرہ زن نے کہا اور بھی کچھ ہی یا اسیقدر رکھتے جواہر نے کہا ابھی بہت کچھ ہی یہ کہکر اور روپیہ نکالے آخر مین ایک ڈبیہ نکالی کہا دیکھو بھائی اسے کھولنا نہین جواہر جو منع کیا اور زیادہ قطرہ زن کو اشتیاق ہوا ڈبیہ کو کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی قطرہ زن بیہوش ہوا جواہر نے اسکو اپنی شکل بنایا آپ اوسکی صورت بنکر تیار ہوا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھا دی کہ ہوشیار ہو کر بھاگ نہ جائے یہ تدبیر کرکے جواہر باہر نکلا ساتھ والون سے کہا اندر نہ جانا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر ٹہلتا ہوا بارگاہ مین قلزم کی آیا قلزم کو دیکھا مسند پر بیٹھی ہے ایک ایک سے کہہ رہی ہی صبا جو کیا غضب کا میرا عہدہ ہی کچھ بن نہین پڑتا عیار کی حفاظت دل کو پریشانی قلب کو حیرانی سب اپنا عیش و آرام مٹا ایک ساحر نے کہا حضور حقیقت مین اس عہدے کا سنبھالنا آپ ہی کا کام ہی ہم لوگونکا یہ حال ہملوگونکی دل کو پریشانی ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ میان قطرہ زن نے سامنے آکر جھک کر سلام کیا قدمونکو بوسہ دیا دست بستہ

امیر صدا اے جواہر سنکر اٹھے تھے کہ جا پڑون مچھلی لیکر جواہر کو دریا مین گر گئی صاحبقران نہایت پریشان ہوئے فرماتے تھے مین اپنے کو دریا مین گرا دون تا بہ قلزم جادو کیونکر پہونچون بسر رمال نے عرض کی کیا گذارش کرون صاحبقران کو بڑا انتشار ہی مگر جواہر بن عمرو کو جو دریا مین مچھلی لیکر ڈوبی جواہر بیہوش ہو گیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا دیکھا ایک قصر عالی نہایت آراستہ ہی اسمین ایک جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی پانچ سات سے جادوگرنیان کال ووٹا ل وہان ٹہل رہی ہین کچھ بیٹھی ہین جواہر نے اپنے کو اس جادوگرنی کے سامنے بیٹھے دیکھا اُس جادوگرنی نے پکار کر آواز دی او ظالم کیون کنارے دریا کے آیا آخر یہ معرکہ گذرا جو قریب دریا کے آئیگا اسکا یہی حال ہوگا جواہر رونے لگا کہا ملکہ عالم مین ناواقف تھا اسوجہ سے دریا کے کنارے آیا ورنہ کاہیکو آتا قلزم کو اسپر رحم آیا چاہا کہ رہا کر دے کہ ایک جادوگر کے منھ سے نکلا کہ حضور یہ عیار ہے جسکا صبح آپ نام لیتی تھین اسی کا فرزند معلوم ہوتا ہی یہ لوگ ساحرون کے قاتل ہین ساحر سے آنکھ ملی اور مارا قلزم نے کہا لے جاکر اسے قید کرو جو کوئی ہو گا حال ظاہر ہو جائیگا ایک جادوگر موسوم بہ قطرہ زن ہے اسنے کہا نگہبانی میرے سپرد کیجیے قلزم نے کہا لیجاؤ کل سب گرفتار ہو جائینگے قطرہ زن ہاتھ پکڑ کے جواہر کا لیچلا لا کے ایک خیمہ مین قید کیا جب جواہر کو قطرہ زن کو لیکر قید خانے مین آیا جواہر چیخین مار کر رونے لگا کہا ای قطرہ زن مین ایک غریب محتاج ہون اوس لشکر کا نوکر بھی نہین چار پیسے کے لالچ مین چلا آیا مین تو آپ کا بھیک ہون جسکو گویا کہتے ہین دو چار شعر سنیے تو آپکو حال معلوم ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر جواہر نے سامنے قطرہ زن کی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا
جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کر دیا

ہنسکے بولا یار مین مارے خوشی کی مر گیا
قصہ طولانی تھا دو باتون مین برچھا کر دیا

پیشتر بھی قطعۂ گلزار تھا وہ سادہ رو
خال خط نے اور چہرے کو تماشا کر دیا

جنبش مژگان کیون پر کھینچ لائی جان کو
زخم دل کے چور کو نشتر نے پیدا کر دیا

کچھ نظر آتا نہین اسکے تصور کے سوا
حسرت دیدار نے آنکھونکو اندھا کر دیا

کیا چمک کر نکلا تھا صورت ملانے یار سے
سامنے خورشید کے اُسنے کفن پا کر دیا

مین نے فراق مین فرزند کے ترک کیا دشت پیمائی وصحرا نوردی اختیار کی امیر نے زبردستی تخت پر
سوار کیا بعد رہبری لشکر مین آکے پہونچے امیر نے دیکھا ساٹھ ستر سردار بارہ ہزار جوانان صف
شکن تیغ زن سب بادشاہ کو دیکھکر خوش ہو گئے لاکر داخل بارگاہ کیا جب خاصہ سامنے آیا امیر نے
سوال مذہب کیا رمال تاجدار نے کہا اے شہریار مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا اپنے لشکر والون
کو بھی مسلمان کر چکا صاحبقران نے خوش ہو کر خاصہ نوش فرمایا ہر چند رمال نے سامان عیش
و راحت مہیا کیا امیر نے کسی شے پر توجہ نہ فرمائی بوقت سحر ارشاد فرمایا کہ اے رمال تاجدار
اب ہمکو چلکر وہ مقام بتا دو جو کچھ ہونا ہو گا وہ ظاہر ہو گا لشکر والون نے کہا ہم اپنے تاجدار کا
ساتھ نہ چھوڑینگے ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے صاحبقران نے رمال تاجدار کو تخت پر سوار کرایا
کل لشکر کو ساتھ لیکر کوچ کیا تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی جیب دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا جواہر خنجر زن چلا آتا ہے صاحبقران خوش ہو گئے جواہر نے کہا حضور اب کہان
تشریف لیے جاتے ہین صاحبقران نے سب حال بیان کیا کہ رمال تاجدار کی وجہ سے
دریاے قلزم کا اب پتہ ملا اب وہین چلتے ہین انشاء اللہ چلکر قلزم جادو کو قتل کرینگے
اسکے خون سے لوح کو دھوینگے سب حرف ثابت ہون گے جواہر چپ ہو رہا صاحبقران
چلے بعد قطع منازل و طے مراحل دشت پیمائی کر کے سامنے اس دریا کے جا کر پہونچے
امیر نے دور سے دیکھا ایک دریاے قہار موج مار رہا ہے سر دار کوئی کنارے پر نہین
مکان تو حقیقت مین بنے ہوئے ہین مگر سب مکان خالی معلوم ہوتے ہین کوئی رہنے والا
معلوم نہین ہوتا صاحبقران نے فرمایا اے رمال تاجدار یہ سب مکان خالی پڑے ہین
رمال نے عرض کی خدا جانے اے شہریار کیا معرکہ ہوا جب مین آیا تھا تو ایک مکان مین
دس دس بیس بیس جادوگر تھے امیر نے فرمایا کوئی باعث ہو گا کہین چلے گئے ہونگے یہ کہکر
اسی مقام پر بارگاہ کو ایستادہ کرایا صاحبقران وغیرہ سب وہین اتر پڑے طبل پر داخلے کی چوب
چوب پڑی ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر کو دیکھکر پھر غوطہ دریا مین مار گئین چونکہ سامنے
کوئی ساحر وغیر ساحر نہین معلوم ہوتا جواہر خنجر زن ٹہلتا ہوا قریب دریا کے پہونچا ایک مچھلی دریا سے
نکلی جواہر کے پٹ گئی کشان کشان مچھلی جواہر نے آواز دی اور پکار کر کہا آقاے نامدار غلام کو بچاییے

بطور رمل و نجوم کے دیکھا طریقے سے معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی اس جوان پر عاشق ہوئی ملکہ
قلزم قطرہ زن اسکا نام ہی مین فوج لیکر چلا تھا آج تیسرا دن ہی کہ انسے بھی جدا ہوا یہانسے
قریب ایک دریا ہی اسکو قلزم زخار کہتے ہین دریا پر قلزم زخار کا قبضہ ہی کیا مجال ہی کہ کوئی
آنے پائے ایک صحرا مین مع فوج اترا ہوا تھا انکو بیٹھا ہوا کر بارگاہ سے نکل آیا دلولۂ جنون دل
پر طاری ترقی پر آہ و زاری جب روتا پیٹتا قریب دریا کے پہونچا دیکھا دریا جوش مار رہا ہی ہزارہا
ساحر کنارے کنارے مکان بنائے ہوئے ہین ای شہریار نئی بات یہ ہی کہ دنکو بھی لوگ جامہ
باش و ناظر باش کی صدا دیتے ہین ہر چند قریب دریا کے چاہا کہ جاؤن نہ ممکن ہوا دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ قلزم جادو اس دریا کے اندر رہتی ہی جان کے خوف سے پلٹ آیا اور جاتا
تو کیا کرتا وہ ساحرہ مین غیر ساحر ایک نقطہ بھی سحر کی نہین جانتا یہان بیٹھکر رونیلگا نہ راہ بتن
نہ روے ماندن آج کئی دن سے اسی مقام پر بیقرار پڑا ہون اور فوج بارہ ہزار یہانسے کوس
پڑی ہی ان کو جا کر کیا روی سیاہ دکھاؤن اب اسی مقام پر پڑا رہونگا تڑپ تڑپ کی جان
دونگا یہ کہکر رمال تاجدار خوب رویا کہا ای شہریار یہ حال ہی اس امید کا بر آنا نہایت محال
ہی صاحبقران نے کہا ای رمال تاجدار نہ گھبراؤ ہم وہانتک جائینگے تمھارے فرزند کو رہا کر کے
لائینگے ہم تو اس دریا کے جویا تھے تو نے نام ہمارا سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان ہمارا نام ہی برائے فتاحی طلسم بطلیموس آیا ہون لوح طلسمی دستیاب ہوئی اب خون
قلزم جادو کی ضرورت ہی وہان تک ضرور جاؤنگا باتین کرتے کرتے ستارۂ سحری آسمان پر
چمکا غواص قلزم دریاے مغرب مین شناوری کر کے بر سر چاہ مشرق برآمد ہوا قطرات خیار
و شعاع ٹپکتے ہوئے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا رمال تاجدار نے عرض کی حضور لشکر مین چلین
صاحبقران نے فرمایا وہانکی کیا ضرورت ہی تم نشان دریاے قلزم بتاو قضای کار دو
چار خدمتگار رمال تاجدار کے اپنے شاہ کو ڈھونڈھتے ہوئے آئے ایک نخل کے سائے مین جو
اپنے مالک کو بہ حال خراب دیکھا کہ ایک شخص سے باتین کر رہے ہین آکر سلام کیا کہا حضور کل
لشکر آپ کا مشتاق ہی سب حیران و پریشان ہو رہے ہین آپ یکہ و تنہا کیون نکل آئے دو خادمون
نے جا کر لشکر مین خبر کی چند سردار تاج و تخت لیکر آئے رمال تاجدار نے کہا ای شہریار یہ تاج و تخت

امیر نے فرمایا مقام ہفت قلزم کہان ہی منتقل تاجدار نے عرض کی غلام نہین آگاہ ہی صاحبقران
نے فرمایا کیون شہلا تم کو کچھ آگاہی ہی شہلا نے عرض کی اتنا جانتی ہون کہ مشرق کی طرف جایئے
تو کیا عجب ہی کہ مقام مقصود دستیاب ہو صاحبقران نے فرمایا آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین
جاتا ہون شہلا و منتقل بیقرار ہوے عرض کی کیونکر ہو سکتا ہی کہ حضور کو ایسے مقام پر جانے دین
اور ساتھ نہ چلین حضور تشریف لے چلین لونڈی غلام بھی آتے ہین صاحبقران فوراً تیار ہو
جواہر نے باہتمام عیاری آراستہ کی صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف مشرق
چلے یہ دونون کبوتر بنے ہوے بالای سر صاحبقران آتے ہین صاحبقران نے دن بھر رہروی
شام کو ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے شب کو بیٹھے ہین کہ رونیکی آواز کان مین آئی امیر
کے دل مین تو رحم ہی اپنے مقام سے اٹھکر چلے سنا کہ کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی اور پکارتا
اے فلک کجرفتار کہانتک بدعت کریگا اے معبود حکم ہو ملک الموت کو کہ قبض روح کرے اب
کشاکش نہین اوٹھتی صدمہ جدائی نے بیتاب کیا ہی یہ سنکر صاحبقران اور بیتاب ہوئے ہین کہ کوئی
ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی تھوڑی دور بڑھ کر دیکھا زیر نخل ایک جوان بیٹھا رو رہا ہی تاج کو
سے پھینک دیا ہی تڑپ رہا ہی کبھی دعائین کرتا ہی کبھی اوٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی عجب حال زار ہی
صاحبقران قریب آئے گھوڑے سے اترے فرمایا اے شخص کیا درد ہی کہ رنگ تیرا زرد ہی عرصہ
تک اسنے کچھ جواب نہ دیا بعد عرصہ دراز امیر نے بازو تھام کر ہلایا فرمایا ای برادر حال اپنا ہمسے مفصل
کہو اس شخص نے کہا اے شخص میرا حال کہنے کے لائق نہین آپ اگر سنینگے تو آپکو صدمہ ہوگا مین تو اس
کے رنج مین ہون آپ کو رنجیدہ کرنے سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ہم تمھارے رنج مین شرکت
کرینگے رنج تمھارا اٹھائینگے جس سے جدا ہوا اس تک پہونچائینگے جب امیر نے اسطرح کے کلمات
کہے تو اس شخص نے کہا ای شہریار کیا حال بیان کرون رمال تاجدار مجکو کہتے ہین یہان
سے قریب ایک قلعہ ہی قلعہ اختر شناس اسکو کہتے ہین ثابت نوجوان میرا فرزند دلبند
تھا کیسا جوان حسین تیغزن صف شکن بڑے بڑے پہلوان جمع کیے تھے بائیسوان برس
کو پہنچے پر ورزش کر رہا تھا کہ ای شہریار اس ساعت کو اگر یاد کرون جلا کر خاک کرے دن ورزش کرتے
کرتے غائب ہو گیا خاندان مین ہمارے علم رمل و کہانت چلا آتا ہی سب بھائی بند جمع ہوے

بڑین افتادین پڑین مگر شہلا سے سرو قد و منقل تاجدار ان دونون نے مل کے احکام راز دار کو مارا اسطرح لوح طلسمی ملی اب لوح کو ملاحظہ کرون تو احوال معلوم ہو جواہر نے تمام حال سنکر بڑا شکر کیا کہا اے شہریار آپ ماشاء اللہ صاحب اقبال ہین کجا راہ پردۂ قاف کجا اس رہبر کا ملنا مدد پروردگار رہی صاحبقران کو آزاد صنوبر قد کا بڑا خیال ہو فرماتے ہین ای جواہر آزاد وغیرہ کو تلاش کرو اب لوح جدھر ہدایت کریگی مین تو اسطرف جاؤنگا حیران ہون کہ انکو کہان پاؤنگا اے جواہر آزاد کا غائب ہونا قلب پر صدمہ ہی نظم

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
جریدہ مین رہ پرخون عشق سی گذرا
بچا لیا اسے توڑا جو سر سے دریا کے
نہ کھایا غصہ کبھی خوانچے سی نسمت کے
بلا سے بدہوئی داغون سی سروی کا نور
دیا نوشتہ تو اوس بت کو دل کی سودی میز
نہ کرتی عقل گر ہفت آسمان کی سیر
مری طرف جو انھین کھینچتی کشش لکی
کسی نے حال نہ پوچھا دل شکستہ کا
مرو و نقصہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش

لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا
پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا
سلوک نیک زراعت مین ژالہ کیا کرتا
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا
کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا
بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
اکیلا پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

یہ اشعار پڑھکر صاحبقران بہت روئے فرمایا نہین معلوم ان سبھون پر ہماری بعد کیا گذری شب تو صاحبقران نے اسی مقام پر بسر کی بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا کچھ نوشتہ نہ پایا شہلا و منقل کو طلب کیا فرمایا کیا باعث ہی کہ لوح مین کچھ نوشتہ نہین نکلتا حرف ہین مگر پڑھے نہین جاتے منقل نے عرض کی اے شہریار مہربان فرمایا کرتی تھین اگر کوئی یہان سے لوح لے جائے تو دریائے ہفت قلزم پر کیونکر جائیگا اسمقام پر مسکن ساحران جلیل ہے ایک ایک ساحر بادشاہ طلسم کا کفیل ہے ہر ایک انکا یہی ارادہ ہی کہ دریا تک طلسم کشا کو نہ جانے دین راہ مین مار لین

آواز آئی شاید کسی مقام پر لڑ رہے ہین مگر نہین معلوم کس مقام پر ہین کنیزون نے سر اوٹھا کر کہا دیکھیے
قصر لوح پہ آفت برپا ہے صدہا طائر اڑ رہے ہین کچھ جل جلکر گرتے ہین شہلا اسی وقت سحر کر کے
بلند ہوئی بشکل عقاب قصر لوح پر آئی دیکھا صاحبقران چاہتے ہین طائرون کو چیرون احکام رازدار سحر کر رہی ہے مٹھی مین راکھ کے دانے لیے ہے چاہتی ہے کہ پھینک مارون کہ زبان امیر کی بند ہو
ساحر گھیرے ہوئے ہین نیزے اور تیر مار رہے ہین شہلا یہ حال دیکھکر بدحواس ہوگئی حیران ہے کہ کیا
تدبیر کرون کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سناٹا بھرے ہوئے آسمان پر آیا مگر بیتاب
ہے تڑپ رہا ہے عقاب نے طائر کو جو دیکھا بڑھکر آواز دی ارے تو کون ہے طلسم کشا قتل چاہتا ہے
اس طائر نے کہا منم منقل تاجدار فرزند احکام رازدار عقاب نے کہا منم شہلا اے سرو قد شہلا
نے کہا اب کیا ارادہ ہے جلدی مین یہ بھی نہین پوچھا کہ بھائی تم کو کون لے گیا تھا منقل نے
کہا اے ہمشیرہ کسی طرح طلسم کشا کو بچاؤ شہلا نے کہا بھیا مین بھی جان و دل سے حاضر ہون
اب آپس مین دونون نے عہد کر لیا کہ احکام کو مارو دونون نے گولے سحر کے تیار کیے سحر کرتے
ہوے بڑھے پشت پر احکام کی آکے دونون نے گولے مارے احکام ارے کہکر پلٹی دیکھا
بیٹی اور بیٹے نے گولے مارے ہین سینے پر آکر دونون گولے پڑے توڑ کے پشت کو پار گذرے
مرنا احکام کا کہ اندھیرا ہوگیا دونون بھائی بہن تڑپ تڑپ کے گرنے لگے ہزارون ساحرون
مار کے ڈالدیا اتنی مہلت جو امیر کو ملی ذرا ہوش درست ہوتے چالاک و چست ہوئے طائر کو
چیر الوح طلسمی اوسکے پیٹ سے نکلی امیر نے جو لوح کو گردش دی ساحر نابینا ہو نیلگے جسپر عکس لوح
پڑا وہ نابینا ہوگیا نابیناؤن کو منقل و شہلا قتل کر رہے ہین آخر ساحرون نے امان مانگی
صاحبقران نے ہاتھ روکا مرنے سے احکام رازدار کے قصر گرا صاحبقران زمین پر آئے
سب نے اطاعت کی شہلا و منقل نے آکر قدمبوسی کی امیر اسی باغ مین اترے جواہر جنگ زن
جو پھرتا پھرتا جو قریب اس باغ کے پہونچا دیکھا ہزارون ساحر اترے ہوے ہین ایک جادوگرنی
نہایت حسین و ایک تاجدار معقول انتظام کر رہی ہین جواہر نے آکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہے ایک نے
کہا یہ لشکر طلسم کشا فرد کش ہے جواہر وہ دولت پر آیا چوبدار سے عرض کرائی امیر نے فرمایا بلالو جواہر نے آکر امیر کو
دیکھا قدمبوسی کی پھر حال پوچھا امیر نے فرمایا بشکل تمام بعنایت رب ذو الاکرام لوح تو حاصل ہوئی ہے جواہر نے

اسوقت آکر پہونچی کہ صاحبقران ہاتھ مین طائر کو لیے ہوئے ہین چاہتے ہین کہ اسکو چیر ڈالون کہ احکام نے آواز دی او طلسم کشا کیون طائر کو ستاتا ہی یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا احکام نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو اور غضب دیکھو سحر بھی جواب دیتا ہے چہار طرف سے بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لو طائر کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ طائر پھڑکتا ہی میرے ہوش اُڑتے ہین ہائے کیا کرون بیٹی پر یہ معرکہ گذرا کہ باغ سے تڑپکر بھاگ گئی مگر ساحرون کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے حمزہ کو پکڑ لو ایک ہاتھ مین امیر کے طائر ہی ایک ہاتھ مین تلوار ساحر بلوہ کر کے آئے سب طرف سے سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین اتنی مہلت نہین پاتے کہ طائر کو چیر کر لوح حاصل کرین ہزارون جادوگرون نے سب طرف سے بلوہ کیا امیر جب اسم اعظم پڑھتے ہین سحر الٹے پلٹتے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہے جن ساحرون نے بڑھکر گولے مارے وہ گولے ادنھین کے سینون کو توڑکر پار گذرے احکام رازدار حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہے پیچھے ہٹکر ایک تیلی جھولی سے نکالی کہا اے تصویر سامری مفصل بتلا کہ یہ کیا معرکہ ہی طلسم کشا پر سحر کسی کا کیون نہین تاثیر کرتا میرا بھی سحر اوٹا پلٹتا ہے تیلی قہقہہ مارکر ہنسی پھر دیر تک روئی آخر مین کہا ای احکام رازدار یہ صاحبقران زمان مالک قاف و دنیا ان پر سحر کیونکر تاثیر کرے اسم اعظم کے مالک راہ طلسمات کے سالک ذرا سمجھکر سحر کرنا یہ کہکر تیلی گر پڑی احکام رازدار نے اُٹھاکر جھولی مین رکھ لیا کنارے بیٹھکر سحر کیا کچھ ماش کے دانے امیر کے گرد پھینکے امیر کی زبان مین لکنت آنے لگی جب تو امیر نے جست کی مجمع ساحران سے ہٹے منظور ہوا کہ ساحر کو چیر ڈالون ساحر بلوہ کر کے بڑھے تیر بے خطاؤن نے پھینکے تلوارین کھینچین نیزے لے کر بڑھے احکام رازدار غلغلہ کر رہی ارے مین نے تدبیر کی ہی اسم اعظم بھلایا چاہتی ہون یہ کہکر مٹھی بھر ماش کے دانے ہاتھ مین لیے ارادہ ہوا پھینک مارون اسم سحر پڑھ رہی ہی لیکن شہلای سرو قد مع ساحرات سے جادوگرنیون کے درہ کوہ مین جاکر چھپی تھین یہان سے پانچ کوس پر وہ مقام ہی باہر درہ کوہ کے ٹہل رہی ہین ساتھ والیون سے کہتی ہین طلسم کشا کو کہان تلاش کرون کون دشمن تھا کہ اوٹھا کر لیگیا کہ نعرہ امیر کی آواز کان مین آئی نعرہ کی امیر کے آواز بارہ کوس تک جاتی ہی شہلا نے گھبراکر کنیزون سے کہا دیکھو نعرہ صاحبقران کی

وہ گولہ پلٹا سر پر آ کے گرم خو کے گر کر پھٹا شعلۂ آتش گرم خو پر گرے گرم خو نے جھلا کر ماش کے دانے پھینکے شعلہ ہائے آتش امیر پر گرے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلۂ آتش برطرف ہوے گرم خو جھلا کر زمین پر گری ایک شیر کی شکل بنکر حملہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا گرم خو کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا گرم خو کا آگ برسی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من گرم خو ے جادو بود بڑھکر منقل تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار بڑی مکارہ کو آپ نے مارا اب میرے ساتھ چلیے میں حضور کے واسطے فکر لوح کرونگا مگر حضور بڑی سختی ہے خدا آپ کو تا بہ لوح پہونچائے لوح آپ کو حاصل ہو بعد حصول لوح بڑے بڑے ہنگامے ہون گے بطلیموس قیامتین برپا کرے گا اور جسدن خود آجائے گا زمین تہ و بالا کر دیگا بڑا ساحر زبردست ہے امیر منقل کے ساتھ چلے امیر پشت مرکب پر سوار منقل رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا صاحبقران کو لیکر ایک صحرا مین آیا وہان ایک نخل چنار تھا کہا حضور اسکو اکھیڑین ایک اژدہا ظاہر ہوگا اوسکے دہن مین بلا تکلف بھاند پڑیے گا بالائے قصر پہونچیے گا وہان نہایت مقام معقول ہے ایک نخل ہے اسمین ایک قفس لٹکا ہے قفس مین ایک طائر ہے ہرچند وہ چیخے پیٹے مگر آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا اس جانور کو لیکر فوراً چیر ڈالیے گا لوح حاصل ہوگی صاحبقران نے بقوت صاحبقرانی نخل کو اکھیڑا جیسے ہی نخل اوکھڑا دہنہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا ایک اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا منھ پھیلائے ہوئے نقب سے نکلا منقل نے آواز دی حضور کچھ دیر نہ کرین بسم اللہ داخل ہون امیر بجوف دہن اژدر مین بھاند پڑے منقل نے پرپرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا لیکن بہ تعجیل جاتا ہے صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر مین پایا منقل نے جو بیان کیا تھا وہی سب پائین پائین دیکھا ایک نخل مین قفس لٹکا ہے طائر امیر کو دیکھتے ہی پھڑپھڑانے لگا غل مچاتا تھا ای احکام رازدار دور طلسم کشا آپہونچا اور صاحبقران نے بہ تعجیل قفس کو توڑا طائر نے لاکھ اپنے کو صاحبقران سے بچایا مگر امیر نے طائر کو پکڑ قفس سے باہر نکالا دونون ٹانگیں پکڑین چاہتے ہین چیر ڈالون مگر احکام رازدار جو اپنے مقام پر بیٹھی تھی یکا یک طائر کے چیخنے کی آواز کان مین آئی کہا ارے یہ کیا ہوا غضب بالائے قصر طلسم کشا کیونکر پہونچا جھپٹ کر اوٹھی کہتی ہوئی چلی کہ شاید سنبھلائے سرو قد لکوئی فتور کیا باغ سے بھاگ گئی لیکن اوسی نے دہین سے کچھ تدبیر کی پشت پر ہزارون جادوگرنیان کئی ہزار جادوگر چلے احکام

نکلتا ہی گرمی آتش سے پھنک کر گر پڑتا ہی امیر اس مقام پر ٹھہر گئے دیوزادون سے فرمایا تم جاؤ میں راز آتش کو دریافت کرونگا دیکھون یہان کیا معرکہ ہی صاحبقران زمین پر آئے دیوزادون نے عرض کی حضور ہمکو رسید طلب ہوگی رسید ہمین عنایت فرمایئے امیر نے ایک پرچہ لکھکر دیدیا کہ جس مقام پر ہمین منظور تھا اسی مقام پر ہم پہونچ گئے دیوزاد تو اسطرف چلے گئے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آگ کے پہونچے اسم اعظم پڑھتے ہوئے اندر آگ کے چلے امیر نے خیال کیا گرمی نہیں معلوم ہوتی آگ شق ہوتی جاتی ہے جدھر قدم بڑھاتے ہیں آگ بجھتی جاتی ہی وسط میں آگ کے آکر دیکھا ایک تختہ سنگ پر ایک جوان تاجدار بیٹھا ہی ملول و حزین و سرنگون زبان میں سوزن تمام ماران سیہ جسم میں لپٹے ہوئے اس قید سخت میں ہی کہ کراہ رہا ہی امیر نے قریب آکر فرمایا اے شخص تو کون ہی کسنے تجکو قید کیا اس قیدی نے اشارہ سے کہا زبان سے سوزن نکالیے تو بات کرون امیر نے بیخوف اوسکی زبان سے سوزن کو نکالا اسنے سحر کیا ماران سیہ مر کر گرے اوٹھکر وہ جوان قدمون پر امیر کے گر پڑا کہا اے شہریار آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اس مقام تک کیونکر تشریف لائے امیر نے فرمایا صاحبقران میرا نام ہی پردۂ قاف سے آتا تھا یہ آگ دیکھکر دل کو خود بخود اشتیاق ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہان کیا ہی برائے فتاحی طلسم بطلیموس نکلا ہون وہ جوان رونے لگا کہا اے شہریار منقل تاجدار میرا نام ہی احکام رازدار کا بیٹا جو مالک مقام طلسم بطلیموس ہے اک نحوے جادو مجھکو عاشق ہوکر اوٹھا لائی ہر روز آکر اپنے وصل پر آمادہ کرتی ہی مین نے ابتک قبول نہین کیا خواب بھی دیکھا تھا کہ ای منقل تاجدار نہ گھبرا تجھکو آکر صاحبقران رہا کرینگے اسی امید پر جیتا تھا مقام شکر ہے کہ خدا نے آپکو پہونچایا میری رہائی کا وقت آیا حضور آپ اب میرے ساتھ چلیے لوح لیجیے طلسم فتح کیجیے امیر نے فرمایا ای منقل یہ عنایت پروردگار ہے کہ تم تک پہونچے تم میرے ہاتھ سے رہا ہوگے منقل نے کہا حضور آپ کا مذہب بھی مین نے اختیار کیا حضور کے ساتھ رہونگا ہر مقام پر کام آؤنگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی منقل نے گھبرا کر کہا حضور گرم خو آپہونچی اب حضور ہوشیار رہین صاحبقران نے فرمایا مین ہوشیار ہون کہ گرم خو آکر پہونچی امیر کو آواز دی اے جوان تو کون ہی کہ جو میری معشوق کو رہا کیا اور گستاخی یہ کہ یہین پر کھڑا ہے یہ کہکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا

استقدر مضمون ترے دستِ حنائی کے لکھے
جو قلمدان مین قلم تھا شاخِ مرجان ہو گیا

چاند چھپتا ہی جو دو دن ہوتی ہی مشتاق خلق
ہو گئی فکر ادسکی جو نظرون سے پنہان ہو گیا

بعد مردن بھی ہی باقی مجھسے خوش چشمونکو مند
سبزۂ تربت چراگاہ غزالان ہو گیا

پاؤن بھی اب ایجنون کر دیجیے کا نٹونکی نذر
سر تو مدت سے نثارِ سنگِ طفلان ہو گیا

ہم وہ مجنون ہین کہ جو خورشید رو آیا نظر
صبح سان اپنا وہین چاک گریبان ہو گیا

مشتعل ایسے ہین اوسکے دستِ نازک جو ورد
طائر رنگ حنا بھی مرغ بریان ہو گیا

سر اوٹھا کر جو چلا اس دشت وحشت خیز مین
پا تلے کانٹون سے وہین خارِ مغیلان ہو گیا

شمع کافوری جلاتی تھے سوادنکی گور پر
دیدۂ غولِ بیابان سے چراغان ہو گیا

کوئی دم پیری بھی اپنی ہی بسانِ صبحدم
مثلِ شب عہدِ شباب آنکھون سے پنہان ہو گیا

رشک اب آتا ہی ناسخ بختِ بلبل پر مجھے
جب کھلا غنچہ مرا ٹکڑے گریبان ہو گیا

عین گرمی صحبت مین صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم کل جائینگے نہین معلوم اس سوختۂ آتش فراق و گداختۂ بوتۂ اشتیاق پر کیا گذری خدا جانے کیا حال ہوا آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا کیا کوئی شاہزادی والا قدر ہی امیر نے فرمایا نہین ملکۂ عالم کچھ ہمارے پہلوان تھے اپنے سردارون مین مقبل ہے نہین معلوم اُن لوگون پر کیا گذری ہم کھجنگ مین مصروف تھے جہان سے فرستادہ تمہارا اوٹھا لایا تھا وہین پہونچا دی جا کر دیکھین وہان کیا گذری آسمان پری نے کہا ای شہریار مین خواجہ عبدالرحمن جنی سے سب حال تحقیقات کرا کے آپکو روانہ کرونگی صاحبقران نے فرمایا ملکہ کچھ ضرورت نہین ہے لاکھ طرح جان لڑائی مگر لوح کے ملنے کی کوئی صورت نہوئی اب پروردگار اپنا فضل کرے جا کے لوح طلسمی حاصل ہو چند باتون مین رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ آسمان پری کی پریشانی امیر کو جانے مین جلدی صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے سلاح جسم پر لگائے ملکہ نے چارون حاملانِ تخت کو طلب کیا چارون حاملانِ تخت آکر حاضر ہوئے امیر تخت پر سوار ہو گئے اشقر کو بھی تخت پر سوار کر لیا حاملان تخت تخت کو لیکر طرف طلسم لطیفہ میں کے چلے پردۂ قاف سے گذر چکے تھے پردۂ دنیا مین آئے تھے ایک مقام پر دیکھا آگ [illegible] بھڑک کر

ان باتو سنے باتے نہین مل سکتے میرے تمھارے مقابلے پر موقوف ہی نقابدار نے سر جھکا لیا
عرض کی ای شہریار آپ صاحبقران اعظم محترم و محتشم ہین مین آپ سے کیونکر مقابلہ کرون امیر نے فرمایا
آج سے بانون کا نام نہ لینا نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا یہ تو میرا عہدہ ہے کیونکر نہ
طلب کرون حضور مقابلہ نہ کرین کسی امتحان پر مقرر رکھین صاحبقران نے غصے مین فرمایا اے
نقابدار بس زبان کو بند کر دہ یہ میدان کارزار ہے نیزہ لیکر سامنے آؤ نقابدار نے پھر سر جھکا لیا
کہا حضور نہایت سخت ہین امیر نے فرمایا جو اشیا ہمنے عمر صرف کر کے پیدا کیے اُن کو تم مانگتے
ہو ممکن نہین کہ بدون مقابلہ دیدون مجھے زیر کر دے لو اگر شاید ہم غالب آئے احوال تمھارا
کھل جائیگا نقابدار خاموش ہو رہا کہا اے شہریار جو آپکی مرضی ہوگی وہی ہوگی اسوقت تو مین
بضرورت جاتا ہون اب کی مرتبہ جو حضوری ہوگی جسطرح آپ فرماتے ہین وہی ہوگا یہ کہکر
نقابدار تخت پر سوار ہوا اسی طرح نوبت نقارے بجاتا ہوا روانہ ہوگیا امیر نے پلٹ کر کے
آسمان پری سے فرمایا حقیقت مین یہ نقابدار نہایت صاحب شوکت و شان ہی فی الواقع
اپنے زمانے کا صاحبقران ہے دیکھیے اس مقابلے مین کیا گذرے ہر مرتبہ وہ نہایت عذر
کرتا ہی آسمان پری نے بھی سمجھا کے کہا یا صاحبقران کسی امتحان پر مقرر کیجیے کسی فرزند
کو اپنے لڑوایئے امیر نے فرمایا ملکہ تمھین اس مقدمہ مین کیا دخل ہی بدون مقابلہ مین بانے
ہرگز نہ دونگا جسطرح لڑے چاہے مجھے کسی فرزند پر اعتبار نہین مجھے بھی بڑا تردد ہی کہ اسکے
مقابلے مین کیا ہوگا پروردگار میری آبرو رکھے یہ باتین کرتے ہوئے صاحبقران داخل
بارگاہ ہوکے آسمان پری سمجھین صاحبقران دو چار روز رہینگے جلسہ آراستہ کیا اور
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز دگا بیتن آکر حاضر ہوئین پریزادان حور دگوش
مرصع پوش سامنے آکر کھڑی ہوئین یہ اشعار گانے لگین

نظم

سبزۂ خط گورے گالون پر نمایان ہو گیا
یاسمن پر اصاف دیکھو سنبلستان ہو گیا

آگیا مجھکو جو اس زلف پریشان کا خیال
دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہو گیا

ہوکے خم تسلیم کرتے ہی کیا مجھکو شہید
قد مرا ظالم کمان تیر مژگان ہو گیا

جوش جنون ہوتا ہے پُر زور آتی ہی فصل بہار
پان گریبان ای جنون گل کا گریبان ہو گیا

لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو پہونچائی کہ آپ کا عیار امیر کو لینے گیا تھا مارا گیا لاشہ مزبلے پر پڑا ہے فولاد نے کہا صبح کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے فولاد تین لاکھ دیوزادون سے میدان مین آیا صفین جمائین صاحبقران اشقر پر آسمان پری تخت پر سوار ہوئین کل فوج ہمراہ ہی فولاد میدان مین آکر اشتلم کر نیلگا چوب دست ہلا رہا ہی صاحبقران مشتاق ہین کہ میرا نام پکارے تو مین جاؤن آمادہ کھڑے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سایہ فگن تھا ہی برائے شکار جاتا تھا بارہ ہزار نرہ ہائے دیو سے جو ادھر سے گذرا عیار نے اُسکے عرض کی اے شہریار صاحبقران سے اور فولاد سپرگردان سے مقابلہ ہی نقابدار نے جھککر دیکھا صاحبقران آگے لشکر کے کھڑے ہین دیو فولاد تسلیمین لگا رہا ہی نقابدار تخت سے کود پڑا للکارا او بیحیا کیا چمیگوئیان کر رہا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر فولاد نے چوبدست کو گردش دی جھپٹ کر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فولاد منھ کے بھل زمین پر آیا بخوف جان چوبدست کو چھوڑ دیا لپٹ پڑا نقابدار نے کولے پر لاد کے مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا زمین پر گرا نقابدار جست کر کے چھاتی پر سوار ہوا آواز دی او بیحیا نشناختہ مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فولاد نے کلمہ سخت کہا نقابدار بقہر و غضب تمام سینے سے اوٹھا ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھاما ایک کو دونون پاؤن سے دبا کر جھٹکا مارا مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا تین لاکھ دیو اوسکے آپڑے صاحبقران بھی نعرہ کر کے جا پڑے بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار بھی آکر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار بلند ہی امیر نے بڑھکر علم فوج گرایا فوج کفار کو شکست ہوئی سب طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران پلٹے راہ مین نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب دیا نقابدار نے پھر وہی کلمہ کہا کہ اے شہریار اب بانہا صاحبقرانی دینے مین کیا عذر ہی صاحبقران نے برہم ہو کے جواب دیا اے نقابدار بہادر تمنے میرے ساتھ دل لگی مقرر کی ہی ہر مرتبہ ایسے ہی کلمات کہتے ہو آج ہی میرے آپکے فیصلہ ہو جائے نقابدار نے ہاتھ جوڑ کر کہا اے شہریار مین یہ نہین چاہتا کہ آپسے مقابلہ کرون میری آپکو کوئی امتحان قرار پا جائے لقا کو قتل کرون قہقہہ سہ چشمی کا سر لاؤن جو آپ حکم کرین وہ بجالاؤن امیر نے کہا

جو یہ معرکہ دیکھا گیندے کو بڑھا کر اور پھیر کر بھاگا کہا صاحبو اگر غیر ساحر دیو ہوتا تو مین اوس سے مقابلہ
کرتا یہان سحر ہو رہا ہے مین کیا کرون چلکر ملکہ احکام پرداز کو خبر کرتا ہون ہے وہ اور کسی ساحر کو بھیجین
یا بیٹی کا مقدمہ ہی خود تشریف لائین یہ کہکر اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور بھاگا کنیزون نے اور سحر کیا یہ
لوگ دور بھاگ گئے جب یہ لوگ چلے گئے ملکہ شہلا نے کہا صاحبو ابھی یہ جاکر ذکر کریگا وہان سے
اور ساحر آوینگے وہ گرفتار کر لیجائینگے کنیزین بھی گھبرا گئین عرض کیا بجا ارشاد ہوا اب جو مناسب ہو وہ
کیا جائے آخر بعد گفتگوی بسیار یہ صلاح قرار پائی کہ چلو یہان سے نکل چلین ملکہ شہلا اوسی وقت
ایک مادیان عربی پر سوار ہوئین ساتھ کنیزون نے ساتھ دیا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبو مین تو جلا
وطنی جاتی ہون تم میرا ساتھ نہ دو مجھے جانے دو جو کچھ تقدیر مین ہو گا وہ ہو گا ظاہر ہو گا
سبنے کہا آپ ہماری مالک ہین جو آپکا حال وہ ہمارا حال کنیزون کا ساتھ رہنا ضرور ہے
آخر ملکہ شہلا سے سرو قد روتی پیٹتی باغ سے نکلین چار سے عورتین مادیانون پر سوار تین
سے پیدل رہداروی کرکے چلین کہ ایسا نہو کوئی آفت آ جائے یا کوئی آکر گھیر لے لرزان و
ترسان ایک جانب رخ کیا روانہ ہو گئین کہ اونکا ذکر کیا جائیگا مگر اب ذکر صاحبقران
واجب ہے کہ جب صاحبقران زمان محل آسمان پری مین آئے فرمایا پھاٹک قلعہ کا کھولدو
پھاٹک کھولا گیا صاحبقران باہر نکلے فولاد سپر گرد ان کو خبر ہوئی کہ صاحبقران مقابلے
مین آئے ہین اوسنے کہا اب کیا تدبیر کرون آہوان دشت پیما اسکا عیار برابر بیٹھا تھا
اسنے کہا حضور مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا فولاد سپر گرد ان نے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران بھی
نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجگیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
ادھر آہوان ایک پیرزاد نحیف و ضعیف کی شکل بنکر لشکر صاحبقران مین آکر پھرنے لگا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ فلان بارگاہ مین صاحبقران ہین پہرہ دار بیدار ہو گئے اتنا کوئی پہر رات گئی تھی
صاحبقران صحن باغ مین پھر رہے ہین آہوان آسمان نے دیکھا سوچا انکی کیا حقیقت
ہے پنجہ کمر مین ڈیکر اوٹھا لیجاؤن کندے باندھکر گرا جیسے ہی زمین پر پانون قایم کیے چاہا
زمین پر دیکر لے اڑون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا اوسنے چاہا ہاتھ کو چھڑاوین
امیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر آہوان حیفہ گردن سے اڑگیا الامان اوسکا باہر پھکوا دیا

رہتا ہے جب قریب آیا تو آواز دی باش او حمزہ تونے بڑے شخص کو مارا کہ جسکا سحر مین اسوقت ثانی
مین مثل نہ تھا منم مبہوت کوہ پیکر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا منھ سے بھی کچھ کہتا جاتا ہے امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا سیکڑون شعلہ ہاے آتش امیر پر گرے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہو ئی
امیر نے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مبہوت کے بھی دو ٹکڑے ہوگئے اوسکے مرنے کی آواز جو بلند
ہوئی ساحر یہ کہتے ہوئے بھاگے یارو دونون بے موت بھائی مارے گئے غریب کا کام نہ نکلا
ایسونکا مارے جانا مقام افسوس ہی یہ کہتے ہین اور بھاگے جاتے ہین میخوار نے پکار کر کہا
یارو سحر کرو کیون بھاگے جاتے ہو تم سحر کرو مین مار لونگا مہلت نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی ساحر
جواب بھی نہین دیتے بھاگے جاتے ہین ہر چند روکا کوئی نہ رکا آخر بھاگ کر نکلگئے مگر صاحبقران
شیرانہ جنگ کر رہے ہین یہی ارادہ ہی کہ جاکر میخوار مردم در کو مارون فوج کو باغ کے پاس
سے ہٹا دیا ہے کنیزین سب تعریفین کر رہی ہین کہتی ہین اے ملکہ عالم خدا نے فضل کیا سب
فوج کو اکیلے شیر نے بھگا دیا صاحبقران فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے آٹے چاہتے ہین
میخوار پر جا پڑون کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو معہ مرکب اوٹھا کر لیگیا امیر متوجہ
ہوا سے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے آسمان پری کے پایا
اور ملکہ زبیدہ شیر گیر کو دیکھا کہ چھپر کھٹ پر زخمی پڑی ہین امیر نے فرمایا اے ملکہ آسمان پری
مجھے یہان کون لایا مین جنگ مین تھا آسمان پری نے کہا اے شہریار دیو فولاد سپر گردان
پردہ تاریک سے کوچ کر کے آیا آپ کی صاحبزادی ملکہ قریشہ سلطان زخمی ہوئین چارون
نقابدار فردًا فردًا آگر وہ بھی زخمی ہوئے آخر وہانسے شکست کھائی قلعہ بلور پر آئی خیال
مین آیا حضور کو بلوانا چاہیے دیوزادون کو روانہ کیا آپکو اوٹھا منگایا امیر کا حال تو عرض کرونگا
لیکن اب حال ملکہ شہلاے سرو قد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب شہلاے سرو قد نے دیکھا
کہ صاحبقران غائب ہوگئے سر پیٹ لیا کہا صاحبو اب مین کیا کرون یہ کیا غضب ہوا شاید
مادر نامہربان نے کسی کو بھیجا وہی اسطرح امیر کو لیگیا ہم کو داغ دیگیا میخوار مردم در نے جو میدان
کو خالی پایا طرف پھاٹک کے چلا کنیزون سے ملکہ نے کہا سحر کرو کنیزون نے بڑھکر سحر کیے ساحر تو سب
بھاگ ہی جا چکے تھے صرف غیر ساحر تھے کسیکا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوکر گرا میخوار نے

ہے کیونکہ بہت کچھ سیکھہ چکی ہین مین ساحرہ بھی بروانہ کرتی ہون کہ جاتے ہی اوسکو گرفتار کرلین مینخوار بارہ
ہزار فوج جمع کرکے روانہ ہوگیا بعد جانے مینخوار مردم در کے احکام نے فرتوت جادو کو حکم
دیا کہ تم بھی یہان سے جاؤ اگر ملکہ شہلا کچھہ دخل دین تو اونکو بھی گرفتار کرلاؤ اور اگر نہ دخل نہ دین تو تامل
کرنا فرتوت جادو بھی بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلا یہان صبح کا وقت ہے امیر ملکہ شہلاے سرو
قد سے باتین کر رہے رہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی حضور مینخوار مردم در فوج کو لیکر آیا باغ کو
چہار جانب سے گھیر لیا یہ سنتے ہی صاحبقران اوٹھے پشت اشقر پر سوار ہوے مسلح و مکمل ہوکر
بیرون باغ آئے دیکھا مینخوار کھڑا ہوا کہ رہا ہے کہ کوئی حمزہ سے کہدے کہ مینخوار آپکو گرفتار کرنے
آیا ہے کہ دیکھا دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان یکہ و تنہا باہر آئے ملکہ شہلاے سرو قد روتی ہوئی بنگلے مین
آئین کنیزون سے کہتی ہین صاحبو اب مین کیا کرون کچھہ بن نہین پڑتا وہ یکہ و تنہا ادھر
فوج کا جماؤ دیکھون تقدیر کیا دکھائے صاحبقران نعرہ کرکے فوج مینخوار مردم در پر جا پڑے
لشکر سے تلوار چلنے لگی مینخوار کھڑا دیکھ رہا ہے صاحبقران نے تھوڑے عرصے مین کئی سو جوان
مار کر ڈال دیے ہر مرتبہ مینخوار کو للکارتے ہین کہ او مینخوار تو مقابلے مین نہین آتا ہم تو تیرے مقابلے
کے مشتاق ہین مینخوار گینڈے کو بڑھا کر چلا تھا کہ ابر نیلگون آسمان سے پیدا ہوا اور آواز آئی اے
مینخوار نہ گھبرا منم فرتوت جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آگر پہونچا آتے ہی اوسنے گولہ
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اولٹا پلٹا فرتوت جست کرکے بچا امیر برابر ہو بچ گئے فرتوت
حیران تھا کہ گولہ کیون پلٹ آیا جب صاحبقران کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم
الٰہی پڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرتوت جھٹکے مارتا ہے چاہتا ہے اپنے کو کسی طرح بچاؤن دوسرے
ہاتھ سے صاحبقران نے سر پر فرتوت کے ایک گھونسہ مارا سر فرتوت کا پھٹگیا مرنا اوسکا
کہ اندھیرا چھاگیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے جادوگرون کو قتل کرتے ہوئے چلے
مطلب یہ ہے کہ مینخوار پر جا پڑون کیا تدبیر کرون کہ اس سے مقابلہ ہو اس سوچ
مین تھے کہ پہلو سے آواز آئی کہ باش او حمزہ اب کہان جائیگا صاحبقران
نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر بصورت فرتوت نعرے کرتے ہوئے آتا ہے کبھی نام لیکر فرتوت کا

طلسم بطلیموس آیا ہون یہ جو امیر نے کہا شہلا گھبرا گئی اشارہ سے منع کیا کہ یہ نام نہ لیجیے سمجھکر بات
کہیے کنیزین سُن رہی ہین یہین لوح طلسم ہے مین دختر رازدار طلسم ہون وہ مالک لوح طلسم ہے
اور احکام رازدار اسکا نام ہے یہ باتین جو یہان ہوئین کنیزین آپسمین چرچا کرتی ہوئین باہر
نکلین ملکہ نے کہا گھبرا کر اے شہریار آپنے بڑا غضب کیا اپنا نام اصلی تبادیا ایسا نہو اینمین سے
کوئی جاکر مادر مہربان سے اطلاع کردے تو غضب ہو جائے شہلاے سرو قد میرا نام ہے
صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ شہلا اسکا خوف کہا نتک کرینگے آخر لڑینگے مرینگے ہمنے صحت
پائی اور مقام احکام رازدار پر گئے ہم پہلے ہی خبر پا چکے ہین کہ احکام رازدار کے قبضے مین لوح
ہے شہلا گھبرائی باہر آئی اور کنیزون کو سمجھایا کہ بوا مادر مہربان سے اطلاع نکرنا سبھون نے کہا حضور
ہم کا ہیکو اطلاع کرینگے ایک کنیز چنچل نامے گھبرا کر اوسنے سوچی کہ جاکر ملکہ احکام رازدار سے اطلاع کرنا چاہیے
اگر اس جوان نے قصد کیا نہین معلوم کیا ہوا اور اگر یہ شخص لوح پا گیا تو سب ساکنان طلسم قتل ہو جاینگے
یہ سوچتی ہوئی بھاگی احکام رازدار اپنے قصر مین بیٹھی ہے کہ چنچل جا کر پہونچی جھک کر سلام کیا احکام
احکام نے پوچھا اے چنچل آج کہان آئین کہا حضور آپ کی صاحبزادی آپکے قتل کی درپے
ہین اپنے کو بچائیے کل سے طلسم کشا باغ مین ملکہ شہلاے سرو قد کے آیا ہوا ہے اور خود اربہ
وہ خود کہتا تھا کہ ہم صحت پاکر برای قتل احکام رازدار جائینگے اگر صاحبقران آپ تک آگئے تو غضب
کو کیسی تباہی ہوگی کچھ انتظام کیجیے یہ سنکر احکام رازدار نے کہا کہ اس شوخ دیدہ نے بڑا غضب
کیا طلسم کشا کو اسنے کیونکر پایا چنچل نے کہا حضور قلعہ آتش بہار پر مقابلہ پڑا تھا وہانسے زخمی ہو کر
آئے تھے صحرا مین بیہوش پڑے تھے ملکہ شہلا عاشق ہو کر اوٹھا لائین احکام نے کہا مجکو خبر
ملی تھی کہ قلعہ آتش بہار پر بڑے بڑے مقابلے ہین شاہ طلسم نے بڑا بند و بست کیا ایسے
ایسے پہلوان بھیجے کہ انھون نے انکے ٹکڑے اڑا دیے اب بھاگکر یہان ائے ہین میخوار مردم
در کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ کنیزین گئین ایک پہلوان کو لیکر آئین دیکھا قوی تن قوی من پہلوان صف
شکن ہے آکر ملکہ احکام رازدار کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے احکام نے کہا اے مردم در عجب
طرح کی آفت ہے سخت مصیبت ہے کہ بیٹی نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو جگہ دی تم فوج لیکر جاؤ اگر
آنے مین انکار کرے تو اوسکی مشکین باندھکر لانا ملکہ شہلا کا کچھ پاس نکرنا اگر اوسکے سحر کا خیال

ایک مقام پر آکر رکا یہان مقبل و سفاک بھی شکست خوردہ زخمدار و بیقرار و اشکبار جب کسی افسر کو نپایا غلامونکو اپنے ساتھ لیکر ایک جانب کو بھاگ نکلے ایک دشت پر فضا مین جاکر ٹھہرے انکا حال تو تحریر ہوگا مگر صاحبقران جنگل مین پشت مرکب سے گرے قضای کار تشہلائی سرو قد دختر احکام رازدار واسطے سیر کے نکلی تھی آسمان پر اڑی جاتی تھی کہ اوسکی نگاہ جمال جہان آرای صاحبقران پر پڑی بلندی سے اوتر آئی حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھنے لگی پشت و پہلو پر تیر و نیزے کے زخم سر پر زخم تلوار جو دیکھا کمسن تھی ڈری آخر تاب نہوئی ڈرتے ڈرتے قریب آئی نتھنون پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پاکر دل کو تسکین ہوئی کہ یہ شخص ابھی زندہ ہی چند کنیزین اوسکے ساتھ تھین اونسے ایک چارپائی منگوائی آمادہ ہوئین کہ مین خود اوٹھاؤن کنیزون نے کہا آپ ہاتھ نہ لگائیے کنیزین کسواسطے ہین کنیزون نے اوٹھایا ملکہ نے کہا کہ ہمارے باغ کی طرف لیچلو تشہلائی سرو قد خود بھی ساتھ ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھا کبھی نتھنون پر اور کبھی گھبراکر نبض پر ہاتھ رکھا کہتی ہے نبض بہت سست ہے غرض وہانسے اپنے باغ مین لیکر آئی بارہ دری مین لاکر اوتارا مرکب کو بھی ساتھ لائی ہی مرکب سہ چشمی کو دیکھکر بہت حیران ہی کہتی ہے کیون صاحب تین آنکھ کا مرکب کہان سے آیا اوسکو تو ایک چمن مین بندھوا دیا امیر کے علاج مین مصروف ہوئین جراح کو بلایا بہت کچھ روپیہ اوسکو دیا کہا اور جو مانگیگا وہ دونگی یہ شخص زخمدار ہماری حوالی مین آیا مین اوٹھوا کر لائی ہون علاج بہت لطف سے کرنا جراح نے زخم دھوئے پٹیان چڑھائین صاحبقران کو بعد دو پہر کے ہوش آیا سرہانے اپنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبستان بہجت افروز جہانداری کو پایا گھبراکر اوٹھ بیٹھے ملکہ تشہلائی سرو قد نے شرماکر کہا دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹ جائین صاحبقران نے فرمایا نہین ایسا نہوگا ای شہزادی والاقدر تمھارا کیا نام ہی مجھکو کیونکر لانیکا اتفاق ہوا تشہلای سرو قد نے کہا مین بیٹی ہون احکام رازدار کی صحرا مین واسطے سیر کے نکلی تھی آپکو فرش زمین پر پڑے دیکھا اوٹھا لائی آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی چند کنیزین حاضر ہین صاحبقران نے جو ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا حیران حیران جمال کو دیکھ رہے ہین وہ انکے گلشن حسن کی گلچینی کر رہی ہے یہ بھی کہتی ہے کہ پہلے اپنا نام بتلائیے امیر نے بلا تکلف کہدیا کہ نام میرا صاحبقران ہی برا افنای

فریاد کرنے لگے سامری و جمشید کے واسطے دلانے لگے مگر پھاٹک نہ کھولا سرطان گرم خو بڑا
ساحر زبردست ہی کئی مرتبہ آواز دی کہ اگر پھاٹک نہ کھولوگے تو قلعہ کو اڑا دونگا بستہ ناچار
ہوکر سب نکل آئے یہ سب ساحر داخل قلعہ ہوئے اب جو اسنے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ
زندہ نکل گئے سرطان گرم خو نے چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیا کہا دریافت کرکے آؤ
کہ یہ سب لوگ بھاگ کر کہان گئے عیار مہلیل رفو در رفت ہوا اسنے کہا مین جاتا ہون خبر
مفصل لاتا ہون یہ کہکر مہلیل چلا مہلیل ہر وقت قیدخانے پر جواہر کے آتا تھا دیکھ جاتا
تھا اور تاکید کرتا تھا اس مکاری کی اچھی طرح حفاظت کرنا جواہر جب دیکھا کہ مہلیل نہ آیا
تمغاج جادو جو نگہبان تھا اس سے پوچھا کہ عیار صاحب کیون نہ تشریف لائے اسے کہا
وہ برای تلاش مسلمانان گئے ہین جواہر رونیلگا تمغاج جادو نے پوچھا ارے قیدی کیون
روتا ہی جواہر نے کہا یہان آئیے تو عرض کرون تمغاج جادو اندر آیا جواہر نے کہا دروازہ
بند کر دیجیے میرے پاس کچھ مال ہی وہ آپ کی خدمت مین حاضر کرون آپ سعی کرکے مجھے بچا لیجیگا
تمغاج سوچا کہ مفت مین مال ملتا ہی اسکو لینا چاہیے اسنے بھی کہا ای عیار مین مقرب وزیر اعظم
ہون سفارش تیری ضرور کرونگا جواہر نے نکال کر دس بیس روپیہ دیئے کچھ اشرفیان بھی دین
باتین کرنے کرتے کہا اور مال لنگوٹ مین ہی ذرا میری ہتکڑی نکال دیجیے تو حاضر کرون تمغاج نے
ہتکڑیان نکالین جواہر نے ہاتھ ڈال کر لنگوٹے سے کچھ نگینے نکالے ایک ڈبیہ بھی نکالکر دی کہا اسکو نہ
کھولیے گا اسمین میری جان و ایمان ہی جب مین مارا جاؤن تو میری قبر مین یہ ڈبیہ رکھدیجیگا
اور جو نہ بچونگا تو آپسے لیلونگا تمغاج کو از حد اشتیاق ہوا کہا آخر اسمین کیا چیز ہی جواہر نے کہا
اسکو نہ پوچھیے نام بتانے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی قبلہ و کعبہ خفا ہونگے باپ کو یہ نعمت ندی کہتا
تو ہون جب مین قتل ہوجاؤن تو اسکو میری قبر مین رکھدیجیگا اسکی وجہ سے مجھپر عذاب بھی نہ
ہوگا سب طرح خیر و عافیت رہیگی تمغاج کو اور زیادہ اشتیاق ہوا آخر ڈبیہ کو کھولا اسمین سے
بیہوشی اڑی تمغاج بیہوش ہوکر گرا جواہر نے بہ تعجیل تمام اسکو اسکی صورت بنایا آپ اسکی شکل بنکر
باہر نکلا جادوگروں سے کہا ہوشیار بیٹھے رہنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکر ایک جانب چلا
کہ جاکر صاحبقران کو تلاش کرون مگر امیر کو جو مرکب لیکر نکلا شب بھر مین کئی کوس آیا

ایک نے ایک کی زخمد ذری کی ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا ای مادر مہربان ہم تم تو بخوف جان اسطرف نکل آئے نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذری دل کی وحشت بڑھتی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے اب عجیب حالت ہے اصل مین یہ کیفیت ہے

نظم

مرگیا مین بیقراری سے اُسے کچھ غم نہین — کشتہ سیماب ہون جو لائق ماتم نہین
بوستان وصف عرق آلودہ رخ مین ہے کتاب — حرف ہین یہ گل نہین نقطے ہین یہ شبنم نہین
یہ دہان جام سے آواز آتی ہے مدام — آج یان جز کاسہ سر کچھ نشان جسم نہین
نام تیرا میرے ہونٹھون سے جدا ہوتا نہین — ای پری پیکر دہن میرا کم از خاتم نہین
ہو مرا محبوب میرے درد کا کیونکر شریک — شکوہ بیجا ہے کہ کچھ وہ اور مین توام نہین
رونگٹا انیر نہین اس پر عیان خط شعاع — تیرے گالون کے برابر تیر اعظم نہین
گدزے عاشق اپنے معشوقون سے تجھکو دیکھکر — سامنے خورشید کے ربط گل و شبنم نہین
تو جو آیا باغ مین تو چشم بد کے واسطے — آگ ہے یہ گل نہین اسپند ہے شبنم نہین
ابرو قاتل پرچیں دیتے نہین انسان عبث — پیکر و شمشیر و خنجر مین بھی ہرگز دم نہین
تردہ گل ہے آب خجلت سے جو رویا بہت — خوب سی بارش نہو جبتک دلا شبنم نہین
اپنی استغنا سے ہے باغ جہان ایسا خجل — کون شاخ پر ثمر ہے جسکی گردن خم نہین
رنگ اسے کہتے ہین بنتا ہے عرق منہ پر شہاب — اختلاط گل سے رنگین قطرہ شبنم نہین
باعث رنج اہل دنیا سے ہے ناسخ گفتگو — غیر خاموشی پے زخم دہان مرہم نہین

یہ اشعار پڑھکر ملکہ خوب روئین اسرار نے کہا بی بی نہ گھبراؤ پروردگار کچھ نہ کچھ سامان کریگا وہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایسی سختیان اکثر پڑی ہونگی سب جادوگر دہین رہ گئے صرف دس بارہ ہزار کنیزین ساتھ آئی ہین انھین مین سے چند کنیزون کو واسطے خبر کے بھیجا کنیزون نے جاکے دیکھا کہ دونون پہلوان وسرطان نے جب دیکھا کہ کوئی افسران کا نہ باقی رہا افہام بن مفہوم سے کہا تو نے حمزہ کو مار ڈالا مین نے تینون جادوگرنیون کو مارا دختر شاہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی چند کنیزین لاشے ان سب کے لے کر طرف صحرا کے بھاگ گئین قلعہ لے لو سرطان نے بڑھکر دو چار گولے ایسے مارے کہ ساکنان قلعہ فریاد

بلوہ ہے امیر اسم اعظم پڑھکر لڑ رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے گیے ریلون کو کفانہ
ہٹایا ملکہ آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ بھی جا پڑین سحر خوانی مین مصروف
ہوئین لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہے ادھر کے آٹھ لاکھ ادھر کے پچاس ساٹھ ہزار گویا دال مین
نمک تھا مقبل جانبازی کر رہا ہے تیر اندازی مین مصروف جب بیٹھکر تیر مارا دو چار سوار ن
کو گرا دیا اسطرح لڑ رہا ہے ملکہ آزاد لڑتی ہوئی سامنے سرطان کے پہونچین سرطان اور آزاد
سے سحر ہونے لگا سرطان بلاے روزگار ہے صاحبقران لڑتے لڑتے تھک گئے ہین
کئی مرتبہ شدہ تحت الحنک ٹوٹا مگر صاحبقران اسی طرح جنگ مین مصروف ہین سرطان
نے آزاد کو زخمی کیا قصد کیا بڑھکر سر کاٹ لون اسرار نے بڑھکر مقابلہ کیا ملکہ آزاد کنارے
ہوئین اسرار سے دو گھڑی کامل سحر چلا ایک مقام پر سرطان نے نعرہ کرکے جو ہاتھ ہلایا
ایک برق سر پر اسرار کے گری اسرار بھی زخمی ہوئی محبوب پریچہرہ جا پڑی مان کو ہٹایا خود
مقابلہ کیا دو گھڑی کامل اس سے بھی سحر چلا آخر یہ بھی ہاتھ سے سرطان کے زخمی ہوئی کنیزین
دوڑ پڑین اسرار زخمدار بیقرار قریب آزاد کے آئی اسرار کو دیکھکر آزاد نے کہا اے مادر
مہربان مین بھی زخمی ہوئی اب قدم نہین ٹھہرتا تمھاری خوشی ہو تو نکل چلین اب نہ لڑین تو
دیکھین کیا ہو نکل جائین تو بہتر ہے اسرار نے کہا میرا بھی یہی حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال
ہے میرا بھی یہی مقصد ہے کہ نکل جاوٴن آزاد نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران لڑتے ہوئے ایک
نخل کے سائے مین پہونچے وہان ٹھہرے مین غش چلا آتا ہے دل بسبب زخمداری کے تھراتا ہے
ہاتھ ہلائے جاتے ہین جو سامنے آیا اسکو ہاتھ مارا لیکن تلوار کم کم کاٹتی ہے کافر کے دو برکالے
نہین ہوتے امیر کو یقین ہوا کہ اب گھوڑے سے گر پڑونگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ
گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے بیساختہ فرمایا اے مرکب اصیل کسی طرف لے نکل مرکب نے
جو اپنے راکب کو سست پایا ایک طرف لے نکلا ہر چند انتہا کا مجمع ہے مگر مرکب دولتیان
مارتا ہوا صاحبقران کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا یہان ملکہ آزاد و اسرار و محبوب نے جو
صاحبقران کی آواز نپائی قصد کیا طرف قلعے کے جائین مگر ممکن نہوا آخر یہ تینون طرف
صحرا کے بھاگین دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر نکل گئین ایک درہ کوہ مین جاکر تینون چھپین

حوالی کیا مین بسہولت لڑ رہا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ تو میرا نیزہ نکال دیگا لیکن وہ جو محبت تھی اب وہ ساتھ دشمنی کے تبدیل ہوئی تیری قتل ہونے کی دلیل ہوئی اب بچنا دشوار ہی ضرب تیغ سی میری کوئی بچا نہین دیکھ خبردار ہوشیار رہنا یہ کہکر تیغہ لنگردار جوہردار نیام انتقام سی کھینچا اژدہا تھا کہ بل کر کے غار سی نکلا للکار کر وار کیا کہ او حمزہ اب کیونکر بچیگا امیر نے گردا سپر کا سر پر کھینچا گھوڑے کو ٹھکرا کر چلے منظور یہ ہی کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑون اس مغرور کا غرور مٹاؤن لیکن گھوڑا جو مہمیز کیا مرکب تڑپ کر چلا وہان موش خانہ تھا دونون پاؤن موش خانے مین گھوڑے کے جا رہی گردا سپر کا سر سے ہٹا خود بھی سر انور سے گرا ابر برہنہ پر تلوار پڑی کھچا کے کی صدا آئی امیر نے بتعجیل دستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا چادر خون کی چہرۂ بے نظیر پر آگئی رضاف ثابت تھا کہ ماہ درخشان پردۂ شفق مین پنہان ہوا اس حال پر ملال مین صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ عقرب سلیمانی کاٹ مین لاثانی دست زبردست صاحبقران عالیوقار تیغہ بر قناب جو پڑکر گرا ابر سپر کے دو ٹکڑے ہوئی وہان سی جو تیغہ گرا خود و دو بلغہ و عرق چین کو کاٹتا ہوا تا دوا برو پہونچا اسنے دستانہ مارا تیغہ جو سر سی نکلکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی افہام کود کے الگ ہوا فوج بھی اسکے ساتھ دو ڈھائی لاکھ ہی سب افسران فوج لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر نے زخم سر کو باندھا تیغہ علم کیے ہوئی فوج کفار پر جا پڑے ادھر سفاک سپہ لار و مقبل وغیرہ بھی جا پڑے سرطان گرم خو فوج ساحران کو لیکر آ پڑا امیر نے جو گھٹا کفر کی آتی دیکھی تو بڑھکر نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ ندا ند

بشناسد نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزہ ذی حشم
چو رستم بسنجان پی دار و گیر
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از خنگ بید بن ولیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
پریرفت کنجاب ملعون فراز
گندر چون بجو لانگہ قاف شد
بلرزہ فتا دند دیوان قاف
ز ر انجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزند نوسیثروان
چو در باختر خنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر نعرہ کرکے جا پڑے لڑائی مین مصروف ہوئے جب ملکہ آزاد وغیرہ نے دیکھا کہ ساحرونکا

شریک ہو گیا تھا دیوانہ وگونگا بنا تھا اور اور لوگون کو بھی زیر کیا اور علاوہ اسکے دو جرأتین مشہور ہین اول تو یہ کہ پردۂ قاف مین ارچنگ آہن شاخ ایسے دیو کو مارا پردۂ دنیا مین برسر جنگ ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی کو مارا یہ بیچارا کیا چیز ہی تم کو اسوقت بہت منتشر پاتا ہون ملکہ آزاد نے کہا ای شہریار مین کیا عرض کرون جو کچھ میری دل پر گذر رہی ہی یہ پہلوان اسقدر زبردست ہی کہ سرگروہ پہلوانان طلسم کہلاتا ہی کیونکر عرض کرون کہ حضور اسکے مقابلے مین جائین اگر حکم ہو تو کنیز اسکو جاکر سمجھا دے ہرچند کہ ادھر بھی ایسا ساحر موجود ہی کہ وزیر بادشاہ طلسم ہی لیکن حضور کسی طرح بچین مین تو حضور کے واسطے بدنام ہوئی مشہور خاص و عام ہوئی چاہتی ہون کہ جان میری جائے مگر آپکو خدا آفت ارضی و سماوی سے بچائے صاحبقران نے فرمایا ہمارے یہان دستور نہین کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ کرے تو خدا حافظ ہمکو اب دیر ہوتی ہی جانے دو یہ کہکر صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ افہام بن مفہوم فیل دندان مین آئے آتے ہی تگاورزن ہوئے گینڈا امیر نے دیکھا کہ پہاڑ ہی ایسی تگاور پڑی کہ چھ قدم اسکا گینڈا ہٹا تین قدم مرکب صاحبقران کا ہٹا افہام نے جمال جہان آرا دیکھا زلفین خلیلی تابدوش غزال چشم شیر چشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر فولادی پشت پر نیمچہ ہلالی زیب کمر حیران جمال محو دیدار ہو گیا کہا ای صاحبقران آپنے ارادہ طلسم کشائی کا کس جرأت پر کیا مقام افسوس ہی کہ ہم ایسے پہلوان ملازم بادشاہ طلسم بطلیموس مین اگر تم ہماری اطاعت کرو تو چلکر خطا معاف کرا دوں مین اگر کہنا ہمارا نہ مانا ہم مشکین باندھکر لیجائین گے خدمت مین بادشاہ کی پہونچا دینگے مین اپنے لشکر کا تجھکو بادشاہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی جو کچھ بھتسے ہو سکے قصور نہ کر اسنے اٹھاکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر کیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین بڑی دھوم سے نیزہ چل رہا ہی سب تعریفین کر رہی ہین کہ صاحبقران کس مزے سے لڑ رہی ہین دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرد دیو خصال کے نکلگیا نیزہ جو ہاتھ سے نکلا افہام بن مفہوم فیل دندان مثل ابر کے گرگڑایا للکار کے آواز دی ای جوان تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر نگران ہین اور تو نے نیزے کو میرے

کشا نہایت حسین و جمیل ہی یہ لوگ جس طلسم مین گئی پہلی بادشاہ کے دھبہ لگایا بطلیموس ایسا شاہ صاحب قہر و حشم اسکی دختر ایسی حرکت کر بیٹھی اظلام نے کہا مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر طلسم کشا کو للکارون طلسم کشا نہایت حقیر ہی ہم سمجھتے تھے کہ بڑے قد و قامت کا جوان ہوگا میری تلوار کے بار سے اسکی کلائیان ٹوٹ جائینگی لجاتے ہی مشکین باندھ لونگا سرطان نے کہا جو خوشی تمہاری چاہتا ہی اظلام جاؤن جاکر صاحبقران سے مقابلہ کرون کہ پھر ہوا سے گردا اڑی سب دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈی پر سوار پشت پر دو لاکھ سوار و پیدل فوج کی دل کے دل دار دہی کرتا ہوا آکر پہونچا لیکن نہایت مغرور و متکبر ہی بہ کبر و نخوت سرطان کو سلام کیا سرطان نے کہا اے افہام بن مفہوم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا کہ جاکر قلعہ آتش بہار پر طلسم کشا کو گرفتار کرو اجازت دیجیے فیصلہ کرکے آج ہی پلٹ جاؤنگا سرطان نے کہا سامری و جمشید کے سپرد کیا افہام بن مفہوم گینڈیکو ٹھکرا کر میدان مین آیا ملکہ آزاد ضنوبر خاموش کھڑی ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے جی مین کہتی ہی کہ اے آزاد ایکدم کیواسطے یہ سامان انکا خدا انکو بچائے بڑا اچھا فرہی مع ساحرون کے پانچ لاکھ کا فر جمع ہین خدا انکا مالک ہی کہ افہام بن مفہوم فیل دندان میدان مین آکر پکارا اے فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان سوائے طلسم کشا کے اور کسیکو نہین چاہتا مقبل نے قصد کیا تھا جب اسنے نام امیر کا لیا مقبل تو ٹھہرا صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ آزاد کیطرف دیکھکر فرمایا لو صاحب ہم میدان کارزار مین جاتے ہین تجھکو خدا کے سپرد کیا یہ کلمہ سنکر آزاد نے رکاب پر ہاتھ رکھدیا عرض کی اے شہریار یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ بادشاہ نے اسکو قہر پہلوان خطاب دیا ہی اسکا کوئی مثل نہین خدا آپکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے صورت روز سیہ دکھاتی امیر نے فرمایا ملکہ اسقدر کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ بہ یک ضرب شمشیر اسکے دو ٹکڑے کرونگا اور اگر میری قضا اسکے ہاتھ سے ہی تو مجبوری و ناچاری ہی بڑے بڑے تن و توش والے آئے زیر بھی ہوئے اور مارے بھی گئے لندھور بن سعدان ایسا پہلوان بہ عنایت خدا اسکو دو مرتبہ زیر کیا اول کا ذکر کوچک باختر مین اور دوم کا ذکر نوشیروان نامے مین ہے کہ وہان کفار کی

نے کہا منم جواہر خنجر زن فرزند عمرو پرفن سرطان یہ سنتے ہی اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا او ناپاک عیار میرے قتل کا ارادہ کیا تھا کیا مجال ہی کہ بہرام فلک بھی مجھکو قتل کر سکے مین وزیر بادشاہ طلسم بطلیموس ہون کسکی مجال ہی کہ مجھے قتل کر سکے یہ کہکر اپنی لشکر کو آواز دی دو چار ساحر آئے کہا اسکی مشکین باندھلو طلسم کشا کا عیار ہی مابدولت کو قتل کرنے آیا تھا زاغ سیہ رو نے اسکو گرفتار کیا ساحرون نے آکر اسکی مشکین باندھین لیکر لشکر مین آیا کہا اسکو لیجا کر قید کرو تمتاج نے جواہر کو لاکر ایک خیمے مین قید کیا ہرکارے لشکر صاحبقران کے حاضر تھے انھون نے دیکھا کہ تمتاج چالیس جادوگر لیکر ورخیمہ پہ بیٹھا ہرکارے بھاگے آکر صاحبقران سے عرض کی او شہریار جواہر قید ہو گیا ایسی عیاری کی کہ بارگاہ سے لگا کر جنگل مین لیگیا وہان جاکر بیہوش بھی کیا پھر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہان پکڑا گیا اب سرطان نے قید کیا ہی سامان سحر کر رہا ہی دیکھیے صبح کو کیا ہو اب صاحبقران کو بڑا تردد ہوا ہرکارون نے حکم دیا کہ اگر قتل کا ارادہ کرے تو ہمکو خبر فوراً پہونچانا ہرکارے روانہ ہو گئے چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی میدان کارزار آئے دیکھا ادھر سے سرطان گرم خو مع سرداران غدار میدان کارزار مین آکر پہونچا صفین درست ہو نیلگین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پچاس ہزار سوار وپیدل پشت پر امیر نے ہرکارونکو اشارہ کیا دریافت کرو کہ یہ کون آیا ہی وہ سرطان کے قریب آیا آپسمین صاحب سلامت ہوئی اس پہلوان نے کہا اے سرطان گرم خو اظلام کوہ پیکر نام ہی نامہ شاہ کا میرے پاس پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرو مین اپنے مقام سے روانہ ہوا اور پہلوان بھی یقین ہی کہ آتے ہون بادشاہ کا حکم ہی کہ اس قلعہ کو کھدوا ڈالا اسرار و محبوب و آزاد کی مشکین باندھکر لاؤ سرطان نے کہا مین فکر مین بیٹھا تھا کہ اعظم کے بند کرنیکی تدبیر کرون عیار حمزہ نے ایسی پریشانی مین ڈالا موقع ہوا کہ مین سحر تیار کرتا اظلام نے کہا حضور تامل فرمائین غلام مشکین باندھکر لائیگا خدمت مین شہنشاہ کے پہونچائیگا آپ اور طور سے سحر کیجیگا ملکہ اسرار و آزاد و محبوب ان سبکو کیا ہو گیا کہ جو یہ طلسم کشا کی شریک ہو گئین سرطان تو خاموش ہو رہا سردار بول اٹھے کہا اظلام کوہ پیکر طلسم

مکان ہی حضور چلین تو وہان بہت آرام پائینگے میرا شوہر اس قریے کا مالک تھا تھوڑا زمانہ گذرا کہ
اسنے انتقال کیا اب مین نے یہ تدبیرین کین اگر کسی وزیر یا بادشاہ کے سپرد کرونگی کہ وہ بھی
نگوڑی چین پاکے جب جاکر محل مین بیٹھیگی گرد کنیزین مثل ستارون کے بیچ مین یہ ماہ پارہ ان اب
بھی خوش ہوجائینگے اپنی مقام پر ذکر کرونگی کہ کیا صاحب نصیب ہی ایسے شہنشاہ کی قریب ہی
سرطان نے کہا اچھا بڑی بی چلو مین تمہاری ساتھ چلتا ہون پہلی تم لشکر سے نکل جاؤ مین لشکر
کے دیکھنے کے حیلے سے آؤنگا بڑھیا نے لٹھیا اٹھالی گرتی پڑتی باہر نکلی بیرون لشکر جاکر ایک
جانب چلی سرطان بھی خیمہ سے باہر نکلا بڑھیا کو دیکھ لیا وہ جاتی ہی حیران تھا ایسا نہو بڑھیا بڑھ جائے
اور مین اسکے ساتھ نہ پہونچون ای سرطان عجب دولت لازوال ہی آسمان خوبی کی بدر
کمال ہی جھپٹ کر قریب آیا بڑھیا نے جنگل مین آکر بتایا وہ سامنے جو اونچا سا مکان ہی اس
مین بیٹھی ہوگی بے ماں باپ کی چھوکری مجھکو یاد کر رہی ہوگی دیکھیے کوٹھے پر کھڑی ہی میان
سرطان صاحب بڑا اسمین چلبلا پن ہی دن بھر ساری گھر مین دوڑی دوڑی پھرتی ہی دیکھو
جیسے چاند چمک رہا ہی سرطان جو ادھر پلٹا جواہر نے کلیجا پتھر کا کرکے حلقے کمند کے گلی مین ڈال
ہی دیئے سرطان اری کہکر پلٹا جواہر نے جاب مار کر بیہوش کیا چاہا ور بچھاڑی چاہا پشتارہ یہ
باندھون سرطان زمین سے نہین اٹھتا جواہر لاکھ زور کر رہا ہی مگر اسکو جنبش نہین جب تو
جھلاکر جواہر نے خنجر کھینچا چاہا کہ مارون اسکا سر اڑ جائے کہ کان مین آواز آئی او
ظالم کیا کرتا ہی خبردار قتل نکرنا جواہر نے پلٹ کر دیکھا نخل سے ایک زاغ سیہ رو آواز دے
رہا ہی کہ خبردار قتل نکرنا جواہر نے کچھ خیال نہ کیا ہر چند کہ طائر کو دیکھکر ہوش اڑے چاہا کہ
خنجر مارون زاغ نے منھ سے کف چھوڑا جواہر کے ہاتھ پر ایک چھینٹ پڑی کہ خنجر چھوٹ کر
الگ گرا جواہر بھی لڑکھڑا کر گرا زاغ نے نخل سے اتر کے پہلے پر اپنا منھ پر جواہر کے مس کیا
جواہر کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سرطان بھی
یا سامری کہکر اٹھ بیٹھا سرطان نے دیکھا زاغ سیہ رو کہتا ہوا جاتا ہی ای شہنشاہ
ساحران واے وزیر اعظم طلسم بطلیموس آپکو یہ شخص قتل کرتا تھا مین اسکو گرفتار
کرکے جاتا ہون اب تو سرطان جھلاکر کہنے لگا ارے تو کون ہی جو مجھے قتل کرتا تھا جواہر

ورنہ غضب ہوگا اگر میرا امکان چلا تو مین کہان جاؤنگی خدمتگار نے کہا چلیے مین سامنا
کرادون خدمتگار ہنستا ہوا چلا بڑھیا گرتی پڑتی چلی دربارگاہ پر آکر خدمتگار نے کہا بڑی
بی تم یہان ٹھہرو مین جاکر عرض کرون بڑی بی تو وہین ٹھہر گئین چوبدارون سے ہنس ہنسکے
باتین کررہی ہین اور سب ہنس رہے ہین سرطان سے جاکر خدمتگار نے کہا حضور ایک بڑھیا
عجب زندہ دل آئی ہے بڑھیا کہنے سے برا مانتی ہے عجب عجب باتین کرتی ہے کہتی ہے ابھی
میرے چاہنے والے آتے ہین سرکار کا حکم ہو تو بلالون ذرا حضور اُس سے باتین کرین بہت
خوش ہونگے سرطان نے کہا بلا لو خدمتگار نے باہروالونکو آواز دی بڑی بی کو یہان بھیجدو
یہ سنکر جواہر کے ہاتھ پاؤن تو کانپ گئے مگر کلیجے پر پتھر رکھکر اندر آیا دیکھا سرطان بیٹھا ہے
اسباب سحر تیار کررہا ہے جواہر یعنے بڑھیا نے آکر سلام کیا وہین فرش پر بیٹھ گئی ہاتھ باندھکر
عرض کی حضور نے لونڈی کو کیون یاد کیا سرطان نے کہا ہمارے خدمتگار نے تمھاری ظرافت
اور خوش مزاجی کا ذکر کیا ہمنے بلا بھیجا بڑھیا نے کہا اتنے مین آپکے سامنے آئی کچھ آپکا مطلب
ہو کچھ میرا مطلب نکلے سرطان نے کہا بیان کر بڑھیا نے ایک پرچہ کاغذ جیب سے نکالا کہا
ذرا اُسے ملاحظہ فرمایئے سرطان نے جو اُسے کھولکر دیکھا تصویر ایک معشوقہ مہ جبین کی پائی
کہ نہایت حسین وجمیل قمر رخسار سینے پر ابھار ہونٹھون مین مسیحائی وضع طرح مین رعنائی
وزیبائی سرطان گرم خو تصویر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا کیون بڑی بی صاحب یہ صاحب
عصمت وعفت کون ہے مفصل حال بیان کرو بڑھیا نے کہا حضور کی کنیز میری نواسی
آپ ایسے شاہ ہونکے واسطے مین نے اسکو لگا رکھا ہے اکثر رئیس لوگ چاہتے ہین کہ نکاح
کرین شادی کرین مین نے حضور کا جو حال سن پایا آرزو ہوئی کہ سرکار کے سامنے جاکر پیش
کرون بڑی چلبلی لڑکی ہے گانا بھی مین نے اسکو بتایا ہے غزلین ٹھمریان گاتی ہے اگر حضور
چلین تو مین خدمت مین پیش کرون جو کچھ آپ عنایت فرمائینگے وہی قبول ہے سرطان نے
کہا بڑی بی یہان لے آؤ بڑھیا نے کہا حضور یہان نہین لاسکتی اگر حضور چلین تو البتہ پیش کرون
گی سرطان نے کہا بڑی بی مین افسر لشکر ہون یون میرا جانا مناسب نہین سارے لشکر مین مشہور ہو
جائیگا بڑھیا نے کہا آپ تردد نہ کیجے پہلوے قلعہ مین قریہ ہے جنگل کا سناٹا کھیتون کے بیچ مین میر

گرتا پڑتا اٹھتا بیٹھتا چلا کبھی کسی نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کبھی آپ ہی آپ کہتا ہے ای فلک تونے ضعیفی
مین یون نحیف و کمزور کردیا شباب مین کیا لطف ملا چار دیکھنے والے آکر گھورتے تھے کیا نگوڑے
جوش عشق بیان کرتے تھے کم بخت مجھکو ضعیف جانکر اب نہین تو جھتے کل نخالصاحب راہ مین ملے مین
نے ہر چند پکارا انھون نے جواب بھی نہ دیا مرزا صاحب اکثر پوچھ لیتے ہین کہ کیون بڑی بی کیسا مزاج
ہے یا تو جوروکا پائجامہ بھی لے آتے تھے یا اب پیسہ بھی انکو دینا ناگوار ہے ایک نخل کے سایے مین
بیٹھا یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک خدمتگار سرطان کا ادھر آیا اسنے دیکھا الہ بڑھیا آپ ہی آپ باتین
کر رہی ہے خدمتگار قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا بڑی بی صاحب کیا باتین کر رہی ہو ہمسے تو بتاؤ
مزاج کیسا ہے خدمتگار نے کہا توبہ سلامت کہا مگر بڑھیانے بگڑکر جواب دیا کہ بیٹا کچھ مین ہوش سنبھل
کر باتین کرو بڑھیا تمھاری ماں ہوگی نزلے کی وجہ سے بال سفید ہو گئے بڑھیا بڑھیا کہکر جان کھا
گئے اس رنگ مین بھی میرا چہرہ آفتاب ہے ذرا میری رنگ کو تو دیکھو اب بھی چاہنے والے آتے ہین
کسی روز دس پانچ پیسے پاگئی کسی روز محروم رہ گئی بڑھیانے کہا کہ بڑھیا نہ کہو نہین تو مین بہت
بری طرح پیش آؤنگی ابھی دس بیس چاہنے والے میری موجود ہین اگر تم آجائین گے تو جان
بچانا آپکو دشوار ہوگی ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ تم کون ہو کسکے یہان نوکر ہو میرا سر
پھرانے کو کہان آئے خدمتگار نے کہا بڑی بی صاحب آپکا مکان کہان ہے بڑھیانے کہا
پھر تمنے وہی کہا بیٹا سمجھ کر باتین کرو مناسب نہین کرو ہمدم بڑھیا کہو سامنے جو مقبرہ معلوم ہوتا
ہے جہان بھینسین بندھتی ہین وہین میرا مکان ہے جی چاہے چلے آنا اب بھی دروازے پر میرے
جا و رہتا ہے آکر دیکھ لینا میری بیٹی بجبن بھی ہوگی اسکے بھی چاہنے والے رہتے مین مگر کون
بھیا تم کسکے نوکر ہو خدمتگار نے کہا شہنشاہ ساحران صاحب آبرو سرطان گرم خوہم انکے
ملازم ہین بڑھیانے پوچھا کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خدمتگار نے کہا وہ سامنے جو
بارگاہ ہے آج شب کو اسی بارگاہ مین رہینگے اس شب کو اسم اعظم بند کرین گے
صبح کو طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا قلعہ پھونک دین گے بڑھیا یہ
سنکر رونے لگی خدمتگار کے پاؤن پر گر پڑی کہا میرا سامنا شہنشاہ
سرطان سے کرادو مین انسے منت و خوشامد کرونگی کہونگی میرا مکان چھوڑ دیجیے گا

صاحبقران کے استقبال کو آیا امیر مع ان جادوگرنیون کے داخل بارگاہ ہوئے جوا ہر مہدی
باہر نکلکر دیکھتا ہی پہر دن باقی تھا یہ چھلا کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر نمایان ہوے رعد کی گرج
برق کی چمک لکہ ہاے ابر لہراتے ہوے پانی برستا ہوا ایک طرف دریاے آتش موج مارتا
ہوا پہونچا اسرار نے اشارہ کیا بیٹی کو کہ دیکھو کس زور شور سے لشکر آتا ہے ایک طرف دریاے
آب ایک طرف دریاے آتش شعلہ ہاے سرکش بھڑک رہی ہین لکہ ابر کڑک رہے ہین امیر
مع ان جادوگرنیون کے باہر نکل آئے ملاحظہ کر رہے ہین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سرطان
گرمخو تخت پر سوار مندیل وزارت سر پر پشت پر دو اڑھائی لاکھ ساحران غدار بارگاہون کے
اثاثے اژدرون پر لدے ہوے بڑے زور شور سے آکر سرطان پہونچا صاحبقران کو
دیکھا کھڑے ہین ملکہ آزاد صنوبر قد پہلو مین ایک جانب اسرار ایک طرف محبوب پیر کچھ
سرطان دیکھکر جلگیا ایک ساحر سے کہا جا کر اسرار سے کہو کہ جو تمنے خطا کی وہ سرکار کو خبر نہ
میرے تمھارے ملاقات ہی اسکا گھمنڈ صاحبقران نہ کرین کہ صاحب اسم اعظم ہین تھوڑے
عرصے مین اسم اعظم بند کر دونگا تمھارے قلعہ کا نام قلعہ آتش بہار نام ہے آگ کا بھی دریا ہے
ساتھ ہے ایک اشارے مین پھونک دونگا اگر ہو سکے تو طلسم کشا گرفتار کر کے لاؤ شاہ سے تمھاری
خطا معاف کرا دونگا اگر اسکے خلاف کیا تو صبح کو قیامت بپا کرونگا چار پہر رات کی مین تم کو
مہلت دیتا ہون ساحر وہان سے چلا صاحبقران پلٹ کر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین
ملکہ آزاد وغیرہ سب جادوگرنیان جمع ہین کہ چوبدار نے عرض کی در دولت پر ایک ساحر حاضر
ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا بلا لو ساحر اندر آیا ملکہ اسرار سے پیغام دیا اسرار نے
جھکا لیا صاحبقران نے فرمایا سرطان سے کہدینا کہ کیون دیوانہ ہوا ہے طبل جنگی بجوا
میدان مین آ حال کھل جائیگا ساحر کا بنتا ہوا انجام کار سرطان گرمخو سے سب حال
کیا عرض کی حضور طلسم کشا کو بڑا گھمنڈ ہے وہ کہتے ہین طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیے تو سمجھا جائے
سرطان نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی امیر کو ہرکارون نے
خبر دی یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جوا ہر خنجر زن
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر سرطان کے چلا ایک بڑھیا کبیسن کی شکل بنا کر

دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے حضور بالائے قلعہ سے آمد سرطان کی دیکھیں کہ کس دھوم سے
آتا ہے یہ طلسم عجب مقام ہے وزیر اعظم دستور معظم ضرور آفت برپا کرینگے یہ مشہور ہے اسکے سنکر
مین کہ ملکہ آزاد کی وجہ سے انکی دایہ بھی شریک ہوئین اسرار نے سنکر مثل بید کانپنے لگی کہا ای شہریار
غضب ہوا اب یہان سے نکلنا مشکل ہے بڑا ساحر غدار مکار جعلساز شعبدہ باز ہے کسیطرح
کے فتور کریگا اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو تو آپ کو مین لے نکلون ملکہ آزاد کہتی ہین
آئے دودائی امان کیون گھبرائی ہو تم تو مذہب مین خدائے نادیدہ کو آئین اب وہی مدد کریگا
مجھکو بھی بچپن مین اسنے سحر سکھایا ہے مگر خدا مالک ہے جان دینے والے سے ڈرنا چاہیے ہمنے
اپنا سر صاحبقران پر نثار کیا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے فرمایا آپ لوگ قلعے مین رہین
میرا لشکر باہر اترا ہے مین اس سے مقابلہ کرونگا آپ لوگ نکل جایئے گا دگر سنیئے گا کہ فتح
ہوئی چلے آیئے گا اگر آپکو معلوم ہو کہ مین مارا گیا بر کوہ عقیق گلزار سلیمانی چلی جایئے گا
میرے سردار وہان موجود ہین آپ لوگون کی خاطر کرینگے سب اسی طلسم پر آئینگے بہ عنایت
پروردگار لطلیموس کو دم لینا مشکل پڑیگا ملکہ آزاد صنوبر قد رونے لگین کہا اے شہریار خدا
نہ کرے اگر آپ کے دشمنون پر کچھ زوال آیا مین تو ضرور اپنی جان دونگی دائی امان کو
اپنی مقدمے کا اختیار ہے صاحبقران نے مقبل کو اشارہ کیا کہ اسوقت کوئی اور تدبیر نہ
کرو مرکب ہمارا آراستہ کرکے لاؤ بری غیرت کی بات ہے کہ ہم اسکے مقابلے مین نجائین ہم خود
اسکے مقابلے کو آئے ہین ہمنے طلسم کشائی کا قصد کیا ہے پروردگار مالک ہے اب انشاء اللہ
یہ سب مارے جائینگے ہم طلسم پر فتح پائینگے جب صاحبقران چلے ملکہ آزاد بھی ساتھ چلین
اسرار و محجوب بھی ساتھ ہولین جواہر نے کہا اے لوگ نہ گھبرائیو بھیا کو آنے تو دیجیے
خدا چاہیگا تو رات نہ گذریگی کہ مین سر اوسکا سر لاؤنگا ملکہ اسرار کہتی ہین اے جواہر یہ وہ
شخص ہے کہ شاہ نے جسکو وزیر طلسم لطلیموس کیا ہے وہ بلا ہے وزن کار ہے اسپر عیاری کیونکر چلے
گی جواہر نے کہا چلیے تو دیکھیے کیا ہوتا ہے سب حال کھل جائیگا مگر سرطان کے نام سے سبکو خوف
ہے کہ بادشاہ نے بڑے ساحر کو روانہ کیا خدا طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے بچائے ہزار طرحکے فساد برپا
کریگا صاحبقران اپنے لشکر مین آئے اسرار نے بھی اپنا لشکر بلا لیا سفاک اردر دز

یہ سوچکر شہرۂ جادو بھاگی وہان ساحر بیٹ پلٹ کر آرہی ہین ملازمان بھی بو تیمار کے اگر پہونچ
عرض کی آپ کی صاحبزادی نے بو تیمار کو قتل کیا ضحاک پہلوان نے صاحبقران کو لوٹا
تھا آپ کی صاحبزادی و ملکہ اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ آکر گرین بو تیمار کو ملکہ آزا
نے مارا اور طلسم کشا کے ہاتھ سے ضحاک قتل ہوئے سب فوج انکی مطیع ہوئی بادشاہ حیران
ہے کہ آزاد صنوبر قد کو کیا ہوا اسرار کیون شریک ہوئی نہین معلوم یہ کیا باعث ہے ان جادوگر
نے پہچانا نہین دل مین تاؤ پیچ کر رہا ہے کہ کیا خبر وحشت اثر مین نے سُنی اس سوچ مین تھا کہ
آسمان پر برق چمکی شہرۂ جادو آکر پہونچی سلام کیا عرض کی حضور کو کچھ اپنے طلسم کے بھی خبر ہے
میان طلسم کشا قلعۂ آتش بہار پر پہونچ گئے آپکی صاحبزادی بھی وہان موجود ہین
ملکہ اسرار لوح لینے جاوینگی عیار مکار فرزند عمرو آپ کے نام کا فرمان تیار کر رہا ہے حقیقت
یہ ہے کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہے کچھ انتظام سمجھکر کیجیے بطلیموس نے کہا مین خود چلتا
ہون سرطان گرم خو وزیر اعظم پہلو سے اٹھا کہا حضور غلام فوج لیکر جائیگا سب نمکحرامو
کی مشکین باندھکر لائیگا دو لاکھ فوج ساحران بطلیموس نے سرطان گرم خو کے ہمراہ کی اور
سرطان تخت پر سوار ہوا نوبت نقارے بجا با طرف قلعۂ آتش بہار کے چلا جب سرطان جا
جا چکا تو وزیرون نے عرض کی علاوہ جرات کے طلسم کشا صاحب اسم اعظم ہے سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا سرطان جاکر اُن کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسی مقابلہ پر خاتمہ ہے بادشاہ
نے اسی وقت چند پہلوانون کو نامے لکھے کہ پہلوانون کا نام وقت پر تحریر ہوگا یہان
صاحبقران صبح کو بیٹھے ہین اسرار اسباب سحر تیار کرکے پاس آئی کہا اے شہریار کنیز تو
اب رخصت ہوتی ہے مین لوح لینے جاتی ہون جواہر نے آکر فرمان حاضر کیا اسرار فرمان
کو دیکھکر وجد کرنیلگی کہا اے جواہر کیا کمال کیا یقین ہے کہ فرمان کو دیکھتے ہی لوح طلسمی حوالے
کردے مگر یہی لکھا ہے کہ اے احکام راز دار با دولت کو منظور ہے کہ لوح اپنے پاس رکھین
اسرار یہی چاہتی ہے کہ عقاب پر سوار ہو کے روانہ ہو یکایک ہرکارہ دوڑے ہوئے آئے بعد دعا
و ثنا کے عرض کی اے ملکہ عالم الٰہی حرسادہ طلسم کو پہونچگئی سرطان گرم خو آپکے مقابلے کو
آ پہونچا آج پامال کر دو اخلہ کریگا وزیر شاہ ہے آتے ہی بدعت شروع کر دیگا سبکی خبر اسے معلوم ہوئی

عاشق ہین اب ممکن ہی کہ انکا ساتھ ندین یہ تمام دنیا مین مشہور ہی کہ آپ لوح کی مالک ہین اپنی
سے پر لے چلیے وہان سے تدبیر لوح کی بیجیے تین دن اسی صحرا مین رہے سب تیسرے دن جو
احبقران بپشت اشقر دیو سوار ہوئے جواہر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک طرف ملکہ آزاد جبو
طاؤس زرین بال پر سوار ایک عقاب پر اسرار شعلہ زن اسکو بھی صاحبقران سی محبت
ی اور پشت بر صاحبقران کی محبوب پریچہرہ ایک باز بلند پرواز پر سوار آگے آگے تو
فاک اژدر در انتظام لشکر کرتا ہوا چلا بڑے زور وشور سے صاحبقران قلعہ آتشبار
یا لشکر تو بیرون قلعہ اُترا صاحبقران مع ملکہ آزاد و اسرار ومحبوب و جواہر اندر آئے
ہر آکر مقام صدر پر بیٹھے اسرار کے وزیر اور مشیر آکر جمع ہوئے اسرار نے کہا ای سہر یار مین
ح لا سکتی ہون احکام راز دار وہانکی حاکم وناظم ہی بڑی ساحرہ زبردست ہی میرا ارادہ
ہے کہ مین جاکر احکام راز دار سے کہون کہ فی الحال طلسم کشا طلسم مین آگیا کتاب پارینہ جز
ی ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہی بادشاہ نے لوح مانگی ہی اگر اسنے مجھے لوح دیدی تو آپ
احی طلسم مین مصروف ہون مگر وہ کاہنہ ہے اگر اسنے سمجھ لیا کہ لوح پر کچھ افتاد
گی مین خود جاکر بادشاہ کے دونون ہاتھون مین لوح دون تو راہ مین میری اسکے
نساد ہوگا وہ سحر مین مجھسے کم نہین ہی اسکے سب بزرگ اسی عہدے کے حاکم رہی جواہر
ے کہا آپ مجھے مُہر شاہی دکھا دیجیے مین ایسا فرمان تیار کر دون کہ اصل ونقل مین ذرا
رق نہ معلوم ہو آخر مین یہ لکھون کہ ای احکام راز دار لوح ملکہ اسرار شعلہ زن کو حوالے
دو فوراً لوح لیجائیگی صاحبقران نے فرمایا ای اسرار تم یہ جستجو نکرو مجکو وہان تک پہونچا دو
ن اُسکو قتل کرکے لوح لیلونگا اسرار نے عرض حضور جو کنیز عرض کرتی ہی اسکو قبول
رائین ورنہ بڑا فساد ہوگا اسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اگر بطلیموس کو خبر
ہوئی تو ای شہریار ہم لوگ نہ رہ سکینگے اب یہ صلاح قرار پائی کہ کل اسرار شعلہ زن لوح
لینے جائیگی جواہر فرمان تیار کر رہا ہی قضا ہی کار ایک کنیز ملازم اسرار شہرہ جادو اس
س مشورے اور صلاح سے آگاہ ہوئی خیال مین گذرا کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملی تو تمام
طلسم برباد ہو جائیگا بادشاہ قتل ہوگا ہم لوگ کہان رہ سکینگے چلکر بادشاہ سے خبر کر دون

و آزاد ساتھ ہین جواہر نے انتظام کر کے لشکر کو اتارا صاحبقران بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے آزاد قریب کرسی پر اسرار برابر ملکہ آزاد کے بیٹھی جواہر خنجر زن پشت پر امیر کی مگس رانی کر رہا ہے اصلاح تاجدار کا حال امیر نے بیان کیا اسرار پری چپکے سے آزاد سے پوچھا کیون بی بی تمنے طلسم کشا سے کیونکر جان پہچان ہوئی یہ شخص برباد کن خانمان ساحران ظالم ہے اسکی شراکت سے کیا فائدہ ملکہ آزاد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای دائی اماں کیا کہون میرا دل میرے اختیار مین نہین ہے جو کچھ پروردگار کو منظور ہوا وہ ہوا آپ میرے راز سے آگاہ نہین ہین ای دائی اماں تمنے خون جگر پلا کر ہم کو پرورش کیا ہماری دستگیری کرو دل ہمارا قابو مین نہین ہے نظم

مول اک نگاہ ہی جو ہو دل یار کی پسند — بڑھکر جو لے تو آگے خریدار کی پسند
عالم فریب حسن دلاویز یار ہے — سکہ کھرا ہی کیون نہو بازار کی پسند
ہوتا ہی صبر فرقت جانان مین ناگوار — کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند
حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہی — افشان ہوئی ہی یار کے رخسار کی پسند
قاضی حکم قتل دیا تو کہون گا مین — جلاد خوبرو ہے گنہگار کی پسند
مردود رنگ و بد چمن دہر مین رہے — مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند
چن چن کے عاشقون کو لاتی ہی خاک مین — چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند
محو تصور رخ رنگین یار ہین — آنکھون کو اپنی سیر ہی گلزار کی پسند
ای جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو — گل ہو قبا تو لالہ ہو دستار کی پسند
کسکو یہ عشق حسن خدا داد سے ہو — یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند
ٹھہرے ہماری خاک کے برباد تو ہین — ہونگے کبھی تو روزن دیوار کی پسند
یوسف کا مول دیکے ابھی لے جو ہاتھ آئے — بنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

اسرار نے سر ہلا کر جھکا لیا کہا بی بی تمھارے جوش و خروش نے دل کے ٹکڑے کر دیے محبوب پریچہرہ جواہر خنجر زن پر عاشق ہوئی ہے اشارے کر رہی ہے کہ ای جواہر کچھ کا دہان سے کہتی ہے اپنے مادر مہربان اسکی شراکت کرنا واجب و لازم ہی آپ سمجھ گئین کہ ملکہ عالم صاحبہ

نہ دیا گولہ جھولی سے نکال کر مار دیا سینے پر جو بو تیمار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اتو کل فوج
پر جا پڑیں صاحبقران کو زخمی دیکھکر دل بیقرار ہو گیا ہزار آدمیون کو قتل کیا جب کہ
صاحبقران نے دیکھا کہ ہمراہیان مقبل تیراندازی کرنے لگے ہزارہا ساحر غیر کو ہو جادو
گرھا گ گئے امیر نے پکار کر آواز دی اے ملکہ آزاد صنوبر قد اب ہماری عدالت کے خلاف
ہو غیر ساحرون سے مقابلہ ہو تمھارا لڑنا مناسب نہین آزاد نے کچھ جواب ندیا سحر کیے جاتے
ہین ہزارہا کے لاشے گرے کہ اسرار شعلہ زن و محبوب پریچہرہ و جواہر خنجر زن بھی آکر
پہونچے اسرار نے دیکھا کہ ملکہ آزاد بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین اور بیچ مین لاکھون کی
آفتاب عالمتاب عربستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان رستمانہ لڑ رہے ہین اور ملکہ آزاد
مثل پروانے کے گرد شمع جمال امیر پھر رہی ہین آزاد نے اسقدر سحر کیا ہے کہ ہاتھ سے خون
ٹپک رہا ہے لختے خون کے سینے پر جمے ہوئے پشت و پہلو پر گولے مار رہی ہین اسرار حیران ہے
کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ اسنے حمزہ کی شراکت کی کس زور و شور سے لڑ رہی ہے جواہر نے کہا اے وائی
امان آپکو سب حال معلوم ہو جائیگا آپ بھی شریک ہو جیے اسرار و محبوب و پریچہرہ بھی تڑپ تڑپ
کر گرین کئی ہزار کو مارا صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب ضحاک کے پہونچے ضحاک نے ہاتھ تلوار
کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو روک کر جو ہاتھ مارا ضحاک شتر لب کے دو ٹکڑے ہو گئے ملکہ آزاد
اُچھل پڑین اسرار نے خوب غور سے دیکھ رہی ہے کہ ملکہ آزاد کا چہرہ سرخ ہو گیا پکار کر آواز دی اے
شہریار کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ہے جواہر نے بھی آتے ہی دو چار حقے آتشبازی کے مارے امیر نے بڑھکر
علم فوج سرنگون کیے فوج بے علم ماتم گرا ضحاک کا بھائی سفاک اُتر کر فریاد کرتا ہوا دوڑا
آیا کہ یا صاحبقران الامان غلام کو امان دیجیے پچاس ساٹھ ہزار فوج والے جو باقی رہے تھے سب نے
آکر اطاعت کی صاحبقران قریب آزاد کے آئے فرمایا اے ملکہ آج تم نے ہمارے قاعدے کے خلاف کیا
ہمارا قانون یہ ہے کہ غیر ساحر سے ساحر نہین لڑتا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا کنیز نے آپکو زخمی دیکھا دل نے
نہ مانا اب ہمارے باغ سے یون چلیے اے صاحبقران نے فرمایا ہم روز مرہ اسی فکر مین
ہین کہ طلسم کو بغیر فتح کیے نکل جائین مجکو یہ منظور نہین کرین بدون فتح طلسم یہان سے نکلون
برجیس میرا انتظار کر رہا ہوگا ضحاک کی بارگاہ مین آکے داخل ہوئے اسرار و محبوب

کیسے مجبور و ناچار ہین سحر سے بیچارون کے بیکار ہین نظم

خداوند ملک جہان کارساز
نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
چو خواہد کسی را ہمایی کند
گدا را دہد مسند عز و ناز
کسی را بخواند بقرب وصال
بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
بہر حیلہ حق کارسازی کند

خدا کارفرما و بندہ نواز
ہمیشہ خدا مہربانی کند
بگنجشک بخشد پر و بال باز
بہ بخشد بہ دریوزہ گر مملکت
رہا سازد از بند زندان آز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول
بہر بندہ بندہ نوازی کند

بہر حال دانا و بینا خدا است
در فیض او ہست ہر وقت باز
کند اہل افلاس را مالدار
کند صاحب ملک سامان طراز
دہد دارو سے دردبیمار را
پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز

صاحبقران کی بیقراری

واشکباری اپنے غلامون کے واسطے جھپٹ کے جانے مین کفار کو قتل کر رہے ہین گرہ این خون سے تر ہے صاحبقران نے بلک بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جواہر تیغ زن و ملکہ آزاد صنوبر قد و محبوب پریچہرہ و اسرار شعلہ زن یہ چارون تخت کو اڑائے ہوئے آتے تھے مرنے کی جو ساحرون کے کان مین آواز پہونچی ملکہ آزاد نے کہا اے جواہر کہین لڑائی ہو رہی ہے شاید کسی مقام پر صاحبقران گھر گئے آزاد نے کہا وہ ادھر کہان ملکہ آزاد کو کب چین پڑتا ہے کہا مین بڑھکر دیکھون تو کہ کون لڑ رہا ہے آزاد پر پرواز پیدا کر کے اڑین اسرار شعلہ زن نے بھی تخت اسی جانب بڑھایا جواہر بیقرار ہے جاتا ہے تخت سے کود کر دیکھون محبوب سے کہتا ہے ملکہ آزاد تو بڑھ گئین جلد تخت بڑھاؤ محبوب نے بھی تخت بڑھایا مگر آزاد سب سے پیشتر پہونچین دیکھا صاحبقران گھرے ہوئے ہین تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے اس خونخواری مین لڑ رہی ہین ملکہ آزاد کا دیکھتے ہی قلب ٹوٹ گیا گر وہین سے نعرہ کیا اور تڑپ کر گرین بیقرار ہو کر آواز دی اے شہریار نہ گھبرائیے گا کنیز آپہونچی تڑپ کر جو گرین کئی سے ساحر و غیر ساحر ونکو قتل کیا جس پر گری اسے مارا بوتیمار کو للکارا او نمک حرام مجھے نہین پہچانتا بوتیمار نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم آپ دختر شاہ ہین آپ کے دشمن کو گھیرا ہے حضور پہچان لین یہ وہ شخص ہے کہ صحرائے ویران سے غائب ہوا تھا سب نجومی کہتے ہین کہ یہ شخص خاص طلسم کشا ہے اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے آپ کیون دخل دیتی ہین ملکہ آزاد نے کچھ جواب

دیکھا چہار طرف سے آقا پر نرغہ ہے نیزے اور تلواریں صاحبقران پر پڑ رہی ہیں امیر رو کتے
ہیں خالی بھی دیتے ہیں جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے کیے لیکن پشت و پہلو زخمی ہیں مقبل
وفادار نے بڑا نعرہ کر کے بارہ ہزار غلاموں سے تین لاکھ پر جا پڑا ضحاک نے دیکھا بارہ ہزار
جوانوں نے اسقدر تیر مارے کہ اپنے دونے قتل کیے صاحبقران نے بھی کسیقدر
مہلت پائی ہے چند غلام چہار جانب سے گھیرے ہوئے اپنے آقا پر سینہ سپر کر رہے ہیں جہاں
کسی نے وار کیا بڑھکر سینہ سپر کر دیا آقا کو بچاتے ہیں اپنی جان دیتے ہیں کیا مجال ہے جو کسی کو
آنے دیں ضحاک نے کہا یارو بارہ ہزار نے تین لاکھ کو تنگ کر دیا دیکھیے کیا ہوتا ہے لڑائی
کا فتح ہونا دشوار ہے اس تردد میں تھا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی ابر تیرہ و تار بھی پیدا ہوا
دیکھا تو بوتیمار جادو کہ یہ بھی تلاش میں صاحبقران کے نکلا تھا آکر پہونچا اسنے جو دور
دیکھا گھوڑے کو دوڑا کر قریب ضحاک کے آیا کہا اے ضحاک کیوں یہ کس سے لڑائی ہے
ضحاک نے کہا طلسم کشا کی تلاش میں نکلا تھا یہاں تنہا پایا مگر بارہ ہزار غلام بھی اسکی مدد
کو آگئے ان بارہ ہزار نے ان تین لاکھ کو دنگ کر دیا ہے بوتیمار نے کہا آپ ہٹ جایئے
میں سب کو گرفتار کیے لیتا ہوں یہ کہکر بوتیمار اپنے پانچ ہزار ساحروں کو لیکر بڑھا جھپٹ
کر ایک گولہ مارا غلام بیہوش ہو کر گرنے لگے جب اس ملعون نے ماش کے دانے پھینکے دو
چار کے سر اڑ گئے دو چار بیہوش ہو کر گرے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں مقبل
ابھی بچا ہوا ہے صاحبقران کی پشت پر ہے اور غلام جو لڑتے لڑتے گرتے ہیں پاؤں بیکار
ہوتے ہیں ملازمان ضحاک شتر بے مہار بڑھ بڑھ کر قتل کرتے ہیں اسوقت صاحبقران
کی بیقراری پانچہزار ساحر تین لاکھ غیر ساحر کس کس سے لڑیں کس کس کو بچائیں بڑی حفاظت ساحروں
سے منظور ہے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں لیکن کئی ہزار غلام صاحبقران کے زمین پر گرے کچھ تو
قتل ہوئے کچھ پڑے لوٹ رہے ہیں جب آواز اسم اعظم صاحبقران کان میں پہونچی گھبرا کر اغیار
غیر ساحروں نے بڑھکر ہجوم کیا ایک کو دس ملکر قتل کرتے ہیں یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
صاحبقران کو انتشار ہے اور نہایت بیقرار ہو کر پکار اٹھے اے کریم و رحیم داد رس سمیع و علیم خدی
یہ تیرے بندے بیکس اور بے بسی میں قتل ہوتے ہیں ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچا لے

جو ایک جانب چل نکلے بطلیموس کو خبر ہوئی کہ صاحبقران صحرائے ویران سے غائب ہوکر جاتا ہے کہ میری تلاش ہو گئی ہو اپنے سرداروں کو اور سرحدداروں کو نامے لکھ بھیجے کہ جدھر سے طلسم کشا کا گذر ہو گرفتار کر لو اور قتل کر ڈالو ساحر و پہلوان صاحبقران کی تلاش میں نکلے ہیں کہ صاحبقران ایک نخل کے سایے میں کھڑے تھے یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس غمگسار حیران ہیں کہ یا امیر کیونکر و کس طرح کی تلاش کریں اگر معلوم ہو جائے کہ بطلیموس جادو فلان مقام پر رہتا ہے تو اسی کے ملک میں گھس پڑیں اس سوچ میں کھڑے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی اور ضحاک شتر لب تین لاکھ فوج سے تلاش میں صاحبقران کی نکلا ہے گینڈے پر سوار جوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے کہ اسکی نگاہ صاحبقران پر پڑی عیار اسکا ماران فیل گوش ہے اس سے کہا اے ماران دریافت تو کر یہ کون شخص ہے تصویر جو ہمارے پاس طلسم کشا کی آئی ہے اس سے یہ بہت مشابہ ہے اور کیا عجب کہ یہ وہی شخص ہو ماران قریب صاحبقران کے پہنچا جاہ و جلال دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوا کہا حضور آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے ہمارے آقا سے نامدار پوچھتے ہیں امیر تو کھڑے ہی میں کھڑے تھے کہا اس سے کہدو صاحبقران زمان ملک انوشیروان کافران ہما نام ہے عیار بھاگا جاکر ضحاک سے کہا حقیقت میں صاحبقران زمان ہیں جرات ضحاک سن چکا ہی حکم دیا کہ چار جانب سے گھیر لو اگر سرکشی کریں تو قتل کرو چاروں طرف کفار نے بلوہ کیا صاحبقران نے تیغہ عقرب کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ کرکے پکارے

نعرۂ صاحبقران زمان امیر عرب ضیغم روزگار کہ تیغ عقرب کی دو الحسام	امیر عرب حمزۂ شیردل بحکم خدا بستہ شمشیر ہا کہ کافران از جہان پاک کرد	اگر گشتہ سہراب و رستم مجال کی تیغ صمصام و قمقام بار سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مگر تین لاکھ کافر چار جانب سے بلوہ کر رہے تھے امیر کس کس کو جواب دیں زخمی بھی ہونے لگے بیقرار ہو کر نعرہ دل سے نکالی ور اجابت ذرا تقا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل صحرا سے گرد اڑی پنجہ قاف بلند ہوا یعنی مقبل وفادار بارہ ہزار غلاموں کے تلاش میں صاحبقران کی نکلا تھا اس وقت آکر پہنچا

طرفہ عاشق ہون مرا معشوق کیا جانے ہے کون
اور تو کیا خود نہین واقف مین اپنے راز سے

روندو الاجوب تونے عالم بالا کو آج
چرخ اطلس غم نہین کچھ فرستِ پا انداز سے

زاہدہ بیفائدہ میری سیہ کاری نہین
علم مملو ہین کتابون مین مرکب ساز سے

کھینچتے ہین جذب دل سے ہم بھی اوس محبوب کو
رجعت خورشید مولانے جو کی اعجاز سے

کیا رقیب رو سیہ ہی حیز ناسخ کے خضور
دبگئی آواز خنجر کی شمشیر کی آواز سے

اسرار نے پیشانی پر بوسہ دیا کہا بی بی خیر تو ہے مین نے خون پلا کر تمھین پرورش کیا محبوب سے زیادہ تمھین چاہتی ہون آزاد نے کہا پہلے اپنی آپکا تو سبب بیان کیجئے محبوب نے جواہر کیطرف اشارہ کرکے کہا یہ عیار ہین صاحبقران زمان کے میری جان بخش ہین مین نے دل و جان سے انکی اطاعت کی نام صاحبقران سنکر آزاد کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جواہر نے جو تیور آزاد کے دیکھے سمجھ گیا کہ یہ صاحبقران پر عاشق ہے جواہر نے کہا اے ملکہ عالم اصلاح تاجدار نے ہم سب کو اپنے دام مکر مین پھنسایا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مارا گیا جبسے قبلہ سے کہ مجھکو ہوش آیا آقا کو اپنے تلاش کرتا پھرتا ہون جنگلون کی خاک چھان ڈالی ابھی تک تو کہین نہین پتہ ملا مگر یہ مجھکو یقین کامل ہے کہ وہ مارا گیا جب تو ہم ہوشیار ہوئے صاحبقران تو وہین سے غائب ہو گئے ہر مرتبہ آزاد قصد کرتی ہے کہ حال دل کہدون مگر شرم دامن گیر ہوتی ہے ارادہ کرتی ہے اور خاموش ہو جاتی ہے آزاد نے پوچھا اے دائی امان آپ کا کیا ارادہ ہے اسرار نے کہا بی بی جسطرح میری بیٹی نے اس شخص کی اطاعت کی اسیطرح مین نے بھی جان و دل سے اطاعت قبول کی ہماری سب کی جان اسنے بچائی اگر وہ ساحر سیہ فام بدانجام اسکو قتل کر ڈالتا تو مین بھی اپنی جان دیدیتی آزاد نے کہا دائی امان آپ کا لاشہ مجھسے کیونکر دیکھا جاتا چلیے آپ کے قلعے پر ہم بھی چلین یہ شخص تلاش کریگا ہم آپ بھی جستجو کرینگے محبوب نے کہا بی بی یہ مقدمہ بڑا نازک ہے کتابون مین ہم دیکھ چکے کہ صاحبقران فتاح طلسم مطلوب ہین اس مین کوشش کرنا ہوگی آزاد نے کہا جو آپکی خوشی وہ ہماری خوشی جواہر سے اشارہ کیا خاموش رہو امیر کو تلاش کرو اسرار نے ایک تخت تیار کیا محبوب پریچہرہ و آزاد صنوبر قد و اسرار شعلہ زن و جواہر خنجر زن تخت پر سوار ہو کر چلے یہان صاحبقران زمان بعد قتل اصلاح تاجدار

اسطرح اسرار نے پکارا تب جواہر غار سے نکلا محبوب دوڑ کر جواہر سے لپٹ گئین مسکرا کر کہا صاحب تم کیون بھاگ گئے تھے یہ میری مادر مہربان ہین جسکی مین خدمت کرون اسکی یہ بھی تابعدار ہین جو تمنے ہمسے کہا ہم دونون مان بیٹیان اسمین کوشش کرینگے جواہر بھی کھڑا ہوا اب تو محبوب نے رو رو کر سب حال مان سے بیان کیا کہ وہ بیچا طالب وصل تھا لیکن اسی شخص نے آکر بچا لیا جھٹ پٹ اسے قتل کیا اسرار نے جواہر سے سب حال پوچھا تو جواہر نے اپنے وانطلے کی کل کیفیت بیان کی صاحبقران کا حال بھی کہا اسرار کو سنا آگیا سر جھکا کر کہا اے محبوب سارا طلسم ہمارا تمھارا دشمن ہوگا محبوب نے کہا دیکھا جائیگا دشمن کوئی ہوگا تو کیا کریگا بہ قول جواہر باپ انکے جو اہرا فراسیاب سے لڑ رہے ہین انسے بھی تو اخبارون مین دیکھا ہے کئی سال لڑائی سے گذرے اب رہائی اسد غازی کا زمانہ قریب آیا ہے سب کاہن نجومی کہتے ہین اسد غازی افراسیاب کا قاتل ہے ملکہ آزاد صنوبر قد جو ہاشمین صاحبقران کے نکلی تھین آسمان پر سے دیکھا محبوب پر بچہرہ واسرار شعلہ زار اور ایک عیار طرار مکارہ غدار تینون گھل ملکر باتین کر رہی ہین آزاد آسمان پر سے اتر آئی دائی امان کہکر اسرار سے لپٹ گئی فراق مین صاحبقران کے بیقرار و بیتاب تھی اسرار نے گلے لگا کر پوچھا بی بی کہا کسے آتی ہو چہرہ اترا ہوا پریشان خاطر مجھسے تو بیان کرو ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی یہ اشعار پڑھے نظم

میری تربت پر کبھی جو پاؤن رکھدو ناز سے — جی مین ہے پڑھواؤن کلمہ ٹھوکر اعجاز سے
خندہ زن مانند گل ہو جو رنگ کی آواز سے — باغ عالم مین ہو کون آگاہ میرے راز سے
جب کوئی مطرب بجاتا ہو مرے اشعار گرم — ساز کے پردے مین جلتے شعلۂ آواز سے
خط نکلتے ہی چلی رخسار جانا نکی بہار — ہو گیا انجام گل کا سبزے کے آغاز سے
پنجۂ محبوب منھدی سے ید بیضا نہین — پانچ حصے کر دیا خورشید کو اعجاز سے
قد و قامت پر نہین موقوف جبر اتنا کیا میر — نیزہ بازی کچھ نہین چلتی ہے تیر انداز سے
آگ آنکھون کے جو پھر جاتے ہو چلاتا ہو نین — پہلے بجلی کوندتی ہے رعد کی آواز سے
ہے بہ رنگ طائر تصویر تیرے ہاتھ مین — طائر رنگ حنا واقف نہین پرواز سے

انھین کی تلاش مین نکلا ہون بس یہ تمھارا احسان ہو کہ میرے آقا کو تلاش کرو محبوب
کہتی ہے مینے دل و جان سے تمھارے مذہب کی اطاعت کی گا ناگاہ یہ سنکر مجھسے بجتیسے ایکہ
محبت ہوئی تیرے احسان کا بدلہ یہ ہو کہ خواہ میری جان جائے یا رہے تیرے کام مین سب
طرح موجود ہون قضا ہے کار اسرار شعلہ زن ماں محبوب پریچہرہ کی اپنی بارگاہ مین بیٹھی
تھی کام مقدمات کے بیچ سلطنت کے در پیش تھے کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی
حضور کوٹھے پر ملکہ محبوب پریچہرہ کھڑی تھین کوئی اُنکو اُٹھا لیگیا یہ سنتے ہی اسرار کو غصے
ہر آئی جب بیٹی کو نہ پایا آشنا تو غصے مین کہا کہ کون ایسا نالائق تھا جو میری بیٹی کو اٹھا لے
گیا ایک ہی یہ میری بیٹی تھی بوٹیاں کاٹکر کھا جاؤنگی مجھسے بچکر کہاں جائیگا پر پرواز پیدا کرکے
چلی یہ بھی جانتی ہو کہ بیٹی میری سحر مین طاق شہرۂ آفاق ایسی وہ نہین جو کسی بات مین رہ
جائے اڑتی ہوئی چلی آتی ہو کہ اس ساحرہ کے مرنے کی صدا بلند ہوئی اسرار سنکر اُسی جانب چلی
جواہر محبوب سنے کھڑا باتین کر رہا ہو کہ آسمان سے اسرار شعلہ زن نے دیکھا اے فرزند
کھڑکر دوڑی جواہر نے ایک ساحرہ کو جو آتے دیکھا تو ڈر کر بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرا دیا اسکو
جو تڑپکر گری بیٹی سے لپٹ کر چیخین مار مار کر روئی کہا اے نور نظر کون تجھکو اٹھا لایا اسکا نام
تو بتا اسکے قبیلے کو ویران کر دون لاشون سے میدان بھر دون محبوب نے پلٹ کر دیکھا اے
مادر مہربان سب حال مصیبت مآل آپسے عرض کرونگی لیکن میرا جان بخش کہاں گیا اسرار
نے کہا بیٹا مین نے تو کچھ کہا بھی نہین جو تمھارا محسن ہو مین اسے عزیز کرونگی محبوب نے کہا اے
مادر مہربان اگر وہ شخص چلا گیا مین اپنی جان دیدونگی ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام مجھکو اٹھا کر
لایا چاہتا تھا میری عصمت پر دست انداز ہوا اس شخص نے آکر مجھے بچایا چشمون مین اسے
مار لیا مجھکو کیونکر آرام آئے آپ پکار لیے اور یہ منھ سے کہا اے شخص مین تجھکو کچھ نہ کہونگی
تیری اطاعت مین ہمین کیا عذر ہی اسرار یہ حال سنکر بہت روئی پکار کر کہا اے شخص تو کیون
چلا گیا جلد آکر صورت دکھا مثل بیٹی کے مین بھی اطاعت کرونگی جب نہین آیا اسرار نے
کہا اے شخص اپنے محسن کے ساتھ کوئی بھی بدی کہین آتا ہو تو نے ہماری بیٹی کی آبرو بچائی ہم
جان و دل سے تیرے شریک ہین واسطہ اپنے مذہب کا ہمکو صورت دکھا جب

ساحر کو پکارا خود بھی باہر نکل آیا کہا وہ تو خود آپ پر جان دیتی ہی مین نے جو پوچھا تو کہا مجھ پر آئی تھی بد
شروع کی اسوجہ سے مجھکو بھی نفرت ہوئی ورنہ ایسے جوان کسکو ممکن ہوتین قد بڑا ناک بڑی انکھیں چھوٹی
کان چپلے ہونٹھ موٹے بڑی بڑی صفتین بیان مجھے یاد نہین رہین آؤ بیٹھو شراب لاؤ معشوق کو پلاؤ
لطف وصل اٹھاؤ لو بھائی مزے اڑاؤ یہ سنکر ساحر بھول گیا ایک مٹی کے لوٹے مین شراب لایا
جواہر نے شراب مین بیہوشی ملائی محبوب کی زبان سے سوزن کو نکالا جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ
مین دیا کہا اس ناہنجار کو پلاؤ محبوب پریچہرہ نے ناچار جام لے کر اس ساحر کو
دیا ساحر خوشی خوشی پی گیا جواہر خنجر زن نے اس ساحر کے مبہوت کر

کو یہ چند شعر گائے نظم

کھوے جب آپکو ملے محبوب
کیا بگولون نے خاک اڑائی ہے
آج بھولا سخن جو راہ دہن
ہجر ہی مین یہ پارسائی ہے
کیا ملا اس کے ہاتھ سے قاصد
صبحدم مجھکو نیند آئی ہے
غم شمشیر مین ہے سلک مژہ تنگ
غرق بحر آشنائی ہے

جسنے انگلہ آپ سے لڑائی ہے
گم ہوے تب یہ بات پائی ہے
لیجلی ہے وطن سے وحشت دور
دل کو کیا بات یاد آئی ہے
ہر قدم مین یہ ناز تھے کب کب
خط کا سر نامہ کیون حنائی ہے
ہر گلی مین ہین سائل دیدار
میری تسبیح کربلائی ہے

اس سے اک خلق سے لڑائی ہے
دیکھنا اے سحاب دیدہ تر
بارے نزدیک موت آئی ہے
وصل ہوگا شراب پی لونگا
کبک نے تیری چال اڑائی ہے
موت آئی نہین ہے پیری میر
آنکھ یان کاسۂ گدائی ہے
ترچکا بعد مرگ بھی [illegible]

جواہر نے اس طرح یہ اشعار گائے کہ ساحر بلبلا کر اٹھا چاہ
ملکہ محبوب پریچہرہ کے لپٹ جاوٴن بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا جواہر
اس حرامزادے کو حلال کیا ایک شور بلند ہوا دور تک اسکے مرنے کی آواز گئی جواہر محبوب
ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلا محبوب نے کہا اے عیار طرار جو تو مانگ وہ تجھکو دون تیری و
سے جان و آبرو بچگئی جواہر نے کہا مین روپیہ کا طالب نہین ہون صرف یہ چاہتا ہون
آپکی خدمت مین رہون جو مطلب ہوگا عرض کرون گا جواہر محبوب سے باتین کر رہا
سب حال اپنا بیان کیا کہ مین عمرو عیار کا بیٹا ہون جو افراسیاب سے برابر لڑ رہین میرے
آقاے نامدار صاحبقران عالیوقار اصلاح تاجدار کے مقام سے غائب ہوے ہین

دل کو ہوئے ہین معنی توحید منکشف — آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست
لاہین چلینگی سینے پر اپنے شب وصال — کیا کیا نہ غل مچائیگی خلخال پائے دوست
کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو — ہم بھی ہین سائل در دولتسرائے دوست
زندہ سُنے تو مُردہ ہو ہو جائے دم فنا — مردہ کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

اسطرح یہ غزل جواہر نے گائی ساحر نے جو گویے کو پلٹ کر دیکھا بیچین ہوگیا کہا میان گویے صاحب یہان آؤ ہمکو گانا سناؤ جو کہو گے وہ ہمکو دینگے گویا ٹھہر گیا کہا میان صاحب ہمکو فرصت نہین اسوقت ہم جاتے ہین ایک رئیس نے مجرے کو بلایا ہو ہماری قیمت گائیکی دو آنہ مقرر ہین ہم اس سے کم نہین لیتے ساحر نے ہنسکر کہا مجھسے روپیہ لے لو تم گویے دنیا بھر کے پھرے ہوئے سب طرحکے نشیب و فراز دیکھے ہونگے اس معشوق کو ہمارے واسطے راضی کردو جو کہوگے وہ دینگے جواہر نے کہا یہ تو ہمارا پیشہ ہی بڑی بڑی رنڈیان ہمارے یہان آتی ہین ہم حضور قوم کے کنچن ہین گانا بھی سیکھ لیا وہ ساحر ہاتھ جوڑنے لگا کہا میان تمہارا نام کیا ہے جواہر نے کہا میان دل ملاؤ مجھے کہتے ہین کیسا ہی معشوق رنجیدہ ہو ہمنے بات کی اور وہ مہربان ہوگیا ساحر نے کہا اس نازنین سے جاکر ذرا بات کرو جواہر نے کہا آپ ذرا ہٹ جائیے مین تنہائی مین چند باتین کرلون پھر آپکو بلا لونگا تم ایسے خوبرو پر خود عاشق ہوجائیگی ساحر جو باہر اوٹھ گیا جواہر بہ محبت اوس نازنین کے قریب آیا کہا اے نازنین یہہ کیا معرکہ ہے یہہ ظالم تجھپر کیون بدعت کرتا ہے وہ نازنین بیقرار ہوکر روئی کہا اے شخص میرا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہے مین کیا تجھ سے بیان کرون اے شخص تو کون ہے جواہر نے کہا مین فرزند خواجہ عمرو ہون اس راہ سے جاتا تھا تمھاری آواز دردناک سنکر دل بیقرار ہوا یہان چلا آیا اب تم اپنا حال بیان کرو ابھی اوس ملعون کو مار لونگا میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا ہے نازنین نے کہا مین بیٹی ہون ملکہ اسرار شعلہ زن کی کہ جو تسیر سلطنت شہنشاہ بطلیموس ہے یہ بے حیا مدت سے مجھپر عاشق تھا قلعہ آتش سہار سے غفلت مین اوٹھا لایا اے عیار اگر تو نے میری آبرو و جان بچالی تو عمر بھر لونڈی بنی رہونگی تیرے حکم سے گردن تابی نہ کرونگی نام میرا محبوب پریچہرہ ہے خود بادشاہ مجھپر عاشق ہے مین نے اب تک نہین قبول کیا جواہر نے محبوب پریچہرہ سے بخوبی باتین کرکے اوس

کے پلٹے اصلاح نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا پکار کر آواز دی ا
طلسم کشا میرے مکر سے کیونکر بچیگا سنبل و امداد ابو دام مکر مین آ کر گرفتار کرینگی فوراً دوسرے
نخل پر سے اسی طائر نے آواز دی یا صاحبقران اگر یہ نکلگیا وہ فساد برپا کریگا کہ پھر آپ دام م
مین اسکے پھنسینگے صاحبقران نے فوراً ایک تیر تاک کر مارا اصلاح چاہتا تھا کہ بلند ہو
کہ تیر آکر سینے پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑکر پار گذرا اصلاح تاجدار مرکر زمین پر گرا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اصلاح تاجدار بود صاحبقران اصلاح کو مار کر ا
جانب چلے لیکن جواہر بن عمرو مقبل سے باتین کر رہا تھا سب غلام جمع ہین کہ یکایک ایک د
ہوا دیکھا وہ قلعہ جلکر خاک ہوا بارگاہ بھی جلکر گری جواہر و مقبل کو ہوش آیا جواہر نے کہا ا
مقبل جس بارگاہ مین صاحبقران تھے وہ بھی بارگاہ جل گئی ہم تم سب مبہوت ہو رہے
معلوم ہوتا ہے کہ جسکے سحر مین تھے وہ مارا گیا نہین معلوم آقا پر کیا گذری مین تلاش
اپنے آقائے نامدار کے جاتا ہون تم بھی لشکر لیکر عقب مین آؤ یہ کہکر جواہر با نہائے عیاری
آراستہ ہوا صورت ایک ساحر کی بنکر روانہ ہو گیا راہ مین سوچتا ہوا چلا کہ آقا ہمارے کسی آ
مین پھنس گئے لیکن اصلاح تاجدار مارا گیا ہم اسی کے سحر مین تھے پھرتا ہوا ایک صحرا مین
درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کر کہہ رہا ہے او ظالم سر کاٹ لے مگر میر
عصمت کو ہاتھ نہ لگانا تو نے مجکو میرے بزرگون سے چھڑایا معشوق پر یہ جبر و ظلم جو
بن عمرو ساحر بنا ہوا قریب درہ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک ساحر سیہ فام ایک نازنین چہار
سالہ پر بدعت کر رہا ہے اس مہ جبین کی زبان مین سوزن اس نازنین کے ہاتھ بند
ہوئے یہ بیحیا ساحر کہتا ہے اے جان جہان میرا وصل قبول کر وہ مہ جبین بلک بلک
کے روتی ہے اور کہتی ہے اے شخص خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا جواہر بن عمرو نے
ور وغن عیاری کا نکال کر ایک گویے کی شکل بنائی تنبورہ ہاتھ مین لیا یہ غزل
گاتا ہوا اس پہاڑ کی طرف سے گذرا غزل

منھدی سے لال لال ہوئے دست و پای دوست	خون شہید ناز ہوا ہے حنای دوست
حصہ مین دشمنوں کے ہو جور و جفای دوست	دشمن خدا نخواستہ ہون خاک پای دوست

ر کی محراب ابرو کے تصور مین مدام — دیدۂ کعبہ ہر گریان چشمۂ زمزم نہین
ر کو ناسخ یہ لکھ مصراع استاد قدیم — دیر کی تمنے ذرا آنے مین تو پھر ہم نہین

ین ون نے ملکہ کو بہت بیقرار پایا ہرچند سمجھایا ملکہ آزاد نے نہ مانا بلکہ وہ تنہا تلاش مین چلین
میر تو ایک صحرا مین کئی کوس باغ سے نکلکر آکے بیٹھے ہین لیکن ملازمان صاحبقران
خنجر زن ومقبل وغیرہ سرحد اصلاح تاجدار مین فردکش ہین اصلاح تاجدار کے
سحر مین سب مبہوت ہین ان سب کو یقین ہو کہ صاحبقران بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین
اصلاح تاجدار اپنے مقام پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہو کہ مین نے طلسم کشا کو آفت مین پھنسایا لیکن
بھی اسم اعظم نہین فراموش ہوا کہ سنبل زامدار گھبرائی ہوئی آئی کہا مین نے طلسم کشا کو عالم
غفلت مین صحرای ویران مین پھینکدیا تھا مگر نہین معلوم وہانسے کون لیگیا مین بھی برائے
تلاش جاتا ہون آپ بھی جستجو کرین یقین ہو اس طلسم مین کوئی اسکا دوست پیدا ہو کہ صحرائی
ویران سے نکال کر لیگیا اصلاح نے کہا اے سنبل مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھتا ہون کس زبان
سے بیان کرون صاف صاف مرقوم ہو کہ یہ شخص طلسم کشا ہو یہی لکھا ہو کہ لوح لیگی
قلعہ آتش بہار سے آگ لگیگی تم بھی تلاش کو جاؤ مین بھی ڈھونڈھنے جاتا ہون یہ کہکر
اصلاح تاجدار چلا اول صحرای ویران مین آیا تمام صحرا کو چھانا کہین پتہ نملا وہان سے
تا جنگلون کو چھانتا ہوا اس مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے ہین یہی خیال ہو کہ کیونکر
بہ قلعہ آتش بہار تک جاؤن اسرار شعلہ زن کو تسخیر کرون کہ اصلاح نے صاحبقران کو
دیکھا مسلح و مکمل ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین کچھ سوچ رہے ہین اصلاح زمین بر
تا خدمت صاحبقران مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ یہان کیون
آوارہ پھر رہے ہین غریب خانے پر تشریف لے چلیے حضور کیلیے وہی بارگاہ استاد ہو کبھی
کی تکلیف نہ پہونچیگی صاحبقران اصلاح تاجدار کے ساتھ چلے تھوڑی دور راستہ طے
کیا تھا کہ ایک نخل پر صاحبقران نے دیکھا بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر نے زمزمہ سرائی
کی آواز دی یا صاحبقران پھر آپ دشمن کے ساتھ جاتے ہین امیر جیسے سوتے سے
بیدار ہوے طائر تو یہ آواز دیکر اڑگیا صاحبقران بقہر و غضب تمام طرف اصلاح تاجدار

مین اپنی جان لڑادونگی لوح آپ تک پہونچا دونگی لیکن آپ تشریف رکھیں مین والی
امان پاس جاؤنگی اور ان کو تسخیر کرکے لوح آپ تک پہونچاؤنگی ملکہ تو اس حیلہ مین
صاحبقران کو روکتی ہین مگر امیر کا تردد بڑھتا جاتا ہے ملکہ سے نام اسرار شعلہ زن کا سنا اور
بھی دریافت کیا کہ اسرار شعلہ زن کہان رہتی ہے ملکہ نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ
ہے کہ اُسے قلعہ آتش بہار کہتے ہین قلعہ آتش بہار مین والی امان رہتی ہین ایک شب کو لیٹے
لیٹے صاحبقران سوچے کہ یا امیر ہر مقدمہ مین مدد پروردگار کریگا یون بیکار بیٹھے رہنا
جرات کے خلاف ہے اب یہانسے نکل چلو لوح کو تلاش کرو پروردگار فکر لوح کر دیگا یہ سوچ
اٹھے سلاح اپنے جسم پر آراستہ کیے ملکہ کو سوتا چھوڑا آپ باغ سے نکلکر شب تیرہ و تار مین ایک
سمت چل نکلے جب مسافر ماہ تابان منزل عالم طے کرکے سرای مغرب مین داخل ہوا امیر
ایک مقام پر جاکر ٹھہرے یہان جو صبح کو ملکہ اٹھین صاحبقران کو نہ پایا بدحواس ہوگئین
خواصون سے کہا صاحبو غضب ہوا صاحبقران چلے گئے مین خود تلاش کو جاؤنگی ڈھونڈھونگی

ہر چند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہو سکتا نظم

ہے عرق آلو و رخ پر زلف جانان غم نہین — سانپ پانی کا ہے جو زنہار اُس مین سم نہین
لال مجھ پر دی گلگون یار کا کس دم نہین — کب مزاج گاکل عنبر فشان برہم نہین
مرگیا مین گلعذارون کی مژہ پُر نم نہین — یہ عجب گلزار ہے جو قطرۂ شبنم نہین
اہل دولت کو اگر ہے بخل مطلق غم نہین — ہم کو بھی حاجت نہین دنیا مین گر حاتم نہین
میرے مرنے سے بھلا کیا چشم تر ہون شعلہ رو — چشمۂ خورشید کو دیکھو کہ مطلق نم نہین
جو کوئی ہے باتواضع ہے سلیمان زمان — مثل خاتم خم اگر قامت نہین خاتم نہین
پڑگیا پر تو جو تیرے روے آتشناک کا — صاف تبخالے لب گل پر ہین یہ شبنم نہین
آنکھ نرگس کی نہین ہرگز جھپکتی اس لیے — ایک لمحے مین بہار گلشن عالم نہین
ہین شرر پتھر مین پنہان پر جہان آگاہ ہے — کون ہے جو میرے سوز عشق سے محرم نہین
چشم جانان سے جو الفت ہے دلا دیوانہ ہو — آہوان دشت تو مجنون سے مطلق رم نہین
زلف جانان کا کوئی مضمون کیا جیسے رقم — میری خامہ کے برابر افعون مین سم نہین

ملکہ آزاد نے کہا اے والد نامدار مین نے سُنا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا اصلاح تاجدار و سنبل
نامدار نے نہین معلوم کیا کیا یہ بھی سُنا کہ سہراب جادو مارا گیا صاحبقران صحراے ویران مین
پہونچے آپ نے طلسم کشا کو قید کرلیا یا اسی صحرا مین ہلاک ہوا میرا تو آب و دانہ ترک ہوگیا آٹھ پہر یہی
خیال ہی کہ ایسا نہو طلسم ٹوٹنے آپکے دشمنون پر کوئی زوال آئے شاہ نے کہا اے نور نظر اسکا کچھ خیال
نہ کرو طلسم نہین ٹوٹ سکتا لوح ایسی مقام پر ہی کہ وہان کوئی نہین جا سکتا آزاد نے کہا باباجان
مجھسے مفصل فرمایئے ورنہ میرے دل کو آرام نہ آئیگا مین نے آب و دانہ بالکل ترک کر دیا مجکو
بڑا قلق ہی بطلیموس نے کہا بیٹا تم صاحبزادی ہو ایسا نہو کہ کسی کے سامنے ذکر کر بیٹھو آج تک سوا
میرے کوئی آگاہ نہین وزیران سلطنت کو جنکو میری جان تک کا اختیار ہی بدون ان کی
صلاح کے کوئی کام نہین ہوتا لیکن حال لوح سی مین نے انکو بھی محروم رکھا ملکہ آزاد یہ سنکر
رونے لگین کہا کیون باباجان مین آپکی دشمن ہون جسمین آپکی جان کا خون ہو اس لفظ کو
منھ سی نکالون آپ مجھے اپنے ہاتھ سی قتل کرڈالیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن بطلیموس
نے کہا تمھاری دایہ اسرار شعلہ زن جسنے تمکو پرورش کیا صرف وہ جانتی ہی یہان سی بارہ کوس
پر ایک صحرا ہی صحرا مین ایک جھیل ہی جب وہ مچھلی بنکر جھیل مین گرے اندر اسکے ایک قصر ہے
اس قصر کو قصر زمرد نگار کہتی ہین اس قصر مین ایک پنجرا لٹکا ہی قفس مین ایک طائر خوشرنگ ہی
اس طائر کے سینے مین لوح ہی اسرار شعلہ زن آنی بڑی خیرخواہ اسکو تون تسخیر کریگا وہ طلسم
کشا کو قصر زمرد نگار تک پہونچائے لیکن ایک مقدمہ مین بہت حیران ہون نخل جادو نے
مجھکو خبر دی ہی کہ صحراے ویران سے طلسم کشا غائب ہوگیا ملازمون نے ہر جاکر کل صحرا کو چھان
ڈالا مگر کہین طلسم کشا کا پتہ نہین ملتا مجھکو بڑا تردد ہی ملکہ نے کہا اے والد نامدار جو کوئی طلسم کشا
دیکھا ہوگا مین آرام سے نہ بیٹھون گی اب تلاش مین نکلونگی بطلیموس جادو نے بہت سمجھایا
اے فرزند مین نے تمکو مطمئن کر دیا تم اس مقدمہ مین کچھ کد و کاوش نہ کرو خود طلسم کشا مل
جائیگا ملکہ آزاد باپ سے رخصت ہوکر باغ مین آئین سب احوال صاحبقران سی بیان کیا
کہا اے شہریار ذی امان بہت سخت مزاج ہین اور خیرخواہ سلطنت ہین جب وہ شریک ہون
لوح تک رسائی ہو اور کسی طرح لوح نہین ملسکتی ہین سمجھی تھی میری کوشش کا کام ہوگا

امیر نے فرمایا صاحب آپنے بڑا احسان کیا کہ اس صحرای وحشت خیز سے اس مکان فرحت
بخش مین پہونچے کنیزین تو حیلے سے کام کے ہٹ گیئن ملکہ آزاد نے فرمایا آپکا اقبال کہ
سنبل دہ امدار نے آپکو صحرای وحشت خیز مین پھینسا دیا تھا مگر آپکی خدا نے آپکو بچایا جب امیر نے
باصرار نام پوچھا ملکہ نے رو رو کر بیان کیا ای شہریار اپنا نام کیا بتاؤن لیکن اب چھپانا بھی ممکن نہین
مراد میری یہ ہی کہ آپنے اس طلسم پر کیون قصد کیا یہ تمام پرخار ہی آپکی جستجو بیکار ہی یہ کنیز بادشاہ
بطلیموس طلسم کی بیٹی ہی آپکو صحراے ویران سے اٹھا لائی حال آپکا سنکر مجھکو تردد ہوا ہ
آپ کے واسطے یہ اہی کہ جبتک جی چاہے اس باغ مین تشریف رکھیے اس باغ مین بند
بیگانہ بھی نہین ہے سات سو کنیزین میری ملازم خیرخواہ اس باغ مین رہتی ہین یقین
یہی ہی کہ آپکا حال کوئی ظاہر نکریگی بادشاہ کو اس مقدمہ سے ماہر نکریگی جب آپکا جی گھبرا
مین بیرون طلسم آپکو پہونچا دونگی صاحبقران نے فرمایا ای جان بخش حقیقت مین تم نے
جان بخشی کی اس صحرای ویران سے اٹھالائین لیکن بدون حصول مطلب طلسم سے انکا
مناسب نہین برجیس تاجدار جتنے خداوندان باطل ہین اون سبکے پاس ہو آیا وہ بیچیا
جواب دیتے کچھ سخت وسست کہدیا اسکا بیٹا مریخ تیغزن اسی طلسم مین قید ہی مین اس
وعدہ کرکے آیا ہون کہ تیری بیٹے کو چھڑا کر لاتا ہون سات لاکھ بندگان خدا دائرہ اسلام میں
آئینگے اگر مین خالی پلٹا تو اسکو کیا جواب دونگا یا تو اپنی جان دونگا یا اس طلسم کو فتح کرونگا یہ بات
سنکر ملکہ کی رنگت متغیر ہو گئی کہا ای شہریار لوح اس طلسم کی معدوم ہی شاید بادشاہ کو معلوم ہی خو
تشریف رکھیں مین خود جاکر باپ سے دریافت کرونگی جو کوشش میرے اختیار مین ہی اس سے گرد
تابی نہوگی ملکہ آزاد صنوبر قد نے ایک کمرہ مین لاکر صاحبقران کو رکھا سب کنیزونکو سمجھا د
خبردار حال صاحبقران عالیوقار کسی پر ظاہر نہونے پائے بعد کئی دن کے ملکہ نے صاحبقران
سے کہا اب مین خدمت مین والد کی جاتی ہون احوال لوح دریافت کرکے آتی ہون چند
کنیزین خدمتمین صاحبقران کے چھوڑ دین کہدیا خبردار کوئی ملال نہ پہونچے یہ کہکر روانہ ہو گئین بہ
بادشاہ محل مین بیٹھے تھے کہ آزاد صنوبر قد نے آکر بادشاہ سے ملاقات کی بجوش عشق صاحبقران ز
ضبط نہو سکا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگین بطلیموس نے پوچھا کیون بیٹا خیر تو ہے

ٹیون کی زرہ لاکھون روپیہ کا جواہر اسمین رضب ہو باشتیاق اسکو ملاحظہ کر رہی ہین اور
تھوڑی دور آگے بڑھی تھین کہ خود سر ملا اسکو جو اٹھا کر دیکھا اسپر بھی نام صاحبقران کا کھدا
تھا کہین جوشن پڑے دیکھے آنکھون سے آنسو جاری ایک جانب چار آئینے پڑے دیکھے حیران ہوکر
وہ بھی اٹھا لیے ایک مقام پر تلوار دیکھی ایک جگہ پر تیر و کمان و خنجر پایا اب تو ہوش اڑ گئے جی
مین کہتی ہین ای آزاد غضب ہوا کسی نے شاید امیر کو مار ڈالا لیکن اگر کوئی قتل کرتا یہ اشیاء
اور وہ کیون چھوڑتا اس فکر مین جاتی تھین کہ قریب اس ٹیکرے کے پہونچین دیکھا نصف
جسم ریت مین نصف بیرون زمین دھوپ مین پٹ رہی ہو آزاد گھبرا کر بیٹھ گئین دست
از مین سے ریت ہٹانا شروع کی اب جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی چہرہ گرد آلود ذرے عارض
پر چمک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین حیران جمال و محو دیدار
ہوگئین بیتک تو انتہا کی تھین سر لیکر زانو پر رکھا صاحبقران بیہوش ہوگئے تھے پانی تو اس
مقام پر ممکن نہین کہ حلق مین ٹپکائین آنکھون سے آنسو جاری ہوے جب اسپر بھی صاحبقران کو
ہوش نہ آیا صاحبقران کے ہونٹھ نیلے ہورہے ہین یہ تو یقین کامل ہو کہ پیاس کی شدت ہے یہ
ل کیا ہو فوراً ایک تخت تیار کیا اسپر صاحبقران کو سوار کرلیا کل ہتھیار بھی اسپر رکھ لیے اور
پ بھی سوار ہوئین تخت کو اڑاتی ہوئی چلین حال زار پر صاحبقران کے آنسو ٹپکتے ہوگے
ھی خیال آتا ہو کہ خدا نخواستہ شدت عطش سے دشمنون کا دم نہ نکلجائے دیکھین کیونکر ہوش
ے سنبل وامدار نے بڑا فتور کیا اس صحراے ویران مین پھینکا اگر چند ساعت اور نہ پہونچتی
قیامت تھی یہان باغ مین سب کنیزین چرچے کر رہی ہین کہ ملکہ آزاد نہایت پریشان تھین
ہین معلوم کہان تشریف لیگئین سب نے دیکھا تخت اڑا ہوا آتا ہو ایک جوان رشک یوسف
ان بیہوش پڑا ہوا ہو ملکہ بہ نگاہ حسرت اسے دیکھ رہی ہین کہ تخت آکر اترا ملکہ آزاد نے بارہ
ہین لا کر صاحبقران کو چھپر کھٹ پر لٹایا آپ بیٹھکر مگس رانی کرنے لگین تلوے سہلائے پانی
ت مین ٹپکایا جب امیر نے آنکھ کھولی اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر
تیر و خو شنگو نگاہین چھریان کٹاریان خنجر ابرو براے خونریزی عاشقان تیار ہین آہوان چشم
ک وہ ہوشیار ہین صاحبقران اٹھ بیٹھے گرد کنیزین تھین ملکہ نے شرما کر سر کو جھکا لیا

جاتے ہین عالم بالا کو جو نالے سیدھے	ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
وین دو دنیا کی عبث فکر ہی تجھکو آتش	وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ایک ہمراز نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو اسقدر پریشانی ہی تو کنیزین جائین انکو بلا کر یہان لے آئین ملکہ آزاد نے کہا صاحبو وہ سردار جلیل داماد نوشیروان شوہر مہر نگار ہین بلا وجہ کبھی نہ آئینگے یہ میرا دل قبول نہین کرتا مجھے تو اور کچھ واسطہ نہین صرف دیکھ لینا چاہتی ہون کہ سنبل نے میرے سامنے جال پھیلایا یا اسکا کہنا سچ ہی مین برای گشت جاتی ہون کنیزون نے چاہا تیاری کرین ملکہ آزاد صنوبر قد نے کہا مین اکیلی جاؤنگی یہ کہکر ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین طرف صحرای ویران کے یکہ و تنہا چلین یہان صاحبقران صبح کا وقت ہی تھوڑی دیر ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے اب ایک جانب چلے دن جو چڑھا آفتاب گرم ہونیلگا بونڈا گرد کے اٹھے دھوپ بڑھنے لگی جب جھونکا ہوا کا چلا معلوم ہوا منھ پھنک گیا پیاس معلوم ہونے لگی قوت نے جواب دیا دس قدم چلے پھر کسی مقام پر بیٹھ گئے پر میدان دھوپ کی شدت آفتاب کی حدت زرہ جسم مین پھنکنے لگی کڑیان چنگاریان بنگئین آخر گھبرا کر صاحبقران نے زرہ اتاری ایک سمت پھینکدی خود سر سے اتارا وہ بھی ایک جانب پھینکدیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اڑتی ہوئین چہرے پر زردی ہونٹھون پر پپڑیان جمی ہوئین تھوڑی دور جا کر تلوار بھی پھینکدی تیر و کمان ایک طرف ڈالدی جستجو ہی اب مین دوڑ دھوپ کر رہی ہین ایک ٹیکرے کے برابر پہونچے وہان کسیقدر سایہ تھا صاحبقران کو غنیمت ہوا وہان جو بیٹھے زمین مین خنکی پائی ریت کو ہاتھ سے ہٹانے لگے جون جون ریت کو ہٹاتے ہین زمین ٹھنڈی نکلتی کوئی دو ہاتھ گڑھا جب بن چکا امیر نے بیقرار ہو کر اس سرد ریت پر منھ رکھدیا ہوا کا جھونکا جو زور سے چلا کرارہ اس ٹیکرے کا پھٹ پڑا نصف جسم امیر کا ریت مین چھپ گیا نصف ظاہر ہی لیکن ملکہ آزاد صنوبر قد جو تلاش مین امیر کے چلی تھین پھرتے پھرتے اس مقام آئین جہان کا سنبل نے پتہ دیا تھا وہان امیر کو نہ پایا اب خرامان ڈھونڈھتی ہوئی ہر ایک مقام پر دیکھا زرہ نہایت عمدہ پڑی ہی زرہ دوڑ کر اٹھائی خیال کر کے دیکھا تو اسپر نام صاحبقران کندہ ہی زرہ کو چھاتی سے لگا لیا جی مین کہتی ہی اے آزاد یہ کیا ہوا سونے چاندی

ذکر کیا تھا انھون نے کہا کہ ملکہ آزاد صنوبر قد سی بھی بیان کر دینا مین آپ سی عرض کرنے آئی
تھی اپنی کنیزون اور مصاحبون کو روانہ کیجیے ملکہ آزاد یہ خبر سنکر سُن ہو گئین سنبل تو روانہ ہوئی
آزاد صنوبر قد دل سے کہتی ہی کہ سنبل نے عجب پیچ و تاب سی یہ مقدمہ بیان کیا کہ دل پر
تاثیر ہوئی مصنف عرض کرتا ہی کہ عشق کا عجب نیرنگ ہی کسی جگہ موم کہین سنگ ہی ہر روز نئی
کیفیت ہی کہین ذکر سنکر ولولہ ہوتا ہی کہین آنکھونکی نظارے سے آگ لگتی ہی بقول شاعر قطعہ نہ
تنہا عشق از دیدار خیزد ✦ بسا کین دولت از گفتار خیزد ✦ در آید جلوۂ حسن از رہ گوش ✦
ز جان آرام رباید ز دل ہوش ✦ ز دیدن ہیچ اثرے در میانہ ✦ کند عاشق کسا نرا غائبانہ ✦
سنبل دلدار تو یہ مضمون بیان کرکے چلی گئی مگر آزاد صنوبر قد کی دمبدم وحشت بڑھتی جاتی
ہے دل مشتاق جمال روے زیبا آنکھین آرزوے دید فرحت آثار رکھتی ہین دلکو دھڑکن جگر
کی پھڑکن زیادہ ہوتی جاتی ہی کبھی گھبرا کے اوٹھی سیر گلشن کا ارادہ کیا گل و بلبل کو جو ایک جگہ
دیکھا رشک پیدا ہوا کہ ہاے کیا ستم ہے کہ اپنے معشوق سی قریب ہی یہ ہجران دیدہ بے نصیب
ہی کبھی گھبرا کر یکبارہ اوٹھی

نظم

دل مین ساکن ہے خیال اک بت ذی پروا کا ✦ آشیانہ مری دیرانہ مین ہے عنقا کا
جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا ✦ نور ہے دست مسیحا مین کف موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک ✦ حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور ✦ دست دلدار مین عالم ہے ید بیضا کا
وہ تو خورشید ہی اٹھے جو گلستان مین نقاب ✦ چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سی بھلا ✦ جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گل و میوہ سی رکھ خاطر جمع ✦ مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگس میگون کا خیال ✦ گنبد قبر مین ہی جوش خم صہبا کا
عشق مے یہ ہی کہ دم میرا خفا ہوتا ہے ✦ گھونٹتا ہی جو کوئی مست گلا مینا کا
بار مژگان مین جو یون جوش یہ ہی سیل سرشک ✦ تشنہ لب گیا کوئی کانٹا ہی کسی صحرا کا
دیکھتے ہی ترے ہاتھونکو ہوا دیوانہ ✦ ید بیضا سی ہوا ہی یہ خلل سودا کا

وکنیز منے ملکہ بر جستجوے تمام فکر طلسم کشائی دل سے نکال دی بادشاہ نے سوچکر کہا ای سنبل وا ہدا
مین اور بھی فکر کرون گا میرے طلسم کی کوئی لوح نہین پا سکتا ہر چند کہ صاحب اسم اعظم ہو
بڑی جلالت ہے مگر تمنے اور اصلاح نے مبہوت تو کردیا لیکن اسوقت کچھ فکر و تدبیر کرنا اس کا
واجب و لازم ہے شب کو کاہن طلسم آ اور مکرر یہی بیان کیا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے طلسم ہزار ایسے
ایسا طلسم اسی شخص نے فتح کیا دیوان قاف کو جاکر اسی نے مارا ملکہ آسمان پری کے ساتھ
شادی کی پرادۂ دنیا مین اگر نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی برجیس تاجدار اس جوان
کو لایا ہے تو جو یہان سے پلٹنا محل مین جانا صاحبزادی ہماری ملکہ آزاد صنوبر قد کہ گشت طلسم
انھین کے متعلق ہے یہ سب حال ان سے بیان کردینا کہنا اپنی کنیزون کو بھیجیے وہ جاکر دام مکر کا
پھیلا ئین اسم اعظم بھلا ئین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سنبل پلٹکر محل مین آئی ملکہ آزاد
صنوبر قد اپنی صحبت مین جلوہ فرما ہین بارہ سے کنیزان مرصع پوش حاضر خدمت یفصد رجبہ
مین گا ئینین حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا سنبل نے آکر سلام کیا آزاد نے خود پوچھا
کیون سنبل ہمنے سنا ہے کوئی شخص طلسم مین آیا اصلاح تاجدار گرفتار نہین کرسکے تمنے کیا
سنبل بیٹھ گئی کہا واری کیا عرض کرون بڑے غضب کا عہدہ میرے سپرد ہے اکثر طلسم کشائی
بڑے بڑے کاہن نجومی حکیم ندیم آئے انکو گرفتار کرلیا پہلو مین مجکو ضرور بیٹھنا پڑا یہ جوان جو
اصلاح تاجدار جو عاجز ہوگئے کہ میری طرف پھینکا مین نے وہ صورت بنائی تھی کہ عا
ہوا کیا کہون ملکہ عالم کیا حسین و جمیل ہے میرے ساتھ اسکی گرمیان مینو اپنی کو محجوب بنایا
مین دم دیتی تھی یہانتک اشتیاق بڑھا یا کہ نکاح ہوا شب کو اس شخص کے حرکات دیکھ
سے یہی دل چاہتا تھا کہ اسکے ساتھ مکر نہ کرون لیکن یہ خیال آیا کہ کل ساکنان طلسم قتل
جاوینگے جرات کا اس شخص کا یہ حال ہے کہ جب میرا حال کھلا اسوقت اس جوان کو غصہ آیا
مین نے آواز دی سہراب و کمخواب و عتاب و سرخاب چارون جادوگر وہ صورتین
ہیبت ناک بناکر آئے کہ اگر رستم ہوتا تو پیرزال بن جاتا مگر اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا
سہراب کو ایک طمانچہ ماردیا سر اسکا جنر گردن سے اڑگیا مین تو طبقۂ زمین کا لنگر بھاگی ا
وہ صحرای ویران مین ہے افسوس کرتی ہون کہ بڑی تکلیف ہوپہنچیگی آپ کے والد

ہمراہ اٹھے اس کمرے مین آئے جہان چھپر کھٹ بچھا ہو ملکہ نے دروازہ بند کر دیا روشنی
وہان کی گل کی امیر نے کہا بھی کہ ملکہ اندھیری مین دم گھبرایگا وہ کہتی ہو اے شہریار افسوس
وقت فراق قریب آگیا جب صاحبقران چھپر کھٹ پر آئے وہ نازنین پاس آکر بیٹھی اختلاط
ظاہری ہونیلگا جب امیر مطلب اصلی کی طرف متوجہ ہوے اس نازنین نے دوپٹہ سے منہ چھپالیا
کہتی جاتی ہو یا صاحبقران منہ میرا بند رہنے دو امیر نے جوش محبت مین اسکا منہ کھول
دیا اب جو دیکھا ایک عورت سیہ فام آنکھون مین گڑھے پڑے ہوے چہرے پر جھریان جن کو
سطور مکاری کہنا چاہیے ہڈیون کا ڈھانچہ گوشت کا جسم مین نام نہین امیر نے فرمایا ارے تو کون یہ
کہکر چاہا ایک گھونسہ مارون اسنے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑ کر اپنے کو تڑپ کر چھپر کھٹ سے گرا دیا اور
ایک چیخ ماری کہ یارو اس جوان کو لینا چارون کونون سے چار جادوگر دھڑ دھڑ کا مار کر نکلے ایک
نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑگیا اندھیرا ہوا
سب دفعتاً باغ کے جلنے لگے ہر طرف سے صدای گریہ و زاری بلند ہوئی عرصۂ دراز تک یہی ہنگامہ
رہا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا صحرای ہولخیز وحشت انگیز کانٹونکا جنگل
مقام مہمل صاحبقران اس معرکے سے حیران کمال ہین کہ مین کہان تھا کہان آگیا کس عیش
و عیش مین مصروف تھا وہ سامان عیش و عیش یون مٹا اپنے حالات اصلی صاحبقران کو بالکل
فراموش ہین حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہین یہ معاملہ یہ ہے کہ سنبل دامدار جسکے ساتھ عقد
صاحبقران کا ہوا مکارہ غدارہ فکر مین تھی کہ اسم اعظم صاحبقران کسی طور سے بند کیا جائے
جب یہ نہ ممکن ہوا صبح کو سنبل دامدار خدمت مین بطلیموس جادو کی آئی کہ جو بادشاہ طلسم بطلیموس
ہے آکر عرض کی اے شہریار طلسم کشا کو مبہوت تو کر دیا اپنے حالات اصلی کو بھولے ہوئے ہے طلسم کشائی
کی فکر نہین لیکن سہراب جادو مارا گیا اگر وصل انکا اس کنیز سے ہو جاتا تو اسم اعظم فراموش ہو جاتا
لیکن طلسم کشا نے مجھے دیکھ لیا انھون نے صدہا طلسم فتح کیے ہین چارون جادوگر وقت پر پہونچے سہراب
جادو جارا حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا اب حمزہ صحرای ویران مین ہے اگر کوئی تدبیر ہو جائے تو گرفتار ہو جانا انسان
ہے اگر حمزہ کو ہوش آگیا تو فتاحی طلسم کی تدبیر ہونے لگے گی اگر حمزہ مجھ تک پہونچا اور پنجہ اسکا مجھپر
قابض ہوا پھر طلسم نہ بچیگا بہت جلد تدبیر کیجیے یہ تو سرکار کو بخوبی ثابت ہے کہ اصلاح تاجدار

ہے تاجدار نے چلتے چلتے اس نازنین سے کہا تجھکو مناسب یہ ہے کہ خدمتگذاری مین صاحبقران کی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا اس نازنین نے کہا حضور خاطر جمع رکھین بہت لطف سے خاطرداری کرو وہ تاجدار تو یہ باتین کرکے چلا گیا وہ نازنین خاطرداری کرنے لگی کبھی پہلو سے پہلو ملاکر بیٹھتی کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیا اگر امیر نے اسکا بدلہ لیا نازنین ہنس دیتی ہے کہتی ہے گھبرائیے نہین شب قریب ہے اتنے مین آپ کی خدمتگزار ہون جب دن گذر اگل آفتاب مرجھایا شاخ کہکشان سے گرا داخل باغ مغرب ہوا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون پر بصد تجمل جلوہ فرما ہوا نازنین نے سامان روشنی کا کرایا ایک کمرے کو خوب آراستہ کیا آپ مسند پر آکر بیٹھی صاحبقران کے پہلو مین بیٹھی باتین کررہی ہے شراب کا چرچا دمبدم ہوتا ہے ایک گائن کو اشارہ کیا کچھہ گاؤ اس نازنین نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی ۔

غزل

جبکہ رسوا ہوئے انکار ہے ہیچ باتین کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقاتین کیا

کوئی اندھا ہے تجھے ماہ کہے اے خورشید
فرق ہوتا نہین انسان سے دن راتین کیا

یار نے وعدۂ فردا ای قیامت تو کیا
تنگ ہے اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بتخانے کو جاتا ہے کوئی کعبے کو
پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھاتین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر
بوسہ یا گالی ملیگا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوگئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اس سے
تو نے کیفیت اٹھائی ہے خرابات مین کیا

یہ غزل سنکر صاحبقران کو اور بھی جوش محبت ہوا دو پہر شب گذر چکی تھی نازنین دمبدم دیتی جاتی ہے کہتی ہے آپ سلطنت کیون قبول نہین کرتے سب شہر والے آپکی مشتاق ہین انہنے کہا اسمین باعث ہے میرے لشکر مین تاجدار نواسے بادشاہ نوشیروان کے تخت پر جلوہ فرما ہین یہ کہکر صاحبقران اس نازنین کا ہاتھ تھام کر اٹھے نازنین نے کہا ملازمون کو ہٹوا دیجئے امیر نے کہا رہنے دو سب سردار اس تاجدار کے بیٹھے ہین کہ امیر اس نازنین کے

میرے مقام تک تشریف لائے شب کو بھی یہی چرچا تھا کنیزون سے پوچھیے مین نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین خدمت امیر مین جاؤن مگر یہ بھی خیال تھا کہ حضور مجھے نہین پہچانتے شاید میرا حاضر ہونا خلاف ہو اب تو مین نے بڑا مرتبہ پایا صاحبقران نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے تمھارے جدائی نہو تمھارا طریقہ بہت پسند آیا انشاء اللہ اب تو ہم اس مقام پر فروکش ہین یقین ہے عرصہ تک رہنا ہو ہم روز آئینگے اس نازنین نے پکار کر کہا مہمان عزیز کے واسطے شراب وکباب لاؤ کنیزین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین اس مہ جبین نے جام لبریز کیا پنجہ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہے صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہے ہم شراب کیونکر پئین نازنین نے کہا مطیع اسلام ہون اب تو صاحبقران نے جام نوش کیا ہنس ہنسکر باتین کر رہی ہین کہ کنیزون نے بڑھکر عرض کی اصلاح تاجدار تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا کہ اصلاح کون اس نازنین نے کہا جن صاحب نے آپکو مہمان کیا ہے وہ نازنین واسطے استقبال کے اٹھی اور مسکرا کر کہا ہمارے یہی مالک ہین صاحبقران نے کہا مین ہٹ جاؤن اسنے کہا نہین وہ بہت خوش ہونگے کہ ہمارے مہمان کی خاطر کی ای شہریار یہان مہمان نوازی کا بڑا چرچا ہے اسی وجہ سے مین نے کچھ خوف نہین کیا امیر بھی واسطے استقبال کے اٹھنے لگے نازنین نے منع کیا کہ آپ مہمان ہین تشریف رکھین مین استقبال کر کے لاتی ہون یہ کہکر وہ نازنین گئی تھوڑی دیر مین وہ نازنین اس تاجدار کے ساتھ آئی تاجدار نے آکر سلام کیا اور نازنین کی تعریفین کرنے لگا کہ ای سنبل دامدار تو نے مجھپر بڑا احسان کیا میرے مہمان کا دل بہلایا وہ تاجدار بھی آکر بیٹھا کنیزین باہر چلی گئین تاجدار نے کہا ای شہریار اگر یہ کنیز پسند ہو تو مین خدمت مین حاضر کرون جہان حضور کے اور اسباب عیش و نشاط ہین اسکی ذات سے بھی دل لگی رہیگی جو آپکے مذہب مین طریقہ شرعی ہے اسکے ساتھ عقد کیجیے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے پس تاجدار نے اسیوقت حکم کیا کہ قاضی کو بلاؤ دو مرد متبرک باریش سفید آکر حاضر ہوے ایجاب و قبول ہوکر صاحبقران کا عقد اس نازنین کیساتھ ہوا بعد عقد تاجدار نے عرض کی حضور یہین تشریف رکھینگے یا اپنی بارگاہ مین چلینگے امیر کو اسی اس نازنین کی خواہش تھی فرمایا آج اسی باغ مین رہینگے اصلاح تاجدار یہ مقام نہایت دلچسپ ہے یہان دل لگیگا اصلاح نے کہا بہت مناسب

اختیار ہی اس تاجدار نے پلٹ کر کارندون سے کہا کہ بارگاہ راحت پسند نکلوا کر لاؤ کارندے
گئے ایک بارگاہ عالیشان لیکر آئے بارگاہ پہلوی قلعہ مین استادہ ہوئی ملازمون کے
خیمے سراپردے درست ہو گئے بازارین آگئین سب سامان کرکے وہ تاجدار صاحبقران
بارگاہ مین لایا امیر کو مسند پر بٹھایا کہا اس مقام پر تشریف رکھین صاحبقران بیٹھے تاجدار
چلا گیا دیکھا امیر نے کہ چند ساقی بچے شراب و کباب لیکر حاضر ہوئے چند سردارون کو وہ
تاجدار چھوڑ گیا ہی جواہر بن عمرو و مقبل بھی باہر ہین اسی تاجدار کے سردار صاحبقران کو
گھیرے بیٹھے ہین حکایات و فسانہ ہای عجیب و غریب صاحبقران کے بہلانے کو بیان
کر رہے ہین شب اس عیش و نشاط مین گذری صبحکو ان سردارون نے عرض کی حضور
گھبرائے ہونگے برائے چند ساعت صحرا مین چلکر شکار کھیلئے صاحبقران نے کہا بسم اللہ
صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے اُن سردارون نے اشارہ کیا چند ملازم دوڑے
ہوئے گئے پہلے قراول میر شکار لیکر حاضر ہوئے صاحبقران ان سبکو ساتھ لیکر واسطے شکار
کے ایک صحرا مین آئے شکار کھیلتے کھیلتے دیکھا ایک آہو سامنے آیا امیر نے اسپر گھوڑا اٹھایا
وہ آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران پہلو نہین پاتے کہ تیر مارین وہ آہو جاتے جاتے
قریب ایک باغ کے پہونچا اس باغ مین آہو گھسگیا صاحبقران نے بھی غصے مین گھوڑا
دیا دیکھا باغ نہایت پر بہار ہی چمنستا مین جاکر آہو غائب ہو گیا امیر آہو کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے
چند روشین طے کی تھین کہ ایک طرف سے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا ایک طرف
سو آگے آکے ایک نازنین مہ جبین پشت پر چند کنیزان زرین پوش لباس فاخرہ زیب جسم
سب کے آگے نازنین ہی تاج کج سر پر رکھا ہوا دریای جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن
چمن پری پیکر سمن بر چہرہ رشک قمر نہایت ناز و ادا سے سامنے آئی جھککر سلام کیا بڑی نازسے نگاہ
ملائی اور مسکرا کر کہا آپنے مجھے سرفراز فرمایا آئیے تشریف لائیے آپکا سرفراز کرنا باعث فخر و افتخار ہوا باغ
مین تشریف لیچلیے چند ساعت بیٹھیے پھر آپکو اختیار ہی یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بڑے تکلف سے وہ نازنین
صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئی عرض کی کل سے کنیز نے سنا کہ صاحبقران زمان تشریف لائے ہین
نہایت مشتاق تھی یہی آرزو تھی کہ کسطور سے جاکر حضور سے ملون تقدیر نے رسائی کی کہ آپ

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا　　روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا
مٹائے سے کوئی مٹتا ہو باطلون کی حق　　پھرا اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہو نگہ کا تیر اے دل　　تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہونا تھا
رُلا تا شام و سحر کسطرح نہ طالع پست　　بلند سر سے مرے آبدیدہ ہونا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو　　غبار راہ غزال رمیدہ ہونا تھا
نہ آئی دامن دایہ مین نیند اے آتش　　وروں دامن خاک آرمیدہ ہونا تھا

صاحبقران یہ اشعار سنتے ہوئے مرکب کو مہمیز کیے ہوئے قریب کوہ بوقلمون پہونچے دیکھا تو ایک کوہ سر بفلک کشیدہ کسی مقام پر کوئی درہ نہین معلوم ہوتا صاف ظاہر ہی کہ راستہ بند ہے ایک مقام پر تختہ سنگ تھا امیر نے اسپر ہاتھ رکھکر اسم اعظم پڑھا پتھر گرا راستہ پیدا ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکر معہ اپنے ساتھ والون کے اس کوہ مین داخل ہوئے صحرای لالہ زار بیجبین تاجدار دیکھ رہا ہی اسکے ملازمون نے عرضکی جب ہمارا شاہزادہ گیا ہی درہ کوہ سے راستہ نہین ملا پہاڑ پر چڑھگیا اس پہاڑ پر جاکر اسطرف کو دوڑا یہ نیا معاملہ گذرا کہ صاحبقران کو راستہ ملا امیر اس درے کو طے کرتے ہوئے چلے آتے ہین مقبل وغیرہ ہمراہ ہین بعد چند ساعت کے پہاڑ سے صاحبقران باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا نخل ہر سبز و شاداب و ہوا لاجواب صاحبقران سیر دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا نہایت بلند و مرتفع صاحبقران قلعے کو دیکھتے ہوئے آتے تھے کہ اندر سے قلعے کے ایک تاجدار برآمد ہوا چالیس پچاس ہزار فوج پشت پر امیر کو دیکھکر پیادہ پا ہوا پیدل سامنے آیا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرضکی حضور نے غلام کو سرفراز کیا آپ لائق تخت و تاج ہین تخت پر سوار ہو جیئے اس ملک مین غدر رہتا ہی حضور کی عدالت سے عدل آیام ہوگا کل رئیسان شہر نے بھی پیغام دیا ہی کہ صاحبقران زمان ہمپر حاکم ہون صاحبقران نے کہا خدا امیر سے تاجدار کو سلامت رکھے مجھے تخت سے کوئی واسطہ نہین مین تخت پر نہ بیٹھونگا نہ تاج سر پر رکھونگا اس تاجدار نے عرضکی پھر شہر مین چلنا کیا ضرور ہی مین حضور کے اُترنے کا اسی مقام پر سامان کرون صاحبقران نے کہا بہتر

بھی ذکر نہ کیا عیار کو جواب دیا صاحبقران نے اکثر ہمین مہلت دی ہماری کہنے پر ہمنے
کی ہمنے بھی ان کو چالیس روز کی مہلت دی چالیس روز ہرگز طبل جنگی نہ بجیگا صاحبقران
جب یہ جواب پہونچا انتظام لشکر کیا مقبل کو ہمراہ لیا بارہ ہزار غلام اسکے ساتھ ہوئے جوا
بن عمرو عیار کو ساتھ لیکر صاحبقران برجیس تاجدار کے ساتھ چلے بعد قطع منازل
مراحل برجیس صاحبقران کو پہلے اپنے قلعہ مین لایا کئی روز صاحبقران کی دعوت
ایک روز شب کو صاحبقران نے فرمایا کل ہم طرف کوہ بوقلمون کے جائینگے برجیس قد
برگرپڑا کہا اے شہریار مین مسلمان ہوتا ہون حضور کی جرات و شوکت مجھپر ظاہر ہوئی آ
کا ارادہ نہ کرین امیر نے فرمایا یہ کبھی نہوگا سب رئیسان شہر بھی آکر حاضر ہوئے کہا اے
جو کوہ بوقلمون مین گیا پھر پلٹ کر نہ آیا صاحبقران نے فرمایا اگر حیات مستعار باقی ہے
چند دن کے اندر مریخ تیغ زن کو لیکر آئینگے اگر موت قریب آئی ہے تو مجبور و ناچار ہین صاحبقر
نے کسی کا کہنا نہ مانا جواہر بن عمرو و مقبل کو مع بارہ ہزار غلامون کے ساتھ لیکر جسوقت
برجیس نگار سے چلے ہر گلی و کوچہ سے صدائی گریہ و بکا آتی تھی صاحبقران سب کو سمجھا
شہر سے باہر نکلے اب اشقر دیو نژاد کو مہمیز کیا ملحوظ رہے کہ ہمراہیان صاحبقران ساتھ ہین
جواہر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے درمیان کے صحرا طے کیے بیچ
دوپہر کا وقت تھا کہ دشت لالہ زار مین پہونچے دیکھا لالہ زار بادل و اغدار کھلا ہوا تمام
سرخ ہو رہا ہے ہرچند دھوپ بہت تیزی پر ہے لیکن صحرا نہایت سرسبز و شاداب درختو
ہزارہا طائران زمزمہ سرا بیٹھے ہوئے کریاں کر رہے ہین جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا
پر پرواز پیدا کرکے اڑے تمام لشکر پر اپنا سایہ ڈالا بعض طائر پر کھول کھول کر صاحبقران
کے قریب آتے ہین ترنم سرائی کرکے نکلجاتے ہین بعض پھول پھول کر پہلوے گل مین جا
منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی آواز سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے

قدِ صنم سے اگر آفریدہ ہوتا تھا
نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کسقدر شانہ
ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا

نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامنِ یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

ایک تاجر نے آکر فریاد کی کہ یا خداوند آپ نے مجھے مال بےحساب دیا مگر اولاد نہین ہوتی سات
شادیان مین نے کین تصویر سنگی سے آواز آئی کہ جا تیری زوجہ اصلی حاملہ ہے وہ تاجر جو پلٹ کر
گھر پہونچا جا کر دیکھا کہ دائیان بلائی گئی ہین دردزہ مین زوجہ مبتلا ہے وہ تاجر کیونکر اعتقاد نہ
کرے لات پرستی چھوڑ کر ہفت پیکر پرست ہوا اوسکے یہان فرزند ہوا عقیل فہیم بہادر خوبصورت
اب اس لڑکے کو عطیہ خداوند کہتے ہین ایک شخص نے آکر فریاد کی کہ میرا فرزند غائب ہوگیا ہے
تصویر سنگی سے آواز آئی کہ فلان صحرا مین تیرا بیٹا پھر رہا ہے اس شخص نے جا کر اسی صحرا مین اپنے بیٹے
کو پایا حضور مین نے اپنی آنکھون سے کہ جو جسنے خواہش کی وہی اسکی آرزو پوری ہوگئی غلام جا کر
پہونچا سجدہ کیا فریاد کی کہ یا خداوند میرا فرزند دشت لالہ زار مین جا کر غائب ہوا توبہ کرتا ہون کہ اب
کبھی سرکشی نہ کرونگا بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ او بدجلیس تیرا فرزند غضب خداوندی مین
مبتلا ہوا ہم نے تجکو اپنے بندون سے جدا کیا عمر بھر اس مصیبت مین تو روئیگا تیرا بیٹا کبھی تجھے نہ
ملیگا پھر حکم ہوا اسکو ہماری عملداری سے نکالو غلام نے لاکھ فریاد کی کہ مگر اس سنگدل نے کچھ نہ
سنا مجکو نکلوا دیا حضور شداد و فرعون و نمرود و زبرجد شاہ سب بیحیائون کے پاس گیا
ہر ایک نے یہی جواب دیا تیرا بیٹا قہر خداوند ہفت پیکر مین مبتلا ہے ہم دخل نہین دے سکتے سات
برس ہوئے مجکو گشت کرتے اب حضور کا نام نامی سنا کہ آپ اپنے زمانے کے صاحبقران
و ادریس بیکسان ہین تمام عیش و راحت مجھے حرام ہے فرزند کی جستجو سے کام ہے حضور میرے
فرزند کو مجھسے ملا دین یا غلام کو قتل کرین اب بہت مجبور و ناچار ہون زندگی سے اپنی بیزار
ہون صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اس ہفت پیکر نے مجھے بھی بڑا صدمہ پہونچایا
ہے انشاءاللہ اسکی بھی سرکوبی کرونگا اب مین ضرور تمہارے ساتھ چلونگا یا تمہارے
فرزند کو تم سے ملاؤنگا یا اپنی جان دونگا وزرا امرا نے عرض کی اے شہریار لقا ایسے ظالم سے
مقابلہ ہے آپ کے جانے کے بعد قیامتین برپا کریگا طلسم ہوشربا کے ساحر بھی آتے ہین انکو کون روکے
یہ سنکر صاحبقران نے سیف ذوالیدین کو طلب کیا فرمایا سلیمان عنبرین موی کوہی کو
ایک نامہ لکھو مضمون یہ ہو کہ ہم برای کار ضروری جاتے ہین چالیس روز تک جنگ موقوف
عیار نامہ لیکر گیا ہاتھ مین سلیمان عنبرین موی کوہی کے دیا سلیمان نے لقا سے

اس بادشاہ کے ساتھ ہین وہ بھی سب بیٹھے امیر نے ساقی کو اشارہ کیا سب کو اسنے جام شراب دیا
جب اس بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اپنے مقام سے اٹھا تاج اتار کر مثل فریادیون
کے قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا عرض کی اے فریادرس بیکسان داد رس
اس حقیر کو برجیس تاجدار کہتے ہین خداوند ہفت پیکر کہ جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہین حقیقت
اے شہریار اسنے وہ عجائب وغرائب بہم قرار دیے ہین کہ جسکو دیکھکر عقل کو حیرانی ہے فراست حکما
سرگردانی ہے ساتون پہاڑون کی خبر رکھنا ہر ایک کے دل کا حال بتانا بعض مقام پر میلے بھی
ہین گروہ در گروہ آدمی جمع ہوتا ہے اس جاؤ مین آواز دیتا ہے کہ اتنے لات پرست اتنے سامری
و جمشید کے بندے اسقدر ہمارے بندے اس میلے مین موجود ہین اے شہریار جب کبھی شمار کیا تو
نہین پڑا کہان تک وہان کے عجائب وغرائب عرض کرون جب حضور کا داخلہ ہوگا تو حال
کھلجائیگا میرا قلعہ برجیس نگار طلسم ہفت پیکر سے کوئی کوس بھر واقع ہوا ہے مین بھی وہان
خراجگزار ہون میرے شہر مین کبھی کوئی ساحر نہین آیا پہلوان خراج لینے آتے تھے میرا فرزند
مریخ تیغزن نہایت جری بہادر صف شکن تیغزن تھا ایک پہلوان موسوم بہ خلخال بد
طینت ایک مرتبہ خراج لینے آیا کچھ کلمات غرور زبان سے کہے میرے فرزند سے تکرار ہوئی میرے فرزند
نے اسکو چیر کر پھینکدیا اور کہا ہم آج سے خراج نہ دینگے ساتھ والون کو خلخال کج طینت
مار کر بھگا دیا ان سبھون نے جاکر کوہ ہفت جوش پر فریاد کی آواز آئی جا کر اپنے مقام پر بیٹھ
سے اسکو اپنے قدمون سے ہمنے نکال دیا اس بلا مین وہ مبتلا ہوگا کہ اپنی جان سے بیزار ہوگا
شہریار اس امر کو تین دن گذرے تھے کہ میرا فرزند واسطے شکار کے گیا کسی نے ذکر کر دیا کہ دشت
لالہ زار مین جو کوہ بوقلمون ہے سنتے ہین کہ وہان بطلیموس حکیم نے طلسم بنایا ہے اس طلسم مین
مال بیحساب ہے جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا میرے فرزند نے
کہا کہ مین اپنے زمانے کا صاحبقران ہون مین ہی جاکر فتح کرونگا ہرچند وزرا امرا نے منع کیا
اور کہا بہلے جاکر اپنے والد سے دریافت کر لیجئے اسنے نہ مانا نہین معلوم کسطور سے دشت لالہ زار مین
گیا کوہ بوقلمون مین جاکر غائب ہوا ملازمون نے آکر مجھسے بیان کیا مین حضور روتا پیٹتا کوہ زبرجدی
پر گیا اس روز کوہ زبرجدی کے قریب میلہ تھا حضور اسکے عجائب وغرائب کیا بیان کرون

ابھی تک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا گذر نہین ہوا انشاء اللہ و اُحلہ خواجہ عمرو گزارش کرونگا
صاحبقران ئے جو اسوقت دربار مین سر اٹھایا بطور انجام طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران
نے دربار مین سناٹا پایا و دنگل نشینان بارگاہ ندارد جواہر بن عمرو کہ مقام پر خواجہ کے بیٹھا ہی
صاحبقران نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا قاسم ایسا شیر دل طلسم ہفت پیکر مین پہونچگیا اور
لندھور بھی ان کے ساتھ ہین خداوند ان کا حافظ ہو اول علمشاہ گئے وہ کیونکر نہ جاتے فرزند
نوجوان صاحب شوکت و شان بہادر بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ایسے فرزند کی جب
ہزنسی بیتاب ہو کر چلے گئے یہ غضب تو دیکھو کہ کسی نے ہمارا ساتھ نہ دیا ہمین یہان افسوس کرنے
وچھوڑا حذا خواجہ عمرو کو ہم تک پہونچائے طلسم ہوشربا سے انکو مہلت ملی یا لقا بھاگ کر جائے تو ہم
بھی وہان جائین ہم تو لقا کے تعاقب مین ہین یا تو اسن بچیا کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر
پہنچایا اس ہوس مین جان دی اس کلام حسرت انجام صاحبقران پر حاضرین وقت بھی
آب دیدہ ہوئے سمجھانے لگے کہ حضور سخن گن نجم و برہمن انشاء اللہ ضرور لقا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا
ان سب شیرون نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا ہے جا کر طلسم ہفت پیکر مین جو فرداً فرداً پہونچینگے اور
بندون کو فتح کرینگے طلسم مین غدر ہو جائیگا آپ کے فرزند رستم بموجب ارشاد خواجہ زادگان اصل
مین فتاح ہین حضور بھی ان منازل عجائب و غرائب کی سیاح ملکن خواجہ زادے بیان کرچکے
ہین کہ نصف طلسم آپ کے دست حق پرست سے فتح ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند عیار شاگردان خواجہ
عمرو نامدار حاضر ہوئے کہ عرض کی مشرق کی طرف سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی غلام جو واسطے تحقیق
کے گئے ایک بادشاہ عالی جاہ سیاہ پگڑی پہنے ہوئے تین لاکھ فوج پشت پر طریقے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہفت پیکر پرست ہے خود بھی پہلوان زبردست ہے حضور کے لشکر کی طرف آتا ہے
صاحبقران نے چند تاجدارون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اس بادشاہ کو باعزاز و اکرام استقبال کرکے
وُ چند شاہان عالی وقار و تاجداران نامدار برای استقبال گئے دیکھا ایک بادشاہ سیہ
نس پوچھا ہوا آتا ہے کہ والی غریبان و دستگیر بیکسان صاحبقران زمان
یان پر تشریف رکھتے مین کہ یہ تاجدار پہونچے اپنے ساتھ اس بادشاہ کو لیکر خدمتمین حاضر
صاحبقران کی ہوئے صاحبقران نے تعظیم کی اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی گئی سے پہلوان

ہان ساقی آفتاب طلعت
کر دے مجھے سرخوشی سے مدہوش
قربان ہے جان بھی قمر کی
اس نام پہ جان بھی فدا ہے
لکھتا ہے قمر نیا فسانہ

ہو شرب شراب مثل شربت
لطف مئے ناب جب اٹھایا
اس نام سے دل مین قوت آئی
ہم عاشق فکر مے تصنے ہین
جوش پہ فکر ہے دکھانا

نمیائی قلم ہو بر سر جوش
ساقی کوثر کا یاد آیا
آنکھون مین سرور آگیا ہے
یہ ناب خاص مصطفے ہین
چہرہ فتاحان طلسم شعبدہ باز ہے

وطے کنندگان مراحل نیرنگ سازی اس داستان جلالت عنوان کو قرطاس بیضا آقتباس سے
کلک سطوت نشیم سے یون تحریر فرماتے ہین قطعہ مغنی فغان کہ آمد بجان ؛ درین زیر نہ پردہ اسمان
درین پردہ آواز نالہ چونے ؛ باحوال جم یا باحوال کے ؛ ناظرین والا مقام بلند احتشام ان
مضامین خجستہ آئین سے بخوبی ماہر ہون سامعان رفیع مرتبت پر یہ احوال بتصریح ظاہر ہوا جو
حقیر عرض کرتا ہے بعد فتح طلسم ہوشربا و طلسم فتنہ نور افشان صاحبقران زمان ان معرکون
سے بخوبی مہلت نہ پا چکے تھے کہ لندھور و قاسم گرفتار ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے اور
اسکو سجدہ کیا کہ اب آگے بڑھکر ذکر کرونگا کہ صاحبقران کس حال مین ہین یہ ذکر طلسم
بطلیموس متعلقہ ہفت پیکر ہے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان اوائل
بارگاہ سلیمانی ہین جس روز سے کہ طلسم ہفت پیکر کا سلسلہ شروع ہوا جملہ فرزندان عالی قدر
و شاہان نامدار تدبیر فتح طلسم ہفت پیکر مین روانہ ہو گئے ذنگلون پر غاشیے پڑے ہین تخت
امیر دنگل پر سرنگون بیٹھے ہین ناظرین آگاہ ہونگے کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم و
ہند رستم زمان لندھور بن سعدان و دو فرزند دیگر مقید ہو کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے
ہفت پیکر کو سجدہ کیا چند عرصہ تک قاسم و لندھور داخل قصر عشرت رہے بعد چندے
ہفت پیکر کا حکم ہوا کہ قاسم و لندھور جا کر صاحبقران کو راہ راست پر لائین یہ دونو
شیر بجمعیت کثیر برائے مقابلہ صاحبقران روانہ ہو چکے ہین کہ ان سب کا ذکر طلسم ہفت
پیکر کی تحریر مین ظاہر ہوگا مقام ہفت پیکر طلسم وسیع ہے کیا تعجب ہے کہ طلسم ہفت پیکر ا
تحریر ہوا تو ناظرین والا مقام ہوشربا کو فراموش کرین عجب رنگ مین طلسم ہفت پیکر واقع
ہوا ہے منجملہ عجائب یہ ہے کہ سات پہاڑون پر ایک شخص خدائی کرتا ہے اور ہر مقام راز دل بتاتا

روانہ کردیا اور یہ بھی لکھا کہ کنیز نے جو شمار کیا تو میعاد اسد غازی تمام ہوئی اب سرکار اسکی قتل کا
ساماں کرین نامہ اسطرف گیا یہ داستان متعلق جلد چہارم ہے کیفیت افراسیاب و فکر و تدبیر قتل
اسد نامدار جلد پنجم جو حقیر نے لکھی ہے اس سے ناظرین کو بخوبی واضح ہوگا ملکہ مہرخ اس فتح کا
جشن ہفت روزہ ترتیب دیا ہے اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہین ان سبکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران زمان تشریف لیجانا طلسم بطلیموس مین و فتاحی طلسم مذکور از دست زبردست صاحبقران عالیوقار و دیگر حالات

متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے لطف میکشی ہے
ساقی اب لے خبر ہماری
مضمون شراب ناب لکھنا
اس فصل مین ہے شراب مستی
و صحبت رقص بادہ خواران
لسے یارون نے پھر جمائے
ساقی مہروش اب آیا
ساقی مہروش کو کوشش
زار طرب کا پھول ساقی
ب جوش مین سب کو ہوش آ کر
احسن ہے ساقی سمنبر
ناف یہ چاند ہے سحر کا
وال ابر کا رقسم ہو
طر کو ہو جوش جسکو پڑھ کر

میخانۂ دل مین مے بسی ہے
ناظم ملک سخن کے ہم ہین
ہر ذرہ کو آفتاب لکھنا
رندون کی ہے آج آمد آمد
ہے جوش یہ فصل ابر و باران
سب بادۂ عیش کی ہین طالب
پھر مژدہ میکشی سنایا
وہ ساقی آفتاب طلعت
ہے خوف نہو ملول ساقی
ساقی کے تو رند مے خون ریز
رنگ رخ صاف گل سے بہتر
اے ساقی خوش قد و گل اندام
کچھ حال طلسم بیش و کم ہو
ہر اہل نظر پڑھے فسانہ

ہر وقت ہے شغل بادہ خواری
رندون مین بھی صاحب کرم ہین
ہر وقت ہے شغل مے پرستی
اب ساقی مہ لقا کرے کہ
سب رند جھٹ جھپٹ کر آئے
ساقی کے ملینگے اب مطالب
ہو جام جہان نما کی گردش
خوش خلق و حسین و خوبصورت
رندان شراب نوش آئے
اس جلسے مین کسکی امتحان مین
شیدای کلام ہے قمر کا
دے بادۂ لالہ گون کا پھر جام
رنگین مضمون ہون سراسر
حاسد کو الم کا ہو بہانہ

و برفباری ہوئی اور بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مشہور جادو و بود مشہور کا مرنا گلگونہ
آگ برسادی ساٹھ ہزار ساحر مر کر گرے خواجہ نے حقہ ہای آتشبازی مارے یہ چار سو سردار
کھڑے تھے انھون نے بھی سنگریزے اٹھا اٹھا کے پھینکے باغبان نے گیند پھولون کا مارا
نے چند شاخین نخل کی توڑ کر پھینکین صدا فریاد فریاد کی ساحرون مین بلند ہوئی سب نے آواز
ہم آپکی اطاعت کرتے ہین مہرخ نے سب سردارون کو منع کیا کچھ ساحر دامن صحرا کو دامن
جان تھکے بھاگ گئے لاکھ ساحر مطیع اسلام ہوگئے چونکہ سب سردار تھکے ہوئے تھے بارگاہ
خیمے جو میمون کے ساتھ تھے اُسی مین سے ایک بارگاہ کلان مین آکر ملکہ مہرخ داخل ہوئی
گلگونہ نے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا اے گلگونہ اسوقت تمھارا آنا بہت
ہوا ہرچند کہ مہتر قران نے میمون کو مارا وہ ہم سب کو گرفتار کرکے لے چلا تھا مگر تین لاکھ
اسکے ساتھ تھے ان سے مقابلہ تھا یہ ذکر تھا کہ مہتر قران بھی آکر داخل بارگاہ ہوئے مہرخ
کو بڑا بھاری خلعت دیا کہا اے قران یہ عیاری کیونکر چلگئی قران نے کہا اول مین نے صحرا
جا کر طیران جادو کو زندہ درگور کیا جسکے سحر سے طائر آتا تھا تب میمون مارا گیا رات بھر
صحرا مین رہی صبحکو ملکہ مہرخ کو تخت پر سوار کیا سب سردار ساتھ ہو لئے نوبت نقارے بجا
طرف پشتہ رنگین حصار کے چلے یہان سب ملازمان ملکہ مہرخ جنکو میمون
مین گرفتار کر گیا تھا جب میمون مرا وہان یہان دھوان برطرف ہوا ہرکارون
کو خبر دی دیکھئے لشکر دشمن مین چہل پہل ہو رہی ہے دھوان برطرف ہو گیا حیرت نے
غضب ہوا یقین ہے کہ میمون مارا گیا جب تو اسکا سحر برطرف ہوا حیرت بیرون بارگاہ آ
لشکر اسلام مین دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین حیرت کے خیال مین آیا کہ شہنشاہ کو ایک نا
سب احوال مفصل معلوم ہو جائیگا اسی فکر مین تھی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین
گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر جملہ سردار گھیرے ہوئے ایک طرف سے آواز زنگ کی آ
خواجہ عمرو و برق و جانسوز و ضرغام و چالاک و قران چھون عیار شلنگین لگاتے
بڑی دھوم سے ملکہ مہرخ آکر داخل لشکر ہوئین حیرت کو ہرکارون نے خبر دی راہ مین
کو قران نے مارا حیرت نے منھ پیٹ لیا ایک نامہ کل مضمون کا لکھکر طرف افراسیاب

و قوت لڑائی کی باقی نہین کئی لاکھ ساحرون سے مقابلہ ہے دیکھین فلک کیا دکھائے کہ ملکہ مہرخ کو دیکھا
دی آمین کہا اے باغبان و بہار سب سردار ہمارے لڑتے لڑتے تھک گئے ہین لاکھ ساحرون
کر تھا لاکھ قتل ہوئے اور دو لاکھ اب بھی باقی ہین ہر چند کہ افسر کلان مارا گیا مگر شہور جادو سب
حال رہا ہے قریب ہے کہ ہمارے ساحر لڑتے لڑتے بیہوش ہو جائین ہو سکتا ہے کہ اٹھ کر نکلجائین
نہین تقاضا کرتی باغبان نے کہا میرا بھی یہی حال ہے بہار نے اپنے ہاتھ دکھائے کہ سحر
ے کرتے خون ٹپک رہا ہے مہرخ کو دیکھکر سب سردار اسی مقام پر آگئے ہر ایک کا یہی قول
کہ لڑتے لڑتے اب سحر کرنے کی طاقت نہین کیا عجب ہے لڑتے لڑتے گر پڑین ملکہ مہرخ نے
رداروں کو پریشان پایا بے قرار ہو کر دعا کی اے مالک بے نیاز و اے سمیع و بصیر تیری غیرت
ام ہے کہ ان بیحیاؤن کے سامنے سے بھاگ کر جائین برق و چالاک و ضرغام بھی آئے
ان نے بھی یہی عذر بیان کیا قضا را کار خواجہ عمرو و ملکہ گلگونہ رنگین پوش جو تخت کو
ئے ہوئے آتے تھے دو تین کوس سے بلوہ کی آواز کان مین آئی ملکہ گلگونہ نے کہا خواجہ کسی
م پر ساحر لڑ رہے ہین یہ کہکر گلگونہ نے اسی جانب تخت کو بڑھایا ایک پہاڑ پر آ کر تخت کو اتارا اب
اٹھا کر دیکھا ایک صحرا مین جنگ ہو رہی ہے ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ چار سو سردار مجبور و ناچار بجبر
رہے ہین ہاتھ سوجے ہوئے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شہور جادو آواز دے رہا ہے یارو
ے افسر کو مارا فلان گوشے مین سب جا کر ٹھہرے ہین بلوہ کر کے گرفتار کر لو دو لاکھ ساحر بلوہ
چلے گلگونہ نے کہا خواجہ نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ ہمارے سب سردار مجبور و ناچار ان
اتھون سے لڑ رہے ہین لیکن سحر مین وہ زور و شور نہین یہ کہکر ملکہ گلگونہ پہاڑ سے کودتی آئی
وہ کیا منم گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر ایک گولا مارا کئی سے سر اڑ گئے خواجہ نے ایک پہلو
ہلیں جتنے آتشبازی کے مارے کئی ہزار جادوگر جلگئے گلگونہ تڑپکر شہور کے مقابلے مین پہونچی
رنے ایک گولا مارا گلگونہ نے گولے کو کاٹا اور چند سنگریزے پھینکے کئی سو جادوگر
رے شہور نے اپنے کو بچایا تلوار کھینچکر ملکہ گلگونہ پر جا پڑا گلگونہ نے اپنے کو بچا کر ایک
بسا کیا کہ تلوار جو شہور کے ہاتھ مین تھی وہ گلگونہ کے ہاتھ مین آگئی وہی تلوار گلگونہ نے
سر کو تبا کر کمر پہ ہاتھ مارا شہور کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری

نگراؤ سکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی
نہایت دل کو مرغوب بوسہ خال مشکین کا
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی
فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گذری
بگولے کی طرح کس کس خوشی سے خاک اڑاتا ہون
سمجھتے ہین مرہم دل کی وہ کیا نافہم ناداں ہین
تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دہیان ہی کسکو
صبا کی طرح ہر اک غنچہ گل سے ہین لگ چلتے
زیارت ہو گی کعبہ کی یہی تعبیر ہی اسکی
پھنسا دیتا ہی مرغ دلکو دام زلف پیچان مین
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین
خدا کا گھر ہی بتخانہ ہمارا دل نہین آتش

الفتی ہین صفین گرد نہین جب پیمانہ آتا ہی
نہین ملک اپنی کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہی
گریبان پھاڑتا ہی تنگ جب دیوانہ آتا ہی
جو اشک آنکھون آتا ہی سو بیتابانہ آتا ہی
تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہی
حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہی
کسے اس انجمن مین یاد خلوتخانہ آتا ہی
محبت ہی سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہی
کبھی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہی
ہمارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہی
شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہی
مقام آشنا ہی یان نہین بیگانہ آتا ہی

چار سے سرداران نامی تین لاکھ سے لڑ رہی ہین چار سی سرداروں پر سب کا بلوہ ہی ملکہ بہار کا یہ حال ہی کہ سحر کرتے کرتے ہاتھ سے خون کے قطرات ٹپک رہی ہین رعد و برق سحر کرتے کرتے تھک کر سایے مین ایک نخل کے کھڑی ہین برق لامع کی تڑتڑ آواز پڑ گئی ہی سحر ہین کمی مزاج مین بر ہمی ملکہ ہلال سحر افگن انگشت نما ہوئی چمک مین سحر کرتے کرتے فرق آگیا سرخ موی کا کل کشا پریشان باغبان قدرت حیران بلوہ ساحرون کا کم نہین ہوتا ملکہ صرصر اسقدر لڑین ہزارون کو مارا چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین سردارون کو جو اپست دیکھا بدحواس و بیقرار ہو گئین بہار ایسی ساحرہ ہزارون کو دیوانہ کیا پھول برسا کر سیکڑون کو مارا اب ناچار ہو کر ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرین رنگ روشن جسم پر لپٹے خون کے جمے ہوئے کبھی سنگریزے اٹھا کر پھینک مارے پتھر برسا کر دس بیس مارے کبھی کسی درخت کی شاخ پھینک ماری جسپر پڑا جلکر خاک ہوا پھر اسکا پتہ نملا باغبان کی کلائیون جب لڑتے لڑتے ورم آگیا تلوار ٹیک کر قریب بہار کے آکر کھڑا ہوا پریشان ہو کر کہا اے ملکہ بہار یہ

ای میمون تخت منگوا ہماری بغلون مین ہاتھ دیکر اٹھا تخت پر سوار کر لے تیری ساتھ ہم چلینگے اور
افراسیاب معزول ہوئے تھے بادشاہ طلسم ہوشربا کیا میمون نے پلٹ کر کہا اری تخت لاؤ فوراً تخت
لا کر رکھا گیا سردارون نے پوچھا حضور آخر کی سطر مین کیا لکھا تھا جو چہرہ آپکا سرخ ہو گیا ہم دیکھتے ہین کہ
خوشی سے بند قبا سرکار کے ٹوٹے جاتے ہین میمون نے کہا یارو ایک ایک خدمتگار کو شہرون کا
بادشاہ کرونگا اصلی بات کیونکر کہون ایک افسر نے کہا ہم خیرخواہان دولت ہین آپ خوش ہوئے ہمین
بھی خوش کیجئے میمون ابلق سوار خوب ہنسا کہا بھائی نمک حرامی کا برا انجام ہے میان افراسیاب
معزول ہوئے اب سلطنت طلسم ہوشربا ہمکو ملی مگر مین ایک کام کرونگا لاچین کو قید سے چھڑا کر
اپنا وزیر کرونگا وہ بھی بیچارہ بے خطا ہے ابھی اسبات کو منہ سے نہ نکالنا یہ کہکر اشارہ کیا
سب صاحب ہٹ جائین جھولی شانے سے اتار کر الگ پھینکدی کہا اب مین اسباب سحر اپنے
پاس نہ رکھا کرونگا پریزادین لیکر آیا کرینگی یہ کہکر آستینین چڑھا مین پہلے واسطے سجدے کے
جھکا تصویر سنگی نے بایان ہاتھ اوسکی چٹیا پر ڈالا داہنا ہاتھ بلند کیا بائین ہاتھ سے جھٹکا مارا
میمون زمین پر گرا داہنے ہاتھ سے بغدہ مار کر نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران تصنیف مصنف
منم مہتر گرد میدان کین + ز عیاری من بلرزد زمین + منم مہتر ذی حشم نامدار + لقب گشت مہتر
قران ذوالفقار + میمون کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرنا میمون کا کہ ہنگامہ بلند ہوا آندھی سیاہ
اٹھی آگ برسنے لگی پتھر برسے مہتر قران اسی اندھیرے مین اٹھے جسکو بغدہ مارا کسی کا سر پھٹ گیا
کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا بغدے کا یہ رنگ ہے کہ اگر الٹا پڑ گیا تو سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اگر سیدھا پڑا
تو زمین پر آ کے بغدے نے بوسہ دیا اسطرح مہتر قران اڑتے ہوئے جاتے ہین کئی سے جادو
گرونکو مارا اکیس لاکھ ساتھ تھے سب بلوہ کر کے قران پر چلے جو رخ وبہار کو ہوش آیا برق لامع
کڑک کر اٹھی رعد نے ایک چیخ ماری کئی سو جوان چرخ کھا کر گرے ناک وکان سے خون جاری
مان نے جو بیٹے کی آواز سنی کڑک کر گری سبکے سر کاٹ کر آسمان پر چلی بہار نے بڑھکر ایک نخل سے
کچھ پھول کچھ پتے لیکر پھینک مارے صدہا دیوانے ہو گئے گریبان چاک کیے اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگے اپنے ہوش سے باہر ہین سر ٹکراتے پھراتے ہین جب جمال بیمثال بہار پر نگاہ پڑی اسی بیقراری
مین پکارتے ہین ای شہنشاہ خوبی ہماری عرض قبول ہووے نظم

اس مجمع عام میں آیا ملازموں نے بڑھکر گنواروں کو ہٹایا ڈھول اور جھانجھ جو بج رہی
اسے بھی موقوف کرایا اسقدر چڑھاوا چڑھا ہی کہ شیرینی و روپیہ کا انبار ہی زمیندار آپسمین
رہی مین وہ کہتا ہی میری یا سر حد ہی دوسرا کہتا ہی کہ میری سیر اسی مقام پر بھی کئی سال سی مین
بوجہ خشک سالی نہین بویا دوسرا کہتا ہی کہ یہ کھیت ہمارا ہی او بھائی یاد تو کرو کہ یہان نرگھا
ہمارے دادا نے اسکو پٹوایا تھا اہل بید والون سے دریافت کرو پرانے پرانے زمیندار بتا دینگے ملا
میمون وہ ابرلق سوار نے مار مار کر سبکو ہٹایا کہا یہ سب ہمارے مالک کا صدقہ ہی ارے نالا
مذہب سامری و جمشید مٹگیا تھا ہمارے آقا نے روشن کیا مسلمانون کو گرفتار کرکے لائے
یہ سحر مین ترقی ہو کہ کسیکی زبان مین سوزن بھی نہین دی عیاران اسلام بڑے مکار
غدار ہین جو عیار عیاری کرنے آیا سامری و جمشید کے حکم سے ایک طائر آگیا عیار کے ہوش
ہمارے آقا آگاہ ہو گئے تین عیارون کو پکڑلیا جو باقی ہین ان کی بھی تدبیر ہو جائیگی ضرور
عیاری کرنے آئینگے فوراً پکڑے جاینگے سب کو سمجھا کر ہٹایا سب ساحر پشت پر آکر کھڑے ہو
میمون ابلق سوار سب کے آگے بڑھا دیکھا تصویر سنگ سیاہ بیخ نخل کے برابر سے پیدا ہوئی
نصف جسم زیر زمین ہی کمر تک جسم برآمد ہوا ہی دونون ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے آنکھین
بڑی بڑی مگر گردش ندارد بہ قول شخصے آنکھین بھی پتھرا گئین دور سے میمون نے ڈنڈ
کی سر جھکایا جیسے ہی میمون نے آنکھ سے آنکھ ملائی آنکھین تصویر کی گردش کرنے لگین میم
ناز کیا کہا دیکھو صاحبو میرے آتے ہی آنکھون نے گردش کی اپنے بندے کی سرافرازی کی اب تصو
بایان ہاتھ اٹھا اشارے سے میمون کو قریب بلایا میمون سجدہ کرتا ہوا جیسے ہی قریب پہو
ہاتھ سے طرف بیخ نخل کے اشارہ کیا ساری فوج مین ہلڑ ہی کہ دیکھو صاحب ہمارا سردار کیا
مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تصویر سنگی سے اشارون مین باتین ہو رہی ہین بلند
میمون نے دیکھا ہاتھ کے نیچے ایک کاغذ پڑا ہی میمون نے کاغذ اٹھایا دیکھا بخط جلی مرقوم ہی ا
میمون ابلق سوار تو مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوا تجھ سے مذہب کو پھر روشن کر دیا
قدرت آسمان پر بلا لینگے اتو میمون نے مونچھون پر تاؤ پھیر کہا صاحبو دیکھو خدا نے مجھ پر مہربا
ہوئی سردارون نے کہا حضور ایک سطر اور باقی ہی اسے تو پڑھ دیجے اس سطر کو جو پڑھا لکھا

جاتا ہے مہتر قران نے کہا ذرا ٹھہرو جیسے ہی ساحر دو قدم چلا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی منہ کے
ل گرا بیہوش ہوا مہتر قران نے بغدہ نکالا پھر سوچا کہ اسکے مرنے کی اسکو خبر نہو جائے تو خرابی ہوگی
دہ سے زمین کھودی ساحر کو زندہ در گور کیا وہ سب طائر آنکھین بند کیے ہوئے جو درخت کے اوپر
ٹھے بیٹھے اسکے دفن ہوتے ہی زمین پر گر پڑے سب ماش کے آٹے کے بنے تھے مہتر قران نے وہ
ب بھی اٹھالی اپنے توبڑے مین رکھی اب ایک ساحر کی شکل بنے جست و خیز کرتے ہوئے چلے
ھا لشکر میمون کا جاتا ہے اسکے لشکر سے کوس بھر آگے بڑھ گئے لیکن میمون آگے آگے بہت سے افسر
ے ہوے جاتے تھے سب نے دیکھا ایک گانون کے قریب ایک نخل کلان ہے وہان ہزارون
ارون کا مجمع ہے ڈھول جھانجھ بج رہے ہین گنوار کچھ پھول ہار وغیرہ ہاتھ مین لیے دوڑے
تے ہین دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہے ایک افسر نے بڑھکر پوچھا یارو یہان کیا معرکہ ہے ایک گنوار
، کہا آج یہان اکالی کی مورت پیدا ہوئی ہے کمر تک پیدا ہو چکی پہلے فقط سر ظاہر ہوا تھا اب
رے گانون مین خوب آبادی ہوگی پتھر کی مورت خود بخود پیدا ہوئی زمین سے افسر یہ سنتے ہی
ڑا جا کر دیکھا حقیقت مین سنگ سیاہ کی مورت زمین سے پیدا ہوئی ہے کمر تک نکل چکی ہے افسر یہ
پھکر بھاگا آگے میمون ابلق سوار سے کہا حضور چلکر درشن کر لیجے زمین سے کالی کی مورت نکلی ہے
ن تو جانتا ہون کہ آپکی وجہ سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے آپنے مسلمانون کو گرفتار کیا نام سامری و
مشید روشن ہوا اس نام کو مسلمانون نے بالکل مٹا دیا تھا خاص آپکے واسطے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے
شن کرنا ضروری ہے میمون تخت پر سے کود پڑا کہا ہے شرابخوار جادو حقیقت مین نام سامری و
مشید مٹ چکا تھا مین نے پھر روشن کیا تو سچ کہتا ہے کئی سے ملک افراسیاب کے پامال ہوگئے ہر جگہ یہ
مجدین بن گئین اب مین ان قیدیون کو پہونچا کر جابجا پھر دیر بنواؤنگا تب نام سامری و
مشید اچھی طرح سے روشن ہوگا یہ کہکر اسی طرف چلا سب افسر بھی پیچھے پیچھے اشتیاق مین چلے میمون
ہ کہتا ہوا جاتا ہے صاحبو وہ کرامت ظاہر ہوئی ہے جو کبھی آجتک ظہور نہوا تھا کالی کی مورت کا ظاہر
ونا اب مذہب سامری کو رونق ہوگی اور تمام عالم مین مشہور ہوگا کہ فلان سر
مین پر سامری و جمشید نے ظہور فرمایا اپنے اور اپنے نائب کو
ی روانہ کیا ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ کالی جی مجھسے باتین کرین یہ کہتا ہوا

لہو کا اپنی مثل کوہکن اب مین پیاسا ہون
بلا سے مجھکو ایذا ہو پر ای جوش جنون پہونچے
گیا گو جان سے مین آہ سوز غم پر شکر کرتا ہون
گلو پر نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی
تعارف کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھ اپنی جان شیرین کو
شکار اپنے ہمای حسن کا شاید کہ کھیلیگا
بسر ہو جائیگی کمل کے سیاہی مین فقیرون کی
ابھی سیف بانسی ہون مین کار ذو الفقار آتش

مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
نہ تھا اندیشہ ای فرعون تجھے موسی کی حامی کا
مزا چکھتے ہین مر مر جان کنی کی تلخکامی کا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا
مبارک اہل دولت کو ہو نگیرہ تمامی کا
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

یہ سعر اس ساحر نے جو پڑھے قران نے کہا میان ساحر صاحب مین وزیر اعظم کا نوکر ہون آپ عشق دیکھکر ایسے بیقرار ہو گئے مگر مین معشوق مین تمہارے ہی پاس لاؤنگا کچھ مجھے نقدی دلوائیے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے آپ اس لشکر کے ساتھ ساتھ کیون جاتے ہین ساحر نے کہا میان صاحب مین میمون کی جان کا نگہبان ہون یہ طائر مین نے بنا کر بٹھا دیے ہین جو کوئی عیار اونکے ساتھ یا کسی دشمن کا ان کا سامنا ہوا مین کتاب دیکھا کرتا ہون فوراً طائر کو روانہ کرتا ہون وہ طائر انکو آگاہ کر دیتا ہے بہتر قران نے کہا اب مین آپسے صاف کہون پتہ تو مین معشوق کا لگا چکا معشوق نے پیغام بھی قبول کیا دیکھیے یہ خاصدان بھر کر گلوریان دی ہین کہ ہمارے چاہنے والے کو دینا ایک گلوری مین اپنا اگال بھی ڈال دیا ہے حقیقت مین وہ اگال ہے یا یاقوت احمر کے ٹکڑے ہین ساحر نے کہا وہ گلوری مین دیکھون قران نے کہا ہم بدنام ہو جائینگے ساحر منتین کرنے لگا کہ بھائی میرے دل کو تسکین ہوگی قران نے خاصدان کھولا سب گلوریوں مین چاندی کے ورق لگے ہوئے تھے ایک گلوری مین سونے کا ورق لگا تھا قران نے بتایا اسی مین اگال اس پری پیکر کا ہے ساحر نے اسی گلوری کو اٹھا لیا قران نے ہر چند کہا یہ گلوری نہ لو اس مین زہر سنکھیا ملی ہے کھاتے ہی مر جاؤگے ساحر نے کہا بھائی روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی یہ کہکر گلوری کھا گیا جیسے ہی پیک حلق سے اتری کہا بھائی کوئی مجھکو اٹھا

اور بغدہ پر امیمون نے پلٹ کر کہا ارے تو کون ہے یہ سنکر مہتر قران نے اشفاق کے سر پر بغدہ
مارا اسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا مہتر قران ساحرون کو مارتے ہوئے بھاگے مہتر قران نکل گئے
میمون نے کہا کیا ستم کا عیار ہے ہائے اشفاق کو مار گیا بھاگ کر مہتر قران صحرا مین آئے حیران
ہین کہ یہ طائر کیا چیز ہے ٹہلتے ہوئے طرف گوشہ صحرا کے چلے دور سے دیکھا ایک نخل پر ہزار دل
طائر بیٹھے ہین عقاب و باز عندلیبان خوشنوا آنکھین بند سر جھکائے بیٹھے ہین مہتر قران نے
ایک بلندی سے دیکھا ایک ساحر کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے جس نخل پر طائر بیٹھے
ہین وہ نخل بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہے مہتر قران نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ایک خواجہ سرا کی صورت بنکر تیار ہوئے پھولے پھولے گال شملہ سر پر اونچی کمر باندھے ہوئے
ایک کاغذ ہاتھ مین برابر سے اس ساحر کے نکلے پلٹ کر کہا بھائی صاحب آپ کہان جاتے
ہین ملاحظہ کتب کا بڑا شوق ہے اس ساحر نے سر اٹھا کر کہا میان صاحب تم کہان سے آتے ہو
کہان جانیکا ارادہ ہے مہتر قران نے کہا ایک بیگار ہے میان اریق صاحب ایک تو
شاہزادی پر عاشق ہوئے ہین ہمکو تصویر دی ہے کہ صاحب تصویر کو تلاش کرو صبح سے
پھر رہے ہین کہین پتہ نہین ملتا کوئی محلو ٹھین گئے یہ کہکر تصویر ساحر کے ہاتھ مین دی یہ بھی کہا
بھائی اگر اس صاحب تصویر کو تم جانتے ہو تو ہمین بتادو کہ اس گردش سے بچین ساحر نے جو تصویر
کھولا تصویر پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین نقاش نے ہر مقام پر لکھا ہے عذر
اسکے حسن و جمال کی کیا تصویر کھینچتا مین بروقت تصویر کشی عاجز ہو گیا ساحر نے جو تصویر کو
دیکھا ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ تھرکا کہا میان صاحب یہ تصویر کس معشوق
محبوب کی ہے مہتر قران نے کہا بھائی مین کیا جانون صبحکو مجھکو یہ تصویر دیدی کہا میری معشوق
جاکر ڈھونڈھ لاؤ پھرتے پھرتے میرے پاؤن تھک گئے ساحر نے کہا میان صاحب تم تلاش
کروگے قران نے کہا مین سب محلات مین جاؤنگا مجلسے کسکو عذر ہے سوار کراکے لیجاؤنگا اور
کسی نہین بلاؤنگا ساحر نے ہاتھ باندھکر کہا میان صاحب اس تصویر کو دیکھکر میری جان پر بنگئی کیونکہ
یہ عشق بلائے ناگہانی ہے میان مجنون کی مشہور کہانی ہے

نظم

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا | یہ لکھواتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

خدا بہ پشۂ گر وزز در می بخشد
خدا بہ بندۂ نادار سلطنت بخشد
خداست حافظ و ناصر بصورت و معنی
تفضلات الٰہی بخاص و عام رسد
غلام بارگہ ذات کبریا سایکہ
خدا بجانہ دوران بروز و شب گرداست
اگر تو بندۂ خلاق کبریا ہستی
غلام بارگہ شاہ دین و دنیا شو
بود ہمیشہ گنہگار در جہان ہندی

دہد مور خدایا بہ سلیمانی
کند بخاک عنایت کمال انسانی
خدا بظاہر و باطن کند نگہبانی
رسد بخلق بد و نیک فیض رحمانی
جبین صدق و ارادت بباب سبحانی
زمہر و ماہ منور دو شمع نورانی
بخاک عجز بنہ صبح و شام پیشانی
کہ حق کند بتو بخشش مقام سلطانی
امیدوار عنایات ذات ربانی

دعائین مانگ کر مہتر قران ایک ساحر زبردست کی صورت بنے منظور ہی کہ چلکر ایک
مارد و ایک فرمان افراسیاب تیار کر لیا سر نامے پر مہر افراسیاب تحریر لا جواب ثبت
دخیر کرتے ہوے داخل لشکر میمون ابلق سوار ہوے ایک ایک سے پوچھتے ہوی کہ میان مہر
کہان ہین سب نے کہا میان ساحر صاحب جو تخت پر سوار ہین وہی ہمارے تاج دار ہین مہتر قران
ہٹو ہٹو کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے اشفاق جادو سپہ سالار اسکا پایہ تخت پر ہا
رکھے باتین کرتا ہوا آتا ہی کہ مہتر قران نے سامنے جاکر سلام کیا کہا حضور ذرا تخت ٹھہرا
فرمان شہنشاہ لاے ہین اسکو ملاحظہ کر کے ہمین جواب دیجیے صحراے افتخار مین ہمارا
ہے حکم پہونچا کہ تمھین نامہ لیکر پاس میمون ابلق سوار کے جاؤ کہارون کو بہ نگاہ قہر و غضب
دیکھا کہا تخت زمین پر رکھدو ہم سوال و جواب کرین تب تخت کو اٹھانا کہارون نے تخت رکھا
مہتر قران نے ہاتھ مین نامہ دیا سر نامے پر مہر میمون نے مہر افراسیاب کی پائی چاہا نا
کو کھولون کہ آسمان پر فراٹا ہوا دیکھا ایک طائر آتا ہے جیسے ہی طائر کو دیکھا یا تو نامے کو
تھا یا طائر کو دیکھنے لگا مہتر قران حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا پایہ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے
کہ یہ پڑھنے مین مصروف ہو تو بغدہ مار دون طائر چشم زدن مین قریب آگیا سر پہ میمون کے چہرہ
آواز دی ای میمون یہ کاغذ نہ پڑھنا یہ شخص فرستادہ افراسیاب نہین ہی پڑھنے کو سر جھکا

کوچ کرتا ہون خدمت شاہ مین سب کو لیے جاتا ہون مین شاہ کا بھی کہنا نہ مانونگا اگر ان سب نے اطاعت کی بہتر ورنہ اسی وقت قتل کرونگا حیرت نے کہا تمھین بسامری و جمشید کے سپرد کیا اسی وقت کوچ کر جاؤ لیکن اپنے کو بہ تعجیل تا بہ باغ سیب پہونچانا میمون نے فوراً تخت آراستہ کرایا تخت پر سوار ہوا قیدیون کو لیکر چلا مہتر قران نامدار کہ درہ کوہ ان کا مقام ہی بیٹھے عیاری کر رہے ہین کہ چند راہگیر باتین کرتے ہوئے جلدی جاتے تھے کہ آج لشکر اسلام کا میمون ابلق سوار نے بالکل خاتمہ کردیا یہ سنکر مہتر قران گھبرائے ان راہگیرون سے پکار کر پوچھا بھائیو کیا ذکر کرتے تھے راہگیرون سب حال بیان کیا کہ میمون ابلق سوار نے مہرخ و بہار وغیرہ کو گرفتار کر کیا تین عیار بھی پکڑے گئے برق نے مار لیا ہوتا مگر میمون بڑا ہوشیار ہے برق و چالاک و ضرغام پکڑے گئے ابھی کوچ کرکے گیا ہے مردمان لشکر پہ سحر کردیا وہ سب دھوئین کے اندر بند ہین فریاد فریاد کر رہے ہین وہ سب سردارون کو لیگیا مہتر قران جو یہ حال مصیبت مآل سنا بیتاب ہوگئے اپنے مقام سے اٹھے ساحر کی شکل بنکر نکلے سامری و جمشید کا نام لیتے ہوئے تلاش مین لشکر میمون ابلق سوار کی جانب تھوڑی دور چلے تھی کہ صحرا اسی گرد اڑی میمون ابلق سوار تخت پر پشت پر ساحرون کا لشکر اپنے سردارون کو دیکھا کسی کی زبان مین سوزن نہین بیہوش ہوادارون پر پڑے ہوئے ہین ایک اڑایے پر برق و چالاک و ضرغام بھی پڑے ہوئے ہین آنکھین کھلی ہوئین ہاتھ پانون سحر سے بیکار مہتر قران کا قلب ہلگیا اہل اسلام کو اس مصیبت مین دیکھا بے اختیار رونے لگے دست دعا بدرگاہ خدا اٹھا دیے کہتے تھے اے کریم کارساز اے بندہ نواز ان غریبون پر رحم کر سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے بڑے افسوس کی بات ہے ہم زندہ رہین اور یہ سب گرفتار ہون تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے کوئی صورت انکی رہائی کی پیدا ہو تیری صفت کس زبان سے بیان کرین تو وحدہٗ لاشریک ہے یہی اعتقاد ٹھیک ہے نظم

خداست واحد و یکتا و بیمثال و وحید　　خداست ذات احد لاشریک و لاثانی
خداست حامی و مشکلکشا و راحت بخش　　بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بروح عطا کرد لطافت روحی　　خدا بجسم عطا کرد زور جسمانی

اور نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل کے تیغہ سر پر پڑا سر میمون کا زخمی ہوا میمون تو جناب کرنی آیا
سراپا سحر سے معمور اسی وجہ سے تیغے نے ادھ بانہ خم دیا گیر کہکر جواسنے دو ہتھر مارا ضرغام فریفتہ
گرا گرتے ہی آواز دی بھائی تم تو نکل جاؤ چالاک خدمتگار بنکر آیا تھا جب برق کی عیاری
بگڑی تو بڑھکر برق کو لیا چاہتا ہے بھاگ کر نکل جاؤں بارہ کوس کے گردے مین تلوار چل رہی
ہے جدھر جاتا ہے ادھر مجمع ساحران ہے کسی طرف سے نکلنے نہین پاتا میمون پکار رہا چلا آتا
ارے یہ خدمتگار جانے نہ پائے آخر ایک ساحر نے سحر کردیا چالاک لڑکھڑا کے گرا جادوگرون نے
چالاک و برق کو گرفتار کرلیا ضرغام بھی پھنسا اب تو میمون ابلق سوار بہت خوش ہو
کہتا ہے یارو عیار بڑے جانباز ہوتے ہین تینون نے اپنے کام کیسے مین ایسا ہوشیار
نہوتا تو انکو کیا گرفتار کرسکتا تھا ایک ارا پے پر تینون عیارون کو ڈال لیا گرد اسکے ساحر
گئے لیکن سر اٹھا کے دیکھا جنگ نہین موقوف ہوئی سردارون سے اپنے کہا دیکھو صاحب
افسرون کو مین نے بیہوش کیا ملکہ حیرت میری جانبازی کو دیکھ رہی ہین فوج بے سردار
لڑ رہی ہے جان دینے پر آمادہ ہی سب یہی چاہتے ہین کہ اپنے افسرون کو چھڑالین بھاگنا
ابھی تک ارادہ نہین لاکھون ہین کس کس گرفتار کرون افسرون کو تو تم لوگ اٹھا اٹھا کر
پر سوار کرلو مین لشکر والون کی بھی تدبیر کرتا ہون افسرون کو تو ساحرون نے عالم بیہوشی مین
اٹھا کے ہوا دار پر ڈالا میمون نے ہٹ کر سحر کیا ایک اندھی چلی مفوز سے ہی عرصہ
مین لشکر مسلمانان الگ ہو گیا ہزارون جانباز سر ٹکرا ٹکرا کر مرے آخر لشکر کفار سے الگ
ہوئے الگ ہونا تھا کہ اسنے سحر کیا ایک دھوان سب کے گرد چھا گیا سب کو اس طرح
بیکار کیا تین چار سے افسران نامی و تینون عیاران سب کو ارابے پر ڈال کے سامنے ملکہ حیرت
کے لایا عرض کی غلام نے عیارون کو بھی پکڑ لیا حضور برق نے غضب کی عیاری کی تھی
ایک نازنین کی شکل بنکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھ رہا تھا اگر مین نے سحر نہ کر رکھا ہوتا تو اس ظالم
نے مار لیا تھا حیرت نے کہا برق بلائے روزگار ہے لیکن اے میمون چند دن ہی کا
بنہ نہین اور مہتر قران بچا ہوا ہے مین حیران ہون کہ وہ تم کو کیونکر جانے دیگا اگر یہان نہ
منتقل کوچ کرو تو خرابی میمون ابلق سوار نے عرض کی حضور عیارون کی کیا حقیقت ہی میں

چاہا کہ جام پی جاوے کہ ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز دی اے میمون ابلق سوار کیا کرتا ہے یہ جام
مکار برق نامدار ہے یہ سنتے ہی میمون اٹھا قصد کیا سحر کرون برق نے دیکھا کہ کار از دست
رفتہ و تیر از کمان جستہ مطلب فوت ہوتا ہے خنجر کھینچکر نعرہ کیا فردم منم برق رفتار و خنجر گزار منم
بلکہ لیکن گران بر ہزار ہے یہ کہکر خنجر مارا میمون نے اشارہ کیا خنجر ہاتھ سے برق کے چھوٹ کر
کے گرا میمون نے پکار کر آواز دی کوئی حاضر ہے خدمتگار حاضر حاضر کہکر اندر آیا کہا حضور کیا
حکم ہوتا ہے میمون نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے رنگ و روغن بھی چہرے سے مین نے
اڑا دیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھا تھا مین ایسا ساحر زبردست نہوتا تو اسنے مار لیا تھا اسکی
مشکین باندھکر لیجاؤ کسی خیمے مین جاکر قید کردے خدمتگار نے چادر بچھا کر پشتارہ باندھا اور لیچلا
میمون ابلق سوار دل مین سوچا یہ بھی کوئی عیار نہو مین نے نام نہ پوچھا اس کے افسر کو ندریافت
کیا پکار کر آواز دی او خدمتگار ٹھہر جا یہ وہ وقت ہے کہ لشکر مین جابجا ابھی تلوار چل رہی ہے
ملازمان ملکہ مہرخ الجھے ہوے ہین سردار انکے جابجا جو بیہوش پڑے ہین چاہتے ہین انکو
بڑھکر ہوشیار کرین کوئی تو ہماری سرزنش کرے زخمدار بیقرار گھٹنے ٹیک دیے ہین پاؤن
بیکار ہوے لیکن ہاتھ چلے جاتے ہین خدمتگار نے جو آواز میمون کی سنی پلٹ کر آواز دی بندہ
حضور نے فرمایا ہے وہ سب مجھے یاد ہے بہت احتیاط سے قید کرونگا آپ کیون غل مچاتے ہین
میمون نے پکار کہا ارے ٹھہر جا خدمتگار نے کہا مین نہ ٹھہرونگا یہ کہتا ہوا بھاگا جاتا ہے
میمون سمجھ گیا کہ ضرور کوئی عیار ہے میری بات کا الٹا جواب دیتا ہے ساحرون سے کہا
ارے اس خدمتگار کو پکڑو چند جادوگر دوڑے کہتے ہوے ارے ٹھہر جا آقا ہے نامدار بلاتے
ہین جب نے دیکھا کہ ساحر مجھکو گھیرا چاہتے ہین حقہ آتشبازی نکال کر مار دیا کسی کا منہ جلا
کسی کے گریبان مین آگ لگ گئی اور پکار کر آواز دی دیکھئے حضور مجھے گھیرتے ہین میمون
پکارتا ہوا پہونچا کہ یہ جانے نہ پاوے جیسے ہی میمون قریب پہونچا ایک ساحر پہلو مین کھڑا تھا
اسنے کہا حضور میری سنئیے آپ کیون ذراسی بات کو طول دیتے ہین جہان آپ نے کہا
ہے وہان جاکر قید کریگا میمون نے کہا تجھے کیا مطلب ہے ساحر نے کہا دیکھیے وہ بھاگا جاتا ہے
آپ کا حکم کوئی نہین مانتا میمون پلٹا کہ ارے میرے خلاف کرتے ہو اس ساحر نے تمنچہ مارا

بادشاہ کی بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ میزون پر شراب و کباب جملہ اشیا موجود
ہین جابجا صندوقچے جواہرات کے اوٹھانے لگا کئی صندوقچے اوٹھا کر جھولی مین رکھے کہ گوشہ
بارگاہ سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین پری پیکر
رشک قمر آفتاب جمال خجستہ خصال ماہ منیر حسن مین بے نظیر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے صورت
زیبا دیکھکر میمون مرگیا پسینے پسینے حیران و پریشان کلیجہ پکڑے ہوے قریب آکر بیٹھ گیا پوچھا
اے نازنین تو کون ہے تیرے رونے کا کیا باعث ہے اوس نازنین نے کہا میرا حال لائق بیان
کرنیکے نہین اقبال تاجدار باب میرا برا ے مدد حیرت آیا ہاتھ سے عیارون کے
مارا گیا بارگاہ مین لشین مجکو بھی پکڑ کے لائے مہرخ کا بیٹا شکیل جادو مجھپر عاشق ہوا
سوال وصل کیا مجکو ظاہر ہوا کہ ساحری و جمشید پر وہ لعنت کرتا ہے خدا ے نادید
جسکو دیکھا بھالا بھی نہین اوسکی پرستش کرتا ہے مینے جواب دیا اے شخص مجھکو قتل کرڈال
مگر تیرا وصل نہ قبول کرونگی تین دن سے آب و دانہ بند نہایت درد مند بیان مجھکو
قید کر رکھا ہے تم کون صاحب ہو جو میری عزت پر رحم آیا میمون ابلق سوار نے کہا
مین شاہان در بند طلسم ہوشربا مین سے ہون برا ے مدد ملکہ حیرت آیا سب مسلمانون کو
پکڑ لیا مین تمکو اپنی خاتون محل قرار دونگا ہماری ہم مذہب ہو اقبال تاجدار میرا دوست
صادق محب وا ثق تھا مین تمہارا وہ مرتبہ کرونگا کہ شاہزادیان رشک کرین اوس
نازنین مہ جبین نے کہا او ظالم تین شبانہ روز مجھپر بے آب و دانہ گذرے ہیں
کچھ مجھے کھلا دے ایک جام شراب بھی پلا کہ مجھے بچپن سے اسکا شوق و ذوق رہا
کسی شے کو مینے قبول نہین کیا وہ شخص سب اشیا ے عیش و راحت لاکر رکھتا تھا مگر مینے
کسی شے کو نہین چھوا تیرے ہاتھ سے شراب پیون کہ تو اپنا ہم مذہب ہے اب تو میمون
ابلق سوار نے اوٹھا کر گلابی شراب کی اوٹھائی کہا لو صاحب پیو اوس نازنین
پری چہرہ نے وہ جام شراب کا لیا چند قطرے پیے کہا لو صاحب اب تمھین میرے
شوہر ہو اب کھون بھائی کھون تمنے جان بخشی کی جام شراب کا پی جاؤ کہ میرے
تمھارے نسبت نجہ ہو میمون ابلق سوار خوش ہو گیا بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعا دی

دستک دی پھول سب جلکر خاک ہوے آواز دی او بے پروبال طائر خوش جمال بی بہار نے
ہم پر سحر کیا جواب تو دے دیکھا زمین سے ایک طائر پیدا ہوا حقیقت مین مضغہ گوشت ہی بال و پر
ندارد حسب کرکے بہار کے سر پر منقار ماری بہار کے سر سے خون کا سر اٹا نکلا اپنے خون
مین نہا گئین لہرا کر زمین پر گرین بیہوش ہوگئین سیمون ابلق سوار رہے جان جہان کمکر
بڑھا باغبان کو تاب نہ باقی رہی جھپٹ کر گنبد مارا جھونکے ہوا کے چلے سیمون نے آواز دی ای
ہمارے شاہ سفید میان باغبان کو لینا ایک جانور اُڑتا ہوا آیا سر پر باغبان کے عکس ڈالا
باغبان بھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا برق لامع کڑک کر چابڑی جیسے ہی میدان کارزار
پہونچی کہ سیمون نے آواز دی ای طاؤس زرین بال بی برق لامع کی دعوت بھی ضرور ہے دیکھا سب نے
ایک طاؤس زرین بال آسمان پر آیا چیخین مار رہا ہے طاؤس زرین بال کی آواز جو کان مین
برق لامع کے پہونچی برق لامع بھی بیہوش ہوئی سیمون چلا کہ تینون کے سر کاٹ لون ملکہ
مہرخ نے تخت بڑھایا ملکہ حیرت نے کہا مارو سیمون کی مدد کرو دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر
ہونے لگے ہزار ہا لاشہ گر گیا دنا دن سنا سن گولون کا برق چمک رہی ہے رعد کی گرج ابر کی کڑک
دریای خون جاری ساحرونکی اشکباری ہزار ہا سر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین لیکن سیمون ابلق
سوار مثل شیر خشمناک جس افسر کے سامنے پہونچا کسی طائر کا نام لیکر آواز دی وہی طائر افسر کے سر پر
آیا طائر کار آواز وہ افسر بیہوش ہو مہرخ کے تخت پر ایک گولہ ملا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا مہرخ
تخت پر سے گرین گرتے ہی غرق زمین ہوئین قریب سیمون کے جاکر نکلین قصد کیا گردن پکڑ کے
اسکو اُٹھا لیجاوَن آسمان پر لیجاکر چیر کر پھینکدون سیمون ابلق سوار نے آواز دی اے
عندلیب خوشنوا تیری زمزمہ سرائی کا مشتاق ہون عندلیب نے آکر سر پر ملکہ مہرخ کے آواز
دی اے بادشاہ لشکر اسلام مقام ادب ہے جیسے ہی اُسکی آواز ملکہ مہرخ نے سنی گر کر بیہوش
ہوئین جھپٹ کر سیمون ابلق سوار نے ملکہ مہرخ کو اُٹھا کر سوادار پر ڈالا ملکہ مہرخ کو جو
ملازمون نے تخت پر نہ دیکھا لشکر والون کو پریشانی افسرون کو حیرانی افسران فوج سب
بیہوش ہوی دو پہر کے عرصے مین اُسنے سبکو پکڑ لیا لشکر والون نے جب دیکھا کہ برا دکھنے لگا
مہرخ کی بارگاہ فلکی سیمون ابلق سوار بہ قہر و غضب تمام بارگاہ ملکہ مہرخ مین گھس آیا

لے لیتا ہے اسنے خنجر کمر سے نکالا اُسپر اپنی ران کا خون ڈالا اور یہ بھی آواز دی کہ ارے تو کون ہے
کہ میرے سحر کو یون روک لیتا ہے شیر نے خنجر پر دم ماری خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کچھ خون برسا
شیر نے زمین پر ٹھکلک ماری گلگونہ د عمرو پیا اپنا عکس ڈالا مثل انسان کے آواز دی ارے
تم نکل جاؤ یہان ٹھیرنا مناسب نہین خواجہ و گلگونہ بھاگے ایک اندھیرا ہوا تاریک نے دیکھا
شہنشاہ کوکب روشنضمیر تیغ بکف کھڑا ہوا ہے تاریک نے سحر کی بوچھار کر دی کوکب نے
تلوار کو ہلا دیا برق کڑاک کر گری حرتہ تاریک ظلمات پسند کے دو ٹکڑے ہوے کوکب تاریک
کو مار کر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہ مرآت واقعہ دکھلا آیا تھا خواجہ و گلگونہ تھوڑی دو
نکل کر سمجھے بیچے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک ظلمات پسند بود گلگونہ
نے کہا خواجہ کو کیہ شہ روشنضمیر نے آکر تاریک کو مارا گلگونہ نے تخت سحر تیار کیا خواجہ
کو بھی بٹھالیا طرف لشکر اسلام کے چلی یہان لشکر اسلام پر یہ معرکہ گذرا کہ میمون ابلق سوار
طرف سے افراسیاب کے آیا طبل جنگی بجا کر میدان کارزار مین نکلا ملکہ بہار اسکے مقابلے پر
آئین جیسے جمال بہار دیکھا بیقرار ہوگیا کبھی منت کرتا ہے کہ حضور مین غلام ہون مجھے اپنی تالعبی
مین قبول کیجیے ملکہ بہار غصے مین فرماتی ہین او بیحیا ہمارے مقابلہ مین آیا سحر کر ورنہ تیری سحر
دیکھین کیسا ساحر ہے افراسیاب نے تجھکو بڑے ناز سے بھیجا ہے ہم بھی دیکھین کیسا ساحر ہے
میمون اپنی کہے جاتا ہے گریبان پھاڑ ڈالا کلاہ سر سے پھینکدی کبھی پکارتا ہے حضور ذرا تسکین کیجیے نظر

چاہیے نقد دل عشاق زلف یار کو	ہے بجا گر ہو خزانے سے محبت مار کو
عطر ملنا یون تو ہے مشاطہ زلف یار کو	مشک نافہ جیسے لیجاے کوئی تاتار کو
خط نے کیا سیدھا بنایا کاکل خمدار کو	کر دیا بیکار مور ناتوان نے مار کو
کر دیا قاتل رقیب سخت دل نے یار کو	جسطرح ہوتی ہے تیزی سنگ سے تلوار کو
ایک تنکا ہے جوانمردی ہی ناسخ ترک حرص	عمر بھر ملتی ہے دم آب التفا تلوار کو

ملکہ بے اختیار ہنس پڑین گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا کہا او بیحیا ہمارے مذہب مین نقد مہجاز تو نہ
کچھ تو سحر کر ابھی دیوانہ خام ہی پھر پختہ دیوانہ ہو جائیگا اسنے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی ملکہ بہار نے ابر
پھولون کا پھینکا گجرا ٹوٹا پھول اُسپر برسنے لگے جیسے ہی پھول برسے غصے مین آکر ایک

آنکھوں سے آنسو جاری ہوے کہا کیوں اے سیاہ رو تونے سنا ایسی جادوگرنی ماری گئی کہ دہنہ
پردۂ ظلمات بےچراغ ہو گیا یہ کہکر تاریک بہت بیقرار ہو کر رونے لگا اب سیاہ رو سنبھالتا ہے
لیتا ہے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہو جب یہاں سے چلیے اور اُسکو چلکر روکیں تاریک نے آنسو پونچھے
بہ قہر و غضب تمام چلی یہاں خواجہ و گلگونہ تخت تیار کرکے اُسپر سوار ہوے ہیں کہ نعرے کی آواز
آئی او گلگونہ کہاں جاتی ہے دیکھا تاریک ظلمات لپیٹے ہوے اور سیاہ رو دونوں آکر زمین
پر اُترے سحر کرنے لگے ملکہ گلگونہ سحر دفع کر رہی ہیں لیکن دونوں نے آگ برسا دی خواجہ چاہتے
ہیں بھاگ کر نکل جاؤں ہر طرف پہاڑ معلوم ہوتے ہیں چاہتے ہیں گلیم اوڑھ لوں ہاتھوں میں رعشہ
زنبیل تک ہاتھ نہیں جاتے خواجہ پشت پر گلگونہ کی کھڑے ہیں فرماتے ہیں اے ملکہ گلگونہ
مجھکو تو پہاڑوں نے گھیر لیا گلیم نہیں اوڑھ سکتا ایسا سحر کرو کہ میں نکل جاؤں اگر داد وش کرنے
کے لائق ہوں تو جاکر عیاری کروں ہر چند گلگونہ سحر کرتی ہے کہ خواجہ کے گرد سے یہ پہاڑ ہٹیں
لیکن نہیں ہٹتے ہر طرف خواجہ کو اندھیرا معلوم ہوتا ہے خواجہ گلگونہ کا دامن پکڑے کھڑے
ہیں آگ برس رہی ہے ملکہ گلگونہ اپنے کو بچاتی ہے اور خواجہ پر باران سحر برساتی ہے کہ خواجہ
شعلۂ آتش سے بچیں جسوقت سے سیاہ رو نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا ہے تڑپ رہا ہے کہ یہ معشوق
ہمیں سحر کر رہی ہے بس جان جہان کہکر پڑھا ایسے کلمات جو سیاہ رو نے کہے ملکہ گلگونہ نے غصے
سے جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے سیاہ رو نے تاریک سے کہا ٹھہرے میں اسکو پکڑے
لیتا ہوں یہ کہکے دوڑا چاہا جاکر ملکہ کو لپٹ جاؤں گلگونہ نے بجلی کان سے اُتاری اُتار کر پھینک
ماری ایک برق کڑک کر گری کہ سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوے تاریک نے سر پیٹ لیا کہا اے
میرے قوت بازو کو مارا اد خونخواران دونوں کو لینا جیسے اسنے نام خونخوار کا لیا رو و سیاہ
کا لاشہ زمین پر تڑپا خون مثل فوارے کے اُڑا گلگونہ و خواجہ عمرو بر ہمیشن پڑے ہیں دونوں
کھکھلا کر گرے ملکہ گلگونہ کو سحر فراموش ہوا زبان بند ہوئی تلوار کھینچ کر تاریک چلی کہ دونوں
کا سر کاٹ لوں کہ ایک زلزلہ زمین میں پیدا ہوا پہاڑ بیچ سے پھٹا دیکھا ایک شیر ببر ڈکارتا ہوا
درّۂ کوہ سے نکلا گلگونہ و خواجہ کو پشت پر لیا ڈکارتا ہوا سامنے تاریک کے آیا تاریک
نے جو گولا مارا شیر ببر نے منھ میں لے لیا جب کئی سحر تاریک نے کیے وہ شیر ہر سحر کو منھ میں

نشان تھا مری گرد پاپوش کا کبھی فتح و نصرت کی تدبیر ہے	مرا افسر ذی حشم نامدار کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے	اسیر عرب شیر بردو دگان نعرہ کرے کا اول خواجہ عرد

پر جا پڑے زیور اُتار کر اُسکو قتل کیا کنیزون کے کپڑے اُتارنے لگے اور قتل کرنے جاتے ہین کہ گلگ
ہوشیار ہوئین ہوشیار ہوتے ہی خواجہ کے قدمون پر گر پڑین کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا
جسوقت سے مینے اس مکارہ کی صورت دیکھتی تھی دل کہتا تھا جا کے قدمون پر افراسیاب
کے گر دون آپ نے میری آبرو و عصمت بچائی لیکن مرنے سے عروس شب اول کے باغ چلیئے
وہ صحرائے سبزہ دار بھی جھنکا خواجہ لوٹ مار کر رہے ہین بڑے عرصے کے بعد اُس باغ ویران پایا
زاغ و زغن کی آوازین آتی ہین وہ صحرا بھی جلکر خاک ہو گیا گلگونہ کہتی ہین خواجہ نکل چلو
ساحرہ کو تمنے مارا خواجہ فرماتے ہین ملکہ دو چار کوڑیکا روزگار تو کر لین جب لشکر مین جا نینگے
مہاجن پوچھینگے اتنے عرصہ کے بعد آئے ہمارے واسطے کیا لائے اصل تو ادا ہونا دشوار ہے سود تو
ادا ہوتا رہے ڈھونڈکر خواجہ بارہ دری مین گئے وہان کا بھی فرش و فروش لیا اب خواجہ گلگو
جاتے ہین کہ روانہ ہون کہ قضائے کار تاریک ظلمات پسند غصے مین چلی تھی اول صحرا
دخانیہ مین پہونچی دیکھا صحرا صاف پڑا ہے کہین دھوئین کا نام نہین ایک مقام پر آگے
لاشہ دخان سیہ رو کا پڑا ہے کہا اے روسیاہ بڑے غضب کی بات ہے گلگونہ دخان
کو مار کر نکل گئی روسیاہ نے کہا جلدی چلیئے ایسا نہو وہ نکل جائین کہا ای روسیاہ دخان
بھی ایسا شخص نہ تھا لیکن نہین معلوم کسوجہ سے مارا گیا آگے صحرائے سبزہ دار کی مالک عروس ہے اسکو
بھی سیر سے گلگونہ دیوانی ہو گی یقین ہے اُسنے گرفتار کیا ہو صحرائے دخانیہ سے نکلی تھی کہ آسمان
پر چند زاغ و زغن پرون سے سر پیٹتے ہوئے جاتے ہین زبان پر اُنکی یہ لفظ جاری ہے ہائے ہائے
ملکہ عروس شب اول آج سے ہمارا ساتھ چھوٹا ہمسے یہ صحرا ترک ہوا اب کہان جائین کس
مقام پر سر ٹکرائین تاریک نے ایک زاغ کو اشارہ کیا وہ زاغ سیاہ اُسکے کاندھے پر آکے بیٹھ
تاریک نے پوچھا ارے عروس پر کیا سانحہ گذرا زاغ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
کہا حضور نہ پوچھیے اُسکی مصیبت پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے ملکہ گلگونہ کو تسخیر کر لائین لیکن کچھ نہ وہ
سار بان زادے نے آکر ہماری مالک کو مارا لاشہ اُسی باغ مین پڑا ہے تاریک کا چہرہ زرد ہو

ملکہ عالم مین اسطور سے شراب پلاؤن کہ اگر نہ پیتی ہو تو پی جاے ساقی گری گردون کسیکو باقی نہ
چھوڑدن عروس نے انکار کر کہا آج بی گلعذار ساقی ہونگی کوئی باقی نہ رہے گلابیان شراب کی
محفل مین رکھی ہین گلعذار تقلی نے اُن سبکو اولٹ پلٹ کیا بیہوشی طلائی گھنگرون پانون مین باندھے جام شراب
کا سر پر رکھا گاتی ہوئی بتاتی ہوئی سامنے عروس کے آئی عروس نے اُس جام کو گلعذار تقلی
کے ہاتھ سے بعد جوش سرور اپنے ہاتھ مین لیا کچھ ہونٹھ ہلاے وہ جام سامنے ملکہ گلگونہ کے پیش کیا
گلگونہ بے اندیشہ انجام پی گئی اب تو خواجہ نے دوسرا جام عروس کو تسبیب اول سو دیا شستہ
لطف سے ہو کر کچھ اشعار بھی گا کر پے عروس شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ شراب کا شروع کیا
بطریقہ خواجہ کا ہی لیکن گلگونہ جو یہ جام حسرت پیا چہرہ سُرخ ہوا آنکھیں اُبل آئین گھبرا گئی پلٹ
کر عروس سے کہا کیون صاحب یہ ہو سکتا ہے کہ شہنشاہ کو بلواؤ ہمارے اُنکے صفائی ہو جائے عروس
نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین آپ کو لیچلونگی چلتے ہی صفائی کرا دونگی یہ نہیں ممکن ہے کہ مین عرض کرون اور
شہنشاہ اُسے قبول نکرین عمرو ان کلمات کو سُنکر گھبرا گیا جی مین کہتا ہے اگر مین نہ آجاتا تو
ملکہ کی عصمت مین فرق آتا عجب حال ہے جیسے اچھے عاشقان صادق ہوتے ہین وہ مزاج کا حال ہے
دمبدم عروس سے تقاضا ہے کہ اے ملکہ عالم اب چلو ہمارے اُنکے صفائی کرا دو اب کہان تک
فراق نصیب رہین اپنے عاشق کے قریب رہین عمرو تو اس تردد مین شراب پلانے کی جلدی
کرتا ہے خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گلگونہ دشمن ہو جائے تھوڑے سے ہی عرصے مین خواجہ نے
سبکو شراب بیہوشی کی پلائی گلگونہ نے گھبرا کے کہا اے ملکہ عروس چلو خدمت مین شہنشاہ کی جاتی
ہون ہمسے بڑی خطا مین سرزد ہوئین خواجہ نے آخر کو پھر ایک جام آتشہ بدارو بیہوشی گلگونہ
کو بھی پلا دیا کہ عروس اپنے مقام سے سنبھل اُٹھی تو کہا چلو خدمت شہنشاہ مین چلین صفائی ہو جائے
گلگونہ و عروس باہم اُٹھین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین یہاں وہان جھکی تھین جو
اُٹھی گری تھوڑی ہی دیر مین سب گر کر بیہوش ہوگئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو و تصنیف مصنف

میرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عدو شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال

عمرو فخر حشم قیصر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دُھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
بھگاتا ہون دشمن کو ہر قسم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

سامان کرو گلعذار ہماری گائن کو بلاؤ ایک کنیز دوڑی بیرون باغ نکلی گلعذار گائن کو بلانے جاتی
ہے خواجہ نے مخفی ہوکر دیکھا کہ گلگونہ کو ایک ناز مین لیگئی سمجھ گیے کہ گلگونہ گرفتار ہوئی بعد جانے
اُسکے خواجہ زرغہ نخلستان سے نکلے یہ تو یقین کامل ہو گیا کہ گلگونہ کو لگا کر لیگئی خواجہ
نخلستان مین چھپے ہوے جاتے ہین کبھی ٹھہر سے کبھی دور کر چلے ایک مقام پر دیکھا ایک کنیز د
ہوئی آتی ہے خواجہ ایک گنوار کی شکل بنکر اُس کنیز کے سامنے دوڑے ہوے آئے کہا لو کہا
جاتی ہو اُسنے کہا آج ملکہ عروس شب اول نے گلگونہ کو تسخیر کیا باغ مین اپنے لیگئی اب گلع
گائن کو طلب کیا ہے خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر چلے ایک
مقام پر چند مکان بنے تھے دریافت کیا بی گلعذار کا مکان کونسا ہے دریافت کر کے مکان
گلعذار کے آیے دیکھا گلعذار گائن بیٹھی ہے دیکھتے ہی پوچھا بی شگوفہ آج کہان چلین
ملکہ گلگونہ کو عروس شب اول نے تسخیر کیا ہے آپ کو واسطے گانے کے بلایا ہے ابھی مستعد
ہوشیار ہین آپ کا گانا سنکر تسخیر ہو گی گلعذار نے لباس پہنا زیور جسم پر آراستہ کیا خواجہ نے کہ
کنارے چلو الگ لیجا کر گلعذار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل میں رکھا گلعذار کی شکل بنکر تیار ہو
سازندونکو ساتھ لیا باغ مین آئے اندر بارہ دری کے داخل ہوے عروس نے دیکھا کہا لو گلع
ہمارے مہمان کو کچھ گانا سناؤ گلعذار نے جھکر سازندون کو اشارہ کیا اور یہ غزل شروع کی نظم

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہمکو
گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو
گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہمکو
دیوانے ہین صحرائے جنون خیز محل سے
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہمکو
خواہان سے ترے رشک ہے ای غیرت یوسف
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہمکو
کافی ہے ہمارے لیے دل ہی کا اشارہ
رمال سے جفار سے کیا کام ہے ہمکو

اس رنگ مین اس غزل کو گایا کہ عروس نے کہا آج تو تو نے نیا رنگ دکھایا کس مزے سے گایا ہے
دلکو بیقرار کر دیا یہ کہکے اشارہ کیا کہ گلگونہ کو شراب پلاؤ ہمارے قبضے مین آئے ابھی آہو
ہے دیکھو گھبرا گھبرا کر چار جانب دیکھ رہی ہے ایسا نہو رنگ بگڑ جائے گلعذار نقلی اپنے مقام
سے اُٹھی ہنستی ہوئی قریب آئی کہا مین کچھ کان مین عرض کرونگی عروس نے کہا آؤ کان میں لیا

آراستہ پکار کر آواز دی ای ملکہ گلگونہ رنگین پوش آج آپنے ہمکو سرفراز فرمایا ہاشیتہ کب سے یہ آرزو تھی کہ
آپ اس صحرای پر بہار مین آئین ہم خاک پا کو توتیای چشم بنائین آپ ہمارے قریب آئین ہم اپنے
مکان پر آپ کو لیے چلین ملکہ گلگونہ یہ کہتی ہوئی بڑھین کہ صاحب ایسے کسکو انکار ہے ہم بھی تمھارے
مشتاق ہوکر آئے تھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی ملکہ گلگونہ اپنے ساتھ لیے چلی
گلگونہ نازنین کی رنگینی کلام کو دیکھتی ہین معلوم ہوتا ہے منھ سے پھول گر رہے ہین اور یہ ہر بات مین
یہی کلام ہے کہتی ہے کیون ملکہ عالم مقام افسوس ہے کہ شہنشاہ آپ کے مشتاق ہین اور آپ
انکو سرفراز نہین فرماتین گلگونہ نے کہا اے عروس شب اول شہنشاہ سے مجھے چند کلام کرنا
ہین اُس نازنین نے کہا مین طے کرا دونگی گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہے جو تم کہو گی وہ کرونگی اسطرح کی
باتین کرتی ہوئی تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا آراستہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے چند
کنیزین در باغ پر ٹہل رہی ہین پکار کر آواز دی اے ملکہ عروس شب اول تشریف لائیے ملکہ گلگونہ
کو بھی لایے اُس نازنین نے پکار کر کہا ملکہ گلگونہ کیونکر نہ تشریف لائینگی ہم اُنکے مشتاق یہ ہماری
مشتاق سرفراز فرمایا جلد تیاری کرو آپ مہمان ہین ہمارے باغ مین بہار آئی ہے دروازے پر کنیزین
بہت سی جمع ہو گئین عرصہ دراز تک در باغ پر ٹھہرین کچھ کنیزین جنگل مین سے آئین کہتی ہوئی
ہون ملکہ عروس شب اول ملکہ گلگونہ کو بڑی خاطر سے آپ لائین اب شہنشاہ سے انکی صفائی
کرا دیجیے ملکہ گلگونہ فرماتی ہین اے ملکہ عروس شب اول شہنشاہ کو بلاؤ میری اُنکی صفائی کراؤ
مین اُنسے اپنی شرطین بیان کرون جب شہنشاہ اُنکو منظور کر لینگے تو مین اُنکا حکم بجا لاؤنگی اب وہ
نازنین ملکہ گلگونہ کا ہاتھ تھام کر اندر باغ کے داخل ہوئی دیکھا باغ سرسبز و شاداب نرگس شہلا چشم
شوق کا جواب غنچہ ہاے ناشگفتہ سے نشان محبوب ملتا ہے باغ کو دیکھکر غنچہ خاطر کھلتا ہے پھول شگفتہ
مزاج عندلیبان خوشنوا روے گل کی زیارت کی محتاج صیاد و گلچین بد نصیب کانٹون کے قریب
صیاد اپنے دام مین آپ اُلجھا ہوا سنبل کے گیسوے عنبرین کا مضمون سلجھا ہوا روش پٹریان
آراستہ چشمے پر آب موجون کو پیچ و تاب حباب خود سر خود سر اُنکا جواب یا جام معکوس
لیے کیون خاموش رہے ہیے عجب طرح کا باغ پر بہار قطعہ ار گلزار ملکہ گلگونہ کو عروس لیے
ہوے بارہ دری مین آئی کہا ارے صاحبو مہمان عزیز نے سرفراز فرمایا شراب و کباب کا

نہ پاسے مری گرد پابوس کو | دوندہ جہانگرد و طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

جیسے دخان پلٹا خواجہ نے حباب مارا دخان بیہوش ہوا پہلو پر خنجر مارا شکم چاک قفسہ پاک مر
سے دخان کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی ڈھنا ٹا سنّاٹا غبار کا اُڑنا طائرون کا غل مچانا درختو
اُکھڑ کر گرنا چشمون کا پانی کھولکر خشک ہوگیا ایک بونڈلا گرد کا اُڑا اُس بونڈلے سے صدا رو
کی آتی تھی کوئی آواز دیتا ہے ہاے میرا افسر مارا گیا وہ بونڈلا گرد لاش دخان کے لیٹا طرف
کے روانہ ہوگیا دھوان بھی غائب ہوا ملکہ گلگونہ نے اُٹھکر خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا خواجہ
کیا کارنمایان کیا ہے مگر اب جلدی نکل چلیے ملکہ نے پھر اپنا تخت سحر آراستہ کیا خواجہ و گلگونہ
بیٹھکر چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے خواجہ نے کہا ملکہ گلگونہ
ایسے ملک مین مین پھرا لیکن ایسا صحرا نگاہ سے نہین گذرا عندلیبان خوشنوا کیا زمزمہ سرائی
کر رہی ہین ملکہ گلگونہ نے بھی فرمایا خواجہ حقیقت مین ایسا صحرا کبھی نہین دیکھا خواجہ و
گلگونہ جنگل کی تعریف کر رہے ہین کہ چند طائر اپنے مقام سے اُڑے ایک طائر کلان جو اُن سب
مین بڑا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے ملکہ عروس شب اول یہ غیر کون لوگ ہین کہ جو آپ کے صحرا
آئے سیر تماشہ دیکھکر جاتے ہین ایک جانب سے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ گلگونہ کے منہ
نکلا خواجہ کیا پاک و پاکیزہ سحر ہے ہوشیار ہو جاؤ کوئی آتا ہے طریقہ سحر یہی کہ رہا ہے خوا
تخت سحر کو دی گلگونہ نے دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے تنونکی آر مین چھپکر بیٹھے ملکہ گلگونہ تخ
اُترین جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ کچھ سحر کرون یہ انتشار صحرا بیکار نہین ہے طائرون مین بھی انتشار
حقیقت مین کسیکا انتظار ہے کچھ گل بوٹے جھولی سے نکالے چاہا ایسا سحر کرون کہ مجھپر تو کسیکا
قابض ہو ترقی سحر گلگونہ کا حال عرض کر چکا ہون کہ سواے افراسیاب کے کسی سے نہین د
حیرت سے برابر مقابلہ کیا مگر رنگ صحرا دیکھکر ہوش اُڑے ہوے ہین رنگ رو متغیر جاتی ہین گل بو
کچھ سحر کرین کہ صحرا سے آواز آئی اے گلگونہ تکلیف نہ کرو کیون گھبراتی ہو گلگونہ تمھارا نام ہی
ملاقات سے کام ہے دیکھا ایک نازنین گلگون پوش دریا مین پھولونکی غوطہ زن غنچہ دہن شگفتہ
گل پیرہن گلشن کے سر کا تاج خوشخرام نیک انجام مقبول خاص و عام گل رخسار کبک رفتار
گفتار تیتی بکھین نرگس شہلا شمل کنیزان کمترین ناز و ادا ہمراہ زیور پھولون کا جسم

ھتا جاتا ہے ایک مقام پر نیلم نے سر کو بتاکر کمر پر تیغہ مارا فیلم کے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے خون کا فوارہ نکلا
م پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جلکر خاک ہوا دونوں کا مارے جاتا کہ تمام صحرا میں دھواں ہو گیا ملکہ گلگونہ
ھا گو آج یہ دم گھٹا جاتا ہے عمرو نے کہا یہی میرا بھی حال ہے کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم دخان سیہ رو
جادوگر کو دیکھا نعرے کرتا ہوا آتا ہے آتے ہی نعرہ کیا او گلگونہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم دخان
ہو اس صحرا کا مالک ہوں تم یہاں کیونکر پہنچیں کسی نے منع نہ کیا میں عاشق زار ہوں میرے
چلی آئیے اے ملکہ عالم اگر میرے خلاف کیا تو میں زمین ہلا دونگا ملکہ گلگونہ نے تخت اپنا بڑھایا ہر چند کہ
جہ کا بھی یہ حال ہے کہ دھوئیں سے آنکھیں پھوٹی جاتی ہیں مگر جب گلگونہ برائے مقابلہ دخان چلیں
ہ تخت سے کود کر غائب ہوئے گلیم ادھر ملکہ گلگونہ جب سامنے دخان کے پہونچیں دخان
پکار کر آواز دی یا سامری یہ صحرا اغلام کو آپ نے سپرد کیا مجھسے کوئی مقابلہ کرے میں سحر
ن صرف آپ کا لیتا ہوں یہ کہکر ایک دو پتھر زمین پر مارا ملکہ گلگونہ کی آنکھوں سے آنسو جاری
ی ہیں بہ مشکل چھوٹی سی گولہ نکالا نکالکر پھینکا گولہ ہاتھ سے چھوٹتے ہی پھٹ گیا اس گولے
بھی دھواں نکلا جیسے ہی دھواں آنکھ میں لگا ملکہ گلگونہ بیہوش ہو گئے گر یہ تو صاف
ن ہوتا ہے کہ ستارہ سحری زمین پر چمک رہا ہے دخان سیہ رو نے تیغہ کھینچا بڑھا کہ گلگونہ
ل کروں ملکہ گلگونہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ہاتھ پاؤں بیکار زبان میں لکنت آنکھوں میں بصارت
ن اٹھا نہیں جاتا دشمن تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے قتل کر دوں کہ پہلو سے آواز آئی او دخان
رتا ہے نہیں جانتا کہ شہنشاہ گردوں بارگاہ افراسیاب عالیجاہ اسیر عاشق ہیں دخان نے
کے دیکھا تاریک ظلمات پسند آنکھیں ملتی ہوئی کہتی ہے اے دخان تیرے سحر نے میرا یہ حال
ر کہ آنکھوں سے نہیں سوجھتا اور کسی کی کیا حقیقت ہے وہ نگوڑے نیلم و فیلم کیا تھے دخان نے جھک کر
م کیا کہا ملکہ عالم یہ میرا سحر السیاہ ہے کہ اگر سامری و جمشید آجائیں تو وہ بھی نابینا ہو جائیں
ر قریب آئیں کہا ری دیکھ شہنشاہ بھی آتے ہیں دخان اس طرف پلٹا تاریک نقلی نے حلقہ
کے گلے میں ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ عمرو تصنیف مصنف

ہک سے کانپتا ہے جہان
بزرفتار ہو گر قدم

تراشندہ ریش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی ہیں ہوش کو

ایسا نہ ہو کہ آپ پر کوئی زوال آجائے وہ ساحر زبردست ہے تاریک نے کہا لاکھ زبردست
لیکن یہ مقام سرحد پردہ ظلمات ہے کیا مجال کہ یہان سے گذر سکین یہ کہکر تاریک چلی رو سیا
بھی ساتھ ساتھ چند کنیزین بھی ہمراہ ہولین بڑے جوش و خروش مین تاریک و رو سیاہ
ہین لیکن ملکہ گلگونہ خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے تخت کو اُڑائے ہوئے جاتی ہین کوئی دو کوس
طے کیا تھا کہ ایک صحرا نظر آیا سارا جنگل دھوین سے بھرا ہوا ہے گلگونہ نے کہا خواجہ صحرا
ظلمات معلوم ہوتا ہے خلاانس سے امان دی اکثر زبانی افراسیاب کی سُنا کہ صحرائی ظلمات
سے نکلنا دشوار ہے خواجہ نے کہا مین اُتر جاؤن اور کسی راستہ سے جاؤن گلگونہ نے کہا
خواجہ یہ سب مقام سحر بند ہے کیونکر اس سے نکاسی ہوگی آپ اگر جانے کا ارادہ کرینگے بھٹک
بھٹک کر اسی جنگل مین رہجائیگا سب طرح مشکل ہوگی گلگونہ نے تخت بڑھایا دھوین مین تخت
تو نڈالا تخت کو ٹھہرا کر آواز دی اے نیلم و فیلم ہمارے نکل جانیکی تدبیر بتاؤ ہماری نکاسی دشوار
ہے دیکھا صحرا مین سے دو جوان سبزہ رنگ سفید لباس پہنے ہوئے آکر حاضر ہوئے عرض کی
آگے بڑھتے ہین ہم اپنی جان سرکار پر نثار کرینگے ہمارے عقب مین چلی آئیے یہ کہکے دونون جوان
تلوارین چمکاتے ہوئے آگے بڑھے جیسے یہ دونون جوان دھوئین مین داخل ہوئے ایک آ
مہیب آئی دھوان داہنے بائین ہٹ گیا بیچ مین ایک سڑک سی پیدا ہوئی گلگونہ نے کہا خو
آپنے ملاحظہ کیا یہ آپکی کنیز کی تدبیرین ہین اب آپ کو کوئی نہین روک سکتا ملکہ نے تخت بڑھ
جو راستہ ظاہر ہوا تھا اُسی راستے پر چلین وہ جوان آگے آگے تلوارین چمکاتے ہوئے جاتے ہین
دس قدم تخت سے آگے بڑھے ہوئے تھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا پہلو مین پہلو مین نخل حنا
اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا طائر اپنے مقام سے اُڑا سر پر دونون کے سایہ ڈالتا ہوا نکل گ
جب سایہ طائر کا ان دونون کے سر پر پڑا نیلم نے کہا کیون فیلم طائر اُڑکر نکل گیا تمنے کیون نہ
کیا فیلم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے اُڑتے ہوئے طائر کو کیونکر پکڑ لاتے اُس طائر کو دیکھکر ہما
ہوش اُڑ گئے نیلم نے کہا او فیلم تیری کچھ شامتین آئی ہین ہوش اُڑتا کیسا تو اگر مجھسے کہتا
گرفتار کر لیتا فیلم نے نیلم کو تھپڑ مارا دونون مین ٹھنے لگی ملکہ گلگونہ ہان ہان کرتی ہین
یہ آپس مین لڑتا کیسا جبر دار آپس مین نہ لڑو جون جون ملکہ گلگونہ منع کرتی ہین آپس مین

تاریک ظلمات پسند بیٹھے بیٹھے سوچی کہ جا کر گلگونہ کو واسطے افراسیاب کے سمجھاؤن
قید خانے پر آئی دروازے پر آتے ہی دیکھا گلگونہ تو نہین ہے عمرو بیہوش پڑا ہے اندر آئی
آتے ہی ایک لات ماری کہ او ستارہ بان زادے اُٹھ بتلا گلگونہ کہان گئی جب دو تین لاتین ماریں
ب روسیاہ گھبرا کر اُٹھا گلے مین گنید ٹھسا ہوا تھا بول نہین سکتا غین غین کہنے لگا تاریک
نے اور دو چار طمانچے مارے کہ ارے دیوانے بولتا نہین یہ اشارے کرتا ہے تاریک نے جھلا کر
رنا شروع کیا تاریک جو غصے مین چیخی پانچ چار کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا واری کیا ہوا
تاریک نے کہا یہ نگوڑا بولتا نہین گونگا بنگیا ایک کنیز نے کہا دیکھیے کیسا گلا پھولا ہے گلے کا جو علم
یار روسیاہ نے منھ کھول دیا ایک کنیز نے ہاتھ ڈالکر گنید نکالا گنید کا نکلنا کنیزون نے بھی
و چار طمانچے مارے روسیاہ اُٹھکر پیٹنے لگا کہا ہمشیرہ صاحبہ آپ نے مجھکو اسقدر مارا کہ بیرا
ٹھ سوج گیا تاریک نے کہا بھڑوے مکار اب بھائی بنتا ہے بتلا کہ گلگونہ کہان گئی روسیاہ نے کہا
صفو آپ مجھے نہین پہچانتی مین آپکا بھائی روسیاہ ہون عمرو مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا آخر روسیاہ کا
نھ دُھلوایا تب معلوم ہوا کہ روسیاہ جادو ہے تاریک نے کہا بھائی صاحب یہ کیا معرکہ ہے روسیاہ نے رو رو کر
ب حال بیان کیا اور کہا مینے عمرو کو کبھی دیکھا نہ تھا اُسنے مجھسے کہا کہ مینے گلگونہ کو کھلایا ہے یہی
ن نے دھوکا کھایا اُسنے مجھکو شراب پلا کر بیہوش کیا دونون نکل گئے تاریک نے کہا اے
وسیاہ تمھاری تقدیر مین ذلت لکھی تھی کنیزون کے ہاتھ کے تھپڑ کھائے میرے لیے بھی بدنامی
وئی لیکن یہ سرحد ظلمات ہے کیا نکل سکتے ہین مین ابھی جا کر لاتی ہون صحرائے ظلمات مین بھٹک
ہے ہونگے صحرائے ظلمات وہ مقام ہے کہ سامری نے اُس صحرا مین بھونی لگائی دھوئین سے
بکل سیاہ ہو گیا کسکی مجال ہے کہ وہان سے نکل جائے جو جائیگا وہ بھٹکے گا گلگونہ بڑی ساحرہ
ردست ہے مگر کیا مجال کہ اُس بیابان کو طے کرے یہ کہکے تاریک چلی روسیاہ نے کہا مین بھی چلون
ریک نے کہا تم نہ چلو ایسا نہو تم اُسے دیکھکر بیقرار ہو جاؤ تمھارے عشق نے مجھے حقیر کیا
لہ ماہیان کو اس سرحد کا دعوی ہے کہ بیانکا قیدی رہا نہین ہو سکتا اُنکے خیال کے خلاف
تمھارے مقدمے مین کچھ نہین کہ سکتی ایسا اور کوئی کرتا تو مین اُسکو خدمت مین نانی امان
روانہ کر دیتی روسیاہ نے کہا مین ضرور چلونگا مین آپ کو اکیلا اُسکے مقابلہ مین کیونکر جانے دون

فرمایا تھا کہ پردۂ ظلمات مین ایک ہمارا عاشق صادق ہے روسیاہ اُسکا نام ہے وہ دلسے
محبت کرتا ہے افراسیاب کو نہ قبول کرینگے اُسکے یہان جاکر رہینگے صاحب ملک ومال ولیاقت
وجاہ وجلال سب کچھ اُسامری نے مرحمت فرمایا ہے ملک اپنا ہمارے قدمون پر نثار کردیگا روسیاہ
نے کہا میان کھلاے صاحب سچ کہتی ہو عمرو نے کہا سامری وجمشید کی قسم ہے کہ اکثر یہی ذکر
آیا ہمیشہ آپ کی تعریف کرتی ہین صاف توبہ ہے کہ آپکے نام پر مرتی ہین روسیاہ نے
نے کہا تم کیون قید ہوے عمرو نے کہا ملکہ کے ساتھ تھے ہم بھی پکڑ لیے گئے ہمیر سی تاکید ہے
کہ ملکہ کو راضی کرو ہم جان فدا کینگے مگر تمھاری طرف سے کہینگے تم قدرشناس فلک اساس ہو
ایسی تعریفین خواجہ نے کین کہ روسیاہ کا چہرہ سُرخ ہوگیا کہا مین تجکو وزیر کرونگا بلکہ ہمیشہ
تمھاری غلامی کرونگا عمرو نے کہا کہ مین بھی آپکو خوب راضی کردونگا یہ سُنکر روسیاہ نے ہتھکڑیان
بیڑیان عمرو کی نکالین اب تو خواجہ ہنستے ہوے اُٹھے کہا میان روسیاہ اب اپنے گھر مین
کو لیچلو مگر ملکہ کو دُلھن بننے کی حسرت ہے ہم تمکو دُولھا بنائینگے تمھارے سر پر بھاری
باندھینگے ایسی باتین خواجہ نے کین کہ روسیاہ پھول گیا خوشی مین بل کر رہا ہے اپنے
جی مین کہتا ہے کیا دوست ملا اسکی وجہ سے معشوق راضی ہو جائیگا یہ اُسکا کھلایا
عمرو اُٹھکر طرف ملکہ گلگونہ کے چلے روسیاہ سے کہا آپ مُنھ پھیر کر بیٹھے روسیاہ مُنھ پھیر
بیٹھا اب خواجہ پاس گلگونہ کے آئے اشارہ کیا گلگونہ ہنسنے جاؤ خواجہ نے کہا اے ملکہ
وقت رہائی آگیا یہان سے نکل چلوگی یا اسی روسیاہ سے کہون کہ ہمکو پہونچا دو ملکہ نے فرمایا
یہ راہ پردۂ ظلمات ہے اسطرف مجھے کبھی آنیکا اتفاق نہین ہوا مگر نکل چلینگے خواجہ عمرو
نے زبان سے گلگونہ کے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری خواجہ نے زنبیل
سے گلابی نکالی ایک جام لبریز کرکے سامنے روسیاہ کے لائے کہا لو ملکۂ عالم نے اپنی
شراب تمکو دی ہے روسیاہ نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی گیا پیکر گھبرایا اپنے مقام
سے اُٹھا اُٹھتے ہی گرا گرتے گرتے بیہوش ہوا خواجہ نے روسیاہ کو اپنی صورت بنایا
گلے مین ٹھولسندیا گلگونہ وخواجہ قیدخانے سے نکلے ملکہ نے ایک تخت بنایا اُس پر آپ بھی
سوار ہوئی خواجہ کو بھی سوار کرلیا تخت اُڑاتی ہوئی لیکر چلی قضا سے کار

رو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قید خانے کے دروازے پر کوئی نگہبان نہین رہتا وہان جانا کیا مشکل
ہے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے سحر مین طاق شہرۂ آفاق قریب قصر زندان آیا اب منظور ہوا اندر
ؤن یہان خواجہ و گلگونہ باتین کر رہے ہین خواجہ قید خانہ مین موت لیکر ہم آئے ہین
ریک کا بھائی روسیاہ مدت سے عاشق ہے اکثر اُسنے کذکی مینے جواب صاف دیا وہ
ضرور فساد برپا کریگا خواجہ فرماتے ہین خدا کرے وہی بچیا آئے کوئی صورت رہائی کی تو
ملکہ گلگونہ کہتی ہے خواجہ وہ بچیا بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا فتور برپا کریگا خدا اُسکی بدیت
بچائے وہ بلائے روزگار ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازہ قید خانہ کا کھلا دیکھا روسیاہ اکڑتا
سامنے آیا گلگونہ دیکھکر کانپنے لگین روسیاہ بیٹھ گیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا کہا
ے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال مین آپ کا تابعدار ہون اب غلام کو سرفراز
ہے کئی سال مجھکو ہوئے راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر کرتا ہون آپکے
مین مرتا ہون مین تو غلام ہون بقول شاعر فرد کینو ہجر ہوا ہے وصل صنم دل سی جائیگی
ت بگڑ گئی ہے یہ مشکل سے جائیگی ؛؛ اب تو مجھسے صبر نہین ہو سکتا کل شہنشاہ بھی تشریف
ے تھے میری بہن تاریک کو سمجھا گئے ہین کہ ہمارے واسطے ملکہ گلگونہ کو راضی کر دو مین نے
ہی چاہا تھا کہ اُسکی معرفت آپ سے ملون اُنکو تامل ہے مین نے اپنے دل سے کہا مین خود اپنے
وب مطلوب پاس جاؤن حال دل بیان کرون دیکھون کیا حکم ہوتا ہے ملکہ گلگونہ نے کہا
بیہودہ بکتا ہے ایسے ایسے خیال محال دل سے نکال ڈال اگر تجھکو یہ ناز ہے کہ تیری بہن کے پاس
ہین تو قتل کر کہ ہم اس کشاکش سے چھوٹین ایسے کلمات منہ سے نہ نکال روسیاہ
ے لگا جب تو خواجہ نے پکارکر آواز دی میان روسیاہ صاحب آئیے آپ معشوق سے
ی باتین کرتے ہین روسیاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا حقیر ذلیل ہتکڑیان بیڑیان
بیٹھا ہے قید آہن کے سبب سے ہل نہین سکتا روسیاہ قریب خواجہ کے آیا کہا اے
ں کیا کہتا ہے عمرو نے کہا آپ اس کوچہ سے بالکل نابلد ہین معشوق اپنی زبان سے اقرار
ے کہ ہم وصل پر راضی ہین آپ میری ہتکڑیان کاٹ دین مین ابھی ملکہ کو راضی کر دون روسیاہ
یا تو کون شخص ہے عمرو نے کہا مین نے گو دیو نہین کھلایا ہے آپ کا ذکر تو اکثر کیا کرتی ہین یہ بھی

اُسکے اختیار مین قیدیون کا آب ودانہ ہے چاہتی ہے کنیز ملانے ظلمات کو جائے کہ آسمان سنا
ہو اسب دیکھنے لگی افراسیاب جادو تخت پر سوار چلا آتا ہے سب کھڑے ہو گئی تاریک نے
روسیاہ سے اشارہ کیا اے برادر اتنو شہنشاہ آگئے روسیاہ خاموش ہو رہا لیکن کلیجہ
دھڑکنے لگا افراسیاب آکر پہونچا تاریک نے قدمون کو بوسہ دیا افراسیاب تخت
آکے بیٹھا تاریک نے پوچھا اے شہنشاہ آج کیون تکلیف فرمائی سار بان زادہ قید ہے آ
آٹھوین روز لاش دیکھ لیجیے گا سر خدمت مین بھیجونگی افراسیاب نے کہا اے تاریک کہ
کہون کتنی سال گذرے کہ مین تخت گلگونہ پر عاشق ہون عمرو نے اُسکو چھپر الیا اسکی دھیہ سے
مزاج گزار دن سے بگڑی مگر دل نے نہ مانا آجتک وہی جوش وخروش ہے مین نے خود جا کر
لشکر مین گرفتار کیا راہ مین عمرو نے مجھکو بیہوش کیا لیکن نانی امان نے بڑا کمال کیا نالے مین
ہو کر عمرو ایسے مکار کو دھوکا دیا دونون کو گرفتار کر لیا اُنکی راے مین یہ آیا کہ سرحد ظلمات
مین قید کرین تمھارے سپرد کیا ہے اے تاریک مین اسواسطے آیا ہون کہ رضامند
اُسکا سامنا کرونگا وہان کئی مرتبہ گیا کیا کہون کہ مین نے کیا کیا اُس ظالم نے سوا انکار
اقبال نہ کیا لہذا ہمکو مناسب یہ ہے کہ اُس ظالم کو میرے واسطے راضی کرو تاریک نے
طرف روسیاہ کے اشارہ کیا کہ سنتے ہو شہنشاہ کا کیا حال ہے روسیاہ نے جواب دیا و
سرکش مجھسے راضی ہو جاے پھر شہنشاہ لگا کرین تاریک نے سر جھکا لیا افراسیاب
سے کہا کل شہنشاہ تشریف لائین لونڈی اُسے راضی کر رکھیگی کیا مجال کہ میرا کہنا قبول نہ کرے
افراسیاب سے تاریک نے بخگی کر لی کہ مین رضامند کر دونگی کیا مجال ہے کہ میرا کہنا
مانے یہ پردہ ظلمات ہے یہان کسیکی سرکشی نہین چل سکتی افراسیاب تو روانہ ہو گیا
روسیاہ سے تاریک نے کہا اے برادر سب حال سُنا اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تمھا
سامنا کراؤن دو چار روز صبر کرو اگر افراسیاب کو نہ منظور کریگی تو تمھاری تقریب کرو
تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی تم ایسا جوان اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا روسیاہ یہ باتین سُنکر
رنجیدہ اُٹھا اپنے قصر مین آیا الجھکر سوچنے لگا جی مین کہتا ہے کہ اے روسیاہ ہمشیرہ نے تو یہ
باتین کہدین لیکن وہ پھر وہی اسکلے شہنشاہ کے کرینگی میرا ذکر کا ہیکو ہوگا اپنا کام اپنے ہاتھ

تک پکڑ کے گھسیٹا اور پھنکید یا زاغ و زغن لاش کو کھا لیتے ہین اب تم طعمۂ زاغ و زغن ہو گئے
رو نے کہا ملکۂ عالم ذرا بیٹھ جائیے آپ تو حسن و جمال مین یکتا ہین آپکی صورت کی ساحرہ
ری نگاہ سے نہین گذری تاریک نے کہا مین نہ بیٹھونگی باتین نہ بنا مجھے مرد کے نام سے
نفرت ہے چالیس جلشنین میرے پاس ملازم ہین اُنسے کچھ تشغل ہو جاتا ہے یہ کہکے چلی گئی تاریک
ر اپنے مکان مین بیٹھی کنیزان سیاہ رو تیرہ درون سامنے حاضر ہین چالیس جلشنین عمدہ کپڑے
پہنے ہوے خدمت مین حاضر ہین شراب بیٹھی ہوئی پی رہی ہے طنبورہ چھیڑ کر آپ ہی گاتی بجاتی
ے جلشنین تعریفین کر رہی ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ اُٹھا ابر قمر کے آ کر ابر پھٹا تاریک نے
یکھا بڑے بھائی صاحب آتے ہین رو سیاہ جادو تاج سر پر پہنے ہوے اکیلا تخت تو
ڑائے ہوے آیا تاریک نے اُٹھکر سلام کیا رو سیاہ نے دعا دی آ کر مسند پر بیٹھا کہا
ہون ہمشیرہ مین نے سنا ہے بی گلگونہ تمھارے پاس آ کر قید ہوئی ہین تاریک نے کہا ای برادر عمرو
گلگونہ دونون آ کر قید ہوے لیکن تمنے کیون پوچھا رو سیاہ رونے لگا کہا ہمشیرہ کئی سال
کا زمانہ گذرا جب شہنشاہ نے اسکو جرم عشق پر قید کیا اتفاق سے میرا بھی گذر ہو گیا دیکھکر
س ظالم کو مر گیا کئی برس ہوے مجھکو ہجر جھیلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے اب مین نے خبر
ی کہ وہ آ کر میری ہمشیرہ کے پاس قید ہوئی آج شبکو چین نہ پڑا یہ کہکے رو سیاہ تاریک
ے قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ میری زندگی تمھارے ہاتھ ہے ایک نگاہ دیکھ لون ہاتھ جوڑتا ہون
ہون پر گرون اگر وہ راضی ہوگی تو میری زندگی ہے ورنہ موت کا سامنا ہے اس طرح بلک بلک کے
وسیاہ نے یہ حال بیان کیا تاریک کا بھی دل بھر آیا تسکین دینے کو کہا بھیا مین اُسے
ادونگی تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی مین بھی اُس پر تاکید کرونگی کہ تم کو قبول کرے
وسیاہ نے کہا پھر بلوا ہے مجھکو اُسکا جمال جہان آرا دکھا ہے مین حلقہ کر دون شاید
سرکش مان جائے اگر نہ مانے تو مین اپنے کو اُسکے سامنے ہلاک کرون وہ بھی جان لے کہ
شقان صادق ایسے ہوتے ہین تاریک نے کہا بھیا مین ابھی بلواتی ہون قید خانے
ن تمھارا جانا بہتر نہین عمرو ایسا مکار وہان موجود ہے ایسا نہو کچھ فتور کرے مین یہین اُسکو
اتی ہون یہ کہکے آواز دی ارے ظلمات تاریک بخت کو بلاؤ وہی نگہبان زندانخانہ ہے

مین تیرے ان فقرون مین نہین آؤنگی آج تمکو اور اس گلگونہ کو پردۂ ظلمات مین لیے
ہون ایسے مقام پر قید کردون کہ تڑپ تڑپ کر مرو اتنو خواجہ کی آنکھین جوش و خروش مین آ
کہا او بیہودہ کیا بکتی ہے جس ملک مین قید کریگی اُس شہر کی تباہی کا وقت آگیا ماہیان نے
کہا دیکھون تو اب کیونکر رہائی پاتا ہے یہ کہکے آواز دی اپنے نگہبان طلسمی جلد حاضر ہو دیکھا
فولادی تیلا ماہیان کے سامنے آیا ماہیان نے کہا ارے نگوڑے تجھے کچھ شہنشاہ کی بھی
خبر ہے فلان صحرا مین بیہوش پڑے ہین جا کر ہوشیار کر دے اور یہ خبر کہہ دینا کہ ملکہ ماہیان
نے عمرو و گلگونہ کو گرفتار کر لیا تم باغ سیب مین جاؤ مین ان دونون کو سرحد ظلمات مین
لیے جاتی ہون ملکہ تاریک ظلمات پسند کا شہر ہے یہ وہانسے تا قید حیات رہائی نہ پا
ماہیان ملکہ گلگونہ و خواجہ کو لیکر روانہ ہوئی تیلے نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا
اُٹھیے افراسیاب اُٹھا مگر غصے مین کانپتا ہوا چاہا اُٹھکر ایک طمانچہ مارون تیلے نے دست بستہ
عرض کی مجکو ملکہ ماہیان نے بھیجا ہے مین خود نہین حاضر ہوا گلگونہ و عمرو کو ملکہ عالم طرف
پردۂ ظلمات کے لیگئین افراسیاب اُٹھکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا جب باغ مین آ
انیس جلیس مصاحبین دوڑین افراسیاب آکر تخت پر بیٹھا حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ گذ
کہ ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون نانی جان گلگونہ و عمرو کو
کیا ماہیان نے کہا سرحد پردۂ ظلمات مین ملکہ تاریک ظلمات پسند کہ میری کنیز خاص ہمدم ہمراز
ہے ہمیشہ میری خدمت مین رہی وہ ایسی حفاظت کریگی کہ تا قید حیات رہائی نہ پاوینگے افراسیاب
کہا عمرو وہ ظالم ہے مجھے خوف آتا ہے کہ پردۂ ظلمات مین نہ دھبہ لگے ماہیان نے کہا گیا مجھ
آٹھوین دن سُن لینا کہ دونون تڑپ تڑپ کے مر گئے ماہیان چلی گئی افراسیاب و گلگونہ
جان دیتا ہی برائے ملاقات تاریک ظلمات پسند چلا یہان خواجہ و گلگونہ کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ایک عورت سامنے کھڑی ہے بڑا سا قد سیاہ فام
بدانجام جھول بائین ہاتھ پر پڑی ہے کہتی ہے او ساریان زادے تو نے شہنشاہ پر یہانتک
بدعتین کین کہ آخر تجھکو ماہیان اس سرحد مین لائین ہزارون گنہگار یہان آکر مر گئے کسیکو خبر
نہ ہوئی کہ کون قید ہوا کیونکر مر گیا یہان کا مردہ نہ دفن کیا جائے نہ جلانے کا حکم نہ گرہ نٹ نہ پھینکنے

کا خون زمین پر گرا کہین قیامت نہ آجاے بڑا غضب ہوا مین کوکب و نور افشان جادو
کو گھسکر مار ڈالونگا حیرت نے کہا وہ نگوڑے آتے ہین ہوشیار ہو جانا چاہیے افراسیاب اُوڑھ پڑا
حیرت نقلی نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے جناب مارا کہ افراسیاب جادو بیہوش ہوا
گلگونہ چھوٹ کر افراسیاب کے ہاتھ سے الگ گری مگر سحر سے افراسیاب گرتے ہی بیہوش
ہے عمرو نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا جادر ریچھا کر پشتارہ گلگونہ کا باندھا
پشتارہ بھاری ہے خواجہ نے بمشکل پشتارہ اُٹھایا لیکر بھاگے مگر چلنے سے مجبور کہین
گھٹنے ٹیک ٹیک دیتے ہین کہین زیر نخل ٹھہر گئے بڑی مشکل سے خواجہ راہ طے کر رہے ہین
صحرا کا سناٹا کہین آدمی کا نام و نشان نہین سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے ہین کہ خدا خیر کرے برق
آجاے وہ بھی شریک ہو کہین آدمی کا نام نہین کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین
ایک نالہ ہے تھوڑا سا پانی بہہ رہا ہے خواجہ عقل سے سوچے کہ پھاند کر نکل جاؤن گا پشتارے کو
دوش پر سنبھالا بمشکل جست کی جنپر قدم کا نالا تھا لیکن خواجہ بیچ مین گرے پانی سے آواز
آئی او ساربان زادے تیری مکاریون سے دل کباب ہو گیا ہنسم ملکہ ماہیان زمرد پوش
عمرو نے دیکھا نہ نالا ہے نہ پانی ہے ریتی پر مین پڑا ہون پشتارہ گلگونہ کا الگ پڑا ہے ایک ایک
پاؤن سو سو من کا معلوم ہوتا ہے اُٹھا نہین جاتا ہے ماہیان کھڑی ہوئی گاتی باندھے ہے
عمرو نے سلام کیا کہا نانی امان آپ کو اسقدر غصہ لڑکون پر مناسب نہین ہم تو آپ کے
تابعدار ہین ماہیان نے کہا او نگوڑے موسے موئی کاٹے جہان تو نے میرے بچے
کو بیہوش کیا مین اُسی مقام پر آتی مگر جانتی ہون کہ تو چھلاوہ ہے بھاگ کر نکل جاتا ہے خواجہ
نے کہا نانی جان بڑے بڑے ساحر بنیے دیکھے آپ ایسے چست و چالاک میری نگاہ سے
نہین گذرے میری افراسیاب سے صفائی کرا دیجیے مین قدمون پر گرون بیشک میرے
ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین منفعل ہون معاف فرمائیے اپنی خدمت مین مجکو
لیجیے اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دون مہرخ و بہار وغیرہ کو مشکین باندھکر لاؤن طلسم
نور افشان تباہ کر دون لیکن آپ مجھپر مہربان ہین تمام عالم کو درہم برہم کرون ماہیان
نے کہا او ساربان زادے مجھے بھی افراسیاب سمجھتا ہے تیرے رگ و ریشے مین مکاری ہے

جنگل میں بھاگ جائے یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا شیر قریب بارگاہ آچکا ہے بڑا شیر ہے منہ
اُسکے خون ٹپک رہا ہے کئی ستم رسیدگان خدا کو چیر ڈالا چیر پھاڑ کر پھینک دیا جسپر جا پڑا اُسکو
پامال کیا کئی بارگاہیں گرادیں ملکہ گلگونہ نے للکارا او سگ صحرائی ہمارے سامنے یہ بے اد
کچھ اسم سحر پڑھکر دانہ ماش کا پھینک مارا شیر نے وہ دانہ منہ میں لے لیا اور زیادہ تیز ہوکے چلا
جب تو گلگونہ نے کہا اسکو جلا دو ان کچھ بال نوچکر پھینکے چند ماران سیاہ قریب شیر کے
پہونچے مگر شیر سے معترض نہوئے جب شیر نے ڈکار لی وہی موی سیاہ زمین پر پڑے تھے ملکہ
گولہ مارا شیر نے گولہ بھی منہ میں لے لیا اور جست کرکے برابر گلگونہ کے آیا ملکہ کو اپنے منہ میں
دبالیا پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلا خواجہ گلمرا دوڑتے ہوئے کنارے کھڑے تھے پکار
کہا یارو یہ شیر صحرائی نہ تھا افراسیاب تھا اے برق کچھ فکر کرنا پلٹ کر سکان کو کہا کہ آ
ہمارے لشکر میں جائیے ہم تلاش میں گلگونہ کی جاتے ہیں ایک جانب برق چلا ایک جانب
خواجہ تھوڑی دور جاکر خواجہ نے دیکھا حقیقت میں افراسیاب جادو ملکہ گلگونہ کو
مین دبائے ہوئے اُڑا ہوا جاتا ہے خواجہ جست کرکے آگے بڑھے ایک نخل کی آڑ پکڑ کر صورت
حیرت جادو کی بنائی سر پر اوچھا ساز خم لباس جابجا سے پھٹا ہوا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ آپ کہاں سے آتے ہیں کس فکر میں ہے کوکب و نور افشان نے لشکر سرا پتا
میں زخمی ہوکر بھاگی کوکب نے دور تک تعاقب کیا ساہری نے بچالیا مصور و صو
نگار وغیرہ سب قتل ہوگئے افراسیاب گھبرا گیا فوراً زمین پر اُتر آیا کہا ای حیرت کا
سوار کو برائے مقابلہ سکان بھیجا تھا یہ ظالم گلگونہ اُسکی مدد کو پہونچی دیوانہ کرکے کاؤ
مارا ماہ دولت باغ سیب میں تھے کاؤس کے ہمراہ لاش لیکر باغ سیب میں آئے ہیں
ظالم کو پکڑ لایا اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سبکو عبرت ہو تیر کیا سر کہ گذرا حیرت نے
کہا حضر حضر عیاری کرکے بہار کو گرفتار کر لائی بیٹے اُس سے لعتاب خطاب کیا اُنھون نے
جواب سخت دیے بیٹے ارادہ قتل کا کیا کوکب و نور افشان آپڑے مرشد زادے قتل ہو
ہر طرف سے رونے کی آواز آتی تھی میں بھی خوب لڑی کوکب کے ہاتھ سے زخمی ہوئی
افراسیاب نے زانو پیٹ لیا کہا ہاے مرشد زادہ مارا گیا برادر قدرت

گلے مین پڑا کہ سر خم ہوگیا ملکہ نے کارد سحر پھینک ماری سینے کو توڑ کر پار گذر رہی طاؤس مرکر گرا صدائے گیر و دار بلند ہوئی ایک ابر سیاہ آسمان پہ آیا کڑک کے گرا اُسی ابر سے آواز آئی کشتی مرا نام من کاؤس نہنگ سوار ہوہ دابرین لاشہ کاؤس کا لپٹیا ابر لاش کو لیکر بلند ہوا اُس ابر سے رونے کی صدا آئی کہ زمین تھرائی ملکہ نے یہان سب لشکر کو قتل کیا مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا چونکہ دن قلیل باقی تھا اُسکی بارگاہ مین اُتر پڑی سکان سیمتن کو ہوادار پر ڈال کے لائے ملکہ گلگونہ نے زخم دوزی کی فوج ملکہ گلگونہ رنگین پوش قاعدے سے اُتر پڑی برق و خواجہ بھی آکر بیٹھے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ گلگونہ بھی بیٹھی ہین گانے کا خواجہ کا سامان ہو رہا ہے ملکہ سکان سیمتن کہ جنکی زخم دوزی ہوئی ہے یہ بھی بیٹھی ہین خواجہ کے گانے پر عاشق ہین یہ عجز کہا خواجہ اگر مناسب ہو تو گا دیجیے خواجہ نے نغمے نکالی نے طور سے یہ غزل شروع کی نظم

یہ افسون ہی ہماری شعر خوانی
نہین ورد شراب ارغوانی
یہ ترکس آیا لگا ای آتش گل
بیان ہوجائیگا راز نہانی
نہینگے مثل دریا دیدۂ تر
سلامت ہی جوانی ناتوانی
خدا کے حکم سے ہے قوت نطق
ہر کالے تلو کہی ہے گرانی
ہر دیوان ہی آتش خزانہ

جو سنتا گنگ ہوجاتا فنا نی
دل عالم ہو عشق حسن سے داغ
کباب طائران بوستانی
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ
بہینگے ابران چشمون کا پانی
رلاتا ہے وصال یار کا شوق
کلام اپنا ہے ہاتف کی زبانی
نہین واقف ہم اُس تنکی کمر سے
ہر اک بیت اسمین ہے گنج معانی

مبارک ابر کو دریا کو پانی
رہے ہر فرد تیری نشانی
کرینگے یار کو عریان شب وصل
رہی مشتاق گوش ایجا کہانی
اڑادیگی صبا مثل پر کاہ
فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال
خدا کے واسطے ہے غیب دانی
ملکہ گلگونہ بگوش ہوش سن

رہی ہین سکان سیمتن ہمہ تن گوش بالکل بیہوش میان برق باجا بجا رہے ہین بڑے لطف کی صحبت ہے یکا یک لشکر مین باہر ہوا کچھ سردار بھاگ کر بارگاہ مین آئے خواجہ نے پوچھا ہے یار و خیر تو ہے عرض کی صحرا قریب تھا ایک شیر جنگل سے نکل آیا ہے اُسنے صدہا آدمی مار ڈالے ملکہ گلگونہ یہ کہکر اُٹھین لاحول صاحبو یہ شیر یا ببر یا بیمار کیا کرسکتا ہے ایک دانہ ماش کا مار دین

سحر اُتارا خواجہ چھوٹتے ہی گلیم اوڑھکر بھاگے سکان نے کہا ای معین و مددگار
بیچانکے دریاے سحر بیچ مین حائل کردیا ہے لشکر والے میرے اسیار تڑپ رہے ہیں کا
سنے چند موے سر توڑکر دریا مین پھینکے ماران سیاہ پیدا ہوکے سانپون نے پھیلنا نکا
شروع کیا ایک اژدر کلان پیدا ہوا سارے دریا کو پی گیا وہ اژدر زمین مین غائب
تمام لشکر سکان کا لشکر کاوس پر آپڑا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپنے لگی کسیکو نیمچہ مار
کاوس کا بھائی طاوس پانچہزار ساحرونکو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا تھا اسنے کئی گولے سحر
پر مارے ملکہ نے اشارونمین دفع کردیے آواز دی او طاوس ذرا نگاہ تو ملا طاوس نے
نگاہ جو ملائی ملکہ نے نگاہ سحر آگین ڈالدی بلبلا گیا گھبراکر پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی زلف
رسا کا دیوانہ ہون شمع جمال کا پروانہ ہون عاشق صادق یار موافق میرا تو یہ حال
کیا کہون کہ جو قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی منظم

بلا اس زلف پیچاں کا ہے سر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

تری دستار پر عاشق کشی کو
ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ

الٰہی خیر کیجو کھا رہی ہے
ادھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ

اٹھائے عشق پیچاں کی طرح سے
گلستان جہاں مین پیچ در پیچ

ہوا اس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبرداری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ ای نامہ بر پیچ

نہین دم بازہ ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا جل گیا آتش اگر پیچ

بلک کر آواز دی مین تو نمام ہون ملکہ نے ایک گولہ کھینچ مارا طاوس کا سر بھید
ساتھ والے الامان الامان کرتے ہوے بھاگے کاوس ہر چند غل مچاتا ہی مگر وہ نہیں
کہتا ہی یارو افسر کو قتل کرایا نامردی دکھاتے ہو بھاگے جاتے ہو اس گلگونہ رنگین کو
کو قتل کرونگا اسکو اپنی سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ملکہ گلگونہ رنگین پوش کاوس پر جا پڑین ا
مین سحر چلنے لگا گلگونہ نے طوق زرین گردن سے نکالکر پھینک مارا طوق آہن ہو گیا

بیقرار ہیں حیران ہیں کہ بلوے سے ان نامرادونکے کیونکر رہائی ہوگی بلوہ کرکے فوج چلی ہے چاہتی ہے کہ گرفتار کرلیں اسوقت سکان کی بدحواسی گرفتاری کا یقین دلسی پکار اٹھی ہی حلال مشکلات عالم اے رب اکرم میری امداد کر نظم

خدایا راست و ہمراز است و محرم	خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکلکشائے جن و انسان	خدا فتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت روای خلق محتاج	رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیانست	دہد جلوہ بہر ویش و بہر کم
خدا موجود در ہر چیز باشد	بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گہے در ذرہ روشن گہ بخورشید	گہے در قطرہ حاضر گاہ دریم
گہے خندان بگلشن صورت گل	گہے بر سبزہ گریان مثل شبنم
گہے در مملکت گرد سلیمان	گہ اسکندر گہے دارا گہے جم
گہے در شادی عیش و مسرت	گہے اندر بکا و رنج ماتم
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

ملکہ سکان سیمتن نے یہ دل سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک جادوگر آگیا ہنی ام جمشیدی مارا کہ جال میں پھنسالون اس مہ جبین کی مشکین باندھکر سامنے کاوس نے لیجاؤن ملکہ عاجز ہورہی ہین پکارا غنین اے کریم مجھے بچالے اس جال سے رہائی پانا ممکن ہے یہ کہکر ایک برق جال پر گری کہ جال کے ٹکڑے اڑادیے جادوگر کا سر اڑگیا ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر آسمان پر برنگ گلنار چھایا ہوا ہی اس سے برقین گرنے لگین کاوس نے جھلاکر گولا مارا کہا ارے یہ کون ہے کہ میرے ساحرونکو قتل کررہا ہی گولہ جو ابر پر لگا ابر شق ہوا دیکھا عقاب بلند پرواز پر ایک نازنین گلگون پوش سوار ہاتھ ہلا رہی ہی اور گلگونسے برقین گررہی ہین جسپر برق گری اسکا سر اڑگیا لیکن پارہ ہزار کنیزین خونریز و خونخوار بڑے بھاری جیسے پرزیب اس نازنین عقاب سوار نے نعرہ کیا کہ ای سکان نہ گھبرانا ملکہ گلگونہ رنگین پوش یہ کہکر تڑپکر گری اور سکان سیمتن کو آکر سنبھالا خواجہ

کھینچیدیا آپ تیر وکمان لیکر کھڑا ہوا کہ ہرکارے نے آکر خبر دی حضور لشکر مسلمانونکا آتا ہے جلد
ہین کر آکر بلوہ کرین عمرو کو رہا کرلے جائین سکان نے کہا کیا مجال کیا تاب وطاقت یہ کہکر تیر
کمان لیکر بڑھا گولا جھولی سے نکالا جنگل مین گولا مارا تھوڑے عرصے مین سب نے دیکھا کہ ایک
دریا جنگل مین پیدا ہوا جوش مارنے لگا برق جو لشکر کو لیے ہوئے ہونچا دیکھا کہ اسباب
قتل خواجہ کا سامان ہے ہمین دریا جوش مار رہا ہے ساحران سکان سیمتن کو آبرو کا خیال
چاہتے ہین دریا کو طے کرکے اسپار جائین جو دریا مین پھاندا موجۂ دریا کی تلوار چلی سر کٹ
الگ ہوا حباب بنکر شناوری کرنے لگا لاشہ غرق دریا ہوا کسی سے جادوگر اسیطرح کود
جو گرا دھڑ سے اسکا سر جدا ہوا برق نے جو یہ سانحہ دیکھا سکور وکنے لگا کہتا ہے یار دیتا
جو گرتا ہے وہ قتل ہو جاتا ہے وہان سامان قتل خواجہ قریب ہے ہائے کیونکر ہو تحسین جلیسے
کاؤس نے قصد کیا کہ تیر و کمان اٹھاؤن عمرو کو تیر مارون کہ سکان سیمتن آسمان پر آ
جملی عمرو کو جو دار پر دیکھا کڑک کے گری زنجیر کالی عمرو کو پنجے مین دبا لیا لے اڑی کاؤ
جو دیکھا للکارا کہ او سکان مین نے پہچانا یہ کہکے گولا مارا سکان پاتوڑتی ہوئی جاتی تھی
آسمان مین ڈوب جاؤن کاؤس نے جو گولا مارا گولا پھٹا سکان الٹ گئی زمین پر آئی
لیکن عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے ہے چاہا کہ پھر جست کرکے نکلون کاؤس نے دوسرا گولا
مارا سکان کا سر بھی زخمی ہوا لیکن عمرو کو پنجے سے نہین چھوڑتی اسی حال مین لڑ رہی ہے
جادوگر مارے جب کاؤس سحر کرتا ہے سکان زخمی ہوتی ہے شانہ و پشت و پہلو زخمون سے
لیکن عمرو کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہے ہر مرتبہ کہتی ہے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ
بچالے مین چاہتی ہون آپ پر سے جان کو نثار کرون جنازہ میرا مذہب اسلام مین اٹھا
سب سرداران اسلام ساتھ ہون مشہور ہو جای کہ سکان خواجہ پر نثار ہو گئی خواجہ فرما
ہین میرے ہاتھ پانوٴن بیکار ہین سحر کاؤس کا اتار دو مین تھوکون تو حرامزادے
مارون سکان کہتی ہے خواجہ مین مہلت نہین پاتی کیونکر سحر اتارون ساحر دنکا بلوہ
بیچیا کے سحر کا زور و شور ایخواجہ کیا تدبیر کرون کاؤس بیکار رہا ہے ارے نامرد واسی گرفتار کر دیا
طرف سے ساحر بلوہ کرکے چلے ہین اسوقت سکان کا بلکنا تڑپنا دعائین مانگنا خواجہ بہ

ہے دیکھتا ہوا کہ عقاب استاد کو لیے جاتا ہی جب جنگل مین دیکھا اُسنے دیکھا کہ عقاب ایک
درخت پر بیٹھا ہے خواجہ عمرو پنجے مین دبے ہوئے ہین برق نے چاہا کسیکی شکل بنکر سامنا
کرون کہ عقاب پھر اُڑا برق فقیر کی صورت بنا ہوا جاتا ہے دیکھا کہ بارگاہ کاوس مین وہ عقاب
اڑ گیا برق در بارگاہ پر حیران حیران پہونچا دیکھا افسران فوج کیدان رسالدار اندر بارگاہ
کے چلے جاتے ہین برق بھی حاضر حاضر کہکر اندر پہونچا دیکھا کاوس بیٹھا ہی عقاب نے سامنے
عمرو کو ڈالدیا ہی افسران فوج تعریفین کر رہی ہین کاوس کہتا ہی اسی عمرو کے یہ شہرے تھے
اب مین اسکو قتل کرتا ہون برق تڑپ رہا ہی کہ کیسکی صورت بنکر کچھ عیاری کرون استاد کو
چھڑاؤن مگر کچھ بن نہین پڑتا سب افسران فوج جمع ہین کہہ رہی ہین ای شہنشاہ ساحران ایسی کون مقابلہ
کر سکتا ہی آج آپنی لشکر اسلام کا خاتمہ کردیا آجتک کسیکا حوصلہ ایسا نہین پڑا کاوس کہتا ہی کون
ایسا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرسکے لاتا سب نے کہا حضور کا کام تھا لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا اسیکے بھروسے
پر سب لڑتے تھے باغبان و مخمور و بہار وغیرہ اسیکی وجہ سے شریک مسلمانان ہوئے حقیقت
مین اسنے کیا کیا عیاریان کین ہین شہنشاہ کے دل نے مزے اٹھائے ہین ات تو ذلیل باقی تھی
زبان سحر چاک ہوا کاوس نے حکم دیا کہ میدان خونی کی اب تیاری کرو اسیوقت وارین استادہ
ہونے لگین برق نے جو یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہو کر بھاگا ہمان ملکہ سکان سیمتن بیٹھی ہوئی روتی
ہین کہتی ہین یارو غضب ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوگئے ہلے مین کیا کرون کہ برق فرنگی آکر پہونچا
لیکن روتا ہوا آیا کہا ملکۂ عالم غضب ہوا استاد کو کاوس گرفتار کرکے لیگیا اب قتل کا سامان
ہو رہا ہی اسنے سامنے سے استاد کو ہٹایا نہین اگر قید کہین کرتا تو مین فورًا عیاری کرتا سکان
نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا فوجکو تیار کرو مین جاکر اپنی جان دونگی ہای کیا غضب ہوا جو مین
لشکر اسلام و جان نثار سردار خاص و عام ہوا اسیر آفت ہر چند کہ مین سحر مین اسکے ہم نبرد نہین ہون لیکن
امان دی یا اسکو مارا اور خواجہ کو چھڑا لایا یہ کہکر طاوس پر سوار ہوئین ستارہ بنکر آسمان
پر چمکی لشکر سے کہہ گئی کہ تم سب آؤ برق بھی ساحر بنا ہوا لشکر کے ہمراہ چلا اب یہان پر تو
کاوس باہر نکلا خواجہ کو ساحر کشان کشان لیے ہوئے آتے ہین دارین استادہ ہین جلاد
تلنگین لگا رہی ہین ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ عمرو کو قتل کرو کاوس نے اشارہ کیا عمرو کو دار پر

سکان کو سیری نہین آٹھ پہر یہی چرچہ رہتا ہو اسوقت بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہین خواجہ بھی گرد
ایک طرف میان برق فرنگی سکان سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کاؤس جاد
ساٹھ ہزار ساحران غدار سے آکر پہونچا کاؤس کا ملک قریب عملداری ملکہ سکان ہو ا
ایک نامہ ملکہ سکان کو لکھا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے بزرگو نسے اور ہمارے بزرگون سے رسم و ر
رہا لیکن آج تمنے بڑا غضب کیا وزیر زادیکو ملکہ حیرت کی زخمی کیا قید یونکو چھین لیا بہتر ا
مین ہو کہ عیارون کی مشکین باندھکر خدمت مین مابدولت کی لاؤ مین تمھاری خطا معا ف
کرادونگا ورنہ سزا ے کامل دونگا کہ دیکھنے والونکو عبرت ہو ایک ساحرنے یہ نامہ جاکر ملکہ سکا
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے یہ نامہ پڑھکر سر جھکا لیا خواجہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہو تب م
سکان نے نامے کا مضمون سامنے خواجہ کے بیان کیا خواجہ نے نامہ ہاتھ سے سکا ن
کے لیکر چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور ساحر سے کہا شہنشاہ سے جاکر کہدینا کہ ہم سامری و ج
پر لعنت کر چکے ہم نمکحرام کے پاس نہ جائینگے جس بحیا نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسکی صو
خدا نہ دکھائے ہم ایسے نمکحرام کے ساتھ کبھی نہ جائینگے ساحر کو نکلوا دیا نامے کو چاک کیا
نے جاکر کاؤس سے کہا ملکہ تو آپ کو دیکھکر ڈرہی تھین لیکن وہ دبلا پتلا نا نتیا عیار بھی
تھا اسنے بڑا غصہ کیا نامہ سرکار کا چاک کر ڈالا یہ سنتے ہی کاؤس نے طبل جنگی بجوایا
سکان نے بھی طبل جنگی بجوایا لیکن خواجہ سے کہ رہی ہین اس بحیا سے مقابلے مین بڑ
مشکل پڑیگی نہایت ساحر زبردست ہو ہمارے ملک کے قریب رہتا ہو خواجہ فرماتے ہ
ملکہ نہ گھبراؤ حیرت سے توکبھی دبے نہین یہ کیا بحیا ہو صبح کو سمجھا جائیگا سکان نے کہا خ
ہمارا لشکر بہت کم ہو وہ لشکر بہت لیکر آیا ہو خواجہ نے کہا پروردگار مالک ہو نہ گھبراؤ لیک
کاؤس نہنگ سوار شام تک بیٹھا رہا رات کو عقاب بنکے طرف لشکر سکان کے چ
خواجہ عمرو کسی ضرورت کو بیرون بارگاہ آئے تھے انتظام کرتے پھرتے تھے برق فر
دربارگاہ پر دیکھ رہا ہو کاؤس ایک نخل پر آکے بیٹھا عمرو کو جو دیکھا جل گیا کندے باند
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا ہلڑ ہوا کہ خواجہ عمرو کو کون لیے جاتا ہو برق فرنگی تڑ
دوڑا اتنا تو پلٹ کر کہا اے سکان غضب ہوا خواجہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہو جھپٹا ہوا جا

ان تو محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لیکن زمرد جادو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کی
دیکھی سر زخمی ران سے خون بہتا ہوا لباس پارہ حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای زمرد خیر تو ہی
مرد نے سر پیٹ لیا سب حال رو رو کر بیان کیا کہا حضور بی سکان صاحب نے عمرو و برق
مجھسے چھین لیا اب فلان مقام پر اُتری ہین عمرو و برق اُنھین کے ساتھ ہین آپ کی
دکو آتی تھین یہ بھی ایک فریب تھا نام آپ کا لیا مگر عمرو و برق کو قید سُنکر گھبرا گئین آخر
بردستی چھین لیا حیرت یہ سُنکر کانپنے لگی پلٹ کے دیکھا کاؤس نہنگ سوار دنگل پر
جا تھا حیرت نے کہا ای کاؤس جلد جاؤ بی سکان کا سر لاؤ شہنشاہ نے کس زور و شور
ے عمرو کو گرفتار کیا اُسکے اوپر یہ آفت خراج گزارون نے خوب سر اُٹھایا ہی انکو سزا
غول ہونا چاہیے کاؤس باہر نکلا ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے گینڈے پر سوار ہوا ایلغر
کے چلا قضائے کار رے لشکر اسلام کے جو موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے دربار
خ مین آئے آکر سب خبر عرض کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کاؤس نہنگ سوار
ٹھ ہزار فوج لیکر برائے گرفتاری سکان گیا ہی یہ سُنتے ہی ملکہ مہرخ نے چوکی رکھوائی
ارکر آواز دی ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی سکان نے ہمپر احسان کیا خواجہ برق
رہا کیا ہرکارون کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ اُسنے اطاعت دین السلام اختیار کی لہذا تم
ن کوئی ایسا ہی کہ جا کر سکان کو بچائے اور کاؤس نہنگ سوار کو روکے ملکہ سکان پر کوئی
ال نہ آنے پائے ملکہ مہرخ کی زبان سے یہ پورا کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ اپنی کرسی پر سے
گلگونۂ رنگین پوش اُٹھین کہا یہ کنیز جائیگی ملکہ مہرخ نے کہا ای گلگونہ تمسے افراسیاب
ہت کد ہی ایسا نہ ہو وہ بیچیا وقت پر آ جائے ہرچند ملکہ مہرخ نے فرمایا مگر ملکہ گلگونہ نے
اب تو کنیز اُٹھ چکی اب نہ جانا میرے واسطے معیوب ہی کنیزون کو آواز دی سپہ سالار
ے لشکر کا مجنون تیغ بند حاضر تھا حکم ہوا لشکر جلد تیار کرو بارہ ہزار ساحر تیار ہوے ملکہ مہرخ
کہا لشکر تو اور لیلو گلگونہ نے کہا آپ کا اقبال ساتھ ہی کچھ فوج کی ضرورت نہین بارہ ہزار
حرونکو ساتھ لیکر ملکہ گلگونہ چلین یہان ملکہ سکان خواجہ عمرو کے ساتھ مصروف عیش و
نزت ہین اور قصد ہوتا ہی کہ طرف لشکر اسلام کے جائین مگر گانے سے خواجہ کے ملکہ

گرفتار ہو جاؤن سکان بلاے روزگار ہی آخر زمرد جادو شکست فاش کھا کر بھاگی سکا
نے تین کوس تک پیچھا کیا جس ساحر کو راہ مین پایا اُسے قتل کر ڈالا زمرد کے سر سے خون بہتا
حیران و پریشان زخمی افتان و خیزان پہاڑون کی جانب سے نکلکر بخدمت ملکہ حیرت
پہونچی یہان سکان نے جب دیکھا کہ لشکر زمرد بالکل بھاگ گیا خیمے بارگاہین مع خزانہ
قبضے مین کیا عمرو ہی کا نام رٹ رہی ہی گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ عمرو و برق کہان
خواجہ عمرو کنیزون مین ملے ہوے ساتھ تھے برق خدمتگار بنا ہوا چلا آتا تھا خواجہ
اصلی بنکر سامنے سکان کے آئے کہا خواجہ اب مین افراسیاب کو منھ دکھانے کے لا
نہین رہی زمرد جا کے آگ لگائیگی مجھے اب دین اسلام کا اعتقاد ہوا سامری و جمشید
لعنت کی خواجہ و برق ساتھ سکان کے بارگاہ مین آئے سکان کے ساتھ مع کنیزان جالیس
فوج ہی کچھ زخمی ہوے اُنکا علاج ہونے لگا اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ و برق ساتھ
خواجہ نے دیکھا سکان کی پیشانی پر رونق معلوم ہوتی ہی یہ دل سے مطیع اسلام ہوئی خواجہ
بیٹھے سکان کو تو خواجہ کے گانے کا بڑا اشتیاق ہی کہا خواجہ قضاء قدر کو منظور تھا وہ ہوا
کچھ گانا سُنائیے برق نے طبلہ لیا ٹکڑے گا ٹھنے لگا خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ سا
ملکہ سکان ستمین کے بہ الحان گانا شروع کیے

نظم

کیا قہر طعن بوالہوس بے ادب ہوا — جرم رقیب قتل کا میرے سبب ہوا
بوے دم غضب لیے اُلٹی سمجھ تو دیکھو — بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو کب ہوا
کسدن تھی اُنکے دل مین محبت جو اب نہین — سچ ہی کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر — جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
جی طعن وصل عدو سے کیسا جلا دیا — روز جزا کا ذکر جو محفل مین شب ہوا
از بسکہ تھی وصال مین غیرون سے ہمسری — عیش و سرور باعث رنج و تعب ہوا
بر بین عدو کے سوئے بغل سے مری اُٹھے — وہ کیا کہ سکو جذبۂ دل سے عجب ہوا
اب اذن انتقام جفاے فلک تو دو — سو بار جوش نالہ اجازت طلب ہوا
ربط بتان دشمن دین انہام ہی — ایسا گناہ حضرت مومن سے کب ہوا

جان دونگا سکان نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی سکان نے
کہا بی زمرد و برق کو پنجرے سے نکالو سچ کہتا ہی جو جسکے ساتھ کا سازندہ ہوتا ہی اسیکے ساتھ
اسکا رنگ سبندھتا ہی زمرد نے کہا مین برق کو پنجرے سے نہ نکالونگی زمرد و سکان سے تکرار
ہونے لگی سکان نے کہا بوا زمرد تمھاری شامتین تو نہین آئی ہین خواجہ نے بھی چپکے سے کہا
کہ ملکۂ عالم یہ بڑی حرامزادی ہی بلکہ حیرت کو گالیان دیتی ہی جنکی نوکر ہی آپ کو کیا مانیگی آپ
برق کو نکال لیجیے انکا کہنا نہ مانیے سکان اٹھی جب قفس کیجانب چلی زمرد بھی اٹھی کہا بی سکان الگ
ہو ورنہ ایک گولہ مارونگی سر پھٹ جائیگا سکان نے دن سے گولہ مارا زمرد تو ہٹ گئی کئی کنیزون
کے سر پھٹے اتنے سب کنیزین بلوہ کرکے زمرد کی کنیزون پر جا پڑین سکان نے ہاتھ کو جو ہلادیا
کئی سو کنیزون کے سر اڑ گئے عمرو نے جھپٹ کر قفس برق کا کھولا برق تڑپ کر نکلا نکلتے ہی
نہ آتشبازی کا مارا اور پکار کر آواز دی زمرد حرامزادی کا سر کاٹ لو بلا زبان سکان اندر بارگاہ
کے گھس آئے اتنے سحر چلنے لگا ہزار کنیزون کے لاشے گر گئے سکان نے سحر کیا کہ بارگاہ مین آگ
لگ گئی زمرد تڑپ کر نکلی باہر نکل کر اسنے بھی سحر کیا بارگاہ جلکر گری خواجہ و برق حقہ ہائے
آتشبازی مار رہے ہین لشکر زمرد پر آفت برپا ہی حقہ آتشبازی الگ چل رہے ہین سکان نے آگ
سائی سلین گرائین خواجہ و برق ہر مرتبہ پاس سکان کے آتے ہین کہتے ہین ہم آپ کے تابعدار ہین
پھر آپ ہی کے ساتھ رہینگے سکان نے کہا خواجہ مین آپ کے ساتھ ہون خواجہ نے اور دو چار
نے آتشبازی کے مارے کئی سحر جادوگر جلے ساحر جانتے ہین سحر کی آگ ہی جسپر شعلہ گرا وہ
نے لگا روغن نفط خواجہ نے پھینکا جسپر قطرہ گرا وہ جلنے لگا جلکر خاک ہوا ہر طرف ہنگامہ
گیرودار بلند ہی کافر و دو مند ہی لڑنے والے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ تھی کہ سکان و زمرد سے
سامنا پڑا زمرد نے کئی سحر کیے سکان نے خنجر کھینچ مارا سر زمرد کا زخمی ہوا برق نے ایک پتھر
یاب مارا پانون زمرد کا زخمی ہوا اب زمرد ناچار ہوئی فوج کا خیال کیا چار ہزار ساحر
لے مارے گئے اور سکان کی فوج بجانبازی لڑ رہی ہی زمرد نے دیکھا اب پانون نہین ٹھہرتا جب سکان
سے مقابلہ کیا سکان سحر مین غالب آئی خیال مین گذرا کہ اب نکل چلو ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن
زمرد جادو نے ساتھ والون کو اشارہ کیا صاحبو نکل چلو اب نہین ٹھہر سکتے ایسا نہو کہ مین

خاک چھنوا رہی ہو کوچۂ قاتل کی تلاش ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہو
نشۂ مے نے نقاب رخِ زیبا اُلٹا ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہو
قتل کسکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہو
پانو تک بال کے پہونچینگی لٹک کر سر سے پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہو
وہ جنون خیز ہو وہ مایۂ سودا ہو وہ زلف دیکھتی ہو جو پری برہنہ پا پھرتی ہو
اپنے جامے سے ہو نہین سکیں مفلس باہر رہن ہوئی ہوتی دستار و قبا پھرتی ہو
صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہو

ملکہ سکان سنتے ہی بیقرار ہو گئی کہا کہ خواجہ کیا کمال کرتے ہو خواجہ نے دیکھا کہ برق قفس میں بیٹھا روتا ہو بنگاہ یاس طرف خواجہ کے دیکھ رہا ہو خواجہ کو رحم آ گیا فرمایا ملکۂ عالم آپ نے یا گانا سنا سازندے خلاف تھے یہ شاگرد میرا طبلہ بجائے تب سنیے سکان نے کہا بی زم برق کو بھی پنجرے سے نکال لو زمرد نے کہا حضور مین آپ کو منع کرتی ہون آپ میر نہین مانتین عمرو ہی کا نکال لینا مجھپر شاق ہو دوسرے فتنہ انگیز کو بھی آپ نکلواتی ہین اب آپ گانا سُن چکین اب عمرو کو قفس مین قید کیجیے اور آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا زمرد تم تو ایسی بیوفائی کی باتین کرتی ہو گویا ہمارے تمھارے کبھی کی ملاقات نہین عمرو ہو چکا قفس سے نکلے نگوڑا ہمارے سامنے سے بھاگ نہ گیا عمرو نے گڑگڑا کر کہا حضور مین نحیف و ضعیف کہان بھاگ جاؤنگا مین قدردان کا جویا تھا آج مجھکو قدردان ملا اب مین پاس سے کہان جاؤنگا خواجہ نے ذرا سا عطر آنکھون مین لگا لیا اسقدر آنسو نکلے کہ خو ہچکی لگ گئی ملکہ سکان گھبرا گئی کہ ایسا نہ ہو اس نحیف و ضعیف کا دم نکل جائے پشت پر رکھکر کہا خواجہ اسقدر نہ رو مین نے اب تمھارا گانا سُنا مین تمھاری جان بچا لونگی عمرو نے مجھے سب نے بدنام کیا ہو مین بھلا کسے قتل کرونگا مین اس لائق ہون کہ کسکو قتل کرون مین کبھی چونٹی کو بھی اپنی دانست مین پانو تلے نہین ملا نا حق مجھکو ایسی ایسی باتین یہ لوگ کہ رہے ہین کو مین نے ایک دن بیہوش کیا بھوکا تھا انکا پائجامہ اُتار کر بیچ لیا اسی پر یہ میرے ساتھ دشمن ہین اب مین توبہ کرتا ہون اب مجھسے کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی مجھے یہ لوگ بدنام کرتے ہین ورنہ

مت ہوگئی زمرد نے قصد کیا کہ اب یہان سے کوچ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ملکہ
ن سیمتن آتی ہو مرد افراسیاب کو جانتی تھی سُنا کہ ملکہ زمرد جادو وزیرزادی حیرت
یہان اُتری ہوئی ہین سکان پلٹ پڑی زمرد نے ملکہ سُکاّن کو آتے ہوے دیکھا
آکر استقبال کیا پوچھا بوا کہان سے آتی ہو سُکاّن نے کہا نامہ شہنشاہ کا پہونچا مین
ے مدد حیرت جاتی ہون جاتے ہی بی بہار کو عیرہ کو قتل کرونگی سُنا کہ بی بہار نے
سرکشی کی ہو زمرد سب حال بیان کرتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی سکان نے
جا تمھارے یہان آنیکا کیا باعث ہوا زمرد نے کہا بوا مین کار سرکار کو نکلی تھی ایک آفت
مبتلا ہوئی ہون عمرو و برق کو گرفتار کیا عمرو و برق یہی ہین ان دونون نے مجھکو مارا
سُکاّن نے جو نام عمرو کا سُنا کہا بوا مین ہمیشہ نام عمرو کا سُنا کرتی تھی آج تمھارے پاس قید
ن ذرا اُسکا گانا سنونگی زمرد نے کہا بڑے سامری و جمشید اُس ظالم کا گانا نہ سنیے اُسکا گانا سحر ہے
ن نے کہا بی بیٹھو گانا سُنکے اُسیطرح قید کر لینگے ہم تم ساتھ چلینگے ہمارے سامنے غیر ساحر کی
حقیقت ہو اگر بھاگ بھی جائے تو سو کوس سے پکڑوا بلا سکتے ہین یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی
عمرو کا اُتار لیا زمرد ہان کرتی ہو کہتی ہو بوا اچھی بات نہین دیکھو بہت پچتاؤگی سُکاّن نے
بوا غیر ساحر کی کیا لیاقت کہ ہمارے سامنے بھاگ سکے بوا ہمسے شرط کر لو اگر ہوا ہوسکے
ت جائے سو کوس سے پکڑوا بلائین لاکھ زمرد چیخی پیٹی مگر سکان سیمتن نے کچھ نہ مانا عمرو کو
ل مین سے نکال لیا برق نے چپکے سے کہا اُستاد ہمین باہر نکلوا لیجیے خواجہ نے کہا چپکا بیٹھا
برق خاموش ہو رہا خواجہ آکر صحبت مین بیٹھے سکان کی تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین
بلکۂ عالم آپ ایسے فیاض سخی نگاہ سے نہین گذرے بھلا مین حضور کے سامنے بھاگ کے کہان
ونگا سکان نے کہا اب زیادہ باتین نہ بنائیے گانا سُنائیے گانا سُنکر آپ کو پھر قفس مین
بند کرونگی مین جاؤنگی میری منزل کھوٹی ہوتی ہو خواجہ نے کہا اب آپ کہان جائیے گا
سکان نے کہا اب باتین نہ بناؤ خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گائے نظم

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہو
رُت بدلتی ہو کوئی دن مین ہوا پھرتی ہو

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہو

اُٹھی پکار کر آواز دی بی صرصر مین بھی تمھارے ساتھ شراکت کرونگی یہ کہکے چلی تھی کہ لڑکھڑا کر
گری برق نے جھوم کر نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہوا
در مکر پر میرا پہرا ر
چھلادہ ہون مین نام بھی برق

صنم سیہ پوش حیران دیکھ رہی ہی یا تو صرصر کی شکل تھی یا ایک انگریز کو دیکھا
ٹوپی پہنے ہوے بوٹ چڑھا ہوا پتلون جاکٹ پہنے ہوے پہلے قریب قفس عمرو کے آ
کہا اُستاد و آداب عرض کرتا ہون غلام نے سارے لشکر کو بیہوش کیا اب شوق سے
لوٹیے مارئیے خواجہ جیسے ہی قفس سے نکلے برق سے کہا آپ تو باہر جائیے آپ چور ہی
برق نے کہا اُستاد مین نے بڑی مشقت کی عمرو نے کہا یہ بھی کوئی عیاری ہی صرصر
چلے آئے ہین رہا ہو جاتا برق نے دوڑ کر ایک جادوگرنی کو ایک خنجر مار دیا جب تو خوا
نے ایک طمانچہ مارا برق طمانچہ کھا کے زمین مین گرا جادوگرنی کے پانون کے چھلے اُتار
خواجہ نے برق کو گردن پکڑ کے دوڑا دیا برق پھر پلٹ کے چلا آیا کہتا ہوا کہ اُستاد
سبکے کپڑے اُتار دون آپ زنبیل مین رکھتے جائیے عمرو نے کہا آپ الگ ہیے آ
چور ہین برق و عمرو سے تکرار ہو رہی ہی اب صنم سیہ پوش نے بخوبی پہچانا کہ یہ عمرو
یہ برق اِسکا شاگرد ہی بیٹھے بیٹھے سحر کیا دونون گرے صنم سیہ پوش زمین پر آئی باران سحر
کے زمرد کو ہوشیار کیا زمرد کی جو آنکھ کھلی ساری محفل کو بیہوش پایا صنم سیہ پو
کو قریب پایا کہا ملکہ تم کیونکر آئین صنم سیہ پوش نے کہا مین اِس ظالم کو گویا سمجھی تھی شاگر
جو لڑے تب مین نے پہچانا اب مجھکو معلوم ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی یہ شاگرد اِسکا برق خنجر گز
ہی دم بھر مین سارے لشکر کو بیہوش کیا زمرد نے کہا اگر مین نہ پہونچتی یہی حال تمھارا عمرو بنا
سارے لشکر کو قتل کر ڈالتا زمرد نے کہا اے صنم سیہ پوش مین آج ہی لشکر حیرت
جاتی ہون صنم نے کہا دونون کو یہین قتل کیجیے اب مین یہی چاہتی ہون کہ اِنکا قتل ہو جائی
بہتر ہی زمرد نے کہا عیارونکے لیے حکم قتل کا نہین ہی شہنشاہ کو اُنکے قتل کا اختیار ہی تم

کیفیتین ہین یار مئے ناب وصل کی
کہتا ہو ناز سے مجھے یوسف نہ جانیے
کہنا پیام بر کہ یہان تو ہو آج کل
بیداریان جو ہین شب فرقت مین دوستو
مینا و جام و شمع کو پھینکو یہانسے دور
کیا فکر جام و شیشہ و کیفیت ای صنم
بیداری فراق سے ناسخ کا ہو کلام

آنکھین نشانی ہین شب مہتاب وصل کی
تعبیر پوچھتا ہون اگر خواب وصل کی
حالت وہان تباہ ہو بیتاب وصل کی
تعزیر مل رہی ہو مجھے خواب وصل کی
صورت نہ دیکھو ہجر مین اسباب وصل کی
افزون شہر اب ہجر سے ہو آب وصل کی
مجھسے نکا تین ہین سوا خواب وصل کی

نم سیہ پوش کہ بشکل عقاب نخل پر بیٹھی ہو گانے کی آواز جو کان مین پہونچی حیران ہو گئی
ہ بارگاہ پر آ بیٹھی برق نے بعد تھوڑی کے عرض کی ای وزیرزادی بڑی خوشی کی بات ہو کہ یہ
ارقید ہوا آج تو سب شراب پیئین مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے زمرد نے کہا از
رصرا ختیار ہو کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے مجھے تو حفاظت منظور ہو رات اس طور سے کٹے
سب ہوشیار و بیدار رہین زمرد نے بلا تکلف کنجی میخانے کی دیدی جانتی ہین کہ صرصر
رخواہ دولت ہو لشکر مسلمانان یہان سے قریب ہو بیدار رہنا مناسب ہو صرصر نے
خوانے مین جاکر شراب کو خراب کیا آواز دی صاحبو شراب لیجاؤ تمام ملازم دوڑے
راب اٹھا اٹھا کر لیگئے لشکر مین ہر مقام پر جلسے قائم ہوے کسی سر گلابیان صرصر نقلی جلد جلد
راستہ کرکے بہ تکلف تمام محفل مین لیکر آئی سب خوش ہو گئے صنم سیہ پوش قبۂ بارگاہ سے
یہ رہی ہو اب صرصر نے پھر ایک غزل عاشقانہ گائی جام شراب سر پر رکھا کہا دیکھیے
ر واسیطرح ساقی گری کرتا ہو سامنے زمرد کے آکے سر جھکایا زمرد نے موتیون کا مالا گلے
ن ڈالدیا تھوڑے عرصے مین صرصر نقلی نے سبکو شراب پلائی صنم سیہ پوش نے سر
ٹھاکر دیکھا لشکر مین تہلکہ برپا ہو گیا کوئی گا رہا ہو کوئی بجاتا ہو کوئی ناچ رہا ہو کوئی دوڑا
پھرتا ہو صنم سیہ پوش حیران ہو کہ یہ سبکو کیا ہو گیا یہ دیوانے کیون ہو گئے تھوڑے
صے مین صنم سیہ پوش نے دیکھا محفل مین بھی وہی رنگ ہونے لگا گانونکی حالت
ب سازندے بیتاب کوئی اٹھتا ہو کوئی اوکتا ہو یکایک زمرد جادو بھی مسند سے

وضعیف سارے میلے کو لوٹ لون اور کوئی مجھکو نہ قتل کر سکے صنم سیہ پوش حیران ہی کہ وزیرزا
کا کہنا کیونکر نہ اعتقاد کرون لیکن یہ غریب بھی سچ کہتا ہو اکیلا ہو کیونکر میلے کو لوٹ سکتا
صنم سیہ پوش نے کہا بی زمرد ہر چند کہ مین اسکے کمال کی بہت مشتاق ہوئی لیکن تم ا
لیتی جاؤ ملکہ حیرت کو اختیار ہو خواہ قتل کرین خواہ بخشین زمرد نے کہا مین اسکو لیجاؤ
عمرو نے قہقہہ مارکر کہا ملکہ حیرت رحم دل ہین مجھکو جاتے ہی رہا کرینگی کوئی بھی تکلیف
نہ ہونچیگی زمرد نے کہا بھلا نگوڑے میرے ساتھ چل تو مین فوراً تجھکو قتل کراؤنگی عمرو
کہا یہ آپ سے نہ ہوسکیگا ضرور رحم آئیگا زمرد نے عمرو کو گرفتار کیا مسلسل و معلوق کر
جس قفس سے خواجہ نکلے تھے اُسی قفس مین پھر بند کیا اُٹھا کر اپنے تخت پر رکھا لیکر
صنم سیہ پوش کو بڑا افسوس ہو بعد جانے زمرد جادو کے ایک عقاب بنکر یہ بھی چلی
کوس پر جاکر زمرد اُتر پڑی عمرو کا قفس لٹکا دیا آپ بارگاہ مین بیٹھی ہو کنیز دن
کہہ رہی ہو بی صنم سیہ پوش کی موت نہ تھی گھڑی بھر مین سبکو قتل کر ڈالتا اب یہان سے
اسلام و لشکر حیرت بارہ کوس پر باقی ہو قضائے کار رہتے برق فرنگی تاجدار بالا دوی
نکلتے تھے ایک بلندی پر دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہو برق فقیر بنکے لشکر مین آیا دریافت
کیا معلوم ہوا لشکر زمرد جادو ہو وزیر زادی ملکہ حیرت کی کسی کام کو گئی تھی پلٹی ہو
جاتی ہو ایک ساحر کی زبانی یہ بھی سُنا کہ خواجہ عمرو قید ہین یہ سُنکر برق تڑپ گیا
آیا کچھ سوچ کے صرصر کی شکل بنکر چلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ بی صرصر آتی ہین زمرد نے کہا
صرصر کو بلا لو کہنا کہ بی صرصر یہان آؤ تمھارے عاشق قید ہین ذرا انکو دیکھ جاؤ صرصر نقلی ا
بارگاہ کے آئی صنم سیہ پوش عقاب بنی ہوئی نخل پر سے بیٹھی دیکھ رہی ہو حیران ہو
شخص کیونکر رہا ہوگا یہ عمرو عیار نہین ہو مگر نخل پر بیٹھی ہو یہان صرصر نقلی جو اندر آئی عمرو
جو قفس دیکھا کہا کیون واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیونکر قید ہوا زمرد نے سب حال
کیا صرصر نقلی نے کہا واری مین بھی نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو نگوڑا اُچھوریا آجائے میری خبر لیگا
تو وہ ضرور آئیگا اب آج جلسہ جمائیے مین بیٹھکر گاؤن نگوڑا شرمائیگا یہ کہکے صرصر نے
سازندہ طلب کیا سازندون نے ساز ملائے
یہ غزل شروع کی

میان گویتے صاحب تمنے اپنا نام نہ بتایا کس خاندان سے ہو عمرو نے کہا مین تانسین کا پروتا ہون چھوٹا تانسین میرا نام ہو ہمارے خاندان مین کئی پشتو ن سے یہی کام ہوتا چلا آتا ہو مین کو حضور کو خوب راضی کرونگا اور یہ کیا مین ساقی گری خوب کرتا ہون میخانے کی کنجی مجھے دیجیے پھر مزا دیکھیے آپ کو بڑا لطف حاصل ہوگا مین اب آپ ہی کے پاس رہو صنم سیہ پوش کہتی ہو میان تانسین صاحب کے پروتے مین تمکو نوکر رکھونگی شہنشاہ سے صفائی کرادونگی جس بات کا شہنشاہ کو غصہ ہو وہ اُتر جائیگا خواجہ نے کہا حضور وہ چاہتے ہین کہ مین کچھ نہ دون صنم کہتی ہو کہ مین تمکو اسقدر دونگی کہ تمکو کسی سے لینے کی خواہش نہ رہیگی خواجہ خوش بیٹھے ہین رنگ اپنا جما رہے ہین شراب طلب کی ہو کنیز ونکو حکم ہوا کلید میخانے کی لاکر چھوٹے تانسین کو دو کلید میخانہ خواجہ کو ملا چاہتی ہو کہ ایک ابر زمردنگار آسمان پر ظاہر ہوا خواجہ سمجھے اسکی کوئی مصاحب آتی ہوگی بڑے زور شور سے ابر آیا پہاڑ پر آکے ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا ملکہ زمرد جادو وزیرزادی ملکہ حیرت جادو کی آکر ہے پہنچی خواجہ نے ارادہ کیا کہ اُٹھ کے بھاگون زمرد نے اُترتے اُترتے سحر کیا کہ پانؤن عمرو کے زمین نے پکڑ لیے اور کہا ای صنم یہ مکار غدار آپ کے یہان کیونکر پہونچا صنم سیہ پوش نے کہا بیچارہ غریب گویا ہو تمنے کیون سحر کیا زمرد سر پیٹنے لگی کہا ای صنم سیہ پوش تمھین کیونکر ثابت ہوا کہ یہ گویا ہو صنم نے کہا کہ شہنشاہ قید کرکے دیگئے یہ کہتا ہو کہ مین گویا ہون اور حقیقت مین ایسا گاتا ہو کہ رنگ جما دیا دل چاہتا ہو اسکو آنکھون مین رکھین زمرد نے کہا حضور یہ عمرو عیار ہو گانا اسکا سحر کامل ہو چار سو سردار شہنشاہ کے مسلمان کرلیے نہین معلوم شہنشاہ نے اسکو کیونکر گرفتار کیا یہ کیا کسیکو ملتا ہو چاہ زمرد پر شہنشاہ نے میلہ کیا تھا اُس روز کی قیامت آپ دیکھتین کہ اِس ظالم نے سارا میلہ لوٹ لیا اپنے سردارونکو رہا کرکے لیگیا شہنشاہ کو اسقدر غصہ تھا کہ بذات خود لڑے شکست پر شکست دی مگر اس ظالم نے اپنی ہی کی وہ تدبیر کر رکھی تھی کہ پشتۂ رنگین حصار سے لشکر نہ ہٹایا برابر مقابلہ کیا زمرد نے سب حال صنم سیہ پوش سے بیٹھکر بیان کیا خواجہ ہنستے جاتے ہین اور فرماتے ہین بی وزیرزادی صاحب اسقدر لگائی بجھائی نکرو مجھ غریب منگتا کے قتل ہونے سے تمکو کیا نفع ہوگا بھلا حضور یہ آپ کی عقل مین آتا ہو کہ مین نحیف

شخص سچ بتلا تو کہ یہ کیا معرکہ ہی عمرو نے کہا حضور ٹرونکی بات بڑی بات ہی میری کیا مجال تھی کہ
شہنشاہ جھوٹا کرتا جو فرماتے ہین بجا اور درست ہی مین صحرا مین گا رہا تھا کہ کوئی راہ گیر نکلے گی
غریب پر ترس کھا کے پیسہ ٹکہ دیجا دیگا شہنشاہ پہونچ گئے کہا ہمارے سامنے گا ہم تجھے
دینگے مین دل توڑ توڑ کے گایا ایک پیسا نہ دیا کہا ہم تجھکو لیچلکے قید کرینگے مجھکو لیے جاتے
تھے اب یہان چھوڑ گئے حضور کو اختیار ہی غلام کے دو چار اشعار سُنلیجے تب حال یہ
کہنے کا کُھلے صنم سیہ پوش نے کہا وہ تو فرما گئے ہین کہ تم اسکے پاس نہ جانا عمرو نے
اتنی جادوگرنیان بیٹھی ہین مین دُبلا پتلا کہان بھاگ کر جاؤنگا دو چار جنھون نے
یہ حضور کہان بھاگ کر جا سکتا ہی قفس کھُولا عمرو کو نکالا خواجہ صنم کے سامنے آکر بیٹھا
حضور سازندونکو بلائیے سازندے بھی آکر حاضر ہوے جب ساز آراستہ ہوا عمرو نے
سامنے صنم سیہ پوش کے یہ اشعار شروع کیے نظم

ہر حال مین ہی اپنے مرا یار دلفریب	گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب
مژگان چشم یار کی تعریف کیا لکھون	جان کاہ جان خراش دل آزار دلفریب
انداز حسن دہ ہین اک اک سے خوشنما	رکھتا ہی ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب
دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے	چشم پری سے روزن دیوار دلفریب
دُنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا	دلکش ہر اک دُکان ہی بازار دلفریب
سودائے عشق کے لیے ہی خوشجمال شرط	یہ جنس چاہتی ہی خریدار دلفریب
عالم مین مجھکو قاتل خوشرو کی ہی تلاش	جلاد ڈھونڈھتا ہی گنہگار دلفریب
اُس گل نے گوش دل سے سُنا اکدن جو بیت	آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

اسطرح عمرو نے یہ غزل گائی صنم سیہ پوش بیقرار ہوگئی سب اہل محفل تعریفین کرنے
صنم سیہ پوش نے بہت سے روپے منگا کر دیے کہا صاحبو یہ شہنشاہ کو کیا ہو گیا ہی بیچارے
غریب کی بھی بڑی مار ہی کہ دس پانچ روپے دیدیے یہ لوگ نہال ہو گئے اسکو عمرو بنا یا
رقم لیکر پیچھے کر رہے ہین بیچ مین بیٹھے ہین صحبت آبادی پائی سب چیزونکو شمار کر رہے ہین
بیہوش کر کے دو چار کو ٹھگا روز گار ہو جائیگا اشعار گا رہے ہین باتین بنا رہے ہین

ے کوہ سنگ پارہ پر بیٹھی ہے مصروف عیش و عشرت ہے کہ کان مین عمرو کے گانے کی آواز پہونچی ملکہ صنم
کنیزون سے کہا ارے یہ کہان سے آواز گانیکی آتی ہے کوئی گا رہا ہے کلیجہ نکالے لیتا ہے
زون نے بھی سُنا کہا حضور آسمان پر سے آواز آتی ہے سامری و جمشید گانا سُن رہے ہین
ب سناٹا ہوا دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشرُبا ایک شخص کو ہاتھ پر لیے ہو لیے ہوئے ہین وہ
ہا ہے افراسیاب چلا آتا ہے صنم سیہ پوش نے اُٹھکر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ غریبخانے
قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال صنم سیہ پوش پر پڑی
ب ہو گیا اُتر آیا صنم سیہ پوش نے پوچھا شہنشاہ کہانسے آتے ہین افراسیاب نے کہا بڑے
لہ برہمن گیا تھا اس ساربان زادے مکار کو گرفتار کر لایا صنم نے پوچھا یہ کون شخص ہے
جہ نے پکار کر کہا حضور مجھسے سُنئیے مین آپکا بھچک ہون زبردستی مجھکو پکڑ لائے کہتے ہین
رو عیار ہے مین بیچارہ غریب محتاج دن بھر بھیک مانگتا ہون رات کو بال بچون مین جاکر
یب ہوا کھا پیکے سو رہا افراسیاب نے کہا اے صنم سیہ پوش یہ جھوٹا ہے بڑے بڑے
راسنے مارے یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا مگر خواجہ ہر بات مین یہ کہتے جاتے
حضور یہ مالک ہین مین انکو جھوٹا نہین کہ سکتا اِنھین کا کہنا صحیح ہے اب اسکو مار پیٹ کے
جاؤنگا مجھے کون قید کر سکتا ہے کہ ایک طائر آکے پہونچا منقار مین نامہ دبا ہوا وہ نامہ
سیاب کی گود مین ڈالدیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے آفات چہار دست کے
م ہے کہ افراسیاب زبانی کنیزان سامری کی معلوم ہوا کہ تو نے عمرو کو گرفتار کیا
بیوقوف ایسے مکار کو باغ سیب مین لیے جاتا ہے وہان جاکر یہ فتور کریگا دوستون کو
ن بنا دیگا خدمت مین حیرت کی بھیجدے اور تاکید لکھ بھیج کہ جاتے ہی اسکو قتل کر ڈالین
نہ رکھین اگر یہ مارا گیا لڑائی کو فتح کر لیا افراسیاب نے نامے کو دیکھکر صنم سیہ پوش
کہا آج شبکو اِسکو اسی مقام پر قید رکھو بوقت سحر اسکو خدمت مین ملکہ حیرت کی پہونچا
قفس آہنی منگاؤ قفس آیا قفس مین عمرو کو بند کیا کہا اے صنم سیہ پوش اسکو اپنے پاس
لیکن خبردار اسکے پاس کوئی نہ جائے یہ بڑا مکار ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا صنم نے
لے لیا سامنے لٹکا دیا افراسیاب تو چلا گیا صنم سیہ پوش ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا اے

عزت ہوشربا کی مٹا دی ایک عیار حقیر و ذلیل نے تجھپر عیاری کی اگر مین نہ پہونچتی جلا دیتا
افراسیاب نے کہا نانی جان جسکے واسطے آیا تھا وہ سب نکلگئے لیکن عمرو کو مین نے پکڑ لیا
اسکو باغ سیب مین لیے جاتا ہون تڑپ تڑپ کر مرے اور نکاسی ممکن نہ ہو باغ سیب
سے کیا آسکتا ہو اگر رہا بھی ہوگا تو باغ ہی مین بھٹک بھٹک کر رہیگا ماہیان نے
افراسیاب باغ سیب مین اس مکار کو نہ لیجا وہان بھی کچھ فتور برپا کریگا افراسیاب نے
جائیے جو مناسب ہوگا وہ کرونگا ماہیان تو چلی گئی افراسیاب نے آواز دی ای نخل سر
ہماری امانت کو لاؤ دیکھا ایک ساحر بیخ نخل سے عمرو کو کاندھے پر لادے ہوے پیدا ہو
کو سامنے افراسیاب کے ڈالدیا آپ بیخ نخل مین غائب ہوا افراسیاب نے عمرو کی
پنجہ دیا عمرو کو لیکر طرف باغ سیب کے چلا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا افراسیاب مجکو
جاتا ہو تو قہقہہ مار کر ہنسے کہا آج کا دن مثل عید کے ہو کہ میرا شہنشا مجھکو لیے جاتا ہو کیا
ہو کیا پرورش ہو ایسے قدر دان کسکو ملتے ہین خاص آپکے واسطے طلسم مین آیا آپ
ویسی ہی عنایت فرمائی کچھ شعر مین نے نئی غزل کے یاد کیے ہین یہ تو سماعت فرمایئے
کبھی نہ سُنی ہوگی افراسیاب نہین نہین کرتا ہو خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار شروع کر دیے

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہی ہو عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہو جو ہو صورت آشنائے قدح

نکالے دلسے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشے کے ہو محتسب فدائے قدح

شراب خوار کریگی بہار صوفی کو
دکھائیگی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی دار ہی گردن نہین فقط انکی
دو چشم مست کی گردش بھی ہو ادائے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار مین دوران سر ہو دور شراب
لڑا کے شیشے سے توڑون یہ ہو سزائے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہو دور فلک مین جائے قدح

اس زور و شور سے خواجہ ہاتھ پر افراسیاب کے پڑھے ہوے تانین مارتے ہوے جا رہے
قضائے کار کوہ سنگ پارہ پر پہونچے ملکہ صنم سیہ پوش مع بارہ ہزار کنیزون کے

نارہ جو کیا خواجہ زمین پر گرے برہمن نے چاہا کہ خواجہ پر سے سحر اُتاردون افراسیاب نے
یٹ کر برہمن پر گولہ مارا افراسیاب اور برہمن سے سحر چلنے لگا بُراق و ناہید و مشتری
ٗون مار کر زمین مین غرق ہوئین خواجہ زمین پر لوٹ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے برہمن کو یہان
ِراسیاب دم نہین لینے دیتا سحر پر سحر کر رہا ہی برہمن جانبازی کر کے دفع کر رہا ہی اپنا بھی
ِ کرتا ہی افراسیاب نے نخل کی جانب اشارہ کیا برہمن ہر مرتبہ قصد کرتا تھا کہ خواجہ پر سے
ُ اُتار دون کہ یہ نکل جائین اسیوجہ سے افراسیاب نے درخت کی جانب اشارہ کیا تخلخل
ے ایک پتہ ٹوٹ کر گرا سنہری بچے کی صورت بنکر خواجہ کو اُٹھاے گیا برہمن کو بڑا قلق ہوا
ق فرنگی نے غار مین سے دیکھا کہ برہمن پر بڑی آفت ہی اور یہ بھی دیکھا کہ اُٹ دکو بچہ
ھاے گیا غار مین سے نقب کھودتا ہوا ایک نخل کی پشت پر نکلا سوچنے لگا کیا تدبیر کرون
ِ صر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای شہنشاہ کیا کہنا برہمن آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہی لونڈی
ن آ پہونچی قریب پہونچکر کہا شہنشاہ گو ہارین مین اسکو گرفتار کر لونگی افراسیاب نے
مہ پھیرا برق نے اپنی جان دیکر حلقہ ہاے کمند افراسیاب پر مارے اور حباب مار کر
وش کیا افراسیاب گرا برق نے کہا ای برہمن تم تو جاؤ مین انکی خدمت کرونگا برہمن
، کہا ای برق تمنے بہی بڑا کام کیا کہ اسوقت افراسیاب کو بیہوش کیا اب ہاتھ نہ لگاؤ
ن بچاکر نکل جاؤ برق نے کہا آپ جائیے آپ کو اِن باتون سے کیا کام ہی برہمن تو پر پرواز
ِ اگر کے روانہ ہوا برق نے کمند پھینک کر تاج افراسیاب کا لیا کلہ گوپھن مین پتھر رکھکر
ا ایک سنہرا بچہ زمین سے پیدا ہوا اُسنے پتھر کو روک لیا عجب برق پتھر مارتا ہی بچہ پیدا ہوتا
پتھر کو روک لیتا ہی کئی پتھر برق نے مارے بچے پیدا ہوے پتھر روک لیے جسم پر افراسیاب
، کوئی پتھر نہ پڑا تب تو برق جھلایا اپنے توڑے سے تھیلا بارود کا نکالا تمام بارود جسم پر اسیاب
پھینکی ایک تکڑی تو بڑے سے نکالی اُسکا فتیلہ بناکے سینے پر افراسیاب کے پھینکا ایک
الیکر بھاگا اور جا کر اُسمین آگ لگائی فتیلہ جلتا ہوا چلا کہ آسمان سے آواز آئی او ظالم کیا
ا ہی دیکھا ماہیان زمرد پوش مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی برق بھاگا ایک غار مین جا کر اپنے
لرادیا ماہیان نے آگ کو بجھایا افراسیاب کو ہوشیار کیا کہا ای افراسیاب تو نے

رہی بھاگ سکے آواز آئی کُشتی مرا نام من قصر کنگرہ شکن بود گردن سے اِسکی ایک طائر نکلا پھڑ
پھڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا یہان برہمن نے چند اشارون مین فوج کو تباہ کیا خواجہ
و برق بھی ظاہر ہوے برہمن نے بران رنا ہید و مشتری کو جوز خمدار پایا یہ نہ دل سے
قبول کیا کہ اِنکو اسی حال مین چھوڑ کے چلا جاؤن ایک تخت سحر سے بنایا تینون شاہزادیون
اُسپر ڈال لیا ناہید و مشتری تو ہوشیار رہین مگر بُرآن بیہوش و مدہوش خواجہ و برق
قبول کرتے تھے مگر برہمن نے بہ منت سوار کر لیا کہا آپ دیکھتے ہین کہ بُرآن کس حال
ہے اِس قید مین بُرآن نے بڑی مصیبت اُٹھائی آپ انکو اپنے لشکر مین لیجائین شہنشاہ
جو بیٹی کو اِس حال مین دیکھینگے بہت پریشان ہونگے خواجہ و برق بھی سوار ہوے
لشکر کے برہمن تخت اُڑاتے ہوے چلے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ طائر آ کر
پکار کر آواز دی اے شہنشاہ گیتی ستان میرے مالک کو برہمن نے مارا افراسیاب نے گو
کہا ارے تیرے مالک کو برہمن نے کیونکر پایا طائر آہ آہ کر کے جل گیا خاک سے اُسکی
آئی کہ اے افراسیاب متعلقین سامری و جمشید سے کہانی قصہ پوچھتا ہوا افراسیاب نے
مین آکر زانو پر ہاتھ مارا کتاب سامری اُٹھا کر دیکھی کہا یار و غضب ہوا قصر کے
موت سوار تھی صحراے طلسمی سے کیون نکلا غصے مین اُٹھا کہا کہان جائینگے یہ کہکر افرا
تو غصے مین چلا برہمن نے برآن کے سر مین ٹانکے دیے خواجہ و برق نے ناہید و مشتری
کے سر مین بخیہ کیا پٹیان مرہم کی خواجہ نے زنبیل سے نکالین تینون کے سر پر چڑھا
تخت اُڑاے ہوے جاتے ہین دور اہے پر آ کے پہونچے برہمن نے کہا خواجہ آپ
لشکر ظفر اثر مین لیجائیمن مین اپنے مقام پر جاتا ہون تخت سے اُترے بُرآن نے کہا
طرف قصر جمشیدی کے جاؤنگی ناہید و مشتری بھی ساتھ ہین ناہید نے سر جھکا کر ملکہ
سے کہا مین لشکر مین خواجہ نے کیا مُنہ دکھاؤنگی اگر آپ تشریف لیچلین تو بہت منا
ہے برہمن اِن سب صاحبون سے جدا ہوا چاہتا ہے کہ پہلو سے آواز آئی او برہمن
تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے میری رونق طلسم تھی قصر کنگرہ شکن کو مارا اب میرے ہاتھ سے
بچیگا خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ کر بھاگون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے کہان جا

یگا وہ زمین آباد نہ ہوگی صحرا تو ہمیشہ سے ویران ہی اور زیادہ برباد ہوجائیگا اس ظالم کا خاتمہ
رون شہنشاہ بھی بہت خوش ہونگے یہ سوچکر تلوار کھینچی بُرآن کا سر جو زخمی ہوا ضعف کا تو غلبہ تھا
ر پکڑ کے بیٹھ گئی ناہید نے جو دور سے دیکھا بُرآن بہت زخمی ہی قصر کنگرہ شکن برائے قتل جاتا
ز ناہید تڑپ کر گری اُترتے اُترتے گولا مارا قصر کنگرہ شکن نے کار و سحر نکالکر کھینچ ماری
ر ملکہ ناہید کا زخمی ہوا مشتری نے آکر سحر کیا قصر نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ مشتری بھی گری
ن دونون کو زخمی کر کے تلوار پکڑ کے چلا کہ بُرآن کا سر کاٹون پکار کے آواز دی کہ بُرآن کو قتل
دیگا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او دختر کوکب تو نے شاہ کو بڑے بڑے صدمے دیے جیحون کا خون
ابالا بالا جائیگا خواجہ عمر و برق نے جو دور سے دیکھا یہ دونون بیقرار ہوگئے بلک بلک کے دعائین
مانگنے لگے کہ ای خالق کون و مکان ای رب زمین و زمان اس دختر بلند اختر کو بچالے **نظم**

ز علیم است مر ترا معلوم
رسد از تو جا بجا مقسوم
تدبیری د تقا در قدرت
رقم شد ز کلک تو مرقوم
ں نشد از تفضلات مایوس
با سم تو دیگرے موسوم
بجا ابر رحمتت بارد

حال موجود و حالت معدوم
تو رحیمی و راحم و رحمان
تو مقیمی و قائم و قیوم
مالکی و زمانہ مملوک
نیست کس از عنایت محروم
گشتہ سرسبز از عنایت تو
نخل امید بار بر آرد

تو قسیمی و قاسم و رزاق
رحمتت میرسد بہر محروم
نقش ہر نقش از تو شد منقوش
حاکمی و ہمہ جہان محکوم
نہ دگر کس برتبہ ات ہمسر
ہر زمین ہر ولایت و ہر بوم
خواجہ کو اسقدر بیقراری

بچھاڑین کھا رہے ہین برق تڑپ رہا ہی قصر کنگرہ شکن قریب بُرآن کے پہونچا تھا
ہتا ہی ہاتھ تلوار کا مارے کہ پہلو سے آواز آئی او نامرد کیا ستم کرتا ہی اپنی نامردی پر مرتا ہی
رنے برہمن رو ئین تن کو دیکھا کہ سر برہنہ آتا ہی وجہ یہ ہی کہ برہمن اپنے قصر مین بیٹھا تھا
ایک نقشۂ بُرآن پر جو نگاہ پڑی ملول و حزین دیکھا کتاب جو اُٹھا کر دیکھی یہ حال بران کا معلوم
اُسیطرح ہاے نور نظر کہتا ہوا دوڑ پڑا بالون پر گرد پڑی ہوئی جست کر کے سامنے قصر کے آیا اُسنے
ا تیغ برہنہ برہمن پر مار دیا برہمن نے باڑھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا قصر چاہتا تھا سحر
ے نکلون کہ برہمن نے ایک طمانچہ مارا کہ سر قصر کا اُڑگیا دیر تک سنگ باری و برف باری

تلواروں کے ٹکڑے اڑا دونگا قصر نے کہا ارے دیوانے تجھ ایسے مین نے بہت سے
تعلیم کر دیے تیری کیا حقیقت ہی باران وقصر مین سردربار تلوار چلنے لگی لشکر مین بلوہ
افسر بھی ایک دوسرے پر جا پڑا کنیز جو برابر ملکہ ناہید کے کھڑی تھی چپکے سے کہا امین
گوشت خردمان سگ ہو رہا ہی مین تمھاری زبان سے سوزن نکالتی ہون سنو خواجہ عمرو
ناہید شگفتہ ہو گئی کہا خواجہ بڑا غضب ہی کہ بران ومشتری قید ہین عمرو نے کہا مین اندر
جا کر رہا کر دونگا ناہید نے اشارہ کیا بسم اللہ خواجہ نے زبان سے سوزن نکالی ناہید
تڑپ کر سحر کرنے لگی وہان برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا دوڑتا ہوا اُس خیمہ
آیا جہان مشتری وبرآن قید ہین جادوگرون سے کہا ارے نکمے ہو تم دیکھتے ہو کہ لشکر میں
ہو گیا تم قیدیون کو لیے بیٹھے ہو جا کر شریک جنگ ہو جادوگرون کے سر اُٹھا کے دیکھا
مین سب آپس مین لڑ رہے ہین افسرون سے آپس مین تلوار چل رہی ہی باران وقصر
مین گولے ترنج ونارنج بڑے زور سے چل رہے ہین یہ جادوگر بھی دوڑے برق اندر خیمے
پہونچا مشتری کی زبان سے سوزن نکالی بران کو بھی رہا کیا بران تو تھرآتی ہوئی اُٹھین
نے مشتری کو آگاہ بھی کر دیا کہ اُستاد نے ناہید کو رہا کیا ہین تمھاری فکر مین آیا مشتری کو
جانبازی برق کا خیال ہوا کہ بیشک عاشق جانباز ہی تڑپ کے خیمے سے نکلی مشتری تو
ملکہ ناہید کے ساتھ ہوئی ملکہ بران اسی مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین قصر نے لڑتے
لڑتے ایک مقام پر ایک چیخ ماری کہ باران کا نپا پانوُن مین اسکے کڑا آہن کا پڑا تھا پانو
سے اتار کر باران پر کھینچ مارا باران کا سر پھٹ گیا قصر لڑتا ہوا باہر نکلا دیکھا ناہید و
لڑ رہی ہین برآن نے آگ برسا دی سوچا کہ ناہید ومشتری کا گرفتار کرنا آسان ہی
برآن کی فکر کر لون یہ سوچ کے چلا فوج والون نے جو باران کی آواز سنی کہ باران
گیا قصر نکل کر برس پڑا اپنی اپنی جان بچا کر بھاگنے لگے لیکن برآن وقصر کا سامنا
برآن نے جو سحر کیا قصر نے دفع کر دیا برآن کا سحر بوجہ نقاہت کے زور نہین پکڑتا اس بیچ
جو برآن کو سست پایا خنجر پھینک مارا ایک دستک بھی دی خنجر چمک کر گرا کہ سر برآن کا زخمی
مین گذرا اسی ظالم کی وجہ سے مین نے یہ آفتین اُٹھائین یہی مشہور ہی کہ جہان مسلمانو نکا

دُین چلکر کچھ تدبیر کیجیے ایسا نہ ہو دشمنون پر بھی زوال آجائے ملکہ بُرآن اپنے مقام سے اُٹھین
بلکن ہاتھ پانون مین رعشہ سحر بالکل جواب دیتا ہی بمشکل باہر نکلین دیکھا فوج کفار کا بلوہ ہی
دہ ہی اہل اسلام بہت مارےگئے بُرآن کو دیکھکر رُکے ورنہ بھاگا چاہتے تھے بُرآن نے جو
صر کنگرہ شکن کو آتے ہوے دیکھا سحر کیا قصر نے اشارون مین دفع کر دیا دو چار سحر جو
پس مین چلے قصر و باران نے مٹھیان خاک کی زمین سے اُٹھائین طرف بُرآن کے پھینکین
ُبار زرد بلند ہوا اُس غبار مین ملکہ بُرآن گھر گئین ہر چند چاہا کہ غبار سے نکلون نہ نکلی سکین
بان مین لکنت ہاتھ پانون بے طاقت لڑکھڑا کر گرین ملکہ بُرآن بیہوش ہوئین دونون نے
ھکر گرفتار کر لیا اب تو فوج والے بھاگے دو ہزار آدمی گرفتار ہوے خیمے لوٹ لیے بارگاہون
ن آگ لگا دی لوٹ مار کے پلٹے وہین بارگاہین استادگرائین اُتر پڑے لیکن قصر ایسا بیقرار
ا حکم کیا ناہید کو بلاؤ ملازم ناہید کو لائے جیسے باران نے جمال جہان آرائے ملکہ ناہید
دیکھا بیتاب ہو گیا کہا بھائی قصر کنگرہ شکن ہمین نے آکر لڑائی کو فتح کیا ورنہ بڑی خرابی
تی بُرآن کو نہ گرفتار کر سکتے بڑی ساحرہ زبردست ہی ناہید کو ہمین دو مشتری کے تم خریدار ہو
ارا ہم پر احسان ہوگا مشتری کیا ناہید سے کم ہی ہماری طبیعت اسی پر آئی ہی قصر نے کہا
ں خاموش رہو مین نے اسی کے جوش محبت مین سب کام کیا ناہید میری معشوقہ ہی مشتری کو
لے لو مین اپنی معشوقہ پر قبضہ کرون ملکہ ناہید دونون کی باتین سن رہی ہین پھر قصر نے
ا جس سے معشوق راضی ہو باران نے ہاتھ باندھکر کہا کیون ملکۂ عالم آپ نے تو مجھے
ند کیا ہوگا مین عمر مین بھی اس سے کم ہون سحر و ساحری مین بھی میرا شہرہ ہی اگر مین
آتا تو یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ملک بھی میرا وسیع مرتبہ رفیع باران تو یہ باتین کر رہا ہی
ہزین غلام سپہ سالار سب جمع ہین ایک کنیز نے ملکہ سے اشارہ کر کے کہا آپ یہ جواب
یجیے کہ آپس مین لڑو جو سحر مین غالب آئیگا وہی ہمارا شوہر ہی ملکہ نے کہا اے باران مجھے
جہ تمہاری ہی جانب ہی لیکن قصر کنگرہ شکن سے مقابلہ کرو جو سحر مین غالب آئے ہین
سکے ساتھ شادی کرون باران طرف قصر کے چلا کہا اُٹھیے معشوق لے کیا کہا مین آپ
ہونکو دیوانہ جانتا ہون اگر اپنی جان بری چاہتے ہو اس معشوق کا نام نہ لینا ورنہ مارے

باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح — رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے
اُنسے کہدو نہین آہستہ جو رکھتے دو گام — گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پایا — مرگئے کیا غم و غصّے کے نگلنے والے
اشک باقی جو نہ آنکھو نہین رہنے تو نہ رہے — جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے
بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا میرِ آتش — ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اسطرح کے شعر پڑھتا ہوا گریبان پھاڑے ہوئے ملکہ کی طرف دوڑا ملکہ نے کہا قصر کنگرہ شکن سرلاؤ خانہ بدوش پلٹا اُدھر سے باران آتا تھا باران نے جو دیکھا خانہ بدوش مست بیہوش ہماری فوج کو قتل کرتا ہوا آتا ہی کئی مرتبہ للکارا کہ او خانہ بدوش دیکھ اپنے ساتھ وا قتل کرتا ہی اسنے باران پر گولہ مارا باران نے گولہ کاٹ کر تلوار کھینچ ماری کمر پر پڑی کر خانہ بدوش کے ہوئے قصر نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سُنی روتا ہوا آیا کہا ای بارا یہ کیا حرکت کی میرا بھائی قوت بازو زینت پہلو تھا لشکر کا اب انتظام کون کریگا بارا کہا اُسنے ہزاروں فوج والونکو مارا کیسے کیسے افسر قتل ہوئے قصر نے کہا یہ شاہزادیو سحر ہین اسی سحر پر انکو بڑا ناز ہی نگاہین کمبختونکی سحر آگین ہین جسپر نگاہ پڑ گئی وہ مبہوت ہو چلکر انکو گرفتار کر لو دونون سحر کرتے ہوئے چلے اُدھر سے ناہید لڑتی ہوئی آئی تھیر نے خون برسایا قصر نے ایک گولہ کھینچ مارا جیسے ہی گولہ پھٹا ملکہ نے چاہا دفع کرون ایک گری کہ ناہید کا سر زخمی ہوا دونون بلوہ کر کے جا پڑے فوج نے بھی جانبازی کی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اُڑا اُس غبار سے ملکہ بیہوش ہوئین ہاتھون ہاتھ ملکہ گرفتار کرلیا مشتری نے جو دیکھا کہ ملکہ گرفتار ہوئین مشتری کڑک کر گرمی کئی سحر جادو گرم کر مگر قصر نے فوراً خاک کی مُٹھی بھر کر طرف مشتری کے پھینک ماری وہی خاک غبار زر بلند ہوئی مشتری بھی غش کھا کر گری مشتری و ناہید کا گرفتار ہونا فوج کے پیر اُٹھ کم افسر کے نہونے سے مزاج برہم آپس مین صلاحین کر رہے ہین کہ یارو جان بچاؤ نکلو قدم نہین جمتا باران و قصر بلا مگر سحر کر رہے ہین آگ برس رہی ہی چند کنیزین دوڑ پاس ملکہ بُرّان کے آئین کہا حضور آپ کس سوچ مین بیٹھی ہین ناہید و مشتری

رہی ہین کہ خواجہ گھبرائے ہوئے آئے کہا ملکہ ناہید غضب ہوا کوئی جادوگر باران خونریز جو قصر اُسکو اپنے ہمراہ لیکر برائے شبخون آتا ہی ملکہ بران گھبرا گئین کہا خواجہ مجھمین سحر کرنے کی طاقت نہین ناہید نے کہا حضور نہ گھبرائین کنیز سینہ سپر ہوگی مرق تڑپ کر ایک جانب بھاگا خواجہ کنارے ہوئے گلیم اوڑھلی ناہید و مشتری خیمے سے نکلین نکلتے ہی قرنا کرائی جب تک لشکر کو تیار کرین باران و قصر کنگرہ شکن لشکر پر آپڑے ایک ایک ساحر پر ملکہ ناہید کے دُس فرس نے قبضہ کیا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے ملکہ ناہید تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جسپر سحر کیا اُسکے دو ٹکڑے گئے کبھی برق بنکے گرین تڑپ کر نکل گئین خانہ بدوش سامنے سے آتا تھا ملکہ ناہید کو جو سحر کرتے دیکھا للکارا کہ ای ناہید اسقدر سرکشی نکر وجسدن کہ افراسیاب ارادہ کریگا ملک کے ملک ویران ہو جائینگے یہ کہکے گولہ مارا ملکہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کہ تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمارے مقابلے مین آیا یہ کہکے کان سے بالی اُتاری اُسکے مروارید بے بہا پھینک مارے وہ موتی جا کر پھٹے کچھ قطرات آب سر پر خانہ بدوش کے گرے موتیونکی آبرو گرمی چند پھول برسے خانہ بدوش جھوما آنکھین سُرخ ہوئین رنگ چہرے کا متغیر ہوا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے مین غلام ہون ملکہ ناہید نے کہا نام تمھارا خانہ بدوش ہی ابھی تمھین سحر و ساحری کا ہوش ہی بات کا سمجھکر جواب دو خانہ بدوش پکار اُٹھا مین کیا حکم سے باہر ہون راز عشق سے ماہر ہون

نظم

سانپ کا زہر وہ گیسومین ہین گلنے والے
آہو چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
اور زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منہ پھیر کے چلنے والے

حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تو نے بناؤ
خاک مین ملگئے ہین دیکھکے جلنے والے

پانون تک سر سے جو بیوپے نہین ای مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

کے سامنے گا رہے ہین رنگ اپنا ناہید پر جما رہے ہین لیکن خواجہ دیکھتے ہین کہ بران کا عجب حال ہی علالت سے پریشان خواجہ کو بڑا تردد ہی ملکہ ناہید کہتی ہین قصر کنگرہ شکن ساحر زبردست ہی خواجہ نے کہا مین جاکر لاتا ہون یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے یہ کہکر نکلے کہ مین قصر کو گرفتار کرکے لاتا ہون خواجہ لشکر سے نکلے تھے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا چہار جانب سے ساحر بلوہ کیے آتے ہین اسباب سحر ہاتھ مین خواجہ نے آواز سنی کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ قصر کنگرہ شکن اسباب سحر ہاتھ مین گینڈے کو بڑھاے ہوے ہی دوسری طرف سے ایک اور ساحر سیہ فام بڑے تن و توش کا کہتا ہوا ای برادر نہ گھبراؤ مین نے سُنا کہ تم ناہید پر عاشق ہو مین اُسے گرفتار کر دونگا اِس کلام کو سُنکر قصر رونے کہا بھائی اگر مین ایسا سوچتا اُسکو گرفتار کر لیتا مگر سحر مین طاق شہرۂ آفاق حقیقت تو یہ ہی حسین ہی کہ فلک نے بہ این پیرانہ سالی ایسا معشوق نوجوان نہ دیکھا ہوگا نظم

دکھلا ئینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز

موسیٰ کو غش آ جائیگا جلوسے تمھارے
دم دوگے مسیحا کو اگر ہی یہی انداز

دیوانہ ہوا جسنے رُخِ یار کو دیکھا
رکھتا ہی پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق مین کب سے ہی نشانہ
للہ اُڑا دے اِسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین
ٹکا کیے سر کو پسِ دیوار در انداز

مُنھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑ کے کعبے کو نڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہی دانتونکی صفا یار نے جب سے
موتی مری آنکھونکے کیے ہین نظر انداز

جانبر کوئی ہوویگا نہ دل تمسے لگاکر
جو ناز ہی آفت ہی قیامت ہی ہر انداز

واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہی یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سُننے کو نالے ہمہ تن گوش ہین آتش
بلبل نے اُڑایا ہی تمھارا مگر انداز

باران خونریز نے کہا بھائی اسقدر نہ بدحواس ہو اپنے کو سنبھالو یہ بھی تمھاری زبانی معلوم ہوا کہ اُسکو تمسے نفرت ہی تمکو یہ محبت ہی قصر کنگرہ شکن نے کہا بھائی ابتو لڑائی کا سامنا ہی جب قبضے مین آئیگی سمجھ لونگا خواجہ یہ معاملہ دیکھکر بھاگے یہان ناہید و مشتری و بران جب

عمرو نے کہا مین تمکو خوراضی کرونگا قصر کنگرہ شکن خواجہ عمرو و برق کو چھوڑ کر اب طرف اپنی بارگاہ کے آیا جیسے ہی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر اُڑا ہوا آیا آتے ہی کاندھے پر قصر کنگرہ شکن کے بیٹھ گیا گلے مین دیکھا ایک نامہ پڑا ہی نامے کو کھول لیا سرنامہ پر مہر افراسیاب پائی قصر نے نامہ کھولکر پڑھا بہ قہر و غضب لکھا تھا کہ او بیوقوف شاہان سابق حماقت زدہ تھے کہ تجھ ایسے کو صحرائے طلسمی کا بادشاہ کیا تیرے عیار صیقل کو عمرو نے گرفتار کر لیا ملکہ برآن بارگاہ ناہید مین موجود ہین تجھکو آگاہ کرتا ہون کہ برآن آج کل بیمار ہین سحر و ساحری سے مجبور و ناچار ہین یہ دونون گوتے جو تیرے یہان آئے تھے عمرو و برق ہین اب کمر برآن کی مضبوط ہو گئی لیکن جس مقام پر تو فروکش ہی اُسکے پہلو مین قلعہ ہو قلعۂ قطرہ خیز اُسکا نام ہی بادشاہ وہانکا باران خونریز ہی باران کو بلوا کر رات ہی کو شبخون مار جہانتک ہو سکے عمرو و برق کو پکڑ لینا دونون کو گرفتار کر کے بادولت کے پاس روانہ کر برآن کا اختیار تجھکو دیا چاہے قتل کر خواہ لیجا کر قید کر مگر آب و دانہ بند کرنا کہ پھڑک پھڑک کر جان دے مگر خبردار خبردار اِس تحریر مین تامل نہ کرنا اور ناہید پر جو عاشق ہوا ہی وہ ہرگز تجھکو قبول نہ کریگی تیرے نام سے بیزار ہی اب عمرو اُسکو لشکر اسلام مین لیجائے گا مضمون نامے کا پڑھکر قصر نے اُسیوقت باران خونریز کو نامہ لکھا دو پہر سے شب نہ گذرنے پائی تھی کہ باران فوراً آکر اُترا بارہ ہزار ساحرون سے آیا ہی قصر نے جا کر استقبال کیا سب کیفیت بیان کی باران نے کہا چلیے جاتے ہی لشکر پر برس پڑونگا دونون بادشاہ تو اُسیوقت تیار ہوے یہان بعد جانے قصر کے برآن جو صحبت مین آئین ناہید نے سب حال بیان کیا کہا قصر دو گوتے چھوڑ گیا ہی ملکہ برآن نے کہا بلاؤ تو خواجہ و برق آئے برآن نے دیکھتے ہی دونون کو پہچانا اُٹھکر خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا لو ملکہ ناہید مبارک ہو ہمارے مددگار مونس و غمخوار خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے چپکے سے ملکہ برآن سے کہا ناہید نہایت حسین ہی برآن نے کہا حاضر ہین اِسکو مطیع اسلام کر چکی برق بھی ملکہ برآن کے قدمون سے لپٹ گیا کان مین عرض کی مشتری زہرہ جبین پر غلام کی جان جاتی ہی ملکہ نے فرمایا انشاءاللہ یہ آرزو بھی پوری ہوگی یہان تو سب کھل ملکر بیٹھے خواجہ ناہید

لاکر بٹھایا قصر کنگرہ شکن چہار جانب دیکھتا ہی کہین بُرآن کا نشان نہین ملتا حیران ہو کر شہ
نے مجھکو کیا سمجھ کے لکھا خواجہ کی نگاہ جمال جہان آرائے ناہید پر پڑی کلیجہ تھام
برق فرنگی کی نگاہ مشتری زہرہ جبین وزیرزادی پر پڑی بیقرار ہوگیا قصر کنگرہ شکن
نے کہا ای ملکہ عالم شہنشاہ افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر ہین اُنھون نے مجھے لکھکر بھیجا کہ
بُرآن کو چھڑا کر لیگئین ناہید نے کہا آپ صاحب ملک و مال ہین اپنی عقل سے سمجھیے مجھے
کیا واسطہ قصر کنگرہ شکن نے عرض کی ہین تو اسوقت گوَیّونکو لیکر حاضر ہوا ہون حضو
اِسوقت گانا سُنیین خواجہ نے ڈھول کے ٹکڑے باندھے برق نے دائرے کو چھیڑا
گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہی کسکا
کچھ زبا نسے کہے کوئی یہ دہن ہی کسکا

پیشتر حشر سے ہوتی ہی قیامت برپا
جو چلین چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہی کسکا

دست قدرت نے بنایا ہی تجھے ای محبوب
ایسا ڈھالا ہوا سانچے مین بدن ہی کسکا

کسطرح تمسے نہ مانگین تمھین انصاف کرو
بوسہ لینے کا سزا وار دہن ہی کسکا

شادی مرگ سے بھولا ہین سمانیکا نہین
گور کہتے ہین کسے نام کفن ہی کسکا

دہن تنگ ہی موہوم یقین ہی کسکو
کمر یار ہی معدوم یہ ظن ہی کسکا

باغ عالم کا ہر اک گل ہی خدا کی قدرت
باغبان کون ہی اسکا یہ چمن ہی کسکا

سرو سا قد ہی نہین مد نظر کا میرے
گل سا رخ کسکا ہی غنچہ سا دہن ہی کسکا

یار کو تمسے محبت تو نہین ای آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہی کسکا

اِن اشعار کو سنکر ملکہ ناہید بیقرار ہوگئین مشتری دمبدم لڑکے ہی کو دیکھتی ہین ف
حضور ملاحظہ فرمائین اس لڑکے کا عضو عضو پھڑکتا ہی بوٹی بوٹی بے چین ہی کمبخت
یہ خوش آوازہ ہی بات بات مین اسکی سوز و گداز ہی ملکہ ناہید نے کہا ای قصر کنگرہ شکن
تمھارے نزدیک مناسب ہو تو ان دونون کو آج اسی مقام پر چھوڑ جاؤ ہم تنہائی مین
سنینگے قصر نے گویّے کو پاس بُلایا کہا لو اب تو ملکہ تمسے تسخیر ہوئین بعد ہمارے جانے کے ذکر
نے کہا حضور خود لیکر ملکہ کو آپ کے پاس آؤنگا اِسنے موتیونکا مالا اُتار کر دیا کہا بہت

صحرائے مغیلان کا اگر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

اُستاد کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم
لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودا ہی رہا گیسوے پیچان کا تمھارے
شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہرچند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون ہی سے کاٹا جو زبان پر گلا آیا

اکدم نہ جدا ہوتے تھے یا پھرون ہو غائب
کیا اسکا سبب ہی کہ جو یہ فاصلہ آیا

بے آہ کیے جان نہین بچتی اب اے دل
بیتابی سے ہی تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش
طی اسکو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

رنگ مین یہ غزل گائی کہ قصر کنگرہ شکن چوٹ کھائے ہوے ہی دیر تک رویا کیا کہا میان
بتے صاحب حقیقت مین تم اپنا مثل نہین رکھتے مگر کیا کہین ایسے سرکش سے سامنا پڑا ہی کہ
ن کی نیند اُڑ گئی لطف زندگی جاتا رہا کسی صورت سے چین نہین ملتا عمرو نے کہا وہ
ن ہو کہ جو آپ ایسے کو قبول نہین کرتا رو رو کر سب حال اِسنے بیان کیا خواجہ نے کہا
نے یہان دعوت مین بلائیے ہمین فقط دکھا دیجیے اُسیوقت راضی کر دینگے یہ تو خاص
ا کام اسی مین ہمارا نام ہی مجھکو لوگ دل ملاؤ کہتے ہین مجھے وہان لیچلیے مین اُسیوقت
نی کر دونگا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا ملکہ ناہید کو ایک نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ خوبی داِی
و باغ محبوبی دو گوَیّے ایسے نایاب میرے پاس آئے ہین کہ میری کبھی نگاہ سے نگذرے
اگر حکم ہو تو اُنکو لیکر خدمت مین آؤن حضور سنینگی تو بہت خوش ہونگی یا تو مجھکو سرفراز فرمایئے
ہو اپنی صحبت مین بلائیے یہ نامہ جو پاس ناہید کے پہونچا ملکہ نے سب سے صلاح کی سب نے
اُبکا جانا تو مناسب نہین مگر یہان بلا لیجیے ملکہ بران کو مخفی کیجیے اور ملکہ بُرآن اسقدر بیار ہین
تھ پھر پلنگ پر پڑی رہتی ہین جواب مین لکھا کہ ای قصر کنگرہ شکن مع مغنین آؤ دیکھیں لوکہ ہماری
ت مین ملکہ بُرآن نہین ہین قصر یہ جواب نامہ سُنکر بہت خوش ہو گیا دونون گویونکو ساتھ
دو مصاحب و خدمتگار بھی ہمراہ لیے یہان ملکہ ناہید نے جلسہ آراستہ کیا بُرآن کو ایک
خیمے مین رکھا کنیزون پرائے خدمتگاری مقرر کین باہر آکر اُسکا استقبال کیا بارگاہ مین

بتلا تو کون ہو پہلے تو اسنے غلط بتلایا خواجہ نے ایک دو کوڑے مارے بلبلا گیا
صاف صاف بتا دیا یہ بھی کہا کہ بران کو دیکھکر آیا ہون اپنے شاہ سے اطلاع کرنے
جاتا تھا یہان گرفتار ہوا آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے خواجہ نے اُسکو بیہوش کیے
زنبیل مین ڈالا برق کو زنبیل سے نکالا حال علالت بُران سنکر بڑا قلق ہوا برق
حال بیان کیا کہا اے فرزند ایک گویے کے لڑکے کی شکل بنو مین گویا بنتا ہون بارگاہ
ناہید مین چلنا منظور ہے برق نے خواجہ کے ہاتھ چوم لیے کہا اُستاد زنبیل مین جاکر
مصیبت اُٹھائی جابجا مارا مارا پھرتا تھا کہین ٹھہرنے کی جگہ نہ ملتی تھی جب سکوت
ہوا کہ یہی برق فرنگی ہے شاہزادیون نے دعوتین کین حال ہوشربا پوچھا مین نے
کیفیتین بیان کین کوئی آنے نہ دیتا تھا کہتے تھے کل حال ہوشربا بیان آپ نے
مجھکو آنا پڑا برق جب کل کیفیت کہہ چکا عمرو نے کہا بیٹا دربار مین قصر کے چلنا منظور
برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک لڑکے کی شکل بنا خواجہ ایک نوجوان
کی شکل بنے برق سے صلاح کی کہ میان قصر کنگرہ شکن کی گردن لین برق
وہین چلیے برق دائرہ بجاتا ہوا خواجہ کے گلے مین ڈھول ٹکڑے باندھتے ہوئے
تانین مارتے ہوے چلے جسنے راہ مین سُنا بیقرار ہو گیا لشکر قصر مین آئے بازار
بیٹھکر گانے لگے تمام بازار کے لوگ جمع ہو گئے ایک چوبدار نے جاکر قصر کنگرہ شکن
سے کہا حضور آج دو گویے آپ کے لشکر مین آئے ہین کیا غضب کے گانے والے
ہین تمام بازار کو تسخیر کر لیا سب لوگ جمع ہین وہ تو آپکی صحبت کے لائق ہین قصر
بُلا لو چوبدار نے آکر برق و خواجہ سے کہا خواجہ نے کہا میان مربے ہے صاحب
بازار کے رہنے والے ہین بادشاہی درباروں مین ہمارا کیا کام ہے مربے ہے نے کہ
سرکار نے بُلایا ہے خواجہ و برق چوبدار کے ساتھ چلے آکر دیکھا ایک تخت پر قصر
گرد مصاحب رفیق و شفیق خواجہ نے آکر سلام کیا اور دعائین دین بادشاہ
ناہید کی قصر حیران بیٹھا تھا کہا میان گویے صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے برق
اشارہ کیا خواجہ نے پگڑی درست کی برق نے گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نخلستان مین اُترا ہوا ہوا اور ایک لشکر صحرا سے سبزہ زار مین حیران ہوے کہ یہ کسکے لشکر مین
ساحر کی شکل بنکر پہاڑ سے اُترے طرف لشکر کے چلے یہان صیقل پھرتا ہوا قریب
گاہ ملکہ ناہید آیا ایک کنیز کو فقرہ دیکر الگ بلایا اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
گاہ مین آیا دیکھا ملکہ بُرّان شمشیر زن مسند پر بیٹھی ہین مگر نحیف و زار چہرہ اُترا ہوا رنگ زرد
ناہید بیٹھی کہہ رہی ہو حضور بڑی خطا کی جو یہان ٹھہرے آپ کے ملک مین پہونچ
تے مطمئن ہوتے دیکھیے اب اس سے کیا گذرے ملکہ بُرّان فرماتی ہین اے ناہید
عدالت سے مجبور و ناچار ہون ورنہ تمسے کہدیتی کہ طبل جنگی بجواؤ خدا چاہتا تو
مردود بحیا کو بھاگنے کی جگہہ نہ ملتی ملکہ ناہید فرماتی ہین مین نے ابھی تک اُس سے
ت کلامی نہین کی آپ کی مرضی ہو تو بلوا بھیجون روبرو اُسکو سمجھاؤن کہ حقیقت مین
بُرّان کو لائے مگر اب تم معاف کرو اگر اُسنے مان لیا تو فبہا ورنہ مانا تو مقابلہ ہوگا
سامری و جمشید نے چاہا ویسا ہی ہوگا ملکہ بُرّان نے کہا کیون اے ناہید مقام افسوس
ئی دن تمکو آج ہماری صحبت مین ہوچکے ابتک سامری و جمشید ہی کا نام لیتی ہو
مری و جمشید مثل ہمارے تمہارے ساحر تھے اُن پر لعنت کرو خداے برحق کا مذہب
یار کرو ناہید نے کانپ کر کہا مین نے آپکا مذہب بھی اختیار کیا اُسیوقت مطیع اسلام ہوئی
قل نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا غصے مین نکلا کہ جاکر شاہ سے اطلاع کردون
نکو سبکو قتل کرین بی ناہید کو دیکھو کیا ہو گیا اطاعت دین اسلام بھی کرلی یہ سبب جتا ہو لیجاتا
نکر سے ملکہ ناہید کے نکلا اُدھر سے خواجہ آتے تھے آواز زنگ کی سنکر زرغہ نخلستان مین
دیکھا عیار بانہاے عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے خواجہ حیران کہ یہ
ن ہے کہان جاتا ہے لیکن طریقے سے معلوم ہوا کافر ہے خواجہ نے راہ مین حلقہ ہاے کمند
دیے صیقل جست و خیز کرتا ہوا اُس مقام پر آیا حلقہ ہاے کمند مین پھونکا خواجہ
شیر کی آواز دی یہ مڑ کا کمند کو جھٹکا مارا صیقل گرا صیقل کو خواجہ نے اُٹھکر حباب مارا
ن کیا یہ تو دیکھا کہ ساحر نہیں ہے کنارے آکر اُسکو درخت سے باندھا ہوشیار کیا بصورت اصلی
لیکر کھڑے ہوے صیقل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پُر ملال مین پایا خواجہ نے کہا

مین قیدیونکو دکھا دیا اُسکا یہ انجام ہوا وہ قیدی کو نکال لیگئی اب صحرائے طلسمی سے بھی بہ آسا
نکاسی ہوگئی بُران صاحب اختر مروارید بھی اُسی زینہ پر نکل گئی لیکن فلان صحرائے سبزہ زار مین
لشکر اُسکا فروکش ہو یہ جواب لکھکر افراسیاب نے واپس دیا خانہ بدوش جواب لیکر آ
قصر کنگرہ شکن جواب دیکھکر گھبرا گیا خانہ بدوش نے اُسیوقت ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کر
قصر کنگرہ شکن اُسیوقت تلاش مین ملکہ ناہید کی چلا جہان ناہید مع بُران صحرا مین فروکش
مین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی قصر کنگرہ شکن گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحر
غدار آکر اُترا ملکہ بُران بیدار ہوگئی ہین ملکہ ناہید باہر نکل آئی ہین قصر نے جو ملکہ ناہ
کو دیکھا کلیجہ دھڑکنے لگا خانہ بدوش کو حکم دیا ملکہ سے جاکر آداب و تسلیمات عرض کر
کہنا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مجھکو خبر دی ہو کہ ملکہ بُران کو آپ لائین مین آپکا تابعدار ہوا
قیدی کو مجھے حوالے کر دیجیے اور مجھے سرفراز فرمائیے اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو غلا
سے فساد ہوگا خانہ بدوش نے جو آکر ناہید سے کہا ملکہ ناہید نے جواب دیا کہ ا
خانہ بدوش تم کہدینا کہ فساد کا تو ہمین ڈر نہین جسطرح تمھارے مزاج مین آوے
حاضر ہین ہم قیدی کو تمھارے نہین لائے اور جو تمنے ہمسے کہا وہ سراسر تمکو سودائے خ
ہو کبھی ایسا خیال نہ کرنا یہ جواب جو قصر کنگرہ شکن کو پہونچا بڑا تردد ہوا کہ مین کیا کرو
معشوق سے لڑون ملکہ بُران نے فرمایا ای ناہید کہدو کہ بُران ہمارے پاس ہین دیکھو
ہمارے ساتھ کیا کرسکتا ہو ناہید نے کہا جہانتک ٹلتا ہو وہانتک تو مین پردہ کرتی ہو
اور جب حال کھلجائیگا تو پھر سمجھا جائیگا لیکن قصر کنگرہ شکن کا عیار صیقل صبا رو اُس
کہا کہ ای صیقل ذرا تخلیہ مین تو جاکر دریافت کرو کہ بُران ناہید کے ساتھ ہین یا نہین صیقل
چلا صورت بدل کے لشکر مین ملکہ ناہید کے داخل ہوا اس فکر مین ہو کہ مین اپنے کو با
مین پہونچاؤن قضائے کار خواجہ عمرو و برق بھی ساتھ ہی بالادوی کو نکلے مسافر
تلاش مین ہین کہ کوئی مسافر ملے تو اُسکی گردن لین دونو نکل آئے کوئی مسافر نہ ملا کہ ا
لوٹتے ایک مقام پر خواجہ کو غصہ آیا کہا ابے تیری وجہ سے ہمنی نہ ہوئی حباب مار کر برق کو
بیہوش کیا اُسکو زنبیل مین رکھ لیا تلاش مین مسافر کی چلے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا ا

فنکار گاہ جہان مین عزیز تھا ہر دل — بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے — پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر — ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ملا نہ صورت دولاب غیر کوزہ آب — ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا
دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ نہو — در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

ماجون نے عرض کی حضور اسقدر بیقرار نہ ہون جب صحرائے طلسمی مین جائیے مطلبین کی
ب ہی سے مدد کی خواہان ہونگی یہ ذکر تھا کہ کان مین رونے کی صدا آئی قصر کنگرہ شکن نے
ارے یہ کیا معرکہ ہو دیکھا خانہ بدوش نگہبان زندان خانے کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا
ور بڑا غضب ہوا ہمنے جو صبح کو قید خانہ کھولا سمجھے تھے کہ برآن نے انتقال کیا ہوگا اندر
ر دیکھا یاران سیاہ مرے پڑے ہین ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی موجود ہین ملکہ برآن ندارد
نتے ہی قصر کنگرہ شکن گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا شہنشاہ نے تاکید کی تھی کہ برآن کا مردہ
، یہ کیا غضب ہوا مین شاہ کو کیا جواب دونگا سب مصاحب آکر جمع ہوے کہا حضور خیر تو ہے
صاحبو مجھپر فلک ٹوٹ پڑا ناہید گوہرپوش کا جانا قیامت ہوا میری جان پر بنی ہے دوسری
ت یہ آئی کہ برآن قید خانے سے غائب ہوگئی لیکن صحرائے طلسمی سے نکلنا دشوار ہوگا آنیوالا کا
نکر آیا کسطرح لے گیا صحرائے طلسمی سے کیونکر نکلا ہوگا اس سوچ مین تھا کہ ایک مصاحب نے
ما کہ اس حال کی ایک عرضی شہنشاہ کو لکھیے کہ برآن قید خانے سے غائب ہوگئی اتنا
ور تحریر کرین کہ کون لیگیا جو کوئی لے گیا ہوگا صحرائے طلسمی مین بھٹکا ہوگا لشکر کشی کرکے
، اُس دزد باغی کو چلکر گھیر لیجیے اُسکا بھی سر کاٹ کے خدمت شاہ مین روانہ ہو قصر نے کہا
ی عقل مین فتور ہے معشوق کا جدا ہونا برا غضب ہوا اُسیوقت ایک عرضی لکھکر خانہ بدوش
ی کہا ای برادر اپنے کو خدمت شاہ مین پہونچاؤ جواب باصواب لیکر جلد آؤ
ہ بدوش عرضی لیکر چلا افراسیاب جادو داخل باغ سیب ہے گرد نازنینان مہ جبین
ہین کہ خانہ بدوش نے آکر عرضی دی افراسیاب عرضی کو پڑھکر نہایت برہم ہوا کتاب سامری
کر دیکھی پشت پر جواب لکھا کہ ای قصر کنگرہ شکن تم جسپر عاشق ہوے اُسکو محبت

سینے پر ہاتھ رکھو دیکھو آمد شد نفس باقی ہی یا دشمنوں کا دم نکلگیا مشتری نے پیشانی پر ہاتھ ما
سینے کو ٹٹولا کہا حضور جان تو باقی ہی مشتری نے تلوے سہلائے تب ملکہ بران کو ہوش یا
آنکھ کھولکر سر اپنا زانو پر ناہید کے پایا ایک وزیرزادی تلوے سہلا رہی ہی ملکہ بُرا
اُٹھ بیٹھین فرمایا ای مونس و غمخوار تمکو ہمارے حال پر کیون رحم آیا اپنا نام بتاؤ ملکہ ناہید
نے کہا پہلے کچھ نوش فرمائیے پھر مین نام بھی بتاؤنگی ملکہ نے چند لقمے نوش کیے ناہید نے اپنا
نام و نسب بتایا یہ بھی کہدیا کہ قصر کنگرہ شکن مجھپر عاشق ہوا ہی مین نے انکار کیا ہی آپ کے
حال زار کو دیکھکر میرے دلکو بیقراری ہوئی ملکہ بران نے کہا پھر یہان سے نکل چلو راستہ
ہم پیدا کر لینگے راہبر کامل راستہ بتائیگا مین قید خانہ سے نکل آئی صبح کو فساد برپا کیا
گھر پر اُسکے مقابلہ ہونا بہتر نہین ناہید نے کہا بہتر مین آپکے ساتھ ہون مشتری سے کہا
رات ہی کو لشکر تیار کرو مشتری نے چپکے چپکے اپنی فوج کو آراستہ کیا ملکہ بران کو تخت نا
لیا گرد کنیزین بیچ مین بران و ناہید پوشیدہ تخت پر سوار ہوئین مشتری پہلو مین لشکر لیکر
نکل گئین صحراے طلسمی مین آکر ناہید نے عرض کی اسی صحرا مین ہم تین دن بھٹکے پھرے
اسی مقام پر آگئے تھے ملکہ بران نے اختر مروارید نکالا شعل مشعل اُسکو روشن کیا راہ مین بج
زمین سے ایک پتلہ سُنہرا پیدا ہوا اُسنے اُس مشعل کو ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی اسے
سب صاحب چلے آئین سب اُسکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہین تین کوس تک وہ
آگے آگے آیا ایک نخل کے سائے مین آکر آواز دی مبارک ہو کہ صحراے طلسمی طے
اب اختیار باقی ہی ملکہ نے دیکھا کہ ستارۂ سحری چمک چکا پیش رو لشکر کو بڑھا دیا عقب
مین لشکر کے چلین دوپہر کو ایک صحراے سبزہ زار ملا اُسمین لشکر کو اُتارا صبح کو
اُٹھا ہرکارون نے خبر دی حضور ملکہ ناہید تشریف لیگئین یہ خبر سُنتے ہی گھبرا گیا بار
یہ کیا غضب ہوا ملکہ کیونکر چلی گئین ہاے میری زندگی کیونکر ہوگی مین نے تو وعدہ کیا تھا
کہ مین ہمراہ چلونگا ہاے میرا کہنا نہ مانا یہ کہکے پکار اُٹھا نظم

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا — کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا — ہواے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

مدن سے اسنے لاچین کو قید کیا اسدن سے آرام نہین پایا بادشاہ بنگالہ و کانور د دیں
ے لشکر کشی کرکے آئے کیا کیا مقابلے پڑے مسلمانون نے آکر چراغ گل کردیا ہی کہ
مد غازی افسر انکا قید ہی ملکہ بہار و مخمور و باغبان سب ادھر شریک ہوے
اسیاب نے کیا کر لیا بہار پر تو مرتے ہین مخمور کے نام پر جان دیتے ہین میرے
ن ہونگے تو کیا کرینگے خواہ سلطنت رہے یا جائے حال بران پر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی
شتری نے کہا داری ہم آپ کے ساتھ ہین ملکہ ناہید نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹنا
ہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش فوج شہنشاہ انجم سے شکست کھاکر بے اختیار
ف نکلا شہنشاہ ماہ تابان بصد رونق و تجمل تخت زر جدی پہ جلوہ فرما ہوا فوج انجم نے
اسے فلک مین خیمہ ہاے ضیا آراستہ کیے قصر کنگرہ شکن نے چند کنیزون کو بھیجا کہ
کر ملکہ سے عرض کرو کہ جلسہ آراستہ ہی تشریف لائیے ملکہ نے جوابدیا جاکر قصر سے کہدو
ج ہماری طبیعت سست ہی جسوقت طبیعت درست ہوگی آکر شریک ہونگی قصر صحبت
استہ کرکے باغ مین بیٹھا ملکہ ناہید نے لباس سحر جسم پر آراستہ کیا مشتری ساتھ ہوئی
وزیر زادی کو لیکر ایک گوشے مین آئین دونون پانون مارکر غرق زمین ہوئین نقب
کاٹتی ہوئی چلین قید خانے مین آکر سر نکالا مکان کے باہر حاجب و دربان حاضر باش و
لرباش کی صدائین بلند کر رہے ہین ناہید کی جو نگاہ پڑی ملکہ بران کو دیکھا تڑپتے تڑپتے
وش ہوگئی ہین صاف ثابت ہی کہ ستارہ سحری چمک رہا ہی ناہید بہت روئی ملکہ بران
جسم مین جو ماران سیاہ لپٹے ہوے تھے انکو مار ا زبان سے سوزن نکالی مشتری سے کہا
گود مین اٹھالے ہوشیار نہین ہوسکتین مشتری نے عرض کی واری کیا ہوش آئے
شبانہ روز بے آب و دانہ گذرے کیا ستم ہی اس ملعون قصر کنگرہ شکن کو ترس نہ آیا ہرچند کہ
اسیاب نے حکم دیا تھا اس بیحیا کو اعزاز و اکرام کا خیال نہ رہا مشتری نے گود مین ملکہ بران کو
ایا اسیطرح نقب دیتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئین سب کنیزون کو باہر کردیا ناہید نے سر بران کا
زانو پر رکھا مشتری دوڑ دوڑ کے کھانے پینے کی چیزین لائی حلق مین پانی ٹپکانا شروع کیا
ہ چند قطرات آب ٹپکائے اُسپر بھی ملکہ بران کو ہوش نہ آیا ناہید رونے لگی کہا مشتری

ای قصر ذرا ہم بھی دیکھیں کہ اس قیدی پر کیا آفت ہی قصر نے قفل کھولا دروازہ وا کیا ملکہ ناہید
کی نگاہ پڑی ایک نازنین آفتاب جمال ابرو رشک ہلال مگر گل عارض مرجھائے ہوئے آنکھیں
نرگس شہلا تھیں یا نرگس بیمار ہو ئیں ہونٹوں پہ خشکی سر نگون غم سے کلیجہ خون کرا ہتی ہی کہ زمین تھرا
ہی مثل مرغ بسمل زمین پہ تڑپ رہی ہی دو دن دو راتیں گذریں آب و دانہ بند نہایت دیدہ دم
زبان میں سوزن ماران سیاہ جسم میں لپٹے ہوے قفل مار آستین دہن پہ بیقرار و مضطر قصر
کہا بس دیکھ چکیں باہر چلیے ملکہ نے چاہا تھا کلام کرون قصر نے کہا حضور اس دشمن سے
کلام کرنے کا حکم نہیں ہی اسنے دریاے خون روان کو مٹایا کل پریزادون کو توڑا جیجو
اسی ظالم کے ہاتھ سے مارا گیا دریا اسکا مٹایا تب شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس ظالم کو ایسے
طور سے قید کرو کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجائے ملکہ ناہید کا دل ہلگیا آنکھوں میں آنسو بھر
ہوے باہر نکل آئیں قصر کنگرہ شکن کو کچھ جواب نہ دیا دل کے ٹکڑے ہوگئے باہر نکل
آئیں مگر نہایت رنجیدہ کبیدہ قصر نے ہاتھ باندھکر عرض کی آج کی شب کو آپکو اور تکلیف
ہوگی کل غلام آپ کے ساتھ چلے گا ملکہ اپنی بارگاہ میں آئیں چند مصاحبیں پاس بیٹھی تھیں
مشتری زہرہ جبین وزیرزادی بھی موجود ہی ملکہ بے اختیار مشتری کے گلے میں ہاتھ ڈالکے
رونے لگیں مشتری نے کہا کیون حضور خیر تو ہی اس بے حیا نے کل چلنے کا وعدہ کیا ہے
اس سے کچھ خوف نہ کیجیے کیا مجال کہ بیطرح آپ کو ہاتھ لگا سکے کیا حضور کسی بات
مین اُس سے کم ہین ملکہ کا رونا اور زیادہ ہوا کہا ای مشتری مجھے اس بات کا
خوف نہیں عجب طرحکا معرکہ گذرا ہیں اپنے کو تفرین کرتی ہوں ای مشتری اصلا
ہی مجھسے کیسکی تکلیف نہیں دیکھی جاتی ملکہ بران شمشیرزن دختر کوکب روشنضمیر بادشاہ
طلسم نور افشان اُسکی لونڈیون نے کبھی یہ رنج و ملال نہ دیکھے ہونگے کس مصیبت سے
اُسکو قید کیا ہی غضب سامری انکی جان پر ٹوٹے ایسے محبوب مطلوب پر آب و دانہ بند
کیا ہی خواہ افراسیاب سے بنے یا بگڑے میں رات کے وقت بران کو چھڑا لاؤنگی مشتری نے عرض
کی حضور بڑا فساد برپا ہوگا افراسیاب سے دشمنی ہوگی ملکہ ناہید نے کہا افراسیاب
خود پسند ظلم و بدعت کا بانی اوّل اپنے بادشاہ کو پکڑ لیا کیا انکی آہ اسپر نہ پڑے گی

ے کہا فرمائیے قصر کنگرہ شکن نے کہا یہ عنایت و مرحمت ہی آپ نے دعوت قبول کی نہایت
سرافراز ہوا امیدوار ہون کہ غلام کو بہ شوہری قبول فرمائیے مالک و مال سب آپ کے
ہون پر نثار کرون ملکہ نے تیوری پہ بل پڑ گئے لبہر و غضب تمام جواب دیا کہ ای شخص کچھ دیوانہ ہو
یا خانگی کسبی بنایا اسی واسطے آپ نے ہماری دعوت کی تھی دعوت مین آپکو عداوت
ظاہر ہوئی ایک شاہ کے ہم تم دونون خراج گزار ہین تمھارے صحرا کا راستہ نجانتے تھے
وجہ سے تمکو تکلیف دی اتم اور کچھ سمجھے ہم شاہ کو نامہ لکھینگے آپ راستہ نہ بتائیے راہبری
ی گمراہی پر قدم مارا یہ کہکے کنیزون کی طرف دیکھا کہا جلد لشکر تیار کرو ہم اسیوقت کوچ
رینگے قصر کنگرہ شکن قدمون پر گر پڑا کہا کہ میری گستاخی کو معاف فرمائیے مین ساتھ چلکر
ستہ بتا دونگا ملازمون سے کہا خدمتگزاری کرو مین نے خوشامد کرکے ملکہ کو روکا ہی ملکہ
عرض کی اگر غلام سے ملال ہو تو مین صحبت سے اُٹھا جاتا ہون کنیزونکو برائے خدمتگزاری
کیا آپ رنجیدہ کبیدہ اُٹھکر بارہ دری مین آیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھا ہی
احبون سے کہہ رہا ہی کیون یارو کیا تدبیر کرون ملکہ نے جواب صاف دیا سب نے کہا اپنے
ی کی زبان سے کہدیا ایک دو دن مہمان رکھیے ساتھ چلیے راستہ بتائیے جب وہ جانر
ز ساتھ رہیے گا آہوے وحشی کا رام ہونا کیا دشوار ہی جب رسم بڑھیگا ضرور قبول
لکی ملکہ یہان صحبت مین بیٹھی رہین جب زُلف لیلاے شب کمر سے گذر گئی جا کر آرام
ا صبح کو کہا آپ چلکر ہمکو راستہ بتا دیجیے قصر نے کہا کل آپ کے ساتھ چلونگا ملکہ رنگین
ونکو ساتھ لیے ہوئے سیر مین مصروف ہین قصر کنگرہ شکن مثل جا کران کستون ہمراہ
ریب قصر کے پہونچین دروازے پر اُسکے کئی سو جادوگر بیٹھے ہین قفل مکان مین بند
اہنے کی آواز آتی ہی ملکہ نے پلٹ کر پوچھا کیون ای شاہ اس مکان مین کون ہی قصر
وبات کرنے کی بہت خوشی ہوتی ہی دست بستہ عرض کی ملکہ بران شمشیر زن دختر
ب صف شکن نے برا غضب کیا جیحون جادو کو مارا اور با اُسکا مٹایا شہنشاہ کو غصہ
ا بران کو گرفتار کرکے غلام کے سپرد کیا ہی منظور شہنشاہ کو یہ ہی کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرجاے
ودانہ بھی مین نے بند کیا ہی چاہتا ہون تڑپ تڑپ کر مرجاے ملکہ کو بڑا ملال ہوا کہا

استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ لے چلا پا انداز بچھاتا ہوا زر و جواہر لٹاتا ہوا لیکر باغ مین آ
ملکہ نے دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ گلہائے خوشبو چہار جانب سامان روشنی
اُنے سے ملکہ کے باغ مین بہار تازہ آئی طفلان غنچہ چاہتے ہین باتین کرین زلف سنبل
پیچ و تاب نرگس شہلا کو نگاہ ملانے مین حجاب قمریون کی صدا مین کوکو فاختۂ قلندر مشرب
کے دلق خاکستری زیب جسم صدائے حق سرہ باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار یہ ا
عاشقانہ گا رہی ہین بقول شاعر نظم

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
دور کر ڈالی پسینے نے نقاب گلعذار — قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے
چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا — بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے
ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے — ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
گاہ مستی کی دھڑی ہو گئی لکھوٹا پان کا — رنگ عاشق کے تمہارے لعل لب لانے لگے
آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا — مُردے کے آثار زندہ مین نظر آنے لگے
مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی — یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے
مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل — کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

ہر طرف قہقہے چھپے کنیزان گلعذار ماہ رخسار برائے خدمتگزاری مقرر کی ہین ملکہ اپنی کنیزون
سے فرماتی ہین اسقدر خاطر مدارات کا کیا باعث ہی ضرورت تو ہماری ہی یہ کیون قد
جُھکا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین ہمارے ذہن مین اور کچھ آتا ہی عجب نگاہ سے یہ
دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ آپ پر عاشق ہوے ملکہ ناہید نے اُس کنیز کو جھڑک
دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہی اگر یہ خیال محال اُنکے دل مین ہی تو کیا کسیکو کسی خاطر
ہین دیوانے ہوے ہین یہ کیا بیہودہ خیال ہی یہ کہتی ہوئی اُٹھین وسط باغ مین جو چبوترہ
ہی وہان تخت بچھا ہی اُسپر آکے بیٹھی ہین دنگل پری آکے قیصر کنگرہ شکن بیٹھا ناچ رنگ
ہونے لگا جام شراب کا گردش مین آیا رات بھی زیادہ آچکی ہی قیصر کنگرہ شکن نے جو
ملکہ کو شگفتہ پایا اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ ہو کر عرض کی مین کچھ کہا چاہتا ہون

...ر کنگرہ شکن نے بہت بھاری لباس پہنا یہان کنیز نے آکر اوّل حال بیان کرکے کہا
...یقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپکا ذکر ہو رہا ہی تھا کہ مین نامہ لیکر پہونچی نامے کو آنکھون پر رکھا
...ے پر رکھا مگر ایک لفظ پر بہت بگڑے بھائی صاحب کیون لکھا ملکہ نے فرمایا وہ دیوانہ ہوا
...اسیوجہ سے میرے مان باپ سے ملنے آتے تھے کہ اپنا مطلب نکلے دیوانہ ہو وحشی ہو
...ے اُسکے نام سے نفرت ہی خیر جب تشریف لائینگے تب سمجھا جائیگا صبح کو دربارگاہ بر
...تی ہین کہ لکۂ ابر سرخ و سیاہ آسمان پر نمایان ہوے ملکہ ناہید اُٹھکر بارگاہ مین آئین ابر
...ن ہوا قصر کنگرہ شکن آکے اُترا اول خانہ بدوش کو بھیجا کہ جا کر ملکہ سے کہنا کہ خود
...ر کنگرہ شکن آپکی رہبری کو آیا ہی خانہ بدوش نے آکر سلام کیا بیان کر دیا کہ خود شہنشاہ
...تے ہین ملکہ نے کہا تشریف لائین خانۂ بے تکلف ہی اسیطرح تخت پر بیٹھی رہین استقبال
...بھی نہ گئین قصر کنگرہ شکن اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا ملکہ کو تخت پر دیکھا کہ معشوق
...ی پیکر دونون عذار رشک شمس و قمر حسین مہ جبین ہونٹون پر مسیحائی نگاہون مین
...ن ربائی ایسا بدحواس تھا کہ آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی بچھی
...ر آکے بیٹھا ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے لاکر جام دیا اُٹھکر سلام کرکے
...لیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دماغ مین تو فتور ہی اپنے مقام سے اُٹھا
...ت بستہ عرض کی مین امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول فرمایئے ایک شب کے
...سطے تشریف لے چلیے ملکہ نے کہا صاحب تم اسقدر عجز کیون کرتے ہو تمھاری ہی
...اری مین اُترے ہین ایک شب اور رہجائینگے مطلب صرف ہمارا اتنا تھا کہ ہم راہ
...آگاہ نہ تھے اس صحراے طلسمی مین آکر پھنس گئے ہمکو راستہ بتا دو ملکہ حیرت سے
...ے مقابلے پڑے ہین شہنشاہ نے بتاکید لکھا تھا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایک شب
...زیادہ ہمکو تکلیف نہ دیجیے قصر کنگرہ شکن نے کہا مین آپکے ساتھ خود چلکر
...ستہ بتادونگا ملکہ نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین قصر خوشی خوشی اپنے مقام پر
...ایک باغ نہایت عمدہ آراستہ کیا یہان ملکہ ناہید گوہر پوش سوار ہوئین مقام پر
...ئے قصر کنگرہ شکن کے پہونچین قصر نے کسی اعزاز و اکرام مین قصور نہ کیا براے

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے	رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ د
سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی	فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ د
باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین	گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا
سچ ہی غمخواری بیمار عذاب جان ہی	تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش	غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

مصاحبون نے عرض کی غلام اس معمے کو نہ سمجھے قصر کنگرہ شکن نے کہا ماہدولت نے رات کو ناہید گوہر پوش کو خواب مین دیکھا دل بر ہجوم غم و الم ہی عیش و راحت مین فرق د دریاے محبت مین غرق سب نے کہا حضور اسکا تردد کیا آپ بادشاہ صحراے طلسمی ہین کی حکومت و ثروت اُنسے بہت زیادہ ہی آج اس صحراے طلسمی مین وہ فخر آپ کو حاصل ہو کہ اگر شہنشاہ بھی اس صحرا مین آئینگے جبتک آپ راستہ نہ بتائینگے تب تک راہ نہ یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک کنیز نامہ ملکہ ناہید گوہر کا لیکر آئی ہی خوش ہوکر کہا یارو میری آہ نارسا نے رسائی کی یقین ہی یہی لکھا ہوگا کہ مین تم سے شادی کرونگی لوگون نے کہا حضور آپ کے بھی تو حسن و جمال اور جاہ و جلال کا تمام طلسم مین شہرہ ہی یقین ہی عاشق ہوئی ہون کہا ارے نامہ دار معشوق کو بلاؤ اسوقت کی خوشی کچھ بیان نہین کر سکتا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار * عجب ساعت سعید ہی بلکہ روز عید ہی چوبدار نے جاکر کنیز کو بلایا کنیز نے آکر سلام کیا وہ اِسطرح بیقرار تھا کہ اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے قاصد معشوق خوشخو دیکھون اس نامہ معشوق نے کیا لکھا ہی کنیز حیران کہ یہ کیسی باتین کرتا ہی نامہ ہاتھ مین دیا قصر کنگرہ شکن نے نامہ جا بھائی صاحب کا لفظ دیکھکر بہت بگڑا کہا اے کنیز تو جا عرض کرنا کہ مین خود حاضر ہوتا ہون صاحب نہ لکھا وارث نہ لکھا بھائی صاحب کہکے لکھا ہی مین آگے سمجھا دونگا کنیز کو تحفات دیکر رخصت کیا بارہ ہزار جادوگرون کے افسر خانہ بدوش سے کہا کہ اپنی فوج تیار رکھ ماہدولت کل خود جائینگے مین انکو اپنے قصر مین لاونگا کہ میری دعوت قبول نہ کی پھر یہان سمجھ لونگا صبح کو سوار ہوا خانہ بدوش آگے آگے اہتمام سواری کرتا ہوا چلا

ب کیونکر رسائی ہو چالاک بھی کئی مرتبہ گیا مگر حیرت سے بھی حال نہ معلوم ہوا لیکن افراسیاب
ے سرحد دارون کو نامے لکھے ہین کہ یار وہمدہا سردار شریک مسلمانان ہوے اب لشکر کشی
کے آؤ جا بجا نامے پہونچے سرحد دارون نے اپنے مقام مقام سے کوچ کیے منزل درمنزل
تے ہین ملکہ ناہید گوہر پوش بادشاہ قلعہ مرواریدنگار ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین کا
لکہ ہمراہ منزل بمنزل آتی ہین کہ گذر انکا صحراے طلسم حیرت خیز مین ہوا ہر روز صبح کو
یار ہوتی ہی پھر شام کو اسی مقام پر پہونچتی ہی تیسرے دن اسنے پریشان ہو کر کہا کیون صاحبو
لیا معرکہ ہی یہ منزل سخت ختم نہین ہوتی وزرا نے عرض کی یہ صحرا متعلق ہی قصر کنگرہ شکن
، ایک نامہ اُسکو تحریر فرمائیے کہ وہ راہ راست بتا دے ملکہ نے اُسیوقت ایک نامہ لکھا
ای برادر بجان برابر صفدر تیغ زن قصر کنگرہ شکن ہم تمھارے صحرا مین آکر پھنس گئے ہین
مدا اپنے کو پہونچاؤ یہ لکھکر ایک کنیز کو خوب سمجھا دیا کہ نامہ ہاتھ مین قصر کنگرہ شکن کے
ہنا اور زبانی بھی کہنا کہ اگر آپ کو فرصت نہ ہو کسی ملازم کو بھیجدیجیے وہ ہمکو آکر راہ راست
دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہم ایک عرضی شہنشاہ کو لکھین وہان سے کوئی راہبر آ جاے گا
ہر کنگرہ شکن رات کو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین ملکہ ناہید گوہر پوش کو دیکھا صبح کو
یشان اُٹھا سردارون نے دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین قصر نے قاصر ہو کر ایک
ڈھی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو کیا حال بیان کرون اگر اتفاق ہوا کہ مین قصر پر
ناہید کے گیا وہ محبت پیش آئین گھڑی دو گھڑی خیال رہا قصد ہوا شادی کا پیغام دون لیکن
ارادہ نہ کیا شب سے عجب بیقراری ہی شغل آہ وزاری ہی شب بھر یہ کیفیت رہی نظم

ات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا	رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
ب پر سنگ درِ یار نے سونے نہ دیا	دھوپ مین سایہ دیوار نے سونے نہ دیا
ہسے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح	شادیِ دولت دیدار نے سونے نہ دیا
ا شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب	پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا
ی لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا	نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا
سر شام سے اُس زلف کے سودے مین رہا	صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

اس مغرور سے سمجھ لونگا سب نے دیکھا نورافشان جادو پسینے پسینے جست کر کے قریب
کوکب کے آیا کہا ای فرزند مین بران کے ساتھ تھا نوشا نوش و جیحون وہ ساحر
کہ بھلا بران کو مانتے در با مٹایا قدم با قدم بُرآن کے ساتھ رہا قید یون کو رہا کیا ا
افراسیاب نے جوہر نورافشان کو دیکھا تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا ای نورافشان تمنے غضب
کیا جیحون و نوشا نوش کو مارا اس ہوشربا مین ایسے ایسے بہت پڑے ہین تم اب
آنے لگے تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بکتا ہوا چلا چاہا نورافشان پر جا پڑون کبھو نا
ہی تم لوگ تو کیا ہو اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو مین اُنسے نہ رکتا نورافشان نے
او مغرور تیرے غرور نے طلسم ہوشربا کو برباد کرایا دماغ مین تیرے سودا ہی اب بھی یہ
سمجھاتا ہون کہ میرے سامنے سے ہٹ جا افراسیاب کب مانتا ہی چاہتا ہی نورافشان
پہ جا پڑون کہ آسمان سے تیرہ ہوا او افراسیاب کیا کرتا ہی ارے یہ پُرانا جادوگر ہی
کوئی فعل کر بیٹھے تو تیرا زوال دولت ہو منہ ماہیان زمرد پوش یہ کہکے بڑے زور و شور سے
گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگئی لشکر اسلام کے ساتھ نورافشان و کوکب
بلبلے حیرت اپنی بارگاہ مین گئی نورافشان و کوکب ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے
نورافشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے دیکھا افراسیاب جادو نے
ملکہ بران کو گرفتار کرلیا ایسے مقام پر بھیجا ہی کہ خدا اسکی جان بچائے قصر کنگرہ شکر
ایک ساحر زبردست وہانکا حاکم ہی اُسنے بُرآن کو قید کیا ہی وہی آن کر لیگیا خواجہ نے
انشاءاللہ مین جا کر رہا کرونگا نورافشان نے کہا وہان تک رسائی دشوار ہی عمرو نے
خدا راہبر ہی مین تو اپنے کو بہو بچاؤنگا انشاءاللہ رہا کر کے بران لاؤنگا نورافشان نے
کہا خواجہ درمیان مین صحرائے طلسمی ہی وہان گئے اور پھنسے اگر وہ خود کسی وجہ
نکل کے آئیگا تو البتہ رہائی ہوگی اگر وہ اپنے مقام پر رہا تو وہان تک رسائی دشوار
خیر خدا مالک ہی عرصے صلاحین رہین لیکن کسی بات پر قیام نہ ہوا آخر کوکب ا
نورافشان رنجیدہ کبیدہ طرف طلسم نورافشان کے گئے یہان خواجہ عمرو کو تردد
چالاک سے بھی کئی مرتبہ کہا کہ اگر ہو سکے تو حیرت سے دریافت کرو کہ قصر کنگرہ شکر

ب دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی چند نخل اُکھڑ کر گرے شاخین کٹین ابر بیچ سے شق ہوا دیکھا
ب نے افراسیاب خانہ خراب ایک مرکب پر سوار سحر کر رہا ہے اب تو چہار جانب سے
راسیاب پر گولے پڑنے لگے سرداروں نے برقین چمکائین ملکہ مہرخ نے گولے مارے
افراسیاب پر تاثیر نہ ہوئی افراسیاب نے باغبان کو للکارا او نمکحرام اب میرے ہاتھ
ے بچکر کہاں جائیگا ہاے کیا کرون جب ہیچون مر لیا تب مجھکو خبر ہوئی ورنہ کسکی مجال تھی کہ ہیچون
ہاتھ اُٹھاتا اُسکی موت ہی آپہونچی تھی ان قیدیون کو چھڑا لیا لجرا نا بدولت کو صدمہ پہونچا
لے بی بران کی فکر کرلون پھر تمھاری بھی تدبیر ہوگی ملکہ بران نے جو افراسیاب کو دیکھا
وش وحواس اُڑ گئے افراسیاب نے آواز دی او سلطان الحکما تیری نبض شناسی
سدن کام آئیگی قارورہ ہی دیکھنا آتا ہے یا کچھ تشخیص مین بھی دخل ہے سب نے دیکھا کہ
حرا سے کچھ پتیان بوٹیان ٹوٹین وہ بوٹیان اُڑتی ہوئی قریب بران کے آئین بران
ٹرے کھڑے غائب ہوگئین افراسیاب نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ لشکر اسلام پر مارا
لہ جو پھٹا کئی سو کے سر اُڑ گئے یہ سردار شکیل وغیرہ جو جب کھڑے تھے اُنپر افراسیاب
ے آواز دی ارے یہ جو مبہوت ہین اِنکو تو گرفتار کرلو ملازمان حیرت براے گرفتاری
رداران چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او نامرد غضب کیا کہ بران کو پکڑ لیا اُسکا خدا حافظ
لمبان ہے بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا سب نے دیکھا افراسیاب جس مقام پر کھڑا بلبلا رہا تھا
ونکا ہوا کا چلا کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر مقابلے مین افراسیاب کے آگیا اور
رداران مہرخ کو اپنی پشت پر لیا زمین پر اُترتے اُترتے گولہ مارا دونون مین سحر ہونے
ے سرداران اسلام الگ ہوگئے حیرت لشکر کو لیکر الگ ہوئی دونون کی جنگ مین شعلے
رک رہے ہین تلوارین برس رہی ہین اکثر جو لوگ سامنے تھے وہ قتل ہوے کوکب
وار پکڑ کر سامنے پہونچا کہا او نامرد ہمسے مقابلہ کر تب تجھکو مزا سحر کا ملیگا اُسپر سحر کرتا ہے
جو جواب دینے سے عاجز ہین افراسیاب نے ایک گولہ مارا کوکب نے گولے کو ہاتھ مین
ل لیا مگر ہاتھ مین آبلہ پڑگیا ضبط کرکے وہی گولہ پھینک مارا افراسیاب نے گولے کو
ا دو دو سحر اِن دونون مین چلے ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے فرزند کوکب تم ہٹ جاؤ مین

زنجیرین زرگین کسیکا سر پھٹا کوئی زمین پر گرا پھڑک پھڑک کر تمام ہوا ملکہ مہرخ پریشان ہوگئیں
کہ باغبان لڑتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا ای شہنشاہ لشکر اسلام بران نے کیا کارنا
کیا برے ساحر زبردست کو مارا بڑے لطف سے سبکو چھڑایا لیکن اس بر مین افراسیاب
ہی اگر لڑ بھڑ کر نکل چلیے تو بہتر ہی ورنہ کچھ آفت آیا چاہتی ہی چالیس سردار جو چھپا
آئے صرف مین اور بہار و گلو نہ مصروف جنگ ہین اور سب اپنی جان سے تنگ
دیکھے سب حیرت مین کھڑے ہین مخمور ایسی ساحرہ لیکن آفت مین مبتلا ہی دیوانہ
اشعار عاشقانہ پڑھتی پھرتی ہی اِن سبکو اُٹھا کر ہوا دار پر سوار کر لیجیے ملکہ مہرخ نے
اپنے فرزند شکیل کو پکارا شکیل نے کچھ جواب ندیا مہرخ نے پکار کر کہا کہ ای فرزند
ہوش و حواس درست کر دیہ کیا حال ہی جب ملکہ مہرخ نے بہت پکارا تب شکیل نے
ای مادر مہربان مین آپ کو کیا جواب دون مین تو اِس خیال مین ہون منتظر

وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا
مجھے رونا ہی خندۂ گل کا

دھیان ہی غیر کے تحمل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا

ہم کسی شانہ بین سے پوچھین گے
سبب آشفتگی کا کُل کا

لاش کسکی ہی یہ عدو سے نہ پوچھ
مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا

حال ساقی سے کیکے روتا ہون
کہ محرک ہی خندہ قلقل کا

نکہت اُس زلف کی صبا مین ہو
اڑ گیا رنگ بوے سُنبل کا

جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
مین نے دعوے کیا تحمل کا

نالۂ شب نے یہ ہوا باندھی
ہوگیا گل چراغ بلبل کا

حیلۂ بیخودی سے ہی مومن
توڑنا ہمکو شیشۂ مُل کا

ملکہ مہرخ نے منہہ پیٹ لیا رفقا سے کہا شکیل ہوش مین نہین ہی خدا اسکو بچا
باغبان قدرت نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اپنا خون ڈالا کہا مین تو افراسیاب
پر وار کرتا ہون مہرخ ہان ہان کیا کین مگر باغبان کب مانتا ہی گولہ اس ابر پر
گولہ جاکر جو بیٹھا اُس سے چنگاریان نکلین ابر جلنے لگا کچھ شعلہ ہاے آتش نکلے

ل گئیے یہ علامت سحر افراسیاب ہی اگر بن ٹہرے تو نکل چلو کہ ملکہ مہرخ بھی لشکر کو لیکر آ پڑی
ن ملکہ بران نے قصد کیا کہ مین اڑ بھر کر نکل جاؤن بازوونکو بکہ دیگر کوئی دس گز بلند ہوئی
ن کہ ابر سے ایک زنجیر پیدا ہوئی قریب تھا گلے مین ملکہ برآن کے پڑے ملکہ بران ہاتھ
ے زنجیر ہٹاتی ہین زنجیر گلے کے پاس چلی آتی ہی چاہتی ہی گلے مین پڑ جاؤن ملکہ بران آخر
مین دو زنجیرین پیدا ہوئین صاف جنسے معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پانون باندھنے آتی ہین
ن کو پریشانی اختر کو نکالکر چمکایا عکس جو زنجیر ونکا پڑا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران نے
ر اکر اختر جوڑے مین رکھا بیقرار ہو کر دعا کرنے لگین کہ ای معبود میرے اس آفت سے بچا نا نظم

خداوند دنیا و عقبے یکے است — بہر دو جہان کار فرما یکے است
بہر کشور و شہر و ملک و دیار — یکے مالک ملک مولا یکے است
بہر سلطنت ہست حکم احد — بہر مملکت شاہ والا یکے است
یکے اہل قوت یکے اہل زور — یکے قادر است و توانا یکے است
دوئی دخل یابد نہ در حد تش — کہ ذات خداوند یکتا یکے است
بملکیتش نیست چیزے برون — کہ مالک بہر زیر و بالا یکے است
سمیع و علیم و بصیر و قدیر — خداوند دانا و بینا یکے است
برون است گو خلقتش از شمار — تعلق مگر جملہ را با یکے است
ہمہ را بدرگاہ والائے او — یکے آرزو ہی و تمنا یکے است
یکے مطلب است و یکے مدعا — یکے ہست نشا یکے التجا

ہ عرصے مین ملکہ برآن نے دعا کی آٹھ زنجیرین ابر سے پیدا ہوئین قریب ہی کہ جسم
ہ وغیرہ مین لپٹ جائین بران نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا
رآن ناچار ہو کر ٹھہر گئین ہر طرف زنجیرین زنجیرین معلوم ہوتی ہین سامنے ایک
اسا نخل تھا اسکی شاخ سے ایک برق چمکی کہ آٹھون زنجیرین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین
ن بر جو گرین جسپر زنجیر پڑی اسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوان آن زنجیرون سے قتل ہوے
مہرخ مین ہنگامہ ہو گیا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہر طرح سے زنجیرون کو روکا

اٹھین ابر سے پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آیا سب ملکہ برآن پر پلٹ پڑے
بہار کا گلدستہ چلا ملکہ گلگونہ رنگین پوش مثل برق جہندہ تڑپنے لگی جسپر جا پڑی اُسے
قتل کیا لیکن ابر سے جو پانی برسا ہلال سحر افگن و سُرخ موے کا کل کُشا بیہوش ہو
گرین شکیل جادو حیران و پریشان یا تو سحر کر رہا تھا خاموش ہو کر کھڑا ہوا حیران چہار
چہار جانب دیکھ رہا ہی بہار نے پکار کر آواز دی ای شکیل خیر تو ہی مزاج کیسا ہی شکیل
نے گھبرا کر کہا کلیجہ مین آگ جل رہی ہی کیا حال اپنا بیان کرون بہار پلٹی ہی کہ ملکہ برآن
نے دیکھا مخمور نے بھی قتل کفار سے ہاتھ روکا بہار نے پکارا ای مخمور فوج کے بلوے مین
سحر کیون کہتے کرتے رُک گئین مخمور نے کہا ای بہار کچھ حال نہ پوچھو عجب کیفیت

ہی دلپر ہجوم غم والم ہی کیا کہون نظم

اُسکے لئے وہ شکوے کرتے ہین وہ کس ادا کے ساتھ ۔ بیٹا قیتی کے طعنے ہین غدر جفا کے ساتھ
پھر عیادت آئے وہ لیکن قضا کے ساتھ ۔ دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے ۔ اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
وہ لالہ رو گیا نہو گلگشت باغ کو ۔ کچھ رنگ بوے گل کے عوض ہی صبا کے ساتھ
اُسکی گلی کہان یہ تو کچھ باغ خلد ہی ۔ کس جاے مجھکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
آتی ہی بوے داغ شب تار ہجر مین ۔ سینہ بھی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ
گلبانگ کسکا مشورہ قتل ہو گیا ۔ کچھ آج بوے خون ہی دہانکی ہوا کے ساتھ
آنیکے وعدے سے تھی خوشی یہ خبر نہ تھی ۔ ہی اپنی زندگانی اسی بیوفا کے ساتھ
کو سینے سے اپنے غیر کا مُنھ ہی ہٹا سکے ۔ عاشق کا سر لگا ہی ترے نقش پا کے ساتھ
اللہ ری گمرہی بُت و بتخانہ چھوڑ کر ۔ مومن چلا ہی کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی اِن باتو نکا یہ وقت نہین ہی مخمور نے کچھ جواب ندیا مگر
موقوف کردی مینھ جو برسا اب سواے چند سرداروں کے سب نے لڑائی سے ہاتھ اُٹھا
ملکہ برآن حیران مگر باغبان و گلگونہ و برآن نے لشکر کو حیران کر دیا ہی لاشون سے
میدان بھر دیا ہی آخر باغبان نے گھبرا کر کہا ای برآن خدا خیر کرے یہ لوگ جو لڑتے اُتے

آن مثل برق کے تڑپ رہی ہو ہزارون جادوگر مار کر ڈالدیے آخر اُن سبھون نے سحر
رنا شروع کیا نہنگ خونخوار زخمی و چور چور ہوا اڑتا ہوا سامنے حیرت کے آیا کہا ملکہ
ہری فوج نے میرا یہ حال کیا مین اب آپکو سزا دونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا حیرت نے
تھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری نہنگ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے تمام فوج کو
گوار ہوا فوج والے تڑپ کر حیرت پر جا پڑے حیرت نے گولے مارنا شروع کیے سب
ادوگرون نے ملکہ سحر کے تخت حیرت کا ٹوٹا حیرت تخت سے گرین گرتے گرتے سحر کیا
ی ہزار کے سر اڑا دیے اب فوج بھاگتی پھرتی ہو ایک طرف سے حیرت قتل کر رہی ہو ایک
رف سے ملکہ بُرّان کا اختر مرداریہ چل رہا ہو کئی لاکھ جادوگر مر گئے فریاد فریاد کی صدا ئین
بند ہین جادوگر بھاگتے پھرتے ہین حیرت نے لاشون کے انبار لگا دیے پکار کر کہا ان
رامزادون نے مجھے تخت سے گرایا کچھ انکو خوف نہ آیا جب لاکھ جادوگر مارے گئے مصور نے
ھکر کہا اے ملکہ عالم یہ آپ کیا ستم کر رہی ہین یہ لوگ اپنے ہوش مین نہین ہین بران کے
سحر مین مبتلا ہین اس بدحواسی مین ایسا ہوا آپ پر بھی آ پڑین یا تو سحر بُرّان اتار دیے یا تامل فرمایے
رت نے جھلا کر کہا آپ کو سحر مین کیا دخل ہو یہ سب ہوش مین ہین نہنگ بیہوش تھا مصور کو
ے کہا یہ کہیے کہ تمھارا مالک کیونکر مارا گیا دیکھیے کیا جواب دیتے ہین حیرت نے کہا آپ ہی پوچھیے
مصور نے پکار کر آواز دی یارو تمنے کچھ ملکۂ عالم کا خیال نہ کیا ایسے مالک کو تخت سے گرایا
ن سب نے گولے و ترنج و نارنج مصور پر مارے مصور زخمی ہو کر بھاگے ملکہ حیرت نے کہا اے
شہزادے کیون بھاگتے ہو مصور نے کہا مین نے آپکی وجہ سے زخم کھائے یہ لوگ
وش مین نہین ہین انپر سے سحر اُتار دیے حیرت نے کہا کبھی سحر نہ اُتریگا جبتک پھر وہ پھر
شفقت نہ ہوگی یہ ذکر تھا کہ بُرّان نے اور چند کو قتل کر کے قصد کیا کر تڑپ کر نکل جاؤن
یک طرف سے دیکھا کہ بہار و باغبان وغیرہ چالیسون سردار سحر کرتے ہوے آتے ہین
یخون عیار ایک جانب بھاگے حیرت نے کہا لو اور غضب ہوا چالیسون سردار بھی رہا
وگئے سب نے کہا جیجون مارا گیا کیونکر نہ رہا ہوتے یکایک آسمان پر ایک لکۂ ابر
یا لکہ بران جو بلند ہوئی تھین ایسا جھونکا ہوا کا چلا کہ ملکہ بران زمین پر گرین سنبھل کر

سے ایک حباب چھوڑا دیکھنے مین حباب ہی مگر گولہ آہن کا پیشانی پر آکے جیجون کی پڑا سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے ایک دناٹا ہوا حیرت تخت پر تھی کہ زمین تھرائی دریا جا بجا سے غائب ہو پانی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا مچھلیان جلین نہنگ جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا جیجون دریا بار ربود دریا سب غائب ہوا فوج جیجون نے جو دیکھا کہ لاشۂ جیجون کا ملکہ بُرّان سر سے خون بہتا ہوا پنجہ برہنہ ہاتھ مین جھک کر نکلین غبار اُس مقام آوازین مہیب آرہی ہین حیرت نے پکار کر آواز دی یار و غضب ہوا جیجون کو بُرّان نے مارا دریا بھی بصد جوش و خروش ہٹا یا تین لاکھ فوج جیجون کی ملکہ بُرّان پر جا پڑی بُرّان نے اب دریاے فوج مین غوطہ مارا کسیکو طمانچہ مار دیا جب دیکھا ہزار ہا ساحر بلوہ کیے چلے نہنگ خونخوار دس ہزار کا افسر بڑے جوش و خروش سے آتا ہو گولے پھینکتا ہوا برقین چمکاتا ہوا ملکہ بُرّان نے اختر مروارید پھینک مارا پکار کر کہا او تسخیر لینا اختر جا کر سامنے نہنگ خونخوار کے چمکا آنکھون مین چکا چوندھ آئی سر اُٹھا کے ایک طائر خوش رنگ بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہی کبھی پکار رہا ہی نہنگ خونخوار ذرا سماعت فرمائیے یہ اشعار عبرت آثار سے لطف ملیگا

جہان سے تنگ کو تیری ترس ترس گذرے — جو تجھ پہ بس نہ چلا اپنے جی سے لگ بس گذرے

بنی ہی صور سرافیل آہ بے تاثیر — کہ میرے دم پہ قیامت نفس نفس گذرے

نجاؤن کیونکہ سوے دام آشیانے سے جب — خیال حسرت مرغان ہم قفس گذرے

یہ اور کو تو ہدایت جو خود ہون آوارہ — یہ عمر کاش کہ جون نالۂ جرس گذرے

وفاے غیرت و شکر جفا نے کام کیا — کہ اب ہوس سے بھی عدے بوالہوس گذرے

یہ نیم جان و غم ہجر ہر دو ہی انصاف — جو تیرے دھیان ہین ادمرگ دادرس گذرے

دکھاؤن ناقۂ لیلی خرام ناز تجھے — کبھی اُدھر سے جو اُس شوخ کا فرس گذرے

کہان وہ ربط بتان اب کہ اسکو تو مومن — ہزار سال ہوے سیکڑون برس گذرے

یہ اشعار پڑھتا ہوا وہ طائر سامنے نہنگ خونخوار کے آیا اور نہنگ نے یہ اشعار سنے بہوش ہوا اپنی فوج پر تلوار کھینچ کے جا پڑا ساحرون نے دیکھا کہ ہمارا افسر سبکو قتل کر

کون ایسا کہ اُس سے پوچھے کون ۔ پرسش حال داد خواہ نہ کی
تھا بہت شوق وصل تونے تو ۔ کبھی ای حسن رشک ماہ نہ کی
عشق مین کام کچھ نہیں آتا ۔ گر نہ کی حرص مال وجاہ نہ کی
تاب کنظرف کو کہان سے تمنے ۔ دشمنی کی عدو سے چاہ نہ کی
مین کبھی کچھ خوش نہین وفا کرکے ۔ تمنے اچھا کیا نبباہ نہ کی
محتسب یہ ستم غریبون پر ۔ کبھی تنبیہ بادشاہ نہ کی
گریہ و آہ بے اثر دونون ۔ کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
تھا مقدر مین اُس سے کم ملنا ۔ کیون ملاقات گاہ گاہ نہ کی
دیکھ دشمن کو اُٹھ گیا بیدید ۔ میرے احوال پر نگاہ نہ کی
مومن اس ذہن بے خطا پر حیف ۔ فکر آمرزش گناہ نہ کی

ٓکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین دلکو بیقراری لیکن نوشا نوش نے اپنا شانہ
ا خون چلو مین لیا چاہتا ہی بران پر کھینچ مارے وہ پنجہ چمکتا ہوا قریب آیا ہاتھ پر ہاتھ پڑا
خون زمین پر گرا نوشا نوش نے پکار کر کہا ارے یہ ہاتھ زبردستی کرتا ہی میرا خون
دیا یہ کہکے شعلہ ہاتھ پر گرایا ہاتھ پر جو شعلہ گرا اُس پنجے پر آبلہ پڑ گیا بس وہ پنجہ مثل
ق کے چمکا چمک کر قریب نوشا نوش کے آیا ایک طمانچہ پڑا کہ سر نوشا نوش کا اُڑ گیا
ں پنجے نے اُنگلیان چمکائین ایک برق چمکی کئی سحر کے سر اُڑ گئے نوشا نوش کے
تے ہی دروازہ اُس قصر کا کھلا بُران نے دور سے دیکھا خواجہ مع عیارون کے سلسلہ
ق بیٹھے ہین چالیس سردار سرنگون سبکی زبانون مین سوزن ملکہ بہار کی رنگت
ر گلگونہ جیب بیٹھی ہی بُران نے جو سبکو اس حال پر ملال سے دیکھا ملکہ بران بڑھین
س مکان مین گھُس جاوٗن کہ جھجون جادو پہلوے در سے پیدا ہوا دروازہ بند کیا
ازدی اور بُران آگے نہ بڑھنا ملکہ بُران تیغ کھینچکر جا پڑین دونون مین تیغ چلنے لگا
ہنگ کو دیکھا پہلو سے پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دی او جھجون کیون شامت آئین
ہین جھجون نے گولا مارا نہنگ کی پیشانی پر پڑا نہنگ نے تین چرخ کھائے منھ

مین یہ داخل کیونکر ہوئی ہمارے آقا کا بھی حکم ہی کہ اس مقام تک کوئی نہ آنے پائے تین ہزار جادوگر بُرّآن پر ٹوٹ پڑے بُرّآن نے اندر دریا کے جنگ شروع کردی جب کو اشارہ کیا یا تو بصورت مشعل تھا یا بصورت خنجر برّآن کے تڑپ کے گرا کئی سو اٹھ گئے نوشا نوش نے سحر کیا کہ ملکہ برّآن پر خنجر برسنے لگے صدہا خنجر ٹوٹے جب خنجر پھٹنے لگے اور ملکہ برّآن زخمی ہوئین ایک طرف سے دیکھا ایک نہنگ چلا آتا ہی ایک طرف سے ماہی یاقوت رنگ پہلو پر ملکہ برّآن کے آگئی خنجر اپنے جسم پر لینے لگی کبھی سر پر سایہ ہی کبھی سینہ سپر ہوتی ہی ماہی یاقوت رنگ پر بھی زخم پڑنے لگے نوشا نوش نے ایک اپنے خون سے سرخ کرکے پھینکا طرف برّآن کے وہ خنجر چلا نہنگ جو پیدا ہوا تھا اُس نہنگ نے خنجر پر اپنے جسم سے اُدھر لگائی کہ خنجر ٹوٹ کر گرا نوشا نوش نے اسی ترکیب تلوار پھینکی نہنگ نے تلوار کو بھی توڑا اور وہی نہنگ جھپٹ کر سامنے نوشا نوش آیا ایک سنہرا پنجہ جسم سے اُس نہنگ کے پیدا ہوا چمکتا ہوا وہ پنجہ زبردست نوشا نوش بدست کے آیا ہاتھ کئی مرتبہ ہلایا مراد یہ تھی کہ سحر نہ کر نوشا نوش کہ مانتا ہی سحر کی بوچھاڑ کر رہا ہی مگر حیران کہ یہ نہنگ کیا چیز ہی یہ سنہرا پنجہ کیسا معلوم ہو شاید چچون نے سحر کیا ہی وہ ہماری دستگیری کریگا یہ سوچکر پنجے پر سحر نہ کیا مگر برّآن آگ برسا دی ہزارہا شعلہ بھڑکا برّآن نے اختر مروارید سے دفع کیا لیکن تلوارین نہین دیتین جھا جھن گر رہی ہین اُس جگہ مین جو خواب کا خیال آیا کہ ایک نوجوان نے عالم خواب مین فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو مبتلاے مصیبت ہین ای معبود میرے خواجہ پہونچا نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہونگے افسوس صد ہزار افسوس وہ کہین شاہزادے کو کیونکر آگاہی ہوا اور دل خانہ خراب اسقدر بیتاب و بیقرار ہو نظ

دل مین اُس شوخ کے جو راہ نہ کی — ہمنے بھی جان دی پر آہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی ای چرخ — کیون شب بوالہوس سیاہ نکی
تشنہ لب ایسے ہم گرے می پر — کہ کبھی سیر عید گاہ نہ کی
اُسکو دشمن سے کیا بچائے وہ چرخ — جسنے تدبیر خسف ماہ نہ کی

کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر دور پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگی کا اُڑ گیا دوبارا
ر دریا مین غرش ہوئی ایک زنگن نے جھک کر سلام کیا ملکۂ عالم تشریف لائیے میری
نکھون پر بیٹھیے حضور کو میان نوشا نوش طلب کرتے ہین نوشا نوش جادو وہ شخص
ہ کہ سب قیدی اُسکے قبضے مین ہین ملکہ نے کہا کون کہا حضور خواجہ عمرو وغیرہ اُسکے
س قید مین اگر حضور تشریف لے چلین تو وہ قیدی تمکو آپکی خدمت مین حاضر کریگا ملکہ
ان زنگن کے ساتھ چلین جیسے ہی دریا مین قدم ملکہ بُرآن نے رکھا زنگن نے دام جمشیدی
ا یہان جیحون ملکہ حیرت سے کہ رہا ہے اب یہ زنگن ملکہ برآن کو ڈبو دیگی جیسے ہی زنگن
دام جمشیدی مارا بُرآن کے کان مین آواز آئی ای نور نظر بچنا اس حال مین نہ پھنسنا
یسے ہی جال پڑا ملکہ نے تڑپ کر اختر مروارید جوڑے سے نکالا اختر کی جو ٹھوکر پڑی دام بیدام
لنے لگا بُرآن تڑپ کر نکلین دام کے ٹکڑے اُڑ گئے بُرآن تڑپ کر زنگن پر گرین نیمچہ مارا
زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے زنگن کو مار کر ملکہ بُرآن نے غوطہ مارا غرق دریا ہو کر
تھہلائے برق چمکائی اختر مروارید کو پھینک مارا اختر مروارید دریا مین گرا حباب سر کو
رانے لگے موجین تلوارین بنگئین جیحون نے دیکھا دریا مین تلوار چل رہی ہر چند زنگی
مارے دریا کے پیدا ہوئے موجونکی تلوارین کھا رہے ہین دریا کو آنچ رہنے ہین جیحون
ی یہان سے چھپتا حیرت سے کہکر کہ بُرآن نے غضب کا سحر کیا مدہا مٹا چاہتا ہے مین نے
ی طرح روکا وہ ظالم نہ رُکی دریا مین ہو بچ گئی اب مین وہین جا کر گردن لیتا ہون
ہکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا وسط دریا مین جا کر نکلا تشنا وری
نا ہوا جاتا ہے ملکہ بُرآن جو غوطہ مار کر دریا مین پہونچین اختر مروارید مشعل دکھا رہا ہے
ہ بُرآن کے پانون زمین پر قایم ہوئے دیکھا ایک قصر سیاہ بنا ہے اُسکے دروازے پر
ب جادوگر بلند بالا کئی ہزار ساحرونکو لیے ہوئے بیٹھا ہے ملکہ بُرآن کو جو آتے ہوئے
یکھا کہ مشعل اختر مروارید روشن اُسکی روشنی مین ملکہ چلی آتی ہین جدھر رخ کیا دریا
ق ہو گیا کہ نوشا نوش نے آواز دی ای بُرآن کیون جان سے اپنی بیزار ہوئی
جو دریا مین قدم رکھا ای ساحران غدار دختر کوکب کو مار لو دریا سے جیحون

چھون دشکین دے رہا ہی کچھ غل مچاتا ہی کبھی تالیان بجاتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جلیس)
کنارے دریا کے عمدہ جلسہ ہو کسی بات مین کمی نہ ہو مزاج مین برہمی نہ ہو کبھی خون کا
کاٹ کر اپنا پھینکتا ہی کشتی اُس نازنین کی قریب اُس جوان کے پہونچی نازنین نے ہاتھ
جوان نے ہاتھ دیا اُس پری چہرہ نے اپنی کشتی پر اپنے عاشق کو سوار کر لیا آپسمین
بوسہ بازی ہونے لگی اُس نازنین نے پہلو سے ایک گلابی نکالی جام لبریز کیا اُس
کے سامنے پیش کر دیا اور زبان سے بھی کہدیا کہ یہ جام محبت ہی اسکو نوش کرو پھر
چلکر کنارے بیٹھین جو کہو گے وہ قبول کرینگے ہم بھی مدت سے ہجران دیدہ صدمات
کشیدہ تمھارے ملنے کے مشتاق تھے آج تقدیر نے رسائی کی اُس جوان نے
بڑھایا تھا کہ جام شراب لیکر پی جاؤن ملکہ بُرّآن نے موتیونکا مالا گلے سے اُتار
آواز دی او نمکحرام بد انجام یہ کیا بیہودہ پن ہی ایسا شراب کا بھوکا تھا یہ کہکے موتی
مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جام شراب مین گرا موتی ٹوٹے شراب شعلہ بنکے اُڑی
دناتا ہوا جام جو ٹوٹا یہ انجام ہوا ایک ٹکڑا اسکے سر پر اُس نازنین کے پڑا سر پھٹا کشتی
دھوان نکلا وہ جوان تیغ بکف دریا مین گرا مچھلیون اور نہنگان خون آشام
لگا ماہی یاقوت رنگ بیچ مین ماہیان دریا کے جسطرح بیچ مین شمع گرد پروانے
اُسپر گری جلکر خاک ہوئی جوان نہنگان خون آشام سے لڑ رہا ہی ملکہ بُرّآن نے
کہ مچھلیان ہزارون جلین نہنگ قتل ہوے مگر جوش و خروش دریا کا کم نہین
ملکہ بُرّآن سر جھکا کر طرف دریا کے چلین موتیونکے مالے پھینکتی ہوئین جب مو
دریا مین تلاطم بڑھا دھوان نکل رہا ہی پانی اسقدر گرم ہوا کہ مچھلیان تڑپ
ریتی پر گر رہی ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی ای چھون غضب ہوا بُرّآن
دریا دل دریا مین جاتی ہی ارے اسے روک یہ کہتا تھا کہ چھون نے ایک دستک
ملکہ بُرّآن دریا کے قریب پہونچی ہین کہ دریا سے ایک زنگی تیغہ برہنہ ہاتھ مین
نکلا للکار کر آواز دی او بُرّآن شمشیر زن ملازمان سامری سے یہ بے ادبی
تیغہ مارا ملکہ بُرّآن نے مثل پہلوانان صف شکن و بصورت جوانان تیغ زن

...ریگا نہنگ و مچھلیون سے لڑیگا پتلے نے سر ہلایا زبان سے کہا سب طرح حاضر ہون حضور حکم
...دین ملکہ نے اُس پتلے کو دریا مین پھینکا سب نے دیکھا ایک جوان رعنا شمشیر برہنہ بدست
...وہ جرائت سے مست غنا وہ ی کر رہا ہی جس نہنگ نے سر نکالا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا
...نگان خون آشام اُس جوان کو گھیرے ہوے ہین مگر وہ جوان شیرانہ جنگ کر رہا ہی حجون
...جو یہ معرکہ دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی اپنی ران کاٹ کر
...ن لیا اُس پتلی کو اُس خون مین نہلایا کہا ای طلبیس سامری کسی مقام پر نہ رُکنا یہ جوان جانے
...پائے پتلی نے ہان تو کہی لیکن مثل بید کانپنے لگی حجون نے اُس پتلی کو دریا مین پھینکا وہ
...ان لڑ رہا تھا کہ کان مین آواز آئی صاحب یہ کیا کر رہے ہو ذرا ادھر تو دیکھو اُس جوان
...ے سر اُٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ایک کشتی پر سوار مسکراتی ہوئی
یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی کشتی کو کھیتی ہوئی آتی ہی

نظم

...زدا دا ہی سب تجھسے دلارام کے لیے
یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے

...شت مین کعبے کو جو گیا کوے یار سے
لتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے

...شق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے

...حا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اکدن شکست فاش ہو بادام کے لیے

...و نہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کے لیے

...رچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہو گا سفید صبح ہی ہر شام کے لیے

...ل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
ای قصر یار تو ہے لب بام کے لیے

...ہوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے

...یا ہی بہر غسل جوای خوش دماغ تو
جلتا ہی عود گرمی حمام کے لیے

...ش جو چاہیے پائے تو گل کو محکمی
جو صبح کو ملے نہ ہے شام کے لیے

...ن جوان کی آنکھین سرخ ہوئین یا تو نہنگان خون آشام کو قتل کر رہا تھا یکایک ہاتھ
...ہلا دیے بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا ای معشوق گل اندام ای مقبول خاص و عام یہ
...شق صادق ترا جو یا تھا تمہارا یہی رہنے کا مقام ہی شہباز قوی تن میرا نام ہی

کسیکی محرم آب روان کی یاد آئی | حباب بنکے جو برابر کوئی حباب آیا
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا | جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
جو علم ہو تو ہو اہل عمل کا پیرو کارہ | کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا
جلکو حسن مہ چاردہ کو بھول گیا | مراد پر جو ترا عالم شباب آیا
اصول دین جو سنے گوش نے زبان نے کہا | مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا
محبت مے و معشوق ترک کر آتش | سفید بال ہوے موسم خضاب آیا

طائرون کی زمزمہ سرائی ابر کی رعنائی زیبائی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے ابر قریب
کے آکر شق ہوا سب نے دیکھا بلور چہارہ دست انتظام فوج کرتا ہوا مرکب باد رفتار پر
پشت پر تین لاکھ ساحران نامدار علمہائے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریرون پر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم آمد فوج کی دھوم ہنر
ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر کوکب صف شکن تاج زرین سر پر دریاے جواہر
غوطہ مارے ہوئے چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین معشوق لاجواب ابروے خمدار کھنچی
تلوار سینے پر اُبھار زنار پستان پر عجب کیفیت صاف ظاہر ہے کہ دو نقابدار سرکش اپنے
پر غش ہاتھ مین ایک ماہی یاقوت رنگ بران نے جو لشکر اسلام کا یہ حال دیکھا
ہو گئین پکار کر پوچھا ملکہ مہرخ خیر تو ہے ملکہ مہرخ نے جواب دیا اے معین و مددگار تو
بجان کارد بہ استخوان ہین اس جیحون ملعون نے سب سردارونکو دریا مین ڈبو دیا کل
مجلس بڑے جوش و خروش مین آئین اسی دریا مین وہ بھی ڈوبین خدا اُس سے تمکو بلائے
ہمارا حال قابل بیان کرنے کے نہین ہے یہ سنتے ہی ملکہ بران ہنس کو چھوڑکر بلند ہوئی
یاقوت رنگ جو ہاتھ مین تھی اوّل اُسکو پھینکا آواز دی اے جیحون اپنا جوش دکھا اپنے
اپنے نزدیک بڑا کام کیا یہ دریا بنایا ماہی سُرخ رنگ جو دریا مین گری دریا مین ایک
پیدا ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کے نکلین وہ اکیلی ماہی یاقوت رنگ ہزارون سے
کر رہی ہے جسپر سایہ ڈالا وہ مچھلی جلکر خاک ہوئی ملکہ بران نے بلندی پر سے جھولی
ہاتھ ڈالا ایک پتلہ سُنہرا نکالا آواز دی اے ہلو نشین جمشید اِس دریا مین شناور

ن سے صدائے آہین بلند جیحون خودلپند نے جو یہ غریو لشکر اسلام مین دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا
زدی کیون اے مسلمانو ابھی تم پر کوئی بدعت نہین ہوئی اسی دریا سے تلوارین برساؤنگا
سر کٹ کٹ کر گرینگے ایک دریا سے ہزار طرحکا سحر پیدا ہوگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان
دگے دریاے سحر نے سبکو گھیر لیا حقیقت مین اہل اسلام نے سر اٹھا کر دیکھا جہانتک
کام کرتی ہی دریاے قہار موج مارتا معلوم ہوتا ہی اُس مین مچھلیون کی ترقی
ان خون آشام منہ مثل قعر بلا کھولے ہوے دریا سے اڑ رہے ہین گرداب سے زدو مار
نکلتے ہین پھر اُسی مین غوطہ مار کر غائب ہوتے ہین جھنجھ نے کہا لوصاحبو ہم لوگ بالکل
رہوے گرد دیا بیچ مین پھنس گئے جیحون وسکین دیتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی اُٹھتا ہی
غل مچاتا ہی اے دریاے سامری یہ مسلمان نہ بچین ماہیان دریا کا جوش وخروش
ہمارے حال سے کیا آگاہ نہ تھے آجتک شہنشاہ نے اور ساحرونکو بھیجا نمکحرام بدانجام
اور تم لوگون سے مل گئے اب آبرو پر بنی تو گھبراتے ہو کیون اسقدر روتے ہو
بلکہ حیرت کے قدمونکو بوسہ دو اپنی آبرو بچاؤ شہنشاہ خطا معاف کر دینگے ان
ن پر جیحون کی اور زیادہ لشکر مین جوش وخروش ہوا ملکہ مہرخ نے فرمایا کیا بیہودہ
ہی تیرا تو بادشاہ خود نمکحرام ہی اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اسیر یہ ناز جو تجھسے ہوسکے
ورنہ کر یہ کہکر بہ خضوع وخشوع دعائین کرنے لگین تہ دل سے سبنے دعائین کین ایک گرد عظیم
اسے اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا اسقدر غبار اُڑا کہ آسمان پر ہوگیا جب گرد
ہوئی ایک ٹکڑا ابر سیمابی پیدا ہوا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک طائرونکی زمزمہ سرائی
بزبان حال یہ چند اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین

نظم

چمن مین شبکو جو وہ شوخ بے نقاب آیا	یقین ہوگیا شبنم کو آفتاب آیا
اُن انکھڑیون مین اگر نشہ شراب آیا	سلام جھک کے کرونگا جو پھر حجاب آیا
مین سمجھ ہون لب ساحل ہوا کشان وہین	کبھی جو جوش مین دریاے اضطراب آیا
اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو	جگایا نالونسے صیاد کو جو خواب آیا
خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی	دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

دریا مین بہاندین آخر ملکہ مہرخ رو کنے لگین کہا صاحبو کہان جاتی ہو کیون اپنی جان دیتی
حیحون نے پکار کر کہا ای ملکہ مہرخ تم خود آؤ تمھارے بھی سحر کو دیکھین بادشاہ لشکر کی بنی
بیٹھی ہو دیکھین تو کیا کمال ہی ذرا اس دریا کو روکو دیکھو تو کیا دریاے معقول ہی ملکہ مہر
یہ سنتے ہی تخت سے کودین ارادہ کیا کہ حیحون پر جا پڑون بڑھکر گولہ مارون کہ اس ملعو
کا سر پھٹ جاے تمام سردار قدمون سے ملکہ مہرخ کے لپٹ گئے سب یہی کہتے ہے
کہ ای ملکۂ عالم آپ نے جوش سحر حیحون دیکھا نرگس کیا کسی سے سحر مین کم تھی کیسے کیسے
اسکے ملک پر کہر کے پڑے اُن معرکون کو دیکھا کن کن ساحرون سے لڑی آج میدان
جاکر حیحون کے قابو مین ہو گئی جو اُس ملعون نے کہا وہی کیا ملکہ مہرخ فرماتی ہین میدان
مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتی ہون اگر مین جاکر اپنے رنگ سے لڑون بہتر ہی ورنہ
مار ڈالنا اگر مین اُسکے دام مکر مین پھنسون تم سب بڑھکر مجھکو قتل کرنا مین تم سبکی یاد
ہون جان جاے صدقہ یا پوش سے لیکن آبرو مین میری فرق نہ آئے خدا مجھے روز بد
نہ دکھلائے میری آبرو تم سبھو نکے ہاتھ ہی سردارون نے جو نہ مانا کہا آپکو ہم نہ جانے دینگے
بیقرار ہو کر مہرخ نے تاج سر سے اُتار اُپکار اُٹھین ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم کشاکش
مین مجھکو تقدیر نے ڈالا اب یہ وقت مدد ہی آواز غیب سے آ جائے کہ سب بلا رہے

تیری کارسا سازی بے نیازی تمام عالم پر ظاہر ہی نظم

سالکانِ راہِ دین را در ثواب انداختی — اہل دنیا را بزندانِ عذاب انداختی
ذرہ را نسبت تو بخشیدے بجرم آفتاب — آب تاب بحر در جسم حباب انداختی
ابر گریان را تو اندر گریہ کردی مشتغل — برق را در پیچ و تاب و اضطراب انداختی
ذوق و شوقِ خود عطا کردی دل بیتاب را — لذت دیدار در چشم پر آب انداختی
حق پرستان را بقرب خویش جا کردی عطا — عاصیان را در عتاب و در خطاب انداختی
خرم آن مردی کہ بر فضل تو شد کارش تمام — وای آن شخصے کہ او را در حساب انداختی
بندۂ ہندی شما اندر دین و دنیا سر فراز — چون نظر بر وی تو ای عالیجناب انداختی

اُسوقت سارا لشکر مبتلاے مصیبت گرفتار دام آفت بلک بلک کر دعائین کر رہا ہی

ے واسطے یہی دریا کافی ہی کوئی نہ بچ سکیگا آج اور زیادہ لطف ہوگا دریا موج مارکر اسقدر بڑھیگا
سارے لشکر کو غرق کردیگا مین رات بھر جاگا ہون اس فکر سے غافل نہین ہوا اب کچھ سحر کی
ورت نہین ہی شب بھر اسی سحر کو زور دیا لشکر کو آراستہ کرتا ہون ای ملکۂ عالم آج ملاحظہ
پائیے گا کہ کس رنگ سے سحر ہوتا ہی دریاے سحر کیا زور دکھاتا ہی دوڑ دوڑ کر اہل اسلام
یا مین گرینگے اہل اسلام و دریا سے کاہ و کہربا کا عالم ہوگا لبون پر سبکا دم ہوگا غلام کو
اجازت میدان کارزار ملے کہ جاکر آفت برپا کردن ملکہ حیرت نے اجازت دی جیحون
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان
رزار مین نکلے ملکہ نرگس جادو ہن ملکہ سُرخ مو کی طاؤس اپنا بڑھا کر سامنے ملکہ مہرخ
آئین عرض کی اجازت میدان کارزار مرحمت ہو کنیز سر اپنا قدم اقدس پر نثار کرے اپنی
ن ملکہ سرخ مو سے جاکر ملے ملکہ نے فرمایا بسم اللہ ای ملکہ نرگس تھوڑا سا ہمارے اور
مارے بس و بیش ہی اصل یہ ہی بقول قمر اشعار ناسازے زمانہ کہیے کہان کہان تک
ار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تنگ + رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش و عزیز
رے بس تھے فقط یہان تک + ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین گوشۂ قبر آکر بساتے ہین
نرگس روتی ہوئی سامنے جیحون کے آئی جیحون نے پکار کر آواز دی کیون ملکہ نرگس
مانون نے تمکو تیل ماش تجویز کیا ہے ملے تمھین آتین دیکھو دریاے قہار موّاج لطمہ سنج
ت زا کہ ایک ایک موج جسکی آسمان پر سر کھینچتی ہی دیکھو کس آب رو سے بھر رہا ہی مچھلیان
لطف سے تماشہ دکھاتی ہین نہنگان خون آشام کس مزے سے شناوری کررہے ہین
مرجان تمکو سلام کرتا ہی کف دست مرجان پر مروارید بے بہا رکھے ہین تمھین نذر دینگے
م کررہے ہین فدا وہان تک جاؤ یہ باتین جو جیحون نے کہین ملکہ نرگس کو ایک جوش و خروش
طرف دریا کے دوڑین قریب دریا کے پہونچکر طاؤس سے اُترین جھم سے دریا مین پھاند
ن ایک مچھلی پیدا ہوئی نرگس کو نگل گئی لشکر مین غریو ہوا کنیزان نرگس کئی سحر
ے ملکہ عالم کہکے دوڑین جو میدان مین آئی جیحون نے کہا جاؤ تمھاری بی بی بلاتی ہین جس
نے یہ سُنا طرف دریا کے دوڑی اور دریا مین پھاند پڑی کئی سحر کنیزین جب جاکر

جی چھوٹ جائین تھا ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو رہے ہین شریک
مصیبت اہل اسلام ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا نام سبکو ورد ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اہل
عجب آفت مین مبتلا ہین خدا اس آفت سے بچائے کافرون کی مراد نہ برلائے آج کی شب
مہتر قران یادمین خواجہ عمرو کی بلک بلک کے روئے جبھو قت لشکر حیجون مین آئے حیجون
بارگاہ مین بیٹھا ہی گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا چوبدار سے کہا فلان نخل کے سائے مین ا
مہتر قران نامو ٹھہرا ہوا ہی ساحر کی شکل بنا ہی جاکے گرفتار کرلو حقیقت مین مہتر ق
ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے ہین دو کانداروں سے کچھ حال پوچھ رہے ہین کہ چو
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا آواز دی یہ مہتر قران ہی مہتر قران نے ایک بغدہ مارا چوبدار کا سر پھ
مہتر قران لڑ بھڑ کر نکل گئے رات بھر مین گئی پھرے مہتر قران نے جیسے جب آکر لشکر
ٹھہرے حیجون نے نکلکر ساحر سے کہدیا وہ ساحر آیا اُسنے آکر آواز دی یہ مہتر قران
پکڑلو مہتر قران نے ایک جادوگر کو مارا اور نکل گئے صبح ہوتے مایوس ہوے درۂ کو
آکر رونے لگے دل سے کہتے ہین ای قران اسقدر کدو کاوش کی مگر کچھ نہ ہوا افسو
اگر خدا نے فضل کیا اور خواجہ عمرو رہا ہوے تو مین کیا جواب دونگا فرمائینگے تم ہما
جان بخش مشہور ہو ہماری رہائی کی فکر نہ کی درۂ کوہ مین بیٹھکر خوب روئے صورت بد
دیکھا لشکر مہرخ آتا ہی اس حال پُر ملال سے کہ صفین صف ماتم نشان لشکر پر ہجوم غم
افسر سرنگون نقیبون کے کلیجے خون ہر ایک پریشان آپس مین ہر ایک کا یہی قول
لشکر کی رعنائی زیبائی دم سے خواجہ عمرو کے تھی جب خواجہ نہ ہوے تو لشکر
مہتر قران بھی ایک جانب کھڑے ہوکے دیکھنے لگے طرفے لشکر حیرت کے نقا
کی آواز آئی مہتر قران نے دیکھا حیرت تخت پر سوار حیجون دریا بار ایک کرگ
مست پر سوار سب اہالی لشکر گھیرے ہوے دریا کو جوش و خروش آج تو در
حیجون اُبل رہا ہی ہزارہا مچھلیان ونہنگان خون آشام دریا مین شناوری کر رہے ہین
غراتا کنارے پر ستاتا حباب غصے مین آنکھین نکالے ہوے حیجون ملکہ حیرت سے کہتا
آتا ہی کہ دریا کو ملاحظہ فرمائیے اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کل اہل ا

بل جنگی بجوایا ہرکارے اہل اسلام کے جو بطور جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے
لکہ مہرخ دربار مین اپنے بیٹھی ہین دنگل جو خالی پڑے ہین اُنکو دیکھکر رو رہی ہین فرماتی ہین
یون صاحبو ہمارے صلاح کرنے والے قید ہوگئے اب کس سے صلاح کرین خواجہ عمر وا
وتے تو اُنسے صلاح کرتے کہ اب کیا انتظام ہو ہم تو آمادۂ مرگ و تہیاے قضا ہین
عد و برق لامع بیٹھے ہوے تڑپ رہے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ سر سے
مارے سرپرست اٹھ گیا پروردگار معین و مددگار ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر
عاو ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ * گل سُرخ تابد چو روشن ا
اغ * نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * سرکار کی عمر دراز ہو دشمن
وسوز و گداز ہو حیرت ملعون نے پھر طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ
راے نبرد ہو آتش کینہ فساد کو روشن کرے ملکہ مہرخ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا
رو کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
بہ ڈکڑایا صاف ظاہر تھا کہ نقارہ چوب سے سر پٹکتا ہی لشکر مین تلاطم ہوا ہر ایک کا ہوش
م ہر مقام پر یہی چرچے ہین کہ گردون دون و انقلاب بوقلمون تاج دولت کسکے سر
لے و خاک مذلت کسکے سر پر ڈالے دیکھین تخت سلطنت پر کون جلوہ گر ہو تختہ تابوت
سکو میسر ہو اکثر سپاہی بھاگے جاتے ہین یہی ہر ایک کا قول ہی کہ اب لشکر اسلام پر زوال ہی
لا چہ الیا عقیل و فہیم گرفتار ہوگیا کچھ زور نہ چلا چالیس سردار گرفتار ہوے کیسے کیسے
احران زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست لیکن کچھ کسیکا زور نہ چلا فلک تفرقہ پردازنے
رقہ پردازی دکھائی کیا کیا لشکر کا جاہ و جلال ہوا کیسے کیسے ساحر آکر شریک ہوے اور
غبان قدرت کی شراکت ملکہ بہار کی جلالت نافرمان و ہلال وغیرہ جانباز و
رفروش تحقیق نافرمان کیسی لڑی ہین کہ ہراول لشکر اسلام مشہور ہوئین اُنکا مجبوری گرفتا
ونا اب کون صورت فتح کی ہی نکل چلو اپنی جان بچاؤ جو مرنے والے ہین وہ بیٹھے
ے فرزندونکو سمجھا رہے ہین اے نور نظر ہمیشہ نمک شاہنشاہی کھایا یہ جاہ و جلال
یا آج اُنپر مصیبت ہی خبردار قدم پیچھے نہ ہٹے اسطور سے لڑو کہ کافرون کے

خون روان سے کمتر نہین ہی سمجھ کر جانا ہم بھی اپنے کو وقت پر پہونچا دینگے برہمن کو بھی
یقین ہی کہ برہمن بھی اپنے کو پہونچائے برہمن آٹھ پہر ہماری خیر خواہی مین مصروف
اُسکو سب باتونکی خبر ہی شعلہ رو جواب لیکر چلی شعلہ رو اُسوقت جواب لیکر پہونچی کہ ملکہ
تخت پر سوار ہو چکی ہین بلور چہار دست سپہ سالار لشکر کا انتظام کر رہا ہی کہ شعلہ رو
پہونچی برآن نے بہ اشتیاق تمام حال مجلس کا پوچھا شعلہ رو نے کہا زبانی شہنشاہ
معلوم ہوا کہ ملکہ مجلس بھی جاکر قید ہو گئین ملکہ برآن نے ایک آہ کی غم سے حالت
تباہ کی لشکر کو اشارہ کیا بلور چہار دست آگے بڑھا شگوفہ سحر ساز انتظام کرتی
اس جاہ و حشم سے لشکر طرف پشتۂ رنگین حصار کے چلا یہان حیحون جادو نے تیر
اہل اسلام کو مہلت دی تھی وہ تین دن گذر رے حیحون دربار حیرت مین آیا عرض
حضور نے دیکھا مسلمان سرکشی سے باز نہین آتے مین نے تین دنکی مہلت دی تھی
تھا کہ یہ لوگ آپس مین صلاح کر کے حاضر خدمت حضور ہونگے اور سرکار کی اطاعت
مگر یہ مسلمان بہت مغرور ہین عقل و فراست سے دور ہین اب غلام جاکر طبل جنگی بجواتا
ان سب سے سمجھونگا انکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ لوگ زندہ رہینگے پھر فساد برپا
حیرت رونے لگی کہا ای حیحون مجھکو بہار کا بڑا غم ہی دس بیس دن مین یا کبھی
حیات اگر تشریف لائینگے اور وہ مجھسے پوچھینگے کہ بہار کو کیا کیا تو مین کیا جواب
انکا سحر و ساحری مین مثل نہین ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ گھر مین فساد نہ برپا ہو والد
فرمائینگے قاتل بہار کو بلاؤ تو اُسوقت مین کیا جواب دونگی ای حیحون اگر ہو سکے تو بہار
بچا لو اپنے ملک مین لیجاکر قید کرو جسوقت والد نامدار پوچھینگے مین اُنکو پیش کرونگی حیحون
نے کہا مین بہار و مخمور کو گرفتار کر کے اپنے ملک مین لیجاؤنگا شہنشاہ نے بھی یہی ارشاد
کہ بہار و مخمور کو بچا لینا شہنشاہ مخمور پر جان دیتے ہین حیرت نے زانو حیحون کا دبایا
سے کہا جہانتک ہو سکے مخمور کو قتل کر ڈالو ورنہ مجھکو یقین کامل ہی کہ مخمور میری
موت نہین حیحون نے کہا مین سمجھ لونگا کل کے بعد اگر کوئی مسلمان براے علاج تلاش
تو کوئی نہ ملیگا یہ کہکے اُٹھا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا طبل جنگی بجواد و افسردن نے اُسیوقت

الیشان ہین خواجہ نے پرورش کیا پس شاہزادے نے بیقرار ہو کر مجھسے فرمایا کہ ہمارے
بلہ وکعبہ قید ہو گئے ای شگوفہ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ خواجہ کے
اتھ افراسیاب بہ بدی پیش آیا اور قتل کر ڈالا اگر تمام دُنیا کو قتل کرینگے پھر خواجہ سے
ملینگے کسیکی کیا مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑ سکے عمرو ہی کا کلیجہ ہے کہ افراسیاب سے برابر
مقابلے پڑتے ہین کس کس زور و شور سے لڑتے ہین خدا انکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے
گوفہ سمجھا رہی ہے کہ داری ہ گھبرائیے کیسے کیسے مقام پر قید ہوے خدا نے انکو رہا کیا
بھی رہا ہو جائینگے ملکہ فرماتی ہین ای شگوفہ جلد خبر منگاؤ شگوفہ نے کہا شعلہ رو
ہو ئی ہے خبر لاتی ہوگی یہ ذکر تھا کہ شعلہ رو سامنے سے روتی ہوئی آئی ملکہ برآن
براکر کھڑی ہو گئین کہا ای شعلہ رو جلد بیان کر کیا معرکہ گذرا شعلہ رو نے کہا فارغ البیہ
دار یا پچون عیار گرفتار ہو گئے اور بی مجلس بھی گئین لونڈی دربار پر جب آئی پہلے بی
س نے حال پوچھا مین نے بیان کیا وہ روانہ ہو گئین برآن نے کہا ہے غضب ہوا
س جاتے ہی ٹوٹ پڑینگی شگوفہ ایک عرضی قبلہ وکعبہ کو لکھو کہ حضور جواب دینا کہ مجلس
یا گذر شگوفہ نے چند فقرے لکھکر شعلہ رو کو دیے کہ قصر جمشیدی مین جا کر قبلۂ وکعبہ
یہ نامہ دینا جواب لیکر جلدی آ شعلہ رو اُدھر گئی ملکہ برآن اسباب سحر جسم پر آراستہ
رہی ہین کوٹے بھی کھل گئے تحفہ جات بھی نکالے وہ بھی اپنے پاس رکھے شگوفہ کانپ
ی ہے وہان کوکب قصر جمشیدی مین بیٹھے ہین برہمن انکو خبر دے چکا ہے کہ ججیون نے
لکر اسلام پر قیامت برپا کر دی ملکہ سامنے مجلس کے وہ خنجر و تلوار جو گرا افتادہ تاثیر سحر
ین تھی کوکب بھی ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے دریاے سحر ججیون کا کیا انجام ہو ہمکو بھی جانا
ہیگا کہ شعلہ رو کنیز آکر پہونچی عرضی ہاتھ مین کوکب نے عرضی پڑھکر کہا مجلس نے بڑی
نادانی کی آخر جا کر آفت مین پھنسی شعلہ رو نے عرض کی ملکہ برآن کا ارادہ ہے کہ لشکر
ی کر کے جائین دریاے سحر ججیون کو مٹائین کوکب نے کہا انھین اختیار ہے کہنا بیٹیا
بھی وقت پر پہونچین گے مجلس کے مقدمے مین یہ جواب دینا کہ مجلس بھی مبتلاے
ہو گئی سردار بھی مصیبت مین لیکن کہنا کہ بی بی یہ دریاے ججیون بھی دریا ہے

حملہ کیا پھر برق شمشیر گری مجلس حیران ہو یہ تلوار و خنجر کسنے پھینکا کون مخفی مدد کر رہا ہو یہ تار
جو دونون کی کمرگاہ پر پڑی چار ٹکڑے ہوے دریا تک نہ پہونچے تھے کہ کچھ پھلیون نے پنا
سایہ ڈالا دیکھا سب نے چار جوان ایک وضع کے آکر مجلس پر گرے چہار طرف سے تلوارین
مارنے لگے مجلس کو مہلت نہین ملتی اگر تلوار یا خنجر آسمان سے گرا جسکے دو ٹکڑے ہوے
دو جوان بنگئے اب تو مجلس نے کئی زخم کھائے آخر بیتاب ہو کر دریا مین گری جب تہ
دریا کے پہونچی ایک ماہی کلان نے سر نکالا مجلس کو نگل گئی دریا مین تلاطم ہوا لشکر ام
مین شور گریۂ و زاری بلند ہو گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ مجلس نے کیا کار نمایان کیا یہ
جیحون بڑا ساحر زبردست ہو صبح کا وقت ہو یہان ملکہ برآن سو کر اٹھی ہین خیال ایرج
نوجوان دل مین محبت اس شاہزادے کی آب و گل مین شگوفہ پاس بیٹھی ہو سمجھاتی
کہ واری اسقدر حضور یکدر نہ ہون دیکھیے رات بھر مین چہرہ اتر گیا شب سے خاصہ بھی نہین
ملکہ نے ایک آہ کی کہا ای شگوفہ ہم آفت رسیدہ ہجران دیدہ مبتلائے رنج و بلا آٹھ پہر
خیال مین رہتے ہین اس عشق کے ہاتھ سے کیا کیا جفائین سہتے ہین کیا کہون کہ کیا حال

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
دل پُر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کنج تنہائی مین رہتا ہو نہایت دل تنگ
بیوفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم مین
قامت یار کا عالم اُسے دکھلاتے ہم
سج زن رہتے نہ دیا جو مرے اشکو نکے
مرغ دل سیکڑون لٹکے ہوے پاتا ہون مین
دم فنا کرتے چمک اپنی دکھا کر آتش

کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان
کسی ویرانے مین اس گنج کو پنہان
چار دیوار گرا کر اسے میدان کر
ای بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کر
منکر روز قیامت کو پشیمان کر
سفر آب نہ ہندو و نہ مسلمان کر
پیچش دام ہین وہ گیسو پیچان کر
کار الماس وہ الماس سے دندان

ای شگوفہ سحر ساز ای ہمدم رفیق و شفیق شاہزادۂ ایرج نوجوان کی پرورش آفتاب
مین ہوئی سبب سے خواجہ عمرو کے ایرج نوجوان کا خروج ہوا خواجہ نے انکو صاحب
بنایا اٹھارہ سحر ملک باختر کے فتح ہوے خواجہ ہی کی وجہ سے ظاہر ہوا کہ یہ فرزند قائم

نکلے حیرت بھی بارگاہ سے نکل آئین مصوّر و صورت نگار دسرما و ابریق و زمرد و
یاقوت وغیرہ بڑے بڑے ساحر پشت بر ہین حیرت نے نکل کر دیکھا مجلس نے وہ سحر
کر دریا کی آبرو مٹا چاہتی ہو مجلسیان بحسرت طرف مجلس کے دیکھ رہی ہین حیرت
نکلتے ہی کچھ ہونٹ ہلانے کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی سب نے دیکھا کہ
ن سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام سامنے ملکہ حیرت کے آیا ہاتھ باندھ عرض کی
رشاد ہوتا ہی حیرت نے کہا مجلس کو لینا اس چھوکری نے بڑا غضب کیا ہی یہ سنتے ہی
ساحر تڑپ کر چلا کمر سے تلوار نکالی مجلس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ مجلس نے سحر کیا
رکا پھر تلوارین مارنے لگا مجلس جب کچھ اشارہ کرتی ہی یا سحر کرتی ہی وہ ساحر رک
جاتا ہی مگر پھر برس پڑتا ہی عرصے تک تلوارین لگا بین مجلس روکتی جاتی ہی آخر ہیلا
لنے سے مجلس کے خون نکلا وہ خون اپنا چلو مین لیکر اس ساحر پر پھینک مارا
ہوا کہ تو دہ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا چیچون نے اُسکے
مین بڑی کدو کاوش کی لیکن کچھ نہ ہوا خاک ہو کر پانی مین گرا صدہا مجلسیان جلین
نے کہا ای چیچون تو نے دیکھا یہ چھوکری بڑے غضب کی ہی بر آن کو اسپر ناز ہی برہمن
فغتان نے اسکو تعلیم کیا ہی ای چیچون سمجھکر سحر کرنا مجلس نے اس جوان کو مار کر سر نیچے کیا
اوپر شعلۂ جوالہ بنکر جا ہا دریا مین گر دن چیچون نے اپنا خون لے کر دریا مین پھینکا دیا
دھوان نکلنے لگا مجلس نے پانی برسایا دھوان نابود ہوا چیچون نے چند سنگریزے
خاک اٹھا کر دریا مین پھینکی دریا سے نعرہ ہوا او آنے والے یہان غیر کا گذر نہین
عیش گاہ سامری پرستان ہی سب نے دیکھا ایک جوان بڑا قد دار سیاہ رو زرد چشم
گردن تنگ پیشانی شیطنت کی یہی نشانی منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے دھڑ دھڑ کا
نکلا جیسے شیر گونجتا ہی مجلس سمجھی کہ بلائے سامری یہی ہی خدا اسکے شر سے بچائے یکایک
ہی اسنے قریب آ کر چاہا گردن پکڑ لون ایک شعلۂ آتش آسمان سے گرا وہ شعلۂ آتش
خنجر باڑھ دار برہنہ تھا خنجر جو سر پر پڑا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے مجلس نے آواز
دو مارا دو ٹکڑے جو ہوئے تھے دو ٹکڑون کے دو جوان بنکر تیار ہوئے دو طرف سے

اسکو بڑے زور و شور سے بہیجا ہی دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے شعلہ رو یہ حال اور گذشتہ
حال دریافت کرکے بھاگی دروازے پر باغ نگارین کے آکر اُتری چہار جانب سر اٹھاکے
دیکھنے لگی ملکہ مجلس دروازے پر ٹہل رہی ہین کہ شعلہ رو آکر پہونچی مجلس نے گھبراکر پوچھا
کیون شعلہ رو خیر تو ہی تمھارا چہرہ بہت اُترا ہوا ہی کیا خبر دریافت کی شعلہ رو رونے لگی
کہا وہ حال پر ملال دیکھا ہی کہ بیان اسکا نہین کرسکتی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھکر رونا
ہی حضور کیا عرض کرون بارگاہ مہرخ مین سناٹا ہی بہار و باغبان وغیرہ چالیس سردار و چار
عیار یہ تو دریاے جیحون مین غرق ہوگئے کوئی کہتا ہی جیحون نے قید کیا ہی دیکھیے انجام کار کیا
مجلس نے ایک آہ کا نعرہ کیا اتنا تو کہا کہ ارے خواجہ بھی قید ہوگئے شعلہ رو نے کہا خواجہ
عمرو کو گرفتار ہوے ایک ہفتہ ہوا ورنہ اتبک وہ جیحون کو چھوڑتے کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے
مجلس نے پلٹ کر دو چار کھلونے اور اسباب سحر لیکر جھولی مین ڈالا کہا مادر مہربان سے
ذکر نہ کرنا مین ابھی پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر جست کی اُڑتی ہوئی مجلس چلی یہان اتفاقاً
سے حیرت نے جیحون سے کہا قیدیون کو نکالو بہار کا دربار سمجھا جائے بڑا مطلب مجھے بہار
سے ہی اور کسی سے کیا واسطہ جیحون بارگاہ حیرت سے نکلا ہی طرف دریا کے چلا ہی اہل
لشکر کو اشتیاق ہی کہ دیکھین قیدی کیونکر نکلین جیحون وسط لشکر مین پہونچا ہی چاہتا
کنارے پر جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا او جیحون کہان جاتا ہی مین آپہونچی خواجہ
عمرو کو کہان قید کیا جیحون نے فوراً گولہ مارا مجلس نے گولے کو دفع کیا ایک کھلونہ مٹی
نکالا پھینکتے ہی وہ کھلونہ پھٹا ٹکڑے اُسکے جو دریا مین گرے دریا مین گھومن زیادہ ہوئی لہرا
مچھلیان نکلین چاہا مجلس پر جا پڑین مجلس تڑپ رہی ہی نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جس مچھلی پر
مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جیحون سر ہلا رہا ہی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایک نہنگ خون آشام
نے سر نکالا چاہا مجلس پر جا پڑے مجلس نے وہی نیمچہ پھینکا نہنگ نے نیمچے کو منہ مین لیا
جب نیمچہ شکم مین نہنگ کے پہونچا تمام بدن مین نہنگ کے آگ لگ گئی جلنے لگا جلکر دریا
مین جو گرا مچھلیون نے نہنگ کو چیر پھاڑ کر کھا لیا جیحون نے سر پٹکا اپنے ہاتھ سے گولہ
دریا پہ مارا چیخین مار رہا ہی کہ یارو غضب ہوتا ہی دریا میرا اٹھا چاہتا ہی ای ملکہ عالم میری مدد

ب ہم برا اگر گرم کرتے
بکھکر جام یا دہ جم کرتے
بڑیان سخت تنگ ہو جاتین
یغ فولاد تم علم کرتے
وئی تو ہو جہان مین اپنا
پ ہم سے جو ربط کم کرتے
لم مٹتے جو بادہ نوشی کا
ان صدقے عرب عجم کرتے
ں نہ ہوتا جو منقبض تو قبول

دل جگر کیون یہ کچھ ستم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے
پانؤن میرے اگر ورم کرتے
جب نگہ پھیرتے رقیبو نسے
غم نہ ملتا اگر تو غم کرتے
ذبح مجھکو کیا چھٹا غم سے
ہم لبون سے دہن بہم کرتے
دل ہمارا سوا الجھ جاتا
شعر کچھ اور بھی رقم کرتے

میکدے مین گذر جو ہم کرتے
سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
جو ہر سخت جان عیان ہوتے
تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
ربط غم سے کمال بڑھ جاتا
رحم کرتے تو وہ ستم کرتے
ای صنم ہند مین اگر آتے
اور گیسو جو پیچ و خم کرتے
یہ اشعار جو برّان نے پڑھے

یرج نے کہا صاحب کیا تم پوچھتی ہو ہمارے والد نامدار عیار نانا جان کے گرفتار ہو گئے ایک ہفتہ اور خبر نہ لوگی تو زندہ ملاقات نہ ہو گی جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہی کیا کہین و بیقراری ہی اسوجہ سے کئی دن سے سیر کو بھی نہین گئے بارگاہ مین جاکر بیٹھے مگر دل بیٹھا ا ہی کیا اپنی کیفیت کہین ہمارا ہزار ہا کوس پر مسکن وہ یہان گرفتار رنج و محن اگر اختیار نا تو بڑے دادا جان خود تشریف لاتے خواجہ عمرو کو قید سے چھڑا لیتے کاشکے ہم زندہ نہوتے ں مقدمے کی خبر پائی تمسے اطلاع کرنے آئے تھے برّان نے کہا مین حاضر ہوگی یہ کہکے پھر ین ایرج پیچھے ہٹے میر فرش کی ٹھوکر لگی ملکہ برّان گرین آنکھ کھل گئی یہ تو بڑی مصیبت ہی نکھ جو کھلی اپنے کو اسی مقام پر پایا چیخ مار کر روئین مجلس و شگوفہ دوڑین مجلس نے ماما در مہربان خیر تو ہی مزاج کیسا ہی برّان نے کہا بیٹیا کیا بیان کرون لشکر مہرخ کی خبر تو ادو ملکہ نے اور مجلس نے اسیوقت ایک کنیز موسوم بہ شعلہ رو کو واسطے دریافت خبر ہ روانہ کیا شعلہ رو بھڑک کر چلی یہان ملکہ مہرخ دربار مین پریشان حیران بیٹھی ہین کہ سامنے ہ رو آکر ہوئچی پوچھا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ مہرخ نے کہا ای شعلہ رو کیا پوچھتی ہو س سردار یا پنج عیار گرفتار ہیچ تقدیر ہوئے جیحون جادو نے عجب سحر کیا ہی کہ کیا کہین سحر ے لیکن دریا ہی غالب آیا اب تین دن کی مہلت ملی ہی دیکھیے اسکے بعد کیا ہوا افراسیاب نے

لشکر کے لوگ بھاگے جاتے ہین گھبرا کر بیرون بارگاہ آئین نقیبون سے کہا سارے
لشکر مین پکار آؤ جس کسی کو جان اپنی عزیز ہو نکل جائے اگر بہ عنایت پروردگار
فتح ہوگی چلے آنا ورنہ اختیار باقی ہے حقیقت مین ہم بہت مجبور و ناچار ہین لشکر مین یہ
خبر گئی نامرد و بزدلے تو یہ کہکر بھاگنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اہل اسلام پر آفت ہے
دیکھیے تقدیر کیا دکھائے یہان تو یہ کیفیت ہے جیجون نے ملکہ حیرت سے کہا آج مسلمانون
بڑی جفا گذری آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے دریا پر بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہوا بی مہرخ
ناچار ہو کر پلٹ گئین حضور کو مناسب یہ ہے آپ بادشاہ ہین وہ رعیت آنپر بدعت کہ
تک کیجائیگی حکم دیدیا جاوے کہ ہمنے تین دن کی مہلت دی آپس مین صلاح کر کے
آؤ خطا معاف کیجائیگی اگر اسکے خلاف کیا تو کوئی زندہ نہ بچیگا حیرت نے یہ حکم لکھ دیا
ملکہ مہرخ نے بھی یہ سُنا یہان جیجون حکم مشہور کر کے طرف اپنی بارگاہ کے چلا سپاہی ہمراہ
خادم خدمتگار در دولت پر حاضر تھے ایک چوبدار قوی تن قوی سن ٹہل رہا ہے جیسے جیجون
آتے دیکھا جھک کر سلام کیا جیجون کے سحر نے خبر دی کہ یہ چوبدار مہتر قران ہین بے اختیار
مُنہ سے نکل گیا کہ ارے یہ مہتر قران ہے اسکو پکڑ لو جادوگر چلے مہتر قران نے جو
عصا مارا کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا کئی جادوگر مر کر گرے مہتر قران جست و خیز کر کے
نکل گئے جیجون بڑا خائف ہوا گرد بارگاہ کے آگ روشن کر دی آپ تو بارگاہ مین جا
بیٹھا جادوگرون سے کہا اگر کوئی غیر آوے تو گرفتار کر لینا مین نے سب عیارونکو پکڑ لیا
لیکن میرے ہاتھ سے نکل گئے تھے اب تو ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پیک خیال بھی
نہین جا سکتا یہان تو یہ حال ہے لیکن ملکہ برآن شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہوئی
گرد باغ کے فوج ظفر موج کا جماؤ شام کو صحبت مین ناچ گانا رہا لیکن ملکہ برآن کو اس
نوجوان کا خیال بندھا رہا جب جاکے پلنگ پر سوئین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا
ایرج نوجوان کو دیکھا کہ سامنے سے آتے ہین جیسے ہی ملکہ برآن کی نگاہ پڑی بیقرار ہو
پکار اٹھین ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی مزاج کیسا ہے آج تو عرصے کے بعد
آپ کو دیکھا اپنی تو یہ کیفیت ہے **نظم**

نہین میرے کام کا دل
ہون دم ایسے فتنہ گر پر
ورنہ بہت ہی پارسا دل
اٹھتے ہین کوئی گلے کو ہر دم
آفت جان سے لگا دل
شوخ چنان ربود از من

کیون دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن گئی
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای مونس و غمگسار ہر دم
گوئی کہ دلم نبود از من

مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہی کیا دل
ای محرم راز کیا کہون مین
کیا پوچھے ہی کیونکہ لیگیا دل
اشعار پڑھتے پڑھتے اب تو

یل دیوانہ ہوگیا آخر دریا مین پھاند پڑا ایک مچھلی نکلی وہ شکیل کو نگل گئی پھر کسی سردار
بڑے ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و آفات جادو واسطر چلے ساحرہ
ب دوڑ دوڑ کے آئے کنارے دریا کے آکر دیوانے ہوے دریا مین پھاند پڑے
لیان نگل گئین جب مہرخ نے دیکھا کہ جو سردار گیا غرق دریاے سحر ہوا ملکہ مہرخ نے سبکو
کا کہا صاحبو فلک نے ہمکو لوٹ لیا جسدن خواجہ قید ہوے اسیدن ہم سمجھ گئے کہ
ب درپئے آزار ہی اس دریا کا مٹنا بہت دشوار ہی بہار نے کہا نہین کیا مٹا ہی چلی تھی
حیرت نے مدد کی وہ سحر کیا کہ بہار ایسی ساحرہ مبہوت ہوکر بیہوش ہوئی ابھی تک
ی خیر ہی کہ فقط چالیس سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے پانچون عیار روز اول ہی گرفتار
ے لوگ واپس چلین کسی خیرخواہ نے کوئی بات اٹھا نہین رکھی شکیل نے کیا کیا کیا اور
خ موے کاکل کشا نے کیا اٹھا رکھا ہلال نے چشمک زنی کی کیسی انگشت نما ہوئی اب
بنا اللہ اور کچھ تدبیر کیجائیگی سب سردار گریان و نالان پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے
مہرخ تخت پر بیٹھین دنگل نشینان بارگاہ کو نہ پایا شور گریہ و زاری بلند ہوا یہان تو لشکر
ن ہنگامہ ہی سوار پیدل بھاگے جاتے ہین اکثر تاجرون نے دوکانین بند کردین مال لدرہا
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب اہل اسلام پر زوال آیا یہان سے نکل کر چلو جیحون ایک کو
ہ چھوڑیگا بہار و باغبان و گلگونہ گرفتار ہوے باقی سردار بھی مجبور و ناچار ہین یہ وہ
ردار تھے کہ جو اکثر افراسیاب سے لڑے حیرت کو پشت نہین دکھائی دریا پر جاکر آبرو
ں دیوانے ہوکر دریا مین گرے جو لڑنے گئے پھر وہ نہ پھرے ملکہ مہرخ نے خبر سنی کہا

آن شوخ چنان ربود از من	گوئی کہ دلم نبود از من

اُس طائر نے اسطرح سے

یہ اشعار پڑھے اور چیخ ماری پھر جلکر خاک ہوگیا کچھ خاک سر پر جیحون کے گری جیحو ا
کو ہوش آیا ایک چیخ ماری کہا بی بہار بڑا صدمہ دیا نیمچہ کمر سے کھینچا بہار پر جا پڑا آہ
نیمچہ چلنے لگا حیرت نے دیکھا کہ بہار مصروف جنگ ہی اسطرح کے ہاتھ جیحون کو مار رہی
کہ ذرا جیحون کی پلک جھپکے تو بہار کا نیمچہ پڑے جیحون کے دو ٹکڑے ہون حیرت نے
گلوری لگا کر کھائی پیک تھوکی ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا جست کرکے سر پہ بہار کے
ہو نچا اپنے کو جلا کر خاک سر بہار پر گرائی جیسے ہی وہ خاک سر بہار پر گری بہار کا
جوش آیا نیمچہ ہاتھ سے پھینکدیا سر آگے جیحون کے بڑھایا جیحون نے نیمچہ مارا سر
کا زخمی ہوا بہار زخمی ہوتے ہی چرخ کھا کے زمین پر گرین بیہوش ہو گئین جیحون
زبان مین سوزن دی بہار کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا کے دریا مین پھینک دیا ایک غل
ہوا کئی سحر کنیزین بھی بہار کی گرفتار ہوئین جیحون نے آکر حیرت کو سلام کیا عرض کی
کے سحر کو حضور نے دیکھا شکیل بہار کے واسطے چیخین مار کر رویا یہان حیرت نے
اے جیحون اگر ہم شراکت نہ کرتے تو بہار نے تمھارا قلب اُلٹ دیا تھا دریا بھی وہ
جیحون چاہتا ہی کہ داخل بارگاہ ہو کہ دریا کے غرّاٹے کی آواز کان مین آئی بلند
دیکھا شکیل دریا پر جا پڑا سحر کر رہا ہی کئی نہنگ مارے مچھلیون کو جلا کر خاک کیا
ہی دریا مین کودیڑون تا بہار اپنے کو بچاؤن مگر مچھلیان بڑھنے نہین دیتیں
کبھی نہنگ نکل آیا شکیل نے ہاتھ تلوار کا مار نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مچھلی
آپڑی مچھلیون سے کھڑا ہوا شکیل لڑ رہا ہی کئی سی مچھلیون کو مار ڈالا شون سے
لگا دیے مچھلیان سدّ راہ ہین جیحون جا پڑا للکارا او شکیل کیون بے ادبی کرتا ہے
دریا ساختۂ سامری ہی یہ تیرے مٹائے سے نہ مٹے گا لپک کے گولہ مارا گولہ
آکے شکیل کے پھٹا شکیل نے ایک آہ کی چیخین مارنے لگا یا تو مچھلیونکو قتل کرتا

یا ئیکار اُٹھا نظم

تو چھوڑ کے مجھے جلا گیا دل	ہی اس سے زیادہ بیوفا
دلدار کے تھے بڑے ناز / افسوس کہ میرے پاس تھا دل	یہ دشمن جان تمھین

کا بعد کو سب نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار شمشیر برہنہ بدست بادۂ سحر سے مست پھولون
ن لدی ہوئی جیحون دریا بار نے چاہا لپٹ جاؤن ملکہ بہار نے گجرا پھولون کا مارا
ھون دریا مین بہو لونکے نہا گیا آسمان سے بھی پھول برس رہے ہین لیکن جیحون کو معلوم
تا ہی کہ چنگاریان میرے بدن پر گر رہی ہین بہار نے ایک دستک سی ہوائے سرد چلی یا تو
دل چنگاریان معلوم ہوتے تھے یا ٹھنڈک ہوئی بیقرار ہو کر پکار اٹھا ای بہار سماعت کرو نظم

ع مین نہین طرب فزی بھی
ان نہین ذرہ پروری بھی
او گری و سر نگونی
محو ہوئی ستمگری بھی
ڈرے تو بھی ہین نہ چھوڑون
ن نازسے ہی نبادری بھی
ج تلک نہ جانتے تھے
ا کہ دلم ربودانہ من

منحوس ہی زہرہ مشتری بھی
ہو جبہ نہین ہی مجھسے چھپنا
کیا فتنہ ہی چرخ چنبری بھی
کیا مشک بھرا ہی زخم دل مین
صیاد ہی دام بے پری بھی
دنرات اگر یہی ہی رونا
ہی ایک ستم یہ دلبری بھی

ای مہر لقا ہی جسلوہ لازم
عاشق تری حور ہی پری بھی
یہ آئنے کی ہمسر بانی
غش ہو گئی زلف عنبری بھی
یان کیون نہ کفن ہو پارہ پارہ
یہ جائیگا اب عنصری بھی
آنشوخ چنان ربودا زمین

بہار نے اور پھول بہت سے پھینکے حیرت نے کہا بڑا
ب ہوا بہار نے جیحون کو رگ گل مین پھنسایا اُسکے ہوش و حواس مین فرق آیا
ت نے سونے کا پاندان کھولا ایک طائر جواہر کا نکالا اُٹھا کے پھینکا وہ طائر اڑتا ہوا
سر پر جیحون کے پہونچا ایک چیخ ماری اور آواز دی ای جیحون عقلمند زما ہوش

ا ہوا اسقدر بدحواس ہو نظم
نہ گئی یہ دل کے ہمراہ
ہو گی شکستہ پائی
ہ ذرا بتا دے سیدھا
دل اگر نظر نہ آئی
ی خاک ہو اسکا جب فلک نے
ڈرہ زور آزمائی

درد طلب و غم جدائی
ظاہر ہوئی جان کی بیوفائی
پروانہ فدائے گل ہی شاید
ہی چرخ کہن مین کج ادائی
تو رشک پری تری بلاوے
گردن مرے سامنے جھکائی
امید نہین رہی کہ دل کی

دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
دی چرخ نے کسطرح سے ہمکو
دیکھا ترا پنجہ حنائی
ای پردہ نشین وہی ہی سودا
آسیب زدو نکو بھی دکھائی
ای یاس وصال سنگدل ہی
ایسے سے ہو کسطرح رسائی

آکر حال کہا ملکہ بہار نے فرمایا غضب ہوا باغبان ایسا شخص صاحب جرأت وہمت جانم اہل
شجاعت اُسپر یہ آفت ای ملکہ عالم ہم تو جاتے ہین جا کے دریا پہ لڑینگے یا تو اُن سکو بیٹھا
یا جان دی ہر چند سبنے روکا مگر بہار نے نہ مانا اُسیوقت اسباب سحر جسم پر آراستہ
طاؤس پر سوار ہوئین چند کنیزون کو ساتھ لیا طرف دریا کے چلین ملکہ فرخ وغیرہ تما
دیکھنے کو نکلین ملکہ بہار ٹہلتی ہوئی کنارے دریا کے پہونچین ہلڑ ہوا کہ بہار دریا مٹانے
گئی ہین جیحون اپنی بارگاہ سے نکل آیا ایک طرف سے حیرت بھی آئین سب دیکھ رہے
ہین کہ بہار کنارے دریا کے پہونچین کچھ بال توڑ کے دریا مین پھینکے ہزار ہا ماران
دریا مین لہرانے لگے جو مچھلی نکلی مار سیاہ نے اُسپر دُم ماردی کسیکو کاٹ کھایا مچھلیا
جل جلکر خاک ہونے لگین حیرت نے کہا ای جیحون دیکھتے ہو بہار دریا مٹا رہی
جیحون نے ایک گولہ زمین پر مارا دیکھا یا تو دریا سے مچھلیان نکل رہی تھین یا بچھو پیدا
ہوے ماران سیاہ پر ایسے ڈنک مارے کہ ماران سیاہ جلنے لگے جتنے ماران سیاہ
ملکہ بہار کے پیدا ہوے تھے سب جلکر غائب ہوے بہار نے پکار کر آواز دی
جیحون ملعون دیکھ یون دریا کو مٹاتے ہین دیکھا سب نے کہ ملکہ بہار نے دو
پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصے مین سب نے دیکھا
کنارے کنارے دریا کے چند غار پیدا ہوے دریا غارون مین جاکر غائب ہوئے
جیحون کے سامنے ایک نخل کلان تھا اُسنے ٹکر ماری اس زور سے ٹکر پڑی کہ نخل
کچھ پتے گرے دوسری ٹکر جیحون نے لگائی نخل گرا دہنہ نقب پیدا ہوا جیحون
اپنے کو اُس نقب مین گرا دیا جیسے ہی یہ نقب مین گرا کنارے دریا کے جو غار پیدا
تھے سب غار بند ہوگئے کنیزان بہار جو کنارے دریا کے کھڑی تھین سحر بھی در
کر رہی تھین زمین سے جوانان زنگی پیدا ہوے ہر ایک کی کمر مین پنجہ دیا دریا
بیخوف پھاند پڑے ایک ماہی کلان دریا سے نکلی کنیزونکو نگل گئی زنگی غوطہ مار کر
ہوے سب کنیزین دریا مین اس طرح غائب ہوگئین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کنارے
کے زمین کانپی دھوئین نکلے کچھ شعلے آگ کے بھی نکلے دیکھا سب نے کہ اول جیحون

زرہے ہین کہ صرصر شمشیر زن بھی آگئی طرف سے پہنچا ناکہ پشت پر حیجون کی مہتر قران
ڑے ہین تعریفین حیجون کی کر رہے ہین صرصر کے منہ سے نکلا ای حیجون اپنی جان بچاؤ
لیا کھڑا ہی قران نے بہ نگاہ قہر صرصر کو دیکھا صرصر تو بھاگی حیجون نے چاہا مہتر قران
پکڑ لون سحاب سرخ پوش رسالدار لشکر حیجون کا برابر کھڑا تھا مہتر قران نے اُسکو
رہ مارا اندھیرے مین بھاگے حیرت کے تخت پر بھی ایک لات ماری حیرت تخت
ے گری حیجون نے ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا ای ملکۂ عالم کا لیا بڑے غضب کا ہی اگر
صرصر نہ کہتی میرا بیر مجھسے کہدیتا مین نے سحر کر رکھا تھا کہ جب عیار لشکر مین آئے مجھکو خبر
جائے اسوقت مین حضور سے باتین کر رہا تھا اسوجہ سے غافل ہوا حیرت نے کہا ای حیجون
رکرو سامری و جمشید کا کہ ہمارے شہنشاہ کو خبر ہو گئی یہ سحر اُنکا تھا ورنہ گلگونہ تھے
سے نہ بچتے حیجون کہہ رہا ہی شہنشاہ کی پرورش ہی اگر وہ پرورش نہ فرمائینگے تو کون
رش کریگا آج حقیقت مین سحر گلگونہ نے قیامت برپا کی سامری و جمشید نے بچایا
ت نے کہا سر فروش تمیز نثار ہوئی سامری نے اپنے زمانۂ خدائی مین سر فروش کو بنایا
اسیاب پر نثار ہونے کا حکم دے رکھا تھا افراسیاب نے اپنے بدلے اُسکو تمیز نثار کیا
ت کے کولے مین بڑی چوٹ آئی تھی کہ تخت پر سے گری تھی کہا ای حیجون اب جنگ
وف کردو یہ دونون بڑے شخص تمنے گرفتار کیے یہ بھی سحر افراسیاب تھا کہ باغبان
ش ہو گیا حیجون نے طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ پلٹین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
ی ہین کہ آج باغبان ایسا شخص گرفتار ہوا ہرکارون سے کہا خبر تو لو کہ گلگونہ و باغبان
مان قید کرتا ہی اُسی قیدخانے پر بلوہ کر کے جائین اُسی قیدخانے پر بلوہ کر کے لڑین
چھڑا لائین یا خود بھی گرفتار ہون چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے برلے خبر چلے
ن ہمراہ تخت حیرت کے چلا تھا جب قریب دریا پہنچا ملکہ گلگونہ کی کمر مین پنجہ دیا
مین اُٹھا کے پھینک دیا ایک مچھلی پیدا ہوئی گلگونہ کو نگل گئی باغبان کو بھی پھینک دیا
ھلی بصد جوش و خروش نکلی باغبان کو بھی نگل گئی ہرکارے خاک اُڑاتے ہوے
ہ مہرخ پلٹ کر دربار مین آئی ہین گلگونہ و باغبان ہی کا ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے

وہ خون جسم پر پڑا جیحون کو ہوش آیا ملازمان حیرت کو جو اپنے اوپر ہنستے دیکھا زنگن لڑکھڑا کر
زمین پر گری تھی جیحون نے بیٹھ کر اُسکا سینہ چاک کیا اور جگر نکالا آواز دی اور گلگونہ
نے جیسے ہی جگر پہ نگاہ گلگونہ کی پڑی رنگت متغیر ہوئی جب جیحون نے وہ جگر گلگونہ
پر پھینک مارا ما تھے پر آکے پڑا گلگونہ نے تین چرخ کھائے معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں آگ
لگ گئی چرخ کھا کر گری بیہوش ہو گئی دوسری صورت یہاں پر یہ مذکور ہے کہ وہاں افراسیاب
نے باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھی جیحون کو دیکھا گلا کاٹا چاہتا ہے
پکار کر آواز دی ارے سرفروش کس گوشے میں بیٹھی ہے میرے سامنے نہیں آتی زنگن
سیہ فام سامنے آئی کہا اے سرفروش جلد جا کر جیحون کی خبر لے سحر میں گلگونہ کے مبتلا ہو کر
اپنا کاٹا چاہتا ہے تو اپنے کو اُسپر نثار کر سامری و جمشید نے تجھکو اسیدن کے واسطے
پرورش کیا تھا مگر چشم زدن میں اپنے کو پہونچانا بہت جلد جانا یہ سُنکر وہ زنگن روانہ
ہوئی بطور مذکور پہونچی اُسطرح قتل ہوئی جیحون نے جگر زنگن کا لیکر گلگونہ پر پھینک
مارا گلگونہ چرخ کھا کر گری بیہوش ہوئی باغبان نے پکار کر کہا کہ یارو گلگونہ کو
سحر افراسیاب کا تھا جیحون کو کیا لیاقت تھی کہ گلگونہ کا یہ حال کرتا جیسے ہی جیحون
نے یہ قصد کیا کہ جا کر گلگونہ کو اُٹھا لوں باغبان نے جھپٹ کر گیند مارا جیحون نے
گیند کو ہاتھ میں تھام لیا اُسی گیند پر اپنا خون ڈالکر باغبان پر پھینک مارا گیند
پھٹا باغبان پر قطرات خون گرے باغبان بھی برابر گلگونہ کے گرا فوج مسلمانان جا
تمام ملازمان جیحون بھی آپڑے مگر اب جیحون کا حال یہ ہے دریاے خون زنگن میں
ہوا جیسے جا پہنچا اُسکو بیہوش کر دیا باغبان کے بیہوش ہونے کے بعد بہار نے جو یہ ہنگامہ
الگ الگ سحر کرتی ہیں مقابلے پر جیحون کے نہیں جاتیں جب گلدستہ مارا سو دو سو کو
کیا ہزاروں نے اپنے گلے کاٹے حیرت بھی جیحون کی شریک ہوئی بہار کا سحر مٹایا
جیحون نے باغبان و گلگونہ کو اُٹھا لیا دونوں کی زبان میں سوزن دی اپنے ملازمان
کے سپرد کیا لڑتا ہوا بہ فخر و تکبر قریب تخت حیرت آیا کہا حضور نے غلام کا سحر دیکھا حیرت
نے ہنسکر کہا تمہارا کیا کہنا جیحون کھڑا حیرت سے باتیں کر رہا ہے سحر جا نہیں

یری تصویر اگر پیر مغان چپکا دے — ساتھ پھر مست کے میخانے کو دیوار چلے
ہین چلتا مرے کہنے پہ مرا سرو روان — ایک وہ تھے جو کیا حکم تو اشجار چلے
لگے عالم امکان کی یہ قاطع ہو دلیل — آئے وہ چار جو اسمین وہین دو چار چلے
ہر قدم پہ ہے مجھے یون رہ دین مین لغزش — لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے
یر صاحب نہ خفا ہو تو ابھی ہاتھون ہاتھ — تا سر پیر مغان آپکی دستار چلے
رزاہد مین نہایت ہے ہواے رفعت — کیا عجب سیدھے فلک اُڑ کے جو دستار چلے
ہون وہ دیوانہ کہ صدا دو عا مانگتے ہین — جلد اب فصل بہار آئے کہین کار چلے
خواب مین ہم جو وطن کو ملے یہ شور سنا — آج ناسخ کی طلب کو شتر اسوار چلے

ور وہ کر دیر تک ایسے اشعار پڑھے ملکہ نے کچھ جواب ندیا اشارہ کیا تلوار کھینچو جیجون نے لوار انتقام نیام سے کھینچی حیرت نے جو یہ معاملہ دیکھا سر اپنا پیٹنے لگی کہا کہ لو صاحبو س نازنین نے غضب کیا جیجون اپنا سر کاٹا چاہتا ہے وزیرزادیون نے عرض کی اکر ہاتھ پکڑ لین حیرت نے کہا جو اسوقت اُسکے قریب جائیگا وہ مارا جائیگا دیکھین کیا قدیر دکھائے لیکن صاحبو یہ وہ ساحرہ ہے جسپر شہنشاہ کو ناز تھا کہ جسدن جیجون کو بہ سر سلمانان روانہ کرونگا قیامت ہوگی اُسکا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے جان دینے پر مادہ ہے یہ کہکر حیرت نے کچھ اسماے سحر پڑھے اور پکار کر کہا ارے دریاسحر جیجون کا تیار و پھر یہ کیون مجبور ہوا جاتا ہے بجلی کان سے نکالکر دریا مین جیجون کے پھینک دی بجلی جو حیرت کی دریا مین جاکر گری پانی مین تلاطم ہوا چادر آب سے مچھلیون نے منھ چھپایا یک نہنگ قعر دریا سے نکلا موج شمشیر سے اپنا سر کاٹا اسی دریاے قہار سے ایک نگمن گھبرائی ہوئی نکلی خون نہنگ اپنے منھ پر ملا اُڑتی تھی یا سامری و جمشید وقت رد ہے میرے افسر کو بچائیے اس وقت بدمین شعبدہ بازی دکھائیے اُڑتی ہوئی سر پر جیجون کے پہونچی آواز دی اے شہنشاہ ایسے مبہوت ہوے یہ کہکر زمین پر ری تیغہ کھنچا ہوا جیجون کے ہاتھ مین تھا وہی تیغہ سر پر زنگمن کے مارا زنگمن نے سر گے کر دیا سر جو سراسر زنگمن کا کٹا خون کا فوارہ پیدا ہوا جیجون خون مین نہا گیا جسوقت

کا دشمن خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی — داغ سودا گل بیمار نظر آتا ہی
کر یار نہان ہی تو اچنبھا کیا ہی — کب ہمارا بدن زار نظر آتا ہی
خود فراموشی نہین یار کو یوسف کیطرح — ورنہ ہر کوئی خریدار نظر آتا ہی
چلنے سے عمر رواں آپ ہی ٹھہر جاتی ہی — جب ترا جلوۂ رفتار نظر آتا ہی
نخل سے زر کو سمجھتا ہی وہ جزاے بدن — گل کے مانند جو زردار نظر آتا ہی
شب فرقت مین سیہ خانہ ہی تاریک ایسا — شمع دیکھون تو سیہ مار نظر آتا ہی
ایسی فرقت مین ہی گردش کہ مرے رتبے سے — دائرہ صورت پرکار نظر آتا ہی
بھاگ جاتا ہی وہین پیک اجل بالین سے — جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہی
جانتا ہون انھین آنکھونکو یہ دیکھ آیا ہی — مست جسدم کوئی میخوار نظر آتا ہی
گو جو ہون ہند مین لیکن مجھے ناسخ ہر دم — روضۂ حیدر کرار نظر آتا ہی

ن اشعار کی آواز جو کانون مین چیونٹی کے پہونچی چہرہ سرخ ہوا ہونٹون پہ خشکی آنکھو ری ہوا اس مین ابتری ملکہ گلگونہ نے اُس عقاب سے کچھ اشارہ کیا وہ عقاب تڑ سر پر چیونٹی کے آیا پر دلنسے سر پٹپا ہر پر سے ایک ایک چنگاری آگ کی نکلی عقاب لا جلنے لگا وہ خاک جو سر پر چیونٹی کے گری آہ کا نعرہ کیا گریبان چاک کرنے لگا خا زمین سے اُٹھا کر مُنھ پر ملنے لگا اس حال زار سے سامنے ملکہ گلگونہ کے آیا کہا اے شہ اقلیم سحر و ساحری اے گل خندان چمن برتری امیدوار ہون کچھ خدمت غلام کے سپر ہمیشہ در دولت پر حاضر رہون پلکون سے جاروب کشی کرون کلام کا امیدوار ہو اج تو زبان سے فرمایئے اب غلام کو نہ ترسایئے ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیکھ زمین پر کیا پڑا ہی خاک اُٹھا کر مُنھ پر ملنے لگا کہا اب تو غلام بہت مضطر و بیقرار ہی کلام فیض نو بہت عرصے سے امیدوار ہی کیا کہون جو کیفیت ہی نظم

خود فروشی کے لیے آپ جو بازار چلے — نقد جان لیکے ہزارون ہی خریدار چلے
کر کے چشمک جو خیابان سے خریدار چلے — ساتھ ہی تھامے عصا نرگس بیمار چلے
ہم ہوے قتل جو تم ناز سے اے یار چلے — ہو قیامت اگر اس چال سے تلوار چلے

لے مین جاکر اس سمجھا کو جواب دون ملکہ مہرخ نے فرمایا اے نافرمان یہ تھا ساحر زبردست
ر دیکھلو کہ رنگ رو بہار کا متغیر ہے باغبان کو انتظار ہے رعد و برق تڑپ رہے ہین تمنے
رادہ مقابلے کا کیا کیونکر بن پڑیگا وہ ملعون کامل و اکمل ہے نافرمان نے عرض کی عنایت
ما شامل حال چاہیے آپ حکم تو دیجیے دیکھیے کیا رنگ ہوتا ہے نافرمان نے بمشکل ملکہ
رخ سے اجازت لی سامنے جیجون کے ہوئی مگر جیجون نے ایک کوڑا اپنے کرگدن پر
ا کرگدن نے ایک چیخ ماری اُس صدا سے ملکہ نافرمان بیہوش ہو کے گرین جیجون
نے چاہا بڑھکر قبضہ کرون نافرمان کو اُٹھا لون کنیزان نافرمانی زیرین
ی نے اپنی جانین دین مگر کنیزین نافرمان کو اُٹھا لیگئین جیجون نے جھلا کر آواز دی اور
لمد تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بہار نے قصد کیا تھا کہ ملکہ گلگونہ رنگین پوش نے طاوس اپنا
ھا دیا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے جیجون کے ہوئین جیجون نے وہی حرکت کی کہ کوڑا
ر پر کرگدن کے مارا کرگدن نے ایک چیخ ماری ملکہ گلگونہ رنگین پوش مسکرائین نمان
ن و شفاف سے ایک برق چمکی کر کرگدن کا سر اُڑ گیا گینڈا مر کر گرا جیجون تو کود کر
ب ہوا اپنے بازونکو جنبش دی ملکہ رنگین پر پانی برسنے لگا ملکہ رنگین نے عارض انور
تھ رکھا ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا جسقدر پانی سحر سے جیجون کے برسا اُس لکۂ ابر نے
ہ پانی اپنے اوپر لیا جیجون نے کئی سحر کیے ملکہ رنگین پوش نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے
ب قہقہہ مار کر ہنسین کچھ زیور اپنا طرف آسمان کے پھینکا ایک سناٹا ہوا جیجون نے
اُٹھا کر دیکھا ایک عقاب لاجواب شاخ نخل پر آ کے بیٹھا جیجون سے آنکھ ملا کر یہ
ر پڑھنے لگا مثل انسان کے آواز بھی دی میان جیجون صاحب اِن اشعار عاشقانہ
کو بگوش ہوش سماعت فرمایئے نظم

جیب مین چاک دریا نظر آتا ہی	سینے مین روزن دیوار نظر آتا ہی
وحشت غربت مین نگہ اپنی جدھر جاتی ہی	وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہی
یہ بھی اُس ماہ کی کیا میری طرح عاشق ہین	جو ستارہ ہی سو بیدار نظر آتا ہی
چاند سا چہرۂ تابان ہی مگر اسپر بھی	زلف مین رنگ شب تار نظر آتا ہی

گینڈے پر سوار ہو کے چلا دریا کا جوش وخروش بڑھ گیا موجہاے دریا مثل شمشیر آبدار
چمک دکھا رہے ہین گرداب خنجر بران مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوتی ہین جیحون ساتھ
سے کتنا ہی پارہ وجھے سامری وجمشید نے بچایا گرز بغدہ پڑا اگر سر پر پڑتا سر پھٹ جا
سامری وجمشید نے بچالیا لیکن دیکھو تو ان مسلمانون سے کسطرح پیش آتا ہون اب
مین نے یہ بھی سحر کرلیا کہ یہ عیار رستم خصال سہراب جلال جب لشکر مین قدم رکھے مابدولت
کو احوال معلوم ہو جائے ایسے کا قریب آنا بہتر نہین اگر کبھی بغدہ سر پر پڑ جائے فولاد
تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جہتر قران پلٹ کر رنجیدہ کبیدہ خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئے
مہرخ بارگاہ سے برآمد ہوتی ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار ایک جانب باغبان نامدار
ورعد وبرق وبرق لامع ایک جانب ملکہ گلگونہ رنگین پوش کئی ہزار کنیزین پشت پر
مہرخ سے عرض کرتی ہوئی چلی آتی ہین کہ حضور یہ بڑا ساحر زبردست ہی حقیقت مین
مقابلہ مین مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ جہتر قران آکر پہونچے ملکہ مہرخ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
تمام کیفیت بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے بڑا فضل کیا ای قران اب جانیکا ارادہ نکرنا
یہ بھی تدبیر کرلی ہوگی کہ جب لشکر مین جاؤ گے وہ پہچان لیگا قران کنارے ہوے اتنا
کہ حضور یہ ہو سکتا ہی کہ استاد قید ہون اور مین نہ جاؤن ملکہ مہرخ لشکر کو لیکر میدان
کارزار مین آئین دیکھا جیحون دریا بار معفین جما رہا ہی لشکر ملکہ مہرخ کا بھی آکر جما نقیب
نقابت کی کرہ کا کڑکیت کہکر ہٹے جیحون نے اپنا گینڈا بڑھایا ماتھے پر پٹی بندھی ہوئی
تخت ملکہ حیرت کے آیا حیرت نے پوچھا ای جیحون خیر تو ہی کہا حضور قران نے مجھکو گر
حیرت نے کہا بڑے صاحب نصیب تھے کہ جو قران کے ہاتھ سے بچے جیحون
آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بھائی میرا ہاتھ سے سارہ بان زادے کے قتل ہوا بھتیجے
قران نے مارا میرے کلیجے پر اسکا داغ ہی اب امیدوار ہون کہ میدان کی اجازت
تماشاے جنگ ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا سامری وجمشید کے سپرد کیا جیحون
جوشان وخروشان میدان آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو
کی ہو نکلے ملکہ نافرمان نے آکر ملکہ مہرخ سے عرض کی کنیز کو اجازت میدان کار

تا یہ سنتے ہی جیحون نے کہا ای برادر اسکی کیا مجال ہی کیا حقیقت ہی کہ میرے پاس آئے
ر آپ نے مجھے آگاہ کیا نہایت عنایت ہوئی مین ہوشیار ہون ضرغام گھبرایا ہوا ہی کہ ایسا
سحر کر بیٹھے مگر کہا دیکھیے وہ گوشے مین سے جھانک رہا ہی جیسے ہی جیحون پلٹا ضرغام نے
لقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حلقے کمند کے پڑتے ہی بالو نسے قطرۂ آب گرا کمند ملگئی
رغام لڑکھڑا کر گرا ایک قطرہ پانی کا منہ پر پڑا رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا جیحون نے کہا ارے
ون ہی ضرغام نے جوابدیا ابے سحر اے ستم ضرغام شیر دل تیرے مارنے کو آیا تھا جب
رے قبلہ و کعبہ قید ہوگئے تو اب ہمین رہائی کی کیا خوشی بدنام تو نہ ہونگے پہلو مین جا کر
لے ہم بھی قید ہونگے جیحون نے کمر مین پنجہ دیا باہر لیکر نکلا ساحرون نے کہا حضور یہ کون ہی
یارو کیا کہون عیارونکا تار بندھ گیا مگر یارو تمنے کیون اندر آنے دیا جادوگرون نے کہا
ما فقرہ اسنے کیا کہ ہم لوگون نے کہا اندر جاؤ ہم یہ نہ جانتے تھے کہ عیار مکار ہی جیحون نے
ایک صاحب اور باقی ہین بہت سے جادوگر وہان کھڑے ہین پہلو مین ایک زنگی بھی
اہی اسنے پوچھا حضور کو کیونکر معلوم ہو جاتا ہی کہا مین نے اپنے بالون پر سحر کر رکھا ہی بالون
قطرہ پانی کا ٹپکا کمند حلگئی اور مین دریافت بھی کر سکتا ہون ابھی تبلا دون کہ وہ کالیا
ن ہی یہ کہکے جیب سے کاغذ نکالا کاغذ دیکھتے ہی کہا ارے یہ مہتر قران ہی پکڑ لو ساحل
و اسکا بھتیجا برابر کھڑا تھا اُٹھے چاہا مہتر قران کو پکڑ لون قران نے ایک لبغدہ ساحل کو
ا اسکا سر پھٹا اندھیرے مین مہتر قران نے لبغدہ جیحون کو بھی مارا جیحون کی کمر پر لبغدہ پڑا
ن منہ کے بل زمین پر گرا مہتر قران سمجھے مین نے اسکو مارا لبغدے کو گردش دیتے
ے بھاگے جسپر لبغدہ پڑا اُسکا سر پھٹا لشکر سارا اسکا تیار کھڑا ہی جادوگر دوڑے کہ
ر قران کو گرفتار کرلین مہتر قران نے حقۂ آتشبازی نکالکر کھینچ مارا فوراً آگ کے
ی شعلہ بھڑکے کئی سو جادوگر جلے مہتر قران لڑ بھڑ کر نکلگئے جادوگرون مین ہلڑ ہوا جیحون
ناک سے خون جاری ماتھے سے خون ٹپک رہا ہی جادوگرون نے اُٹھایا جھلاتا ہوا اُٹھا
نے خون کے قطرے ٹپکتے ہوے جادوگرون نے ماتھے پر پٹی باندھی کر گردن مست
دار ہوکے چلا سب لشکر اسکی پشت پر صحرا مین دریا جوش مار رہا ہی جب یہ

بیٹھا ہی رنگ و روغن نکالا ہی صورت بدل رہا ہی جیحون بڑھا خدمتگار بھی اُسکے ساتھ بڑھے
اُس خدمتگار نے کہا تم سب نہین ٹھہرو ورنہ سبکو دیکھکر بھاگ جائیگا جیحون نے اُن سبکو
روک دیا خدمتگار ساتھ ساتھ چلا جب جیحون کنارے پر لشکر کے پہونچا خدمتگار نے کہا یہ
سامنے عیار بیٹھا ہی ایک گولہ پھینکیے ہر وقت سر جیحون سے قطرے پانی کے ٹپکا کرتے ہین
جیسے ہی جیحون اُدھر دیکھنے لگا خدمتگار نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا
جانسوز بن قران جیسے ہی حلقے کمند کے گلے مین جیحون کے پڑے قطرات آب سر سے
ٹپک کر حلقہ ہاے کمند پر گرے حلقے کمند کے جل گئے کچھ قطرے سر پر جانسوز کے پڑے
جانسوز مُنہ کے بل زمین پر گرا جیحون نے کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لیا طرف دریا کے لے
بھاگا لا کر دریا مین جانسوز کو بھی پھینک دیا ہرکارے یہ معاملہ دیکھکر بھاگے آکر حضور
سے بیان کیا کہ جانسوز بھی گرفتار ہوا ملکہ مہرخ نے مُنہ پیٹ لیا کہا لو صاحبو خاتمہ
سب عیار گرفتار ہو گئے صرف ضرغام و مہتر قران باقی رہے خدا انکو اس ظلم و بدعت
سے بچائے سونا کسیکا کیسا رات بھر لشکر مین تلاطم رہا بوقت سحر لشکر میدان مین آیا
نے جاکر مہتر قران سے کہا کہ خلیفہ صاحب غضب ہوا عیار سب گرفتار ہو گئے فقط
آپ باقی ہین مین تو جاتا ہون یا جیحون کو قتل کرونگا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر ضرغام
دور سے دیکھا لشکر کفار میدان کارزار مین آرہا ہی ضرغام ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر جیحون مین
آیا دیکھا جیحون ابھی بارگاہ سے برآمد نہین ہوا ٹہلتا ہوا در بارگاہ جیحون پر آیا پوچھا سرکار کیا
کر رہے ہین غلامون نے کہا جامہ خانے مین تشریف رکھتے ہین ضرغام نے کہا ہمین
عرض کرنا ہی یہ کہکے اندر بارگاہ کے گیا دیکھا جیحون بیٹھا لباس پہن رہا ہی ضرغام کو خبر
نہ تھی کہ اسکے جسم سے اسباب سحر پیدا ہوتے ہین قریب جاکر کہا ای شہنشاہ ملکہ حیرت
نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ تمنے چار عیارون کو گرفتار کر لیا اب انمین کا ایک عیار
باقی ہی جسکا صاحب بغدہ گران لقب مشہور ملک عرب و عجم ہی ذرا اُس سے اپنے کو بچے
جیحون نے کہا میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ مین سب طرح ہوشیار ہون
ضرغام نے کہا وہ کسیکی شکل بنکر آئے گا آتے ہی بغدہ ماریگا اُسکا بغدہ کبھی خالی نہ

بلکنا رو رو کر دعا کرتا ای کریم و رحیم اس سے بچالے

نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ — زانکہ بخشد از گناہ عذرخواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی — کن باصل خویش ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان — گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر — یاد کن حق را بہر شام و پگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود — در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش — کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا ندارد اعتبار — ہان مشو غرہ بملک و مال و جاہ
خیر و شر را کن تصور از خدا — مظہر نور الٰہی کوہ و کاہ
دور کن از خاطر خود دور کن — ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ

بند عمرو تڑپتا ہی پھڑکتا ہی لیکن جیحون عمرو کو لیے جاتا ہی قریب دریا کے ہو کر عمرو
دریا مین پھینک دیا ایک محفلی عمرو کو نگل گئی ہرکارون نے جو یہ معاملہ خواجہ کا دیکھا
تے پیٹتے بھاگے سامنے ملکہ مہرخ کے بھی روتے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی
ن کی استاد قید ہو گئے اسوقت ایک شور اور خروش گریہ و زاری کا بلند ہوا ملکہ مہرخ
دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے بعض ہو محافے مین آئے
تیار ہونے لگے سب سے زیادہ ملکہ بہار کو فکر ہی ایک بارگاہ مین بیٹھکر ایک جو کی
ائی گلدستے گرد رکھ لیے بوے خوش آرہی ہی ہواے سرد چل رہی ہی غنچہ ہاے
گلفتہ چٹک رہے ہین پھولونکی رنگ آمیزی سوسن صدزبان کی زبان مین تیزی دمبدم
ے سحر پڑھتی ہین خیمے سے دھوئین نکل رہے ہین لیکن جیحون خواجہ کو دریا مین
ک کر عرصۂ دراز تک کنارے کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے دریا سے منھ دھویا
دھوئے پلٹ کر چلا تھا کہ ایک خدمتگار پہلو مین کھڑا تھا اُسنے عرض کی حضور
عیار ابھی آیا ہی وہ سامنے زرغۂ نخلستان مین چھپا ہی آپ میرے ساتھ چلیے مین
فتار کرا دون جیحون نے کہا کس مقام پر ہی خدمتگار نے عرض کی وہ نخل کے تلے

چہرے سے اڑ گیا جیحون نے للکارا او ساربان زادے مین نے پہچانا عمرو نے پلٹ کر
حباب دریا نوش کو خنجر مارا اُسکا شکم چاک تقتہ پاک عمرو اپنے نام کا نعرہ کرکے گا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو ٹین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پا پوش کا
یہی فتح نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے سر
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نا
کہ آقا ہمارا جہانگیر

حباب کو مارکر خواجہ جو بھاگے جیحون پیچھے خواجہ کے دوڑا جادوگروں نے کہتا ہوا ارے
اس ساربان زادے کو لینا جو جادوگر قریب آیا عمرو نے حباب ماردیا وہ لڑکھڑا کر گرا
عمرو نے سر کاٹا اور بھاگا لڑتا ہوا جست وخیز کرتا ہوا عمرو جاتا ہی جیحون کہتا ہی کیا بلا
ہی چالیس جادوگر مارے گئے عمرو بھاگتا ہوا جب کنارے لشکر کے ہونچا جیحون نے
آواز دی ای دریلے سحر سامری حباب کو مارکر یہ ساربان زادہ جاتا ہی اسکو لینا جانے
نہ پائے یکایک دریا نے جوش مارا عمرو نے دیکھا جسطرف سے مین گذرتا ہون زمین
شق ہوتی ہی اور فوارہ پانی کا جاری ہوتا ہی عمرو ہٹکر دوسری جانب سے جاتا ہی
کہ اب پانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی عالم بحر و برآبرو بچائے کسی مقام پر پانی سے ا
بچا پایا ایک مقام پر زمین شق ہوئی فوارۂ آب نکلا عمرو نے جست کرکے چاہا نکلون
کہ گرد دریاے آب ہی اور بیچ مین مین کھڑا ہون ایک ماہی کلان مُنھ سے حباب چھو
اور قریب میرے چلی آتی ہی جیسے ہی مچھلی نے قریب آکر مُنھ کھولا عمرو دونون پانون ج
ماہی مین کود پڑا ہرکارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے یہ کیفیت دیکھکر بھاگے جب خو
وہین ماہی مین کودے آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے جیحون کے مسلسل ومطوق پایا جیحو
نے پکار کر آواز دی کیون ای عمرو تونے میرے بھائی کو مارا اب میری قید سے تا قید حیات
رہائی نہ پائیگا خواجہ عمرو تعریفین کرنے لگے جیحون نے کہا او ساربان زادے یہ
مجھسے نہ بنا یہ کہکے کمر مین پنجہ دیا طرف دریا کے عمرو کو لیکر چلا عمرو کا تذ

کارے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہرخ دربار مین بیٹھی ہوئی خواجہ عمرو سے ذکر کر رہی
ن کہ برق و چالاک گئے تھے ابتک واپس نہ آئے نہین معلوم اُن پر راہ مین کیا گذری
غبان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ حیجون بلاے روزگار ہی حقیقت مین اسکا مثل نہین اَب جو
حب اس سے مقابلہ کرین سمجھ بوجھ کے مقابلہ کرین ملکہ بہار نے کہا انشاء اللہ تنکے
ادینگے باغبان نے کہا ملکہ بڑی مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر ہوے بعد
دثناے شاہی کے عرض کی چالاک و برق قید ہوگئے مگر غلامون نے سارے
ر کو چھان ڈالا یہ نہین معلوم ہوتا کہ دونون کہان قید ہین یہ پتہ غلامون کو نہ ملا اور
ین نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے بموجب
ملکہ مہرخ کے لشکر مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو اپنے مقام
اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا کیا ارادہ ہی عمرو نے کہا مین فکر مین برق و چالاک کی جاتا ہون
لشکر کنارے پر لشکر کے آئے ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر حیجون کے ہو پہنچے دیکھا صحرا مین
ب دریا ہی بیچ مین صحرا کے بارگاہ حیجون استادہ ہی گرد لشکر اُترا ہی خواجہ کنارے آ لئے
ب ورومن عیار یکا لنگا کر افراسیاب کی شکل بنکر تیار ہوے تخت زبرجدی نکالا امیر
ا ہو کے چلے اور حیجون اپنے مقام پر بیٹھا ہی گرد سردار جمع ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
سیاب جادو تخت اُڑاے ہوے آتا ہی سب براے تعظیم کھڑے ہوگئے افراسیاب
ایک گوشے مین صحرا کے آکر اول تخت کو اپنے غائب کیا حیجون تخت سے اُترا اور
اسیاب تخت پر آیا حیجون سے کہا مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ عمرو تمھاری فکر مین نکلا ہی
اب اسواسطے آیا کہ تمکو آگاہ کردون شراب جمع کرو جسکو بلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی
اب سامری یاد کرکے آیا ہون وہی پڑھ دونگا مگر کوئی غریب و امیر باقی نہ رہے
شراب ہو پہنچے مٹکے گھڑے چلے افراسیاب نے اسم سامری پڑھکر لشکر مین بھیجدیے جام
بر کرکے بیہوشی ملائی زمین پر جام رکھدیا کہا ای حیجون پیو حیجون نے جیسے ہی جام اُٹھایا
مین افراسیاب کے حباب پر نگوش بھائی حیجون کا بیٹھا ہی حیجون نے شراب مین
ایک حباب شناوری کر رہا ہی حیجون نے بنگاہ قہر طرف افراسیاب کے دیکھا رنگ روغن

چل سکتی ہی شہنشاہ نے ہماری قید کرلیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اُڑ گئے خاموش اس خیال مین
بیٹھا ہی کہ اے چالاک کیونکر اسکی بارگاہ مین جاؤن کچھ سوچکر کناری آیا یہ تو دیکھ چکا کہ لشکر اسکا ایک
صحرا مین اُترا اپنے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر جو وضع خدمتگارونکی دیکھی اُنھین کی شکل بنا کر
لشکر مین آیا دیکھتا ہی سامنے بارگاہ استادہ ہی طرف بارگاہ کے چلا جب قریب بارگاہ کے پہونچا دیکھا
ایک چھوٹی سی جھیل ہی اُسکے کناری بارگاہ استادہ ہی چالاک نے پائچے چڑھائے جھیل مین اُترکر
چند قدم چلا تھا کہ دریا نے جوش مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ہر چند چاہا کہ سنبھلون سنبھل سکا ایک
پیدا ہوا چالاک کو نہنگ نگل گیا بیہوش ہوگیا تھوڑی دیر مین جو آنکھ کھلی دیکھا جیجون تخت پر بیٹھا
للکار رہا ہی کیون او نا عیار کچھ عیاری نہ کی بلاز موسی کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دو پردہ جو بارگاہ کا اُٹھا
دیکھا ایک دریا تھا موج مار رہا ہی کہا او نا عیار یہ تیرا مسکن ہے ارے ذرا برق کو بھی اسکو دکھا دو چالاک نے
برق فرنگی مسلسل و مطوق کئی سی جادوگر گھیرے ہوے برق تڑپ رہا ہی ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہوے
چالاک کے ہوش اُڑ گئے جیجون نے تخت سے اُترکر چالاک کی بھی کمر مین سیجہ دیا اسی دریا مین پھینکوایا
جو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے کو پہلوے برق مین پایا ماران سیاہ گرد لپٹے ہوے ہین
چہار جانب سے دریا گھیرے ہوے اس عجائب و غرائب کو دیکھکر چالاک کے ہوش اُڑ گئے چالاک نے پھر نہین سمجھ کو
قریب لشکر حیرت ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ جیجون دریا بار آ پہونچا حیرت نے وزیرزادیونکو براے استقبال
جیجون بھیجے لشکر اُسی مقام پر چھوڑا صحرا مین ایک جانب دریا موج مار رہا ہی جیجون تنہا بار
حیرت مین آیا جھک کر سلام کیا پاے تخت کو بوسہ دیا پہلوے تخت مین دنگل بچھا تھا اُسپر
کہا حضور دو عیار تو مینے گرفتار کیے دریا مین قید ہین حیرت نے پوچھا کون سے عیار ہین
ایک برق اور ایک چالاک بن عمرو چالاک کا نام سنکر حیرت کو کسقدر افسوس ہوا
پوچھا چالاک نے کیا عیاری کی تھی کہا خدمتگار بنکر میری بارگاہ مین آنیکا ارادہ کیا حضور عیاری
میرے سامنے اب کوئی عیار نہ آسکیگا عیاری کا حملہ رہ جائیگا حیرت نے کہا اے جیجون عیار
جیجون نے کہا آپ ملاحظہ کرینگی یہ ایک دریا سبکی آبرو لینی کو کافی ہی حیرت سے دیر تک باتین کر
پوچھا حضور کو حکم افراسیاب پہونچ گیا کہ مقدمہ جنگ مین مجھکو اختیار ہی مین طبل جنگ بجوا
حیرت نے کہا تمھین اختیار ہی تمکو حکم پہونچ چکا ہی جیجون اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی

ویران ہے کہ جینے پہاڑ پر سے دریا نہ دیکھا تھا لیکن صحرا کا دریا ہے اُس پار اُتر چلو ایک مشق نکلی
شکوہ دیگر بھاپا پاکنگی باندھ کر مشک سینہ سے لگائی دریا میں کود پڑا شناوری کرتا ہوا چلا جب
وسط دریا میں پہونچا ایک ماہی کلان پیدا ہوئی برق کی طرف چلی برق نے چاہا تڑپ کے
نکل جاؤں مچھلی نے منہ اپنا مثل قبر بلا کے کھولا ہر چند برق نے چاہا پر چون مچھلی برق
نگل گئی حیجون بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ قبہ بارگاہ ٹوٹا ایک مچھلی تڑپ کی گری غلطاں مارکے
پھٹ کر ساحر نے بنی برق کو گود میں لیے ہوئے برق بیہوش و مدہوش ہے حیجون نے کہا ارے
یہ کون ہے کہا حضور دریا میں آتا تھا ایسا گستاخ کہ دریا میں پھاند پڑا الصفت دریا تم نے دیکھا
خبر اسکو گرفتار کیا کہا اسکو ہوشیار کرو اُس ساحر نے برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا برق کی
آنکھ کھلی ہاتھ پاؤں کی طاقت سلب دیکھا ایک ساحر غدار سامنے بیٹھا ہے بارگاہ میں ہزاروں ساحر
جمع ہیں سب لوگ دیکھنے کو دوڑے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اسطرح گستاخانہ دریا میں کود پڑا
یں حیجون نے پکار کر آواز دی او برق تو نے مجھکو بھی مثل اور ساحروں کی سمجھا تھا دیکھا تو
نے کیونکر گرفتار کر لیا برق نے کہا حضور آپ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا حیجون
ہنسا کہا بس میاں برق زیادہ باتیں نہ بناؤ اب چندے اس دریا کی سیر کرو یہ کہکے اُٹھا کمر میں
نعرہ دیکر برق کو اُٹھا لیا بارگاہ کے باہر نکلا برق ہر چند چیخا پیٹا حیجون نے کچھ نہ سنا برق کو
دریا میں پھینکدیا دریا میں ایک غراٹا ہوا حیجون نے آواز دی ای دریای سامری اسکی
حفاظت کرنا کوئی اسکے پاس نہ آسکے برق غرق دریا ہوا حیجون نے وہاں سے لشکر اُٹھایا دریا کے
وا یہاں چالاک نے جب دیکھا کہ برق پلٹ کر نہ آیا چالاک تلاش برق میں چلا ایک پہاڑ پر آ
ٹھہرا دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی حیجون تخت پر سوار پشت پر دیڑھ یا دو لاکھ ساحر ہمراہ ہر طرف
پھیلتا ہوا لشکر اُسی مقام پر اُترا چالاک فقیر بنکر لشکر میں آیا فقیر کی سب خاطر کرتے ہیں ایک
مقام پر بیٹھ گیا کمال کی جو باتیں کیں جس کسی نے جو دینے کا ارادہ کیا چالاک نے کہا ہماری گرہ نے
ع کیا ہے ہم کسی سے کچھ نہیں لیتے چالاک نے باتوں میں پوچھا ان بادشاہ کا کیا نام ہے لوگوں
نے بتلایا کہ حیجون دریا بار آن کا نام ہے برائے مدد حیرت چلے ہیں چالاک نے پوچھا یہاں
ی عیار بھی آیا تھا ایک جادوگر بول اُٹھا برق عیار آیا تھا یہاں کسی کی مکاری غداری چلی

مین بالون سے قطرات آب ٹپکتے ہوے پشت پر لاکھ ساحران غدار ایک طرف ہوا پر دریا بھی جوش
مار رہا ہے **افراسیاب** اس ساحر کو دیکھکر خوش ہو گیا کہا ای **جیحون دریا بار** کیونکر آنیکا
ہوا **جیحون** نے عرض کی غلام شکار کھیل رہا تھا شکار گاہ مین مجکو خبر ملی کہ سرکار کو بڑا رنج دیا
ہے غلام فوراً روانہ ہوا **افراسیاب** نے کہا ای **جیحون** ما بدولت کسی سے عاجز نہین ہین لیکن
یہ ہے کہ لونڈیان غلام بگڑ کر نکل گئی گھر ہی سے آگ لگی اگر اونکے مار ڈالنے کا ارادہ کرون ایک سحر
سبکو تباہ کر دون چاہتا ہون گرفتار کر کے قید کرون اُسیطرح وہ میری اطاعت کرین اسی
خرابی پڑتی ہے چھ عیار ہین ایک ایک اُنمین ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے جو ساحر ہوتا عیار
ہاتھ سے مارا گیا جیحون نے کہا غلام جاتا ہے مع عیار و مع جملہ سردار سبکو گرفتار کر کے لاتا
افراسیاب نے کہا ای جیحون عیارون سے بہت ہوشیار رہنا جیحون نے عرض کی حضور سماعت
عیار کی کیا حقیقت ہے کہ میرے لشکر مین قدم رکھے کیا حضور عیار بھی ساحر ہوتے ہین افراسیاب
کہا عیار ایک لفظ سحر کا نہین جانتے مگر مکار غدار بلاے روزگار بھائی کے سامنے بھائی بنکر جاتے ہین
سامنے بیٹی کی شکل بنکر جاتے ہین اُنکی مکر سے کوئی نہین بچتا جیحون نے کہا حضور ہاتھ باندھ کی ڈوری
اس دریا مین سبکو ڈبو دونگا افراسیاب نے کہا ای جیحون مین حیرت کو نامہ لکھونگا با اعزاز و اکرام بلوا
جیحون نے کہا حضور مالک ہین غلام اب روانہ ہوتا ہے یہ کہکے اُسیوقت پھر تخت پر سوار ہوا اور ای ملاقات
چلا افراسیاب نے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ جیحون دریا بار آتا ہے لڑائی کو اسکی راہ نہ چھوڑنا اسکو سب
اختیار ہے ایک طایر نامہ لیکر چلا یہان حیرت جادو تخت پر جلوہ فرما ہین چالاک بن عمرو ایک کنیز
شکل بنا ہوا پشت پر حیرت کی مگس رانی کر رہا ہے کہ طایر آ کر کاندھے پر حیرت کے بیٹھا گلے مین
نامہ بندھا تھا حیرت نے نامہ کھولا چالاک بھی دیکھ رہا ہے مضمون مذکور حیرت نے پڑھا چالاک
مضمون سے آگاہ ہوا بارگاہ سے نکل کر بھاگا لشکر مین نہ پہونچا تھا کہ راہ مین برق فرنگی سے
ہوئی چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا ابھی جا کر جیحون کی خبر لیتا ہون چالاک نے کہا ابھی
آنے دو برق نے کچھ جواب نہ دیا طرف صحرا کے بھاگا اس جوش مین جاتا ہے کہ جاتے ہی میان جیحونکو مار ڈالون ایک
پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا ایک لشکر اوترا ہوا ہے بارگاہ زربفتی بیچ مین استادہ ہے برق پہاڑ سے اوترا
سے اوترکر دیکھا کہ ایک دریاے قہار موج مار رہا ہے لشکر دریا کے اُس پار ہے **برق فر**

رف نور افشان کے گئے اہل اسلام مین بہار کے آنیکی بڑی خوشی ہوئی یہ داستان جلد سوم ہے

و کلمہ داستان حیرت بیان آمد جیحون دریا بابا او رجانا خواجہ و عیاران اسلام کا برائے عیاری اور گرفتار ہونا سب کا و دریائے جیحون پر آمدبران و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ں ای ساقی مہ لقا خوش ادا
ٹا عین ہی وقت پر آگئی
مین ہین ترانے کہین رقص ہے
بلبلون نے کہ نوروز ہے
لنے لگا عندلیب قلم
ں غمزدہ کو یہ کاہش ہوئی
مین بلبلون کے بھی ہین چمگھٹے
ضامین نو کا ہوا امتحان
ضامین نو کی سدا فکر ہے
ھی ہجر دلبر کی تقریر ہے
لتا ہے آہون کا دل سے دھوان
ب وصل دم مین سحر ہوگئی

کہ ابر سیہ نے دکھایا مزا
جو طاؤس گلشن مین رقصان ہوے
کہ کوئل نے کی منزل عشق طے
بہار مضامین کی آمد ہوئی
گل نظم کے ہونگے سامان بہم
لکھو داستان جلالت نشان
بہار گلستان کے سامان ہوے
وہ نکلے مضامین رنگین بہم
طلسمات کا ہر جگہ ذکر ہے
کبھی وصل دلبر کے سامان ہوے
کہ عاشق رہا عمر بھر نیم جان
قمر لکھ فسانہ جلالت نشان

یہ چشمک زنی برق کی بھاگئی
بہار مضامین کے سامان ہوے
پپیہے کی آواز دل سوز ہے
تو پھر نظم مضمون کی کد ہوئی
قمر ہمکو مضمون کی خواہش ہوئی
کہ ہین سرو بید وجد مین قربان
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہر وجد مین آج میرا قلم
کبھی عشق و الفت کی تحریر ہے
سحر ہوگئی تو پشیمان ہوے
نہ آرام الفت مین پایا کبھی
کہ ہے جوش پر بحر طبع روان

رہ غواصان قلزم زخار داستان سرا سے و شناوران دریای بیکنار رعنائی و زیبائی گوہر آبدار فن کو زیب گوش سامعان و بیہوش کرتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین سخن ؛ ہین مے طراز ندر نگ کہن ؛ افراسیاب خانہ خراب جب اس معاملے سے پلٹا باغ سیب مین بہار کے نکل جانیکا انتہا کا قلق ہے سر نگون بیٹھا ہے کہ آسمان پر غراتا ہوا سنا دیکھا ایک مان پر قائم ہوا اکایک دریا شق ہوا سنے دیکھا ایک جادوگر تاج زرین پہنے ہوئے قبای قلم کار جسم

بہار کے گچھے پھول سر پر شکیل کے ڈالے نیلگون نے کہا بی بہار تمھارا ابھی علاج کرتا ہون یہ کہہ کے
دوسرا گولہ مارا بہار نے کاٹا اس گولے سے برق چمکی سر بہار کا بھی زخمی ہوا شکیل و بہار لڑ
گرے نیلگون تیغہ کھینچکر چلا کہ بہار و شکیل کا سر کاٹ لون کہ پہلوے نخل سے آواز آئی ای
یہ تیغہ لے یہ تیغہ بہار کش ہو پلٹ کے نیلگون نے دیکھا افراسیاب تیغہ کھینچے ہوے آتا ہے جا
نے سلام کیا افراسیاب نے کہا ان پر تو سحر کردے ایسا تو نکلا مین نیلگون نے گولہ پھینکا افراسیاب
نقلی یعنے عمرو نے نعرہ کرکے خنجر مارا نیلگون کے دو ٹکڑے ہوے مرنا نیلگون کا بہار و شکیل
اُٹھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نیلگون جادو بود افراسیاب با
مین بیٹھا تھا کہ ایک درخت مین آگ لگ گئی افراسیاب نے کہا غضب ہوا ارے نیلگون ما
تڑپ کر چلا یہان بہار و شکیل و خواجہ لشکر کو تباہ کرکے چلے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا او
کہان جاتی ہو منم افراسیاب جادو خواجہ نے چاہا گلیم اوڑھ لون ہاتھ زنبیل تک
خواجہ بھاگے بہار و شکیل نے بڑھ کر افراسیاب پر سحر کیے افراسیاب پر خنجر برسا کے آپ بھی طرف
بھاگے خواجہ و بہار و شکیل بھاگے ہوے جاتے ہین افراسیاب نے ایک سنگ زینہ اُٹھا
مارا جدھر یہ تینون بھاگے ہوے جاتے تھے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سد راہ ہے تینو
گھبرا گئے بہار نے کہا خواجہ اب کدھر جائین ناچار ٹھہر گئے بہار نے سب زیور اپنا اُتار کر پھ
افراسیاب نے ایک چشم زدن مین دفع کر دیا کچھ آنکھ سے اشارہ کیا تینون لڑکھڑا کر گر
افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا تینون نے بلند کر دعا کی خواجہ پکار اٹھے ای خالق بے نیاز ای رب
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ان تینون نے جو تہ دل سے دعا کی ایک برق تڑپ کر افراسیاب
پہاڑ دو ٹکڑے ہوا ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا وہ سینہ پر افراسیاب کے آیا پنجہ نے افراسیاب
ڈھکیل دیا ایک پنجہ کمر مین عمرو کی ایک ایک بہار و شکیل کی کمر مین پڑا اُڑا کر طرف آسمان کے
افراسیاب نے ایک گولہ پھینکا گولہ جا کر پھٹا افراسیاب نے دیکھا برہمن روئین تن تینون
ہوے جاتا ہے افراسیاب نے للکارا او برہمن بچے یہ گستاخی با دولت کے ساتھ برہمن نے کچھ
نہ دیا تینون کو لیکر نکل گیا افراسیاب رنجیدہ پلٹا طرف باغ سیب کے گیا یہان ملکہ مہرخ
انتشار اور انتظار مین تھین کہ بہار و شکیل و عمرو کو لا کے برہمن نے پہونچایا برہمن روئین تن رخصت

خداوند دو عالم ذات خلاق — کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را می پرستند جملہ عالم — شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہ ہر وقت و بہ ہر حال — کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین نمیدارد بدنیا — کہ با حق غیر حق را نیست الحاق
شود این نظم دلچسپ تو ہندی — بفضل ایزدی مشہور آفاق

ر نے بیقرار ہوکر جو دعا کی بہار نے گلدستہ پھینکا کہ سر سفاک کا کٹ کر گرا کئی ساحر دیوانے ہو گئے
گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملتے تھے ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے نظم

صیاد چمن باغ میں گل ہو گیا اب شوخ — کیا چلبلہ ہے اب تو ہوا ہے دہ غضب شوخ
انگارے ہوئے رشک سے سب لعل بدخشان — صاحب یہ غضب آپکی ہے سرخی لب شوخ
ہوتا ہے حسینوں کی طبیعت میں تلون — تقدیر بری ہے مری وہ یار ہے کب شوخ
شرمانا کبھی آپکا کم ہوگا نہ صاحب — ہو جائیے للہ کہیں ایک ہی شب شوخ
ٹھلائیے مکتب میں کہ تعلیم بھی پاسکے — وہ طفل حسین آپکا اختر ہے غضب شوخ

ر نے جو اس طرح کے اشعار پڑھے دیوانہ وار خاک اڑانے لگے نیلگون نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ
کار کر آواز دی یا سامری یہ کون مخفی سحر کر رہا ہے شکیل و بہار زمین پر گرے بہار نے گرتے
دو پھول پھینکے عمرو کے پانون زمین سے چھوٹے اٹھتے اٹھتے عمرو نے گلیم اوڑھ لی نیلگون نے
یخ ماری کہ یارو گرفتار کرو بہار و شکیل نے عمرو کو چھپا دیا سب جادوگر بہار و شکیل پر بلوہ کر کے چلے
شکیل سحر کر کے لڑنے لگے شکیل نے سحر کر کے بارگاہ افہام کو جلا دیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلے
ن نے آواز دی اے برادر افہام شکیل و بہار جانے نہ پائیں چار طرف سے سحر کیا بلوہ ہو گیا
نے بڑھکر گولہ مارا شکیل نے گولہ ہاتھ میں روک لیا اسی گولے پر سحر کیا اور پھینک مارا افہام کے سینے
پشت کو توڑ کر پار گذرا افہام چومر کر زمین پر گرا نیلگون نے سر پیٹ لیا کہا یار و میرا بازو ٹوٹا
ملے کمر سے خنجر نکالا ارمان اس سے کاٹ کے خون دم خنجر پہ ملا آواز دی او شکیل اس وار کو تو
یہ کہکے خنجر پھینک مارا شکیل نے سحر کر کے خنجر توڑا دستہ الگ گرا پھل شکیل کے سر پہ پڑا شکیل کا
امراء نے شکیل کو سنبھالا یہ شکیل نے کہا اے بہار کیا غضب کا سحر تھا سر پر آگ روشن ہے کلیجہ جل رہا ہے

ہونگے کوئی باقی نہ رہے نیلے گلابیاں کنٹر جادوگر اٹھا اٹھا کر پیلیئے اب عمرو نے جام لبریز کیا پیلہ
نیلگون کو بلایا نیلگون جام لیکر بے تکلف پیگیا دوسرا جام افہام تاجدار کو دیا ملازمون سے
پکار کر آواز دی صاحبو تم بھی پیو سب جادوگر اہالی محفل پینے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب پی چکے
نیلگون بیٹھے بیٹھے بلبلایا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یہان صحرا النورد و عمرو آنا ہے دو قدم چ
کہ لڑکھڑا کر گرا افہام بھائی صاحب کہکے اٹھا یہ بھی گر کر بیہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش
ہو چکے لشکر مین جوتی پیزار چل رہی ہے بہار و شکیل قبۂ بارگاہ سے دیکھ رہے ہین کہ خواجہ نے بکر
کیا نعرہ کر کے نعرۂ عمرو

بلاغ دین زمکرش آبیاری
گزان اُستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم
جہان سرنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیارہ

نعرہ کر کے خنجر کھینچا چاہتے ہین نیلگون کو قتل کرین قضا
افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے مصاحب بھی حاضر ہین کسی کے منھ سے نکلا کہ نہین معلوم
ہے کیا گذری افراسیاب نے اٹھا کر کتاب سامری کو دیکھا منھ پیٹ لیا کہا غضب ہوا نیلگون قتل
چاہتا ہے اور ستم دیکھو نیلگون دھوکا کھانے والا نہ تھا بدون اوراق سامری کوئی کام نہ کرتا
بہار و شکیل نے یہ غضب کیا کہ عبارت اوراق سامری کو بدل دیا یہ کہکر افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا
برق چمکی چمک کر غائب ہوئی بہار و شکیل قبۂ بارگاہ شگافتہ کیے ہوئے دیکھ رہے ہین یا تو خواجہ بہ
دخروش خنجر کھینچکر چلے تھے یا ٹٹولنے لگے ایک جادوگر بیچ مین ملا نیلگون جانکر اسی کو خنجر مار دیا اُ
سر کٹ گیا خون کا سرا ٹا گلوے بریدہ سے نکلا لکۂ ابر بنکر تیار ہوا اُسی سے پانی برسا اول قطرہ نیلگ
پر پڑا نیلگون بیدار ہوا دیکھا عمرو ایسا عیار طرار فرار حیران حیران دیکھ رہا ہے نیلگون نے اٹھ
للکارا او ساربان زادے میری مدد غیب سے ہوئی کسی نے مجھکو مبہوت کر دیا تھا اب ہوشیار
یہ کہکر ایک سحر کیا عمرو لڑکھڑا کے گرا شکیل و بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا بہار نے کہا اے شکیل
ستم ہوا اسی لکۂ ابر سے کل ساحرون پر باران سحر برس گیا سب ہوشیار ہوے نیلگون نے
اے سفاک جادو عمرو کا سر کاٹ لے سفاک تلوار کھینچکر چلا عمرو نے بیقرار ہو کر پکارا اے خا
ارض و سما اے وحدہ لاشریک میرے تیرے وعدے کے خلاف ہوتا ہے مجھے بچالے تو کریم و کارساز ہ
یہ ملعون قتل کیا چاہتا ہے وقت مدد ہے تیری عنایت سے سب بلا لہ ہے کہ ظالم

لیان بجانے لگے کہا حضور شراب کو دیکھکر ہمین نشہ ہوتا ہی کسی سے کیسے یسدھا یسدھا ٹھیکہ
برے چند اشعار ایک اُستاد کیاد آگئے ہین اُنکو بھی سماعت فرمایئے افہام نے ایک ملازم سے
اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا میان صحرا نورد نقلی نے یہ اشعار شروع کیے نظم

با جسدم وہ عیسیٰ دم ہوا بھر جائیگی — بھاگ جائیگا مرض کو سون قضا بھر جائیگی
خرد عاشق ترا اُسوقت ہوگا عشق سے — جب گلے پر تیغ اے گلگون قبا بھر جائیگی
ہر تو فریج پر لیکن ہون ایسا بیگناہ — یاد ہو تیری تیغ کی اے بے دفا بھر جائیگی
گنہ ہون زیر خنجر حشر تک تڑپونگا مین — قتل سے قاتل نہ چوکیگا قضا بھر جائیگی
ب د کو چے سے نکالے جب نکلی اے قبول — ضد سے طبع نازک اُس گل کی سوا بھر جائیگی

طرح غزل صحرا نورد نقلی نے گائی کہ افہام نے کلیجہ پکڑ لیا کہا میان صحرا نورد کیا کہنا صحرا نورد
کہا مین سامنے سامری و جمشید کے گاتا ہون ابھی آپ نے کیا کمال دیکھا ہزارون کمال بھرے
ے ہین سب حاضر کرونگا ملاحظہ فرمایئے گا افہام نے کہا اے نیلگون یہ شخص تو کلیجے مین رکھنے کے
ق ہی نیلگون نے کہا اے افہام کیا کہون مجھے اپنے سایئے پر بھی عمرو کا گمان ہوتا ہی ذرا ورق دیکھو تو
ابھی تو گھبرائے کہ اُسنے ورق دیکھا اور زندگی پر حرف آیا لیکن نیلگون نے ورق نکال لیا اب جو دیکھا
یہ نوشتہ پایا کہ اے نیلگون عمرو کسی جنگل مین ہوگا یہان عمرو کہا صحرا نورد تمہارا دوست ہی یہ عمرو کو
لائیگا اب تو نیلگون کو اطمینان ہوا کہا میان صحرا نورد اب مین نے ورق دیکھ لیا آپ گایئے مین
ئین شراب پلائین خود سامری نے لکھا ہی کہ صحرا نورد عمرو کو گرفتار کرلائیگا اب ناظرین پر واضح
ہ ملکہ بہار و تشکیل بگلے کی شکل بنے ہوے سحر کر رہے ہین نوشتہ تقدیر نیلگون پلٹ دیا عبارت
سحر کرکے بدلا قبۂ بارگاہ پر بیٹھے ہوے سحر خوانی مین مصروف ہین کہ خواجہ کی عیاری پوری ہو عمرو نے
یلگون کو مہربان پایا اب تو خوش ہوکر بیٹھے مگر حیران ہین کہ اوراق سامری دیکھکر متوجہ کیونکر ہوا
جہ نے اور دو چار شعر گائے شراب کو بخوبی الٹ پلٹ کیا یہ اطمینان بیہوشی ملائی کہا حضور اب شراب
ں کرین مگر لشکر والون کو بھی بانٹنا ضرور ہی ان الفاظ پر نیلگون کو شک ہوتا ہی لیکن بہار و تشکیل
جان صرف کر رہے ہین نیلگون کو گمان ہوتا ہی بہار یہ پھر رنگ اپنا جاتی ہین نیلگون خود جلدی
ہی کہ میان صحرا نورد ایک جام پلاؤ خواجہ نے پکار کر آواز دی سب شراب لیجائین ہم ساقی

کی سیرگاہ ہی تجھکو کس کی تلاش ہی کہ بکتا ہوں کو قتل کرتا ہی مسافرون کے خون مین ہاتھ بھا
مجھسے مفصل حال بیان کر اس صحرا کا کوئی کام ہماری بغیر دستگیری کے غیر ممکن ہی تجھکو کچھ شہنشاہ طلسم
سے بھی توسل ہی **نیلگون** نے کہا ای **صحرا نورد** مین شہنشاہ کا خراجگزار ہون میرے ملک مین قید
کی آئی جسدن سے بہار قید ہوئی بڑی بڑی افتادین پڑین ہزار ہا جادوگر مارے گئے بھائی قتل
مین اب لشکرکشی کرکے جاتا تھا کہ اُس ظالم نے یہان بھی مجھکو ستایا میرے ایک جادوگر کو مار کر نکل گ
مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون کئی سو آدمی مارے گئے مگر وہ ظالم نہین ملا **صحرا نورد** قہقہہ مار کر
ای **نیلگون** اس صحرا مین بے ہماری مدد کے **عمرو** نہین ملسکتا مین ابھی تلاش کرکے لاتا ہون
باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ ساحر وضع تخت پر سوار پشت پر ساٹھ ستر
ساحران غدار چلا آتا ہی **نیلگون** نے جو دیکھا بڑھکر آواز دی ہی **افہام تاجدار** کہان جاتے ہو
آئے ہو **صحرا نورد** بھی کھڑے ہین **افہام** نے جواب دیا ای برادر **نیلگون** تم جنگل مین اکیلے کیون
یہ کہکے تخت سے کود ا **نیلگون** نے سب اپنا حال بیان کیا **افہام** نے کہا میرے پاس فرمان شہنشاہ
پہونچا مین برائے مدد خداوند لقا جاتا ہون خداوندکا نامہ بھی میرے پاس ہی شکایت ساحران
جو جادوگر برائے مدد مابدولت آیا اُسنے غرور کیا قدرت نے اُسکو غارت کردیا مین یہ کہکے چلا ہوا
غرور کا خیال ابھی نہکرونگا جاتے ہی مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو **قیطول** پر پہونچا دونگا مگر اب
ملاقات ہوگی چلکے ان مسلمانونکو بھی قتل کرون **عمرو** کی تلاش مین بھی مصروف ہون تمھارا اس
ہونا بہت شاق ہی خداوند لقانے بھی تحریر فرمایا کہ جسنے **عمرو** قتل کیا اُسکا قدرت پر احسان ہو
مردمان فوج سے اشارہ کیا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادکی **افہام** تا
سب ملازم اُتر پڑے **افہام** نے **نیلگون** کا ہاتھ پکڑا کہا بھائی بارگاہ مین تشریف لیچلیے شراب
کا چرچا ہو پھر ہم آپ ملکر **عمرو** کو تلاش کرلینگے **نیلگون** نے کہا اس صحرا کے مالک یہان **صحرا نورد**
ہین کہتے ہین ہم ابھی **عمرو** کو گرفتار کرکے لادینگے **افہام** نے کہا میان **صحرا نورد** صاحب آپ بھی
تشریف لائیے بارگاہ مین تھوڑی دیر بیٹھیے پھر **عمرو** کو گرفتار کرلائیےگا **صحرا نورد** و **نیلگون** و
بارگاہ مین آئے **صحرا نورد** کہتے ہین آپ بیٹھے رہیے مین **عمرو** کو ڈھونڈھکے لے آؤنگا ایک جام شراب کا
ہمکو پلوائیے ابھی **عمرو** کو لاتے ہین **افہام** نے کہا گلابیان لاؤ شراب لاکر رکھی گئی میان **صحرا نورد**

ن دلربائی کی ماہ سب طرح کے خیال اُسکے دل مین یہین صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگیا زانو بدلنے
آؤ صاحب بیٹھو تمنے بڑی عنایت فرمائی ہنس ہنسکے کہتا جاتا ہی کون سا سحر ملکۂ عالم نے بھیجا ہی دل
شک تو اُسکے پڑا ہی مگر صورت زیبا پر اُسکی مبتلا ہوا ہی کبھی ہاتھ بڑھا کر اُسکے ہاتھ پر رکھدیا کبھی کچھ
ن سے اشارے کرتا ہی نازنین نے کہا صاحب تم تو مجھکو ڈگا ہون مین کھائے جاتے ہو کنارے
مین سحر تعلیم کردن ملکہ کا سب کاروبار میرے سپرد ہی ملکۂ عالم ہماری گھبراتی ہونگی ہرچند کہ دل
ہی لیکن یہ کھٹکے اُٹھا کہ مین دوسرے خیمے مین تخلیہ کرلون تو آپ کو لیچلون خواجہ عمرو جو خیال
دیکھتے ہین عشق مین تو مبہوت ہو رہا ہی مگر ایک خیمے کی جانب چلا تنہائی مین آیا اوراق سامری
ے دیکھے صاف صاف اُسمین مرقوم تھا کہ یہ کنیز عمرو عیار ہی خواجہ کو بھی اُسکے جانے سے بتو پریشانی
ہوئے کچھ کتاب وغیرہ دیکھنے گیا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ مین سحر درست کرلاؤن خواجہ نے پشت
ی ہی جاتے ہین باہر نکل جاؤن کوئی دو چار قدم چلے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا او ساربان زادے
جاتا ہی مین پہلے ہی سب طرح کے احکام دیکھ چکا تھا تیرے آتے ہی مجھکو کھٹکا ہوا تھا خواجہ نے دیکھا
دن قریب آگیا ایسا نہو سحر کرکے گرفتار کرلے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو عمرو نے خنجر مارا دہ
ا خواجہ بھاگے جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین ٹٹولنے لگا لیکن عمرو کو نہ پایا گھر
رنے سے دیر تک اندھیرا رہا جب روشنی ہوئی دیکھا عمرو غائب ہوگیا کہا یارو کیا بلا کا عیار ہی گیا
ل گیا مین سحر نہ کرنے پایا لیکن مین بھی اب تلاش مین اُس ظالم کی جاتا ہون یا تو اُسکو تلاش
لایا یا اپنی جان دی اگر اُسکی عیاری چل گئی تو اُسنے مجھکو مارا اور اگر میرا سحر چل گیا تو مین باندھ کر لایا
جھولی سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالی اوراق سامری بھی رکھ لیے تیغہ کھینچے ہوئے چلا جنگل مین تلاش کرتا
ہی جس مسافر کو آتے ہوئے دیکھا گولہ مار دیا کسی گنوار کو کھیت پر دیکھا ماش کے دانے پھینک مارے جلادیا
و آدمی اُسنے جنگل مین مارے جب ورق سامری نکالکر دیکھا یہی اُسمین نکلا کہ غیرون کو مارا عمرو دستیاب
ہوا ایک طرف سے آواز آئی ارے تو کون ہی جو جنگل مین بدعت کرتا پھرتا ہی وہ سامری سے نہین ڈرتا
ن خداوند کو بلا وجہ قتل کیا نیلگون نے پلٹ کر دیکھا ایک جادوگر نہایت زبردست گولہ ہاتھ مین
وے آتا ہی لیکن نہایت خفے مین کہتا ہی ارے یہ صحرا متقاہ گذرگاہ سامری و جمشید ہی ایسا نہو کوئی
ند نکل آئے مین نیلگون نے کہا آپکا نام کیا ہی کہا میرا نام صحرا نورد یہ صحرا ہی عجائب غرائب سامری

سر نکر اکے مرے کسی کے روکے نہ رکے نیلگون نے کہا مین سزا دونگا لشکر اسلام مین گھسکر بہار و شکیل
کو پکڑ لاؤ نگا اسیوقت اُسنے لشکر تیار کیا ساتھ ہزار جادوگر ساتھ لیے آپ تخت پر سوار ہو انوبت دنقارہ
بجاتا ہوا چلا خواجہ و بہار و شکیل جو یہان سے نکلے تین کوس پر آکر زیر نخل ٹھہرے ہین کہ نوبت نقارہ
کی آواز کان مین آئی راستے سے ہٹ گئے ایک گوشے مین آکر دیکھا میان نیلگون بالشکر جرار
لیے ہوے جاتے ہین خواجہ نے کہا اے بہار و شکیل طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لشکر پر
فوج کشی کی خاص ہماری تمھاری تلاش مین نکلا ہے اے بہار حقیقت مین یہ ساحر بڑا زبردست ہے مین نے بیہوشی
واسطے گلابی مین ملائی اُسکو خبر ہوگئی مین کئی عیاریان کرچکا مگر سب خالی گئین اب مین جاتا ہون جہان یہ
اُتریگا وہین ملاقات کرونگا تم اپنا کام کرو کہ اپنے کو گوشے مین چھپاؤ سحر کو اسکے رد کو میری عیاری کار نکرے
مین اسکو تا یہ لشکر جانے نہ دونگا کیا کیا تدبیرین کین اسکے معشوق کی شکل بنا جب بھی اسکو شک گذرا وہ بھی
خالی گئی انشاءاللہ اس طرح مین مارونگا کہ اسکو کچھ کھلانے پلانے کی تدبیر ہو الگ الگ عیاری کی جا
فکر کرو بہار نے کہا آپ جائیے مین سحر کو اسکے رد کرتی ہون بہار و شکیل تو ایک گوشے مین آبیٹھے اسباب
جمع کرلیا سحر خوانی کرنے لگے خواجہ نے لشکر نیلگون کا پیچھا کیا مسافر کی شکل بنے ہوے آتے ہین
کوس پر لشکر نیلگون کا ٹھہرا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی مقام پر اُترا بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ ساحر
سحر نے خبر دی ہے کہ بہار و شکیل و خواجہ راہ مین ہین ابھی لشکر مین نہین پہونچے یہ بھی میرے سحر نے مجھے
بتائی کہ راہ مین بھی کچھ فساد ہوگا سامری و جمشید حفاظت کرینگے یہ باتین کر رہا ہے کہ چوبدار نے
کی ایک کنیز نہایت حسین و خوشرو ملکہ حیرت کا نامہ لیکر آئی ہے امیدوار باریابی ہے نیلگون نے
نقور نے صورت دکھائی کنیز کو بلا لو کنیز اندر آئی اب جو نیلگون کی نگاہ پڑی ایک نازنین حسینہ
خوش خو خال ہندو چشم جادو آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے پیشانی لوح نور
سامنے آئی مثل ہلال شب اول سر تسلیم خم ہوئی نیلگون صورت زیبا دیکھکر بیتاب ہوگیا نامہ ہاتھ سے لیا
نامہ کھولا اُسمین یہ مضمون تھا اے نیلگون ہم نے سنا کہ اب سامری سے بھی معلوم ہوا کہ تم نے بڑے بڑے
صدمے اُٹھائے لہذا یہ نامہ بھیجا جاتا ہے ہماری مصاحب خاص گرم خو سحر آم آتش مزاج نامہ لیکر آتی ہے
ایک سحر اُسکی معرفت بھیجا ہے اسکو اپنے قبضے مین کرو نامہ پڑھکر کاغذ تو مٹھی مین دبا لیا بہ نگاہ محبت
جمال خیال کو اُس نازنین کے دیکھ رہا ہے خیال کرتا ہے کہ سب اعضا درست ہیں لاکھ حسن و ناز غمزے ہزار ادا

لگون گھبراکر اُٹھا ماہ نے کہا حضور آپ کی شکل کا ایک جوان تخت پر بیٹھا ہوا ساحرونکو قتل کر رہا
نیلگون کڑک کر چلا اُسوقت یہ ہوا کہ خواجہ تخت پر بیٹھے ہوے جادوگرونکو قتل کر رہے ہین
لگون نے وہین سے نعرہ کیا باش او ساربان زادے منم نیلگون جادو عمرو نے کہا ای جادوگر دلیناہی
ل یہ ساربان زادہ آتا ہی اسکو مار لو سب جادوگر نیلگون پر سحر کرنے لگے عمرو نے جا ہاتخت پر سے اُٹھ کے
گون نیلگون نے دونون ہاتھ ہلادیے ایک ہاتھ سے برق چمکی کئی سو کے سر اُڑ گئے دوسرے سے جو شارہ
تھا کچھ قطرات آب گرے خواجہ لڑکھڑا کر گرے گرتے گرتے آواز دی ای بہار بچانا بہار نے اُٹھتے اُٹھتے
از دی ای گل اندام جلد آ ایک کنیز زمین سے پیدا ہوئی اُسنے گلدستہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا بہار نے کئی پھول
کر ہاتھ مین لیے گلدستہ تو نیلگون پر کھینچ مارا آواز دی ای نسیم و شمیم اسکی خدمت کرو وہ جو پھول
ین تھے وہ عمرو پر پھینک مارے عمرو پر سے سحر نیلگون کا اُترا بہار نے دیکھا نیلگون پر پھول
نے لگے ہوا تھنڈی چلی یہ تو اپنے کو بچا رہا ہی شکیل نے بھی کچھ سحر نیلگون پر کیا کہ تلوارین خنجر برسنے
بہار نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا شکیل سے کہا سحر کرتے ہوئے نکل چلو بہار و شکیل لڑتے ہوئے چلے
نے کچھ زیور بھی اپنا نیلگون پہ پھینک مارا ترنین نیلگون پر گرین شکیل نے تاج سر کا پھینک مارا
لون تو ان آفتون مین پھنسا ہوا ہی بہار و شکیل تو نکل گئے لیکن نیلگون پر جو سحرونکی بوچھار
ہوئی لاکھ لاکھ اپنے کو سنبھالا مگر بیہوش ہو کے پکار اُٹھا نظم

ہ فرقت بھی شب وصل غم انجام مین ہی — ہجر جان وصل اجل وصل دل آرام مین ہی
مرا یار مرے گھر کے قریب آپہونچا — نور خورشید جہانتاب در و بام مین ہے
ہ کو خال خط زیبا نے پھنسایا خط مین — مین ترے دام مین ہون دانہ مرے دام مین ہی
ا موت کے پنجے سے مریض گیسو — یہ چراغ سحری حشر تک اس شام مین ہی
ہ عالم کا ترے جام مین ہی ای جمشید — جس سے عالم کا ہی جلوہ وہ مرے جام مین ہی
لے رتبے سے دل خوب ہی آگاہ قبول — معجزہ گو نہین داخل مگر الہام مین ہی

ب تھا کہ اپنے سردارون پہ تلوار کھینچکر جا پڑے کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سر پر آکے نیلگون
ین چیخ ماری منھ سے آگ نکلی جل گیا خاک سر پر نیلگون کو ہوش آیا ہوش آتے ہی
سر پیٹنے لگا کہا یارو بہار و شکیل کہان گئے کہا حضور ہم پر سحر کر کے نکل گئے سیکڑون

کہا ہی گل پیرہن مجھپر کوہ غم و الم ٹوٹ پڑا ہاے مین کدھر جاؤن عمرو نے جو دیکھا کہ یہ گھبرایا
جیب مین ہاتھ ڈالکر پانچ جناب دار و بیہوشی کے نکالے کھایئون مین دباکر منھو پر نیلگون کے
نیلگون بیہوش ہوا عمرو نے چادرہ اُسپر ڈالدیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے آکر تخت پر بیٹھے عمرو گھبرایا
ہر بیٹھتے ہی حکم دیا شکیل و بہار کو لاؤ جادوگر جاکر شکیل و بہار کو لائے عمرو نے دیکھتے
دہی کیون بہار تمہارے واسطے میرا بھائی مارا گیا اب بہتر یہ ہر کہ مجھکو قتل کرو بہار
شرماکر سر جھکا لیا شکیل کو ڈانٹا کہ او نالائق تو نہین سمجھا تا شکیل نے بھی جواب سخت دیا
عمرو کوڑا پکڑکے اُٹھے کہا مارے کوڑون کے کھال اُڑادونگا قریب شکیل کے آکر پائین
کا تل دکھایا شکیل قدمون پر گر پڑا کہا مین آپکا مذہب اختیار کرتا ہون خواجہ
رہا کیا بہار کو بڑا غصہ ہر کہ شکیل کو کیا ہوگیا مذہب لات پرستی اختیار کیا شکیل نے
ہی کان مین بہار کے کہا خواجہ بشکل نیلگون ہین بہار نے اشارہ کیا مین بھی ا
کرتی ہون بہار و شکیل کو رہا کیا پہلو مین تخت کے جگہ دی بڑے بڑے ساحر جمع ہین د
کو وزیر اعظم عقاب جادو دوسرے پہلو پر سحاب جادو خواجہ نے سحاب سے کہا ہمین
کھٹکا ہوتا ہی کہ عقاب مسلمانون سے ملگیا ہی اسکی مشکین باندھو لو سحاب نے کہا اے عقاب
کو تمھاری جانب سے شک ہی زبان مین سوزن دے لو اگر تمھاری حرکت دریافت ہوئی تو قتل
ورنہ رہا کردیے جاؤگے عقاب ڈرا منھ سامنے کردیا کہ سرکار کو اختیار ہی سحاب نے عقاب
زبان مین سوزن دی عمرو نے کہا ہمنے اسکا لکھا ہوا نامہ پکڑا ہی سحاب اسکا سر کاٹ لے سحاب
نے عقاب کا سر کاٹ لیا ہمراہیان عقاب سے خواجہ نے کہا ہمنے تمھارے افسر کو قتل کیا
سحاب نے بھی ہمکو نہ سمجھایا کیا جلد سر کاٹ لیا یہ تمھارے افسر کا دشمن تھا تم اسکا سر کاٹ
عقاب نے اُٹھکر سحاب کو قتل کیا اب بارگاہ مین عمرو نے اس تدبیر سے سردارونکو قتل کرا
کیا ایک جادوگر عزیزدار مہر پیکر ہی ماہ جادو نام بارگاہ سے گھبراکر اُٹھا کہ جاکر ہمشیرہ سے کہون
شہنشاہ سڑی ہوگئے آپ آکے سمجھائیے کئی افسر مارے جاچکے اب آپسمین تلوار چلا چاہتی ہی
ہوا اُسی خیمے مین گیا جاکے دیکھا خیمے مین سناٹا پڑا ہی نیلگون کا ہاتھ چادرے سے کھلا ہوا
ماہ نے دوڑکر چادرہ چہرہ سے ہٹایا نیلگون کو بیہوش پایا پٹی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ہوشیار کیا

صورت میں قامت میں قد میں کسی بات میں فرق نہیں خلاف قاعدہ استقبال کیوں کیا خواجہ
ن میں کہ اگر شراب کی تقریب کروں ایسا نہو سحر کو میٹھے کہ نیلگون نے کہا ملکہ عالم آج شراب کباب کی
ب نہوگی یہ سنکر عمرو میں جان آگئی کنیزوں سے اشارہ کیا شراب لاؤ کنیزیں جاکر گلابیاں شراب کی لائیں
ان کباب کی لاکر رکھیں عمرو نے ایک گلابی میں بیہوشی ملائی جیسے ہی شراب میں بیہوشی ملی
نڑاق سے ٹوٹا نیلگون نے آواز دی خبردار او ساربان زادے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا چاہا
ہتھڑ مارے عمرو نے جھپٹ کے تاج لیا ایک دولتی ماری کہ منہ کے بھل نیلگون گرا خواجہ
کرکے نکل گئے نیلگون نے چیخیں مار کر رونے لگا کنیزیں دوڑیں کہ شہنشاہ کیوں روتے ہیں
ین جو بلوہ کرکے دوڑیں خواجہ گلیم اوڑھ کر انکے بیچ میں آگئے وزیرزادی گل پیرہن جو پیچھے
ی عمرو نے ایک کنیز کی شکل بنکر اسکو الگ بلایا بیہوش کرکے اسکو بھی زنبیل میں ڈالا وزیرزادی
کل بنکر دوڑے کنیز دیکھو چھوڑ کا اری تم سب اندر کہاں جاتی ہو ملکہ نے کسی بات کو نہ مانا ہوگا اسی
ناہ روتے ہیں تم کاہکو اندر گھسی جاتی ہو سب کو روک کر خواجہ اندر پہونچے دیکھا نیلگون اکیلا
روز رہا ہی عمرو نے دوڑ کر بلائیں لیں کہا شہنشاہ خیر تو ہی ملکہ کہاں گئیں جس بات پر کہیے گا میں
ی کردونگی نیلگون نے رو کر کہا ملکہ کہاں ہیں عمرو عیار ملکہ کی صورت بنکر آیا تھا میرا تاج بھی لیگیا
ملکہ کو کہاں رکھا ہوگا کہا حضور خیمے میں تلاش کیجیے یہیں کہیں ہونگی وہ آپ بھاگ کر
گیا نیلگون نے کہا ای گل پیرہن ہاے میں کیا کہوں میں نے بڑی مشقت سے اس معشوق کو اپنے
ں رکھا ہمیشہ خدمتگزاری کرتا رہا آج یہ آفت پڑی اب میں کہاں ڈھونڈھوں اور تلاش
کروں

نظم

آشیانہ ہوگیا اپنا قفس فولاد کا
آمے دانے نے دکھایا گھر ہمیں صیاد کا

حوصلہ کیا عندلیب خانماں برباد کا
روے گل پھولے جو منھ دیکھے مر صیاد کا

گردش چشم بتاں سے ملگیا میں خاک میں
آسماں کو شوق باقی رہگیا بیداد کا

قد کشی کو باغ میں جاتا ہے وہ بالا بلند
سکا تنا منظور ہی اس شوخ کو شمشاد کا

ای پری یہ دکون ہی تیرا جو دیوانہ نہیں
شہر یہ عالم ہی صحراے جنوں آباد کا

اب بھی اوہت آ جو آتا ہو خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہی آتش ناشاد کا

تشریف نہین لائے یقین ہی جسکو آئینگے کنیزون نے عرض کی شہنشاہ نیلگون آپ کے نام پر جان دیتے
کچھ تو آج صدمہ ایسا ہوپنچا کہ تشریف نہین لائے اب عمرو عقل سے سمجھا کہ یہ نیلگون ہیادو کی معشوقہ
خواجہ کنارے ہو گئے سر شام اُس دروازے پر آکر ٹھہرے کنیزونکو دیکھا ایک کو اشارے سے بُلایا اُسکو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر اندر آ کے مہر پیکر نے کہا اری گلشن کہان گئی تھی کہا حضور دربار کی خبر
لینے گئی تھی مہر پیکر نے پوچھا شہنشاہ کیا کرتے ہین دست بستہ عرض کی حضور کے اشتیاق مین
یہی ذکر ہوتا تھا کہ آج مین ملکہ کی ملاقات کو نہین گیا حضور مرد ہرجائی ہوتے ہین آج زنڈی کو بلایا
مین تو بہت بگڑی بلکہ مین نے دو بیڑہ کہا کہ حضور معشوق پریچہرہ کہ جسکا ملنا ناممکن وہ آپکے قبضے مین
آپ نے بازار کی زنڈی کیون بلائی تو میرے آگے ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ سے ذکر نکرنا مین تو حضور
خیرخواہ ہون مہر پیکر رونے لگی گلشن نقلی نے کہا حضور کنارے چلیین تو ایک بات اور عرض
مہر پیکر غصے مین جھلائی ہوئی گلشن کے ساتھ تنہائی مین آئی خواجہ باتین بنانے لگے کہا بی بی سنو
اپنی چاہت ظاہر نکرے یہ لوگ مغرور ہو جاتے ہین باہر جا کر چار مصاحبون سے ذکر کرینگے فلان عورت
چاہتی ہی ہم پر جان دیتی ہی بڑے بڑے غمزے کرتی ہی باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُس نازنین کو
کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا زنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی نازنین کی شکل بنکر مسند پر آکے بیٹھے
کنیزین اہیسین چلبیلین آکر تعریف حسن و جمال کرنے لگین کہ ایک نے آکر خبر دی شہنشاہ تشریف لا
خواجہ واسطے استقبال کے اُٹھے ٹہلنے لگے کہ نیلگون تاج پہنے ہوے اندر آیا ملکہ کو دیکھا ٹہل رہی
مگر خواجہ کو خوف ہی کہ ایسا نہو یہ سحر مین کامل و اکمل ہی اگر پہچان لیا تو غضب ہوگا یہ سوچکر کہا
آئیے مین تو دیر سے آپکی منتظر تھی نیلگون کو کھٹکا ہوا کہ آج کیا باعث ہی کہ یہ مغرور حسن و جمال و
استقبال کے آئی خواجہ نے تیور پر جوبل دیکھے محبت کی باتین کرنے لگے کہا کیون صاحب آج
کیون نہین سرفراز کیا مین نے سُنا کہ سرکار کو آج بڑا صدمہ پہونچا عمرو عیار نے چاہا تھا کہ سرکار پر ع
کرے نیلگون نے کہا کیا تاب طاقت ہی کہ میرے سامنے عیاری کرے مین نے پیر مقرر کیے ہین
کی مجھکو خبر دیتے ہین میرے اوپر کوئی عیاری نہین کر سکتا یہ مضمون سُنکر خواجہ گھبرائے کہ اگر
کُھلا پھر کوئی صورت رہائی کی نہوگی اور پھر کوئی صورت گرفتاری اس ظالم کی نہوگی مگر آکر مسند پر بیٹھ
کرنے لگے لیکن نیلگون کو دیکھتے ہین کہ صرف استقبال کرنے بڑہا سکے تیور بدلے ہین نیلگون سوچ

لمون کے لائے نیلگاون نے گلابی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار لڑکھڑا کر گرا خواجہ تو اتنی دیر مین
زمگار کی شکل نبکر کھڑے ہوئے نیلگون نے آواز دی اسکی مشکین باندھ لو یہ بد جادوگر ٹوٹ پڑے
بان مردے کی مشکین باندھی لیکن جب ہوشیار کیا تو وہ دہائی دینے لگا کہتا تھا اے شہنشاہ مین چوبدار رہا
ر بیٹ سے بچارہا افسر نبکر تو عجیب جان آفت مین پڑ گئی مین وہی پرانا چوبدار ہون سرکار کی دہائی
ین اجول نہین ہون لوگون نے کہا اسکا منہ دھلایئے اب جو لوگون نے اسکا منہ دھلایا دیکھا وہی پرانا چوبدار
یاد کر رہا ہے کہ حضور نے بڑے زور سے طمانچہ مارا غلام پر کچھ رحم نہ کیا مین یہ جانتا تو کبھی شراب لیکر نہ آتا
تو اہالی دربار بہت حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے چوبدار نے کہا حضور مین میخانے مین گیا میان
ل نے میرے ساتھ یہ کام کیا اب تو سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ عمرو مردہ ہو کر زندہ ہو گیا چوبدار
ہ تیان کھلوادین آپ نکل گیا بہار و شکیل نے جو یہ حال سُنا یا تو انتہا کی بیقراری تھی یا خوشی ہوئی
بل نے کہا انشاء اللہ اب رہا ہونگے خدا خواجہ کو سلامت رکھے اُنکی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمکو
رہا کرینگے لیکن خواجہ اب لشکر مین پھر رہے ہین اس فکر مین ہین کہ نیلگون کو کیونکر گرفتار کر دن
ر شکیل کو کیونکر چھڑا دُن نیلگون نے سفر موقوف رکھا کہ جب عمرو گرفتار ہوجائے تو یہان سے کوچ ہو
، دن پھرتے پھرتے پشت لشکر پر خواجہ پہونچے گانے کی آواز سُنی پشت پر خیمے کی آکے سراچہ
ے کیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہے ایک شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ
قوم کی ڈومنی محفل مجلی کے یہ غزل گا رہی ہے

نظم

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے	زمین جسکی چہارم آسمان ہے
خدا پنہان ہے عالم آشکارا	نہان ہے کنج ویرانہ عیان ہے
دل روشن ہے دو شنگر کی منزل	یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے
تکلف سے بری ہے حسن ذاتی	قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے
جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان	مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے
قد محبوب کو شاعر کہین سرو	قیامت کا یہ اک آتش نشان ہے

جہ اُس نازنین کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ محبوب مطلوب کون ہے کہ جو اسطرح آراستہ پیراستہ زیور و جواہر
الدی ہوئی بیٹھی ہے خواجہ کان لگا کر سننے لگے وہ نازنین کہہ رہی ہے کہ آج شہنشاہ کو بڑا ملال پہونچا آج یہان بھی

آواز دی یارو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا شراب لیجاو شراب تقسیم ہونے لگی
کے دروازہ پر کئی جادوگر جو بیٹھے تھے وہ بھی شراب لینے کو دوڑے ملکہ بہار نے پوچھا
کہاں جاتے ہو جادوگروں نے کہا آج یہاں احول ساقی ہوئے ہیں شراب تقسیم ہو رہی ہے ہم بھی
ہیں جادوگر تو گئے بہار نے کہا اے تکیل اسوقت دل کو ایک قوت حاصل ہوئی کہ یہ مرگئیں تو
کی ہیں تکیل نے کہا میرا دل بھی یہی کہتا ہے کہ خواجہ نے عیاری کی اب احول کی شکل بنکر آتے ہیں
تکیل تو یہی باتیں کر رہے ہیں خواجہ نے شراب تقسیم کرنا شروع کی اب گلابیان آراستہ کر کے
محفل میں لیکر جاؤں نیلگون نے یہاں مصاحبوں سے کہا احول پر عجب سانحہ گذرا مجھکو شک ہوتا ہے
وقائع نگار نے لکھا ہے کہ خواجہ مرکر بھی زندہ ہوئے ہیں ارے ذرا اوراق سامری کو لاؤ ملازم
اوراق لاکر پیش کیے اب جو اُسنے سر جھکا کر دیکھا اور مضمون پڑھا سب حال مفصل معلوم ہوا کہ
مردیکی عیاری کی احول کی شکل بنکر آیا بے اختیار پکار اُٹھا یارو تمنے سُنا وہ مردہ ہونا سراسر
تھی اب احول کی شکل بنکر آیا ہے ساربان زادے کو آنے تو دو یہ چرچا بیرون بارگاہ ہو
ایک چوبدار گھبرا طرف میخانے کے چلا یہ دل میں سوچتا ہوا کہ احول کی شکل کیونکر بنگیا مردہ کیونکر
ہوا ٹہلتا در میخانے پر آیا خواجہ کو جھک کر دیکھنے لگا عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہا میاں مردہ ہے
کیا دیکھ رہے ہو کہا اے احول ہمکو شہنشاہ کہتے ہیں کہ یہ عمرو عیار ہے خواجہ چپ ہو رہے کہا میاں
صاحب ذرا یہاں آئیے چوبدار آیا کہا مردہ ہے صاحب ذرا اس شراب کو چکھیے دربار شاہی کے لائق
یا نہیں مردہ ہے شراب پی عمرو نے اُسکو بیہوش کیا آپ تو مردہ ہے کی شکل بنے مردہ ہے کو احول بنایا
بعد اُسکے ہوشیار کیا کہا مردہ ہے صاحب ابھی سامری و جمشید تشریف لائے تھے تمکو شکل احول
بنا گئے اب تم شراب لیکر دربار میں جاؤ بڑی آبرو ہوگی مردہ ہا بھول گیا کہ احول دس ہزار جادوگر
افسر ہے اب مجھکو افسری کی تنخواہ ملیگی گلابیان آراستہ کرکے کشتی کاندھے پر رکھے طرف دربار کے چلا
راہ میں جو جادوگر ملے اُسنے کہا میں تمھارا افسر ہوں سب جادوگر جھک جھک کر سلام کرتے
اور چوبدار دل میں خوش ہوتا ہے کہ سب میرے تابعدار ہوئے اب ان سبھوں سے کام لیا
یہ سوچتا ہوا دربار میں آیا نیلگون کو جھک کر سلام کیا کہا حضور یہ شراب حاضر ہے نوش فرمائیے
نیلگون نے کہا جام بھر کے لاؤ خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہیں مردہ ہے صاحب جام بھر کر ہنستے ہوئے ساقی

رے ہوئے ہین لاکھون جادوگر جوان و پیر عمرو کو رو رہے ہین جنگل مین بڑا جادو ہے مین نے تم سے پوچھا
م سب کون ہو تو اُن سبھون نے کہا ہمین عمرو نے قتل کیا روح کو ہماری پیر بناکر رکھا اب آج اُسکا
فال ہوا ہم سب پُرسا دینے کو آئے ہین ہمیشہ اُسکی لاش کے ساتھ رہینگے مشمش و مامہ میرے ساتھ
لے آئے اب مین گھبرا رہا ہون ایسا ہو مجھے چیر پھاڑ کر کھا جائین نیلگون نے کہا کیون خوف کرتا ہے
مش و و مامہ اُس ملک مین بڑے ساحر تھے یہان اُنکی کچھ حقیقت نہین مین ایک سحر ایسا کرونگا کہ سب جلکر
ل ہو جائینگے یہ کہکر نیلگون نے ایک گولہ مارا شعلہ ہاے آتش آسمان سے گرنے لگے احول نے کہا
ہے وہ شعلہ آتش کو کھائے جاتے ہین شعلہ ہاے آتش سے نہین جلتے مگر اس گولے کے مارنے سے ذرا دلکو
ین ہوئی ہے اب مجھکو بارگاہ مین لیچلیے احول کا ہاتھ پکڑکے نیلگون بارگاہ مین لایا نیلگون
حول کو بٹھا کر کہا نہ گھبراؤ تمھارے پاس اب کوئی نہ آئیگا احول بیٹھے بیٹھے اُٹھا کہا اے شہنشاہ
حران میرا دل گھبراتا ہے ہزارون جادوگر میرے سامنے چلے آتے ہین سامری و جمشید سامنے کھڑے
ی کہہ رہے ہین اے احول آج ہمکو کہین شراب پینے کو نہین ملی شراب کا جلسہ آراستہ کرو تم سب پیو ہمارے
م پر شراب زمین پر گراؤ ہماری روح کو راحت ہو نیلگون نے کہا کیا مضائقہ احول نے کہا میخانے
بھی مجھکو دیجیے مین سب لشکر مین شراب تقسیم کرون دیکھیے میرے گلے پر سامری نے ہاتھ پھیر دیا ذرا گانا
یر اسنیے فرماتے ہین یہ کمال ہمنے تمکو دیا عمرو کو دنیا سے اُٹھا لیا علم موسیقی کا کمال اُسکو تھا اس کمال مین
اب تجھکو طاق کیا شہرۂ آفاق کیا سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار گائے

نظم

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا	روٹھکر عیسیٰ سے ہوتا ہون مین بیمار جدا
نہین گھٹتا ہے عالم سے نرالی اُسکی	طرز رفتار الگ بندش دستار جدا
ہاتھ گردن مین جو ڈالے تو یہ کہتا ہے وہ گل	یارب انسان کے گلے سے رہے یہ ہار جدا
شش جہت مین نہین اُس رنگ کتابی کا نظیر	معنے پیدا ہین ہر اک فقرے مین دو چار جدا
خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان اے قاصد	تیرے سایہ سے کھڑی ہوئیگی دیوار جدا
زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش	فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

لگون نے کہا اے احول حقیقت مین یہ کمال تمکو خداوند نے دیا آج تو تم ایسے گائے ہو کہ کبھی ایسا گانا
ن سنا یہ کنجی میخانے کی لو شراب کا تمکو اختیار ہے احول نقلی کلید میخانے کی لیکر شراب خانے مین آئے کار کر

عمرو کا اُٹھا کر لیجاؤ جنگل مین پھینک کے چلے آؤ احول جادو کہ لشکر کا سپہ سالار ہی اُسنے عرض کی
کہ حضور دو چار کی کیا ضرورت ہی مین اکیلا لاش کو لیجاؤنگا پھینک کر چلا آؤنگا نیگلون نے کہا
ایسے مقام پر پھینکنا کہ جانوران درندہ اسکے لاشہ کو کھا جائین احول نے آگے جنازہ جو عمرو کا اُٹھا
مشکیل و بہار جان دینے پر آمادہ ہوے افسر ون نے روکا بہار بلک بلک کے کہتی تھی اُنکو ت
سے بڑی امید تھی کہ بادشاہ جمجاہ سے ملائینگے اب ہمین لشکر اسلام سے کون ملائیگا مگر البتہ کث
عشق و محبت سے امید ہی کہ شاید وہان تک پہونچ جائین نظم

فرط شوق اُس بت کے کوچے مین لگا لیجائیگا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائیگا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے تابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اُڑا لیجائیگا

روتے روتے جان جاویگی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف نہین
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لیجائیگا

ایک گل اس باغ کا بوے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لیجائیگا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائیگا

اسطرح بلک بلک کے بہار روئی کہ سُننے والون کے کلیجے پھٹتے تھے احول جادو لاشہ خ
اُٹھا کر لیگیا جنگل مین جا کے پہونچا ایک درخت کے نیچے لاشہ رکھا خیال مین احول کے گذ
مُنھ کو کھول کے دیکھون جیسے ہی عمرو کا مُنھ کھولا خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان احول جاب
پہ چھوڑ جائیے گا احول ڈر کا پننے لگا کہ مردہ باتین کرتا ہی خواجہ نے کہا ابے کیون ڈرتا ہی مین بر
عمرو کے مردے مین سما گیا تیرے گھر بھر کو کھا جاؤنگا یہ کہکے خواجہ اُٹھ بیٹھے اُٹھتے ہی احول کو ا
مارا احول چیخ کھا کے گرا بیہوش ہوا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اُسکو تو صحرا مین پھینک دیا اُسکی
دوڑے ہوے لشکر مین نیگلون کے آئے لوگ پوچھتے ہین میان احول کہتے ہین بھائی مجھو سے
بی دمامہ میان مشمش میرے پیچھے دوڑے ہوے آتے ہین کہتے ہین عمرو عیار کو کیون مارا ا
تابعدار تھے یہ کہتا ہی کبھی ناچتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی لوگون نے جا کر نیگلون کو خبر کی کہ ا
دیوانہ ہوگیا عمرو کا لاشہ پھینکنے گیا تھا وہان سے سڑی ہو کر آیا نیگلون یہ سُنکر دوڑا بیرو
آکر دیکھا احول رقص کر رہا ہی پکار کر آواز دی ای احول خیر تو ہی کہا حضور مشمش و دمامہ

یکیل کو سنبھالون میگون نے گولہ مار دیا سر تلج کے دو ٹکڑے ہوئے **نیلگون** نے زمین
اوتر کر ایک دوہتھڑ مارا **خواجہ** بھی بیہوش ہو کر گرے **بہار و شکیل** کی زبان مین سوزن دی
و گرفتار کر کے اُسی مقام پر اُترا قیدیون کو قیدخانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے
ح کی کہ تم سبھون کی کیا راے ہے ان قیدیون کی وجہ سے میرے لیے بڑی بدنامی ہو لی کئی مرتبہ
ک رہا ہو گئے مگر عنایت **سامری و جمشید** ہے کہ عین وقت پر آکے پہونچا ان سبھون کو گرفتار
یا ورنہ سامنے شہنشاہ کے بڑی بدنامی ہوئی ارشاد فرماتے کہ ہمنے تمھاری حوالی مین اسواسطے
کیا تھا کہ رہا ہون شاید تمنے حفاظت نہ کی اب تم سب مصاحبون کی کیا صلاح ہے سب نے
ن کی کہ خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دیجیے بڑی بات یہ ہے کہ **عمرو عیار** بھی قید ہے
ی گرفتاری پر شہنشاہ بہت خوش ہونگے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے ہین
شاہ اُسکو فوراً قتل کرینگے سبنے یہی صلاح دی کہ خدمت مین شہنشاہ کی لیچلین **نیلگون** نے
ر اپنے ملک سے بلوایا ارادہ ہوا کہ سب کو آرابے پر بٹھا کے لیچلون عیار کھڑا ہوا ہے لشکر
ب آراستہ ہے نگہبانون سے کہا قیدیون کو لاؤ نگہبان جو قیدخانے مین گئے دیکھا **شکیل و بہار**
زار زار رو رہے ہین بیچ مین لاشہ **خواجہ** کا نگہبانون نے کہا اے قیدیو چلو **شکیل** نے کہا
ے بھیاؤ **نیلگون** سے جا کے کہو کہ ہمارے سرپرست نے انتقال کیا شہنشاہ ہمارے لشکر کے تھے اب کوئی
نہ رہا کس سے فریاد کرین اب ہمکو قید سے کون چھڑائیگا جہان **افراسیاب** نے قید کیا یہ ارسطو
یہ پہونچے اور ہمکو رہا کیا **افراسیاب** ایسے سے مقابلہ کیے میلے مین افراسیاب نے تمام عالم کو جمع کیا
ون نے جا کر میلہ کو ٹا **افراسیاب** نے سب کچھ کیا مگر کچھ بھی نہو سکا بہار کا تو عجیب ہی حال ہے جان
ے پر آمادہ فرماتی ہین دبلا پتلا آدمی نازک مزاج عیارون کے سرتاج شب کو اُنکو کھانا ندیا تڑپ تڑپ کے
ر گیا نگہبانون نے جا کر **نیلگون** سے کہا حضور بڑا غضب ہوا عمرو عیار مر گیا **نیلگون** حیران ہوا کہا
ب عیارون کے بارے مین یہ حکم شہنشاہ ہے کہ مقدمے مین ان مکارون کے قتل و عدم قتل کا ہمکو اختیار ہے
ین کیا جواب دونگا فرمائینگے زندہ میرے پاس کیون نہ لائے ایسا نہو کہ شہنشاہ دامنگیر ہون آخر سب نے
ح کی کہ حضور لاش پھنکوا دیجیے کوئی اب شہنشاہ کے سامنے ذکر نہ کرے کہیے ہم عمرو عیار کو نہین جانتے
آپ کا دامنگیر نہوگا یہی بات ٹھہری کہ لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا جائے پانچ جادوگرون کو حکم ہوا کہ لاشہ

تو بہتر ورنہ بلوہ کرکے جا پڑینگے لوٹ کر اسکو لمینگے بہانہ گور ہاکر لائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکا
دوڑے ہوئے آئے کہا اے شہریار عجب معرکہ ہی سارے لشکر مین شراب تقسیم ہو رہی ہی مشہ
کہ خواجہ عمرو ساقی ہین کوئی باقی نرہے یا تو شکیل پریشان بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا
لو صاحب پیرو مرشد وہان پہونچگئے لیکن کیا رنگ جما یا کہ بصورت اصلی عیاری کر رہے ہی
سرتاج اے شہریار دس بارہ ہزار جادوگرونکا لشکر کیلیے خواجہ کیا کرینگے شکیل نے
وہ اکیلے دس لاکھ پر بھاری ہین اب اطمینان ہوگیا ہرکارے معزز کیے کہ ہمکو خبر دم بدم کی پہو
ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے یہان خواجہ نے محفل مین بیٹھکر اول چند اشعر
گاے بعد اوسکے جام بھرکر سر پر رکھا میگون کو شراب پلائی تھوڑے ہی عرصہ مین ساری
کو خواجہ شراب پلا چکے بہار کو گوشے مین بٹھایا تھا زبان سے سوزن نکال لی تھی میگون
شراب پیکر مبہوت ہوا تھا خواجہ نے کہا چلیے معشوقہ آپکو بلاتی ہے میگون خوشی خوشی اٹھا
ہی زمین پر گرا باہر لشکر والے جو تھی پیزار کرکے بیہوش ہوے دربار مین جب سب برلب فرش
چلے خواجہ نیمچہ کھینچکر اول میگون ہی پر جا پڑے نیمچہ مارا سر اوسکا جدا ہوا بہار بھی کڑک کر گر
سحر کرکے جادوگرونکو جلانے لگین شکیل نے جو میگون کے مرنے کی آواز سنی یہ بھی سرتاج
ساتھ لیکر آ پڑا آتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگا خواجہ غل مچاتے ہین ای شکیل میرا نقصان
مین کپڑے تو لنگے اتار لون پھر تمکو جلانے کا اختیار ہی فرزندار مجھے حیران کرینگے شکیل تو جو
بھی نہین دیتا بہار بھی پھول پھینک رہی ہین جسپر پھول پھینکے وہ جلکر خاک ہوا قضاے
نیلگون جادو دربار مین بیٹھا ہی گلے مین موتیونکا مالا تھا اوسمین کا ایک موتی ٹوٹا نیلگ
نے سر پیٹ کر کہا کہ میرے بھائی کو کسی نے مار ڈالا جھولی مین ہاتھ ڈالکر وقائع سامری نکالا
دیکھکر کہا یارو دشت خاشاک مین بھائی میرا مارا گیا افسوس کہ سرداروں نے خبر نہ لی یہ کہکر با
کئی ہزار جادوگر پشت پر چلی یہان خواجہ عمرو و بہار و شکیل و سرتاج لشکر میگون کو قتل کرر
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نیلگون جادو بہار نے چاہا کہ مین دونون پاؤن مارکر غرق زمین ہو جا
نیلگون نے گولہ پھینکا بہار کے پاؤن زمین نے تھام لیے زبان بند ہوگئی شکیل کی جانب
للکارا او جوان کیا کرتا ہی ایک گولہ پھینکا شکیل بھی زمین پر گرا سرتاج نے چاہا کہ

ائے لاؤن یہ باتین ہوتین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگرنے بڑھکر خبر دی کہ خواجہ عمرو
شریف لاتے ہین میگون یہ سنتے ہی دوڑا اور دروازے پر آگیے دیکھا خواجہ عمرو بصورت
ملی آتے ہین میگون دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا اے یار وفادار کہان تھے میرے
ہین ہمکو ڈھونڈھتی تھین عمرو نے کہا مین قید سے چھوٹا ہوا اس لشکر مین نکلا کہ اپنے لشکر مین کو
جاؤن لشکر والے سب پریشان ہونگے میگون نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بہار
نام پر میری جان جاتی ہے مین راتکو گرفتار کرکے لایا مگر وہ معشوقہ سرکش نہین مانتی اب
کو راضی کر دیجیے خواجہ نے کہا اے میگون تم وہ جوان رعنا ہو کہ وہ تم پر خود جان دیتی ہے
ابھی چلتا ہون عمرو نے سب حال پوچھا میگون نے رو رو کر کیفیت بیان کی خواجہ دربار
ن آئے بہار کو دیکھکر فرمایا کیون ملکۂ عالم چاہنے والے کسی کو ملتے ہین کیون انکار کرتی ہو
ارے سے فرمایا ہم بھی دو چار کوڑی کا روزگار کرلین ملکہ بہار نے مسکرا کے کہا آپکو جیتا
خواجہ نے کہا ای میگون ذرا کنارے آؤ تو مین تمسے مفصل کہون میگون خوشی خوشی
رے آیا عمرو نے کہا وہ خود تمپر جان دیتی ہی مجھسے کہا کہ مجکو کیون چرا لایا مین تو انھین کی
ن مین تھی لیکن چاہتی ہین جلسہ آراستہ ہو مین ساقی گری کرون سبکو شراب پلاؤن جوڑا
ری منگاؤ زیور بھی عمدہ مہیا ہو وہ دلھن بنکے بیٹھے تمھارے سر پر سہرا بندھے تم دولہا
میگون خوش ہو گیا کہا خواجہ مین عمر بھر کا غلام ہون عمرو نے کہا ہم بھی قدردان کا جو یار
ہمدرد وفا کرنے والا ملا افراسیاب کو مار کر تمکو بادشاہ کرون میگون مسخرے کی کیا
بقت ہے میگون ان باتون سے پھول گیا گلے سے موتیون کا مالا اتار کر پہنا دیا خواجہ نے آکر
ے کو آراستہ کیا کنجی میخانے کی لی سب شراب کو خراب کیا لشکر مین تقسیم ہونے لگی مشہور ہوا کہ
اجہ عمرو ساقی ہونگے اب کوئی باقی نہ رہیگا سب شراب پین لشکر مین شراب تقسیم ہونے لگی
ے گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے بہار کو لاکر ایک گوشہ مین بٹھا دیا کئی زنانے
ے بہاری لیے جواہرات کے صندوقچے لیکر اپنے قبضے مین کیے لشکر مین سب شراب پینے لگے
سل جادو جو اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا بہار کے واسطے بہت مکدر تھا سرتاج جادو نے بہار
حضور نہ گھبرائین پاس میگون کے پیغام بھیجے ہین اگر اسنے بہار کو چھوڑ دیا ہے

کیسے پریشان ہونگے کتنا عرصہ ہوا لشکر کی جدائی کو شکیل نے کہا انشاء اللہ چلینگے اس سرحد
خدا بخیر و عافیت نکالے نیلگون برا بادشاہ جلیل ہی اسکی سرحد سے نکلنا بہت دشوار ہی لیکن
نکلجائینگے لیکن میگون جو پلٹ کر آیا مصاحبوں کے سامنے بیٹھ گیا اور رونے لگا کہا یارو اب مین
کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا ہائے کیا کرون عمرو نے مجھسے وعدہ کیا تھا عمرو کا نشان نہین ملتا
مصاحبون نے کہا حضور اسقدر بیقرار ہوں کوئی صورت نکل آئیگی میگون نے کہا اسیوجہ سے مین
میدان مین نہ نکلا کہ فساد بڑھجائیگا ورنہ سحر مین کیا مین کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون شکیل
کی کیا حقیقت تھی بہار پر بھی غالب آسکتا ہون لیکن اسکی محبت نے مجکو مغلوب کیا ہی میری رائے
ہے کہ آج شبکو جاکر بہار کو چرا لاؤن پھر میان شکیل کا مار لینا اور سر تاج کا زیر کرنا
بات نہین ہی سبنے کہا حضور یہی مناسب ہے وہ دوپہر رات گئے میگون اپنے مقام سے اٹھا پرواز
پیدا کر کے لشکر بہار مین آیا ایک نخل پر آکر بیٹھا ایک بارگاہ کے دروازے پر دیکھا بارہ چوبدار
کنیزین بیٹھی ہوئی حفاظت کر رہی ہین حاضر باش ناظر باش پکارتی ہین میگون زمین پر آیا بار
اٹھا گئے دیکھا ملکہ بہار گلعذار آرام فرما رہی ہین جوانی کی نیند ساق بلورین جو کھلگئی آنکھو نکی
اندھیر آتا ہی زلفین عنبرین عارض انور پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ ناگنیان من کے ڈسنے کو آئی ہین
سوتے مین اسنے بہار پر سحر کیا جب سوچا کہ اب سحر تاثیر کر چکا قریب آکر ملکہ بہار کی زبان مین سوزن
دی پنجہ کمر و پکڑ لے بھاگا صبح ہوتے ہوتے اپنے لشکر مین پہنچا اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ بہار کو سامنے
بٹھایا آپ لباس فاخرہ پہنکر تاج سر پر رکھا بہ تکلف تمام گرد مصاحب اب ملکہ بہار کو ہوشیار کیا
بہار نے جو اپنے کو گرفتار پنجہ تقدیر پایا شرما کے سر جھکا لیا میگون نے پکار کر آواز دی ای ملکہ
مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون مجھسے گستاخی تو سرزد ہوئی معاف فرمایئے جب کچھ چارہ نہ پایا
تو حضور کو چرا لایا غلام کا کہنا قبول فرمانا ضرور ہی قلب مضطر ہمارا نا صبور ہی ملکہ بہار نے
غصے سے طرف میگون کے دیکھا میگون مصاحبوں سے اشارہ کر رہا ہی یارو اس سرکش کو سمجھاؤ
میرا کہنا نہین مانتی جو مصاحب قریب آیا ملکہ نے بہ نگاہ قہر اسکی جانب دیکھا زبان سے فرمایا
کیا بیہودہ بکتا ہی اس ملعون کی شامتین آئی ہین ہمین قتل کرے یا گرفتار کر کے پاس شہنشاہ
کے بھیجدے میگون تڑپ رہا ہی کہ اپنے دوست صادق محب واثق عمرو عیار کا

کر خبر دی کہ شکیل جادو اسطرف جاتا تھا سرتاج جادو کو زیر کرکے اسی مقام پر اترا ہی یہ سنکر میگون اسی مقام پر اتر پڑا پیام بھیجا کہ اے سرتاج تمنے غضب کیا اطاعت مذہب اہل اسلام کی کرلی ہم شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرادینگے اگر اسکے خلاف کیا تو اس ذلت سے ہم گرفتار کرکے لیجائینگے کہ شہنشاہ فوراً قتل کرینگے شکیل نے سرتاج سے یہ معاملہ سنا جواب صاف دیا کہ میگون سے جاکر کہدو جو تجھسے ہوسکے مقدور نکر میگون نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے میگون نے قصد کیا ہے کہ میدان کارزار مین نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین پر سوار آگئی ہو یخبین شکیل نے آواز دی ملکہ عالم آئیے میگون نے جو بہار کو دیکھا تڑپنے لگا پکارکر آواز دی اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی آپکے واسطے مین نے بڑی جفائین اوٹھائین قید مین رہا کیا کیا ظلم سہا اتو سرافراز فرمائیے عجب کیفیت ہے یہ صورت ہے نظم

چہرۂ یار مرے دل پہ بلا لاتا ہے	حسن جو کہتا ہے وہ عشق بجا لاتا ہے
خواب مین دیو ڈرا جاتا ہے آکر ہر شب	زلف کا عشق مرے سر پہ بلا لاتا ہے
صبح گلزار مین گل ہنستے ہین مین بھی خوش ہون	خبر آمد کی تری پیک صبا لاتا ہے
مین ملتا نہین ہرگز وہ بت ہرجائی	دل بیتاب مجھے روز تھکا لاتا ہے
تلخ کرجاتا ہے ہر روز دہن آکے طبیب	زہر کا جام پلانے کو بنا لاتا ہے
دل دل کہتا ہون جب مین تو وہ کہتا ہی قبول	تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ملکہ بہار جادو نے ان اشعار مہملات کو سنکر جواب بھی ندیا طرف شکیل کے متوجہ ہو مین اگر زمین پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہی شکیل نے سب کیفیت بیان کی ملکہ بہار نے کہا یہ بیحیا میدان مین آئے تو احوال معلوم ہو مجھکو بدنام کرتا ہے شکیل نے کہا آپ تامل کرین مین جاکر خود کو للکارتا ہون بہار کو روک شکیل میدان کارزار مین آیا پکارکر آواز دی او میگون ہماری مذہب مین تقدم جائز نہین مگر تیری نام پر ایسا غصہ ہی کہ مین خود نکل آیا اب میری مقابلہ مین آ بندہ شکیل نے پکارا مگر میگون نے مقابلہ کا ارادہ کیا لشکر کو پھیر کر لیگیا شکیل ناچار میدان کارزار سے پلٹا آکے بارگاہ مین بیٹھا بہار بھی سرنگون کہ رہی ہین ای شکیل لشکر والے

گرفتار کر کے یہان روانہ کرو نامے روانہ کر کے یہ کو مطمئن ہو کے بیٹھا لیکن شکیل جا
عرق زمین ہو کر کئی کوس پر جا کے نکلا ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا سوچ رہا ہے کہ کسطر
اپنے لشکر کو جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ ہزار جاد
پشت پر لگئے ہاے ابر سیاہ آسمان پر تڑ پتے ہوے سر تاج جادو خراجگزار افراسیا
ساحر لاجواب براے مدد حیرت جاتا ہے سر تاج کی نگاہ پڑی ایک ساحر نوجوان تاج
چہار جانب دیکھو رہا ہے عیار اُسکا صبار رو ہے اس سے کہا جا کر دریافت تو کر یہ نوجوان ک
کہ جو سایۂ نخل مین کھڑا ہے صبار و قریب آیا رعب و دبدبہ شکیل کا دیکھکر براے
خم ہوا کہا حضور ہمارے افسر سر تاج جادو دریافت کرتے ہین کہ آپ کا نام نامی و اسم گ
کیا ہے شکیل نے کہا جا کر کہدو فرزند ملکہ مہرخ تاجدار شکیل تمہارا رستہ بھول گیا ہے را
کو دیکھو رہا ہے عیار نے جا کر سر تاج سے کہا سر تاج نے کہا یہ تو بڑی نعمت ملی ملکہ حیرت
خوش ہونگی ان لوگون نے بڑے فساد برپا کیے یہ کہکر ساری فوج کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے
جوان کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کہکر چلے شکیل نے جو دیکھا کہ یہ بیحیا میرے
گرفتار کرنیکو آتے ہین زمین سے سنگ ریزے اٹھا کر مارے لشکر پر سر تاج کے پتھر برسنے
لگے سر تاج ہر چند دفع کرتا ہے پتھر برسنا نہین موقوف ہوتے کئی ہزار جادوگر مر کر گرے
سر تاج لاکھ تدبیرین کرتا ہے کچھ بن نہین پڑتا شکیل نے سحر کی بوچھار کردی
کو مار کر گھوڑا ابھی لیا تلوار کھینچے ہوے لڑتا بھڑتا قریب سر تاج کے پہونچا سر تاج نے کہ
تلوار کے مارے شکیل نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر
کو اٹھا لیا سر تاج نے آواز دی اے شہریار الامان شکیل نے ہاتھ روک لیا سر تاج
مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شکیل کو لا کر داخل بارگاہ کیا
خدمت مین مصروف ہوا شکیل کو مقدمہ بہار مین بڑا تردد ہے سر تاج سے بھی ذکر کیا
برادر حیران ہون کہ بہار کو کہان تلاش کرون اگر بدون بہار لشکر مین گیا سب کو قلق
سر تاج نے ہرکارے روانہ کیے شکیل اُترا ہوا ہے کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا میگون
مع دس ہزار سوار آکر پہونچا لشکر کو دیکھکر ہرکارے بھیجے کہ دریافت کرو یہ کسکا لشکر

ون ساحرون کو لیکر نکل گیا تو افراسیاب نے کہا مین بھی جاکر دیکھون یہ کہکر بانگلو خواجہ نے گلیم
ہولی اب جو جا کے دیکھا بہار و شکیل شکل برق کے تڑپ رہے ہین نیلگون نے نعرہ کیا ای بہار
ن شامتین آئی ہین ہنم نیلگون جادو وہین وہی ہون جسنے تمکو گرفتار کیا تھا بہتر یہ ہے
ال سے ہاتھ باندھو تو شہنشاہ ابھی آئے ہوے ہین خطا معاف کرا دونگا بہار نے گلدستہ
آگ برسنے لگی نیلگون اُسکو دفع کر رہا ہے افراسیاب کا نام سُنکر ہاتھو پانون مین بہار کے رعشہ
لگون کو جو دیکھا کہ شعلہ آتش مین پھنسا ہے لیکن آگ اسکے جسم پر تاثیر نہین کرتی پانی برسا کر
ہ آتش بجھاتا ہے ملکہ بہار نے دونون پانون زمین پر مارے غرق زمین ہو کر بھاگین نیلگون جو
تش سے تڑپ کے نکلا بہار کو نہ دیکھا چہرہ مُرجھا گیا طرف اسلم کے دوڑا کہا او اسلم تبلا بہار
ن گئی اسلم نے کہا مین کیا جانون پہلے تو نیلگون نے جھپٹ کر سرجوش پر گونہ مارا کہ اسکے سینے کو توڑ کر
لندیا اسلم پر آگ برسا دی اسلم شکل ہیزم خشک جلنے لگی شکیل نے بھی دونون پانون زمین پر
ے غرق زمین ہو کر بھاگا نیلگون نے سرجوش کو تو مار ڈالا اسلم کو جلا دیا میگون کو گرفتار
ہار و شکیل کو ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا میگون کو لیکر پلٹا لیکن افسوس کرتا ہوا کہ بہار و شکیل
گئے دیکھون اب شہنشاہ کیا فرماتے ہین محفل مین آیا افراسیاب کو نہ پایا حیران تھا کہ
اہ کہان گئے جادوگرون نے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے تھے یہ فرماتے تھے کہ مین
جاکر سحر کرون نیلگون کو بڑا افسوس ہوا کہ ایسے شرف سے محروم رہے کہ عمر بڑھ جاتی
ن لازوال ہاتھ آتی میگون سے پوچھا کیون بھائی صاحب آپ کیون میرے قتل کے درپے
ے میگون نے دیکھا کہ بہار نکل گئی اب عشق کا ذکر بیکار ہے ہاتھ باندھکر کہا بھائی صاحب
نے نہین معلوم مجھکو کیا کر دیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین نہ رہا اب مجھکو ہوش آیا نیلگون
پالہ عمرو نے کچھ کھلا دیا ہوگا کہا بھائی صاحب اب مناسب یہ ہے کہ بہار کو تلاش کرو مجھے
ناہ سے بڑی خفت ہوگی میگون نے کہا مین تلاش کر کے لاؤنگا نیلگون جادو نے
ن نے جادوگرون کو نامے بھی لکھتا ہون اس چالیس کوس کے گرد مین جہان چاہین گرفتار ہون
ون کے ساتھ دس ہزار جادوگر گئے یہ بہار و شکیل کی تلاش مین چلا نیلگون نے اسوقت
امے اپنے خدمتگارون کو لکھے کہ حیطۂ تصرف سے ملکہ بہار کا گذر ہوا اور شکیل کو بھی پاؤ فوراً گ

آئیگا دیا کیا جائیگا سرجوش سمجھا کہ معشوق ہی کھل کر اقرار نہین کرتی جب اس آفت
مین چھڑا دونگا اس سرحد سے نکال لیجاؤنگا تو ضرور قبول کریگی جوش عشق مین انجام کا خیا
نہ رہا بیتابی دل بڑھی سوزن زبان سے اسلم کی نکال لی اسلم نے فورا سحر کیا سب قید تو
زمین پر گری کہا تیرے ساتھ کتنے جادوگر یہان موجود ہین باہر جاکر اُن کو بھی رضی کرالیا
فساد برپا کرین سرجوش تو باہر نکلا چالیس جادوگر یہان موجود ہین گھبرا کے کہنے لگا
مین تو آپ اس ملک مین نہ رہونگا تم سبھو کی کیا صلاح ہی تم سب ساحر میرے ساتھ
ایک ایک کو سرفراز کرونگا کسی بادشاہ کی جاکر نوکری کرینگے یا کہین دعوی خدائی کر
بیٹھینگے جو کام کرینگے اسمین ترقی ہوگی سب ہان ہان تو کر رہے ہین لیکن پریشان ہین
سرحد سے کیونکر نکل سکینگے اگر نیلگون کو خبر پہونچیگی تو قیامت برپا کریگا یہان اسلم نے
ہوتے ہی اول شکیل کو رہا کیا شکیل نے بہار کو چھڑا یا میگون نے اشارہ کیا میگون
بھی زبان سے سوزن لی سرجوش جادو باہر صلاحین کر رہا ہی کہ اندر سے قید خانے
میگون نکلا آواز دی او سرجوش کہان جاتا ہی سرجوش نے پلٹ کر دیکھا سر پیٹ
کہ یارو سب رہا ہوگئے اب کیا کرون کیون بی اسلم یہ کیا غضب ہوا اسلم نے کہا ذکو ر
قید خانے مین ہم پر دباؤ ڈالتا ہی سب جادوگر ملکر سحر کرنے لگے بہار و شکیل سحرون کو دفع
ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ کر نکل جائین سرجوش بھی مصروف جانبازی ہی ایک جادوگر نے
یہ ساحران غدار بلاے روزگار ہین بہار گلعذار میگون مکاران ایسون کا روکنا نہا
دشوار ہی مالک کو خبر کر دو ایسا نہو یہ سب نکل جائین وہ جادوگر بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ افراسیاب
شراب منگوائی ہی تیلے گلابیان قرابے لا کے رکھے گئے افراسیاب نقلی القاب ساحری پر
ہی کہ جادوگر دوڑا ہوا آیا آکے اُسنے عرض کی ای نیلگون غضب ہوگیا سب قیدی رہا ہو
در زندانخانے پر لڑائی ہو رہی ہی بہار نے ایسے سحر کیے کہ غلام کے سامنے کوئی کے سر بچے
ہوے کون جواب دے سکتا ہی نیلگون نے کہا ای شہریار سنا آپ نے حبدن سے بی بہار
ہوئی ہین یہی سانحہ گذرتا ہی غلام کی جان آفت مین ہی افراسیاب نقلی نے کہا ایک
جام تو پیلو نیلگون نے کہا وہ ادھر بھڑ کر نکل جائینگی یہ کہکر دوڑا افراسیاب ناچار ہو کر

ی ملک الموت کو بھیجین تو تمھاری روح نہ قبض کرین نیلگون نے خوش ہو کے کہا اے شہنشاہ
کیا تدبیر ہے افراسیاب نے کہا القاب سامری کتب سامری سے نکالا شراب جلد جمع کرو ین
لقاب سامری پڑھون تمکو شراب پلاؤن عمر بڑھے سامری و جمشید کو بھی اختیار نہ رہے نیلگون
ے کہا آپ کی پرورش اپنے غلامونکو آپ سرفراز کرتے ہین کنیزون سے اشارہ کیا ارے شراب
لا جمع کرو یہان تو شراب جمع ہونے لگی اب حال قیدخانے کا تحریر کیا جاتا ہے کہ سرخوش جادو
شق اسلم جو نگہبان زندانخانہ ہوا سالہا سال سے صدمات فراق اٹھاتا تھا جب پردۂ شب
کل ہوا ٹہلتا ہوا زندان خانے مین آیا اسلم سر جھکائے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے سب سے
یادہ یہ صدمہ ہے کہ معشوق اس حال مین مبتلا ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مجنون و ناچار
مون کے گھر مین گرفتار اسلم اس حال مین ہے کہ سرجوش قیدخانے مین آیا پاس اسلم
ے بیٹھ گیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بخوبی آگاہ ہو کہ مجھکو سالہا سال گذرے
مارے عشق مین جلتے ہوے اکثر عرض بھی کی مگر آپ نے قبول نہین فرمایا جان نثار کرنیکو
ضر ہون ہرچند کہ جانتا ہون کہ اسی قیدخانے کی وجہ سے آپ پر اور میان میگون پر آفت
آئی ہمیشہ گھر مین راتون کو تڑپتا تھا یہ اشعار زبان سے نکل جاتے تھے نظم

ون مین گل ہین خار جو وہ گلبدن نہین — دریاے خون رواں ہے بہار چمن نہین
یا تو خوبرو کوئی شیرین سخن نہین — ہے چشمۂ حیات تمھارا دہن نہین
ن عاشقون کے پستے ہین رفتار ناز سے — محشر بپا ہے یار تمھارا چلن نہین
وے صبیح یار سے نسبت ہے کیا اُسے — ایسا لطیف کوئی گل یا سمن نہین
سے کا نام لیتے ہی دیتے ہین گالیان — یہ طرفہ ماجرا ہے زبان ہے دہن نہین
نا دتم بھی چھوڑ دو اس آن بان کو — معشوق خوش مزاج کا ایسا چلن نہین

اسعار پڑھ کے رونے لگا کہا ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ نیلگون بلاے روزگار ہے
اب اس سرحد سے نکل چلو آپ کی محبت مین گھربار سب چھوڑا وطن سے منھ موڑا
لم نے کہا اے سرخوش تو ہمکو مصیبت مین مبتلا دیکھکر بارو ڈالتا ہے ایسے حال مین تجھے
ار کرین یہ تو غیر ممکن ہے قید سے رہائی پا مین صحیح و سالم یہان سے نکل جائین پھر جو وہن مین

سوکھے ہوے جو ہاتھون مین لیٹے ہوے تھے وہ پھینک مارے پھول برسنے لگے جب
عاجز ہوا ایک دوہتھڑ زمین پر مارا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا ہاتھ مین اسکی ایک گیند
لیکر اس گیند کو سامنے نیلگون کے آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے کہا بہار کو لینا لیکن
معشوقہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر مین بھی یکتا ہی یہ سنتے ہی وہ جادوگر بڑھا پکار کر آواز دی
اے ملکہ بہار گلعذار حیا کی چلی آؤ نیلگون کی اطاعت کرو بہار نے چاہا پھول پھینکون اس
ساحر نے وہ گیند کھینچ مارا بہار نے پھول پھینکا وہ گیند پھٹا ایک ٹکڑا ابر کا اسمین سے نکلا
اڑکر سر پر بہار کے آیا گڑگڑا کر برسنے لگا بہار چمک کر بلند ہوئی کہ اس ابر کو توڑ کر نکل جاؤن جب
قریب ابر کے پہونچی ہاتھ پاؤن کی طاقت کم ہوئی لڑکھڑا کے زمین پر گری وہ ابر مثل سرپوش
کے بہار پر چھا گیا بہار اسکے اندر بند ہوئی اس ساحر سیہ فام نے نیلگون سے کہا اب
گرفتار کرلو نیلگون بڑھا قریب ابر آیا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر شق ہوا اسنے دیکھا بہار بے
پڑی ہے کنیزونکو آواز دی افراسیاب نے ہر مرتبہ تاکید لکھی ہے کہ بہار کی شان و شوکت
مین فرق نہ آنے پاے ہرچند کہ وہ مجھسے باغی ہی مگر مجھے بڑا خیال ہے کنیزون نے آکے
کی زبان مین سوزن دی بہار و شگیل و اسلم کو گرفتار کرکے بلٹا لا کر قید خانے مین قید
چند جادوگر بچانے حفاظت مقرر کیے ایک جادوگر موسوم بہ سرجوش سب کا افسر کیا
اسلم پر عاشق ہے آکر کرسی پر بیٹھا دل مین یہ خیال ہے کہ آج اس سے وصل حاصل کرو
آج تو معشوقہ قبضے مین آئی ہے نیکن نیلگون جو پلٹ کر دربار مین آیا مصاحبون سے کہا
کیا کیا افتادین پڑتی ہین مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر
ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت اڑائے ہوے آتا ہے نیلگون واسطے
اٹھا سب ساحر اٹھ کھڑے ہوے افراسیاب کا تخت آکر اترا نیلگون نے کہا حضور کا نامہ
کو پہونچا کیا گذارش کرون کہ کس آفت مین ہون بھائی صاحب میگون جادو دشمن ہو
غلام کا یہ قول ہے کہ جو شخص حضور کا دشمن وہ ہمارا رہزن مین نے انکو بھی قید کیا آج ایسا بلوا
نکل گیا مین ہی ایسا تھا کہ بہار کو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای نیلگون مجھکو بھی
خیال آیا کہ میرا رفیق بلکہ شفیق کس رنگ مین ہے جا کر دیکھ آؤن وہ تدبیر کرون کہ اگر ساحری

پھول گرتے ہی بھول گیا وجد کرنے لگا جمال بے مثال بہار دیکھکر پکار اٹھا نظم

قتل سے تو جو سر کو مرے کاٹ کر پھرے
تن پاؤن پر نثار ہو سر گرد سر پھرے

لے کے میرے نامے کبوتر بہت گئے
گردان ہو گئے نہ ادھر سے ادھر پھرے

للہ رے جوش اشک کے دریا بہا دئے
جس جس طرف کو دشت مین ہم چشم تر پھرے

پھرنا ادھر نہ حضرت دل یار پاس سے
سینے مین اب جگہ نہ ملیگی اگر پھرے

میری طرف سے نامہ کبوتر جو لے گیا
دوش صبا پہ یار کی جانب سے پر پھرے

للہ ری نازکی کہ دہن رنگ ہو کبود
گر دست وہم بھی ترے رخسار پر پھرے

دوزخ سے منہ نہ موڑے مری آہ آتشین
طوفان سے کبھی نہ مری چشم تر پھرے

ہو ہاتھ چشمہ لب جانان سے اے قبول
سو خضر آ کے خشک لب اور چشم تر پھرے

بہار نے صورت زیبا دکھا کر آواز دی او عاشق کاذب کیون بیہودہ بکتا ہے کیا تیرا مطلب ہے اختر نے کہا اے ماہ آسمان خوبی و اے مہر درخشان محبوبی میری جان جاتی ہے چاہتا ہون کہ قد مو پر نثار کرون ستارہ بھی اختر کا گردش مین آیا بہار نے کہا نیلگون کا سر لا دو تو ہم تمہارے ساتھ شادی کرین اختر مع دس جادوگرون کے نیلگون پر جا پڑا تلوارین کھینچین لے مارے نیلگون ان سحرون کو کب مانتا ہے اشارون مین دفع کر رہا ہے چاہتا ہے ان پر سے سحر اتار دون کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین مگر سحر نہین اترتا آخر غصے مین آ کر اختر پر جا پڑا شمشیر آبدار کو جنبش دی برق چمکی مع اختر دسون کے سر اڑ گئے اختر کی لاش پر خوب رویا پھر یہ کہتا ہے یارو مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ ایسے رفیق کو مارا لیکن بہار نے دو چار سحر ایسے کئے کہ نیلگون کی رنگت زرد دل مین درد بہار سے لڑ رہا ہے مگر جون جون دیر ہوتی ہے سحر دفع ہوتے جاتے ہین شکیل و میگون و اسلم کو گرفتار کر چکا ہے زبانون مین سکی سوزن گرفتار ہیج دمحن بہار سے سحر چل رہا ہے ہر طرف سے بہار پر بلوا ہے بہار نے گٹی سے جادوگرون کو جمال بے مثال اپنا دکھا کر دیوانہ بھی کیا اور قتل کر ڈالا ہزار ہا لاشہ زمین پر لوٹ رہا ہے نیلگون کی بوٹیان کاٹتا ہے کہ ایسا نہ ہو بہار لڑ بھڑ کر نکل جائے تو بڑا غضب ہو دستکین دیتا ہے فکر کرتا ہے بہار گلعذار سب سحرون کو دفع کرتی ہے کبھی پتے پھینکے کبھی پھول بکھرائے پھرے

اب سلا ای وحشت دل گور مین ارام سے — پھرتے پھرتے تھک گیا جنگل مین گھر بھی چاہیے
چار دن کو آئی ہے ملک عدم سی کھینکر روح — کب تلک رہیے یہان سیر فلک بھی چاہیے
بہر عالم ہی فنا محشر بھی ہو گا اے قبول — مبتدا کے واسطے اخر خبر بھی چاہیے

بتاکید لکھا تھا کہ اے نیلگون جسطرح بن پڑے ہمارے وصل پر راضی کر دو تو کیا عجب ہے کہ نیلگون خود قید خانے مین آئے بہار کو سمجھا ہے تم اب جلدی نکل جاؤ شکیل نے کہا میری زبان سے سوزن نکالو زبان شکیل سے سوزن نکالی اب جو شکیل مسکا تمام آہن ٹوٹ کر شکیل نے اٹھکر بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار نے جو یکبارگی قید آہن ٹوٹ کر بہار نے خواجہ کو رہا کیا اسلم ہان ہان کرتی ہے کوئی نہین سنتا میگون نے خواجہ کو کیا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھے نہ چھوڑنا خواجہ نے زبان سے میگون کے بھی سوزن نکالی اسلم کہتی ہے خواجہ کیا کرتے ہو خواجہ نے نہ مانا میگون کو بھی رہا کیا خواجہ و میگون و بہار و شکیل و اسلم قید خانے سے باہر نکلے ہین کہ زمین شق ہوئی نیلگون نے سر نکالا للکار آواز دی اسلم نے کہا غضب کیا اور بہار کو للکارا بہار نے چند شاخین نخل کی توڑ کر مارین نیلگون پر شعلہ ہائے آتش گرے نیلگون دفع کرنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھے گذارے ہوئے اسلم و میگون و بہار و شکیل سب نے ملکر نیلگون پر سحر کیا نیلگون آگ برسی خنجر گرے تلواریں گرین نیلگون نے سحرون کو دفع کیا اور پکارکر آواز دی اے کوہ نیلگون یہ سب باغی ماہ دولت کے ساتھ بے ادبی کرتے ہین خبردار یہ نکل کر نہ جانے پائین ہی نیلگون نے چیخ ماری اسلم تو لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی زمین شق ہوئی ہزارہا جادوگر سے نکلے دس جادوگر شکیل پر جا پڑے دس نے میگون کو پکڑ لیا چہار جانب میگون دیکھتا ہے کہ ارے ساربان زادہ کہان گیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے ہین یہ معاملہ دیکھ رہے ہین کہ نیلگون پر جا پڑون اس پر کوئی عیاری کی کرون مگر ہوشیاری نیلگون کی دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا شکیل و میگون و اسلم تو گرفتار ہو گئے دس جادوگر جو بہار کی جانب بہار نے گورے گورے ہاتھون سے دستک دی پکار آواز دی ای جنون خیز شور انگیز ان کو کچھ ہار سور تھے گلے مین پڑے تھے وہ پھول سکھا اے اختر جادوان سب کا انسر آئے

تنہین حیران ہوگئین کماداری ہمارے ذہن مین نہین آتا کہ حضور نے کیا فرمایا اسلم کچھ سوچ کر خاموش ہو رہی ہے دمبدم قید خانے مین جاتی ہے جمال شکیل دیکھکر چلی آتی ہے بیٹھتی ہے تو گھبراتی ہے خواجہ عمرو نے جو اسکو کئی مرتبہ آتے دیکھا شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھنا اور چلی جانی عمرو نے کہا اے شکیل اسلم جادوئم کو بہ نگاہ محبت دیکھتی ہے شکیل نے کہا استاد مین اُنکی خدمت گذاری کو حاضر ہون عمرو نے کہا اے فرزند کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہان سے نکلین نیلگون قتل ہو جائے اور بہار بھی رہائی پائے اپنے لشکر مین بخیریت پہونچ جائین پھر جانے کہ زندگی ہوئی شکیل نے کہا تو پھر مین اسکو دام مکر مین لاؤن عمرو نے کہا تو بیٹا جو کہتے کیون ہو اسلم پھر گھبرائی ہوئی آئی شکیل کو بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی شکیل نے کہا اے ملکہ عالم یہان تشریف رکھیے ہم کچھ آپ سے بات کرینگے اسلم خوشی خوشی قریب آکے شکیل کے ابھی اسلم سے ہمنشین ہونے لگین شکیل نے چپکے سے کہا صاحب ہماری تم پر جان جاتی ہے اسلم نہال ہو گئی اسلم نے خوش ہو کر کہا کہ صاحب جان و مال تمہاری واسطے حاضر ہے شکیل نے کہا اس قید خانے سے ہمکو نکالو اسلم نے کہا آج رات کو نکال لے چلونگی شکیل سے خوب بحثہ ہوا اسلم تو باہر آئی پہرے دارونکو ہر کام کے بہانے سے رخصت کرنے لگی کسی سے کہا اپنے مکان جاؤ شام تک سب پہرے دارونکو رخصت کردیا شام کو قید خانے مین آئی شکیل کی بلائین لین کہا صاحب چلو مین تمکو نکال لیچلون شکیل رونے لگا کہا صاحب سنو تو اپنے دوستون کی مصیبت پر دل ٹکڑے ہوتا ہے ایسی تدبیر کرو کہ بہار و خواجہ و میگون بھی دوست ہین ان سب کو رہا کرو تمکو اپنے لشکر مین بھیجین اسلم کانپ گئی کہا اے شکیل مجھے خوف ہے کہ نیلگون بڑا ساحر ہوشیار ہے اگر اسکو خبر ہو گئی تو قیامت برپا ہو گی کل شب کو یہ معرکہ گذرا مین بھی صحبت مین بیٹھی تھی کہ افراسیاب کا نامہ آیا اسمین یہ مضمون تھا کہ اے نیلگون بہار کو سمجھاؤ ہمارے وصل پر راضی کرو جب سے مین اسکی صورت دیکھی بابا یاد آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے اصل مین یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بقول شاعر نظم

نامہ اس بد خو کو لکھنے کا ثمر بھی چاہیے	گالیان دے پھر گئے مجھکو نامہ بر بھی چاہیے
دل پھنسانے کو محبت مین جگر بھی چاہیے	چاہیے نالے تو نالون کو اثر بھی چاہیے
عشق کے سودے مین رونا بھی ہمارا ہے بجا	خشکی لب شرط ہے یہ چشم تر بھی چاہیے

یہ آفتین برپا ہوئین اسلم جادو اسکی معشوقہ کی مصاحبون مین ہی اسکو حکم دیا کہ اے اسلم ہم تمکو نگہبان کرتے ہین آپ دوا نہ ان سبھون کو پہونچانا اسلم جادو عمرو و میگون کو ہانک لیکر چلی قید خانے مین لیکر آئی ملکہ بہار اور شکیل نے دیکھا کہ میگون و خواجہ عمرو مسلسل مطوق چلے آتے ہین حیران حیران طرف خواجہ کے دیکھا بہار نے اشارہ کیا کہ خواجہ یہ معرکہ گذرا عمرو نے اشارہ کیا کہ فلک در پے آزار ہر دو عیاریان کین دونون خالی گئین ہم ساتھ میگون بھی مبتلاے بلا ہوا لیکن اسلم جو قید خانے مین آئی نگاہ پڑی جمال بے مثال شکیل پر سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری زیور آہن جسم پر آراستہ سرنگون چہرہ زرد رنگ زعفرانی حسن لاثانی تاجدار کا فرزند جوان خود پسند اسلم نے کہا کیون اے جوان تو کس جرم پر قید ہوا شکیل تو تعلیم یافتہ خواجہ عمرو دبسم کرکر جواب دیا صاحب وہی جرم کہ شہنشاہ سے جدا ہوے نام پر اسد غازی کے فدا ہوے شہنشاہ کو ناگوار گذرا نیلگون کو لکھ بھیجا نیلگون ہمکو غفلت مین گرفتار کر لاے اگر ظاہر مین مقابلہ پڑتا تو احوال کھلتا اسلم کا دل دکھ گیا کہا صاحب تمنے قید کی حقیقت مین بڑی جفا اٹھائی شکیل نے کہا خدا مالک ہے اسلم خاموش ہو رہی باہر آکر بیٹھی دس بارہ جادوگرنیان براے نگہبانی مقرر کین آپ حیران سوچ رہی ہے کہ اے اسلم کیا کرون کیونکر اس جوان کو چھڑاؤن کنیزون نے کہا حضور یہ سے آپ قید خانے مین آئین ارنگ روپ آپ کا متغیر ہو گیا ہے لوگ بہت گھبرا تی ہین وہی کرے جو سب نے پوچھا اسلم بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو کیا حال دل کہون کیونکر خاموش رہون نظم

عزم قتل عاشقان اب ای نگار آئینہ ہے — تیغ و خنجر ہاتھ مین تن زیر جار آئینہ ہے
ہنس کے کیا باتین بناتے ہو مکدر صاف ہے — چہرہ روشن کے تیور سے غبار آئینہ ہے
روشنی ہر ذرے کو بخشی ہے نور عشق نے — اپنا چہرہ دیکھ لو میرا غبار آئینہ ہے
وقت آرائش جو دونون مین صنم بالا و زیر — گیسوؤن بر شانہ چہرے پر نثار آئینہ ہے
ہے سکندر روے روشن کا سراسر معرفی — اسکے آئینے سے خود آئینہ دار آئینہ ہے
دل جو گلہاے مضامین سے ہے معمور اے قبول — دیدۂ باطن مین یہ باغ بہار آئینہ ہے

ایسا تو سحر کرکے لڑین انکو بیہوش کرکے عمرو کو گرفتار کیا نیلگون نے سر پیٹ لیا اور کہا اے میگون میرا کیون دشمن ہو گیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو کہ ایک جادوگرنی نے پیر جھکر عرض کی ذرا فوج کو تو ملاحظہ فرمائیے نیلگون نے جو باہر نکل کر دیکھا ہزارہا لاشہ پڑا ہے بعضے بلبلاتے پھرتے ہین بعضے گا رہے ہین بعضے دوڑے پھر رہے ہین بعضے کنوئین میں گر رہے ہین جہان چشمے مین جھانک کر دیکھا اپنی تصویر پانی مین نظر آئی ہائے بھائی کہا اور کود پڑے غرق دریا ہوئے لعنت ہوئے سیکڑون اسطرح گرے نیلگون سر پیٹتا ہوا دوڑا جا کے باران سحر برسایا جب سبھون کو ہوش آیا کوئی اپنے بھائی کو روتا ہے کوئی بیٹے کا نام لیکر بین کرتا ہے کوئی زوجہ کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے ارے بھائی جوان عورت کسی کے ساتھ نکل گئی فریب والے کہتے ہین وہ پہلے ہی سے بدوضع تھی آج اسے حیلہ ملا نکل گئی نیلگون جاکر سب پر خفا ہوا کہا ارے یارو بلوہ نہ کرو سامری و جمشید نے سب کو بچا لیا تھوڑی دیر میری سمائی آتی تو سب کا خاتمہ تھا ریحان نے آکر بڑا کام کیا لشکر کو مطمئن کرکے بارگاہ مین آیا بھائی کو ہوشیار کیا کہا کیون بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ جو تم درپے قتل ہوئے میگون نے اپنے کو جو اس حال مین پایا عمرو کو بھی قید دیکھا بیقرار ہو کر پکار اٹھا نظم

بنائے غم و رنج رخصت ہوئی | گیا دل ترے پاس فرصت ہوئی
بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی | پڑین سختیان غم کی سنگت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہین سب | الٰہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمین کے تلے پہلے ہم | پھر آنکھون سے پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا قضا نے کیا جب علاج | کبھی پھر دوا کی نہ حاجت ہوئی
حباب آہین رکین اشک نکلی قبول | یبوست گئی تو رطوبت ہوئی

نیلگون نے ہنسکر کہا بھائی صاحب یہ پہیلی تو مین نہین سمجھا عمرو نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے میگون حال عشق نہ کہو تو ضبط کرو انشاء اللہ سمجھا جائیگا میگون خاموش ہو رہا ہے کچھ لاکھ نیلگون نے پوچھا میگون نے کچھ جواب نہ دیا جھلا کر نیلگون نے حکم دیا عمرو کو ساتھ لیجا کر قید کرو بھائی صاحب کو قید خانہ پر مقرر کرنے سے یہ نفع ہوا کہ عمرو نے قید سے رہائی پائی

جام پیگیا دوسرا جام عمرو نے اسکی معشوقہ کو دیا سب سے زیادہ میگون کو تردد ہی کہ ہاے
کیا افسوس بات ہے میرا دوست مارا گیا اسی کی خوشی ہو رہی ہے عمرو نے آکر میگون کو بھی
جام دیا لیکن جام سادہ میگون نے پیا اب تو عمرو نے دورا باندھا تھوڑی ہی عرصے مین
شراب پلا چلے نیلگون نے بیٹھے بیٹھے کہا ارے تم سب دیکھتے ہو نے دو ہی خداوند تنہا
ڈالے ہین شہبرنگ نقلی یعنے عمرو نے کہا اے شہنشاہ خداوندون کو پلائیے وہ بھی اگر شربا
ہو نیلگون اپنے مقام سے ناچتا ہوا اٹھا کہتا ہوا یا خداوند آئیے شراب نوش فرمائیے دو
چلا تھا کہ چرخ کھائے گرا اور بیہوش ہوا سب مصاحب لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا گرکے بیہوش
ہوا تھوڑے ہی عرصے مین سب بر لب فرش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا کہا خواجہ کیا کمال کیا مین تو تمھارے واسطے روتا تھا
ہاے میری تقریب کون کریگا بہار جادو کیونکر راضی ہوگی عمرو نے میان نیلگون کو قتل کر
میگون نے ارادہ کیا کہ نیلگون کو قتل کردن خواجہ کپڑے اتار رہے ہین جیسے لپک کر تیغ
اسکا سر اڑ گیا نعمان کی بہن ریحان جادو اپنے مکان سے چلی کہ چلکر بہن سے ملاقات کرے
آسمان پر اڑی ہوئی آتی تھی کہ کان مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کے جھپٹی
آسمان سے دیکھا کہ بہن بہنوئی بیہوش پڑے ہین میگون جادو نیلگون کا بھائی خنجر خون
آلودہ ہاتھ مین لیئے ہوے نیلگون کو قتل کیا چاہتا ہے ایک طرف ایک شخص دبلا پتلا تا
سب کے اتار رہا ہے ریحان جادو کا کلیجہ ہل گیا ایک گولا اسنے میگون پر پھینک
میگون چونکہ غفلت مین تھا غش کھاکے گرا عمرو نے دیکھا کہ یہ کیا ہوا کچھ آفت آسمانی آ
جاتا ہے مین جست کرکے بھاگون کہ ریحان نے للکارا چند دانے ماش کے پھینکے خواجہ عمرو بھی لڑکھڑا کے گ
ریحان نے آکے بہن بہنوئی کو ہوشیار کیا باران سحر برسایا سب اہل محفل ہوشیار ہوے نیلگ
نے جو اپنے بھائی کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا نعمان نے پوچھا کیوں بہن ریحان یہ کیا معرکہ ہے
ریحان نے کہا ابوا مین تمھاری ملاقات کو چلی تھی راہ مین جادوگرنیون کے مرنیکی آواز
مین آئی گھبرا کر دوڑی آکے دیکھا میان میگون صاحب اور یہ عیار ننگے ہوے آپ کو قتل
جاتے ہین مین نے سحر کیا پہلے میگون کو بیہوش کیا در تھا کہ آپ کے بھائی صاحب

...ی عمرو نے کپڑے اتارے رنگ روغن عیاری کا لگا کر اسکو اپنی شکل بنایا پاؤن مین رسی باندھی
...ن بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی ٹانگ مین رسی ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے یہان نیلگون انتظار
...ن ہی کہ دیکھا شبرنگ کنیز عمرو کے پاؤن مین رسی باندھے ہوے کھینچتی ہوئی لاتی ہے یہ
...بھکر میگون تو گھبرا گیا کہ ہاے عمرو گرفتار ہو گیا مگر خاموش مین بہار کی بلک رہا ہو نیلگون
...ے پکار کر آواز دی اے شبرنگ بڑا کام کیا شبرنگ نقلی نے کہا حضور بڑا حیت و چالاک
...ا کو سون بھاگتا تھا نیلگون نے کہا اے شبرنگ تمھاری مشقت کا تو ذکر سامنے افراسیاب
...ے کیا جائیگا یہ وہ شخص مارا گیا کہ جس کا کوئی مثل و نظیر نہ تھا شبرنگ جادو نے عرض
...، داری مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی ہزارہا بھائی بند اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے
میرا جی چاہتا ہو کہ آج خوشی کرون یہ کہکر مسکنے لگی گنگنا کے یہ غزل گائی النظم

...ابت اے سرو قد ہو گئی
...سر کی اے جان رد ہو گئی
...بت مین مارا پڑا حیف ہے
...ے دل کو بھی مجھسے کد ہو گئی
...ٹے روح تن سے کیون نہ اقلیم تن
...شکلتا کی مدد ہو گئی

غلط بات کتنی سند ہو گئی
بھبھوکے جگر مین ہین تو دل مین بھبھید
مری قسمت نیک بد ہو گئی
محبت جو پنہان تھی مد نظر
کہ فوج الم لا تعد ہو گئی

ہوا شب کو عاشق تری زلف کا
بس اے عشق جانسوز حد ہو گئی
در مرگ پر لے چلا ہی مجھے
ہویدا البعد شد و مد ہو گئی
قبول اپنے حقدے کھلی سکی سب

سب تعریفین کرنے لگی کہ اے شبرنگ اسوقت تو تمنے اسس
...ت سے گایا کہ عمرو کا گانا آنکھون کے نیچے پھر گیا ابھی اسنے اسی رنگ مین یہ غزل گائی تھی نیلگون
...ی تعریفین کر رہا ہے ملکہ نعمان کی تو وہ کنیز ہے یہ سب سے زیادہ تعریفین کر رہی ہین کہ میری
...نز نے بڑا کام کیا شبرنگ نقلی دوڑی ہوئی میخانے مین گئی جاتے ہی شراب
...ن بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوئے ہین کوئی باقی نہ رہے پیالے گلابیان
...ٹھا کے لیجاؤ آپسمین تقسیم کرو شراب تقسیم ہونے لگی خواجہ عمرو کئی سو گلابیان بشکل شبرنگ
...ل مین لائے سب خوش ہو گئے کہ شبرنگ کو قتل کرنے سے عمرو کے کیا سلیقہ آگیا کس لطف
...سے شراب لائی ہے جی چاہتا ہے پیجیئے پہلے خواجہ نے جام بھرا سر پہ رکھا گاتے ہوے
...اتے ہوے سامنے نیلگون کے آے کہا ایسے بادشاہون کو سرسے شراب پلانا چاہیئے نیلگون

دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ دریاے خونین نہائی ہوئی مگر نہایت حسین گل رخسار کبک
رفتار شیرین گفتار نہایت نازک غزال چشم آنکھین سوجی ہوئین اشک کا دریا آنکھون سے
دوڑ کر نیلگون کی لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلو مین جو قصر حضور کے گانون ہی ایک عیار مکار
نانیا دبتا اٹھتا بیٹھتا وہان پہونچا میرے چھوٹے بھائی کی گردن اتار لیے بڑا بھائی سامنے کھڑا
ٹھہ مارے اُس ظالم نے دیکر خنجر مار دیا اُس شخص کی بھائی کا شکم چاک ہوگیا خنجر برہنہ لیے
ماری گانون کو قتل کرتا پھرتا ہے مین تو جان بچا کر بھاگی حضور ذرا میری ساتھ چلین اُس
کو گرفتار کرلین یا قتل کرین نیلگون نے کہا ابھی یہانسے بھاگ کر گیا ہی اُسی کی یہ حرکتین ہ
تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر تیغہ لیلک کی اٹھایا نعمان نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار آپ
نہ جائیے مین جاتی ہون اگر سو ہونگے تو گرفتار کر لاؤنگی نیلگون نے کہا مین کیونکر قبول کرو
تلاش مین اُس ظالم کی جاؤ ایک کنیز نعمان کی شبرنگ جادو یہ کہکر اٹھی کہ آپ دونو
تشریف رکھین مین ابھی گرفتار کرکے لاتی ہون کہیے زندہ لاؤن کہیے سر حاضر کرون یہ کہکر شب
کہا ارے نیک بخت میرے ساتھ چل مجھے دور سے دکھادے مین گرفتار کرلونگی میرے ہا
بچکر کہان جائے گا اور اپنی دلائی بھی اُس نازنین کو اڑھادی شبرنگ نے کچھ اسباب
اُس نازنین کو ساتھ لیکر چلی جب قصر سے باہر نکلی شبرنگ نے پوچھا وہ عیار کس مقام پر
سبھونکے گھر مین گھستا پھرتا ہے کسی کو مار ڈالا کسیکو لوٹ لیا یہ باتین کرتی ہوئی نازنین
کو صحرا مین لائی ایک مقام پر جھک کر کہا وہ عمرو کھڑا ہی لو غضب ہوا نائی کے گھر مین گھس
اسکی کسوت نکال لایا ارے اوسکی جورو کا گلا کاٹ لیا شبرنگ نے گھبرا کر اسطرف د
نے کمند کے حلقے مار کر جھاب مارا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجۂ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان | عمرو ذی حشم و مہتر مہتران | مری نسل سے کر پیدا ہو
مرے نام پر غدر رشید اہوا | اڑاتا ہون کفار کی مین دھوئین | جھکاتا ہون دشمن کو
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال | مری چال سے ہے صبا پائمال | فلک کی جو گردش کا سا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا | مرا افسر ذی حشم نامدار | اسیر عرب شیر پر در
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے | کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے | جیسے ہی شبرنگ بہو

ں رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ معشوقہ نیلگون بیقرار ہوگئی گلے سے موتیون کا مالا اتار کر
ے میان کو دیا کہا کہ صاحب سنا تمنے بڑھاپے مین یہ رسیلی آواز صدا مین سوز و گداز یہ لگ
کہ بڑے میان اور کچھ اشعار گاؤ لیکن نیلگون چپ بیٹھا ہی دل سے باتین کر رہا ہے کہ یہ بڈھا کون
کہان سے آیا ہے یہان تک کیونکر پہونچا میگون نے پکار کر کہا بڑے میان تمھین کچھ شراب پلانے
بھی دخل ہے بڑے میان نے کہا حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے
ن سے شراب پلاؤن میگون نے یہ کہا اور بڑے میان نے یہ جواب دیا نیلگون کو اور
دہ تردد ہوا سوچ رہا ہے کبھی معشوق سے کہتا ہے صاحب میرے یہان اگر بہار قید ہوئی شکیل
مرو بھی ہین کوئی عیار نہ آیا ہو جہان یہ لوگ قید ہوئے عیارون کا آنا بند ہو جاتا ہے خواجہ تو یہ
لگون کو دیکھ رہے ہین اور میگون کو اشارے کر رہے ہین کہ خاموش رہو مگر میگون کو
ی ہے کہ نیلگون مارا جائے بہار سے وصل حاصل ہو عشق مین بیقرار ہے جون جون یہ باتین
جاتا ہے نیلگون کا شک بڑھتا جاتا ہے کبھی کہتا ہے بھائی صاحب آپکو بڑی جلدی ہے شراب
ئیگی نیلگون کا شک جو بڑھا ایک چٹکی خاک کی پیچھے پھینکدی دم بھر نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق
دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر سوار ایک کتاب بغل مین آکر پہونچی سامنے نیلگون کے آکر اتری
ون نے کہا اختر شناس اشارہ کرکے طرف عمرو کے کہا یہ کون شخص ہے جیسے ہی اُسنے کتاب
عمرو جست کرکے قریب اُس اختر شناس کے آیا کہا صاحب مین سمجھا شہنشاہ کو میری
سے کچھ اور ہی گمان ہے اُسنے کتاب کو کھولا دیکھتے ہی مضمون کو چاہتی ہے کہ کچھ کہے عمرو نے ایک
را اختر شناس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو اندھیری مین نعرہ کرکے بھاگا نیلگون نے چاہا اُسنے
ن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی صاحب ہم آپ کو اکیلا نہ جانے دینگے ایسا نہو اُس ظالم کے دام
پھنس جائیے نیلگون ٹھہر گیا مگر سرنگون کہتا ہے کیون بھائی صاحب یہ ساربان زادہ کیونکر رہا
گون نے کہا بھائی صاحب مین کیا جانون لیکن مین جاتا ہون نیلگون نے کہا ایک بڑی
ہوئی کتاب بھی جل گئی اب مین کس مین دیکھون یہ ذکر تھا کہ دروازے پر سے رونے کی آواز
دئی روتا ہوا آتا ہے آواز دی کہ شہنشاہ نیلگون کی دہائی ہے ہمین لوٹ لیا بھائی جوان مارا
نے بھائی کی گردن اتار لیے مجھکو ڈر ہے کہ مجھکو بھی قتل کرے مجھکو پناہ دیجیے اپنے دامن مین چھپا لیجیے

کہا نیلگون کو گانے بجانے کا بڑا شوق ہی معشوقہ اُسکی نعمان تیزبجہیرہ ہر وقت اُس کی
رہتی ہی بر سر کوہ ایک باغ ہی اُسمین جلسہ ہوگا عمرو نے کہا تم صحبت مین بیٹھنا مین
کی شکل بنکر آؤنگا جب چوبدار آکر کہے کہ ایک گویا آیا ہی تم بلوا لینا پھر گانا سننا جب مین
شراب کردن تم ہانہین ہان ملاتے جانا میگون نے سب باتین قبول کین خواجہ کو میگون
لیکر بر سر کوہ آیا سامنے دکھلا دیا کہ وہ در باغ معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا اب جائیے میگون
صحبت مین نیلگون کی آیا نیلگون تخت پر نعمان تیزبجہیرہ پہلو مین دس پانچ مصاحب
نعمان کی گائین حاضر ہین عین گرمی صحبت چوبدار نے اگر عرض کی کہ دروازے پر ایک گویا حاضر
میگون کہا بلوائیے صاحب بلوائیے گانا سنیے نیلگون نے کہا اے برادر بہار و تنجیل و خو
عمرو قید خانے مین قید ہین نئے آدمی کا نام سنکر میرا دل گھبرا رہا ہے عیاران اسلام وہ
روزگار ہین اسیر ایسے مقام پر پہونچے بڑے بڑے ساحرون کو مارا میری بھی فکر مین آ
میگون یہ سنکر گھبرا گیا کہا نہین بھائی صاحب ایسا خیال نہ کیجیے اول تو کوئی عیار یکا یک آ نہین
اگر آئے گا تو بڑی ذلت اُٹھائے گا نیلگون نے کہا خوشی تمہاری بلاؤ گویا اندر آیا سب نے
ایک پیر زمین گیر مشروع کا پائجامہ ململ کا کُرتا سرخ ڈوپٹہ سر پر باندھے ہوے طنبورہ کا
بر آئے تکے ساتھ ہی ہاتھ اُٹھا کر دعا یہ دربار آباد رہی یہ کہکر بیٹھے نیلگون نے کہا بڑے میان
صاحب کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کا نام سنکر آیا ہون میگون نے کہا بڑے میان
گانا سنائیے گویے نے طنبورہ ملایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

چھوڑدے دم بھر لہو پینا الم سے دور ہے — میرے دل کی دور ہو فرقت کی غم سے
دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سے دور ہی — لکھنا سنبل زلف کو اپنی قلم سے دور
ساری ارباب سخا بخشش کے خود محتاج ہین — پاس دینار و درم دست کرم کی دور
مرکی بھی روح اُسکے کوچے کے سفر مین ہی مدام — جو وطن اپنا ہی وہ ملک عدم سی دور
سینے پر سیدھا ہو یہ جھک کر گلے سی وہ ملی — راستی نیزے کی خم خنجر کے خم سے دور
اے فلک یہ تیری نیرنگی نئی آئی ہی نظر — جو بہت نزدیک ہے دل کی وہ ہمسے دور
روضۂ انور ہی دلمین دل ہے سینے مین قبول — گو بظاہر تو در شاہ امم سے دور

ل بکا گیا جب بہار نے کچھ جواب نہ دیا تو طرف خواجہ عمرو و شکیل کے پلٹا کہا تم دونون نے
نظا کی کہ جو اِس قید خانے مین آکر قید ہوئے شکیل نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا مگر خواجہ تو
تھے کہ مجھسے کلام کرے تو مین دام مکر مین پھنساؤن کہا ای شہنشاہ ساحران آپکو نیلگون جادو
یار رشتہ ہی اُسنے کہا میرا میگون جادو نام ہے قید خانون کی حفاظت میرا کام ہے نیلگون
بھائی ہی عمرو نے کہا آپ نے ملکہ بہار کو کہان دیکھا تھا میگون نے کہا اول نامہ شہنشاہ کا
یا کہ ایک قیدی تمھارے پاس روانہ کرتے ہین پھر گلپوش جادو قید لیکر آئی نیلگون نے سر
رہلوایا مین اسوقت دربار مین حاضر تھا انکو دیکھکر مر گیا عمرو نے کہا اے میگون ہم تمسے وعدہ
ہین کہ بہار کو تمھاری واسطے راضی کر دینگے لیکن ہمکو صحبت مین نیلگون کی لیچلو ہم صورت بدل
چلینگے افراسیاب کی ناانصفی ہی اُسکو مناسب یہ تھا کہ تمکو بادشاہ کرتا آپ بعہدہ نیابت رہتا
پ ہم کو سویرے سے لے چلینگے ہم اُسکو قتل کرکے آپکو بادشاہ کرینگے بہتر یہ ہے کہ تم سلطنت
بہار تمھارے پہلو مین ہو یہ باتین جو خواجہ نے کین میگون خوش ہو گیا کہا آپکا نام خواجہ
ہا مجھے عمرو عیار کہتے ہین ساحران صحرا نے گرفتار کیا کئی جادوگرون کو یہان بھی مار چکا
ن میرا یہی کام ہے اگر یہسے آپ سرسبز رہا تو ہم افراسیاب کو قتل کرکے آپکو بادشاہ طلسم ہوشربا
لے میگون نے کہا خواجہ مین تمھین اپنا نائب قرار دونگا عمرو نے کہا ایک دن مین سب کو
ر کر لونگا تمھارا جلوس ہو پھر میری عیاریان دیکھو کہ کیا کارہاے نمایان کرتا ہون آج مجھکو
دان ملا اب مین بھی اپنی جان لگا دونگا مین آج تک قدردان ہی کا جویا تھا اس طرح
نے جو باتین کین میگون نے کہا خواجہ مین سب اختیار تمھین کو دونگا تخت سلطنت
ر بار پر بیٹھکے تمکو اپنے پہلو مین جگہ دونگا مشیر سلطنت خطاب ہو کیون خواجہ تمکو کیونکر لیچلون
ی پوچھا بہار ضرور مجھسے راضی ہو عمرو نے کہا وہ خود تمپر مرتی ہے بسبب شرم و حجاب
ت نہین کرتی بڑی دھوم سے تمھاری شادی ہو تمکو دولھا بنا کر لیچلین بہاری سہرا اپنے
ب گلنار جوڑے پہنے ہوی ساتھ ہون نوبت نقارے بجاتی ہوئے دولھن کو بیاہ کر لائین
ر خواجہ نے کہا مجھکو آپ دربار مین نیلگون کی لیچلین میگون واسطے تینون آدمیون کی
لایا صراحی صردیانی کی پہونچائی خواجہ کو قید سے رہا کیا خواجہ نے حال پوچھا میگون نے

تاریکی کا جوش و خروش دیکھین تقدیر کیا دکھائے کیونکر اس مقام سے رہائی ملے کیو
غنچہ آرزو کھلے اِس بیقراری سے بہار نے چند کلمات حسرت آیات کہے کہ خواجہ
رونے لگے بہار نے کہا خواجہ رونے سے کیا فائدہ خدا آپکو صبر عطا کرے ہمین اپنی رہا
بڑی ناامیدی ہے گلپوش ہمین لیکے یہان تک آئی افراسیاب نے سمجھا دیا تھا کہ
ساکنان صحرا حفاظت مین رہین عمرو نے کہا دہی تو ہوا کہ طائران ہوا آہو ان صحرا
تھے خدا نے اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا بہار نے کہا خواجہ یہ بھی سنا ہے کہ صحرا سے
نہایت دشوار ہے سارا صحرا سحر بند ہے پھر بہار نے کہا افراسیاب نے اسیوجہ سے اسمقام
ہے کہ یہان نگہبان بہت ہین خواجہ نے کہا تین مقام پر ہم گرفتار ہوے بہار رونے لگین
خواجہ اب قریب کوہ نیلگون آگئے نیلگون بادیہ نشین بلای روزگار ہے پتھر دنین
ہے خواجہ نے پروردگار اُس تک پہونچائیگا دن انھین باتون مین کٹا پردہ شب حائل ہو
شب نے زلف عنبرین کو کھولا ستارون کی افشان لمتھے پر چنی بصد زینت تمام دنیا مین
کی عملداری ہوئی شعر شب آمد ساز گار عشقبازان + شب آمد راز دار عشقبازان +
بہار رو رو کر خواجہ سے باتین کر رہی ہے کہ دروازہ زندانخانے کا کھلا ایک ساحر کو دیکھا
پریشان کچھ کھانا ہاتھ مین لیے ہوے قید خانے مین آیا دو قیدی اور دیکھے ملکہ بہار کے
وہ کھانا رکھکر ہاتھ باندھنے لگا کہا اے ملکۂ عالم جسوقت سے آپ قید ہو کر آئی ہین عجب
مین ہون طبیعت آپ پر مائل تیغ ابرو کا گھائل نیلگون کو مین نے بہت سمجھایا کہ اذطا
حیرت کی منظور نظر افراسیاب قید خانے مین آکر قید ہوئین ارے ظالم اِنکو کھانا تو بھیج
اُسنے مانا کہتا تھا مین چاہتا ہون کہ بہار بے آب ودانہ تڑپ تڑپ کر مر جائے اُس نے
کیا کہ مسلمانون کی شراکت کی بہن کے قتل کا ارادہ کیا ایسے ظالم کا مرجانا بہتر ہے چاہتا
تھا قتل کرے لیکن میعاد طلسم سے مجبور و ناچار ہوا کہ آج مین نے بہ مشکل اُسکو اِس بات پر
راضی کیا کہ کھانا لے کر پہونچا دون اگر مجھکو قبول کرو ہر چند کہ نیلگون سے بڑا فساد پڑیگا
وہ ساحر زبردست ہے مگر ہرچہ آید بر سرم یا تو جان دونگا یا لے نکلونگا جو جو جفائین پڑین گی
شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید بیت

بہ ڈ اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ غزال بےاختیار رونے لگی عمرو نے شکیل سے اشارہ
بتھوڑے عرصے کے واسطے اقبال کرو مین ابھی انکی گردن لیتا ہون شکیل نے اشارہ
ذ کہا لو راضی ہوگیا غزال نے خوشی خوشی زبان سحر سوزن نکالی شکیل ساحر زبردست
بیسے ہی زبان سحر سوزن نکلی کہا او ملعونہ کیا بکتی ہے کیون تیری شامتین آئی ہین یہ بھی ہمارا
ان ہے کہ تجھکو زندہ آزاد کرتے ہین غزال جھلا کر اُٹھی کہ او شکیل مین تجھکو جانے نہ دونگی یہ
اُسنے گولہ مارا شکیل نے گولہ کاٹ کے اپنے کو قریب غزال کے پہونچایا کلائی پکڑ کے ایک
مار دیا سر غزال کا اڑ گیا خواجہ ذ جا ہا مکان لوٹ لون سب اسباب جل گیا خواجہ نے کہا
شکیل یہ معرکہ ہوا شکیل ذ کہا یہ سب مکان سحر بند ہین صحرا کے عجائب و غرائب آپ نے
ے آہوان صحرا طائران ہوا تلاش کرتے تھے عمرو نے کہا آہو مجھکو گرفتار کر کے یہان تک
مگر خدا نے فضل کیا کہ دونون جادوگرنیان قتل ہوئین شکیل نے کہا خواجہ اب یہانسے
ن کیونکر ہو تین کوس تک صحرا سحر بند ہے عمرو نے کہا باہر تو نکلو خواجہ عمرو و شکیل مکان
باہر نکلے دو قدم چلے تھے آواز آئی خبردار او ساربان زادی کہان جاتا ہے او شکیل
ل کو قتل کر کے چاہتا ہے نکلجاؤن دو پنجے چمک کر گری دونون کو اٹھا لیگئے اِس زور و شور
ے دونون کو پنجے مین اٹھایا کہ دونون متوحش ہوا کر بیہوش ہو گئے اب جو بعد عرصۂ دراز
آنکھ کھلی اپنے کو زندانخانے مین پایا شکیل کی زبا نہین سوزن سرنگون بیٹھا ہے ایک جانب
زنجیر کی جھنکار کی آواز آئی پلٹ کے جو عمرو نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار چہرہ زرد ہونٹون پر
ر دلمین درد آنکھو نمین آنسو بھرے ہوئے سرنگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو نے اپنے کو بھی
ل اور مطوق پایا حیران ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہے بہار سے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا
رونے لگین کہا خواجہ مجھپر تو فلک ٹوٹ پڑا سحر مین مسحور ہوکر ممالک کو کب پر چڑھ گئی مسلمان
ے ہاتھ سے قتل ہوے خدا نے فضل کیا کہ خار خار ہاری گئی اُس آفت سے نجات پائی
مصروف جنگ تھی کہ افراسیاب نے مجھکو گرفتار کیا اول باغ سیب مین بلا کر دربار سمجھا
ے قدمان کو ے محبت کب خوف جان کرتے ہین آخر اُسنے یہان بھیجدیا کیا عرض کرون
قیدخانے مین جو جفائین اٹھائین راتین کاٹے کٹتی نہین شب تنہائی کے ستائے روشنی گم

تھا مین جو اسکی ملاقات کو گئی اس ظالم کو دیکھکر عاشق ہوئی سالار کو سحر کرکے مارا اسکو سے
اب چاہتی ہون اس صحرا سے نکل جاؤن تمھارے پاس صلاح کو آئی تھی آہوان نے جو
بہ نگاہِ غور دیکھا جوان کمسن تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم زبانین سوزن گرفتا
میں آہوان دیکھ کر مر گئی کہا بہن غزال اس جوان کو تو مین نے پسند کیا تم اور کسیا
غزال نے کہا بوا یہ نہ ہوگا مین نے اسی غصّے مین سالار کو مارا تم بھی آ ایسی باتین کرنے
آہوان اُٹھی کہا بوا کیا مین تمسے پایہ کمی کا رکھتی ہون غزال یہ کہکر اٹھی کہ مین تمسے صلاح
آئی تھی تم یہ رنگ لائین مین اسکو لیے جاتی ہون آہوان نے کہا مین تو نہ جانے دو
اس جوان کو یہین رہنے دو تم چلی جاؤ غزال اور آہوان مین اس قدر تکرار بڑھی کہ آ
سحر ہونے لگے غزال نے گئی گولے آہوان کے دفع کیے کارد سحر نکال کر پھینک ما
آہوان کے سینے کو توڑکر پار گذری جب آہوان کو مارچکی دیکھا ایک شخص دبلا تپلا
سے بندھا ہے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپکا منگتا رات سے مار مار کے گوار
دوسرے میری یہان یہ پیشہ ہوتا ہے دو سرے دیتا ہون غزال نے کہا تیرا نام کیا ہے عم
کہا دل ملاؤ میرا نام ہے غزال نے کہا میان دل ملاؤ میرے معشوق کو راضی کرد عم
کہا ابھی راضی کر دون گا مسند پر بیٹھے ہین دو چار اشعار گاؤن غزال خوش ہوکر مسند
شکیل کو سامنے بٹھا لیا عمرو نے یہ اشعار شروع کیے نظم

لگا دے شعلۂ عارض سے گردہ آگ گلشن کو — کباب سیخ سمجھین بلبلین شاخ نشیمن
پس از مردن تو مشت خاک چھوتی تیری دامن کو — قدم رکھتا ہے کیا ظالم بچا کر میرے مدفن
چڑھائے نافۂ مشکین سمجھکر کشتۂ کاکل — غزالان بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن
جبا کر پان ظالم نے کیے گلگون لب و دندان — بنایا معدن یاقوت کیا ہیرے کی کان
در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہے آنکھ اپنی — بنایا چشم بینا ہم نے اب ہر چشم روزن
حسینون کو تلاش رزق کب ہوتی ہے غربت مین — لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ناخن
نہ کیون بندہ رقیبونکو جلائے اے بتو ہر دم — جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہے اپنے دشمن
مصائب نظم کرتا ہون شب تاریک ہجران کے — بنایا شمع بزم فکر مین نے طبع روشن

صبح کے ہی ستے ہی ہرگز نہین جینا مجھکو — وصل جانا نہین عبث ہی غم فردا مجھکو
ای پری تونے جو پہنی ہی سنہری انگیا — آج آتی ہے سونے کی چپڑیا مجھکو
موتیون کا نہین گچھا یہ ترے بالو نمیز — آیا ہالے مین نظر عقد ثریا مجھکو
کبھی تجھسے بھی لگانے نہین آتے اطفال — ہے کسی طفل کی فرقت مین یہ سودا مجھکو
اُسکی انگیا کی کٹوری کے ہوا دیکھ کر مست — ساقیا اب نہ دکھا ساغر صہبا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہے شیخ — آج ہے تجھسے زیادہ غم فردا مجھکو
زاہدا کعبے کو بیجانے کو جانا ہی محال — ہے ہراک شیشہ رہے آبلۂ پا مجھکو
اُس مسیحا سے جو ہی رشتۂ الفت ناسخ — ناتوانی نے کیا سوزن عیسیٰ مجھکو

صحرائی نے بیقرار ہو کر کہا اری تو تو خوب گاتا ہے بڑے میان ادہ گاؤ خواجہ نے دیکھے ٹھاکر جوگاؤن مین رہتے ہین اُنکے سامنے جو گایا پاؤ بھر مجھکو دی اُس گنواری نے گڑ دیا تھا ابھی تو کھو لو بھی نہین چڑھے رس نہین پیرا گیا گاؤ نہین مٹھائی کھالو خواجہ سے نے کہا حلوائی کے یہان سے مٹھائی منگوائی تھی اُسنے کہا مین دیکھون خواجہ نے برنی زنبیل سے نکالی کہا چکھ کے دیکھو جیسی ہی اُسنے برتی کھائی کھاتی ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے ش صحرائی کو زنبیل مین رکھا کوٹھری کا سارا اناج بھی لیا موش صحرائی کی شکل بنکر ے مکان کا اسباب اٹھا کر اٹھا کر نذر زنبیل کیا دروازہ تو ملا نہین تھا ہی نہین ایک مٹی ن ایک آہو جست کر کے آیا خواجہ نجھے ہرن پالا ہوا ہی خواجہ اُسکو چمکارنے لگے اُسنے شل ن کی آواز دی او ساربان زادی تونے کیونکر رہائی پائی خواجہ نے چاہا جست کر کے ہونے منہ سے حباب چھوڑا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے آہو نے غلطک ماری انسان بنکر تیار ہوا کہا ارے نجھے نہال خو شرو لایا تونے کیونکر رہائی پائی یہ کہکر منہ پر عمرو کے پرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا کمر مین پنجہ دیکر وہ ساحرہ عمرو کو لیکر اڑی عمرو بیہوش متوج ہوا سے آنکھین بند ساحرہ لیکر اڑی ایک قصر مین لاکر اُتارا عمرو کو ستون سے باندھ کے شراب پینے لگی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا شکیل کو پنجہ مین دبائے ہوی نی کہا بوا آہو ان اب مین کیا کرون سالار جادو نجکم نیلگون اُس جوان کو اٹھا کر

تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا یہ طائر اور آہو تمھارے ہی سحر کے تھے زمیندار
اس صحرا مین سب کو حکم پہونچ چکا ہے جو آئے گا گرفتار ہوگا نتیجہ تقدیر یہ ہوگا درخت بھی نگہ
طائر آہو حکم افراسیاب سب پر پہونچا ہے جدھر جاتی اُدھر گرفتار ہوتے خواجہ نہایت
کی باتین کرتی ہوئے ساتھ اُسکے چلے آتے ہین ایک گاؤن مین آکر پہونچے دیکھا جا بجا
بنے ہوئے ہین چھوٹی جوار باجرہ دھان بھی کچھ بلند ہوتے آتے ہین جسنے اس ساحر کو
اُسنے سلام کرکے پوچھا اِس عیار کو کیونکر گرفتار کیا نہال کہتا ہے ساحر نے گرفتار کر
مکانین لیکر عمرو کو آیا ایک کوٹھری مین بند کر دیا آپ پہاڑ والیکر فکر مین زراعت
خواجہ کوٹھری مین پڑے ہین کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی خواجہ چیخین مار کر
نہال خوشرد کی بیٹی نوجوان کمسن لڑکیون کے ساتھ کھیل رہی تھی موش صحرائی
قریب دروازے کے آکر پوچھا اے شخص تو کون ہے کیون رو رہا ہے عمرو نے کہا بلبیا
مین ایک مصیبت کا مارا مزدور ہون نہال خوشرد مجھکو پکڑ لائے کہتے تھے کھیت در
مین نے انکار کیا اور یہ کہا کہ اسقدر کام مجھسے نہ ہوسکے گا نہال نے فرمایا کہ سوا پاؤ
مین اہل وعیال دار بیتاب ہوگیا میرے منہ سے نکلا کہ مین دو آنے روز لون گا
قید کیا موش صحرائی نے قفل کھولا دیکھا ایک مزدور دھوتی باندھے ہوئے ہاتھ
بندھے رو رہا ہے عمرو بھی دیکھا ایک گنواری مگر نوجوان پھولے پھولے گال بڑکا
گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوئے کھڑی پوچھ ارے تجھے باپ نے کیون قید کیا
وہی انکار کام کا بیان کیا موش صحرائی نے کہا مین تیرے ہاتھ پاؤن کھول دو
جا عمرو نے کہا آپ کی مہربانی سامری وجمشید تم کو سلامت رکھین میری مہریا ڈھونڈ
ہوگی بچے بھوکے روتے ہونگے موش صحرائی نے آکر ہاتھ پاؤن عمرو کے کھولے
جو اٹھے منتین کرنے لگے کہا بی بی مین قوم کا گویا ہون اسی جرم پر گرفتار ہوا موش
صحرائی نے کہا کوئی ٹھمری تو گا عمرو نے کہا مین بڑی بڑے ٹھاکرون کی خدمت مین
ہون بڑی غزلین گاتا ہون مجھے چند شعر یاد ہین سینے موش صحرائی بیٹھ گئی

عمرو نے یہ غزل گانا شروع کی نظم

خواجہ کو بڑا قلق ہُوا کہا مین جاتا ہون انشاء اللہ بہار و شکیل کو لیکر آتا ہون یا مجھکو بھی
لی جاتی ہے یہ کہکر خواجہ اُسیوقت بہ تلاش کوہ نیلگون روانہ ہوے جب وہ صحرا قریب
کا نور افشان نے تہ دیاہے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی صحرا مین داخل ہوے دیکھا طائران
واجہ کے سر پر پرواز کر رہے ہین جانوؔن سے انکی یہ ثابت ہوتاہے کہ پکار رہے ہین
کنان صحرای غرائب آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو عیار آیا یہ صدا دیکر طائر پھر درختون پر جا بیٹھے
ن صحرا پیدا ہوے گرد خواجہ کی پھرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ اس صحرا مین کوئی عیار آیا ہے
خواجہ دکھائی نہ دیے تو آہو بھی چلے گئے خواجہ نے دیکھا طائر بھی چلے گئے آہو بھی درختون
ریب جاکر غائب ہوے اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ نگہبانان صحرا آئے تھے غل مچا کر چلے گئے
ے گلیم اوتاری جست و خیز کرتے ہوے چلے ایک مقام پر دیکھا ایک ساحر آتا ہے خواجہ
احر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو ساحر نے کہا خوب
ن بھی جاتا ہون کوئی شخص ملے تو اُس سے راستہ پوچھون میان ساحر صاحب بتاؤ کوہ
ن کا راستہ کسطرف ہے خواجہ نے ہاتھ اٹھا کر بتایا جیسے ہی ساحر اُسطرف پلٹا عمرو نے حلقے کمند
دن مین ڈال دیے اری کہکر وہ پلٹا حباب مار کر خواجہ نے بیہوش کیا خواجہ نے جو طریقہ ہے
سکی کمر ٹٹولی ہمیانی کھول لی کپڑے اوتارنے لگے کہ ایک طائر نے نخل سے آواز دی ای
خوشرو تمھاری صحرا مین یہ بدعت ہو رہی ہے ساحر غریب لٹ رہا ہے عمرو نے چاہا
ڈھونڈھون کہ صحرا کیطرف سے ایک گنوار پکارتا ہوا آیا کہا خبردار او سار بان زادے
ہاہے خواجہ نے دیکھا وہ گنوار للکارتا ہوا قریب پہونچا خواجہ نے قصد کیا بھاگون اُسنے
ھا سر سے اوتار کر پھینکا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس گنوار نے آکر پہلے ساحر کو
کیا ساحر نے داد بیداد کی کہ ای نہال خوشرو میری ہمیانی اِسنے لیلی گنوار نے کہا خواجہ اُسکی
ے دیدو یہ غریب ساحر اسی صحرا کا رہنے والا ہے عمرو نے کہا مین کیا جانون یہ ناحق مجھ پر
ت رکھتے ہین نہال نے کہا ای ساحر صحرا اے غرائب تیری خیر خواہی کا ذکر سامنے
ناہ نیلگون کے کیا جائے گا تیری وجہ سے عمرو عیار گرفتار ہوا ساحر ایک جانب
و زمیندار عمرو کو کشان کشان لے چلا راہ مین خواجہ کہتے ہین اے نہال خوشرو

کیا خوبصورت سحر کیا اپنی ہی دام سحر مین دونون پھنسین نکل نہ سکین ملکہ ترّان سے گھبرا کر
سب آئی مگر ملکہ بہار نہین تشریف لائین نور افشان نے ایک کاغذ جیب سے نکالا اُس کا غبا
کو دیکھکر زانو پیٹ لیا خواجہ عمرو و برق بھی آئے ہوے ہین نور افشان نے کہا خواجہ بڑا غضب
ہوا افراسیاب جادو بہار کو لیگیا گلپوش جادوئے سحر کو افراسیاب نے پورا کر دیا
بہار کو اٹھالے گئی خواجہ ہمارا جانا تو نہایت دشوار ہی آپ کے نام پر رہائی ملکہ بہار کی مقرر
اب آپ باغبان وغیرہ کو لیکر اپنے لشکر مین جائین اور بہار کی تلاش بہت جلد کرین بہار
جفا مین ہی نازک مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج ایسا نہو دشمن اُسکے ہلاک ہو جائین ا
افراسیاب نے بڑے بڑے ساحرون کو طلب کرنا شروع کیا نیلگون جادو وہ جادوگر
کہ اُسنے آنکھین سامری و جمشید کی دیکھین کوہ نیلگون مین وہ مخفی رہتا ہی تین کوس کا
اُسکے قبضہ مین ہے بہت سمجھکر جائیگا طائران ہوا آہوان صحرا اسکو اُسنے نگہبان کیا ہی سب آ
جستجو مین فریاد کرین گے لیکن انجام بخیر ہے سوائے آپکے اور کسی کا کام نہین جو کوئی
گرفتار بلا ہوگا جو کچھ مجھکو معلوم تھا مین نے عرض کیا اور اگر موقع ہوگا تو ہم بھی اپنے کو پہونچائینگے
اب افراسیاب سی ہم سے روبرو گفتگو ہوگی مین چاہتا تھا کہ افراسیاب سے کلام نہ کرون بہ ہم
نہایت سخت ہی یقین کامل ہوا کہ اب مصالحہ ہوگا افراسیاب جادو بڑا مغرور ہو گیا ہے
کتبای پارینہ پر خیال نہین کرتا مناسب اُسکو یہ تھا کہ ایسے سوال اصلاح کرتا احکام جو دیکھا ہے
ہنستا ہے کہتا ہے سامری و جمشید نے خطا کی مقدمات شکست طلسم لکھ گئے یہ طلسم کبھی فتح
نہ ہوگا علمای دین کاہن زبردست تھی اپنے احکام پر عجائب و غرائب دکھلائے وہ ان کو
سمجھا ہی اب ظاہر مین بھی مقابلے ہونگے خواجہ کو روانہ کیا خواجہ مخمور و باغبان کو لیکر
طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان ملکہ مہرخ بہت بیقرار ہو رہی تھین خواجہ جو آئے سب ل
لڑائی کا سنا ملکہ مہرخ رونے لگین کہا خواجہ کل بڑا غضب ہوا آپکا غلام شکیل جادو انتظام
لشکر کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اُسکو اٹھا لیگیا اور آواز دی منم نیلگون کوہ نشین ای
اب شاہ نے مجھکو اطلاع کی تمکو آگاہ کرتا ہون بہت ہوشیار رہنا ملکہ بہار میرے پاس قید ہین
میان شکیل کو بھی لیے جاتا ہون مین نے چاہا سحر کرون وہ ستارہ بنکر آسمان مین

ک ظرفی نکر مجھ رند بیکش سے تو اے ساقی — جو دیتا ہے مجھے تو ایک ہی ساغر تو بھر کر دے
راک گل شعلۂ آتش. نے میرے جلانے کو — چمن مین ہون تو اُسکو آتش فرقت سقر کر دے
ی تو رحم کر رونے پہ تو مجھ بے بضاعت کے — کسی دن ہنسکے سلک اشک کو سلک گہر کر دی
انے دیگا دربان سر کو ٹکرا اسقدر اے دل — کہ اب دیوار جانانین نیا اک اور در کر دی
ی الفت مین سیرِ لامکان منظور ہے مجھکو — الٰہی اِس بیابان کا بھی پیدا راہبر کر دی
اہل عیب ہین میری ہنر کو عیب گنتے ہین — جو ہو صاحب ہنر وہ عیب کو میرے ہنر کر دی
ل اُس ترک سے ہر بار تم آنکھین لڑاتے ہو — کہین دلکو نہ چھلنی چھلنی پیکان نظر کر دی

ں بیقراری مین ملکہ بہار نے جو یہ اشعار پڑھے کہ سننے والون کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ہر اک
ل تھا کہ کیا جوش و خروش ہے عشق قلبی اسیکا نام ہے افراسیاب غصے مین کانپنے لگا کہا اب
ں کیا اسے زندہ چھوڑونگا قید مین مار ڈالونگا حیرت نے بہت منتین اور خوشامدین بہار
لین بہار نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ بوا ہم تو سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب تمہ
بون کو سجدہ نہ کرینگے حیرت نے آواز دی اے گلپوش اِس گنہگار کو کوہ نیلگون پر لیجاؤ
دہان کچھ معلوم ہوگا پکار کر آواز دینا اے نیلگون کوہ شہنشاہ نے ایک قیدی کو بھیجا
، تب انھین پتھرون مین سے ایک جادوگر پیدا ہوگا زبانی ہماری کہدینا کہ یہ بی بہار جادو
ن افراسیاب ہین اِس طور سے اِن کو قید کرو کہ اِس باغ ویران مین تڑپ تڑپ
مر جائین یہ بھی کہدینا کہ شہنشاہ کو اِس محبت ہے مگر اس نے رقیب کا نام ہمارے
ے لیا اب ہم اِسکا مٹا دینا مناسب جانتے ہین جب نیلگون اسکو لیکر چلے اور انھین پتھرون
غائب ہو جائے تو آواز دینا اے نگہبان صحرا تم بھی حفاظت کرنا کوئی غیر نہ آنے پائے
ر چلی آنا آہوان صحرا جنگل مین ملین اُنسے بھی یہی کہنا کہ گنہگار شاہی یہان قید ہے
ت کرنا جانورون سے بھی یہی کہدینا تین کوس تک یہی پکارتی آنا سب نگہبان حفاظت
لے گلپوش جادو قید بہار کو لیکر طرف کوہ نیلگون کے روانہ ہوئی یہان باغبان غیر
رہین کوکب کے آئے نور افشان جادو بھی آئے ہوے ہین کوکب کے سامنے سب
بیان کیا کوکب نے نور افشان کو گلے سے لگا لیا کہا استاد مین سب کچھ دیکھ رہا تھا

افراسیاب کب اتنا ہی بڑھا ہی جاتا ہے کہ ماہیان تڑپکی گری کمر مین افراسیاب کی پنجہ دیکر
کیا کہ لے اڑون افراسیاب نے ماہیان کی پٹیا پکڑ کر طمانچہ مارا ماہیان کا گال سوج گیا ماہ
نے کہا اری کمبخت آج بڈھے کو بڑا غصہ ہی یہ تریخ وہ ہی کہ کبھی خالی نہ جائیگا افراسیاب
کہا مین تو جاؤنگا آج اپنی جان دونگا ماہیان نے نہایت افراسیاب کا پاس کیا جانتی ہی کہ اگر
مارا گیا تو طلسم مین پھر کون ہمکو پوچھیگا طمانچہ کھایا چٹیا کی بال کھڑی لیکن پنجہ کمر مین دیکر لے اڑ
زور سے ٹہکا مارا کہ افراسیاب کا کچھ زور نہ چلا بیہوش ہو گیا بیہوشی مین لے بھاگی باغ سیب
لیکر آئی افراسیاب کو ہوشیار کیا کسی دم مین حیرت بھی براے ملاقات افراسیاب جادو
تھی افراسیاب جب ہوشیار ہوا حیرت نے پوچھا خار خار اور میمونہ پر کیا گذری افرا
نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا ای حیرت کیا بیان کرون خار خار و میمونہ نے وہ سحر کیا تھا کہ ...
ایسی ساحرہ اپنے ہوش مین نہ تھی مگر اُس بڈھے کو سامری و جمشید غارت کرین وہی سحر
کر دیا خار خار و میمونہ عجب حیرت سے قتل ہوئین مجھکو ناحق جان اٹھا لائین ورنہ آج بڈھے
زندہ نہ چھوڑتا ماہیان نے کہا اے افراسیاب اگرچہ تو بادشاہِ طلسم ہوشربا ہی لیکن
کوئی عضو بیکار ہو جاتا مین جان دیکر تمکو اٹھا لائی ورنہ آج غضب ہو جاتا افراسیاب نے کہا
کام تو مین نے کیا بی بہار کو گل فروش اٹھا لایا حیرت نے کہا ذرا بہار کو بلوایئے مین نے
تو یہ سنا تھا کہ ہماری اور آپکی محبت کا دم بھرتی ہی افراسیاب نے کہا وہ باعث سحر خار خار
حیرت نے کہا بلوایئے تو افراسیاب نے آواز دی ای گل فروش بہار کو لاؤ تھوڑی دیر
دیکھا بہار جادو خود چلی آتی ہین ایک جسم مین لپٹا ہی بہار کو ہاتھ پیر دینین طاقت کم معلوم ہوتی
ہی افراسیاب کے سامنے آکر کھڑی ہوئین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کیون بہار
کیا حال کرون یہ دن تمکو یاد نہ تھا اب اسمقام پر قید کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی جان دوگی
اُس مقام پر جانہ سکیگا اور خبردار اگر اپنی حیات مستعار چاہتی ہو تو کبھی بادشاہ اسلام کا
نام نہ لینا مین اُس شخص کے نام جلتا ہون بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا بیہودہ بکتا
راہ مین جان تک نثار کرین ایسے شہنشاہ جمجاہ کو کیونکر نہ پیار کرین اپنی تو یہ کیفیت ہی

سفر کرنا ہی اُس کوچے کا تو ای دل خبر کر دی		ترے ہمراہ یہ نادار کچھ لخت جگر کر

ونہ زرد پوش بود بہار نے کہا انکو کسنے قتل کیا بُرّان و مخمور و باغبان طرب لشکر خار خار
چلا ایک برق جہندہ سبکے آگے آگے تڑپتی ہوئی جاتی ہے کہ آسمان پر سنّاٹا ہوا اہل اسلام تو سب لشکر
خار پر جاکے گرے بُرّان نے بڑھکر اختر مروارید مارا ملکہ مخمور کا کنٹھا چلا بہار سبکے پیچھے تھین
گلدستہ نہین چلا تھا کہ وہ برق جو آگے تھی ایک خنجر گرا برق کے دو ٹکڑے ہوئے مگر برق
جوان نکلا کہ خنجر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جیسے ہی خنجر ٹوٹا زمین کانپی آواز آئی او پرنا بالغ آج
غضب کیا کہ خار خار و میمونہ کو مارا سنم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوشربا اب سب ذ
اسیاب کو دیکھا بہار نے تھرا کر گلدستہ پھینکا افراسیاب نے کہا بی بہار اپنے ہوش مین نہین ہو
جہ دو برق ایکطرف جست و خیز کرتے ہوئے آتے تھے افراسیاب نے گلدستہ پر ہاتھ مارا گچھو
ر پر گرے ایک غبار بلند ہوا خواجہ بغور دیکھ رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد غبار دفع ہوا دیکھا
نہین ہے افراسیاب نے کئی مرتبہ آواز دی کہ او پیر مکار سامنے نہین آتا چاہا جلا کر لشکر پر
دن بُرّان وغیرہ کو ماردن کہ پہلو سے نعرہ ہوا او مغرور عقل و فراست سے دور ہمنے چاہا تھا کہ
کام کرکے چلے جائین مگر زبردستی ہم سے مقابلہ کرتا ہے ارے تو وہی افراسیاب ہے کہ تجھکو
دشمن پالا اگر اسکا خیال نہ ہوتا تو طلسم برباد رہجاتا تمہارا سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا افراسیاب نے آواز
ارے کوئی حاضر ہے پریزاد نے لاکر ایک گولہ افراسیاب کے ہاتھ مین افراسیاب نے وہی
نورافشان پر کھینچ مارا نورافشان نے ہاتھ پر روکا گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا کئی گولے
اسیاب نے مارے نورافشان نے دیکھ اب بھی ہم تیرا پاس کرتے ہین ورنہ یہ گولہ تیرے سر پر
کا ٹکڑے ہوجائیگا جب افراسیاب نے نہ مانا تو نورافشان نے بھی آواز دی کہ کہان ہین
لفان طلسم نورافشان کیا مر گئے ایک جوان خوش رو خوشخو پہلو سے صحرا سے نمایان ہوا جام
وا سامنے آیا ہاتھ مین نورافشان کی ترنج سبز دیا کہا حضور یہی کافی ہے نورافشان نے اسکو
ڑھے مگر دو تین گولے افراسیاب نے اول ایسے مارے تھے کہ لشکر بُرّان بہت تباہ ہوا کئی ہزار
لشکر گرے ملکہ بُرّان و مخمور و باغبان وغیرہ بھاگ کر طرف قلعۂ جمشیدی کے روانہ ہوگئے
افشان نے چاہا کہ ترنج افراسیاب پر مارون کہ آسمان سے آواز آئی ارے بیرا بچیل
ے کیا کرتا ہے خبردار ترنج نہ پھینکنا اور افراسیاب کو آواز دی ارے سامنے سے ہٹ

موے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ — کفن سمجھے قباے زندگانی
جلاتی ہے دل آتش طور کیطرح — کسی پردہ نشین کی لن ترانی

اِس ڈھنگ سے یہ اشعار اُس جوان نے پڑھے اور بندر نے ایسا اشارہ کیا کہ بندریا کا
گود ڑی بندر نی بندریا کو گود مین اٹھا لیا منہ پر منہ رکھتا تھا اُس جوان نے میمونہ کو
پکڑ لیا بارہ دری کی جانب چلا اور بندر آگے بندریا کو لیے جاتا ہے لیکر بارہ دری مین داخل
یہان بہار راہ دیکھ رہی ہین کبھی خار خار کو پریشان ہوکر پکارتی ہین کبھی فرماتی ہین ا
کہان غائب ہوگئین میمونہ کا پاس سے ہٹنا مبارک ہوا کئی کنیزین ملکہ بہار کے قریب حاضر
عرض کرتی ہین حضور اسی باغ مین ہونگی کنیزین واسطے تلاش خار خار و میمونہ کے چلین
بی خار خار اُس جوان سے باتین کر رہی تھین کہ اُس جوان نے کہا کیون صاحب تمنے یہ ک
کیا کہ بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا بہتر یہ ہے کہ سحر اپنا بہار پر سے اُتار دو بہار و گلعذار سے
لشکرِ اسلام ہے اسیر یہ افتادہ خار خار نے کہا صاحب اِس بارے مین تم دخل نہ دو مین بہار
سے مسلمانونکو قتل کراؤنگی اُس جوان نے کہا جب رہو کیا بیہودہ بکتی ہو خار خار نے کہا کیو
تمھین کیا مطلب اُس جوان نے کہا ہمین شہنشاہ نورافشان نے بھیجا ہے حکم نافذ ہے کہ خ
کا سر لاؤ یہ سنتے ہی خار خار جھلا کر اٹھی اُس جوان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا حرامزادی اب کہان
چاہا سحر کرون سحر فراموش پاس سے طرف جوان کے دیکھنے لگی جوان نے اٹھ کر ایک طما
سر خار خار کا چنبر گردن سے اڑ گیا مرنا اُسکا کہ یہان بہار بیہوش ہوکر گرین کنیزین دامن
دینے لگین یہان بی میمونہ اُس جوان سے باتین کر رہی تھین اُس جوان نے بندر کو اشا
نے بندریا کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا میمونہ گڑ گڑا کر اٹھی جوان نے ہاتھ پکڑا چٹکی خاک کی اٹھا
میمونہ دھڑ دھڑ جلنے لگی جلنا تھا میمونہ کا کہ ایک برق چمکی تڑپکر جو گری جتنے عاشق تن تلوار
کھڑی تھے پہلوی نژاد ان مین ایرج کا سر اڑ گیا اور پہلوی مخمور مین نور الدہر کا کنگر گرا
کھڑے تھے وہ برق اسطرح محیط ہوکر چمکی کہ سب کے سر اڑ گئے انکا مرنا کہ سبکو ہوش آیا ملکہ بہار
اٹھین کہا یہ بٹ مجھے کسنے بنائے کنیزون نے کہا آپ سحر مین خار خار کے تھین بہار
جو اٹھین باغ جل رہا تھا دیوارین گر پڑین آوازین آرہی ہین کشتی مرا نام من خار

ذ لگی کہا صاحب برای سامری و جمشید ایسی باتین نہ کرو تمہاری بیان پر دل ٹکڑے ہوتا ہے
عمر بھر تمہاری خدمت کرونگی خار خار یہ کہتی ہوئی اُس جوان کے ہاتھ مین ہاتھ ایک نخل زرگر
نیچے آکر بیٹھی اُس جوان نے اختلاط شروع کیا میمونہ بہار کہتی ہین خار خار کہان گئی ابھی سب
مان زندہ ہین تلوارین کھینچی ہوئی ہین بُرّان و مخمور وغیرہ سب زیر تیغ ہین اب قتل مین کیا دیر
بہار کی معلوم ہوتا ہے خار خار پر کوئی افتاد پڑی میمونہ نے کہا وہ ساحرہ ہوشیار جہاندیدہ
زمودہ ہے وہ کسی کی دم دلاسے مین نہ آئیگی عمرو کس حال سے کھڑا ہے کہ نوبت بجان کار دبر
ان ہے برق کے سامنے کچھ نہین کہہ سکتا یہ سب شعبدے خار خار کے ہین حقیقت مین کیا رنگ جمایا کیا حمزہ
نایا اس سے اسکو کون بچ سکتا ہے اب اسی مقام پر ٹھہرین مین تلاش کرکے خار خار کو لاؤن یہ کہکر میمونہ
بہار اسی مقام پر ٹھہری ہوتی ہین گرمین بت سونے چاندی کے پڑے ہین مگر میمونہ تھوڑی دور
تھی کہ ایک آواز بصد سوز و گداز کانین آئی کہ اے ملکۂ عالم ذرا ہمارے پاس آؤ ایک بات سُن
تمہاری جستجو مین ہماری پاؤنین کانٹے گڑے آبلے پھوٹ پھوٹ کر ہمارے حال پر رو رہے ہین دیکھو
عمارہ جانور ہمنے پیدا کیا تمہاری ملاقات کی خواہش مین بندر پالا ہے یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ میمونہ
ندھے پر ہر وقت بندریا بیٹھی رہتی ہے جیسے میمونہ کے کانین یہ آواز آئی بندریا بھی کون کون کرنے
یمونہ نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان صاحب حسن و جمال کلاہ زرین سر پر قبای زر لبفتی زیب جسم انور
بندر زنجیر مین بندھا ہوا خراماں خراماں آتا ہے گھبرا گھبرا کر حال دل یون سناتا ہے نظم

پیمبر مین نہین عاشق ہون جانی ۔۔۔ رہے ہوش ہی سے یہ لن ترانی
سلیمان ہم ہین اے محبوب جانی ۔۔۔ سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
وہی دے گا کباب نرگسی بھی ۔۔۔ جو دیتا ہے شراب ارغوانی
ترے کوچے کے مشتاقون کے آگے ۔۔۔ جہنم ہے بہشت آسمانی
وہ میکش ہون دیا ہے قابلہ نے ۔۔۔ جسے غسل شراب ارغوانی
لیے ہین بوسۂ رخسارۂ صاف ۔۔۔ پیا ہے ہمنے آئینے کا پانی
سفیدی مو کی ہو کا فور ہرچند ۔۔۔ کوئی مٹتا ہے داغ نوجوانی
نہ خوش ہو فربہیِ تن سے غافل ۔۔۔ سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی — دیکھتا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز
انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ — غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز
خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم — اُسنے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز
عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی — خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز
اپنے صفاے سینہ کا حیران کار ہے — دیکھا نہین ہے آئینے نے وہ بدن ہنوز
ہرچند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم — آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

اُس جوان نے اسطرح یہ اشعار پڑھے اور ہاتھ جوڑکر خار خار کی سامنے آیا کہ سراپا اُس جوان
دلمین اترگیا بیتاب ہوکر کہا صاحب جو تم کو میری خواہش ہے تو میرے دلمین بھی کاہش
اسقدر گھبراتے ہو جو تم کہوگے مین قبول کرونگی یہ سنکر وہ جوان بڑھا دوڑکر قدمونکو بوسہ دیا او
ہاتھ ڈالدیا گھبراکی خار خار نے پوچھا تمھارا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس جوان نے ہنسکر کہا صاحب
صف شکن زرہ پوش کہتے ہین اپنے ملک کا بادشاہ ہون ساٹھ ہزار فوج دریا موج رکھتا ہوا
آج سے آگے تمھاری تصویر بیچی گویا سودا خریدا راتین ہجر کی تڑپ تڑپکر کٹتی تھین اے معشوق یہ
لے نام نامی تمھارا لکھ دیا تھا کاہن نجومی جمع کیے سب نے حکم لگایا باغ رنگین مین ملاقات ہوگی یہ
ہوا یہان تک آیا شکر ہے سامری و جمشید کا کہ تمکو پایا ہمارے کلبۂ احزان کو چلکر اپنے نور
روشن کرو قصر عالی آراستہ ہین کنیزان ماہ رو برای خدمت گزاری حاضر ہونگی خار خار نے
کیا مین تمسے انکار کرونگی تمھارے مکان پر چلونگی مگر کار ضروری افراسیاب کا درپیش ہے اسو
پس و پیش ہے جوان نے چلو چمن سائے مین چلکر بیٹھین کسی نخل کی سائے مین آرام کرین دشمنون کے
اپنے کو بچاؤ ایسا نہو کوئی نظر لگادے ہماری تمھاری جدائی ہوجاے دیکھو بی خار خار یاد رہ
دلمین تاب فراق نہین اگر ہم تمھاری جدائی مین مرجائین عاشق کا سوگ نہ رکھنا سوے مشاطہ
عنبرین کو پریشانی نہ ہو آئینہ رخسار پر حیرانی نہوگا ہے گاہے مزار غریبان پر آنا تمھاری آنے
کو راحت ہوگی بہ قول شاعر شعر چو آید بمروت بعد مردن بر مزار ما + بہ استقبال تو مستانہ برخیز
ما + بلکہ کیا تعجب ہے کہ روح قبر سے برای استقبال نکلے پروانہ بنکر شمع جمال پر نثار ہو اور قبر سے آواز
اے شہسوار گور غریبان پر آ نکل + اپنی بھی مشت خاک ہے تیری رکاب مین + اسطرح پر اُس جوان نے باتین کی

بے پر را تو نخشے پر و بال ــ لطف کن لطف ای خداوند جہان
این ناچیز عاجز خاکسار ــ بر کمال فضل تو امیدوار
مہر کن مہر ای خدای ذوالجلال ــ بلک رہی ہین تڑپ رہے ہین

وا یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہر ایک دردمند خواجہ عمرو ایسے عیار طرار و فرار خنجر گزار برق
کے سامنے خاموش کھڑی ہین برق نے نیچہ کھینچا ہی خواجہ چپ کھڑے ہین ہر نازنین کا یہی
ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لیکن اسوقت باغین خار خار و میمونہ و بہار اامادہ سحر خوانی
ن کے جمال بیمثال کو دیکھکر کئی مرتبہ میمونہ نے کہا ای خار خار اِس نازنین کو تو قید کر لو
قتل ہونا بہتر نہین خار خار نے کہا ای میمونہ بڑا دہوکا کھاتی ہو طرفداران سلماہنین اسی نازنین
نے بڑے ستم کیے افراسیاب کو بہت ملال پہونچے جسوقت اسکا سر جائیگا تو افراسیاب کی
عید ہوگی اسنے طلسم کو افراسیاب کے حقیر کر دیا دریاے خون روان ڈپل پر پرادان کہ سر
ہوشربا تھا انکو اِس ظالم نے مٹایا اُس زوری افراسیاب کم زور ہو گیا طلسم کا راستہ کھلا لوگون کو
ن ہو گیا کہ باغ سیب تک پہونچنے لگی کسکی مجال تھی کہ دریا پر قدم رکھی موت کا مزا چکھے اِسکی
ہونے سی مسلمانونکی کمر پھر ٹوٹ جائیگی مہرخ وغیرہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگی آکر افراسیاب
قدمون پر گرینگی علاوہ اُسکے ای ملکہ میمونہ زرد پوش اب میرا ارادہ ہی کہ یہی سحر جا کر لشکر
ان پر کردن ملکہ مہرخ کا شکیل دشمن ہو بھائی کا بھائی رہزن ہو بیٹا باپ سی بدظن ہو ہر ایک
نین سوزن ہو ہر چند میمونہ نی کہا کہ مین تو سحر نہ کرونگی کہ گران ایسی معشوقہ قتل ہو خار خار
پر آگئی بڑھی ہاتھ ہلایا کہ برق گری سب کی سر اڑ جائین ہاتھ ہلاتی ہی برق چمکی زمین پر آ کر گری کہ
زار نہ پہونچا سکی یکایک گوشۂ باغ سی ایک آواز آئی کہ ای ملکہ خار خار میری جان تمپر نثار ذرا
متوجہ ہو خار خار پلٹی کہ کون مجھکو ایسی باتین کہتا ہی دیکھا ایک جوان زرہ پوش سر پر خود زرین سپر
ن بو غزال چشم شیر خشم ابروی خمدار پر بل پڑی ہوے پکارتا ہوا آتا ہی اے جان جہان ای آرام دل
ن ہم مدت سی تمہارے اشتاق ہین دلبر صدمات فراق ہین اب صبر نہین ہو سکتا ہماری خبر لو نظم

دشش خروش پر ہی بہارِ چمن ہنوز ــ پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
آتا نہین ہین یار کو مثل سخن ہنوز ــ معدوم ہی کمر کی طرح سے دہن ہنوز
سون سی رو رہا ہون شب و روز متصل ــ ہنستے ہین مدتون سی زمہ زخم تن ہنوز

ساری گل بس جاتی ہین ای جان گیسو ترے — تیری کاکل اور ہے زلفِ سمن بو اور ہی
رحم دل ہین اور دلبر ذبح کرنا تیرا کام — یارِ خوشخو اور ہے تو عربدہ جو اور ہی
اور وہ زانو ہی بہو نچی جس تلک عاشق کا سر — سینے پر منت سی جو آئے وہ زانو اور ہی
دم نکلتا ہے صدا سنکر تیری پازیب کی — گھنگرو دونکے غل مین پوشیدہ یہ گھنگرو اور ہی
بوالہوس عاشق کا رونا ای صنم چھپتا نہین — دو بتی ہی آبرو جسمین وہ آنسو اور ہی
بوسۂ لب پاؤن تو نیش مرض دور ہی — جس سی قوت پائی دل وہ نوشدارو اور ہی
ہاتھ حیدر کو کہا خالق سنے اپنا ای قبول — کیون غالب ہون نبی کل یہ یہ بازو اور ہی

برق فرنگی کا ذیرہ خواجہ کے جو ستا ہی تعریفین کر رہا ہی استاد کیا کہنا آپکا کوئی مثل و نظیر نہین مزی مین آپ گا رہے ہین گاتے گاتے خواجہ رکی زنبیل مین ذی کور کہا برق ذی کہا استاد اور گائیے کہا اب نہین دل چاہتا برق نے کہا واہ اُستاد بسمل کر کی چھوڑ دیا ہم سی صبر نہین ہو سکتا جلد کا ایک ہاتھ مارونگا اپکا سر اڑ جائیگا یہ کہکی برق ذی نیچہ کھینچا ادھر خواجہ ذی نیچہ کھینچا اب برق سی نیچہ چلا چاہتا ہے ساری باغین تلوارین کھینچی ہوئی ہین عاشق معشوقون کو قتل کیا چاہتے خواجہ ایسی عیار برق کے سامنی حیران کھڑی ہین نیام سی تلوارین نکلی ہین خار خار نے کہا ملاحظہ کر داب سب کی سر کٹا چاہتے ہین دیکھیے کس لطف سی خاتمہ کرایا بہار بھی ہاتھ ہلار خار خار نے بھی سحر کو زور دیا میمونہ نے بھی اپنا سحر کیا ساحرہ دن کو سحر اور زیادہ فراموش عاسقونکو قتل معشوقان کی جوش ہوی ملازمان ثُرّان جو بیرون باغ کھڑی ہین اِن سبکی سا دیوار شیشہ کھنچی ہوئی ہی باہرسے سب معاملہ دیکھ رہی ہین کہ سب سردار قتل ہوا چاہتے ہین بلکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق کائنات ای ربِ پاک ذات ہماری سردار ونکو بچا لی ایسا ہو

ذات تست ای مالک ملک کمال — قادر مطلق خدای لایزال — هست بر تو خالقت اظہ[...]
منکشف احوال استقبال وحال — از تو شد او آخر سوی تست — بازگشت خلق ہنگام[...]
خاکساران را عنایت میکنی — حکم و ملک و دولت و جاہ و جلال — ہر زمان دارند ذکر و فکر[...]
اہلِ عرفان اہلِ حال اہلِ قال — از گہر پر میکنی وقتِ عطا — ای سخی دامان ہر اہل[...]
رنگ و بو ہر گل ز الطاف تو یافت — از تو شد سر سبز ہر رنگین نہال — ہر دِ مفلس را تو سیم و زر[...]

س حال پر ملال مین دیکھا کہ سب زیر نخل بیٹھے ہوے اپنے اپنے معشوقون سے باتین کر رہے ہین
یرج نوجوان نے بُرّان سے باتین کرتے کرتے فرمایا کیون ملکہ بڑے افسوس کی یہ بات ہے کہ تمنے
فراسیاب سے دشمنی پیدا کی یہ تمکو مناسب نہین بہتر یہ ہے کہ چلکر افراسیاب کے قدمون پر گرو اگر اسکے
لاف کروگی ہم تمکو گردن پکڑ کے سامنے افراسیاب کے پہونچا دینگے نورالدہر نے مخمور سے بہی
فتگو شروع کی ہر عاشق و معشوق مین تکرار ہونے لگی معشوقون کا تو یہ قول ہے کہ ہم پاس افراسیاب
ے نہ جائینگے عاشقون کا یہ کلام ہے کہ ہم تمکو زبردستی لے چلینگے افراسیاب کی چلکر اطاعت کرو بُرّان
خمور و کل شاہزادیان کہہ رہی ہین ہم تو افراسیاب کے پاس نہ جائینگے برسون سے لڑائی ہو رہی ہے
سکے ملازمون کو اسی کے سامنے مارا کلمات سخت لگی للکارا اب کیا منہ لیکر جائین کسطرح اسکو صورت
کھائین عاشق و معشوق سے جابجا فساد ہونے لگا ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی کہا اے بُرّان میرے
سر کاٹ لونگا ادھر نورالدہر نے تلوار مخمور پر کھینچی سب جوانون نے اپنے اپنے معشوقو پر تلوارین کھینچ
ہتے ہین کہ سر کاٹ لین بُرّان و مخمور سحر مین طاق شہرۂ آفاق چاہتی ہین سحر کرین مگر سحر فراموش
بارے حیرت کا جوش سحر یاد نہین آتا چاہتی ہین سحر کرکے تلوارین انکے ہاتھ سے گرا دین ایک لفظ
سحر کا یاد نہین آتا خار خار ملکہ بہار سے کہہ رہی ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے جتنے عاشق ہین اپنے اپنے معشوقو نکو
ار کرینگے گلچین جادو باغبان قدرت پر دباؤ ڈال رہی ہے اور باغبان حیران و پریشان بیٹھا
کچھ بن نہین پڑتا منتین کرکے جاب دیتا ہے صاحب خیال تو کرو افراسیاب کے پاس کیونکر جاؤن تمہاری
ارزو ئی ہوگی اگر افراسیاب نے گرفتار کر لیا کہ ایک طرفسے دیکھا خواجہ عمرو برق نمایان ہوے
اجہ عمرو نے بجاتے ہوے برق فرنگی جھومتا ہوا آنے کی آواز بلند تمام طائر سر پہ عمرو کے سایہ کیے
ے خواجہ سلیمان وقت بنے ہوے نے مین نئے طور سے یہ اشعار بجاتے چلے آتے ہین نظم

سحر ساحر اور سحر چشم گلرو اور ہے — دل لہو ہوکر بہے جسمین وہ جادو اور ہے
رات کیا آخر ہوئی اے گل وفا آخر ہوئی — صبح کو خو اور ہے رنگ اور ہے بو اور ہے
تو سراپا نور ہے پہونچینگے کب تمکو حسین — ماہ کامل اور ہے اے چاند جگنو اور ہے
اے جنون ہشیار ہو اب ہے شب وصلت تمام — صبح آ پہونچی کوئی دم دل یہ قابو اور ہے
پہاڑ نسخے اے طبیب ایسی دوا سے ہو گا کیا — ہے جو قانونِ تعشق مین وہ دارو اور ہے

داخل باغ ہوئین ملکہ مجلس نے دیکھا ایک جوان خوشرو کمسن حسین و جمیل مسکراتا ہوا سامنے آیا
کہا اے شہزادی والاقدر آسمان خوبی کی بدر ہم مدت سے تمہارے مشتاق تھے تمہاری ملاقات
کو آئے ہین مجلس سر جھکا کر اُس جوان کمسن کی ساتھ ہوئی سیر باغ دیکھتی ہوئی چلی شگوفہ نے
دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو سلاح جنگی سے آراستہ سامنے میرے کھڑا ہے شگوفہ بھی اُسکی
مائل ہوئین جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین باغمین آئی تھین ایک ایک کی ساتھ ایک
جوان سب سیر باغمین مصروف ہین مگر مبہوت لب پر مُہر سکوت ایک سے ایک کلام نہین کرتا
اپنے معشوقون سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے اپنے حال سے فرصت ہو تو دوسری جانب متوجہ
ہون جب بُران وسط باغمین پہونچی دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم شاہزادہ نورالدہر کا ہاتھ تھامے
ہوئے چلی آتی ہین نورالدہر بھی ہنستے ہوئے مخمور سے حکایت و شکایت کر رہے ہین مخمور
فرماتی ہین اے شاہزادہ صف شکن دلاور بہادر تیغ زن ہم نے فراق مین تمہارے بڑے
صدمے اٹھائے فلک نے کیا کیا رنگ دکھائے نظم

سودا یہ غنیمت ہے جو وحشت نہ رہیگی — انکی نظر لطف و عنایت نہ رہیگی
مین عشق کی ذلت سے جو کر بیٹھو نگا انکار — عشاق وفا پیشہ مین عزت نہ رہیگی
ایسی رہے محبوب کی پہچین ہی طلعت — تصویر بھی کھینچنگے تو حیرت نہ رہیگی
کھانا تو چھٹا عشق کا دریا جو چڑھا در — پانی کیطرح بھی مری رغبت نہ رہیگی
خوش رکھا کرو مجھکو چھپایا نہ کرو منھ — پچتاوگے جب حسن کی دولت نہ رہیگی
یارب مین تری عشق کی صدمونسے نہ نکلون — غم ہونگے بہت جب یہ مصیبت نہ رہیگی
کہتا ہے قبول آکے اگر رندونمین بیٹھا — اے شیخ یہ پھر تیری مشیخت نہ رہیگی

ملکہ بُران نے کہا اے ملکہ مخمور تمنے نورالدہر کو کیونکر پایا کہا حضور جب کوہ و دشت بیابان
چھانے تب ملاقات ہوئی ایکطرف سے باغبان کو دیکھا کہ اپنی زوجہ گلچین کا ہاتھ تھامے
سیر باغمین مصروف ہے جو جو اس باغمین آئے دیوانہ وار وحشی مثال باغمین پھر رہے ہین
نے میمونہ سے کہا اے ملکہ عالم اب چلکر باغمین ان باغون کا حال دیکھیے کہ کس رنگ میں ہین
بہار و خار خار و میمونہ مع چند مصاحبون کے آگے باغ مین داخل ہوئین سب

پھنکے لیکن ہم آپکے خیرخواہ ہین اس باغ پر بہار مین جائیے سیر کیجیے اپنے ساتھ والون کو بھی لیجائیے
مخمور و باغبان سے اسی باغ مین ملاقات ہوگی خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی بھی اسی باغ مین
ین آپ کو بہت آرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنتے ہی بُرّان دوڑ مین پلٹ کر آواز دی بیٹیا
مجلس آؤ تھوڑی دیر سیر باغ کرین کہ غنچۂ آرزو کھلے لطف سیر ہے یہ سنتے ہی مجلس بھی دوڑی
مجلس نے پلٹ کر شگوفہ سحر ساز کو آواز دی بوا تم بھی آؤ آگے ملکہ بُرّان اُنکے بعد مجلس مجلس
کے پیچھے شگوفہ ولپشت پر کئی سے کنیزین اول ملکہ بُرّان نے داخلہ کیا سیر باغ دیکھکر
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا روش پٹری کو طے کرتی ہوئی جاتی ہین کہ پہلو سے
آواز آئی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی نظم

ثنائے لب کا لبون پر کلام پہ رہتا ہی — سخن کے وصف کا دلمین مقام رہتا ہی
فقط مجھی کو نکالا تو اِس سے کیا حاصل — تری گلی مین بڑا اژدحام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دلمین ہوتی ہی — نقیب آہ کا کیا اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین واعظو نکی ضد سے فقط — مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی
کبھی نہ سیب ذقن کا مزا ملا ہمکو — مدام یہ ثمر سرخ خام رہتا ہی
زمانہ یاد کریگا فنا کے بعد مجھے — مٹے تو صفحۂ ہستی پہ نام رہتا ہی
اُچھلنے لگتا ہی دل چار چار ہاتھ مرا — وہ کوچہ مجھسے جو دو چار گام رہتا ہی
جو دل نہو تو بتا ای قبول عشق کہان — اُسی تو اُس مرا اِسے اُس سے کام رہتا ہی

ملکہ بران نے سر اٹھاکے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان اُفتان وخیزان پکارتی ہوئے آئی ہیز
ی ملکۂ عالم ہمنے صحراونکی آفتین جھیلین اپنے کو یہان تک پہونچایا ذرا ہمارے پاس آؤ حال
دل تو سنو کہ ہم پر کیا گذری ملکہ بُرّان شمشیر زن نے جو نقد رح وردان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان کو بلا تکلف آتے دیکھا دل تڑپ گیا کہا ای شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی کیونکر
یکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا دل جمال جہان آرا کا مشتاق ہوا بُرّان نے دوڑ کر ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا دونون عاشق و معشوق خرامان خرامان سیر باغ کرنے لگے آپس کی شکایت و حکایت
جب ملکہ بُرّان داخل ہوچکین اور اُس بلا مین مبتلا ہوئین ملکہ بران کے بعد مجلس و شگوفہ وغیرہ

غار غار نے پلٹ کر دیکھا لشکر مین آگ لگ گئی بارگاہون پر جا کر مچھلیان گرین جس بارگاہ
وہ جلنے لگی غار غار نے پلٹ کر سحر کیا رو رو کر مچھلیون کو جلایا میمونہ نے پڑھکر ایک گولہ دریا
مچھلی الٹ گئی لڑکھڑا کر خشکی مین گری جسطرح ماہی بے آب تڑپتی ہے اسطرح تڑپی عیار بھی
ہوا سے بلنے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن ظاہر ہوئین مگر چہرہ اداس عالم یاس معلوم ہوتا ہے بد
نکل رہی ہین سوزش صحرا سے ہڈیان جل رہی ہین میمونہ نے دو گولہ طرف صحرا کے ا
غار غار بھی اپنا خون نکال کر طرف صحرا کے پھینکنے لگی صحرا مین غبار بلند ہوا عرصۂ درا
آوازین ہیبت ناک آئین ملکہ بران ریگستان مین کھڑی ہین مثل نخل بید کانپ رہی ہ
تھوڑی عرصہ کے وہ غبار ہٹا ایک باغ دور کا ظاہر ہوا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بو
نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طولانی لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجون کی ردا
لا ثانی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین پہلوی گل مین بیٹھی ہوئی ان اشعار
کو بصد جوش و خروش گا رہی ہین گویا ہر ایک کو راستہ اُس باغ ہمیشہ بہار کا بتا رہی

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کسنے کی ۔۔۔ آبیاری مرے اشکو نکے سوا کسنے
مرض عشق مین پھٹکا نہ مرے پاس کوئی ۔۔۔ کسنے دی مجھکو غذا میری دوا کسنے
کب نکل سکتا ہے ظلمات مین پھنسکر کوئی ۔۔۔ میری گردن تری زلفو ننسے رہا کسنے
عشق دل کو ہے کیون پاس نسیم و ملت ۔۔۔ سب چمن بھولے ہین پیدا یہ ہوا کسنے
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر ۔۔۔ تمھین منصف ہو وفا کسنے جفا کسنے
چلی یارش مین ہوا مجھپہ نہ بیجی طوفان ۔۔۔ مین تو واقف بھی نہین آہ دبکا کسنے
مجھ مریض الم و غم سے ہو تم جیسے خفا ۔۔۔ طلب اللہ سے اے جان شفا کسنے
یار نے وعدہ کیا تھا مگر آئی ہے قضا ۔۔۔ بیوفا کون ہوا اور وفا کسنے
رُخ پرنور دکھایا نہ ہمین خوش ہو کر ۔۔۔ داغ بڑھنے مین کدا اہ لقا کسنے
صاف دنیا صاف ہون صاف یہ خصلت ہے ۔۔۔ دو دلون سمت آئینہ دل کی جلا کسنے

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ملکہ بران یا تو مثل بید کانپ رہی تھین یا رعنائی
دیکھکر بہ نگاہ یاس طرف میمونہ کے دیکھا میمونہ نے کہا آپ نے لشکر پھونک دیا بارگاہ ہین

اجہ وبرق کیطرف متوجہ ہو کر کہا آپ لوگ بمشکل گرفتار ہوئے راہ مین کئی جادوگر مارے گئے
دلیب نے بڑا کار نمایان کیا کہ تم ایسے مکارون کو گرفتار کرلیا دیکھو تو آج لشکر اسلام کا کیا حال
تی ہون ایک جادوگر سے اشارہ کیا اُن دونون کو قید خانے مین لیجاؤ اب لشکر جمنے لگا اُدھر
ن کو بھی مفصل خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو و برق ابھی گرفتار کر کے آئے ہین بُرّان نے کہا خدا مالک
ر خار نے لشکر آراستہ کیا جب جم گئین نقیب نقابت کر چلے گرد کیت کڑکا کہکر ہٹے خار خار طرف
یان کارزار کی ملی میمونہ نے کہا اے خار خار آج ہمارا تمہارا میدان کارزار مین بھی سات ہو
ت کے سحر کا لطف دیکھا کئی جادوگر مارے گئے مین حیران ہون کہ وہ کون شخص تھا جسنے دونون جادو
ن کو مارا مین نے ہزار طرح خیال کیا اُس شخص کا نام مجھکو ثابت ہوا اب آج میدان کارزار مین
ب حال کھل جائیگا یہ سنتے ہی ملکہ بُرّان تخت سے کود پڑین لشکر والون کو آواز دی صاحبو خدا حافظ
جان دی یا آج سب کا خاتمہ کیا آپ لوگ دعا کرین یہ کہکر بان چلین کنارے پر لشکر کے پہونچی ادہر
کھا میمونہ و خار خار میدان مین آئین میمونہ نے ایک گولہ زمین پر مارا ایک جھیل پیدا
ی اُسمین ہزارہا مچھلیان پیدا ہوئین مثل برق تڑپ رہی ہین یا تو جھیل تھی یا مثل دریا کے
ہ مارنے لگی جب دریا کا جوش و خروش بڑھا خار خار نے پکار کر آواز دی ملکہ بُرّان صاحب آئیے
آپکے ڈبونے پر آمادہ ہے دونون لشکر نگران ہین کہ ملکہ بُرّان جست کر کے آسمان مین ڈوبین
تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا ایک حوض طلائی آسمان سے چرخ مارتا آتا ہے ایک مچھلی یاقوت احمر
تڑپکر کبھی بلند ہوتی ہے کبھی پھر اُسی حوض مین غوطہ مارتی ہے ناظرین کو مقام دریائے خون رواں
حالات معلوم ہونگے زیادہ تحریر کرنیکی ضرورت نہین حوض اس دریا پر آکے پھٹا مچھلی تو بلند
ی حوض ٹوٹ کر پانی مین گرا دریا کا پانی کھولنے لگا مچھلیان جو تڑپ کر نکلین لشکر پر میمونہ کے
ن اب وہ ماہی یاقوت رنگ تڑپ کر دریا مین گری مچھلیان گھیرتی ہین مگر وہ مچھلی جسپر سایہ
تی ہے مچھلیان و نہنگان خون آشام جل جاتے ہین دریا سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین نخل مثل
م خشک جل رہے ہین مچھلی تڑپ تڑپ کر دریا مین گرتی ہے مچھلیون سے اپنے کو بچاتی ہے جسپر
ں ڈالا اُسکو جلا کر خاک کیا تھوڑے عرصے مین لشکر میمونہ مین صدائے فریاد کی بلند ہوئی
ب مچھلیون نے کئی لاکھ جادوگرون کو مارا صدائین بلند ہوئین کہ اے خار خار ہم کو بچا کے

بجا اور درست ہی لیکن ہمارا یہ کام نہین اسطرح کی باتین خواجہ نے کین کہ بڈھے نے ہنسکر کہا خواجہ
نہین پہچانا تمھارے خیرخواہِ دولت ہین مین نے بیٹھے بیٹھے قصر نورافشانی مین دیکھا کہ آ
صحرا مین گرفتار ہوے خار خار بیٹھی سحر کر رہی ہی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکر ہتھکڑ
بیڑیان کاٹین خواجہ نے بہ غور دیکھا نورافشان جادو کو پایا دوڑکر لپٹ گئے نورافشان
خواجہ خار خار و میمونہ بلاے روزگار ہین دونون سحر کر رہی ہین مین اب رخصت ہوتا ہوا
آپ بائین پڑھتے ہوے جائیگا ایسا نہو پھر کسی بلا مین پھنسیے بعد تھوڑے عرصے کے صحرا
نرگس ملیگا کوئی کسیطرح کا آدمی ملے کسی سے ملاقات نہ کیجیگا یہ کہکر نورافشان روانہ ہو
خواجہ و برق کو نورافشان نے جو راستہ بتا دیا تھا اُسیطرف چلے سیر کرتے ہوے جاتے
کوس راستہ طے کر چلے تھے کہ کسی کے ہنسنے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا صحراے نرگس چمن کا
کا آراستہ خواجہ و برق نے جو بغور دیکھا تو وہی پھول شکل انسان کے ہنس رہے ہین ایک
ہے اُسپر ایک عندلیب بیٹھی ہے اُسنے مثل انسان کے پکار کر آواز دی اے آیندہ و روندہ یہ صحر
نرگس ہے دیکھ بھال کے راستہ چلو ایسا نہو آنکھین پھوٹین مقام نگہ بازی نہین ہے صحرا
دانم و گمین ہم کیونکر ظاہر کرین لیکن خیر تجھسے کیا چھپائین یہ کہکر اُس عندلیب نے ایک
ماری ایک غار پیدا ہوا عمرو و برق نے دیکھا اُس غار مین ہزار صندوق بھرے ہوے ہین
نے کہا لو خواجہ ان سب صندوقون مین مال ہی خواجہ کی رال ٹپکی جھپٹ کر خواجہ چلے کہ
صندوق لون برق نے دامن پکڑا کہا اُستاد ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے تو کیسی خرابی
نے کہا بھوکی کو پیٹ کی فکر رہتی ہی یہ کہکر صندوق پہ ہاتھ ڈالا صندوق کو کھولتے ہی اُسمین
نکلا آنکھون تک پہونچا کہ خواجہ و برق نابینا ہوکر زمین پر گری وہ عندلیب غلطک مار کر جادوگ
نعرہ کیا منم عندلیب نرگستان خواجہ و برق کی منھ پر ہاتھ پھیرا آنکھین بینا ہو گئین
مین ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تمام عالم منور و روشن ہو گیا وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو گرفتا
کرکے لیچلی ہے کہ کانمین آواز نوبت نقاری کی آئی دیکھا ایکطرف سے لشکر تہران ایکطرف سے لشک
میمونہ آیا خار خار آگے بڑھی ہوئی بہار بکمال زیب و زینت ہمراہ دونون لشکر میدان پر پہنچ
ہین وہ جادوگرنی خواجہ و برق کو لیے ہوے سامنے خار خار کی آئی خار خار نے کہا انکو قید کرو

اُسکے ملک مین پہونچے اُسنے چاہِ الماس بن نوح کا طلسم بنایا تھا در بند آراستہ کیے وہان
ان کو راستہ نہ ملتا تھا مگر ہم پہونچے اُسکے بنائے ہوی در بند مٹائے بعد مٹانی در بند دُسنکے
لبہ مین دمامہ کے پہونچے صاحبقران کے ساحران عالم جمع تھے شہنشاہ و شہریار د
نشاہ طلسم ہزار اسپ و عزیز داران مالک بن زرد و دہشت وغیرہ یہ بھی سب موجود
آخر دمامہ کو مین ہی نے مارا لیکن تم ایسی ساحر نگاہ سی نہین گذرے وہ ساحر کچھ سماعت
ن کرتے دونون کو لیے جاتے ہین کہ صحرا کی جانب سی ایک مرد ضعیف پیدا ہوا اُسنے
کر آواز دی ارے جادوگرو تمنے ان غریبون کو کیون گرفتار کیا ہی چھوڑ دو یہ سنکر
ن دونون کی جواب دیا ای شخص تمکو کیا دخل ہی یہ دونون عیار مکار کشندۂ ساحران
رہمکو حکم ہی کہ انکو لیجا کر قید کرین ایسا آزار پہونچائین یہ تڑپ تڑپ کی مرین جادوگرونکو
لے بڈھے نے قریب آکر کہا ہمین ان باتونسی کیا کام ہے جیسی مکاری کرینگے سامری د
نیدسے سزا ملیگی ہماری صلاح یہ ہی کہ انکو چھوڑ دو اپنے کو انکے خون مین مبتلا نکرو اُن دونون
کہا بڈھے تجھے اس مقدمہ مین کیا دخل ہے ہم ہرگز انکو نہ چھوڑینگے بڈھے کہا اب تمھین چھوڑنا
ے گا ایک نے پشتارہ برق کا زمین پر رکھدیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا بڑے میان
اپنا راستہ لو ورنہ تمھارا ابھی سر کاٹ لینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا دیکھنے مین تو بڈھے کی
پاؤن مین رعشہ نحیف و ضعیف بھی تھا مگر بڈھے نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر جو ایک طمانچہ
سر جادوگر کا اڑ گیا دوسرے سی کہا پشتارہ رکھدے اُس جادوگر نے ناش کا دانہ مارا
ے ناش کے دانہ کو دفع کرکے ایک لات ماری کہ اسکے بھی استخوان چور چور ہوی بڈھے
دونون کا پشتارہ اٹھا لیا کہا او مکار و جادوگرون سے مینے تمکو چھین لیا مین تمھاری کباب
کھاؤن گا اس بیشے مین چالیس بیٹے میرے رہتے ہین اُن کو گوشت انسان سی رغب
ت ہے بہت خوش ہوکر تمھارا گوشت کھائینگے برق و عمرو تڑپتے ہین منتین کرتی ہین کہ
پیر روشن ضمیر ہم غریبون پر رحم لازم ہی بڈھے نے کہا تم ایسی ہی رحم کے لائق ہو گھر کے گھر
ن کیے ملک کیسی کیسے برباد ہوے تمھاری ذات سی بڑے بڑے فساد ہوے عمرو نے
حضور مین تو اپنی چربی نکالکر بتیان ڈھالتا ہون مگر کچھ نفع نہین ہوتا آپ نے جو کچھ فرمایا وہ

خطا تو ہوئی اُسنے جو ہمارے ساتھ کیا ہمنے بھی اُسے مار ڈالا اب آپکو اختیار ہے اُن دو جادوگرون نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے دیکھا دو جادوگر اور آئے سیہ رو کریہ منظر بھی اُن دونون نے کہا اے نگہبانان صحرای سبزہ رنگ ہمین کیون یاد کیا ہے انھون نے عمرو عیار و برق کو ہمنے گرفتار کیا ہے ان دونون کو صحرای مغیلان مین لیجا کر قید کرو ملکہ خا... کو اطلاع کرو اُن دونون نے عمرو و برق کو ہاتھ پر لیا لیکر روانہ ہوے عمرو و برق بلک بلک کر دعائین مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز ان ظالمونکے ہاتھ سے بچا

آفت مین تقدیر نے مبتلا کیا ہی تو کریم و رحیم ہی نظم

خداست مالک الملاک و فالک الافلاک — ہر آنکہ کرد عطا نور جان بتودۂ خاک
چراست بندۂ ناچیز اینقدر بیباک — چراست آدم کمزور اینقدر چالاک
خداست آنکہ شرف داد خاک انسان را — بعلم و عقل و قیاس و فراست و ادراک
بمال و دولت و زر ساخت پایہ اش افزون — سپرد گنج زر و کرد صاحب املاک
غبار چشم مکدر ز ہر کدورت شست — نمود خاک وجودش ز ہر نجاست پاک
طریق بندگی آموخت بندۂ خود را — نہاد گردن عجزش بجا جزے بر خاک
خداست آنکہ ز قطرۂ گہر کند پیدا — ز ابر آب ببارد گل آید از خاشاک
ببند حرص و طمع بندہ شد چرا پابند — کہ خانہ خانہ بگردد برائے لقمۂ کاک
چرا فقیر خدا دوست صاحب تجرید — برای حاصل دنیای دون شود غمناک
بکنہ ذات الٰہی نمیرسد انسان — بود اگرچہ خردمند و فاضل و دراک
بحمد حضرت حق باش ہند یا شاغل — بدار عافیت خود مدار از کس باک

عمرو و برق دونون بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین اپنی جان سے بیزار وہ دونون جادو گر دونون کو کشان کشان لیے جاتے ہین جہان پر یہ زیادہ روتی ہین مارنے کا ارادہ کرتے ہین خواجہ و برق خاموش ہو جاتی ہین آخر راہ مین خواجہ نے فرمایا حقیقت میر ہم بڑے ممالک ساحرانین پھرے کیسے کیسے ساحر نظر سے گذرے مگر تم ایسے ساحر نہین دیکھے دمامہ ایسی ساحرہ کہ جو ایک سحر مین زمین کو آسمان پر پہونچاتی تھی نعرہ لسنے زمین ہلاتی تھی

نے پشتارہ زمین پر رکھ دیا اُس نازنین نے تپلے تپلے ہاتھون سے پشتارہ کھولا دیکھا سنگین سرانداز
شیار ہوئی ہی زبان نہین سوزن مبتلای رنج و محن کبھی آنکھ کھولتی ہی بند کرتی ہی اُس نازنین نے
ہر مین کہا او سنگین سرانداز تو نے ہمارے دوست عمرو عیار کو قید کیا تھا دکھانے کو ایک آدھ
نسا بھی مارا ذرا جو نگاہ عمرو و برق کی پلٹی اُس نازنین نے سنگین کی زبان سے سوزن کو نکال لیا
ای سنگین سرانداز اٹھو برق نے چاہا بھاگون سنگین سرانداز نے ایک دو تھپڑ مارا برق
زمین پہ گرا یہ طرف عمرو کے چلی عمرو نے کمر سے گولہ نکالا کہا ای سنگین سرانداز تو سمجھتی ہی کہ مین
نہین جانتا یہ کہکر گولہ پھینکا سنگین سرانداز نے تھپکی ماری گولہ پھٹا چھینٹین پانی کی اڑین منہ
قطرے پڑے سنگین سرانداز لڑکھڑا کے گری عمرو نے خنجر مارا سنگین کا شکم چاک قصہ پاک
دیکھا وہ معشوقہ پانی ہو کے بہگئی خواجہ نے برق سے کہا چلو برق و خواجہ جست و خیز کرتے
ی چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا ہی کہ دیکھا دو جادوگر چہار جانب دیکھتے ہوے پیدا ہوے
برق کو دیکھکر پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ تم راستہ بھول گئے ہین تب دو برق نے اُستاد
ٹھہرئے ان سے پکار کر کہا ہم پلٹ کر آتے ہین یہ کہکر ایک جانب بھاگے وہ دونون جادوگر
ے دیکھا کیے پھر انھون نے پکار کر کچھ نہ کہا عمرو نے کہا ای برق ناحق کو بدگمانی تھی یہ
نون اصل مین راہ گیر تھے برق نے کہا اُستاد دل کو تو خوف ہی عقل سے معلوم یہ ہوتا ہی کہ ہمارا
ن خارخار دیکھ رہی ہی جب تو ہمین راہ مین آکر اُس نازنین نے دھوکا کیا جال پھیلایا کہ جسمین ہم
مرغ زیرک پھنسے یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ زمین شق ہوئی وہی دونون جادوگر زمین سے
اور پکار کر آواز دی کیون صاحبو تم جو بھاگے ہم کچھ تمسے مانگتے تھے راہ بھولے تھے تمسے پوچھنا منظور
ور تم ہمکو دشمن سمجھتے ہو تو اب ہمارے ہاتھ سے کہان جاؤگے عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ لون برق
چاہا کہ خنجر لپک کر مارون اُن دونون نے ماش کے دانے پھینکے کہ دونون کے پانون زمین
تھام لیے دونون نے آکر نعرہ کیا ایک نے آکر کہا سنم گجرای اور ایک نے کہا سنم گجراست
اجہ و برق کی کمر مین ہاتھ دیا لیکر چلے ہر چند عمرو و برق نے فریاد کی کہ ہمین چھوڑ دو اُن دونون
کہا سنگین سرانداز کو مارا حکم ہی ملکہ خارخار کا کہ ساربان زادے کو اور برق فرنگی کو زندہ
چھوڑنا فوراً قتل کر ڈالنا عمرو نے سر جھکا دیا کہا بھائی یہ سر حاضر ہی کاٹ لو بیشک ہم سے

گرایا کرتے ہو کعبہ کمال جرات سے — دکھایا کرتے ہو دل یہ جگر تمہارا
بساؤ دل کو جو جنگل سے لگ رہا ہی ڈر — جسے اجاڑا ہے تمنے یہ گھر تمہارا
پڑی پری ہی تمہین اور حور حور سمجھے ہی — بشر کے ہونے کا قائل بشر تمہارا
ادھر سے اپنے جو آنکھین چرائے بیٹھے ہو — خیال کیا ہے بتصور کدھر تمہارا
ابھی سے قبر مین لٹکائے پانون بیٹھا ہون — سے پاتراب مرا اگر سفر تمہارا
تصور آگے دکھا جاتا ہے مرے دل کو — تمہاری یاد مین بالکل اثر تمہارا
جہان ظہور کیا تھا وہین شہید ہوے — جو گھر خدا کا ہی شاہا وہ گھر تمہارا
قبول کو نہ جدا جانیو کبھی اے جان — یہ دور سے بلکے ہی نزدیک پر تمہارا

خواجہ نے کہا ای برق یہ کون درد رسیدہ ہی کس سوز وگداز سے گا رہا ہی برق وخواجہ چلے ایک نخل کے سایہ مین دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بال سر کے پریشان آنکھوںمین بھرے ہوے بلک بلک کر رورہی ہے خواجہ اور برق بیقرار ہوگئے قریب جاکر اُسے عمرو نے پوچھا ای مہ جبین ای گلعذار اے ماہ پیکر اے سمن بر تو کون ہی اُس آوارگی کا کیا سبب ہوا وہ نازنین رونے لگی کہا آپ لوگ کیا پوچھتے ہین کیا حال بیان کرون ہمارا حال لائق کہنے کے نہین ہی ایک دشمن دین وایمان پر تقدیر نے مائل کرایا اُس جوش ومحبت نے یہ صدمہ ہولخیز دکھایا خواجہ عمرو نے کہا آخر وہ کون شخص ہی اُس نازنین نے ایک تصویر بغل سے نکالی نازنین خواجہ کو دے دی اب جو عمرو نے بغور دیکھا تصویر صاحبقران زمان کی ہی عمرو نے کہا اے یہ تصویر ہمارے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کی ہی تمنے اُنکو کیونکر دیکھا نازنین نے کہا مین نے خواب مین دیکھا ہی جب مین نے منت پوچھا کہ حضور سے کیونکر ملاقات ہو ارشاد فرمایا کہ خواجہ عیار ہمارا یار وفادار ہی اُسکی معرفت ہمسے ملاقات ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای مہ جبین حقیقت مین اُس شہریار کا نمکخوار ہون انکو لیکے تمہاری خدمت کرونگا لشکر مین چلو اُس نازنین نے کہا خواب مین نے خواب دیکھا تھا اُسکا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا کیون میان برق فرنگی یہ پشتارہ کون بندھا ہی برق نے کہا سنگین سرانداز اِس پشتارے مین ہی ہمارے استاد کو اِسے قید کیا تھا اِسکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین اُس نازنین نے کہا ذرا اِسکا پشتارہ کھولو

…ہ ذ دیکھا دوڑکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا برق خدا نے فضل کیا برق نے کہا اُستاد کیونکر رہائی
…عمرو نے سب کیفیت بیان کی برق نے اُستاد چلکر سنگین سرانداز کو بے ہوش کیجیے مناسب
…ل کر ڈالیے عمرو نے کہا خدمت مین ملکہ بُرّان کی لیچلو اُس قصر مین آ ڈ سنگین سرانداز
…ق نے پشتارہ باندھا مکان کو بالکل خواجہ نے لوٹ لیا برق اور خواجہ چلے خار خار پڑی
…سو رہی ہے سحر تیار کرکے سوئی ہے عالم خواب مین دیکھا کہ عمرو چھوٹ گیا سنگین سرانداز
…فتار کرکے لیے جاتا ہی پس گھبرا کر اٹھی بہار کی بارگاہ مین آئی بہار کو جگایا بہار گھبرا کر اٹھی
…ہار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ لے سنا مین نے ابھی خواب مین دیکھا کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا بہا
…لہا فکر کرنا واجب و لازم ہی خار خار نے ایک دستک دی چار پانچ کنیزین آکر حاضر
…ن خار خار نے کہا بڑھکر خبر تو لو باغ دلکشا کی جبر لاؤ عمرو وہان قید ہی کنیزون کو ہوشیار
…و ایک کنیز گئی تھوڑے عرصے مین آئی کہا واری تین کنیزون کے لاشے پڑے تڑپ رہی ہین
…ے تک کوئی اتار لیگیا ننگے لاشے پڑے ہین ایک کنیز کا پتہ نہین ہے کہ کیا ہوئی یہ سنکر
…خار نے منہ پیٹ لیا ملکہ بہار سے کہا دیکھیے جو مین نے خواب دیکھا میرا رویائے صادقہ تھا
…ن سرانداز پر کیا گذری یہ کہکر ایک آئینہ اُٹھا کر دیکھا آئینے مین صاف معلوم ہو گیا کہ
…ں فرنگی پشتارہ بدوش خواجہ عمرو ساتھ ساتھ ایک صحرا مین جاتی ہین ایک دستک دی کہا
…راہبران دو نونکو لینا خواجہ عمرو و برق جاتے تھے کہ رونے کی آواز کانمین آئی
…ی آفت رسیدہ بلک بلک کے یہ اشعار عبرت آثار بہ کیفیت تمام گا رہا ہے نظم

…ل نور اب اے چشم تر تمہارا ہی — مرا ضرر نہین رونے مین ورد تمہارا ہے
…ے شہید کرو عزم اگر تمہارا ہے — تمھین نہ چاہیے ڈر مجھکو ڈر تمہارا ہے
…ٹ بام پر اے جنگجو جو آ بیٹھا — مجھے یقین ہوا نامہ بر تمہارا ہے
…م ایک جگہ پر تو کرکے زندہ کرو — دماغ و دل ہر اک ایجان گھر تمہارا ہے
…تیغ تھینچلے تم آؤ سر جھکا دون میز — یہ جوہر اپنا ہے گردہ ہنر تمہارا ہے
…ی عشق مین کعبے کی راہ مین بھولا — تو خدا کا نہین خوف ڈر تمہارا ہے
…داغ ہی دل روشن کی داغ سی ہیکل — مزار قیس کے عاشق نستر تھا ابے

کنیز نے کہا خواجہ تمہارا بچنا دشوار ہی ملکۂ خارخارہ پر تمنے عیاریان کین صبح کو تمین جلاد قتل
عمرو نے چپکے سے کہا ہماری پاس کچھ مال ہی تمین بلا سے لیلو مگر ہمپر دعا نہ کرو اُس کنیز نے
خواجہ تمہاری پاس کیا ہی عمرو نے کہا روپیہ اشرفیان سب کچھ موجود ہین لیکن یہ تینون
دیکھ رہی ہین انکو تو ہٹا دو ورنہ یہ مالک سے کہدینگی بدنامی ہوگی کنیز نے کہا اِن تینونکو کیونکر نا
کرون عمرو نے پڑیا بیہوشی کی کمر سے نکالی کہا شراب مین ملاکر یہ پلادو بیہوش ہو جائینگی پڑیا
اُن تینونکو پلائی وہ تینون پیتے ہی بیہوش ہوئین اب خواجہ نے کچھ روپیہ نکالکر کنیز کو دی کہا بو
ہاتھ کھولدو تو مین اشرفیان بھی دون اُسنے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کچھ اشرفیان زنبیل سے نکا
اُسی کنیز نے کہا یہ بٹوا کیسا ہی خواجہ نے کہا بٹوے مین ایک ڈبیا ہی اُسمین میری جان رکھی ہی
کھولکر نہ دیکھنا یہ کہکر بٹوا ہاتھ مین دیا عمرو نے بہت تاکید کی کہ خبردار خبردار اسمین کی ڈبیا
ورنہ میری روح کو صدمہ ہوگا یہ کہکر عمرو نے منہ ادہر سے پھیرا اُس کنیز کو بڑا شوق ہوا
ہو اسمین کوئی ہیرا ہی عمرو کیطرف سے منہ پھیرکر بیٹھی ڈبیا کو ہاتھ مین لیا زور کرکے کھولا کھو
ڈبیا سے بیہوشی نکلی کنیز بیہوش ہوکر گری عمرو نے بتعجیل تمام اُس کنیز کو زنبیل مین ڈالا جب کنی
مین گئی کالے کالے غلام لکڑیان لیکر ڈورے کہتے ہوے اسکے کپڑے اوتارلو دیکھو کپڑا
پائے ایک کہتا ہے ہمین اس کپڑے کا حساب دینا پڑیگا خواجہ عمرو بعد سال کے حساب لیتے
اگر ایک ڈوپٹہ کم ہوا پانچ روپیہ لکھ جاتے ہین لہذا حفاظت ضرور ہی ایسا نہو کوئی کپڑا بیچا
تو استاد جمع کاٹ لینگے جسدن تنخواہ ملتی ہی سب کتابین دیکھی جاتی ہین کنیز کی جان عجب
مین ہے لونڈیان غلام لکڑیان تانے سر پر کھڑے ہین بمشکل اپنے کپڑے اوتار کر دیے
لیکر غلام سیہ چلا گیا اب کنیز پن کھینچی ہوئی آسے باورچی خانے مین لائین ایک کہتی ہی جو
ایک کہتی ہی یہ خیال رکھنا کہ کوئی شے جلنے نہ پائے اگر کسی شے مین داغ لگا اور خواجہ نے کا
کھایا تیرے ہاتھ جلاے جائینگے کنیز تو اس مصیبت مین ہی خواجہ نے اُس کنیز کو گرفتار کرکے اُن
کنیزون کے سر خنجر سے کاٹے کپڑے بھی اُتار لیے اب خواجہ باغ سے نکلے حیران ہین کہ خواجہ
یہ کیا حرکت تھی کس بلا مین آکر پھنسے لشکر مین کیونکر خبر پہونچی ہوگی تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے
سے دیکھا سنگین سر انداز چلی آتی ہی برق خواجہ کو دیکھکر خوش ہوا خواجہ کو تردد ہوا آنکھ ملاکر

نہ رخ کے بوسے ملینگے نہوگا دل کو قرار
بس اب یہ داغ بھی ای لالہ رو جگر مین رہے

ہم اپنی جان محبت مین اسکی دیتے ہین
ہمارا رشتۂ جان بھی تری کمر مین رہے

وہ سادہ رو جو گرے اپنے حسن پر مفتون
تو ایکدم بھی نہ آئینہ اپنے گھر مین رہے

وہ آیا گود مین میری تو مین ہوا بیہوش
ہزار حیف کہ مین عشق رہون وہ گھر مین رہے

کہان کا وصل کوئی بات بھی ہوئی نہ نصیب
تمام شب ہوئی ہم دہشت سحر مین رہے

فراق یار جلایا کیا وہان بھی ہمین
رہے بہشت مین یون جسطرح سقر مین رہے

ہے دلمین داغ سیہ اسمین یاد ابرو کی
ہلال حسن کا جلوہ رہے سپر مین رہے

وہ ای قبول چھپے گو ہزار پردہ نشین
ہمیشہ چشم تصور سے پر نظر مین رہے

ں رنگ سے برق نے یہ اشعار پڑھے سنگین نے کہا ای منتظم اسوقت تمنے کس لطف سے یہ اشعار
ئے جس کسی سے تمنے یہ اشعار سنے وہ تو خوب ہی گاتا ہوگا برق نے کہا حضور ایسا گاتا تھا کہ
ن پہر بھر کال درخت کے نیچے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا تو مین ناچار ہوکے چلا آیا ہوا ی سرد جو
ن تھی نشہ بھی شراب کا اتر گیا اگر حضور مہربانی فرمائین ایک تھوڑی سی شراب ممکن ہو
غلام کا گانا سنیے سنگین سرانداز نے اشارہ کیا میز پر گلابی رکھی ہے اٹھالو برق فرنگی نے
بی اٹھائی جام لبریز کیا منہ مین اپنے دو طمانچے مارے کہا حضور پہلے آپ نوش کرین ادب کے
ا سر خلاف ہے بعد آپکے مین پیونگا یہ کہکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا حضور پہلے آپ
ش کرین بے ادبی معاف فرمائیگا سنگین سرانداز نے خوشی مین ہاتھ بڑھا دیا جام پی لیا گھبراکر
ای منتظم مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا حضور اٹھکر ٹہلین سنگین سرانداز گھبراکر
ی لڑکھڑاکر گری بیہوش ہوئی برق نے زبانین سوزن دی اور پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھائی
جا کہ ایسا نہو اسکے قتل کرنے سے خارخار کو اطلاع ہو جاے پشتارہ باندھکر اسکو کرنے مین
لدیا اب حیران ہے کہ ای برق باغ مین نے نہ پوچھ لیا کہ خواجہ کس باغ مین قید ہین اب
تدبیر کرون سنگین کی شکل بنکر برق مکان سے باہر نکلا باغ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان خواجہ
ئے لٹکے ہوے ہین چار کنیزین گرد بیٹھی ہین ایک کنیز دم بدم اٹھکر عمرو کو آزار پہونچاتی ہے
عمرو نے چپکے سے کہا کیون ای ملکۂ عالم کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ ہماری جان بچ جاے

کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا لگایا خار خار کی شکل بنکر اسی مقام ٹہلنے لگا اُس
نے سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم اِسوقت آپ یہان کیون تشریف لائین خار خار
نے کہا بھیا مین اپنے سحر کے تیار کرنے مین مصروف تھی دل گھبرایا ادہر نکل آئی مگر بھیا
جو مین نے کیے ہین وہی میری خیال مین ہین مین نی تمکو نہین پہچانا اُس ساحر نی کہا
قدیم سنگین سرانداز کا موسوم بہ منتظم عمرو کو جو حضور نے قید کیا اسکے انتظام کو جا
رات بھر اسکی حفاظت کرونگا صبح کو سر کاٹ کر خدمت مین حضور کی بھیجونگا برق نے
ملکہ سنگین سرانداز کہان ہین ساحر نے کہا وہ سامنے قصر سیاہ جو آراستہ ہے اس
سنگین سرانداز بیٹھی ہین برق نے کہا مین تجھسے صاف صاف کہو نہین فکر مین بر
نکلی ہون دیکھ وہ سامنے آتی ہے جیسے ہی ساحر پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالد
کرکے اُسکو کنارے ڈالدیا منتظم کی شکل بنکر طرف قصر سنگین سرانداز کے چلا سنگین
بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے کہ منتظم آکر بہو نچا جھک کر سلام کیا سنگین سرانداز نی کہا
منتظم تم کیون پلٹ آئے عرض کی مجھے حضور سے دریافت کرنا منظور تھا آپ سے دریا
کرون کہ صبح کو عمرو کو ضرور قتل کرونگا آپکے حکم سے سوائے شوکت حمزہ گر جلائے
قتل ہوا اسوقت مین حاضر ہوا کہ مجھکو یہ خیال آیا کہ حضور تنہا بیٹھی ہونگی جاکر حضور
بہلاؤن سنگین سرانداز نے کہا مجھکو خوف ہے ایسا نہو کنیزون کو دم دلاسہ دیکر عمرو
لیکن اس باغ سے نکلنا دشوار ہی برق نے کہا حضور پھر کیا کر سکتا ہی کنیزون نے آپکی
دیکھی ہین وہ کیا دھوکا کھائینگی غلام راہ مین آتا تھا ایک گویے کا لڑکا کس لطف سے
گا رہا تھا مین نے یاد کرلی ذرا سماعت فرمایئے یہ کہکر مسخرہ پن کرنے لگا یہ اشعار سنا
سنگین سرانداز کے بصد جوش خروش گانے لگا

نظم

وہ بحر حسن رہی بحر مین کہ بر مین رہی — کبھی وہ دل مین رہی گاہ چشم تر مین رہی
وہن ہی آنکھ مین اشکو نہین جلوہ گر تری زینت — صدف صدف مین رہا اور گہر گہر مین رہی
عدم کو پہونچے اسی انز داگر زنی مین — ہمیشہ گھر مین رہی ہم مگر سفر مین رہے
ہو رشک سرو جنان قد ترا یہ بوٹا سا — جو ایک پل بھی صنم میری چشم تر مین رہے

اِض ہوگا کہ آج عمرو سلام کو نہین آیا غیر حاضری کا دن لکھدیا جائیگا اور غیر حاضری
، والا ہی وہ ایسا سخت کمبخت ہی کہ ایک غیر حاضری کی چار دن لکھتا ہی ایسی قدر دان کی
رہنا نہین چاہتا سنگین سرانداز نی کوئی بات عمرو کی قبول نہ کی کمبختی ہوئی عمرو کو
ایک درخت مین لاکر عمرو کو الٹا لٹکا دیا چند کنیزین جو حاضر تھین اُنسی کہدیا ذرا خیال
لیسا ہو کوئی اِسکی رہائی کو آئی بڑے بڑی اسکے معین و مددگار ہین ضرور آکر رہا کرنے کا
، کرینگے جب کوئی ساحر یا غیر ساحر آئی مجھکو فوراً خبر کرنا مین سمجھ لونگی یہ کہکر سنگین سرانداز
ی بہار و خار خار و میمونہ وغیرہ نے یہ سب معاملہ بلا تکلف دیکھا خار خار کے بہار
اتھ چوم لیے خار خار نے کہا ابھی آپ نی کیا ملاحظہ فرمایا ہی کل میدان کارزار مین ملاحظہ
کا سب مسلمان اسی باغین جاکر قید ہونگے دیکھا آپ نی سار بان زادہ کیونکر جاکر
اساری عیاری مکاری بھولا کچھ مگر نہ چلا سب تعریفین کرنی لگے میمونہ نے کہا ای خار خار
م تم ملکر سحر کرین خار خار نی کہا بہت خوب کل ان سبکو مسحور کرکے خاتمہ کرین دوسری
ر چرچے جلین یہان تو یہ صلاحین ہو رہی ہین مگر ملکہ بران شمشیر زن سرنگون پریشان بیٹھی
لہہ رہی ہین کہ صاحبو میرے ذہن مین نہین آیا کہ باغبان قدرت و مخمور کہان جاکر قید
کیونکر یہ لگا دُن اِس سوچ مین بیٹھی تھین کہ ایک پرچۂ کاغذ کا گود مین آگرا ملکہ بران نی
ر اُسکو پڑھا طرف سی نور افشان کے مرقوم تھا ای نور نظر ہم پر سب ظاہر ہی جو تمپر گذر رہا
ظاہر ہوکر آنا مناسب نہین لوگ ہمکو مطعون کرینگے خواجۂ عمرو قید ہوگئی وزرا مین نے غفلت
ی سحر خار خار کا تیار ہوگیا خواجہ عمرو ایسے عقلمند جاکر پھنسے بڑی تکلیف مین یہ شب -
یگی بوقت سحر تم خود میدان کارزار مین نکلنا کل اس بندریا والی اور خار خار سی سمجھنا
ہ وہ سحر کرنا جو روز شکست دریا تمسے ظہور مین آیا تھا کل خار خار و میمونہ دریاے سحر تیار ر
ی اُس دریا مین تڑپ کر گرنا ای نور نظر ہم تمھاری آبرو بڑھاتی ہین ہمکو بھی بہار کا بڑا
س ہی خدا چاہیے تو کل یہ تردد دور ہو جائی بران یہ نامہ پڑھکر خاموش ہوگئین لیکن
ہ کی واسطے بڑا افسوس کیا برق فرنگی نے جو استاد کا قید ہونا سنا بہت بیقرار ہوا بارگاہ
ا صحرا مین جاتی جاتی ایک مقام پر ٹھہرا دیکھا ایک جادوگر آتا ہی برق فرنگی سے نے

کامیاب اور ہوے ہم رہی محروم قبول	کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اُس نازنین کا یہ اشعار پڑھنا اور اشارے کرنا کہ اوعاشق جانباز مجھکو اِس ظالم کے ہا
بچالے مجھکو یہ اسی آفت مین مار ڈالیگی مجھسے یہ جفا نہین سہی جائیگی خواجہ اُٹھنے کی لائق
ہاتھ پانون بالکل بکار اُٹھتے ہین ممکن نہین ہوتا زمین پانون تھامے ہوے ہی جب کنیزین
نازنین کو سامنے سے لیگئین سنگین سرانداز نے عمرو کی آکر شکلین باندھین کہا او ساربان
تیری ذات سے یہ سارا فساد برپا ہوا مین ڈرانیزہ بچی کا یہ حال کیا اب کیا مین تجھکو زندہ چھوڑ د
اِس جفاسے تجھکو ماردن کہ ماہیان دریا و مرغانِ ہوا تیرے حال پر گریۂ وزاری کرین او
ذرا ترس نہ آئی خواجہ نے کہا ای سنگین سرانداز اسقدر سنگدلی کرنا مناسب نہین
عنطلی آباد ایسے شہر مین گیا جہان صندوق معلق کی خدائی تھی آب معبود یہ ایک تالا
تھا اسپر زاغ نر و مادہ آپسمین ہم جفت ہوتے تھے دیوزاد و پریزاد پیدا ہوتے تھے
زردھشت کرتے ہوے پانی مین غائب ہو تے تھے جب روز جشن ہوتا تھا تو وہی
پریزاد پانی سے پیدا ہو کر تعریف زردھشت مین مصروف ہوتے تھے مشہور تھا صند
مین استخوان زردھشت ہین اور روز جشن وہ ہنگامی ہوتے تھے کہ ہوش انسان کی
لقا ایسا غول بادیۂ ضلالت خار صحرای وقاحت عجائب و غرائب دیکھکر ایسا مبہوت ہ
واسطے سجدے سامنے صندوق کے جھکا بختیارک ایسا جہاندیدہ کار آزمودہ عجائب
غرائب دیکھکر دنگ ہو گیا آخر واسطے سجدہ کے وہ بھی جھکا کہ وہ شیطان سرکار لقا
بڑے بڑے شعبدے دیکھ چکا تھا ابلیس دہل زن ایسا ساحر دیکھا کہ جو دھول پرین
چوبین لگاتا تھا ہزار کوس تک وہ آواز جاتی تھی لشکر صاحبقران کو اُسنے تین چوبین
کیا مین آکر خوشحال زردھشت نما بنا اُس ایسے کو مارا ابلیس ایسا جہان دیدہ میر
مان گیا رات مین نے نہ گذرنے دی مگر تم ایسی ساحرہ نگاہ سے نہین گذری مین
ہون کہ تم کو سجدہ کردن ای ملکۂ عالم مجھکو قتل کرکے کیا حاصل ہوگا مجھکو نوکر رکھیے
کام آؤنگا بی بی مہرخ کو میری قدر نہین تین روپیہ ماہواری مقرر ہے وہ بھی چھ چھ مہینہ
چڑھی رہتی ہے غیر حاضری بھی کٹ جاتی ہے ہمتو تمھارے پاس قید ہوے اور دہا

شورش جادو ہماری لالٹین کو کسنے شکست کیا اُس نازنین ذ تھرا کر کہا یہ حرکت خواجہ سے
پلٹ کر زمین کو اشارہ کیا کہ پانون خواجہ کے پکڑ لیے اور کہا اد عمرو تونے دل سامری
ست دی عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا کہا حضور مین اسکی قیمت حاضر کرون سنگین ذ کہا تو اسکی
ت کیا دیسکتا ہی سامری و جمشید نے خاص اپنے ہاتھ سے بنائی تھی ہم نے چھوکری کو
نی کے واسطے دی تھی صاحبزادی ذ تمھاری کو پسند کیا یہ کہکر اُس نازنین کو پانچ چار کوڑے
کہ تمام بدن اُسکا فگار ہو گیا کنیزون سے کہا اس گیسو بریدہ کو لیجا کر جھونٹے اِسکے نخل مین باندھ
ورچاہ تاریک مین لٹکی رہے کنیزین اسی حال پُرملال مین لیچلین کہ اُسکے بدن سے قطرات
ٹپکتے ہوے لباس پارہ پارہ بلک بلک کر روتی تھی کبھی طرف خواجہ کے دیکھکر آواز دیتی تھی ای
ناہ ادج عیاری تمھاری محبت مین یہ جفا اٹھائی دیکھیے اب رہائی ہماری کب ہو نہین معلوم
تقدیر کیا دکھلائے کب دل تردد منزل تسکین پائے ؎ نظم

مین تجھے کیونکر کوئی مضطر نکرے
ای پری تیری طرح دلمین کوئی گھر نکرے
پلکین کہین یاد آئین نہ مجھ وحشی کو
اور بیخود مجھے فصّاد کا نشتر نکرے
م چونک کی آنکھ اپنی نہ کھولے وہ پری
آئنہ سامنے جب تک کہ سکندر نکرے
الو یہ وصیت ہے کسی عاشق کی
آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نکرے
اکے لیے فرہاد نے کی کوہ کنی
دلکو شیرین کیطرح سے کوئی پتھر نکرے
ذ دل اُسکو دیا پر نہین الفت کا یقین
جان بھی اپنی جو دے دون تو وہ باور نکرے
ر سوز درون ہی کہ اگر مین پھونکون
زندگی آگ مین اکدم بھی سمندر نکرے
اگر ہو کہ یہ عشق لب شیرین کا ہی جوش
سامنا دیدۂ گریان کا سمندر نکرے
چاہ ذقن صاف تو کب دیتا ہے
آب خنجر بھی جو چاہون تو گلا تر نکرے
آجائے وہ ہمکو یہ نہایت ہے محال
زار جب تک وہ کمر اپنی برابر نکرے
بھی سینہ بھی جگر بھی یہ ہوے سب زخمی
جو کچھ ابرو ذ کیا کام وہ خنجر نہ کرے
مرائے کی کبھی بات نہ پوچھی پھر کر
جو ستم تو نے کیا ہی کوئی دلبر نہ کرے
کیون ماری علی ذ جو یہ دنیا ہی خوب
جو غلام اُنکا ہو وہ خواہش افسر نکرے

حیران ہین کہ مین کیونکر اپنا رنگ جماؤن کہ صاحب صحبت نے خود متوجہ ہوکر کہا کہ
گلشن آج تم کچھ نہ گاؤ گی خواجہ تو چاہتے تھے کہ مین گاؤن عرضکہ بہت خوب سازون
حکم ہو سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے گنگنا کر یہ اشعار شروع کیے

روز و شب صدمے اُٹھاتا ہون زمانے کے لیے — خلق ہون خلق خدا کا رنج کھانے کے لیے
بعد مردن یاد آئیگی قضا کو بے ددت — خلد مین تڑپینگے ہم دنیا مین آنے کے لیے
مژدۂ جان بخش ہے یہ زہر کے قائم مقام — اُسکی جانب سے رقیب آیا بلانے کے لیے
قبر پر اُس کشتۂ ساعد کی بہو نچے ہو اگر — گجری پہونچون کے اوتارو تم چڑھانے کے لیے
مین نے جو عارض دکھانے کا سوال اُس سے کیا — ہو گیا موجود وہ آنکھین دکھانے کے لیے
لاکھ غم ہون ہم مگر ہونگے نہ دل بر داشتہ — تیرے در پر بیٹھے ہین صدمے اٹھانے کے لیے
واہ کیا انصاف اُلٹا ہے ترا اے بد مزاج — ہمکو رلوایا رقیبون کو ہنسانے کے لیے
سیر کو گلشن مین جیسے لوگ جائین اے قبول — آئے ہین دنیا مین ہم دنیا سے جانے کے لیے

وہ نازنین بہت خوش ہوئی کہا خواجہ عمرو آپ نے اپنے کو کیون پوشیدہ کیا اپنے کو
خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا پونچھ ڈالا الصورت اصلی ہوکر صحبت مین اُس نازنین سے
خواجہ تو عاشق جمال ہوئے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین سامنے اُس نازنین کے
یاقوت نگار رکھی ہے یہ جو معرکہ خواجہ پر گذر رہا ہے بہار و خار خار و میمونہ و حاضرین دقت
دیکھ رہے ہین خار خار کہہ رہی ہے حضور ملاحظہ فرمایئے عمرو کس حال مین بیٹھا ہے عمرو نے با
کرتے طمع تو انتہا کی ہے لالٹین کو اٹھایا جیسے ہی خواجہ نے لالٹین کو اٹھایا چھوتے ہی وہ لا
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی جیسے ہی وہ لالٹین ٹوٹی اُس نازنین نے منہ پیٹ لیا کہا خواجہ بڑا غض
یہ لالٹین ملکہ سنگین سر انداز کی ہے وہ ہم پر آفتین برپا کریگی خواجہ نے کہا پھر ملکہ اب مر
اُس نازنین کے خواجہ تیرے واسطے بھی قباحت ہے مین تو قبول دونگی کہ خواجہ نے لالٹین
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگرنی سیہ فام بد انجام سر شمشیر آگے رکھے ہوکر آئی
نے گھبرا کر کہا لو خواجہ غضب ہوا سنگین سر انداز آگئی زمین پر آکر اوترے خواجہ نے چاہا کہ
بھاگون یہ خیال کیا کہ یہا لنسے اُٹھا نہین جاتا سنگین نے آتے ہی جو لالٹین کو دیکھا کہا کیو

مجھ مین طاقت یہ کہان ہی کہ پھرون مین بہار
مجھکو اُس کوچہ مین پہونچا کے نکلجا ای روح
دیکھیے ہوتا ہون کس طفل برہمن کا شکار
اے صبا چاک جگر بھی ہوا مجھ وحشی کا
کیا خبر مرغ گرفتار کے پوچھین کہ صبا
روز و شب ایک ہے آنکھونمین ہی دنیا تاریک
ایک گل باد خزان نے نہ چمن مین چھوڑا
سر کٹے پر بھی ہوے ہم نہ سبکبار قبول

گردشِ نرگس بیمار لیے پھرتی ہے
کیون مری ہڈیون کا بار لیے پھرتی ہی
کو بکو الفتِ زنار لیے پھرتی ہے
تو گریبان مین ابھی تار لیے پھرتی ہی
بال و پر دو شپہ دو چار لیے پھرتی ہے
اُلفتِ کاکل خمدار لیے پھرتی ہی
داغ دل بلبل گلزار لیے پھرتی ہے
روح بار غم دلدار لیے پھرتی ہی

شعار سنکر خواجہ حیران ہوے کہ کون خوش آواز گا رہا ہی یا تو طرف لشکر خار خار کے جاتے یا طرف اُس آواز کے متوجہ ہوے چند نخلستان طی کیے تھے کہ دیکھا ایک باغ عظیم الشان ار دیواری سنگ مرمر سپید کی دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہوای سرد کے لے چل رہی ہین اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہی خواجہ بلا تکلف باغ مین خل ہوے یہان خار خار و بہار و میمونہ و حاضرین وقت یہ سب سامان دیکھ رہی ہین ملکہ ار نے کہا اے خار خار خواجہ عمرو ایک باغ مین گئے خار خار نے حضور ملاحظہ فرمائین یہ مان زادہ اپنی عیاری پر بڑا ناز کرتا ہی اپنے دام مین آپ پھنسیگا لیکن خواجہ جب باغ مین ے دیکھا گلہای رنگارنگ و شگوفہ ہای بوقلمون چمن نہایت لطف سے آراستہ نرگس شہلا کی ون پر جوبن عندلیبان پر فن پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین غنچہ غنچ ت تمنا درختونکا جھومنا سبز پوشان گلشن اپنا جمال دکھا رہی ہین سرو کا اکڑنا عندلیب نوا کا صبا اور گلچین سے لڑنا صیاد خود دام رگِ گل مین گرفتار پر فصل بہار خواجہ نے نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ مدور اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ ر چند کنیزین چنگ مُرصعی ہاتھ مین بصد ناز و ادا گا رہی ہی خواجہ گانا سنکر بیقرار ہو گئے نخل پہلو مین بیٹھے ہوے گانا سُن رہے ہین ایک کنیز واسطے رفع حاجت زیر نخل آکر بیٹھی خواجہ اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین خواجہ

بہار نے کہا مسلمانون کے مددگار مخفی بہت ہین نور افشان و برہمن رُد وئین تن
روشن ضمیر و ملکہ برّان کا سکو پاس ہی برّان کو بچا لیا لیکن حقیقت مین تمہارا سحر مین شامل
کہ ایسونکے سحر سے بچ گئین میمونہ نے کہا کل سمجھ لونگی سحر کرنیوالا سامنے آئے اگر مرد ہی تو
آکر مقابلہ کری کہدو ہماری لشکر مین طبل جنگی بجی اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ملکہ
پہونچی بران برای مخمور و باغبان پریشان بیٹھی ہین خواجہ عمرو صلاحین ہو رہی
ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ آج تدبیر ہو جائیگی اگر گھسکر خار خار کو نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو
یہ کہکر نوازش طبل کو حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا اور خواجہ عمرو فکر مین خار خار کے چلے
و بہار و میمونہ بارگاہ مین بیٹھی ہین خار خار نے کہا بوا میمونہ ہر چند کہ تمہارا سحر نایاب جا
سحر کرتی ہو مین بھی کسی بات مین کم نہین ہون مگر ساربان زادی کا ہر وقت خوف لگا
میمونہ نے ایک دستک دی بندریا تو کاندھے پہ بیٹھی تھی بازمین پر آئی میمونہ نے خار خار سے
ای بوا اس سے پوچھ لو جو سامری و جمشید تقدیر کرتے ہین یہ اُس سے آگاہ ہو جاتی ہے
کہا اے ساختۂ سامری عمرو میری فکر مین کسطرح ہی کیا تدبیر کر رہا ہے بندریا نے مثل ا
جواب دیا کہا حضور عمرو آپکی فکر مین آتمہ ہے لشکر سے اپنے نکلا ہے یہ سنتے ہی خار خار نے
دیکھیے آپکو ایک تماشہ اور دکھاؤن یہ کہکر اُسنے ایک کاغذ جیب سے نکالا کہا ملکۂ عالم اس کا
فرمایئے کچھ تصویرین اس کاغذ پہ کھنچی تھین ملکہ خار خار نے کچھ سحر کیا نام سامری و
لیا کہا اب حضور کاغذ کو ملاحظہ کرین میمونہ و حاضرین وقت نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لشکر سے
نکلے ایک نخل کے نیچے کھڑے ہو کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
کی چلے یہان تو سب اُس کاغذ مین حال خواجہ کا دیکھ رہی ہین خار خار اٹھتی ہی اور بیٹھتی
سحر کرتی ہے کبھی جھولی پہ ہاتھ ڈالا کبھی سامری و جمشید کو پکارا لیکن خواجہ جو بڑھیا کی
بنکر چلے ارادہ ہے کہ لشکر مین خار خار کے جاؤن کہ کانین آواز گانے کی آئی کوئی ش

بصد سوز دگدا زان اشعار کو بڑے لطف سے گا رہی ہے

نظم

الفت کا کل و رخسار لیے پھرتی ہے
روح میرا جو تن زار لیے پھرتی ہے

دن کو دن شب کو شب تار لیے پھ
کسی دامن کی لیے خار لیے پھرتی

مہربانی کی یہ معنے ہین کہ موسی کیطرح — معجزہ عیب کو نظر دینن تبا دیتے ہین
صورت شمس د قمر رنج سے خالی ہے کون — کوئی جلتا ہے کہین داغ لگا دیتے ہین
اور تو اور دم نزع بھی بہر تسکین — کوئی کہتا نہین اتنا کہ بلا دیتے ہین
اب حالت ہے کہ فرقت مین عوض عیسیٰ کی — میرے مرنے کی مجھے لوگ دعا دیتے ہین
اُنکے آنے سے بجا ہین تو کہا لوگون نے — سچ ہے مردے کو یہی لوگ جلا دیتے ہین
اضطراب شب غم دیکھکے بہر تسکین — رحم کھا کھا کے گجر لوگ بجا دیتے ہین
کیون نہ مشتاق سخن جانو نسے گذرین اے برق — مردے جیتے ہین جو وہ ہونٹھ ہلا دیتے ہین

ر بیقرار ہو کر دوڑی پکارتی ہوئی اے شہریار مین حاضر ہوئی یہ کہتی ہوئی مخمور سرخ چشم صحرا
ا جاکر نخلستان مین ناپدید ہوئی ایک ہلڑ ہوا کہ مخمور کیا دیکھکر صحرا مین گئی کیون غائب ہوئی
سی نے نورالدہر کو نہین دیکھا پھر پکارکر میمونہ نے آواز دی اکی مرتبہ ملکہ بران کو تاب
نہ رہی تخت سے کود کر دوڑین میمونہ نے ایک چیخ مار کر آواز دی اے میمونہ شعبدہ باز
بران صاحب آتی ہین سب نے دیکھا کہ ایک بندریا ڈفلی ہاتھ مین لیے ہوے کچھ گاتی ہوئی
اے سامنے آکر کھڑی ہوئی ناچنے لگی ڈفلی بجاتی ہے کہ آسمان سے ایک گلنگ سیہ آیا بران
بن کہ گلنگ سیہ پر سوار ہون ایک برق آسمان سے گری گلنگ سیہ اور بندریا کی دو ٹکڑے ہوکر
ری برق گری سر میمونہ کا زخمی ہوا چرخ مار کر زمین پر گری مُبران نے چاہا دوڑ کر اختر مارون
ئی نہین سمجھا کہ برق کسنے گرائی گلنگ سیہ اور بندریا کو کسنے مارا اور سر میمونہ کا کسنے زخمی کیا
ہی ملکہ بران چلین بہار و خار خار دوڑپڑین میمونہ کو اٹھا لیا اُدھر سے لشکر اسلام برای
بران پہونچا دونون لشکر مل گئے آپس مین سحر چلنے لگا بران کو بڑا غصہ تھا اس قدر اختر
ے کہ ہزارہا کو پامال کیا قریب تھا کہ لشکر بہار و خار خار کو شکست ہو بہار نے طبل امان بجوا
بران نے بہار کو زخمی کیا تھا خار خار بھی زخمی ہوئی طبل امان بجوا کر وہ سب پلٹ گئی بہار
آکر میمونہ کی زخم دوزی کی میمونہ نے آنکھین کھولکر کہا کیون اے ملکہ بہار کسنے آکر یہ برق
ئی بندریا اور گلنگ سیہ ایسے مارے گئے کہ جنکا زندہ ہونا ممکن نہوا میرے سر پہ اسطور سے برق
ں مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگ گئی تمام جسم جل جائیگا مگر سامری و جمشید نے بچا لیا

فرصت کہان جو وصل مین مہندی لگائیے	بوسون سے کیجیے ترے ہاتھ اے نگار سرخ
دکھلا رہی ہی بوقلمون حسن کی بہار	وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ
بلغ جہا مین رنگ صبا کا جما رہے	دشمن کا منہ سیاہ رکرخ دوستدار سرخ

اسطرح اُس طائر نے یہ اشعار گائے کہ باغبان کا چہرہ سرخ ہوگیا ہاتھ پانؤن رعـ
جو بندر صحرا سے پیدا ہوے تھے ایک انمین میمونہ مثل مرکب کے زین و لجام سے آرا
طرارہ بھرکے قریب باغبان کے آئے کچھ آنکھونسے اشارہ کیا باغبان جست کرکے اُ
پر سوار ہوے جیسے ہی پشت پر میمون کی باغبان آئے میمون طرارے بھرتا ہوا چلا پیچھ
سب بندر طرف صحرا کی روانہ ہوگئے اہل اسلام کی ہوش پراگندہ ہوے کہ باغبان ایسے
پر کیا معرکہ گذرا میمونہ نے پھر پکارا کہ ہمارے مقابلہ مین کوئی نہین آتا کیا لڑائی سے
عاجز ہوے ملکہ تران کو ایک سناٹا ہی نہ روے رفتن نہ پاے ماندن ہر مرتبہ قصد کرتی
جا پڑون دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی مگر گاتی ڈوبڑ کی باندھکر چاہا تخت سے
مخمور نے دوڑکر پائیہ تخت پر ہاتھ ڈالا عرضکی اے ملکہ عالم ہمکو اجازت میدان ملے آ
لشکر مین ہماری افسر ہین ایسا نہو کوئی فتور پڑے لونڈی کا گرفتار ہونا یا نثار ہوجانا برا
بران نے سر جھکاکر کہا اے مخمور بسم اللہ لیکن ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا ایسا نہو کہین شعبد
چل جائے مخمور نے کہا دیکھا جائے گا یہ کہکر مقابلے مین میمونہ کے آئین میمونہ نے کہا اے
بڑے افسوس کی بات ہی باغبان کا تمھارا ساتھ نہ ہو یہ کہکر ایک چیخ ماری اے محرم را
سے سحر یگانہ ساز ملکہ مخمور تشریف لاتی ہین دیکھا صحرا سے ایک بندریا پیدا ہوئی سامنے
کے آئی تماشے کرنے لگی اشارے کرتی ہی کہ یہ تماشہ دیکھو کہ آسمان سے ایک عقاب پر
زمین پر غلطک ماری مخمور نے دو دانے یاقوت کے پھینکے ایک بندریا پر پڑا اور ایک عقا
دونون جل کر خاک ہوے میمونہ نے کہا بی مخمور تم بڑی گستاخ ہو دیکھو کون بلا رہا ہی
سر اٹھایا دیکھا صحرا مین نورالدہر کھڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہین نظم

جو تمنا ہے کہین اس سر سوا دیتے ہین	بار احسان سے زمانے کو جھکا دیتے ہین
جاے انصاف ہے کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین	جان تو لیتے ہین ہم اُنکو دعا دیتے ہین

بجا یا بہار نے نہ مانا سحر خار خار مین مبہوت ہو رہی ہی جواب سخت دیے آخر بہار کو قید کیا
کنیزدن نے جاکر میمونہ وخارہ خار کو پہونچائی میمونہ نے کہا مین کل چھڑالونگی یہ کہکر میمونہ ہو مطالع
ی سحر تیار کرنے لگی صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے ملکہ بُران وغیرہ بھی
ن کارزار مین پہونچین میمونہ نے پکار کر آواز دی کیون ای فرقۂ خدا پرستان تمہارا
ب مکر و حیلے پر ہے ہم بہار کو رہا کرینگے بہتر یہ ہے کہ بہار کو بھیجدو یہ کہکر میمونہ میدائین
ظاہر مین کھڑی سب کو للکار رہی ہین باغبان قدرت مقابلۂ میمونہ مین نکلی ابھی طرفین
حر نہین ہوتے باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا میمونہ زرد پوش
دبے نیچے مین دبائے ہوی آئی پکارتی ہوئی باشیدائے مسلمانان یہ کنیز تھی جسکو اپنی صورت
میدائین بھیجا مین قید خانے مین پہونچی بہار کو رہا کر لائی زبان سے سوزن نکالی قید جسم
اکی اہل اسلام نے جو یہ معرکہ دیکھا حیران ہوگئے کہ یہ کیونکر قید خانے مین پہونچی کسطرح نکال
کھیا نون نے آکر عرض کی ہلوگ بیٹھے تھے کہ اسنے زمین سے سر نکالا ملکہ کو نیچے مین دبا کے لے
بہار نے میمونہ سے کہا اب آپ الگ ہو جائین آپ نے بڑا احسان کیا مین باغبان سے
ونگی میمونہ نے کہا ای بہار یہ جھگڑا طول کھینچیگا مین آج خاتمہ کرون اِس قلعہ پر قبضہ ہو یکر
کو ہٹا دیا آپ زمین پر آئی باغبان کو للکارا باغبان نے جھپٹ کر چاہا سحر کرون مگر پھر
ن آیا کہ ہم مطیع اسلام ہین پیش قدمی نہ کرنا چاہیے باغبان رکا کہا او بندر باد الی
ریہ سنتے ہی میمونہ نے ایک دستک دی ہزارہا بندر صحرا سے پیدا ہوے بندر تو صحرا سے
ی آتے تھے مگر ایک طائر بھی سرخ رنگ آسمان سے پیدا ہوا اگرد باغبان چرخ مار رہا ہے

یہ اشعار بخوش الحانی پڑھ رہا ہے **نظم**

رخ پر ترے نقاب نہین ای نگار سرخ ۔ خورشید پر ہی لگہ ابر بہار سرخ
باغِ جہا ئین ہمکو یہ دو رنگ ہین پسند ۔ معشوق سبز فام مے خوشگوار سرخ
زرد و سفید و سبز ہوے عاشقونکے رنگ ۔ غصے سے تو ہوا کبھی اے نگار سرخ
آیا جو وہ نگار عیادت کے واسطے ۔ منہ ہو گیا خوشی سے دم احتضار سرخ
اس خار کو خدا نے رگ گل بنا دیا ۔ خون جگر سے ہے مژہ اشکبار سرخ

خواجہ اس فکر مین کہ کسی مقام پہ بہار غافل ہو تو گرفتار کر دن بہار میدان کارزار مین
پھول دفن کر رہی ہی ادہر باغبان قدرت طلا یا لشکر ربّان کا دی رہا ہی اُسنے بڑھکر
کی جو نگاہ باغبان پر پڑی سہوت تو ہو ہی ہی بے اختیار پکار اُٹھی اد نمک حرام تو نے افرا
کا ساتھ چھوڑا باغبان نی کہا ای بہار تم اپنی ہوش مین نہین ہو کیا کلام کر دن ایک سحر
نیرنگی سحر بھلا دو نگا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گلدستہ کاٹا گنید پھولون کا پھینکا بہ
نے خنجر پھینکا مارا گنید کٹا بہار پہ آگ برسنے لگی بہار مثل برق چمکی اور شعلہ آتش سی نکلی گ
گرتے گجر پھینک مارا باغبان نے گجر اکاٹا تلوار کھینچکر بہار پر جا پڑا کنیزین ہٹ گئین
د باغبان سی تلوار چلنے لگی خواجہ ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے ہوی دیکھ رہے ہین نہ
کمی کرتی ہے نہ باغبان کسی مقام پر رکتا ہی خواجہ نے رنگ در وغن عیاری کا لگایا
شکل بنکر قریب بہار کے آئی کہا اے ملکہ بہار آپ باغبان پر سحر کیجیے مین حلقہ ہاے کمند
گرفتار کرلون بہار اچھا کہکر بڑھی خواجہ نے حلقہ ہای کمند مارے بہار لپٹی خواجہ نے حبا
بیہوش کیا دو حلقو نسے دونون ہاتھ دو حلقو نسے دونون پانؤن دو حلقو نسی گردن دکمر باندہ
بھاگر بہار کا پشتارہ باندھا اور اپنی نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو تصنیف مصنف مرا نام ہی خواجہ خوا

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کی مین دھوئین
مری چال سی ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مری نسل سے کر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہو
امیر عرب شیر پرور دگار

مرے نام پر عذر شہ
مرا کمر ہے گلشن میں
نشان تھا مری گرد پا
یہی فتح و نصرت کی

کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

کنیزون نی جو دور سی دیکھا کہ عمرو نے ملکہ بہار کو گرفتار
جھپٹ کے سحر کیے خواجہ زمین پر گرے باغبان نے جو دیکھا کہ خواجہ کی پشت پر پشتارہ بہار
تھا خواجہ زمین پر گرے باغبان نے بڑھکے سحر کیا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی
خواجہ کے پانؤن زمین نی چھوڑے خواجہ کو باغبان ساتھ لیکر لشکر مین آئی اب بہار
مین سوزن دی سلسل وسلوق کر کے ہوشیار کیا باغبان و ربّان سمجھانے لگے بہار کو
یہی جواب دیتی ہے کہ صاحبو غیرون سی محبت کرین بہن اور بہنوئی کو چھوڑین ہر چند

کر آواز دی ای باغبان خدا تمکو مظفر و منصور کرے غم و الم ہماری دل سے دور کری باغبان
ملکہ کو پشت پر لیا جم کر لڑنے لگا زد و کو لو تمین ستھراؤ کر دیا میدان کارزار لاشون سے
دیا زاغ سیہ رو نے تلوار پھینک ماری باغبان نے گولہ مارا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے
ی خنجر مارا خنجر کو بھی باغبان نے توڑا ایک جادوگر کو مار کر تلوار اُسکی لی تلوار برہنہ لیے
ے سر پر زاغ سیہ رو کے پہونچا زاغ نے کئی گولی مارے باغبان نے خالی دیے قریب
ے تلوار ماری زاغ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کٹی سر پر
نچی یا قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین پر جا کے تلوار نے بوسہ دیا خاک اڑی اندھیرا ہو گیا آواز
ی کشتی مرا نام من زاغ سیہ رو بود میمونہ اپنے مقام پر بیٹھی تھی بہار و خار خار بھی حاضر
ا کہ کا یکین زاغ کے مرنے کی آواز آئی گھبرا کر کہا اری ہمارے سردار کو کسنے مارا کہ
کنیز نے آکر عرض کی حضور آج عجب معاملہ ہوا کہ زاغ سیہ رو سمن گلگون پوش کے
قبال کو گئے دیکھتے ہی ملکہ عاشق ہوے ایسے کلمات کہے کہ وہ لڑنے پر آمادہ ہوئین کسی
غبان کو رہا کیا باغبان نے آکر زاغ کو مارا اُسکے مرنے کی آواز ہے یہ سنتے ہی میمونہ اٹھی
خار نے حضور تامل فرمائین کنیز جا کر باغبان کو لیتی ہے میمونہ نے نہ مانا خود روانہ ہوئی یہان
بان زاغ سیہ رو کو مار کر تڑپ کے گرا سمن کی کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا فوج کو آواز دی صاحب
آؤ فوج والے بھی چلے باغبان لیکر سمن کو نکلگیا میمونہ و خار خار اُسوقت آکر دیکھین
غبان جا چکا تھا جھلا کر دونون پلٹین مگر نہایت غصہ تھا فوراً ایک افراسیاب کو لکھی کہ ای
شاہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ سمن گلگون پوش شریک مسلمانان ہو گئی عرضی روانہ کرکے حکم
طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اول باغبان اپنے لشکر مین پہونچا پھر خبر پہونچی
جنگی لشکر میمونہ مین بجگیا ملکہ بران نے بھی طبل جنگی بجوایا ملکہ سمن گلگون پوش کی بڑی
کی دونون لشکر دشمن تیاریان ہونے لگین برق فرنگی کو بمقدمہ رہائی باغبان خلعت فاخرہ
ر بران سے ملا خواجہ عمرو فکر مین خار خار کی چلے ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مین میمونہ کی آئے
ملکہ بہار جادو لشکر مین انتظام کرتی پھرتی ہین کچھ گلدستے میدان کارزار مین پھینکے کچھ پھول
ا دفن کیے خواجہ پیچھے پیچھے بہار کے پھرتے ہین چند کنیزان گلعذار ملکہ بہار کے ہمراہ مین

بلوہ ہو گیا ہمراہیان ملکہ کو جو باہر معلوم ہوا کہ ہماری مالک سی بگڑ گئی ملازمان زاغ سیہ رو سی
لڑنے لگے آپسمین سحر چلنے لگی ہزارہا جادوگر مر کر گرے ملکہ سحر کرتی ہوئی باہر نکلین زاغ
دوڑا باہر آکر روکا جس خیمہ مین باغبان قدرت قید ہے اُسکے دروازے پر سحر چل رہا ہی
نے ہلڑ سنکر کہا اری دوڑ ادریافت کر دیہ کیا معرکہ ہے یہانسے کنیزین واسطے خبر کے گئین یہان ملکہ
اور زاغ سے مقابلہ پڑا اچھلا کر زاغ نے سحر کیا سر ملکہ زخمی ہوا کنیزون نے چہار طرف سے گھیر لیا
چاہتا ہی مین تڑپ کر گردن لیجا کر اپنے خیمہ مین رکھون وصل حاصل ہو تسکین دل ہو کنیزین
کر رہی ہین جان دیتی ہین مگر قریب ملکہ کے نہین آنے دیتین کئی سو کنیزین قتل ہو گئی ہین
کار مہتر برق فرنگی نامدار یا زار بزازانین پھر رہا تھا ہلڑ سنکر ایک سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے
کہا سمن گلگون پوش فرستادۂ شہنشاہ آئی تھین میان زاغ سیہ رو اُنپر عاشق ہو
لڑائی ہو رہی ہے یہ سنتے ہی برق فرنگی دوڑا ساحر کی شکل بنا ہوا تھا یہان آکے دیکھا
سمن گلگون پوش زخمی ہین زاغ سیہ رو نے دباؤ ڈالا ہے ملکہ نے بیقرار ہو کر کنیزون
اری یار و ملازمان افراسیاب سب نامنصف ہین مین نے سامری و جمشید پر لعنت
کوئی جا کر ملکہ بران کو خبر کرے کہ آکر ہماری جان و آبرو بچائین اس سیہ رو نے ارادہ کیا
اور قبضہ کرے ہم اپنی جان دینگے مگر آبرو پر زوال نہ آئے برق نے آکر یہ معرکہ دیکھا طرف
خلانے کے چلا پکار کر آواز دی کیون میان زاغ سیہ رو میان باغبان کا سر کاٹ لون
باغی کم ہو جائے یہ سنکر زاغ سیہ رو نے اشارہ کیا باغبان کا سر کاٹ لے برق فرنگی ہٹ
کہتا ہوا خیمہ کے اندر آیا کہا ای باغبان منم برق فرنگی سمن گلگون پوش کو زاغ
نے گھیرا ہے چاہتا ہی اُسکی عصمت پر دست انداز ہو اس روز و شور سے نکلو کہ زاغ کو مار و ملکہ
کو نکال کر لیجاؤ باغبان نے اشارہ کیا برق نے زبان سے اسکی سوزن نکالی باغبان
سحر کیا قید ٹوٹ کر گری اب شرارہ بنکر نکلا زاغ ہر مرتبہ جھپٹ جھپٹ کر آتا ہی چاہتا ہی ملکہ
کرے کہ نعرہ ہوا سنم باغبان قدرت باغبان نے آتے ہی ایک گولہ مارا کئی سو جادوگر
گرے باغبان طرف زاغ کے چلا سمن کو پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم نہ گھبرانا کیا مجال کہ
کہ تمہاری کنیزون کی عصمت پر بھی نگاہ ڈالے باغبان کو دیکھ کر ملکہ سمن مثل گل شگفتہ

نہ کے لیچل بمقدمۂ خار خار بہت کچھ شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ جہان تک ہو سکے خار خار
فاظت کرو زاغ سیہ رو لگا کر اپنی بارگاہ کیطرف لیچلا بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا
ب اپنی بارگاہ کے لایا جہان قید خانہ ہے اُسی کے قریب اُسکی بارگاہ بھی استادہ ہے کنیزین
م حاضر تھیں اشارہ کیا بارگاہ کو آراستہ کرو شراب و کباب مہیا کرو کنیزون نے اندر جاکر مسند شاہانہ
ی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آراستہ کردین ملکہ سمن گلگون پوش کو خیال
کہ شاید ملکہ سیمونہ اُسی بارگاہ مین ہونگی بلاتکلف داخل بارگاہ ہوئین زاغ سیہ رو نے عرض کی
مسند پر تشریف رکھیں ملکہ آکر مسند پر بیٹھین ملکہ جب مسند پر بیٹھ چکین زاغ سیہ رو قدمو ن پر
ر کہا اے ملکۂ عالم مین آپ کا غلام خاکسار آپکا تابعدار ہون کیا آپکی صفت کرون نظم۔

جلوہ گر باغ مین اے سرو جو تو ہوتا ہے — پا بگل شرم سے سرو لب جو ہوتا ہے
رنگین کیونکر نہ مری فکر سے رنگین مضمون — صرف اشعار مرے دل کا لہو ہوتا ہے
عکس گیسو کا وہین سنبل تر بنتا ہے — پال وہ سرو جو کھولے لب جو ہوتا ہے
تجھکو کسطرح دکھاؤن دل مضطر کی تڑپ — بین ہوتا ہے مرے دل کو جو ہو ہوتا ہے
باغ عالم مین لطافت سے دکھائی کیا دے — اپنے جامے مین وہ گل صورت بو ہوتا ہے
اشک رُک جائینگے پلکونکی بھلا روکے سے — نہر کے پاٹ مین موجون سے رفو ہوتا ہے
ہے ہر اک رنگ مین پیدا صفت زراتی — دودھ اطفال کے پینے کو لہو ہوتا ہے
زلف کی بو جو پہونچتی ہے تو خجلت کھاکر — مشک نافے مین نہان صورت بو ہوتا ہے
خامہ اپنا نہین دریای فصاحت سے قبول — اس سے تر مرغ معانی کا گلو ہوتا ہے

م زندہ نہ بچیگا اگر حضور نگاہ شفقت سے نہ دیکھینگی مین ہر چند ضبط کرتا ہون ضبط نہین ہو سکتا
م پابگل ہے دل سینے مین مثل مرغ بسمل ہے تو آسمان خوبی کا ماہ کامل ہے یہ حقیر عاشق صادق
ا بوسہ کا سائل ہے یہ کہکر بڑھا کہ بوسہ لون ملکہ نے ایک طمانچہ مارا کہا او سیہ رو بے تردد ایسی
ادبی کرتا ہے طمانچہ جو زاغ پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ آگ لگ گئی جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا او
وقہ سرکش مار ہی ڈالا ہوتا اگر مین سحر نہ کرتا تو سر اڑ جاتا اب گرفتار کرکے تمکو اپنے قبضے مین
لگا یہ کہکر چند دانے ماش کے مارے ملکہ نے ہاتھ مار دیا کہ ماش کے دانے زمین پر جلکر گرے اتنے

زاغ سیہ رو نے دیکھا اول شتر سوار سانڈنی سوار چوبدار رسالدار اہتمام کرتے نکل گ
بعد دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین تاج کج سر پر رکھے ہوی لباس فاخرہ زیب جسم
جواہر مین غوطہ مارے ہوے گرد مصاحبین گھیرے ہوے بہ کیفیت تمام تخت آتا ہے
پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل بڑے تکلف سی سواری ملکہ سمن گلگون پوش کی نمایان
زاغ سیہ رُو کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین لیے
دل پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذرے آہ کر کے رہ گیا کلیجے پر ہاتھ رکھلیا ہر چند چاہا
نہ ہوسکا بے اختیار ہو کر پکار اٹھا **نظم**

صحرا مین دیکھتا ہون جو شوخی غزال کی — آتی ہے یاد اُس صنم خرد سال کی
حسرت ہی رہ گئی ترے بام وصال کی — کوتاہ تھی کمند ہمارے خیال کی
حرز کمال حسن سیاہی ہے خال کی — دہشت ہے کیون صنم تجھے عین الکمال کی
تُکل جو چاند دار اُڑا لائے وہ شام کو — پھر آسمان پہ قدر رہی کیا ہلال کی
چینی سی صاف تربت جبین ہی ترا بدن — پھبتی تری کمر پہ ہے چینی کے بال کی
موے کمر نظر ہی نہ آئی تو کیا کرون — تعریف ورنہ کی ہے ترے بال بال کی
کیون باندھیے تصور گیسو نہ وقت فکر — حاجت برای طائر مضمون ہے جال کی
کیا کم تھین کچھ مژہ کی صفین مری قتل کو — قائم جو فوج خط نے صنم ہو رچال کی
مدت سی آرزو ہی دکھائے کبھی جمال — ادبت تجھے قسم ہے خدا کے جلال کی

زاغ سیہ رو یہ اشعار پڑھتا ہوا قریب تخت کے پہونچا بلا تکلف پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا
جان جہان وای آرام دل عاشقان میری تم پہ جان جاتی ہے ملکہ سمن گلگون پوش
نگاہ قہر و غضب تمام دیکھا کہا او سیہ رو کیا بکتا ہے عاشق ہونا کیسا ہم بحکم شہنشاہ برای مدد
آئے ہین یہان کیا معرکہ گذرا کچھ احوال بیان کر زاغ سیہ رو نے دست لبستہ عرض کی
کسی مقابلہ پڑے اب فی الحال باغبان کو قید کیا ہے آپکا عاشق زار اُسیکا نگہبان تھا
کے نام حکم پہونچا برائے استقبال حاضر ہوا مین یہی چاہتا ہون کہ جان و مال نثار کرو
خیمے مین چلیے خدمتگزاری کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا تو وہی بیہودہ بکی جاتا ہے ہیہ

ن تھا کہ لڑکھڑا کر گرین خار خار و بہار کی بغلو مین ہاتھ دیکر سنبھالا ہوا دار پر سوار
یا میمونہ نے غصے مین اشارہ کیا ایک بڑا بندر باغبان پر جا پڑا باغبان نی ہزار ردکا
بندر نہ رکا باغبان کو ایک چلت دیکر بوٹا نوچ لیگیا باغبان نی ایک طمانچہ مارا بندر الٹگیا
ن پر دم سے گرا پھر غرا کی چلا باغبان نے ایک گیند مارا کہ بندر جل گیا دہ بندر ایکدم
مین پیدا ہوے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو بندر حملہ کرنے لگے اور ایسی چیخین مارین
غبان لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بندرون نی باغبان کو اٹھا لیا بر ان و مخمور نے
گولے مارے بندرون پر تاثیر نہین ہوئی بندر باغبان کو لیکر بھاگ گئی میمونہ نے اسیوقت
امان بجوا دیا لشکر لیلئے برّان وغیرہ کف افسوس ملکر رہ گئین یہی چرچا ہو کہ میمونہ
ے روزگار ہی بندرون کے سحر نی باغبان کو عاجز کیا آخر گرفتار کر لیگئے خواجہ نے کہا
جاکر رہا کر دونگا یہان میمونہ نی باغبان کی زبانین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان
کر ہوشیار کیا باغبان کو اب ہوش آیا زنجیرین ہلانی لگا خار خار سی کہا انھین لیجا کر قید کر
ن ہر وقت خیال رہی ایسا ہو کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے مین سبکو گرفتار کرونگی ایک کو مہلت
دونگی بہار کی زحمد و زی کی بہار بھی کرسی پر بیٹھی ہین ایک جانب خار خار و جملہ سپہ سالار جمع
ی باغبان کو خار خار نے قید خانے مین بھیجدیا زاغ سیہ رو ایک جادوگر بڑا کامل وا تمل میمونہ
لشکر کا سپاہ سالار بھی ہی خار خار نے زاغ سیہ رو کو حکم دیا کہدیا کہ تم باغبان کو اپنی
ت مین رکھو زاغ سیہ رو نے جاکر باغبان کو ایک خیمے مین قید کیا ہے بارہ سے
دگر ساتھ آپ بھی کرسی پر بیٹھا ہی حفاظت باغبان کی کر رہا ہی میمونہ تخت پر بیٹھی ہی کہ
ان سی ایک طائر آیا منقار سے نامہ میمونہ کو دیا نامہ دیکر چلا گیا میمونہ نے جو نامے کو پڑھا
نے افراسیاب کی لکھا تھا کہ ای میمونہ جادو ملکہ سمن گلگون پوش کو واسطے تمہاری
کے روانہ کیا ہی ساحرہ نہایت صاحب ابرو ہی کسی ساحر نامی کو واسطے استقبال کے بھیجنا
ونہ نی یہ نامہ دیکھتے ہی ایک کنیز سے کہا جاکر زاغ سیہ رو سی کہو کہ ملکہ سمن گلگون پوش
ستقبال کرکے بہ اعزاز تمام لاؤ زاغ سیہ رو دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر برای استقبا
ن گلگون پوش چلا لشکر سی نکل کر ٹھہرا تھا کہ صحرا سی گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی

ساتھ زمین پہ کہکر اب جو ہونٹھ ہلائے دستک دی کہا ای باد انگیز لینا آندھی سیاہ اٹھی بار
مین اندھیرا ہوگیا زمین کانپی ستون گرنے لگے قبۂ بارگاہ بھی گرا اُس اندھیری مین بہار
جست کرکے اڑی برّان نے دیکھا بہار جاتی ہے اندھیرے کو دمبدم ترقی ہے جادوگر
لگے ہزارون ساحر دیوانے ہوگئے ہرکارون نے جاکر یہ خبر میمونہ کو سنائی میمونہ و خاتون
سحر کرکے چلین بندریا بھی پیچھے پیچھے میمونہ کے چلی آتی ہے یہان بہار کو باغبان و
برّان نے گھیرا ہے مگر سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو بہار پہ کوئی زوال آجائے تو غضب
اور بہار خوب سحر کررہی ہے آندھی کے زور و شور سے ہزارہا درخت گری جادوگر چیخے
ہین میمونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا آتے ہی ایک چیخ ماری ہزارہا بندر پیدا ہوے ہر سردار
دو تین تین بندر چمٹے اب سردارون کو واپس آنا پڑا باغبان نے بڑھکر آواز
اے ملکہ بہار برائے خدا یہ کیا حرکت ہی تمھارے واسطے خواجہ عمرو دکھتے ہین
نے جواب نہ دیا گلدستہ ماردیا باغبان جھوما یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکلے

ذرون کو تیرے نور نے اختر بنادیا — ہر تابران کو نیرّ اکبر بنادیا
ساقی نے برگ گل سے لگادی جو دو نون — مے کو شراب ورد مکرر بنادیا
نکلے شرار فرقت ساقی مین جابجا — شیشے کو میری بخت نے پتھر بنادیا
دشت جنون مین آج وہ ثابت قدم ہوئے — ٹھوکر لگا کے سنگ کو اخگر بنادیا
لاغر وہ ہون کہ بند در یار اگر ملا — چونٹی نے اور میری لیے در بنادیا
آہنگر دگر دمری زنجیر بھی درست — زرگر نے آج یار کا زیور بنادیا
ناسخ ہین مصطفے و علیؑ دونون ایک نور — ان کو امام اُن کو پیمبر بنادیا

اس رنگ سے باغبان نے یہ شعر پڑھے کہ برّان بیقرار ہوگئین حرکات سے باغبان
بڑا خوف آیا کہ ایسا نہو بہار اشارہ کردے باغبان اپنا گلا کاٹ ڈالے بڑھکر ملکہ برّان
نے اختر سا نے باغبان کو چمکا دیا باغبان کو ہوش آیا اب تو غصّے مین کانپنے لگا گیند
اپنا خون ڈالکر بہار پہ ارا کہا لو ملکہ رو کو ذرا سنبھلنا لفظ بہار پہ ناز نہو گیند پھٹا تلوارین
سر بہار پہ گرنے لگین اور تلوار و نکور دکا ایک تلوار جو سر پہ پڑی سر ملکہ بہار کا

ب مقام پہ دیکھا کہ ملکہ بہار جادو کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین ہزار ہا اہل اسلام کو دیوانہ کر گئے
ا اکثر ساحر سر ٹکراتے پھرتے ہین خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر پاس بہار کے پہونچے خاموش
رے ہوی بہار نے پوچھا کہ اوسمن خیر توہے خواجہ نے سر جھکا کر کہا مین نے ابھی عمرو عیار
دیکھا ایک جادوگر کے کپڑے اوتار رہا تھا مین نے جو للکارا جاکر گوشے مین چھپا ہے نام عمرو کا
ر بہار نے کہا اگر عمرو گرفتار ہو جائے لشکر اسلام کی قوت کم ہو اسوقت اُسی ظالم نے جاکر عیاری
بران و برق کو رہا کر لیا بران نے بارگاہ میمونہ جلادی یہ کہکر کہا چل مجھے عمرو کو بتادی
ن گرفتار کرونگی عمرو بہار کو لگا کر لیچلا جب بہار نکلتا نہین آئی عمرو نے کہا دیکھیے وہ سامنے
ربیٹھا ہی جیسے ہی بہار نے ادھر منھ پھیرا عمرو نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے بہار لپٹی خواجہ
حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا زنبیل کر لیا آکر باغبان سے اطلاع کی کہ مین بہار کو پکڑ
ا ہون باغبان نے کہا خواجہ سحر نے میمونہ کے آفت برپا کر دی ہی مجلس زخمی ہوئی شگوفہ
خمی زخمی کیا کتنے سردار مارے گئے آفت برپا ہی اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو طبل امان بجوادیجئے
ن نے رہائی پائی میمونہ نے ایک چیخ ماری تھی صحرا سے کئی ہزار بندر چلے تھے کہ طبل امان پر
ی دونون لشکر پلٹے میمونہ نے خود دیکھا لشکر پلٹے بندرون کو میمونہ نے اشارہ کیا کہ بندر پلٹ
صحرا مین جاکر غائب ہوے میمونہ جھلاتی ہوئی پلٹی تھی کہ خار خار روتی ہوئی سامنے آئی
لکہ میمونہ غضب ہو گیا عمرو عیار بہار کو پکڑ لے گیا میمونہ نے لاکھ سلمان سمجھائینگے مگر بہار
رنگ مین رہیگی ہرکارے بھیجے جائین کہ خبر لائین ہرکارے میمونہ کے روانہ ہوے یہان
رقت ہی کہ بُرّان وغیرہ بارگاہ مین پہونچین خواجہ عمرو نے زنبیل سے بہار کو نکالا باغبان
کہا خواجہ کیا ارادہ ہی عمرو نے کہا سوزن دینا ضرور ہی باغبان نے کہا کیا ضرورت ہے
شیار تو کیجیے دیکھین تو کیا باتین کرتی ہین اب تو ہماری آپکے قبضے مین ہین عمرو نے ناچار
ر بہار کو ہوشیار کیا بہار نے ہوشیار ہوتے ہی اپنے کو بارگاہ سلمانا نہین پایا بران نے
ر آواز دی ای ملکہ بہار تمھاری ذات سے اسقدر کشت و خون ہوے ہزارہا بندگان
ارے گئے لشکر کا کیا ستھراؤ ہوا ملکہ بہار نے بہ نگاہ قہر طرف باغبان و بران
دیکھا کہا او بران کیا بیہودہ بکتی ہے اپنے بہن و بہنوئی کو چھوڑ دین تمھاری

یا الٰہ العالمین تا بنخ لی ہے یہ التجا	بخت ہون بیدار میرے پاؤن ودولت

ان شعرون کو سنکر صحرا نورد بیقرار ہو گیا کہا ای گلشن حرم تو خوب گاتی ہو جب صحرا
کرنے لگا خواجہ نے کہا شراب منگاؤ صحرا نورد خود جا کر شراب لایا خواجہ نے بیہوشی ملا
پلانا شروع کیا شراب پی پی کر سب بیہوش ہوی اندر قید خانی کے آئی بُران کو دیکھا
اور اندوہگین ہو زنجیرین ہلا رہی ہین برق فرنگی اپنے مقام پر تڑپ رہا ہی عمرد کو دیکھکر
ہو گئین کہا خواجہ آپ نے بڑا کمال کیا مین لشکر مین اس بندریا والی کی آگ لگا دُو
خواجہ مجھے عمر گذری سحر کرتے ہوے مگر مین نے یہ بندریا کا سحر کبھی نہین دیکھا تھا آپ
کرین جاتے ہی مین اس حرامزادی کی بارگاہ مین آگ لگا دونگی اگر زد پر چڑھ گیا تو خار خار
آج مارا لیکن اس بندریا والی سے معرکۂ عظیم پڑینگے کسی کا سحر اُس پر تاثیر نہین کر سکتا
نے زبان سے ملکہ بُران کی سوزن نکالی برقی کو بھی رہا کیا برق تو چھوٹتے ہی تڑپ کر
ملکہ بُران جو رہا ہوئین تڑپ کر بلند ہوئین میمونہ زرد پوش پڑی سو رہی ہی ملکہ بُران
ہی ہاتھ جو ہلایا شعلۂ آتش چمک کر گرے بارگاہ میمونہ کی جلنے لگی لشکر پر آگ برسائی
اچھال دیا تلوارین گرنے لگین ہزارون کے سر اڑ گئے میمونہ جب سوتی ہے بندریا
رہتی ہی بندریا نے جو دیکھا بارگاہ مین آگ لگی میمونہ زرد پوش کو جگایا کہا بی بی اُٹھو
بارگاہ مین آگ لگا دی ہی میمونہ گھبرا کر اٹھی اٹھتے ہی اُسنے بندریا سے اشارہ کیا بندریا
ہلائے ایک چیخ ماری ابر تیرہ و تار گھر کر آیا قریب تھا کہ پانی بارگاہ مین برسے ملکہ بُران
مرد ارید مارا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے گالے زمین پر گرنے لگے میمونہ باہر نکلی
بُران شمشیر زن آسمان پر سحر کر رہی ہین ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی مگر برق
تھا جا کر لشکر مین خبر کی باغبان و مخمور دوڑے باغبان اُسوقت پہونچا کہ جب
نے چیخ ماری ملکہ بُران الٹ گئین لاکھ طرح پر اپنے کو سنبھالتی ہین مگر نہین سنبھل سکتی
کے باغبان نے سنبھالا بُران کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہا ملکہ بُران ہوشیار ہو ملکہ بُران
ہوش درست ہوے پھر سحر کرنے لگین خار خار بھی بیدار ہوئی اور لشکر اسلام بھی آ
دونون لشکر مل ئی سحر ہونے لگے خواجۂ عمرد اس فکر مین پھرتے ہین کہ خار خار کو

لبہ ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے خواجہ نے کہا مین آج فکر مین خار خار کی جاتا ہون جو
ر نکلے برق کے قید ہونیکا خواجہ کو بہت قلق ہی یہان بہا نے میمونہ کی بڑی تعریفین کین
سحر مین بڑی کامل واکمل ہو میمونہ نے کہا ابھی سحر ملاحظہ فرمائیگا مگر خواجہ فکر مین خار خا
لشکر مین آکر پھرنے لگی ددر سے بارگاہ خار خار کو دیکھا دروازے پر بارگاہ کے آئے
ن کھڑی تھین ایک کنیز کو اشارےسے بلایا کنارے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل
سامنے خار خار کے آئے کہا کیون حضور برق اور بران جو قید ہین انکی رہائی کیونکر ہوگی
خار نے کہا مجھے صرف اتنا معلوم ہی کہ ایک ساحر جنگل سے آیا صحرا النورد اُسکا نام تھا اُسکو
زے پر بٹھایا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا ملکہ بران و برق رہائی نہ پائینگے خواجہ نے کہا
مین نے ابھی پہچانا عمرو عیار آپکے لشکر مین آیا ہی جا بجا پھر رہا ہی مجھکو حکم ملے جا کر در
ازے پر بیٹھون تم کسیکو وہان تک نہ آنے دو ن خار خار نے ایک رقعہ لکھکر بنام صحرا النورد
ہماری گلشن آتی ہی تمھاری ساتھ حفاظت مین شریک ہوگی یہ رقعہ لکھا عمرو کو دیا
یہ پاس صحرا النورد کے آئی وہ رقعہ دیا صحرا النورد نے اپنے پاس بٹھا لیا خواجہ بیٹھکے
کرنے لگی صحرا النورد گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو گیا صورت زیبا کو ہر مرتبہ دیکھتا ہے
کرشمہ پر بیتاب ہوا جاتا ہے خواجہ نے چٹکیان بجا کر یہ غزل سامنے صحرا النورد کی گائی نظم

عزیز القدر کی دیکھی صورت خواب مین
آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین

ہرا ہے مجھے ورد زبان رویا مین بھی
ہو کسیکو جیسے بڑ انے کی عادت خواب مین

غفلت بُری شے ہوتی ہے ای غافلو
دیکھ لو مُردونکو ہو جاتی ہی حاجت خواب مین

کیا وہ بھی زمانہ تھا کہ کرتے تھے بسر
وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت خواب مین

نالون سے خلقت کی اڑا دیتا ہون نیند
دیکھ پائے تا نہ کوئی اُسکی صورت خواب مین

بعد مدت خواب مین آیا ہی یار
مُردونکی صورت رہون اب تا قیامت خواب مین

دن پر بعد مردن جیسا ہوتا ہی عذاب
رہتی ہی بے مرگ مجھکو یون اذیت خواب مین

مین کہتا ہون کہ سیر کر وصل سے جاگینگے بخت
ہنسکے کہتا ہی وہ از راہ ظرافت خواب مین

ہون دن بھر اپنے ہونٹھ بیدار ہین مین
شب کو وہ بوسہ جو کرتی ہین عنایت خواب مین

وہ دونون ٹکڑے ملگئے پس ٹکڑے ملتے ہی بندریا طرارے بھرنے لگی صحرا کی جانب بھا
مجلس وگلعذار لشکر مین آئین برق فرنگی ایک ساحر کی صورت بنا ہوا صحرا مین آتا تھا
سامنے آکر پہونچی جھک کر شکل انسان کے سلام کیا کہا میان برق کہان سے آتے ہو تمکو
بلاتی ہین مگر بہ صورت اصلی چلو برق نے رنگ پونچھ ڈالا آگے بندریا پیچھے برق
میمونہ کے آکر پہونچے میمونہ نے ہتھکڑیان اور بیڑیان برق کو دین کہا انکو پہن
برق نے پہن لین بندریا نے منھ پر ہاتھ پھیرا برق کو ہوش آیا ایک ساحر نے
برق کو ایک خیمہ مین قید کیا گلعذار اور مجلس آکر کھڑی ہوئی ہین کہ بندریا نے د
نام لیکر پکارا کہ اے مجلس وگلعذار چلو تمکو ملکہ میمونہ بلاتی ہین ملکہ بران نے جب
دونون نے قصد کیا کہ جائین شگوفہ سے کہا ان دونون کا ہاتھ پکڑلے شگوفہ نے
گلعذار کا ہاتھ پکڑا دونون تڑپنے لگین کہتی تھین ہمین جانے دو ملکہ بران غصے مین
کو دین سامنے بندریا کے پہونچین بندریا نے منھ کھولا ملکہ بران نے دیکھا یہ کلام کیا
اختر مروارید نکالکر کھینچ مارا دہن پر بندریا کے پڑا جلکر خاک ہو گئی میمونہ جھلا کر خود
آواز دی کیون ای زمزمہ میمونان کہان ہو بی بران کو لینا شعبدہ ساز سامری
صحرا سے غل کرنے کی بندرون کی آواز آئی کہ زمین تھراگئی دیکھا ہزارہا بندر صحرا
کرتے ہوے آکر پہونچے ملکہ بران کو گھیر لیا بران نے اختر مروارید کھینچ مارا جس بندر
پڑ جلکر خاک ہوا ہرچند قتل کرتی ہین بندر کم نہین ہوتے بڑھتے ہی جاتے ہین پھر
ملکہ بران ان سب سے لڑین آخر لڑ لڑ کر گرین سب بندر غائب ہوے صرف ایک
باقی رہی وہ ملکہ بران شمشیر زن کو اٹھا لیگئی سامنے میمونہ کے لائی میمونہ نے زنبا
سوزن کو دیا طرف قید خانے کے بھیجا اور پکار کر آواز دی اے باغبان قدرت
ہے کہ آکر حاضر خدمت ہو ورنہ کل سکا یہی حال کرونگی آج فرصت دیتی ہون بی برا
بڑا کام کیا کہ شعبدہ ساز سامری کو جلایا سامری وجمشید مین سب طرح کی قدرت ہے
سے اسکو پیدا کیا بقول شخصے خاک سے پاک کیا یہ کہکر پلٹی باغبان رنجیدہ کبیدہ
سے پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھا خواجہ بھی آئے باغبان نے کہا خواجہ ساحرۂ زبردست

رت مبدل آئی ہین برق طرف لشکر میمونہ کے چلا میمونہ نے جوان سبکو آتے دیکھا۔
یا کے گلے سے زنجیر کھولی بندریا اچکتی کودتی میدان مین آئی مثل انسان پکار کر یہ آواز
جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے باغبان کو شرم آئی کہ مین بندریا کے مقابلہ مین کیا
ن مگر مجلس جادو تخت سے کودی سامنے بندریا کے پہونچی بندریا نے مثل انسان
قہقہہ مارا پکار کر آواز دی ای مجلس بلاوجہ فساد سے کیا فائدہ ملکہ میمونہ تمکو بلاتی
بلکہ اصلاح کر لیجیے مجلس نے کہا بہتر آگے بندریا اچکتی ہوئی جاتی ہے پیچھے اسکے مجلس
یزدن نے کئی مرتبہ پکارا داری آپ کہان جاتی ہین مجلس نے کچھ جواب نہ دیا سامنے
ہ کے پہونچی میمونہ نے مثل گلعذار کے کہا ای مجلس زبانین اپنی سوزن دو مجلس نے
زبانین سوزن کو دیا ہتھکڑیان اور بیڑیان پہن لین بندریا نے منھ پر ہاتھ پھیرا اب تو
ں کو ہوش آیا مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگی میمونہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے
قید خانے مین لیجائے برق فرنگی ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا سرزنجیر کو ہاتھ سے
لیا طرف قید خانے کی لیچلا راہ مین اسنے پوچھا کیون ملکہ مجلس زبان سی سوزن لون
ں نے اشارہ کیا تو کون ہی برق نے کہا مین ہون برق فرنگی مجلس نے کہا چل کر
نہ تو دیکھ لین مجلس کو بھیکر میمونہ نے پھر بندریا کو اشارہ کیا بندریا کودتی ہوئی
یدان مین آئی پکار کر اسیطرح آواز دی کہ باغبان قدرت کمر اپنی باندھنے لگا وہان
مجلس و برق قید خانے مین پہونچکر گلعذار کو بھی قید خانے مین دیکھا برق نے سوزن
کی زبان سے نکالی مجلس تڑپ کر بلند ہوئی پیچھے گلعذار چلی یہان بندریا میدان مین مبارز
رہی ہی کہ مجلس آکر آسمان پر چلی نعرہ کیا او بندریا کیا للکار رہی ہے زمین پر تڑپ کر
تارہ نکالکر مارا کہ بندریا کے دو ٹکڑے ہوے گلعذار آسمان سے دیکھ رہی ہے لوگ
ن کرنے لگی میمونہ نے پکار کر آواز دی اے مجلس تو نے کیونکر رہائی پائی لاشہ
کا زمین پر تڑپا اُسی مقام سے آواز آئی ای ملکہ عالم برق فرنگی نے دونون کو رہا کیا
نے پکار کر آواز دی ای شعبدہ ساز سامری برق فرنگی کو گرفتار کر کے ہمارے
لاؤ اُسنے بڑی گستاخی کی اسکو سزا ملنا چاہیے بندریا کے جو دو ٹکڑے ہوے تھے

اٹھا گلعذار نے آکر سلام کیا بندریا کاندھے پر میمونہ کے آبیٹھی گلعذار کو بیٹھنے کی جگہ ملی کہ
نے پوچھا مزاج کیسا ہے دست بستہ عرض کی دعا مین سرکار کی مصروف رہتی ہون میمونہ
دیا کہ شراب لاؤ ایک کنیز جام شراب لیکر آئی اشارہ کیا ملکہ گلعذار کو دو گلعذار جام لیکر
انجام بیکسی جام پیتے ہی چہرہ سرخ ہوا میمونہ نے حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان لاؤ ہتکڑیان بیڑیان
حاضر ہوئین میمونہ نے کہا یہ ہتکڑیان ہاتھ مین پہنو گلعذار نے ہتکڑیان ہاتھ مین پہن لی
زبانین سوزن بھی دی لو گلعذار نے اپنی زبانین آپ سوزن دی بیڑیان پہن لین
نے کاندھے سے میمونہ کے اترکر منہ پر ہاتھ پھیر دیا اب گلعذار کو ہوش آیا تڑپنے لگی
زبانین سوزن کیا کر سکتی ہے کنیزین ہاتھ پکڑ کر قید خانے مین لیگئین خارخارہ نے بہت
کین کہا ملکہ میمونہ کیا کہنا کیا عمدہ سحر ہے میمونہ نے کہا ابھی تمنے کیا دیکھا ملکہ بران وغیرہ
حال ہو وہ جو بڑی بی مخمور کہلاتی ہین انکا یہی حال ہو تب لطف سحر ہے یہان لشکر والی
کے سب پریشان ہو رہی ہین کہ ہماری مالک لشکر دشمن مین گئی ہین نہین معلوم یہ کیا معرکہ
سرو قامت وزیرزادی حیران بیٹھی ہے آخر ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ چند ہرکارے
خبر لیکر آئے کہا حضور ملکہ گلعذار قید ہو گئین میمونہ کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے وہ بندریا جو آئی
سحر تھا سرو قامت نے خدمت ملکہ بران مین ایک عرضی اور روانہ کی ملکہ میمونہ نے
جنگی بجوادیا سرو قامت نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر دکنین تیاریان ہو
جسوقت کہ چار پہر رات گذر گئے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار
صفین آراستہ ہونے لگین میمونہ کھڑی دیکھ رہی ہے سرو قامت لشکر کو لیے ہوے حیب
کھڑی ہے یہی سوچ رہی ہے کہ میمونہ نے مقابلہ کو کون نکلے گا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر گ
پیدا ہوے ابر سیاہ بھی چمکا میمونہ دیکھنے لگی ابر قریب آکر پھٹا دیکھا ملکہ بران شمشیر
و ملکہ مخمور صف شکن و باغبان قدرت و ملکہ مجلس صاحب شوکت ساٹھ ستر ہزار
پشت پر بڑے زور و شور سے آکر پہونچین جب لشکر مین ملکہ بران آئین سرو قامت د
ہوئی پاس ملکہ بران کے آئی عرض کی ہماری مالک قید ہو گئین ملکہ بران نے کہا بر د
مالک ہے رہا ہو جائینگی خدا خواجۂ عمرو کو سلامت رکھے وہ تدبیر کرینگے برق فرنگی وخواجہ

نت ایک عرضی ملکہ تران کو لکھی حکم دیا لشکر تیار ہو سات ہزار کا لشکر تیار کرکے قلعے سے
کلی قلعے کو پشت پر لیا میمونہ بیٹھی دیکھ رہی ہے کہ گلعذار بڑی دھوم سے آکر پہونچین بڑے
رسے لشکر کو لیکر آئی ہین میمونہ نے بندریا کو اشارہ کیا زنجیر گلے سے کھول لی بندریا درختون
متی ہوئی چلی کبھی زمین پر اُتر پڑتی ہے اسطرح ٹہلتی ہوئی جاتی ہے گلعذار آکر بارگاہ مین
ن در بارگاہ پر بیٹھی کبھی لشکر دشمن کو دیکھ رہی ہے کہتی ہے کہ صاحبو بڑا لشکر ساتھ ہے باتین
صاحبو لنسے کر رہی ہے دیکھا ایک بندریا سامنے سے آتی ہے زیادہ تکلف یہ ہے کہ سارے بدن مین
سفید ہین نہین معلوم اسمین کیا بھید ہے وہ بندریا پھرتی ہوئی سامنے گلعذار کے آئی
رنے ہاتھ سے اشارہ کیا بندریا اچک کر تخت پر آبیٹھی ملکہ گلعذار نے اُسکی پشت پر ہاتھ
بندریا نے منہ سے منہ ملا دیا اشارو ں سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہے نظم

یاد آگئی بس دو ہین اسکی قد و قامت کو — چمن مین دیکھکر گل سرو مین نے کیا قیامت کی
عالم کو دل جان غیر کو آرام وحشت کو — کسیکا شکوہ کیا کیجیے یہ خوبی اپنی قسمت کی
یشہ ہے بدخو ہے ستمگر ہے جفا جو ہے — گردن کیا کیا شکایت دوستو اُس بےمروت کی
ہین حسرتِ دیدار مین خون روتی رو تی ہم — عجب کیا ہے جو نکلے سرخ نرگس اپنی تربت کی
ل خفتگان خاکِ کو تصدیع بیداری — کہ گور تیرہ سے یاد آئی مجھکو رات فرقت کی
داب عدم کا بستونکو کاٹ کر پایا — ملی فرہاد شیرین کام کو راحت یہ محنت کی
یا کیجیے اُس بدگمان عیار پر فن کا — کہ عرضِ حال سے جسکو شکایت ہے حکایت کی
مذہب ہے اپنا بھی جو قیس و کوہکن کا تھا — نئی راہ افترا ہے کب بھلا مومن نے بدعت کی

یا نے جو اسطرح کے اشعار سنائے گلعذار نے کہا مین سمجھی بندریا تخت سے کود کے آگے آگے
یا پیچھے پیچھے گلعذار روانہ ہوئی مصاحبون نے پکار کر کہا حضور کہان جاتی ہین ملکہ نے
ر کہا تمکو کیا دخل ہے ہم ایک کام کو جاتے ہین مصاحبون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین ملکہ
ا کیا کہ خبردار ہمارے ساتھ کوئی نہ آئے ہم میمونہ کے پاس ایک صلاح کرنے کو جاتے ہین کنیزر
ہین گھبرا گئین میمونہ بارگاہ مین بیٹھی کہہ رہی ہے اری کیون دیر ہوئی کہ کنیزون نے بڑھکر
ی بندریا آپکی ملکہ گلعذار کو لیے ہوے آتی ہے کہ بندریا جست کرکے اندر پہونچی پردہ بارگاہ کا

کوئی گاتا پھرتا ہے کوئی آپسمین لڑ رہا ہی ہزار ہا سپاہی بیہوش پڑی ہین کچھ نیم بسمل کچھ گا
مصروف کسیکا بیہوش ہونا گانے پر موقوف ہنگامہ گرم ہی کئی ہزار سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئے بہت
مین گرے اب تو میمونہ نے باران سحر برسایا سبکو ہوشیار کیا عقاب کی واسطے بہت ردی
صرصر یہ ساربان زادہ قبل عقاب میری لشکر مین کیونکر آیا صرصر نے کہا راہ مین عیاری
میمونہ نے بڑھیا کا حال بیان کیا صرصر نے کہا اسی رات کو اُسنے عقاب کو اپنے قبضے مین
بڑی خیر ہوئی کہ لونڈی موجود تھی ورنہ بی خار خار کا گل حیات پژمردہ ہوتا میمونہ نے کہا
شہنشاہ ہی کہ سب کو قتل کرو ملک کو کب تباہ کرو ملکہ بہار کا ساتھ دو یہ اُس ساربان زاد
اور اپنی جان پر آفت لی اب جاکے قیامت برپا کرونگی اِس رنگ سے قتل کرون اور گرفتار
کہ دیکھنے والی حیران ہو جائین بیہوشی کیوجہ سے دس بارہ ہزار جادوگر ہلاک ہوئے انکا بدلہ بھی
ہوگا بی خار خار جلد لشکر تیار کرو خار خار نے اسیوقت قرنا کرائی فوج ہزیمت موج ہمراہ لیکر
ملکۂ بران و مخمور و باغبان وغیرہ قلعہ گلنوشان پر فروکش ہین باغبان نے ملکہ بران
کہا خواجہ فکر مین خار خار کی گئے ہین یقین ہی خار خار کا سر لیکر آئین بہار اِس بلا سے چھوٹین
سے نکلین اب ہم جاکر لشکر کی خبر لین بران نے شقائق کو قلعۂ اول پر روانہ کیا کہا جاکر اپنی
کرو رعایا کو اطمینان ہو ملکہ شقائق فوج لیکر قلعے پر پہونچین جاکر اپنی عملداری کی باغبان
و مخمور نے تیاری کی ہی کہ ہم بخدمت ملکہ مہرخ جائین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے تمام کیفیت آکر بیان
کہا کہ میمونہ بڑے زور و شور سے آتی ہے باغبان رنگ گئی لیکن میمونہ منزل در منزل آتی ہی
اُسنے دیکھا ایک قلعہ صحرا مین واقع ہی زمین چہار جانب نہایت سرسبز و شاداب ہی کاشتکار
کی حراست کر رہی ہین پھاٹک قلعے کا کھلا ہوا ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کی قلعے
رفت ہی میمونہ نے کہا اری دریافت تو کرو یہ قلعہ کسکی عملداری مین ہی ہرکارے گئے وہ خبر لیکر
عرض کی حضور عملداری کوکب کی قلعے مین ہی ملکہ گلعذار گلگون پوش یہانکی حاکم و ناظم ہی
نے حکم دیا اسی مقام پر لشکر اتر پڑے لشکر مین نوبت و نقاری جو بجے ہلا ہوا ملکہ گلعذار قلعہ مین
تھین کہا اری دریافت تو کرو کوئی لشکر آیا ہی پرچہ نویس نے آکر پرچہ دیا کہ ملکہ میمونہ زنہ
و بہار و خار خار یہ سب برسر قلعہ گلنوشان جاتی ہین اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا ہی گلعذار

ہراٸی کر رہی ہین اٹھتی ہی یہ بھی گرین اب تو جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوی
مر ایک گوشۂ باغ مین چھپی بیٹھی ہی عمرو نے جو سب کو بر لب فرش پایا تنکر اپنے نام کا نعرہ کیا

رۂ عمرو تصنیف مصنف
نسل سے مکر پیدا ہوا
ہا ہون دشمن کو ہر دم تویز
کی جو گردش کا سامان ہی
عرب شیر یزدگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تمامی گردپا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمر ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کی مین دھجیان
مری چال سی ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

ہی عمرو نے خنجر کھینچا اور چلا کہ عمر خار کو قتل کرے دن صرصر نے نکل کر آواز دی او سار بان زاد مچھ
ر کیا کرتا ہی مین پہلے ہی پہچان گئی تھی اور آواز دی کہ صبار فتار و شمیمہ جو ہنس کہا تھا وہی
یارون عیار پچیان اپنے مقام سے اٹھین شراب پی چکی تھین لڑکھڑا کے گرین گرتی ہی بیہوش
ن صرصر نے عمرو کو پتھر مارا عمرو نے خالی دیا خواجہ چاہتے ہین کہ صرصر کو ہٹا کر خار خار کو
رون صرصر نے کہا ان چارون کو سیری کہنے کا اعتبار نہ آیا کمبختون نے شراب پی لی آخر بیہوش
ن اگر یہ بھی ہوشیار ہوتین عمرو کا گرفتار ہونا کچھ بات نہ تھا صرصر دوڑ کر خار خار پر سینہ سپر
جم کے لڑنے لگی خواجہ چاہتے ہین یہ ہٹے تو مین اپنا کام کرون صرصر سمجھا نہین چھوڑتی ایک
پر بیٹھ کے یا لٹ کا ہاتھ مارا عمرو نے جست کی صرصر نے پلٹ کر حباب دافع بیہوشی دہن پر
مار کے مار دیا خار خار نے کروٹ لی خواجۂ عمرو جست کر کے بھاگے صرصر نے کہا ملکہ لینا
مار نے برباران سحر برسایا میمونہ کی آنکھ کھلی صرصر نے چیخ مار کر کہا ملکۂ عالم آپ نے غضب
ی ساتھ عمرو کو لائین آپ کی بھابجی صاحب کیا ہو گئین عمرو عقاب بنکر آیا دیکھیے ساری
بیہوش ہے بھاگ کر نکل گیا مین اکیلی کیا کرتی میمونہ نے کہا کہان جائیگا لشکر پر چلکر قیامتین
دتی ایک کو زندہ نہ چھوڑون گی صرصر نے کہا لشکر مین بڑے بڑے شخص ہین بران و
رو باغبان بلای روزگار ہین میمونہ نے کہا تم ہماری سحر سے صرصر آگاہ نہین ہو خیر اب چلکر
صرصر نے کہا لشکر کی تو خبر لیجیے سارے لشکر کو شراب تقسیم ہوئی سب بیہوش پڑے ہونگے
لے کمرے سے میمونہ باہر نکل دیکھا ساری لشکر مین ہنگامہ ہے کوئی ڈاک رہا ہر کوئی ادک رہے

یہ عمرو نہین ہی عمرو سارے لشکر مین شراب بانٹ کردو سے گلابیان لے کر محفل مین آ
تخت پر بیٹھی ہے ایک طرف میمونہ و بہار و نگل زرین پر عیار بچیان اپنے اپنے مقام
نے بیٹھکر گانا شروع کیا اشعار چن چن کر عمرو گا رہا ہے آخر مین خار خار سے آنکھین
یہ چند اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اے جذب عشق کامل وہ گل کھلے چمن مین — پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
گلزار ہو رہی ہے ہر اگ گلی چمن مین — پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین
قلقل گلابیونکی کیا لطف دیرہی ہے — بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین
نزدولتو نکو غرہ ہی خوش لباسیون پر — پھولے نہین سماتے کمخاب و گلبدن مین
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہے — بالونمین منہ چھپاہے یا چاند ہی گہن مین
دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہکو — گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہی ڈھاک بن مین
قامت مین کیا قیامت نازوادا بھری ہین — آفت کی پیچ و خم ہین گیسوے پرشکن مین
بیتاب ہو نہ اے دل حاضر ہین ڈوبنے کو — پانی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین
کیا حسن بازوونکا جلوہ دکھا رہا ہے — تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ نور تن مین
آخر غریق رحمت اے بحر ہو گئے تم — الفت کی سوٹ پھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

اس رنگ مین عمرو نے یہ اشعار گائے کہ بہار و خار خار کی آنکھو نسے آنسو ٹپک پڑے
اُٹھکر گود مین اٹھا لیا کہا بیٹا تمنے کیا کمال حاصل کیا ہی اس سفر مین تمنے حال ظاہر کیا صرصر
بیٹھی ہی عمرو نے اُسی جوش مین سبکو شراب پلائی اب دورہ شراب کا بندھا عیار بچیان آپس
کر رہی ہین اب کنیزونکے شراب پینے کا ہلڑ ہوا ایک کنیز نے کہا بوا صرصر تم بھی پیو صرصر نے جام
لیا کنارے شراب پھینکدی صبار فتار وغیرہ نے شراب پی اور آپسمین کہتی ہین استانی
کا خیال ہی ساربان زادہ یہان کہان یہ شاہزادی ہی اپنے اپنار وپیہ صرف کرکی یہ کمال
سیکھا وہ کمال آج ظاہر ہوا یہان تھوڑی عرصے مین بیہوشی نے تاثیر کی پہلے سب گے بی خبر
کو جوش ہوا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھین یہ کہتی ہوئین کہ یوزے دسے خداوندا آئی ہین یا سامری
ائی چند قدم چلی تھی کہ گری ملکہ بہار بھی خیال مین بلاغ کی یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ دیکھو بیدر

بجا کے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے نظم

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کری
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک
ہے سزادار جو مجھکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سی ہو کیونکر دل عشق
فلک ساغر کو یقین ہے کہ یہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجھکو در گوش کری

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے بیہوش کرے

اس گذرگاہ مین لازم ہی گنہہ سی پرہیز
راہ رو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے

داغ دل ہو دین چراغونکی طرح سی معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کری

دشمن جان بھی تغافل کا نہو دی کشتہ
خاطر دوست کسیکو نہ فراموش کرے

آرزو ہی یہی آتش کی خدا ای زاہد
تجھکو غم نوش کری مجھکو قدح نوش کری

تو گانے کی ملکہ عقاب نے تعریفین کرنے لگی خارہ خارہ نے کہا آج شب کو جلسہ آراستہ ہوکر
ہر کو سناٹا آگیا جی مین کہتی ہی اے صرصر یہ تو سب حرکتین عمرو کی ہین آج ہی بی میمونہ آئی ہین
کیونکر یہ ہو سکیگا ایسا نہو رات کو جلسہ آراستہ ہو کوئی خرابی پڑے خاموش ہو رہی جی مین کہتی ہی
جائیگا لیکن خارہ خارہ نے جلسہ آراستہ کرنے مین بڑی تاکید کی ملکہ بہار نے بھی یہی کہا صاحب
ت مین ملکہ عقاب کے گانے مین عمرو کے گانے کا لطف پایا گیا آج رات کو جلسہ آراستہ خواجہ
کر ہے کہ آج خارہ خارہ کو لون فوراً کہہ بیٹھی کہ کنجی میخانہ کی مجھکو دیجیے خارہ خارہ نے کنجی میخانے
والے کی اب تو صرصر کو یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو عیار ہے چار دن عیار پیچھے کسی بھی کہدیا کہ
ار شراب نہ پینا یہ عمرو عیار ہے یا خیال میرا غلط ہو لیکن حرکتین سب وہی ہین کنجی بھی میخانے
لے لی آتی ہی گانے بھی رنگ جمایا اسوجہ سی مجھکو گمان غالب ہوتا ہی عیار ہمیان تو خاموش
ن عمرو کنجی لیکر میخانے مین آیا سب شراب مین بیہوشی ملائی شام کو صحبت مین آیا کہا اب جلد
یف رکھین صحبت کو جمایا عیار ہمیان متفکر ہین عمرو نے آواز دی جسکو شراب لینا ہو لیجا دی شراب
ین بٹنے لگی صرصر کہہ رہی کہ اے صبا رفتار میری عقل ذرا بھی نہین کی سب حرکتین عمرو کی
یک بات مین البتہ تردد ہی عقاب کو کیونکر فرمایا جو اُسکی شکل بنا صبا رفتار کہتی ہی کہ ہرگز

خواجہ اپنے مقام سے اٹھے منظور ہوا انکے ساتھ چل کر خار خار کے کاٹنا چھوڈن عقاب
اٹھا کے نذر زنبیل کیا اسکی شکل بنکر اسی مقام پر سو رہے چار پہر رات اسیطرح پر گذری
جبکہ سحر ہوئی بیہوشی سبکی اتری پہلے میمونہ ہوشیار ہوئی اٹھتے ہی دیکھا بڑھیا نہین
میری پہلو مین سو رہی ہے کنیزون سے پوچھا ارے بڑھیا کہان گئی کنیزون نے چہار
دیکھا کہین کا پتہ نہ ملا میمونہ نے اسدن تو اسی مقام پر مقام کیا عقاب گلنگ سوار نے
کہا حضور نہین معلوم بڑھیا کون تھی چھلاوہ تھی چھل بل کرکے چلی گئی دوسرے دن میمونہ
اُس جگہ سے کوچ کیا یہان خار خار رنگین پوش انتظار مین ہے کہ شہنشاہ نے فوج بھیجی مگر
نہین پہونچی کہ صرصر نے خبر دی ملکہ میمونہ زرد پوش آپکی مدد کو آتی ہین تین لاکھ فوج
بہار و خار خار باہر نکل آئین دیکھا ایک ابر زرد بلندی پر چرخ مار رہا ہے اور زمین پر ایک
گران کی آمد ہے صرصر نے کہا سامری و جمشید آپ پر فضل کرین خار خار نے کہا میمونہ
روزگار ہے ایک بندریا اُسکے پاس ہے اُسکے سحر کی پناہ نہین کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہے
استقبال کو بڑھین میمونہ تخت پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر عقاب گلنگ سوار پہلو
کرتی ہوئی کہ خار خار نے ملاقات کی بہار کو دیکھکر میمونہ تخت سے کود پڑی بہار سے ہم
عقاب کو بھی بغل گیر کرایا عقاب کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتی ہوئی ٹہلین عقاب نے
سے پوچھا کیون ملکہ بہار یہ کیا معرکہ گذرا تم تو شریک مسلمانان تھین ادھر کیونکر آگئین بہار
اپنے عزیز سے کون جدائی چاہتا ہے نگوڑے ساربان زادے نے ہمکو ہمین سے جدا کرایا تھا جب
آیا اُن سبکی دشمن اب ملک کو کب برباد کرنیکا ارادہ ہے یہ مسلمانون کی بڑی معین و مددگار
اگر انکو ستایا تو مسلمانون کا قدم نہ ٹک سکیگا اسطرحکی باتین کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئین
ہے بہار کے منہ سے نکل اصل یہ ہے کہ عمرو کی گانیکا مثل نہین کیا غضب کا گانا ہے صرصر و صبا
بھی ہین خواجہ سے صبر نہو سکا بے اختیار بول اٹھے حضور گانا سُنیے تو احوال معلوم ہو صرصر نے
ملکہ عقاب بہار سچ فرماتی ہین عمرو کا گانا سحر ہے بلاے روزگار ہے یہ عیاری اسکی نہین
نے کہا مین نے بھی لاکھون روپیہ صرف کرکے حاصل کیا کبھی ممانی امان کو نہین سنانا
تم سبھون نے کہنے سے جوش آگیا بایان اٹھاکر چھیڑا محفل مین رنگ جمانا منظور ہے سیدھا سب

ن دن کی رات کر دین اور رات کا دن کرین مردی کو زندہ اور زندی کو مردہ کرین بہن تم حکم
یسا سحر کر دلیا بنا دون تمکو جوان بناؤن جو کہو وہ کر دون بڑھیا نے کہا بی بی ایسا سحر کر دو کہ لڑکا
اُمجکو خرچ بھیجا کرے اور رنڈیان چھوڑ دی میرے پہلو مین سوئے بی بی کیا مین اُس سے انکار کر دونگی
سکی خوشی بیٹھے موڑ گے نہ سوؤنگی میمونہ اسپر بہت ہنسی کہا بہن تمپر عاشق رہے بے تمھارے دیکھے
و چین نہ پڑے یہ سنتے ہی بڑھیا نے چیڑ چیڑ بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان اب کیا مین ان
دکو چھوڑونگی عمدہ عمدہ قصے سناؤنگی کہ بے لونڈی کے چین نہ پڑے بڑی بی بیٹھی ہوئی باتین
ی ہین جب رات ہوئی لگا دل نے دسترخوان چنا میمونہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن آؤ کھانا کھالو بڑھیا
بیٹھ کے کھانا کھایا بڑھیا سر جھکا کے بیٹھی میمونہ نے پوچھا بہن شراب بھی شوق ہے بڑھیا تھر کنے
لگا بی بی وہ تو خنجر گھٹی ہے گلابیان منگواؤ ذرا بابائین طلب کر دو مین ایک آدھ چیز تمھاری سامنے گا دون
ونہ نے گلابیان طلب کین شراب کو الٹ پلٹ کر جام کو لبریز کیا بابائین کو بجانے لگی یہ غزل
بڑی بی نے سامنے میمونہ کے بصد سوز و گداز مٹک مٹک کر گائی نظم

ہمکو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر — منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر
شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ بس پھر گئی آنکھ — چار دن مہر و محبت کا مزا دکھلا کر
پھر قیامت ہے کہ وہ شوخ چھپالے منہ کو — اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلا کر
دلکو ہاتھ اُسکے جو بیچون تو یہ کہتی ہین رقیب — لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر
چاک چاک اپنا گریبان کیا ہے ہم نے — بس اسی دل نے کہ وہ ہاتھ گیا دکھلا کر
اُنکے ہاتھو نے کہو کیونکہ کوئی بچ نکلے — یون جو دلکو لبھا رنگ حنا دکھلا کر
تیرے بیمار کو دیکھ کے پشیمان ہوے — لائے تھے وہ جو مسیحا سی دوا دکھلا کر
کیجو قاصد مرے پیاری سے جدائی کا گلہ — وقت فرصت مری نامہ کو خدا دکھلا کر
خواہ دیوانہ کہی خواہ وہ وحشی مجھکو — مصحفی مین اُسے حال اپنا چلا دکھلا کر

ی بی کے گانے پر لوٹ گئی کہ اس بڑھاپے مین کیا آواز ہے گانے مین سوز و گداز ہے بڑھیا
ب سبکو شراب پلانا شروع کی کنیزون نے کہا اری مستانیو تم بھی پیو کنیزین پینے لگین۔
جیون کو بھی شراب پلانا شروع کیا سب دربار والے پہر رات رہے بیہوش ہوے

لہرا کر اسطرف گری گرتے ہی بیہوش ہوگئی کنیزین دوڑین بڑھیا کو اٹھایا چدریا وغیرہ
بڑھیا کی جو آنکھ کھلی کل کلا کے کوسنے لگی کہا اری جوانی ہیٹوں تمھین سامری و جمشید عا
مجھ بیچاری کو بڑھیا کہا نظر پتھر کو توڑتی ہے ان خفقلو کی مجکو نظر لگ گئی اری میرا کولہ اُتر گیا
جاکر دریافت کرین جس محلے مین رہتی ہون عنایت لات و منات سے بہت آباد
محلے والی مجھسے دل شاد ہین کسیکا دل نہین دکھاتی جوجسنے کہا ان لیا کہدیا بیٹیا بھائی
تمھارلیے جس کام کو موجود ہون رات دن میرے گھر مین جلسہ جمع رہتا ہے جوجسنے
کی فوراً بجا لائی پہلو تہی نہین کرتی بیچارے جیتے رہین ایک کو ایک سے رشک نہین
کبھی آتے ہین رات بھی آتے ہین اور اپنی طبیعت سے مین سبکو راضی رکھتی ہون
مار کر ہنسنے لگین کہا نانی اماں معاف کرو بڑھیا نے تیوری بدل کر کہا واری میر
مین قربان بوا کہکر بات کرو بہن کیکے کلام ہونانی کی لفظ سے بڑھاپا ٹپکتا ہے میمونہ
کہا بہن اندر چلو عقاب گلگنگ سوار سے اشارہ کیا آج رات کو دل خوب بہلیگا اند
کھٹولی بچھوادی بڑی بی پھیل کے بیٹھین باتین بنانے لگین کہا بی بی وزاسیرا کولہ
کنیزدن نے کولہ سینکا اب تو بڑی بی بٹر بٹر باتین کرنے لگین میمونہ نے پوچھا اری جو
کہان چلی تھین بڑی بی ہنس پڑی کہا مین تمھارے منہ کے صدقے ابھی کڑیل جوان
ہون واری مہینے کا حساب ابھی نہین ہوا میرا بیٹا رسالدار ہے لشکر مین ایک رئیس
نوکر ہے واری چھٹے برس بیاہ کے گئی ساتوین برس پیٹ رہگیا پھر حضور لڑکا ہوا اُس
نے بڑی دھوم سے چھٹی کی نوان برس شروع تھا کہ اُنکو موت آگئی صاحبزادی رسالہ
وہ رنڈیان نوکر رکھتے ہین ہماری خبر نہین لیتے ہین نوکری چاکری کرکے اپنی اوقات بسر کر
ہون آنے والون سے کچھ نہین لیتی اپنا ہی کچھ کھلا دیتی ہون اسی سے نام بھی ہے ورنہ بدنام ہو
اب چلی تھی کہ جہان صاحبزادے رسالدار ہین وہین جاکر اُنکو ذلیل کرون سب آگاہ ہون
تیرا اس راستے سے آئی ان جوانی ہیٹوں نے نظر لگا دی اب آپکی خدمت مین آئی آپکون
کہان جاتی ہین میمونہ سب حال مفصل بیان کردیا کہ برائے مدد خار خار جاتی ہون بہار اُسکا
پھر یہ سنکر بڑی بی خوش ہین کہا واری لونڈی کو بھی ساتھ لیچلیے اور آپکو جادو اور سحر بھی آتا ہوگا میمونہ

سکتی ایک دن ظاہر ہوگا افراسیاب نے کہا یہ بات آج تک ظاہر نہین ہوئی میمونہ نے کہا
ور سب حال کھلجائیگا ضرور سرکار کو خبر پہونچیگی مین روز عرضیان لکھونگی یہ کہکر اُسی وقت سوار
ہ تین لاکھ ساحرون کو ساتھ لے کر چلی منزل در منزل میمونہ چلی ہے عقاب گلنگ سوار
ی بھی اسکے ساتھ ہے ایک صحراے سبزہ زار مین یہ لشکر جاکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی آخر وقت ہے
نہ و عقاب نے حکم کیا کرسیان دروازے پر بچھاؤ کرسیان بچھگئین مع چند مصاحبون کر باہر آکے بیٹھی
نے دیکھا کہ ایک گاؤن ہے کھیت جا بجا لہلہا رہے ہین کاشتکار کہین پانی دے رہے ہین کوئی گھاس
ہی نکال رہا ہے ایک کھیت ہے کہ منڈیر اسکی بہت اونچی ہے اسطرف مثل خندق ہے جو کوئی
ر راستہ چلتا ہے یا کھیت مین سے جاتا ہے یا اوپر سے نیچے اترآتا ہے کہ دیکھا گاؤنسے ایک بڑھیا آتی ہے
لُونین اسمین باندھ بندھے ہوے کہ جس سے خاک اڑکر سر پر پہونچتی ہے سوسی کا پائجامہ ایک کلی
ند اسمین کلبدن کے دھوتر کی چدریا ایک بٹوا کمر مین گھڑسا ہوا اسمین سے تمباکو د چونا نکالکر
ن پر ملا اور پھانک گئی دانت تک منھ مین نہین بڑھیا آتے آتے قریب اُس کھیت کے
ا نہ کھیت مین سے گئی نہ اسطرف اتری منڈیر پر سے چڑھکر چلی ایک کنیز نے میمونہ کی پکار
بڑی بی صاحب گر پڑوگی سے راستہ چلو بڑھیا نے تیوری بدل کر جوابدیا ارے جوانی پھٹی
تو ہوگی بڑے سے بال سفید ہوگئے تو بڑھیا کہتی ہے ابھی سیرا سن کیا ہے اچھی طرح یاد بھی نہین
ے مقام پر حساب لگالے دو دو چار اور چار کے ہوتے ہین اُس کنیز نے اپنی ساتھ والی سے
ھیا بڑی بدزبان ہے بڑھیا کہنے سے بہت برا مانا ساتھ والیون نے کہا ہماری پاپوش سے
چاہے مرے بڑھیا نے یہ بات سنی تالیان بجاکر کوسنے لگی کہا ارے تم گرد تمھارا مکان
ے حرام زادیو کوستی ہو تمھاری جوانی کو آگ لگے کنیزون نے آپس مین کہا اری بوا
ہو یہ تو بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہے ایک بات کہو تو اسکے لاکھ جواب دیتی ہے ایسی سے کون بچے
بڑھاپے کو آگ لگے بڑھیا نے پکار کہا او بستانیون مین سمجھتی ہون جو کچھ تم آپس مین
ا ہو مین بہری نہین ہون تمھاری باتین سنتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا اری چپ رہو ایک
ے ہزار جواب دیگی کانٹے کو اپنے دامن سے الجھانا کیا ضرور ہے بڑھیا لکتی جھکتی چلی آتی ہے ہر
م یہی قول ہے ان بستانیون کے شر سے سامری محفوظ رکھین چند قدم چلی تھی کہ بڑھیا

نامے کو پڑھکر کانپنے لگا حیرت نے پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ساحر مارید
جسکا ہوشربا مین مثل ونظیر نہ تھا وہ تدبیر کردن کہ ساکنان نور افشان کو بھاگتے راستہ نہ
یہ کہکر ایک نامہ لکھا آواز دی اسے کوئی حاضر ہی ایک سنہری پنجہ پیدا ہوا نامے کو لیکر روانہ ہ
تھوڑی دیر مین ایک ابر سیہ اُٹھا مائل بہ زردی وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحرہ نہایت
ایک بندریا کاندھے پر زربفتی پٹہ اُسکے گلے مین پڑا ہوا تاج سر پر رکھے ہوئے تین لاکھ ساحر
پر آتے ہی افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا ای میمونہ زرہ دیوش کیسا مزا
عرض کی کنیز سرکار کی شکارگاہ مین تھی کہ نامہ آپکا پہونچا فوراً حاضر ہوئی کیا ارشاد ہو
افراسیاب نے کہا فلان صحرا مین خارخار رنگین پوش اتری ہی ملکہ بہار بھی اُسی
ہین جاکر اُنکا ساتھ دو ممالک نور افشان پر لشکر کشی کردہ مگر بہار سحر خار خار مین ہی
اسکا خیال رہے یہ سنتے ہی میمونہ ہنسی کہا حضور یہ بندریا جو میرے کاندھے پر بیٹھی ہی
کا خاتمہ کردیگی مین سامری وجمشید سے عرض کرتی تھی کہ کسی جنگ مین نگوڑا ابر
آجائے تو حال معلوم ہو وہ برہمن بچہ پوتھی کے اشلوک پڑھنا جانے کہ سحر کرنا جانے میں
نور افشان نے اُسکو سحر سکھایا بڑا ساحر بنایا یہ بندریا اُسکو صحرائے میمون مین پہونچائیگی
تین لاکھ بندر رہتے ہین میان برہمن کو نوچ کے کھا جائینگے حضور نے فساد مسلمانان کو
طول دیا لونڈی کو اپنی اب یاد کیا اتبک آتی سب سے میل کرا دیتی ایک دن مین فیصلہ تھا
بدتون سے میمونہ کی ہیبت خوش ہوا کہا ای میمونہ مجھے تجھسے ایسا ہی اعتبار ہی مگر
اس حسرت ویاس سے مارا گیا کہ مجھکو انتہا کا قلق ہی میمونہ نے کہا حضور وہ سحر کیا جانے
کالے کپڑے پہننے کے یا دامن ہلانے کے وہ کیا جانے کہ سحر کسے کہتے ہین آپ نے
ناحق بھیجا افراسیاب نے کہا ای میمونہ بران بلائے روزگار ہی اسنے کہا وہ وہ چھوکری
کیا جانے آپ نے اُسے مشہور کیا دریا متا کہ بلائے روزگار ہوگئین جسدن مقابلہ پڑیگا حال معلوم
یہی بندریا اُنکے گورے گورے منھ کو نوچ ڈالیگی پسران حمزہ کا حسن وجمال شوکت ولیاقت
عالم ہی کوئی اب بھی عاشق ہوگا لشکر مین مسلمانون کے جاکر خالی پلٹنا دشوار ہی بی بہار
اور مخمور کا تو عشق مشہور ہی یہ بھی کسی پر عاشق ہونگی باپ کا خوف ہی منھ سے نہ

بھر لایا کہا خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا خدانخواستہ اگر بران کا آج ایک موے جسم کم ہوتا کو کب بڑائی
ن سب بھولتا بران کو مثل جان کے سمجھتا ہی آج مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا یکایک ایک آواز
کہ ای برہمن ہوشیار ہو جاؤ بران پر زوال آتا ہی مین گھبرا گیا نقشہ اٹھا کر دیکھا یہ حال
م ہوا ایسا گھبرایا کہ اسباب سحر بھی ہاتھ مین نہ لیا ہتھیار بھی نہ لیے شکر ہی کہ وقت پر تو پہونچا
سیہ رو کو مارا ای شہنشاہ اوج عیاری مقدمۂ بہار مین کیا کروگے عجب مقدمہ نازک ہی خار خار
ت کا سارا فساد ہی خواجہ نے کہا اب یہ جہان بھاگ کر گئی ہی مین جا کر خبر لیتا ہون مگر ای برہمن
رکھنا برہمن نے کہا خواجہ مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا ہون جو امور ضروری ہین اسکے علاوہ
سکر رہتی ہی کہ کون سردار آیا کس سے مقابلہ پڑا آپ مطمئن رہین تشریف لیجائین جب تک
خار واصل جہنم نہوگی بہار کو ہوش نہ آئیگا خواجہ نے کہا مین اسی کی فکر مین جاتا ہون
ن طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا خواجہ با نہاسے عیاری لگا کر تلاش مین بہار و خار خار
چلے یہان خار خار شکست کھا کر ایک صحراے ویران مین اگر اتری کچھ ٹوٹی ہوئی بارگاہین
ساتھ لائی تھی انکو استادہ کرایا ملکہ بہار کو اتارا آٹھ پہر بہار کی خدمت مین معروف رہتی ہی
ہو کہ معشوق نازک مزاج ہی اسباب عیش ونشاط واسطے بہار کے ممکن کیا ایک عرضی
بت افراسیاب تحریر کی مضمون یہ تھا ای شہنشاہ سردار سیہ پوشان کو آپنے بھیجا
ن وغیرہ کو اسنے اپنے سحر مین پھنسا لیا تھا جس وقت یہ برہمن آیا اسنے اگر سردار سیہ پوشان
ذلت ورسوائی سے قتل کیا کہ جسکا مفصل لکھنا مناسب نہین یہ حضور کو معلوم ہوگا کہ سب مسلمان
ہی فکر مین ہین اگر مقدمۂ بہار نہوتا تو میرا بھی بچنا دشوار تھا فلان صحرا مین شکست
کے آئی جسطرح ایک قلعہ تسخیر کر لیا تھا دوسرے کی تسخیر کی نوبت نہ آئی اب جیسا ارشاد
بجا لاؤن ایک کنیز کو نامہ دیا کنیز نامہ لیکر چلی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ حسرت
نی ہوئی آئین کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ بوا بہار نے ہمکو نامہ بعذر لکھا اور لکھتی ہین
م بسبب حجاب کے کیا صورت دکھائین آپ سے انکو بڑا خوف ہی کہ ایسا نہو شہنشاہ
و سزا دین مثل مخمور کے سر دربار کوڑے پڑ جائین اب ایک محبت نامہ لکھ بھیجے کہ خوف
دل سے نکل جائے یہ باتین تھین کہ کنیز فرستادۂ خار خار آ کر پہونچی نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب

ہوئی ہلاک کے دعائین کرنے لگے چند قدم کا فاصلہ ملکہ بران وغیرہ و سردار سیہ پوشان
سے باقی ہو کہ ان سب کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی دیکھا سب نے برہمن زمین سے
نکلا اس گھبراہٹ مین آیا ہو کہ اسباب سحر تک ہاتھ مین نہین سلاح بھی جسم پر ندارد تڑپ
سکے زمین سے نکلا اللہ کا ہالہ و سیہ رو سیہ بخت اب نہ آگے بڑھنا یہ ملعون اپنے جوش
ہلانے لگا گئی چادرین سیہ برہمن پر گرین برہمن نے چادرون کے ٹکڑے اُڑا دیے
فرمایا او ملعون لباس اپنا اُتار کر پھینک کہ کوئی سحر کامل ہو یہ کہتا ہوا برہمن قریب پہونچ
اُسنے تلوار کمر سے نکالی ہاتھ برہمن پر مارا برہمن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا
سیہ پوشان لڑکھڑا کے گرا برہمن نے ٹانگین پکڑ کے ایک جھر اٹا مارا مثل کرباس کہنہ چیر پھینک
دیا اسکا مرنا کہ دیوار آہن گری بران وغیرہ کو ہوش آیا غصہ تو انتہا کا تھا برہمن کو دیکھ
اور سردار پوشان پر جا پڑین ملکہ بران کا اختر مروا رہ جا مخمور نے کنٹھا یاقوت احمر
مجلس نے پرے کے پرے پامال کر دیے جب بال ہلائے برقین کڑک کر گرین کسی کا
اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا ملکہ مخمور تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین بے افسر کا لشکر جسطرح صحرا سے
اسی جانب بھاگے بہار و خار خار دیکھ رہی ہین برہمن اُدھر سے پلٹا پکار کر آواز دی
بہار اس خار خار نے تمکو بڑا صدمہ دیا مجھکو تمھارا پاس ہو جاؤ اس ملک پر سے ہٹ
بہار نے کہا ہم تو یہ ملک تسخیر کرنے آئے ہین برہمن پلٹ پڑا بہار نے گلدستہ مارا برہمن
ہلا دیا کہ وہ گلدستہ سر پہ بہار کے آکر پھٹا بہار پر پھول برسنے لگے بہار نے دستک دی کہ
آتش بھڑ کے سب پھول جلگئے برہمن طرف خار خار کے چلا کہا آپکے سحر کا مشتاق ہون
بھاگی کہا ای بہار تم بھی چلی آؤ بہار نے بھی فرار کیا لشکر پر خار خار کے سرداران
جا پڑے اب تو کل لشکر بھاگا برہمن سب کو روکتا جاتا ہے ایک ایک سے یہی اشارہ ہو
مغلوبہ کا سحر بُرا ہوتا ہو ایسا نہو کوئی سحر بہار پر پڑ جائے یہ کہکر سب کو روکا اب بڑھکر بارگاہ
مین اُنکی آگ لگادی بازارون کو لٹوالیا بہار و خار خار بارہ کوس پر جا کر ٹھہرین برہمن
وغیرہ بالفتح و فیروزی پلٹے دامنۂ قلعہ مین بارگاہ زر بفتی استادہ تھی اسی بارگاہ مین آکر
ہوئے خواجہ و برق نے بھی اپنے کو ظاہر کیا برہمن کی بہت تعریفین کین برہمن آنکھون

ہر آن سالکاں کہ در راہ طریقت پا نہاد — گشت بے نام و نشان ہر کسکہ کہ در منزل رسید
ل ہندی منور کن ز نور معرفت — کار صفاے دل بحشمت روشنی آید پدید
و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک کے جو سارے لشکر نے دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سردار سیہ پوشان
پھیلائے ہوے واسطے کھانے پران وغیرہ کے جاتا ہی خار خار خوشیان کرتی ہی اسوقت
ر نے کہا ای خار خار اگر تجھسے ہو سکے تو سردار سیہ پوشان کو منع کر کہ مخمور کو نہ کھاے ہمارے
گرفتار کر لائے مخمور رسے ہمسے بڑا رسم ہی معشوق پر نیزاد صاحب حسن وجمال یا لیاقت وکمال
متنا باعث ملال این جانب ہوگا خار خار نے کہا ای بہار مسلمانون کی طرف سے ابھی تمھارے
ین محبت باقی ہی جتنے دشمنان شہنشاہ ہین سب قتل ہوجائین انکا زندہ رہنا اچھا نہین
ن مین سے بچا وہ فساد برپا کریگا حمزہ عرب کو جاکر اطلاع دے گا پسران حمزہ
شکن تیغزن سبھون نے طلسم توڑے ہین وہ لوگ یہ خبر سنکر آوینگے فوراً فساد برپا کرین گے
ن کی لڑائی فتح کرلین تو جاکر سارے لشکر کو گھیر لینگے بلکہ اسی آدمخوار کو ساتھ لیتے چلینگے یہ سب کو
پائیگا کہتا ہی ایک مرتبہ چالیس آدمی کو کھا سکتا ہون یہ دلیلین سنکر بہار کے آنسو
پڑے مگر سر جھکا کر خاموش ہو رہین کہا بوالعجبین اختیار ہی ہم بھی خیرخواہ افراسیاب ہین
بار نے منھ پھیر لیا سوچی کہ رات کو اور سحر کرونگی اسکے مبہوت ہونے مین فرق ہی دریاے
ت اہل اسلام مین غرق ہی یہان شگوفہ نے جو دیکھا کہ سردار سیہ پوشان ہاتھ
ئے ہوے جاتا ہی ملکہ شگوفہ نے چاہا کل لشکر کو لیکر بلوہ کرون اپنی شاہزادی کو بچاؤن
چلکر آواز دی یارو کھڑے کیا دیکھ رہے ہو آفتاب طلسم نورافشان غروب ہوتا ہی
مصیبت پر فلک کجرفتار بھی روتا ہی لشکر نے اپنے مقام سے جنبش کی چاہا جا پڑین
دار سیہ پوشان نے جو دیکھا کہ لشکر ان سبھون کے بچانے کو آتا ہی دامن اپنا ہلا دیا ایک
ر آہن سامنے لشکر کے حائل ہوگئی سب سردار سپاہی سوار اُسی دیوار پر گولے مار
ے ہین دیوار کو جنبش بھی نہین ہوتی جو سحر کیا بیکار ہوکے گر پڑا جو کسی نے سخت سحر کیا
ہاے آتش نکلنے لگے کئی سو جل کر گر رہے اب تو سارے لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بران اسقدر خاموش ہوئین کہ گویا مُنہ مین زبان نہین سردار سیہ پوشان
نے آواز دی او چھوکری ہٹ جاو نہ تجھکو بھی کھا جاؤنگا مجلس نے ناڑہ مار اپشتہ پر
کوڑا بنکر پڑا سردار سیہ پوشان پیٹھ سہلانے لگا ایک چیخ ماری کہ او چھوکری روح سم
کو صدمہ دیا تجھکو بھی کھا لونگا چالیس آدمی ایک وقت مین کھا سکتا ہون یہ کہکر جو د
مارا مجلس بھی خاموش ہو کر گری مخمور رجا پڑی پورا کنٹھا کھینچ مارا سینے پر سردار سیہ پوشان
کے پڑا آبلے توٹ گئے مگر کسی دانے نے ہڈی کو نہ توڑا ایک چیخ ماری دامن سیہ ہلا کی مخمور
خاموش ہوئی جھولی شانے سے اُتار کر پھینک دی بران کے شانے سے شانہ ملا کر کھ
ہوئین سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر بڑھا چیخین مارتا تھا کہ ان تینون کو کھا جاؤن
باغبان کو تاب نہ رہی ہرچند بران کا ایسا حال ہونے سے ہوش اُڑے ہوے تھے
کر گنبد مارا بران و مجلس و مخمور کو پست پر لیا سینہ سپر کر کے لڑنے لگا دو تین سحر کیے
سیہ پوشان کے اوپر جو سحر پڑتا ہی باطل ہو کر گر پڑتا ہی تاثیر کامل نہین ہوتی غصے مین سردا
سیہ پوشان نے دامن اپنا پھاڑ کر پھینک مارا ایک برق کڑکی باغبان نے اُن
کر کے دونون ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے سردار سیہ پوشان نے کہا یا سامری اب
ناچار ہے کہ باغبان باغ سیب کا منتظم ہمسے مقابلہ کرتا ہی مثل مخمور کے اسکا بھی حش
کیون نہین ہو جاتا باغبان لڑکھڑا کر ہٹا مخمور کا ہاتھ تھام کر کھڑا رہ گیا جھولی اُتار کر پھی
گلچین نے جو شوہر کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر چلا
لشکر والون نے کہا جبر دار آگے نہ بڑھنا بیتاب ہو کر پکارنے لگے ای کریم کارساز وای رب
ان سردارون کو اس مصیبت سے بچائے

نظم

ہمناید روی خود در وحدت و کثرت وحید ... ظاہر از ہر فرد می گردد خداوند ف
شد از و اظہار ہر روز و شب و شام و صباح ... شد از و اصلاح ہر نیک و بد پاک و
گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گہ از آفتاب ... ہر کہ باشد طالب دیدار خواہش
نکتۂ توحید ذاتش خارج از شرح بیان ... حلم تشریح صفاتش زاید از گفت
قدرتش موجود در ہر ظاہر و ہر باطن است ... صنعتش پیداست اندر ہر فریب

ن پلک اُسکی جھپکی چاہا ہٹ جاؤن مگر زمین نے بھی روکا زمین نے گویا پیر تھام لیے
ن سر پر گرین سر سردار سیہ پوشان کا زخمی ہوا خون جو سر سے نکلا ایک چیخ ماری کہ
مری وجمشید تمکو غیرت نہ آئی اُس چھوکری کے ہاتھ سے مجھکو زخمی کرایا تمھاری زندگی
رے پہلو مین بیٹھتے تھے یہ جو اسنے پکار کر کہا ملکہ زمین پر اگر قائم ہو رہین کہ زمین سے
ں نکلا آنکھون مین ملکہ بران کی دھوان لگا اُف اُف کہکر آنکھون پر ہاتھ رکھا خون سر کا
ردار سیہ پوشان نے بران پر پھینک مارا ہزارہا شعلۂ آتش ملکہ بران پر گرے بران
رہلایا اُنگلیون سے قطرات آب گرے شعلے بجھے مگر بران کو ایک محویت ہوئی اموش ہو کر
ہو گئین سردار سیہ پوشان منہ پھیلا کر دوڑا او جد مین ہی کہ ایسی نعمت کھانے کو ملی مجلس
دیکھا مینڈھی کا ناڑہ کھولا تڑپ کر جا پڑی ہر چند ملکہ بران کو آواز دی کہ اے مادر مہل
ہو ہماری بات کا جواب دو بران نے کچھ جواب نہ دیا آنکھین گردش کر رہی ہین چہر
ں زندگی سے یاس چاہتی ہین لڑکھڑا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالتی ہین جب مجلس
رو رو کر پکارا کہا برائے خدا کچھ تو جواب دیجیے لونڈی برائے مقابلہ موجود ہی جب
مجلس نے کہا تو ملکہ بران شمشیر زن ہمشکل رو رو کر یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

ز دجسکے تمھاری چتم کا افسانہ تھا ۔ آہو مست اُسکی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا
یکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا ۔ پہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا
عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین ۔ پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا
ں سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین ۔ عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا
پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون ۔ آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا
ب دونون تھو ای محبوب لعل شب چراغ ۔ دانت تھا جو منہ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا
ن روی حقیقت کی تلاوت سے کھلا ۔ عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا
رکھتا تھا ہر اک اُنمین سر ہیرے کی چمک ۔ جو ہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا
ال ہما سے سرفرازی تھی حصول ۔ بادشاہ وقت زلفون مین تمھاری شانہ تھا
دیکر عاشق سیدا دیے اللہ نے ۔ ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

غبار زرد منہ سے نکلتا ہی انگلیون سے شعلۂ آتش نکلتے ہوے تمام لشکر والے سامری و جمشید
کا نام لیتے ہوے بجرنگ بجرنگ کی صدائین بلند ساحران خود پسند اژدہن آتش فشان پر سوار
جب علمہاے سیہ کو جنبش دیتے ہین تو دور تک اندھیرا ہو جاتا ہی جب وہ ساحر منہ سے غبار زرد
چھوڑتا ہی اندھیرے مین روشنی ہوتی ہی وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ خار خار نہ گھبرانا منم سہ ابر
سیہ پوسان یہ کہکر تخت بڑھایا فوج کو طرف خار خار کے بھیجا آپ میدان کارزار مین یہ جو
آتے ہی آواز دی ای دختر کوکب تو نے بڑا نام کیا آبرو بنائی دریاے خون رواں
پل پر یزادان کو توڑا میرے مقابلے مین آ تو احوال معلوم ہو یہ سنتے ہی ملکہ بران تخت
کو دین اختر مروارید کو جوڑے سے نکالا ملکہ مخمور و باغبان دوڑ پڑے کہا ملکہ عالم
مین سردار سیہ پوشان کے جائینگے ملکہ بران نے کہا اب وہ مجھے پکارتا ہی میرا ہی جانا
ہی باغبان و مخمور کو سمجھا کر بران ہنس پر سوار ہوئین میدان کارزار مین آئین اُس
دیکھتے ہی ایک قہقہہ مارا کہا ای ملکہ بران مین افسوس کرتا ہون جب تمنے دریا کے شکست
ارادہ کیا تو شہنشاہ نے مجھکو کیون نہ بلایا بران نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی غرور والے
تباہ و برباد رہتے ہین جس سر مین غرور رہے وہی نہ رہیگا یہ کہکر آواز دی او سیہ بخت
سحر کر پیش قدمی ہمارا طریقہ نہین ہی ہم مطیع اسلام ہین خواجہ عمرو کا حکم ہی کہ کبھی پیش قدمی
یہ سنتے ہی سردار سیہ پوشان نے دامن اپنے جامے کا ہلایا ایک اندھیرا ملکہ بران پر
یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر سیہ آسمان سے ملکہ بران پر گری اُسمین چھپ گئین اندر چادر
بجلی تڑپی مجلس حیران حیران دیکھ رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی لیکن اُس چادر
اندر ایک برق تڑپ رہی ہی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا ملکہ بران چادر کو کاٹ کر نکلین
مگر پسینے پسینے چہرۂ اُداس جسطرح بوقت سحر چہرۂ ماہ تابان فق ہوتا ہی نکلتے ہی اختر مروارید
کھینچ ماروں سردار سیہ پوشان نے پھر دامن کو ہلایا اختر سیاہ ہونے لگا ملکہ بران
پریشان ہوکر اختر کو جوڑے مین رکھ لیا گولہ کھینچ مارا اُسنے پھر دامن کو ہلایا گولہ پھٹ کر
گرا جو سحر بران نے کیا سردار سیہ پوشان نے دامن ہلایا سحر دفع ہوا جب دو چار سحر بران
نے کیے اُسنے دامن ہلا کر دفع کر دیے بران تڑپ کر زمین سے بلند ہوئین برق بنکر سردار سیہ

ز اسباب نے کہا اے سردار سیہ پوشان قلعہ گلنوشان پر جاؤ خار خارہ رنگین پوش بمقابلہ
زمان کوکب فروکش ہی براان دختر کوکب کو کھا جاؤ اسنے بڑے صدمے پہونچائے سیہ پوش
یہ مار کر ہنسا کہا تصدق ہو جاؤن آپ کے فرمانے کے براان ایسی معشوقہ مجھکو کھانے کو ملی
مکر دہی ڈیڑہ لاکھ فوج لیکر روانہ ہوگیا یہان خار خارہ نے بعد کئی دن کے طبل جنگی بجوایا براان
بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر گل
اب شاخ شعاع پر شگفتہ ہوا گلہاے نجم مرجھائے ضیاے آفتاب نے تمام عالم کو روشن کیا
نون لشکر بصد کر و فر میدان کارزار مین آئے فوجین بجنے لگین خار خارہ کو بڑا انتشار ہی کہ
ارہ میدان مین نکلین براان سے ایسا نہو مقابلہ پڑ جائے بہارہ زخمی ہون تو خرابی ہو کبھی
تی ہی کہ مین نے اپنے کو کس آفت مین ڈالا سب سردار میری ہی فکر مین ہین مسلمانون پر حال
ن گیا کہ بہارہ سحر مین خار خارہ کے ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی اس آفت سے اپنے کو بچاؤن
ارہ سے اپنا سحر اُتار لون اپنے وطن کو چلی جاؤن لیکن جسوقت بہارہ سے سحر اُتریگا اور
وا اپنا معشوق خوشخو یاد آئیگا اپنے آپ سے باہر ہو جائیگی بغیر قتل کیے مجھکو نہ جانے دیگی بڑی
بی یہ ہی کہ براان جان دگائیگی نگارہ سحر کریگی اب مجھے دونون طرح مشکل ہی میدان مین نقیب
ت کر رہے ہین کڑکیتون نے اشعار عبرت آثار پڑھے بہ آواز بلند دیکار رہے ہین اے مردان
ید تا جامہ مردان نہ پوشید یہ سنکر بہادر جھومنے لگے آنکھون مین نشہ آگیا ایک سے ایک کہتا ہی
لہا غضب کے فقرے کہے سکندر ایسا بادشاہ خالی ہاتھ دنیا سے گیا ہم کس شمار مین ہین اعمال
یہ ہین کہ اپنی جان دو لڑو مرد اسی مین نام ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہے تھے بہارہ
قصد کیا ہی کہ طاؤس نکالون آج جاکر براان کو للکارون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی تمام
نے مین اندھیرا ہوگیا ہزارون درخت گرے کیفیت پردۂ ظلمات ظاہر ہوئی سب گھبرا کر
ھنے لگے جانبین کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی اسطرح کی ہواے تند چلی کہ گھوڑے بدلگام میدان
نے لگے سوار گھورون سے گرے خار خارہ کہتی ہی اے ملکہ بہارہ شاید کسی کو ہماری مدد کے واسطے
شاہ نے بھیجا ہی بڑے عرصے کے بعد وہ اندھیرا برطرف ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام
پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر وہ ساحر منہ کھولے ہوے ہی جب سانس لیتا ہی ایک

مجلس کے جسم سے اختر مرواریدکو مس کیا آبلے بھی دفع ہوے بران نے طرف بہار کے
پکار کر آواز دی یہ تحفہ تو لیتی جاؤ یہ کہکر ہاتھ ہلایا اختر مروارید چمکا با برق گرہی کہ آنکھون
نیچے بہار کے اندھیرا آیا ہرچند بہار نے اپنے کو بچایا لیکن سر زخمی ہوا آبشار نے جو د
دیکھا کہ بہار کا سر زخمی ہوا چونکہ یہ بہار پر عاشق ہو چکا ہی آواز دی او بران یہ کیا غ
کیا یہ کہکر جا پڑا کئی لگولے مارے ملکہ بران نے ہاتھ چمکایا گولے کٹ کے گرے تیغ کھینچ
بران پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ بران کو غصہ تھا اختر مروارید کھینچ مار سینے کو توڑ کر
کے پار گذرا آبشار کا مارا جانا فوج نے بلوہ کیا چاہتے ہین ملکہ بران کو گھیر کر پکڑ لین
نے جسپر اختر مار دیا اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی سو ساحر ہاتھ سے بران کے
بہار و خار خار الگ کھڑی ہوئی ہین جب لشکر آبشار کے سپہ سالار
گئے اور لشکر نے شکست کھائی دور تک بران نے بھگایا بہار و خار خار
پلٹین ادھر ملکہ بران و باغبان و مخمور و مجلس وغیرہ بفتح و فیروزی والپس
بہار و خار خار اپنے لشکر مین آئین آج خار خار کو بڑا قلق ہی بہار سے کہتی ہی سحر
کا زور و شور دیکھا بہار نے کہا بران بلاے روزگار ہی پل پر نیرادان توڑا دریا خون
شکست کیا اُس روز تمام عالم کے ساحر جمع تھے عشاق سبزہ رنگ نے غفلت مین
کو مارا عمرو ایسا عیار کہ جسنے تلاش کر کے عشاق کو قتل کیا بران کو جلایا اس
مقابلہ کرنا بہت مشکل ہی خار خار اپنی بارگاہ مین آئی زخمد وزی اپنی و بہار کی کرا
عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ مین نے بہار کو یہانتک
ممالک کوکب ویران کرائے اب قلعہ گلنوشان پر مقابلہ پڑا ہی ملکہ بران آمادہ حرب
پیکار ہین لونڈی عاجز ہو رہی ہی کسی ایسے مددگار کو بھیجے کہ میری مدد کرے اور بہت کچھ
لکھا یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے غصے مین آواز دی سردار سیہ پوشان
ایک آندھی چلی ایک ساحر سیہ پوش پشت پر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر سب لباس سیہ پہنے ہوے
اُس ساحر نے سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی مین صحراے سیہ
مین بیٹھا تھا کہ آواز آپ کی کان مین پہونچی کسی قدر ملازم حاضر خدمت تھے اُنکو لیکر

بان انکو سمجھا لیگا یہ سنتے ہی خارخار نے کہا فرستادۂ افراسیاب ہو باغبان کے جی چھوڑ دیگا
کھ فوج لیکر آیا ہی اگر مناسب ہو تو دریا کو آپ ہی مٹا دیجئے بہار نے کہا کچھ بات نہین
کا بھی تو کمال دیکھین آبشار نے جو دیکھا کہ کئی ہزار جوان غرق دریاے لعنت ہوے جھلا کر
یک دو پتھر مارا سامری جمشید کا نام لیکر پکارا اُسی دریا سے کچھ مچھلیان نکلین لشکر
ان پہ گرین جسکے سینے پہ پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری کئی ہزار مچھلیان جو گرین گئی ہزار
باغبان کے ہلاک ہوے باغبان نے بڑھکر ایک گولہ دریا پر مارا کئی ہزار شعلہ چمکا
ھلیان جلکر خاک ہوئین دریا بھی خشک ہوا کسی ساحر نے بڑھکر ملکہ بران وغیرہ
دی کہ باغبان اکیلا تین لاکھ ساحرون مین گھرا ہوا ہی یہ سنتے ہی بران سوار ہوئین
ھی چلین مجلس کو تو اپنے زخمی ہونے کا انتہا کا رنج تھا یہ سب کے پہلے اٹھکر دوڑی ملکہ
ن نے کہا مجلس خبردار بہار کا خیال رکھنا ایسا نہو اُسکے کسی عضو پر زوال آئے
ں بہت اچھا کہکر بلند ہوئی اُس وقت آکر پہونچی کہ باغبان تین لاکھ ساحرون مین گھرا
یرانہ لڑ رہا ہی بڑے بڑے افسر مار کر ڈالدیے مجلس نے جو بہار کو الگ کھڑے دیکھا
بہار صاحب آئیے بہار نے دیکھا مجلس جو تڑپ کر گری گئی ہی ساحرون کے سر کاٹ کر
ہاڑے کو جو گردش دی ساحرون کی پشت پر کوڑے پڑنے لگے بہار پر جو اشارہ کیا
علہ بھڑک کر گرا کہ بہار کے ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا اور یہ بھی پکار کر کہا کہ مین آپ کی رعایت
دن بہار کو غصہ آیا بدھی اُتار کر پھینک ماری ہزارون پھول مجلس پر گرے
ن سے شعلۂ آتش پیدا ہوئے مجلس نہایت بیقرار ہوئی ہر چند قصور کرتی ہی ممکن نہین
ب نکلتی ہی پھول گھیر لیتے ہین ظاہر مین پھول ہین باطن مین شعلۂ آتش جسم پر مجلس کے
آبلے پڑ گئے اُف اُف کرتی جاتی ہی مگر نکل نہین سکتی کہ ڈنکے پر چوب پڑی سب نے
لہ بران شمشیرزن تخت زرین پر سوار شگوفہ سحرساز وزیرزادی پایۂ تخت پر ہاتھ
ہوے پلٹن پر دریا سے فوج موج مارتا ہوا آتا ہی ملکہ بران نے جو دور سے دیکھا کہ مجلس
ین پھنسی ہوئی ہی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار ہمنے تمہارا پاس کیا اور تمنے
ان کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہی یہ کہکر کڑک کے گرین اختر مرداریدکو ٹپکایا وہ پھول سب جل گئے

کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی باغبان نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم اس شعبدے کی کیا حقیقت
ہی یہ کہکر ہاتھ ہلایا پانی برسا جسپر قطرہ پانی کا پڑا اُسکو ہوش آیا باغبان نے کہا کیون ملکہ
فرمایا بہار کو اور زیادہ غصہ آیا کہا ای باغبان تمہاری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر بڑھی سگلے
آثار نے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑی آبشار ابر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا افراسیاب نے
اُسکو نامہ لکھا تھا کہ جاکر ملکہ بہار کے شریک ہو وہ منزل بہ منزل کرتا ہوا آیا ہی دور سے جو آتشا
لے جمال بیمثال ملکہ بہار کو دیکھا بیتاب ہوگیا نام بہار کا سنتا تھا آج جو صورت زیبا دیکھی
پکڑ لیا صرصر نے بڑھکر خبر دی ای آبشار جلد جاکر شریک ہو آبشار پکار اُٹھا ای صرصر
عجب وقت مین پہونچا اپنے ہوش مین نہین ہون

نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
لگاتی آگ بجلی کی چمک سہے خانہ تن مین — برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہی ساون مین
نہین روزن جو قصر یار مین یہ وا نہین ہمکو — نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین
طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا — گریبان مین بجھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین
پریشان عاشقونکی خاک کے ذرے تو ہین دیکھین — جگہ کس کس کو دے دیوار قصر یار روزن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا — نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین
شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ای آتش — بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

صرصر حیران ہوگئی دست بستہ عرض کی یہ کیا حضور فرماتے ہین آبشار نے کہا اے صرصر
کیا پوچھتی ہو کہ مجھپر کیا گذری صرصر نے کہا اب جاکر شریک جنگ ہونا چاہیئے یہ سنتے ہی آبشار
نے تین لاکھ ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو پکڑ لو تین لاکھ ساحر سحر کرتے ہوئے بڑھے
باغبان نے جو انکو آتے ہوئے دیکھا ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین شق ہوئی ایک دریا
دریا نے جوش مارا ملازمان آبشار ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی دریا مین ڈوبے بہار نے
کہا ای آبشار اپنے ملازمون کو نہین بچاتا بہار نے جو مسکرا کر یہ کہا آبشار ابلائین
ملکہ بہار نے خار خار سے کہا یہ بیہودہ کچھ دیوانہ ہوا ہی کس منھ پہ دعوی ساحری کرتا ہی
ساتھ والون کو بچاتا نہین ہمنے جو کہا تو بچیا نے عجب طرح کا جواب دیا چلو ہم تم پلٹ چلین

ن خواجہ جست کر کے بھاگے بہار نے جو دیکھا کہ عمرو جاتا ہی غصے مین بدھی اتار کر پھینکی گیر کی
آواز دی عمرو لڑکھڑا کے گرا پشتارہ الگ گرا بہار نیچہ کھینچکر چلین اسوقت عمرو کی بیقراری
ر رہا ہی ای معبود حقیقی و ای مالک تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم تو گوئی
لس کہ در رنج و تاب ؛ دعاے کند من کنم مستجاب ؛ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ؛ درین عاجزی
ن نخواہم ترا ؛ قضاے کار باغبان قدرت طلائے کے کشت پر تھا ٹہلتے ٹہلتے
ین آیا کنیزون کے بولنے کی جو آواز آئی اُسی طرف چلا دور سے دیکھا خواجہ زمین
ڑے ہین ایک طرف ایک پشتارہ پڑا ہی بہار کھینچے ہوے آتی ہی باغبان نے وہین سے
ا ای بہار بڑے افسوس کی بات ہی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم ہم اُسی طرح گلچین گلستان
ن و جمال ہین آپ کا رسم بادشاہ اسلام سے ہے ہم اپنا سرتاج جانتے ہین بے ادبی ہمسے نہو
ب کے خلاف گذرے لڑائی مین پھر پاس نہ رہیگا بہار نے برق گرائی باغبان نے گیند مارا
ر نے گیند کاٹا باغبان نے برق کے دو ٹکڑے کیے باغبان نے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا
ر و پر چند قطرے پانی کے گرے خواجہ پر سے سحر اُترا اُٹھتے ہی بھاگے پشتارے مین خار خار کو
ں آیا تڑپ کر نکلی باغبان پر چند سنگریزے مارے پتھر برسنے لگے باغبان نے پتھرون کو
غصے مین خنجر پھینک مارا خار خار کا سر زخمی ہوا باغبان نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون بہار
لکارا او نمکحرام کیا کرتا ہی باغبان بہار کو دیکھکر گھبرا جاتا ہی کہ سحر کرون ایسا نہو کوئی عضو بکار
باے خواجہ بھی الگ کھڑے پکار رہے ہین ای باغبان مروت شرط ہی باع اسلام
ار ہی سمجھکر سحر کرنا مگر بہار نے بجوف گلدستہ مارا ہلڑ جو ہوا ساتھ والے باغبان کے جو طلائے
ے دوڑ پڑے بہار نے بجوف گلدستہ مارا ہلڑ جو ہوا ساتھ والے باغبان کے جو طلائے
ے دوڑ پڑے بہار نے گلدستہ جو مارا باغبان نے سحر کر کے اُسے جلا دیا ساتھ والے
باغبان نے کہا یار دیکھکر سحر کرنا ایسا نہو بہار پر خزان آئے تو باعث ہمارے ملال
د مگر بہار ڈٹ کر کھڑی ہوئی پکار کر کہا او باغبان کل فوج کو حکم دے دیکھ تو
یا حال کرتی ہون یہ کہکر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسے خوشبو دماغ مین
د گردون کے پہونچی کئی سے جادوگر ہمراہیان باغبان نے گریبان پھاڑ ڈلے سر ٹکراتا ہی

کہا بی شگوفہ دہ دونون موتی ہمین دو خواجہ نے دو موتی جیب سے نکالے ہاتھ مین خار خار
کے دیے خار خار نے موتی ہاتھ مین لیے ہتھیلی پر رکھکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا ای ملکہ ما
طرح بنگاہ غور دیکھیے سامری اسمین بیٹھے ہوے ہین خار خار قریب منہ کے لائی بنگاہ غو
دیکھنے لگی خواجہ نے منہ سے پھونکا جیسے ہی موتیون مین ہوا لگی موتی دونون تراق سے د
دھوان نکل کر دماغ پر خار خار کے پہونچا ارے کہکر زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا
سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری کشندۂ کفار عمرو شاہ عیاران عیار یہ کہکر پشتارہ با
لگے جلدی مین سوزن بھی نہین دی سراچہ چاک کرکے لے بھاگے یہان عیار بچیان
کے ساتھ آئین بہار نے کہا اے صرصر آج مین نے مجلس کو زخمی کیا اسی غصے مین
آئی ہین جان دینے پر امادہ تھین ایسا نہو کوئی عیار پاس خار خار کے پہونچ جائے تو
پانچون عیار بچیان چلین جب دربارگاہ پر پہونچین سپاہیون سے پوچھا کہ عالم کیا کر رہے
انھون نے کہا ایک کنیز فرستادۂ حیرت آئی ہی اس سے باتین کر رہی ہین صرصر گھبرا کر اندر آ
باندھنے کا نشان پایا خار خار ندارد صرصر نے ایک چیخ ماری سب کنیزین دوڑین صرصر
غضب ہوا خار خار کو ساربان زادہ لے گیا یہ کہکر صرصر دوڑی چارون عیار بچیان بھی چ
کنیزون نے جاکر ملکہ بہار کو خبر کی بہار نے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا اڑتی ہوئی چلین مگر خو
کوس بھر جاکر ایک جھیل پر ٹھہرے ہین کہ پشت سے نعرہ ہوا منم صرصر شمشیر زن او ساربا
پشتارہ رکھدے خواجہ ہنس پڑے صرصر نیمچہ کھینچکر جا پڑی کہ پشت سے گرد اڑی چا
عیار بچیان آکر پہونچین انھون نے چار طرف سے گھیر لیا اب خواجہ کو پشتارہ زمین پر رکھنا
صرصر چاہتی ہی کہ عمرو ذرا ہٹے تو پشتارہ قبضے مین کرون جھپٹ جھپٹ کر نیمچے مار رہی ہ
گرد اٹھی دیکھا چار پانچ کنیزین خار خار کی چلاتی ہوئی آتی ہین کہ ای صرصر یہ ساربا
جانے نہ پائے ملکہ بہار بھی آتی ہین بہار کا نام سنکر خواجہ گھبرائے ایک حقہ آتشبازی کا
مارا دنا تا جو ہوا عیار بچیان پیچھے ہٹین خواجہ نے پشتارہ اٹھایا لے بھاگے عیار بچیان د
پتھر مارنے لگین خواجہ خالیان دے رہے ہین کہ یکایک ہوا سرد چلی بہار
بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہی عمرو کے ہوش اڑ گئے عیار بچیون کو برہنہ نیمچہ دکھا کر دھکا یا

ر کو مار لیتی دم بھر مین سب کچھ ہوتا ہی اُسنے چاہا تھا باغ سبز پوشان مین قید کرون بہار
سب کو پاس ہی آخر نخل نے نازنین کو خبر کی اُسنے آکر بہار کو ہوشیار کیا مین نے بڑھکر
ساز سے مقابلہ کیا بہار کی طرف توجہ نہ کی کہ کل کو سب لوگ طعن کرینگے بہار اپنے ہوش
ہ تھی بی بران نے اُسکا پاس نہ کیا ہماری فوج قتل ہوتی ہی ان غریبون کے حال پر رونا
ہ بڑھکر ایک کنیز نے ملکہ بران کے آنسو پونچھے عرض کی بی بی کیون رنج کرتی ہو آج شب
غار خار کا علاج ہو جائیگا ملکہ بران نے پہچانا کہ خواجہ عمرو فرما رہے ہین بران
گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا خواجہ حقیقت مین اسوقت مین ضرور مدد کیجیے بی خار خار
ہ استم کیا بہار عاشق جمال باکمال بادشاہ اسلام ہی اُنکے نام سے اُسکو نفرت ہوگئی
ی کی زبانی سنا تھا کہ نامہ شوقیہ پڑھکر یہ کہا کہ سعد بن قباد کون شخص ہین اللہ ری محبت
نام پر جان جاتی تھی اب اُنکا نام تک فراموش ہوا شام تک تو بارگاہ مین یہی ذکر رہے
و خواجہ اپنے مقام سے اٹھے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصورت مبدل
شکر خار خار کے چلے یہان خار خار کو ایک خوف پیدا ہوا بران کو لڑتے
ہ دیکھا کہ جسپر اختر مروارید مار دیا اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا مصاحبون کو رخصت کر دیا آپ
کر تیار کر رہی ہی پانچون عیار بچیان یہین رہتی ہین خواجہ فقیر بنکر جو یہان آئے تو دیکھا چارون
بیان بہار کو پہونچانے جاتی ہین بہ تعجیل رنگ و روغن نکالا کنیز کی شکل بنکر
وے کنیز ملکہ حیرت کی بنکر ایک نامہ ہاتھون مین لے لیا کہ مضمون اسکا ظاہر
ر بارگاہ پر جاکر نگہبان سے کہا ملکہ خار خار سے جاکر عرض کرو کہ در دولت پر کنیز فرستادہ
ت حاضر ہی خار خار نے سنکر حکم دیا بلالو خواجہ نے جاتے ہی سلام
ر خار نے پوچھا کیون شگوفہ خیر تو ہی کہا حضور کل کے مقابلے کی خبر ملکہ حیرت کو
کہ مجلس سے اور بہار سے مقابلہ پڑا کچھ مضمون حضور کو لکھا ہی اسکو ملاحظہ فرمائیے
کاغذ ہاتھ مین دیا خار خار نے پڑھا یہی مضمون تھا کہ بہار اور مجلس سے مقابلہ پڑا
ن کے ہاتھ سے نیرنگ ساز مارا گیا دو موتی تمکو بھیجے ہین اُنکو اپنے پاس رکھنا کسی کا سحر نہ
کریگا ہمین تمھاری حفاظت کی بڑی فکر ہی خار خار خوش ہو گئی ملکہ حیرت کو دعائین دین

بہار کو زیور پھولون کا پہنا دیا جیسے ہی اُن پھولونکی خوشبو دماغ مین پہونچی ملکہ بہار کا چہرہ
سرخ ہوگیا بقہر و غضب تمام پلٹی للکار کر آواز دی او چھوکری دیکھا تو نے اپنے کو کیونکر بچایا
مجلس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا گریبان نکالون اب تو بہار کو اور زیادہ غصہ آیا
مجلس کو سنبھلنے نہ دیا کان سے طرہ نکال کر پھینکا آواز دی اے شمشیر سرنگار مجلس لینا
اسنے بڑی بے ادبی کی سر میدان ذلت دی دیکھا مجلس نے طرہ نہین ہے ایک تلوار چمکتی ہوئی
سر پر آئی دستک دی پیچھے ہٹی مگر موار نہ رکی سر پر آگر گری کہ سر مجلس کا زخمی ہوا دستہ
بدمی بہار نے پھینکی اسکی بوے خوش سے مجلس لہرا کر گری بیہوش ہوئی بہار نے
بڑھکر سر کاٹ لون کنیزان مجلس دوڑ پڑین اُدھر سے خار خار رنگین پوش نے
ساتھ لیکر کنیزون کو روکا سحر ہونے لگا صدہا لاشے گر گئے خون کے دریا بہے حباب لب
پیاسے رہے ملکہ بران نے جھپٹ کر مجلس کو اٹھا لیا شگوفہ کو دیا ہمراہیان شگوفہ
مجلس کو ہوادار پر ڈال لیا باغبان قدرت نے بھی بڑھکر گیند مارا سب ساحر
ملکہ طرف خار خار کے قصد کیا بہار نے جو پلٹ کر دیکھا کہ باغبان و بران طرف
کے جاتے ہین جھپٹ کر گلدستہ مارا باغبان نے گلدستے کو جلایا بہار نے آواز دی او نمک حرام
ہمارے سحر کو تو نے دفع کیا نمک افراسیاب کا بالکل پاس نہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا برق گری
باغبان نے اپنے کو بچایا مگر گلچین کا شانہ جھول پڑا ابران نے اختر مرداریدنکالا
جو مارنا شروع کیا جب اختر پڑا دو چار سے کے ستارے گردش مین آئے نیرنگ ساز
جو اسحر کر رہا تھا قضا نے جو اسکا دامن پکڑا ابران پر جا پڑا ابران نے اختر مار دیا
کو توڑ کر پار گذر ا اندھیرا ہو گیا ایک آندھی سیاہ اُٹھی لوگون کے دم گھٹنے لگے خار خار نے
بڑھکر بہار سے کہا اے ملکہ عالم بران کی بدعت سے بچنا دشوار ہے سحر اسکا قہر پر ورد گار
اب طبل امان بجوائیے بہار نے کہا خوشی تمھاری حقیقت مین ایسا نہو تم پر زوال آئے
تو کوئی کچھ نہین کر سکتا نیرنگ ساز بیچارہ مارا گیا خار خار نے طبل امان بجوایا
باغبان و مخمور اپنے لشکر مین آئے بران روتی ہوئی پلٹین باغبان نے جو سب
پوچھا ملکہ بران نے کہا اے باغبان آج مجلس نے بڑا کار نمایان کیا تھا اگر وہ چاہتی

یہی ساغر ہو گردون خم ہوتی جاتی ہو مینا کی | جہان سے آج تیرے مست کا وقت جدائی ہو
نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عبادت کو | خدا جانے مری جانب سے کیا دلمین سمائی ہو

رنگ مین کنیزون نے حال باغ سبز پوشان سامنے ملکہ بہار کے بیان کیا کہ ملکہ بہار
ہین اور اگر رکتی ہین تو لڑکیان آوازین ملا کر غزلین گاتی ہین بہار سے لپٹی جاتی ہین کوئی
نام کر سمجھاتی ہو کمسنی کی حرکتین ملکہ بہار کو لڑکیون سے بڑی محبت ہوئی جون جون مجلس
تکلین دیتی ہو لڑکیون کے گانے کا حسن بڑھتا جاتا ہے کئی مرتبہ بہار اٹھین زیور گل جو
پہ آراستہ ہو جب اُسکو سونگھ لیتی ہین تو منھ سے نکل جاتا ہو مین باغ سبز پوشان مین جاکر
دنگی وہ باغ ہمیشہ بہار کا کیا کام لڑکیان کہتی ہین بی بی یہ عقل کا فتور ہو اُس باغ ہمیشہ
مین آٹھ پہر سرور رہی یہ کہتی ہوئین لڑکیان لپٹ گئین زیور گل جسم بہار سے
ڈالا اُسوقت بہار کو وجد ہوا رنگ رو متغیر متردد متحیر کہا بیبیو جلتی ہون تمھاری
سرور ہے اب ان لڑکیون نے بہار کو بیچ مین لیا ناچتی گاتی لیچلین جب سو دو سو
نکل گئین مجلس کے منھ سے نکلا وہ مارا ابر ان نے تعریف کی مجلس نے جھک کر
کہا کہا حضور آپ کے اقبال سے باغ سبز پوشان تک بی بہار پہونچ جائین تو پھر آنا
ن ہوگا ابھی تک خائف و ترسان ہین ایسا نہو کہ پلٹ پڑین لیکن دام رگ گل مین پھنسی ہین
بب ہو کہ نہ پلٹین لڑکیان بہار کو گھیرے ہوے ایک نخل کے سایے مین جو پہونچین شاخ
نے ہاتھ بڑھائے ایک پھول بڑا سا شاخ پر تھا کھلکھلا کر ہنسا پھر رونے کی آواز آئی
ار نے پلٹ کر جو اس پھول کو دیکھا پھول سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین سہمے
ہوکر درخت سے کرنے لگے نخل تھرایا بیچ نخل سے ایک نازنین پیدا ہوئی پچکاری رنگ
تھ مین تھی نکلتے ہی اُسنے پچکاری ماری بہار کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ رنگ جس لڑکی
اُسنے آہ کر کے چیخ ماری معلوم ہوا تودہٗ بارود مین آگ ڈالدی مثل ہیزم خشک جلکر
ہوئی اور لڑکیان جو ساتھ تھین اسی طرح سب جل گئین جس نازنین نے ملکہ بہار کو
ری ماری تھی اُسنے بال کھولدیے منھ اپنا پیٹ کر کہا واری آپ ان چھوکریون کے
نہ کہان چلی تھین یہ سحر مجلس کا تھا آپ بدنام ہونگی یہ کہکر کمر سے زیور گل نکالا پھر اُسیطرح

ان اشعار کو بہ آواز بلند گاتی ہوئی آتی ہین کہ سننے والے کے ہوش وحواس اُڑین اشتیاق بڑھا

ہین کیا کہون جو قیصر و خاقان لیگئے — لاکھون جہان سے ساتھ یہ ارمان لیگئے
کیا اُنکو بھی جنون تھا جو گلہاے بوستان — ثابت نہ اس چمن سے گریبان لیگئے
کیسے چمن مین آئے کہ جُن جُنکے باغ سے — دامن مین اپنے ہم گل خرمان لیگئے
ہم روے گل بھی دیکھنے پائے نہ بانصیب — ہمکو بہار مین سوے زندان لیگئے
طوفان اُٹھیگا قبر سے ہم خاک مین اگر — ساتھ اپنے اپنے دیدہ گریان لیگئے
بہتر تھا اس چمن مین قفس مجھ اسیر کو — کیون یار سوے گلشن ویران لیگئے
آہو ختن مین مست ہین جھونکے نسیم کے — شاید کہ بوے زلف پریشان لیگئے
تازہ ہوا پھر از سر نو اُسکو داغ قیس — ناحق ہوس کو سوے بیابان لیگئے

ان شعرون کی آواز جو کان مین بہار کے آئی بغور دیکھنے لگین لڑکیون کا ہاتھ جھکا نا ملا کر بہار سے گانا جسکے گلے مین ڈھول ہی وہ کس بلا کے ٹکڑے باندھے بہی ہی تسم پر سر با بخون کا مبہوت ہونا اُن چھوُن لڑکیون نے آکر بہار کو گھیر لیا آنکھین ملا ملا کر غزلین گ مین کبھی بتاتی ہین کبھی سمجھاتی ہین ایک لڑکی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا بہار باغ رنگین ہا مین چلو وہان بڑی بہار ہی اُس باغ مین کبھی خزان نہین آتی نرگس شہلا وہان کی چشم پھول وہان کے عارض محبوب سنبل وہان کا زلف پیچان مطلوب سرو لب جو قد معشو قمریون کی جا بجا کو کو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ طائران زمزمہ سرا اپنے پیدا کرنے والے صفت وثنا مین مصروف رہتے ہین باغبان قدرت کا تماشا ہر وقت پیش نظر رہتا ہی صبح مثل صبح وہان کے رشک نہال گنشت جانور اُڑتے پھرتے ہین جابجا زمزمہ سرائی ہین یہ اشعار گاتے ہین

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل نے اُٹھائی ہی — فقط دست اجل پر اب مری مشکل کشائی ہی
پھرا جاتا ہی قاتل کر کے وعدہ قتل کا مجھسے — دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی
لپٹ جا دوڑ کر تو خود گلے سے تیغ قاتل کے — کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہی
اثر ہاے فراق یار سے یہ حال ہی و بجا ہی — نہ تن سے جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہی
نہین حاصل ہی مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو — مگر کچھ دانہاے اشک خجلت کی کمائی ہی

یکھو تو کیا کمال کر رہی ہے اب دریاے آتش مین جنبش پیدا ہوئی ملکہ بہار و شگ دیگر
دریاے آتش کیطرف دیکھتی ہین جوش و خروش آتش کا زیادہ ہوتا ہی تھوڑی دیر کے
ایک دناٹا ہوا ابران نے کہا اے باغبان وہ مارا آگ بجھنے لگی بہار جون جون دیکھتین
ہین شعلۂ آتش بجھتے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے غریو ہوا کئی نخل گرے دیکھا
مین سے مخلبس نکلی ایک ساحر کا سر ہاتھ مین بال اُسکے پکڑے ہوئے نکل کر وہ سر
نے بہار کے پھینک دیا کہا اے ملکۂ عالم اگر راز سحر سے آگاہ ہو تو ہمارا شکریہ ادا کرو اپنی جان
تمھارے آتشبار کو مارا تمیز زوال نہ آنے دیا جب مین اسکو قتل کرنے لگی تو اُسنے کہا اے
کیا کرتی ہو مین قبضے مین بہار کے تھا اب تمھارے اختیار مین آیا اگر تم حکم کرو تو جا کر
کو مارون مین نے اُسکا کہنا نہ سُنا کیا تمھارے کان مین آواز داد و فریاد نہ آئی ہوگی سر آتشبار
بہار کا رنگ رو متغیر ہوا چہکا موتیے کا جو سر پر لگا تھا اُسکو اُتارنے لگین مخلبس نے کہا
بہار تمھاری ذات سے بڑے ملال اُٹھائے ذرا ہمارا بھی تو ایک سحر قبول کرو ہم تو بہتی
ین اُٹھا چکے ذرا آپ کو بھی تو فکر پڑے یہ کہکر مخلبس نے گڑیا کپڑے کی بنی ہوئی جھولی سے
اُسکی ٹانگین چیر ڈالین دونون ٹکڑے بہار پر کھینچ مارے گڑیا کا زمین پر گرنا چہار طرف
بہار کے دھوان زمین سے نکلنے لگا اور اُس دھوئین نے بہار کو چہار طرف سے گھیر لیا بہار
ہین جست کرون معلوم ہوتا ہے کوئی پیر تھامے ہوئے ہے بہار نے بڑا زور کر کے آواز دی
گلبدن کہان گئی دیکھ تو ہمپر کیا ہجوم ہے تجکو ہمارا حال نہین معلوم ہے یہ کہنا تھا کہ ایک
ن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ملکہ بہار نہ گھبراؤ مین آپ کو اس دھوئین سے نکالتی ہون
اُس نازنین نے اپنے کو شعلۂ آتش مین گرا دیا ایک پہلو پر دھوان ایک پہلو پر آگ
رہی تھی اُس آگ مین جو نازنین گری جل کر خاک ہوگئی اُسکے جلتے ہی آگ بجھی دھوان
ت ہوا مخلبس نے چند گڑیان نکال کر طرف صحرا کے پھینکین کہا بوا بہار ذرا ہوشیار رہنا
خاموش کھڑی ہے جیسے کسی کو حیرت ہوتی ہے اسطرح چپ کھڑی ہے کہ صحرا سے ایک آواز بلند ہوئی
ئی بہار نے دیکھا پانچ چھ لڑکیان کمسن کمسن ایک کے گلے مین ڈھول پڑا اس ترکیب
تی ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ بوندیان پڑ رہی ہین پانچ لڑکیان آ بسین آواز ملا کے

نکلے ہین نگوڑے تماشے کو دیکھ رہی ہون جی چاہتا ہے جاکر اٹھا لاؤن وقت پر یہی ہوگا
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس صحرا مین ٹھوکرین کھائیگا جیسے ہی بہار نے پکارا مجلس
زاغ کو بڑھایا سامنے ملکہ بران کے آئی اجازت طلب کی مخمور و باغبان بھی
ہمرے آئے کہا ای مجلس تم نہ قصد کرو ہم لوگ جائینگے جاکر مقابلہ کرینگے بہار اپنے
مین نہین ہے ایسا نہو کہ کوئی سحر سخت اسکا چل جائے سحر اسکے کمال پر ہین مجلس نے کہا
نکل چکی ضرور جاؤنگی باغبان رونے لگا کہا ای مجلس ہمکو سب طرح مشکل ہے اگر تمکو چشم
باعث خرابی ہوا اور اگر غصے مین کوئی سحر تمھارا چل گیا تمام دنیا برا کہیگی کہ ہمارا
مین نہ تھی اسکو بیکار کر دیا ہم بادشاہ جمجاہ کو کیا جواب دینگے مجلس نے کہا ای
مین مطلب تمھارا سمجھ گئی وہ بیکین خنجر مارین تلوارین لگائین ہم نہین لگا سکتے ہم اپنی
آفت لینگے مگر انکو بچاکر سحر کرینگے آپ خاطر جمع رکھیے باغبان نے مجلس کو گود مین
کہا ای فرزند کیا کہنا تمنے برہمن سے تعلیم پائی ہو مگر بی بی اپنے کو بچانا مجلس نے کہا
حقیقی بچائیگا ملکہ بران نے بہ تعجیل مجلس کو رخصت دی مجلس زاغ اڑاتی ہوئی چلی
ملکہ بہار نے مجلس کو آتے ہوئے دیکھا قہقہہ مارکر ہنسین کہا کیون او چھوکری آج
تجھے تیل ماش کیا مجلس نے کہا ای بہار جو کچھ ہوگا ثابت ہو جائیگا سحر سیکھے کچھ کمال
خالی باتین نہ بنائیے بہار نے کچھ ماش کے دانے پھینکے مجلس نے کچھ پھول پھینکے
دو چار سحر چلے بہار نے پیچھے ہٹکر گجرا پھولون کا گلے سے اتارا مجلس نے یہ کہکر
مجلس نے ہاتھ ہلایا برق گری گجرا کٹا پھول پیدا ان مین منتشر ہوئے پھولون سے
شعلے نکلے کہ دریاے آتش بنگیا اسنے مجلس کو گھیر لیا بہار دستکین دیتی جاتی ہین
ہین ای آتشبار لینا اس چھوکری کو پھونک دے اسکو بڑا گھمنڈ ہے جب مجلس نے
دریاے آتش جوش مارکر مجھپر آیا کھلونے ہاتھ کے ایک طرف پھینکے مینڈھیان سرکی
تاڑے زمین پر ڈالدیے یہان بران کر رہی ہین ای باغبان دیکھو مجلس کیا سحر
ہے بہار نے بیر کامل مسلط کیا یہان مجلس نالے پھینک کر سر ہلاتی ہوئی اس در
آتش مین پھاند پڑی باغبان نے کہا ای بران مجلس سحر آتشبار مین پھنسی بران نے کہا

ھی ملکہ بہار سوار ہوئین خار خار بھی ساتھ ہوئی نیرنگ ساز فوج کا اہتمام کرتا ہوا طرف
ن کارزار کے چلا اودھر سے ملکہ بران ومخمور دیا غبان طرف میدان کارزار کے چلے
ں جادو ایک زاغ سیہ پر سوار کھلونے مٹی کے ہاتھ مین ایک جھولی مین گڑیان بھری
ین لڑکیان ساتھ بڑی دھوم سے لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچا خواجہ دیرق
رت مبدل ساتھ ساتھ دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے
ت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا خار خار نے بڑھکر
ا حضور قصد نہ کرین مین جاکر مقابلہ کرونگی بہار نے کہا ای خار خار وہ وہ بلائے روزگار
ین کہ تنکے چنواکر تمکو مار ڈالینگے مین ان مسلمانون کا حال بخوبی جانتی ہون یہ کہکر بہار
اؤس بڑھایا میدان کارزار مین آتے ہی سحر کرنے لگین درخت وجد مین آئے غبار زرد
نے لگے ہر گوشے سے طائران زمزمہ سرا بآواز بلند یہ اشعار سحر آثار گانے لگے نظم

پاٹ دریا کا ہوا دامن مژگان کیونکر — آج اٹھا مری آنکھون سے یہ طوفان کیونکر
اپنے سینے سے لگاؤن تری پستان کیونکر — یار ٹھنڈا ہو مرا سینۂ سوزان کیونکر
دکبھی بات نہ صحبت نہ گلے سے ملنا — کھو نکلینگے مرے دل کے یہ ارمان کیونکر
کارگر اسپہ نہین سحر رخسار کا نور — خال ہندو کو بناؤگے مسلمان کیونکر
اسقدر تمکو حجاب اور یہ ایام شباب — حسرتین دل کی نکالوگے مری جان کیونکر
پاؤن پکڑے ہین مرے حسب طلون نے ابکی — اے جنون کیسے جانا ہو بیابان کیونکر
کو بنسے عاشق شیدا کا ہوا آج وبال — ہوگئین آپ کی زلفین یہ پریشان کیونکر
کیا خبر فصل جنون کی ہوئی ای ممتاز — بچ رہے آپ کے دامان وگریبان کیونکر

ون سے یہ اشعار بصد سوز وگداز اسطرح پڑھے کہ سننے والے محو ہوگئے مگر ملکہ مجلس
ے کھلونے ہاتھ مین لیے ہوئے ہنس رہی ہے اپنی ساتھ والیون سے کہتی ہے بہار کو سودا
ر یہ کیا رنگ جماتی ہے پھولون مین خوشبو نہین پانی مین آبرو نہین بہار نے رنگ سحر
ن کارزار مین خوب جمایا طائران نخلستان چہکار رہے ہین بہار بہار کہکر پکار رہے ہین
بہار نے دیکھا کہ رنگ ہمارا جما پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو

پیالے مین پڑا اب جو خواجہ نے جست کی باہر جا کر گرے جادوگر جو کھڑے تھے انھون نے
ارے کون خواجہ نے کسی کو خنجر مار دیا کسی کو حباب مارا خواجہ تو مار پیٹ کر نکل گئے کنیز
خارخار کو اٹھایا خارخار چیخی کر ارے میرا منھ دھلاؤ آنکھون مین مرچین لگ گئین ایسا نہو آ
پھوٹ جائین کنیزون نے دوڑ کر منھ دھلایا خارخار کنیزون کو مار رہی ہو کہتی ہو ارے
چھینٹے مارو کنیزون نے جب پانی کے چھینٹے دیے خارخار نے منھ پونچھا دیکھا لاشہ سہیل
کئی کنیزون کو بھی زخمی پایا دربارگاہ سے بھی رونے کی آواز آئی کہا ارے وہان کیا
نے کہا حضور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گیا ہلڑ جو ہوا ملکہ بہار بھی دوڑی آئین پوچھا
خبر تو ہو جادوگرون نے کہا عمرو عیار پانچ چار جادوگرون کو مار کر نکل گیا خارخار
نگوڑا ہاتھی تھا سب کو پامال کر کے چلا گیا بہار نے کہا بوا خارخار کیا ہوا کہا مین نے
تھا قاب ٹوٹی مین نے اتنا کہا ارے کیا معرکہ ہو نسیم کی صورت پر عمرو بنیا تھا
روغن اُسکے چہرے سے اُڑ گیا میرے منھ سے نکلا کہ سہیل اسے پکڑے بی سہ
ستارہ گردش مین آیا اسکو خنجر مارا مجھے نگوڑے نے دھکیل دیا میرا سر سا گھن
آنکھون مین مرچین لگی ہوئی ہین پانچ چار جادوگرون کو باہر جا کر مار ڈالا سب
بیکار کھڑے رہے ایک نے بھی نہ گرفتار کیا بہار نے کہا اے خارخار اس نگوڑے تا
ہمکے مکر سے سامری و جمشید بچائین اب وہ تمھاری فکر مین ہو خاص تمھارے ہی وا
آیا تھا میری بارگاہ مین آتا تو دیوانہ کر دیتی مین برسون اُسکے ساتھ رہی ہون سب
اُسکے جانتی ہون مجھ پر کیا عیاری کر سکتا ہو نگوڑے کو تنکے چنوا دون مین یہان
کر ہونگی تم کہین چلی جاؤ خارخار نے کہا بی بی مین کوکب سے ڈرتی نہین نگوڑا
کیا چیز ہو مین سرجوش زمین گیر کو کل بلواؤنگی وہ میرا بھائی ہو آتے ہی عیا
گردن لیگا میری حفاظت بھی کریگا ابھی تو دورنگ چلنا ہو تا بہ قصر جمشیدی تمکو
جسدن قصر جمشیدی مٹایا کوکب کا زور کم ہو جائیگا پھر طلسم مین داخلہ ہوگا خود
تشریف لائینگے بہار خاموش ہو رہین خارخار نے اسی وقت نامہ لکھا ایک کنیز کو د
بھائی صاحب کو یہ نامہ دینا اور کہنا فوراً تشریف لائیے کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی راہ

ن کا حال دیکھکر بیقرار ہو خواجہ ایک کنیز کی شکل بنے ہوئے سُنتے چلے آتے ہین خار خار
تھی ہی مین سنے وہ سحر کیا ہی کہ بہار اپنے حال کو بھولی ہوئی ہی بادشاہ اسلام پر
یتی تھی اب نام تک فراموش ہو اسقدر مدہوش ہی اسی کے ہاتھ سے سب کام کیا لوگی
بہی اسکے ساتھ چلے آتے ہین جب خار خار اپنی بارگاہ کے دروازے پر پہونچی سب
دن کو رخصت کیا اندر بارگاہ کے آئی خاصہ طلب کیا خواجہ بشکل کنیز کھڑے تھے
دہ کر خاصہ چننا شروع کیا باورچی نے قاب پلاؤ کی جب ہاتھ مین دی خواجہ نے جھکے
وہبت کھاتی ہی پلاؤ پر بیہوشی ڈالدی دسترخوان پر قاب رکھکر رومال ہلانے لگے
صین خاص جو اسکے ساتھ کھانا کھاتی تھین سب آکر موجود ہوئین سہیل نامے
ن خاص ہی اسکے پہلو مین خواجہ بیٹھے مگس رانی کر رہے ہین اب کھانے کو ہاتھ نہین
اور کنیزین کھانا لاکر رکھ رہی ہین خواجہ دیکھ رہے ہین ایک کنیز نے خار خار کے
ملائے اب اسنے کھانا کھانا شروع کیا اس قاب کو خار خار نے اپنے آگے کھینچا جیسے ہی
یا بوٹیان اچھل کر الگ گرین خار خار نے کہا ارے کیا ہی ایک تڑاقہ ہوا قاب ٹوٹ گئی
رنے کہا ارے کوئی عیار آیا اس قاب مین بیہوشی تھی سب خواصین کانپنے لگین
نے کہا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون اسی واسطے مین نے یہ سحر کر رکھا تھا یہ کہکر
سب پر ڈالی خواجہ عمرو کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا خار خار نے
ل پکڑ لے عمرو تیرے پہلو مین بیٹھا ہی سہیل نے چاہا ہاتھ ڈالدن خواجہ نے سہیل کو
ہیل نے آہ کی زمین پر گری خواجہ نے ایک جست کی اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

ہر خواجہ خواجگان
م پر غدر شدید اہوا
قتل قتیل و قال
فا مری گرد پاپوش کا
و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم بہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین جو ہوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مگر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
اس جلدی مین خواجہ نے

سے کے سر کا تاج لیا ایک ولتی ماردی کہ منہ کے بھل خار خار گری سمہ اسکا سالن ہے

مرنے جینے سے کسیکے کچھ انھین مطلب نہین
دوسرے جامے مین آئے قتل جب تو نے کیا
ماہ مین خورشید سے ہی نور لیکن اے پری
ہے یہ پایہ ایکساعت کی قبول

وہ ادا کرتے رہے عاشق تقضا کرتے رہے
رخصت تن تند ہے - تیر - بیدا کرتے رہے
ہو رخسار تیرے پر ضیا کرتے رہے
دمبدم میری مدد مشکل کشا کرتے رہے

اس عیش و عشرت مین کوکب بیٹھے تھے کہ کنیز نے بران کی آکے نامہ دیا کوکب کے نامہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے کہا جلد مرآت واقعہ لاؤ ملازم آئینہ اُٹھا کر سامنے لائے کوکب نے گرد ہٹا یا قلم و دوات ہاتھ مین لیا جو مضمون ثابت ہوا اُسے لکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے گرد ڈالدیا اب جو کوکب نے وہ مضمون پڑھا مفصل حال آئینہ ہوا غصے مین کوکب کانپ کہا صاحبو خار خار رنگین پوش نے بڑے غضب کا سحر کیا ہی بہار کا قلب لٹ گیا قلعہ ویران کرنے کا ارادہ ہی ابھی جا کر بی خار خار کو سزا دیتا ہون یہ کہکر حکم دیا ہمارا مرکب تیار کرو ملازم دوڑے مرکب سنگین پرند تیار ہو کر آیا با ساز و یراق مرصع کار کوکب غصے تخت سے اُٹھا منظور ہوا کہ سوار ہو کر جاؤن ایک نخل سے پتہ گرا وہ پتہ اڑ کر گود مین کوکب کی آیا کوکب نے دیکھا طرف سے برہمن کے مرقوم ہی کہ اے شہنشاہ آپکے سوار ہونے کا وقت نہین ہی یا تو کوکب کا ارادہ تھا کہ خود جا کر جنگ کرون برہمن کے احکام بر کار ہی اب کوکب نے جواب نامہ لکھا کہ اے نور نظر پارۂ جگر نامہ تمھارا دیکھا مضمون سے آگاہ ہوئے قصد ہوا تھا کہ خود آئین مین وقت پر شریک جنگ ہون چھوٹے اُستاد نے منع کیا بیٹا سمجھ کر مقابلہ کرنا ایسا نہو دشمنون کو ریخ و لال پہونچے کنیز کو یہ نامہ دیدیا دو پہر رات گئے ہی کہ کنیز نے آکر جواب نامہ ملکہ بران کو دیا بران نے نامہ پڑھکر سب کو سنایا اور بے اختیار مُنھ سے نکلگیا کل انشاء اللہ ہم مقابلہ کرینگے لیکن مناسب یہ ہی کہ فکر خار خار کیجئے ... نے کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے جب برق نے ہمسے کہا کہ وہ فرماتی ہین سعد بن قباد کون شخص ہے تو معلوم ہوا اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کہکر خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے صورت بدلے ہوئے لشکر مین آئے دیکھا خار خار ملکہ بہار کو بارگاہ مین پہونچا کر پلٹی ہی نیرنگ ساز و افسران فوج اُسکے ساتھ ہین کہتی چلی آتی ہی صاحبو تمنے مکاری مسلمانون کی دیکھی بہار کے سرھانے نامہ پہونچا یا

دری کہ اگر میرا آنا ثابت ہوگیا تو میرے قتل کی درپے ہوگی مگر آنا ثابت ہوا کہ تاثیر سحر ہی یا تو
سعد بن قباد کے جان دیتی تھین یا نام تک فراموش ہوا صحرا مین اگر شگوفہ کو ہوشیار کیا
ب بھاگا آتے ہی سو .... کیفیت کہی کہا استاد وہ نام بھی سعد بن قباد شہریار
ول گئین بہ حیرت کہتی ہین سعد بن قباد کون سمجھی ہو .... دربار مین آئی دیکھا
خار ایک ایک سے پوچھ رہی ہی کہ ملکہ بہار کے پلنگ پر یہ کاغذ
بھی پڑی شگوفہ جو سامنے آئی خار خار نے جھلا کر پوچھا اری شگوفہ تجھے کچھ معلوم ہی
اری مجھپر تو نیا معرکہ گذرا کل دن بھر رات بھر جنگل مین پڑی رہی زیور بھی کوئی اتار کر
یا مین کیا جانون یہ کاغذ کسنے ڈالا یہ سنتے ہی بہار نے کہا ای خار خار اب تدارک کرد
گئے کسی عیار نے اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر یہان آیا اب ہم عیارون کی بھی فکر کرینگے
ار خار اب طبل جنگی بجوا دو بی مخمور کے شعبدے پر مسلمانون کو بڑا ناز ہوا اُسیوقت خار خار
لم دیا فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر ملکہ بران کو پہونچائی یہان بھی طبل
بجا تیاریان ہونے لگین لیکن ملکہ بران نے جو باپ کو نامہ لکھا تھا کو کب داخل
جمشیدی ہین وزرا امرا سب حاضر خدمت ہین ملکہ حنائے گلگون پوش ایسے معشوقہ
ین ایک نازنین سہ حسین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

ظلم اُنکا کام تھا جور و جفا کرتے رہے ——— عاشق صادق تھے ہم اُنسے وفا کرتے رہے
صاف صاف آئینہ رو کی ہم ثنا کرتے رہے ——— مجھکو غرق بحر حیرت آشنا کرتے رہے
ہاتھ پھیلائے رہے ہم رات آخر ہوگئی ——— ساتھ وہ سونے کو وا بند قبا کرتے رہے
یار کے دل کی کدورت دم مین ہمنے دور کی ——— آئنہ ساز اپنے آئینے جلا کرتے رہے
ہاتھ ایک سر پر تھا اور اک ہاتھ سے تھامے تھے دل ——— کیا کہین تم سے کہ ہم فرقت مین کیا کرتے رہے
بڑھتا جاتا تھا مرض اور زور کم ہوتا تھا روز ——— عمر بھر درد جگر کی سب دوا کرتے رہے
آب حیوان مین دو عیسی پلاتے تھے مدام ——— ہم ہمیشہ آخر وہ تدبیر شفا کرتے رہے
شمع سان جلتے رہے اُف بھی نہ کی ہمنے کبھی ——— مدعی افروختہ دل یار کا کرتے رہے
جا و بیجا یاد اُس محبوب کی بھولے نہ ہم ——— یعنی بتخانے مین بھی ذکر خدا کرتے رہے

کیون نہ پامال کرے کبک جب اُسکی رفتار
تیری رفتار سے اے سرو خیابان ملجائے

دم خفا ہی نہین ملتا ہی جو مجھسے قاتل
زندگی جائے گلے تیغ بران ملجائے

شکر خالق کا بجالائے نہ کسطرح قبول
تجھسا محبوب جو دل کو جانان ملجائے

بعد ان اشعار کے لکھا تھا اے محبوب باوفا واے شوق خوش ادا حال فراق کیا تحریر کرین کہ تمنے افراسیاب کا ساتھ دیا اگر مہرخ کے واسطے کچھ زوال آیا تو ہمارا آنا وہان کیونکر آنے سے محروم رہے ہم جانتے تھے تم رہائی اسد مین کوشش کرتی ہو دیکھتے ہی نامے کو خدمت مہرخ مین پہونچا دو طریقہ ہائے قدیم پر قائم رہو اگر اسکے خلاف کیا تو ہم تڑپ تڑ جان دینگے پر یہ اخبار ہمنے دیکھا تھا کہ لشکر کشی بہار بر سر کوکب روشن ضمیر ہوا یقین نہ آیا جب پے در پے خبرین پہونچین اور یہ بھی سنا کہ ایک قلعہ بھی فتح کیا اب قلعہ گلنو شد معرکہ پڑا ہو خبردار اب طبل جنگی نہ بجوانا مخمور کے ہاتھ سے ملال بھی ہوچکا یہی صورت فلا بر آن سے بچاؤ یہی صلاح ہے بقیہ شوق ظل اللہ الملک اورنگ نشین سلطانی سلیمان گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد جواب طلب حسن وجمال ترقی پر ر بہار حسن صدمات خزان سے ملکہ بہار نے جو یہ نامہ پڑھا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا خار خار رنگین پوش کو بلاؤ یہ سعد بن قباد کون شخص ہے جو ہمسے دعوی عشق کرتا ہے زندگی مین مرتا ہے کاغذ کسنے ہمارے سرہانے رکھا برق بصورت شگوفہ موجود ہے غص کا دیکھکر کانپنے لگا کنیزین گئین خار خار کو بلا کر لائین دیکھا نہ بہار نے منھ دھویا نہ گلدہ پیر لٹکائے چھپرکھٹ پر بیٹھی ہین اور غصے سے کانپ رہی ہین خار خار تو بڑی مکارہ آتے ہی سر سے پانون تک بلائین لین قدمون کو بوسہ دیکر پوچھا واری خیر تو ہے کسنے کردیا اسوقت آپ کو نہایت پریشان پاتی ہون بہار نے کہا اے خار خار جلد مقدمے کو تحقیق کرو ہمارے پلنگ پر یہ نامہ کسنے ڈالدیا سعد بن قباد کون شخص ہے دعوی عشق کرتا ہے بڑے بڑے راز و نیاز لکھے ہین ہمکو ہماری بہن سے جدا کرتے ہین ہم بہن سے جدا ہونگے خار خار نے نامہ ہاتھ سے لے لیا کہا کنیز تحقیقات کریگی حضور منھ دھوئین خار خار نے ملکہ بہار کا غصہ مٹایا منھ ہاتھ دھلوایا برق تو یہ کیفیت دیکھ

ت بج وجھج سے پھر رہی ہی سب شگوفہ کہکر اُسکو پکارتے ہین برق نے ایک خدمتگار کی شکل بنکر
فہ کو اشارے سے الگ بلایا شگوفہ کہتی ہوئی چلی ارے کیا کہیگا برق نے کہا ذرا کنارے آؤ
ے کہنے کی بات نہین ہی تنہائی مین کہونگا شگوفہ ہنستی ہوئی کنارے آئی برق نے جواب
ہیوش کہا اُسی صورت بنکر تیار رہو اکنیز کو کنارے ڈالدیا اور آپ در بارگاہ بہار پر آیا
یافت کی معلوم ہوا بہار گلعذار کے زخم مین ٹانکے دیے گئے ہین اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی
برق فرنگی بصورت شگوفہ اندر آیا دیکھا ملکہ بہار جادو چھپر کھٹ پر لیٹی ہین اور خار رفتار
ی کر رہی ہی گل سرداران لشکر خدمت بہار مین حاضر ہین باتین ہو رہی ہین ملکہ بہار زبانی
آج تو مخمور میرے ہاتھ سے بچ گئین ابکی مقابلے مین قیامت برپا کرونگی پران شمشیر زن
اردنگی رمیدان مقابلہ ہوگا تب بی پران کو معلوم ہوگا دریاے خون روان کو خشک کرکے
بلبلائی ہین برق نے ہرچند تدبیر کی قریب چھپر کھٹ کے نہ پہونچ سکا ناچار ہوکر پلٹ آیا
رات کو وقت سونے کا آیا برق فرنگی بصورت شگوفہ ایک مقام پر جا کر لیٹ رہا
سب سوگئے تو برق چپکے سے اُٹھا ایک خط لکھا ہوا خواجہ عمرو کا سرہانے بہار کے
یا آپ نارے ہو رہا صبح کو بہار کی جو آنکھ کھلی آئینہ سرہانے سے اُٹھایا اُس خط پر نگاہ پڑی
نازنین ہوا اُسکو کھولا القاب اُسمین مرقوم تھا کہ ای پروردۂ مہد کج ادائی و غزال صحراے بے اعتنائی
سند حسن + عالم عالم آرزوے محبت و جہان جہان تمناے محبت کیا اپنا حال کہین نظم

بار تجھ پاس جو ای رشک سلیمان ملجائے — ہی یقین خیل پریزاد مین انسان ملجائے
ہفت اقلیم سکندر کو نہ پھر یاد رہے — سیر کرنے کو اگر دل کا بیابان ملجائے
وحشی چشم فسون ساز کو تسکین کہان — دونی وحشت ہو اگر دشت غزالان ملجائے
محفل یار مین یارب ہو رسائی میری — پہربان ہوکے کسی روز تو دربان ملجائے
مر رہے شہر کے باہر یہ ترا دیوانہ — ہو کفن میرا اگر دشت کا دامان ملجائے
مین یہ سمجھون کہ ملا روضۂ رضوان مجھکو — سیر کرنے کو اگر کوچۂ جانان ملجائے
مجمر چرخ مین جل جل کے ہو تو خاک سیاہ — داغ میرا جو تجھے ای مہ تابان ملجائے
ہوا سے شاخ نشیمن سے سوا ای قاتل — مرغ دل کو جو ترے تیر کا پیکان ملجائے

مشتاق ہوگا بہار یہ کہتی ہوئی جاتی ہے ادہر مخمور جھومتی ہوئی جاتی ہے کبھی درختوں کے پیچھے ری
کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے ہو کر پڑھے کہ پہلو سے زمین شق ہوئی ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچے
زمین سے نکلی آواز دی او بہار سحر کرنا سیکھی ہین کہان تھی جسپر تونے سحر کیا یہ کہکر وہ مخمور جو
ہوئی جاتی تھی اُسکو للکارا اور مشتعل کیا بیہودہ بکتی ہے کیسی بہار کیسی خزان وہ پلٹی تھی کہ مخمور نے
نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بہار غصے مین پلٹ پڑی چاہتی تھی سحر کرے کہ مخمور نے نیمچہ ہلا مار
کے سر پر برق گری کہ بہار کا سر زخمی ہوا یقین تھا لڑکھڑا کے گرے مخمور نے آواز دی وہ مار
مار ڈالنا ہوتا سر اُڑ جاتا مگر پھر خیال کیا کہ ایک دن یہ پھر ہم مین آکر ملیگی خار خار نے دوڑکر
سنبھالا بہار نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای خار خار آج مخمور نے وہ سحر کیا کہ جو سامری و جمشید
تھا اُسکا توڑ ممکن نہ تھا حقیقت مین اُسنے میرا پاس کیا ورنہ سر اُڑ جاتا اتنی دیر جو غائب رہی
رنگین حصار مین پہونچی یہ نیمچہ ہاتھ مین شمشیر نازک چشم کے تھا اُسکے ہاتھ سے لیا اپنے
مارا اُسی تلوار نے مجھکو زخمی کیا اب زخم اچھا ہو لے تو ان سبھون سے سمجھونگی خار خار
لیکر پلٹی یہان لشکر اسلام مین غل ہوا ملکہ بران تخت سے کود پڑین باغبان و بران
مجلس وغیرہ سب دوڑ پڑے مخمور کو گود مین اُٹھا لیا باغبان نے کہا ای مخمور بڑی
تمنے اُٹھائی کس لطف کا سحر کیا خواجہ و برق بھی اسوقت بصورت مبدل موجود ہین خواجہ
انشاءاللہ اب دو ایک دن کو میدان داری سے مہلت ملی وہ تدبیر کرین کہ بہار خود بخود
دوڑی آئے طریقہ تو یہ کہتا ہے کہ بہار اپنے ہوش مین نہین ہے مخمور نے کہا کیسے کیسے سحر رنگین
ایسی تھی جو بچی ملکہ مخمور کو ساتھ لیکر سب پلٹے ملکہ بران نے کہا مین ایک عرضی قبلہ و کعبہ
کرامات واقعہ مین ملاحظہ فرمائیے کیا باعث ہوا کہ ملکہ بہار ہماری دشمن ہوگئین جوا
آجائیگا یہ کہکر اُسی وقت عرضی لکھی پاس کوکب روشنضمیر کے روانہ کر دی خواجہ
ضرورت ہے آج مین تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر کچھ کان مین برق کے کہا برق نے
پیام معشوق عاشق خستہ دل کو پہونچاتا ہون یہ کہکر برق روانہ ہوا یہان بران و مخمور
باہم بیٹھی صلاحین کر رہے ہین کہ کیا سبب ہوا جو بہار دشمن ہوگئی رہبر تھی یا رہزن ہوگئی
برق فرنگی بصورت مبدل لشکر خار خار مین آیا پھرتا قریب بارگاہ بہار پہونچا دعا

دیکھوں لگتی ہے یہ ساون کی جھڑی کبتک
میرے بھی آنسوؤں کا تار بندھا جاتا ہے

دم گھٹا جاتا ہے جب آکے گھٹا چھاتی ہے
دلبرا ابر غم فرقت وہیں چھا جاتا ہے

کیوں گذرتا ہے مرے سر سے تو اے سیل سرشک
کوئی دم میں خط تقدیر پہ مٹا جاتا ہے

سرخ کانٹے نظر آتے ہیں مجھے اے صحرا
مجھسے بھی آگے کوئی آبلہ پا جاتا ہے

نہ سوا چھیڑیے غش آتا ہے روتے روتے
آپ ہنستے ہیں بھلا آپ کا کیا جاتا ہے

وسعت نور خدا داد تو دیکھو یارو
دو جہان ایک ہی بغلی میں سما جاتا ہے

لاابالی جو کبھی باغ میں آتا ہے وہ گل
عشق گل سے دل بلبل کو چھڑا جاتا ہے

خوف اغیار سے مجھکو نہیں زنہار قبول
دل مگر یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہے

طرح مخمور نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ بران نے بھی سنے کہا اے مجلس غضب ہوا مخمور سحر میں
رکے پھنس گئیں اب مخمور کا بچنا دشوار ہے مجلس نے کہا میں جا پڑوں مخمور کو بہار کے
سے بچاؤں ملکہ بران کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے مجلس میں کیونکر حکم دوں
رکی جان لینا بھی نہیں چاہتی اگر غفلت میں جا پڑو گی بہار کی جان جاتی رہیگی ہمیں
رکی جان کی بڑی ہے اگر اسپر کوئی افتاد آگئی تو کیا جواب دینگے بہار کی ذات سے
ا رونق ہے نہیں معلوم بہار کو کیا ناگوار ہوا کہ شریک کافران ہوئیں کسقدر غصہ ہے کہ سمجھ
نہیں آتا سبب اسکا خدا ظاہر کردے مخمور شعر پڑھتی ہوئی سامنے بہار کے آئیں ہاتھ باندھکر
ن کی میں تو تابعدار ہوں جو فرمائیے وہ بجا لاؤں یہاں باغبان نے سر پیٹ لیا کہا ہو صاحب
ور نے دعوی خدمتگزاری بہار کیا اب ہم سب پر آپڑیگی ہائے ہم اسے کیونکر قتل کرینگے
مین ایک غریو ہوا کہ یارو بڑی خرابی ہوئی بہار نے ایک بدھی گلے میں مخمور کے ڈالدی
اے مخمور جلد جاؤ بران کا سر لیکے آؤ یہ کہنا تھا کہ مخمور جھوم کر چلی خار خار رنگین پوش
داز دی اے ملکہ بہار کیا کہنا ذرا میرے پاس آؤ میں بلائیں لوں بہار نے پکار کر آواز دی اے
خار رہا اب مخمور کو وہ لوگ قتل کرینگے یا مخمور جاکر سب کو مٹا دیگی بران کے تخت پر چڑھ جائیگی
ن کا سر لائیگی بران ساحرہ زبردست ہے اپنے کو بچائیگی یا مخمور کڑک کر گریگی کہ بران کے
سے ہونگے بران کے مرنے سے لشکر میں غریو بلند ہوگا بران کا مرنا بی خرخ پر شاق ہوگا عمر و موت کا

اُسے نہ لایا کوئی بلکہ جا کے سڑکا یا
کسی کو خاک بھلا کوئی آشنا سمجھے

طبیعتِ عقل نے آخر کیا علاج اپنا
شبِ فراق میں ہم زہر کو دوا سمجھے

کسی طرح نہ ٹلی سر سے دم گھٹا میرا
شبِ فراق کو اُس زلف کی بلا سمجھے

ہنسا کے گل کو چمن میں رلایا بلبل کو
یہ جوڑ توڑ ترا ہم نہ ای صبا سمجھے

چبھے ہیں تلووں میں اُڑ اُڑ کے دشت کے کانٹے
ہمارے آبلوں کو خار کہربا سمجھے

فروغ اسکا ہو محفل میں تیری چار پہر
جو مثلِ شمع کوئی آپ کو فنا سمجھے

ہیں سے طوق جو ای قیس بیٹھیے پہلو میں
ہم اپنا اور ترا ایک سلسلہ سمجھے

خدا کی یاد نہ کی عمر کھوئی غفلت میں
تم اس جہان میں آکر قبول کیا سمجھے

جب طائروں نے یہ اشعار پڑھے اور ہواے سرد بھی چلی سب نے دیکھا کہ مخمور نے دستگیر
اور اپنا نام لیکر بجایا لیکن بہار نے اُس سحر میں جان لڑا دی بدھیاں پھینکیں گلدستے
زیورِ گل جسم سے اُتار کر پھینکا اسقدر پھول برسے کہ مخمور خاموش ہو کر کھڑی ہو گئیں پھول
کے انبار میں چھپ گئیں بہار نے آواز دی ارے بار گلہاے سحر سے باہر نکل او مخمور
دفع نہ کریگی یکایک اُن پھولوں کو ہٹا کے مخمور نکلیں مگر چہرے پر ہوائیاں اُڑتی
گل سے عارض کملائے ہوے کانپتی ہوئیں پسینے پسینے اُس انبار سے نکلیں بہار
مخمور کو اس حال مصیبت مآل میں دیکھا اور سحر کیا مخمور سے بات نہ کی جاتی تھی
پکار کر آواز دی کیوں بی مخمور کچھ بات نہ کرو گی ہم تمھارے کلام کے مشتاق ہیں یہ کہکر
بدھی پھینکی وہ بدھی جا کر قریب سر مخمور پھٹی بہار کے کلمات سنکر ملکہ مخمور جھومی چہرہ سرخ ہو
آنکھوں سے آنسو جاری ہوے بے اختیار مجبور و ناچار حیران و پریشان ہو کر آواز
ای بہار گلعذار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

یاد وہ برق جو برسات میں آجاتا ہی
مینھ برس کر عجب اِک آگ لگا جاتا ہی

جسم پہ بوندیوں سے آبلے پڑ جاتے ہیں
قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی

ہجر میں خون نہ رلوا تو برس کر مجھکو
ای گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہی

چھینٹے دیتے مجھے اس شوخ کے یاد آتے ہیں
کس بہانے سے مجھے ابر رُلا جاتا ہی

پھر سبب پوچھتی ہو اگر کچھ خوف ہمارے سحر کا ہی تو ہٹ جاؤ یا سحر کرو میرے سامنے ایسی باتین نہ بناؤ
، تو مخمور کو بھی غصہ آیا کہا ای ملکہ بہار کیا مین کسی بات مین تمسے کم ہون جسطرح مزاج چاہے
ان کر لو جو سحر کرو گی اُسکا جواب ملیگا ہر چند کہ فراق نصیب ہون عیش سے دور رنج سے قریب
ہون کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی نظم

آتا ہی مجھکو آج یہی بار بار حیف — سب ہین برایک تو ہی نہین یہان ہزار حیف
جس چشم مین کہ گریۂ شادی کو تھی نہ جا — جون شمع تیرے غم مین ہو وہ اشکبار حیف
وا شد کرے تو غیر سے ای گل چمن مین جا — جون غنچہ دل گرفتہ ہون مین ہزار حیف
داغون سے لالہ زار ہوا دل سے تا جگر — دیکھی نہ تو نے آکے کبھی یہ بہار حیف
بیدار قدر اشک نہین جانتا ہی تو — گرتا ہی رائگان گہر آبدار حیف

رنے کہا آپ کو تو صدہا دیوان یاد ہین کیسا ہجر کیسا وصل اب سحر کرو مخمور نے ڈرتے ڈرتے
ماش کے دانے پھینکے بہار نے غصے مین ہاتھ مارا کہ وہ ماش کے دانے مخمور پر آکے گرے چنگاریون
آگ کی گھیر لیا ملکہ مخمور نے ہاتھ سے اشارہ کیا قطرات آب گرے اُن چنگاریون کو بجھایا بہار
کہا ای مخمور ہوشیار ہو جاؤ یہ کہنا کہ مین ہوشیار نہ تھی یہ کہکر بہار نے گلدستہ مارا جسطرح توپ کے
سے گولہ چلتا ہی اسطرح طرف مخمور کے وہ گلدستہ چلا مخمور نے کنٹھا یاقوت احمر کا گلے سے اُتارا
دانہ اُسمین سے لیکر گلدستے پر مارا گلدستہ جنکر زمین پر گرا بہار کو بہت ہی ناگوار ہوا طاوس سے
ین گلے سے بدھی اُتاری اسم سحر پڑھکر مخمور کی طرف پھینک ماری کچھ پھول بھی پھینکے ہوا
چلی درخت جھومے برگ سبز تالیان بجانے لگے طائران زمزمہ سرا ہزار ون پیدا ہوے
مہ سرائی مخمور کے سامنے کرنے لگے کبھی طائران زمزمہ سرا شاخہاے نخل سے اُڑے قریب سر
ور آئے نام لیکر پکارا ای ملکہ مخمور ہماری آواز پر متوجہ ہو جو کہتے ہین اُسکو سمجھو نظم

حیا سے تم نہ مرے دل کا مدعا سمجھے — جو سمجھے بھی تو بس اتنا کہ بیحیا سمجھے
وہ ہوشیار ہی سمجھا کے لاؤ اُسے ناصح — ترے کلام کو بیہودہ جو ہو وہ کیا سمجھے
جو سمجھے اب تو مجھے کیا سمجھ کے قتل کیا — غم اب نہ کھاؤ کہ جو سمجھے تم کیا سمجھے
جو ایک نقطے کی سمجھے بلندی و پستی — تو وہ خدا کو نہ پھر آپ سے جدا سمجھے

دن رات خبل رہا ہی جو اُس گل کے عشق مین — بوے گل آتی ہی مرے دل کے کباب سے
کم شپرک سے زاہد تیرہ درون نہین — ساقی عداوت اُسکو بھی ہی آفتاب سے
موقوف یون شراب پہ ہی میری زندگی — جیسے کہ زیست ہوتی ہی مچھلی کی آب سے
مہر عرب کی مدح ہی دیوان مین کیون نہو — پر نور ہر ورق ورقِ آفتاب سے
مرگ قبول سُنکے یہ دلدار نے کہا — بیمار درد ہجر کا چھوٹا عذاب سے

بہت سے شعبدے صحرا مین بنائے اور پھر آپ ہی بہار نے مٹائے بعد اسکے پکار کے آ د
اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن ذرا سمجھکر ہمارے مقابلے مین آئے
مسلمانون کے بڑا قلق ہی یہ جو بہار نے آواز دی ملکہ مخمور تخت سے کودین ایک عقاب
سوار ہوکر سامنے ملکہ بران کے آئین اجازت میدان طلب کی ملکہ بران کی آنکھون
بھرآئے فرمایا اے مخمور دل ٹکڑے ہوتا ہی کیونکر بہار کے مقابلے مین بھیجون دل کو قلق
مخمور نے کہا مین سمجھانے جاتی ہون جہانتک بن پڑیگا سمجھاؤنگی بہار کے جدا ہونے
کے ٹکڑے کر دیے خواجہ عمرو و برق بھی کھڑے ہین خواجہ عمرو نے مخمور کی سفار
کہا اے ملکہ بران انکو بہار سے بڑی محبت ہی یہ برائی بہار کی نہ چاہینگی بہت اچھی طرح
بران نے اجازت دی مخمور نے عقاب اپنا بڑھایا جیسے ہی مقابلے مین بہار کے پہنچ
مخمور نے بہار کو سلام کیا بہار نے مُنھ پھیر لیا مخمور نے پکار کر کہا اے ملکۂ عالم اے رونق
وا اے ساحرۂ یکتا ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی وجہ خفگی تو بتاؤ ہم تو تمھارے ہم پیشہ ہین جب
بیقراری ہوتی تھی تمھاری بارگاہ مین آکر اپنا حال تمسے بیان کرتے تھے تم ہمکو سمجھا
ہم تمکو سمجھاتے تھے یا ہم ایسے گنہگار ہوے ذرا نگاہ ملائیے باتین کیجیے بہار نے غصے
جواب دیا اے مخمور یہ میدان کارزار ہی بیکار رہا تون کا کیا ذکر کرتی ہو سحر کرو مخمور نے
ملکہ بہار مین تمپر سحر کرون کہ تمھارے دشمنون کو آزار پہونچے بہار نے کہا مقابلے کو ئی
اور پھر اُسپر یہ باتین بناتی ہو مخمور نے کہا اے بہار مین سمجھانے کو آئی ہون تم مشیر سلطنت
مہرُخ ہو تمھاری راے پر انتظام لشکر ہی کسنے تمھارے حکم مین فرق کیا کیا خلاف
نے کہا اے مخمور کیون باتین بناتی ہو ہمکو ہماری بہن سے لڑوایا بہنوئی کا گھر برباد کرنے

ب آکر پھٹا سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن پہلو مین مجلس جادو و شگوفہ سحر ساز و گلس رانی
ہوئی پشت پر کئی ہزار کنیزان زرین پوش و لشکر ساحران نامدار آمادۂ حرب و پیکار بڑے
ور سے ملکہ برآن آکر ہو بخین شقائق و حقائق نے آکر قدمون کو بوسہ دیا باغبان
ر سے حال ملکہ بران نے پوچھا شقائق نے رو رو کر اپنے قلعے کا حال بیان کیا کہا حضور
لڑائی مین شکست ہوئی ملکہ برآن حیران حیران بہار کو دیکھ رہی ہین فرمایا ہین صبا جو
ہو گیا حقائق کہتی ہی حضور یہ باعث کیا ہی ہمارے ذہن مین نہین آتا بہار ایسی ثابت قدم
ب شوکت و حشم یکایک باغی ہو جائے مخمور نے کہا مین جا کر بہار کو سمجھا لونگی یہان نقیبون نے
ت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ بہار نے طاوس زرین بال طلب کیا خار خار دوڑکر طاؤس
دست بستہ عرض کی حضور کیون تکلیف کرین لونڈی جا کر گرے آپ کا جانا مناسب نہین ملکہ
نے کہا ای خار خار مجھکو بڑا قلق ہی بارے بہن کو کیا منہ دکھاؤن کیونکر سامنے جاؤن سامری
ہد ایسا فضل کرین کہ سر کوکب دستیاب ہو تو بطور نذر لیکر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن
ں کو تقویت ہو خار خار کو روک کر بہار نے طاؤس بڑھایا میدان مین آکر عجائب و
ب سحر کے دکھائے دریا بنائے پھول برسائے چمن بنے طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آئے یہ
اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے نکل گئے

نظم

طوفان ہوا بلند یہ چشم پر آب سے
پانی پہ ترتے پھرتے ہین تارے حباب سے

ہین بعد قتل بھی نہ چھٹا اضطراب سے
ای ترک روح لپٹی ہی تیری رکاب سے

ساقی کے آستانے پہ سجدہ ہی فرض عین
پھر کسطرح وضو نہ کرین ہم شراب سے

مین اس پری کا قیدی نازک مزاج ہون
ہو صاف میرا خانۂ زندان حباب سے

دل عشق رخ سے کباب ہی ہوا ہی گران بہا
یاقوت بن گیا ہی یہ سنگ آفتاب سے

بوسہ لیا دہن کا الٹ کر نقاب یار
ہم بے حجاب ہو گئے اسکے حجاب سے

گن کر دہن کے بوسے تو مین چکا پر اب
رخ کے جو بوسے دو یہ الگ ہین حساب سے

ناسور پڑ گیا رخ تابان کے عشق مین
داغ جگر ملا ہی گل آفتاب سے

بلبل ہمارے گل کا لیا چاہیے تو جو نام
گلی ضرور چاہیے پہلے گلاب سے

اسی واسطے باہر آکر اُترے ہین پہر دن پچھلا باقی ہے اسمین جلیسین جمع ہین یہی ذکر ہو رہے
سے گرد اُڑی ملکہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا آیا ابر ٹھہرا اُسمین جلیسین اُترین ایک بارگاہ نہایت
کلس سنہرہ جسمین جواہر بیش قیمت نصب ہے اُسکو استادہ کیا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرنے
اور خیمے جا بجا ہزار در ہزار نصب ہوے بعد اُسکے شقائق و حقائق نے دیکھا کہ تخت پایہ
پر ملکہ بہار گلعذار سوار ایک طرف ملکہ خار رخار رنگین پوش ایک جانب نیرنگ ساز
سپہ سالاری لشکر کو آراستہ کرتا ہوا ملکہ بہار آکر اُترین پلٹ کر دیکھا ملکہ شقائق و حقائق
ہزار ساحرون کی جمعیت سے ہمارے مقابلے مین فرو کش ہین مسکرا کر کہا انکی بھی شامت آئی
بلا تکلف قلعے سے نکل آئین جب مقابلہ پڑیگا حال معلوم ہوگا یہ کہتی ہوئی داخل بارگاہ
چند ساعت کے بعد طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین شقائق
حقائق کو بڑا خیال ہے کہ دیکھین ہمارے لشکر پر کیا گذرے بڑے ظالم سے مقابلہ ہے
تقدیر کیا دکھائے افسوس صد افسوس ہماری عرضی کا کچھ جواب نہ آیا اس خیال مین ساری
گذری گل آفتاب شاخ کہکشان پر پھولا بوے ضیا و شعاع نے تمام عالم کو روشن
سے ملکہ بہار سوار ہوئین خار رخار پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے نیرنگ ساز لشکر کو
کرتا ہوا چار لاکھ کا لشکر دریاے قہار موج مارتا ہوا ابر گلنار سر پر سایہ فگن بڑی بڑی
سواری ملکہ بہار کی آئی ادھر سے یہ دونون بہنین شقائق و حقائق تخت زبرجد
چالیس ہزار ساحر پشت پر کمیدان رسالہ دار انتظام کرتے ہوے ہر ایک کا یہی قول
کیونکر مقابلہ ہو دونون لشکر میدان کار زار مین پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین کہ صحرا
گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا کہ باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو
بڑے کر و فر سے آکر پہونچے شقائق و حقائق کی جان مین جان آئی باغبان تخت
اُترا گھوڑے پر سوار ہو کر آگے فوج کے کھڑا ہوا خواجہ عمرو و برق کو لوگون نے
دیکھا پھر نہ ثابت ہوا کہ کہان گئے اپنی اپنی فکر مین پھر رہے ہین خواجہ نے برق
چند باتین کہین برق بہت خوب کہکر ایک سمت روانہ ہو گیا یہان صفین جمین نقیب نقابہ
تھے کہ لکا ابر سیاہی آسمان پر پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سب حیران حیران دیکھ

تنگ ہوکر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان — کچھ نہ بولیگا وہ اب ایسی نصیحت ہوگئی
اسقدر سودا بڑھا ہی نجد مین پہونچا جو مین — قیس کی دیوانگی مین اور وحشت ہوگئی
چشم ودل مین رات دن رہنے لگی تصویر یار — ہجر مین بس جان بچنے کی یہ صورت ہوگئی
بام پر دیکھا اُسے اُسکی گلی مین جب گیا — سیر جنت حور جنت کی زیارت ہوگئی
یار تنہا تھا کہ دل مین غیر بھی داخل ہوا — چھپ گئی فی الفور وحدت مین جو کثرت ہوگئی
پتلیون کی شکل آنکھون مین بیمار ہے تھی مقیم — مُنھ دکھا جاتے نہین تم اب یہ صورت ہوگئی
ناصحو ہمکو مرض ہی شکل عاشق ہین تو سون — تم اسے یرقان سمجھو زرد رنگت ہوگئی
اور بتین نظم کر اس قید مین تو ای قبول — کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہ وقت ہوگئی

فہ سمجھانے لگی کہ حضور اپنے کو اسقدر ملول وحزین نہ کرین اب بہت جلد صاحبقران تشریف
لے لونڈی نے خبرین سنی ہین وہ پہلے خدمت مین پیش کرونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر
ی کی سوسن نامے ایک کنیز قلعۂ گلنوش سے عرضی لیکر آئی ہی ملکہ بران نے کہا شاید اس
مین بوجہ خشک سالی خراج نہو سکتا ہو گا اُسی بات کی عرضی لکھی ہو گی والدنا مدار کرز فرمایا
کہ ہم بادشاہ ہین اس سال کا خراج نہ لینگے بلکہ خزانہ شاہی سے کئی کرور روپیہ نکلوایا ہی کہ رعایا
یا جائے کہ انکی پریشانی دفع ہو اسی ہفتے مین روپیہ تقسیم ہو گا مگر کنیز کو بلا لو عذر اُسکا ہمکو قبول
واجب و لازم ہی سوسن کنیز سامنے آئی جھک کر سلام کیا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا دست بستہ
منے آئی وہ عرضی ہاتھون پر رکھکر پیش کی ملکہ بران نے جو عرضی کو پڑھا زانو پر ہاتھ مارکر فرمایا
عالم کا رنگ دگرگون ہوا شگوفہ نے کہا کیون حضور خیر تو ہی کہا ای شگوفہ بی بہار نے بڑا غضب
ہب قدیم پر آگئین ہین بہنوئی کا بڑا پاس ہوا مگر صاحبو میری عقل مین نہین آتا بہار سفلہ مزاج
ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی اگر لشکر تیار ہو ہم خود جائینگے ایک عرضی اس حال کی خدمت
مین بھی روانہ ہو جائے تو بہتر ہی ایسا نہو انجام مین شکایت فرمائین اُسی وقت ایک عرضی
کوکب کے روانہ کی رات بھر تیاری رہی صبح کو ملکہ بران مع مخلبس و شگوفہ و لشکر ساٹھ ہزار کا کچھ
ہین کچھ ساحران نامدار بڑے دھوم سے روانہ ہوئین یہان حقائق گلنوش پر دن قلعہ آکر اتری ہی
ون نہین آپسمین میٹھی باتین کررہی ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ لڑینگے بھڑینگے جان دینگے

بہاگ نکلی حقائق نے کہا بوانہ گبھراؤ سمجھا جائیگا ایک عرضی بخدمت ملکہ بران روانہ کرتی ہون
براے مدد آئینگی یہ کہکر اُسی وقت ایک عرضی لکھی کہ ای ملکہ بہار مع فوج قاہرہ آپ کے لک
پر چڑھا ئمین قلعۂ شقائق اُنکے قبضے مین ہوا اب قلعۂ گلنوش پر آمد ہی ملازمان شاہی د
اپنی جان دینے کے اور کیا کرینگے نمک حلالان سرکاری مقابلے سے مُنھ نہ پھیرینگے ا
لکھا ایک کنیز کو یہ نامہ دیا کہ باغ نگارین مین جاکر یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیرزا
دینا اور یہ زبانی بھی عرض کرنا کہ ملازمان سرکاری قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین جلد
اب وقت تامل نہین سوسن نامے ایک کنیز یہ نامہ لیکر چلی یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ بران ش
مبتلاے دام رنج و محن باغ نگارین مین داخل ہین آج کل کچھ خبر اہل اسلام کی نہین معلو
فرما رہی ہین کہ عرصے سے حال لشکر اسلام نہین دریافت ہوا ملکہ مجلس کسی کو بھیجو کہ حا
معلوم ہو مجلس نے قصد کیا کہ کسی کنیز کو روانہ کرون شگوفہ سحر ساز وزیرزادی بیٹھی تھی
سے نکل گیا کہ عرصۂ دراز سے کوئی ساحر طرف کوہ عقیق کے نہین گیا یہ سنتے ہی ملکہ برا
آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا بوا شگوفہ وہان کا کیا ذکر کرتی ہو بڑے بڑے ساحر
بڑے معرکے پڑے مگر عیاران اسلام کو خدا سلامت رکھے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کہ جنکا عد
ممکن نہین ماشاء اللہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ وہان ہی سب نام خواجہ کا روشن کرتے
سرداران نامی لشکر غیر ساحر پر جا پڑتے ہین ایرج نوجوان نے بڑے بڑے سردارون کو مارا خد
صحیح و سالم اس طلسم ہوشربا مین ہیو بچائے آٹھ پہر یہی خیال ہی دلیر ہجوم غم و ملال ہی

گنج وحدت کی مجھے آخر یہ کثرت ہوگئی	یار کو بھی دفعتًا دیکھا تو وحشت ہوگئی
سامنے جب چاند سی پیدا وہ صورت ہوگئی	جان تن مین آئی آنکھون مین بصارت ہوگئی
بات کرنا کیا کہ جنبش تک نہ لب کو ہوسکی	یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہوگئی
مین جو ڈر کر سرنگون تھا اُٹھ گیا چھپکر وہ شوخ	یار سے تھی شرم دل سے بھی خجالت ہوگئی
تو جو گھر آیا ہمارے گھر رہا وہ خوف سے	کشت اپنی بھی ہری ای ابر رحمت ہوگئی
ان بتون کے عشق مین جان خواری کھینچکر	خاکِ ذلت مین دبا ایسا کہ تربت ہوگئی
پند ناصح غیر کے طعنے مصیبت ہجر کی	جان جب دیدی تو ان سب سے فراغت ہوگئی

ملاقات بڑا جشن ہوگا ہرکارون نے عرض کی آپ سے ملاقات مین ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہ
ت نے کہا نادانی مین ایک بات ہوگئی حجاب کیسا مین اپنی بہن کو آپ لینے جاؤنگی اُسکے
ی جائینگے سمجھا بجھا کے لے آئینگے ہمین جو اُسنے حجاب ہی اپنی خطا معاف کرائینگے آپس کی
ئی کیا لوگونکے کہنے سے فساد ہوگیا ہمارے اُنکے دلونمین میل ہی یہ خبر دریافت کرکے چالاک
کا خدمت مین ملکہ مہرخ کی آیا کہا ملکۂ عالم غضب ہوا کل ملکہ بہار قلعۂ شقائق پر جاکر لڑمین
پر قبضہ ہوا گز و سکۂ افراسیاب کے نام کا جاری ہوا ابھی پرچہ آیا تھا ملکہ حیرت کا ارادہ ہی
ن خود جاون ملکہ بہار کو سمجھا کے لے آؤن مخمور نے کہا یہ سب حرکتین سحر کی ہین یہ کہکر مخمور
غبان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای ملکہ عالم ممالک کو کب کو ہم جاکر بچائینگے ورنہ برباد
جائینگے بیس پچیس ہزار آدمی کچھ کنیزین کچھ ملازم تیار ہوکر آئے مخمور و باغبان تخت پر سوار
ے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان مین بھی چلونگا دل کو بیقراری ہی ہاے بہار جادو ایسی
خ الاعتقاد اُس سے یہ حرکتین سرزد ہون مخمور نے کہا انشاء اللہ خار خار کو بھٹکا بھٹکا کر
ینگے باغبان نے کہا اُسی کی فکر واجب لازم ہی خواجہ نے برق کا ہاتھ تھاما کہا چلو تم بھی
ن برق نے کہا آپ چلیے مین وقت پر حاضر ہونگا خواجہ نے کہا ہمارے ساتھ چلو برق
ار ہوا خواجہ نے ہاتھ پکڑکے برق کو بھی سوار کر لیا باغبان و مخمور و خواجہ و برق فرنگی
تران مذکور کو ساتھ لیکر چلے خواجہ نے کہا ای باغبان مین وہ تدبیر سوچا ہون کہ خود
خار خار کو قتل کرے باغبان نے کہا خواجہ آپ کی بات کا سواے بہت خوب کے جواب
ے سکتے لیکن زندگی مین خار خار کی بہت دشوار ہی مقدم فکر قتل خار خار چاہیے خواجہ
ہا انشاء اللہ یہ تدبیر بھی ہوگی یہ تو رواروی کرتے ہوے جاتے ہین لیکن شقائق نسترن پوش
نہا قلعۂ گلنوش مین پہونچی ملکہ حقائق گلنوش نے جو اس حال زار سے بہن کو دیکھا اُٹھکر
گلے مین ڈالدیے پوچھا ہمشیرہ خیر تو ہی شقائق رونے لگی کہا بہن فلک کجرفتار نے عجب
اب دکھایا ملکہ بہار گلعذار کہ جو رونق لشکر اسلام تھین جانباز سرفروش عاشق جمال
شاہ جمجاہ اُنھون نے یہ حرکت کی کہ اب دشمن نام مسلمانان ہین قلعے پر چڑھ آئین ہماری
ی فوج کو اُنھون نے سحر کرکے دیوانہ کر دیا وہ سب طرف صحرا کے نکل گئے مین بھی آخر کو

بخدمت ملکہ حیرت چلی جایئے اپنی بہن سے عذر کر آیئے قلعے کے فتح ہونے کی بھی اُنکو اطلاع ہو
بعد ایک شب کے تشریف لے آیئے گا یہ سُنکر بہار بہت روئین کہا ای خار خار سامری اب
سارابان زادے کو غارت کرین اسنے مجھے بہن کا دشمن بنایا اُنکی ذلت ورسوائی کی خواہان ہو
اب مُنھ دکھانے کو دل نہین چاہتا ہی دل کہتا ہی کہ دریا دوب کر مرون اپنے ہاتھ سے ناک
کاٹ کر جان دون ہمشیرۂ حقیقی کے ساتھ یہ دشمنی مین کیا مُنھ دکھاؤن ابھی مسلمانون کو
عمرو کو گرفتار کرون سر اُس متفنی کا دستیاب ہو تو شاید مُنھ کی سیاہی چھوٹے خار خار
خدمت افراسیاب مین چلیے ملکہ بہار کے گریہ کو اور ترقی ہوئی کہا ای خار خار افراسیاب
کے ساتھ اور زیادہ بے ادبیان ہوئین اُسپر سحر کیے ساحر اُنکے سر کے واسطے بھیجے تمھاری
خون میری گردن پر ہو میرے ہی سحر مین مبتلا ہوگئین باغ سیب مین وہ بدعت کی کہ
نے پھر کر پھینک دیا کنیزون کو قتل کیا میرے واسطے یہی بہتر ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کر کے
مین اپنے باپ کی چلی جاؤن بہن وبہنوئی کو مُنھ نہ دکھاؤن اب کچھ نہ کہو یہ ذکر نہ کرو
لشکر تیار ہو آگے کون قلعہ ہی ہرکارون نے عرض کی قلعۂ گلنوش یہان سے بارہ کوس
کل ہی پہونچ جائینگے ملکہ بہار نے حکم دیا کہ پہر رات رہے سے لشکر تیار ہو
پر لشکر تیار ہوا ملکہ بہار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھین ملحوظ خاطر ناظرین والانتقام رہے کہ
ہو بڑی جلدی تھی فوراً تخت پر سوار ہوئین طرف قلعۂ گلنوش کے چلین ملحوظ رہے
پانچون عیار بچیان بھی آگئین یہ بھی لشکر کے ساتھ ہین مگر ہرکارون کی ڈاک
چالاک بہ شکل کنیز سر حیرت پر مگس رانی کر رہا ہی کہ ہرکارے نے آکر پرچہ دیا ملکہ
نے ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ملکہ بہار جادو قلعۂ شقائق نسترن پوش پر جا کر
ساحرون کو ملکہ بہار نے سحر کر کے دیوانہ کر دیا سب سرداران فوج وصاحبان لشکر
وحشی مثال طرف صحرا کے نکل گئے ملک جو وہان کی تھین بی بی شقائق نسترن
بھی بھاگ کر چلی گئین گز وسکہ شہنشاہ کے نام کا جاری ہوا ملکہ حیرت ہنسین
اصل یہ ہی کہ جسکا پیوند ہوا اُسی مین خوب صرف ہوتا ہی آخر میری بہن کو خیال دیا
اپنی بہن سے ملونگی بہار پر پھول نثار کرونگی روشنی کی تیاری ہو گی طائفون کو جمع

بیٹتے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے اسوقت ملکہ شقائق کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی ساتھ
سب روتے پیٹتے نکل گئے اب کیا کرے اور چند سامردون کی زبانی ملکہ شقائق کو یہ بھی ثابت
ہار خار رنگین پوش نے ملکہ بہار کو اپنے سحر مین پھنسایا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی نشہ سحر سے
یہی شقائق سوچی فوج ولشکر نے دغا دی سحر مین مبتلا ہوکر بھاگے اب برسون ہوش
آئینگے مین اکیلی کیا کرونگی نکل جاؤن ان دشمنون سے جان بچاؤن خیال مین گذرا
ن سے بارہ کوس پر قلعہ گلنوش ہو مین میری اُس مقام پر حاکم وناظم ہی حقائق گلنوش
م ہی دل مین کہا ای شقائق ہمنے غلطی کی شہنشاہ کو عرضی نہ لکھی اہل اسلام کو اطلاع
ون آئے خواجہ عمرو کے یہ عقدہ حل نہوگا وہی آکے اس بلا کو ٹالینگے ایسے ایسے
ب سوچکر بہت روئی کہ وطن چھوٹتا ہی بے اختیار پکار اُٹھی بقول جناب واجد علی شاہ
للہ مقارہ مطلع کیسی حسرت سے مکانون پہ نظر کرتے ہین + رخصت ای اہل وطن ہم توسفر کرتے
چند شہر والے بھی حاضر خدمت فیضدرجت تھے ملکہ شقائق نے کہا تم اتنا ہمارا کام کرو اہنک
لوگون کی افسر تھی سالہا سال کس عدالت سے بسر کی آپ لوگون کو آزردہ نہین کیا آج
نے صورت انقلاب دکھائی آپ تمکو مناسب یہ ہی کہ جب یہ بیچا داخل قلعہ ہون بطور ظاہر داری
پرستی اختیار کرنا اگر خدا چاہتا ہی ہم بھی بعد چندے آئینگے انشاء اللہ لڑ بھڑ کر پھر یہ ملک
ہر والے رونے لگے کہا ای ملکہ عالم ہمکو آپ کی جدائی بہت شاق ہی ہم غریبون کی کون
ہ کو یگا اُٹھ یہ آپ ہی کو یاد کرینگے شہر والون سے ملکہ شقائق جدا ہوئین شہر والے
پیٹتے قلعے مین آئے یہان بہار گلعذار نے جب دیکھا کہ شقائق غائب ہوئی فوج والے
جانب بھاگ گئے ملکہ بہار قلعے مین گھُسین کل مردمان رعایا برائے قدمبوسی حاضر ہوے
نے نذرانہ یا سب نے آکر عذر کیا کہ ہم لوگ تابعدار ہین جیسا مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے
ر نے معاف کر کے کہا اب گزر سکہ کوکب کا موقوف کیا جائے شہنشاہ کے نام کا سکہ
ہائے اُسی وقت سکہ کوکب رد کیا گیا سکہ افراسیاب جاری ہوا لشکر اسی صحرا مین آن کے
ب ملکہ بہار بارگاہ مین تشریف لائین خار خار نے عرض کی حضور نے بڑے لطف سے
کی اگر حضور کے نزدیک مناسب ہو آگے اور قلعہ لینگا لشکر چلے آپ واسطے ایک شب کے

لب شیرین کا بوسہ دو مزے سے جان تا نکلے
تمہارے گیسوؤن سے دفعتاً الفت ہوئی مجھکو
برنگ قمری شیدا جہان تم وہین دل ہی
تمہارے ہجر مین دم بھر جو سویا ہون قسم لے لو
کیا دم ناک مین جب عشق نے یونہی مرا ای گل
خوشی سے مرگئے ہم آکے چونکایا جو مین اسنے
شب ورروز ایکسا اندھیر ہیش چشم عاشق ہی
مرے مرنے نے شادی مرگ غیرون کو کیا اے گل
حقیقت مل گئی عشق مجازی سے خدا حافظ
جوانی نے کیا بیہوش تمکو مجھکو سودے نے
قبول اپنی طبیعت آج کل دم بھر نہین جا مز

عبث مجھ جان بلب کے قتل پر بیڑا اٹھا ہی
بلاے ناگہانی نے مجھے آکر دبایا
کچھ ایسا سرو قد کے سائے مین آرام پایا ہی
ہمیشہ بخت خوابیدہ نے عاشق کو جگایا ہی
تو مین نے کان کے سبزے پر آخر زہر کھایا ہی
جگاکر دم کے دم قاتل نے محشر تک سلایا ہی
تری آنکھون کا سرمہ ای پری کیا رنگ لایا ہی
وہ عاشق ہون کہ مٹ کر بھی رقیبون کو
ہمین اے بیابان محبوب حقیقی نے بلایا ہی
تمھارا حسن میرا عشق اب جوبن پر آیا ہی
قلم برداشتہ لکھا ہی جو کچھ منھ مین آیا ہی

لشکر مین بڑا ہنگامہ ہوا شقائق نے جو دیکھا کہ لشکر مین میرے انقلاب ہوا بڑے بڑے افسرون کو سر ٹکراتے دیکھا کہ خاک صحرا منھ پر اُٹھا اُٹھا کے مل رہے ہین گریبانون کو چاک کیا اور افسرون نے ہاتھ تھاما کہ بھائی یہ کیا کرتے ہو اُسنے مطلع مصنف کا پڑھا مطلع تنگ جامہ دیا پاس عزیزان کیسا ✤ دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا ✤ ہر ایک مبہوت کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کوئی کہتا ہی صحراے نجد مین جائینگے بعض تلاش فرہاد مین پھرتے ہین کوئی مجنون کہ قرار دیتا ہی کوئی فرہاد و ناشاد کا نام لیتا ہی عجب شور و شر ہی بعض بہار کا نام لیکر پکار رہے ہین ہین بہار ہماری معشوقہ خوشرد ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون پہ گرین گرد پھرین بوسے کا سوال کرین سوال وصل محروم نہ رہین شقائق نے سحر کرکے پانی برسایا برف گرائی بڑی بڑی جستجو کی گرفتہ راہ پر نہین آیا سحر بہار نہ اُتر الٹا کیسا سحر و ساحری کیا چیز ہی سواے یاد بہار سب کچھ ذہن سے بیہوشی مین عشق کا ہوش ہر طرف یہی صدا ہی فراق محبوب نے مارا ہی بہار نے پکار کر آواز دی صحرا مین جاؤ اسی مقام پہ اپنا مسکن کرو ملکہ شقائق نے ہر چند رد کا آگ برسائی پانی گئی سر کو قتل بھی کر ڈالا مگر کسی نے نہ مانا لڑائی سے ہاتھ کھینچکر گریبان چاک کیے جیحون

ے کہا اسکا کیا سبب ہی نیرنگ ساز نے کہا ملکہ بہار افراسیاب کی سالی ہین ملکہ حیرت جادو
بہن غلطی سے شریک مسلمانان ہوگئی تھین اب جو خیال آیا کہ ہماری بہن کو رنج و ملال پہونچتا ہی
طرف رخ کیا برگشت ہونے پر اسقدر شرمندہ ہین کہ جب کوکب کا سر پائینگی تب خدمت
اپنی بہن کے جائینگی اوّل کی حرکات پر ملکہ بہار کو بڑا حجاب ہی نہایت دل کو پیچ و تاب
اب اُنکی بدعت سے سامری و جمشید بجا ہین شقائق کو نہایت حیرانی حاصل ہوئی کہ یہ کیا
ر ہی کوئی آج تک مسلمان ہوکے سامری پرست نہین ہوا ظاہرا یہ بھی ایک انقلاب، نیر
نگ ساز سے کہا جاکر ملکہ بہار سے عرض کرو کہ انصاف شرط ہی کہ آپ کے ساتھ چار لاکھ فوج دریا موج
ین بارہ ہزار کی جمعیت سے آپ کے مقابلے مین نکل آئی جو مجھسے ہوسکیگا وہ کرونگی لڑونگی مرونگی
ے نہ بڑھنے دونگی آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے ڈانڈے سے نہ جائیے کوس بھر ہٹکر لشکر لیجائیے ہم
رض نہونگے اگر ہماری عملداری سے قصد کیا تو ضرور جان دینگے یہ تو ظاہر ہی کہ آپکا کیا کر سکینگے مگر
حلالی کا جو شیوہ ہی ضرور بجالائینگے نیرنگ ساز یہ جواب شقائق کا لیکر لشکر مین ملکہ بہار گلعذار
آیا بہار سے سب کیفیت بیان کی یہ جواب ناصواب سُنکر ملکہ بہار کو نہایت غصہ آیا رنگ و
ر ہوا غصے مین طرف وزیر اعظم دستور المعظم ملکہ خار خار رنگین پوش کے دیکھا فرمایا اے
خار خار جلدی لشکر کو حکم دو ابھی شقائق کو گرفتار کرلو کل فوج بلوہ کرکے یہ کہکر تخت
مایا چار لاکھ کا لشکر بلوہ کرتے طرف لشکر شقائق کے چلا شقائق نے مرنے پر کمر باندھی بارہ
ر کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو نمک سرکاری ادا کرو بارہ ہزار جوان بلوہ کرکے آمادۂ مرگ ہوئے
ہوے لشکر بہار پر جا پڑے دونون لشکر آپسمین ملگئے سحر چلنے لگا ملکہ بہار نے جو شقائق کو دیکھا
سے کو دین اُترتے اُترتے گلدستہ مارا گلدستہ جاکر لشکر شقائق پر پھٹا کئی سو جادوگر پھول
سونگھ کے جھومنے لگے ہر طرف سے آوازین آنے لگین نظم

ے بوئے سے قدم عشق مین کیا رنج پایا ہی — ثمر اس دل کے دینے کا جگر پر داغ کھایا ہی
ے مُردے کے کاٹے ہا سعیدون کی طرح اُسنے — خطا پوچھو تو کہتا ہی کہ اسنے دم چرایا ہی
ی باندھا کبھی جھٹکا کبھی ٹپکا مرے دل کو — محبت کرکے مین نے گیسوؤنکو سر چڑھایا ہی
ی عاشق لہو ہوکر بہا آنکھون کے رستے سے — کبھی پہلو میں ڈھونڈھا ہی تو ہمنے داغ پایا ہی

ہمپر بخوبی ظاہر ہی طرف سے کوہ شقائق کے چلنا ہوگا یہ جو تینون عیارون نے باتین سنین اربا
کو مبہوت ہا ہوش اُڑ گئے لیکن خار خار نے ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ کنیز نے ملکہ
آنا وہ کیا اب کو کب سے بہ لطف جنگ ہو گی مگر بقول حضور و بموجب ارشاد شہنشاہ عیار
خوف ہی پانچون عیار ریحان برائے حفاظت روانہ کیجے کہ عیارون کی بدعت سے ہمکو بچائیں
حیرت نے اس عرضی کو دیکھکر بڑی خوشی کی کہ میری بہن راہ پر آئین پانچون عیار ریحو
اُسیوقت روانہ کیا عیاران اسلام حیران و پریشان سامنے ملکہ مہرخ کے آئے تمام کیفیت
دربار مین سب کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ فرماتی تھین بڑا غضب ہوا ہم لوگ اگر جا کر لڑین بہار
غالب آنا دشوار ہی اگر غالب آئے تو کیا کرین کوئی رنج و ملال بہار کو پہونچا نہین سکتے ملکہ
نے کہا اب تو ضرور لڑنا پڑیگا کوکب کے ہمپر احسان ہین انکے ممالک کا بھی بچانا واجب
بہار جو سحر کریگی انکے رنگ سحر کی جفا اُٹھائینگے ہم سحر نہ کرینگے صرف دفع کر دیا کرینگے
سے مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا انشاء اللہ پہونچتے ہی بی خار خار کے کانٹا چبھیگا انکی فکر ضرو
خدا چاہیگا تو گرفتار کرکے لائینگے آخر صلاح یہ ہوئی کہ خبر تو منگاؤ کہ کس ملک پر ملکہ بہار گ
اُسیوقت چرندو پرند ہرکارے اس خبر کی تحقیقات کو روانہ ہوے یہان ملکہ بہار نے
کیا لشکر کو لیکر چلین جب قریب کو شقائق کے پہونچین دو منزلہ سہ منزلہ کرتی ہوئی آئی
شقائق نشترن پوش اپنے ملک مین بیٹھی تھی کہ خبر پہونچی لشکر کشی بر سر طلسم نورافشا
ہوئی ہی چار لاکھ کا لشکر قریب پہاڑ کے آپہونچا شقائق نے حیران ہو کر لشکر تیار کیا پہا
اُتری آمد لشکر کا انتظام کرنے لگی تیسرے دن آمد لشکر معلوم ہوئی دیکھنے لگی دیکھا بہار چاد
پر سوار ایک پہلو مین خار خار رنگین پوش ایک سمت نیرنگ ساز بعہدۂ سپہ سالاری شقا
حیران ہو گئی کہ ملکہ بہار تو ہمراہیان اہل اسلام سے ہین انکا تخت پر سوار ہونا کیسا حیران
دیکھ رہی ہی کہ ملکہ بہار نے نیرنگ ساز کو حکم دیا کہ بی شقائق نشترن پوش ہمکو رو
ہین اُنسے کہو بہتر یہ ہی کہ لشکر اپنا ہٹا لیجیے اپنے ملک کی خیر منائیے ورنہ ابھی قیامت برپا ہوگی
کو لوٹ لینگے چند ساحرون کو جو اپنے ساتھ لیکر آئی ہو ان سب کو ابھی پامال کرینگے بہتر یہ ہی کہ
با تو نیرنگ ساز پیام ملکہ بہار کا لیکر پاس شقائق کے پہونچا سب کیفیت بیان کی شقائ

معلوم کہ کیا سامان گذر رہے ہین ہمارے شہنشاہ کا تمام عالم دشمن ہوا چند خراجگزار ایسے
ے کہ اُنھون نے خراج بھی موقوف کیا مسلمان اُن ملکون کا خراج پاتے ہین ای خار خار
بت شاق ہو دل مقابلۂ کوکب کا نہایت مشتاق ہو اگر تمھاری خوشی ہو تو لشکر کشی
ن خار خار نے عرض کی حضور نمکخواری یہی چاہتی ہو کہ اسوقت مین شہنشاہ کی دستگیری
اُنکی دوستی مین لڑین مرین خار خار نے کہا مین لشکر طلب کرتی ہون یہان سے بہت
ہارہی ہین فوج بلواتی ہون ملکہ بہار نے فرمایا بہت مناسب ہو جلد تدبیر کرو اُدھر سے
کر ملکہ مہرخ کی خبر لینگے باغبان کی مشکین باندھکر خدمت مین شہنشاہ کی حاضر کرینگے
بت چھیڑکر چلا گیا بی برق لامع نے کیا نمکحرامی کی شہنشاہ کو کیسے کیسے صدمے پہونچے
جلدی کرو ملکہ خار خار رنگین پوش نے اُسی وقت ایک نامہ نیرنگ ساز کو لکھا
نیرنگ ساز جسقدر لشکر ہو سکے جلد لیکر آؤ بر سر طلسم نورافشان لشکر کشی ہو خود ملکہ
گلعذار کا ارادہ ہو کہ جاکر کوکب کو قتل کرین یہ نامہ جو نیرنگ ساز کو پہونچا حیران
ا کہ بہار نے قصد لشکر کشی بر سر طلسم نورافشان کیا ہو یہ نامہ پڑھکر خود تیار ہوا تین لاکھ
شکر لیکر حاضر ہوا ملکہ بہار گلعذار کو سریر جہانبانی پر دیکھا ملکہ خار خار رنگین پوش
ہدۂ وزارت پایا نگہداشت لشکر کی ہو رہی ہو نیرنگ ساز نے آکر ملکہ بہار کو سلام کیا
ی کی لشکر جنگی حاضر ہو جو حکم ہو بجا لائین سرکار کے ساتھ جانبازی کرین ناظرین والا مقام
ہون خواجہ عمرو برق و چالاک جو خبر سنکر چلے تھے بصورت ہائے مبدل لشکر مین
خار کے آئے دیکھا چار لاکھ کا لشکر فوج مین جابجا چہل پہل دیکھتے بھالتے صورتین بدلے
ے بارگاہ مین پہونچے دیکھا ملکہ بہار تخت پر ایک جانب خار خار رنگین پوش بعہدۂ
ت ایک جانب نیرنگ ساز ساحر شعبدہ باز کل سردار بارگاہ مین حاضر ہین بڑے
ے کمیدان رسالدار ملکہ بہار سے پوچھ رہے ہین کسدن لشکر کا کوچ ہوگا ملکہ بہار
ا ہین بہت جلدی منظور ہو کوکب نے سراسر خلاف کیا ہمارے شہنشاہ عالیجاہ افراسیاب
ندمات پہونچائے اور پھر مقابلے مین آتے ہین یہ بھی تمنے سنا میری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ
ت جادو کو کسی جنگ مین طمانچہ مارا اسکا بدلہ بھی لینا ہو راستۂ طلسم نورافشان

انھین پر عیاری کرینگے سرداروں سے سرمیدان مقابلہ پڑیگا یہ نامہ جو افراسیاب کو پہنچا
خوش ہوگیا جواب لکھا کہ اے خار خار تونے خوب تجویز کیا جب صحرا مین تم اتری ہوائیک
ملک نیرنگ رازان ہے نیرنگ ساز جادو کو نامہ لکھو جسقدر فوج مانگوگی اُسی قدر فوج
آئیگا صبح ہوتے ہوتے یہ نامہ پاس خار خار کے ہونچا اسنے نامے کو پڑھکر بہار کو صندوق سے
نکالا مسند پر بٹھایا ابھی بیہوشی مین زبان سے سوزن کو نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگی کبھی ملکہ
کا منہ دُھلاتی ہے کبھی پاؤن دھلائے کبھی چھینٹے پانی کے منھ پر دیے کبھی پھول جھولی
نکالے بہار پر سے تصدق اُتارے یہان تو یہ سحر کر رہی ہے وہان صبح کو لشکر اسلام مین جو
بہار کی اُٹھین بہار کو پلنگ پر نہ پایا سب کنیزین روتی بیٹھتی بارگاہ مین ملکہ مہرخ کی
تمام سردار جمع تھے کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ بہار پلنگ پر سے غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ
کے ہوش اُڑ گئے تخت سے اُترین طرف بارگاہ بہار کے چلین مخمور و باغبان ساتھ
خواجہ عمرو و برق و چالاک وغیرہ بھی ہمراہ ہین آکر چھپر کھٹ کو دیکھا مخمور و باغبان
نے دیکھتے ہی نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسکا پتلہ بنایا باغبان نے کہا جلد بتلا کہ بہار کو
لے گیا پتلے نے قہقہہ مار کر کہا ای باغبان خار خار رنگین پوش ملکہ بہار کو لیگئی یہ
رونے لگین باغبان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آپ
نہ گھبرائین ہم ابھی جاتے ہین رہا کرکے بہار کو لاتے ہین جب تک ہم نہ آئین اور کچھ ارادہ
جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپاؤ ایسا نہو کہ حیرت آگاہ ہوجائے یہ کہکر خواجہ و برق
طرف لشکر خار خار رنگین پوش کے چلے یہان خار خار کو سحر کرتے کرتے جب پہر بھر کا
ملکہ بہار کو ہوش آیا خار خار زبان سے سوزن تو نکال ہی چکی ہے جیسے ہی بہار کو ہوش
خار خار نے جھک کر سلام کیا تمام کنیزین پرے باندھکر کھڑی ہوئین مصاحبان خار خار
اُٹھکر بلائین لین پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے بہار نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا دیر تک
کنیزین مصاحبین پوچھا کین مگر جواب نہ ملا خار خار نے قدمون کو بوسہ دیا دست
عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہے کنیز سے ارشاد ہو ہمسے ظاہر کرین جس شی کی تلاش ہو
مین حاضر کردین جب خار خار نے اسطرح بمنت پوچھا بہار نے کہا ای خار خار

سکو معلوم ہو گیا ایک جادوگر کو بھیجا خدا نے اُسکی بدعت سے بچایا بہیم جادو نے آکر صحرا مین
تار کیا ہمارا جان بخش یعنی مہتر قران پہونچا دہیم کو اُسنے واصل جہنم کیا یقین ہے خار خار
لشکر کشی کرے اے محمور نے کہا بہار کی بیتابی پر دل تڑپے ہوتا ہے گلعذار سے سحر کامل
ل چلے بہار نے بھی سحر کامل کیا قلب پر صدمہ ہو گیا مہرخ نے فرمایا آج تسکین ہو جائیگی
سردار یہی کہہ رہے ہین کہ بہار کی وجہ سے اہل اسلام کو بڑی قوت ہے ساحرہ و صاحب
ت و لیاقت ہے خدا اُسکو صحت کامل عطا کرے ملکۂ عالم نے اسی واسطے مقام کوہ آرام
تھا مگر وہ مثا ساحرہ نے جاکر اُس پہاڑ کو بگاڑ دیا ورنہ یہ امر قرار داد تھا کہ جب بہار پر کوئی
سحر کرے کہ جس سے قلب پر کوئی صدمہ پہونچے کوہ آرام پہ جاکر رہتی تھین فوراً طبیعت کو
ہوتی تھی اب یہان موافق اپنی فہم کے تدبیر کی ہے صبح کو یہ پریشانی دفع ہو جائیگی
ن تو یہ ذکر ہے دربار جمع ہوا ہے کہ خار خار رنگین پوش بشکل عقاب ایک درخت پر آکے
لشکر اسلام کو دیکھا کہ لشکر اسلام کئی کوس کے گرد مین اُترا ہوا ہے بازارین آباد دریا دلشاد
ہ کھنک رہا ہے گرم بازاریان ہو رہی ہین تاجران جلیل کی دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت
ہی ہے دیکھتے دیکھتے اب بارگاہون اور خیمون کو دیکھنے لگی جس خیمے مین بہار رہین اُسمین سے
نیزین پردہ اُٹھا کر نکلین خار خار نے دیکھا بہار آرام فرما رہی ہین جل گئی جی مین کہتی ہے
ار قتل ہوا اور یہ گیسو بریدہ یون آرام کرے بڑے غضب کی بات ہے یہ سوچکر درخت سے
ں دوپہر سے شب تجاوز کر چکی ہے ٹہلتی ہوئی خار خار قریب بارگاہ بہار کے آئی نگہبانون
ر سے بیہوش کیا پردہ اُٹھا کر اندر پہونچی دیکھا بہار پڑی سو رہی ہین ابر سے برف گر رہی
دستون سے بوے خوش آتی ہے خار خار نے کھڑے ہو کر پہلے ابر سحر مٹایا گلدستون
ملایا اب بہار پر سحر کرنے لگی سوتے مین خوب سحر کیے جب دیکھا کہ میرا سحر غالب آیا
ن مین سوزن کو دیا کمر مین بقچہ دیکر لے اڑی اپنے لشکر مین آئی ملکہ بہار کو صندوق
بند کیا ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ کنیز بہار کو گرفتار کر لائی اگر ارشاد
بنیاد ہو تو مین نے سحر تیار کیا ہے بہار پر وہ سحر کردون کہ مسلمانون کی دشمن ہو جائے
ین اسکو ساتھ لیکر ممالک کوکب جا کر برباد کردون وہ سب اسکے دشمن ہونگے عیار

دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی سن کالی کالی صورت درۂ کوہ سے نکلا قریب آکے دہیم کو
لات ماری کہ دہیم جادو زمین پر گرا کہا اے مسخرے شہنشاہ منع کر رہے ہین تو نہین دیکھتا
ہی دہیم نے منہ پھیرا اُس ساحر قوی الجثہ نے آواز دی نعرۂ مہتر قران سریع السیر جون باد
جہان سرہنگ ور خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + اتنی جلد
کر کے بغدہ مار دیا کہ دہیم پلٹ نہ سکا بغدہ سر پر پڑا سر کے ٹکڑے ہوئے خواجہ کے پانون
نے مجبور ہے اُٹھتے ہی عمرو نے اسکے کپڑے اُتار لیے قران و خواجہ طرف اپنے لشکر کے
چند ملازمان خار خار جو اسطرف آئے لاشہ دہیم کا دیکھا اُٹھا کر لیگئے دونون لاشے جو
ہوپہنچے خار خار کے کلیجے مین کانٹا چبھا کلیجے پر ہاتھ رکھکر کہا عیارون نے بڑا صدمہ دیا تم
لشکر تیار کر کے یہان ٹھہرو مین ابھی آتی ہون یہ مقام وہ ہی کہ یہان سے دو راستے ہین ایک
طلسم نور افشان کے ایک سمت لشکر مسلمانان کے یہ کہکر بصورت عقاب بنی اُڑتی ہو
قران تو جا کر کسی درۂ کوہ مین ٹھہرے خواجہ عمرو لشکر مین آئے یہان بہار کا عجیب حال
ساحر ہر وقت بیٹھے رہتے ہین ہوائے سرد چلتی ہی برف برستی ہی تب بہار کو کچھ آرام ہو
ملکہ مہرخ تشریف لیگئی تھین خیمے سے بہار کے نکلی ہین کہ خواجہ عمرو آکے پہونچے تمام
آمد خار خار رنگین پوش کی بیان کی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بہار نے ایسا سحر کیا کہ کچھ
کا عرصہ گذرا اس اضطراب مین ہی کہ دیکھکر دل کو پریشانی ہوتی ہی اسوقت مین نے
برف برسائی تب ذرا ہوش آیا بعد کئی دن کے کھانا مین نے تھوڑا سا کھلوایا کلمات یاس
زبان سے نکلتے ہین گھبرا رہی ہی خدا کرے سو جائے خواجہ نے بھی جا کر دیکھا بہار پلنگ پر
مضطر پڑی ہین گلدستے گرد رکھے ہین ایک ابر سفید سر پر چھایا ہوا ہی اُس سے قطرات آب
ہین کبھی ملکہ بہار آنکھ کھول دیتی ہین کبھی اُٹھ بیٹھتی ہین کبھی جو ہوائے سرد چلی دل کو تسکین
آرام فرمایا ملکہ مخمور نے کنیزون پر تاکید کی کہ خبردار اس مقام پر کلام نہ کرنا پاس سے
ہٹی رہو بعد کئی دن کے نیند آئی ہی اب بیتابی دفع ہو گی کنیزین علحدہ علحدہ بیٹھین
پر سناٹا پڑا ہی سب سردار ساتھ ساتھ ملکہ مہرخ کے بارگاہ مین آئے خواجہ سے حال
رہے ہین خواجہ فرماتے ہین ساحرہ زبردست ہی مین فقط لشکر مین گیا کچھ عیاری نہ کر

راتے ہین اور آپ بڑھے جاتے ہین ٹھہرتے نہین یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا چاہا کھینچکر لیجاے
عمرو نے کہا داتا غلامان سامری کو یون ہی بلاتے ہین چاہیے تھا کچھ جادوگر استقبال کو
با ہم تو در سامری کے کہتے ہین اگر بد دعا کرین تو سارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے نیک دعا
آبادی ہو ہر روز شادی ہو اصل یہ ہی کہ بی خار خار مقبول بارگاہ جمشید ہین یہ بات جو
حب نے کہی تعلیم جادو نے ہاتھ چھوڑ کر کہا آپ تکلیف فرمائیے پھر اسی لشکر مین آ کر جس
جی چاہے بستر لگائیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کامل و اکمل ہین واسطے تھوڑی دیر کے
عالم کو ذرا شک ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا مین ضرور چلونگا مگر یاد رکھو سامری و جمشید
ری جاتی ہی دیدہ حقیقت وا کرو جیسے ہی تعلیم جادو ادھر پلٹا خواجہ عمرو سمجھ گئے تھے کہ یہ
ور لیجائیگا منھ پھیرتے ہی اسکے خنجر مارا تعلیم جادو لڑکھڑا کے گر لینا لینا کا غل ہوا خواجہ بھاگے
سے جو جادوگر کے اندھیرا ہوتا ہی ایک ادوگر نے یہ نگاہ غور تاکا کہ فقیر بھاگا ہوا جاتا ہی یہ جادوگر
ب خار زار بھی ہی دہیم جادو اسکا نام ہی دلمین کہتا ہی بڑا غضب ہوا عزیز دار ملکہ عالم کو
جاتا ہی یہ پر دار پیدا کر کے اڑا اور دل مین فکر کرتا ہوا چلا جب خواجہ صحرا مین پہونچے ایک نخل کے
مین ٹھہرے کچھ سوچ رہے ہین کہ اب کیا کرون ہائے جاتے ہی اسنے پہچان لیا ایسے کے
ن جانا دشوار ہی کہ آسمان سے آواز آئی او مکار اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر
یک جادوگر اڑا ہوا آسمان سے آتا ہی قصد کیا گلیم اوڑھ لون ہاتھ طرف زنبیل کے بڑھایا
سنے ماش کے دانے پھینکے خواجہ لڑکھڑا کے گرے دہیم زمین پر آیا کہا او ظالم تو نے
دو کو مارا یہ تو ثابت ہوا کہ تو عیار مکار ہی یہ ثابت ہوا کہ کون سا عیار ہی یہ کہکر منھ پر ہاتھ
لٹ روغن عیاری کا اڑ گیا عمرو کو پہچان کر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا سر کاٹ لون خواجہ
نے کہا اے دہیم مجھکو قتل کر کے بہت پچھتائیگا میرے قتل کرنے سے کیا ہاتھ آئیگا دہیم چھاتی پر
ا تلوار کھینچکر گلے پر خواجہ کے رکھدی خواجہ ہان ہان کرتے ہین کہتے ہین مجھے سامنے ملکہ عالم
ین ہرکارہ افراسیاب کا ہون برائے دریافت خبر آیا تھا اس بلا مین پھنسا شہنشاہ بہت
ہش اینگے دہیم نہین مانتا چاہتا ہی تلوار پھیر دون کہ درۂ کوہ سے آواز مہیب آئی
ہوشیار رہو جا خبردار اس غریب کو نہ قتل کرنا ورنہ تو بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا

اسی وجہ سے انکی سرکشی بڑھتی جاتی ہی ورنہ ایک مرتبہ سزاے کامل ہو جاتی عمر بھر کو مہلت
سزاے قتل انکے لیے ممکن نہین اور طرح کی سزا تجویز کرو خار خار نے کہا واری ہین نے تجویز
رنج پہونچاؤن کہ دلون پر مسلمانون کے صدمہ پہونچے کیا عجب ہی کہ سرکش بھی مارے جائین معرکہ
پڑیگا لونڈی نے تجویز لیا دہ سزا بی بہار کے واسطے ہو کہ جو انھون نے واسطے گلعذار کے کی
اُسے حیران کیا کہ آپ نے خود قتل کر ڈالا خود مسلمانون کو ضرورت پڑے کہ بہار کو قتل کر
لونڈی کو سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکر اُٹھی تخت پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
منزل بمنزل جاتی ہی حیرت کو قبل ہی روانہ کر دیا تھا اب اسکے جانے کے بعد ایک نامہ حیرت
لکھا کہ خار خار آتی ہی اسکا خیال رکھنا یہ نامہ افراسیاب کا حیرت کو پہونچا حیرت جادو
پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک کنیز بنا ہوا پشت پر حیرت کی کھڑا تھا مضمون نامے کو اسنے بھی
پڑھا دوڑا ہوا خدمت ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت بیان کی کہ بہن گلعذار کی خار خار رنگین پو
آتی ہی حیرت اسکے آنے کی تدبیر کر رہی ہی ابھی کسی کو خبر نہین ہوئی یقین ہی بڑی قیامت برپا
برق نے قصد کیا تھا کہ جائے خواجہ نے اٹھکر کان پکڑے کہا آپ نہ جائیے مین جاکر تدبیر
یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے صحرا مین آکر دیکھا لشکر بڑی دھوم سے آتا ہی بڑے بڑے ساحر لشکر
ساتھ ہین ایک مقام پر آکے لشکر اُترا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک فقیر کی صورت
بنکر تیار ہوے کوڑی کوڑا مانگتے ہوے قریب اُردو بازار کے پہونچے لیکن دیکھا کہ
بیچ مین استادہ ہی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی سارے لشکر کو خار خار رنگین پوش دیکھ رہی ہی
یہ بھی اسنے دیکھا کہ ایک فقیر مانگتا ہوا آتا ہی برابر تعلیم جادو کھڑا تھا نگاہ اسکی بھی فقیر پر پڑی
تعلیم جادو سے خار خار رنگین پوش نے کہا کہ یہ فقیر ہمکو کوئی عیار معلوم ہوتا ہی جلد اسکو
ہمارے سامنے لاؤ اگر آنے مین تامل کرے تو فوراً گرفتار کرکے لانا ہمارے سحر نے ہمکو خبر دی ہی کہ یہ
عیار مکار ہی یہ جو خار خار رنگین پوش نے حکم دیا تعلیم جادو چلا خواجہ عمرو پھرتے پھراتے
بزازان مین پہونچے ہین اب ارادہ ہی کسی مقام پر ٹھہرون کہ تعلیم جادو آکر پہونچا اُسنے آتے
آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ خواجہ اور تیز بڑھے چاہتے ہین اسکے قریب نہ جاؤن تعلیم
نے دیکھا ہم تو ادھر بلاتے ہین یہ اُسطرف جاتا ہی دہین سے دوڑا خواجہ کے پاس آگیا کہا شاہ صاحب

رچڑھ کے ایک پاؤن دو نون پانوُن سے دبایا ایک پانون دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا
گلعذار کو چیر کر پھینک دیا کنیزین گلعذار کی جو ساتھ آئی تھین وہ اپنی مالک کا لاشہ دیکھکر
نگمین کہتی تھین ای شہنشاہ یہ کیا کیا ہماری بی بی کو اِس ذلت سے مارا سامری و جمشید تجھکو
ت کرین تو بھی اسی طرح مارا جائے دشمن کے ہاتھ سے امان نہ پائے افراسیاب نے اُن کنیزون
ن مارا بیچ مین لاشہ گلعذار گرد کنیزون کے لاشے دریاے خون بہ رہا ہی سب کھڑے دیکھ رہے
کوئی افسوس کرتا ہی کوئی خوشیان کرتا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا سب تکنے لگے ابر جدھر
م سے اُٹھا ہی تاریکی نے سارے باغ کو گھیر لیا یکایک وہ ابر قریب باغ کے آکر شق ہوا دیکھا
نے خار خار رنگین پوش تخت پر سوار تاج مرصع کا رسر پر تین لاکھ ساحران غدار پشت پر
اے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے اُسپر تعریف سامری و جمشید مرقوم آمد فوج کی دھوم
دیکھکر افراسیاب نے کہا لو غضب ہوا خار خار رنگین پوش بہن گلعذار کی آپہونچی آپسمین
دونون مین بڑا میل تھا کہ خار خار تخت سے اُتری دیکھا اِسنے کہ بہن کا لاشہ پڑا ہی چند قدم
ہوے لاشے بھی چالیس پچاس کنیزون کے پڑے ہین دیکھتی ہی بہن کے لاشے پہ گر پڑی پکارتی
ای بہن تمکو کسنے اس ذلت و رسوائی سے مارا سامری و جمشید اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے
غارت کرین کسنے تمکو مارا میرا کلیجہ پھٹتا ہی ہاے کنیزون کو بھی قتل کیا حیرت نے مُنھ پر
رکھدیا کہا دیکھو بوا اسقدر آپ سے باہر نہو یہ تو دریافت کرو کہ اسنے کیا کیا وہ آفت برپا
کہ جسکا یہ انجام ہوا کوئی ایسا ستم کرتا ہی ہم جانتے تھے کہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اپنے
بندون کو بھی نہ پہچانا اور شہنشاہ پر تلوار کھینچکر جا پڑین اُسکا یہ انجام ہوا حیرت مقابلہ مُنھ نہین
خار خار نے اُسی وقت اُرتھی بنوائی لاشہ گلعذار نیرنگ ساز کا اُٹھایا کریہ کرم اُسکا کٹنے
نون کے سپرد کیا نقصان اپنے ذمے قبول کیا دل مین کہتی تھی اوہدوتی تھی کہ بوا گلعذار کا
ہمارے لیے بڑا غضب ہوا آخر سامنے افراسیاب کے آئی کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہی لونڈی
ت دیا ہوئی مگر امید وار ہون کہ بی بہار ایسا ذلیل کرون اور اس خرابی سے قتل کرون کہ ہمیان
ومرفان ہوا اُنکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے افراسیاب جادو نے چپکے سے کہا
ہمشیرہ حیرت ہی اسوجہ سے اُسکا پاس ہی بہار کا قتل ہونا دشوار ہی ہم اُنکا پاس کرتے ہین

جو کثرت مین وحدت سدا دیکھتے ہین
بتون مین وہ نور خدا دیکھتے ہین

جو وہ تیغ ابرو ہی خونریز ایسی
تو اک دن یہ گردن جدا دیکھتے ہین

پھسلتا ہی پاے نگہ اُسپہ ہر دم
ترے رُخ کی جب ہم صفا دیکھتے ہین

مقرر یہان غیر آتا ہی شب کو
ترے کو مین ہم نقش پا دیکھتے ہین

جدا ہی جو پروانہ اُس شمع وسے
نہایت دل اُسکا بجھا دیکھتے ہین

گلعذار نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی مین ان باتون کو نہین مانتی یہ سنتا تھا کہ افراسیاب
اور پکار کر آواز دی او گلعذار ٹھہر جا گلعذار نے ایک سرو پر پنجہ مارا سرو کٹکر گرا دھ
ایک زاغ سیہ دھوئین سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او افراسیاب خانہ خراب سام
ہاتھ پاؤن قلم ہورہے ہین اور تو دیکھتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اس مکارہ کو منع کر افرا
نے جو طرہ کان مین گلعذار کے دیکھا پھولون کو دیکھکر ہنس پڑا کہا یہ بی بہار کا شعبدہ
جادو ہوا دار سے کودی پشت پر افراسیاب کے ایک دوہتھڑ مارا کہا نگوڑے سامری
تجھکو غارت کرین طائر پکار رہا ہی کہ سامری کے ہاتھ پاؤن قلم ہوتے ہین طائر عومن زد
کے رو رہے ہین ارے کمبخت بلا نازل ہوگی یہ بھی علامت بربادی طلسم ہی اس ظالم کا گلعذ
صاف صاف سامری نامہ مین لکھا ہی کہ جسدن باغ سیب کا ایک بھی درخت قلم ہوگا
طلسم کی یہی صورت ہی سر پر ہاتھ دھرکے رو دیگا ہر چند کہ جو گلعذار نے نخل کاٹے د
تیار ہوگئے مگر دیکھ طائر فریاد فریاد کر رہے ہین افراسیاب کو جو غصہ آیا آواز دی
گلعذار کیون شامتین آئی ہین یہ وہ باغ ہی کہ جسمین سامری نے سیر کی سامرا
ان درختون کے پھل کھائے انکو تو پامال کرتی ہی گلعذار نے کہا حرامزادے مین تیرے سر
آئی ہون ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ افراسیاب کا سر لاؤ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تیرا سر کاٹ لو
اس ذلت و رسوائی سے قتل کرونگی کہ بہت پچھتائیگا حکم مین ملکہ بہار کے فرق نہ آئیگا
ہوئی پنجہ کھینچکر افراسیاب پر جا پڑی افراسیاب پر ہاتھ مارا ہر چند کہ افراسیاب جا
اپنے ہوش مین نہین ہی سحر بہار مین مبتلا ہی سراسر بے خطا ہی مگر اسکی بے ادبی پر تلوار خالی دیکے
گلعذار نے افراسیاب سے منہ بڑھا کر کہا ہی شرط کہ ناک کاٹ لون افراسیاب نے اُٹھا کر د

ن حیرت پھر بھاگے غلغلہ ہوا کہ پہاڑ گرجا ہتا ہی اگر پہاڑ گریگا سب دب جائینگے ایک
ندہ نہ بچیگا گلعذار تعاقب کرتی ہوئی جاتی ہی افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
ہی کہ اب تو گلعذار نے خاتمہ کیا ہوگا یہ کہتا تھا کہ ہلڑ ہوا افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا
صور و صورت نگار زخمدار پہونچے مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش روتے ہوے
ہین آتے ہی کہا ای شہنشاہ دُہائی ہی مرشد زادے زخمی ہوے آج قدرت کی ہو کا خون
پر گرا ایسا نہو زمین اُلٹ جائے مرشد زادے کا کلیجہ پھٹ جائے افراسیاب چاہتا ہی
، ارے یہ کیا معرکہ ہوا کہ دیکھا یا قوت و زمرد زخمدار حیرت کے ہوا دار کو اُٹھائے
ے آکر پہونچین افراسیاب نے کہا ارے یہ کیا ستم ہوا کہ کُل لشکر نے شکست کھائی چاہتے
ا زمان حیرت بیان کرین کہ دیکھا گلعذار نیرنگ ساز بھی آکے پہونچی آنکھین سرخ
ے پھٹے ہوے آنکھون سے آنسو جاری ہاے بہار ہاے بہار پکارتی ہوئی کہ لونڈی
کو سرفراز کیجیے لونڈی کا عجیب حال ہی نظم

جیسا ہی ترا لعل لب ای غنچہ دہن سُرخ — ایسا تو نہ یاقوت ہی نے لعل یمن سُرخ
یار و لب پان خوردہ کا بسمل ہون مین اُسکے — مر جاؤن اگر مین تو مجھے دیجو کفن سُرخ
گردن پہ ہی خون اُسکے شہیدان ستم کا — کچھ رنگ شفق سے یہ نہین چرخ کہن سُرخ
بوسے کے تو ہم سے مرے بلبے نزاکت — ہو جاتے ہین اُسکے لب و رخسار و ذقن سُرخ
یون گریۂ رنگین سے ہی رنگین مرا دامن — معروف ہو جسطرح سے لالے کا چمن سُرخ

ی ہوئی جو گلعذار باغ مین گھُسی چمن پھولون کا سامنے تھا سحر کرکے جو گولہ مارا چمن
ن لگ گئی مگر یہ مقام باغ سیب ہی جو نخل جلے تھے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پھر
سی طرح تیار ہوگیا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف سے آوازین آئین او گلعذار
سامری کو صدمہ دیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہی افراسیاب نے جو دیکھا کہ گلعذار باغ کو
کرنا چاہتی ہی افراسیاب نے للکارا اری دیکھ طائران باغ ساختۂ سامری کیا کہتے ہین
ای گلعذار نیرنگ ساز نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک زاغ سیہ نے پکار کر آواز دی او
گلعذار بکار ذرا اسطرف متوجہ ہو کر سن نظم

دوڑکر گلعذار نے ایک ترنج مارا اور کہا او حرامزادی تیرا دھگڑا بھاگا تو بڑھتی چلی آتی ہی ترنج جو برا
تخت کے ٹکڑے اُڑ گیے صورت نگار زمین پر گری ران زخمی ہوئی حیران ہوکر بھاگی مگر لنگڑاتی
ہوئی جاتی ہی مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش کہ مصاحبان مصوّر تھے یہ بھی زخمی ہوکر بھاگے
اب گلعذار طرف حیرت کے چلی حیرت نے آگ برسادی اُس آگ سے اسی کے ساحر جلے جاتے
کہتے تھے کہتے حضور ملازم تباہ ہوتے ہین اپنی تقدیر کو روتے ہین تخم غم و الم مزرع دلمین بوتے ہین
ہزارون بھائی بند خواب عدم مین سوتے ہین حیرت نے منھ پھیر لیا کسی کی بات کا جواب نہ دیا
غصے مین گاتی باندھی سونے کا پاندان اٹھاکر چاہتی ہی سحر تیار کرے کہ گولہ آہن کا گلعذار نے
مارا وہ گولہ کئی کے سر زخمی کرتا ہوا تخت حیرت پر پڑا کہ تخت حیرت کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
حیرت گرکے چاہتی ہی سنبھلون کہ یا قوت و زمرد وزیرزادیان دوڑکے لپٹ گئین ملکہ
حیرت کو ایک ہوادار پر ڈال لیا لیکر طرف باغ سیب کے بھاگین اب تو کل لشکر نے شکست
کھائی بارگاہین یون ہی پڑی ہین سب طرف باغ سیب کے بھاگے گلعذار اکیلی گولے مارتی
ہوئی جاتی ہی جس مقام پر اُن لوگون نے ٹھہرنے کا ارادہ کیا بڑھکر گلعذار نے آگ برسائی
ہزار دو ہزار کو مارا وہ سب بھاگے گلعذار پیچھے پیچھے چلی ایسی مبہوت ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرنے
نہین دیتی ایک پہاڑ کوہ رنگینہ کہلاتا ہی اُسپر رنگمین شوخ چشم مع اپنی کنیزون کے بیٹھی تھی
چند کنیزون نے اسکو خبر دی حضور ملکہ حیرت شکست خوردہ آتی ہین ملکہ حیرت ہوادار پر پڑی
پڑی ہین لشکر والے شکست خوردہ حیران و پریشان اپنی الناعیت سے باہر بھاگے چلے
جاتے ہین ملکہ حیرت کبھی آنکھ کھول کر فرماتی ہین کہ ارے مجھکو کہان لیے جاتے ہو کنیزین
عرض کرتی ہین حضور لشکر پر شکست واقع ہوئی سحر نے گلعذار کے قیامت برپا کی
رنگمین شوخ چشم یہ خبر سنکر اپنے مقام سے اُٹھی پہاڑ سے کودی بارہ ہزار کنیزون کا ساتھ
لیا سامنے آکر للکارا او گلعذار تجھے شرم نہین آتی مالک پر اپنے یہ آفت شہنشاہ سنینگے تو
کیا سزا دینگے یہ کلمہ سنکر ملکہ گلعذار نے جھپٹ کے گولہ مارا کہ پچاس کنیزون کے سر پھٹ گئے
رنگمین شوخ چشم نے بڑھکر سحر کیا گلعذار برق بنکر کڑک کے گری رنگمین شوخ چشم کے
دو ٹکڑے کیے لشکر کو تباہ کیا ایک دو گولے بڑھکر مارے کہ پہاڑ ہلنے لگا پہاڑ کو جو جنبش ہوئی

حکم شہنشاہی بجا لاؤن کنیزون مین سرکار کی محسوب ہون ملکہ بہار خود پریشان ہو رہی ہین
سحر پڑا بیر سب منتشر ہوئے گلعذار نے جو یہ منت کلمۂ مذکور کہا اُن بدحواسی مین ملکہ بہار نے
ے کو بمشکل سنبھالا ربط و ضبط کرکے چاہا تھا کچھ اور کہین مگر مُنہ سے نکل گیا کہ مر حیرت اور
سیماب کا لاؤ گلعذار جوش مین پلٹی اور بہار لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین مہرخ و
فیان نے بڑھکر اٹھایا ہوادار پر ڈال کے لیگئے جا کے انکی بارگاہ مین اتارا سب نے اپنے
ے سحر قائم کیے کسی نے نخل سرسبز و شاداب بنائے کہ ہوائے سرو چلے بہار کو فرحت حاصل ہو
ہانے گلدستے لگا دیے کسی نے ابر برف بنایا کہ برف برسے بہار تو اس حال پر ملال مین بستر پر
آہ کر رہی ہین خون تمام جسم کا خشک چہرہ اُداس کبھی اُٹھین کبھی بیٹھین کبھی گر کر بیہوش ہوگئین
ن گلعذار نیرنگ ساز جو غصے مین پلٹی چلے تو اپنے لشکر پر گرجی پکارتی تھی کہ تم کیسے میرے
م ہو حق نمک نہین ادا کرتے حیرت کو چارجانب سے گھیر لو اسکا سر مجھکو دو مین خدمت
ملکہ بہار کی بجا لاؤن پھر سر افراسیاب لاؤن میرے مالک کے حکم مین فرق نہ آئے
لہ گولے مارنے لگی اوّل تو خود ساحرۂ زبردست دوسرے مبتلائے سحر بہار جب گولہ
سوسو جادوگرون کے سینون کو برما کر نکلگیا کسی پر آگ برسائی کبھی خنجر پھینکا کبھی منہ سے
ان چھوڑا ہزارون نابینا ہو کر گرے اسکی فوج والے فریاد فریاد کرتے ہوئے قریب تخت حیرت
ہچے پکارتے ہوئے ای ملکۂ عالم ہمکو اس ظالم سے بچائیے ہزارون کو گلعذار نے مار ڈالا اسکے
سے تو بچنا دشوار ہی کس بلا کے سحر کر رہی ہی حیرت نے جو یہ طرز گلعذار دیکھا کہا صبا جو آج
ذار پر شیطان سوار ہی اسکو کون روکے کون ٹوکے شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی مصور نے کہا
بڑھکر روکتا ہون حیرت ہان ہان کرتی رہی مگر مصور سحر کے جوش مین بڑھکر سامنے پہونچا
را د گلعذار تجھے کچھ خوف سرکار نہین ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین گلعذار حیرت کا نام
گالیان دینے لگی کہا میری سرکار تو ملکہ بہار ہین جو فرمایا ہی وہ کرونگی یہ سُنکر
ور نے گولہ مارا گلعذار نے گولہ ہاتھ مین تھام لیا گلعذار نے وہی گولہ مصور کو مارا
ہر مصور کے پُرا کئی چرخ مصور نے کھائے زمین پر گرا سر پھٹ گیا خون کے قطرے
ی زمین سے اُٹھکر مصور ایک جانب بھاگا تخت صورت نگار بڑھا ہوا آتا تھا

سر سبز و شاداب ہوے ساتھ والے گلعذار کے بیتاب ہوے گلعذار اُسی گل نرگس کو سونگھ
جھونکون نے ہوا کے دیوانہ کر دیا خانۂ دل کو اسباب مدہوشی سے بھر دیا ایک چیخ ماری اُس
کو آنکھون پر رکھ لیا اور زیادہ مبہوت ہوئی کبھی غل مچاتی ہے کبھی اُس پھول کو سونگھنا کبھی اُس
پر تصدق ہوئی نشۂ سحر بہار سے سرشار ہوئی دو پہر ڈھل چکی ہے جب بہار کے سحر نے
جلال دکھایا گلعذار سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر تھی مگر دام سحر بہار مین پھنسی پکا
ای ملکۂ عالم مین کنیز بے تمیز چاہتی ہون گلچینی گلشن جمال کی آٹھ پہر کرون حکم قضا شیم آپ
آنکھون سے بجا لاؤن نظم

بعد مردن اسلیے باندھے ہمارے ہاتھ پانون
گور مین بھی تاکہ یہ وحشی نہ مارے ہاتھ پانون

پنجۂ مرجان نہ دیکھے سرو سے نکلے ہوے
ہان اگر دیکھے تو یہ رنگین تمھارے ہاتھ پانون

رات بھر مین شوق مین جو دست و پا مارا کیا
تھے تصور مین کسیکے پیارے پیارے ہاتھ پانون

ہاتھا پائی جیسے کرتا ہے وہ کافر غیر سے
ٹوٹتے ہین رشک کے مارے ہمارے ہاتھ پانون

مان لے کہنا شرر کا شب کی شب مہمان رہ
دیر سے پڑتا ہے یہ صاحب تمھارے ہاتھ پانون

اتنی بڑی ساحرہ کا مسحور ہونا چہرے پر غیظ و غضب بہار نے بدھی بھی پہنا دی طرہ کان میر کا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ دو پہر کامل بہار و گلعذار سے سحر چلا جو جو سحر آپسمین
اگر اُنکو بالتصریح لکھتا تو ایک جزو کامل مین رد و بدل سحر کے لکھے جاتے کسی مقام پر مصنف
یہ نہین چاہتا کہ داستان کو بلا وجہ طول ہو سامع و ناظر ملول ہو بڑے زد و کا سحر بہار
کیا ہر چند کہ میدان کارزار مین قائم ہین مگر مثل شمع سحری خود بھی جوش سحر مین لہرا رہی ہین
ملکہ مہرخ سے اشارون مین کہا مین اسکو روانہ کر دون اپنی زندگی مین کسی سے کمی نہ کرینگی
جوش و خروش مین تا بہ باغ سیب ہونچیگی خدا چاہے تو افراسیاب کو بھی کچھ چارہ
کیا عجب ہے کہ آج حیرت کو ہلاک کرے ملکہ مہرخ نے کہا جو مناسب جانو وہ کر دو
و جملہ سردار بہ نگاہ غور حال پر ملال بہار کو دیکھ رہے ہین کہ اچھی طرح بات زبان
سے نہین نکلتی لہرا رہی ہین چہرہ فق دل مین قلق اس حال مین گلعذار جھومتی
سامنے بہار کے آئی دست بستہ عرض کی ای ملکہ بہار گلعذار کچھ خدمت عنایت

دہوے بہار کو دیکھا شمع سان خاموش کھڑی ہین آبلون کی جسم پر ترقی اُس حال پر ملال مین بہار
ے آواز دی بوا غوطہ زن کیا تمکو کسی نے روکا ہی جلد آؤ ہمارا حال بہت ابتر ہی دیکھا تو پہلو سے
ین شق ہوئی ایک نازنین نہایت حسین آفتابہ پانی کا بھرا ہوا ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی بہار پر وہ
فتابہ ڈالدیا جیسے ہی جسم پر بہار کے وہ پانی پڑا تمام آبلے پھوٹ گئے صاف ظاہر تھا کہ آبلے
ی اس حال پر روتے ہین یہ نہ کوئی سمجھے کہ شکست ہوتے ہین چہرے پر رونق یہ بھی معلوم ہوا
زیور تازہ پھولون کا کسی نے جسم مین بہار کے پہنا دیا اب ملکہ بہار بڑھین اور کہا او گلعذار
بار بڑا تیرے سحر نے صدمہ پہونچایا دل کو بیتاب کر دیا یہ کہکر آواز دی اری نکہت کیا پھولون
ن چھپی او گل اندام ہم تک نہین آسکتی پہلو سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی ایک کنیز کو دیکھا
س فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اپنے مالک کی کفیل بقول شاعر نظم

ملکر کے جو دیکھا تو ہوا اک بادلہ پوش
ن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم
ے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے
ند وہ قہر کہ تھنے مین ہو جسکی ہر لہر
ین یون بکھری ہوئی چہرے پہ نگے نگین دل
ی بیچ مین آ سکے نہ مانگے پانی

غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
پاک بینک نیکھے تو یکچند ہی ہجاے بھچک
یا دکرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
گھر ڈبو دینے کو عشاق کے دریاے اٹک
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
کیل جائے وہین کالا جو ڈسے اسکی لٹک

ں حور مثال نے زمین سے نکلتے ہی گلدستہ بہار کے ہاتھ مین دیا اُنکی بہار نے اُس نازنین
اشارہ کیا اُسنے اپنی پیشانی کو نشتر سے نگار کیا خون گلدستے پر ڈالا پھول شگفتہ ہوے غنچے
ے بہار نے آواز دی بو گلعذار ذرا ہمسے تو آنکھ ملاؤ دیکھو تو کیا پھول ہین بلبلین بلبول ہین
ے ہی گلعذار پلٹی بہار نے گلدستہ مارا رعنائی نے گلدسے کی عجب رنگ دکھایا کسی نے
تھ پر گلدستے کو اُٹھایا بلندی پر لاکے منتشر کیا پھول غائب ہونے لگے گلعذار نے جھولی پر
تھ ڈالا چاہا کچھ اسباب سحر نکالون آواز آئی دیکھ کیا سامان ہی کیون اسقدر حیران ہو رہین
ت ہوئی ایک شاخ نرگس زمین سے پیدا ہوئی گل نرگس مثل چشم معشوق گردش کرتا ہوا سامنے
عذار کے آیا گلعذار نے اُس پھول پر ہاتھ ڈالا اب آسمان سے پھول برسنے لگے نخل

چل رہا ہے کسکی مجال ہے کہ قریب آسکے یا سحر و ساحری مین ہاتھ ہلا سکے عین گرمی جنگ مین بہار
گلعذار سے سامنا پڑگیا سب دیکھ رہے ہین کہ بہار نے گلدستہ مارا گلعذار پر پھول برسے
گلعذار کی سرخ ہوئین چہرہ زرد لب پر آہ سرد چاہتی ہے کچھ بوٹے کہ پہلو سے نعرہ ہوا مین جا ہو
گلعذار نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان خوشرو پچکاری پانی کی لیے کھڑا ہے جیسے ہی گلعذار نے دیکھا
اُس جوان نے گلعذار کے مُنہ پر پچکاری ماری چہرے کی اُداسی دفع ہوئی چالاک و جست ہو
بہار سے سحر چلنے لگا بہار نے کئی گلدستے مارے گلعذار نے پھونک دیے جب پھول برسے
تو یہ دستک دیتی ہے شعلۂ آتش گر کر پھولون کو جلا دیتے ہین پھولون کا رنگ جمنے نہین پا
پھول گرا آتش سحر گلعذار نے جلایا بہار نے غصے مین گلدستہ اٹھایا تھا کہ گلعذار نے خنجر سے
کو کاٹا خون چلو مین لیکر بہار پر پھینک مارا بہار کو یہ معلوم ہوا چنگاریان آگ کی گرین تمام
پر آبلے پڑ گئے بدھی پر ہاتھ ڈالا دوسرا چلو خون کا گلعذار نے پھر پھینکا ابکی اُس خون نے یہ تا
کی کہ بہار کے کچھ پھول مرجھا گئے ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے بہار خاموش ہوئین گلعذار
کہا مین نے اپنے سحر مین پھنسایا جادوگر چلے تھے کہ برق لامع نے دور سے دیکھا بہار
کھڑی ہین بدن سے آگ کی چنگاریان نکل رہی ہین غم سے سرنگون کلیجہ خون یہ حال دیکھ
کو یقین کامل ہوا کہ رنگ سحر بہار مٹا ایسا نہو گلعذار قتل کر ڈالے اپنے مقام سے کڑکی
نے دیکھا خالہ امان جاتی ہین دونون پانؤن اسنے زمین مین مارے غرق زمین ہو کر چلا
گلعذار زمین سے چند قدم بلند ہوئی کہ نیچہ مار کر بہار کا سر اُڑا دون آج بہار کی خزان
یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان دیوانہ دار وحشی مثال بال کمر تک لٹکے ہوے آنکھین
سحر کا چہرے سے ظہور زمین سے نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر ایک چیخ ماری کہ منم رعد جادو
تھرا کر زمین پر گری چاہتی تھی سنبھلون کہ برق لامع کا نعرہ ہوا کڑک کر جو گری دور
حیرت نے دیکھا فوراً یہان سے سحر کیا ایک سپر فولادی سر پر گلعذار کے حائل ہوگئی
اُس سپر کو کاٹ کر چلی سب نے دیکھا گلعذار بچ گئی ایک سحر تو اسے رعد پر کیا رعد
مین فرق آیا برق لامع پر اپنا خون پھینک مارا سر برق لامع کا زخمی ہوا حیرت نے
دکھایا کہ گلعذار کو بچایا بلکہ ایسا سحر کیا کہ گلعذار کو خوب ہوش آگیا سحر جو فراموش تھے

ن ہزار ساحر جو تھے بہار نے دس ہزار پر گلدستہ مارا باغبان فوج ظفر موج لیکر آپڑا ایک طرف سے
ق لامع تڑپی رعد و برق نے شورش دکھائی خورشید زرین سحر کا سحر چمکا ہلال سحر افگن
سب کو انگشت نما کیا نافرمان نے اپنے نام کا جھنڈا گاڑا ملکہ مہرخ نے تخت بڑھایا مگر بہار کا
ستہ جو پھٹا زمین کانپی باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا شاہور جو بڑھا اسپر پھول برسنے لگے اسکے ساتھ
ساحر پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھنے لگے شاہور لڑکھڑایا بیتاب ہوکے چلایا نظم

ہمارے تجھسے جو اسجان دلبری ہوجائے — تو درد دسے بھی فی الفور دل بری ہوجائے
خدا جو چاہے تو طالع کی یاوری ہوجائے — فلک برائی کرے تو وہ بہتری ہوجائے
ثنائے چشم جو لکھے وہ نرگسی ہوجائے — کرے جو جسم کی تعریف عنبری ہوجائے
کمال ہو ور دیا قوت کے پرکھنے مین — جو نہ کھلے لب و دندان وہ جوہری ہوجائے
قدم زمین پہ رکھے جو وہ سراپا نور — تو مہر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہوجائے
سبھون کو آج وہ مقتل مین قتل کرتا ہے — ہماری بھی اُدھر ای عشق رہبری ہوجائے
لڑائی کے رقیبون کے ہو جو منظر — تو ہمسے تمسے ابھی جنگ زرگری ہوجائے
نہال ہون جو پھل اُس گل کی تیغ کا چکھون — لہو سے شاخ تمنا ابھی ہری ہوجائے
کمر کے عشق مین ویسا ہی ہوگیا مین بھی — نصیب ایسی کسی کو نہ لاغری ہوجائے
دکھائین آہ شرر زا کی ہم جو نیرنگی — ابھی تو سُرخ یہ سب چرخ اخضری ہوجائے
ترا حجاب ہی روکے ہے ورنہ مین بند تو کیا — فنا اک آہ سے سد سکندری ہوجائے
شب وصال مین تا روز حشر صبح نہوا — دراز اور تری زلف عنبری ہوجائے
قبول سے دہن یار کا جو وصف ہو جو — عیان جہان مین سب پر سخنوری ہوجائے

ہور نے یہ اشعار پڑھکر آواز دی مین تو مطیع سرکار ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے کہا تم کیا
ے ہو یہ سارا لشکر ہمکو قتل کرنے آتا ہے انکو رد کو یہ کہنا تھا کہ شاہور فوج گلعذار پر جا پڑا جادوگر
ل کرنے لگا کئی ہزار جادوگر مارے گلعذار غصے مین بھری ایک گولہ مارا کہ شاہور کا سر پھٹ گیا
لو اشارہ کیا ان دس ہزار کو مارو سب جادوگر فوج شاہور پر ٹوٹ پڑے جب وہ دس ہزار
ے گئے گلعذار نے کہا یارو یہ سب بے خطا تھے ان سب کا بدلہ بہار سے لو بہار کا گلدستہ

پیدا کی ہی کیونکر زندہ بچیگی یہ کہکر گوے مارتا ہوا سارے لشکر پر جا پڑا گوے مارنے لگا کئی ہزار دو
مرکر گرے گلعذار سامنے بلکہ حیرت کے آئی کہا واری مکار کا حال آپ نے دیکھا بلا وبہ ہو
ہوگیا فوجون سے نہین رکتا بڑھتا چلا آتا ہی حیرت نے سر پیٹ کر کہا ای گلعذار یہ سحر بہار یا تو
مکار کو مار ڈالو یا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤ وہ سحر اتار دینگے اس سحر کی یہ تاثیر ہی کہ قید
خانے مین رہیگا سر ٹکرا ٹکرا کر مریگا یہ کہنا تھا کہ گلعذار بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ابھی جاکر سمجھتی ہوا لو
دیوانہ ہوا ہی پکار کر فوج سے آواز دی ارے اسکو پکڑ لو پکڑنے کو جو لوگ دوڑے رسیان کمندین
مکار نے چند سنگریزے اٹھائے یا سامری و جمشید کہکر پھینک مارے پتھر برسے ہزارون کے منہ
سب چاہتے ہین کہ پکڑ لین مگر مکار مثل برق تڑپ رہا ہی جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے
سحر مین طاق شہرۂ آفاق جو قریب آیا اسکی گردن پکڑ کے مروڑ ڈالا اُسی کو لپیٹ پڑا گلعذار کو تو
گالیان دے رہا ہی کہ او ملعونہ تو میرے قریب نہین آئی تیری چوٹی پکڑ کے سامنے معشوق کے
پیام وصل پاؤن روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی یہ جو پکار پکار کر مکار نے کہا گلعذار کو
کہا صاحبو شرم کی بات ہی یہ ملعون سر میدان گالیان دیتا ہی اسکا بدلہ بہار سے لونگی یہ کہتی
سامنے مکار کے آئی پکار کر آواز دی چل مین بہار کے پاس چلتی ہون نگاہ تو مجھسے ملا مکار
اُٹھا کر دیکھا ایک دیو کھڑا ہی گلعذار غائب ہوگئی مکار خوف سے دیو کے کانپنا چاہا پیچھے
دیو نے ہاتھ بڑھا کر گردن پکڑ لی توڑ مروڑ کے پھینک دیا اب جو مکار حیلہ ساز مرا زمانہ تار
ہوگیا ایک آواز آئی کُشتی مرا نام من مکار حیلہ ساز بود سب نے دیکھا گلعذار اُسی مقام پر
کف افسوس مل رہی ہی حیرت سے نگاہ ملا کر عرض کی اب لونڈی کو اجازت میدان کا
کے سحر کا دلپر داغ ہی اس عذاب الیم سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال
اور مجھے ذرا رحم نہ آئے حیرت نے کہا ای گلعذار ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ طبل
پلٹ چلوا ایسا نہو اور رنج ہو تجھے سپہ سالا کی تمھارے بیوجہ جان گئی وہ اپنے ہوش مین نہ تھا
نے کہا لونڈی کو بڑا قلق ہی یہ کہکر کل فوج کو اشارہ کیا کہ بہار کو گھیر کر مار لو دو لاکھ ساحر
ہوے بڑھے ایک افسر شاہور جادو و عزیز دار مکار کا دس ہزار ساحرون کا افسر بڑھ
پکارتا ہوا اے بہار کا سر کاٹ لو اس ظالم نے ایسے جوان کو قتل کرایا کہ دل کے ٹکڑے

ین نے رات سے تیار کیے سامری و جمشید کی بڑی عنایت ہی کہ مین اپنے کو روک رہی ہون یہ
بہ رین سُنا رہے ہین دیکھیے مکار حیلہ ساز پر کیا گذرے کیا چپ سامنے کھڑا ہی بات نہین کر سکتا
نہ سے نہین بولتا تاثیر سحر بہار مین مبتلا ہی نہ بات کرتا ہی نہ سحر پر دست انداز ہی اپنی بھولی
ہی کہ بہار نے آواز دی کس حال مین ہو باعث انتشار ہمسے بیان کرو تمھارا علاج کرین
ے پیغام بھی آپ کے پاس پہونچے کچھ جواب نہ ملیگا کیا غنچۂ آرزو نہ کھلیگا ملکہ بہار نے
زدکرشمہ یہ کلمات کہے مکار حیلہ ساز مرگیا اور ملکہ بہار نے جو یہ کہا کہ لوگ ہمکو بھی بدنام
بگے رنگ روے مکار متغیر ہوگیا مثل بید کانپا طرف بہار کے دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم
غلام ہون جو حکم ہو بجا لاؤن بہار نے کہا گلعذار نیرنگ ساز ہماری دشمن ہی چاہتی ہی کہ ہمین
برے اگر تم ہمکو بچاؤ ایسا نہو کہ ہمین قتل کر ڈالے یہ سُنتے ہی مکار جھومنے لگا کہا حضور گلعذار
با حقیقت ہی ابھی جا کے سزا دیتا ہون آپ کی دشمنی کا بدلہ لیتا ہون ملکہ بہار نے چلتے
ایک پھولون کی بدھی پہنا دی مکار نے تلوار ہاتھ مین لی چند گولے جھولی سے نکالے اہر
ے سحر پڑھتا ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا ملکہ حیرت نے پکار کر کہا ای گلعذار مکار
تمھاری فکر مین ہی ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی کہ تمکو آزار نہ پہونچائے تو بڑی مشکل ہو علم شعبدہ
بخوبی ماہر ہی بڑی قیامتین برپا کریگا گلعذار نے تھوڑے لشکر لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھکر
روکو ایسا نہو ہمارے پاس آکر بے ادبی کرے بہار نے رنگ سحر کو اور زور دیا ایک سناٹا
پکار کر کہا ای نکہت وای گل اندام وای نسیم سحری مکار ہوا خواہ رہے جفاے محبت سے
مکار کو اور زیادہ جوش و خروش ہوا جو لوگ روکنے آئے تھے اُنھون نے چہار جانب سے
مکار نے کہا تم لوگ کیون آئے ہو اُن سب نے کہا ملکہ گلعذار نے منع کیا ہی کہ تم
ن کارزار مین نگئے تھے میرے پاس نہ آؤ دشمن کا سر لاؤ یہ سُنتے ہی مکار نے ایک گولہ مارا
دو چار کے سر پھٹے تلوار پکڑ کے جا پڑا ایسے دو چار گولے مارے کہ وہ سب جادوگر منتشر ہوگئے
ئے کچھ مُنھ کے بھل گرے کچھ مارے گئے کچھ قتل ہوے ہنگامہ جو ہوا مکار نے آواز دی ای
ار میرے سامنے آ اگر اپنی زندگی چاہتی ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ بہار کے چل وہ خطا
ن کر وینگی معشوق گلگون پوش عطا پاش خطا پوش ایسی شاہنشاہ اقلیم حسن و جمال سے تو نے دشمنی

نئے رنگ کے سحر دکھائے بعد اُسکے آواز دی رات بھر تو مکر سے مکارون کے مہلت نہین ملی مگر ...
اپنے کو بچایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھایا ملکہ بہار سے آنکھ ملگئی بہار سمجھی
مجھکو اشارہ ہوتا ہی بہار نے طاوس بڑھایا ملکہ مہرخ کے قریب ہوئچین ملکہ مہرخ نے کہا تمھارا
کیا ضرورت ہی بہار نے کہا اب تو قصد کیا سب نے دیکھا اب میرا جانا ضرور ہی ملکہ مہرخ نے بہار
اجازت دی بہار میدان مین ہوئچین مکار صورت زیبا و طلعت جہان آرا بہار کی دیکھ
جمال محو و بیدار ہوگیا گولہ اُٹھاکر پھینکا بہار نے اشارہ کیا گولہ کٹکر گرا بہار نے گلدستہ پھینکا
آواز دی ای گل اندام لینا اس مغرورہ کی فکر واجب و لازم ہی گلدستہ جاکر پھٹا پھول تو نہ بر
ٹھنڈھی ہوا چلی ہوا چلتے ہی باغ عالم کی ہوا بدلی صدائین کان مین مکار کے آنے لگین نغط

نظر تیری جو مجھسے ای بت بےپیر تی ہی
مری نظرون مین اپنی موت کی تصویر ...

پھرا شہرون مین یوسف ای پری تو رشک یوسف ہی
کہ کھنچ کھنچکر تری ہر شہر مین تصویر پھرتی ...

جبین صاف کی تعریف پر وہ مجھسے پھر بیٹھا
اُلٹ جاتی ہی اچھی بات جب تقدیر پھر ...

خرام ناز کا تیرے مزا آنکھون کو ملتا ہی
گلے پر کس مزے سے ای پری شمشیر پھرتی ...

نہ چھوڑا ایک بھی گل ای خزان کیا تیرے ہاتھ آیا
چمن مین غنچہ سان بلبل بہت دلگیر پھر...

مرض مین زہر بھی مرنے کو کھاتا ہون تو قسمت سے
شفا ہوتی ہی فوراً زہر کی تاثیر پھرتی ...

بہت چاہا نہین ہوتی رسائی یار کے دل مین
بھٹکتی ہر طرف کو آہ بےتاثیر پھرتی ...

وہ ہون دیوانۂ نازک دماغ ای نوگل بستان
لیے موج صبا میرے لیے زنجیر پھر...

کیا آخر تمھاری تیغ ابرو نے ہمین آخر
قلم سر ہوگیا قسمت کی کب تحریر پھر...

تلون اسکو کہتے ہین جو ہی اُس لاابالی مین
کہ سو سو بار اک اک بات مین تقریر پھر...

زیارت کر رہا ہون ای قبول اب شوق رہبر سے
نظر مین مرقد شبیر ع کی تعمیر پھر...

درختون پر طائر وجد مین تھے ہر طرف ہوائے معتدل چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا کی شادی ...
رنگا رنگ کی آبادی دونون لشکر نگران ہین ملکہ حیرت آئینہ وار حیران ہین گلعذار بہ نگاہ ...
دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کیا غضب کا بہار نے سحر کیا ہی یہان بھی تاثیر ہوئچی پھولو ...
تو مجھے بھی بھلی معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی صفت بہار کے شعر گاؤن برائے قدمبوسی بہار ...

ی کہا یہ برق فرنگی عیار ہے برق کی پشت ادھر تھی صرصر تو یہ کہکر ہٹ گئی مکار نے سحر کیا اور
رکر آواز دی او برق اب کہان جائیگا برق لڑکھڑا کر گرا جھپٹ کے مکار نے ہاتھ پکڑا
برق کو گرفتار کرا کے چلی گئی خواجہ نے جو دیکھا برق گرفتار ہوا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ہمراہ
ل بنکر تیار ہوے دوڑے ہوے سامنے مکار کے آئے کہا ملکہ نے خبر سُنی حکم دیا کہ برق کو ہمارے
لاؤ لائیے مین برق کو لیجاؤن مکار نے حوالے کر دیا صرصر نقلی نے کہا سحر اپنا اُتار لو مکار
حر اپنا اُتار لیا برق کو لیکر خواجہ بھاگے کنارے لاکر خواجہ نے برق کو کھولدیا برق تو
جانب بھاگا خواجہ فکر مین مکار کی چلے دروازے پر مکار کے بشکل چوبدار پہونچے جادوگرون
پوچھا شہنشاہ ساحران کیا کر رہے ہین سب نے کہا سحر تیار کرتے ہین خواجہ نے کہا جا کر عرض
کرو در دولت پر چوبدار فرستادہ ملکہ حیرت جادوگرون نے جاکر کہا مکار نے کہا بلا تو
جہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا ای مکار حیلہ ساز تمنے برق کو قید کر کے بھیجا ملکہ نے
قتل کیا فرمایا ہے ہم ایک سحر بھیجتے ہین اسکو تیار کر لو مکار نے کہا کیونکر تیار کرون مردہ ہے
ہا کنارے چلیے مکار اُٹھا خواجہ اسکو کنارے لیکر آئے کہا دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا جیسے ہی
ر پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر چاہتے
کہ طرف لشکر کے جائین اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی پکار کے آواز دی ارے کون ہے
جہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا صبا رفتار نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو تمہارے افسر کو کوئی
جاتا ہے چند جادوگر دوڑ پڑے خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا پشتارہ پھینک کر بھاگے جادوگر پشتارہ
لر مکار کا لائے ہوشیار کیا مکار نے جو یہ حال سُنا غصے مین کانپنے لگا کہا دیکھو صبح کو کیسا
نین برپا کرتا ہون رات بھر مین خواجہ و برق و چالاک نے کئی عیاریان کین مکار چھوٹ
ٹ گیا صبح کو لشکر تیار کر کے خدمت مین ملکہ گلعذار کی آیا کہا حضور چلکر تماشا دیکھین رات بھر مین
رون نے حیران کر ڈالا کئی مرتبہ مجھکو گرفتار کیا مگر غلام آپ کا اپنی ہوشیاری سے بچا اب دیکھیے کیا
ت برپا کرتا ہون یہ کہکر اکڑتا ہوا چلا میدان کارزار مین آیا اُدھر لشکر اسلام ٹرے جماؤ سے میدان
زار مین پہونچا ایک جانب بہار گلعذار ایک جانب باغبان قدرت ایک طرف برق لامع
ی تڑپ رہی ہے کہ ذرا ملکہ کا اشارہ ہو تو جا پڑون کہ مکار حیلہ ساز میدان کارزار مین آیا سامنے

حیرت سے کہا مین جا کر اپنے لشکر کی خبر لون کہ کیا حال ہی آج مین جاؤنگی گلعذار حیرت سے
رخصت ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلی لشکر مین آکے دیکھا دو لاکھ جادوگر حیران و مضطر بیدر
صدہا نے تڑپ تڑپ کے جان دی کچھ کنوئین مین گرے بعض نے پتھرون سے سر ٹکرایا
ہوے اب جو گلعذار کو دیکھا سب شگفتہ ہو گئے کتنے مصاحبین دوڑین گلعذار نے سب کا حال
کیا کہا ابھی لشکر تیار کرواؤ اٹھا لا بارگاہ کا اژدران آتش فشان پر لد آپ تخت پر سوار ہوئی
زور شور سے چلی جھلاتی ہوئی لشکر حیرت مین آئی حیرت نے وزیرزادیونسے حکم دیا جا کر بارگاہ گلعذار
کی پہلوے لشکر پر استادہ کراؤ وزیرزادیون نے گلعذار کو اتارا جب گلعذار بارگاہ مین آئی
بیٹھی سب سردار اسکے جمع ہین مکار حیلہ ساز سپہ سالار اسکے لشکر کا دست بستہ سامنے گلعذار کے
کہا عیاران اسلام نے بڑا رنج دیا حضور آرام فرمائین غلام سمجھ لیگا میرے نام پر طبل جنگی بجوا
گلعذار نے منع کیا مگر مکار حیلہ ساز نے نہ مانا طبل جنگی بجوایا الگ بارگاہ استادہ کر کے اُسکا
انتظام کرنے لگا ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا عیاران اسلام
مین چلے کہ مکار حیلہ ساز کی گردن لینا چاہیے خواجہ عمرو صورت بدلے ہوے لشکر مین گلعذار
پہونچے برق نے جو دور سے دیکھا کہ اُستاد جاتے ہین بہ تعجیل رنگ و روغن عیاری کا لگا کر
جوان کی صورت بنکر دوڑا در بارگاہ مکار پر پہونچا ایک کنیز کو دیکھا کہ اندر جاتی ہی اور پھر باہر
برق نے اشارے اُسکو بلایا جب وہ کنیز کنارے آئی دم دیکر اُسکو بیہوش کیا اُسی کنیز کی
اندر آیا مگر حیران تھا کہ مین نے اُس سے نام نہ دریافت کیا جیسے ہی دروازے پر آیا دوسری
کھڑی تھی اُسنے پوچھا بوا گلچہرہ کہان سے آتی ہو برق سمجھ گیا کہ میرا نام گلچہرہ ہی تڑپ کے
مکار بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا برق نے آکر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور آپ نے کچھ سنا
عجب ہنگامہ ہی اسوقت کوئی عیار بصورت مبدل آیا کسی نے پہچانا کئی جادوگرون کو مار کر بھاگ
مین نے دیکھا ہی کہ ایک جگہ چھپا بیٹھا ہی حضور چلین تو گرفتار کراؤن مکار حیلہ ساز اُٹھا ساتھ
برق کے چلا برق میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا مکار کو ساتھ لیے جاتا ہی خواجہ حیران ہوے کہ
لگا کر لیچلا قضاے کار بازار مین پہونچا تھا اب قصد ہی کہ نخلستان مین لیجاؤن تو اسکو بیہوش
اُدھر سے صرصر آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا بھورایا مکار کو لگا کر لیچلا ہی صرصر نے جھپٹ کر مکار

برق فرنگی کیونکر پکڑ لایا بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کر گلعذار نے بقہر و غضب تمام
بہار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ مین کبھی اسلام نہ قبول کرونگی خواجہ نے کہا اسکو قتل کرو
ـ دوڑ کر خنجر کھینچا پکار کر آواز دی مین ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکر کہا ای ملکۂ عالم حکم دیجیے
نے حکم دیا جلاد نے بڑھکر آواز دی اور گلعذار سنبھل کر بیٹھ اشارے مین آگاہ کر دیا کہ مین
ملکہ صرصر شمشیر زن زبان سے سوزن نکالتی ہون گلعذار نے اشارہ کیا ان سبھون کے سحر
یا حقیقت ہی سب کو پامال کر کے نکلونگی صرصر نے زبان سے گلعذار نیرنگ ساز کی سوزن
الا گلعذار تڑپ کر اُٹھی ہر طرف سے سحر ہونے لگے لڑکھڑا کر گلعذار زمین پر گری پھر سنبھلکر
بہار ہٹو ہٹو کہکر بڑھین تدھی پھولون کی اُتار کر گلے سے پھینکی آواز دی ہوا گلعذار ہوشیار
و گلعذار پر پھول برسنے لگے گلعذار اُف اُف کرتی جاتی ہی مُنہ سے شعلہ ہاے آتش
جاے ہین جو پھول آسمان سے گرا آتش سحر گلعذار نے جلا دیا پکار کر آواز دی بی بہار
نت تو مجبور ہی میدان کارزار مین سمجھ لونگی یہ کہکر پھول سب جلا دیے چاہتی ہی تڑپکر
جاؤن برق لامع نے بجلی گرائی گلعذار نے اپنے کو بچایا باغبان نے گنبد پھولونکا
مین تھرا گئی گلعذار نے گنبد کو بھی کاٹا سب سردار گلعذار کو گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ آسمان
برق چمکی ملکہ حیرت عین وقت پر آکر پہونچین نعرہ کیا یا شیدای مسلمانان گلعذار کا نکلنا
ار کیا سردارون نے قصد کیا کہ حیرت پر بھی سحر کرین حیرت نے ایک گولہ جھولی سے
مارا اُس گولے نے یہ اثر دکھایا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ہزارون برفین لوٹ کر
ن کئی سو ساحر مارے گئے اُنکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی اندھیرا ایسا ہوا کہ سب کے دم گھٹنے لگے
ر بہار نے آواز دی ای باغبان روشنی کرو باغبان نے قصد کیا روشنی کرون کچھ پتلے
ہوے مشعلین ہاتھ مین لیکر چاہتے ہین کہ روشنی کرین حیرت نے ہاتھ ہلا دیا سب پتلو نکے
گئے اور زیادہ تاریکی کی ترقی ہوئی اُس اندھیرے مین حیرت نے گلعذار سے کہا اب
چلو ان سبھون پر فتح پانا دشوار ہی ایسا نہو شکست واقع ہو اسوقت تک ہماری فتح ہی
ار و حیرت بلند ہوئین حیرت نے پھر جا کر آسمان پر نعرہ کیا دیکھو ہم جاتے ہین کانون سے
کیا ضرور ہی جب حیرت و گلعذار نکل گئین تب اندھیرا دفع ہوا بارگاہ مین گلعذار نیرنگ ساز نے

انتظام کرو صرصر نے اُنتے ہی حکم دیا شراب جسکا جی چاہے لیجائے لشکر والے دوڑے تھلیے گا
قرابے تقسیم ہونے لگے سارے لشکر مین صرصر نقلی نے شراب ہو نچائی اب گت نا چا جا
سر پر رکھا اشعار گاتا ہوا سامنے گلعذار کے آیا سر جھکا کر عرض کی ایسے مالک کو سر سے شراب
چاہیے گلعذار نے دونون ہاتھ بڑھائے جام بخوشی لیا دل دھڑکا مگر پی گئی اب تو برف
دور ا باندھا کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا آفتاب بکر طلوع ہوا تھوڑے ہی عرصے مین
شراب پلاکر چند اشعار گائے تھے کہ گلعذار اپنے مقام سے اٹھی کہا ہوا صرصر شہنشاہ آئے
سوار کھڑے ہین کہا حضور بلائیے گلعذار جوش مین نشے کے بڑھی لڑکھڑا کے گری بیہوشی
مین پہلے ہی ہنگامہ بڑ چکا تھا کوئی آپسین لڑا کوئی ناچا کوئی گاتے گاتے گرا سارا لشکر
بیہوش ہوا یہان دربار مین جو برق نے سناٹا پایا سب کنیزین مصاحبین گلعذار کی
برق نے گلعذار کی زبان مین سوزن کو دیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا برق کو بڑی خو
قضائے کار ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا کہ ذرا جاکر گلعذار کی خبر تو لاؤ صرصر چلی کہ جاکر گل
رنگ دیکھون صرصر جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا برق پشتارہ بدوش جاتا ہی صرصر نے چاہا
برق دور تھا پکارکے آواز دی ای برق کسکا پشتارہ لیے جاتے ہو برق خوشی مین پکارا
گلعذار کو لیے جاتا ہون صرصر یہ خبر سنکر پلٹی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سامنے حیرت
کہا واری بڑا غضب ہوا گلعذار نیرنگ سازہ کو برق پکڑ لیگیا یہ سنکر حیرت گھبرا کر اٹھی کر
بڑا غضب ہوا صرصر نے کہا مین جاکر فکر کرتی ہون حیرت نے کہا مین بھی آتی ہون صرصر
عیاری لگاکر بھاگی حیرت جادو بھی سحر کرکے آسمان مین ڈوبی یہان ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ
ہین تمام سردار جمع ہین کہ برق آکر ہونچا کہا حضور مین گلعذار کو لایا خواجہ نے گلے سے لگا
بیٹیا بڑا کام کیا اسے ستون مین باندھو گلعذار کو برق نے ستون مین باندھکر ہوشیار کیا در
جماد بیحساب ہوگیا کنیزین سردار سپاہی سب اندر آگئے انھین سب کے ساتھ صرصر بھی اندر گھس
حال گلعذار دیکھ رہی ہی اب جو گلعذار کی آنکھ کھلی دربار دُربار ملکہ مہرخ کو دیکھا تخت
پر بادشاہ لشکر مہرخ نامور پہلو مین ملکہ بہار تاجدار ایک طرف باغبان قدرت بہ
دشمت سردارون سے دربار معمور سامان عیش و سرور ملکہ بہار نے پکارکر آواز دی ای گلعذ

ن نے کنیزون سے کہا یہ چالاک عمرو عیار کا بیٹا الگوری بنا ہوا پھر رہا ہی کنیزون نے کہا سحر
کے پکڑ لین برق نے پکار کر آواز دی او الگوری مین نے تجھکو پہچان لیا چالاک کے ایک جا دوگر
فر مار اجست و خیز کرکے نکلگیا کنیزون نے کہا بی صرصر تمنے خوب پہچانا ہم لوگ تو نہ پہچان سکے
ں صورت بدلتے ہین کس مکر سے یہ عیّار نکلتے ہین سامری و جمشید انکے مکر سے بچا ہین صرصر
نقلی کنیزین ساتھ ہین دربار مین گلعذار نیرنگ ساز کے آئین سب حال سامنے گلعذار کے
ن کیا گلعذار نے کہا ای صرصر بڑا کام کیا صرصر نقلی نے کہا حضور اب مین آپ کے ساتھ ملونگی
مین شریک ہونگی آپ کو بھی لطف ملیگا شراب و کباب منگائیے آج آپ کو گانا سنائین بیان قمر صاحب
ف طلسم ہوشربا کی نئی غزل ایک یاد ہی اُسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھی گئین اسباب عیش و نشاط
ہوا صرصر نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کے شروع کی غزل مصنف

بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی
عرش بریں ہلا کے ترے دل مین راہ کی

بدلی نہ اُٹھنے پائی مرے دود آہ کی
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے انکے ابروون پر جب نگاہ کی
دل پر چھری چلی بھی تو دل سے نہ آہ کی

میرا جنازہ دیکھکے حسرت نے یہ کہا
دیکھین حضور لاش یہ اک بیگناہ کی

کسطرح راہ ملک عدم طی کرینگے وہ
سر پہ ملے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی

تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون
تعظیم کو اُٹھی ہی مرے گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے
مدت سے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی

خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہی بانکپن
قاتل نے مین وقت مین ترچھی نگاہ کی

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

ر نقلی نے اس دھوم سے یہ غزل گائی کہ گلعذار بیقرار ہوگئی کہتی تھی ای ملکہ صرصر تمھاری تو
ذھ ہو گئی حقیقت مین مصنف صاحب نے کیا غزل فرمائی ہی ساری محفل خوش ہو گئی صرصر
اب شراب کا چرچا ہو میری چہار جانب نگاہ ہی مین عیّارون کی فکر مین ہون شاید جلسے
اُسنکر نگوڑے دوڑے آئین جو کوئی عیار آئے اُسکی ٹانگ لون آپ کے واسطے شہنشاہ کو بڑا
ہی عیّار عیاری نہ کرنے پائین گلعذار نے کہا ملکہ صرصر تمکو اختیار ہی جسطرح مناسب جانو اُسطرح

عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف لشکر گلعذار کے چلا جب لشکر مین آیا کنیزون سے
ملاقات ہوئی کنیزون نے پوچھا ملکہ صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نقلی نے کہا مجھے
شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر دیکھو کوئی عیار نہ آیا ہو اسواسطے مین پھرتی ہوئی آئی اسوقت
کسی عیار کا گذر نہین ہوا کنیزون سے برق باتین کرتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ گلعذار
کو سلام کیا گلعذار نے کہا بی صرصر کیونکر آنا ہوا برق نے کہا حضور ابھی آپ نئی نئی
لائی ہین عیارون کا دستور ہے صورتین تبدیل کر کے آتے ہین غدر مچا دیتے ہین لیکن مین
پھری کسی مقام پر عیار کو نہین پایا گلعذار نے کہا بی صرصر یہان عیار آکر کیا کریگا آپکا تو
صرصر نقلی نے کہا واری ابھی آپ کو آگاہی نہین ہے مین ذرا لشکر مین دیکھ آؤن چند کنیز
ساتھ لیکر چالاک سے تو کہہ آیا تھا چالاک ایک گھوڑی کی شکل بنا ہوا بازار مین اوکتا
پھرتا ہے ظاہر مین شراب کا نشہ ہاتھ مین ایک پیالہ اُسمین کھلی بھیگی ہوئی کبھی اُسکو چکھ بھی لیتے
کسی مقام پر کمر جھکا کر کھڑے ہوئے کھر کھراتی ہوئی آواز سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

مرتے دم اے جان درد دل سناتے جائینگے	جائینگے دُنیا سے تو تجھکو رُلاتے جائینگے
وصل سے محروم پھر دگے بلایا ہے تو کیا	آئے ہین ہنستے ہوئے آنسو بہاتے جائینگے
یار کہتا ہے چلینگے سیر مقتل کو جو ہم	فتنہ شور قیامت کو جگاتے جائینگے
جسقدر الفت تری لاغر کریگی اے صنم	اور بھی ہم تیری آنکھون مین سماتے جائینگے
آج لڑ لونگا رقیبون سے نہین تو اے صنم	اور بھی ہر روز یہ مجھکو دباتے جائینگے
ضد سے ساقی نے بہا دی پر نہ دی ہمکو شراب	آج مینخانے سے ہم آنسو بہاتے جائینگے
بیوفا دل لیکے بھی کچھ تو نے دلداری نہ کی	دلکو تو بھولے تھے تجھکو بھی بھلاتے جائینگے
مسکراتے آئینگے گنج شہیدان مین جو وہ	زندون کو مارینگے مردون کو جلاتے جائینگے
شعلۂ رخسار اگر یون ہی رہا ہر شب بلند	چاند کیسا سب ستارے داغ پاتے جائینگے
موئے مژگان کے برابر ہو گیا ہے جسم زار	دیدۂ تر کب تلک مجھکو سکھاتے جائینگے
تو ابھی ہے طفل مکتب سن نہ مطلق ہے نہ علم	اُلٹی پلٹی ہم تری جانب سے پڑھاتے جائینگے
ایک دو سے رشک ہے تجھکو ابھی تو اے قبول	لاکھون عاشق کوچۂ جانان مین آتے جائینگے

ہوئی کہ مسلمانون کی مشکین باندھکر خدمت مین لاؤن اب تو جنگ کو بہت طول ہوا اب ان
ن کو مٹانا چاہیے افراسیاب نے کہا ای گلعذار بی بہار نے بہت سر اُٹھایا ہی گلعذار نے کہا
ی اُنھین کو للکارینگی پہلے اُنھین کی مشکین باندھکر لائیگی اب لونڈی کو اجازت ملے کہ مین جاکر
بلہ کرون بہار کو مٹاکر ساربان زادے کو گرفتار کرون سبز بخت کو اُس سے لون ہمارا عزیز دار
ب ساحرون مین یہی ذکر ہی کہ سبز بخت پر نہین معلوم کیا گذری افراسیاب نے کہا مجھے بھی حیرت
کس حال پر ملال مین سبز بخت ہوگا عمرو کی زنبیل مین جاکر ساحر بڑی مصیبت اُٹھاتا ہی اور
ن سے دوبارہ نجات پاتا ہی گلعذار نے اُسی وقت تیاری کی آلہ بارگاہ کا اژدرون پر لدوایا
ساحرون کو ساتھ لیا کوچ کرکے چلی افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت اب تم بھی جاؤ یہ
حرہ نہایت زبردست ہی بی بہار کو پناہ نہ ملیگی بہار کا سحر گلعذار دفع کریگی دیوانہ کرکے
دنیا مین پھرائیگی حیرت بھی تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوگئی اب جو حیرت آکر لشکر مین پہونچی
سنے ذکر کیا کہ اب مسلمانون کو معلوم ہوگا شہنشاہ نے گلعذار نیرنگ ساز کو روانہ کیا
ہ آتے ہی قیامت برپا کریگی ہرکارون نے جو یہ خبر پائی طرف لشکر مہرخ کے بھاگے دربار مہرخ
سب ساحر جمع ہین جشن کا اہتمام ہوا سب نے آکر ملکہ مہرخ کو نذرین دین ملکہ بہار گلعذار
ے تخت مین دنگل زرین پر جلوہ فرما ہین عیاران نامی اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ ہرکارے
ہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت جادو بیان فرماتی ہین کہ گلعذار نیرنگ ساز
دھوم سے آتی ہی افراسیاب سے وعدہ کرکے آئی ہی کہ سب کا خاتمہ کرونگی کچھ سردار
ہ ہوئے ہین کل پرسون واسطے استقبال کے جائینگے باعزاز و اکرام لیکر آئینگے یہ سنتے ہی
ق و چالاک اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے فرمایا بھئی کہان چلے برق نے کہا حاضر
ہون عمرو نے کہا معاملہ بگاڑنے جاتے ہو برق بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا کہ اُستاد ایسا ہی ظریف
تے ہین کچھ چالاک کے کان مین کہکر برق بھاگا پہلے لشکر حیرت مین آیا دیکھا پانچون عیار پہچان
ن موجود ہین بہ اطمینان طرف صحرا کے بھاگا رات کو کسی جنگل مین سو رہا صبح کو اُٹھ کر پھر چلا ایک
پر چڑھ کے دیکھا لشکر گلعذار کا اُترا ہوا ہی دو لاکھ ساحر ساتھ ہین خیمے بارگاہین جا بجا استادہ ہین
ہزار کنیزین گلعذار کی لباس رنگین پہنے ہوئے لشکر مین پھر رہی ہین برق نے رنگ و روغن

سامری و جمشید ہین اُنسے دھوکے کھاتا ہی یہ نہ سمجھا کہ حیرت کیونکر آگئی ذرا بھی عقل کو دخل نہ
عمرو کا گرفتار ہونا کتنی بڑی بات تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیرت جادو
رنجیدہ کبیدہ آتی ہی آتے ہی افراسیاب کے سامنے رونے لگی افراسیاب نے کہا کہ
خیر تو ہی حیرت نے کہا بی گلگونۂ رنگین پوش عمرو کو لیکر آئی ہین جاکر برہمن کو چھڑا
ملک برباد و ویران ہوے وہ سب شکایت کرتے ہین کہ ہماری اقلیم مین کیون برہمن کو
جسکا یہ انجام ہوا مقام افسوس ہی آج مسلمانون نے جشن کیا ہی روشنی کی تیاری ہو رہی ہی
پھولی پھولی پھرتی ہین بی مخمور کا مزاج نہین ملتا اب تو ہر کس و ناکس کا یہی قول ہی کہ طلسم
شکست ہوگا مسلمانون کا بندوبست ہوگا افراسیاب نے کہا کیا مجال جسدن کمر ہمت
مثل نقش قدم مٹا دونگا لونڈی غلامون کی بھی یہ حقیقت ہی کہ لڑائی کو فتح کرین ما بدولت
دیتے چلے آتے ہین جسدن ڈٹ جائینگے زمین کے طبقے آسمان پر پہونچا دینگے حیرت نے
کہا یہی کہتے کہتے وہ لوگ صاحب ملک و مال ہوگئے خراج چلے آتے ہین لڑائی پہ تُلے
ہین راستے طلسم کے کھلے ہوے ہین صحراے سبز بخت مین جانا کیا آسان تھا ایک ایک
ہی یہ ذکر تھا کہ ایک ابر گلنار اُٹھا ہوا بھی ٹھنڈھی چلی چمنہاے طولانی شگفتہ ہوے نو
چمن اکڑنے لگے سوسن نے زبان کھولی نرگس شہلا نے نظارہ بازی کی حیرت نے کہا کو
افراسیاب نے کہا ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کی آمد ہی لوخانۂ
تدبیر ہوگئی کہ وہ ابر آکر سر باغ پر بیٹھا دیکھا سب نے ملکہ گلعذار نیرنگ ساز کمال تمکنت
گولے اُچھالتی ہوئی چلی آتی ہین علمہاے زنگاری پر لتریف سامری و جمشید مرقوم آ
دھوم بڑے بڑے ساحران نامی تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی گلعذار تخت سے اُتری افرا
کو آکر سلام کیا دیکھا ملکہ حیرت شہنشاہ سے باتین کر رہی ہین گلعذار نے پوچھا اے شہنشاہ
خبرین سُنین کہ طلسم مین بڑا غدر ہی مسلمانون کو حضور نے بہت مُنھ لگایا ہی سبز بخت
جلنے کی خبر سارے طلسم مین مشہور ہی اور بڑی خرابی یہ ہی کہ صحرا اُسی طرح آباد ہی جب
ہوتا ہی کہ سبز بخت زندہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو کی زنبیل مین ہوگا اُسکو منظور ہوا
کرونگا کوئی فساد برپا ہوگا اسوجہ سے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا گلعذار نے کہا لونڈی

بیتابیان یہ برق جہانتاب مین نہین
جو دل مین اضطراب ہی سیماب مین نہین

امیدین رہنے دیتی ہین کب دلمین یاس کو
دشمن کا دخل صحبت احباب مین نہین

آہون کی گرمیون سے ہی خشک اپنی چشم تر
پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین

آہون کے اُڑ رہے ہین شرر کیا شب فراق
ایسی چمک تو کرمک شب تاب مین نہین

مفہوم لال دو دون کا یہ چشم ترکے ہی
تحریر وصل طالع سرخاب مین نہین

پتا شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال
برباد ہی جو صحبت احباب مین نہین

فرقت مین یاس وحسرت وارمان ہین میرے پاس
اسباب اور عالم اسباب مین نہین

کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف
ہین بیخبر خیال عدم خواب مین نہین

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال ہین
یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین

آنکھین پھری تھین دل بھی ہوا مجھسے منحرف
نام وفا کہین دل احباب مین نہین

دریاے اشک چشم مین جو زور وشور ہین
جوش وخروش یہ کسی سیلاب مین نہین

خال سیہ کا جو رخ تابان یہ ہی فروغ
تارون کی یہ چمک شب مہتاب مین نہین

داغون سے عشق خال کے خالی فراق مین
تل بھر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین

خواب عدم سے کون جگائیگا ای قمر
اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

نیرنگ سازان شعبدہ باز وشعبدہ بازان جادو نگار وسحر ساز اس داستان رنگین بیان
ن زیب قرطاس فرماتے ہین نظم مغنی خبردہ ازان داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان +
فغان کہ آمد بجان + درین زیر نہ پردۂ آسمان + درین پردہ آواز نالم چو نی + بہ احوال جم
حوال کی + ناظرین والا تمکین بیان پر اس کج مج زبان کے براے چند ساعت ہمہتن گوش
ہین سامعان والا مقام نئے رنگ کی داستان سماعت فرمائین جب افراسیاب خانہ خراب
کوکب کے بیہوش ہوا ماہیان زمرد پوش لیکر باغ سیب مین آئی افراسیاب کو
ر کیا جب افراسیاب کی آنکھ کھلی ماہیان نے کہا کیون افراسیاب ایسا تو نے سلطنت
ربا کو خاک مین ملایا جہان گئے اپنے کو ذلیل کرایا ارے کوکب وبرہمن تیرے مقابلے کے
ہین ہر چند کہ وہ بھی بادشاہ طلسم نور افشان ہی مگر تو نے جو سحر حاصل کیے وہ سب ساختۂ

بدلتا ہوا آتا ہے کہ ایک نخل پر سے دھما کا ہوا دیکھا ملکہ حیرت دریاے جواہر مین غوطہ مارے
اسطور سے آئین کہ ثابت ہوتا ہے اڑتی ہوئی آتی ہے آواز دی اے شہنشاہ یہ ظالم جانے نہ پا
حیرت پہونچی افراسیاب کے گلے مین حلقہ ہاے کمند ڈالدیے کوکب نے بھی سحر کیا اف
چرخ کھا کر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ اے کوکب لینا کوکب بڑھا تھا کہ زمین شق
ماہیان زمرد پوش نے کمر مین افراسیاب کے پنجہ دیا افراسیاب کو لے اڑی بر
اور کوکب ایک تخت پر سوار ہوے گلگونہ وخواجہ ایک تخت پر سوار ہوے کوکب
طرف اپنے ملک کے گئے اس لڑائی کو بھی فتح کیا گلگونہ وخواجہ داخل لشکر ظفر اثر ہو
مہرخ نے بڑی دھوم سے جشن کیا حیرت نے جو یہ خبرین سنین غصے مین تخت پر سوار ہ
افراسیاب کو خبر کرنے چلی یہ داستان متعلق جلد سوم تھی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان آمد ملکہ گلعذار نیرنگ ساز عیاریان عیار
گلعذار کا میدان مین آنا سحر بہار مین مسحور ہو کر باغ سیب مین جانا ا
قتل ہونا ہاتھ سے افراسیاب کے عین وقت پر پہونچنا خار خار رنگین ب
ہمشیرۂ گلعذار کا مردہ بہن کا دیکھکر رونا بعد اسکے لشکر کشی بر سر مسلمانا
اور بہار کو گرفتار کر کے اپنے سحر مین پھنسانا لشکر کشی بہار گلعذار بر سر
نور افشان ودیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف مع غز

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا — آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
اب دل کو اضطراب ہے شوق وصال مین — اس نظم سے زوال نہ آئے کمال مین
ساقی ہے سیر باغ ہے آمد بہار کی — صورت دکھا دے آج مرے گلعذار کی
ساقی کو اضطراب نہایت ہے آج کل — سوسن نے کس ادا سے سنائی ہے یہ غزل

غزل مصنف موافق مضمون

	زلف دیتی ہی سیاہی کفر کی اسلام مین		بیچ مین لاتی ہی پھر رخ گلفام کسکے واسطے	
	ہم کہان اور یار بد خو ہی کہان اب ای قبول		کر رہے ہو یہ خیال خام کسکے واسطے	

اسیاب نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے گلگونہ نے سحر کو اور زور دیا قریب تھا کہ افراسیاب
ت ہو کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی ہنستی ہوئی نکلی سنہرے کپڑے پہنے ہوے چلے پکاری ای شہنشاہ
یار ہو جیسے جب افراسیاب نے جواب نہ دیا اُس پتلی نے جھپٹ کر مُنہ پرا فراسیاب کے
پھیر اُمنہ رکھکر کہا مین صدقے مین قربان شعلہ مزاجی کو موقوف کیجیے آپ شہنشاہ طلسم ہوشربا
ں یہ باتین آپ کو مناسب نہین یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اب افراسیاب کو ہوش آیا
ہین کا نپا کہا او ظالم تیری محبت نے دل فگار کیا کیسا مجبور و ناچار کیا یہ کہکر جو ہاتھ ہلایا کڑک کر
ن گری سر گلگونہ کا سراسر زخمی ہوا قطرات خون چہرۂ بے نظیر بر آئے برہمن بھی زخم
ھے ہوے کھڑا تھا برہمن نے دیکھا گلگونہ قتل ہوتی ہی تاب نہ آئی گلگونہ کو اپنی پشت پر
اپ بہنہ سپر کہکے بڑھا افراسیاب نے چاہا دونون کے سر اڑا دون کہ آسمان پر برق چمکی
آئی او ناہنجار بدکردار ستم ساحر بے نظیر شہنشاہ کو کب روشنضمیر کوکب نے آتے ہی گولہ
ولا افراسیاب کے سر پر جا کر بیٹھا ہزارہا طائران خوش الحان مثل گلشن کے زمزمہ سرائی کرتے
ے پیدا ہوے سر پر افراسیاب کے اُڑنے لگے اُن طائرون کے نکلتے ہی افراسیاب کو گرمی
م ہوئی پسینہ چہرے سے پونچھنے لگا دل دھڑکا کلیجہ بھڑکا مگر افراسیاب نے ایک دستک دی
مرغ سیہ پیدا ہوا طائرون کو کھا گیا جب طائر غائب ہوے تو افراسیاب کو غصہ بڑھا
دی ای کوکب آج چراغ طلسم نور افشان گل کر دونگا یہ کہکر کئی گولے مارے کچھ آسمان
انب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا آسمان سے ایک برج سیہ چرخ مارتا ہوا آتا ہی معلوم ہوتا تھا
ب پر گریگا برہمن و گلگونہ نے آواز دی ای شہنشاہ بچیے کوکب نے اُٹھاکر گولہ مارا برج پر
لہ پڑا برج کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا گریبان پر اپنے ہاتھ
اُسے چاک کیا آواز دی ای غلام سامری کوکب کا گریبان گیر ہو ایک پتلہ فولادی پیدا
چاہا کہ کوکب کے لپٹ جاؤن کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب
ین جا پڑا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کوکب نے سپر پشت سے اُتاری افراسیاب پتیرے

سحر کیا برہمن پر شعلۂ آتش گرنے لگے برہمن مثل برق چمک کر نکلا جب برہمن نے سحر کیا افراسیا
پر چادر سُرخ گری افراسیاب اُسکو چاک کرکے چمکا تیغہ پکڑ کر برہمن پر جا پڑا تلوار چلنے لگی
افراسیاب نے ہاتھ مارا صدہا تلوارین برہمن پر گرین برہمن نے تلوارون کو توڑا اپنے
خنجر برسائے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی خنجرون کو توڑ رہا ہی ایک مقام پر برہمن
ہاتھ مارا افراسیاب نے کہا ارے حفاظت کرنے والے مرگئے اس ظالم برہمن بچے کو لد
مغرور ہی عقل و فراست سے سراسر دور ہی طلسم نور افشان وہ مقام ہی کہ ایک سحر مین مٹا
بادشاہ کو وہان کے دربدر خاک بسر کرونگا اب جو برہمن نے ہاتھ مارا ایک طائر نے
گلا اپنا زیر شمشیر رکھدیا گردن پر طائر کی تلوار پڑی گردن طائر کی اُڑ گئی خون کی چھینٹین جس
برہمن کے پڑین کہ آبلے پڑ گئے برہمن کو معلوم ہوا کہ ہڈیان جسم کی جلنے لگین ہر ہر عضو
چنگاریان نکلنے لگین ذرا برہمن کی پلک جھپکی آبلہ ہاے جسم پر ہاتھ پھیرا کہ آبلے غائب ہو
عرصے مین افراسیاب نے ہاتھ تلوار کا مارا سر برہمن کا زخمی ہوا افراسیاب نے چاہا
کا سر کاٹ لون ملکہ گلگونہ نے پڑھین کچھ زیور پھینک مارا افراسیاب پر صدہا تلوارین گرین
برسے کچھ ہاتھون سے اشارہ کیا کہ افراسیاب جھوما چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین
ہو کر ٹھہرا گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ خاص سحر سامری ہی رگ رگ مین اس
شعبدہ بازی بھری ہی یہ سحر کبھی خالی نہین جاتا دیر تک افراسیاب چپ رہا جب ملکہ گلگو
آواز دی شہنشاہ کچھ تو بولیے زبان کھولیے افراسیاب یا تو چپ تھا یا پکار اُٹھا شنط

ہجر مین ای گل تُو گلفام کسکے واسطے — شیشہ بھر کسکے لیے اور جام کسکے واسطے
دور جب صورت مین ہو پہلو سے وہ آرام جان — ای دل دیوانہ پھر آرام کسکے واسطے
سنگدل ناآشنا قاتل ستمگر بیوفا — حیف ہی ہم ہو گئے بدنام کسکے واسطے
بلبلین مدت سے ہین دام رگ گل مین اسیر — پھر تو ای صیاد لایا دام کسکے واسطے
عشق چشم یار ہی ممکن نہین تم ہو دماغ — ای طبیبو روغن بادام کسکے واسطے
بہر شہرت چاک دل اُسنے کیا مثل نگین — دیکھنا زخمی ہی مُہر نام کسکے واسطے
جلد اگر لائے مرے خط کا جواب ای نامہ بر — نقد جان بیٹھے ہین ہی انعام کسکے واسطے

ہی کہ اسکو چیر کر پھینک دون اسکے اعمال قبیح کی سزا دون گلگونہ فرماتی ہین اُستاد ذرا تماشا
ہو مین اس مکار کی فکر کر چکی ہون مزا یہ ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے اپنے ہاتھ سے اپنی جان دے
ی بوٹیان خود کاٹے خلنجال گھبرا کے پہار سے کودی بڑی سختی اُٹھائی لیکن مہلت نہ پائی
ن بھی قریب پہونچا خلنجال نے نیمچہ مارا برہمن نے کلائی پکڑ کر ایک طمانچہ مار دیا خلنجال کا سر
گردن سے اُڑ گیا اب فوج باقی ماندہ کو قتل کرنا شروع کیا گھیر ڈالدیا ہی یہان افراسیاب جادو
سیب مین بیٹھا ہی صبح کا وقت ہی باغ سیب کی رعنائی طائرون کی زمزمہ سرائی نخل
ز و شاداب پھول لاجواب افراسیاب عیش پسند ہی گرد نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین
ہین ذکر برہمن ہو رہا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ اب تو برہمن و گلگونہ دونون قتل ہو گئے
لگے افراسیاب کہتا ہی اب نہ بچینگے ساربان زادے کا بھی سر آتا ہوگا آج عالم مین سامری
شید کے غلغل پڑیگا وہ تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے
ن ہی دیکھو خلنجال نے کیونکر گرفتار کیا لیکن اُسکو بڑی آبرو سے لانا چاہیے سب سردار برائے
بال جائین خلنجال کو بہ آبروے تمام میرے باغ مین لائین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر بجال
ن پر نچے ہوے آیا اگر درخت پر بیٹھا افراسیاب نے کہا ارے تو کون ہی کس حال پریشان
آیا ہی تجھکو دیکھکر دل گھبراتا ہی کس غم رسیدہ نے تجھکو بھیجا ہی طائر نے آواز دی ای شہنشاہ
ون بارگاہ غضب ہو گیا خلنجال و سرمست مین فساد ہوا برہمن و گلگونہ نے رہائی پائی
ت مارا گیا مجھکو تو اب یقین ہی کہ خلنجال بھی قتل ہو گئی ہو گی برہمن کے سحر سے بچنا دشوار ہی
ن و گلگونہ نے قیامتین برپا کی ہین وہ سحر ہو رہے ہین کہ زمین کانپ رہی ہی پہاڑ جل رہی
م سے شعلۂ آتش نکل رہا ہی یہ سنتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا مین خود جاتا ہون افراسیاب
و غضب تمام اُٹھا سحر کرتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ فوج تمام گھری ہوئی ہی برہمن و
نہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کل فوج کو قتل کرین ایک انمین سے بچکر نہ جائے برہمن و
نہ شانے سے شانہ ملائے سحر کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر
افراسیاب جادو و برہمن خبردار کہان جاتا ہی لاشہ خلنجال و سرمست کا جو دیکھا افراسیاب
زیادہ غصہ آیا للکار کر جا پڑا برہمن اور افراسیاب سے سحر ہونے لگا جب افراسیاب نے

ملکہ گلگونہ نے کہا اسطرح کی جان دینے سے کیا فائدہ خلخال نے ہمارے ساتھ بڑا مکر کیا اسکا سر
کے لاؤ تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین یہ سنتے ہی سرمست فاقہ مست جھومنے لگا کہا جرا نا د
ہوا بجا لاتا ہون خلخال کا سر لینے جاتا ہون گلگونہ نے خوب سحر کو زور دیا جھومتا ہوا چلا جو
جو جادوگر ملا اُسکو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسی پر تلوار چمکائی برق گرائی کئی سو کو قتل
سامنے خلخال کے پہونچا للکارا او بجیا تو نے معشوق پریچہرہ کو آزار پہونچایا بہتر اسی مین
سر جھکا دے مین تیرا سر کاٹ کے لیجاؤن ملکہ کو راضی کرون اگر اسکے خلاف کیا تو جینیا
لیجاؤنگا خلخال نے للکارا او بجیا تو نے میری محنت خاک مین ملا دی مین نے اپنے کو شل نقش
مٹا یا تب ان تینون کو قید کیا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ ابتر کوئی دست انداز ہوسکتا ہی سا
افراسیاب کے تیری شکایت کرونگی سرکار سے تیری سزا ہوگی لاکھ لاکھ خلخال چیخی بیٹی ڈرا
مگر سرمست کب مانتا ہی مبہوت چہرہ سُرخ کف مُنھ سے جاری آنکھون کے سامنے تصویر گلگونہ کی
ہی کلیجے پر ہاتھ مارتا ہی کہ اُس معشوق پریچہرہ کو کیونکر پاؤن تلوار کھینچکر خلخال کیطرف چلا خلخال
نے ہرچند سحر کیا کہ اسکو روکون میرے پاس نہ آئے مگر سرمست کب مانتا ہی جھپٹ
ہاتھ تلوار کا مارا خلخال نے تھپکی ماردی تیغہ ہاتھ سے سرمست کے نکلگیا وہی تلوار خلخال
نے اُٹھالی دم شمشیر پر سحر دم کیا یا سامری و جمشید کہکر ہاتھ مارا سرمست نے ہاے ملکہ
کہکر سر آگے کردیا تلوار جو پڑی سرمست کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ صداے گر
بلند ہوئی خلخال نے مار تو ڈالا مگر سر پیٹ لیا کہ ہاے بڑا ساحر بردست مارا گیا افراسیاب
شکایت کریگا اب جو پلٹکر دیکھا گلگونہ و برہمن نے کل فوج کا ستھراؤ کردیا لاشون سے
بھر دیا خلخال سوچی کہ اب انکے ہاتھ سے نہ بچونگی ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایک طائر
کہا ای طائر سامری میرے تو ہوش اُڑے ہوے ہین جلد جاکر شہنشاہ سے اطلاع کرکہ
مارا گیا خلخال کو اکیلا پاکر گلگونہ و برہمن نے گھیرا ہی طائر تڑپ کر بھاگا کئی گولے خلخال
مارے کہ برہمن و گلگونہ پر آگ برسنے لگی زمین کانپی کبھی خون اپنا کاٹ کر پھینکتی ہی تمام
جسم کا اُتار کر پھینکا بجلیان پھینکین تو برقین چمکین پابیون سے شعلۂ آتش گرے کڑے اتار کر جو
پتھر برسے مگر ان دونون پر تاثیر نہین ہوتی سحر کو اسکے بہ آسانی دفع کر رہے ہین

ی پائی اب کیونکر جان بچیگی تیری ہی ذات سے یہ فساد برپا ہوا عمرو نے گلگونہ کی بھی زبان
سوزن کو نکال لیا گلگونہ مثل برق جہندہ تڑپ کر اٹھی برہمن سے کہا آپ دخل نہ دیجیے مین
لونگی سرمست نے جو پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین مثل شعلۂ جوالہ سینے پر ابھار چہرۂ زیبا
ظاہر انتشار سرمست نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی میری جان پر بنی ہی میری مدد کیجیے
عجیب نوبت ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی کس زبان سے عرض کرون نظم

لکھو شوق نا تمام مرا
ن نہووے خراب کام مرا
منا کثرت بلا نوشی
نکہ رنگین نہو کلام مرا
نوبت یہ جان دی دیکھا

غیر لیجائے ہی پیام مرا
آتشین خو سے آرزوے وصال
کاسۂ آسمان ہی جام مرا
تونے رسوا کیا مجھے اب تک
مومن انجام و اختتام مرا

بے اثر ہی فغان خون آلود
پک گیا اب خیال خام مرا
اُس لب لعل کی شکایت ہی
کوئی بھی جانتا تھا نام مرا
بندگی کام آ رہی آخر

ی نہ کہتا تھا کیون سلام مرا　　ملکہ گلگونہ نے جواب دیا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی کیا اسے بھی
ت پیدا ہوئی یہ سنکر سرمست نے چاہا سحر کرون ملکہ نے کچھ بال توڑ کر پھینکے کہا یہ دام محبت
بال جو پھینکے اقبال کی ترقی ہوئی بال بال گنہگار تھا سراسر دل کو پیچ و تاب ہوا سرمست نے
تھا چند ماران سیہ پیدا ہوے ایک مار سیہ کفچہ اٹھا کر سامنے آیا سرمست نے ایک دانہ ماش کا
مار سیہ جلکر خاک ہوا دھوان نکلا وہ دھوان جو دماغ پر پہونچا سرمست رقص کرنے لگا
بتا تھا کبھی غل مچاتا تھا کبھی پکارتا تھا مین تابعدار ہون قدم پر سر کو نثار کرون غلام قدیم
ن کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون کیا شکایت فلک کجرفتار کرون بقول شاعر نظم

ون دکھائی ای فلک بے یار صبح
تی ہی ہر رات سو سو بار صبح
ل کی شب در پہ گر آیا ہی یار
کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
یان کسکو شب فرقت مین ہوش

ہی شفق سے مجھپہ آتشبار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
آ چکی ہوگی پس دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

یا ان کسی خورشید رو کے عشق مین
زلف جانان شام ہی رخسار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
سرمست یہ اشعار پڑھتا ہوا

ب آیا قدمون پر سر رکھدیا کہا میرا سر کاٹ لیجیے بار گردن سے اتار لیجیے کہ نجات پاؤن

پتھر برسنے لگے ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی ایک جادوگر پتھروں کے ڈر سے نکل
پکڑے کھڑا ہوا خواجہ نزار رہے ہیں کہ ای برہمن ہمارے معبود نے رہائی کا سامان مہیا
برہمن کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا خواجہ گوشت خرد ندان سگ ہو رہا ہی ہمیں
ہمارے دونوں دشمن ہیں اگر سرمست غالب آئیگا وہ بھی ہمارا ہی قاتل ہی خواجہ عمرو
گھبراؤ نہیں ہیں تدبیر کرتا ہوں خلخال نے جو سحر کیا پتھر برس رہے ہیں پتھروں سے آگ نکل
کسی طرف تلوارین گر رہی ہین ہر چند سرمست رد کرتا ہی مگر سحر دفع نہیں ہوتا اگر تلوار ہیں
پتھروں کی ترقی ہوئی جادوگر بھاگ کر چھپتے پھرتے ہین بعض منھ کے بھل گرتے ہین سرمست
گھبرایا ہوا ہی خلخال بہ اطمینان سحر کر رہی ہی پانچ چار ہزار ساحر جو مارے گئے بہادر برخون
جلاد مہر تابان خنجر ضیا لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا وہ جادوگر جو بھاگ کر نخل کے پیچھے
خواجہ عمرو نے پکار کر کہا بھائی میرے پاس آؤ ادھر چھپو تمھاری جان بچے اہل وعیال
تمھارا مارا جانا مجھکو گوارا نہیں ننھے ننھے بچے تمھارے تباہ ہو جائینگے عمرو نے جو محبت
وہ جادوگر خوش ہو گیا قریب عمرو کے آیا کہا بھائی اگر مین مارا جاؤنگا نو جوان جورو کا
پوچھنے والا نہیں بیچاری کہان جائیگی تڑپ تڑپ کے جان دیدیگی جب وہ ساحر قریب
آیا عمرو نے کہا بھائی بیٹھ جاؤ جب وہ جادوگر بیٹھا عمرو نے کہا مین بھی ڈر رہا ہون مجھپر نہ گر
پڑے سر پھٹ جائیگا جان کا ہیکو بچیگی وہ جادوگر بیٹھ گیا عمرو نے کہا بھائی میری کمر مین
نکال لو جادوگر نے ہاتھ ڈال کے عمرو کی کمر سے روپیہ نکالے عمرو نے کہا بھائی تمھین لے
ہاتھ کی ہتھکڑیان نکالدو مین اشرفیان بھی تمکو دون تم لیکر بھاگ جاؤ ہم تو اب زندہ نہ
صاحب اہل وعیال ہو تمھین خرچ کرنا جادوگر روپیہ تو پا ہی چکا ہی خوشی مین عمرو کی ہتھ
خواجہ کی جیسے ہی ہتھکڑی نکلی کمر سے فوراً حباب بیہوشی نکالا اشرفیان نکالنے کے حیلے
منھ پر ساحر کے مار دیا ساحر بیہوش ہو کر گرا اب تو عمرو نے روپیہ اُسکی کمر سے لیکر اپنی
رکھے اور جیبٹ کے اول برہمن کی زبان سے سوزن لی برہمن کی زبان سے جو سو
ایک شیر تھا کہ اپنے مقام سے جھوم کر اُٹھا نعرہ کیا او خلخال بدمآل اب کہان جائیگی خا
جہ پلٹکر دیکھا کہ برہمن نے رہائی پائی پکار کر آواز دی او سرمست بدمست دیکھ تیرے

عالم تمام کیون نہ پرستش تری کرے
قاتل کہین کھڑا ہی خفا ہوکے بین کہین
رنجور تو ہی لب سے نہ پہونچیگا زلف تلک
جل جل کے پوست وشت مین اُترا بدنکا سب
اب آہوان یار کا مین چھوڑتا ہون عشق
ڈھونڈھا بہت نہ دل کو دہن کا ملا سراغ
آزاد وہ نہین جو ختن کی کرے نہ سیر
یا رب نجف مین ہند سے پہونچا قبول کو

ہندو سے ہی بعید مسلمان سے دور ہی
محشر کے دن بھی ہاتھ گریبان سے دور ہی
ای دل ختن کا شہر بدخشان سے دور ہی
چرمی بھی جامہ اب تن عریان سے دور ہی
حیوان پہ ہو فریفتہ انسان سے دور ہی
خضر اپنا حیف چشمۂ حیوان سے دور ہی
وہ قید ہی جو کاکل پیچان سے دور ہی
اب تک یہ مور اپنے سلیمان سے دور ہی

کا ہنگامہ گانے والی مچل رہی ہی سرمست کے سامنے بتاتی جاتی ہی خلخال نے جھلا کے کہا
اپنے باپ کے سامنے مچل رہی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی اسطرف نہین آتی گانیوالی کانپنے لگی
خلخال کے بیٹی سرمست کو غرور کرنا خلخال کا بہت ناگوار ہوا پلٹ کر کہا ای خلخال آج تم
وش مین نہین ہو اگر ہم تمکو ایسا مغرور جانتے تو اسآب جا کر رات بسر کرتے نہین معلوم تم کیا
ہو خلخال نے کہا میان سرمست کیا تم میرے حاکم ہو میرا غرور کرنا کیا بیجا ہی تمکو میری اطاعت
نشاہ نے بھیجا ہی خاموش بیٹھے رہو ایسا نہو ذلیل ہو سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ
فراسمجھ کے کلام کرو مین شہنشاہ کا تابعدار ہون اور کسی کی اطاعت نہ کرونگا خلخال نے کہا
نہ سمجھیے گا مجھکو شہنشاہ نے نائب قرار دیا ہی سب پر میری حکومت ہی مین نے طلسم ہوشربا
ہونے سے بچالیا عمرو میرے قبضے مین ہی جسکی ذات سے سارا فساد برپا ہوا زیادہ زبان درازی
سرمست نے کہا مین تمھاری حکومت کو نہ مانونگا باتون مین اسقدر تکرار بڑھی کہ خلخال
کلام سے اُٹھی سرمست نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خلخال نے اُٹھتے اُٹھتے گولہ مارا سرمست
کو کاٹا سرمست تو بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی بے اختیار مُنہ سے نکل گیا کہ اِس
ناک چوٹی کاٹ لو بارہ ہزار جادوگر لینا لینا کر کے چلے خلخال نے پکار کر آواز دی اور
ت کیون تیری شامت آئی ہی یہ بارہ ہزار ایک سحر کے مہمان ہین ایک ہی سحر مین سب کو مٹا دونگی
نے کچھ جواب تو نہ دیا گولہ مارا مگر خلخال بلائے روزگار ہی چند سنگ ریزے جو اُٹھا کر مارے

جنگل مین سامان کر میدان خونی کی تیاری کیجائے اُسی مقام پر تینون کو قتل کروا
قتل ہوگیا مسلمانون کے جی چھوٹ جائینگے اسی ظالم کی ذات سے سارے فتنہ و فساد ہین
مین سب سامان روانہ کرتا ہون کیا تعجب ہی کہ وقت پر مین بھی آؤن یہ لکھکر جواب نامے
دیا بعد جانے کنیز کے آواز دی ارے ایک ساحر کا خواہان ہون کہ یہان سے جاوے خلنجال
جاکر شراکت کرے قتل مین شریک ہو سر لیکر ہمارے پاس آئے بارہ ہزار ساحر واسطے انتظا
ساتھ لیجائے سرمست جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام یہ خدمت بجا لائیگا افراسیا
بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ کیے سرمست سب جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا یہان خلنجال کو
نامہ دیا خلنجال پڑھ رہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سرمست جادو مع بارہ ہزار جاد
کے آکر پہونچا خلنجال کو حکم افراسیاب سے آگاہ کیا خلنجال نے کہا اب تو دن قلیل باقی
سب سامان ہو جائیگا سرمست مع سب ساحرون کے اُسی پہاڑ پر فروکش ہوا خلنجال نے یہ انو
آپ بھی وہین آکر بیٹھی صحبت شراب وکباب شغل راگ ورنگ شروع ہوا اور سب جادوگر بھی
شراب چل رہی ہی جب دو دو چار چار جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے خلنجال نے
سرمست مین نے کل اپنی جان لگا دی برہمن ایسے ساحر کا گرفتار کرنا کیا آسان تھا نتھ
کوکب کاہن نجومی لیکن مین نے گرفتار ہی کیا تینون قیدی بھی ایک گوشے مین بیٹھے
ومضطر برہمن کا خواجہ سے اشارہ ہی کہ کیون خواجہ رات گذر رہی ہی کوئی صورت
معلوم نہین دیتی خواجہ فرماتے ہین ای برہمن مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسنے مجھکو بچانا کو
کہ نکل جاتا آخر پہاڑ سے پھاندا وہ بھی برابر پہونچی گرفتار کرلیا کسی کو لشکر مین خبر نہین
کیا گذری یہان خلنجال نے ایک نازنین پریچہرہ کو اشارہ کیا اُسنے یہ غزل گانا شروع کی

کب دل ہمارا کوچۂ جانان سے دور ہی — بلبل ہزار حیف گلستان سے دور ہی
بیٹھا ہی مجھسے بھاگ کے مجنون ہزار کوس — دانا جو ہی وہ صحبت نادان سے دور
کرلو وداع بلبل شیدا کو ای گلو — صیاد ایسے مین چمنستان سے دور ہی
جامے کو بار بار جھٹکتے ہو کس لیے — دامن تمھارا خاک شہیدان سے دور
غربت مین کوئی قبر کا جاروب کش نہین — باد صبا بھی گور غریبان سے دور

کنیز روانہ ہوئی یہان افراسیاب خود کہ رہا ہی کہ خلخال نے بڑا کار نمایان کیا مگر ناچ راگ
ہو رہا ہی ایک نازنین جبین افراسیاب جادو کو خوش دیکھکر یہ غزل گا رہی ہی غزل

نفع تجھسے مجھے ای زلف چلیپا کیا ہی | مفت مین دل تجھے دیدون مجھے سودا کیا ہی
آئنہ دیکھکے صورت تجھے سکتا کیا ہی | دیکھ تو اُسکی ادائین ابھی دیکھا کیا ہی
لاکھون دل پستے ہین جو ایک قدم چلتے ہو | یہ چلن کیسے ہین جانی یہ رَوتا کیا ہی
طائر رنگ پریدہ کو کرو نگا قاصد | نہین ملتا جو کبوتر مجھے پروا کیا ہی
جسنے کی فکر ہوا ملک عدم کو راہی | نہ کھلا حال دہن کا یہ معما کیا ہی
سامری کا نہ چلے آنکھ کے آگے جادو | ہونٹھ کہتے ہین کہ اعجاز مسیحا کیا ہی
آئنہ دیکھکے صورت یہ ہوے ہو عاشق | صبح سے چہرہ جو اُترا ہی یہ نقشا کیا ہی
طائر رنگ پریدہ کی طرح اُڑتا ہون | باغبان کا مجھے اِس باغ کے کھٹکا کیا ہی
ایکدم کی ہی اسے بحر جہان مین مہلت | بلبلا پانی کا ہی ہستی شیدا کیا ہی

ہر بھیجی ہوئی خلخال کی آکر پہونچی آتے ہی نامہ خلخال کا پیش کیا کہا واری آج ملکہ نے
م کیا ایسے ساحرون کو گرفتار کیا برہمن نے بڑی ہوشیاری کی مگر ملکہ نے حنائے گلگون پوش
ل بنا کر کنیز کو بھیجا تب میان برہمن اس دام مکر مین پھنسے ملکہ بصورت کوکب بنکر بیٹھین
سیاب نے کہا کیون صاحبو اب کیا صلاح ہی خلخال کو قید سپرد کردون سب مصاحبون نے کہا
یہ لوگ قید نہین رہ سکتے انکے مددگار پہونچینگے اور رہا کرکے لیجائینگے ہماری سب کی
، یہ ہی کہ صحرائے طلسمی مین گرفتار کیا ہی حضور درخل نہ دین نامہ لکھ بھیجین خلخال وہین قتل
الے سرآپ کے پاس آجائین یہ رائے افراسیاب کو پسند آئی اُسی کی عرضی پر جواب لکھا ای
ں وای خیر خواہ دولت ہمنے تمکو بہ عہدۂ نیابت مقرر کیا دہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ تمام ساکنان
رشک کرینگے لیکن ایک کام کرو یہ وہ لوگ ہین کہ اکثر قید ہوے اور رہا ہوگئے انکے مددگار
سے پیدا ہوتے ہین برہمن وہ ساحر ہی کہ اگر قید سے رہا ہوگا زمین ہلا دیگا اگر میرا سحر تمھارے
ہوتا برہمن کبھی اس دام کر مین نہ پھنستا مگر مناسب یہ ہی کہ ابھی خاص طلسم مین اِن قیدیونکا
نہین ہوا اگر سرحد طلسم مین آجاتے تو میعاد کرنا پڑتی مین فوج روانہ کرتا ہون اُسی

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای بجبر	مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

گانے والی ذرا چپ ہوئی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب تخت پر سوار اڑائے ہوے
تخت کو آتا ہی خلنخال نے کنکھیون سے دیکھ سر جھکا لیا گویا دیکھا ہی نہین کنیزون نے بھی عرض کی
حضور حقیقت مین اس کمال کو دیکھیے اب اس شخص کا ملنا دشوار ہوگا خلنخال نے کہا اب یہ مے
ہاتھ سے کیا بچیگا مین کیا اسے زندہ چھوڑونگی اس ظالم کے قتل سے منھ موڑونگی خواجہ نے آ
پرسے دیکھا کہ محفل مین اشارے ہو رہے ہین خواجہ نے تخت اُتارا کنیزون نے پکار کے کہا شہنشاہ
آتے ہین خلنخال نے سر اٹھایا واسطے سلام کے جھکی لیکن خواجہ کی جو نگاہ بڑی تیور خلنخال
کے دیکھکر دل مین شک ہوا کہ اسنے مجھکو پہچان لیا لیکن کچھ بن نہین پڑتا وہ براے استقبال
سامنے آچکی خیال ہی کہ اب یہ نہ ہٹنے دیگی تیور سے اسکے صاف ظاہر ہی کہ ہمین پہچان لیا
تقدیر کیا دکھائے اسی سوچ مین خواجہ زمین پر آئے لیکن ہاتھ پانون مین رعشہ مثل بید کانپ
ہین خلنخال ظاہر مین خاطرین کرنے لگی دل مین یہی ہی کہ اسکو گرفتار کرون خواجہ اس فکر
کہ ذرا اسکو غفلت ہو تو نکل جاؤن خلنخال کو خیال ہی کہ عمرو ذرا بھی مجھسے متوجہ ہو تو گرفتا
اور خواجہ عمرو ہوشیار بیٹھے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ برہمن وگلگونہ کہان ہین یا
وہ یہان نہ آئے ہون پتہ نہین ملتا چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین خواجہ چاہتے ہین کہ اب
کوہ سے گرا دون ایسا نہو کہ یہ گرفتار کرنے خلنخال نے کہا شہنشاہ یہ صحرا بہت ویران ہے
آباد کرنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا مین ویرانی صحرا کو دیکھون یہ کہکر اٹھے خلنخال حیران ہوئی
نہو ساربان زادہ نکل جائے یا پہاڑ سے پھاند پڑے چند سنگریزے ہاتھ مین لے لیے اور للکاری
او ساربان زادے کہان جاتا ہی مین نے پہچان لیا خواجہ پہاڑ سے پھاند پڑے خلنخال
برابر کودی گرتے گرتے ایک دو پتھر زمین پر مار دیا کہ خواجہ کے پانون مین لے تھام
خلنخال نے قریب آکر کمر مین پنجہ دیا پہاڑ پر لیکر آئی منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا
سے خواجہ کے اڑ گیا خلنخال نے کہا صاحبو دیکھا تمنے اس ظالم نے کیا کمال کیا اُسیوقت
ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ ای شہنشاہ مین نے عمرو و برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر
حکم ہو سطح لاؤن مگر کنیز آبرو کی امیدوار ہی ایک کو عرضی دی کہ جاکر شہنشاہ کے ہاتھ مین

حسرت و یاس سے یہ اشعار حنا سے نقلی نے پڑھے کہ کوکب نقلی رونے لگا کہا کیون برہمن سنتے ہ
لکہ نے کیا صدمے اٹھائے صاحب نہ گھبراؤ مین پلتا ہون یہ کہکر کوکب نے جام اپنے ہاتھ سے
ا کہا لو برہمن ایک جام تو پی لو برہمن نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ میرا دل دھڑکتا ہی شراب پینے کو
مین چاہتا کوکب نقلی نے کہا ای برہمن پی بھی جاؤ دل دھڑکنا کیسا برہمن نے بکراہت
پیا پیتے ہی گلابی ٹوٹی دھوان نکلا برہمن بیہوش ہو کر گرا اسکی بھی زبان مین سوزن کو دیا
ل نے برہمن و گلگونہ کو پتھر دن کی آڑ مین قید کیا اب اس فکر مین بیٹھی ہی کہ دیکھون عمرو کس
ت پر آتا ہی اب خلنخال بصورت اصلی بیٹھی ہی چند کنیزین سحر کی بنائی ہوئی گرد جمع ہین یہی باتین کر رہی
کہ حضور نے بڑا کمال کیا برہمن و گلگونہ کو گرفتار کر لیا ورنہ برہمن وہ شخص ہی کہ جو منتظم ریاست
ب روشن ضمیر ہی سارا طلسم نورافشان اسی کے انتظام سے آباد ہی رعایا دلشاد ہی مگر یہان جب
بہ نے دیکھا کہ برہمن کو بھی دیر ہوئی سمجھے کہ برہمن پر کچھ افتاد پڑی رنگ و روغن عیاری کا نکالا
سیاب کی صورت بنکر تیار ہوے تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے
خلنخال جادو بصورت اصلی بیٹھی ہی لیکن افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا اسکو معلوم ہوا
ماربان زادہ میری صورت پر برائے گرفتاری خلنخال جاتا ہی وہین سے افراسیاب نے سحر
ایک طائر زمزمہ سرائی کر کے پہونچا درخت پر آکے بیٹھا پکار کر آواز دی ای خلنخال جادو آگاہ ہو جاؤ
مرو بصورت افراسیاب آتا ہی خلنخال نے سحر کیا ایک نازنین کی شکل بنکر بیٹھی گرد کنیزین جمع ہین
بج رہا ہی ایک گانے والی شوخ و شنگ بخوش الحانی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

بہار حسن خدا داد کو زوال نہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
یہ حسن نور خدا داد ہی زوال نہین

جواب دیکے نہ دل توڑا در سائل کا
شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین

فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
گہن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین

مہینہ زیست کا کٹتا ہی ہر مہینے مین
نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین

ریاض حسن کے میودن مین یہ لطافت ہی
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن یہ خال نہین

تلاش مین نکلی یہ مضمون سُنکر برہمن کے ہوش اُڑ گئے کہا ای ملکۂ عالم مین عجب آفت مین مبتلا ہوا دام مکر افراسیاب سے چھوٹا آج تین دن سے اس صحرا مین حیران و پریشان ہون کسی نے ہمیرا راستہ روکا ہی ملکہ گلگونہ ایسی ساحرہ کہ جسکا ہوشربا مین مثل نہین سوا افراسیاب کے کسی سے کم نہین وہ جاکر غائب ہوئی خواجہ سائے مین نخل کے بیٹھے ہین مین جستجو مین گلگونہ کی نکلا ہوا لیکن مین شہنشاہ کو بھی تلاش کرونگا افراسیاب کی کیا مجال ہی کہ شہنشاہ پر دست انداز ہو حنا نقلی برہمن کو باتین کرتی ہوئی لیچلی برہمن تو اپنا پیر و مرشد جانتا ہی سر جھکائے ہوے چلا آتا جب قریب کوہ کے پہونچے کان مین آواز آئی ای برہمن خیر تو ہی ملکہ کو کہان پایا اس صحرا وحشت خیز مین کیونکر آنا ہوا برہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب مع پانچ سات مصاحبون زیر نخل بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک عورت حسین پہلو مین بیٹھی تھی ملکہ حنا کو دیکھکر پہلو سے منہ میٹھی کوکب نے آواز دی ای برادر آؤ برہمن مودب پہلو مین بیٹھا حنا نے بیٹھتے ہی اپنا رنگ جما کہا کیون صاحب کئی دن سے کہان تھے ہم تلاش کرتے کرتے دیوانے ہوگئے دیکھو پانون مین کانٹے چبھ آبلے ہمارے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روئے کیا اپنی کیفیت کہین کہان تک خاموش رہین نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے
اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے

آہون نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی
نالون کا بھی غل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتے

گہ دشت مین آوارہ ہین گہ اُنکی گلی مین
وہ دل مین بسے آکے تو گھر ہم نہین رکھتے

اقرار سے وصلت کے دیا کرتے ہین تسکین
اب دل وہ مراد رہم و بر ہم نہین رکھتے

گو بانی ہوا ناز تعشق سے دل اپنا
ڈر سے ترے آنکھونکو بھی تر ہم نہین رکھتے

ابتک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے
پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے

یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوش آب
ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے

جس دل مین نہو درد نہ پہلو مین جگہ دین
جو داغ نہ رکھے وہ جگر ہم نہین رکھتے

اب روح لہو ہو کے جو نکلے تو عجب کیا
تن مین لہو ای دیدۂ تر ہم نہین رکھتے

پژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول آہ
یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

ں پڑا کہا صاحب آؤ ہم تو تمھاری تلاش مین تھے وہ تو سمجھی کہ میرا نام تسخیر ہی گرفتار کرنے کی یہی
برہی برہمن نے ہاتھ تھام کر پشت پر ہاتھ پھیرا ہاتھ کا ہٹانا تھا کہ تسخیر کے جسم سے شعلہاے
ں نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم بڑی دغا کی
بھر مین جلکر وہ نازنین خاک سیہ ہوئی برہمن کے مُنہ سے نکلگیا ہاے اسی فریب مین گلگونہ
ی نہین معلوم وہ ملعونہ کہان ہی جسنے یہ سحر کیا قصد ہوا کہ زور نجوم کو دخل دون جھولی سے کاغذ
ا کچھ ہند سے وغیرہ بنا رہے ہین کہ وہان غلغال کو جو معلوم ہوا کہ تسخیر کو برہمن نے جلادیا
ئی کہ اب کیا کرون فوراً چند فقرات لکھے ایک طائر سحر بنایا بخدمت افراسیاب روانہ کردیا
سیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی کہ طائر نے آکر نامہ پہونچایا افراسیاب نے دیکھا کہ غلغال
لکھتا ہی کہ ای شہنشاہ برہمن دام مکر مین نہین پھنستا تسخیر دلپذیر کو مین نے روانہ کیا برہمن نے
جلادیا افراسیاب نے اُٹھکر ایک کمرہ کھولا آواز دی ارے دلفریب جلد حاضر ہو
ا ایک نازنین نہایت حسین ہنستی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کہا جلد
کو پاس غلغال کے پہونچا جو کہے وہ کرنا اپنے نام کی تاثیر دکھانا دلفریب فوراً روانہ ہوئی
ال بالاے کوہ بیٹھی ہی کہ دلفریب فرستادہ افراسیاب آکر پہونچی ہاتھ باندھکر سامنے
ی ہوئی کہا مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سُنتے ہی غلغال خوش ہوگئی کہا
، برہمن کے جاؤ تسخیر کرکے ہمارے پاس لاؤ دلفریب نے کہا کس صورت بر جاؤن غلغال
کہا جس صورت پر میرے سامنے لاؤگی ویسا ہی سامان پاؤگی یہ سنکر دلفریب پہاڑ سے
ی سوچکر بصورت حناے گلگون پوش تیار ہوئی تلاش مین برہمن کی چلی برہمن ابھی
نجوم کو درست کرنے نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای برہمن صف شکن مین تمھاری
ش مین نکلی تھی کچھ حال بھی تمکو معلوم ہی آج تیسرا دن ہی کہ شہنشاہ اپنے مقام سے
ب ہین برہمن جو پلٹا دیکھا ملکہ حناے گلگون پوش مضطر و پریشان چہرہ اُداس
م پاس برہمن کو پکارتی ہوئی آتی ہین برہمن نے گھبرا کر کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی حناے
ں نے دوڑکر برہمن کا ہاتھ تھام لیا کہا ای خیر خواہ دولت آج تیسرا دن ہی کہ شہنشاہ قصر
نیدی سے یہ کہکر نکلے تھے کہ براے بمقابلہ افراسیاب جاتا ہون پھر پلٹکر نہین آئے آج مین گھبرا کر

جب یہ اشعار تسخیر نے گائے ملکہ گلگونہ کی محویت اور زیادہ بڑھی غلغال نے جلدی سے جام شر[اب] لبریز کیا ملکہ گلگونہ کو دیا گلگونہ نے جام بے اندیشہ انجام پی لیا جام کے پیتے ہی ایک شعلہ [سا] نکلا ملکہ گلگونہ گر کر بیہوش ہوئین غلغال نے زبان مین سوزن دی سحر اُتار کر ہوشیار کیا [ملکہ] گلگونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام بدانجام کہ منتظر ناز کررہی ہی کبھی پکارتی [ہی] منم غلغال جادو مصاحب افراسیاب ساحرۂ لاجواب گلگونہ کے ہوش اُڑگئے کہ کس بلا [مین] پھنسی مقام افسوس ہی اِس ملعونہ نے بڑا مکر کیا یہ تو اس حال پر ملال مین ہوے وہان جب [ملکہ] گلگونہ کو عرصہ گذرا برہمن نے گھبرا کر کہا ملکہ گلگونہ کو کیون دیر ہوئی خواجہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑی برہمن نے کہا مین جاکر تلاش کرتا ہون خواجہ نے کہا برہمن دیر نہ لگانا خواجہ تو اُسی مقام پر ٹھہرے برہمن روئین تن چلا خواجہ نے کچھ سمجھا دیا کہ ای برہمن جو کام کرنا سمجھ کر کرنا برہمن نے کہا خواجہ سمجھا جائیگا جب برہمن چلے غلغال کے سحر نے خبر دی کہ اب میان برہمن آتے ہین غلغال نے اُسی تسخیر سے اشا[رہ کیا] میان برہمن کو لینا تسخیر چلی برہمن تھوڑی دور چلے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی [برہمن] نے پلٹکر دیکھا کہ ایک نازنین حسین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

ہماری عقدہ کشائی فقط دعا پر ہی ۔۔۔ بتون کے بندے ہین لیکن نظر خدا پر ہی
پھرے وہ ہمسے تو مُنھ پھر گیا زمانے کا ۔۔۔ رجوع خلق خدا خلق مین ہوا پر ہی
ہماری خاک کی مدنظر ہی بربادی ۔۔۔ مزاج یار بہت اندنون ہوا پر ہی
لبون سے دل جو بچا یار زلف نے مارا ۔۔۔ غضب ستم ہی ستم پر بلا بلا پر ہی
دماغ عرش پر اپنا ہی خوش دماغی سے ۔۔۔ فتادہ وہ ہین کہ سر پھیرے خاک پا پر ہی
قیام آہ سے اپنا ہی صورت نرگس ۔۔۔ تمام زور تن ناتوان عصا پر ہی
غضب ہی شکوۂ دورِ فلک نے لا خاموش ۔۔۔ پسا جو دانہ تو کیا جرم آسیا پر ہی
تمھارا جرم ہی کیا موت کا علاج نہین ۔۔۔ قضا ہماری ادا ہی ادا قضا پر ہی
کسی کے ہاتھ کب آتی ہی برق دولت عشق ۔۔۔ یہ اُسکی دین ہی موقوف سب عطا پر ہی

برہمن نے دیکھا وہ نازنین اسی جانب آتی ہی اسنے قریب آکر برہمن کو جُھک کر سلام کیا

گلگونہ رنگین پوش بگوش ہوش سن رہی ہین جون جون اشعار کی آواز آتی ہی طبیعت کا رنگ
نا جاتا ہی وہ نازنین مسکرا مسکرا کر باتین کرتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین راہ کو طی گیا دیکھا سامنے
مسند زربفتی بچھی ہی اسپر ایک نازنین نہایت حسین غنچہ دہن دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد
ین مصاحبین بیٹھی ہین اُس نازنین نے ملکہ گلگونہ کو دیکھا کھڑی ہوگئی پکار کر آواز دی اے
عالم آئیے غریبون کو سرفراز کیا کیا بڑی عنایت فرمائی ملکہ گلگونہ رنگین پوش اُسکا خلق
ق دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئین سراپا کو دیکھنے لگین دیکھا حقیقت مین صانع قدرت
یسی تصویر صفحۂ ہستی پر کھینچی ہی کہ جسکا نظیر ممکن نہین بقول شاعر شعر نقاش چون شمائل آن
یکشد ✤ نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد ✤ مانی چو نقش آن بت بدست میکشد ✤ چون مسیر
عدا او دست میکشد ✤ سراپا کو دیکھکر حیران ہوگئین انکسار مزاج کا یہ حال ہی کہ جھکی پڑتی ہی
تھام کے ملکہ گلگونہ کا قریب مسند کے لائی کہا تشریف رکھیے ملکہ گلگونہ بیٹھین وہ نازنین کہ
ہی اُسی نازنین سے جو ملکہ گلگونہ کو لگا کے لائی ہی کہ کیون بوا التسخیر تم مہمان کو لائین اپنے
ن کی خاطر کرو ایسے مہمان کسکو نصیب ہوتے ہین کچھ دو چار اشعار گاؤ طریقے سے معلوم ہوتا ہی
اگانا بہت پسند آیا التسخیر نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملایا التسخیر نے
گلگونہ سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے اشعار

گر پڑی بجلی جو ذکر آیا ترے رخسار کا
چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

صورت موے کمر ہرگز وہ ہاتھ آتا نہین
ہوگیا معدوم مضمون بھی دہان یار کا

یہ نہین ٹوٹا ستارہ جھڑتی ہین چنگاریان
تا فلک پہونچا ہی شعلہ آہ آتشبار کا

کہکشان بنتی ہی او قاتل ہمارے زخم کی
چرخ زنگاری ہی پھاہا مرہم زنگار کا

مشک نافے کیطرح خوشبو دہن مین ہوگئی
لے لیا بوسہ جو ہمنے گیسوِ خمدار کا

بادشاہی کرتے ہین بیٹھے وہان ہو کر فقیر
بن گیا ظل ہما سایہ تری دیوار کا

اِس لیے ہر دم عرق افشان جبین یار ہی
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا

ہمدم سوآیا ہی غش ابروے قاتل دیکھکر
دیجیو چھینٹا اگر پانی ملے تلوار کا

شاہ اقلیم سخن کا یہ قلق شاگرد ہی
کیون نہو ہر ملک مین شہرہ مرے اشعار کا

یہ اشعار عبرت آثار سنکر ملکہ گلگونہ کے دل کو بیقراری نے گھیرا بکار کر آواز دی ای نازنین مہ جبین یاں صحرائے ویران مین تیرا کیونکر گذر ہوا کیا مصیبت پڑی اُسنے ہنسکر جواب دیا یہ کوہ و دشت اپنا مقام ہی دشت نوردی ہمارا کام ہی ہماری ملکۂ عالم شہنشاہ ساحران اُستاد شعبدہ بازان برائے سیر آئی ہین جی چاہے چلکر ملاقات کیجیے کل صحرا کی وہی حاکم ہین اس اقلیم کی وہی ناظم ہین مگر آپ کے آنے کا کیا باعث ہوا ملکہ گلگونہ نے کہا کسی مکار نے ہم پر راستہ روکا ہی اسی کی تلاش مین نکلے اُس نازنین نے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیے جس کسی نے ایسی حرکت کی ہوگی اُسپر تنبیہ کیجائیگی بلکہ پکڑا بلوائینگے سزا دینگے کوئی آپ کو تردد نہوگا اسطرح کی باتین نازنین نے کین اور وہ اشعار دل پر تاثیر تو ہوہی چکی تھی اور اس شیرین سخنی سے اُس نازنین نے کلام کیا کہ ملکہ گلگونہ اُسکے ساتھ ہو لین اب جو قریب کوہ آئین چند نازنینان ماہ پیکر کی آواز سُنی اُس نازنین نے کہا شاید ملکۂ عالم جانے کو ہین جلد تشریف لیچلیے ملکہ گلگونہ نے گھاٹیون کو طے کیا بالائے کوہ جو آئی ایک خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا درخت چھوٹے چھوٹے سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف سامان عیش و نشاط مہیا معلوم ہوا چند نازنینان پری پیکر آسمین ملکر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

غزل

سر مین ہوائے ابروِ قاتل سمائی ہی — تلوار سے ضرور مری موت آئی ہی
مین جانتا تھا رویگا مجھکو وہ مثلِ ابر — لاشے پہ ہنسکے بار نے بجلی گرائی ہی
شانے تک اُسکے زلف سا اب پہونچ گئی — شانے کی اُسکی زلفِ رسا تک رسائی ہی
عارض دکھاؤ پھر وہی ہم ہین وہی ہو تم — آئینہ سان ہمارے تمھارے صفائی ہی
چشم صنم مین سرمے کی جا دود آہ دون — نارِ نظر کی مین نے سلائی بنائی ہی
ہین دست بستہ سامنے اُسکے تمام نور — پنجہ ہی بدر اور مہ نو کلائی ہی
کچھ غیر کے سخن کا نہ اُسنے دیا جواب — منھ اپنا لیکے رہگیا کیا منھ کی کھائی ہی
چھالے پڑے ہین اسلیے قاتل کی تیغ مین — تلوار میرے گرم لہو مین نہائی ہی
لب اُسنے لب پہ رکھدیے غش دیکھکر مجھے — سوتے مین ہا اُس بحر کرم نے جگائی ہی
لاکھون ہی خون ہوگئے ہو نگے چلا ای قبول — سُنتے ہین اُس نگار نے منھدی لگائی ہی

ہن نے اُس نخل کی بیخ مین لگا دیا دن بھر رہروی کی شام کو قریب اُسی درخت کے پہونچے برہمن کہا خواجہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کسی مکار نے راستہ روکا ہی ملکہ گلگونہ کو بہت غصہ آیا لپکار کے زدی اد مکار حعلساز شعبدہ باز سامنے آکر کوئی سحر کر کیا مثل چورون کے راستہ بند کیا ہی اب دم ہوا انشاء اللہ کل نکلینگے سامنے راستہ روکنے والا آتا تو امتحان معقول ہوتا خلخال نے وہ سے یہ سب باتین سُنین خیال مین آیا کہ جا پڑ دن بھر سوچی کہ کیا ضرورت ہی بھٹک بھٹک کر ب اس صحرا مین آپ ہی مر جاینگے میری زندگی مین سحر سے نہ نکلینگے اس سوچ مین بیٹھی ہی لیکن و نہ سحر کر کے بلند ہوئی برہمن سے کہہ گئی کہ مین تلاش کرنے اُس مکار کو جاتی ہون خلخال نے ن کو وہ پر سے دیکھا کہ گلگونہ بلند ہوئی اس ملعونہ نے جھولی سے ماش کا آٹا نکالا ایک پتلی بنائی ن اپنی اُنگلی کا اُسکے مُنہ مین دیا ایک دوہتھڑ مارا پتلی ہنسی ایک نازنین کی صورت بنکر ہوئی دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن نار و کرشمے مین پُرفن خلخال نے کہا جا گلگونہ رنگین پوش کو لگا کے لا مگر مبہوت کر کے لانا وہ نازنین حسین ٹہلتی ہوئی چلی ملکہ گلگونہ مقام پر جا کر اُترین نگاہ اُٹھا اُٹھا کے چہار جانب دیکھنے لگین کہ کان مین گانے کی آواز آئی لگلونہ رنگین پوش نے سر اُٹھا کے ایک نازنین مہ جبین حسین وجمیل پری پیکر رشک قمر کو دیکھا یہ اشعار عبرت آثار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

سُنا گیا مجھے باتین وہ بدزبان کیا کیا — کلام آگئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ — تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا

سواے تازہ مضامین کے لب نہین واقف — نئے سُناتی ہی فقرے مری زبان کیا کیا

وہ کون ہی جو نہین تیری گفتگو کرتا — سُنتے ہین تذکرے کہان کہان کیا کیا

شکایتین تھین بہت در مجال وقت تھی تنگ — دم اخیر سُناتا یہ نیمجان کیا کیا

یہ ہین جو مُنہ پہ کہیگی یہ نیک و بد سب کا — مجھے سُنائیگی دیکھون مری زبان کیا کیا

زمین مین گاڑ کے ہر عضو تن کریگا خاک — ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتو نسے غافل ہین — گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال وحسرت و اندوہ ویاس و داغ جگر — جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

شخص آتا ہی سحر کر رہی ہی تیسرے دن برہمن و گلگونہ و عمرو اُس صحراے خارستان مین اگر پہونچے
دیکھا کہ صحرا سنسان کف دست میدان نخل کا کہین نام نہین اگر کسی طائر کا گزر بھی ہوا تو کانٹون
مین پھنس کے رہگیا کانٹون کے جا بجا انبار طائران بدصورت کی پکار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے
ہین چشمے خشک پڑے ہین خواجہ نے کہا اے برہمن ابتک اسطور پر آئے کہ جہان صحراے سبزہ زار
ملا اُسی مقام پر رات کاٹی آج تو برے مقام پر شام ہوئی برہمن نے کہا خواجہ اس راہ
صحراے ہولخیز وحشت انگیز بہت ہین کوئی مقام جنگل مین عمدہ تلاش کرو خواجہ و برہمن
وہان پھرنے لگے بعد عرصہ دراز ایک نخل سایہ دار ملا اُسکے سائے مین جاکر بیٹھے صحرا کی وحشت
کا وقت جنگل سائین سائین کر رہا ہی پہاڑ اجاڑ ویران درخت بے برگ و بے بار چند طائران
نے اُنپر آکر آشیانہ لیا صورتون سے حیرت و وحشت برس رہی ہی کہ مصیبت کے مارے دل
کے بھوکے پیاسے خاموش آکر درختون پر بیٹھے ہین صدا بھی نہین دیتے ہین یکایک شام محنت
کا سامنا ہوا ماہ تابان فلک پر نکلا رال کا گولا معلوم ہوتا تھا ستارے جو نکلے چھرے دگوا
چاہیے کہ صورت اُنکی کلیجے کو مشک کرتی تھی برہمن حیران گلگونہ بھی پریشان کچھ قلیل
اسطور سے بمشکل ممکن ہوا کہ جب برہمن و گلگونہ نے بہت کہا کہ خواجہ بھوک کے مارے
بہت ابتر ہی خواجہ نے زنبیل سے ٹکڑے شیرمال کے سوکھے ہوے نکالے وہ قلیل قلیل
تینون صاحبون نے نوش کیے خواجہ نے پانی بمشکل مشکیزۂ حضرت خضر سے پلایا اس مصیبت
رات بسر کی جبکہ غواص ماہ تابان چاہ مغرب مین داخل ہوا اور کشتیان فلک نیلوفری یعنی
بصد شوکت وحشم کشتی مہر کو کھیتا ہوا دریاے چرخ زبرجدی سے باہر نکلا بحر زخار عالم پر نگاہ
خواجہ و برہمن و گلگونہ اُٹھے خواجہ نے نماز سحر ادا کی آمادۂ سفر ہوے دن بھر رہروی کی
کو پھر اُسی صحراے مذکور مین پہونچے بمشکل ایک نخل تلاش کیا اُسی کے سائے مین اُترے
رات بمصیبت بسر کی صبح کو پھر روانہ ہوے دن بھر پھرے شام کو پھر وہی جنگل ملا اُسی
نخل کے سائے مین اُترے تیسرے دن برہمن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری ذرا بغور
فرمائیے یہی صحرا روز ملتا ہی شاید کسی نے ہمارا راستہ روکا دن بھر پھرتے ہین رات کو اسی
آتے ہین آج اسکی شناخت کیجیے ہر چند کہ آج بخوبی ذہن مین آگیا مگر امتحان کامل ہوجائے

جہان برہمن کو قید کیا ہی وہان کسی کا گذر نہین ہوسکتا کنیزین جو حاضر ہین اُنھون نے عرض کی
ی شہنشاہ آپ کا جو انتظام ہی ایسا ہی ہی لیکن مسلمان اُس مقام پر پہونچتے ہین کہ جہان عقل کو
خل نہین ہوتا ذرا کتاب تو ملاحظ فرمائیے ابھی حال کُھلجائے افراسیاب نے اُسی وقت کتاب
سامری اُٹھائی اب جو کتاب مین دیکھا رنگ رو متغیر ہوگیا زانو پہ ہاتھ مار کے کہا لو صاحبو
غضب ہوا سبز بخت عمرو کی زنبیل مین ہی تاریک جادو مارا گیا کچھ کسی کا زور نہ چلا اب
عمرو و گلگونہ و برہمن ایک تخت سحر پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین صحراے خارستان مین
ضرور گذر ہوگا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جاکر اُنکا راستہ روکے اگر تین دن اُس صحرا مین گذر گئے
وک پیاس سے مرجائینگے اُسوقت کئی خراجگزار بھی جمع ہین خلنخال جادو خراج گذاران
فراسیاب سے ہی ضعیفۂ صد سالہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ سر ہلاتا ہوا عارض پر
ریان ایک ایک جھری سطر مکاری کمر مین خم اُسے خم کمان کہنا چاہیے تیر تدبیر ہمیشہ پورا بیٹھتا ہی لٹھیا
یکتی ہوئی سامنے افراسیاب کے آئی بلائین لیکر عرض کی مین صدقے مین قربان مین جاکر اُنکا
راستہ روکون اگر حکم ہو فن سحر و ساری مین ٹوکو افراسیاب نے کہا ای خلنخال گلگونہ بلاے
زگار ہی خلنخال نے کہا وہ چھوکری کیا ہی کمسن الھڑ پینے کے دن اس آپ کی اطاعت سے
مرتبہ پایا عاشق ہوکر آپ نے اُسکو مُنھ لگایا ورنہ وہ سحر و ساحری کو کیا جانے برہمن البتہ
احر کامل ہی اور عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ آپ سماعت فرمائینگے افراسیاب نے بہت کچھ
تین تعلیم کین خلنخال جادو افراسیاب سے صلاح و مشورہ کرکے طرف صحراے خارستان کے
وانہ ہوئی یہ بھی افراسیاب سے پوچھ لیا کہ کب وہ جاکر صحراے خارستان مین پہونچینگے
راسیاب نے کہا بعد دو دن کے وہ لوگ صحراے خارستان مین پہونچینگے روا روی کرکے خلنخال
ی اور بہ تعجیل اپنے کو صحراے خارستان مین پہونچایا عقاب بنکر درخت پر بیٹھی دو منزل کے گرد مین
حرا تھا ہر نخل پر بیٹھی اور سحر کیا تمام صحرا کو سحر بند کرتے کرتے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری نخل کے سائے
ن بستر اپنا لگایا کچھ مسافر بناکر چھوڑ دیے چند طائر سحر سے بنائے اُنکو اڑا دیا وہ درختون پر جاکے
یٹھے کوئی زمزمہ کرتا ہی کوئی مثل زاغ و زغن کے صداے مہیب دیتا ہی کہ سُنکر قلب کانپے
ج ٹھہرائے یہ انتظام کرکے خلنخال جادو بیٹھی لیکن چونکہ سُن لیا ہی کہ برہمن ایسا

فرش و فروش مال و اسباب نقد و جنس کچھ نہ تھا ملکہ ہنسین کہا خواجہ یہ صحرائے ویران افراسیاب نے آباد کرائے سب کارخانہ سحر کا تھا اُسکے مرنے سے غائب ہوگیا جلگیا پھنک گیا برہمن ملکہ اب یہان سے نکل چلو خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے خواجہ نے کہا ہمین جہان آپ وہین ہم ملجائینگے برہمن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ادھر کے صحرا بہت خراب ہین راہ نشیب و فراز ایسا نہو آپ راہ فراموش کرین تو ہمکو بڑی مشکل ہوگی تمام ساکنان طلسم آپ نام کے دشمن ہین جنکو خضر راہبر جانا ہی وہ رہزن ہین بہ مجبوری خواجہ نے قبول کیا برہمن تخت تیار کیا ملکہ گلگونہ سوار ہوئین ایک طرف برہمن ایک جانب خواجہ عمرو تخت کو اُڑاتا ہوا چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت سلطنت نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین خدمت مین حاضر ہین ناچ ہورہا ہی ایک پری قمر منظر بہ صد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گارہی ہی

غزل

تکلیف ہی جون پنجۂ گل لال ہوا ہاتھ
نازک ہی وہ بس چھوڑدے ای رنگ حنا ہاتھ

مین اپنے گریبانکے ٹکڑے کا ہون بیرو
چلتے ہین جنون مین مرے پانونسے سوا ہاتھ

ہی دست مری نبض کی تفت سے ید بیضا
یہ معجزۂ تازہ مسیحا سے لگا ہاتھ

ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے
کیا کھینچتے دامن کو ترے کامین تھا ہاتھ

رکھا تو دل وحشم سے اب اُٹھ نہین سکتا
قربان نزاکت کے مین کیا پانون ہی کیا ہاتھ

ہونے نہ دیا چاک گریبان کفن کو
یارون نے کیے دفن مرے تن سے جدا ہاتھ

یہ دست بریدہ مرے قاصد کا نہووے
ہی مہر کا خط ہاے شعاعی سے بھرا ہاتھ

جیسا مجھے آرام ترے ہاتھ سے آیا
اللہ کرے یون ہی ترا سینہ مرا ہاتھ

جو شاخ گل ای جوش جنون بار ہو لینے
جب چاک ہوا خامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ

بیٹھا کفِ افسوس ملیگا بس گفتن
غیرون سے بھی ظالم تو مرے ساتھ اُٹھا ہاتھ

ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ

افراسیاب مست بیٹھا ہی جام مئے گلنار گردش مین عیش و عشرت کی کوشش مین کچھ ... نے جو زمزمہ سرائی کی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا بے اختیار مُنہ سے نکلگیا کہ ہین

ار بڑھتا ہوا تاریک طرف ملکہ گلگونہ کے چلا پکارتا ہوا مین تو غلام ہون گلگونہ نے کہا تو
ہمارا تابعدار ہی برہمن روئین تن قید ہی اُسکو جاکر رہا نہین کردیتا یہ سُنکر تاریک دوڑا
ہی زبان سے برہمن کی سوزن کو نکالا قید کاٹی ماران سیہ جسم سے جدا کیے کہا ای برہمن
شکن چلو تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین برہمن ہنستا ہوا اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکہ گلگونہ کیا
حقیقت مین ایسے سحر نگاہ سے نہین گذرے کیا پاک دپاکیزہ سحر ہین ہمارے سحر کو
یا عجب رنگ دکھا دیا ملکہ گلگونہ نے جھک کر سلام کیا کہا ای برہمن روئین تن آپ
ن نے بڑے بڑے کارنمایان کیے عمرو کا دل سے ساتھ دیا افراسیاب ایسے ظالم سے
کیا کہان کہان معرکے پڑے خوب خوب لڑے یہ فرمایئے کہ اب اسکا کس طور سے خاتمہ
ن برہمن نے کہا تمکو اختیار ہی ملکہ گلگونہ نے اشارہ کیا ای تاریک تیرے ہمراہی کھڑے
نکو قتل نہین کرتا یہ بھی ہمارے دشمن ہین یہ سُنکر تاریک تلوار کھینچکر زنگیون پر جا پڑا
زنگی کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب کو قتل کر رہا ہی زنگی فریاد کرتے ہین کہ ای
ے نامدار غلامون نے کیا خطا کی براے سامری و جمشید معاف فرمایئے غلامون سے کبھی
ت نہوا ہی اور نہوگا تاریک مبہوت لب پر مہر سکوت کسی کو جواب نہین دیتا جب سب کو
کر چکا تو ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم اب کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا اپنا مدعاے دلی
ن کردو تاریک نے کہا حضور مرتا ہون میری جان پر بنی ہی گلگونہ نے فرمایا تلوار کھینچکر اپنے
پر رکھو تاریک نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی ملکہ نے کہا کھینچلو مگر خفت نہ کھینچنا تاریک نے تلوار
ی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا بعد عرصہ دیر آواز آئی کشتی مرا
ن تاریک جادو افسر زنگیان بود عرصے تک سنگباری و برفباری بھی ہوئی تمام باغ
عمارتین گر پڑی اب جو روشنی ہوئی دیکھا باغ مین سناٹا طائر جلے ہوے پڑے ہین
مقام پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین گل و غنچے کا دم بھرتی تھین اُس مقام
غ و زغن بول رہے ہین مکانون کے گرے ہوے نشان خشت ہاے شکست کا
یا اپنا بقول شاعر فرد ہر کجا افتادہ بینی خشت در دایرانۂ ؛؛ ہست فرد دفتر
ن صاحب خانۂ ؛؛ خواجہ گھبرا گھبرا کے دیکھنے لگے فرمایا کیون ملکہ گلگونہ اس باغ مین

کے چلی پکارتی ہوئی او خرناسنخص ذرا ادھر متوجہ ہو ہماری ملکۂ عالم نے کیا ارشاد فرمایا کچھ تیرے
ذہن مین نہین آیا یہ کہکر سیہ تاب دوڑی تاریک کے پٹے پکڑ لیے تاریک ہان ہان کرتا
یہ کب مانتی ہو زن و شوہر مین خوب لات لگی ہوئی کبھی سیہ تاب اوپر کبھی تاریک اوپر آخر
ایک مقام پر تاریک نے سیہ تاب کی چٹیا پکڑ لی اس زور سے طمانچہ مارا کہ گال سوج گیا سیہ تاب
نے ایک چیخ ماری کہ بھلا نگوڑے سیدرو دیکھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا دیکھ گال سوج گیا دو دانت گر
یہ کہکر چاہا کہ پھر لپٹ پڑے ون تاریک نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارکے سینے کو سیہ تاب کے توڑ
پشت کے پار گذرا گولہ مار تو دیا زوجہ کا لاشہ جو زمین پر تڑپا دل دُکھ گیا غصے مین آواز دی
گلگونہ تونے میری زوجہ کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا غضب کیا اب تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا
برس پڑا بر تین چاہین تلوار بن گرائین آگ برسائی جب خوب سحر کر چکا ملکہ گلگونہ نے سب سحر
دفع کرکے ایک چٹکی خاک کی اُٹھائی تاریک کی جانب پھینک دی ایک غبار بلند ہوا اس
مین تاریک چھپ گیا بعد عرصۂ دراز غبار سے نکلا کچھ اشعار پڑھنا شروع کیے کبھی صورت زیبا
نگاہ کبھی آہ کبھی واہ کبھی پکارتا ہی ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون لاکھ جان سے تم پر نثار ہون

کہون جو دل کی کیفیت ہی عجیب حالت ہی نظم

مسیح وقت نہ کر تو معالجا دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہی عارضہ دل کا

تپک رہا ہی یہ نہین ہی تون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

فسردگی ہی طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب مین بھی مجھکو ولولا دل کا

گرانہ کوہ الم اسپہ چرخ نا الضاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا

صفانے بخشا ہی آئینے پر بھی فوق اسے
کہ رنگی صورت شاہد مقابلا دل کا

جُھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

دو روزہ زندگی مین جان سے کیا ہی تنگ
مجھے ہلاک کیا اسنے ہو بُرا دل کا

قلق کا ہی وہی عالم وصال ہو کہ فراق
مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا

نوائے جُغد سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ اُنھین زمزمہ عنا دل کا

رہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین عقاب اُڑتا ہوا آتا ہی ہونٹھون کو سحر خوانی مین جنبش مسیحائی
کوشش عاشق مردہ کو جلائین اعجاز عیسیٰ دوران دکھائین دیکھتے ہی تاریک کے ہوش
لئے کانپنے لگا گلگونہ نے ہاتھ جو ہلایا برق گری کر رنگیون کے سر اُڑ گئے ایک کاغذ سیہ جھولی سے
کر پھینکا کہ عمرو کے آگے پردہ حائل ہو گیا اب زمین پر ملکہ گلگونہ آئین جھولی مین ہاتھ ڈالا
ب سحر نکالا پکار کر آواز دی او تاریک سامنے تو آ سرخیل عیاران کو قتل کرتا تھا اسی مُنھ
عوی سحر دیکھ ہوشیار ہو جا زوجۂ تاریک جو کھڑی تھی اسنے ایک گولہ پھینکا جیسے ہی گولہ
تاب نے پھینکا گلگونہ نے گولے کو کاٹ کر آواز دی کہ ارے اسکو لینا اس شفتل کو بھی سحر
و صلہ ہوا ازی خوش آواز و خوش گلو اسکو اپنی آواز تو سنا دے یہ جو ملکہ گلگونہ نے آواز دی
خود بخود گوشۂ باغ سے ایک صداے دلسوز کان مین آئی نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیہ دل کا
کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

کرے ادھر کو سرایت غم عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہی فاصلا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون بنکر بہے
غضب مین ڈالدیا مجھکو ہو بُرا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین
مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

مآل کار ضرر جان کا ہی اُلفت مین
خدا کسی سے نہ ڈالے معاملہ دل کا

نہ گفتنیست چہ گویم چہ شرح حال کنم
نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا

ہجوم غم مین بھی ثابت ہی بلبے استقلال
مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلہ دل کا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے
کرے بغور تو غافل مشاہدا دل کا

نہ جان مردہ نہ بُز مردہ ہی سمجھ اسکو
لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا

مکین ہی ایک ہی دونون مکان اُسکے ہین
نہین ہی کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

واز جو بصد سوز و گداز کان مین سیہ تاب کے آئی چادر یا سر سے پھینک کر ناچنے لگی ملکہ گلگونہ نے
زدی ارے اپنے دھگڑے کے سامنے جا اُسکے روبرو جا کر ناچ سیہ تاب طرف تاریک

یا سامری کہکر پھینک مارا چالیسون جادوگر لڑکھڑا کے گر پڑے سب کا سجود ہوتا کہ تاریک زنگی
اشارہ کیا ایک برق چمکی کہ رنگ و روغن عیاری کا خواجہ کے چہرے سے اُڑگیا صورت اصلی ظ
ہوئی تاریک زنگی تلوار کھینچکر چلا چاہا کہ سر کاٹ لون عمرو نے بیقرار ہوکر دعا کی اے خالق!
اے مالک کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے برہمن بیٹھا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہے گرمجہ
ناچار زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ماران سیہ لپٹے ہوے ہین خواجہ بلک رہے
دست دعا بلند پکار رہے ہین

نظم

تو بودی بیشک لاریب موجود
وجود ہر وجود از تست موجود
تو با یک بلفظ کن کردی اشارہ
ازان سود ارساندی خلق را سود

نہ بُد و قتیکہ بود و بود و نابود
تو مطلوبی برائے اہل مطلب
زمین و آسمان موجود شد زود
بقربان تو بد گردد نکو کار

زہجود تو ظہور جسم و جان ا
تو مقصودی برائے اہل مقـ
تو کردی گرم بازار محبـ
شود مقبول از حکم تو

خواجہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین تاریک نے اُن جادوگرون سے کہا مفقد
تمہارا افسر کیا ہو سبز نخبت کے ساتھ یہ ساربان زادہ کیونکر پیش آیا اُسکو کیا کیا ایسا عقیل
جادوگر اُسپر کیا سانحہ گذرا سبھون نے عرض کی حضور ہمین نہین معلوم ہوا نہ کوئی نیا شخص ہما
یہان آیا ایک شخص آسمان سے گرا تھا اُسنے شاید عیاری کی ہو تاریک نے پوچھا مجھے ح
ہوتی ہے کہ آسمان سے کیونکر آیا کہا حضور ایک جادوگر ثمر جادو نامے ایک گوپے کو بیے جا
ثمر جادو کو سبز نخبت نے مارا وہ گویا گرا اُسکے سوا کوئی ہمارے یہان نہین آیا اور کسی کو ہمنے
دیکھا تاریک نے کہا مین دریافت کرونگا کہ میرا بھائی کہان ہے اسکو تو قتل کرلون اسکے
صدہا ملک ویران ہوے برہمن نے جو خواجہ کا یہ حال دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہین
مانگ رہا ہے کہ اے خالق لیل و نہار و اے رحیم و کریم عمرو کو بچالے چراغ اہل اسلام کا گل
رنگیون مین غل ہوتا ہے کہ عمرو کو جلدی قتل کرو چاہتا ہے تاریک کہ خنجر کھینچکر جا پڑے کہ آ
برق چمکی ملکہ گلگونہ رنگین پوش ایک عقاب لاجواب پر سوار زلفین چہرۂ بے نظیر پر چھوڑ
مانگ مین سینہ وند بھرا ہوا یہ وہ ظلمات مین شفق کا کیونکر نشان بلا زلفین سیہ فخر مشک و عنبر
رشک قمر پری پیکر خورشید منظر آنکھین نرگس شہلا معشوق یکتا چہرے پہ ہر چند کہ خال خال خا

بھرا ہی خون سے بادے نجار سو دا دی	بدن کو چیر دن جہان سے وہین دھوان دیگا
بخار اچاہ ذقن دیکھتے ہی سمجھے تھے	رہا من حسن کو پانی یہی کنوان دیگا
بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب	ہزار طرح کے فقرے وہ بد گمان دیگا
ملیگی روز جزا بے طلب جزاے عمل	کریم دیگا اُسے وان جو کوئی یہان دیگا
وہ ہون غیور نہ لونگا مین لیسے سفلے سے	اگر زمین بھی گرٹنے کو آسمان دیگا
جو چند شعر کیے ہین سنا دو پڑھکر رند	تمھین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دیگا

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے تاریک نے پکار کر آواز دی ارے بیوقوف کھٹکا تو دل کو ہوا غارالم
لیمن چھپا فتور ثابت ہوا صاف صاف کہہ کر کیا معرکہ ہی نصف باغ مین پہونچے ہین خواجہ کو
بی حیرت ہی کہ خدا خیر کرے جادوگرون کو ہاتھ سے اشارے کر رہے ہین نخل جادو کہ نائب ہی
ن سے چپکے سے کہا مجھے شک ہوا یہ تاریک زنگی نہین ہی کوئی عیار مکار ہی نخل جادو نے
ل تیار کیا کہا حضور مین ہوشیار رہون کیا مجال جو میرے ہاتھ سے بچ سکے چالیسون جادوگر آمادہ ہین
ب تاریک نے طائر پر غصہ کیا طائر نے پکار کے آواز دی یہ سبز بخت جادو نہین ہی عمرو عیار
ی جیسے ہی طائر نے یہ کہا خواجہ سوچے کہ حال کھل گیا کیا غضب کا سحر ہی عجائب و غرائب سے یہ
مقام مملو ہی تاریک طرف خواجہ کے جھپٹا پکار کر آواز دی یار و اس مکار کو لینا عمرو نے اپنے
ساتھ والون سے کہا یہ ساربان زادہ نہ جانے پائے تاریک زنگی بنا ہوا سامنے کھڑا ہی نخل نے
ولہ مارا چالیسون جادوگرون نے سحر کیا زنگی تو غافل کھڑے تھے کئی سحر کے سر پھٹ گئے لاشے
تڑپنے لگے اب تو زنگیون نے بھی سحر کیا خواجہ نے جست کی چاہا کہ الگ جا کر گلیم اوڑھ لون جیسے ہی
خواجہ نے جست کی تاریک نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا خواجہ لڑکھڑا کے گرے تاریک تھلا کر
بلا کہ سر کاٹ لون عمرو نے ساتھ والون کو آواز دی یارو سحر نے اسکے مجبر تاثیر کی پانون زمین نے
تھام لیے چالیسون جادوگر گولے ترنج مارنے لگے تاریک زنگی نے نعرہ کیا ارے نالائقو یہ تمھارا افسر
مین ہی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی ای نخل جادو تاریک نقلی کو گولہ مار کہ اسکا سر اڑ جائے
جلکو عمرو بناتا ہی چالیسون ساحرون نے پھر بڑھکر سحر کیے تاریک تو بلاے روزگار ہی سب کے
سحر دن کو دفع کر رہا ہی کہتا ہی ارے تم سب کی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر ایک ترنج سبز نکالا

استقبال کرکے لاؤ سوزنگی چلے بیرون باغ آکے سب نے سبز بخت نقلی کو سلام کیا عرض کی
آج کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے دیکھا نگیبون کے تیور بدہین کہ صحبت مین کچھ ذکر ہوا
یہ بھی نہین معلوم کہ سبز بخت اسکی ملاقات کو کیونکر آتا تھا اسکے اُسکے کسطرح کا رسم ہی اچھا
خلاف ہوا تخت سے خواجہ کو دے ساتھ والون سے کہا صاحبو آج کل زمان انقلاب ہی بر
شخص قید ہوا مجھکو بھی سب طرح کا شک ہی کہ میان باریک مین کچھ فتور ہوا ہو شاید کوئی عی
ہو جسوقت مین نعرہ کرون کہ تاریک زنگی کو پکڑ لو باآ تکلف لوٹ پڑنا شاید کوئی عیار آگ
ہشیار تاریک شکر بیٹھا ہو مین سب فکر کر لونگا سب نے کہا حضور ہم آمادہ ہین خواجہ عمرو
اسباب سحر بھی تیار رکھو چالیسون ساحرون نے سحر تیار کر لیے گولے تیغ تاریخ سبھون نے ہا
لے لیے تاریک زنگی در باغ تک خود آیا کہا بھائی صاحب آیئے آج تو آپ نے بعد مدت
سرفراز کیا باعث ہی عمرو نے کہا ای برادر آجکل ایسا سخت گنہگار یہان قید ہی ہر وقت خو
ہی میرے دلمین آیا کہ چلکر بھائی صاحب سے ملاقات کرون شاید کوئی مکار و غدار نہ ہو
تاریک نے سراپا کو دیکھا شک تو دل مین پڑ ہی چکا تھا آگے بڑھ گیا نخلستان پہ کچھ اشارے
طائرون پر سحر کیا اب خواجہ عمرو داخل باغ ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائرون نے پر
منقار بن کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر نخل سے اُڑا شاخ پہ پھول کو بیٹھا پکار کر آ
اُستاد تاریک زمانے مین اندھیر ہی زیر نخل کھ لون کیا ڈھیر ہی

نظم

تسلی روز تو کس کس کو جان جان دیگا	یہی ہی حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا
مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا	سُنیگا جو کوئی کانون انگلیان دیگا
حیات خضر خدا تجھکو باغبان دیگا	چمن مین مجھکو اگر حکم آشیان دیگا
گرائیگا نہ کنوئین مین جو حسن یوسف کو	عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا
طلب کرینگے بھلا روز حشر کیا مجھسے	جو لُٹ کے آئیگا وہ خاک ارمغان دیگا
لگا مین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار	ابھی تو روتا ہی آگے دُہائیان دیگا
دل و جگر کے تو ٹکڑے اڑا دیے غم نے	مسیح آنکے تانکے کہان کہان دیگا
نہ لکھو شوق ملاقات اسکو نامے مین	وہ بدزبان ہی قاصد کو گالیان دیگا

کو سر سے شراب پلانا چاہیے سبز بخت نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو وزرا بڑھا چھوٹے
عرصے مین ہماری محفل کو شراب پلا کر خواجہ بیٹھے سبز بخت نے کہا میان لوٹ مار خان تمہاری
ب نے بڑا مزا دیا ہی دیکھو تو نے دو سو خداوند تشریف لائے ہین عمرو نے کہا اُنکی بھی ٹانگ لیجیے
بخت اپنے مقام سے اُٹھا پکارتا ہوا یا خداوند آئیے اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے
بیہوش ہوا مصاحب وغیرہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سب گر کر بیہوش ہوے خواجہ سوچے ایسا
قتل کرنے مین کچھ خرابی واقع ہو سبز بخت کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر مسند پر سو رہے
ت سحر نسیم سحری چلی ملازمون کی آنکھ کھلی دیکھا مالک سو رہے ہین سب ڈھونڈھنے لگے کہ میان
لوٹ مار خان کہان گئے سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا آخر اپنے مالک کو جگایا خواجہ برہم اُٹھے
یارو میرے خواب مین ابھی سامری و جمشید آئے تھے فرما گئے ہین کہ جا کر تاریک زنگی سے ملاقات کرو
تاکید کر دو کہ خبردار حفاظت مین برہمن کی نہایت اہتمام چاہیے ساحرون سے کہا ایک تخت تیار کرو اسیوقت
ن تیار ہوا خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے ساحرون کو برابر بٹھا لیا کہا تمھین سحر کر کے تخت اُڑاؤ اُن
ون نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا چالیس جادوگر ساتھ ہین اس کروفر سے طرف باغ تاریک زنگی
چلے یہان تاریک زنگی بیٹھا ہی پانچ سو زنگی جمع ہین سامنے ایک چبوترہ ہی اُسپر برہمن روئین تن
بیٹھا ہی زبان مین سوزن ہاتھ پانون مین مار سیہ لپیٹے ہوے برہمن اپنی جان سے بیزار ہی
یک مسند پر بیٹھا شراب پی رہا ہی زوجہ اُسکی سیہ تاب ایک موٹی زنگن بھولے بھولے گال لال
ہا سوڑے جوڑا گلنار پہنے صاف ثابت تھا کہ خون مین کوئلہ ڈالدیا ہی بیٹھی ہنس رہی ہی کبھی
ریک زنگی کے چٹکیان لیتی ہی کہ صاحب جلد برخاست کرو نشہ شراب کا ہوا کھیلنے کودنے کا
ت ہی تاریک زنگی کہتا ہی اچھا صاحب چلتے ہین کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا عرض کی میان
بخت جادو تشریف لائے ہین تاریک زنگی نے کہا آج آنے کا کیا باعث ہی ای سیہ تاب میرے
کھٹکا ہوتا ہی ہرچند کہ سبز بخت بڑا ہوشیار ہی مگر عیاران اسلام بھی بلاے روزگار ہین مجھکو بڑا خوف ہی
تاب اُسکی زوجہ نے کہا صاحب کہلا بھیجو کہ اسوقت ہمین فرصت نہین تاریک زنگی نے کہا صاحب
، وہ جو اپنے یہان مہمان آئے اُسکی خاطرداری واجب و لازم ہی وہ بھی مالک سرحد سبز پوشان
سکا مرتبہ تو مجھسے زیادہ ہی مگر میرے دل کو کھٹکا ہی اُسکا تو انتظار کر لون چند زنگیون نے کہا

بہت مال جمع ہی ملاحظہ تو کیجیے اس بٹوے مین میرے سب کچھ موجود ہی برگ نے پوچھا مال کہان رکھا ہی عمرو نے زنبیل کھولی کہا سب اسی مین جمع ہی آپ دیکھ لیجیے اب جو جھک کر برگ نے دیکھا صدہا تاج رکھے ہین ایک طرف روپیہ کا انبار ایک جانب نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ہر شخص عمرو ہی کا نام لیتا ہی برگ نے کہا خواجہ مال تو بہت رکھا ہی یہ سب تمھارا ہی مال ہی عمرو نے کہا نصف میرا ہی نصف زرون کا ہی آپ میرے ہاتھ پانون سحر سے کھول دیجیے تو مین اپنا مال الگ کر دون برگ نے سوچا یہ دُبلا پتلا ناتوان میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سحر اٹھا لیا خواجہ جہانز پوچھ کر اُٹھے چوراسی گز زنبیل کی کھولین کہا قریب آئیے بغور ملاحظہ فرمائیے میان برگ قریب آئے جھک کر دیکھنے لگے عمرو نے کہا فرمائیے اشرفیان دون کہ جواہر حاضر کرون ایک چیز پسند کر لیجیے مین سب نہین دون آدھا لیجیے اب تو برگ نے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا بہ غور دیکھنے لگا خواجہ نے چوتڑ دابکر ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی میان برگ گرے عمرو نے آواز دی میان دینا رے لینا یہ نیا مزدور آیا ہی میٹ نے آتے ہی گردن لی ایک سونٹا چوتڑ و نیر رسید کیا مزدور بھی لپٹ کوئی دھول لگاتا ہی کوئی پٹے پکڑتا ہی میٹ نے کہا ابے کپڑے اتار کپڑے اُتروا لیے ایک لنگوٹی بندھوا دی ٹوکری سر پر رکھی میان برگ ٹوکری ڈھونے لگے خواجہ نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اُس پتلے کو بجوف نہ چھوا اور پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہیگا صاحبو شراب لیجاؤ ملازمان سبز نجبت دوڑے پتلے شراب کے اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے عمرو نے کئی سبو گلابیان شراب سے معمور کین اُسمین بیہوشی کامل ملائی لیکر محفل مین مین آئے سبز نجبت خوش ہو گیا کہا دیکھو صاحبو کیسا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا ہی خواجہ عمرو نے آتے ہی پانون مین گھنگھرو باندھے زنانا جوڑا منگا کر پہنا سامنے کھڑے ہو کر گت شروع کی یہ اشعار گانے لگے اشعار

ڈوبنا جب عین وحدت مین گوارا ہوگیا	بسم اللہ دریا کا کنارا ہوگیا
فکر سے مضمون بلند ایسا ہمارا ہوگیا	عرش اعظم کا یہ موتی گوشوارا ہوگیا
سختی ایام کا صدمہ گوارا ہوگیا	ساقیا شیشے سے پتھر دل ہمارا ہوگیا
غیر کے ہمراہ وہ بیٹھے جو کشتی پر اسیر	قلزم ہستی سے عاشق کا کنارہ ہوگیا

یہ اشعار گا کر جام بلورین سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے قریب سبز نجبت کے آئے سر جھکا کر

تیغ اغیار سے تیز اپنی رہی تیغ زبان	کٹ گئے بند زباتون مین مگر بند ہوے
آج وہ قتل ہین مصروف ہین کیونکر پہونچون	اسقدر خون بہارا بگذر بند ہوے
شب کو آمد جو سنی تیری تو ورکیصورت	دو نون دیدے نہ مرے تا بہ سحر بند ہوے
اُڑ سکین خاک کہ سب محو تیرے حسن کے ہین	ای پری غول پر یزاد و نکے پر بند ہوے
بند اُسی دن سے مرا تار نظر آنکھ مین ہی	ای صنم جبسے تہے روزن در بند ہوے
ہمصفیر و نکی سب طاقت پرداز قبول	داخل دام بلا ہوگئے پر بند ہوے

رح خواجہ نے یہ غزل گائی کہ سب تعریفین کرنے لگے خواجہ نے دس پانچ اشعار اور گا کر عرض
حضور مین ساقیگری خوب کرتا ہون سبز بخت نے پوچھا صرف شراب اُنڈیلنا اور پلانا عمرو نے
نہین حضور ساقیگری بڑی دشوار چیز ہی میری ساقیگری سب کو دل سے عزیز ہی مُنھ سے گاؤن
ن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے لا کر شراب پلاؤن سب نے کہا صاحب یہ تو بڑی مشکل
عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی کلید میخانہ عنایت کیجیے ابھی حضور کے سامنے ظاہر ہو جائے
ز بخت نے کلید خواجہ میخانے مین آئے برگ جادو دار وغہ میخانہ بڑا ساحر زبردست ہی
جہ نے کہا میان برگ پتاؤ نہین باہر جاؤ یہ عہدہ اب ہمکو ملا برگ باہر آیا مگر سوچ مین ہی کہ
ہن اس حوالی مین آکر قید ہوا کوئی عیار نہو ذرا سمجھ لینا چاہیے اسنے ایک ایک تپلہ شراب کا
پکر بیچ مین رکھدیا کہا میان لوٹ مار خان پہلے اِسی تپلے کو صرف کیجیے گا یہ کہکر آپ باہر آیا
ن در سے دیکھ رہا ہی خواجہ نے اُس تپلے مین جیسے ہی بیہوشی ملائی برگ نے سحر کیا تھا تپلے
ایک شعلہ نکلا خواجہ کے بدن مین لپٹ گیا ایک آواز آئی ای برگ جادو ہمنے عمرو کو پکڑ لیا
اسکو قتل کرو برگ اندر آیا تلوار کھینچکر چلا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو نے کہا داروغہ صاحب
نے صدہا مرتبہ افراسیاب پر عیاری کی آپ ایسا ہوشیار ساحر مکار و غدار میری نگاہ سے
ن گذرا خوب آپنے سحر کیا عمرو نے تعریف جو کی برگ خوش ہو گیا خواجہ تمھاری تو موت لیکر
تھی اب زندہ نہ بچوگے افراسیاب نے ہم سب کو صحراے سبز پوشان کا حاکم کیا ہی ہماری
ت سے یہ زمین سرسبز و شاداب ہی رعایا لطف سے آباد ہی تمنے تمام دنیا کو لوٹا کچھ ہمکو دلواؤ تو تمکو
ردین عمرو نے کہا حضور جان کا صدقہ مال ہی مین نے لقا کا تاج لیا بڑے بڑے شاہون کو لوٹا

جب وہ جادوگر مرا تو خواجہ کو ہوش آیا جیسے ہی جادوگرون نے خواجہ کو زمین پر رکھا بے
خواجہ پکار اُٹھے مصرع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد ✦ سبز بخت کے مُنھ سے نکلا ار
کون ہی یہ ساحر مجھکو کہان لیے جاتا تھا عمرو نے کہا حضور آپ کا گوتیا ہون اس جادوگر
مجھکو رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے کہا صاحب ہمارے مجرے کے پانچ
ہوتے ہین فرمایا کہ مین جلکر تیرے کباب لگاؤنگا مین ڈر کے خاموش ہوا سامری و جمشید آ
سلامت رکھین کہ آپ نے ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ یہ کھاجاتا سبز بخت کے مُنھ سے
کر بڑھے میان صاحب تمھارا نام کیا ہی نام جو پوچھا خواجہ بہت ہنسے کہا حضور میرے مان
کے یہان اولاد زندہ نہ رہتی تھی تو حضور بڑون نے صلاح دی کہ مان اُس شخص کی بو نتھی
اور دو بہتر شخصون سے محلے مین جاکر مانگ لائین تو حضور ہلڑ مین جو حمل رہا سو جہ سے مر
نوٹ مار خان رکھا ہی مین حضور محلے بھر کا فرزند ہون اور مان اُس شخص کی اب کسی سے انکار نہ
کرتی محلے کے لوگون سے بڑے رسم ہین آپ کسی دن چلین جو کہیے گا وہ قبول کرینگی مگر جمعہ کو
اُسدن وہ نہا دھو کر کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی ہوتی ہین جو گھر سے نکلا پکار کر کہا بھیا
تمھارا لڑکا نوٹ مار خان کہان ہی سارے محلے بھر سے یہی پیغام رہتا ہی اور مین بھی یہی عا
رکھتا ہون سب کو ابا جان کہتا ہون یہ سُنکر سب لوگ ہنسنے لگے کہا واہ میان نوٹ مار خان کہ
ہلڑ زادہ تمھارا لقب ہی عمرو نے کہا بھائیو جب وہان آؤ گے تو دریافت ہوگا امان جان کا
ہی کسی کو محروم نہین رکھتین سبز بخت نے سب سے اشارہ کیا میان لوٹ مار خان کا رات
سُنو صبح کو خیر بچار کر کھا جانا اسپر سب راضی ہوے سب نے کہا میان لوٹ مار خان صاحب
گاؤ خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار گانا شروع کیے اشعار

اشک جاری رہے کو دیدۂ تر بند ہوے ‌ ‌ ‌ جاگے یا سوئے یہ سوتے نہ مگر بند ہوے
عاشق چشم ترے اُٹھ نہ سکے در سے کبھی ‌ ‌ ‌ آخر اسکی یہ سزا تھی کہ نظر بند ہوے
آنکھون مین آکے بھی لخت جگر اپنے نہ رُکے ‌ ‌ ‌ بیوفا وقت بدا فسوس جگر بند ہوے
دل رہا چاہِ زنخدان مین ہم زندان مین ‌ ‌ ‌ اُس طرف بند ہوا وہ ہم ادھر بند ہوے
غم رہا ہونے کا نکلا ہی یہ جا شکر کی ہی ‌ ‌ ‌ دل کھلا میرا جو زندان کے در بند ہوے

رہے ہین شمر نے عمرو کو پہچانا جی مین کہتا ہی یہی پھل ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا افراسیاب خوش
جائیگا کہیگا بڑا کارنمایان کیا عمرو ایسے شخص کو لائے یہ سوچکر تڑپا اسطور سے گرا کر صرصر بھی نہ آگاہ
نے بانی صرصر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو صرصر نے آنکھین کھول کے دیکھا عمرو ندارد حیران
کہ یہ کیا ہوا سمجھی کہ شاید مہرخ نے کسی کو ساتھ کردیا ہوگا وہ عمرو کو اُٹھا کر لیگیا ہوگا چہار جانب
ن صحرا کے دیکھا کہین عمرو کا پتہ نہ پایا آخر کار طرف لشکر کے روانہ ہوئی خواجہ عمرو کو شمر لیے ہوے
ہی جب افراسیاب نے برہمن روئین تن کو باغ زنگیان مین لا کے قید کیا تاریک زنگی
ن کا حاکم و ناظم ہی پانچ چار سو زنگی اسکے مطیع ہین وہان سے پلٹ کر افراسیاب صحرا سے
لوشان مین آیا سبز بخت نے استقبال کیا افراسیاب نے کہا ای سبز بخت ہمنے ایک دشمن سخت
باغ زنگیان مین قید کیا ہی تم بھی حفاظت کرنا اس صحرا مین کوئی غیر نہ آنے پائے سبز بخت نے
ن کی حضور کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی چلتے ہوے تھراتی ہی ہر وقت زاغ و بوم کی آواز آتی ہی
اسیاب عرصۂ دراز تک یہان بیٹھا خوب تاکید کر کے چلا گیا سبز بخت کو ہر وقت خیال رہتا ہی اکثر
ریک زنگی کی ملاقات کو بھی جاتا ہی پوچھا کرتا ہی کہ قیدی بحفاظت ہی تاریک زنگی کہتا ہی ای
بخت یہان کسی کی مجال نہین ہی کہ اس باغ مین قدم رکھے سات سو زنگیان آدمخوار بلاے روزگار
ن رہتے ہین بڑا خیال ساربان زادے کا ہی یہان آئے تو چیر پھاڑ کر کھا جائین ہڈیان تک چبا لین
بخت قصر پہ بیٹھا ہی آج دن خوشی کا ہی کچھ دوست آشنا آئے ہین ایک گائن کو بھی بلایا ہی شغل طرب
ب کا دورہ ہو رہا ہی خود مقام صدر پہ بیٹھا ہی گانا سن رہا ہی کہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھ گئی دیکھا
ن جادوگر ایک آدمی کی کمر مین پنجہ دیے ہوے لیے جاتا ہی کہا یارو دیکھو یہ کہین سے آدمی کو پکڑ لایا
باکہ چیر پھاڑ کے کھا جائیگا بڑی بڑی دور سے خوراک اپنی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لاتے ہین ہم و تین
بھی اسی جلسے مین آئے ہین انکے مُنھ سے نکلا حضور ایک ران ہمکو بھی ملجاتی اگر آپ کی مہربانی ہو بہت
ن سے یہ نعمت نہین کھائی سب جگہ یہ مشہور ہو گیا کہ یہان زنگیان آدمخوار رہتے ہین اب کوئی
ر راستہ بھی نہین چلتا آپ کے مہمان ہین اگر یہ نعمت ملی تو آپ کا بڑا شکریہ ادا کرینگے
کر سبز بخت نے گولہ مارا سینۂ پر کینۂ شمر پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ اُسکے پنجے سے
ٹے سبز بخت نے آواز دی ارے اس آدمی کو روک لو غلامون نے اُٹھ کر ہاتھون ہاتھ روکا

آڈنگی اور حقیقت مین صحراے سبز پوشان نہایت وسیع ہی سابق مین اُسی صحرا مین مردے
بٹھے جاتے تھے لاکھ دو لاکھ شیا مین وہان جمع ہین غیر ساحر کا گذر وہان دشوار ہی اسو
کہ سبز بخت جادو اُس صحرا کا حاکم ہی خواجہ نے کہا مین اپنے کو پہونچا دونگا یا تو انشا اللہ
سبز بخت کا سر لیا یا موت ہمکو لیے جاتی ہی خواجہ نے اُسیوقت با نہاے عیاری اپنے
درست کیے اور ملکہ گلگونۂ رنگین پوش نے بصد جوش و خروش پر پرواز پیدا کیے
بہی چلے ملکہ گلگونہ روانہ ہوگئین ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہین لیکن خواجہ عمرو اسوقت
زور و شور سے جاتے ہین چاہتے ہین گلگونہ سے پیشتر پہونچون کوس بھر لشکر سے نکلے تھے ک
کی آواز کان مین آئی دیکھا ملکہ صرصر نہایت آراستہ و پیراستہ گاتی بندھی ہوئی دو
حائل سبز پشت پر آتی ہی کہین افراسیاب نے بھیجا تھا گرد مین اٹی ہوئی ذرہ ہاے
چہرۂ انور پر چمک رہے ہین خواجہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئے خواجہ نے پکار
او قاتل او ظالم کہان سے تشریف لاتی ہو ذرا عاشقو نسے بھی نگاہ ملادو دلکو چین آئے
تمہارے نام پہ جان دیتے ہین تمکو ہمارا کچھ خیال بہی نہین صرصر شمشیر زن نے کہا خو
کیون بیہودہ بکتے ہو مین سمجھ گئی جو خیال تمہارے دل مین ہی مجھکو بہی معلوم ہی جس کام کو
ہو وہ کچھ نہ ہو سکیگا برہمن روئین تن کے واسطے جاتے ہو مگر خواجہ برہمن ایسے
پر قید ہی کہ وہان جانا دشوار ہی خواجہ عمرو نے کہا ہمکو پہلے ہی دریافت ہوگیا انشاء ا
جاکر پہلے سبز بخت کو مارینگے بعد اُسکے باغ رنگیان مین جاکر داخلہ کرینگے صر
شمشیر زن کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتی ہی انہین کون بتا دیتا ہی صرصر شمشیر زن نے
کہا خواجہ اگر نام معلوم ہوگیا تو اس سے کیا ہوتا ہی وہانتک پہونچنا بہت مشکل ہی سبز بخ
جسوقت سحر کریگا زمین کانپنے لگی خواجہ عمرو نے ہاتھ پھیلایا کہا اے صرصر شمشیر ز
اب تو طاقت جبر و صبر بالکل سلب ہوئی جاتی ہی اسوقت چاہتے ہین کہ ایک بو
لیکن صرصر نے نیمچہ کھینچا عمرو پر وار کیا خواجہ روکتے جاتے ہین صرصر رکتی نہ
ہر وار پر یہی یقین ہوتا ہی کہ خواجہ کا سر اُڑ جائیگا مگر خواجہ اپنے کو بچاتے ہین فضا
ایک ساحر ہی اسکو بھی سبز پوش کہتے ہین اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ خواجہ

نے لگے زار و شور سے تلوار چل رہی ہی شعلے بھڑک رہے ہین لکہا ہاے ابر کڑک رہے ہین لشکر
رخ گئے آفت ہی جب لکہ ابر گرا سو دو سو کے سر اڑ گئے جب افراسیاب نے سحر کیا برہمن
ہین چھپ گیا پھر مثل ستارۂ سحری چمک کر نکلا اپنا سحر کیا افراسیاب بھی جھلا رہا ہی
ن کی بھی جان پر بنی ہی ایک خوف دو طرف غالب ایک دوسرے کے سر کا طالب
ساعت تلوار چلی کہ آسمان پہ برق چمکی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آکر گری
ن نے چاہا پلٹ کر افراسیاب پر سحر کرون ماہیان نے گرتے گرتے جال مارا برہمن
ن افراسیاب کے متوجہ تھا پورا جال برہمن پر پڑا برہمن جال مین پھنسا افراسیاب
منہ سے دھوان چھوڑا ماہیان نے پڑیا خاک کی اڑائی برہمن بیہوش ہوا افراسیاب
ہیان نے برہمن کو لیا زبان مین سوزن دی تخت پر ڈالکر دونون بلند ہوے ملکہ مہرخ
ان باغبان و بہار حیران افراسیاب نے چلتے چلتے ایک سحر کیا اور پکار کر آواز دی
ر جادو کو بالاے کوہ نورستان پہونچا دے اسیر کوئی زوال نہ آنے پائے کچھ
سنہری پیدا ہوے وہ انور جادو کو مع فوج کے لے گئے ملکہ مہرخ رنجیدہ پلٹی ہین کہ آکر
اجہ عمرو پہونچے مہرخ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ خواجہ بڑا غضب ہوا برہمن کو
اسیاب گرفتار کر لیگیا خواجہ سناٹے مین آگئے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سلطان
ج بخش و نسیم گلشن افروز دونون زن و شوہر آکر پہونچے مہرخ کے قدمون کو بوسہ دیا
ب سردارون سے ملے مگر زن و شوہر نے دیکھا کہ سب سردار پریشان ہو رہے ہین
م نے پوچھا خیر تو ہی آپ لوگ کیون پریشان ہین مہرخ نے بیان کیا کہ افراسیاب
اہیان برہمن کو گرفتار کر کے لیگئے برہمن ایسا نہ تھا کہ جسپر افراسیاب دست انداز
تا لیکن دونون نانی نواسے نے ملکر گرفتار کر لیا نور طرف سے سحر ہے نسیم نے کہا
انسے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اسکو صحراے سبز پوشان کہتے ہین اسی صحرا مین
ب باغ ہی باغ رنگیان اسکا لقب ہی اسمین لیجا کر برہمن کو قید کیا ہو تو عجب نہین اگر
نیز کو حکم ہو تو جائے سب دار و دنکو انتشار ہوا ملکہ گلگونۂ رنگین پوش اپنے مقام سے
ہین کہا آپ لوگ کیون تردد کرتے ہین کنیز جاکر خبر لیتی ہی آپکے اقبال سے برہمن کو لیکے

زمین پر مار کر کہا لینا ایک برق گری باغبان و بہار نے ہرچند چاہا کہ رد کریں سحر افراسیا
کا کب رُکتا ہے باغبان کی طرف اشارہ کیا کہ باش او نمکحرام تجھکو اس سختی سے قتل کرونگا
اوروں کو عبرت ہوگی اور بہار کو باغ خزان نصیب میں بند کرونگا تیغہ کھینچکر چلا کہ باغبا
کا سر کاٹ لوں باغبان نے اپنے کو طرف پروردگار کے رجوع کیا اور کہا کہ ای حافظ
نگہبان تو ظالم کے ہاتھ سے بچائے

نظم

زبان کجاست کہ در حمد حق کند تقریر — کجاست خامہ کہ سازد ادائے حق

خداست بندہ نواز و خداست محرم راز — خداست اہل کرم قادر و قدیم و

براہ صدق ارادت ہر آنکہ پا بنہد — رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر

جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند — تمام شاہ و گدائے ہمہ جوان ہم

بہ اوج عرش رسد دود آہ مظلومان — خطا نمیکند از مرکز ہدف این

بغیر حمد خدائے جہان بگو ہندی — کہ در کلام تو بخشد جناب حق

بیتاب ہو کر جو باغبان نے دعا مانگی باب اجابت کھل گیا آسمان سے آواز آئی
افراسیاب کیا کرتا ہے اب جو دیکھا سینے برہمن روئیں تن جھپٹ کر زمین پر آیا گویا
پیچھے ہٹا ایک دستک بھی برہمن نے دی ایک جوان تیغہ کھینچے ہوے آیا کئی ہا
افراسیاب پر مارے افراسیاب کا رنگ رو متغیر ہو گیا لیکن اپنے کو درست
کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مار دیا سر اُس جوان کا اُڑ گیا برہمن و افراسیاب
لگے اب افراسیاب نے سحر کیا پکار کر کہا ای سحاب اصلی برہمن کو لینا ایک ٹکڑا
آسمان پر ظاہر ہوا وہ ٹکڑا ابر سیاہ برہمن پر گرا برہمن اُس ابر میں مثل برق کے تڑپا توڑ
نکلا لیکن گرمی سے ابر کی چند آبلے جسم پر پڑ گئے ایک جانب آکر گرا اُن آبلوں کا تو خیال
جھولی میں ہاتھ ڈالکے ایک سُرخ کاغذ کا پُتلہ نکالا افراسیاب پر پھینک مارا پکار کر
ای خوک صحرا نشین اسکو لینا دو خوک جنگل سے پیدا ہوے افراسیاب پر منہ
چلے افراسیاب نے مُنہ کھولکر ڈکار لی دھوان مُنہ سے نکلا دھوئیں سے ایک
کڑک کر گرا دونوں خوک مر کر پیوند خاک ہوے اب ٹکڑے میں کھینچکر دونوں آب

نے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ای دستگیر ساحری بجاتا ایک تھپکی ہاتھ پر انور کے پڑی
پنجہ چھوٹ کر دور گرا انور گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئی اتنے مین بہار نے قرار پر فرار
اختیار کیا افراسیاب نے انور کو مع کنیزون کے پابہ گل کیا طرف بہار کے دوڑا بہار
قریب آدھ کوس کے نکل گئی تھی کہ پشت پر سے نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی بہار گھبرا گئی
زیور اپنا اُتار کر پھینکا افراسیاب پر برابر برقین گرین شعلہ ہاے آتش بھڑکے افراسیاب
سب چیزونکو رفع کیا طرف بہار کے دوڑا جب قریب تر پہونچا بہار نے سحر کیا
افراسیاب چند ساعت رُکا بہار بھاگ کر بڑھگئی چاہتی ہی افراسیاب میرے پاس
آجائے افراسیاب کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہی قضاے کار باغبان قدرت و مخمور
وغیرہ چند سردار کنارہ لشکر کے آکے ٹھہرے ہین یہی باتین ہو رہی ہین کہ نہین معلوم ہمارے
اُجڑ پر کیا گذری باغبان کہتا مین تلاش مین جاؤنگا یہ بھی خبر ملی تھی کہ مصور و بہار
مقابلہ پڑگیا مخمور کہہ رہی ہی کہ مصور نگوڑا کیا لڑیگا بھگوڑا ہی بہار کے سحر کی برداشت بھی
نہ سکے گا بھاگا بھاگا پھریگا دیکھیے کیا خبر آتی ہی اِس سوچ مین کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد
اُٹھی دیکھا مصور تاج گرا ہوا لباس پارہ پارہ پریشان آتا ہی باغبان کے مُنہ سے نکلگیا
لیجیے میان بھگوڑے صاحب آتے ہین سر کا خون پونچھتے ہوے جوڑو کا ہاتھ تھامے ہوے
صورت نگار کہتی ہی صاحب تمنے مجھکو سحر نہ کرنے دیا مصور کہتا ہی جان بچگئی انور کو کیا
بھوت کیا تھا جو کہا تھا وہی کیا افراسیاب نے روکا ہی باغبان و مخمور یہ کہکر بڑھے
افراسیاب ہم تک نہین آسکتا لیکن آج مصور کی گردن لو یہ ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین
اور سہم مرتے ہین دیکھا کہ صحرا سے پھولونکی خوشبو آئی بہار بھاگی چلی آتی ہی باغبان
پکار کر پوچھا ای ملکہ بہار خیر تو ہی گھبرا کر بہار نے جواب دیا ارے افراسیاب آتا ہی
باغبان نے جلدی مین گرا پھینک مارا مصور کا شانہ نشانہ ہوا صورت نگار رونے
بہار جھپٹ کر قریب باغبان کے آئی ہی کہ افراسیاب قریب پہونچا باغبان بہار
نکارا ایک طرف گلدستہ بہار نے مارا باغبان نے گیند پھولونکا پھینک مارا افراسیاب کے
نے پر گیند باغبان کا پڑا کہ ہڈیون مین درد پیدا ہوا افراسیاب نے غصے مین دو ہتھڑ

دل کس سے لگائین کہین دلبر نہین ملتا
کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا

خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا
کیا ذکر کبوتر کا ہی اک پر نہین ملتا

زلفون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی
ہم خانہ بدوشون کو کہین گھر نہین ملتا

کیا خاک وہ دعوی کرین شوریدہ سری کا
سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا

گم جیسے ہوا ہون مین تری راہ طلب مین
جب ڈھونڈھتا ہون آپ کو اکثر نہین ملتا

صورت نہین ملتی تری صورت سے کسیکی
گہنے سے کسیکے ترا زیور نہین ملتا

آرائشین موقوف ہوئین کسلیے ای جان
گوہر نہین ملتا ہی کہ زرگر نہین ملتا

او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر
کیا لوح بنے طور کا پتھر نہین ملتا

ای رند لبالب ہو جو عرفان کی مے سے
ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہین ملتا

اب اور زیادہ ہنگامہ ہوا جوش انور کا بڑھا لشکر مصوّر پر زور وشور سے جا اب مصوّر کو کچھ بن نہین پڑتا اور بہار نے دو چار سحر کیے کہ خوب اُس مقام پر تلوا کئی ہزار جادوگر مصوّر کے مارے گئے مصوّر گھبرا گیا بیقرار ہو کر آواز دی یا دادا میری مدد کو نہین آتے اس انور حرامزادی نے بہت تنگ کیا ہی کہان بھاگ کے جا اوے افراسیاب بھی مر گیا طلسم ہوشربا شکست ہوا مسلمانون کا بند و بست ہوا یہ اسنے پکارا دیکھا کہ افراسیاب جادو وہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی اور انور خو کیا ظلم کرتی ہی ارے یہ مرشدزادے ہین خداوند کو قلق ہوتا ہی بہار کی جو نگاہ آمداد پر پڑی کنیزون سے اشارہ کیا بجا گو افراسیاب بہار کو دیکھ رہا ہی جب نگاہ جمال بہار پر پڑتی ہی کلیجے مین سنان مژگان گڑتی ہی گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار رباغ پر بہار آنکھین نرگس شہلا زلفین سنبل پیچان سمن بر خوشرو خوش خو خال ہند و چشم جا افراسیاب جو طرف بہار کے متوجہ ہوا انور نے بڑھکر مصوّر کو ہاتھ تلوار کا مارا کرہ کا زخمی ہوا مصوّر نے چیخ ماری آواز دی ای شہنشاہ مجھکو بچائیے اس ظالم پر میر نہین چلتا یا تو افراسیاب جادو گلچینی گلشن جمال بہار کی کر رہا تھا آواز جو مصوّ سنی غصّے مین زمین پر آیا دیکھا کہ انور نے پنجہ چمکایا ہی کہ مصوّر کا کاٹ لون افراسیا

زمہ سرائی کر رہی ہین عندلیب پہلوے گُل مین پھول کر بیٹھی ہی کیا رنگ جما ہی پھولون کا
با بجا انبار مثل گلدستے کے کوہسار چشمے پانی سے معمور ہین یہ کہتے کہتے ناچنے لگی کہ صحرا
ے گرد اُڑی بہار نے چاہا کہ اسکو دیوانہ کرکے پلٹ جاؤن کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا مصور
بڑھ لاکھ فوج سے پیدا ہوا انور جانب بہار متوجہ ہوئی کہا اے انور جادو یہ کون صاحب
تے ہین انور نے کہا مرشد زادے ہین بہار نے کہا انکی خدمت کرو یہ سُنا تھا کہ انور جادو
ثل شعلۂ جوالہ مصور کی طرف چلی صورت نگار تخت پر بیٹھی تھی صورت نگار نے
ولہ مارا پکار کر آواز دی او انور ادھر کہان آتی ہو ادھر آئیگی تو بہت پچھتائے گی انور
ب سُنتی ہو گولے کو کاٹا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کئی سو کنیزان انور کے سر پھٹے انور نے
ہوئی سے گولہ نکالا اس زور سے مارا کہ تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا اب تو
نور جادو لشکر پر گری مصور کو بہت بُرا معلوم ہوا مصور نے کئی تصویرین جیب سے
کالین سامنے انور کے کانپین انور پر کچھ تاثیر نہوئی مصور نے کئی گولے بھی مارے
نور نے نہ مانے بڑھکر مانی بہزاد کو زخمی کیا مانی وبہزاد بھاگے مصور کہتا ہو ارے کہان
اتے ہو وہ کب سُنتے ہین بھاگ کے طرف صحرا کے نکل گئے اب مصور کی فوج پر انور
ری کنیزون سے اشارہ کیا کنیزین بھی ٹوٹ پڑین مصور کے دس ہزار آدمی قتل کیے
ب مصور گھبرایا اور بھاگا انور نے پیچھا کیا بہار سحر کرتی ہوئی چلی انور قتل کرتی ہوئی
ازمان مصور کو آتی ہو گئی ہزار جوان اور قتل کیے کنیزین بھی مبہوت انور بھی اپنے
وش مین نہین چہرہ گلنار لڑتی بھڑتی آتی ہو لوگون نے مصور کو غیرت دلائی آپ کیون
ماگتے ہین انور کی کیا حقیقت ہو گھیر کر اسکو مارلین گے مصور نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو مین
و اسکی مدد کو آیا تھا یہ میری کیون دشمن ہوئی سب نے کہا یہ تاثیر سحر بہار ہو کہ انکی بیقرار
ر اپنے ہوش مین نہین ہو کنیزین کس جوش و خروش مین ہین جب اُنکو آپ کا پاس نہین تو آپ
یون خیال کرتے ہین مصور پلٹ پڑا سحر چلنے لگا ملازمان انور آکر جم گئے جب ذرا جوش کم ہوا
ار نے گلدستہ پھینکا اور پکار کر آواز دی ارے ان نامردونکو لینا انور جادو نے پلٹ کر
دیکھا بیقرار ہوکر پکار اُٹھی اور کہنے لگی نظم

نام ہی بہت دپھول جاؤ باغ عالم مین ہزار ہا گل کھلے ایسے شگفتہ مزاج نہ ملے ذرا ملاح
فرمائیے یہ کہکے گولہ مارا گولہ جاکر آسمان پر پہنچا ایک ٹکڑا ابر بنکر نیا۔ ہوا سر پر بہار کے جو
ایک طائر ابر سُرخ سے پیدا ہوا آواز دی ای ملکہ بہار ذرا متوجہ ہو جیسے بہار نے
ہلایا برق چمکی طائر کے دو ٹکڑے ہوے طائر کا مرنا کہ ابر برسنے لگا چند قطرے جو
بہار کے پڑے بدن مین جلن پیدا ہوئی بہار نے گھبرا کر دوپٹے کا ٹکڑا پھاڑ ا
آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ محیط ہوا اس ابر نے اُس ابر کو روکا ابر انور سے
برسا اس ابر مین وہ خون غائب ہونے لگا انور جھلانی جھلا کر ابر کو مٹایا سحر پر خبر
کمر سے نکالا اپنی انگلی تراش کر خنجر کو رنگین کیا بہار پر پھینک مارا ہر چند بہار نے
خنجر نہ رکا خنجر نے سر بہار کا زخمی کیا بہار کا زخمی ہونا آواز دی او نکہت د گل ا
فوراً پھولون سے خوشبو آئی ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈھی چلی ایک کنیز ہنستی ہوئی پہلو سے
اُسنے بہار کو گلدستہ دیا بہار نے اُس گلدستے پر خون ڈالا وہ گلدستہ طرف انور
پھینک مارا سر پر انور کے جاکر پھٹا پھولون سے آواز آئی ای انور ہوشیار ہو جا
چند اشعار سُن لو تمکو قبول کرنا پڑے گا

نظم

چمن شگفتہ مین لیکن وہ یار جاتا ہی — ہمارے دل کا مزا اے بہار جا
کدورت اور بھی بڑھتی ہی یار کے دل مین — جب اُس گلی مین ہمارا غبار جا
گرا جو مین ہون تو دل اُس سے موم ہی فی الفور — جو مین نہ ہار دن تو دل بریے ہا
مجھے یقین ہی تم پر ہون رفتہ رفتہ بڑی — کہ ہر ادا مین مرا اختیار جا
کوئی جو ہوتا ہی راہی میری گلی کی طرف — قضا پکارتی ہی وہ شکار جا
چمن مین یاد اُسے آتا ہی جب مرا دتا — تو سیر کو طرف آبشار جا
یہ گردش ابلق ایام سے نصیب ہوئی — دل اُسکے کوچے مین لیل و نہا
قبول منہ سے جو کچھ کہہ نباہ کر اُسکا — نہین تو آدمی کا اعتبار جب

یہ اشعار جو انور نے سُنے مست ہوگئی غل مچاتی تھی ہر مرتبہ پکارتی تھی ای بہار کہ
دکھائی باغ عالم مین سگفتہ کیا پھولون کو دیکھو کیسے پھول رہے ہین عندلیبان خ

شاہی کو نیتری سے سمجھتا ہی ذلیل	حوصلہ تو دیکھ لو گویا سے بمقدور کا

طرف موسم بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار نہرون مین جوش وخروش پانی ابل رہا ہی
جۂ آب بلند گویا نہر نے ہاتھ بڑھائے ہین کہ بہار کی قدمبوسی کرون ہاتھ آنکھون سے
ون حباب نگران مثل چشم معشوق حیران اور آنکھون کو خواہش ہی بہار کی آنکھون پر
بکی نظر نہ پڑے چشمون کو چشم داشت چشم درست ہی بہار ایسی معشوقہ سے آنکھین ملائین آنکھون
آگے سے ہٹ نہ جائین سارے صحرا مین ہنگامہ غلغلہ ہی کہ بہار آئی بہار آئی انور جادو
جو دیکھا کہ بہار آگئی فوج کو آواز دی اسے گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج آئی انور جادو
بہار پر حملہ کیا کنیزون نے بڑھکر آواز دی ای انور جادو فدا خیال رہے ملکہ بہار
مزاج باغ عالم مین گل ہاے رنگین کے سر کا تاج ایسون سے مقابلہ کرنا
عجب حماقت ہی بہ کیفیت ہی

نظم

سنبل مین ہی تا زلف معقد ہو جاے	سرو ہی اسلیے سیدھا کہ ترا قد ہو جاے
ں ای گل سرخ کہ ہو پنجۂ رنگین نگار	ہی سفید اسلیے الماس کہ ساعد ہو جاے
ب رنگ آنے اور اک جاے ملے اس سے اگر	لعل پکھراج ہو پکھراج زبرجد ہو جاے
ہ نازک ہی جو بین دمیان گردن بوسے کا	ای حسد یو دل وجان سرخ ترا خد ہو جاے
ں پڑ جاے خط سبز کا تیرے جو کہین	ای سنم کان مین یاقوت زبرجد ہو جاے
جا ہی کہ ترے ساتھ پیے می جو رقیب	ایسا خون اگلے سے سرخ صنم رد ہو جاے
سمجھتا ہی ترے ظلم جو بے پایان مین	ظلم گر شوق سے پر ظلم کی کچھ حد ہو جاے
عجب گر غزل ایک اور بھی ہو جاے قبول	گر اسیطرح سے مضمون کی آمد ہو جاے

ر جادو نے جو ہنگامہ دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا ارے درختون کو جلا دو ان طائرون
جاب کرو ہر وقت مکشی کی سائین ان کمبختون کی آواز سے دل گھبراتا ہی کنیزون نے
ے ترنج نارنج وغیرہ درختون پر مار۔ بھول نہ ملے طائرون نے اور زیادہ شور کیا
ر جادو نے بڑھکر آواز دی ای بہار گلعذار تمھاری قضا لیکر آئی ہی اگر کنیزون کو
دالیا تو کیا کمال ہی مجھپر کوئی سحر کرو تو مین جانون لو یہ گولہ آتا ہی اس سے اپنے کو بچاؤ بہار

کاشہنشاہ کو بڑا خیال ہو انکو گرفتار کرلینا منزل بہ منزل جاتی ہی یہان ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ
بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گندی برق نے کچھ کیفیت کہی کہ
سلطان تاج بخش کی فکر مین ہین چاہتے ہین کہ بچا کر لاؤن جابجا اُسپر افتاد پڑتی ہی
عیاریان کرتے پھرتے ہین چالاک نے کہا مین فکر مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین
دیکھا حیرت تخت پر بیٹھی ہی گرد وزیرزادیان شاہزادیان ہین کہ ایک کنیز نے آکر
کہا حضور ابھی ہرکارے خبر لائے ہین کہ کوہ نورستان پر جاکر عمرو نے عیاری کی
نے سکو بچایا انور جادو با لشکر بیشمار برائے قتل مسلمانان آتی ہی تھوڑی دیر مین
گذر ہوا چاہتا ہی ہرکارون نے اُسکو پانچ کوس پر چھوڑا ہی لشکر کو درست کر رہی
بڑے زور شور سے آکر گرے گی ملکہ حیرت یہ خبر سُنکر اُٹھین بیرون بارگاہ آکر
مگر چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آکر ملکہ مہرخ سے یہ خبر کہی کہ انور جادو با فوج تا
آتی ہی آپ کے لشکر پر گریگی اپنے لشکر کو تیار کر رکھیے بہار نے کہا اگر حکم ہو تو جاکر
ہرچند ملکہ مہرخ نے منع کیا بہار نے بارہ ہزار کنیزون تیار کین طاؤس زرین بال پر
روانہ ہوئین ملکہ حیرت کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہار انور جادو کو روکنے گئی ہے
حیرت نے حکم دیا کوئی یہان سے جائے جاکر بہار کو روکے انور جادو کی مدد کر
مصوّر اپنے مقام سے اُٹھے کہا حضور مین جاکر بہار کو روک لونگا مصوّر اسیوقت
دیرلاکھ فوج ساتھ لیکر چلا ملکہ انور جادو فوج لیے ہوئے آتی ہی کہ دیکھا سامنے
گرد اُڑی ملکہ بہار جادو مع بارہ ہزار کنیزون کے آتی ہین پھول برستے ہوئے
عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی نخل وجد مین پتے تالیان بجاتے ہین
اشعار عبرت آثار کی صدائین بلند ہین

نظم

ہی دم گریہ دھیان اُس نرگس مخمور کا	آنسوون مین بھی ہی عالم خوشۂ انگ
دیکھلے آگے زمین کے آسمان رہتا ہی خم	خاکساری سر جُھکا دیتی ہی ہر منو
شمع ساں سو بار سر کٹکر مرا پیدا ہوا	بوجھ اُترنے پر نہ چھٹکارا ہوا مزد
ابر تر مژگان تر ہی برق آہ شعلہ بار کا	بیقراری سے یہ نقشہ ہی ترے

نسیم وسلطان طرف لشکر کے چلے ابریق جو پریشان پلٹا کوہ نورستان پر ہونچا
نورجادو سے ملاقات کی انور جادو نے تمام کیفیت بیان کی ابریق نے کہا ای ملکہ
عجب اُفتاد پڑی زوجۂ سلطان تاج بخش مجھکو دیوانہ کر گئی دل پر چھریان چل رہی ہین
کیا کہون کہ کیا کیفیت گذری نظم

بھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ہر سو نظر اپنی
تبلا دہن تنگ سے نازک کمر اپنی

ہم بھی تو تصور سے اُسی سمت گئے ہین
اُس کوچے سے دل آئے تو پوچھین خبر اپنی

عالم تو ہے اُسکی طرف اور اُسکا یہ عالم
سُنتا نہین فریاد وہ بیداد گر اپنی

کیا جانے ترے عشق مین ہونچے ہین کہان ہم
افسوس کہ ملتی نہین ہمکو خبر اپنی

قوت ہوئی سونگھا جو ترا سیب زنخدان
تاثیر یہ کیونکر نہ دکھاتا ثمر اپنی

نیزے کی انی پار ہوئی جاتی ہے دل سے
ظالم نہ ملا میری نظر سے نظر اپنی

اخفا یہ کیا دل نے کہ ہم بھی نہین آگاہ
کیا جانے کہ آئی ہے طبیعت کدھر اپنی

مضمون سے جتنی ہے مرے دلکو محبت
شفقت یہ نہین کرتا پسر پر پدر اپنی

اب رحم کرو مجھپہ کہ مین روتا ہون کیسے
تم ہنسکے دکھا دو مجھے سلک گہر اپنی

ای باد صبا ہمکو پتا صاف بتا دے
تو لیگئی ہے خاک چمن سے کدھر اپنی

بے فکر رہے ہم نہ قبول ایک گھڑی بھی
فکرون ہی مین سب عمر ہوئی ہے بسر اپنی

جادو نے کہا ای ابریق تمھارا تو عجیب حال ہے ابریق نے کہا کیا بیان کرون جو کچھ
تی ہے انور نے کہا ساربان زادے نے بلا وجہ مجھکو ستایا میری کنیزون کو قتل کر گیا
نے تیاری کی ہے ساٹھ ہزار ساحر جمع ہین چالیس پچاس کنیزین اس طرحکی تیار ہین
لمانون کو جواب دینا مشکل ہوگا مین تمسے مضبوط و عدہ کرتی ہون کہ مین تمھاری
ہ کو بھی چھین لاؤنگی اتنا تمھاری زبانی ثابت ہوا کہ سلطان تاج بخش کی زوجہ ہے
بکو گرفتار کرلونگی تمھاری معشوقہ کو تلاش کرکے بہ احتیاط تمام لاؤنگی یہ کیفیت تمام
ب ہونچاؤنگی ابریق کو خوب سمجھا کے ملکہ انور جادو نے رخصت کیا آپ لشکر گران تیار
براے مقابلۂ مسلمانان چلی اسقدر غصہ ہے کنیزون سے کہدیا کہ بی بہار و مخمورہ

اُس پتا ور پر تربوزکی بیل پھیلی ہوئی ہی کہین کدو پڑے ہین کسی جانب دو چار تو سوکھے لٹک رہے ہین افراسیاب کو یقین کامل ہوا کہ ایسے مقام پر سکونت اختیار کامل کا کام ہی یہ مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہی عمرو کو تو ایک گوشے مین ڈ آپ سامنے آیا جھک کر سلام کیا مہنت خفا ہونے لگا کہ ارے تو کون ہی جو بلا تکلف مقام پر چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی پہاڑ کے نیچے ایک کُٹیا چند بچے ساتھ چلے جاتے تھے مہنت نے کہا او نابینا دیکھ سامرن مع بچونکے جاتی ہین افراسیاب نے کہا آپ غلام کو نہین پہچانتے افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہو سحر و ساحری مین یکتا یہ سنا تھا کہ مہنت قہقہہ مار کر ہنسا کہا تجھپر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی خداوندون مین لڑائی ہوتی تھی سامری و جمشید کا قول تھا کہ ہماری پرستش کرنے مرے جاتے ہین ہزارہا قتل ہوے اب مسلمانون کو غارت کردین لات و منات کہتے تھے مسلمان باطن مین تمھارے پرستار ہین اُنکو ہم نہ مٹائین گے بڑے جھگڑے ہو افراسیاب نے کہا مسلمان باطن مین لات پرست ہین مہنت نے کہا رات کو چھپکر کرتے ہین توبہ توبہ کیا کرتے ہین قدرت معاف کردیتے ہین ان معاملونکو کوئی نہین ہمارے سامنے یہ باتین ہوتی ہین ہم صلاح مین شریک رہتے ہین افراسیاب نے ای مقبول بارگاہ برائے سامری و جمشید آپ ہماری جانب سے سفارش کرین مسلمانونکا خاتمہ کرا دو صدہا ملک میرے ویران ہو گئے مہنت نے کہا بیٹھ جاؤ افراسیاب دھونی کے پاس بیٹھا مہنت نے دھونی کو تیز کیا دھوان جو نکلا افراسیاب کے د پہونچا لڑکھڑا کر گرا نعرہ ہوا منم مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہار
جہان سرہنگ ور خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر نرم

چاہا لپک کے بغدہ ماردن کہ فولادی پُتلا آسمان سے تڑپ کر گرا بچہ گمر ہین افراسیاب دیکر لے اُڑا مہتر قران کو جھڑک دیا کہ او ظالم کیا کرتا ہی شہنشاہ ہوشربا پر حملہ نکرنا ورنہ تیرے ہی سر پہ پڑیگا کہ سر پھٹ جائیگا مہتر قران کو دکر الگ ہوے پُتلا افراسیاب لے بھاگا قران نے آکر خواجہ کو ہوشیار کیا اب خواجہ و مہتر قران طرف لشکر کے چلے

ں ہو گیا عمرو نے سبکو لوٹنا شروع کیا کنیزون کو ہوجا بجا پڑے دیکھا اُنکے لباس بھی اُتار لیے
رجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب تو غرق زمین ہوا خواجہ نصف بارگاہ لوٹ چکے ہین
درہی انور جادو کا لباس اُتارون کہ افراسیاب کو وہان خُنکی پہونچی غصے مین تھا تڑپ
نکلا نعرہ کیا باش اد سار بان زادے عمرو نے چاہا کود کر بھاگون افراسیاب نے سحر
عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے افراسیاب غصے مین زمین پر آیا انور وغیرہ کو ہوشیا
عمرو کو دیکھکر سبکے ہوش اُڑ گئے کہا کیون شہنشاہ یہ نگوڑا یہانتک کیونکر آیا افراسیاب
کہا یہ یونہین آتا ہی ہزارون گھر اِسنے برباد کر دیے ہین تھوڑی دیر کو یہان آیا یہ ظالم شل
اد ہو چکا جب میرے سر کو گردش ہوئی مین سمجھ گیا کہ کسینے بیہوشی مجھکو پلائی ہمشیہ کو مین
ہ پر چھوڑ آپ غرق زمین ہو گیا جب خنکی میرے دماغ پر پہونچی بیہوشی اُتری تو مین تڑپکر
اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا اب اسکا زندہ بچنا دشوار ہی انور نے کہا یہ
دمرحمت ہو مین پہاڑ پر اسکو میدان خونی کی تیاری کر کے قتل کرونگی سب رعایا کے
ب جمع ہونگے سبکو خبر پہونچ جائے کہ عمرو مارا جائیگا افراسیاب نے کہا ای انور یہ مکار
ملساز ہزار فطرتین کریگا اور نکل جائیگا مین لیے جاتا ہون یہ کہکے افراسیاب نے عمرو
کمر مین بنجہ دیا لیکر چلا انور جادو نے وعدہ کرا لیا کہ اب کب تشریف لائیے گا افراسیاب
کہا جسدن مجھکو فرصت ہو گی مین فوراً آؤنگا تمھارا ضرور خیال رہیگا یہ کہکے افراسیاب
رو کو لیکر چلا قضاے کار افراسیاب قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کان مین آواز آئی کہ یا
مری و جمشید افراسیاب کے کان کھڑے ہوے کہ یہ کون نعرہ مار رہا ہی کسی عابد یا زاہد
صدا ہی مقبول بارگاہ سامری ہی بلند ہو کر دیکھا کوہ صاف و شفاف ہی ایک دھونی
ہوئی ہی راکھ کا ڈھیر اُسپر کندے سُلگ رہے ہین ایک مہنت سیاہ فام جٹائین خاکستری
انیلا پہنے ہوے اُس پتھر کے پہاڑ پر گیندے پیڑ سرسبز و شاداب ایک جانب پتھر کے
بت رکھے ہین اُنکے سر پر گھڑا لٹک رہا ہی گھڑے مین قلیل سا سوراخ ہی سوراخ سے پانی
پر بتون کے ٹپک رہا ہی مہنت بیٹھا ہوا پوتھی کا جاپ کر رہا ہی کبھی اُٹھکے ٹہلتا ہی کبھی نعرے
ہی ایکطرف ایک چھپر پڑی ہی اتنی پرانی چھپر یا ہی کہ بولا بھی گل گیا صرف تتا ورہ باقی ہی

ایک دام ہین صیاد کے اک طوق بہ گردن	قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی متبدل کیا ہین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابرو دلدار کی رہتی ہی قمر کو	ہی ورد زبان مصرع دیوان محبت

افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا اے انور تمھاری کنیزنے تو ایسا مزا دکھلایا جیسے لشکر سلار کے عیّار گاتے ہین مہتر برق فرنگی بالکل اسی طرح گاتا ہی عمرو نے کہا حضور عمرو اُن سب گرد بلاے روزگار ہی مین نے خوب ذکر سُنے ہین مگر ہماری طرفسے بی صرصر خوب جواب دیتی ہین عمرو کا بھی جی چھوٹ جاتا ہی سُنتی ہون بڑی بڑی عیاریان کین اب نگوڑے کا نام نہ لیجیے گانا سُنیے ملکہ نے مجھکو لاکھون روپے دیے وہ سب ڈھاڑیون نے کھاے ٹھُمریان ترانے خیال دُھرپد سب لونڈی نے حاصل کیا ہی جو فرمائیے گاؤن افراسیاب نے ٹھُمریون کی فرمایش کی اب تو عمرو نے مٹکنا شروع کیا گردن کا ڈورا ہل رہا ہی افراسیاب مرا جاتا ہی ملکہ سے اشارہ کیا آپکے گھر مین مہمان عزیز آیا ہی شراب منگوائیے لونڈی انتظار گلابیان شراب کی آئین عمرو نے اُلٹ پلٹ کی بیہوشی ملائی پہلے جام افراسیاب اور چپکے سے کان مین کہا معشوق پریچہرہ تمکو مبارک ہو ملکہ انور جادو آپکی تعریف کرتی تھین آج سامنا ہوگیا افراسیاب خوشی مین جام پی گیا اب تو عمرو نے انور کے سامنے یہ کہا اور جام پیش کیا کہ بی بی سلطنت ہوشربا مبارک ہو انور جادو بھی پی گئی عمرو نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین ایک کنیز سے کہا جو بھرے پر ہین انکو بھی گلابیان پہونچین اُن سبھون نے بھی پی افراسیاب نشے مین خیال مین آیا اے افراسیاب یہ کیا ہوا کسی نے تمکو بیہوشی دی ایک چٹکی بھر خاک سر پر ڈالی مراد اس سے یہ ہی کہ خود تو غرق زمین ہوا اور ہمشبیہ اسکا بیٹھا ہوا ہی عمرو خیال کرکے دیکھتا ہی افراسیاب کی آنکھین غلّہ سی نکلی ہوئی ایک جانب دیکھ رہی خواجہ سمجھے افراسیاب غائب ہوا ایسا نہ ہوش آجاے انور جادو سے اشارہ کیا آپ پسینے پسینے ہورہی ہین ذرا اُٹھکر ٹہلیے انور جو اُٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی ٹھرا گری بیہوش ہوئی اب تو کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین پہاڑ پر سب کا ذ

طرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے
نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی

ں کونی الجملہ تشا بہ کعب پا سے ہی ترے
وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی

بکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
جو مجھے ملتا ہی جو یا سے بلا ملتا ہی

ک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
آسمان مجھکو ستا کر بتجھے کیا ملتا ہی

ل وزربفت مبارک تمھین دولتمند وہ
مجھکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہی

غ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم
مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی

ے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل
چغد ویرانے مین ڈھونڈھون تو ہما ملتا ہی

فتہ جیسے ہوے اُس لب شیرین کے رند
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

انور جادو ہنس پڑین کہا ای شہنشاہ معظم ہم تو کنیز شاہی ہین ہمسے اسقدر توجہ کیا ضرور ہی
سیاب نے جام اُسکے ہاتھ سے پیا ہاتھ تھام لیا اپنے پاس بٹھلایا انور جادو سر کو
اے ہوے شرمائی ہوئی دل مین سوچتی ہی کہ اگر نہ مانون تو شہنشاہ آزردہ ہون اگر
لون تو ملکہ حیرت کے خلاف ہو نہین معلوم میرے ساتھ کیونکر پیش آئین اس سمے مین
وش حیرت کا جوش افراسیاب ٹوٹا پڑتا ہی کبھی ہاتھ تھام لیتا ہی کبھی مُنھ بڑھاتا ہی کہ
ہ لون کبھی چاہتا ہی کہ لپٹا لون ملکہ انور جادو مُنھ ہٹا لیتی ہی افراسیاب جوش مین نشے
لتا ہی کیون صاحب ہمسے انکار ہی انور عرض کرتی ہی سرکار کا اصرار بیکار ہی ہین تو ہر نوع کنیز
ن جو بات کیجیے انجام سمجھ لیجیے یہان تو صحبت عشق و عاشقی ہی لیکن خواجہ پھرتے پھراتے
ف مین سلطان ونسیم کی قریب اُس پہاڑ کے نکلے افراسیاب کو بیٹھے ہوے دیکھا
بت رقص وسرود بھی ہی خواجہ ایک کنیز کی شکل بنکر بالاے کوہ آئے گائن گا رہی ہی
اجہ نے قریب ہو کر ایک تان لگائی افراسیاب کے جو کان مین آواز ہونچی کہا ارے
کی آواز ہی آواز مین کس غضب کا سوز وگداز ہی انور جادو نے کہا ہماری کنیز گلشن ہی
افراسیاب نے کہا گلشن یہ شعر پھر پڑھو عمرو نے گنگنا کر تان لگائی **نظم**

لی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت
مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت

نے ہین کہ کھینچو دل پُر داغ سے تم آہ
دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت

پناہ چشم رقیبان بدنظر وہ ہوا ۔۔۔ خطا اُن غدارون کے اوپر بجائے جون
غضا نہ ہو جو ہوے گال نیلے بوسونسے ۔۔۔ چمن اُداس مری جان غیر سوسن
کہان کہان تجہے ڈہونڈہ عابد لگے بہیرا یدوست ۔۔۔ جو شیخ کعبے ہین تو دیر مین برہمن
ہر ایک کو ہین زبس خاک عاشق اُڑتی تہی ۔۔۔ اسے کدورت خاطر غبار دامن
زبس تہے اُسکے صغیر و کبیر دیوانے ۔۔۔ جوان کو بیڑیان لڑکونکو طوق گردن
ہزار جان تصدق ہر زخم کاری پر ۔۔۔ وفاے حرز پئے چشم زخم سوزن
دل و جگر ہوے قوت فراق یار آخر ۔۔۔ براے شحنۂ حاکم ہمارا آخر
یقین مرگ جو عشق بتان مین تہا آتش ۔۔۔ ہر اک صنم مری آنکہون مین سنگ

اس حال پر ملال مین جو سلطان نے ابریق دیکھا سمجھے کہ زوجہ کے سحر نے تاثیر دکھلائی ... کھینچکر بڑھے کہ کاٹ لون کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا لکۂ ابر ظاہر ہوا افراسیاب سوار چلا آتا ہی افراسیاب کو دیکھکر ابریق بھاگا سوچا کہ اگر شہنشاہ دیکھ لینگے ہو جائیگا پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب نکلگیا سلطان دلنسیم نے جو دیکھا یہ وا... گوشۂ باغ مین چھپے کہ ایسا نہوا افراسیاب دیکھ لے افراسیاب سیر طلسم کو گیا تہا سے پلٹا ہی جب تخت افراسیاب جانب باغ سے نکل گیا اور کوہ نورستان پر ... وہان ملکہ انور جادو بنی ٹہنی بیٹھی تہی گرد اُسکے کنیزین مصاحبین جمع تہین افراسیاب دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جو انور جادو پر پڑی دیکھا قد گلعذار سمن اندام کبک خرام شیرین گفتار قمر عذار کلائیان بلور کی گردن نور کی افر... اُتر بڑا بہ نگاہ شوق دیکھ رہا ہی انور نے لاکر افراسیاب کو مسند پر بٹھایا گائن کو اشا... گائن نے غزل شروع کی جام ارغوانی بجۂ نگارین پر رکھکر سامنے افراسیاب کے ... اِس ناز و ادا سے افراسیاب کے سامنے جام پیش کیا کہ بے اختیار افراسیاب کے منہ سے نکلگیا اے سرو باغ محبوبی دای غنچۂ نورسیدۂ حدیقۂ خوبی منظ...

ہونہ پابوس ریاضت کا صلا ملتا ہی ۔۔۔ بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملت...
راہ پر کرتا ہی رہزن کا مسافر سے سلوک ۔۔۔ خضر سے گور کی منزل کا پتا ...

غنچہ جادو نے ایک پھول اُٹھا کر کھینچ مارا تلوارین ابریق پر برسنے لگین ابریق نے تلوارین
ین خنجر کھینچ مارا غنچہ جادو کی گردن پر آکے پڑا سر کٹ کے غنچہ جادو کا زمین پر گرا پھول باغ
رجھا گئے نخل کٹکر گرے آواز آئی کشتی مرا نام من غنچہ جادو بود کنیزون نے جو دیکھا دوڑ پڑین
رے اس نگوڑے کو مار ڈالو اسنے ہماری بی بی کو مارا دوسری کنیزون نے بلوہ کیا ابریق انکو
مانتا ہے کسیکو طمانچہ مار دیا کسی پر اُف کی دو چار کو مار کر گرا دیا کنیزین بھاگ گئین نگین تھوڑے
ے مین ابریق نے سبکو مار کر بھگا دیا نسیم دیکھا کین کچھ کنیزین باہر بھاہر بھاگ
ن کچھ باغ مین چھپین چند کنیزین جو باہر کھڑی تھین وہ فریاد والغیاث کر رہی ہین ایک
کا یہی قول ہے کہ ظالم نے ہماری بی بی کو مارا نگوڑا باغ مین اب بیٹھا ہے ایک عورت کو
ہے اُسکے ساتھ باتین کر رہا ہے اُدھر سے اُڑا ہوا سلطان آتا تھا اُسنے دیکھا چند عورتین
ی ہوئی رو رہی ہین آسمان سے اُتر آیا پوچھا تم کون ہو کنیزون نے بیان کیا ابریق
ہ شگاف سلطان تاج بخش کی زوجہ کو لیکر آیا ہے ہماری بی بی کو مار ڈالا ایسا نگوڑا
ئی ہے نئی عورت کو دیکھکر ایسا بلبلایا پرانی آشنا کو مار ڈالا سلطان تاج بخش نے کہا
بتا دو وہ کہان ہے کنیزین پیچھے پیچھے سلطان آگے آگے باغ مین آکر داخل ہوا ابریق
سے کہ رہا ہے مین نے تیرے واسطے اپنی معشوقۂ قدیم کو مار ڈالا اب تو مجھسے انکار نہ کرو
نب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نسیم نے جواب دیا او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم
سرایب کے دشمن ہین اطاعت اسلام اختیار کی یہ باتین سُنکر سلطان نے وہین سے
را او بیحیا عورت پر کیا دباؤ ڈالتا ہے کنیزین جو غنچہ کی تھین اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر
ے سب نے ملکر سحر کیے ابریق چھٹا سلطان پر سحر کرنے لگا ایک کنیز نے جھپٹ کر ملکہ
کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ کڑک کر اُٹھین زن و شوہر نے جو ملکر سحر کیے ابریق گھبرایا
کہنے لگا ملکہ نسیم نے جو جم کر دو تین سحر کیے ابریق گھبرا کر پکار اُٹھا مین تو صاحب
تمھارا عاشق ہون جان جاتی ہے

نظم

ہ پاس محبت سے ترک شیون تھا ‫ —‬ برنگ شمع خموشی مین حال روشن تھا
ین نیک سمجھتا تھا مجھسے بدظن تھا ‫ —‬ یقین خضر ہے جسپر مجھے وہ رہزن تھا

اُسمان مین ذو باچہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھتا ہوا جاتا ہی ایک طرف خواجہ بصورت
مبتدل چلے مگر ابریق لیے ہوسے نسیم کو جاتا ہی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اسنے
سحر کے زور مین زبان مین سوزن بھی نہین دی بھی منظور ہوا کہ دریافت کرون یہ کون ہی
مین مع زوجہ شکار کو آیا تھا زوجہ اُسکی سنگین جادو بھی ساتھ تھی ہزار بارہ سو کنیزین
شوہر کو تلاش کرتی ہوئی آتی ہی ابریق چاہتا تھا کہ نسیم کو ہوشیار کرے کہ نشان
زوجہ کا دیکھا گھبرا گیا کہ اگر وہ اس محبوب کو دیکھے گی جل جائیگی یہ سوچکر ایک جانب
کہتا ہی کہان جاکر چھپون کنیزین سنگین کی پھیلی ہوئی ڈھونڈھ رہی ہین ابریق بھاگا
جاتا ہی گھبرایا ہوا ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی کنیز دیکھ لے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ
اُس باغ مین گھس گیا ملکہ غنچہ جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہی ابریق سے اُس سے آ
بھی ہی غنچہ نے جو دیکھا کہ ابریق گھبرایا ہوا آتا ہی مگر ایک عورت حسین کو اپنے ساتھ لیے
ہی غنچہ جادو نے گھبرا کر پوچھا کیون صاحب خیر تو ہی کیون اسقدر گھبرائے ہوئے
عورت کون ہی اب ابریق کو ہوش آیا ابریق نے کہا تم صاحب خفا نہو نا یہ زن
صحرا مین کھڑی تھی مجھے پسند آئی مین اُٹھا لایا بی سنگین بھی واسطے شکار کے آئی ہین
خیال سے مین یہان چلا آیا اب اس عورت کو صحبت مین جگہ دو حال دریافت
یہ کون ہی پھر سمجھا جائیگا غنچہ جادو نے ابریق کو لاکر صحبت مین بٹھایا نسیم کو سوزن
ہوشیار کیا نسیم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحبت مین پایا ہوشیار ہوکر دیکھا صحبت
کباب آراستہ ابریق کوہ شگاف منت کر رہا ہی کہ صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی ملکہ
کہا ای شخص تو کون ہی ہمکو کیون اُٹھا لایا مین سلطان تاج بخش کی زوجہ ہو
نسیم گلشن افروز میرا نام ہی تجھکو سے آنے کا کیا باعث ہوا غنچہ جادو نے مسکرا
بی بی یہ نگوڑا ہرجائی تمپر عاشق ہوا ہی یہ نہین سمجھا کہ تم کون ہو حقیقت مین جو تمھا
شوہر کو خبر ہوگی تو ان پر جوتیان پڑینگی ابریق نے کہا صاحب تم نہ بولو غنچہ
نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بھڑوے میری سوت کو لیکر میرے گھر مین آیا ہی اور پھر
چلاتا ہی اور باتین بناتا ہی ابریق نے کہا کچھ دیوانی ہو دونون مین تکرار ہوسے

دیکھین گے ہپنا کے شب مہ مین اُسے — ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر
تارہ سا رکھتا ہی یہ سرکش دشمن — آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر
ے سیدھے سے غرض رکھتے نہین اہلِ آتش — جو کہے یار ہمین سُنکے یہ کہنا بہتر

نے چاہا جواب دون کہ ابریق نے بڑھکر مُنھ سے اُن کی ساتھ اُن کے مُنھ سے دھوان دھوان آنکھون مین نسیم کی لگا بیہوش ہو کر گری ابریق سمجھا بھی نہین کہ یہ کون ہی کمر بچہ دیا لے بھاگا خواجہ و سلطان جو پلٹ کے آئے ملکہ نسیم کو نہ پایا سلطان اور خواجہ ن تھے کہ نسیم کو کون لے گیا سلطان تاج بخش نے کہا خواجہ تقدیر نے پھر فراق ب کیا کون دشمن لگا ہوا تھا کہ اتنے عرصے مین ملکہ نسیم کو لے گیا خواجہ بہت پریشان ے سلطان تاج بخش کی آنکھون سے آنسو جاری کہتا ہی خواجہ کیا کرون نظم

بچے نہ پوچھے اشک مرے یار دیکھیے — کب ٹوٹتا ہی آنسوون کا تار دیکھیے
ن جاکے دیکھیے گل و سنبل کو باغ مین — پُرپیچ سنبل اور گل بیخار دیکھیے
بیٹھے بن پڑینگی نہ یہ خود فروشیان — یوسف اگر ہین آپ تو بازار دیکھیے
ی ہوا ہی سُننے کو وہ دردِ دل مرا — وا ہون نہ ہون مگر لبِ اظہار دیکھیے
پھرا کرتے پھرتے ہین بازارِ عشق کی — ہو کون جنسِ دل کا خریدار دیکھیے
جا یا کرتے ہین غمِ دلدار رات دن — کھاتا ہی کب ہمین غمِ دلدار دیکھیے
ے دُرِ عدن بھی نہ تسکین دل ہوئی — اب چل کے اُسکے لعلِ گہربار دیکھیے
را ہوا ہی گیسوئے مشکین یار کا — جامہ بھی تار تار ہی تا تار دیکھیے
معجزہ دکھائین اگر ہین مسیح آپ — مرتا ہی اب یہ آپ کا بیمار دیکھیے
ید ہو خدا کی تو اب قصد ہی قبول — ہلکر مزارِ سید ابرار دیکھیے

اجہ نے کہا ای سلطان بیقرار نہو طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کسی ظالم کا اسطرف ا ہوا سحر مین ملکہ سے زیادہ تھا وہ صاحب عصمت و عفت ناچار ہوئی وہ اُٹھا کر لے گیا بت کا مقدمہ بہت نازک ہی خدا اُسکی عصمت کو بچائے ایک طرف تم جاؤ اور ے طرف ہم جاتے ہین انشاء اللہ ابھی تلاش کرتے ہین سلطان پر پرواز پیدا کرکے

اقلام نے بڑھکر للکارا کہ ای سلطان ذرا میرے مقابلے مین آؤ تو حال کھلے سلطان کو
کا غصہ تھا تلوار کھینچکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی اقلام نے لڑتے بھڑتے سپر سے
کی سلطان نے ہاتھ مارا سپر کٹی سلطان کو کیا خبر تھی سپر سے دُھوان نکلا آنکھون
سلطان کے پہونچا سلطان لڑکھڑا گرے اقلام نے چاہا بڑھکر سرکاٹ لون ملکہ نسـ
جا پڑی وہی سپر اقلام نے پھینک ماری نسیم کی بھی ہوا بگڑی دھوان جو آنکھون
لگا دھوان لگتے ہی لڑکھڑا کر گری زن وشوہر کا گرنا اقلام نے چاہا دونون سے
کاٹ لون پہلو سے آواز آئی ای اقلام کیا کہنا کیا کمال کیا دیکھو سامری وجمشید
صفت کرتے ہین اقلام پلٹا بڈھا ساحر جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے خنجر مارا

نعرہ کیا نعرۂ عمرو
گزان استاد عیاران عالم
سراپا دانش وعقـ
بہ باغ دین زکرش آب یاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جا
عمرو آن شاہ عیاران عیار

اقلام کا مرنا زن وشوہر اُٹھے ساحرون کو بھاگنے
نہ ملتا تھا آخر صداے الامان الامان بلند ہوئی افسرون مین نہیب جادو باقی تھا
فوج کو لیکر حاضر خدمت ہوا خواجہ نے سبکو مطیع اسلام کیا قلعے کا مال قبضے مین کیا د
اُسی مقام پر مقام کیا تیسرے دن ایک تخت سلطان نے تیار کیا اُسپر خواجہ عمرو وسلـ
ونسیم سوار ہوے طرف لشکر اسلام کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین ایک
مین پہونچے تخت کو اُتارا ملکہ نسیم ٹہل رہی ہین سلطان فکر طعام مین گیا ہی خواجہ عمر
مین ہانی کی گئے ہین کہ نسیم نے دیکھا صحراسے گرد اُڑی دیکھا ابریق کوہ شگاف صحر
واسطے شکار کے آیا تھا ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا نسیم پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی عاشق
پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین وزیر افراسیاب ہون سحر
لاجواب ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو میری جان جاتی ہی تمکو میرے حال زار پر رحم لازم ہی

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہی خاموش ہی ر
ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہی
بند ہونے سے ہی ناسور کا بہنا
دو ہی ذلف ہاتھ تک تری یار کرون کیا تعریف
با یاد ہنے ہیے تو پھر بانین سے

چلی آتی ہے پکار کر یہ غزل گاتی ہے اور کہتی ہے

نظم

جوا ی صنم ترے سیب ذقن کی ساخ — بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
پڑا ہون دیکھلے اِک سیوتی سارنگ — لازم جریدہ تمین کو ہے نسترن کی شاخ
ل عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے — آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ
ٹے سے قد کا ترے نظارہ لگائے گا — کسکس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا — سوکھی ہوئی ہو جیسے درخت کہن کی شاخ
ے صبح یار کی اُلفت کے روگ سے — گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ
ز یتے ساعد زیبا سے یار سے — ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ
وکو دیکھے گلستان کی سیر کی — ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

ان یا تو لڑ رہا تھا صدا اس نازنین کی سُنکر سکوت مین آگیا یا تو مثل شعلۂ جوالہ تھا بڑھ بڑھ کے
کتا پھرتا تھا یا اپنے مقام سے نہین ہٹتا نازنین قریب آکر یہ بھی کہنے لگی کیون صاحب مزاج
ہے اُس جوان نے ہنس کر کہا مین تمھارے گلشن حسن وجمال کا گلچین ہون صاحب ربط وضبط
لیکن اب خبط ہوا چلو تمھارے ساتھ نکل چلین اس بلوے مین ہمارا تمھارا کیا کام ہے نازنین نے
ن تو تمھارے واسطے غلو ہوئی جہان کہو تمھارے ساتھ چلون مین خود پریشان تھی کہ
آپ کیا فرمائین اصل یہ ہے کہ دلکو دل سے راہ ہوتی ہے مین تمھارے نام پر عاشق ہون
ن آپس مین ہاتھ پکڑے ہوئے طرف صحرا کے چلے اقلام نے آواز دی ان دونون
واب بھی ندیا صحرا مین جاکر ایک کوئین مین دونون کود پڑے کوئین سے دھوان نکلا
ی آواز آئی زمین وہانکی تھرائی اقلام قہر وغضب مین فوج والون کو گالیان دینے
او نامردو دو شخص ہین وہ گرفتار نہین کیے جاتے زن وشوہر کو گھیر کے گرفتار کرو ہزارون
ہوے اب بھی پانچ چھ ہزار جادوگر باقی ہین سب بلوہ کرکے زن وشوہر پر چلے نسیم
لو صاحب پھر اُسنے فوج کو ترغیب دی ساحرون کو غیرت آئی سلطان نے
دو چار گولے مارے سو دو سو جادوگر مرے مگر سب بلوہ کیے چلے ہی آتے ہین
نے تالون کو پریشان کیا ایک جال سیاہ گرا کئی سو جادوگر اُسمین پھنسکر مرے

کہتا ہے کسی نے اُس ظالم کو مارا مین اس ظلم و بدعت کو کیونکر اُٹھاتا جو فلک کی خواہش ہے
ہمکو بھی کاہش یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہے دوسری طرفسے آکر سحر غائب کیا دیکھین دیتا ہوا پڑ
ہو نگاہ پڑی مفصل کیفیت دیکھی کہ ملکہ نسیم گلشن افروز ہزارون جادوگرون مین گھری ہو
مین مگر سحر کر رہی ہین خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین تمام میدان دھوان
ہو رہا ہے اُس اندھیرے مین برق چمکا دی سو دو کے سر اُڑ گئے یہ جو سلطان تاج
نے دیکھا قلب تھرا گیا قہر و غضب مین آکر سحر کرتا ہوا زمین پر آیا زوجہ کا حال زار دیکھکر
بہت پریشان ہوا پھر کچھ اشیاے سحر جھولی سے نکالین تاک کر کافرون پر پھینک مارے
اپنے نام کا نعرہ کیا بمحبت آواز دی صاحب نہ گھبرانا مین آ پہونچا پلٹ کر جو نسیم گلشن
نے اپنے شوہر کو دیکھا باغ باغ ہو گئی کہا لو خواجہ خدا نے فضل کیا سلطان بھی آ پہو
عمرو نے دیکھا سلطان نے آتے ہی جم کر دو چار سحر کیے زمین ہلنے لگی کئی ہزار جادوگر
گرے اقلام نے پلٹ کر دیکھا کہ سلطان لڑتا بھڑتا قریب زوجہ کے پہونچا آپس مین
و شوہر مین باتین ہونے لگین سلطان نے پوچھا اس قلعے مین آنیکا کیا باعث ہوا ملکہ
سب حال بیان کرنے لگین کہ سالوس مردار خوار مجھے اُٹھا لایا تھا لیکن خواجہ
عنایت کی آکر سالوس کو مارا احشام کو قتل کیا ان سبکے ہاتھ سے مجھکو بچایا ورنہ ا
خاتمہ ہو گیا تھا سلطان نے جھلا کر اقلام کو ڈانٹا کہ او نامرد اب مردانِ عالم سے
ہمبر آکر وار کر غیرت نہ آئی اتنے ساحرون نے سحر کیے کوئی غالب نہ آسکا یہ کہکے جب
برابر اقلام کے پہونچا آپس مین سحر ہونے لگے اقلام نے کئی گولے مارے سلطان نے
کرکے وہ گولے کاٹے آخر مین اقلام نے خنجر پھینک مارا ایک ابر سیاہ اُٹھا ابر نے ز
شوہر کو گھیرا خنجر برسنے لگے سلطان نے اشارہ کیا ایک جوان کمسن پیدا ہوا خنجر دیکھو
لگا جو خنجر قریب سلطان کے آیا جوان نے تھپکی ماردی خنجر اُلٹا پلٹ گیا اُسی طرف کے
سینے پہ پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا اُس جوان نے تہلکہ ڈالدیا اقلام نے بھی دستک دیکر آواز
ای تسخیر اسکو لینا ایک عورت نہایت حسین آکر پہونچی دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذ
و رشک چمن قد نخل باغ الفت چاہ زنخدان رشک چاہ یوسف کرشمے و ناز و غمزے کرچھ

کر رہجاے مجھکو نہ پائے خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین جو جادوگر مرکر گرا اُسکی کمر ٹٹولی
ہمیانی کھولی کسیکو برہنہ کرکے ڈالا حشام تاک رہا تھا ملکہ نسیم ایک مقام پر گرین
پر اپنے کو قایم کیا چاہا کہ سنبھل کر جا پڑن کہ حشام نے بڑھکر خاک قہر جمشیدی اُڑادی
پھر ڈاکہ گرین حشام نے چاہا اُٹھا لون خواجہ عمرو برابر ہو پہنچے بصورت ساحر بنے
یا ای حشام کیا کہنا لیکن تمھارے مطلب کو سمجھا اُٹھا کے اسکو لے بھاگو دیکھو وہ
م آتا ہو جیسے ہی حشام پلٹا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ کو ہوش آیا
واجہ کیا احسان عظیم کیا تم نہ پہونچتے تو مین گرفتار ہو جاتی عمرو نے کہا اب اقلام
ر واجب و لازم ہی ملکہ نے کہا خواجہ ساحرون کا بڑا جماؤ ہی قلعے مین میدان کم ہی مین
کر جو گردن موقع نہین ملتا یہ کہکے سحر کرنے لگین سو دو سو کے لاشے گرا دیے گئی ہزار
گر مارے دریاے خون جاری ہوا اقلام نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و
گل حدیقۂ محبوبی مقتری تو مارا گیا اب کیون تکلف کرتی ہو مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا
ملک کا بادشاہ ہون سپہر ساحری کا ماہ ہون تم پر جان دیتا ہون اُس بحیا نے ایسی حرکتین
یستہ لین کہ تمکو قفس مین بند کیا ایسی معشوق کو دردمند کیا مین تمھارا رنجیدہ ہونا قبول نکرونگا
ارا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا اب میرا ہون پردم ہی وقت کرم ہی غلام کو سرفراز کر د ملکہ نے آواز
کیا بیہودہ بکتا ہی قضاے کار یہان تو یہ رنگ ہی اقلام اپنی جان سے تنگ ہی لیکن
ان تاج بخش جو تلاش مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہی بشکل
ب آج ایک درخت پر آکے بیٹھا بھوکا پیاسا بیقرار و اشکبار فراق مین اپنی زوجہ کے جان
نگ جی مین کہتا ہی کہ ای سلطان نہین معلوم اُس صاحب عصمت و عفت پر کیا گذری
م بحیا زبردستی لیگیا جب اُسنے نہ مانا ہوگا یقین ہی قید کیا ہو کیونکر اپنے کو وہان تک
پاؤن کیونکر خبر منگاؤن کیا فلک نے بیا آٹھ پہر رنج والم کا سامنا کوئی ساعت بھی راحت
مین گذرتی ہی کدھر جاؤن اِس سوچ مین نخل پر بیٹھا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من
م جادو بود سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ ہی اُس قلعے سے شعلے نکل رہے ہین کچھ مرنے کی ساحرونکے
ز آتی ہی کبھی آندھی سیاہ چلتی ہی حشام کے مرنے کی آواز سنکر نہایت خوشی ہوئی دل سے

بات مین عاجز ہون سالوس نے کہا آپکا نام نامی کیا ہی کہا مجھکو نیرنگ آسمان سیر
ہین ساحرن کے فراق مین رویا کرتا ہون وہ بھی برسوین چھٹے مہینے آپ ہی آتی ہین
دلی حاصل ہوتا ہی سالوس نے کہا بڑے میان بڑے زندہ دل آدمی ہو یکایک ملکہ
نے سحر کیا برق چمک کر ساحرون پر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے پھر چمک کے بلند ہوئی اب
سالوس نے سحر کیا نسیم پھر زمین پر آئی سالوس کو بڈھے نے بڑھکر گولہ دیا کہا یہ
پھینک مارئے سالوس نے گولہ ہاتھ مین لیا گولہ تڑاق سے پھٹا سالوس کے منھ پر د
ہو بچا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا سالوس کا شکم چاک قصہ پاک عمرو
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تصنیف مصنف

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کُفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم توئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرانام ہی خواجہ خواج
مرے نام پر غدر شید
مرا مکر ہی گلشن قبیل
نشان تھا مری گرد باد
یہی فتح و نصرت کی

سالوس کا مرنا اندھیرا چھا گیا آوازین مہیب آنے
آندھیان سیاہ اٹھین بعد عرصہ دراز آواز آئی کُشتی مرانام سن سالوس مردار خوار ہو
کو آواز عمرو سُنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی قریب آکر ساحرون سے بچایا کہا خواجہ
مطیع اسلام ہی مین بھی شہنشاہ کی کنیز ہون اب مین لشکر کو تباہ کرتی ہون یہ کہکے اُڑا
ایک سحر کردیا کہ خواجہ کے گرد کوئی نہ آنے پائے آپ جو کڑک کے بلند ہوئی غول
غول تباہ کردیے دو تین مرتبہ ملکر بلند ہوئین اور گرین کہ صحرا سے گرد اڑی حشام دا
پیدا ہوے بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہین دونون نے دیکھا کہ ملکہ لڑ رہی ہین جادوگرون
ہلڑ سُنا کہ سالوس مردار خوار مارا گیا ان دونون نے کہا کہ ملکہ کو گرفتار کرلو عمرو نے دیکھ
واقلام سحر کرنے لگے جب ان دونون نے سحر کیا ملکہ تھرا کے گرین اور بلند ہوئین جب
دس بیس کے سر قلم کیے ہنگامۂ گیر ودار بلند ہی سو دو سو کو بیہوش کردیا لاشون سے میدان
حشام زمین پر اس فکر مین پھر رہا ہی کہ ملکہ گرین اور مین بیہوش کرکے لے نکلون اقوم

شراب کے واسطے دوڑا ملکہ نے سحر کی جھولی اُٹھالی اب جو سحر کیا قبۂ بارگاہ توڑ کر نکلی نعرہ کیا
ا نسیم گلشن افروز او ہیہات کیسے روکیگا سر اُٹھا کر سالوس نے ملکہ کو بالاے آسمان دیکھا
ستارۂ سحری بنکر نکلون سالوس نے چیخ مار کر آواز دی الہے یارو دوڑو معشوقہ نکلی جاتی
ی ہزار جادوگر دوڑے سحر کرنے لگے سالوس نے اُٹھا کر گولہ مارا ملکہ لہرا کر زمین پر
ن ساحرون نے چاہا گرفتار کر لین ملکہ نے سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے
ی سحر جادوگر مر کر گرے ہنگامہ گرم ہوا ملکہ ہر مرتبہ تڑپ کر بلند ہوتی ہین چاہتی ہین کہ تڑپ کر
ن جب سالوس سحر کرتا ہے ملکہ پھر زمین پر آتی ہین کبھی سنگریزے مارے کسی کا سر پھٹا
کا ہاتھ ٹوٹا ہر مرتبہ یہی ہنگامہ ہوتا ہے عقیل تیز رو عیار جو چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا
ا قلعے مین ہنگامہ پڑا ہے ہزارہا جادوگرونکے لاشے تڑپ رہے ہین عقیل تیز رو جاگا آکر
م و اقلام سے بیان کیا کہ ملکہ وہان بگڑ گئین کئی ہزار ساحرون مین تنہا لڑ رہی ہین لون
ار ہو کر دوڑے ہزارہا ساحرون کو لیکر چلے لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
، عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جو تلاش مین نکلے تھے پھرتے ہوئے اُسی قلعے مین
پہنچے دیکھا ایک نازنین لڑ رہی ہے ساحر بنکر دریافت کیا کہ نسیم گلشن افروز روحِ بہ
لطان تاج بخش لڑ رہی ہے سالوس مردار خوار عاشق ہو کر لایا تھا خواجہ عمرو کو یہ حال
ڑا تردد ہوا جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا کرون اس سوچ مین کھڑے ہوئے دیکھ
ے ہین اب خواجہ نے سالوس کا پیچھا کیا جہان پر یہ سحر کرتا ہے وہین جا کر کھڑے ہوتے
یہ بھی کئی مرتبہ کہا کہ حضور کیا خوب سحر کر رہے ہین ہر سحر مین عورت کو بلند نہین ہونے
ے اب تک لڑ بھڑ کر نکل گئی ہوتی سالوس تعریف پر خوش ہو جاتا ہے یہ بھی دیکھا کہ
، بڈھا جادوگر دمبدم تعریفین کرتا ہے اسنے اکثر سلام بھی کیا خواجہ نے کہا بیٹا ہمنے تو
ری و جمشید کی آنکھین دیکھین آسمان پر ساتھ سامری کے جاتے تھے سامری
جا کر عیش کئے ہم بھی جوان وہ بھی جوان بڑے مزے ہوتے تھے ایک دن سامری
کھ لیا مجھے آسمان پر سے گرا دیا پانچسو برس ہوئے زمین پر آیا آخر بڈھا ہو گیا اب آپکی
ت مین آیا ہون اس عورت کو گرفتار کردون سامری کا بنایا ہوا سحر کرون کیا کسی

چالیس پیک بیچے پشت پر دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ کیا حکم ہوتا ہی اقلام نے کہا
ملکہ نسیم گلشن افروز کا کوئی قفس چرا لیگیا تم اسکی تدبیر کرو کس دشمن نے ایسا کام کیا
عقیل عیزرو نے عرض کی غلام پتہ لگاتا ہی کچھ سُنگنی مین نے پائی بھی ہی اب اسوقت
کہنے سے خیال آیا کل ایک نئے شخص کو مین نے دیکھا تھا اب اسوقت آپکے کہنے
کہ غیر شخص ہمارے لشکر مین کیون پہونچا اور خاص کر کے مین نے یہ دیکھا کہ قریب بارگا
پھر رہا تھا اُسکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش مین ہی اقلام نے پوچھا وہ
شخص تھا کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ سالوسیہ کہتے ہین وہا
سالوس مردار خوار ہی کل وہ مثل فقیرون کے قریب بارگاہ حشام پھر رہا تھا چو کنا
چہار سمت دیکھتا بھی تھا اب پہلے مین اُسی قلعے مین جاتا ہون یہ کہکے عقیل با
عیاری سے آراستہ ہوا صورت بدل کر طرف قلعہ سالوسیہ کے روانہ ہوا حقیقت
سالوس مردار خوار اپنے قلعے مین بیٹھے بیٹھے یہ حال سُن رہا تھا کہ زوجہ سلطان
نہایت حسین و جمیل ہی حشام و اقلام سے آپس مین فساد ہی دونون اُس ایک محبوبہ
عاشق ہین سالوس اُٹھکر اشتیاق مین خود چلا لشکر مین حشام کے آیا پشت بارگاہ سے
ہو کے فکر کرنے لگا عُقاب بنکر نخل پر بیٹھا قبہ بارگاہ پر آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرا
نسیم گلشن افروز پر آپ سے باہر ہو گیا دن بھر بصورت مبدل لشکر مین پھرا پہر رات
اُسیلح سحر کرتا ہوا بارگاہ مین آیا قفس اُٹھا کر لے گیا اپنے قلعے مین لایا ایسا اشتیا
مسند پر بٹھایا زبان سے سوزن بھی نکالی جب ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی ایک اور
سیاہ رو بد خو کو اپنے سامنے پایا صورت نحس دیکھکر تھرا گئی بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہی کبھی
کرتا ہی کبھی غصہ کرتا ہی ملکہ نے کہا ای شخص مجھکو کہا جا تو کون ہی مجھکو آفت مین پھنسا
کیون اُٹھا لایا سالوس نے کہا مین بادشاہ قلعۂ سالوسیہ ہون سالوس مردار خوا
ہی آپ کا نام نامی سُنکر عاشق ہوا اُن ظالمون کی قید سے تمکو نکال لایا ملکہ نے خیال
ہاتھ با نون میرے قابو مین ہین کہا کہ جا کر شراب تو لا مین قید مین اُن ظالمونکے بھی
کی نوبت نہین آئی عاشق کو معشوق کی بات مثل وحی معلوم ہوتی ہی اتنا جو ملکہ نے منہ

ت اور دشمن نہین اقلام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی تمنے بڑا غضب کیا ایسی معشوق پر جیپرہ کو
! ہمارا کہنا نہ مانا احشام کہتا ہی بھائی مین کیونکر مانتا مین نے اُسیکے واسطے صحبت افراسیاب
وڑا تمھارے پاس حاضر ہوا تھا تمنے یہ فساد برپا کیا اب فلک نے یہ سامان دکھایا
کہو بھائی مین کیا کرون اقلام کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا کہا بھائی کوئی دشمن تو
ہوا نہین تھا احشام نے کہا میرے ظاہر مین تو کوئی نہین اب ہم تم دونون ملکر
ش کرین اقلام کو بھی نہایت تردد ہوا احشام نے یہ بھی آخر مین کہا اگر وہ معشوق کہین
ئے خواہ تم قبضہ کرو خواہ مین قبضہ کرون اب دونون آپس مین ملے اقلام نے
گاہ مین بیٹھکر سردارونکو جمع کیا احشام بھی ایک جانب بیٹھا ہی کبھی روتا ہی کبھی آہ کرتا
ہی کہتا ہی یارو کیون نہ میری بات مین درد ہو جب لب پر آہ سرد ہو شعر نظم

ن و پیر کے دل مین سنے سے درد ہوتا ہی ۔ ہمارا شعر جو ہی عشق مین وہ فرد ہوتا ہی
ہی عشق کا مل جام پاتا ہی شہادت کا ۔ جلا جو خوب آبِ تیغ سے وہ سرد ہوتا ہی
ب ہی رعب قاتل تیری شکل زعفرانی کا ۔ کہ جب مین دیکھتا ہون ڈر سے چہرہ زرد ہوتا ہی
رے عشق نے تاثیر بخشی ہی پینا لون کو ۔ دل نالان نے میرے اب تو نالان درد ہوتا ہی
ی گلگشت کو گلشن مین جاتا ہی جو وہ گلرو ۔ رخ رنگین سے اُسکے زرد ہر ہر درد ہوتا ہی
نے مین فریب بیوفا نامرد کھاتے ہین ۔ نہ تھوکے جو عروس دہر پر وہ مرد ہوتا ہی
، دیتا ہی وہ ایسی شراب صاف کا ساغر ۔ کہ جام آب حیوان جسکے آگے گرد ہوتا ہی
یدی اور تڑپ ایسی دُر دندان نے پائی ہی ۔ ترے دانتون سے جو ملتا ہی ہیرا زرد ہوتا ہی
نب مجھکو ڈر کر چال جو کا اپنا گھر بھولا ۔ کٹا جب تگ دشمن زرد شکل نرد ہوتا ہی
ی خاشاک سے شعلے کبھی بجھتے نہین دیکھے ۔ ترے کوچے کا کوڑا تپ مین بادآورد ہوتا ہی
ہی ذبح تو سرگرم ہو تجہیز و تکفین پر ۔ ترا عاشق کوئی ساعت مین قاتل سرد ہوتا ہی
ل اسمین مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی ۔ مرا ہر مصرع صاف اُسکے دل کو گرد ہوتا ہی

ام نے کہا بھائی اسقدر بیقرار نہ ہو مین تلاش کرتا ہون ابھی پتہ ملیگا یہ کہکے حکم کیا
ے عیار طرار کو بلاؤ عقیل تیز رو بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے آکر حاضر ہوا

دن کو ہو مہر فدا رات کو صدقے مہتاب
مین معشوق کیا عشق نے مجھ عاشق کو
اُسکے مین پانون جو چھوتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
مجھسے عاشق کو بھلا ہجر مین ہو خاک شفا
لے چکے بوسہ چلو کوچۂ جانان سے قبول

تیرے چہرے پر اگر زلف سمن سا چھ
مین نہ چھوٹون جو مرے یار کا سایا چھ
کہین ایسا نہ ہوا اب ہاتھ ہمارا چھ
مرض الموت ہوا در اُسپہ مسیحا چھو
اب خدا جانے کہ ہاتھی چھپے گھوڑا چھ

چھین مار مار کر چور دیا مصاحب اندر گھس آئے دیکھا تو حشام تنہا کھڑا رو رہا ہی مصاحبون نے عرض کی حضور خیر تو ہی کیا معرکہ ہی کہا بار و قفس ملکہ کا غائب ہو گیا کہا آپ تو ملکہ کے وا رو رہے ہین اقلام لشکر لیکر میدان مین آگیا پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ میان حشام کہان یا تو مجھسے آکر مقابلہ کرین اگر اپنی جان بری چاہتے ہین تو معشوق کو حوالے کر دین بلہ ہی سحر تیار کر کے آیا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ ہی آپ یہان رو رہے ہین حشام نے کہا بھائی لٹ گیا میری تو اب زندگی دشوار ہی اب مین اقلام سے کسواسطے مقابلہ کرون نہین کون دشمن لگا ہوا تھا کہ ملکہ کا قفس لے گیا مجھے داغ کامل دے گیا اب دیکھون تقد دکھائے اگر مین یہ جانتا کہ ملکہ غائب ہو جائینگی تو اقلام کو حوالے کر دیتا دل سے کر یکایک لشکر مین شور و غل ہوا ایک سردار نے آکر عرض کی چہار جانب سے لشکر اقلا آپ کو گھیر لیا اب بلوہ کر کے آتے ہین گھبرا کے حشام باہر نکلا دیکھا گردین بلند لگ رہا ہی سبکے آگے اقلام بڑھا ہوا ہی گولہ ہاتھ مین جس خیمے مین ملکہ تھین اُسی خیمے کی جانب حشام نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب بیوجہ بندگان سامری کی خونریزی آپکو کچھ معلوم ہی کہ کیا ہوا مین تباہ ہو گیا نہین معلوم کون ظالم لگا ہوا تھا ملکہ کو لیگیا کیا جوابدون یہ سُنکر اقلام کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بھائی صاحب کیا کہتے ہو حشام بھائی صاحب جو مین نے عرض کیا آپ نے نہین سُنا یہان چلے آئیے اپنی آنکھون سے د خیمہ خالی پڑا ہی یہ سنتے ہی اقلام گینڈے سے کودا حشام اقلام کو اسی خیمے مین لا بھائی دیکھو یہان قفس لٹکا تھا اب کہین پتہ نہین معلوم ہوتا مین کہان تلاش کدھر جاؤن اقلام نے کہا کسی دشمن کا خیال ہی کہا بھائی فریب تو یہان کو

کیا بیہودہ بکتا ہی معشوق پریچہرہ کا دیکھنا بھی نہ نصیب ہوگا یہ جواب سنکر اقلام نے طبل جنگی بجوایا نام نے بھی حکم دیا دونون کے یہان طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین حشام نے ایک خیمے ملکہ کا قفس رکھا ہی دس بارہ جادوگر واسطے حفاظت کے مقرر کیے اپنے مقام پر بیٹھا ار دریا تا ہی سامری و جمشید کے نام کو آگ لگے کیا غضب کی تقدیر کی کہ آوارہ دشت ادبار مصیبت ن گرفتار دیکھیے آب کیا تقدیر مین ہی کبھی خیمے مین جاتا ہی کہتا ہی ملکۂ عالم آپ نے سُنا ی صاحب بگڑے ہین ملکہ اشارہ کرتی ہین کہ زبان سے ہماری سوزن نکالے تو پھر ہم تماشہ مائین حشام سر جُھکا کر چلا آتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا انتظام کر رہا ہی سحر تیار ہو رہے ہین تا ہی ان بارہ ہزار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین تباہ کر دونگا نہین معلوم اقلام اپنے دل ن کیا سمجھا ہی معشوق کو مانگتا ہی مین جان دونگا معشوق کو نہ دونگا خود اُنکا قلعہ چھین لونگا ت بھر یہی سانحہ گذرا اُدھر اقلام نے بھی سحر تیار کیا کہتا ہی نکلتے ہی آگ برسا دونگا میان نام کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ابر سحر دونون طرف تیار ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری مان پر چمکا حشام نے اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا تاج زرین پہنکر آئینہ دیکھا اپنی رت دیکھکر مغرور ہوا دل سے کہتا ہی اس صورت پر سامنے معشوق کے جاؤنگا کہ دیکھکر جائے صورت زیبا دیکھو ئل بھی ہو تیغ ابرو سے گھائل بھی ہو یہ سوچکر اُس خیمے مین آیا ما قفس نہین معلوم ہوتا حیران ہوگیا خیمے مین چہار جانب دوڑتا پھرتا ہی کبھی اپنے ہاتھون زمین ٹٹولتا ہی خنجر مار مار کر روتا ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی ہاے کیا ستم ہوگیا نظم

لہ سلک درِ اشک کا اب کیا چھوٹے	درِ یکتا سے ہم اپنے لب دریا چھوٹے
ب بوسے کے لیے ساتھ پڑا پھرتا ہون	صدقہ جان کے دید کہین پیچھا چھوٹے
نیر و مرے پر توڑ دو نہ منقارون سے	صید اُسکا ہون یہ کیا ذکر جو لاسا چھوٹے
ہین محتم کہ وا اپنا کسی دن مجھ پر	غنچہ کوئی چلے کوئی پہنچا چھوٹے
بہ یار کی جانب کو درا چل نکلین	ناتوانی سے اگر ساتھ ہمارا چھوٹے
ی ہو بند تو غمزونکے لیے وا ہو جاے	نیچے غرفے کے جو ہم آئین تو پردا چھوٹے
شیر بن ہین لب جو ایسے جو مجھے بوسہ دے	نہین ممکن کہ دہن سے دہن اُسکا چھوٹے

کیجیے بجا لاؤن اقلام نے کہا وہ شی جو تمھارے کام مین نہ آسکتی ہو اگر ہمکو مرحمت ہو تو عمر بھر
مرہون منت رہونگا حشام نے کہا فرمایے ہم بجالائین بھلا آپ سے انکار کرینگے اقلام نے
کہا کہ آپکو باعث آزردگی کیا ہو اس عورت کا نام و نسب تو بتائیے حُسن تو اُس ظالم
عابد کش زاہد فریب ہی یہی مین نے سُنا ہو اور دیکھا ہو کہ آپ کو اصرار ہو اور اُسکو بالکل
ہو یہ کیا سبب ہو کیا باعث ہو آپ مجھے عنایت کر دیجیے مین راضی کر لونگا حشام نے
ای بھائی صاحب ذرا ہوش مین آیئے ایسی بیہودہ باتین زبان سے نہ نکالیے مین
ظالم کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا اگر حکمہ سحر کرتا تو سلطان اور مجلس کی کیا حقیقت
ایک ایک کو گرفتار کر لیتا لیکن یہ تیر ایسا دل پر پڑا کہ سوا بھاگنے کے اور کچھ نہ
مگر وہ ظالم ناراض ہوا ہے حسن پر اُسکو اغماض ہو مگر مین بھی انتظام آب و دانہ مین ہر بت
را تونکو تڑپتا ہون ہجر کٹتا ہون شب ہجر کا کٹنا دشوار ہوتا ہو میرے حال پر ہر دوست دشمن
مین اُسے نہ دونگا اقلام نے کہا مین تو لونگا حشام نے کہا مین تو آپ سے کچھ نہین کہتا
ہو مین آپکے ملک سے ابھی چلا جاتا ہون اقلام نے کہا مین تو نہ جانے دونگا معشوق کو چھوڑ
آپ جہان چاہے جایئے مین معشوق کو نہ جانے دونگا تم ایسو لینے کیا راضی ہو ما بد
جب دیکھیگی فوراً قبول کریگی حشام نے کہا وہ ظالم مین تو معشوق مہوش ہو لیکن انتہا کا
ہو اقلام نے کہا ہم راضی کرینگے با تو ن مین یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون تلوارین
اُٹھے مصاحب وغیرہ بیچ مین آگئے حشام نے کہا مین باہر نکل جاؤنگا آپکے قلعے مین
یہ کہکے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ تیاری کرو تین سو ساحر تیار ہو کر آئے اقلام
کہا ارے دیوانے ان تین سو ساحرون پر مغرور ہو بارہ ہزار ساحر رکھتا ہو حشام نے
قفس معشوق کا قبضے مین کیا کہا مین تجھسے سب طرح موجود ہون اقلام نے افسرو
اشارے کیے یہ جانے نہ پائے قفس تو چھین لو افسران فوج نے چاہا کہ گھیر لین حشام
کہتا ہوا باہر نکلا دو کوس بڑھکر اپنا خیمہ استادہ کیا اقلام نے چار جانب سے گھیرا اور
کہ بہتر اسی مین ہو معشوق کو حوالے کر دے ورنہ اس حال زار سے قتل کرونگا
دریا وہ مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے حشام نے

ے ہوے گئے حسام اس حال ست آیا رنگ رو زرد لب پر آہ سرد دل مین درد ہونٹون پر آنکھون مین تری حواس مین ابتری اقلام نے گلے مین ہاتھ ڈالا کہا بھائی صاحب نے بڑے صدمے اٹھائے لشکر تباہ ہوا مصاحبت شہنشاہ کی چھوٹی اب جو عرض کرون د قبول فرمائیے یہ ملک یہ مال سب آپکا ہے جسکو چاہیے تخت پر بٹھائیے جسکو چاہیے مجھے بارہ ہزار جادوگر ملازم ہین ان سبکو لیجیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خدمت گزاری حاضر ہون اگر حکم ہو بہ نیابت کام کرون آپکی طرف سے جاؤن تحصیل کرکے آپ کی خدمت حاضر کرون مجھسے کمی نہ ہوگی مگر ایک امر قبول کیجیے آپکا عمر بھر ممنون و شکر گزار ہونگا مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ جو کیفیت ہے نظم

ہاے دسے درد ہجر جانان تنگ ہے — اسقدر غل ہے مرے گھر مین کہ مہمان تنگ ہے
گھٹا جاتا ہے دو صدمون مین لی ہے دست جنون — طوق آہن سے سوا میرا گریبان تنگ ہے
ی دل ای باغبان تیرے گلشن سے وسیع — دل کشادہ ہے مرا تیرا گلستان تنگ ہے
ذن کے نیچے سے سبکے سر کی جاتی ہے زمین — کثرت عشاق سے اب کوے جانان تنگ ہے
کہان بہلاؤن مین وحشی تمھارے عشق مین — وسعت وحشت سے عالم کا بیابان تنگ ہے
بھر آیا سیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل — میرے نالونسے ہر اک مرغ خوش الحان تنگ ہے
نی جا ہے جہان نالے کرے وحشی ترا — کوہ نالان ہو رہا ہے اور بیابان تنگ ہے
لشن صد سے سوا ہے دیکھین ٹھہرے کون کون — دل بہت ہین کوچہ زلف پریشان تنگ ہے
ی دن مین ہمتو گھبرا کر نکل آئے یہان — ای پری تیری گلی سے باغ رضوان تنگ ہے
وشب جو نور دونون عارضونکا ہے فزون — ماہ تابان دنگ ہے مہر درخشان تنگ ہے
دندان مین نکلتے ہین وہ اشکون کے گہر — پانی پانی ہے عدن اور ابر نیسان تنگ ہے
ح سیر باغ رضوان کی ہے مشتاق ای قبول — اس قفس مین آج کل مرغ خوش الحان تنگ ہے

ام نے کہا بھائی صاحب مین آوارۂ دشت مصیبت مقید زندان آفت تمھارے گھر کو ن پناہ جانکر آیا آپ کی وجہ سے آرام پایا بس میرے پاس کیا ہے جو حضور لینگے جان حاضر گر تلوار کے نیچے سے ہٹا لون تو مجھے نیاز مند نہ کہیے گا مین ہر طرح تابعدار ہون بجز حکم

شوہر سلطان تاج بخش کو تو نے نہین دیکھا اگر ہماری قضا لیکر آئی ہو تو کیا اختبا ہو اگر
بہ عنایت پروردگا یہانتک ہو نگئے تو قلعے کو بہ باد فنا اُڑا دینگے تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑ
جھلا کر حشام سے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال رہنے کہ میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہی عمر بھر
رہو گی کبھی حشام منت کرتا ہی کبھی غصے مین آکر کانپتا ہی مگر اقلام جا دو اپنے مقام پر
ہی کر حشام شکست کھا کے آیا اسباب عیش و نشاط کیون طلب کیا معلوم ہوتا ہی کوئی
اُسکے ساتھ ہی یہ سوچکر بشکل عقاب بالائے بام آیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین
قمر طلعت حسین و خوبصورت سرو باغ رعنائی عندلیب بوستان زیبائی زبان مین سوز
غنچہ دہن خیال ننگ و ناموس مین سر جھکائے بیٹھی ہی حشام باتین کر رہا ہی وہ ماہ وش
سرکش ہر مرتبہ انکار کرتی ہی کبھی مجبور ہو کر روتی ہی دیکھتے ہی اقلام عاشق ہوا بیہوش ہو
کوٹھے پر گرا عرصۂ دراز تک ایڑیان رگڑا کیا جب ہوش آیا اپنے کو اُسی مقام پر پایا
نازنین کو حشام نے قفس آہنی مین بند کر کے لٹکا دیا آپ بیٹھا ہوا اشعار عاشقانہ
مین پڑھ رہا ہی

نظم

جائیگا میرا جنون اُس لب کے چھونے آب سے — تصفیہ ہوگا تو ہوگا شربت عناب سے
کیا نزاکت اُسکی لکھی جائے مجھ بیتاب سے — جسکے تن مین فرش مخمل پر نشان ہو خواب سے
سرو ہان ہوتے ہین خم اور جسم سے اس جا جدا — تیغ ابرو کو کبھی نسبت نہ دون محراب سے
جا ا ہی میرے سینۂ سوزان کا مجمر سے کھلا — بیقراری دلکی ظاہر ہو گئی سیماب سے
راحت دل دور ہی جیسے قریب دشمنان — غم کی نزدیکی ہوئی ہی دورے احباب سے
سودہ یاقوت سے وصف لب جانان لکھا — وصف دانتونکا لکھا ہی موتیونکی آب سے
راز پوشی حیف عالی ہمتون مین بھی نہین — حال کھل جاتا ہی سب کا چادر مہتاب سے
اشک کے قطرونسے رونے مین نکلتے ہین شرر — ای صنم پیدا یہان ہوتی ہی آتش آب سے
مہر مین یون ہی ضیا ردّ علیؑ سے ای قبول — ماہ مین ہی نور جیسے مہر عالمتاب سے

اقلام یہ سب حال دیکھکر روتا ہوا کوٹھے سے اُترا رفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آ
بہت متغیر باتے مین اقلام نے کہا یار و کیا بیان کرون بھائی صاحب حشام کو بلاؤ

شام کا قلعے مین اپنے بیٹھا ہو کہ ہرکارون نے خبر دی آپ کے بھائی صاحب حشام جادو
ہ سلطانیہ سے شکست کھا کے آتے ہین تین سو جادوگر ہمراہ ہین یہ سُنکر اقلام واسطے استقبال
ے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہوا وہ تو ساحر لاجواب مصاحب افراسیاب ہو کیا ماجرا
زرا کہ اُسنے شکست کھائی حشام نے ملکہ نسیم کو ایک صندوق مین بند کیا صندوق جھگڑے
لاد لیا ہو ابھی تک ہوشیار نہین کیا ہو کہ اقلام آ کر ہو بجا بہ محبت ملا کہا بھائی یہ کیا مدکہ گذرا
شام نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کھانے کا بیان کیا کہا ایک مکان عمدہ مجھے خالی
ادیجیے اقلام حشام کو لیکر بہ اعزاز و اکرام قلعے مین آیا ایک مکان عمدہ خالی کرا دیا
شام خوشی خوشی اُس مکان مین آیا ساحر ساتھ کے الگ جا کر اُترے اُب تو حشام نے
س مکان مین انتظام شراب و کباب کیا سب اسباب عیش و نشاط اقلام سے مانگا قلمر
ن مسند بچھائی اسباب عیش و نشاط چُن دیا اب ملکہ کو ہوشیار کیا لا کے مسند پر بٹھایا زبان
ن سوزن دے دی ہو ملکہ کی جب آنکھ کھلی دیکھا حشام ہاتھ باندھے بیٹھا ہوا رو رہا ہو
ی گھبرا کر عرض کرتا ہو مین تابعدار قدیم ہون مجھکو بہ غلامی سرفراز فرمائیے مجھسے خطا تو ہوئی
اُپ کے ملک سے آپکو چھڑایا مگر غلام اپنے ہوش مین نہین ہو جو فرمائیے بجا لاؤن مجھکو
کسی امر مین عذر نہین ہو کیا کیفیت اپنی عرض کرون نظم

ب ہجران سے مجھکو غش پہ غش پیہم جو آتے ہین — اُسی کوچے کی مٹی لوگ لا لا کر سنگھاتے ہین
نہین کام مین فصاد کا ہم خار صحرا سے — فساد خون سودا ہو بہت تلوے کُھجاتے ہین
وہ چوب خشک ہو نہین جسکو جلنے سے نہین فرصت — وہ سبزہ ہون کہ رہرو جسکو اکثر روند جاتے ہین
ے دیوانے سودے مین بھی پابند تکلف ہین — گل داغ جنون سے رخت عریانی بساتے ہین
کرتے ہین غیرونکی طرف دزدیدہ نظرونسے — ہمین سے دیدہ و دانستہ وہ آنکھین چراتے ہین
ہو جوش رقت کا تحمل ہو نہین سکتا — مین کتنا ضبط کرتا ہون مگر آنسو بھر آتے ہین
اک سے کہتے ہین بے پوچھے وہ بیتاب ہو ہو کر — ابھی ہم میت بیخود کو مٹی دیکے آتے ہین

کلمات واہیات سُنکر ملکہ نسیم گلشن افروز کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے
نگا رہین تیرے اختیار مین ہین قتل کر یا قید کا حکم دے یہ کیا بیہودہ بکتا ہو تیرے

حاضر ہی صید گاہ محبت مین دل مرا
ہی شوق تجھکو صید فگن گر شکار کا
یاس غم و الم تپش و داغ و ریخ و درد
بھاتا ہی ساتھ مجھکو انھین تین چار کا
مانند نقش پا نہین اُٹھنے کا ای ظفر
بستر گلی سے یار کی اس خاکسار کا

سب مصاحب خاموش ہوے عرض کی سرکار کو اختیار ہی سلطان نے معذور کے
معاملے سپرد کیے کہا ای فرزند اب تجھکو اختیار ہی مین تو تلاش مین اپنی محبوب جانی یارہ
کی جاتا ہون اگر پا گیا تو فوراً آتا ہون اگر اسی حیلے سے قضا ہی تو ناچار ہون یہ کہکر سلد
یکہ و تنہا تلاش مین اپنی زوجہ کی روانہ ہوا مجلس جادو بہ فتح و فیروزی خدمت مین کو
کی آئین تمام کیفیت عرض کی عرضیان سلطان کی ایک خواجہ کو ایک کوکب
خواجہ عرضی پڑھکر بہت بیتاب ہوے اور فرمایا کہ حقیقت مین سلطان صاحب ایما
بڑی جفا اُٹھائی مین بھی تلاش مین اُسکی زوجہ کی جاتا ہون اگرچہ خدا چاہیگا تو تلاش
لاؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین حشام جادو
روانہ ہوے بہار رباغ بارغ اپنے لشکر مین آئین ملکہ مہرخ سے سب حال بھاگنے افرا
کا بیان کیا نورافشان و برہمن و کوکب اپنے اپنے مقام پر گئے ملکہ شہلا سے نرگ
اپنے قلعے مین بہ اطمینان بیٹھین اب حال حشام بدانجام تحریر ہوتا ہی کہ نسیم گلشن افر
کو لیکر چلا چند جادوگر ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر ٹھہرا سب سے کہا کیون یارو کیا
اگر خدمت مین افراسیاب کی جاؤن وہ رنجیدہ ہونگے کہ مین نے شکست کھائی اُنکو
نہین لکھا کہ مجھپر شکست فاش واقع ہوئی اب مین کیا کرون اگر ملک کوکب مین
اُنکی شراکت کرون تو مذہب لات پرستی ترک کرون علاوہ ازین وہ میرا ساتھ ہونا کیو
کرینگے اُنسے بغاوت ہوئی مجلس جادو کو براے مدد بھیجا ہی مین نے اُسکے مقابلے میر
کھائی اب کچھ بن نہین پڑتا کر کیا کرون لیکن بارہ کوس پر یہان سے قلعہ ہی دہانکا اقلا
ساحر زبردست میرا بھائی حاکم و ناظم ہی وہ البتہ مجھسے بہ محبت ملیگا خاطر و مدارات کر
بعد چندے سمجھا جائیگا سب نے کہا یہی بہتر ہی اپنے بھائی کے پاس چلیے اس صلا
قیام کرکے طرف قلعۂ اقلام کے چلے اقلام جادو افراسیاب کا خراج گزار بھ

ی گھبراتا ہی کبھی خود دوڑ جاتا ہی خود تلاش کرتا ہی جب پلٹ کے آتا ہی چیخ مار کر روتا ہی کنیزین
ش کرتی ہین حضور نہ گھبرائین پتہ ملیگا حرامزادہ کہان جائیگا مخلبس کی بھی کوئی اب خاطر
ن کرتا مخلبس نے جو دیکھا کہ سلطان اب نہایت پریشان ہی مخلبس نے کہا اے سلطان
کیون گھبراتے ہو پتہ ملیگا اتنا تو ثابت ہوا کہ کس مقام پر کھڑی تھین وہان سے دریافت کرین
زون نے عرض کی سامنے کے نخل کے سائے مین جا کر کھڑی ہوئی تھین اسی مقام سے غائب
ئین پھر کنیزون نے نہین دیکھا مخلبس خود اُٹھکر اسی مقام پر آئی گرنے کا مقام دیکھا خاک
وہان کی اُٹھا کر سونگھی کہا یہان خاک قبر جمشید کی پھینکی گئی ہی اسی مقام پر کسی نے معلوم ہوتا
گرفتار کیا دیکھو حال کھلا جاتا ہی سلطان اور زیادہ بیقرار ہو گیا مخلبس نے وہان کی خاک
نائی ہر نقش پا سے تھوڑی تھوڑی مٹی لی ایک پتلہ بنایا اپنی اُنگلی کو چاک کیا چند قطرات
ن سر پر پتلے کے ڈالکر آواز دی ارے بتا تو او پتلے نسیم گلشن افروز کو کون لے گیا
سانحہ ہوا کیا اُفتاد پڑی مفصل بتانا اگر خلاف کہیگا تو مین تجھے پھونک دونگی پتلہ
قہہ مار کر ہنسا کہا حضور میری مجال ہی کہ مین آپ سے جھوٹ بولون پتلے نے کہا صاف صاف
یہ ہی کہ حشام جادو ملکۂ عالم کو دیکھکر عاشق ہوا وہی گرفتار کر کے لے گیا ایسا غفلت
ن آیا کہ ملکہ زبان نہ ہلا سکین یہ کہکر پتلہ جلکر خاک ہو گیا سلطان نے ایک عرضی واسطے
لب کے لکھی ایک برائے خواجہ عمرو مضمون یہ تھا کہ آپ لوگون کے احسان سے
ہین اُٹھا سکتا ہین بہ صدق دل مسلمان ہوا حاضر خدمت ہونگا ایک افتاد مین مبتلا ہون
ز کو حضور کی حشام لے گیا اب مین تلاش کرتا ہون اُسکو پا لون تو حاضر خدمت ہون
ون عرضیان مخلبس کو دین ہر چند ساتھ والون نے منع بھی کیا اور کہا ہم تلاش کو جادین
ور تشریف رکھین غلامان جانباز برائے تلاش جائین تلاش کر کے لائین سلطان نے
نہ قبول کیا کہا یارو میرا ہی جانا ضرور ہی قلب ناصبور ہی نظم

وحشت سے ہی یہ حال مرے جسم زار کا
اک خار خشک عشق کے ہی خار زار کا

دو پھول بھیجدون اُسے نرگس کے نادہ یار
آنکھون سے دیکھے حال مرے انتظار کا

دے رونہ ساقیا مجھے دو چار جام مے
دو چار روز اور ہی موسم بہار کا

سنتے آبرو بچائی ہے باتین کر کے سلطان چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہے کہ سب آئے زو
کسطرف ہے چند کنیزین خستہ و شکستہ زخمدار و بیقرار حیران و پریشان سامنے آئین سلطان
پوچھا تمھاری مالک کہان ہین کہا حضور قلعے سے جو ملکہ نے معذور کو عالم شکست مین
ضبط نہ ہو سکا ہم سبکو ساتھ لیکر نکل آئین آپ کی لونڈیان سایہ سان ساتھ رہین
نے آتے ہی وہ سحر کیے کہ زمین کو جنبش فلک کو گردنے کی کوشش بچیا بھاگتے پھرے
جب حضور آئے اسوقت تک موجود تھین اب تھوڑے عرصے سے کنیزون نے نہ
سلطان کے منھ سے آہ نکل گئی کہا یارو تلاش کرو کنیزین دوڑتی پھرتی ہین جب
خبر دیتی ہین کہ حضور کہین پتہ نہین ملتا سلطان گھبرا جاتا ہے کہتا ہے یارو غضب ہوا
دلکو کیا کیکے سمجھاؤن

نظم

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا — یہی وہ راہ ہے حسین ہے جان کا
سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا — شب وصال کی گستاخیو لکا تھا
کیا ہے بادہ بہاری نے بلبلون کو مست — ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو — ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھ
کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا — بہت بلند ہے پایہ ترے چھ
شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند — کمر سے کھینچلے ٹپکے کو ہینے د
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے — حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھ
چمن کی سیر مین سنبل سے بہلوانی کی — چڑھا کے پیچ پر ان گیسوؤن نے
کبھی تو ہوگا ہما ہے بھی یار پہلو مین — کبھی تو قصد کریگا زمانہ کر دے
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا — یہی جو شرم پرائی بت ہے مڑہ گھونگ
اڑائی ہے مگر ہی رنگین ادائیون نے نیند — عسس کے دل کو ہے منعدی کے چور
نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو اے قمری — چڑھے جو بالش کے اوپر یہ کام نہ
پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہرائے — یہ منھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار کا
عجب نہین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے — خراب کرتا ہے آتش زبان کا

ہوے لڑ رہے تھے ہزار مین دس گھوڑے دو ہزار مین پچاس سلطان نے آکر زمین ہلا دی یہی
وہ ہی کہ جاکر حشام کو مارون کسی کنیز نے کہدیا کہ آپ کی زوجہ کا حشام نام لیتا ہی کلمات
ق آمیز کہتا ہی ہماری ملکہ وہ راسخ الاعتقاد ہین آپکی محبت کی پابند ہین اُسکے سوال کے
ب سخت دیے دیکھیے ماشاءاللہ کس حوصلے سے لڑ رہی ہین پرے کے پرے درہم وبرہم
ہوے یہ حالات سنکر سلطان غصّے مین کانپ رہا ہی جم گروہ سحر کیے آگ برسا دی سلطان
س رنگ مین لڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سیمون نے ایک لڑکی کمسن مینڈھیان
دھی ہوئین اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی زیر پائی بھاری پانون مین گاتی باندھے ہوے
ین سے نعرہ کرتی ہوئی اد حشام بدانجام منم ملکہ مجبن جادو دختر بلند اختر ملکہ بران شمشیرزن
لطان تو مجلس کو دیکھکر عاشق ہو گیا کہا دیکھو اہل اسلام کا یہ طریقہ ہی خواجہ عمرو نے
ب کو آکر اپنی جان لگا دی ہمکو قید سے رہا کیا شہنشاہ کوکب کی نواسی ہماری مدد کو آئی
لس تو شعلۂ جوالہ ہی گرتے ہی پرے کے پرے درہم وبرہم کر دیے کھلونے مٹی کے ہاتھ مین
ے کھلونے جو مارے جو کھلونہ ہاتھ سے چھوٹا ٹوٹ کر منتشر ہوا جسپر پڑا اُسکا سر اُڑ گیا ایک
ب دار مین دو دو دسو کو واصل جہنم کیا حشام دیکھکر گھبرایا دیکھا مجلس کے سامنے کوئی
نہین چلتا جس نے سحر کیا مجلس نے مینڈھی اسے ناڑے کو کھولا رشتے کو گردش دی
ساحرونکا اُلٹا پلٹا اُنھین پر پڑا دس پانچسو مر کر گرے حشام فکر مین نسیم کی جلاب
ہر کے آنے سے قلب کو قوت روح کو راحت ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی سحر کر رہی
حشام نے دور سے تاکا دو لون پانون مار کر غرق زمین ہوا اُسی نخل کے سائے مین آکر
غفلت مین ملکہ نسیم کی دام جمشیدی مارا نسیم آگاہ نہ تھی دام مین پھنسی خاک جمشیدی
کر بیہوش کیا اسقدر جلدی آیا کہ کسی نے نہ دیکھا پشتارہ دوش پر لیکر بھاگا گلستان
آڑ پکڑتا ہوا نکل گیا فوج بے سردار کو مجلس وسلطان نے تھوڑے ہی عرصے مین
دیا جب ہزار دو ہزار باقی رہے فریاد کرتے ہوے روبرو سے سلطان آئے
نکی ہم اطاعت کرتے ہین اُن افسرونکو سلطان نے پناہ دی مجلس کی بڑی خاطر کی
طان پلٹے معذور اپنے بھانجے کو گلے سے لگایا کہ اے فرزند بڑا کار نمایان کیا آج

پانوٴن مین رعشہ قلب تھرایا آخر ضبط نہ ہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا **نظم**

تری ہم خاطر نازک سے حذر کرتے ہین — ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے
دل و دین تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہی — بار بار آپ ادھر کو جو نظر کرتے
فائدہ کیا ہی اگر شرق سے تا غرب پھرے — رہروی ہو کہ جو ہستی سے سفر کرتے
کیا ہو گر کوئی گھڑی یان بھی کرم فرماوٴ — آپ اسی راہ سے آخر تو گذر کرتے
ہم تو ہر شکل مین یان آئنہ خانے کی مثال — آپ ہی آئے نظر سیر جدھر کرتے
تیرے ایام فراق ای صنم مہر گسل — آہ مت پوچھ کہ کسطرح بسر کرتے
دنکو پھرتے ہین تجھے ڈھونڈھتے اور رات تمام — جستجو تیری ہی یہ شمس و قمر کرتے
تا رہین فتنہٴ آشوب جہان سے بیدار — شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے

ملکہ نسیم گلشن افروز نے جو یہ اشعار حماقت آثار سُنے آواز دی او ملعون کیا جھک ما
حشام ہاتھ باندھتا ہی منتین کر رہا ہی کہتا ہی فوج کو بھی منع کر دون کیا مجال جو کوئی لڑا
کا نام لے ملکہ نے مُنھ پھیر لیا حشام اب اس فکر مین ہی کہ جسطرح بنے نسیم کو قبضے مین
ہوا پر قبضہ ہونا دشوار ہر طرف سے سحر کرتا ہوا آتا ہی مگر نسیم تک نہین پہونچ سکتا قضا
سلطان جو رہا ہو کر چلا تھا خیال مین آیا کہ تھوڑے عرصے کے واسطے قلعے مین اپنے حلو
وغیرہ سے ملاقات کر کے حاضر لشکر ظفر اثر مسلمانان ہو اس فکر مین طرف قلعے کے منہ
کوئی تین کوس قلعہ باقی تھا کہ صدائے مہیب کان مین آئی کچھ دنا دن سناٹا گونکا
ہونے کی آواز بھی آئی گھبرا گیا دل سے کہتا ہی یہ تو میرے قلعے سے آوازین آتی ہین
چلا آسمان پر بلند ہوا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ہزار ہا آدمی آپس مین لڑ رہے ہین ایک
سبکو قتل کرتا پھرتا ہی اپنے بھلیجے کو دیکھا انتہا کا زخمی زوجہ کے سر پر بھی زخم ہی اس
پر ملال گو جو دیکھا سلطان سمجھ گیا کہ یہ فوج افراسیاب نے بھیجی ہی وہین سے نع
گرامنم سلطان تاج بخش باشیدا ہی کافران بھیجا ہی نابکاران پر دغا مین سمجھ گیا کہ
طرف سے افراسیاب کے ہی گرتے ہی سحر کرنے لگا بڑے جوش مین سلطان نے آتے
ڈالدیا کئی ہزار جادوگر دنکو مارا معدودے کے ہمراہی دو ہزار جوان قتل ہو چکے تھے تن

ن گے یا شوہر کو رہا کرینگے یا ہم بھی جان دینگے کہا کل فوج تو ماہون جان اپنے ساتھ لیگئے
ن پانچ ہزار آدمی موجود ہین جانباز سرفروش جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائینگے جان دینے مین
ل نہ کرینگے اتنے مین ہرکارے روانہ کیے کہ دمبدم کی خبرین ہمکو پہونچین پہر رات رہے
رون نے خبر سنائی کہ خواجہ عمرو نے آکر سلطان کو رہا کیا سرہا کو بیہوش کر کے اسکو
لیگئے اتنے سب خوش ہوے صبح کو دوسرے ہرکارے آئے عرض کی کہ آج ملکۂ عالم
م جادو کو افراسیاب نے روانہ کیا ہو حکم ہو قلعے کو جاکر لوٹ لو معذور نے کہا کہ اب
انہ گھبرائیے کیا ہمارے ہاتھ پانون نہین ہین لڑینگے بھڑینگے یہ کہکے باہر نکلا ملازمون کو
یا پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین تمہارے آقا کے ناموس کو لوٹ لینے کا حکم ہو سب نے
ی کی کہ ہماری زندگی مین کیا مجال ہو معذور نے سب معرکہ سامنے فوج کے بیان کیا سب نے
ن کی انکو اپنے مذہب کا اختیار ہو افراسیاب کو اُنھین کیا دخل اُسی وقت کمر بندی
ے لگی معذور پانچ ہزار جوانون کو لیکر بیرون قلعہ آیا نسیم گلشن افروز قلعے پر سے
رہی ہو کہ فوج ہماری اُتری جاتی ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے حشام
نجام کیندے پر سوار سحر کی جھولی گلے مین ڈالے ہوے بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہو
جو حشام نے دیکھا وہین سے گنیڈا اُٹھا دیا ساتھ والون سے کہا لو یارو وہ بھی باہر
ہین گھیر گر مار لو بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیے ہوے معذور کی فوج پر آپڑے اور
یہان معذور بھی لڑنے لگے نسیم گلشن افروز نے جو دیکھا یہ پانچ ہزار وہ بارہ ہزار
ہو گرے لشکر پر تباہی ساحر قتل ہونے لگے معذور اپنی جرائت سے لڑ رہا ہو مگر حشام ساحر
ست جسپر جا پڑا یا مارا یا زخمی کیا نسیم گلشن افروز نے گاتی باندھکر چالیس کنیزین اپنے
نین قلعے سے نکلی ایک عقاب پر سوار ہوئی اب جو آکر گری مع چالیس کنیزون کے جس
ن پر پہونچی اُس غول کو درہم و برہم کر دیا کئی ہزار جوان مار کر گرا دیے لشکر مین تہلکہ
ڑ جو ہوا حشام نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین عقاب پر سوار مثل ستارہ سحری چمک
ہی جس غول پر گری اُس غول کو تباہ کیا اشارے مین سحر کے ابر دہلا دیے خنجر برسے
رادی برق چمکی یہ صورت ریبا طلعت جہان آرا جو حشام نے دیکھی بیتاب ہو گیا تھا

نعرۂ برق تصنیف مصنف
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذو یعلم شاگرد ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
سکے کون مکار و غدار ہون
بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدا
کرون سیکڑون کوس کی ر
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق

سرما مُنھ کے بھل گرا برق نے آواز دی سلطان نکل چلو سلطان نے ایک سحر کیا اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین پر پرواز پیدا کرکے طرف آسمان کے روانہ ہوا برق و خوا[جہ] خیمونکی آڑ پکڑتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ملازمان سرما نے سرما کو اُٹھایا درد و ال[م] بپا افراسیاب کے لائے افراسیاب ہڑبڑا کر نکل آیا پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور راہ مین سلطان ملا ہمارے وزیر سے مقابلہ ہوا سحر مین بیکار کردیا تھا مگر شمیمۂ نقب زن نے آکر تمام معاملہ بگاڑ دیا افراسیاب نے کہا عیار بچیان کہان ہین سب نے کہا حضور ہمین نہی[ن] معلوم افراسیاب نے کتاب مین دیکھا کہا صبا رفتار نخل مین بندھی ہی صرصر اُسی خیمے [مین] بیہوش پڑی ہی اور ساحرونکو بھیجکر صرصر و صبا رفتار کو بُلایا حال پوچھا صرصر نے کہا اے شہنشا[ہ] کنیز اُسکے دام مکر مین پھنس گئی صبا رفتار نے کہا مین نے پہچان لیا تھا راہ مین برق نے مجھکو گرفتار کیا افراسیاب نے کہا کہان جائے گا حشام جادو کو اُسکے قلعے پر بھیجا [ہی] وہان جائیگا تو مارا جائیگا صرصر نے کہا مین گرفتار کرلاؤنگی صرصر اُسیوقت با نہاے عیار[ی] سے آراستہ ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلی لیکن حشام جادو فرستادہ افراسیاب طر[ف] قلعے کے چلا ہی معذور تیغ زن بھانجہ سلطان تاج بخش کا طرف سے سلطان کے قلعے مین منتظم ہی زوجہ اسکی نسیم گلشن افروز محل مین ہی ہرکارے روز خبرین لاتے ہین ایک دن خبر پہونچی کہ سلطان اور شہنشاہ سے بگڑ گئی پھر خبر ملی کہ افراسیاب نے قید کیا صحبت [میں] شہنشاہ کی یہ معرکہ ہوا برہمن کو رہا کیا اُسیوجہ مین یہ سارے جھگڑے ہوے معذ[ور] روتا ہوا محل مین آیا کہا اماں جان آپ نے سنا کہ ماموں جان قید ہوگئے مگر مذہب اسلام اختیار کیا برہمن کی دوستی مین یہ معاملہ ہوا نسیم رونے لگی کہا بیٹا اصل تو یہ ہی وہ مرد[ود] سب طرف کے لوگ اُنکے پاس آتے ہین کچھ تو سمجھ لیا جو اس مذہب قدیم کو چھوڑا معذور نے کہا ہرکارے خبر لائے ہین کل قتل کی تیاری ہی نسیم گلشن افروز نے کہا کچھ لوگ جمع کر

گذری اب سلطان و خواجہ و برق تینون ملکر باتین کرتے ہوے چلے قضاے کار
سرہاے برف انداز کہ اسکو حفاظت بازار صرافان کی متعلق ہی پھرتا ہوا آتا ہی دور سے
دیکھا کہ سلطان و دیجور و صبا رفتار آتے ہین پکارکر آواز دی او سلطان تونے کیونکر
رہائی پائی کیون دیجور کیا تونے بھی سازکرلیا سلطان نے کہا خواجہ غضب ہوا وزیر
افراسیاب آتا ہی سلطان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سرہا بڑھا ساتھ والون سے کہا ان تینون کو گرفتار
کرلو عمرو و برق تو جست کرکے کنارے ہوے سلطان و سرہا سے سحر چلنے لگا ملازمان سرہا
نے چاہا کہ باوہ کرکے سلطان پر جا پڑین سلطان نے ایک سحر کیا کہ برقین کرنے نگین جس
سپر برق گری اسکے دو ٹکڑے ہوے دس بارہ جوان جو مارے گئے سرہا ہر چند پکارتا ہی
دو یہ گنہگار افراسیاب ہی اگر نکل جائیگا تو شہنشاہ کے خلاف ہوگا ارے کیون ڈرتے ہو
کیا ایک سحر مین سب ہلاک ہو جاؤگے ہر چند چنچتا ہی پیٹتا ہی کوئی نہین بڑھتا کہ صف سے
بڑھکر تلوار کھینچین سلطان تاج بخش پر سرہا چلا سلطان نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار
چلنے لگی سرہا کے ملازم سب دور کھڑے ہوے ہین سلطان تاج بخش اکثر سنگریزے اُنپر
بھی پھینک دیتا ہی دس پانچ جلکر گر پڑتے ہین سرہا نے ایک مقام پر سحر جو کیا سپر کا ہاتھ
سلطان کا بیکار ہوا اوپر سے سرہا نے ہاتھ مارا سر سلطان کا سراسر زخمی ہوا سلطان
نے چاہا جواب دون سحر سرہا کا غالب ہوا داہنا ہاتھ بھی نہین اُٹھتا اب تو سرہا نے سارے
بدن تلوار کے لیا چاہتا ہی ہاتھ ماردون کہ سر اُڑ جائے سلطان تاج بخش پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی
کی مہلت سرہا کو نہین ملتی کہ ہاتھ مارے سر اُڑ جائے سلطان وہ تک ہٹا سرہا نے سحر کیا
پشت پر سلطان کی ایک دیوار پیدا ہوئی اُسپر اکثر جا بجا گھاس جمی ہوئی ہی جو پلٹ کر
سلطان نے دیکھا زندگی سے یاس ہوئی ناچار ہوکر ٹھہر گیا سپر و شمشیر ہاتھ سے گر گئی دونون
ہاتھ اُٹھا دیے سرہا نے چاہا ہاتھ ماردون پہلو سے آواز آئی ای وزیر اعظم بھائی دستور معظم
یہ حاضر ہی آپ تامل کرین مین حلقہ ہاے کمند مارکے گرفتار کرلونگی سرہا نے
جو نقب زن کو دیکھا چست و چالاک حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین سرہا فدائی کا تھا کہ پشت پر سے
حلقہ ہاے کمند سرہا پر پڑے سلطان نے بھی بڑھکر سحر کیا نعرہ ہوا اسنم مہتر برق فرنگی

شراب منگوائی ہے صبا رفتار کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ بات تو فریب کی معلوم ہوتی ہے شاید کوئی
پہونچا صبا رفتار نے پوچھا ملکہ صرصر بھی گئی تھین ایک کے مُنھ سے نکلا کہ خیمے مین گئین
دیجور کیلیے آئے صبا رفتار سمجھی کہ صرصر پر کوئی اُفتاد پڑی ہوا کا بگڑنا بڑے غضب
بات ہے عیارون کی عیاری نہین کرامات ہے گھبرا کر صبا رفتار چلی دور سے دیکھا کہ
جمل رہا ہے صبا رفتار سوچی کہ نہین معلوم اُستانی کو کیا کیا لیکن آنکھ جو ملائی تو پہچانا
عیار ہے یہ کہکے پیچھے ہٹی کہ مین اُستانی کو ڈھونڈھ لاؤن جی مین کہتی ہے اے صبا رفتار
شاہ سے اطلاع کرونگی جادوگر کو بلا کر لاؤنگی یہ سوچتی ہوئی جاتی ہے کہ دیکھا سامنے
چلی آتی ہے صبا رفتار نے پکار کر کہا اُستانی جلد تدبیر کیجیے عمرو بھو بچ گیا دیجور بنا
بیٹھا ہے صرصر جھپٹ کر قریب صبا رفتار کے آئی کہا چلو ہم تم ملکر گرفتار کرلین صبا
نے کہا اُستانی وہ نکل جائیگا کسی جادوگر کو بھی ساتھ لیلو ورنہ کچھ نہ بن پڑیگا صرصر
وہ دیکھو سرما آتا ہے جیسے ہی صبا رفتار پلٹی حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا اے
غضب کرتی ہو اُستاد کی گرفتاری کی تدبیر ستم مہتر برق فرنگی ارے کہکر صبا رفتہ
برق نے حباب مارکر بیہوش کیا صبا رفتار کو ایک نخل مین باندھا آپ بشکل صبا
چلا خواجہ بیٹھے ہوے انتظار شراب کا کر رہے ہین کہ دیکھا صبا رفتار پھر آتی ہے خو
حیران ہوے کہ خدا خیر کرے برق جھپٹ کر قریب آیا کہا میان دیجور مین بیجان چلی جلد
کیجیے اب جو عمرو نے آنکھ ملائی برق کو پہچانا خوش ہو گئے کہا اے فرزند بڑا کام کیا برد
مین نے صبا رفتار کو گرفتار کرلیا نخل مین باندھ آیا ہون اب خواجہ بہت خوش ہو
جو ساحر گئے تھے شراب لیکر آئے خواجہ و برق نے چپکے مین بیہوشی ملائی ساتھ وا
کہا بیٹھ کر پیو سب شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے برق نے
سلطان تاج بخش کو رہا کیجیے دیر نہ ہو خواجہ و برق اُٹھے کہ جا کر سلطان کو رہا
پردہ اُٹھا کر اُس خیمے مین آئے جہان سلطان قید تھا آگے سلطان کو رہا کیا اور
بیڑیان کاٹین سلطان خوش ہو گیا کہا خواجہ بڑا کارنمایان کیا مین نادیدہ تھا
مذہب کا مطیع ہوا عمرو نے کہا مین شام سے آیا ہون تمھاری رہائی کی فکر مین اتنے

و کو بازار صرافان مین دیکھا تھا سرداروں نے دیجور کے کہا کنیز ملکہ عالم کی آئی ہی اُس سے
باتین کر رہے ہین صرصر سمجھ گئی کوئی عیار ہو بچا جھپٹ کر قریب آئی پکار کر آواز دی میان
ور کیا کر رہے ہو عمرو نے جلدی منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم جیش تیری
رت دیجور کی ہو جائے دادا تو پوتے کے تابعدار ہین فوراً دیجور کی شکل پر تیار ہوئے کہا
صرصر یہان آؤ دیکھو عجب تماشہ ہوا صرصر خیمے مین آئی دیکھا دیجور ٹہل رہا ہی جیسے ہی
صرصر کو دیکھا مسکرا کر کہا صاحب الگ الگ آتی ہو پکار کر چلی جاتی ہو ہم یاد کیا کرتے ہین
جانا کہ ہم بے مرتے ہین ابھی ساربان زادہ بشکل کنیز آیا تھا مین بول اُٹھا کہ او ساربان زادے
کہان جاویگا وہ تو برق جہندہ ہی بھاگ کر نکل گیا مگر اے صرصر ہر وقت تمھاری یاد
مین رہتے ہین تمھارے ناز معشوقانہ نے نہایت پریشان کیا ہی بقول شاعر نظم

ده ستم ہم پہ وہ کر جاتے ہین کیسے	اگر کیجیے گلا صاف مکر جاتے ہین کیسے
ہین تو سو طرح کی محنت تھی شب وصل	دیکھین گے پر اب ٹھلے سحر جاتے ہین کیسے
ں کا مری پاس نہین آپ کو مطلق	بر ہم تجھے ہم دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے
ہین نیا رنگ نکالے ہین پریرو	جون جون یہ بگڑتے ہین سنور جاتے ہین کیسے
ی صاحب عصمت کو یہی سوچ ہی ہر صبح	بیوجہ مرے بال بکھر جاتے ہین کیسے
مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے	دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
قت تو آنے دے بتاوینگے شہیدی	بن آئے کسی شخص یہ مر جاتے ہین کیسے

مر نے حیران ہو کر کہا اے دیجور کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجھے برائے حفاظت
اہ نے مقرر کیا ہی مین دریافت کرنے آئی ہون کہ ہوشیار ہو یا نہین ہو دیجور نے
ذرا میرے پاس آؤ مین ایک کہونگا صرصر آگے بڑھی خواجہ نے جھپٹ کر حباب مارا
صرصر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُسکو ایک خیمے مین ڈالدیا دیجور کی شکل بنکر
نکلے ملازمون سے کہا آج کچھ شراب کی تدبیر نہ کی بھٹی پر سے ایک تپلہ لاؤ یہ کہکے
ے روپے نکالے جاؤ مگر تو شراب کے بھوکے ہین شراب لینے دوڑے اُدھر سے
رفتار آتی تھی پوچھا سرداروں سے کہان جاتے ہو کہا ہمارے افسر دیجور نے

یا اسکو چھڑا دونگا یا قضا لیے جاتی ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اٹھیں کہا مین جاکر اسکے قلعے کا دن
براّن نے کہا مین بھی چلون کوکب نے کہا تمہارا جانا ضرور ہی مجلس تڑپ کر اپنے مقام سے
اُٹھی کہا کوئی صاحب نہ جائین مین جاکر سمجھ لونگی ہر چند. بہار و براّن نے منع کیا مجلس نے
نہ مانا فوراً پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی مگر خواجہ عمرو بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر
برائے رہائی سلطان چلے یہان افراسیاب جادو نے دیجور جادو کو حکم دیا کہ
حفاظت کرو صبح کو یہ قتل کیا جائیگا صرصر صبا رفتار کو حکم ہوا کہ تم بھی نگاہ داشت
دیجور جادو بارہ ہزار جادوگرون سے آکر در خیمہ پر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی صرصر اور صبا
بھی دمبدم آتی ہین ہوشیار کر جاتی ہین خواجہ بصورت مبدل لشکر مین آئے یہ حال
کہ دیجور جادو بارہ ہزار ساحرون سے برائے نگہبانی بیٹھا ہی عیارہ بچیان دمبدم آتی
پکارتی ہین ای دیجور ہوشیار رہنا خواجہ حیران کہ اب کیا تدبیر کرون دربار مین افراسیاب
کے آئے ساحر بنکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ افراسیاب بیٹھا ہی حیرت سے باتین کر
ہی خواجہ کھڑے کھڑے پیچھے حیرت کے آئے کنیز کی شکل بنکر کھڑے ہوئے سوچ رہے
کہ کیا کرون کہ ملکہ حیرت نے پلٹ کر دیکھا گلرنگ کنیز مگس رانی کر رہی ہی کہا جواہر
جا صندوقچہ ہمارے زیور کا اُٹھا لا عمرو نے ایک رقعہ پیش کیا کہا اسپر دستخط کر دیجیے کہ
ہماری آتی ہی جو کہے وہ کرنا حیرت سمجھی کیا نقصان ہی یہی لکھدیا کہ کنیز ہماری آتی
کہنا وہ کرنا وہ رقعہ عمرو نے اپنے پاس رکھا باہر نکلے کنارے آکر جبرے پر یہ مضمون لکھا
دیجور جادو ہمنے ایک سحر بنایا ہوا اپنی کنیز کو دیا ہی اُس سے سیکھ لو کوئی دشمن تم تک آ
وہ رقعہ لیکر بشکل گلرنگ سامنے دیجور کے آئے دیجور کو رقعہ دیا اُسنے رقعہ پڑھکر گلرنگ
سے کہا معلوم ہوتا ہی کوئی سحر ملکۂ عالم نے بتایا ہی گلرنگ نے کہا کنارے چلیے مین عرض کردون دیجور
خواجہ اُسکو لیکر خیمے مین آئے جیب مین سے چند انگور نکالے کہا صاحب تاثیر اسکی مالک جانے
تو حکم تھا کہ کھلا دینا دیجور نے کہا یہ اسی مین تاثیر ہی کہ دشمن ہمارے پاس نہ آئیگا یہ کہکر انگور
کھا لیے کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کے اُٹھا گر کے بیہوش ہوا عمرو نے اُسے
اُٹھا کر زنبیل کیا کہ صرصر نے آواز دی میان دیجور ہوشیار رہنا آخر رات ہی میں

شنت من کن براے سجود	پئے بندگی گردنم دار خم	الٰہی بہ براز ہ ظلم ہر چہ ہست
ق بحرص و ہوا بیش و کم	ازین بیش مپسند کاندر جہان	کند برمن این نفس کافرستم
یت کن اے حامے بندگان	کہ از دشمنان ہاشم اندرامان	ہلاک کر جو دعا کی ابریق بیترا

ن کر سر پر برہمن کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا کہ برہمن کا سر اُڑ جائے ابریق کے ہاتھ پر
ب تھپکی پڑی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر دور گری ایک طمانچہ منھ پر پڑا ابریق چیخ کھاکر
ن پر ایکایک اندھیرا ہوگیا پھر ایک دم بھر کے بعد دیکھا کہ ابریق پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے
رسو جا ہوا برہمن ندار گئی سحر جوان جو گرد کھڑے تھے اُنکے سر کٹے پڑے ہین لیکن
سلطان تاج بخش یکہ و تنہا ہے نہ دوست ہے مونس نہ غمگسار افراسیاب نے للکارا اے
سلطان کہان جاتا ہے سلطان تلوار کھینچکر افراسیاب پر جا پڑ گئی ہاتھ تلوار کے مارے
راسیاب اس وار کو کب مانتا ہے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مار دیا کہ لڑکھڑا کر
! افراسیاب نے کہا اسکی مشکین باندھ لو ملازمان افراسیاب نے سلطان کی زبان
ن سوزن دی مشکین باندھین افراسیاب نے کہا اسکو قید کرو کل قتل کرینگے لشکر مین
ہوا کہ سلطان کل قتل کیا جاویگا حشام جادو مصاحب افراسیاب سامنے حاضر
افراسیاب نے حکم دیا اے حشام قلعہ سلطانیہ تمکو عطا ہوا جا کر اپنا قبضہ کرو اس
بن کو معزول کیا حشام جادو طرف قلعہ سلطانیہ کے چلا کہ جا کر اپنا قبضہ ملک پر کرون
ہزار جادوگر افراسیاب نے ساتھ کردیے حشام روانہ ہوا لیکن نورافشان جادو
برہمن کو لایا کوکب وغیرہ موجود تھے نورافشان نے لاکر برہمن کو رکھدیا کل
ل کہا نورافشان نے یہ بھی کہا کہ ایک تاجدار قریب برہمن کے تھا مین نہین سمجھا وہ
ن تھا کوکب نے کہا کوئی ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے تمام حال
ن کیا کہ برابر ہرکارے آکر پہونچے کہا خواجہ سلطان تاج بخش پکڑ لیا گیا حشام جادو
حکم ہوا کہ جاکر قلعۂ سلطانیہ پر قبضہ کرو سلطنت بھی اُس بیچارے کی گئی کل قتل بھی ہوجائیگا
ہلن جب گرفتار ہوا تو پکار پکار کر کہتا تھا کوئی خواجہ عمرو کو ہماری اطلاع کردے
محبت اسلام مین ہمارا یہ حال ہوا یہ سُنکر عمرو نے کہا اے نورافشان جادو مین توجاتا ہون

افراسیاب نے پڑھکر سحر کیا برق چمکی قریب تھا کہ سر پر برہمن کے گرے برہمن نے بر
کاٹا اپنے کو بچایا گولہ آہنی خون مین اپنے رنگین کرکے مارا ایک چادر سُرخ افراسیاب
افراسیاب اُسکو توڑکر نکلا وہ سحر افراسیاب برہمن سے چلے کہ کئی ہزار ساحرا افراسیا
مرے سلطان تاج بخش کے جو چند ساحر گرد باقی تھے اُنکے بھی سر اُڑ گئے آخر برہمن
ایک تلوار اُٹھائی افراسیاب پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا
تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ بادولت پر تلوار لگاتے ہو اے نادان یہ تلوار نہین
چھڑی ہاتھ مین لیکر آیا ہی برہمن نے دیکھا حقیقت مین میرے ہاتھ مین پھولونکی چھڑی ہی
اُسی کا وار کیا افراسیاب نے ایک دستک دی کہ کئی خنجر برہمن پہ گرے برہمن نے خنجر
ایک خنجر سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا برہمن نے اپنے سر کا خون لیکر افراسیاب پر پھینک مارا
کے جسم پر آبلے پڑ گئے افراسیاب نے غصے مین آواز دی ارے تو گرتا نہین برہمن
زمین پر گرا ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ پانون مین طاقت نہین آنکھون مین
نہین چاہتا ہی اُٹھون دل بیٹھا جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا افراسیاب
طرف ابریق کوہ شگاف کے دیکھا کہا ارے کیا دیکھ رہا ہی برہمن کا سر کاٹ
ابریق تلوار کھینچکر چلا برہمن اسقدر مبہوت ہی کہ دشمن تلوار کھینچے آتا ہی ہاتھ بھی نہین
تدبیر کرین جب چاہتا ہی اپنے مقام سے اُٹھون غش سا آتا ہی پھر بیٹھ جاتا ہی سلطان نے جو
بیتاب ہو گیا کئی گولے ابریق کو مارے افراسیاب نے اُس سحر کو دفع کیا سلطان نے
اب وہ ظالم تلوار کھینچکر برہمن کا سر کاٹا چاہتا ہی بیقرار ہو کر پکارا اُٹھا اے بے نیاز ای کار
اِس بلا سے اِسے بچا لے اِنکا حال زار دیکھکر قلب تھرآتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی تیرے نز
آسان ہی ہم گنہگارون پر اپنا احسان ہی

نظم

الٰہی گنہگار بندی منم	ہمیشہ گرفتار رنج و الم	را افعال خود نادم ہر
زکردار خود منفعل دمبدم	بحال من خستہ دل یا کریم	کرم کُن کرم کُن کرم
عطا کن بہ ذکر خودم خرمی	کہ نا ید دگر بزبان نام غم	زبان دار جاری ذکا
نگون دار در سجدہ سر چون قلم	زجانم بہ بر عشق نیائے دون	زوال کُن برون حسر

عرب شیر پروردگار ہے   یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی   کہ آقا ہمارا جہان گیر ہی
زبان سے سوزن نکلی برہمن تڑپ کر اُٹھا سنگریزے اُٹھا کر مارے خواجہ نے تو
ڈھالی برہمن نے جو سنگریزے اُچھالے پتھر برسنے لگے کئی ہزار ساحر مرے برہمن
ست کی باہر بارگاہ کے نکلا ساحرون نے گھیرا برہمن ساحرون کو کب مانتا ہی جب سحر
دس بیس کے سر اُڑ گئے افراسیاب غصے مین اپنے مقام سے اُٹھا للکارا کہ او برہمن
جاتا ہی برہمن ڈٹ کر کھڑا ہو گیا اور پکار کر آواز دی کیا مین تجھسے کم ہون افراسیاب نے
ابریق پر نعرہ کیا او نامردو دیکھ رہے ہو دشمن جاتا ہی جانے نہ پاوے تمام فوج نے
باب سلطان تاج بخش کو تاب نہ باقی رہی کل رفیقون کو آواز دی یارو برہمن کو بچاؤ
زار جوان بلوہ کر کے چلے سلطان تاج بخش نے بڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہزارہا جادوگر
فراسیاب جو باہر نکلا سلطان کو جو لڑتے ہوے دیکھا کہ برہمن کو بچا رہا ہی اور ترغیب
کہ ای برہمن لڑ بھڑ کے نکل چلو ٹھہرنا مناسب نہین افراسیاب نے حیرت سے کہا
نمکحرام بگڑا حیرت نے کہا مین تو پہلے ہی کہتی تھی کل جب اُسنے ہر بات مین دخل دیا مین
تھی کہ یہ نمکحرام ملا ہوا ہی مین نے کہا تھا کہ ملک اسکا چھین لو اگر ملک لے لیا ہوتا تو آج
زار کہان سے ممکن ہوتے دیکھیے کیسا زور وشور سے لڑ رہا ہی برہمن کو بچاتا ہی اب
یاب کہتا ہوا بڑھا آج نمکحرامان حال کا بُرا حال کرونگا یہ کہکے باہر نکلا فوج سلطان
نبازی کے ساتھ جنگ کر رہی ہی چاہتی ہی لڑ بھڑ کر برہمن کو نکال لیجائین سلطان تاج بخش کے
ن مارے گئے بہادر جری شیر نر لڑائی مین سینہ سپر سرما و ابریق جو بڑھے دونون کو سلطان
ی کیا افراسیاب نے جو دیکھا کہ دونون وزیر زخمی ہوے بڑھکر جو ہاتھ ہلایا ایک
کئی سی کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے سلطان نے چاہا افراسیاب پر
ن برہمن نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر یہ افراسیاب خانہ خراب ہی ایک سحر مین
ین کانپنے گی بادشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا افراسیاب نے دو چار اشارے کیے
ج کے سر اُڑ گئے اب برہمن و سلطان لڑ رہے ہین افراسیاب نے فوج والونکو
کہ ہٹ جاؤ کیون جان دیتے ہو اہالی فوج ہٹے برہمن و افراسیاب کا سامنا ہو گیا

جانثار سرداران شعبدہ باز مسلح و کمل حاضر ہین اشارے کر رہے ہین یہی وقت جانبازی ہی برہمن
کو بچائیے تمام مسلمانون پر احسان ہوگا کوکب کو اسکا بڑا پاس ہی بڑا صاحب علم و فضل بحر
کامل و اکمل ہر وقت اپنے آقا کی خیرخواہی مین مصروف رہتا ہی سلطان چاہتا ہی کہ اپنے مقام
سے اُٹھے کہ حاضر حاضر کہکر جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے سامنے آیا کہا حضور کیا حکم ہوتا ہی فوراً قتل
کرون مسلمان کے خون سے ہاتھ بھرون افراسیاب نے کہا جلد اسکو قتل کر سلطان رفیقون
سے اشارے کر رہا ہی کہ یارو وقت قتل برہمن آگیا اب کیا کرون رفقا کا اشارہ ہی ہم برابر
جانبازی حاضر ہین لڑتے بھڑتے نکال لے چلینگے سلطان کہتا ہی یارو افراسیاب بلا
روزگار ہی ایک سحر مین قیامت برپا کریگا اسکے سحر کا کون جواب دیگا مگر جلاد نے بہ تعجیل تمام
برہمن کو کھینچا کوے کا خط گردن پر دیا پکار رہا ہی ای شہنشاہ حکم اول ہی تیغہ بارہ دار با
پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون حکم کی شہنشاہ ایک دیر ہی مقتول کی قضا
پھیر ہی قضا اسکو لیکر آئی افراسیاب نے کہا ہمنے حکم دیا قتل کر اب ہمسے نہ پوچھنا یہ حکم قطعی
ہی دشمن کے قتل ہونے سے کام ہی جلاد نے جھک کر کہا ہے گنہگار سنبھل کر بیٹھ آنکھ ملا کر با
آنکھ کاتل دکھایا برہمن مثل گل کے شگفتہ ہوگیا سمجھا کہ خواجہ عمرو آپہونچے اب ہمین کون
قتل کر سکتا ہی خواجہ نے اشارہ کیا کہ مین سوزن زبان سے نکالتا ہون برہمن نے
انشاءاللہ لڑ بھڑ کر نکلونگا کیا مین افراسیاب سے دبونگا عمرو نے ظاہر مین خنجر چمکایا پینترے
بدلنے لگے شلنگین لگاتے تھے مگر سلطان کلیجہ تھامے ہوئے بیٹھا ہی ساتھ والون کا اشارہ
کہ حضور اب ٹھیں اگر برہمن قتل ہوگیا تو پھر کوکب سے ملاقات کے لائق نہ رہینگے بڑی
لڑائی پڑیگی سلطان کہتا ہی نکلنا مشکل ہوگا افراسیاب نہ جانے دیگا یہان تو صلاح
کہ عمرو نے جھپٹ کر ظاہر مین خنجر مارا مگر باطن مین زبان سے سوزن لیا اور اپنے نام کا نعرہ

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم گویمن
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
مرے نام پر قدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم مہتر مہتر
اُڑاتا ہون کفار کے مین د
مری چال سے ہی جسبا
مرا افسر ذیحشم

چکر صبح کو دربار افراسیاب مین آیا بیٹھا ہوا ابھی سوچ رہا ہی وہان صرصر و برہمن کو ساحر لیے ہوے
ہی بوقت سحر نورافشان و کوکب بارگاہ مین آئے جب دن چڑھا تو خواجہ نے فرمایا آج
ہن بارگاہ مین کیون نہین آئے نورافشان نے کہا ذرا دریافت تو کرو کہ چند خدمتگار ان
ہن سوتے ہوے آئے عرض کی بستر خواب پر برہمن نہین ہی چار خدمتگار چپّی پڑے بیہوش
ے ہین ایک اُنمین سے نہین ہی خواجہ و کوکب و نورافشان خیمۂ برہمن مین آئے خواجہ
فشان پیترے کا پایا کہا صرصر کا کام ہی نورافشان نے کہا مین ابھی جاتا ہون کوکب کمر
ھنے لگے ملکہ بُرّان اپنی بھی تیاری کرنے لگین مجلس نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین مین
نے افراسیاب کے دربار سے خون بہادونگی اور اُستاد کو رہا کرکے لاؤنگی خواجہ نے کہا آپ سب
ب تامل کرین جبتک مین پلٹ کر نہ آؤن آپ کوئی صاحب قصد نہ کرین خواجہ نے سب کو روکا
فشان کو انتہا کا قلق ہی کوکب کہتے ہین میرے سب امورات مالی و ملکی بند رہینگے برہمن کی
بر کار بندی ہی ساعت نیک و بد کون بتائیگا ایسے خیر خواہ کسکو ممکن ہوتے ہین خواجہ سبکو
ن لیکر برائے رہائی برہمن چلے یہان دربار مین افراسیاب بیٹھا ہی حیرت تخت زبرجدی پر وزرا
حاضر ہین سلطان تاج بخش ذنگل پر بیٹھا ہی مگر دل مین انتشار پریشان و بیقرار کہ وہ ساحر صرصر
لیے ہوے آکر پہونچا صرصر نے جھک کر سلام کیا برہمن کا پشتارہ سامنے رکھدیا افراسیاب نے
ن مغرور کو ہوشیار کرو غرض صرصر نے بڑھکر برہمن کو ہوشیار کیا برہمن کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو اس
پرملال مین پایا غصہ انتہا کا تھا افراسیاب کو سلام بھی نہ کیا افراسیاب نے کہا او مغرور عقل و
ت سے دور ما بدولت کو سلام نہ کیا برہمن نے کہا مین ظالم کو سلام نہین کرتا اپنے ولی نعمت کو
گرفتار کیا زن و شوہر کو جدا کر دیا تجھے کچھ خوف خدا نہ آیا اور ہم کیون سلام کرین کافر کو
کرنا ہمارے مذہب مین منع ہی لشکر کشی طلسم نورافشان پر کی تھی لنوک دُم دہان سے
لے یہ غرور دماغ سے نہین جاتا اسطرحکی گفتگو برہمن نے شیرانہ کی کہ حیرت نے کہا ای شہنشاہ
کیون اس سے زبان لڑاتے ہین جلاد کو حکم دیجیے کہ اسکو قتل کرے اسکے قتل ہونے سے
ب کا بازو ٹوٹ جائیگا ساعت نیک و بد بتاتا ہی سلطنت کوکب کی اسکے انتظام پر ہی افراسیاب
م دیا جلاد کو بلاؤ سلطان تاج بخش نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا رفیقان

نے کہا ہی کہ ایک ساحر کو بھیج دیجیے وہ صحرا مین منتظر رہے جب مین برہمن کو دیکر آؤن تو
برہمن کو آپکی خدمت مین پہونچا دے سلطان پھر بول اٹھا کہ شہنشاہ جعلسازی تو
کہ آپ صاحب اختیار ہین اور عیارہ کی عیاری پر راضی ہین افراسیاب نے کہا ہین
دخل ہی اپنی سلطنت مین جو مناسب جانتے ہین وہ کرتے ہین حیرت نے بھی دہی
بہو بہار کو کہا تھا کہ نمک حرامون سے سامری وجمشید بچائین نگوڑے مکارون نے
عمرو کو نامے لکھے کہ آکر افراسیاب کی سلطنت لیلو جب وہ آیا تو جاکر شریک ہوے نمک
ہزار بجاے ساحر کو تو افراسیاب نے روانہ کر دیا رات کو کئی مرتبہ سلطان سے
گفتگو ہوئی حیرت نے کلمات سخت کہے یہ بھی کہا کہ اب ہم نمک حرامون کی ناک کاٹینگے
چھین لینگے ہمنے نمک حرامون کو پہچان لیا ہی غضب ہی کہ باغبان قدرت کل سلطنت
تھے عمرو سے جاکر مل گئے بوا بہار کے بھائی کہلاتے ہین کیسے رنج پہونچاتے ہین آٹھ پہر
آمادہ ہین کہ شہنشاہ مارے جائین ہم رانڈ ہوئین کیا نگوڑونکو زندہ چھوڑونگی جب سلطنت
جائیگی سارا غرور نکل جائیگا سلطان نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل مین خوف پیدا ہوا حیرت
تو غصے مین باتین کہین سلطان جب بارگاہ افراسیاب سے اٹھا اپنے مقام پر آ
رفیقونکو جمع کیا کہا صاحبو تمنے سنا بی بی حیرت کہتی ہین سلطنت لے لینگے تاجدارونکو
منگوائینگے مسلمانون کے یہان ایسا عدل و انصاف ہی کہ ہمین بی حیرت کی نکل گ
وہان بہ عیش و فرحت موجود ہین آج میرا دل سامری پرستی سے ہٹ گیا جی چاہتا ہی
کی شریک ہو جاؤن کتاب سامری مین مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسد شیر دل ق
افراسیاب ہی نور افشان و برہمن و کوکب جو شریک ہوے کیسے بادشاہ جلیل ہین ا
ہل اسلام کے کفیل ہین کچھ تو سمجھ لیا ہوگا صلاح نہ ہوئی ہوگی انکو اپنی سلطنت کا خوف
افراسیاب مٹا دیگا چڑھ کر گئے تھے شکست کھا کے آئے اسپر جھلاتے ہین انکو جعلساز بنانے
سب نے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہین آپ تک مختار ہین جس سے حضور لڑینگے ہم بھی لڑینگے جب
حضور اصلاح کرین ہم بھی محبت کا دم بھرین سبکو ثابت قدم پاکر رات کو یہی سوچتا رہا کہ اب
یہان سے نکلین گے سیدھے لشکر اسلام مین جا دینگے یہان تو یہ رنگ ہی سلطان یہ باتین

دیدار کے طالب سے نہ ہو آزردہ
ا تمسے کوئی یار توقع رکھے
چشم جو ہمنے کبھی مانگا باقسر

دیکھنے کے لیے خالق نے بنائیں آنکھیں
ایک بوسے کے لیے تمنے چرائیں آنکھیں
یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائیں آنکھیں

یہ کے گانے سے ہنگامہ ہی ہر شخص تعریفین کر رہا ہی نور افشان و برہمن رطب اللسانی
بہ تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خواجہ اس فن مین آپ کا مثل نہین صرصر
دیکھ رہی ہی وہی جو سوچی تھی وہی ہوا دو پہر رات گئے جلسہ برخواست ہو گیا نور افشان اپنی
مین گئے کوکب اپنے مقام پر برہمن جو چلے صرصر نے پیچھا کیا خدمتگارون مین ملکر صرصر
پہونچی جب چار خدمتگار چپتی کے چنے گئے اُسی مین صرصر بھی شریک ہوئی جب سب سوئے اور
نے دیکھا کہ برہمن نے بھی آرام کیا صرصر نے تینون خدمتگارونکو بیہوش کیا چمک کے اُٹھی
ن کے چہرے دوشالہ ہٹایا دیکھا غافل سو رہا ہی بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی جب مُنھ سے
برہمن کو چھینک آئی صرصر پلنگ کے نیچے چھپ گئی جب یقین کامل ہوا کہ برہمن بیہوش
صرصر نے زبان مین سوزن دی برہمن کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلی اُٹھتی
چھپتی چھپاتی تا بہ صحرا پہونچی صحرا مین جادوگر بھیجا ہوا افراسیاب کا موجود تھا صرصر نے
دی وہ سامنے آیا ملکہ صرصر نے کہا مجھکو لے چل ساحر نے صرصر و برہمن کو پنجے مین دبایا
چلا یہان افراسیاب جادو جب سے قلعۂ نرگس سے آیا قلعۂ سُرابیہ پر اُترا سُرابجادو
خدمت ہر وقت کام مین مصروف رہتی ہی افراسیاب دربار مین بیٹھا ہی ملکہ سُراب جادو
حاضر خدمت ہی سلطان تاج بخش ایک ساحر زبردست اسنے جو خبر سُنی سلطان کا قلعہ
سُرابیہ سے قریب ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہنشاہ کو بڑا رنج و ملال ہو نچا قلعہ سُرابیہ پر
ش مین سلطان بھی حاضر خدمت ہوا اوّل صبا رفتار نے آکر فطرت نور افشان
ن کی سلطان بھی بیٹھا سُن رہا ہی افراسیاب نے اپنا مُنھ پیٹ پیٹ لیا سلطان
لیا جسطرح بنا اپنی جان بچائی اسکا غصہ کیا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ لوگ
افشان کے بڑے جعلساز و شعبدہ باز ہین سلطان نے پھر وہی جوابدیا کہ جسطرح بنا اپنی
ن بچائی افراسیاب چپ ہو رہا پھر صبا رفتار نے صرصر کی طرف سے کہا کہ اُستانی

جلوہ گر ہین خواجہ ہاتھون کو نورافشان کے بوسہ دے رہے ہین دمبدم فرماتے ہین
سحر کو کون سمجھ سکتا ہی اے نورافشان تمھارا ہی کام تھا کس تکلف سے نقشہ کھینچا نورا
کہتے ہین جب مجھسے اگر کوکب نے بیان کیا کہ افراسیاب جادوبرسر طلسم نورافشا
کشی کرکے آتا ہی اُسیدن سے مین نے سامان شروع کردیا چالیس لاکھ فوج تیار رکھی ا
بصورت لاچین بنایا شیر گرگ پلنگ آراستہ کیے یہ خیال تھا کہ اسنے ہیبت ہوا افراس
ٹھہر نہ سکے شکر ہی پروردگار کا کہ جو سوچا تھا وہی ہوا صرصر اپنے دل مین سمجھی اس جشن مین
کام کرنا چاہیے سب اپنے اپنے خیمون مین ہین برہمن پر ہاتھ ڈالون کہ نورافشان
دلکو قلق ہو پھر سوچی کہ اگر مین نے گرفتار بھی کیا اتنی دور جانے مین بڑی مشکل ہوگی باہر
دوکان پر ٹھہری کہ صبا رفتار کو بھی دیکھا بصورت مبدل چلی آتی ہی صرصر نے صبا
کو الگ بلایا کہا ای صبا رفتار آج شبکو بڑی دھوم کا جلسہ ہی رات کو عمرو کا گانا بھی ہ
عمرو کے سامنے نہ گائے گا دوپہر رات گئے جلسہ برخاست ہوگا تو جاکر شہنشاہ سے
ایک ساحر کو یہان جنگل مین بھیجدین وہ میرا منتظر رہے جسوقت مین برہمن کو لیکر آ
مجھکو اور برہمن کو اٹھا کر لیجائے پھر افراسیاب کو اختیار ہی صبا رفتار اُسیوقت
ہوئی صرصر اشتیاق مین خواجہ کے گانے کی محفل مین آکر ٹھہری دیکھا کہ جلسہ آر
نورافشان وکوکب وبرہمن سب بیٹھے ہین جلسہ آراستہ ہوا نورافشان نے ک
آج تو آپ تکلیف فرمائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ نے بہت کچھ ارے ـــ
نورافشان نے نہ مانا خواجہ ناچار ہوے جب دیکھا محفل آراستہ ہوچکی خواجہ
آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے زنبیل سے نکالی نئے
یہ غزل شروع کی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چرائین آنکھین		ہوگئی صلح جو اکبار لڑائین آ
شعلہ رخسارونکے جا جا کے کیے نظارے		ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین
طالب دید جو معمار صنم نے دیکھے		گل نرگس کی جگہ میری بنائین
کشتۂ دیدۂ دلدار جو سمجھے مجھکو		آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین

ن دریا اس سامان سے شہنشاہ آئے سب سامان اُنکی سلطنت کے موافق تھے کبھی حیرت
روتی ہی کہتی ہی کیون شہنشاہ اب لاچین طلسم پر قبضہ کرینگے ہم لوگونکے دامنگیر ہونگے
یفیت ہوگی افراسیاب کہتا ہی صاحب نہ گھبراؤ سب شاہان دربند مجھسے موافق ہین
قت مین میرے ساتھ فوج کم تھی چلکر ایک نامہ شہنشاہ نیلم کو لکھونگا اُسکا وزیر اعظم دستور
مواج بن گرداب مع مالک دریاے سحر لطمۂ صد گوش دریا نوش حباب جادو اور
وب جادو و خرناب جادو و ملکہ بط غوطہ زن چند ساحر اسطرح کے نامی اگر یہ لوگ
حائینگے تو وہی تدبیر کرونگا حاکمان دربند کو بلا کر جمع کرونگا سب موافق ہین میرے عدل
اف پر عاشق ہین سب آکے شریک ہونگے مین نے جب سے طلسم پر قبضہ کیا تاج و خراج سمجھ
کے لیا وہ بھی تو سب گنہگار ہین اُنھین سب کی صلاح سے مین باغی ہوا لیکن نہ گھبراؤ اب طلسم
نہ ہونا لاچین کا دشوار ہی مین نے مدتہاے مدید سلطنت کی سبکو راضی رکھا یہ مجھکو بھی یقین تھا
ن یہ ظالم قید سے چھوٹ لیگا یہ کہتا ہوا پچیس کوس تک بھاگ کے آیا فوج تمام بھاگ گئی
ور وصورت نگار کو بخار چڑھا ہوا ہی افراسیاب کہتا ہی مجھکو بڑا تردد ہی لشکر بھی سارا
رت ہوگیا اور طلسم کوکب مین مجھکو پہونچنا ہی اپنا گھر بچانیکی مجھکو فکر ہی لہذا اے صرصر جا کر
دُ ایسے طور سے جا تاکہ تمھارے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے خوب خبر مفصل لاؤ
نت کرنا اب لاچین کا کیا ارادہ ہی اب مین کل سے اور انتظام کرونگا سب دربند والے
صلاح کامل بتائینگے مین کسی مقام پر تامل نکرونگا تحفہ جات طلسمی نکلواؤنگا سب تب مقابلے
لاچین کے جاؤنگا صرصر کو بخوبی سمجھا کے روانہ کیا صرصر ایک فقیرنی کی شکل بنکر چلی دو
قلعۂ نرگس پہ پہونچی وہان یہ معاملہ دیکھا کہ بیرون قلعہ سناٹا پڑا ہی صرصر حیران کہ اتنا بڑا
یا ہوا چاہیے تھا صحرا سارا بھرا ہوا ہوتا یہ کیا معرکہ ہی حیران پریشان قلعۂ نرگس مین آئی
لی کوچہ آباد رعایا دلشاد ہر طرف گھما گھم فوجین جا بجا اُتری ہوئی ہین مین پچیس ہزار
ن بر آن ایک مقام پر فروکش ہین اپنے دل مین کہتی ہی اے صرصر یہ بھی کوئی شعبدہ تھا کہ سمجھ
ن آتا دیکھتی بھالتی دردولت شہنشاہی پر پہونچی حاضر حاضر کہکر اندر گئی جا کے دیکھا مقام صدر
او نورافشان ایک طرف کوکب و برہمن و نبرآن ایک طرف بہار و خواجہ عمرو کرسی پر

حیرت کو للکارا کہ او لکاتا تجھے بھی یہ دن نصیب ہوا کہ تخت پر سوار ہو کر آئی ہے جو ظلم د...
ہمبر ہوے آج اُسکا بدلا ہوگا لاچین نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا ایک شیر ابر سے زمین پر آیا
لاچین سوار ہوے تخت بلقیس بڑھا چالیس لاکھ فوج نے چاہا کہ بڑھکر حملہ کرین افراسیاب
کے مُنھ سے گھبرا کر نکلا اے سرما و ابریق یہ کیا غضب ہوا اس بڈھے نے کیونکر رہائی
کہا حضور طوس مارا گیا سناٹا ہو گیا اب بھاگیئے انتظام کر کے لڑینگے سحر اپنے اُتار ر...
بُراّن و بہار کو مصیبت مین دیکھا اور زیادہ شہنشاہ کو ملال ہوگا سب غیقون نے بھی
کہ بھاگنا ہی مناسب ہے بلا سے طلسم ہوشربا چھوٹے گا جان تو بچ جائیگی چالیس لاکھ
ساتھ ہے اس فوج کی کون برداشت کریگا صفون پر سرداران زبردست ایک ایک شیر دل
تکلیفین آپ کے ہاتھ سے اُٹھائے ہوے ایک ہی حملے مین سب فوج تباہ ہو جائیگی
سب نے گولے نکالے دیکھیے سبکے ہاتھ مین حربہ ہاے سحر ہین چلا چاہتے ہین سوارون گھوڑ...
اُچھلئے باگون پر ہاتھ پڑ گئے افراسیاب نے بھی کل سامان اپنی آنکھون سے دیکھ
سب سوار بلوہ کیا چاہتے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے لاچین نے ہزبر آتشیر
بڑھایا او نمکحرام مین آیا دیکھون تو کیسا نمکحرام ہے وہ غفلت مین بلوہ ہو گیا افراسیاب
کچھ نہ بن پڑا ہاتھ بڑھا کے کھینچا لشکر پر سے سحر اُتارا گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگا حیرت
تخت بھگایا بلقیس نے للکارا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہے تو بادشاہ طلسم کی جورو ہے
بھاگتی ہے دیکھ ہمارے خداے نادیدہ نے کیونکر قید سے رہا کیا چھوٹتے ہی دشمن کو
مارا ساتھ والونکو بھی چھڑا لیا افراسیاب و حیرت و سرما و ابریق اسطرح بدحواس
بھاگے کہ تاج سرونسے گر گئے بعضون کے گھوڑے چھوٹے بیدل سوار ہو گئے سوار...
ہوے سارے لشکر مین ہلچل ہے طلسم نور افشان لوٹنے آئے تھے انتہا کے بیکل ہو
ہر پلٹنون رسالون مین یہی ہنگامہ ہے کہ یار و شہنشاہ اصلی نے رہائی پائی طوس ایسا جا...
یون مارا گیا یہ بھی تم سبھون نے دیکھا ایک ابر مین اژدہے و شیر و پلنگ تمام جا...
درند بھر کر لائے ہین بڑی خیر گذری کہ بھاگ کر نکل آئے یہ سب جانور جو حملہ کرتے
کیونکر بچتے اژدہے سحر لاچین کے تھے ایک ایک اژدہا ہزارون کو کھا جاتا شیر ا...

ن سے بیزار مجبور و ناچار ہی خواہش ہے کہ جلد ہمکو قتل کرین کشاکش سے نجات پائین دنیا سے
ن سے بر آبرو اُٹھ جائین افراسیاب وسط میدان مین ہو نچ چکا ہے سرداران مذکور اسکی
ت پر حربہ ہاے سحر لیے ہوے یہی آرزو ہے کہ شہنشاہ کا اشارہ ہو ایک سحر مین سبکو مٹا دین
ا کا ارادہ ہے کہ برف برساؤن سبکو ٹھنڈا کرون ابریق کوہ شگاف کا قصد ہے کہ پہاڑ کو
ے بلند کرون تمام دنیا اُجاڑ ہو میرا سحر پہاڑ ہو ناظرین اس مقام کو خیال مین رکھین کہ
اسلام مبتلاے رنج و مصیبت افراسیاب بصد شوکت قتل کرنے آتا ہے اہل اسلام پر
ب وقت مصیبت ہے یکایک طرف سے طلسم نور افشان کے ایک ابر عظیم مشتمل برچہار دہ
اس زور شور سے آتا ہے کہ دیکھنے والونکا قلب تھراتا ہے وہ ابر قریب آگر پھٹا اس ابر مین
و پلنگ و گرگ بیحساب بھرے ہوے مُنھ کھولے ہوے ہزارہا اژدر آتش فشان مُنھ
قلابہ ہاے آتشین چھوڑتے ہوے اُن اژدرون پر کوئی سوار نہین مُنھ کھولے ہوے
م ہوتا ہے کہ لاکھونکو کھا جائینگے شیر بھی آمادۂ حرب دیکار معلوم ہوتے ہین اور ایک
ن کو گرد عظیم بھی صحرا کی جانب سے بلند ہوئی ہے کہ روے آفتاب کو چھپا دیا افراسیاب
یہ قہر و غضب تمام براے قتل مسلمانان آتا تھا رُک گیا دیکھنے لگا اہل اسلام بھی مضطر
ن و پریشان اُس گرد و ابر کو دیکھ رہے ہین کہ گرد بھی شق ہوئی دیکھا ایک مست ہاتھی
بھٹیان ٹپکتا ہوا لاکھون روپے کا زیور نقرئی و طلائی گلے مین پڑا ہوا سونے کے گھنٹے کئی
کے بجتے ہوے اُس ہاتھی پر شہنشاہ لاچین بصد شوکت سوار مصاحبان عالی مقام گھیرے
ے ایک تخت زبرجدی پر ملکہ بلقیس ثانی شاہزادیان ملک ہوشربا کی دست بستہ
حاضر ہین پشت پر وزیر و امیر وہ وزیر وہ امیر کہ جو ساتھ لاچین کے قید تھے وہ بھی سب
ہاے زرین پہنے ہوے فوج دریا موج قریب چالیس لاکھ کے پرے کے پرے جمے ہوے
ب سحر سبکے ہاتھ مین لاچین نے وہین سے نعرہ کیا او نمکحرام بدانجام اب کہان جائیگا
از نعرۂ لاچین دالا تمکین یہ سمجھا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من
طویل ہاتھ مین نوک نیزہ پر سر طوس اگے زندانخانہ زوجہ طوس کی بادبان جادو
تی ہوئی آتی ہے کہ شوہر ہمارا نمکحرام قتل ہوا ہمارے مالک نے رہائی پائی اور بلقیس نے

کوئی اپنے اختیار مین نہین یہ سُنکر چالیس سردار افراسیاب کے تلوارین کھینچکر طرف ملکہ
و مجلس کے چلے یہی ارادہ ہی کہ چلکر سبکی مشکین باندھ لین حیرت بھی تخت سے اُتر
کہتی ہی مین چلکر ملکہ بہار کی مشکین باندھونگی آج بوا کو حال سرکشی کا کھلے گا بہت
ساحرونکو دیوانہ کیا وحشی بنایا اب حال معلوم ہوگا ہمراہ افراسیاب سب بلوہ کر
چلے کہ لشکر بُرآن کو تباہ کرین اسوقت ان سبکو عالم یاس چھرے اُداس ایک
ایک دیکھ رہا ہی ایک مدد کا طالب مگر بدحواسی غالب چاہتے ہین ہم جلد قتل ہوجا
کشاکش سے مہلت پا جائین آخر مجبور و ناچار حب دیکھ رہے ہین کہ ہمکو سب قتل کر
ہین اب ہم کیونکر بچینگے افراسیاب ایسے ظالم کا سامنا ہی کہ جو ہمیشہ سے نام کا د
اُسیکا قبضہ ہوا تقدیر نے ہمکو مجبور کیا پکار اُٹھے ای سمیع و علیم ای کریم و رحیم وقت مدد ہی

دل مدار از بہر این دنیا حزین — تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی — گر توئی از بندگان کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گردی سرفراز — در میان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون — نہ بخاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل — تا شود روشن ازان نقش نگین
رخت خود بر مبند زین فانی سرای — چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت دنیا مگرد — در جہان ای مرد حق اندوہگین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن — دور کن یکسر غبار بغض و کین

بیقرار ہوکر جوان سے سب نے دعا کی دقت خضوع و خشوع ہی دل بھی رجوع ہی قتل کا سا
تلوار کھینچے آتے ہین قلب تھرآتے ہین صداے بگیر و بکش بلند اہل اسلام درد مند
جان کی پڑی ہی ملک بلاک کر دعائین کر رہے ہین افراسیاب بہ قہر و غضب
الفاظ طعن و تشنیع سُناتا ہی کیون برآن تمھارے معین و مددگار کہان ہین تمھین کوئی
نہین آتا کچھ سحر نہین چلتا عجائب و غرائب سحر کے کیا ہوے دریاے خون روان ہمیری غفلت
خشک کیا پل پر بزادان توڑا کچھ ہمارا ہمارا خوف نہ کیا یہ روز سیہ یاد نہ تھا اہل اسلا

ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رد ہی گو تپ جگر ہی
و شۂ غم مرا ٹھکانا
بج ہی خار غار تیرا
بج فسانہ تیرے غم کا
ہی نظر جو طوق قمری
ور نشور شور مرغان
ہی نہ نیند بھر کے سوتی
شعلہ مرے دہن سے نکلا
مین جو تاک ٹوٹتا ہی
صبر کہان قرار کسکو

جینا اب مجھے آہ درد سر ہی
کیا ناک مین دم ہی چشم نم سے
ہر شام ہی انتظار تیرا
کب باغ مین اپنا جی لگے ہی
ہوتا ہی اسیر شوق قمری
نت دیکھ کے میری اشکباری
شبنم ہی تمام رات روتی
صفحے کا جو مین نے جھاڑ دیکھا
دل بر سر خاک لوٹتا ہی

مین تیرا الم کا ہون فسانہ
مر جاؤن تو چھوٹ جاؤن غم سے
ہر روز ہی ذکر تجھ صنم کا
بلبل کی صدا بری لگے ہی
کیا پھونکے نہ صور شور مرغان
ہی دیدہ جو سے آب جاری
جب گرم فغان چمن سے نکلا
چھاتی کا وہی پہاڑ دیکھا
بھادے گل ولالہ زار کسکو

اس حال پر ملال مین بہار مبتلا ہوئی براآن نے جو یہ دیکھا
ہر وارید لیکر بڑھین آواز دی او افراسیاب بہار کا رنگ مٹا یا اختر مروارید جوڑے
کا لا چاہا کھیچ مارون افراسیاب نے آواز دی او براآن یہ اختر تجھکو گردش ستارۂ تقدیر
دکھائیگا کچھ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ براآن نے دیکھا اختر سیاہ ہوگیا براآن کا ہنی منھ پر
ہوائیان اڑنے لگین ہر چند چاہتی ہین کہ اختر کو جوڑے مین رکھون ہاتھ دستگیری نہین کرتا
بدن رعشہ پسینے پسینے خاموش کھڑی ہین منھ سے نہین بول سکتین ایک گولہ افراسیاب نے
کر پھینکا گولہ لشکر مین پھٹا تمام لشکر مین بھی تاثیر ہوئی سارا لشکر خاموش ہوکر کھڑا ہو رہا
کسیکا حکم نہین مانتا اپنے اپنے حال پر ملال مین گرفتار ہین اب سرہا وابریق یاقوت
رد وغیرہ چالیس سردار قریب افراسیاب کے آگئے عرض کی یہ فخر سامری وجمشید نے
ہی کو دیا ہی ایک سحر مین سب دیوانے ہوگئے بی براآن کو برا دعوے تھا خاموش کھڑی
منھ سے بات نہین نکلتی بی بہار کا بھی رنگ مٹا مجلس کے بھی جلسے مین فرق آیا سارا
مبہوت سکتے لب پر مہر سکوت یہ شرف آپ ہی کے واسطے ہی افراسیاب نے کہا اب
سبکی مشکین باندھ لو خواہ قتل کرو خود دم شمشیر پر گلے رکھین گے موت کا مزا چکھین گے

دیکھکر ہاتھ سے اشارہ کیا ساحل تلوار کھینچے ہوے دریا خون مین نہایا ہوا ہی افراسیاب
جو آواز دی ساحل تلوار لیکر طرف افراسیاب کے چلا افراسیاب نے اشارہ کیا
سنہرو پنجہ پیدا ہوا ہاتھ پر اُسکے تھپکی دی تلوار ہاتھ سے ساحل کے نکل گئی افراسیاب
ہاتھ ہلایا ساحل بیہوش ہو کر گرا افراسیاب نے آواز دی ایک پنجہ اُٹھا کر ساحل
لشکر والون کو تسکین ہوئی یہ لشکر یا تو شکست خوردہ تھا یا اطمینان پا کر پشت پر افر
کے صف آرا ہوا اب افراسیاب طرف برآن وغیرہ کے متوجہ ہوا جمال ہمینال
جو نگاہ پڑی دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے سحر کر کے پلٹی ہین چہرۂ سُرخ ہو
بوٹا سا قد سامنے بُرآن کے ٹہل رہی ہی یا تو غصہ تھا یا جمال بہار کو دیکھکر شگفتہ ہوا
اختیار پکار اُٹھا

نظم

تھا سیہ عالم نظر مین شام ہجران کیطرح — داغ روشن ہو گئے شمع سبستان کی
خانہ باغ عشق کی دیکھو کبھی آکر بہار — کھل رہے ہین داغ چھلون کے گلستا
وائے قسمت اسپہ بھی آیا دُرِ مقصد نہ ہاتھ — خاک مین ہم ملگئے گرد بیابان کی
ہی یہ عبرت کا محل انسان عدم آباد سے — چار دن آکر رہے دُنیا مین مہمان کی
شمع کی صورت ہی روشن عارض پر نور یار — بل کرین کیونکر نہ گیسو دود پیچان کی
ایک اشارے مین ہزارون ہگئے ہوتے ہین قتل — یار کے چلتے ہین ابرو تیغ بُرّان کی
اسکو بھی سودا ہی کیا اُس آفتاب حسن کا — چاک ہی جیب سحر میرے گریبان کی
نور جنت مین نہین دل اس سے گھبرایا مرا — ملتی ہین اس مین جو کچھ کچھ کوے جانان کی

ملکہ بہار نے یہ اشعار عاشقانہ سُنکر مُنھ پھیر لیا افراسیاب نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا
زیور پھولونکا جسم بہار سے گر پڑا افراسیاب نے ایک آواز دی او بہار اب بھی تجھ
خیال نہین خیال کر کے دیکھ رنگ عالم دگرگون ہی گلونکا کلیجہ شوق بلبل کے سر خون ہی
نے کوہ کنی کی شیرین نے بھی اپنی جان دی لیلی کو بھی مجنون کا خیال رہا جدائی کا دیوا
ملال رہا افسوس تجھکو ہمارا اب بالکل خیال نہین ہی بہار بہتر نہو گا سحر فراموش ہو
خاموش ہو کر بیٹھ بہار خاک منھ پر ملنے لگی بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہی اے شہنشاہ میرا

ن جا پڑا تلوار چلنے لگی فوج چاہتی ہی گھیر کر گرفتار کر لین یہ مثل برق کے چمک رہا ہی جس پر
تھ مارا اُسکے دو ٹکرے کیے للکار رہا ہی کہ او حباب چشمک موقوف کر کیون خوف کرتا ہی
رے تیرے امتحان ہو جاے حباب فوج کو اشارہ کرتا ہی کبھی سر پیٹتا ہی کہ میرے بھائی
کیا ہو گیا یہ تو بالکل دیوانہ وار وحشی مثال بک رہا ہی اسکو کیا ہو گیا کبھی پکارتا ہی بھائی صاحب
ش مین آئیے آپ نے سیکڑون اپنے رفیقون کو مارا بڑے بڑے افسرون کو للکارا ایسا
کہ کسیکا سحر آپ پر چل جاے تو مجھکو قلق ہوگا افسر آپ کی حماقت پر بگڑے ہوے ہین
لاکھ چیختا ہی پیٹتا ہی ساحل جواب نہین دیتا اُسیطرح بگڑا ہوا ہی کہتا ہی تیرا سر لیکے جاؤنگا
عالم نے مانگا ہی معشوق کو کیونکر رنجیدہ کرون بہار اسی حال مین شگفتہ ہی ایسا نہ ہو اُسکو
ل ہو بچے تو مجھکو بڑا رنج ہوگا حباب بدحواس ساتھ والون سے کہتا ہی یارو میرا بھائی
ش مین نہین ہی یارو گرفتار کر لو اس سحر کو شہنشاہ اُتارینگے ابتک ہماری مدد کو نہ آئے
ر یہ سحر کر کے بلائین بُران تعریفین کر رہی ہین بہار نے کہا اب ساحل کنارہ نہ کریگا
ر لشکر اُسکا تباہ ہوا اب نہ رُکے گا سب سردار ملکہ بہار کے ہاتھون کو بوسہ دے رہے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای بہار اس سحر کا کیا کہنا سب سردار وجد مین ہین ساحل
رہا ہی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی سب نے دیکھا آگے
ے افراسیاب تخت پر حیرت بصد شوکت پشت پر لشکر بیشمار بہ قہر و غضب تمام آتا ہی
صر نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ بہار نے بڑی بدعت کی ہی دیکھیے ساحل بیکنار پر ملکہ بہار
سحر کیا وہ اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہی حباب اپنے کو بچاتا ہی یہ سُنکر افراسیاب بہ قہر و
ضب تمام آگے بڑھا ملکہ بہار و بُران باتین کر رہی ہین اور افراسیاب کو دیکھکر ہوش
ے ہین کہ اسکا کون سامنا کریگا ملکہ بُران کہتی ہین قبلہ و کعبہ نے بڑی دیر کی افراسیاب
یا یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین افراسیاب نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ساحل بیکنار مبہوت
ب بہر سکوت ساحرون کو قتل کرتا پھرتا ہی حباب دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بہار کا رنگ
نہین افراسیاب بڑھا پکار کر آواز دی او ساحل قتل سے اپنے دوستون کے کنارہ
ن کرتا اب آگے نہ بڑھنا ساحل طرف افراسیاب کے پلٹا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر

ساحل لڑائی سے کنارہ کرو اسقدر جوش مین نہ آؤ ذرا ادھر ملاحظہ کرو ایک طائر
دی یہ چند اشعار نوشن لو

نظم

تیغ یا برق بلا ہے ہاتھ مین خونخوار کے — خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوا
دیکھکر بے نور آگے شعلۂ رخسار کے — شمع کو گل کر دیا پروانے نے
فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی — مرگیا فرہاد اپنے سر مین تیشہ
کاوشین مژگان قاتل کی اگر یونہی رہین — مر رہونگا پیٹ مین اک روز خ
حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ — اب کہان ہین وہ جو دولتخواہ تھے
لالہ گون خون شہید اسنے ہے بھلا تیغ کا — یا شفق پھولی ہے قاتل ادہر سے تل
تم ہی منصف ہو تمھین کیونکر نہ چاہین عشق باز — جسم قابل دیکھنے کے شکل لایق
قاف مین منگوا کے پریان ذرکھنچواتی ہین عطر — پھول جو باسی اترتے ہین بھا
دیر سے جاتے ہین کعبے سے آتے ہین دیر — خاک اڑاتے پھرتے ہین جو یا مکا
بدمزاجی کیون اٹھا ہین بے سبب کی وجہ کیا — چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین
جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد — آنکھین جو کھلاتے ہین روزن یار کی
بیستون پر چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین رند — منڈ چڑاین کرکے کیا مالک ہوے

طائرون نے اشعار پڑھے ہوا بھی معتدل چلی غنچے مسکرائے پھول ہنسے تحمل وجد
تمام میدان مین پھول برسے ساحل بیکنار تھرایا کانپا چہرہ سرخ ہوا جھوم کر آ
ای ملکۂ عالم واے شہنشاہ اقلیم ہم ای صاحب فیض وکرم زہے شوکت وحشم پھولون
سست کردیا مین آپکا غلام ہون ساحل سے کنارہ کیا آپ نے مہربانی کا اشارہ
دلی دکھاؤن کوئین مین ڈوب جاؤن جو حکم وہ بجا لاؤن ملکہ بہار نے پلٹ کر
سے اشارہ کیا اسنے بڑھکر بدھی پہنائی طرہ کان مین لگایا ساحل دوڑا قدمون پر
کے گرنے لگا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا ہر مرتبہ عرض کرتا ہے کچھ تو ارشاد ہو
نے فرمایا اپنے بھائی حباب کا سر لاؤ خبردار رکنا نہین فوجون سے نہ ڈرنا ہم
کو موجود ہین یہ کہنا تھا کہ تیغ برہنہ کھینچکر ساحل نے طرف لشکر حباب کے رخ کیا

سب نے دیکھا ایک چشمہ صاف وشفاف لب گرداں سنگ مرمر سفید کے حباب شناوری کر رہے
گویا چشمے نے آنکھین نکالین آب صاف وشفاف مچھلیان مثل برق کے چمک جاتی ہین بہار
ت مچھلیان چلین اب چشمے نے جوش مارا ملکہ بہار نے دیکھا مچھلیان میری جانب آتی ہین
بہار نے ایک دستک دی ایک بگلا پیدا ہوا جو مچھلی پیدا ہوئی بگلے نے کھائی جب دس پانچ
یان بگلے نے کھائین ساحل نے خنجر پھینک مارا سر بگلے کا اڑ گیا بگلہ زمین مین گر کر
مچھلیان ابھرنے لگین دوسرا بگلہ پیدا ہوا خاص چشمے پر جا کر بیٹھا جس مچھلی نے سر نکالا
بت سے کماہی ماہر تھا منقار مار کر مچھلی کو کھا لیا اپنے پر جھاڑے پرون سے برق گری کہ
یان جل گئین بہار نے اشارہ کیا بگلہ چشمے مین پھاند پڑا چشمہ خشک ہوگیا ساحل نے دوسرا
یا ایک جھیل بڑی ظاہر ہوئی غراٹا پانی کا ہوا مچھلیان ابھرنے لگین کنارے سے جھیل
دھوان نکلنے لگا اتنی تاثیر ہوئی کہ بہار طرف جھیل کے چلا چاہتی تھین کہ جا کر پھاند
ن ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے اپنا عکس اوپر ملکہ بہار کے ڈالا عکس پڑتے ہی یا تو
ر کے ہوش پراگندہ ہوئے تھے یا چہرہ سرخ ہوا اُسی طائر کو پکڑ کر قریب جھیل کے ذبح کیا خون
جھیل مین پھینکا پانی نے جھیل کے جوش مارا چیخ مار کر غائب ہوا دھوان جو کنارے نکل رہا
وہ بھی نابود ہوا ساحل نے ایک دستک دی برق کڑک کر گری سر بہار کو زخمی کیا
ت خون چہرۂ بے نظیر پر آئے وہ خون بھی باعث ترقی حسن و جمال ہوا صاف ثابت تھا
ہ تابان قریب پردۂ شفق آیا پس ملکہ بہار نے غصے مین آواز دی ارے نکہت دگل اندام
بن کیون نسیم سحری تو کہان ہے کیون گلرخسار تو بھی اپنا رنگ نہ جمائیگی غنچہ دہن کم سخن
م تو کرارے اے شمشاد کیون اکڑتی ہے کیون سوسن زبان درازی کا وقت نہین آیا کیون
ن شہلا آنکھین پھوٹ گئین تجھکو نہین سوجھتا یہی وقت ہے کہ اپنے کو یہان پہونچا معرکۂ
زار کو دیکھ لے چشم پوشی بہتر نہین ہمین تجھسے یہی چشم داشت تھی یہ جو بہار نے پکار کر کہا کنیز
بڑھکر گلدستہ دیا وہ گلدستہ بہار نے طرف ساحل کے پھینکا اور آواز دی کہ او صاحب
بن زخمی کرکے کیا ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا اب ہوشیار ہو جاؤ زیادہ فسانہ نہ بڑھاؤ راہ پیر
ہمت نہ گھبراؤ گلدستہ جو جا کر پھٹا کئی سو طائر پیدا ہوئے زمزمہ سرائی کرنے لگے کوئی پکارتا تھا اے میان

دریا جوش زن صبح کا وقت ہی طائرون کی زمزمہ سرائی یاد الٰہی مین ہردم بزبان حال
ہو رہے ہین ہر نخل پر آشیانون سے سر نکالے ہوے اپنے وحدہٗ لاشریک کو پکار رہے
دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے لشکر اسلام لاکھ ساحرون سے بھی کم ہی خواجہ
ایک گوشے مین آکر ٹھہرے تماشہ آمد بہار کا دیکھ رہے ہین بہار کس دھوم سے میدان
پہونچی دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن وجمال مین غنچہ دہن زلفین چہرے پر بل کر
صاف ثابت ہی کہ ناگنیان مَن کو ڈس رہی ہین حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین صدہا دل
سرو قد رشک قمر بارہ ہزار کنیزین پشت پر سمن ونسیم سحری وگلرو وغنچہ دہن و صن
کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین خندۂ دندان نما سے بجلیان چمک رہی ہین ایک ایک حسین
اپنے اپنے حسن پر نازو ادا وانداز مین طاق حسن وسحر مین شہرۂ آفاق جنکے دیدار کا ہر شخص
اس کرو فر سے آکر ٹھہرین ایک جانب ملکہ برّان شمشیر زن جوڑا ترچھا بندھا ہوا جس
مروارید مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی نیمچۂ ہلالی زیب کمر بیچ مین لشکر کے ملکہ مخلبس کا لشکر ہی آ
کہ مادر مہربان کا حکم ہو تو جا پڑون مرغ زرین بال پر سوار لشکر دشمن پر نگاہ کھلونے مٹی کے
رکھے ہوے اُسی سلے سحر پیدا ہوتا ہی لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ و کمیر
طرفین سے آراستہ وپیراستہ ایک ایک بلاے روزگار آمادۂ حرب وپیکار حسب نقیبون نے
کی ساحل بیکنار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سراپا میدان کا دکھا کر سحر
عجائب وغرائب کھائے کچھ گولے اُچھالے کچھ ماش کے دانے طرف آسمان کے پھینکے کچھ شعلے
جب سب سحر اپنا درست کر چکا تو پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
میرے سامنے آئے ملکہ برّان نے قصد کیا تھا کہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھا دیا
برّان کو سلام کیا عرض کی اجازت میدان ملکہ برّان نے فرمایا ای بہار ارادہ تو ہمارا
ذرا تم تماشہ دیکھو کیسا لطف ملیگا ساحل کو بڑا دعوی ہی ساحل جنگ سے کنارہ کریگا بہ
کہا مہربانی فرمائیے اب تو مین طاؤس بڑھا چلی ملکہ برّان نے اجازت دی بہار نے طا
بڑھایا ساحل نے دیکھتے ہی گولہ مارا ملکہ بہار نے انگلی اُٹھائی گولہ کٹکر گرا ساحل کو بڑا
آیا دوڑ کر زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی غبار اُڑا میدان مین اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی

ے آکر ملکۂ براآن کو خبر کی ملکۂ براآن نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان
ں نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین بہار نے براآن سے کہا لشکر آپ کا
بل ہی لشکر دشمن بیحساب براآن نے جواب دیا ای بہار بعنایت پروردگار ہم خود میدان کارزار
ن جا دینگے جسوقت مقابلہ پڑیگا ایک دو لاکھ سب برابر ہین بہار نے کہا انشاءاللہ بروقت آمد
ر اسباب جانبازی دکھائینگے یا لڑ بھڑ کر جان دینگے یا یہان سے ہٹا دینگے چار پہر رات اسی
ے مین بسر ہوئی جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب نے لشکر ثوابت و سیارگان کو شکست دی شہنشا
تابان بخوف تمام قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ نیر اعظم فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر بفتح و
زی تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا عالم کو اپنے نور ضیا سے منور و روشن کیا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے ایکبار
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
مہ انجم سیاہ روبہ فرار

جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیائے آفتاب عالم تاب ظاہر ہوئی نخل و چمن مین شراب شبنم
ے ہر گل کا کٹورہ معمور کیفیت آمد صبح مین بادہ خواران وحدت مسرور لشکرون مین وردی
بیا کمر بندی ہونے لگی لات پرستون مین پوجے پاٹ کا ہنگامہ ہوا چاہ پر کھڑے ہوئے نہا
ے ہین سامنے شوالہ ہی ایک ہاتھ مین لات پرستون کے برکجی لٹیا ہی ایک ہاتھ مین
و لونکا دونہ دروازے پر شوالے کے ہنگامہ ہی گھنٹا ہر مرتبہ بجائے جاتے ہین ٹھن ٹھن کی آواز
ند ہوتی ہی جھانج ڈھول بج رہے ہین جسنے پوجے سے فراغت پائی بستر پر آیا کمر بندی ہونے لگی
یاب اشکبا و ساحل بیکنار دونون ساحران غدار فوج کے افسر اپنی اپنی بارگاہ سے نکلے
ینڈون پر سوار ہوے بارہ لاکھ فوج لیکر چلے ادھر لشکر اسلام مین ملکہ براآن و مجلس و بہار
نیائے سحر سے آراستہ ہو کر حاضر ہوئین ملکہ براآن ہنس پر سوار ہوئین بہار کا طاؤس
رین بال مجلس کا تخت آراستہ ہو کر آیا سب افسر سوار ہوے نقارے پر چوب پڑی اُس
کر قلیل کو لیکر ملکہ براآن شمشیر زن چلین دیکھا آمد لشکر کفر و ضلالت ہی پرے کے پرے جمے ہوے
ہ لاکھ فوج کی آمد ساحرون کے سحر ہوتے ہوے لگ رہا ہے ابر سرخ و سفید آگ برستی ہوئی

مقابلۂ عظیم پڑیگا ملکہ بہار نے کہا سمجھا جائیگا کل لشکر شہلا کا پامال ہوا خدا نے وقت پر ہم لوگو
پہونچا یا موجۂ جان نثار کو بھاگنا مشکل پڑا لیکن اب افراسیاب خود آتا ہی کل یا پرس
یہان پہونچ جائیگا قبلہ وکعبہ بھی تشریف لاوینگے اُستاد ہمارے نور افشان فکر کر رہے
وقت ہی پر آوینگے معرکۂ عظیم پڑیگا افراسیاب کا ارادہ تا بہ قصر جمشیدی ہی سینے سپر ک
اِس قلعے سے نہ بڑھنے دینگے جو کچھ ہو اسی مقام پر مقابلہ پڑے اُستاد نور افشان کا بھی
قول ہی کہ کل معرکے اسی سرزمین پر ہون خواہ شکست ہو خواہ فتح جو اُستاد نور افشان
انتظام کیا ہی اگر وہ بن پڑا تو ملاحظہ کیجیے گا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر افراسیاب
پندرہ لاکھ فوج کی جمعیت سے اُسی صحرا مین اُترا ہی تخت پر بیٹھا ہی حیرت جادو پہلو مین کہ
سمندر و موجۂ جان نثار گئے ہوے ہین یقین ہی کہ قلعہ فتح کر چکے ہون خبر نہین آئی حیرت
کہتی ہی بلا زمان کوکب بڑے جان نثار ہین قلعے کا فتح کرنا کچھ کھیل نہین ہی بڑے بڑے
لڑینگے کوکب کے یہان سے برابر فوجین آوینگی بُرّان کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ ہی وہ ضر
لڑیگی معرکۂ عظیم پڑیگا بُرّان کا سحر زورون پر ہی یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا موجۂ ج
آتا ہی آکر بے اختیار رونے لگا کہا حضور غضب ہوا افسر ہمارا سمندر مارا گیا عین وقت
بُرّان و بہار آگئین افراسیاب نے کہا بی بہار بھی آگئین حکم دیا بلاؤ حباب اشکبا
ساحل بیکنار کو دونون آکر حاضر ہوے کہا کل فوج اور اٹالہ بارگاہ کا تم لیکر چلو ہم
بھی آتے ہین بارہ لاکھ جادوگر لیکر حباب و ساحل چلے ملکہ صرصر کو حکم ہوا کہ برابر
ہمکو ملین ساحل و حباب جاتے ہی آفت برپا کرینگے صرصر مع چار عیار بچیّون کے د
خبر کے چلین یہان ملکہ بُرّان وغیرہ فروکش ہین شہلا کا علاج کیا ہی بیرون بارگاہ
بیٹھے ہین کوکب کو عرضی اس فتح کی لکھ چلے کہ بہ اقبال شاہنشاہی جو فوج یہان آ
اُسکو شکست دی نامی افسرون کو مارا کوکب نے خلعت روانہ کیے ہین نہایت سبب خوشی شر
بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دونون افسر اژدران آتش فشان پر سوار پشت پر
بیحساب مگر لشکر سجا ہوا آکر مقابلے مین اُترے بارگاہین استادہ ہوئین حباب و ساحل
مین آکر بیٹھے صلاحین کرکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کئی سحر نقارہ بجنے لگا ہر

کوڑے پڑنے لگے جسپر کوڑا پڑا پیٹھ سہلا کر رہگیا موجۂ جان نثار نے دیکھا لشکر آدھا رہگیا
چاہا کہ بھاگون ارادہ کیا کہ کسی صحرا کی جانب نکل جاؤن ایک صحرا سے لمبٹین بھولون کی آئین
سب دیکھنے لگے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تخت پر سوار پہلو مین خواجہ عمرو بارہ ہزار جادوگرنیان
پشت پر مشکور جادو دس ہزار سوار ونکا افسر بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ بہار نے گلدستہ مارا
آواز دی میان مشکور شکر کرو گلدستہ جو پھٹا پھولونکی بوچھار ہوئی کنیزون نے رنگ کی
پچکاریان مارین مشکور جھومنے لگا پکار اٹھا **نظم**

آوارہ ایک مین ہی فقط کو بکو نہین ‌ ‌ وہ کون ہی کہ جسکو تری جستجو نہین
غیرونسے چھیڑ ہین ہنسی ہی مذاق ہی ‌ ‌ ہمسے جلی کٹی کے سوا گفتگو نہین
کیا اعتبار قول کا اُسکے کوئی کرے ‌ ‌ جسکا یہ قاعدہ ہی کبھی ہان کبھی نہین
دامن کو اشکہاے ندامت سے دھوئیے ‌ ‌ لوح گنہ کی اسکے سوا شست و شو نہین
ساکن کسی گلی مین تمنا ور ہوا ہو کیہ نہین ‌ ‌ اب باغ خلد کی بھی مجھے آرزو نہین

ں ہزار جادوگر اسیطرح جھومنے لگے اشعار پڑھتے تھے ملکہ بہار نے اشارہ کیا پہلے افسر کا
سر کاٹ لو سب جادوگرون نے ملکر افسر کا سر کاٹ لیا مشکور کا مارے جانا دس ہزار نے
اپنے گلے کاٹ ڈالے موجۂ جان نثار یہ رنگ سحر دیکھکر بہت گھبرایا ساتھ والون سے
کہا مین تو بھاگتا ہون تین طرفسے آفت برپا ہی براں نے صفین اُلٹ دین مجلس نے
لاشونکے انبار کر دیے بہار نے آکر اپنا رنگ جمایا تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار جادوگر
مر گئے سب نے کہا بھاگیے موجۂ جان نثار نے پانون دونون زمین مین مارے یہ تو غرق
زمین ہوا ساتھ والون نے بھی فرار پر قرار کیا طائر بنکر بھاگنے لگے جو کوئی ساحر زبردست تھا
غرق زمین ہوا زمین کاٹتا ہوا جاتا ہی اسطرح بھاگ بھاگ کر نکل گئے خواجہ تو بہار کے ساتھ
ہوئے تھے خوب خیمے بارگاہین لوٹین خزانہ قبضے مین کیا مُنھ پھلائے ہوے سامنے براں کے آئے
لشکر اسقدر خزانہ ایسا قلیل دو مٹکے کوڑیون کے تھے مین نے کنوئین مین پھینکدیے آج ہمارا
بہت نقصان ہوا بہار و براں و مجلس اس لڑائی کو فتح کر کے بلٹین شہلا نے بارگاہ استاد گرائی
سب سردار آکر بیٹھے ملکہ براں نے کہا اے بہار اس فتح پر مغرور ہونا خود افراسیاب آتا ہی

ہزار پانچ ہزار مرکر گرے شہلا لڑکھڑا کر گرا چاہتی تھی شگوفہ نے آکر سنبھالا کہا ای شہلا
جو نمک حلالان رانخ الاعتقاد کا قاعدہ ہی وہ تمنے کیا دس بارہ لاکھ فوج سے لڑنا تمھارا
تھا شہنشاہ بہت خوش ہونگے چپکے سے کان مین کہا شہنشاہ بھی تشریف لاوینگے فدا
تو سیان افراسیاب کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سمندر تو بڑے جوش مین تھا
لڑتی ہوئی آتی ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین اختر مروارید برابر چل رہا ہی ایک
مجلس جادو کا جلسہ تخت پر سوار بارہ ہزار کمسن کنیزین مصاحبین ہنستی کھیلتی چلی آتی
کے آگے گھروندا بنا ہوا ہی گڑیا گڈا دلھن دولھا بنے ہوے بیٹھے ہین ڈومنی بھی
سارنگی بجا رہی ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

تلوار کے نہ ہاتھ ستمگر لگائیے	دل دادہ اس مزے پہ ہین خنجر لگائیے
کسطرح اسکو ماہ سے تمثیل دیجیے	دھبا جبین یار کو کیونکر لگائیے
مشک تتار قیمت کاکل مین دیجیے	سولی اُن لبونکا قند مکرر لگائیے
قامت کا کیجیے دل پر داغ مین خیال	آج اس چمن مین سرو وصنوبر لگائیے
سب نشۂ کرم یہ تمھارا ہی یا علیؑ	شیدا کے منھ سے ساغر کوثر لگائیے

سب لڑکیان زیر پائیان پہنے ہوے ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین ملکہ مجلس نے دیکھا کہ
مصروف جنگ ہوئین گڑیا کا شانہ پکڑکے اٹھایا کہا بی بی دلھن بنکے بیٹھی بیٹھین دونو
گڑیا کی پکڑکے چیر ڈالا کئی سحر سنہری پنجہ پیدا ہوا کئی ہزار جادوگرون کو چیر کر پھینکدیا
کی لڑکیون سے آوازدی بوا لینا لڑکیان آنکھ مچولا کھیلنے لگین زیرپائیان ہاتھ میر
پانون دوڑی دوڑی پھرتی ہین جسکے زیرپائی ماردی اسکا سر پھٹ گیا ہزارون کو
سمندر سامنے ملکہ برّان کے ہو نچا چاہا کچھ سحر کرون برّان نے اختر کھینچ مارا سینہ
کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا موجۂ جان نثار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دل بادل
ہو گیا مجلس کڑک کڑک کر گر رہی ہی جس جادوگر کی کمر مین پنجہ دیا اٹھا کر لیگئی بلد
ہوا کی لائی دُٹاٹا نگین تھام کر چیرڈالا لاشہ زمین پر پھینکا اُس لاش نے ہزارون کو جلا دیا
اسکے سحر سے بہت حیران ہین مینڈھی سے ناڑا کھولا اب ناڑے مارنا شروع کیے

زایا قصد کیا غبار سے نکلون کہ موجۂ جان نثار برابر پہونچ گیا ہاتھ تلوار کا مارا سر شہلا کا زخمی ہوا
ہلا کے زخمی ہوتے ہی فوج کے پانؤن اُٹھے لیکن نکلنا مشکل ہی جدھر سے نکلتی ہی فوج
فار کا ریلا جدھر سے دس کنیزین نکلین دو ہزار جادوگرون نے گرفتار کر لیا اب تو شہلا
ہرانی دیکھا کنیزین جا بجا گھر گئین بیقرار ہوکر وزیرزادی کو بلایا وزیرزادی بھی زخمدار
امنے آئی کہا واری اب قدم نہین رُکتا دونون نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
ند کیے پکار کر آوازدی ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی اس بلاے مبرم سے بچالے
اپنا تو یہ اعتقاد ہی بخوبی یاد ہی

نظم

وردل از رہ خوف ورجا ہر بار خوف — زان کہ ہست این بندہ پُرخوف از درکار خوف
امن وزی است چون روزی رسان بندگان — پس چرا از حالت تنگی کنند ناوار خوف
ہند از ذات بے پرواے حق شام و سحر — از دل و جان بندہ اہل صفا اظہار خوف
ل خضر از آدمی یابد حیات دائمی — باشدش از مرگ دامنگیر آخر کار خوف
طف حق ایمن است اندر جہان از زہر بلا — اہل دین کی دارد از تزویر دنیادار خوف
رہ ساز ہر کہ خود باشد جناب چارہ ساز — چون کنند از آفت بیماری آن بیمار خوف

ب اہل اسلام نے جو بیقرار ہوکر دعا کی طرف سے طلسم نور افشان کے ابر مروارید پیدا
ابر اُڑتا ہوا آتا ہی ابر آکر شق ہوا دیکھا ملکہ بُرآن شمشیرزن طاؤس زرین بال پر
ار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار ملکہ بُرآن نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دامنۂ قلعہ
س مین تلوار چل رہی ہی سحر ہو رہے ہین دھوئین اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہی
رہا لاشہ پڑا ہی شہلا کے سردار زخمی تو ہوے مگر ہزارونکو مار کر ڈالدیا لاشے ساحرون
تڑپ رہے ہین کوئی دم توڑ رہا ہی موجۂ جان نثار و سمندر دریا بار آگ برسا
ہے ہین ملکہ بُرآن نے دہین سے نعرہ کیا ای شہلا نہ گھبرانا سنمِ ملکہ بُرآن شمشیرزن
کوکب صف شکن اب جو ملکہ ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر گرین شگوفہ سحرساز وریزادی
اشارہ کیا ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین چمک چمک کر گرین سیناک کے تیر چلے برقین چمکین
ن کا اختر مروارید چلنے لگا جب اختر مارا ساحرون کا ستارہ گردش مین آیا دس

انگشتریان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی۔ دوسری
ابھری اُسنے پکارا اصل یہ ہی جو مین عرض کرتی ہون بگوش ہوش سماعت کریے انتظ

صحرا مین کیسے کیسے بڑھاتے ہین خار ہاتھ ... جوش جنون مین ایک ہی دامن ہزار
منت کرون ہین پانون پڑ دن بوسے انکے لون ... آئے جو ایک دن وہ تغافل شعا
کشتہ ہون ابرو ونکا اُدر نہ ہو تحقین ... کہدون ہین رکھلے تیغ کے قبضے پہ با
جو موج بحر عشق ہی وہ تیغ تیز ہی ... پیر اک خاک پر سکین اسمین جا
آنے سے بعد قتل مرے یہ خوشی ہوئی ... اچھلی زمین سے لاش مری چار جا
گجرے سے بھی لچکتے ہین مانند شاخ گل ... دو پھول کا اُٹھا نہین سکتے ہین
ہی معرکہ سخن کا مرے ہاتھ ای ظفر ... خامہ ملا کہ آئی مرے ذوالفقار

جب مچھلیون نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے دریا خشک ہونے لگا مچھلیان تڑپ تڑ
نکلین سینے پر ملازمان سمندر کے پڑین ہلاک ہوکر ساحر گرنے لگے سمندر نے جو
کہ ملکہ شہلا نے میرے سحر کو اُلٹا کردیا سمندر کو جوش آیا سحر کرتا ہی لیکن رنگ سح
جمتا ملازمان شہلا کی بارہ ہزار جادوگرنیان جانبازی کر رہی ہین ساٹھ ستر ہزار د
مار کر گرا دیے سمندر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی موجہ جان نثار جا
جادوگرون سے آکر پہونچا اُسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ فوج سمندر قتل ہو رہی ہی دریا با
خشک ہوگیا سمندر جوش مین ہی مگر گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی سمندر نے پکار کر کہا ای
جان نثار شہلا نے مجھکو دیوانہ کردیا ہی لاشہاے ساحرانسے میدان بھر دیا مین س
سحر کیا تھا سحر نے آبرو نہ پائی اب تو پناہ پانی مشکل ہوگئی قطرے کا جو کا گھڑے ڈھلکا
ہوتا ہی ہر ایک رفیق وشفیق سر پر ہاتھ دھر کے روتا ہی موجہ جان نثار کرکے کا گرد
برجستہ کرکے جا پڑا پکارا ای بی شہلا بس خوش نگاہی ہوچکی اب زیادہ دیدہ بازی
کھلے ایک دو پتھر زمین پہ مارا غبار زمین سے بلند ہوا صدہا کنیزین نابینا ہوگئین سینے پ
آواز دی واری کنیزین آپکی نابینا ہوئین آنکھون سے اب نہین سوجھتا دیکھیے سب ٹٹول رہی
شہلا بڑی ساحرہ تھی اُس غبار مین گھس گئی غبار مین جاتے ہی آنکھون مین اندھیرا آیا

ں بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سمندر دریا پار گینڈے کو جھکاتا ہوا فوج
بکر آیا اِدھر سے ملکہ شہلا تخت پر سوار یاسمن رنگین پوش نے فوج کا انتظام کرکے سب لشکر
ٹھہرایا انتشار تو ضرور ہی سمندر کا لشکر آیا دریا موج مارتا ہوا آکر قایم ہوا صفین جمین نقیبون
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سمندر نے دست راست کو دیکھا محیط قطرہ زن اژدر
رھا کر سامنے آیا اجازت لی میدان مین آکر نعرہ کیا ملکہ شہلا کیکہ بھیجو یاسمن وزیرزادی نے
س نکالا دست بستہ اجازت لی میدان مین سامنے محیط کے پہونچی محیط نے سحر کیا یاسمن
فع کیا آپس مین سحر ہونے لگے محیط نے بڑھکر تیغہ کھینچا یاسمن پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا یاسمن
سکراکر کہا دیکھ تو پشت پر کون کھڑا ہی محیط پلٹا یاسمن نے پنجہ مارا کہ محیط کے دو ٹکڑے
ے محیط کا مارا جانا سمندر اُبل پڑا فوج کو اشارہ کیا ساتھ لاکھ فوج بلوہ کرکے چلی سمندر بھی
رتا ہوا بڑھا جب گولہ مارا زمین سے دریا پیدا ہوا یاسمن نے جو دیکھا کہ سمندر دریا بار
ات لاکھ ساحران غدار کے آتا ہی پلٹ کر طرف شہلا کے دیکھا شہلا نے تخت کو
ا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی فوج قلیل کو لیکر سات لاکھ پر جا پڑی جب سحر کیا
وسو کے سر اُڑ گئے نیمچہ ہلالی چمکا رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینکتی ہی بجلی پھینکی برق چمک کر
کئی سو کے سر اُڑ گئے یاسمن وزیرزادی بھی مثل شعلۂ جوالہ تڑپ رہی ہے ساتھ کی
ین مثل ستارۂ سحری جسپر تڑپ کے گرین اُسے جلا دیا سمندر نے جو دیکھا کہ ان کنیزون
س بیس ہزار ساحر مارے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ زمین پر مارا زمین کانپی دریا پیدا ہوا
سے پانی اُبلنے لگا کچھ مچھلیان پیدا ہوئین جسکے سینے پر مچھلی پڑی پشت کو توڑ کر
زی شہلا نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ایک ایک کنیز دو دو ہزار ساحرون سے لڑ رہی
ل برس رہی ہی پانی کا جوش صدہا کنیزین دریا مین ڈوبین جو جس مقام پر گری پھر
کی شہلا نے جو دیکھا کہ کئی کنیزین غرق دریا ہوئین شہلا نے بڑھکر زلفین عنبرین کا دریا
ں ڈالا دریا مین بھنور پیدا ہوا مچھلیان اُبھرنے لگین کہ ایک ماہی کلان مثل انسان
ریا سے نکلکر بلند ہوئی مثل انسان کے کلام کیا اور پکار کر آواز دی ای شہلا تیرے
ا شہرہ ہی کیا کہنا تیر نگاہ پڑ رہے ہین ہم لوگ ذبح ہوئے جاتے ہین بقول قمر مطلع

کوکب روشنضمیر روانہ کی مضمون یہ تھا کہ بہ اقبال شہنشاہی کنیز نکل کر رہ گئی ہی ملازمان
حضور نمک حلال جان دیے کو آبرو جانتے ہین لڑینگے مرینگے آیندہ جو مناسب نزدیک
کے ہو ویسا کیا جاوے ایک کنیز کو عرضی دیکر اودھر روانہ کیا وزیرزادی سے کہا کسقدر
عرض کی اگر سب فوج کو جمع کرون تو بیس ہزار سے زیادہ نہوگی شہلا نے کہا جو اسوقت
ہین انکو ہمارے سامنے لاو بارہ ہزار جادوگرنیان حاضر خدمت ہوئین شہلا اُسیوقت
ہوئی وزیرزادی انتظام لشکر کرتی ہوئی بیرون قلعہ آئی قلعے کو پشت پر لیا بڑھکر لشکر
بارگاہ ملکہ شہلا کی استادہ ہوئی یاسمن نے انتظام لشکر کیا خیر خواہان دولت رعایا
لوگ ہزار ہزار دو دو ہزار آتے جاتے ہین شام تک تانتا لگا رہا رات کو اُسی مقام پر
رہے صبح کو ملکہ شہلا بیرون بارگاہ کرسی پر جلوہ فرما ہین دیکھ رہی ہین یکایک صحرا
اڑی دیکھا سمندر دریابار گینڈے پر سوار سات لاکھ ساحران ناہنجار پشت پر آتا لہ
کا لدا ہوا بڑی دھوم سے یہ شوم آکر پہونچا دیکھا لشکر قلیل لیے ہوے ملکہ شہلا فر
سمندر نے کہلا بھیجا او ملکہ شہلا ہمین راستہ دو عقب مین شہنشاہ آتے ہین قلعہ
اُڑا دیا جائیگا شہلا نے جواب دیا جا کر اُس ملعون سے کہدو کہ جو تجھسے ہو سکے
ہم مثل ملازمان افراسیاب کے نمکحرام نہین ہین سات لاکھ اور دس لاکھ
خواجہ عمرو پانچ عیار آئے تھے آج عنایت سے پروردگار کی صاحب لشکر
ہین کیا اوج موج ہین سمندر نے جو یہ سُنا جوش مین آبلا کر کہا طبل جنگی بجے صبح کو
سے راستہ ملیگا اس دروازے سے داخل ہونگے اُس دروازے سے نکل جائینگے
جمشید یہ جانا ہی ایسے ایسے مقام پر اگر رُکین گے پھر کیونکہ طلسم نورافشان پر
ہرکارون نے یہ خبر ملکہ شہلا کو پہونچائی کہ طبل جنگی بج گیا ملکہ شہلا نے حکم دیا
رب بے نیاز و خالق کارساز یہان بھی طبل جنگی بجے اب دونون لشکر دن مین
جنگی بج گئے وہان لشکر بحد و پایان یہان لشکر قلیل لیکن یہ پندرہ بیس ہزار
مرگ دھیانے قضا ہین کہتے ہین جب مرینگے اُسوقت پروردگار کو اختیار
زندگی مین تو نجانے دینگے ہر خرد و کلان کا یہی قول ہی چار پہر رات اسی ہنگا

ہی خواجہ اندر بارگاہ کے لوٹ کر اب باہر نکلے باہر دالون کو بھی خوب لوٹا کپڑے سبکے
لیے کلموہے بنائے کچھ للموہے بنائے خواجہ لوٹ رہے ہین افراسیاب جادو
ن ملکہ حیرت سے کہکر سوار ہوا ر دارہ ی کرتا ہوا آتا ہی سرما دا برلق ساتھ
ب سرملے نے حضور سے کہا کچھ حال یہ نہ معلوم ہوا کہ شنکول اٹالہ بارگاہ لیکر کہان گیا
ر کیا گذری کس منزل پر پہونچا ہوگا افراسیاب نے کتاب اُٹھاکر دیکھی کتاب دیکھتے
سر اپنا پیٹ لیا کہا ارے عمرو نے لوٹ لیا بارہ لاکھ کو تباہ کیا افراسیاب خود اُٹھا
غضب مین چلا خواجہ لوٹ رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو
جہ نے گلیم اوڑھ لی برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا افراسیاب نے آکر دیکھا
لشکر تباہ و برباد ہی آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہزار ونکے لاشے زمین پر
رہے ہین افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ مین آکر دیکھا شنکول کا لاشہ تڑپ رہا
رگاہ مزبلۂ قضا بان دریاے خون جاری افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا جادوگر
یا لشکر حیرت بھی آکر پہونچا سب نے آکر یہ معرکہ دیکھا حیرت رونے لگی کہا اے
اہ یہ سار بان زادہ تابہ طلسم نور افشان نہ پہونچنے دیگا افراسیاب نے کہا کیا
ں اَب مین نگاہ داشت رکھونگا ہر وقت خیال رہیگا سمندر دریا بار کو بلاؤ کہا۔ تم
بارگاہ کا لیکر بڑھو ما بدولت بھی آتے ہین اور خیال رکھینگے اُسیوقت سمندر دریا بار
لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر طرف سرحد کوکب کے چلا افراسیاب نے بھی کوچ
نامے کا راہ مین قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ نرگس کہتے ہین ملکہ شہلاے خوش چشم وہان کی
و ناظم خراج گزار شہنشاہ کوکب اپنے قلعے مین بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی اے
لم آپ نے سُنا افراسیاب نے طرف قصر جمشیدی کے قصد کیا ہی اٹالہ بارگاہ کا
وے سمندر دریا بار سات لاکھ ساحرون سے قریب آپ کی سرحد کے آگیا کل اسی
ر مقام ہوگا یہ سُنکر شہلا گھبرا گئی اپنی سپہ سالار کو بُلایا ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر
ائی شہلا نے کہا کچھ تمنے سُنا افراسیاب طرف قصر جمشیدی کے جاتا ہی کل ہمارے قلعے پر
ہوگا انشاءاللہ لڑینگے مرینگے اپنی سرحد سے بچانے دینگے عرضی بخدمت شہنشاہ

سب اہل محفل رطب اللسانی سے تعریف کرتے تھے یہی ہر ایک کا قول تھا کہ صرصر و صبا رفتار
گانا بے نظیر ہے صحبت شہنشاہ مین اتفاق ہوتا ہے اب صرصر نے اُٹھکر شراب لی جام لبریز
سر پر رکھا سامنے شنکول کے لاکر سر جھکایا کہا ایسے قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
شنکول نے جام لیکر موتیونکا مالا گلے مین ڈالدیا صرصر نے چٹکی لی نگاہ مسکرا کہ دالی
تھا کہ اپنی خالہ کو پلاؤ صبا رفتار نے بھی جام سر پر رکھا سردارون کو شراب پلا —
تھوڑے ہی عرصے مین ساری بارگاہ کو شراب پلائی وہان بارہ لاکھ جادوگردن مین
ہے کوئی کوئین مین گرا کوئی آنکھونکا اندھا چشمے مین پھاندا کوئی دوڑ رہا ہے کوئی گاتا پھرتا
لڑائی ہو رہی ہے کہین اصلاح ہے کسیکے بیہوش ہونے مین فلاح ہے بارہ لاکھ جادوگر دل
ہنگامہ ہے بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین یہان بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے شنکول گھبرایا کہا ا
مین تجھسے بہت خوش ہون ذرا کنارے چلو کچھ باتین کرونگا رنڈی نے پٹے پکڑ
نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنی خالہ سے اشارے کرتا ہے شنکول نے چٹیا پکڑی دونون
بھڑتے بیہوش ہوے سردار ہان ہان کرکے اُٹھے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا وہین گرا
عرصے مین سب بیہوش ہوے اب تو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان	تراشندۂ ریش کفار
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو	دوندۂ جہانگرد طرار

جہانگیر عالم کا عیار ہون — برق نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

مرا نام ہے برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی ہڑی	ارسطوے ذی علم شاگرد
بزیر قدم شرق ہی غرب ہے	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے	خواجہ نے کہا بچہ اب

جاؤ تم جوان ہو برق نے کہا اُستاد مین کپڑے اُتار اُتار کر جمع کرون آپ اُٹھاتے
ایک خدمتگار ضرور ہو خواجہ نے کہا مین نہین خدمتگاری چاہتا مار کھاتا جاتا ہے مگر
رہا ہے چھلاّ چھپا دیا کسیکی انگوٹھی اُتار لی ہر چند خواجہ جستجو کرتے ہین مگر برق

فتار کرلو شکا نام ہمارا ہوگا صرصر نے کہا خیر ای شنکول اگر بُرّان و حنا کو نہ پایا تو ہمارے
لے بڑی بدنامی ہوگی شنکول نے کہا ہم تو گرفتار کردینگے یہ کتنی بڑی بات ہی ہم گئے پکڑ لاوینگے
ار کرلائے اب تو صرصر و صبار فتار نیخوانے مین آئین پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوئے
ی باقی نہ رہیگا جسکا جی چاہے شراب لیجائے شراب تقسیم ہونے لگی تپلے کھینچ کھینچکر لیے جاتے
نتر گلابیان اور بوتلین لیگئے بارہ لاکھ کے لشکر مین ہنگامہ ہوگیا کہ آج ہمارے شہنشاہ
کو شراب بانٹ رہے ہین افسر ہمارا قدردان ہی جب محفل مین روشنی ہوئی دیکھا کہ صرصر
بار فتار سو سو اسی گلابیان آراستہ کرکے کشتیون مین لگی ہوئین محفل مین لیکر آئین شنکول
پنی آشنا سے کہا دیکھو صاحب خدمت شہنشاہ مین رہتی ہین کیا جلسہ آراستہ کیا ہی اگر ایسی
دار نہوتین تو شہنشاہ اسقدر کیون آبرو کرتے وہ علاوہ تنخواہ کے ہزارہا روپے دیتے ہین
ن فوج آکر بارگاہ مین جمع ہوے سازندے بلائے گئے صرصر و صبار فتار نے بیٹھکر
سامنے محفل کے یہ اشعار بصد سوز و گداز شروع کیے

نظم

شتاب لکھتے ثنا سے رخ نگار قلم
دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم

ضرور اتنا تکلف ہی مشق نوخط کو
جو لوح نقرئی ہوئے تو زرنگار قلم

کہان تلک نہ لکھے حال شہسوارونکا
ہوا کے گھوڑے پہ کب تک ہے سوار قلم

جو یون لکھے گا مضامین شوق کے گستاخ
کریگا مجھکو بھی آخر گناہگار قلم

زیادہ تر ہو فروغ انجمن مین مردونکی
مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم

لکھا کرے مرادیوان کٹا کرین حاسد
ہی اسلیے دوزبان مثل ذوالفقار قلم

دکھائے لکھ کے مضامین وے رنگین کے
بنائے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم

کیا جو چاہے رقم حال خاکسارونکا
تو پہلے لیوے صلاح خط غبار قلم

مزہ ملے نہ اگر اسکو زخم کھانے مین
تو سر خوشی سے نہ کٹواے باربار قلم

رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی مین خراب
کرے ہمارے معانی کو بھی شکار قلم

دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر
کرے سیاہ جو لوح مزار قلم

لکھی ہی جب سے صفت اسکی تیغ کی ای رند
زیادہ ہوگیا خنجر سے آبدار قلم

واہی ہو تب شہنشاہ کو تسکین ہو بلکہ حیرت نے کئی روز سے خاصہ نہین نوش کیا ہم پر بڑی
ہے شنکول نے ہاتھ تھام کر کہا بی صرصر ہم دونون کو گرفتار کر دینگے صرصر نے ہاتھ جھٹکر
کہا مین بمیر و تونسے بات نہین کرتی اور اشارہ کرکے کہا تمھاری خالہ تو تمھارے ساتھ
ہم ٹھہر کے کیا کرینگے شنکول تو اس اشارے پر مرگیا سمجھا کہ یہ مجپر مرتی ہے کہا مین ہاتھ تو
رنڈی سے کہا صاحب یہ خوب گاتی ہین عمرو کو انھون نے جا بجا ذلیل کیا عمرو
عیاری کا جواب بی صرصر ہی دیتی ہین اتنو صرصر نے شنکول کو جھاڑ لیان بتا مین
ہنسین کبھی غصہ کیا کبھی کہا صاحب چھوڑ و دیکھو میرے ہاتھ مین نیل پڑ گیا مجھے کیا کوئی بیتھ
ہے گنوارون کیطرح ہاتھا پائی کرنے لگے مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتین صبا رفتار نے
اُستانی ایک چیز گاو صبا رفتار نے پایان کھینچا ٹھیکہ چھیڑنے لگی یہ غزل صرصر نے شنک
سے آنکھین ملا کر گانا شروع کی

نظم

نہ سرمہ دے صنم بے حجاب آنکھون مین — خدا کا نور ہے ان لاجواب آنکھون مین
دم آرہا ہے مثال حباب آنکھون مین — کیا ہے روح نے اب پا تراب آنکھون مین
نظر پڑا ہے ترا جبسے چہرۂ روشن — ہوا ہے ذرّے سے کم آفتاب آنکھون مین
ہماری چشم سے کیا ابر تر مقابل ہو — ہر ایک پردہ ہے رشک سحاب آنکھون مین
جسے نہین ہے مروّت وہ آدمی ہی نہین — بشر کو چاہیے لازم حجاب آنکھون مین

وہ رنڈی بھی تعریفین کرنے لگی کہتی ہے بی صرصر تمھارا گانا تو سحر ہے خوش آواز بتانے مین
گداز صرصر نے سر جھکا کر کہا کہ بی بی مشہور ہے عمرو کا گانا پختہ سحر ہے علاوہ اسکے اسیطرح
ساقی گری کرتے ہین جام سر پر رکھین پانون سے ناچین ہاتھ سے تبلائین سر سے شراب
تب تمکو حیرت ہو کہ یہ کیا کمال کیا نگوڑا عمرو بھاگتا پھرتا ہے جب کچھ نہ بن پڑا تو اب ورے
نکالی ہین اُن عیاریون مین بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگے حضور شب کو جلسہ ہو سارے
افسر جمع ہون اسوقت کمال دیکھیے یہ آپ نے کیا ملاحظ فرمایا شنکول نے کہا ہم تو آپ
نہ جانے دینگے آج رات کو جلسہ آراستہ کرینگے سب سردارون کو بھی اشتیاق ہو
کہا کہ ہان حضور آج شبکو جلسہ ہو شنکول نے کہا اے صرصر مین تمھارے ساتھ چلونگا حنا د

ن صاحب یہ مقام معقول معلوم ہوتا ہی آج اسی مقام پر اُترو شنکول نے حکم دیا آج اسی صحرا مین
ن گئے ہم تو آج چلے آج ہی یہانتک آ گئے شہنشاہ کل صبح کو سوار ہونگے اس مقام پر
ے دن تشریف لا دینگے پہر دن رہے اُتر پڑے بارہ لاکھ ساحر ساتھ ہین صحرا آباد ہو گیا
ین آراستہ کٹورہ کھنکنے لگا دیہات سے دوکاندار دوڑے بیع و شری ہونے لگی ساحرون
چل پہل شنکول نے پردے اُٹھوا دیے رنڈی جو ملازم ہی پہلو مین بیٹھی ہی پردہ بارگاہ کا
ہوا ہی سیر صحرا ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی شنکول نے دیکھا صبا رفتار آتی ہی مگر اور طرف
ہی شنکول نے کہا ذرا صبا رفتار کو بلا لو ساحرون نے آواز دی صبا رفتار پلٹی آکر
ے شنکول کے پہونچی شنکول کو جُھک کر سلام کیا شنکول نے پوچھا ملکہ کہان جاتی نہین
رفتار نے کہا ہمکو حکم دیا ہی کہ بران کو گرفتار کر لاؤ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے شنکول
کہا بیٹھ جاؤ صبا رفتار نے کہا صاحب کیا بیٹھین پرائے گھر مین جانا اتنی بڑی ساحرہ
نہ ڈالنا نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے وہ لوگ عمرو کی تعلیم یافتہ ہین اگر پکڑے نہ گئے
ن گئی ہم کو کیا وہ لوگ زندہ چھوڑینگے شنکول نے کہا ہم ساتھ ہین پہلے تو ہمین سے
پڑیگا ہم سحر کر کے مُنھ پھیر لینگے تم گرفتار کر لینا صبا رفتار نے کہا اگر ایسا کیجیے تو بڑا
ن ہی ہم ٹھہر جاوینگے علاوہ اسکے اور دنیا کے امورات بھی درپیش ہین شہنشاہ ہم پر توجہ
ہین شنکول نے کہا ہم گرفتار کرا دینگے اپنا نام نہ لینگے پھر صبا رفتار نے کہا اُستانی بھی
ہونگی اُنکے واسطے حکم ہوا ہی کہ ملکہ حنا کو گرفتار کر و یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُڑی
صرصر شمشیر زن بانہائے عیاری سے آراستہ اُڑی ہوئی آتی ہی صبا رفتار نے
ہ اُستانی بھی جاتی ہین شنکول نے ساحرون کو اشارہ کیا صرصر جو آئی تنتی ہوئی
را اُبھارا پائچون مین گرہ دی ہوئی نیمچہ ہلالی زیب کمر بانہائے عیاری سے آراستہ
فتار کو دیکھکر کہا کیون بوا اپنا کام کر لائین صبا رفتار نے کہا میان شنکول نے
یا اسوجہ سے ٹھہرنا پڑا صرصر نے کہا صاحب ہم نہین ٹھہر سکتے وہانکا رنگ ڈھنگ
شست برخاست دیکھین بڑی سزا تجویز ہوئی ہی کو کب بڑا غضب کر گئے حیرت کو
راشہنشاہ کو بڑا خیال ہی شہنشاہ فرماتے ہین کہ بران و حنا گرفتار ہو کر آئین اُنکو سزا

فرد دین ہین حضور کسوقت کوچ کرینگے افراسیاب نے کہا کل صبح کو ہم بھی مع حیرت وا
ہونگے عرض کی کنیزونکا چلنا بھی ضرور ہی افراسیاب نے کہا ملکۂ عالم تشریف لیجائینگی تم او
بھی چلنا ضرور ہی عرض کی ہمکو ابھی حکم نہین ہو نجا افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین کہ
چالاک نے دست بستہ عرض کی کیا کسی خراج گذار پر لشکر کشی ہی افراسیاب نے کہا
طرف قصر جمشیدی کے جاوینگے کوکب کی معشوقہ دوختر کو اُسکی گرفتار کرکے لائینگے
بے ادبی کر گیا خاتون محل کو طمانچہ مارا چالاک بہت خوب کہکر پیچھے ہٹا کنیز کو تو گنار
ہوشیار کر دیا کپڑے اُسکے نہ اتارے تھے وہ حیران حیران بارگاہ مین آکر کھڑی ہوئی چا
طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بارگاہ مہرخ مین سب جمع ہین کوئی کہتا ہی افراسیاب کا
خراج گزار بگڑ گیا اُسپر لشکر کشی ہی کوئی کہتا ہی کہ شاید ساحران بنگالہ پھر آتے ہین کوئی کہتا
کانور و ویس والون پر لشکر کشی ہی کوئی کہتا ہی ہمپر تو نہین ہی بعض کہہ رہے ہین ہمکو دھوکا
رہا ہی شنکول خارکش ٹالہ بارگاہ کا لیکر نکل گیا نہین معلوم کسطرف گیا ہی کہ چالاک
پہونچا چالاک نے کیفیت بیان کی کہ کوکب روشنضمیر پر لشکر کشی ہی حیرت کو طمانچہ
پر یہ آفت برپا ہوئی دیکھیے کیا ہو مہرخ تخت سے اُٹھی مہرخ کے اُٹھتے ہی سب
کھڑے ہوگئے مہرخ نے کہا ہم برائے مدد کوکب جاوینگے کوکب نے ہر مقام
ہماری مدد کی بر آن نے وہ کار نمایان کیے کہ دریاے خون روان خشک کیا پل پر
توڑا ہم ایسے وقت مین برائے مدد کوکب نہ جائین خواجہ نے کہا آپ لوگ تامل کرین
کہ افراسیاب کا قصہ نہ رکیگا مگر کچھ تو سامان مین فرق آئیگا مین جاکر شنکول کو روکتا ہو
یہ کہکے خواجہ نے برق کو ساتھ لیا صورت بدل کے طرف لشکر شنکول کے روانہ ہوے
یہان شنکول بموجب حکم افراسیاب ٹالہ بارگاہ افراسیاب کا لیے ہوے رنڈی
ہی عیش کرتا ہوا تین منزل پر آکر اُترا صحراے معقول ملا جا بجا نخل کلان صحراے خارستا
اکثر چھوٹے چھوٹے درختون پر جانورونکا بسیرا لیتا چشمہ ہاے صاف اور پہاڑ جا بجا
گلدستون کے پہاڑ کو چہار طرف سے گھاس نے گھیر لیا ہی اسوجہ سے پہاڑ گلدستہ معلوم ہو
گُل خودرو اُگے ہوے صحرا نمونہ گلشن صحرا کو دیکھکر شنکول تخت سے کودا رنڈی بھی اُتر آئی

واسب نے دیکھا افراسیاب نے کچھ اشارہ کیا شنکول خارکش نے بارہ لاکھ کی فوج
ساتھ کی مع اثالۂ بارگاہ ایک طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے جانے کے افراسیاب خا
ب حیرت کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا حیرت جادو نے
دکیا ایک نازنین کمسن اس غزل کو بآواز بلند بصد سوز و گداز گانے لگی نظم

بام پر جب طالب دیدار جا پہونچے — بزم ضعف کا ہم رہگئے اغیار جا پہونچے
ملتا نہین مقتل مین کیسی سیر ہوتی ہے — طلب اُسنے کیا گر ایک کو دو چار جا پہونچے
بلبیں کیصورت فلک پر بھی جو چڑھ جائے — گرے جلکر ہماری آہ آتشبار جا پہونچے
ـے بقا ہوتی ہے ملا اکثر ضعیفون سے — بھلے چنگے بھٹکتے رہگئے بیمار جا پہونچے
کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سے — لب کوثر ترے سب طالب دیدار جا پہونچے
ملنا محال اور خانۂ زنجیر مین غل ہے — کمر تک اُس پری کے گیسوِ خمدار جا پہونچے
ے عین بیہوشی مین ٹکڑے شیشۂ و ساغر — خبر لے ساقیا گھر مین ترے میخوار جا پہونچے
ـب نا میسر ہے اب چمن مین پہونچے کیا بلبل — گل خورشید تک خار سر دیوار جا پہونچے
ہے اے قبول اب آفتاب حشر کا خو — ہم اُس دلبر کے زیر سایۂ دیوار جا پہونچے

ا تو محفل عیش آراستہ ہے اُدھر ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا ارے صاحبو یہ کیسی بیہوشی ہے کسیکو ہوش
آتا اتنا دریافت کرو کہ اثالہ بارگاہ افراسیاب کا کہان گیا شنکول روانہ ہو چکا یقین
ے افراسیاب بھی جاویگا ظاہرا ملکہ حیرت کا بھی قصد معلوم ہوتا ہے اتنا تو ظاہر ہے کہ یہ کیسبر
لشکر کشی ہے چالاک نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون افراسیاب کا خوف بھی ہے اگر دیکھ لیگا
تو لیگا دروازے پر آکر ٹھہرا کنیز و نکی آمد و رفت ہو رہی ہے کہ ایک کنیز اندر سے نکلی چالاک
ر بنا کھڑا تھا کنیز کو اشارے سے بلایا پہلے تو کنیز سے پوچھا کہ کہان لشکر کشی ہے اُس کنیز
نا ہمین نہین معلوم جہان مالک جائیگا وہان ہم بھی جاوینگے چالاک نے اُسکو بیہوش
سکی شکل بنکر اندر آیا افراسیاب کی آنکھ بچا کر پشت پر حیرت کے آ کھڑا ہوا جھاب
ے کے باتین کرتا جاتا ہے افراسیاب نشے مین بیٹھا ہے کہ چالاک نے افراسیاب کے
رحے پر ہاتھ رکھا افراسیاب کو آرام ملا جھک کر عرض کی اے شہنشاہ سب کنیزین ہمراہ کی

رنجش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز — ہین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز
گلچین تو کیا ہی پہونچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ — وہ شاخ تاکتا ہون پہ آشیان دراز
مخلوق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین — ظالم کی رسی کر تو نہ اے آسمان دراز
لازم ہی مذہ خضر سلامت پہونچکے دو — منزل ہی کل کی سنتے ہین اے کاروان راز
بلبل ہمارے سامنے خوش نغمگی نہ کر — بس بس زیادہ گوئی نہ کر او زبان دراز

یہ اشعار جو عندلیبان خوشنوا نے گائے صحرا سے ایک لشکر عظیم پیدا ہوا آواز آئی نہ
گرداب بادہ خوار سات لاکھ کا لشکر ہمراہ تین تین لاکھ ساحرون کا لشکر آکر اترا ایا
آراستہ ہوئین چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر گیا مہرخ و بہار کو تردد ہی کہ کہین
ہماری جانب توجہ ہو مگر سحر یہ پانچون ساحر جو سب کے افسر ہین بار سحر کو انکے کون روک سکے
سب کانپ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی شنکول خار کش اتارہ بار گا
افراسیاب کی لیے ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا اور نعرہ بھی اپنے نام
کہ منم شنکول خار کش کسکی مجال ہی کہ ہمارے شاہ سے مقابلہ کر سکے ہم سب کو حکم لشکر کا
جس ملک پر جا پڑین خاک تک وہان کی بہ باد فنا اڑا دین حیرت جادو دربارگاہ پہ
سرہا دا بریق قریب شنکول ٹہل رہے ہین اتارہ بارگاہ زر بفتی کا اژدران آتش فشان
لدا ہوا ہزارہا علم ہاے زرنگاری کا پھر ہرا کھلا ہوا معلوم ہوتا ہی تمام لشکر آمادہ صف آرا
جادو تخت پر ملکہ مہرخ نے ہرکارون کو حکم دیا اسے دریافت تو کرو کہ یہ لشکر کہان
قیامت برپا ہو جائیگی جدہر یہ لشکر رخ کریگا سوار مرکبون پر گھوڑے ہنہناتے پہر
پیدل ہر ایک مقام پر پرے جماے ہوے کہہ رہے ہین فوجون کے پرے الٹ
ہمارے بلوے سے فوجون کو شکست ہو گی دشمن کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسی فوج کی
سے نہ گذری تھی بہار و مخمور مہرخ سے بیان کر رہی ہین حقیقت یہ ہی کہ ان سے
کو ہم لوگون نے کبھی نہ دیکھا تھا انکو افراسیاب نے اب بلوایا ہی یہ سرزا جاکما
طلسم ہوشربا ہین شنکول خار کش ہمیشہ جنگل مین رہا کبھی آبادی مین آج تک
حکم نہین ہوا آج نہین معلوم کیا آفت ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر گرد ابر صفت

لین باندھکر لاؤنگا تمھارے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا سرپا وابریق کو اشارہ کیا کر لشکر
چلو تین طرف طلسم نور افشان کے جاؤنگا سرپا وابریق اسیطرف روانہ ہوے اب
سیاب نے پکار کر آواز دی ای سمندر دریا بار و ای موجۂ جان نثار و ای حباب
ار و ای ساحل بیکنار جلد حاضر ہو یہ جو افراسیاب نے نعرہ کیا ایک دریاے قہار
مار کر آیا تمام باغ سیب عالم آب ہوگیا افراسیاب نے کماپشتہ رنگین حصار
ضر ہونا یہ کہنا تھا کہ دریا غائب ہوا ملکہ حیرت سے حکم ہوا اپنے مقام پر چلو تیس لاکھ
رون کے افسر ونکو حکم دیا ہی سب آکر حاضر ہونگے حیرت جادو تخت پر سوار ہو کر مقابلہ
مہرخ مین آکر ہو پہنچی صرف ایک بارگاہ زربفتی استادہ تھی اُسمین حیرت داخل ہوئی اہل
م حیران تھے کہ حیرت مع چند مصاحبون کے آئی ہی خواجہ عمرو فرمارہے ہین کہ لشکر
وگا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برس کر نکل گیا دیکھا ایک ساحر تاج سر پر آٹھ لاکھ کا افسر
دم بسمندر دریا بار لشکر کو لیے ہوے پہونچا دوسرا ابر برسا موجہ جان نثار
ن لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ لاکھون
ں رو رہے ہین پھر ایک چشمہ ظاہر ہوا اُس چشمے مین ایک حباب ہوا کا جھونکا چلا حباب
سکی آنکھین جھپک گئین سب نے دیکھا حباب اشکبار پانچ لاکھ ساحرون سے پہونچا
سمندر دریا بار و موجۂ جان نثار و حباب اشکبار تینون تاجدار بیس لاکھ ساحر دیسے
تر پڑے مہرخ وغیرہ حیران ہین کہ کیا ہم پر سامان لشکر کشی ہی اسقدر لشکر کبھی نہ آیا تھا
مرتبہ کنارے سے کوہ کے ایک آواز ہیبت ناک آئی اور صدا بلند ہوئی منم ساحل بیکنار
فوج بیحد و بیحساب ایک تاجدار آگے آگے جسکا نام ساحل بیکنار ہی سلام کر کے حیرت
بھی ایک جانب اُترا بارگاہین خیمے اُستادہ ہوے ایک مرتبہ دریا کا غراٹا ہوا معلوم
تھا بند سمندر کاٹ دیا زمین سے دریا اُبلنے لگا گرداب چرخ مارتے ہوے ایک
ب بلند ہوا اُسنے پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین منم گرداب بادہ خوار یہ کہکے بھم
ہنگ دریا مین گرا گرتے ہی نہنگ کے دریا خشک ہونے لگا چند عندلیبان خوشنو
نے زمزمہ سرائی کی ان اشعار کو پڑھنے لگین نظم

یا قوت وزمرد حیرت کو لیکر بھاگین تمام لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی سبکو
تھوڑے ہی عرصے مین کوکب نے بارگاہین پھونکدین مہرخ و بہار بھی آپڑین خواجہ
خزانہ لوٹ لیا لوٹ مار کر فتح و فیروزی پلٹے بڑی فتح ہوئی کوکب کو خواجہ لیکر
مین آئے کہا ای کوکب بڑا کام کیا ایسے وقت پر پہونچے کہ سوفار نے خاتمہ ہی کر
کوکب نے کہا خواجہ مین قصر مرآت مین بیٹھا تھا اتفاق سے مرآت واقعہ بھی دیکھ
اسمین یہ حال آئینہ ہوا مجھکو تاب نہ باقی رہی مین نے چاہا تھا کہ آپ لوگون کو رہا کر کے
جاؤن سوفار کو تو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مجھکو رو کا آخر واصل جہنم ہوا کوکب خواجہ
ہوکر طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے یہان سردار نامی و ساحران گرامی مصروف عیش
ہوے لیکن افراسیاب خانہ خراب کو ماہیان زمرد پوش لیے ہوے باغ سیب مین آ
افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب نے کہا نانی اماں تمنے غضب کیا مجھکو ہوشیار کر دیا
حیرت جادو وہان تنہا ہی مین نے خود دیکھا تھا کہ وزیرزادیان اُسکو عالم غشی مین لیکر بھاگی
لشکر تباہ ہو جائیگا کوکب کو بڑا غصہ ہی سوفار ایسے ساحر کو مار ڈالا افراسیاب چاہتا
ہوشیر و وزیر روک رہے ہین کہ دیکھا میان مصور جورو کا ہاتھ تھامے ہوے زخمدار و
آکر پہونچے افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کیا ہوا مصور نے کہا نانا دادا کو ہارے
توجہ نہین ہی جو چاہتے ہین تقدیر کر بیٹھتے ہین یہ باتین افراسیاب کر رہا تھا کہ سرا
دیا قوت وزمرد حیرت کو لے کر پہونچے چار سحر سردار لپشت پر حیرت روتی
گال سوجا ہوا افراسیاب نے گھبرا کر کہا کیون صاحب خیر تو ہی حیرت نے افرا
کی پشت پر ایک دوہتھڑ مارا کہا او نامرد تیرے بدلے اگر کسی زنانے ہیجڑے کی مین
ہوتی تو بہت مناسب تھا کوکب نے مجھکو طمانچہ مارا سارے لشکر نے دیکھا تجھکو غیرت
مین اپنی جان دونگی یا اسی طرح بی حناے گلگون پوش کو جوتیان ماروںگی اور
کوکب دیکھین نہین تو مین سنکھیا کھا لونگی اسطرح جو حیرت نے فعل کیے افراسیا
گھبراگیا ہاتھ سے انگوٹھی حیرت نے اُتار دی کہا مین کھاے لیتی ہون افراسیاب
صاحب نہ گھبراؤ مین بر سر طلسم کوکب آج ہی لشکرکشی کرتا ہون قیامتین برپا کرونگا بی

سے آواز آئی نعرہ ہوا اسم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر پھر اسیطرح زمین پر دونون قائم ہوے
شیر بنے کبھی دو فیل مست بنے کبھی بجلیان چلین کبھی تلوارین چمکین دونون کے نعرون سے
ن کا زار کانپ رہا ہی سبکو یہی گمان ہی کہ آج دو مین سے ایک کا خاتمہ ہی دونون طرف گے
رجے ہوے دیکھ رہے ہین حیرت تخت پر سوار اپنے شوہر کی جنگ کا تماشہ دیکھ رہی ہی
ن تپ رہی ہی جو زسے اُڑ رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ساحر یکتا
کوکب زندہ نہ بچے آپ سحر کرین مین کمند کے حلقون مین گرفتار کرلون افراسیاب نے
اصرصر ایک نخل کی آڑ مین چھپی ہوئی کمند کے حلقے درست کررہی ہی اشارہ کیا کہ آپ بڑھکر
رین افراسیاب کو سحر کوکب سے کب مہلت ملتی ہر صرصر نے اشارہ جو کیا تیغہ برق تاب
تا ہوا کوکب پر جا پڑا ہر چند کوکب نے اپنے کو بچایا افراسیاب نے اس کن سے
مارا کہ سر کوکب کا زخمی ہوا افراسیاب نے سانچے مین تلوار کے لیا چاہتا کہ ہاتھ
ن کہ سر کوکب کا اڑ جاے کہ پشت پر سے صرصر نے آواز دی ہان شہنشاہ ہاتھ
جائے اب یہ ظالم نہ بچنے پائے افراسیاب بڑھا کہ ہاتھ مارون کچھ اسمائے سحر بھی پڑھے
، چاہتا ہی ہاتھ مارے صرصر تو قریب آہی چکی تھی کہ صرصر نقلی نے گلے مین افراسیاب کے
رہاے کمند ڈالدیے افراسیاب ارے کہکر پلٹا دونون ہاتھ سے دس حباب مارے
حباب افراسیاب نے دفع بھی کیے دو حباب ناک پر پڑے کہ بیہوشی دماغ مین پہونچی
اسیاب لڑکھڑاکر گرا جب افراسیاب بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	خدا شندہ رلیش کفار ہو لعا
لے کا مکار و غدار ہون	ہوا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
ذون صبا کے بھی مین ہوش کو	بناے مری گرد پاش کو	دو ندہ جہانگرد وطرارہون
لیر عالم کا عیار ہون		

پکار کر آواز دی ای شہنشاہ کوکب لینا اس بچیا کو جانے
ا کوکب بڑھا تھا کہ افراسیاب پر قبضہ کرے ان سر سے خون بہ رہا ہی جوش حرارت مین چلا تھا کہ زمین
ہوئی ماہیان زمرد پوش زمین سے نکلین ارے میرا بچہ کہکر کمر مین پنجہ دیا اسیطرح غرض مین
ن اب کوکب نے زخم سر باندھا فوج افراسیاب پر جا پڑا اسقدر گولے مارے کہ آخر

عندلیبان خوشنوا نے جو یہ اشعار گائے ہزارون جوان مبہوت ہو گئے گریبان پھاڑ ڈالے
اکثر ... پھرتے ہین کبھی منہ کے بل گرتے ہین حیرت نے جو تباہی لشکر کی دیکھی ہر چند کہ کو
نے کوئی سحر نہین کیا فقط اشارہ سے آور رہے ہین کبھی تلوار ہلا دی ہزار ہا کے سر اُڑ گئے اسطرح
سحر کر رہا ہی مگر لشکر مین تلاطم لشکر کے ہوش گم حیرت جیسی خود اسنے سحر کرنا شروع کیا کو کب
نے بہت ٹالا کئی مرتبہ آواز دی جاؤ حیرت پلٹ جاؤ مین تجہیز سحر کرتا حیرت نے نہ مانا
دو تین دو ور پتھر ایسے مارے کہ زمین کو جنبش ہوئی کوکب نے زمین پر ایک لات
کہ زمین تھرانے سے رکی حیرت نے اسپر بھی نہ مانا نیمچہ کھینچکر جا پڑی کئی ہاتھ تلوار
مارے کوکب کو روکتے روکتے جو غصہ آیا کلائی پر ہاتھ ڈالکے ایک طمانچہ مارا کہ حیرت
لڑکھڑا کر گری عارض پر عارضہ زمین پر اثر بان رگڑنے لگین اسوقت آسمان پر ستارا
دیکھا کہ افراسیاب کہتا ہوا خبردار اوکوکب کیا کرتا ہی اب میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا زمین پر آکے گرا زوجہ کو دیکھا کہ وزیر زادیان اُٹھا کر لیے جاتی ہین آنکھون سے
اندھیرا آ گیا کوکب افراسیاب سے تلوار چلنے لگی جھناجھن تلوار ونکا معلوم ہوتا ہی برقین
گئین جب افراسیاب نے ہاتھ مارا کوکب نے تلوار پر گاتھا مگر شعلہ ہاے آتش جو
کئی ہزار آدمی کے سر اُڑ گئے اپنے بیگانے شناخت نہین کوکب نے جو جم کر ہاتھ
افراسیاب نے بھی روکا مگر افراسیاب کے ملازمون کے بھی سر اُڑ گئے دو نو
کچھ سحر کیے غائب ہوے نیر اعظم نے حرارت دکھائی دھوپ کی تیزی نیر اعظم جیسے
ہوا زمین کی جانب آتا ہی دوسری جانب سے ایک عقرب پیدا ہوا نیش ہلاتا ہوا قریب
پہونچا نیر اعظم پر منہ رکھکر ڈنک مارا نیر اعظم فلک چہارم پر سیاہی آئی تابش مین شعاع کی
دوسرا جو ڈنک مارا نصف سیاہ ہوگیا تیسرے ڈنک مین تین حصے سیاہ ہو گیا چوتھے
سے شعاع چمک کر عقرب پر گری عقرب کا ڈنک آفتاب پر پڑا عین جھناہٹ کی آواز
نیر اعظم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوا بچھو کے بھی دو ٹکڑے ہوے جس مقام پر لاش عقرب گری
ہزار ہا جادو گر جلے جس مقام پر ٹکڑے نیر اعظم کے گرے لاکھون ساحر جلکر خاک ہو
... نہیب آئی ایک پہلو سے نعرہ مارا منم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو

اماں طلب کر رہے ہیں عجب لشکر کا حال ہی کوکب لو اب سوفار کی فکر ہی سوفار نے بھی
لب پر آگ برسائی کوکب اُس آگ کو کب مانتا ہی جب اشارہ کیا باران سحر برسا آگ کو
یا سوفار اپنے سحر کے جوش میں تلوار کھینچے ہوئے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے حیرت
بھی کر رہی ہی پکار لی ہی اے سوفار کیا کرتا ہی اپنی جان بچا اس ظالم سے مقابلہ نکر سوفار
اپنے سحر پر انتہا کا نازاں ہی تلوار نہیں روکتا کئی ہاتھ تلوار کے مارے کوکب نے روکے روکتے
ہی پہا یہ ونالدبا تلوار چھین لی سوفار پیٹنے لگا کوکب نے غصے میں گردن پر ہاتھ ڈالکے
اراکہ سر زمین سے ملا دیا کوہ سے پر لات کے مارا زمین پر گرا کوکب چھاتی پر سوار ہوا ایک
ان دونوں پیروں سے دبایا ایک کو ہاتھ میں تھام کر مثل کرپاس کے چیر کر پھینکدیا سوفار
مرتے ہی ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا زمین سے غبار اُڑ رہا
ہزار ہا درخت زمین پر گرے بنے کف افسوس ملتے تھے شاخیں دست حسرت ملتی تھیں
ے تک ہنگامہ برپا رہا آواز آئی کہ غضب مرا نام میں سوفار آتشبار بود حیرت نے جو مرنے
سوفار کی آواز سنی بیقرار ہو گئی کہا صاحبو یہ بڑا شخص مارا گیا شہنشاہ کو بڑا کو بڑا قلق ہوگا
ج تو گھیر کر کوکب کو بھی ایسی ذلت دو کہ پھر کبھی ایسا ارادہ نکرے کُل فوج نے کوکب پر
کیا کوکب جمکر لڑنے لگا ادھر مہرخ و بہار نے بلوہ کیا باغبان کا گنبد چلا ملکہ مخمور نے
تا یاقوت احمر کا پھینکا ملکہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا پھول برسے طائروں نے زبانیں
کھولیں زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگے

نظم

آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس یاد آیا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
تو بھی اے سرو رواں زلف کو لہرا کر	طرہ لٹکا کے گلستاں میں ہی شمشاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا	کرم پیر خرابات سبھی یاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے	چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع امید ہوئی رحم بھی آجانے کی	ذبح کرنے مجھے منھ پھیر کے جلاد آیا
ذبح مجھ سوختہ جان کو نہیں کر سکنے کا	آبرو کھونے کو ہی خنجر فولاد آیا
در گہ یار مرادوں کا محل ہی آتش	شاد واں سے ہی گیا جب کوئی ناشاد آیا

بارگاہ تھام کر جنبش دی بارگاہ لہرائی کوکب تو علحدہ ہوا بارگاہ لہرا کر گری حیرت و
تڑپ کر نکلے کئی ہزار آدمی بارگاہ مین دبے کوکب نے باہر نکلکر دیکھا تمام فوجون
و بہار و باغبان وغیرہ کو گھیرا ہی یہ ساحر لڑ رہے ہین حیرت دسو قار جو باہر نکلے کو
کو آواز دی ارے کوکب کو مارو کل فوج نے کوکب پہ بلوہ کیا کوکب نے سو
جانب توجہ کی بلوے مین فوج کے لڑتا ہوا جس غول مین آیا نیچہ ہلالی چمکا یا کئی ہزار
اُڑ گئے اس غول کو پامال کیا دوسرے غول پر جا گرا اس غول کو بھی جاکر تباہ کیا غول
ہٹاتا ہوا کوکب جاتا ہی اودھر سے مصور فوج کو لیے ہوے آتا ہی صورت نگار تم
ہسوار مصور آگے آگے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی کئی تصویرین جیب سے نکالین کوکب
مقراض سے سر کاٹے کوکب پر تاثیر نہ ہوئی انھین کی فوج کے سر کٹکے گرے جھلا
کھینچ ماری کوکب نے اشارہ کیا تلوار کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مانی بہزاد کے مرز
کئی ہزار کے سر اُڑ گئے معہ اصحابان مصور تو بھاگے سکتے ہوے کہ بے حرب بے زخمی
ہین کس سے مقابلہ کرین ہمارا سحر جواب دیتا ہی تخت پہ جو کوکب نے اشارہ کیا تخت
صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا صورت نگار تخت سے گری زود جو تخت
مرشد زادے بیقرار ہوگئے للکارا کہ او کوکب غضب کیا قدرت کی بہو کو تخت
اب کوکب نے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری مصور کا سر زخمی ہوا شانہ جھول پڑا
جورو کا ہاتھ پکڑا کہا صاحب بھاگ چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین فوج مین مہرخ و بہا
ہنگامہ ڈال دیا لاکھون جادوگر مارا گیا دریاے خون بہ رہا ہی کٹے ہوے سر تڑ
ہین ہاتھ جو کٹکر گرے ہین معلوم ہوتا ہی مچھلیان دریاے سحر مین شناوری کر رہی
کٹ کر گرے ہین ثابت ہوا کہ کچھوے اُچھل رہے ہین اسباب سحر جا بجا پڑا ہوا علم
سرنگون بارگاہین جل رہی ہین جادوگر بھاگے جاتے ہین فوج مین تہلکہ ہی سوفا
نے جو دیکھا فوج ابتر ہی علم سرنگون سارا لشکر بدحواس علم بر فوج عزم و الم ناشے
سر پیٹ رہے ہین ڈھول کا شکم خالی شکست کی بجالی باجون کی آواز مین بھید
دل مین چھید ہی قرنا کا دم بھولا بجانے والا راستہ بھولا علمون نے بال کھول دیے

ندہ بھی رہنے تو کیا ای بے نیاز عمرو کو بچالے تیرے نزدیک بہت آسان ہے ہم سب پر تیرا
ن، تو بیٹھے ہی جلّادون نے عمرو پر ہاتھ تلوار کا مارا ایک برق چمک کر گری کہ جلاد کے
ٹے ہوئے برق تڑپ تڑپ کے جو گرنے لگی سارے لشکر مین تاثیر ہو پہنچی کچھ خیمے
گرے کسیکا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکی کمر پر برق پڑی کہ برابر دو ٹکڑے ہوئے لشکر مین
ہوا سوفار نے بھی دیکھا کہ جلاد کا سر کٹا پڑا ہے اور برق تڑپتی پھرتی ہے کئی ہزار آدمیونکے
گئے ہین سوفار جھلاکر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ارے یہ کون بے ادب ہے
رگاہ شہنشاہی مین یہ حرکت کرتا ہے اپنے سحر پر بڑا ناز ہے اگر مرد ہے تو سامنے کیون نہین آتا
ت نے تو کانون پر ہاتھ رکھے کہا سامری و جمشید غیر کرین آج مجھکو طور بے طور معلوم
ہین کچھ سمجھ بھی گئی ہان سوفار نے کہا حضور ایسے شعبدے مین نے بہت دیکھے ہین کوئی
ہے مددگار ان مسلمانون مخفی ہو کر مجھکو شعبدے دکھاتا ہے مین ایسے شعبدے کب مانتا
یہین سے بیٹھے بیٹھے اگر سحر کرون ہزار کوس پر جا کر تاثیر ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا
کالا اب اُس برق سے چند پنجے سنہرے پیدا ہوئے وہ پنجے قیدیون کی دستگیری کرنے
ہنے زبانون سے سوزنین نکالین جسکی زبان سے سوزن نکلی وہ تڑپ کے اُٹھا سحر کرنے
ب کی زبان سے سوزن نکلی اُسنے دوسرے کو رہا کیا تھوڑے ہی عرصے مین سب سوار
وگئے صفین باندھکر سب کھڑے ہوئے جانسوز و سمرو تو کود کر بھاگے سوفار نے
ہ آہن نکالا تھا اُسپر سحر پڑھکر برق پر مارا برق پر جو گولہ پڑا ایک سناٹے کی آواز
برق کے دو ٹکڑے ہوئے سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و
ہوا پر قایم ہے ہاتھ ہلا رہا ہے اب کوکب تڑپ کر گرا جسکو طمانچہ مار دیا سر اُسکا اُڑ گیا
قبضہ مارا سر اُسکا پھٹ گیا حیرت نے بھی سحر کی بوچھار کر دی باغبان و بہار وغیرہ
بھرتے باہر نکلے کوکب نے دیکھا حیرت و سوفار نہین مانتے کوکب نے پکار کر
دی ای حیرت تو تو ہٹ جا مین تجھپر سحر کرنا نہین چاہتا حیرت نے جب جب نہ مانا اور
ب پر گئی سحر کامل کیے ایک خنجر شانے پر کوکب گرا کہ سناٹے کی آواز ہوئی اب تک
کب کو منظور تھا کہ قیدی چھوٹ گئے اب نکل چلو لیکن اس خنجر کے گرنے سے غصہ آیا ستون

سناٹا آگیا مگر کہہ نہین سکتی دل مین یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر عمرو مارا گیا تو چالاک
قلق ہوگا صرصر کا یہ حال ہی کہ اہتمام تو کرتی پھرتی ہی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
سنبھالتی جاتی ہی صبا رفتار سے کہتی جاتی ہی کیون ای صبا رفتار آج عیاری کا نا
ہی حقیقت مین عمرو ایسا عیار نگاہ سے نہ گذرا تھا لیکن اتنا سمجھ لو کہ ہمکو تمکو عیار
نچھوڑینگے مین صاف تمسے کہتی ہون آج تک مین نے کبھی عمرو کو منھ نہین لگایا
اپنے مقام پر کیا کیا بکتا رہا لیکن میرے بھی دلکو ملال ہی اُسنے بہت جانبازی کی
عجز و انکسار یاد آتے ہین آج کئی دن ہوے صحرا مین جو ملگیا تو اسقدر بلک بلک کے
چند اشعار مومن دہلوی کے اُسنے پڑھے کہ دل بیتاب ہوگیا نظم

نہ تن ہی کے تہے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین — ہی پاش پاش جگر دلکے ٹکڑے ٹکڑے ہین
جنون عشق پہ پر روے دلشکن ہی بلا — کہ روز طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
اُٹھا کے سوتے مین دے پٹکا رات سر شاید — کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
دراز دستی یہ کس بے ادب نے کی دم قتل — تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہان ہی چاک گریبان تو وان بھی چستی ہی — قبائے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی — طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
نہ کیونکہ رشک سے خون ہو گسیکا اسپر پہ — ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج — چمن مین قلب عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

ای صبا رفتار اسوقت اُسکی بیقراری آہ و زاری آنکھون کے سامنے پھر گئی مین
اُسکو منھ نہ لگایا اب زندہ نہ بچیگا سوفار بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے
صبا رفتار نے کہا حضور حقیقت مین خیال تو ان لوگون کا برسون رہے گا تھوڑے
مین افراسیاب کے ہم نبرد ہوگئے کیسے کیسے ساحر آئے ہاتھ سے ان عیارون کے ما
گئے وہ سب عیاریان پیش نظر ہین یہان جلاد کو جو سوفار نے ڈانٹا کہ جلد عمرو
کہ تلوار کھینچکر جلاد سر پر عمرو کے آیا چاہا کہ سر عمرو کا کاٹے اُسوقت مورخ دہار کی
ایک ایک کی اشک باری ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بعد اس ایسے ارسطو فطرت لقمان حکم

لبعارت آنکھونکی ندارد جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر جب
بنے یہ جواب دیا سب سردار پکار اٹھے زندگی مین حیرت کی اطاعت نکرینگے اب افراسیاب
ہ جدا ہوے نام پر اہل اسلام کے فدا ہوے کیا کہین اصل تو یہ ہی

نظم

ہے جانان کہ جان پر دانۂ شمع پر انوارش — زہے دلبر کہ ہر دلدار خواہشمند دیدارش
مناہی کہ شاہان جہان دربان دربارش — خداوندی کہ ہر میر ولایت بندۂ زارش
کشور ز سودای محبت گرم بازارش — بہر مجمع زلیخا وار صد یوسف خریدارش
ہے مہری کہ تابان پرتو حسنش زہی ذرہ — رہنے ماہی کہ از ہر داغ دل رخشندہ دیوارش
ہر اہل آگاہ گشت از راز توحیدش — نشد ہر صاحب ہوش و خرد واقف ز اسرارش

سوفار ہمارا ایسا پروردگار ہی زمین و آسمان کا مالک و مختار ہی اگر ہماری قضا نہین تو تیری
مجال ہی کہ قتل کر سکے اور اگر قضا آگئی تو کوئی بچا نہین سکتا پس ہم مذہب حقیقی کیون
ڑین اپنے معبود سے کیون منھ موڑین جان لینے کا تجھکو اختیار نہین وہ مالک بے نیاز
ب کارساز ہی اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی جب سردارون نے سوفار سے کلہ بکلہ
نگو کی ملکہ حیرت نے کہا ای سوفار سُنا تو نے یہ لوگ وہ بیحیا ہین کہ اگر انکے گلے پر
ر رکھدیا جاوے گا تو بھی یہی کہینگے تو انکو قتل کر مگر عیارون سے بہت بچنا بڑے
کے عیار ہین چالاک و برق و قران باقی ہین سوفار نے کہا مین آج ہی گرفتار
ونگا شام نہ ہونے دونگا سوفار نے جلادونکو حکم دیا سب سے پہلے باغبان کو قتل کرو
غبان نے بحسرت طرف خواجہ کے دیکھا ہر چند کہ خواجہ بہت رو رہے ہین مگر پکار کر آواز دی
بلا د صاحب بیداد ان سبکو مین راہ پر لایا مسلمان کیا افراسیاب کے باغی کہلائے
پہلے ہمکو قتل کر بعد اُسکے تجھے اختیار ہی ہمارے پروردگار سے وعدہ ہو چکا ہی جبتک
ین مرتبہ اُس بُری شی کو نہ مانگین گے تب تک ہمین موت نہ آئیگی ہم جانتے ہین تیری اجل
ب ہی تو بڑا بدنصیب ہی عمرو نے جو اسطرح گفتگو کی دربار مین ہلڑ ہوا کہ عمرو بڑا دیدہ دلیر
سوفار نے ایسا انتظام کیا برق و چالاک بارگاہ مین نہین آسکتے باہر تڑپ رہے
اندر نہین جا سکتے سوفار نے جھلا کر کہا عمرو کا سر کاٹ لو جلاد تیغ کھینچکر چلا حیرت کو

راہ مین قتل کرینگے تمکو جانے نہ دین گے عذر مچا وینگے مجھے اپنی جانکی پڑی ہو اسو ق
برق و چالاک کوشش کر رہے ہین کہ عیاری کرین یہ سنتے ہی سوفار اپنے ما
سے اٹھا پکار کر آواز دی ای طائران سامری چالاک برق کیا کر رہے ہین یہ کہنا تھا
نے زمزمہ سرائی شروع کی آٹھ سات طائر یہ اشعار پڑھنے لگے **نظم**

صورت کوئی بچ رہنے کی باقی نہین جاتی — وہ آگ لگی ہو کہ بجھائی نہین
اسواسطے کرتا ہو وہ ابرو کے اشارے — تلوار نزاکت سے اُٹھائی نہین
باقی اثر ضعف ہو یہ بعد فنا بھی — صرصر سے مری خاک اُڑائی نہین
زن ہجر کا جسطرح بڑھا دیتا ہو ضد سے — کیون چرخ شب وصل بڑھائی نہین
حالت مرے جلنے کی ہو روشن اُسے ای شمع — اتنی بھی زبان تجھسے ہلائی نہین
تدبیر ہر ایک چیز کی آسان ہو ای شرم — تقدیر جو بگڑی ہو بنائی نہین

ان طائرون نے پکار کر اس طور سے یہ اشعار پڑھے کچھ اشارے بھی کیے حیرت
پیچھے چالاک کنیز بنا کھڑا تھا سوفار نے پکار کر آواز دی اس کنیز کو پکڑ لو چالاک
چالاک نے ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین سوفار کو ایک لات ماردی سوفار
بھل گرا برق ایک طرف کھڑا تھا منھ سے سوفار کے نکل گیا یہ برق ہو برق
ایک خنجر مارا نعرہ کر کے بھاگا سوفار کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا ای سوفار دیکھ
سوفار نے کہا ای حضور مجھکو بھی اب ضد ہوئی عمرو جو سبکا اُستاد ہو اُسکو بھی پکڑ لیا
قتل کیا کل کا خاتمہ ہو ان لوگون کو سمجھا لون پکار کر آواز دی ای مہرخ و بہار وغیرہ
سبکو ہوش مین لاتا ہون راہ نیک بتاتا ہون بہتر اسی مین ہو بلکہ حیرت کے قدم
دو عمرو کو مین ضرور قتل کرونگا اسی کا سارا فساد ہو ارشاد فیض بنیاد مجھکو بخوبی یاد ہو
عمرو کوئی کچھ نہ کر سکے گا حمزہ کو وہین روک دیا جائیگا کوہ عقیق پر فاتحہ ہوگا
ساحرون کے ساتھ تو مین یون پیش آیا اُن غیر ساحرون کی کیا حقیقت ہو ایک سحر
خاتمہ ہو اب مہرخ کو بھی ہوش آیا چاہا اپنے مقام سے اُٹھون ہاتھ پانون مین طاقت
آنکھون مین بصارت نہین سر جھکا کر بیٹھی رہین مجبور و ناچار ہین اب کیا کر سکین زبان مین گو

گرفتاری نہوئی تھی جب سامنے حیرت کے سوفار پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور
مہرخ ہمارے لشکر کی بادشاہ ہین آسمان سطوت وشوکت کی ماہ ہین حقیقت مین انکا
نہین حیرت نے بھی تعریفین کین اپنی بارگاہ مین آیا دیکھا شکیل بعہدۂ نگہبانی بیٹھا ہو
قیدی حیران وپریشان کہ شکیل ہمارا نگہبان ہو خواجہ عمرو و جانسوز بھی قید ہین
فار مہرخ کو لیے ہوے پہونچا اتبو سبکے ہوش اُڑ گئے سوفار آکر بیٹھا پردہ بارگاہ کا اُٹھا
سرداران لشکر سب اندر آئے تیر دل دوز وکمان پُر سوز وسہام قد دراز وغیرہ یہ بڑے بڑے
سب آگے بیٹھے رطب اللسانی سے تعریفین اپنے افسر کی کر رہے ہین کہتے ہین کہ حضور
کیا کارنمایان کیا ہو دشمن کے ہاتھ سے لشکر کا خاتمہ کرایا سنیے آواز آتی ہو اہالی لشکر
م فریاد فریاد کر رہے ہین گروہ لشکر اسلام دریاے سحر جاری ہو ہوش وحواس اُڑے
ے ایک سے ایک کو دغمنی بھائی سے بھائی کو رہزنی اب اسوقت دعائین مانگ
ے ہین اپنے خدلے نادیدہ کو پکارتے ہین کسقدر بلبلاتے ہین سوفار نے کہا
ون کو بلاؤ اُسیوقت کئی سو جلاد حاضر ہوے برق وچالاک تڑپتے پھرتے ہین
ح عیاری کا نہین ملتا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی اسباب ترک ظاہر ہوا سب نے
ما آمد آمد ملکہ حیرت کی ہو وزیرزادیان بڑی بڑی شاہزادیان اہتمام سواری کرتی
ی پانچون عیار بچیان بھی ساتھ ہین شلنگین لگاتی ہوئی آکر پہونچین سوفار کو اطلاع
ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین سوفار باہر نکل آیا ہاتھ پکڑ کے ملکہ حیرت کو تخت سے
ایا استقبال کر کے لیچلا جب قریب قیدخانہ پہونچین دیکھا مہرخ وشکیل حفاظت
ہے ہین تعریفین سوفار کی ورد زبان ملکہ حیرت در بارگاہ پر پہونچین سوفار زرنگار
ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا اتنے عرصے مین دارین استادہ ہوگئین ملکہ حیرت نے
ن مین سوفار سے کہا اے سوفار تیرا کیا ارادہ ہو کہا حضور سبکو ابھی قتل کرتا ہون لشکر
ی قبضے مین کر لیا ایک اشارے مین سبکو دریا مین ڈبو دونگا حیرت نے کہا ابھی
بیار رہا ہین چالاک وبرق وضرغام وقران یہ چارون قیامت برپا کرینگے اُن
ن کو بھی گرفتار کر لو پھر اختیار ہو ورنہ ہمکو زندہ نچھوڑینگے تمھارا زندہ جانا مشکل ہوگا

اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے	اُس ہجرِ حُسن کے لیے رویا مین یان
دم جبتلک ہے دم مین سہونگا ترے ستم	دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان
ہمراہی اپنی تیزروی کرکے بڑھ گئے	ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان
افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین	الفت مین جسکی مٹگیا اپنا نشان

یہ اشعار عبرت آثار جو طائر نے پڑھے رنگ روے ملکہ مہرخ متغیر ہوا ہاتھ پانون مین
آیا قلب بھر آیا بے اختیار پکار اُٹھین ای سوفار آتشبار مین تجھسے مقابلہ نہین کرتی
تونے عمرو کو گرفتار کیا بیٹا بھی میرا پکڑا گیا مین تجھسے تکرار نہین کرتی جا پلٹ جا سو
نے کہا میرے ساتھ چلیے آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کا پلٹنا ضرور ہی مین اب آپ کو
جھوڑونگا آپ کو لے چلکے تخت پر بٹھاؤنگا سر ہر جگہ دون پھر کل لشکر کی خدمت
آج مین کیا یون پلٹ جاؤنگا یہ کہکے پھر ایک دستک دی مہرخ نے ایک گولہ ما
گولے کو اُسنے الٹا پلٹا یا وہ گولہ سر پر ملکہ مہرخ کے پھٹا اُسمین سے دھوان جو آ
مین ملکہ مہرخ کی لگا اب ہوش درست نہ رہے بیقرار ہوکر دوڑین جب قریب
کے پہونچین سوفار نے ہاتھ تھام لیا مُنہ پر ہاتھ پھیرا سب لشکر ملکہ مہرخ کا سا
کھڑا ہی سوفار نے پوچھا کیون ملکہ عالم یہ کسکا لشکر ہی مہرخ نے کہا مین نہین جا
سوفار نے ایک گولہ ہاتھ مین دیا کہا اس لشکر کے گرد دریاے سحر کر دیجیے کہ کو
نہ سکے یہ کہنا تھا کہ ملکہ مہرخ نے گولے جھولی سے نکالے چار گولے چار طرف پھینکے
دریاے سحر پیدا ہوا اُسنے سارے لشکر کو گھیر لیا بڑی بڑی مچھلیان نہنگان خون آ
مُنھ نکالے بیٹھے ہین جو ملازم اُسطرف سے نکلا نہنگ اُسکو کھا گیا دریا جوش مار رہا ہے
موجہاے آب بلند زور دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہے اب سوفار آتشبار نے ہاتھ پکڑ لیا
کہا تمھارا کیا کہنا کیا دریا دلی دکھائی آبروے سحر کی بڑھائی یہ سب معرکے ملکہ حیرت
کنارے سے اپنے لشکر کے دیکھ رہی ہین جب عمرو بھی گرفتار ہوا مہرخ پر یہ سانحہ
سارا لشکر بیچ مین دریاے سحر کے قایم ہوا اب سوفار آتشبار پلٹا ملکہ مہرخ کو
لے چلا ملکہ حیرت تعریفین کرتی ہے کہتی ہے دیکھو صاحبو سوفار نے آج کیا کیا سحر کیے

ئے فرمایا ہاے یہ سرداران نامی میرے گرفتار ہو گئے دوڑین چند قدم سو فار چلا تھا کہ
خ نے آواز دی او سوفار خطا کار کہان جاتا ہی ذرا ادھر منہ پھیر شکیل کو دیکھا چہرہ سرخ
ھ پانون مین رعشہ عمرو و جانسوز کو پکڑے ہوے ساتھ ساتھ چلا جاتا ہی مہرخ نے
لکارا سوفار پلٹ پڑا شکیل سے کہا تم جاؤ یہ دونون رہا نہ ہونے پائین جہان
ر و مخمور قید مین اُسی مقام پر چلکے بیٹھو سب کا تمکو نگہبان قرار دیا شکیل بے پروا
اکیکے بھاگا ہر چند مہرخ نے آواز دی او بدنصیب اپنے محسن کو لیے جاتا ہی ٹھہر جا
اجہ عمرو وہ شخص ہی کہ تجھکو ہزار مرتبہ قید سے چھڑایا شکیل نے پلٹ کر جواب بھی
اُسی طرح اڑا ہوا چلا گیا مہرخ نے کہا کیا غضب کا سحر ہی شکیل اپنے ہوش
نہین ہی جب تو خواجہ کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی مین سمجھاتی ہون نہین سنتا
باسعادتمند ایسا بیدرد ہو گیا شکیل تو نکل گیا جہان کہدیا تھا وہین جاکر بیٹھا سبکی
بانی کر رہا ہی خواجہ و جانسوز کو وہین قید کر دیا ایسا سحر کیا ہی کہ اپنے مقام سے
نہین سکتے یہان مہرخ و سوفار سے سحر چلنے لگے دو چار سحر چلے تھے کہ بموجب
دت قدیم سوفار نے آواز دی ای طائر سامری جلد آؤ مہرخ میری ہم نبرد مین ہی
بوا سنے آواز دی ایک طائر ہفت رنگ اُڑتا ہوا آیا شاخ نخل پہ آکر بیٹھا زمزمہ سرائی
کرکے یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

ے شرر فشان رہنے تاب و توان تلک — اورا جو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
واز ابنی آگے تو تھی لامکان تلک — دشوار اُڑکے جانا ہی اب آشیان تلک
سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ — سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک
ب رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ — بلبل کی زندگی ہی نہ کیونکر خزان تلک
شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہی آہ گرم — پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
شن داغ داغ ہی ہین سوز غم سے کیا — جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک
خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ — سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
گمان فرشتون کو تیر شہاب کا — نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

مارے سوفار نے انکو رد کردیا تحر اصلی کی ابھی نوبت نہین آئی دفع کررہا ہی حسب گفتگ
شکیل نے مارے ایک گولہ پھٹا اُس سے برق نکلی سرپر سوفار کے پڑی اوچھا سا زخم
زخم کہاتے ہی لہرایا مثل دیوانون کے کلام کرنے لگا پکارکر آواز دی ای طائر سامری
اس مقام پر نہین آسکتے اپنے کو جلد پہونچاؤ شکیل مجھسے مقابلہ کر رہا ہی یہ جواسنے پکار
ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا شاخ نخل پر آکے بیٹھا مثل انسانون کے پکارا ای شکیل
بے عدیل ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ہی شکیل نے سر اُٹھایا طائر نے زمزمہ سرائی کرکے
غزل عاشقانہ سُنائی

نظم

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
یہان بھی آیئے اک رات کو کرم کیجیے
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین
نقاب اُٹھایئے اب تو حجاب کیجیے دور
سُنا ہی جبسے تری ذات ہی کریم و رحیم
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تونے بعد کلیم
فراق یار شکر لب نے زیست کردی تلخ
رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائین
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین
قرار اسکو نہین اکدم کسی جا پر
عیان تھے رند کی نظر و نکے پاس تا دم مرگ

کہان تلک تری الفت کرین نہان
تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان
پھرے تلاش مین تیری کہان کہان
جمال پاک کی ہین چشم مردمان
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان
ترس گئے تری صورت کو جا نجان
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان
لگائین آنکھوسے وہ سنگ آستان
تفنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان
خدا اُٹھائے جہان سے نہ ای بتان

یہ اشعار عبرت آثار جو شکیل نے سُنے مبہوت ہو گیا ہاتھ باندھکر سوفار کے
آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی کہا عمرو و جانسوز کو اُٹھائے میرے ساتھ چل شکیل
باہر تھا عمرو و جانسوز کو اُٹھا لیا ساتھ ساتھ سوفار کے چلا ساحرون نے
یہ خبر ملکہ حیرت فرخ کو سُنائی کہا آپ نے سُنا سوفار عمرو و جانسوز و شکیل
جاتا ہی حیرت فرخ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا دنگل کر سیان خالی پائین کلیجا پھٹ گیا ایک

ہی یہ وقت کیون بولے میری کار بندی تمھاری رائے پر ہی بس طائر نے اختیار پکار اُٹھا
شہنشاہ ساحران یہ جو شخص آیا ہی اُسنے جانسوز کو بھی رہا کرا دیا اب رنگ جما رہا ہی
ب کی تقریب ہی یہ افراسیاب جادو نہین ہی ساربان زادہ عمرو عیار ہی یہان
و نے دیکھا کہ سوفار کچھ باتین کر رہا ہی کان لگا کر جو سنا ایک طائر میرا نام بتا رہا ہی
جہ گھبرا کر اُٹھے خیمے سے نکل کر بھاگے نگہبانون نے دیکھا حیران ہین کہ شہنشاہ
لیے کیون بھاگے جاتے ہین اتنا تو پکار کر پوچھا حضور خیر تو ہی عمرو نے پلٹ کر جواب
اُسی طرح بھاگے جاتے ہین خیمے کی آڑ پکڑ کے عمرو نے صورت بدلی ایک ساحر کی شکل
بھاگا سوفار پردے سے باہر آیا عمرو کو نہ پایا پلٹ کے طائرون کے سامنے آیا کہا یہ
عمرو کس صورت پر گیا ہی طائر نے کہا ایک بڈھے ساحر کی شکل پر جاتا ہی کنارے تک
اسلام کے پہونچا ہوگا سوفار پر پرواز پیدا کر کے چلا مخمور و بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا
مین اشارے ہونے لگے کہ خواجہ عمرو نے بڑا کمال کیا تھا مگر تقدیر نے ہماری نہ چاہا
ن خواجہ کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے ہین شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ طلایہ دیکر
ہی خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا شکیل ٹھہر گیا پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہی کہا ای
ل بڑی عیاری خالی گئی افراسیاب بنکر گیا مگر اُسنے پہچان لیا جانسوز نے جو خواجہ
واز سنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کیون حضور رنگ عیاری کا بگڑ گیا عمرو نے کہا ای فرزند
لھون نہین معلوم پردے مین جا کر کسنے اُس سے کہدیا کہ افراسیاب نہین عمرو عیار
ن یہ آواز سنکر بھاگا جانسوز نے کہا اُس پردے کے اندر کچھ سحر بنا کر رکھا ہی جب
ن سے باہر نکلتا ہی آگاہ ہو کے آتا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر آکر سوفار چمکا دیکھا
و جانسوز کھڑے باتین کر رہے ہین تڑپ کر جو گرا عمرو و جانسوز کو لے گیا نعرہ کیا منم
فار آتشبار دونون کو اُٹھا لیا شکیل نے جو دیکھا کہ خواجہ و جانسوز کو سوفار لیے
ہی نعرہ کر کے جا پڑا للکارا او سوفار یہ خطا کہ ہمارے سامنے سے خواجہ کو لیے
ہی یہ کہکے اُسنے گولہ مارا سوفار زمین پر آیا دونون کو ایک طرف ڈالدیا مگر سحر کردیا
زمین دونون کے پیر تھامے ہوئے ہی شکیل سے سحر چلنے لگا کئی گولے شکیل نے

لگا عرض کی ای شہنشاہ اسکی وجہ سے میرا بھائی مارا گیا مین نے قتل کرڈالا آپ کو کیونکر
ہوا کہا کتاب سامری دیکھ رہا تھا مین اُسیوقت پہونچا جب تو نے پیکان کو مارا آکر
لاشہ دیکھا یہ عیار تین روپیہ کے پیادے ہین انکا قتل کرنا شرم کی بات ہو چلکر بہا
باغبان کو قتل کرو یہ کہکر سوفار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اس مکار پر سے سحر اُتار اسکو ر
یا مین سحر اُتارون سوفار نے سحر اُتارا جانسوز سے افراسیاب نے کہا بھاگ جاؤ جا
تو اٹھکر بھاگا افراسیاب سوفار کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس بارگاہ مین لایا جہان
سردار قید ہین افراسیاب نے سوفار کو بیٹھایا کہا ای سوفار تو نے بڑا کام کیا با
و بہار کا اُس لشکر مین بڑا شہرہ تھا انکو بڑے لطف سے گرفتار کیا آج تمکو چند سحر ایسے
کرونگا کہ آج تک کبھی زبان سے نہین نکالے حیرت تک کو نہین بتائے ابھی
بڑے لوگون سے مقابلہ پڑیگا سوفار عرض کر رہا ہو حضور کی ذات سے بڑی بڑ
ہو لیکن مین حیران ہون کہ اسقدر حضور نے مسلمانون کو کیون سر چڑھایا جسدن مخمو
نکل گئی تھین اُسیدن مشکین باندھکر لاتے وہ سزاے معقول دیتے کہ دوسرے
نہ پڑتا میان باغبان قدرت کو بھی حوصلہ ہوا کہ سرکار سے جدا ہوے لشکر اسلا
جاکر عیش کرنے لگے اگر انکو اسقدر مغرور نہ کیا جاتا تو یہ حوصلہ کاہیکو ہوتا افرا
نے کہا اسکے چند باعث ہین لونڈیان غلام ہزارون روپیہ کھلاکر پرورش کیا اُ
قتل کرڈالتا ان باتون مین افراسیاب نے لگایا سوفار نے بھی عرض کی بہت
ارشاد ہوتا ہو اب مخمور و بہار حاضر ہین جو سرکار کے مزاج مین آئے اُس طر
آئین افراسیاب نے کہا اب مین انکو باغ سیب لیجاؤنگا لیجاکر سمجھاؤنگا اگر
کہنا نہ مانا تو بیشک قتل کرونگا اب میرے دل مین وہ محبت باقی نہین رہی یہ ک
شراب لاؤ سوفار اُٹھا کہا شہنشاہ شراب طلب فرماتے ہین ملازم سب باہر ہی
ہین کہ شہنشاہ سے اور ہمارے افسر سے باتین ہو رہی ہین سوفار نے دوڑ
میز پر سے چاہا کہ گلابی لیوے جس میز پر طائر بیٹھے ہین جیسے ہی اسنے گلابی اُٹھا
طائر نے چیچہ مارا سوفار کے کان کھڑے ہوے گھبراکر پوچھا ای طائر سامری د

تا قان بڑے آرام سے تجھکو رکھونگا ہزار ہا کنیزان چینی و رومی براے خدمتگزاری حاضر
کا تیرا جمال بے مثال دیکھکر دل کو حیرت ہی جملہ اعضا درست جانسوز کو اطمینان اہی
ہے مین ہون جب چاہونگا بیہوش کر لونگا ہنستا جاتا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی یکایک قبۂ
، ٹوٹا آواز آئی او ناعیار اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا منم سوفار آتشبار
وز نے چاہا اُٹھکر بھاگون سوفار نے سحر کیا جانسوز اُٹھتے اُٹھتے زمین پر گرا گرتے
، آواز دی ای صاحب مجھے بچانا یہ کون ظالم ہی یا میری جان کا ملک الموت ہی یہ جو بلک کر
وز نے کہا پیکان نے اُٹھتے ہی گولہ مارا اگر سوفار ساحر زبردست نہ ہوتا سینے کو توڑ کر
نا سوفار نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او احمق سمجھتا نہین منم سوفار آتشبار زمین نے تیری جان
تو اُلٹا مجھپر سحر کرتا ہی تیری قضا ہی آئی ہی تو مین مجبور ہون گولے پر جو ہاتھ مار دیا
پیکان کے شانے پر پڑا شانہ نشانہ ہوا پیکان تو نشے مین تھا بیہوشی اپنا کام کر چکی
ار کھینچکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مار اسوفار نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی غصے مین طمانچہ
اکہ پیکان تیر ملامت کا نشانہ ہوا مار کر اُسکو طرف جانسوز کے پلٹا کہا او ظالم
ز جہ سے میرا بھائی مارا گیا اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا
ز نے بلک کر دعا کی عرض کر رہا ہی ای کریم و رحیم ای سمیع و علیم تو مدد کر

نظم

ت مالک افلاک خالق الافلاک　　هرآنکه کرد عطا نور جان به تودۂ خاک
ت آنکه شرف داد خاک انسان را　　بعلم و عقل و قیاس و فراست و ادراک
دولت ز ساخت پایہ اش افزون　　سپرد گنج و زر و کرد صاحب افلاک
بکدرنه ز هر کدورت شست　　نمود خاک وجودش ز هر نجاست پاک
بندگی آموخت بندۂ خود را　　نهاد گردن عجزش بعاجزی برخاک
ت آنکه از قطره گهر کند پیدا　　ز ابر آب ببارد گل آرد از خاشاک

ر چاہتا تھا کہ جانسوز کا سر کاٹے کہ پہلوے خیمہ سے آواز آئی خبردار کیا کرتا ہی
اُسنے کیا کیا مین پہلے ہی دیکھ رہا تھا دیکھا افراسیاب جادو غصے مین آتا ہی جھپٹ کر
ار کو ایک لات ماری کہا او ناکار سوفار مُنہ کے بھل زمین پر گرا سوفار ہاتھ باندھنے

رکھے کہا تو صاحب اسکا شغل کرو نازنین نے گلابی اُٹھائی الٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی
بریز کرکے ہاتھ طرف پیکان کے بڑھایا مسکرا کر کہا پہلے بیراوارث پیے پیکان خو
ہوگیا جی مین کہتا ہو کہ معشوق خوش مزاج ہو جام شراب لیکر پی گیا اب ہنستا جاتا ہو باتی
ہو لیکن سوفار آتشبار نے سرداران اسلام کو اپنی ہی بارگاہ مین قید کیا ہو بیٹھا ہوا ہ
لشکر اسلام کی فکر کر رہا ہو ایک طرف ایک میز پر چند طائر رکھے ہین سوفار اُٹھا
قریب میز کے آیا بے اختیار پکار اُٹھا ای طائران سامری یہ تو آپ پر واضح ہوگا ک
مسلمانون کا دیکھا اُنھین نے سحر سے انکو گرفتار کیا اب عیارون کی فکر ہو جب عمرو
کرون تب جانون کہ مین نے کچھ کام کیا حیرت کی زبانی اسکی بڑی تعریفین سنتا ہو
سامنے تو ابھی تک نہین آیا ایک طائر نے سر ہلا کر کہا ای شہنشاہ ساحران ہم بحکم سامری
خدمت مین حاضر ہین اسرار نیک و بد کے ناظر ہین تمہارے سپہ سالار صاحب پیکان د
ایک عیار کو اپنے ساتھ لائے ہین شراب خواری آپس مین ہو رہی ہو اب وہ عیار انکا
چاہتا ہو آپ جا کر گرفتار کیجیے یہ سنتے ہی سوفار ہل کرتا ہوا چلا دربارگاہ پر نگہبا
حاضر ہین سب نے کہا حضور کہان جاتے ہین سوفار نے کہا مین برائے کار ضروری جا
یہ کہکے بڑھا یہان جانسوز نے اپنا رنگ جمایا ہو جام شراب پلا چکا ہو یہ اشعار عاش
سامنے پیکان کے گا رہا ہو

نظم

یاد پھر ہمکو تری زلف پریشان آئی ‫—‬ پھر ستانے کو ہمارے شب ہجران
بات کی اُسنے عجب ناز و ادا سے شب وصل ‫—‬ خواہش بوسہ مین ہونٹونپہ مری جان
تونے صیاد کہان لاکے کیا ہمکو اسیر ‫—‬ کہ قفس مین نہ کبھی بوے گلستان آ
آخر کار غم ہجر سے مرجاتے ہم ‫—‬ موت کیون کرنے کو بیفائدہ احسان
دم مردن بھی نہ آیا جو عیادت کو وہ شوخ ‫—‬ موت سر پر مرے انگشت بدندان آ
چشم عاشق سے چھپا لیتی ہو اُسکو تری زلف ‫—‬ یہ کہان سے ترے مکھڑے کی نگہبان
حق نے اورونکو عناصر سے بنایا مونس ‫—‬ اپنے حصے مین فقط آتش سوزان

پیکان جادو جھوم رہا ہو بیہوشی تاثیر کر چکی ہو دست بستہ عرض کر رہا ہو ای جان جہان ای آر

ے سے ہنسایا مسکرا کے کہا آپ کون صاحب ہین یہ کہکے جلدی چہرہ ڈھانپ لیا تیر مژگان
ن ابرو مین جو لیس تھے سینے پر پیکان کے پڑے تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرے پیشانی
ہین کہنا چاہیے آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سرمہ و دنبالہ دار
ون مین دبا ہوا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ بیمار کے ہاتھ مین عصا ہے قلیل سا چہرہ کھولا
ارض مہر مثال سے برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا اُف کہکر کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
یا بڑے میان صاحب کچھ آپنے جواب ندیا بڑے میان نے آنکھون مین آنسو بھر کے
نقلاب نے اس حال کو پہونچا اس نور نظر رشک قمر نا کتخدا کو لیکر نکلا ہون کسی رئیس
ن کے سپرد کرون کہ یہ تو آرام پائے غلے کا حال تو سنا ہوگا کہ گھر گھر اسی بات کا
ہے کہ گرانی نے غلے کی ہلاک کر ڈالا امان اسکی نہ مانتی تھی بہ منت و خوشامد لایا ہون چاہتا ہون
یسے جلیل کی خدمت مین رہے کہ یہ تو اپنی جان سے آرام کرے ہم پر جو گذرے گی وہ جھیلین گے
ع جان پر کھیلین گے پیکان نے کہا مجھے سرفراز فرمائیے جو حکم ہوگا وہ آنکھون سے
ونگا خواجہ نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اس لشکر مین خاص آپکو کیا عہدہ ہے
ن نے کہا سوفار آتشبار میرا عزیز دار ہے کل لشکر کا منتظم ہون خواجہ دجالسوز پیکان
تھ چلے جب یہ اپنی بارگاہ کے قریب آیا اسنے کہا آئیے خواجہ بلا تکلف داخل بارگاہ
ے پیکان مسند پر آکر بیٹھا خواجہ دجالسوز سرنگون پیکان کو کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا تھا
ن نظارہ بازی کرنا جانتا ہے کئی ہزار روپے منگا کر پیکان نے سامنے خواجہ کے رکھے
یہ تو سر دست حاضر ہے آپ کا یہ گھر ہے جب مزاج مین آئے تشریف لائیے خواجہ
منے پیکان کے رونے لگے کہا یہ کنیز خدمت مین حاضر رہیگی پیکان خود چاہتا ہے کہ بڑے
صاحب جلد رخصت ہون مین مطلب دلی حاصل کرون خواجہ تو رخصت ہوکر باہر
پیکان لگاوٹ کی باتین کرنے لگا کہا صاحب تمھارا گھر ہے برقعہ اُتار ڈالو اُسنے
جو اُتارا اب سراپا پر نگاہ پڑی آب رواں کا دوپٹہ سینے پہ نار پستان سنان دلدوز
فان بھاری پائجامہ شرمائے ہوئے سر کو جھکائے بیٹھی ہے جہان اسنے نگاہ ملائی کبھی
چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا پیکان مرا جاتا ہے دوڑ کر گلابی شراب کی لایا کباب بھی لاکر

کو مسلسل کیا اپنے لشکر مین بھیدیا جہان بہار و مخمور قید تھین اُسی مقام پر قید کیا سوفار نے میاز
کی جو سردار نکلا اُسکو دیوانہ کر کے سوفار نے گرفتار کیا دو پہر ڈھلتے ڈھلتے گیارہ
گرفتار کر لیے دھوپ کی شدت بہت تھی گھبرا کے طرف اپنے لشکر کے چلا پکار
آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان آج پھر معاف کرتا ہون سمجھ بوجھ کے چلے آؤ آگے
کرو ورنہ بہت خراب ہو گے ایک ایک پر آفت برپا کرونگا یہ کہکے گیا ملکہ مہرخ
لیکر بیٹھین بارگاہ مین آٹھین بڑے بڑے سردار گرفتار ہو گئے کوئی صلاح مشورہ بھی
نہین کہ عیار آ کر پہونچے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کہا خواجہ صاحب آپ نے سنا
کہ آنکھون سے بھی دیکھا ہو گا گیارہ سردار آج گرفتار ہو گئے خواجہ نے کہا نہ گ
مین جاتا ہون مین پڑتا ہی تو سبکو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکے خواجہ با نہا یے عیاری
آراستہ کر کے طرف لشکر کفار کے چلے لشکر مین سوفار کے آ کر دیکھا بارگاہ کلان
ہر دروازے پر نگہبان حاجب بیٹھے ہین خواجہ طرف اُس بارگاہ کے چلے اب
ہوئی کہ اپنے کو تا بہ سوفار پہونچاؤن یہ کھڑے سوچ رہے تھے کہ ایک ساحر
آ کر سلام کیا کہا کیون عمر نامدار کس فکر مین آپ کھڑے ہین عمرو نے کہا ای شخص کیا تجھکا
اعتقاد خداوند سامری و جمشید نہین ہی ساحر نے کہا مین اُنکے قربان ہو جاؤن کہ
مشکلین آسان کی ہین اب آپ جو فکر کر رہے ہین دیکھیے کیا ہوا اب جو عمرو نے
آنکھ ملائی جانسوز بن قران اپنے شاگرد کو پایا جانسوز بن قران نے کہا اُستاد
ایک تدبیر نکالی ہی مین ایک عورت کی شکل بنتا ہون آپ مجھکو سوفار کے ہاتھ بیچ
خواجہ نے قبول کیا جانسوز کو لیکر کنارے آئے جانسوز رنگ روغن عیاری کا
ایک نازنین حسین کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ نے ایک مرد ضعیف کی شکل بنائی جا
کو لباس فاخرہ پہنا کر پاس سوفار آتشبار کے لے چلے سپہ سالار اسکے لشکر کا یہ
ولد وزہ ہی لشکر کا انتظام کر چکا ہی کہ راہ مین اسنے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف ایک برق
ہاتھ پکڑے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلا آتا ہی پیکان نے بڑھکر پوچھا
میان صاحب کہان سے آپ آتے ہین جانسوز نے جو ایک سپہ سالار کو دیکھا گوشہ

ہین نسرین و گل و یاسمن ابتک
ہے امانت کی طرح مجھکو زمین سے نے
ن اُسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح
اک بھی برباد مری کوے صنم سے
ا ٹلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
دن جو نہین کرتے ہین مضمون دہن کو
ا دیکھی دیکھے ہین بہت کباب بھی لاکھون
پہ بھی الفت نہ گئی شعلۂ خون کی
ے مین لیا کرتا ہون اُس لب کے شب و روز
رند محبت ہے خط و خال بتان سے

محفوظ خزانے ہے بہار چمن اب تک
میلا نہین ہونے دیا تار کفن اب تک
دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن ابتک
ہے دلمین کدورت تری چرخ کہن اب تک
ہم ڈھونڈھتے ہی رہ گئے راہ وطن ابتک
سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک
جلتا ہے تپ غم سے ہمارا بدن ابتک
خون روتا ہے جسکے لیے لعل یمن ابتک
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

بان و قدرت نے جو یہ اشعار فرحت انگیز حیرت خیز سنے رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پانون رعشہ قلب کا بنا ہر چند باغبان اپنے کو سنبھالتا ہے سحر نہین یاد آتا ایک وحشت قلب پر طاری ہے آمد فوج آہ و زاری ہے سوفار نے اور چند دانے ماش کے پھینکے کر ہاے آتش بھڑکے باغبان کانپتا ہوا طرف سوفار کے چلا لشکر مہرخ مین ہلڑ ہوا کہ بان پر سحر سوفار کا غالب آیا اب باغبان ہوش مین نہین ہے گلچین نے جو یہ شوہر کا دیکھا کہ سوفار کی طرف جاتا ہے دوڑ پڑی آواز دی صاحب اسقدر نہ گھبراؤ اپنے کے شعبدے سے بچاؤ باغبان نے گلچین کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا گلچین قریب بان کے پہونچی شوہر کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب کہان جاتے ہو دشمن کے قریب و سوفار نے جو دیکھا گلچین باغبان کو سمجھاتی ہے ایسا نہو پلٹ پڑے ابر آتش فشان ارہ کیا آگ کا ابر تھا لیکن اُس سے پھول برسے گلچین پر گرے گلچین نے خود بان سے کہا چلکر سوفار کی اطاعت کرو دونون زن و شوہر مبہوت ہوکر سامنے سوفار ہو پہنچے کہا کیا حکم ہوتا ہے سوفار نے کہا اپنی زبان مین سوزن دو اسنے پاس سوزن نکالی زن و شوہر نے اپنی زبان مین سوزن دی سوفار نے دونون

بلبلون کو رشک ہوگا کہ یہ گل باغ خوبی پہلو مین اس عاشق صادق کے بیٹھی ہی اسوقت
آپ میرے پاس نہ آئین مصور کب مانتے ہین جھپٹ کر چاہا اُسکا ہاتھ تھام لون سوفار
پلٹکے مصور کو ایک طمانچہ مارا تڑاسے کی آواز آئی سبنے سُنا آنکھون سے بھی دیکھا کہ میاں مو
کے طمانچہ پڑا سوفار طمانچہ مار کر پھر اُسی باغ کے اندر چلا مصور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا پا
لپک کر ہاتھ مارون یہ جو سوفار نے دیکھا اسنے بھی تلوار کھینچی جبتک مصور سنبھلین اُ
ہاتھ تلوار کا مارہی دیا مصور کا سر زخمی ہوا اب تو مرشدزادے بھاگے سر سے خون ا
پکارتے ہوے آئے کہا ای ملکۂ عالم میرے روکے سے سوفار نہین رُکتا ملکہ حیرت
نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا مگر آپنے نہ مانا لیکن مصور کو جو سوفار نے زخمی کیا وہ نازنین
کرتی تھی کہ کیا ضرورت ہی مگر سوفار نے نہ مانا جب سر مصور کا زخمی ہوا خون کی چھینٹے
پر سوفار کے پڑین ساحران لشکر حیرت ہنس رہے ہین سوفار پر آوازے کس
ہین باغبان بھی تسکین دے رہا تھا ادھا ہاتھ رُکا تھا ادھر خون کی چھینٹون نے کچھ
کو درست کیا باغبان کے قیاس مین آیا کہ سحر پورا ہوگیا اب یہ باغ مین جاکر دام
مین پھنسے گا مثل بوے گل اسی باغ نکہت مین بسے گا پلٹ کر مہرُخ سے آواز دی
نے ملاحظہ کیا اب جو سوفار سمجھا کہ سب مجھکو ہنس رہے ہین اور نازنین کے دامن پر جو
کی چھینٹین پڑین پایا تو وہ رعنائی زیبائی نہ تھی سوفار نے پلٹ کر دیکھا کہ کالی زنگس -
کہ رہی ہی صاحب باغ مین چلو رنگ عیش وطرف جائین کچھ تم گاؤ کچھ ہم گائین سوفا
جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر زنگس کا اُڑ گیا باغ کی دیوار پر گولہ مارا کہ دیوار باغ گری باغ
جو باغبان نے پلٹ کر دیکھا رنگ سحر مٹا سوفار غصے مین پلٹا پکار کر آواز دی او با
تونے میرے ساتھ یہ شعبدہ کیا اب کہان جائے گا یہ کہکے دامن ہلاتا ہوا بڑھا دامن
شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین دریاے آتش نے بھی جوش مارا باغبان نے گیند پھو
مارا جیسے ہی قریب سوفار کے گیند پھولونکا پہونچا سوفار نے برق چمکائی گیند کٹ
مینھ برسنے لگا بلبلین چہکنے لگین اور یہ صدائین دیتی ہین ای باغبان قدرت فنا
جانب متوجہ ہو کر دیکھو نظم

ن کسی پہ نکر جو ہر حسرا ربت کو — برنگِ سنگ چھپائے رکھا اپنے تنین آگ
، دھوپ مین میری لحد جلانے کو — الٰہی ڈالیو تو قبر گورکن مین آگ
گرم سیر ہون غربت کے دشت مین شب ون — لگاؤن تن نکے کیا دوستو وطن مین آگ
دل توڑنے جاون کبھی ہین سوختہ بخت — لگے چتا کے مانند نسترن مین آگ
گرم مرا سُنکے یار بولا رندہ — مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

ان سوفار دیوانے ہوگئے روتے پھرتے ہین لیکن سوفار نے جو یہ رنگ اپنے لشکر کا
طرف اُس نازنین کے پاتا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان
ے پاس آؤ وہ نازنین مسکراتی ہوئی قریب سوفار کے آئی سوفار نے بہ محبت ہاتھ
م لیا باتین کرنے لگا اُسنے سر جھکا کر کہا صاحب تم کیون مجھسے گرم سخن ہو تھوڑی دیر
بعد غصّہ ہوگا غصّہ مجھسے نہ اُٹھیگا مین اِن باتون کی عادی نہین ہاتھ باندھکے سوفار نے
ی جان جہان مجھسے کبھی خلاف کوئی امر سرزد نہوگا یہ محبت ہمیشہ رہیگی اُس نازنین نے
بکا کر کہا ایسے مقام پہ تمسے ملاقات ہوئی کہ دل کھولکر بات نہین کرسکتے کسی گوشۂ
ی مین چلو تو اچھی طرح باتین کرین باغبان نے دستک دی سوفار نے اُٹھا کر دیکھا
باغ مختصر ظاہر ہوا سوفار ہاتھ تھامے ہوے اُس باغ کی جانب چلا حیرت نے گھبرا کر
ی یاقوت وزمرد غضب ہوا باغبان کے سحر مین سوفار پھنسا باغمین جاکر یہ نازنین
لائیگی دام زلف مین پھنسائیگی یاقوت وزمرد نے عرض کی مناسب ہو تو حضور روکین
ملکہ نے کہا کیون کچھ بن نہین پڑتا مصوّر نے کہا مین جاکے روکتا ہون چند قدم در باغ باقی
سوفار بہ محبت اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے چاہتا ہی کہ اندر باغ کے جاؤن کہ
ّور نے آواز دی ای سوفار ٹھہر جاؤ مین تمسے کچھ کہنا ہی سوفار نے پلٹ کر دیکھا
کر جا بدیا مرشد زادے نے بھلا یہ کون سا وقت ہی مین کار ضروری مین ہون آپ سیر وشکار
نے والے نیرو ساحری ہین مین اسوقت اور عالم مین ہون مصوّر نے کہا مین چاہتا ہون
کو روکون رنگ باغ دگرگون ہی وہان جانا بہتر نہین سوفار نے کہا کہ باغ مین کیا
ئی ہی معشوق پریچہرہ کا ساتھ ہاتھ مین ہاتھ وہان تنہائی مین بیٹھکر باتین کرینگے

لب معشوق ہو یہ جو باغبان نے اواز دی جھونکا ہوا سے سرد کا چلا گوشۂ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوئی سب نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر رشک قمر سانولی رنگت
جسکی شان مین شاعر کہتا ہے شعر سبز رنگے بہ خط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود
شدم ۔ بوٹا سا قد ابرو کو ہلال کیونکر کہون ہلال مین یہ دم خم کہان کلیجے کا کاٹنا اسی خنجر کا
ہے خنجر ابرو اسکا نام ہے عارض کو پھول سے کیونکر مثال دون پھولون مین یہ رنگت
یہ شوخی یہ آبداری کہان گلوے نازنین سینے پر ابھار اُبھتے ہوے جوبن کی بہار خرامان
خرامان آتی ہے یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی عاشقونکے دل کو لبھاتی ہوئی

نالے کرینگی جو بندے کو اجازت ہوگی ۔ حشر ہو جائیگا اے جان قیامت ہوگی
اے صنم وصل ترا مجھکو میسر ہوگا ۔ کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا ۔ کیا سمجھتے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہے شب وصل مین گھڑیال کا بجنا پر جوش ۔ صبح ہو جائیگی تو کیا مری نوبت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین ۔ ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
مجھسے ایک روز سلم سے بگڑ جائیگی ۔ بحث اے طفل دبستان تری بابت ہوگی
خون عاشق کی گواہی کیلیے محشر مین ۔ تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دے ۔ اے صبا دیکھ امانت مین خیانت ہوگی

اس معشوق پریچہرہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سننے والے مبہوت ہو گئے لب
باغبان دستکین دے رہا ہے جو جو دستک دیتا ہے سوز و گداز گانے مین نازنین
بڑھتا جاتا ہے کئی سو ملازم سمو قار نگے اسقدر مبہوت ہوے کہ تلوارین کھینچکر اپنے ا
گلے کاٹنے لگے بعض نے سر زمین پر دے مارے بعضون نے گریبان چاک کیے
بیقرار ہو کر پکارتے تھے

نظم

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ ۔ دہن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ
عیان ہے ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار ۔ لگی ہے سنبل تر کی شکن شکن مین آگ
وہ شب کو آئے جو میرا مین مین یہ گھبرایا ۔ جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

رتی ہو آج بھی دیکھیگی ہرچند مہرخ نے منع کیا نافرمان نے نہ مانا کہا مین تکیہ پروردگار پر اپنے
تی ہون ہر بلاے مقابلہ ضرور رہا یعنی ناچار ملکہ مہرخ نے اجازت دی ملکہ نافرمان بھی
سحر کرتی ہوئی مقابلے مین سوفار کے پہونچی سوفار نے کہا بی نافرمان تمکو بھی ہمارے
مقابلے کا حوصلہ ہوا تمکو کچھ اپنی جان کا خوف نہ آیا ملکہ نافرمان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے
میدان کارزار ہے زبان تیغ سے کلام کیا جاتا ہے کچھ اپنا شعبدہ سحر دکھلا یہ سنکر سوفار بہت
ہنسا صرف ہاتھ ہلا دیا گئی شعلہ آتش بھڑک کر نافرمان پر گرے نافرمان تو جھپک کر نکلی مگر
روس جل گیا نافرمان نے کارد کھینچ ماری کہ اسکا گنیڈا قتل کردن سوفار نے ہی
یشانی پر نشتر مارا قطرۂ خون ہتھیلی پر لیکر وہ سامنے کارد کے کیا کارد خون پر گری کہ زبان
ارد خون سے رنگین ہوئی وہ کارد پھر پلٹی طرف نافرمان کے چلی نافرمان نے ایک
ستک دی کارد نہ رکی آکے شانے پر پڑی کہ شانہ نافرمان کا نشانہ ہوا سوفار
قہقہہ مار کر ہنسا نافرمان نے اور چند گولے مارے سوفار پر تاثیر نہ ہوئی آخر مین جو گولہ
فرمان نے پھینکا سوفار نے دستک دی دامن ہلایا وہ گولہ الٹا پلٹا سر پر نافرمان کے
پھٹا گولے سے دھوان نکلا ملکہ نافرمان بیہوش ہوکر گری سوفار نے اٹھالیا لشکر اسلام
مین بکھرا ہوا سوفار نے آواز دی ہلال سحر افگن نے جاتے ہی ہلال زرین مارا سوفار
نے ہلال کو کاٹا ہلال سر پر آکے ہلال سحر افگن کے چمکا ضو سے اسکی ہلال سحر افگن
بیہوش ہوئی سوفار نے اسکو بھی اٹھالیا زبان مین سوزن دیدیکے الگ تخت پر
ڈالتا جاتا ہے دوپہر تک سات جادوگرنیان نکلین ساتون کو اسنے گرفتار کیا تخت پر ڈال لیا
دوپہر کو جو اسنے مبارز طلبی کی باغبان قدرت کو تاب نہ رہی گھوڑے کو بڑھا کر بدون
اجازت مہرخ جا پڑا آپس مین سحر چلنے لگے باغبان نے گیند مارا سوفار نے کاٹا گیند
سے پھول برسنے لگے سر پر سوفار کے نہ برسے باغبان کے سر پر آکر پھول برسنے لگے
باغبان نے دستک دی پھول جلکر خاک ہوے گولے ترنج نارنج کے چلنے لگے اب
باغبان نے دستک دیکر آواز دی اے گل اندام شعبدہ باز لینا سوفار کا کلیجہ مشتبک
ہے تیر مژگان کا توڑ دکھا مثل کمان خم ہوتا تیر تدبیر پیشانی پر پڑتے تو وہ قلب پر بھی

وہ بڑا ہوشیار ساحر ہے اب دیکھیے آج میدان کارزار مین کیا کرتا ہے لشکر اسلام
اُدھر ملکہ حیرت جادو تخت پر سوار یاقوت و زمرد دو وزیرزادیان پایہ
ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب مصور و صورت نگار سر گرمی دھوم سے آئی ہیر
لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچا کہ دیکھا طرف سحر بارگاہ سوفار آتشبار
آتش بھڑکے ایک دریای آتش جوش مارتا ہوا آتا ہے سوفار آتشبار کر گردن
سوار تمام جسم شعلہ آتش مین چھپا ہوا کل لشکر برابر آتش فشان چھایا ہوا بڑے زرد
میدان کارزار مین آکر پہونچا کہ ساحرون کے ہوش اوڑ گیے ہر ایک کا یہی قول
سوفار آتش بار سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا شعلۂ جوالہ بنکر آیا ہے ایک طرف
آتش جوش مار رہا ہے سب سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا للکار کر آواز دی ای فرقہ
مین تمکو بکر سمجھاتا ہون خدمت مین ملکہ حیرت کی چلے آؤ ورنہ آج ایک کو زن
تم سب شاہ کی لونڈیان ہو ورنہ سر کاٹ کے لیے جاتا اب مشکین باندھ کے لیجاؤ
سوارون اور پیادون نے جواب دیا او ناری کیا بیہودہ بکتا ہے دریای آتش
ہمکو ڈراتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ کہنا تھا کہ سوفار آتشبار نے کر گردن اپنا
ملکہ حیرت سے آکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے فرمایا اے سوفار شب کو تمنے
کیا برق و چالاک نے رات بھر چھالیا مگر تم خوب بچے اب بڑے ساحرون سے
سوفار نے کہا حضور ملاحظہ فرمائین کہ آج کیا ہوتا ہے یہ کہکر گنبدا اپنا بڑھ
کارزار مین آیا دریا سے آتش نے جوش مارا عیار لشکر اسلام سے نکل گئے خ
عمرو ایک پہاڑ پر جا کے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ سوفار آتشبار
آواز دی ہم سبکو خوب سمجھا چکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بذلت و رسو
باندھکر خدمت شہنشاہ مین لیجائینگے اسی خیر خواہی مین جاگیر و خلعت پا دینگے
سب دیکھ رہے ہین کہ لکا یک بیشتر و لشکر اسلام ملکہ نافرمان جادو طاؤس
کر سامنے ملکہ مہرخ کے آئین کہا حضور اجازت میدان ملے کہ اس زباندراز کو
ملکہ مہرخ نے فرمایا ای نافرمان کل تمنی مہار تجھو کا حال دیکھا عرض کی لونڈی ہر

وزان خبر سوزش دل دیتی ہے — تار برقی ہے سب اخبار پہونچ جاتے ہین
اے بادشہ حسن عطا ہو للّٰلہ — ہم گدا ہین ترے کوچے مین بھی آجاتے ہین
ن فکر سفر مین ہے فراغت مقصود — حکم نواب کا آنکھون سے بجالاتے ہین

ارہ آتشیار نے کہا میان سپاہی صاحب تمنے غزل تو خوب گائی کسی سے گانا سیکھا ہے
ہین حضور بچپن سے شوق تھا لڑکون مین اکثر گایا کرتے تھے ایک لڑکا ڈھاڑی کا بھی تھا
ا یا کرتا تھا اُسیکی کچھ چیزین یاد ہین اسوقت غلام نے تہی کچھ اشعار آپکے سامنے گادی
ا اور ون سی پھر پوچھئے آپ تے مین تو کوئی عیار نہین ہون سوفار نے کہا تم تو ابھی سے ہچ
ہ آئے ہو کہا حضور مین تو ڈرتا ہون غلام اسوقت ایک جام شراب پیئے گا معاف
ا یہ کہکے شراب اُنڈیلی چاہا کہ پیون منہ مین طمانچہ مارا کہا پہلے حضور نوش کرین بعد
پیئے گا اسطرح ہوقوت بنکر چالاک نے شراب پلائی سوفار نے بے اختیار جام شراب
جام لیکر جیسے چاہا پیون کلیجہ دھڑکا چالاک نے دیکھا جام تو اسنے خوشی خوشی لیا
م بخبر نہوا یہ سوچ کے اپنے مقام سے اُٹھا سوفار نے کہا کہ کہان جاتے ہو کہا
ر مین پھرا بدلا دون سوفار کا جو دل دھڑکا تھا اُسنے پکار کر کہا ای دایہ شراب
یا نہ پیون طائر کی آوازہ یہ آئی کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا یہ آواز سُنکر سوفار نے
زمین پر رکھدیا پکارا سپاہی صاحب پھرا بدلوا چکے چالاک پردے سے لپٹا دیکھ
ا گھبرایا ہوا باہر آیا نکل کے بھاگا سوفار دروازے پر آیا پوچھا وہ سپاہی کہان
پاہیون نے کہا وہ تو بازار گیا کہا ارے وہ عیار تھا مین ایسا ہوشیار نہوتا تو وہ
بیہوش کرلیتا مگر بار وہ ہوشیار رہنا رات بھر مین چالاک و برق نے کئی پھیر
لیکن سوفار کا شک بڑھتا گیا ہر مرتبہ طائر سے پکار کر پوچھا عیار کو چاہا
ر کرلون برق و چالاک جست وخیز کرکے بھاگ گئے گرفتار نہین ہوے چار پہر
آمد ورفت مین گذری صبح کو مجبور ناچار دونون پلٹے طبل جنگی تو بج ہی چکا ہے
یہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین دیکھا چالاک و برق آتے ہین خواجہ نے کہا کہو
کیا کیا برق نے تمام کیفیت بیان کی عمرو نے کہا ہم تو جانتے تھے کہ تم ہوشیار کردوگے

آواز دی کہ شراب نہ پیجیے گا شاگرد نہین ہے برق فرنگی عیار ہے سوفار غصے مین اور سہام جادو بھائی اسکا پوچھنے آیا ہے کہ طلاے کی گشت پر گئے ہزار ساحر ہونگے ہوا شاگرد ذلقی سے باتین کر رہا ہے سہام نے پوچھا ای شاگرد عیار ونکی بھائی بڑی فکر ہے تمنے کیا انتظام کیا برق کہ رہا ہے کہ مینے سخت انتظام کیا ہے کہ سوفار سے نکلا برق نے دیکھا اسکے تیور پر بل پڑے ہوے ہین برق گھبرایا کہا حضور شراب نہ پیین سوفار نے سہام سے کہا ارے اسکو پکڑ لے نکل کے نہ جانے پائے دیکھ پیچھے ہٹا جاتا ہے سہام نے چاہا پلٹ کر ہاتھ پکڑ لون برق نے خنجر مارا سہام کا نقصہ ناک اندھیرا ہوا سوفار لینا لینا کرتا ہوا رہگیا برق نکل گیا سوفار باہر آیا پہرے پر بیٹھے تھے سوفار نے جھلا کر کہا یارو برق نکل گیا تمنے نہ روکا چالاک کھڑا دست بستہ بڑھکر عرض کی حضور ایسی جلدی وہ نکل گیا ہمنے چاہا تھا کہ گرفتار کرین مگر وہ تڑپ کر نکل گیا اسطرح کی باتین کرتا ہوا سوفار کے ساتھ خیمہ مین آیا کہا حضور یہ تو بتایے کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار تھا سوفار نے کہا مین نے چند طائر بنا کے بٹھا دیے ہین ایک طائر نے مجھے بتا دیا یہی میرا سحر ہے چالاک نے کہا حضور تشریف اب ہمنے انتظام کر لیا یہ کہکے بیٹھ گیا کہا حضور دیکھیے چند شعر مین نے یاد کیے ہین گنگنایا سامنے یہ غزل گانے لگا

نظم

پاؤن تک زلف کو لٹکائے ہوے آئے ہین	آپ کیا آتے ہین اک ساتھ بلا لاتے ہین
ملک الموت کو ہمراہ لیے جاتے ہین	آج ہم کو جو قاتل کی خبر لاتے ہین
کل سے مقتل مین یہ سنتے ہین وہ آج آئینگے	ہوس قتل سے دل سینے مین گھبراتے ہین
خوب لوٹی ہے گلستان شہادت کی بہار	رد زن زخم سے ہم روز ہوا کھاتے ہین
غیب دان بنکے لیا بوسہ دہن کا اُنکے	یہ مثل سچ ہے کہ جو ڈھونڈھتے ہین پاتے ہین
بات کیا کیجیے منھ بند ہی رکھنا اچھا	بوسہ جب مانگیے ہونٹونکا وہ شرماتے ہین
نعش یہ جاے کے کاندھے پہ صدا دیتی ہے	مژدہ اے اہل فنا ڈاک مین ہم آتے ہین
آب بادام نسے ہرگز نہ لڑائین آنکھین	دیکھیے دیکھیے انداز حیا جاتے ہین

نا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہے سحر اپنا کیجیے کہ زمین اُسکے پانون تھام لے شب گرد نے کہا
برق نے کہا وہ سامنے دوکان پر کھڑا ہے مہاجن سے باتین کر رہا ہے شب گرد نے
سے ماش کے دلتے نکالے برق نے پیچھے سے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
کیا اُسکو ٹانگ پکڑ کے کنارے ڈالدیا آپ روغن عیاری لگا کر شب گرد کی
بنکر تیار ہوا اُسی کی شکل پر چلا راہ مین پیادے ملے پیادون نے پوچھا حضور مخبر نے
دی برق نے کہا میرے پاس سے الگ رہو مین نے عیارون کا پتہ لگایا ہے مین
کیا کرونگا یہ کہکے طرف بارگاہ سوفار کے چلا یہان کا ذکر سنیے کہ مہتر چالاک بن عمرو
ہوا قریب بارگاہ سوفار آتشبار کے پہونچا فکر مین تھا کہ کیونکر اندر جاؤن ایک سپاہی
در بارگاہ سے اُٹھا برلے رفع حاجت ایک گوشہ مین بیٹھا چالاک نے جا کر سپاہی کو بیہوش
کی شکل بنکر دروازے پر آکر چالاک بیٹھا فکر مین ہے کہ اندر کیونکر جاؤن کہ دیکھا شبگرد
آتا ہے سپاہیون نے کہا کوتوال صاحب آتے ہین چالاک نے برق کو
اور برق نے اور برق نے چالاک کو چالاک نے اشارہ کیا کہ ہمین بھی ساتھ
برق نے اشارے سے کہا کہ آپ نہین جا سکتے چالاک دروازے پر رہا برق اندر پہونچا
سوفار بیٹھا ہوا ہے برق نے جھک کر سلام کیا سوفار نے کہا کیون شبگرد خیر تو
شبگرد نے عرض کی حضور عیار داخل لشکر ہو چلے غلام نے پتہ لگایا ہے عیارون کو گرفتار
سوفار نے کہا اے شبگرد مین عیارون کے ڈر سے اکیلا چھپکر بیٹھا ہون عیار بڑے
روزگار ہین ساحرونکا مجھکو خوف نہین جو ساحر نکلے گا اُسی کے سحر سے اُسے گرفتار
شبگرد نے کہا حضور شراب نوش کرین اور غلام کے ساتھ ایک لمحہ بھر کے واسطے
تشریف لے چلین مین عیارون کو گرفتار کرا دون بلکہ گرفتار کر لونگا حضور کے
ف رکھنے سے قلب کو تقویت ہوگی سوفار نے کہا مین چلونگا برق نے جھپٹ کر
اُٹھائی دوسری جانب خیمے مین پردہ کھنچا ہے سوفار اُسطرف گیا میز پر کباب
بھی اُٹھانے لگا جواہر کے جانور بھی اُسی میز پر رکھے ہین ایک طائر نے منقار کھولی سوفار
اے طائر ساحری خیر تو ہے اُس طائر نے زمزمہ سرائی کی زمزمہ سرائی مین یہ

بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ملکہ حیرت نے تینون قیدیون کو طلب کیا لیکن سوفار زن
اور یہ دعوی کیا ہے کہ کل سبکو گرفتار کرا دونگا ایک نامی سردار باقی نہ رکھونگا لشکر
خاتمہ کر دونگا طبل جنگی بجوانے کا حکم دے چکا یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہو
آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی آج دن سے اُسنے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ
معرکہ آرا ے نبرد ہو ملکہ مہرخ نے کہا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی اور بہ
ربّانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل اور کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین لکھا ہو و
آتی ہے اُسی وقت لشکر اسلام مین صداے طبل جنگی بلند ہوئی سب لشکر والون کو معلوم
کہ طبل جنگی بج گیا جانبین مین تیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام پر سے تڑپ کر اُٹھا خو
کہا دیکھیے مہتر والا گہر عیاری کیواسطے جاتے ہین عیاری تو کیا کرینگے ہوشیار گرد دینگے برق
نے کچھ پلٹ کے جواب ندیا چُپکا نکل کر بھاگا لشکر کفار مین آیا بصورت مبدل پھرنے لگا
کہ خواجہ عمرو چالاک و جانسوز و ضرغام بھی چلے مگر برق پھرتے
قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچا دیکھا شبگرد جادو کوتوال لشکر کا چبوترے پر
انتظام کر رہا ہے برق کچھ سوچکر کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا طرف چبوترے کے چلا چبوترے پر چڑھ آیا شبگرد نے
کون ہے کہا حضور کا مخبر ہون چور گرہ کاٹ کی خبر لگائے رکھتا ہون عیار لشکر اسلام
مین سرکار کے آیا ہوا ہے گرہ کاٹ بھی ہے کئی کی گرہ کاٹ چکا ہے حضور کو کچھ سحر بھی آتا
حضور میرے ہمراہ چلیں مین گرفتار کرا دون شبگرد نے پوچھا تونے صورت دیکھی کہا حضو
گورا تھا اب اُسنے کالی صورت بنائی ہے شبگرد اُٹھ کھڑا ہوا کہا مین گرفتار کر لونگا بر
کہا اکیلے چلیے شب گرد نے کہا مین تنہا کافی ہون ایک سحر مین گرفتار کر لونگا مجھے بھی
انعام و اکرام ملیگا کہا حضور مجھکو بھول گیے مین نے تو کئی چور گرفتار کرائے مال بتلایا
مین غلام کا انعام مقرر کر دیجیے شب گرد نے کہا ہزار روپیہ دلاؤنگا برق
شبگرد کو لگا کر لے چلا راہ مین باتین کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ حضور سحر مین تیزی کیجیےگا بڑ
عیار ہی کئی ساحرون کی کمر سی رودیے نکال لیے اُنکو معلوم نہوا باتین بناتا ہوا ایک خیمے کی

ن کل سبکا خاتمہ کرکے سب سرداران نامی کو گرفتار کرلاؤنگا تب خدمت شہنشاہ مین لکھا
گا آپ جلدی نہ کرین مین آج ہی سبکو گرفتار کرلیتا لیکن یقین ہے کہ آپس مین جاکر صلاح
ہ کرین اگر راہ راست پر آئین اور بخوف جان ومال شریک ہو جائین تو بہت مناسب ہے
ن نے کہا ای سوقار آتشبار مسلمان وہ سخت ہین تمنے تین سردار گرفتار کیے اگر سب گرفتار
در گلے پر انکے خنجر رکھا ہو تب بھی یہ لوگ اطاعت نہ کرینگے سوقار نے عرض کی آپ نے ملاحظہ
صاحب جیسا سحر کرینگے اپنے ہی سحر مین گرفتار ہونگے مین کیا کسیکو سحر کرنے دونگا اب
ن نے آہ کرکے کہا کہ اے سوقار عیارون کے ہاتھ سے سامری تمکو بچائین عیار بلای
ر ہین سوقار نے کہا حضور اطمینان رکھین غلام سب حال سن چکا کیا مجال ہے عیار
یرے پاس آئے سامری و جمشید ایسا ہی کرین حیرت کو مطمئن کرکے
ی قیدیون کو اپنے ساتھ لیا اپنی بارگاہ مین آیا دروازے پر نگہبان پاسبان مقرر کیے
و سرخ مو و مخمور کو گوشہ بارگاہ مین آیا اور زبان مین سوزن دیکر مقید رکھا کہا مین انکی
ی خود کرونگا لیکن اہل اسلام جو بلیٹے ملکہ مہرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سب
ران کو قلق ہے کہ بہار ایسی ساحرہ گرفتار ہو گئی مخمور و سرخ مو کا نہایت انتشار
دنا کس انتہا کا بیقرار بارگاہ مین اکثر سرنگون بیٹھین کہ خواجہ عمرو و چالاک و برق و
و قرو مہتر قران پانچون عیار بارگاہ مین آئے دیکھا رنگ سب کا دگرگون ایک
خاموش بیٹھا ہے یہ بھی ذکر ہو رہا ہے کہ بہار کا گرفتار ہونا بڑا غضب ہوا اپنی سحر مین بہا
نار ہوئین باغبان نے کہا حقیقت مین یہ ہے کہ بلای روزگار ہے اکثر زبانی افراسیاب
سنا تھا کہ سوقار آتشبار جو جادوگر ہے بادشاہ قلعہ آتش فشان اپنا مثل نہین
ج مقابلہ بہار مین دیکھ لیا کہ بہار کے سحر نے کیا خرابی کی ایک مار سیاہ طاؤس نے کھایا
سے سحر پیدا ہوا اسی سحر مین مبتلا ہوئین مخمور کو کس سحر نے لیا مین نے جو خیال کیا تو کوئی
لکے سحر کا ملکن نہین ہوتا خدا اسکے شر سے بچائے سب سردار یہی کہہ رہے ہین کہ سوقار کے
سحر کرنا خطا ہے خدا اوس سے اپنی حفاظت مین رکھے ایسا نہو بہار و مخمور کو پاس
سیاب کے بھیجدیوے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے چرندو پرند دوڑے ہوے آئے

موسی سے چلکے کیجے طول کلام زلف
ہو جاے آج وادیٔ ایمن بیر

کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین
کاٹا کرو نہ تیغ نظر سے کلام زلف

گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولے گی
قرطاس صبح حشر پہ لکھینگے نام زلف

زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنستے ہین
اب گھر مین اپنے کھولتے ہین مشک

سنکر مری غزل کو یہ کہتا ہے وہ صنم
سائل بہت بڑھاؤ نہ طول کلا

ملکہ مخمور نے جو یہ اشعار پڑھے ردیف جن اشعار کی زلف ہے پانچ چار طائر کالے کا پیدا ہوے وہ بھونرے سے جو بھن بھن کرتے تھے وہ طائر اُنپر گرے بھونرونکو نگلا مخمور نے یہ سحر کیا ہے کہ طائر پیدا کیے ہین طائر اُن بھونرونکو نگل رہے ہین مگر ر مخمور کا استغیر ہوتا جاتا ہے تمام جسم مثل بید کانپ رہا ہے جس مقام پہ کھڑی ہین ز جنبش ہاتھ پاؤن مین رعشہ چہرہ سُرخ ہونٹھ خشک آنکھون مین تری حواس بیر جب وہ طائر بھونرونکو کھا چکے سوفار نے پکار کر آواز دی ملکہ مخمور پہ سحر کر و مخمو ہا کر گرین بے ہوش ہو گئین سُرخ موے کاکل کشا کو تاب نہ رہی کہ ان شاہزاد یہ اُٹھا لے گا گرفتار کرے گا تڑپ کے جا پڑین بڑھکر موے مشکین کو کھولا سا آنکھون کے سوفار کے اندھیرا آیا سوفار نے قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے سُرخ مو تھو تا یہ کہکے دستک دی بالون سے ملکہ سُرخ مو کے ماران سیاہ پیدا ہوے لپٹ سُرخ مو نے بہت تدبیر کی مگر کچھ نہوا آخر کر بیہوش ہوئی ملکہ حیرت نے حکم دیا چند نے دوڑ کر مہار و مخمور و سُرخ مو کو زمین سے اُٹھا لیا تخت پر ڈالکر سوفار نے کیا مراد یہ تھی کہ کوئی مرد ان شاہزادیون کو ہاتھ نہ لگائے سوفار نے پکار کر آواز اے فرقہ خدا پرستان ملکہ مہار پر آپ لوگون کو بڑا ناز تھا آپ نے دیکھا اُنکی کیا کیفیت مخمور کی کیا صورت ہوئی آج معاف کرتا ہون کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا آج ح بہتر یہ ہے کہ آپس مین صلاح کر کے اپنے مالک کے قدمون پر گر و خطا اپنی معاف کرا سوفار پلٹا ملکہ حیرت نے چاہا قیدیون کو مین لیجاؤن افراسیاب کو مین ع لکھون مقدمے مین مہار و مخمور کے سوفار آتشبلہ نے عرض کی آج کے دن حضو

ں بھڑک کر گرے نخل صحرا جلنے لگے ہر جگہ سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ساکنان صحرا بیتاب
ے طائر جلکر کباب ہوے تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو اسنے جلا دیا مہار رنے کئی
تے پھینکے مگر رنگ سحر نہ جما اب رنگ رو مہار کا متغیر سوفار نے پکار کر آواز دی
یار یہان رنگ جما ہے مجھکو بھی تنکے چنوا ہے افراسیاب کی سالی ملکہ حیرت کی
ہم آپ کا ادب کرتے ہین چلیے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ بلاتی ہین بہار نے گلے سے بدھی اتاری
ہم سحر پڑھکر پھینکی سوفار رشتل کمان کے خم ہوا اب کیا خطا کرتا یا سامری کہکر
ب دی وہ بدھی یا طرف سوفار کے آئی تھی یا مار سیاہ ہنکر پلٹی بہار نے جو مار سیاہ
ے دیکھا آواز دی اے طاؤس مار خوار اپنی خوراک کو لینا پہلو سے ایک طاؤس پیدا
منقار کھولکر مار سیاہ کو نگل گیا طاؤس تو غائب ہوا مگر جسقدر زیور پھولون کا جسم
ہار پر تھا مرجھا کر زمین پر گرا اور سب ماران سیاہ بنکر جسم ملکہ بہار سے لپٹے اُس
ہر ملال مین سینے دیکھا کہ بہار تھر تھر کانپ کر گری پانون مین ماران سیاہ لپٹے ہوے
ین بھی ایک مار سیاہ لپٹا ہوا کفچہ برابر دہن سوفار نے نعرہ کیا بی بہار لے سحر کیا
طاؤس کو بلایا جھپٹا کہ اُٹھاون مخمور سرخ چشم کا دل ٹکڑے ہو گیا قلب کا پنا کنٹھا
ت کا گلے سے اتار زور سے نعرہ کیا او سوفار کیا کرتا ہے بہار کو نہ اُٹھانا سوفار
امن ہلایا ہزارہا شعلۂ آتش بھڑکے مخمور برابر بہار پہونچی تھی چاہتی تھی بہار کو
حال مین اُٹھاون شعلۂ آتش نے آکر گھیر لیا مخمور تڑپ کر شعلۂ آتش سے نکلی کنٹھا
ت احمر کا پھینک مارا کنٹھا جو ٹوٹا گئی سی شعلہ ہاے آتش مثل گولہ ہاے آہن
سوفار گئے چلے سوفار نے یا سامری کہکر ایک چیخ ماری آواز دی یا سامری
گا توڑ آپ نے نہین بتایا بی مخمور کو بڑا دعوے ہے جانتے نہ پاوے یا تو وہ گولے
دی طرف سوفار کے آتے تھے یا وہ گولے آہن کے نہ تھے صد ہا بھونرے ہنکر طرف
ر کے چلے مخمور نے دستک دی ایک طائر سرخ پیدا ہوا مگر مخمور کا یہ حال ہے کہ
رو متغیر نہایت پریشان موے مشکین کھلے ہوے بیقراری سے یاد مین شہزاد
نوہر الدہر کی بے اختیار یہ اشعار پڑھے نظم

غلام کو بہت ناگوار ہوا ملکہ حیرت نے کہا دیکھو ظہور ثابت ہی ہوا بہار نے جمشید پر سحر کی
ہے جمشید ہمارے قتل کو آتا ہے بارہ ہزار جادوگر قتل کر چکا ہی ہماری قتل پر بہار بند
ہین ہمکو رنج اسکو خوشی یہ سنکر سوقار بہت جھلایا کہا بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہی آپ کی قد
بھیجا دیکھیے مین جاکر سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر جھومتا ہوا بڑھا جمشید پر جا بڑا آواز دی
جمشید ہوش مین آ مالک کے قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ شرم نہین آتی یہ سنکر جمشید
نے آواز دی او نامرد عشق و عاشقی مین اپنا یہ طریقہ ہی نظم

طریق عشق مین اے دل قدم اگر رکھنا — عدو بھی تو اُسے اپنا دوست کر رکھنا
چلے نہ سیر شب ماہ مین ہمارے ساتھ — یہ بات یاد ذرا غیرت قمر رکھنا
اگر ہے ہین آئنہ رو اسمین سیکڑون غافل — زمین پہ پاؤن ذرا دیکھ بھال کر رکھنا
بہار آئی ہی توڑینگے توبہ ای ساقی — جہان سے ہوے گلگو تلاش کر رکھنا
وہ آئین یا کہ نہ آئین غریب خانہ مین — مجھے تو چاہیے سامان وصل کر رکھنا
گذر نہ جاے تب عشق مین یہ ای علیؔ — مریض غم کی ذرا اپنے تم خبر رکھنا
شہید ہونے کی ای فوق اگر تمنا ہی — قدم جہاد مین سب سے تو پیشتر رکھنا

پھر جمشید نے کہا او بے حیا کیا بکتا ہے میری جان پر بنی ہے تو مجھکو سمجھاتا ہے میرا کلیجہ منھ کو
قلب تھراتا ہے دل بہت گھبراتا ہے میرے سامنے سے ہٹ جا اب تو سوقار اسکو خ
جان چکا جھلا کر گولہ مارا جمشید نے گولہ کاٹا سوقار آتشبار گرم مزاج شعبدہ
بنیظر گولہ جو خالی گیا آواز دی ارے لینا ہو اسنبہ جانے دائرۂ حکم سے باہر نجاے یا
و جمشید غلام کو آپ نے فخر و شرف دیا ہے یہ جو جلا کر کہا ایک آندھی سیاہ چلی زمین
اب جمشید یا تو کھڑا تھا یا کانپنے لگا اب زمین شق ہوئی پانون جمشید کے دھنسنے لگے
یکتا سحر بین بہار کے مقبل اپنے کو بچایا دو قدم اُٹھا کر رکھے زمین پر گرا ادہر سے سو
ہاتھ مارا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے جمشید کو مار کے طرف بہار کے چلا صحرا پر بہار
طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے پھولون کے جابجا انبار نخل سایہ دار عندلیبان
کی پکار سبز پوشان گلستان کا اُبھار بڑھکر سوقار نے اپنا دامن ہلایا شعلہ

عمر ہوگئی اور یہ نہ کم ہوئی	اے جان آکے طول شب انتظار دیکھ
گرانی غیر سیہ رو یہ اے فلک	تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ ۔

بڑھکر کہا اے گوہر سامنے سے ہٹ جا مین حیرت کو قتل کرنے جاتا ہون گوہر نے کہا
مشید ایسی بات نہ کہو شہنشاہ کے خلاف ہوگا جمشید نے کہا شہنشاہ کون حرامزادہ ہی
ہم اپنے مزاج کے شہنشاہ ہین چرخ عشق و عاشقی کے ماہ ہین حیرت کا سر ملکۂ عالم
مانگتا ہے ہم سر لیکر جائینگے گوہر نے کہا ہم نہ جانے دینگے جمشید تیغہ کھینچکر جا پڑا گوہر نے
ر جمشید نے بے پروائی سے روکا روکتے ہی ہاتھ مارا کہ گوہر فیروزہ پوش کے
رے ہوے گوہر فیروزہ پوش کو مار کر اب جمشید بڑھا جسنے بڑھکر روکا اُسکو ہاتھ
کا مارا کسی پر گولہ مارا کسی پر گچھا پیکان کا مارا تیر برسنے لگے تلوار پھینکدی تلوارین برسین سب
ے سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے آگ برسا رہا ہے ملازمان حیرت کو قطرۂ آب کو ترسا رہا ہو جسنے
روکا ہاتھ تلوار کا مارا کئی ہزار جادوگر جمشید نے قتل کیے لاشون کے انبار لگا دیے دریا
بہا دیے جب ملکہ حیرت نے دیکھا جمشید کسی کے روکے نہین رکتا مثل فیل مست جھومتا
تا ہے سوز عشق سے گھبراتا ہے حیرت نے خود قصد کیا کہ مین خود اسیر کرون
ت زمرد پوش نے روکا کہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے حیرت نے کہا بھر
ون بی مہار نے تو ایک شعبدہ چھوڑ دیا کھڑی ہنس رہی ہین ابھی جاکے اسکو مٹاتی
ایک سحر مین جلکر خاک ہوگا یہ کہکے تخت سے اُٹھی حیرت گاتی باندھنے لگی چاہتی ہی کہ جمشید
ڑے کہ آسمان پر لکۂ ابر آتشبار پیدا ہوا سب دیکھنے لگے لکۂ ابر آکر پھٹا اب جو دیکھا
جادوگر لعبد گر سوفر تخت پر سوار بارہ ہزار ساحر اژدران آتش فشان پر سوار اُس ساحر
ر صد ہا شعلہ ہائے آتش مین معلوم ہوتا ہی کہ لباس سے اُسکے آگ نکل رہی ہی تخت کو
ے ہوے آتا ہے ملکہ حیرت کو دیکھکر تخت سے کودا جھوم کر نعرہ کیا ہنم سوفار آتش بار ملکہ
ت کو جھک کر سلام کیا حیرت نے کہا ای سوفار کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی مین
ے آتش فشان مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ساحر نے مجھکو خبر دی کہ شہنشاہ
بونڈیان و غلام بگڑ گئے ملک و مال قبضے سے نکل گئے طلسم مین ہنگامہ ہی لڑائیان پڑی ہین

وحشت انگیز ہو یہ افسانہ قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
درد سے حال دل زبون ہو جائے مجھکو اچھا بھلا جنون ہو جائے
آہ سوزان بھرے جو دم میرا اشک خون آنکے لے قدم میرا
عشق اگر خواب مین نظر آجائے آنکھین پھوٹین جو نیند بھی کبھی آجائے
زندگی سے سدا اداس ہو دل ہو وصد ہزار ہو دل
غمگسار ہی مری ملال کرے جسکا جی چاہے پائمال کرے

اسطرح دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے ہر چند چاہتا ہے سنبھلو نہین سنبھل سکتا آخر کار کو جب بخوبی مبہوت ہوا بہار نے آواز دی اے نسیم لینا ایک ک ٹھ کر بہار گلے مین ڈالا قطرہ کان مین لگا یا اب تو جمشید جھومنے لگا او جکتا ہے کود تا ہی کبھی ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی ای جمشید اپنے ہوش مین آ اسقدر نہ گھبرا ہمارے سا تمکو ترکیب بتائین بی حیرت کا سر لاؤ جمشید ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا عرض کیا ارشاد ہوتا ہے ملکہ بہار نے فرمایا اے جمشید تم ہمارے کیسے عاشق صادق ہو بایہ وافق ہو بی حیرت ہمکو قتل کرنے آئی ہین انکا سر لاؤ یہ کہکے دستک دی لشبت پ پھیرا جمشید جھومتا ہوا چلا حیرت نے پکار کر کہا اے گوہر فیروزہ پوش جمشید مبہوت ہوکر آتا ہے گوہر فیروزہ پوش بڑھی آواز دی ارے جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہے نمک کا کچھ خیال نہین سامری و جمشید کے غضب مین گرفتار ہوگا آگے نہ بڑھنا پھر مقابلہ کر جمشید نام بہار سنکر متغیر ہوگیا تھا او ظالم مجھکو بہار کا دشمن بناتی ہے میری بیقراری پکار رہی ہے حسرت دل للکار رہی ہے نظم

اے جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ گھر دل مین کر کے سیر دل داغدار دیکھ
مین کیا وہان گور تلک بول اُٹھے ابھی تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہین آنکھین نہ آیا تو وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہے مین سر جھکائے ہون اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
در پے ہوئے ہین جان کے ایمان تو لیجئے ت کرتے ہین ستم مرے ہمدردگار دیکھ

بہار اسمین جل رہی ہے اس آتش سحر سے کیونکر پناہ پائیگی لیکن باران سحر برسا آگ بجھی ملکہ
تڑپ کر نکلیں صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان پردۂ آتشبار سے نکلا یا سونے کو سنار
گ میں تاؤ دیا دوبالا رنگت پیدا کر کے نکلا تڑپ کر بہار نے آواز دی ای جمشید سنبھل
دستہ بار دستک بھی دی گل اندام و نکہت کو پکارا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے نخل سبز
ب ہوے عندلیبان خوشنوا نے آواز دی جمشید ہوشیار ہو جا بہار کا سامنا ہے بہت
ں دیکھ کیا رنگ ہے ذرا نگاہ تو اُٹھا طائران خوشنوا کیسی زمزمہ سرائی کر رہی ہیں نظم

تیغ ہے اُس نظر کا کیا کہنا	لیکن اپنے جگر کا کیا کہنا
دم نکلتا ہے سب کا بے دیکھے	اُس دہن اُس کمر کا کیا کہنا
اُس پری رو کو دم میں لے آیا	اپنے پیغام بر کا کیا کہنا
دل کو اُس سنگ دل کے موم کیا	نالۂ پُر اثر کا کیا کہنا
قدر شاہ و گدا کی یکسان ہے	طور فائق کے در کا کیا کہنا

ن نے جو یہ اشعار پڑھے پھول سر پر جمشید کے برسے پھول سونگھے مبہوت ہوا جھوم
ر لڑا دوڑا پھرتا ہے کبھی پھول اُٹھاتا ہے سونگھتا ہے کبھی اپنے کو سنبھالتا ہے اس بلا کو
ہے نسیم گل ہر مرتبہ مبہوت کرتی ہے کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہے اے بہار گلعذار ای
معشوق نامدار ای سرو خرامان بوستان طرحدار نظم

اے محبت تجھے جنون کی قسم	قیس کے سر کی نل کے خون کی قسم
جان شیرین و کوہ کن کے لیے	نالۂ بلبل چمن کے لیے
دل پروانہ کے لہو کے لیے	لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بے نوا کے لیے	کشش صدق کہربا کے لیے
سبزۂ قیس و وامق و عذرا	ہاں زلیخا کی روح کا صدقا
سینۂ سوز درون کبک دری	شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے	عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھ جگر کو دو نیم	جز سر یار ہو نہ کوئی ندیم

مخمور سرخ چشم ایک جانب ہلال سحر افگن تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بڑی کر
سے میدان کارزار مین آکر جیسے اُدھر لشکر کفار اپنے مقام پر آکر جما حیرت تخت پر جمشید و گ
آگے بڑہے ہوے کھڑی ہین لشکر جم رہے ہین جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کر
کڑکا کہکر بیٹھے جمشید نے اپنا ہزبر آتشین بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز د
اے فرقہ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مگر ہین تو مہار گلعذار کا خو
ہون ہاے کیا کرون جو دل پر گذرتی ہے اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی لطف

تیرے عاشق ہوے لیکن سروسامان بھول
بےخودی ایسی ہوئی چاک گریبان ہوے

تیرے دروازے کی ساجد ہوئی ہر ہر ملت
برہمن تبکدہ اور کعبہ مسلمان ہوے

کوچۂ یار مین آنا کرے موقوف رقیب
راہ فردوس آگئی کہین شیطان ہوے

دھوکا کھایا ترے گھر آئے سزا دے قاضی
جرم ہمسے ہوا خمار کی دُکان ہوے

حسن الانسان نے کیا حسن سبھون کا پھیکا
عشق تسخیر مین پریون کو سلیمان ہوے

ہدف تیر ہوے یا تہ شمشیر رہے
عشق ابرو ہوا جب ناوک مژگان ہوے

جب سے ہے پیش نظر چاندسی صورت تیری
سورت نور کو سب حافظ قرآن ہوے

پھر گلگشت جو گلزار مین وہ گل آیا
گورخ مہر ہوے لطف گلستان ہوے

دیکھتے دیکھتے اب زلف مین دل جا اٹکا
جب ختن دیکھا تو ہم سیر بدخشان ہوے

نام لے حیدر کرار کا دن رات قبول
مرد ہے تو تو نہ بادشہ مردان ہوے

جمشید نے تڑپ تڑپ کے یہ شعر پڑہے مہار کو پکار کر آواز دی ملکہ مہار مقابلے مین
تو احوال معلوم ہو ملکہ مہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا سامنے ملکہ صرصر خ آئین کہا حف
جاتی ہون اسکو تنکے چنوا کر لاتی ہون کہیے ملکہ حیرت پر جائے کیسے آپ کی خدمت مین آ
صرصر خ نے منع کیا کہ تمسے اسکو ملال پہونچا ہے ملکہ مہار نے کہا وہ میرا نام لیکر طلب کرے با
صرصر خ نے کہا جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا ملکہ مہار نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا جیسے ہی
جمشید کے پہونچی جمشید نے جھلا کر ایک گولہ مارا گولہ جو پھٹا ہزارہا شعلۂ آتش ملکہ مہار
معلوم ہوا دریاے آتش مین چھپ گئین تھوڑے عرصے تک کڑ کڑ کی آواز آئی کہ معلوم

بی اپنا سینہ سپر کیا ہلال کو بچایا جمشید نے بڑھ کر سحر کیا مہرخ موے کا گل کشا کا بھی شمار
لا جب یہ دونون زخمی ہوئین سب سے زیادہ جمشید چاہتا ہے پونچون اور جاکر مہرخ مو کا سر
دون برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے کہا اے شہنشاہ ساحران اب یہ نہ بچنے پائے دیکھیے
ون ملکہ سحر کیا چاہتی ہین جیسے ہی وہ بلا ساحر نے حباب مار النعرہ کیا سنم مہترین مہہ چالاک
م و جمشید کا گرنا گوہر نے جو دیکھا جھپٹ کر جمشید پر گری کہ ایسا نہو کوئی قتل کر ڈالے
خ مو و ہلال اتنے مین لڑتی بھڑتی نکل گئین مقیم نے بھی دیکھا ہلال و مہرخ مو لڑتی
ی نکل گئین گوہر نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کہنے لگا اے گوہر صبح کو تیا ستین برپا کرو
ان عیارون نے بڑا صدمہ دیا لیکن صرصر نے بڑا کام کیا عیار گرفتار کر لیے ہی چلے تھی کہ صرصر
بھی سامری و جمشید نے اپنا فضل شریک کیا اب صبح کو دیکھو کیا قیامتین برپا کرتا ہون
ملکہ حیرت کو بھی پہونچی کنارے پر لشکر کے انتظار کر رہی تھین کہ جمشید و گوہر آکر پہونچے
تھین سامری و جمشید نے بچایا کیون ای جمشید عیارون کی زبردستی دیکھی آٹھ پہر
فکر مین پھرتے ہین کہ سردار کو پائین اور قتل کرین جمشید نے کہا اب سبکا حال کھلجائیگا یہ کہکے
بارگاہ مین آیا اُسی وقت طبل جنگی بجوادیا ہرکارے خبرین لیکر طرف لشکر کے چلے یہان وہ
ہے کہ ہلال و مہرخ مو زخمی پہونچین برق و چالاک بھی آئے ملکہ مہرخ نے زخم وزبان
ن کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی جمشید نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ مہرخ نے بھی
طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جمشید انتظام کر رہا ہے گرد
کے حصار سحر کیا لشکرون مین جابجا چرچے ہین کہ کل خوب تلوار چلیگی گھمسان کی لڑائی
چار پہر رات گذر کر شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت زبرجدی پر جلوہ
یا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے جمشید آمد بہار کو دیکھ رہا ہے بہار کی جو آمد
شگفتہ ہوگیا ملکہ بھول گیا بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار دریا مین پھولون کے
ہارے ہوئے بدھیون کے پھول شگفتہ غنچہ ہائے گل بصد تجمل چاہتے ہین کہ دہن اوصاف
مین کھولین لیکن دہن عدم ہے کلام کرنے کی طاقت بہت کم بارہ ہزار کنیزین رنگین جوڑی
ہوے پشت پر بصد رعنائی و زیبائی اس کروفر سے ملکہ بہار آکر پہونچین ایک طرف ملکہ

نہین ہوتا چالاک نے کہا گولہ پھینکیے زمین پانون اُسکے تھام لے جمشید گولہ لیکر بڑھا چاہا کہ
چالاک نے حلقہ ہای کمند گلے مین ڈالدیے یہ ارے کہکر پلٹا چالاک نے حباب مار کر
کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا برق نے آواز دی مرشد زادے کیا کہنا مین بھی آتا ہون
دونون کو لیکر چلے صرصر نے دور سے دیکھا کہ چالاک نے جمشید کو بھی گرفتار کر لیا
صرصر حیران کہ مین کیا کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی مقیم جادو اس صحرا کا حاکم ہے مع کئی
کے سیر کو رہا تھا صرصر نے بڑھکر مقیم سے اطلاع کی کہ وہ دونون جمشید و گوہر کو لیے
تم چلکر گرفتار کرو مقیم جادو جادوگرونکو لیکر جھپٹا چالاک و برق نے دیکھا کہ جادوگر
ہین برق نے کہا کیون بھائی چالاک اُستانی بڑی آگ لگائی مگر اب کہان اپنے کو چھ
عجب طرح کی پریشانی ہے قضائے کار جادوگرون نے چاہا کہ سحر کرکے ٹوٹ پڑین برق اور
نے پشتارے تو بیچ نخل بہر رکھے حقہ ہائے آتشبازی مارے دو چار جادوگرون کے
قضائے کار ملکہ ہلال سحر افگن کنارے پر لشکر اسلام کے کھڑی ہین کہ صحرا سے
سنسنانے کی آواز آئی ہلال نے کہا ارے خبر تو لو کس سے صحرا مین سحر ہو رہا ہے کنیز گئی
ہوئی آئی کہا حضور چالاک و برق جمشید و گوہر کو لیکر آتے تھے مقیم جادو نے ا
گھیر لیے یقین ہے کہ گرفتار ہو جائین ہلال یہ سنتے ہی جھپٹی اُسوقت پہونچی کہ چالاک و
کے پانون زمین نے تھامے ہین جادوگر بڑھے ہین کہ پشتارے لیلین دونون کو گرفتار
کہ ہلال نعرہ کرکے گری ہلال زرین آسمان سے گرا کہ ساحرون کے سر اُڑ گئے کئی غرق
ہوے ہلاک برابر چالاک و برق تھے پہونچی دو تھپڑ مارا کہ دونون کے پانون زمین نے
نہایت طرار و فرار ہین کود کر علیحدہ ہوے ہلال و مقیم سے سحر چلنے لگا صرصر نے جو دیکھا
دونون زمین پر رکھے ہین اُس نے جاکر جمشید و گوہر کو ہوشیار کر دیا جمشید
گوہر اُٹھے اُٹھتے ہی جمشید نے زمین ہلادی ہلال کے سامنے لڑتا بھڑتا پہونچا کہ
نے ہلال زرین چمکایا جمشید نے دستک دی معلوم ہوا خنجر برہنہ چمکتا ہوا آتا ہے ہر چند ہلال
نے اپنے کو بچایا سامنے ساحرون کے انگشت نما بھی ہوئین مگر سر پر آکے گرا سہر ہلال کا
ہوا جمشید نے چاہا بڑھکر گرفتار کرلون کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا برائے مدد

ماکیون گلنار کیا تدبیر ہو کہ وہ کنیز ہر وقت حاضر رہے کہا مین ابھی عرض کرتی ہون کہا آگ
وئلے منگائیے گوہر نے آگ اور کوئلے منگائے گوہر کو بڑا اشتیاق ہے کہ وہ کنیز کیونکر ظاہر ہوگی
آگ روشن ہوئی کنیز نے اپنے پاس سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالیے جب دھوان نکلے
بھلا کر سونگھیے جلیبیے لوبان آگ پر ڈالا دھوان نکلا گوہر سونگھنے لگی بیہوشی نے تاثیر کی لڑکھڑا کر
بیہوش ہوئی برق نے لتپارہ باندھا اور تمام صحرا چاک کر کے لے بھاگا یہان صرصر
نا ہوئی قریب بارگاہ گوہر آئی دروازے پر دیکھا کنیزین کھڑی ہین صرصر نے پوچھا
ہر کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا ایک کنیز فرستادۂ حیرت آئی ہے اُس سے باتین کر رہی ہین
صرصر نے منہ پیٹ لیا کہا ارے کوئی عیار آیا مجھے تو خیال تھا کہ عیار آکر آفت برپا کرینگے یہ
صرصر اندر آئی لتپارہ باندھنے کا نشان دیکھا گوہر کو نہ پایا پتیرا برق کا پہچانا دوڑی
ن جاکر جمشید کو اطلاع کرون جمشید لشکر کا انتظام کر رہا تھا صرصر نے آکر خبر دی اے جمشید
ر کو برق پکڑ لیگیا جمشید ہائے گوہر کہکے دوڑا کہا مین نے تو اسکو تسکین دی تھی اُسکی پریشانی
بڑا تردد تھا جو خیال تھا وہی ہوا یہ کہکے دوڑا صرصر نے کہا مین بھی آتی ہون برق جو بھاگا
دھڑک رہا ہے کہ کام تو کیا مگر تا بہ لشکر ماہرخ پہونچ جاؤن تو بڑی بات ہے چالاک نے بھی
زمین پکڑو سنا برق تو گرتا پڑتا جاتا ہے مگر جمشید صحرا مین آیا چہار جانب دیکھنے لگا دور سے
ل نے دیکھا جمشید پھر رہا ہے چالاک ایک جادوگر کی شکل بنکر جمشید کے سامنے
جھک کر سلام کیا کہا حضور کسکی تلاش ہے جمشید نے کہا تم کہان رہتے ہو کہا حضور یہ جو سامنے
ن ہے یہین رہتا ہون جمشید نے کہا ادھر سے کوئی عیار لتپارہ لیے ہوئے تو نہین گیا
اک نے کہا وہ سامنے جھاڑی مین جاکر دیکھو ایک عیار لتپارہ عورت کا لیے ہوئے آیا ہے
جھاڑی مین چھپا ہے مین چلیے بتادون جمشید نے کہا مین تجھکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا
رت گوہر فیروزہ پوش بادشاہ کوہ فیروزہ ہے چالاک لگا کر لے چلا برق ایک
وہ مین چھپا بیٹھا تھا لتپارہ چھپا دیا ہے دوسرے دیکھا جمشید کو چالاک لگائے لیے جاتا ہے
ت خوش ہو گیا کہ مرشدزادے نے جمشید کو لیا دس قدم چلکر چالاک نے کہا اے
شاہ ساحران وہ جھاڑی مین دیکھیے بیٹھا ہے جمشید نے سر اٹھا کر دیکھا کہا مجھکو کچھ معلوم

کیا کہ دیکھا ملکہ گوہر فیروزہ پوش شکست خوردہ آکر پہونچین افراسیاب کو جو تخت پر دیکھا
دینے لگین اے شہنشاہ مجھکو مخمور و بہار نے لوٹ لیا پہلے چالاک نے عیاری کی پھر یہ لو
پہونچے میرے لشکر کو تباہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگی جمشید نے کہا اے گوہر اب میرے ہاتھ
بچکر کہان جائینگے جمشید سے گوہر نے کہا کہ تم میرے ساتھ رہو شہنشاہ سے عرض کیے د
ہین کہ ہم طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلین گے جو گرفتار ہوگا اُسکو قتل کر ڈالین گے ہمسے کوئی با
نکرے افراسیاب نے کہا اے جمشید صرف مخمور و بہار کے مقدمے مین کہتا ہون
پر جان جاتی ہے اُنکی جدائی سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے خیر اب تمھین اختیار ہے جمشید
و گوہر دربار سے افراسیاب کے اُٹھے قریب لشکر حیرت بارگاہ استادہ کرائی لشکر
اُسی مقام پر اُتارا اب ہر تکو النشکرون مین کہ جمشید و گوہر برائے مقابلہ مسلمانان آ
سُنتے ہی ہرکارے لشکر اسلام کے چرند و پرند خبرین لیکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہرخ ک
اُسوقت دربار مین جملہ سردار اور سب عیار موجود ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید
گوہر نے دعوی کیا ہے کل مقابلے کو نکلین گے ملکہ بہار نے کہا اُسکی شامت آئی ہے
و چالاک اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہم ذرا خبر تو لے آئین ملکہ مہرخ نے منع بھی ک
دشمن کے لشکر مین نہ جاؤ اُسنے بڑے صدمے اُٹھائے ہین جب کسیکو پا جائینگے بد
برق و چالاک نے کہا دیکھا جائے گا صورتین بدلکر لشکر جمشید مین آئے جمشید ل
دیکھتا پھرتا ہے گوہر بارگاہ مین بیٹھی ہے برق چالاک سے جدا ہو رنگ
عیاری کا لگا کر ایک کنیز کی شکل بنا بلا تکلف بارگاہ مین گوہر کی آیا جھک کر سلام کیا کہا
ملکہ حیرت نے بھیجا ہے سبکو حضور ہٹا دین مین کچھ عرض کرونگی گوہر نے تخلیہ کیا برق باتین
لگا کہا ملکہ نے فرمایا ہے کہ عیاران اسلام تمھاری تلاش مین آئے ہین ذرا ہوشیار رہنا گو
کہا کوئی عیار ہم تک نہین آسکتا برق نے کہا اگر آپ کے پاس عیار آوے تو کیونکر
صورتین بدلکر آتے ہین اُنھین آپ کیا پہچان سکتی ہین ملکہ حیرت نے ایک سحر دیا ہے کہ ہر وقت
کنیز تمھاری پشت پر کھڑی رہے گی دمبدم آپ کو آگاہ کرتی جاویگی کہ فلان عیار فلان
آیا فلان کام کر رہا ہے فوراً پہچان لیجیے گا گوہر اس بات سے بہت خوش ہوئی

ب تڑپ رہا ہے پھڑک رہا ہے اپنے پروردگار سے اپنے قلب کو رجوع کر رہا ہے گوہر نے پکار کر
ی کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد چلا تھا کہ جا کر چالاک کو قتل کرے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
ان قدرت و گلچین و بہار و مخمور سامنے سے پیدا ہوئے دس ہزار ساحران غدار ساتھ ہیں
ان کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای بہار غضب ہوا چالاک زیر تیغ بیٹھا ہے بہار نے
باغبان لینا باغبان بڑھی رہائی چالاک چلا بہار و مخمور کڑک کر لشکر پر گریں گلدستہ
کا چلا پھول سر سے مخمور کا کنٹھا چلا خون برسنے لگا زمین کانپی باغبان نے بڑھکر چالاک کو لیا
ی کیا کئی ہزار جادوگروں کو مارا چالاک کو رہا کر کے الگ کیا باغبان لڑنے لگا گلچین بست
کے سحر کر رہی ہے ہر طرف ہنگامہ گرم ہے گوہر و مخمور سے مقابلہ پڑا مخمور نے برق چمکائی سر گوہر کا
لیا باغبان نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا مخمور نے بارگاہ میں آگ لگا دی گوہر کو سواے بھاگنے
نہیں پڑا فوج کے بھی قدم اٹھے ساحران مذکور زمین کو سون تک مارتے ہوئے گئے آخر باغبان
اٹھہر جاؤ چالاک کو تو رہا کر لیا گوہر بھاگ کر نکل گئی باغبان و بہار و مخمور و گلچین
چالاک طرف لشکر اسلام کے چلے یہاں اول خواجہ آکر پہونچے مہرخ سے اپنی سب کیفیت بیان
ہرکاروں نے عرض کی باغبان و بہار بھی آتے ہیں چند سردار گئے استقبال کر کے سب کو لائی
رخ سے سب کیفیتیں اپنی گذارش کیں مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ تم لوگ بہ خیر و عافیت آگئے
یہ نے بیان کیا کہ میں جمشید ثانی کو لایا ہوں ملکہ مہرخ نے کہا نکالیے صرصر خبر کو آئی ہے
شکل بنی ہوئی کھڑی ہے عمرو نے زنبیل سے جمشید ثانی کو نکالا ستون سے باندھ دیا سب
نے لگے اپنے مذہب حق کی صفت بیان کر رہے ہیں جمشید کچھ جواب نہیں دیتا خاموش کھڑا ہے
ہ نے کہا یہ مغرور جواب نہیں دیتا اسکو قتل کرو یہ سنتے ہی جلاد بڑھا جلاد نے جمشید کو کھینچا
ہی مہرخ حکم قتل دیں کہ زمین تھرائی آواز مہیب آئی افراسیاب جادو زمین سے پیدا ہوا
رخ خوف سے افراسیاب کے تخت سے گر پڑیں بہار و باغبان وغیرہ بھاگے رعد و برق خوف
ہو گئے برق لامع کڑک کر آسمان پر پہونچی سب سردار الگ الگ ہو گئے افراسیاب نے
ان جمشید کو لیا جھومتا ہوا باہر نکلا لشکر والوں نے جو افراسیاب کو دیکھا سب بھاگنے لگے
اباب بیچ میں سے لشکر کے جمشید کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا جمشید کو ہوشیار

لوٹتا پھرتا ہے صرصر و صبا رفتار رہو چلین تمھین لشکر مین جو آکر جو ہو چلین رنگ دگرگون دیکھا
کہا کوئی عیار یہین پہنچ گیا صرصر و صبا رفتار نے کہا نگوڑی خبر لگائے رہتے ہین دونون دو
ہر جگہ ساحرون کو بے ہوش پایا چھلا کر پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ سب اہالی دربار بیہوش پڑے ہین
چالاک لوٹتا پھرتا ہے قتل بھی کر رہا ہے صرصر و صبا رفتار پیچھے ہٹ آئین کہا ایسا نہو گوہر
فیروزہ پوش کو قتل کر ڈالے لیکن صبا رفتار نے کہا مین مقابلہ کرتی ہون یہ ظالم جانے نہ
گوہر کو ہوشیار کرو صبا رفتار للکار کر چالاک پر جا پڑی چالاک سمجھا یہ تنہا ہے مین ابھی
گرفتار کرون گا جم کے لڑنے لگا صرصر نے جھپٹ کر گوہر کو ہوشیار کیا گوہر نے آنکھ کھولکر دربار سے خو
جاری دیکھا گوہر صرصر و صبا رفتار کو مارنے چلی صرصر نے کہا حضور وہ چالاک لو
گوہر نے پلٹ کر چالاک پر سحر کیا چالاک کے ہاتھ سے نیمچہ چھٹ پڑا اور گھر اگر گرا گوہر نے باران
برسا کے سب کو ہوشیار کیا جسنے اُٹھکر یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا اب سب ہوشیار ہوے چالاک
کو بھی گرفتار کیا باہر نکل کے لشکر کا عجیب حال دیکھا لشکر کو بھی سحر کر کے ہوشیار کیا جب سب ہو
ہوے کہا لشکر مین قرنا کرو قرنا ہوتے ہی سب لشکر حکم سامنے آیا کہا میدان خونی کی تیاری کر
کی بڑی خاطر کی میدان خونی کی تیاری ہونے لگی آرہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوے دا
استاد ہوئین جلاد سلنگین لگانے لگے چالاک کو پکڑ کے کشان کشان زیر دار لائے پانو
زنجیر باندھکر چالاک کو دار مین لٹکا دیا اُسوقت چالاک کی بیقراری اشک باری اپنے خ
دعا مانگ رہا ہے گوہر کل لشکر لیے کھڑی ہے چالاک پکار رہا ہے ای معبود اس آفت سے نج
دی ہاتھ سے دشمنون کے بچالے دمبدم غم و الم کی ترقی ہے دلکو بیقراری ہے اسے چالاک
کوئی خبر کو نہ آیا مقام افسوس ہے کہ کوئی وقت پر نہ پہنچا ای خالق تو ہی سرپرست ہے اس عا
مین سوا تیرے کون کام آوے تو ہی حامی و مددگار ہے **نظم**

خدا است مونس و غمخوار و ہمدم و ہمراز	خدا است واقف حال و خدا ست محرم راز
فروغ خوبی گل در چمن دوبالا گشت	چو گشت قمری و بلبل در ان بلند آواز
خدا نبود گر نا خدا کشتی نوح	چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہان
بعجز و لطف و اخلاص و بندگی گردد	بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

مہ سے دہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا
شب مہتاب جو مہتابی کے اوپر آیا

غم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلت مین
ہجر مین خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا

کشور فقر مین مین برہنہ سر شاہ ہوا
سلطنت کا مری سر پر جو نہ افسر آیا

درد سر مجھکو جو غربت مین ہوا واے نصیب
بدلے صندل کی وہین چرخ سے پتھر آیا

اپنے جامے سے وہین ہو گئی باہر کیون
گھر سے پوشاک بدل کر جو وہ باہر آیا

جرم مستی یہ ہوا اسیر جو قلم ناسخ کا
دیر مین صورت مینا تن بے سر آیا

چالاک گا یا سب محفل والے خوش ہوے تب چالاک نے کہا میخانے کی کنجی مجھے ملے مین شراب
م کردن مین ساقی ہون گی تو کوئی باقی نہ رہے گا گوہر نے خوش ہو کر کنجی دی چالاک میخانے
آیا شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یارو شراب لیجاؤ لوگ تپلے قرابے لیجانے لگے لشکر مین
ب تقسیم ہوئی چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے محفل مین لایا سب سلیقے کی تعریف
لگے کہ دیکھو کس لطف سے شراب آئی چالاک نے بھی وہی کیا گھنگرو پاؤن مین باندھے
شراب سر پر کہا اشعار گاتا ہوا سامنے گوہر کے آیا گوہر نے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا
ام بے اندیشۂ انجام پی گئی سردار اشارے کر رہے ہین ملکہ صرصر ادھر آؤ ہماری طرف بھی
کی ہوا چلے چالاک بڑھکر جلد جلد سبکو جام شراب دیتا ہے ساری بارگاہ کو تھوڑی عرصے مین
پلائی لشکر مین جو تھی بیزار ہونے لگی کوئی گرتا ہے کوئی اٹھتا ہے کوئی لڑ رہا ہے کوئی اپنے شراب
پینے پر بگڑ رہا ہے کوئی کہتا ہے ساحری و جمشید آئے کوئی کہتا ہے یونے دو سے کا نزول ہوا
چلتا ہے کوئی مسخرہ پن کر رہا ہے بعضے سر جھکا کر چلے کہ آسمان کی ٹھوکر نہ لگے اسقدر جھکے کہ
زمین پر پڑی ہین سر جھائین سے لیٹے ہین کہتے ہین یہ دشمن ہمارا ساتھ نہین چھوڑتا آج یہ بار
نہ چھوڑینگے یہان چالاک جب سبکو شراب پلا چکا ٹھکر دو چار سحر گائے سبکے پہلے پی گوہر
ں اٹھتے اٹھتے گرین بیہوش ہوئین سب لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا منہ کے بھل گرا گرکے بیہوش ہو
بیہوشی مین گرنے کا ہوش ہوا سب دربار والے جب بیہوش ہو چکے چالاک نعرہ کرکے اٹھا
ن کو قتل کرنے لگا کسی کے کپڑے اتار لیے کسی کو خنجر بلا چاہتا ہے گوہر کو جا کر رہ دن بیچ مین
نال جاتی تہین گرسیان سحر جاگ بھی ہوا چالاک کو خبر نہین بارگاہ مین روشنی ہو رہی ہے چالاک

لشکر گوہر کے چلا جب قریب بارگاہ کے آیا گوہر کو خبر پہونچی کہ بی صرصر آتی ہین کنیزون کو بر...
استقبال بھیجا کنیزین لیکر صرصر کو سامنے ملکہ گوہر کے آئین گوہر نے کہا ہمارا نامہ بخدمت ملکہ...
پہونچا صرصر نقلی نے کہا حضور کا نامہ پہونچا ملکہ عالم آپکی مشتاق ہین یہ کہکر باتین کرنا شروع...
کہ آپ کی آنے کی جو خبر مشہور ہوئی مسلمان گھبرا رہے ہین اب مین آپ ہی کے ساتھ چلونگی حضو...
بارگاہ مین ملکہ حیرت کی بڑے عیش و طیش کے سامان رہتے ہین آج ایک نئی گائن آئی...
اُسنے کیا عمدہ غزل گائی تھی کوئی بایان چھیڑے تو مین حضور کو سناؤن ایک خواص نے طبلہ بج...
شروع کیا چالاک نے گوہر سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی **نظم**

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا
گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا
نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم
کبھی کچھ ہمسے فرمایا تو ہوتا
اکڑنا بھول جاتے سرو و شمشاد
زبان تک حال دل آیا تو ہوتا
سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا

خدا سنبل کو لہرایا تو ہوتا
چلے گا کبک کیا رفتار تیری
قیامت قد تیرا لایا تو ہوتا
تری صورت پہ ہنستا تھا الٰہی
یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا
صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

...لہ رخ لے داغ دکھلایا تو...
یہ انداز قدم پایا تو ہو...
بجالاتے اُسے آنکھون سے...
گلون نے منہ کو بنوایا تو...
کیے جاتے وہ سنتے یا نہ سنا...
نہ گرجاتا تو پیٹا یا تو ہو...
چالاک نے اس رنگ...

یہ غزل گائی گوہر خوش ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہا اے صرصر حقیقت یہ ہے جو دام مکر اُس سیار باز...
مکار نے پھیلا تھا وہی مزہ تمنے دکھایا خوش آوازی تمھاری واقف کاری کمال ہین کیا کہ...
طبیعت کو فرحت ہوئی آج شبکو یہین رہو جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا دل کھول کے سنیر...
سب سردارون کو اطلاع ہوجاے کہ شب کو جلسہ ہوگا بی صرصر شب کو گائینگی انکا آنا بھی...
سے ہے شہنشاہ نے انکو برائے استقبال روانہ کیا ہے ہمین لینے آئی ہین سب سردارون...
سُنی شام ہی سب آکے جمع ہوئی جلسہ آراستہ ہوا مسند پر آ گئے گوہر فیروزہ پوش بیٹھی صر...
نقلی سامنے آکر بیٹھی سازندی حاضر ہین صرصر نے یہ غزل شروع کی **نظم**

کوئی اڑتا کسی طائر کا اگر پر پایا	ہوگیا مجھکو یقین نامۂ دلبر پایا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا	طائر رنگ پریدہ بھی برابر آیا

جاتے ہی مسلمانون پر آفت برپا کرونگی عمرو نے کئی سے کنیزون کو قتل کیا مین نگوڑی عمرو کو جانتی
نہ تھی عمرو کو جمشید نے گیا قتل بھی کیا ہوگا وہ کہتا تھا مین زندہ نچھوڑونگا افراسیاب نے سب حال
جمشید کا بیان کیا کہا جمشید کو عمرو گرفتار کر کے لیے گیا بھیجا نگر ام بہار پر عاشق ہوا اُسی جوش
عشق مین آفت مین پھنسا اب مین جا کر اسکی فکر کرتا ہون گوہر نے کہا حضور تکلیف نہ فرماوین طرف
سیب کے جائین مین جا کر سب سے سمجھ لونگی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے گوہر
مسلمانون کی کوئی حقیقت نہین مگر عیار بلائے روزگار ہین جو ساحر اُنکے مقابلہ مین گیا پھر زندہ
نہ پھرا گوہر نے کہا کنیز سمجھ گئی اب مجھ پر کوئی عیاری نہ کریگا حضور تشریف لیجائین آپ لونڈی غلامون
کے بارے مین کچھ تکلیف نکرین افراسیاب طرف باغ سیب کے گیا گوہر نے ایک
عرضی بخدمت ملکہ حیرت لکھی کہ کنیز برائے قتل مسلمانان آتی ہے اب حضور کو تکلیف نہوگی فلان
مقام پر کنیز فروکش ہے طرف سے صحرای گلرنگ کے آتی ہے ملکہ حیرت تخت پر بیٹھی ہین چالاک بن
عمرو پروانہ شمع جمال حیرت ایک کنیز کی شکل بنا ہوا پشت پر مگس رانی کر رہا ہے کہ ایک طائر نے
گوہر کا نامہ دیا طائر تو نامہ دیکر چلا گیا حیرت نامے کو پڑھ رہی ہین چالاک جھک جھک کر
دیکھ رہا ہے حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کیا چالاک یہ خبر لیکر نکلا بارگاہ مہرخ مین آیا کہا حضور
گوہر فیروزہ پوش دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آتی ہے بڑا اپنے سحر پر دعوی رکھتی ہے قبلہ
کا بھی پتہ لکھا تھا کوئی جمشید نامی جادوگر قبلہ وکعبہ کو گرفتار کر کے لیگیا ہے اُنکا بھی پتہ ملیگا
گوہر کو بڑا غرور ہے یہ سُنکر ملکہ مہرخ نے کہا میان آنے دو سب حال معلوم ہوجائیگا افسوس
بان و گلچین و مخمور و بہار کا ابتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا اُسی مقام پر خواجہ بھی ہونگے
ن گرفتار ہو گئے ہونگے چالاک یہ سوچکر باہر نکلا تلاش مین لشکر گوہر فیروزہ پوش کی چلا
حیرت نے نامہ پڑھکے صرصر وصبا رفتار کو بلایا کہا جا کر دریافت کرو ملکہ گوہر سے ملاقات
کرنا اب جنگ تمہاری ذات پر موقوف ہے جب تم آؤ گی تب طبل جنگی بجے گا صرصر بحکم حیرت
چالاک بن عمرو کئی دن کے بعد صحرائے گلرنگ مین پہونچا ایک پہاڑ سے جو جھکے دیکھا
لشکر فروکش ہے چالاک پہاڑ سے اترا فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا
لشکر گوہر فیروزہ پوش کا ہے کنارے آکر رنگ و روغن نکالا صرصر کی شکل بنکر

چہرہ سرخ ہوگیا مثل بید کے کانپنے لگا کتاب تو بند کرکے **کندن** کو دی کہا اسے جاکر کو
مین بند کردے یہ وہ تحفہ ہے کہ **سامری** و جمشید نے مسبدن سے اسکو تصنیف کرکے ا
کے سپرد کیا آجتک یہ کتاب باہر نہ نکلی تھی تو بیٹیا **کندن** ہمارے غصے کا خیال نکرنا کتاب
بہت حفاظت سے رکھنا **جمشید** بیجا جمال بہار دیکھکر عاشق ہوا اس حسد مین اُسنے عم
میں کیا یہ حرکت کرگذرا یہ نہ سمجھا کہ شہنشاہ مائل ہین جسبدن میرا اُس کا سامنا ہوگا صفائی
مین ذرا بھی عذر کرون بہار قبول کریگی یہ عرض کرونگا **نظم**

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کی دامن تک　سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
غضب ہے جانکو پہلو مین ہونا ایسے دشمن کا　محل خوف ہے ہمسایہ قصاب و برہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر　ہماری اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا
بہار اک دل کی داغون نے دکھائی چشم قاتل کو　وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
چُنی افشان جو پیشانی پہ اُسنے چاندنی چھٹکی　پلی ہستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا
اندھیری مین جو ڈر کر مجھ سے وہ خورشید رو لپٹا　شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
گرا اپنے آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا　کف داؤد مین یکسان ہے عالم موم و آہن کا
در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہے　سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا
کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے　گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنی جوشن کا

افراسیاب بہت بیقرار رہا یہی کہتا تھا کہ مجھی پر بڑا صدمہ ہے کہ **جمشید** اپنے مزاج مین کیا
بہار پر عاشق ہوا جاکر قیامت برپا کرتا ہون اُنھین ساحرون مین سے ایک ساحر زبردست
قلعے کا حاکم کیا آپ پرواز پیدا کرکے چلا **کوہ فیروزہ** پر گذرا **افراسیاب** نے دیکھا **کوہ فیر**
ویران پڑا ہے چند سپاہی جابجا بیٹھے ہین **افراسیاب** اُتر آیا پوچھا **گوہر فیروزہ پوش**
کہان ہے سپاہیون نے عرض کی **عمرو** یہان آیا تھا سبکو بیہوش کرکے لوٹ رہا تھا کہ **جمشید** نے
گرفتار کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کو بہت ناگوار تھا **جمشید** تو **عمرو** کو لیگیا ملکہ لشکر تیار کرکے برای قتا
تشریف لیگئی ہین **افراسیاب** اُس پہاڑ سے بڑھا ایک صحرا مین دیکھا لشکر **گوہر فیروزہ پو**
اُترا ہے لشکر مین ہلچل پڑی **افراسیاب** اُتر آیا گوہر استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائی کہا ا

بلاکر اُٹھا در قید خار نے سر آیا لاشہ سرخ پوش کا دیکھا کہ عمرو اسکو مار کر نکل گیا لاش باہر لاؤ
ش جو باہر آئی سینے کا زخم دیکھکر افراسیاب نے کہا یہ تو کسی ساحر نے مارا ہے یہ کہکر افراسیاب
انگشتر جمشید کو اُچھالا آواز آئی کہ اسکو جمشید ثانی نے مارا افراسیاب نے کہا یارو
جانتے ہو کہ جمشید نے سرخ پوش کو کیون مارا آخر جمشید کیا ہوا اچھلا کر ایک دستک دی
منے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین کمسن حسین ماہ پیکر رشک قمر سنہرے کپڑے پہنے
ے کچھا کنچیون کا ازار بند مین بندھا ہوا افراسیاب نے کہا اے گندن جلد جاؤ کوہ طور پر
وٹھا بند ہے اُسمین کتب خانہ سامری ہے اُسمین کتاب رکھی ہی کتاب سوانحات سامری
سکو جلد لاؤ گندن نے سر جھکایا رنجیدہ ہو کر عرض کی اُس کتب خانے کے کھولنے کا حکم نہین ہی
ری سمجھ گئی کہ آپ کو کوئی ضرورت ہے انگشتر جمشید سے دریافت کیجیے آپ کو سب طرح کا اختیار
ین کچھ نہین کہ سکتی افراسیاب نے کہا تیرے باپ کا اجارہ ہی ابھی کنجیان چھین لونگا تجھکو معزول
لگا ہم تجھ سے قاعدہ کب پوچھتے ہین ہین لفظاً لفظاً دریافت کرنا ہی گندن روانہ ہوئی بعد تھوڑی
سے کے کتاب لیکر آئی لیکن آنکھون مین آنسو بھری ہوی کتاب ہاتھ مین دیکر کہا ہم سبکے
ل کا وقت آگیا آپ کی بدعت نے خوب سر کھنچا الاجین ولقبیس کی آہ نے آسمان کو ہلا دیا
ل کر کتاب دیکھیے سر کتاب پر یہی لکھا ہے جب کتب خانہ سے یہ کتاب منگائی جائیگی بس اُسی
ل مین طلسم ہوشربا فتح ہو جائیگا افراسیاب نے کہا لکھنے والون نے جھک مارا قلم ہاتھ
تھا جو چاہا لکھ دیا ہوشربا کو کوئی فتح کر سکتا ہے ایسی ایسی بلائین ہین کہ اگر ایک ساحر کو
بھیجون ایک دن مین تمام عالم کا خاتمہ کر دے وہ سب بادولت کے ملازم ہین مین
ی واہیات بات کو دیکھکر کیا کرون گندن سر جھکائے سنا کی آخر کو چپکے سے اتنا بولی
ارشاد ہے وہ بجا ہی اس غرور سے یہ نوبت بہم پہونچائی صورت انقلاب دکھائی افراسیاب
کہا تجھے کیا مطلب ہی یہ کہکے کتاب کھول کے دیکھا اُس کتاب مین لفظاً لفظاً احوال معلوم ہوا
مشید بہار پر عاشق ہے آپ نے جو اپنے عشق کا حال بیان کیا جمشید کو بہت خلاف
ا اُسنے رات کو عمرو سے میل کیا عمرو نے سرکار کو بیہوشی پلا کے غافل کیا جمشید
بیل مین رکھ لیا آپ طرف اپنے لشکر کے گیا مہار وغیرہ بھی گئین افراسیاب کا

آدمی آخر ز خدمت میشود مخدوم خلق	سکندر حاصل نہ محکومی حکومت آدمی
باشد از ہر شر بشر محفوظ با عجز و نیاز	باید از صدق عبادت قدر عظمت آدمی
ہند یا چون رفتن است آخر ازین دار المحن	پس چرا باشد بفکر استقامت آدمی

اسوقت دربار مین ملکہ بہار کی عجب کیفیت ہے سب سردار بیقرار اہالی لشکر اشکبار مگر ثابت
کوے جرأت آمادہ مرگ ومہیاے قضا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ لڑینگے مرینگے اپنے مالک کا
نچھوڑینگے ہرچند باغبان نے کہا بہار نے جانا قبول نہ کیا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی
اُٹھا کر سب دیکھنے لگے دیکھا خواجہ عمرو بھاگے ہوے آتے ہین سب خوش ہو گیے بہار
نے کہا لو باغبان مبارک ہو خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین اب سب مشکلین آسان ہونگی
تردد وانتشار نہوگا اسقدر دل بیقرار نہوگا ہمارے سرپرست آگیے جو بنا سب یہ جانیں
وہ کرینگے ہمکو ظالم کے ہاتھ سے بچائینگے خواجہ نے آتے ہی کہا اے باغبان جلدی
یہان سے نکل چلو افراسیاب کو بیہوش کرکے آیا ہون صبح ہوتے ہی ہوشیار ہوگا سی
جمشید ثانی کو مین نے زنبیل مین رکھ لیا لشکر مین چلکر اسکا دربار سمجھا جائیگا باغبان
گلچین وبہار ومخمور آمادہ ہوئین باغبان نے نکلتے ہی آواز دی سب افسران فوج
آئے کبھی شاید اسی وقت مقابلہ پڑے گا اسباب سحر سے درست چالاک وچست باغ
نے کہا کل لشکر کو تیار کرو افسرون نے سب کو تیار کیا رات ہی رات طرف اپنے لشکر کے
خواجہ ایک جانب روانہ ہوے یہ کہکے گیے بہت جلد آؤ راہ مین کہین نہ ٹھہرنا یہ دارد
ہوسکے جاتے ہین سرداران مذکور دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین رات کو بھی کسی
نہین ٹھہرتے یہ لوگ تو اسطرح جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا افراسیاب کا
عرض کرتا ہون کہ افراسیاب جو صبح کو اُٹھا مرارت بیہوشی باقی تھی پریشان ہوکر کہا جمشید
کہان ہین دست بستہ ملازمون نے عرض کی حضور قلعے مین ہونگے کہا جا کر بلا لاؤ خدمتگار گئے
دیر مین پلٹ کے آئے عرض کی حضور قلعے مین جمشید کا پتہ نہین جا بجا تلاش کیا کہین نشان
سنکر افراسیاب بہ ہم بیٹھا ہے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی حضور بنا معاملہ ہی کہ قبر
پڑا ہے سرخ پوش جادو کی لاش اُس مقام پر ہے عمرو قید خانہ مین نہین ہے افرا

پس ہین کہ رہے ہین دیکھین تقدیر کیا دکھائے بڑے ظالم سے مقابلہ ہے افراسیاب کا سحر کون
ع کریگا باغبان کہتا ہے بڑا غضب یہ ہے کہ خواجہ عمرو قید ہین اگر وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت رہا
تے تو کوئی تدبیر کرتے اے بہار و مخمور و گلچین تم لوگ رات ہی رات کہین نکل جاؤ مین صبح کو
ولگا اپنی جان دونگا ملکہ بہار رونے لگین کہا اے باغبان یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو اس بلا مین چھوڑ کر
م اپنی جان بچائین افسوس یہ ہے کہ تا بکوہ عقیق نہ پہونچے کہ ایک مرتبہ زیارت شہنشاہ کر لیتے تقدیر
نے تجا ہا اب دلکی یہ کیفیت ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے صبح کو کیا پیش آئے افسوس دلکی دل ہی مین
رہی لشکر سے جدا ہوئے اس آفت مین مبتلا ہوئے بقول شاعر نظم

رخ و زلف پر جان کھویا گیا / اندھیرے اجالے مین رویا گیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار / قلم اپنا موتی پرویا گیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر / مین جاگا کیا بخت سویا کیا
رہی سبز بے فکر کشت سخن / نہ جوتا گیا مین نہ بویا گیا
برہمن کو باتون کی حسرت رہی / خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
مزا غم کے کھانے کا جسکو پڑا / وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا
زنخدان سے آتش محبت رہی / کوئین مین مجھے دل ڈبویا گیا

ار کے رونے پر مخمور بھی بیقرار ہے باغبان کہ رہا ہے اے بہار و مخمور تم نکل جاؤ برائے
ب تمھارا رہنا بہتر نہین ہم پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے بہار و مخمور
ہین اے باغبان یہ غیر ممکن ہے اپنے مالک بے نیاز سے رجوع کرو چارون دعائین مانگ
ہے ہین ای معبود بے نیاز اے خالق کارساز ہمکو اس آفت سے بچا لے اس ظالم کے ہاتھ
سے نجات ملی بہار نے کہا ای مخمور اُسکی عنایت شریک ہو سب آسان ہے نظم

جلوۂ شان بہ بیند گر ز صنعت آدمی / میرسد در منزل وحدت ز کثرت آدمی
محض نادان است گر بہر معاش چند روز / ہست پابند ریاضت بے ضرورت آدمی
وائے صد حسرت کہ بہر خواہش نفس شریر / عمر ضائع میکند در عیش و عشرت آدمی
میرود تنہا ز دنیائے دنی وقت سفر / با وجود ملک و مال و جاہ و حشمت آدمی

تیار ہے صبح کو سرکار دیکھین گے سبکو گرفتار کرلاؤنگا اب سرکار آرام فرمائین شراب کو نوش کی
افراسیاب نے کہا خوشی تمھاری جمشید نقلی نے جام لبریز کیا بیہوشی ملائی سامنے افراسیاب
کے پیش کیا افراسیاب نے جو جام شراب کا دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای جمشید یا
کھون جیسا جدائی نے بہار کی صدمہ دیا ہر وقت اُسی کا تصور رہتا ہے دل تڑپتا ہے قلب بیقرار کہتا ہے نکا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھکو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ اے بت چین رہ غرور کر
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی
سُن لیجیو پانون کبک دری کا اُکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون
سر سے تڑپ کے چل قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جا اُڑے کنارے سرو چمن مین اکڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح
منزل سے زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اُٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گانون نہین جب اُجڑ گیا

ہر سو نکی راہ آگے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو سرخ لعل لب یار کا خیال
جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

سینے لیا بغل مین پری رو وصال کو
دیو مزاق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

افراسیاب عرصہ دراز تک رویا عمرو نے کہا حضور اسکا خیال نہ کرین جو گذرا وہ گذرا کل
حضور کی خدمت مین بہار ہوگی افراسیاب نے کہا اُس ظالم کو اب انکار ہے شاہنشاہ
اسلام پر عاشق ہے ہمکو دشمن جانتی ہے عمرو نے کہا آپ جام نوش فرمائیے اور آرام کیجیے
غلام سمجھ لیگا افراسیاب نے جام شراب پیا پیتے ہی چلا کے جمیہ پشت پر لیا لیٹتے ہی بیہوش ہوا
نے تاج تو الگ سے لے لیا آپ بارگاہ سے نکل لشکر والون کو ترغیب دیتے ہوئے چلے
کہا حضور کہان تشریف لیے چلے جمشید نقلی نے کہا شہنشاہ نے واسطے ایک کام کے بھیجا
لشکر مسلمانان مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگے ملکہ مخمور و بہار و باغبان دیکھین حیران و پریشان تھے

اب مجھکو قدردان ملا اب مین سب کچھ کرون گا مہرخ وغیرہ کو تباہ کرون گا ایک دن مین سبکو مٹا دون گا
سم ہوشربا بڑے سلطف سے قبضہ ہو ملکہ حیرت و بہار کا محل کرو جتنی نازنینان جبینان
ن سب پر تمہارا قبضہ ہو شاہزادیون کے ساتھ تمہاری شادی ہو یہ سب محل ہو نگے جو سرکشی کریگا
سے پکڑلاؤنگا تمہارے قدمون پر گراؤنگا حمزہ کیا تھا ایک مجاور زادۂ خانۂ کعبہ ہینے نوشیروان
بنایا حمزہ کو بادشاہ جلیل بنایا اب اُنکا کون مقابلہ کرسکتا ہے میرے ہی مٹانے سے وہ مٹین گے
ب جگہ تمہاری سلطنت ہوگی اتنو جمشید جھومنے لگا خواجہ کی باتین سنکر مبہوت ہوگیا کہا خواجہ
غلام ہون جو تم کہوگے وہی کرونگا عمرو نے کہا ایک جام شراب تو پیو جمشید نے کہا جو خوشی ہو
آپ کی عمرو نے خوش کرنے کو جمشید کے یہ چند اشعار بھی گائے نظم

ق غیر مین ہے بیقراری یا ب اپنا سا — بنایا تو نے اُسکو بھی دل بیتاب اپنا سا
ی کا سوز دل ہرگز تجھے باور نہین آتا — تو سب کو جانتے ہے اے مہر عالمتاب اپنا سا
ب خون ناحق میرا ایسا کیا دیا تو نے — کہ ظالم رہ گئے منہ لیکے سب احباب اپنا سا
برضی یہی ٹھہری کہ تجھکو چھوڑ دون مجھکو — بتادے اور کوئی غیرت مہتاب اپنا سا
نگ آمیز یان کیسی ہین کسکا ڈر ہے دیکھو تو — مجھے تو کچھ نظر آتا ہے یہ خون ناب اپنا سا
وٹ ہے وہ زلفین لاکھ بل کھایا کرین لیکن — یہ ممکن ہی نہین ہے ہو دے پیچ و تاب اپنا سا
چہ شعر مومن بھی نہایت خوب کہتا ہے — کہان ہے لیک معنی بند مضمون یاب اپنا سا

شید یہ اشعار سنکر جھومنے لگا جام شراب پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے جمشید کو اُٹھا کر
زنبیل کیا جمشید کی شکل بنکر باہر آیا سب نگہبان ساتھ ہوئے کہا جواہر خانے مین حکم پہونچا و
گاہ مین صندوقچے آئین مگر جلدی کرنا ہمین جنگ کا انتظام کرنا ہے داروغہ دوڑا صندوقچے
ہرات کے لا کر بارگاہ مین رکھے خواجہ آئے سب صندوقچے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے خزانہ
ہوایا وہ بھی نذر زنبیل کیا آپ جمشید کی شکل بنے ہوئے طرف بارگاہ افراسیاب کے
لشکر مین حکم دیتے ہوئے چلے آتے ہین سب تیار ہین افسر لوگ ہوشیار رہین صبح کو لشکر
سلمانان کو لوٹنا ہے یہ کہتے سنتے بارگاہ مین آئے افراسیاب تخت پر بیٹھا ہی انتظار جمشید
ہا ہی کہ اب جمشید نقلی نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے جمشید کیا انتظام کیا کہا حضور سب لشکر

وہ عاشق ہے اب طبل جنگی بجوایا اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہے جو کہتا ہے وہی کریگا عمرو نے
آپ کیون گھبراتے ہین مین وہ تدبیر کرون کہ آپ بادشاہ طلسم ہوشربا ہون اٹھارہ سے ملک
ڈنکا بجے یہ اکینا مان لیجیے مجھے رہا کیجیے آپ کو بیہوش کر کے صندوق مین بند کر دون آپ کی
بنکر سامنے افراسیاب کے سامنے جاؤن بہار وغیرہ سب میرے قبضے مین ہین بہار کو سمجھا
کہ جمشید کے ساتھ شادی کیجیے میرے کہنے سے مجال نہین کہ جو انکار کرین مین دنے ہزار جگہ
بجائی اگر انکار کرین گرفتار کر لاؤن جمشید نے کہا خواجہ مجھے بیہوش نہ کرنا عمرو نے
جو آپ کے نزدیک مناسب ہوگا وہی کیا جائے گا افراسیاب کو یہان پکڑ کے مار ڈالیے
چلکر تخت سلطنت ہوشربا پر بیٹھیے تمام ملک مین مشہور ہو جائے کہ شہنشاہ جمشید ثانی
ہوشربا پر قبضہ کیا کسکی مجال ہے کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے اگر کوئی سرکشی کرے گا
عیاری کر کے پکڑ لون گا ملکہ صرصر کو کس عہدے پر پہونچایا اب بائیس لاکھ فوج ہے ہم ہزار افرا
کہلاتی ہین جو سردار سرکشی کریگا اُسکو عیاری سے گرفتار کرون گا تمھارے قدمون پر گرا دون گا
خواجہ نے فصاحت بیانی کی جمشید قدمون پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اقلیم عیاری تم ک
اعظم دستور المعظم کرون گا تمھارے ہی پاس باج و خراج آئیگا مجھے فقط معشوق پر بھیرہ سے
ہے عمرو نے کہا معشوق لیجیے سلطنت بھی کیجیے لیکن اس راز سے کوئی آگاہ نہو میرے
آپ کے درمیان مین یہ راز رہے آپ نے سرخ پوش سے سب حال کہدیا دروازے
سن بھی رہا ہے ایسا نہو افراسیاب سے کہدے کہ جان بچانا مشکل پڑے شراب منگا
بیہوش کر کے مار ڈالیے اسی طرح پردہ رہے مین ابھی چلکر افراسیاب کو لیتا ہون جمشید خوش
دوڑا گیا ایک کنٹر شراب کا اُٹھا لایا خواجہ کے جسم سے قید دور کی اب جو خواجہ رہا ہو
کہا سرخ پوش کو اندر بلا لیجیے جمشید نے پکارا اے سرخ پوش یہان آؤ سرخ پوش
آیا عمرو نے جمشید کو دکھا کر بیہوشی ملائی سرخ پوش کو جام پلایا سرخ پوش
خوشی پی گیا پیتے ہی گھبرایا جمشید سے کہا میرا دل گھبراتا ہے جمشید نے کہا ذرا ٹھکر ٹھہ
اُٹھا اُٹھتے ہی گرا جمشید نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا کہا لو خواجہ درانداز کو مارا اب یہ
عہد ہوتا ہے کہ تم کو طلسم ہوشربا کا مدار المہام کرون گا تمھاری رائے پر کاربندی ہوگی عمر

ے مین اپنی جان دونگا مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا جب بہار کو دیکھتا ہون گل عیش شگفتہ ہوتا ہے چاہتا
ن کہ جان اپنی اُسکے قدم پر نثار کرون روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون کو بصارت ہوگی اُس کا
ر فرحت آثار ہے ہاے مین کیا کرون شہنشاہ کے سامنے کچھ نہین کہہ سکتا کبھی سوچتا ہون جا کر
ار کی شرکت کرون لیکن شہنشاہ سے لڑ نہین سکتا اگر مقابلہ کرونگا گرفتار ہون گا کیون اے
رخ پوش مین کیا کرون کوئی تدبیر معقول بتاؤ مجھکو کشاکش سے چھڑاؤ جب مین اُسکے جمال جہان
ود دیکھتا ہون روح قالب مین تڑپتی ہے کیا کہون کہ کیا گذرتی ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون
طرف صحرا کے نکل جاؤن نظم

اے جوشِ نالہ کاوش ہر دم کہان تلک
یون موت سے شکایت پیہم کہان تلک

اُس مہروش کا روز کے رونے سے کیا حصول
اے اشک بیقرار سے شبنم کہان تلک

گردن جھکی ہوئی بھی وہی بار دوش ہے
اے دل خیال ابروے پُرخم کہان تلک

جل جلکے میرے دلکی طرح خاک ہوگیا
اے آہ سینہ سوز رے ہمدم کہان تلک

مین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو
اللہ مجھسے تنگ ہے عالم کہان تلک

سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے
اے دست وصل عیش کا ماتم کہان تلک

ہے جستجوے یار مین سعی رہ عدم
اے شوق دیکھیے کہ رہ دم کہان تلک

تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہاے
کھایا کرون امید اثر سم کہان تلک

اس زندگی سے میرا دم آیا ہے ناک مین
آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے
بیٹھین گے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

ح پوش سے جور ورد کر اپنا حال بیان کیا اور طالب ہوا کہ صلاح نیک بتاؤ خواجہ عمرو قیدخانے
بیٹھے ہوے سب حال سُن رہے تھے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران ذرا اسیر کے پاس
ہین آپ کو صلاح بتاؤن معشوق سے بھی ملاؤن اگر میری عرض پر پابند ہجیے معشوق بھی ملے
ت ہوش ربا بھی لیجیے یہ باتین سُنکر جمشید شادان و فرحان اندر آیا کہا اے ارسطو فطرت
ن حکمت اے ماہ آسمان عیاری اے انجم درخشان برج طراری دیکھیے تو قیامت برپا ہے میری جان
ہے کہ کیا تدبیر کرون افراسیاب نے آکر مجھکو بچایا اب دوسری مصیبت یہ ہے کہ بہار پر

فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین　　پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا
سیماب کیطرح سے شگفتہ ہوا مزاج　　اکسیر مجکو میرے خریدار نے کیا
پتھر کے آگے سجدہ کیا تونے برہمن　　کافر تجھے ترے بت پندار نے کیا
حلقے کی ناف یار کی تعریف کیا کرون　　گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا
دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی　　دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

عشق بہار مین اشعار جو سامنے جمشید کے افراسیاب نے پڑھے جمشید جلکر خاک ہوگیا جی
کہتا ہی اور غضب دیکھیے ملکہ بہار برعاشق ہی سامنے تو نہ کچھ کہہ سکا سر جھکا کر خاموش ہورہا بہ
و مخمور جو اُترین اور باغبان کی نگاہ پڑی کہ افراسیاب بالاے قلعہ کھڑا ہی ہوش اُڑ
پلٹ کر بہار سے کہا لو غضب ہوا افراسیاب یہان موجود ہی ہرکارے نے یہی خبر دی کہ
گرفتار ہو گئے باغبان نے کہا بڑا غضب ہوا بہار کا بھی رنگ رو متغیر ہوا مخمور کے مُنھ پر ہوائیا
لگین تھر تھر کانپتی ہی اور کہتی ہی اگر افراسیاب لشکر لیکر آئے تو کیا غضب ہو باغبان نے کہا ہرچہ
بر سرم چو تو لبندی رواست اب جو خدا چاہیگا وہ ہووےگا مخمور و بہار کو بڑی بیقراری ہی افراسیا
نے کہا اے جمشید لشکر مقابلے مین نکالو ما بدولت بھی نہ جاوینگے ان سبھون کو سحر کا حوصلہ
کل ان سبکو گرفتار کر لونگا جمشید نے اسی وقت لشکر بیرون قلعہ نکالا مگر حیران ہی کہ کیا ہوگا ا
افراسیاب بہار کو گرفتار کرکے لیجائیگا میرے دلکو کیونکر صبر آئیگا اس پریشانی مین بارگاہ بیر
قلعہ استادہ کرائی مگر پیٹ پکڑے پکڑے پھرتا ہی افراسیاب بھی آکر بارگاہ مین داخل ہوا مخمو
بہار وغیرہ پریشان ہین افراسیاب نے جمشید سے کہا طبل جنگی بجوادے جمشید نے ط
جنگی بجوایا باغبان کو بھی ہرکارون نے خبر دی باغبان نے بھی طبل جنگی بجوایا اب یہان جمش
پریشان ہی کبھی قلعے مین جاتا ہی حیران ہی کہ مین کیا کرون آخر گھبرایا ہوا اور قید خانے پر آیا سرخ پو
بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکارا کون آتا ہی جمشید سامنے سرخ پوش کے رونے لگا کہا اے سرخ پوش
کیا کہون ہرچند کہ شہنشاہ نے مجھکو آکر رہا کیا اگر وہ تشریف نہ لاتے تو بیشک میرے ملک کا خا
تھا اگر شہنشاہ نے مجھکو بچایا اب یہ دعت بھی وہ ہی کہ جو دل سے اُٹھ نہین سکتی صبح کو جو مقا
پڑیگا شہنشاہ میدان مین خود نکلینگے کون انسے مقابلہ کر سکیگا اگر بہار کو گرفتار کر

جاگ جائیگا غرق زمین ہو کر چلا خواجہ صندوقچے جواہرات کے اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کر رہے ہین خزانہ طلب فرمایا ہو کہ برابر سے تخت کے زمین شق ہوئی افراسیاب نے سر نکالا للکار کر آواز دسلار بان زادے خواجہ نے چاہا کھود ن افراسیاب نے اشارہ کیا تخت نے پانون خواجہ کے پکڑ لیے خواجہ ناچار ہوے افراسیاب نے نکلتے ہی خواجہ کو گرفتار کیا کہا تبلا جمشید ن ہی عمرو نے کہا بھلا حضور سے مین جھوٹ بولونگا آپ ہی تو میرے قدردان ہین یہ کہکے کہا مگر بود ہین افراسیاب نے جمشید کو جا کر ہوشیار کیا جمشید اپنا حال دیکھکر بہت گھبرایا افراسیاب نے تمام کیفیت بیان کی جمشید رونے لگا کہا حضور مسلمانون نے مجھے بہت صدمے یے حضور نے بڑا احسان کیا ورنہ نہین معلوم یہ ساربان زادہ میرا کیا حال کرتا جواہر خانہ تو ئب کر چکا اب روپیہ طلب کیا جاتا تھا افراسیاب تخت پر بیٹھا ہے جمشید حال اپنا کہ ہی سرخ پوش کو قید خانے سے بلوایا اُسکو بھی ہوشیار کیا اب افراسیاب ٹہلتا ہوا چلا جمشید سرخ پوش اُسکے ہمراہ ہین افراسیاب کھڑا ہوا ہے کہ دیکھا صحرا سے ایک گرد اُڑی ہاے ابر گلنار پیدا ہوے لپٹین پھولونکی آئین افراسیاب بہ نگاہ غور دیکھنے لگا دامن گرد شگافتہ دیکھا باغبان قدرت مرکب باد رفتار پر اور ملکہ گلچین طاؤس زرین بال پر تخت پر ملکہ بہار د نور لگا ابر گلنار سر پر سایہ فگن پھول برس رہے ہین بہار گلعذار کی رعنائی زیبائی مخمور شعلۂ جوالہ افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے جمشید ثانی ان دونون نے ہمکو بے موت مارا بہار کے نکل جانے سے باغ سیب مین سناٹا ہو گیا راتین تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہاے جمشید کیا کہوان کیونکر خاموش رہون نظم

قطرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا	اندھیر گیسوے سیہ یار نے کیا
گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا	مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
ناز و ادا کو ترک مرے یار نے کیا	غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا
افشان سے گشتہ ابرو خمدار نے کیا	جو ہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
قامت تری تملیل قیامت کی ہو گئی	کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
سودا ے زلف مین مجھے آیا خیال رخ	مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا

دی گلے مین گیند ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اپنی صورت پر اُسکو بنایا آپ اُسکی صورت بنکر باہر
مونڈھے پر آکے بیٹھے نگہبانون سے کہا تم حفاظت رکھنا آپ طرف بارگاہ جمشید کے چلے
جمشید بیٹھا ہی تعویذات عمل رہے ہین کہ خبر پہونچی سرخ پوش آتا ہی جمشید نے کہا جلد بلا لو سرخ
سامنے پہونچا جھک کر سلام کیا جمشید نے پوچھا کیون ای سرخ پوش سارہبان مرادے کی حفاظ
کچھ فریب تو نہین کیا کہا حضور میرے سامنے کیا عمرو فریب کر سکتا ہے ذرا اُترآیا بر آیا مین نے دو
مار دیے نیم بسمل ہو رہا ہے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی مین نے ابھی خبر پائی ہے آپ
عرض کرون آیندہ آپکو اختیار ہے جمشید ساتھ ہو تنہائی مین لیکر آیا خواجہ باتین کرنے
کہ حضور انتظام کرین مین نے خبر پائی ہی کہ باغبان وبہار وغیرہ لشکر لیکر آتے ہین یہ باتین
کرتے گلوری لگا کر عرض کی حضور کا منہ سوکھا ہوا ہی سنخ رو رہیے جمشید نے گلوری کھ
جیسے ہی ہیک حلق سے اُتری جمشید نے گھبرا کر کہا ای سرخ پوش میرا دم گھبراتا ہے کہا حضو
ٹہلین اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے جلدی مین زبان مین سوزن بھی
ایک چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا آپ جمشید کی شکل بنکر باہر نکلے تخت پر آ
بیٹھے چونکہ کو شے کھلے ہین خواجہ نے حکم کیا جواہر خانے کھولو جواہر خانے سے صندوقچے
خواجہ دیکھ دیکھ کر زنبیل کر رہے ہین قضا ے کار افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا ساحر
ذکر کیا کہ جمشید ثانی سے مقابلے پڑے ہین افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھا کر د
جمشید کس حال مین ہے مسلمانون سے مقابلہ کر کے تو بچنا دشوار ہے جو اُنسے لڑا دو
گیا یہ خیال کر کے کتاب کو دیکھا جمشید کا حال صاف معلوم ہوا کہ جمشید کو عمر
پکڑ لیا اُسکی شکل بنا ہوا تخت پر بیٹھا ہے یہ دیکھتے ہی افراسیاب گھبرا گیا کہا یار دغضب
عمرو نے جمشید کو پکڑ لیا مابدولت خود جاتے ہین سرمایہ برق انداز اور ابریق کو
بھی حاضر ہین ان دونون نے عرض کی غلام جائین افراسیاب نے کہا وہ نہایت ط
و فرار ہے جست وخیز کر کے نکل جائیگا مابدولت خود ہی جاوینگے یہ بات کہکے افرا
خود اُٹھا غصے مین چلا یہان خواجہ تخت پر بیٹھے ہین جواہرات طلب فرما رہے
افراسیاب نے جب دیکھا کہ مین قلعے کے قریب آگیا سوچا کہ ذرا میرا سایہ بھی دیکھ

اربان رادے کو قید کرداکر وہ لوگ یہان آدینگے انھین کے سامنے عمرو کو قتل کرونگا عمرو کو سلسل
ر مطوق کرکے قید خانے مین رکھا اور سرخ پوش بطور نگہبانون کے دروازے پر بیٹھا
ر جادوگر ساتھ ہین جمشید تخت پر آکے بیٹھا کو تمسے کھلوائے اسباب سحر نکلوا بہی چاہتا ہی
لیھہ تحفہ جات سامری نکلین تو سحر تیار کرون جمشید اس فکر مین تھا یہان خواجہ جب قید خانے
ن آئے کبھی ہنسے کبھی روئے سرخ پوش نے دروازہ کھول کے دیکھا کہا ارے قیدی کیون روتا ہی
رو نے کہا ذرا اندر تشریف لائیے تو مین کچھ عرض کرون سرخ پوش اندر آیا عمرو نے کہا دروازہ بھیڑ
بیے سرخ پوش دروازہ بھیڑ کر بیٹھا عمرو نے کہا کیون ای سرخ پوش ہماری کوئی صورت رہائی کی بھی
سرخ پوش نے کہا خواجہ تمسے جمشید بہت بدظن ہی یہ بھی خبر مشہور ہے کہ باغبان وغیرہ لشکر لیکر
ئے ہین جمشید کا یہ ارادہ ہی کہ تمکو سامنے بہار وغیرہ کے قتل کرے خواجہ نے کہا میری مراد یہ ہی کہ ہم
مانون مین قاعدے مقرر ہین تیجہ دسوان بیسوان ہوتا ہی میرے پاس دو چار پیسے ہین وہ مین آپکو
دون میری فاتحہ کر دیجیے گا سرخ پوش نے کہا آخر تمھارے پاس کیا ہی عمرو نے کمر سے روپئے نکالے
نے سرخ پوش کے رکھدیے کہا میری ہتھکڑیان نکالیے بیڑیو نے بھی رہا کیجیے تو مین اور کچھ
ر تبھی بھی نکالون لقا کے تاج سے نگینے نکالے تھے وہ میرے پاس ہین وہ بھی تم اپنے پاس رکھو
ر ایک مہربان تو ملگئے بہت سلیقے سے نذر و نیاز کرو گے سرخ پوش سوچا دُبلا پتلا ساتھیا کہان
اک کر جائیگا ایک سحر مین گرفتار کرلونگا یہ سوچ کر عمرو کے جسم سے قید جدا کی اب خواجہ
ہوئے ہنس ہنسکر باتین کرنے لگے پوٹلیان کمر سے نکالنے لگے سرخ پوش دیکھ دیکھ کر خوش
رہا ہی عمرو نے ایک ڈبیا نکالی کہا لو میان سرخ پوش یہ وہ شی دی ہی کہ بادشاہون کو نصیب
ئی ہوگی جب نمرود شکاکی کو مارا ہی تو اسکے تاج پر نصب تھا سرخ پوش نے پوچھا کیا کوئی الماس ہے
رو نے کہا مین اسکا حال نہ بتاؤنگا اسے کھولنا نہ دیکھیے یہ مین آپ ہی کو دیتا ہون جب گھر
ی جائیے گا بھابی صاحب کے سامنے کھولکے دکھائیے گا بھابی صاحب بہت خوش ہونگی
ماری وہ چورو میری بھاوج ہین میرا سلام کہدینا سرخ پوش نے کہا خواجہ مین دیکھ تو لون
رو نے کہا میری بلا سے دیکھو ایسی شی ہے کہ دیکھ کے دیوانے ہو جاؤ گے سرخ پوش نے
ن مین ڈبیا کو کھولا اسمین سے بیہوشی اُڑی سرخ پوش بیہوش ہوا خواجہ نے زبان مین سوزن

جمشید اوسی خیمہ کیطرف چلا کہ ایک بجلی چمکی مخمور و بہار سحر کرتی ہوئی چلیں ادہر گلچین نے
سحر کیا باغبان جھومتا ہوا نکلا بہار نے ایک گل سے تیر اور پھول توڑ کے لشکر پر پھینک ماری پھول
برسنے لگی ہوا ٹھنڈی چلی پھول شگفتہ ہوئے غنچے مسکرانے لگے ہزار جادوگر مبہوت ہوکر سر ٹکرا
لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہے کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے کوئی مخمور کے سحر سے دیوانہ ہو
نے بھی زمین ہلادی ہزار ہا لاشہ پڑا ہے جمشید نے جو دیکھا کہ چارون کی سحر نے خون کے
بہا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے نصف سے زیادہ لشکر تباہ ہوا گھبرایا کہ اب قدم نہ ٹک
بھاگ کر نکل چلو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہوگی چارون ساحر برابر کے جو سحر
باغبان نے کیا گلچین نے اوسکو نتیجہ کر دیا بہار و مخمور ملکر سحر کررہی ہین بہار نے پھول
مخمور نے خون کا دریا بنایا سیکڑون کو ڈبو کے مارا یہ بھی معلوم ہوا جمشید کو کہ گمنام
سے باغبان کے مارا گیا اب مشکل ہوگی گمنام کی فوج کے لوگ بھاگ گئے یا تو ہتھیا
مارا تھا مالک کے مرنے کی جو آواز سنی جی چھوٹ گئے لاشہ مالک کا لیکر بھاگے جمشید
خانے سے آکر خواجہ عمرو کو لیا چند افسرون سے کہا رنگ لڑائی کا دگرگون ہے یہ ان لوگون
سحر مین کم نہین ہون مگر رات کا وقت ہے لڑائی بگڑ گئی ہین اپنے قلعے مین پہونچون تو
لڑائی کا سامان کرون افسر خود گھبرائے ہوئے تھے سب نے کہا نکل چلیے اب ٹھ
نہین عمرو کو تو جمشید نے قبضے مین کیا چند افسرون نے ساتھ دیا پر رواد سید اکثر بھاگا باغ
وغیرہ جانتے ہین کہ جمشید لڑ رہا ہے رات بھر ساحرون کو قتل کیا جب گریبان سحر چا
اور ساحر زرین پوش ہو تماشۂ مغرب سے نکلکر خرچ زر جدی پر آکے ٹھہرا اب احوال
ہوا اوس پانچہزار ساحر جو رہگئے تھے وہ فریاد کرتے ہوے سامنے باغبان
آئے افسرون نے دہائی دی کہ ہم آپ کی اطاعت کرتے ہین باغبان نے ہاتھ
پوچھا جمشید کہان گیا ایک واقف کار نے بیان کیا کہ قید خواجہ کو لیکر طرف
قلعے کے گیا باغبان کو بڑا قلق ہوا بہار نے کہا لشکر مین کیا منہ دکھائینگے سب کی
صلاح ہوئی کہ ادہر چلو پانچہزار ساحران مطیع الاسلام کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ لالانیہ کی
بیان خواجہ کو لیکر جمشید قلعہ لالانیہ مین آیا سرخ پوش جادو سے کہا

آ کے دیکھا کہ جمشید ثانی لڑ رہا ہے ایک لشکر نے آ کر شبخون مارا ہے باغبان گلچین بصورت
ں اُترے خدمتگارون سے پوچھا کہ مخمور و بہار کہان قید ہین خدمتگارنے بتادیا کہ سامنے
ین قید ہین باغبان نے گلچین سے کہا تم تو اس لشکر کا تماشہ دیکھو مین بہار مخمور کو لاتا ہون
کے باغبان غرق زمین ہو گیا گلچین آمادہ کھڑی ہین کہ باغبان نکلے تو مین سحر کرون
بان غرق زمین ہو کر اوسوقت خیمے مین پہونچا کہ گمنام جو زمین سے نکلا اور بہار کو
قفس مین دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا

نظم

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا — کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا
کیا کیا اُلجھتا ہی تری زلفون کے ناز سی — بخیہ طلب ہی سینۂ صد چاک شانہ کیا
زیر زمین سی آتا ہی جو گل سو زر بکف — قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا
اڑتا ہی شوق راحت منزل سی اسپ عمر — مہمیز کہتے ہین کسے اور تازیانہ کیا
زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہی اپنی مشت خاک — بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا
چارون طرف سی صورت جانان ہو جلوہ گر — دل صاف ہو ترا تو ہی آئینہ خانہ کیا
صیاد اسیر دام رگ گل ہے عندلیب — دکھلا رہا ہے چھپکے اوسی دام و دانہ کیا
طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال — ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا
آتی ہی کس طرح سے مری قبض روح کو — دیکھون تو موت ڈھونڈ رہی ہی بہانہ کیا
یون مدعی حسد سے نہ دی داد تو نہ دے — آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

اہی کہ قفس بہار سی جا کر بیٹھون کہ باغبان زمین سی پیدا ہوا آواز دی او بے ادب خبردار
ر باغبان کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئی گمنام نے کہا ارے تو کون ہی میری تو اس معشوق پر ہی چھری
ن جاتی ہی مینے جمشید پر شبخون مارا زخمی ہو کر یہان تک پہونچا باغبان برابر پہونچ گیا
م نے تلوار کا ہاتھہ مارا باغبان نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا گمنام کا سر اُڑ گیا
ہی سیاہ اوٹھی سنگ باری برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام
ننام جادو ولبو جمشید نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا ارے گمنام کو کس نے مارا کیسی آواز
ی ہی خدمتگارون نے کہا حضور حسین خیمے مین بہار و مخمور ہین اوس خیمے سے آواز آئی ہی

کہ لشکر تیار رہو آج اوسکے لشکر پر شبخون مارونگا معشوق کو چھین لونگا بڑا غضب ہی کہ ملکہ مخمور کو
لیے جاتا ہی سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر قیاستین برپا کرونگا پھر دن رہے سے لشکر تیار کیا تلاش
لشکر جمشید کی چلا یہان جمشید اوسی منزل پر آکر اوترا جب لشکر اوتر چکا تو اسنے ایک بارگاہ
کو آراستہ کرایا اسباب عیش و نشاط رکھا شراب و کباب سب مہیا کیا قفس ملکہ مہار و مخمور کا سامنے
رکھا ہاتھ جوڑتا ہی منتین کر رہا ہی کبھی مہار کے سامنے کبھی مخمور کے روبرو خوشامدین کرتا
یہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اسکو کلمات سخت کہ رہی ہین کہتی ہین او جمشید تو
بخدمت افراسیاب روانہ کردی اسکو اختیار ہی جو چاہے ہمارے ساتھہ کرے اگر
ہمارا قتل کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال سر ہمارا حاضر ہی لیکن ایسے کلمات مہملات ہمارے روبرو
ہم جان دینگے تیرا کہنا قبول نہ کرینگے جمشید نے قفس دونون لٹکا دیے آپ چھپر کھٹ پر آ
لیٹا ہی کہ آواز نوبت کی گمنام کے آئی گولے چلنے لگے تلوارین برسین خنجر گرنے ہنگامہ
مین بلند ہوا جمشید نے خدمتگارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی خدمتگار
دیکھا خیمہ بارگاہین جل رہی ہین گمنام ساحرونکو قتل کرتا پھرتا ہی ہزارون جادوگرون
لاشین زمین پر پڑے ہین آکر جمشید سے خبر کی کہ گمنام شبخون آیا ہی ہزارون کو قتل کر رہا
لشکر بھاگنے لگا یہ سنتے ہی جمشید اوٹھا اسباب سحر لیے ہوے باہر آیا دیکھا لشکر قتل ہو رہا
گمنام نے وہ سحر کیے ہین کہ بارگاہین جل رہی ہین شعلے بھڑک کر گرتے ہین بارگاہون کی
ہین کسیکے کیے کچھہ نہین ہوسکتا جادوگر ناچار و مجبور بھاگتے پھرتے ہین ہر طرف ہنگامہ ہی جمشید
نے اپنے نام کا نعرہ کیا فوج پر گمنام کی جا پڑا پکار کر آواز دی یارو کہان بھاگے جاتے
ہو مین ابھی اس بے حیا کو سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا جمشید چلا ادھر سے یہ گھوڑا اڑاتا
ہوا جاتا تھا اودھر سے گمنام آتا تھا دونون سے مقابلہ ہوا آپس مین سحر چلنے لگے جمشید نے
چمکائی سحر جو گمنام کا زخمی ہوا دونون پانوٴن مارکے غرق زمین ہوگیا زمین کاٹتا ہوا چلا
آ گیا چکا ہی کہ فلان خیمے مین ملکہ مخمور و مہار ہین منظور ہی کہ جا کر انکو رہا کردن عین بارگاہ
مین جا کے نکلا دیکھا قفس مخمور و مہار لٹکا ہی قضا ہی کار باغبان قدرت وگلچین پھرتی ہی
اسطرف آنکلے ہا ہو و ساحران کی صدا کان مین آئی باغبان و گلچین اس طرف

ی فتح ونصرت کی تدبیر ہی	کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے	یہ نعرہ کرکے محفل کو لوٹنے لگے

تو نیچہ نگارین تھا یا پنجۂ جلاد ہو گیا لوٹ بھی رہی ہین قتل بھی کر رہی ہین جادوگرنیون کو جو قتل کیا
رنیکی اونکی صدا بلند ہوئی قضاے کار جمشید ثانی مخمور کو پنجے مین دبائے ہوے جاتا تھا کہ جادوگرنیون
کے مرنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ یہان کون جادوگر قتل ہو رہی ہین کہین ساربان زادی کا
زر ہوا اوسی صدا پر متوجہ ہوا آسمان سے دیکھا کوہ فیروزہ پر سب جادوگریان بیہوش پڑی ہین عمرو
رہی اوتار اوتار کر قتل کر رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے جمشید ثانی ساربان زادی نے بڑی تباہیین برپا
کی ہین شہنشاہ کو خاک خیال ہے سحر کرکے مخمور کو بر سر ہوا ٹھہرایا آپ تڑپ کے گرا نعرہ کیا باش او
ساربان زادی منم جمشید ثانی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھکے بھاگون
جمشید نے سحر کیا کہ پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے جمشید زمین پر آیا خواجہ کو پنجے مین دبایا یاران
ر برسا کے سب کو ہوشیار کیا اب جو گوہر کی آنکھ کھلی دیکھا دریا خون جاری ہے صدہا کنیزین
بے سر پڑی ہین عمرو کو جمشید ثانی پنجے مین دبائے ہے گوہر نے گھبرا کر پوچھا اے جمشید تم کیونکر
دنے کہا حضور مجھ سے مسلمانون سے معرکہ پڑا ہے مخمور کو دیکھئے ہوا پر ٹھہرایا ہے آپ کو بچایا ساربان
دیکو گرفتار کیا شہنشاہ اسکے ہاتھ سے عاجز ہو رہے ہین سر اسکا کاٹ کر روانہ کرونگا ملکہ گوہر
کہا اس ظالم نے میری بہار پر یہ آفت برپا کی کہا حضور اب ایسی سزا پائیگا کہ اپنی ساری عیاری
ول جائیگا اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ساحرون کے گھرون مین گھی کے چراغ جلین
دشمن خداوند مارا گیا ہر چند گوہر نے کہا کہ اس ساربان زادی کو میرے حوالے کرو جمشید نے نہ مانا
رو و مخمور کو لیکر روانہ ہو گیا اوپر ہوا کے لشکر مین آکر پہونچا سب سردار انتظار مین
ملکہ بہار کو قفس آہنی مین قید کیا ہے مخمور کو بھی ایک قفس مین رکھا ہے منشاہی جادو
دار المہام نے کہا تم عمرو کو قید کرو قلعہ لالانیہ پر چلکر قتل کرینگے سر خدمت مین شہنشاہ کی
بھیجینگا ہے منشا عمرو کو لیکر آیا اوسیوقت لشکر تیار کرایا طرف قلعہ لالانیہ کے چلا مگر گمنام جو
ٹ کر لشکر مین آیا کہا یارو ہرکارے جائین جاکر دریافت کرین کہ جمشید کہان گیا ہرکارے کچھ دور
گئے آکے عرض کی جمشید بہار و مخمور کو گرفتار کر لایا آج شب کو منزل بین الطرفین پر اتریگا
ان سے دو طرف راستہ ہے اسوجہ سے اوسکو بین الطرفین یہان کہتے ہین یہ سنکر گمنام نے

تتلی نے عرض کی حضور ذرا ملاحظہ تو فرماوین میخانے کی کنجی مجھکو ملی گوہر نے کنجی میخانے کی شگوفہ تتلی کو د
نے جاکر شراب کو خراب کیا پکار کے کنیزونکو آواز دی ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے گا
تقسیم ہونے لگی جالیس گلابیان تکلف سے آراستہ کرکے محفل مین لائی گوہر نے کہا دیکھو شگو
کس سلیقے سے شراب لائی ہے خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ پیجئے خواجہ بشکل شگوفہ وسط محفل مین
بیٹھے گوہر فیروزہ پوش سے آنکھ ملائی جام شراب بھر کے یہ غزل گاتی ہوے لے چلے نظر

پنجۂ شانہ سے تو زلف گرہ گیر نہ کھینچ	دل سے دیوانے کو مت چھیڑ کہ زنجیر نہ کھینچ
ہم تو بچتے نہین تا شام وہ آئے بھی تو کیا	اے دعاے سحری منت تاثیر نہ کھینچ
اے ستم پیشہ مرے بعد کہان نشۂ عشق	دیکھ خمیازۂ حسرت ہے یہ شمشیر نہ کھینچ
ہے دوا میری وہی سو نہین ممکن کہ ملے	چارہ گر رنج و مصیبت بے تدبیر نہ کھینچ
مین نہ کہتا تھا مصور کہ وہ ہے شعلہ غدار	دیکھ تو صفحۂ قرطاس پہ تصویر نہ کھینچ
ہم جوان مرد محبت بھی سمجھ لینگے بھلا	اپنی ایذا سے تو ہاتھ اے فلک پیر نہ کھینچ
روز غم کون بھلا آنکے ہوتا ہے شریک	انتظار اے اثر نالۂ شبگیر نہ کھینچ
اتنی فرصت دے ستمگر کہ پہونچ جاے اجل	دم کے دم اور بھی سینے سے مرے تیر نہ کھینچ
مومن اب کیش محبت مین کہ ہے یہ جائز	حسرت حرمت صہبا و مزامیر نہ کھینچ

سر جھکا کے سامنے گوہر کے عرض کی اب ایسی شہزادیونکو سبھی شراب پلانا چاہیئے گوہر بھی
اندیشۂ انجام شراب پی گئی اب تو خواجہ نے دورا باندھا مصاحبونکو کنیزونکو پلانے لگی کنیزونسے اس
کیا صاحبو اپنے ہاتھ سے بھی پیو مین تو سب کو پلاتے پلاتے تھک گئی کنیزین خود پینے لگین ت
ہی عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی کنیزین بیہوش ہونے لگین چند ساعتین گذری تھین
تمام محفل مع گوہر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان	عمرو ذی حشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پید
مرے نام پر غدر شیدا ہوا	اوڑاتا ہون کفار کے مین دھوین	جھکاتا ہون دشمن کو ہردم ز
مرا اکرہے گلشن قیل و قال	مری چال سے ہے صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سا ما
نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذی حشم نامدار	امیر عرب شیر پرد

ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہین آبلے — نقش قدم مین طور ہی چشم پر آب کا
کہتے ہین تیرے عارض و قامت کو دیکھکر — بالای سرو پھول کھلا ہے گلاب کا
دیکھی جو اوسکی زلف ہوا مخواغ دل — ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا
ہر صبح وہی صبح ہی ہر شام وہی شام — انسان پر ہی دور فقط انقلاب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے — محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
اوسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر — ابلیس اب نشانہ ہی تیر شہاب کا
تیری بہار نے یہ اڑائی گلونکی رنگ — ذرات جوش باغ مین ہی ماہتاب کا
محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر — تا مدہ خیال آئے گا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبق ہین بازی گنجفہ — چوتھا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا
آتی ہی خشک و تر سے مجھے بوے زلف یار — ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
پیری بغیر ہم نے نہ دیکھا طلوع صبح — گذرا شب فراق مین موسم شباب کا
اپنی غزل یہ آب مین لکھتا ہون اب غزل — دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

نو خواجہ کا مثل سحر کے ہے گوہر فیروز مرپوش نے ہنسکر کہا تم نے تو ای شگوفہ آگ لگادی
ت مین کسیکی کیا مجال ہی کہ تیرے گانے کا جواب دے سب اہل محفل نے کہا حقیقت مین
لیا گانا نہ سنا تھا شگوفہ نے تو گل کھلائے نئے طور کے فقرے سنائے خواجہ نے کہا یہ حضور آپ
یا سنا دوسرا کمال دیکھئے ساقی گری کرتی ہون سر سے شراب پلاؤن باتون سے تاچون
سے بتاؤن ملکہ گوہر نے کہا اے شگوفہ یہ کمال تو عمرو مین سنے تھے کہا حضور جب
ی عمرو کا تمام جہان مین پھیلا اور کنیز نے بھی سنا اپنے اوستاد سے کہا کہ جو جو کمال
مین ہین وہ مجھے بتائیے اوستاد نے کہا بیٹا مشقت کرو سب کچھ آجائیگا کنیز نے برسون
ت کرکے یہ کمال حاصل کیے اب حضور سماعت فرماوین کہ کنیز نے سب وہی ڈھنگ اوتار کے
، اگر عمرو عیار بھی اس جلسے مین ہوتا تو حال معلوم ہوتا گوہر نے کہا خدا نہ کرے سامری د
شید نہ چاہین کہ ساربان زادہ ہماری محفل مین آئے جس صحبت مین گیا وہ گھر برباد ہوا
بڑی ملک اوسنے برباد کیے شہنشاہ طلسم ہوشربا اوسکی شکایت کرتے ہین شگوفہ

ہوا ملاحین ہونے لگین خواجہ نے کہا یقین ہے کہ جمشید ہی نے مخمور کو بھی بلوایا ہوگا یا خود ہی آکر لیگیا یہ
ہون جا کے فکر کرتا ہون باغبان نے کہا اوستاد مین بھی آتا ہون لشکر مین جا کر کیا منہہ دکھائینگے
بہار کے واسطے کیا کیا کوشش کی خواجہ بدحواس پریشان ایک جانب چلے باغبان و گلچین پر
پیدا کر کے تلاش مین مخمور و بہار کی چلے اب حال بدمال جمشید تحریر ہوتا ہے کہ ملکہ بہار کو
ویران مین آیا لشکر بھی اسکا آکر پہونچا اودھر گمنام بھی اپنے لشکر مین آیا جمشید نے بہار کو ایک
مین بند کیا پنجرا افسرونکو دیا کہا تم سب قلعہ لالانیہ پر چلو مین بھی آتا ہون پھر پر پرواز پیدا کر کے
صحرای بلور کی ملا مخمور کو آکر اوٹھا لیگیا مخمور بیہوش ہے نیچہ کمر مین دیے ہوے جاتا ہے جمال بیمثال دیکھ
حیران باتین کرتا ہے کہ پسران حمزہ کیا خوش نصیب ہین کہ ایسی معشوقان پریچہرہ اونپر عاشق ہین یہ
ہوا جاتا ہے کبھی دل سے کہتا اگر بہار نہ قبول کرے یہ پری پیکر کیا بہار سے کم ہے بلکہ حسن و جمال مین زیادہ
کیا حسین و جمیل ہے لیکن مسلمانون کی کفیل ہے دیکھئے کیونکر قبول کرے یہ سوچتا ہوا جاتا ہے لیکن
جو چلے قریب کوہ فیروزہ کے پہونچے ملکہ گوہر فیروزہ پوش اپنے پہاڑ پر بیٹھی ہین کئی سو کنیزین
ناچ ہو رہا ہے دور شراب بے اندیشہ چل رہا ہے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا منہ مین پانی بھر آیا ر
روغن عیاری کا لگا کر طرف پہاڑ کے چلے ایک کنیز کی شکل بنے ہوے ہین ایک گھاٹی پر
شگوفہ نامے کنیز پہرے پر بیٹھی تھی عمرو نے اوسکو بیہوش کیا شگوفہ کی شکل بنکر
دی ارے پہرا نہ بدلا جائیگا دوسری کنیز سنتے ہی پہرے پر آئی خواجہ بہ شکل شگوفہ
مین آئے بن تنکے ملکہ گوہر فیروزہ پوش کے سامنے پھرنے لگے گائن جو تانین لگا
تھی کبھی اوسکا منہ چڑھاتے ہین کبھی منہ بنا کر سر ہلاتے ہین ملکہ گوہر نے آواز دی کہ
بی شگوفہ تمکو گانا گلرنگ کا نہین پسند آیا شگوفہ نقلی نے کہا حضور یہ گانا ک
بے سرا ہی ہے دیکھئے گانا اسے کہتے ہین گانا بہت دشوار ہے یہ کہکے بہ تعجیل بیٹھ گئی
والی سے کہا بوا سیدھا ٹھیکہ بجاو بت بڑھو نہین یہ کہکر کہا حضور سنیے گانا اسکا
سے مین نے لاکھون روپیے خرچ کیے جب یہ کمال حاصل کیا۔

نظم

کانی لب اوسکو نستہ ہے بوے تتر کا	ہو بوجہ جسکے ہاتھ مین ساغر حباب کا

ب اشعار پڑھتے چلے اور بہار نے اشارہ بھی کیا کہ جمشید کی مشکین باندھکر لاؤ ہمکو قتل کرنیکو کہتا
ہزار جوان آگے آگئ ایک طرف ایک افسر موسوم بہ ابرام جادو جمشید نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت
بگڑا پکار کر آواز دی ای بہار ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہمارا احسان یاد کرکے ہماری پہلو نشین ہوگی تو میرا
تیار دیکھو یہ کہکے ہزار جوانون پر جا پڑے زور و شور سے جاکر گرا ابرام جادو کو ہاتھ تلوار کا مارا ابر
اصل جہنم ہوا کئی ہزار جادو گردن کو ظلم و بدعت سے قتل کیا جب لاشے ان سبھون کے دیکھے بہت
یا کہا ہاے یہ سب بے گناہ مارے گئے بہار نے چاہا لپک کے گلدستہ مارون جمشید نے
خیراب آپکی تدبیر اور طرح سے ہوگی یہ کہکے دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا بہار
یران کہ یہ کدھر گیا اور ساحرون سے لڑنے لگی پشت پر ملکہ بہار کی جمشید آکر نکلا باغبان
واز دی اے بہار ہوشیار رہنا بہار جبتک پلٹین دام جمشیدی اسکی کاندھے پر تھا وہ دام
سا زنے بہار پر مارا خاک تیر جمشید بھی اوڑا دی باغبان و مخمور جھپٹے کہ بہار کو رہا کرین
شید نے اپنے ساتھ والونکو آواز دی کہ یارو لڑ بھڑ کر نکل آؤ معشوق کو مین پایا صحرای ویران مین آؤ
کی دونون پانون زمین مین مارے باغبان مخمور نے کئی گولے زمین پر پھینکے جمشید نہ کا غرق زمین
یا لشکر والے بازبط بنکر بھاگے کوئی غرق زمین ہوگیا وہ جاکر نکلا کوئی بشکل کبوتر اوڑا تھوڑی
ی مین باغبان گلچین و مخمور نے دیکھا صحرا مین سناٹا ہوگیا گمنام بھی اپنا سارا لشکر صحرای
ران مین چھوڑ آیا تھا زخمی ہوکر وہین پہونچا باغبان و گلچین و مخمور چلے آتے ہین
بجالاشے پڑے ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا خواجہ عمرو چلے آتے ہین باغبان و
در کو جو دیکھا بارگاہین خیمے چھکڑی جا بجا لدے ہوے کھڑے ہین خواجہ لوٹنے لگے
غبان نے کہا اوستاد حال تو سنئے ملکہ بہار کو جمشید لے گیا خواجہ نے کہا یہ
مفت کا پڑا ہے تو لیلین پھر بات کرنا خیمے بارگاہین قبضے مین کین جو بارگاہ جمشید نے
ستاد کرائی تھی اوس بارگاہ مین آکر باغبان و گلچین بیٹھے مخمور ٹہلتی ہوئی آتی ہے
اجہ عمرو اندر بارگاہ کے جا چکے ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا مخمور کو پنجہ اوٹھا لے
باغبان و گلچین باہر نکل آئے مخمور نے ہر چند زور کیا پنجے نے ہکا مارا کہ
مور بے ہوش ہوگئی پنجہ لیکر غائب ہوا اب تو باغبان کو نہایت رنج

ساحر زبردست جدھر سے گذرا خون کے دریا بہا دیے بلبلین رسائی پامال کیں گمنام چاہتا ۔۔ ادھر کے قریب بہار کے پہنچوں اپنا حال زار عرض کرون شاید معشوق خوشخو گل اندام بر سر رحم آجائی ادھر سے جمشید آتا تھا مگر جمشید کو کچھ بن نہین پڑتا باغبان کا جب گ... چلا زمین ہل گئی ایک طرف بہار کا سحر مخمور کے عجائب غرائب گمنام قتل کرتا پھرتا ہی جمشید گبر... ردے کے کسکو کسکو ٹوکے گمنام نے بھی ارادہ کیا ہی کہ صفونکو درہم برہم کر کے معشوق پر قبضہ کردن کہ کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو جمشید نے للکارا او نامراد ازلی جب تو میرا دشمن ہوا تو مین قدیم کا کیا خیال کردن ارے اسی معشوق کیواسطے مین نے گلیوفش اپنی محبوبہ کو قتل کیا مگر ظالم کو بالکل نہین جمشید و گمنام مین سحر چلنے لگا دو سحر جمشید نے گمنام کی طرف کیے تیسری مرتبہ جھلا کر برق کڑک کر گری کہ سر گمنام کا زخمی ہوا یہ پیچ ہٹا اب جمشید جھومتا ہوا جاتا ہی اودھر سے بہار نے کچھ ساحرون کو بھگایا سحر بھی کیا ایک ساحر نے جو گولہ پھینکا پشت پر بہار کی پڑا کچھ سحر تاثیر نہین کی مگر بہار کو بہت ناگوار ہوا جھپٹ کر اوس جادوگر بد پر بھی پھینک ماری چند... جھوم افسر کے گریبان اپنا پھاڑا پھول سونگھتے ہوی یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوی بڑ...

نظم

نہین ہین اسقدر جسے ادب ہم کہین جمع ادنکی دہن نہین ہی ۔ دہن تو ہی پر ہی تنگ ایسا کہ جسمین جا لحن نہین ہی
نہین ہین محتاج کچھ صبا کے یہانتک لاغر گھل گئی ہی ۔ کہ ہمکو کافی ہی نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہی
ہوی ہین اسقدر جہ نے نشان ہم نہ جستجو سی ملین کیسکو ۔ کہین غبار صبا پریدہ کہین ہمارا وطن نہین ہے
ہی بھی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آئے ۔ کفن ہوا بھی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے
گرو نہ منت کشی عیسی اوٹھاؤ دست دعا اجل کو ۔ شفا ہو مرہم سے جسکو حاصل وہ میرا داغ کہن نہین ہی
گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستان مین ۔ بہار گلشن کی کون دیکھے کہ بلبل نغمہ زن نہین ہے
یہ رحم صیاد بھی ستم ہی کہ ہی خزا مین جو وا قفس کو ۔ بہار دیکھیگی کسکی بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہی
عبث تکلف پس فنا ہی لحد پہ بیچارگانکی ہمدم ۔ ہمین تو کافی ہی لوح سبزہ جو چادر یاسمن نہین ہی
یہ جوش وحشت ہی اندنون مین کہ اپنی سایی سی ہون میں رمیدہ ۔ کہون جو خود کو غزال وحشی تو کوئی ایسا ہرن نہین ہے
جو ہین نزاکت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی سے ۔ بہت ہین استاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے

غبان سے کہا دیکھو جمشید ثانی کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی ہمارا راستہ روکنے آیا ہی جمشید کی جو نگاہ پڑی
رکر آواز دی کہ اے ملکہ عالم میرا احسان آپکو یاد ہی مینے اپنی معشوقہ کو قتل کیا اب مجھکو سرفراز فرمایئے
ہ بہار نے آواز دی او جمشید کچھ دیوانہ ہوا ہی اگر تو نے اوسکو قتل کیا بہتر ہوا گوشت
ندان سگ جمشید نے سحر کیا کہ تخت چلتے چلتے رکا اب تو باغبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی
دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کہکے باغبان تخت سے کودا گنبد پھولونکا نکالکر مارا ملکہ بہار بھی کود پڑی
رنے لگین کہ نخل سے آواز آئی بہار گلعذار پر نگاہ نہ ڈالیے گا ورنہ میرے آپکے فساد ہوگا میرا
عجب حال ہے مین عاشق صادق ہون مجھ سے صبر نہ ہوگا

نظم

حیرت ہی ہو نہ زلف ورخ یار سی بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار ہون
گل سے نباہ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہمسے وہ خانہ خراب ہی
گھر سے بگاڑ ہی در و دیوار سے بگاڑ

بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اوس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آرزدہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لیے ہے نمکخوار سے بگاڑ

تیری سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہی خادم سرکار سی بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سی بگاڑ

دیوانی آجکل کی کچھ آتش نہین مین ہم
مدت ہوئی کہ ہی سرودستار سی بگاڑ

نعار پڑھکے کئی مرتبہ جمشید کو منع کیا کہ آپ اس مقدمۂ خاص مین دخل نہ کیجئے مین اسواسطے آیا
آپکی مدد کرون لیکن معشوق پریچہرہ کو دیکھکر دلمین قوت ربط وضبط نرہی ای جمشید میرے
ری مقابلہ ہوگا مخمور و بہار نے قیامتین برپا کردین جب گلدستہ مارا سودوسو کو دیوانہ کردیا
ر کا کنٹھا یاقوت احمر کا جل رہا ہی باغبان ایک طرف پامال کرتا پھرتا ہی گلچین کا سحر سابقہ
ن کے ہی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گمنام شاید تیری قضا دامنگیر ہی بدولت کی معشوقہ
ام لیتا ہی کیون شامتین آئی ہین خبردار ایسے کلمات مہملات زبان پر نہ لانا ورنہ پہلے تجھی کو
دونگا یہ جواب پر عتاب سنکر گمنام فوج جمشید پر سحر کرنے لگا مثل فیل مست

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
راہ سے آنکھونکی نکلے جان مضطر چاہیے
ٹکٹکی بند ہوا ہے رکتا ہے ہمیشہ سوئی در
قطع کر رکھیو کفن اسنے لیے اے آسمان
کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
عشق پیدا کر کمی کچھ حسن وخوبی کی نہین
خود چلونگا یار سے لینے جواب خط شوق
ناتوان ہوجاتا ہے فکر سخن سے آدمی

ہر گھڑی دلکو زیادہ تھا گجر کا انتظار
شام سے فرقت کی شب مین ہے سحر کا انتظار
مردم دیدہ کو اوس نور نظر کا انتظار
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار
ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار
سودۂ صندل ہے تیرے درد سر کا انتظار
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار
رشتہ کردیتا ہے آتش اس گہر کا انتظار

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گمنام نے کہا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی پر عاشق ہو جمشید نے اسکا بھی کچھ ا ندیا گمنام ساتھ جمشید کے بارگاہ مین آیا چرچہ شراب وکباب کا ہو جمشید یہ گھبرایا ہوا ہے کہ مین کوچ کردن ایسا نہو کہ ملکہ کوہ بلور سے گذر جاوین یہ سوچکر کہا کہ لشکر تیار کرو گمنام نے کہا اے برادر تم ا پریشانی مین ہو مین بھی ساتھ رہونگا اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا جمشید نے کہا تمہارا میرے رہنا مناسب نہین تم اب رخصت ہو مین اسوقت کوچ کرونگا گمنام سوچا کہ ساتھ نہ چلو الگ سے دیکھنے نہو میرے دوست پر کچھ افتاد پڑ جاے دلکو اشتیاق بھی ہوا کہ یہ کسی عمدہ معشوق پر عاشق ہوا ہے جو یہ بیقرار ہے ظاہر مین جمشید سے رخصت ہو گیا لشکر سے کہا تم صحراے ویران مین ٹھہرو مین اپنے بھائی کی خبر جاتا ہون یہ کہکر ایک عقاب کی شکل بنکر چلا جس مقام پر لشکر جمشید اوترتا ہے کسی نخل پر بیٹھ رہتا ہے صبحکو جب کوچ ہوتا ہے یہ بھی ساتھ ہو لیتا ہے قریب صحراے بلور لشکر جمشید آکر اترا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے انتظار مین کہ اب سواری معشوق پری پیکر حور منظر کی آتی ہوگی ایک نخل پر گمنام پتون مین چھپا بیٹھا ہے جمشید دربارگاہ پر کلیجہ پکڑے ٹہل رہا ہے کہ یکایک ہواے سرد چلی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا چار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا کہ دیکھا ابر فیروزی گرجتا ہوا پیدا ہوا ہواے سرد چل رہی ہے اوسی ابر سے مینہ بھی آتی ہے وہ ابر آکر پھٹا جمشید ثانی نے دیکھا ایک تخت پر ملکہ بہار گلعذار پہلو مین ملکہ مخمور ایسی خوش خوشخو خال ہندو چشم جادو ایک طرف باغبان قدرت پہلو مین گلچین ایسی نازنین یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ ابر اوٹھا اور شق ہو کر تخت ظاہر ہوا گمنام آتشبار نے اون معشوقان پریچہرہ کو دیکھا اور بہار سے

شعار پڑھکے خوب رویا کہا یاروسینے اوسکو اسواسطے قتل کیا کہ بہار پر احسان ہو قتل کرکے چلا آیا
تو خیال رہیگا اب حیران ہون کہ کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا راہ مین جا کر بہو کون کسطرح سامنا کرون
نانے کہا یہ تو دریافت کیجئے کہ بعد قتل اقبال گلپوش کہان تشریف لیگئین یہ سنتے کے ساتھہی
اوراق جمشید ہی نکالی اوسمین دیکھا کہ بہار کدھر جاتی ہی اسنے کہا کہ یارو لشکر تیار کرو ساٹھہ ہزار کا
لر اوسیوقت اوسکے سامنے تیار ہو کر آیا عشق بہار مین بیقرار تھا بارگاہین عمدہ عمدہ اژدران آتش فشان
ہوائین خزانہ بہت کچھ ساتھہ لیا اسباب ظاہری کی ترقی ہی کہا صاجو طرفسے صحرائے بلور کے ملکہ
بار کا گذر ہوگا اوسی طرف چلکر روکتا ہون تخت زرین پر سوار ہوا نوبت نقارہ بجتا ہوا طرف کوہ
ور کے چلا اوراق تو دیکھہ چکا ہی دو منزلکر کے قریب صحرائے مشکبار کے پہونچا لشکر وہان اترا
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اوٹھی گمنام آتشبار گینڈے پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحران خدا
ت پر طائرون کو سہرے کرتا ہوا آرائے طائرون سی معمور دور سے جو اسنے جمشید ثانی کو دیکھا
نا آپسمین ملاقات ہی جمشید بھی آگے بڑھا گمنام کو دیر اجھک کر جمشید کو سلام کیا آگے ملاقات
دونون آپسمین بغلگیر ہوے گمنام نے پوچھا بھائی صاحب کہانسے آتے ہو کہان جاتے ہو جمشید نے
ای برادر کیا کہون ایک ایسی ضرورت درپیش ہی کہ نہایت پس و پیش ہی جب تو اپنے گھر سے نکلا
ن گھر مین بیٹھا چین کرتا تھا فلک نے آوارہ کیا گمنام نے کہا بھائی مجھسے مفصل کہو تمہاری باتون سے
ن فکر سے ہوتا ہی سامری و جمشید نے تمکو ملک و مال جاہ و جلال عطا فرمایا تمھین غم و الم کیسا شہنشاہ
مہربان ہین تمہاری واسطے پریشانی کیسی مین اگر حال سنو تدبیر کرون زرخرچ ہو سحر و ساحری مین بھی
نہین تمکو بھی اوستادان کامل نے تعلیم کیا فخر ظلماتی اپنے مقام پر فخر کرتا ہی کہ مین نے جمشید ثانی
و تعلیم کیا پس کس بات کی مشکل ہی کہا بھائی گمنام وہ بات بیان کرنے کے لایق نہین ہر چند
نام نے پوچھا لیکن جمشید نے کچھ نہ بیان کیا جب گمنام نے بہت اصرار کیا جمشید رونے
لگا کہا بھائی کیا بیان کرون میری یہ کیفیت ہے

نظم

خون دلکے ساتھہ ہی لخت جگر کا انتظار — موے مژگان کو ہی شاخ آسا ثمر کا انتظار
مہر و قد یار کے مضمون کا رہتا ہی خیال — خشک کرتا ہی لہو مصراع تر کا انتظار
تارے تارے گنتے گنتے شبکو صبح کردیتا ہون مین — نیند اڑا دیتا ہی اک رشک قمر کا انتظار

یہان سے نکل چلو ملکہ مہرخ گھبراتی ہوئی ایک تخت تیار کیا بہار مخمور و گلچین باغبان
تخت پر سوار ہوئی خواجہ سے کہا آپ بھی سوار ہولیجئے خواجہ نے کہا آپ لوگ مہربانی فر
ہم اپنے چلے آئینگے ساحرون کے ساتھ نہین جاتے ہم پہونچ جائینگے خواجہ کو ایک جانب
یہ چارون سردار تخت اوڑاتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن جمشید ثانی کہ یہ ساحر ز
ہوا اپنے سحر کے آگے کسیکی حقیقت نہین جانتا قتل کر کے اقبال گلپوش کو جو بلیٹا قلعہ
اسکا مقام ہے سب مصاحب جمع تھے کہ جمشید گھبرایا ہوا آیا مصاحبون نے دیکھا آنکھون
آنسو بھری ہوئی ہونٹون پر خشکی حواس مین ابتری لڑکھڑاتا ہوا سر جھکا کر بیٹھا مصاحبون نے پوچھ
کہان گھبرائے ہوے گئے تھے جمشید نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا بیان
ملکہ اقبال نے اسطرح بیقرار ہو کر آواز دی تم لوگ جانتے ہو کہ کئی سال سے میرے اوس
مراسم تھا بیقرار ہو کر دوڑا گیا جا کے جو دیکھا تو ملکہ بہار نے مقابلہ پڑا ہے ہمیشہ نام سنتا تھا کبھی
ربا اوس ظالم کی نہ دیکھی تھی جب جمال جہان آرا پر اوسکے نگاہ پڑی دیکھتے ہی تیر قمر گا
کلیجے کو مشبک کیا یارا ہے صبر و جبر نہ رہا سوچتا تھا کہ کیا کرون حضرت عشق نے یہ سمجھایا کہ اقبال
کو قتل کرو کہ یہ معشوق پریوش آفت سے بچے نہین معلوم وہان کیونکر پھنس گئی اور یار
برسون کی ملاقات کا خیال نہ کیا ایک مار دیا اقبال کا سر اڑ گیا یعنی ہر چند بہار نے اشا
اوسنے کچھ خیال نہ فرمایا دل تڑپتا ہے قلب ٹھہر گیا ہے کیا کہون کیا حال ہے۔ نظم

پوچھیں کیونکر حال تلخی عاشق دلگیر سے — ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر سے
ہجر مین سخت کشمکش اوس ناتوان دلگیر کو — جو نہ در تک پہونچے صحن خانہ زنجیر سے
دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے — سر کٹا مینگے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے
صبحدم جاتا ہے پہلو سے مرے وہ مہ جبین — دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے
وہم بیخوابی سے دلکو نشہ بنگ آگیا — ہوش جاتے ہین تری بہکی ہوئی تقریر سے
لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل — ہین مشابہ آپکی زلفین بہت زنجیر سے
کام خط الفت نہین ہے کاتب اعمال یان — فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
رشک دامان جواہر اور لکھی ہے غزل — جسکو مفلس بھی نہ بدلے نسخہ اکسیر سے

ال نے کہا صاحب جلد اسکو قتل کرو چند کنیزین جو باقی رہی ہین یہی بچ جائین تو بڑی بات ہے
شید نگاہ محبت بہار کو دیکھتا ہے دل سے کہہ رہا ہے اگر یہ معشوق پری وش ہلے غنچہ آرزو
یہ مکان بناؤن اس معشوق کے ساتھ عیش کرون اقبال نے کہا تو بڑھکے سحر کرین
و بے ہوش کرکے مارون لیکن اسوقت غصہ ہے ایسا نہو مجھسے زیادہ سحر چلے مین ایک ہی
ن خاتمہ کردونگا اقبال گلپوش تو اس جوش مین بڑھی کہ پشت پر سراپشتی بالن موجود ہے
ر بہار پر گولہ مارا بہار نے بڑھی پھولون کی گوٹے پر ماردی کہ گولہ بھٹکر گرا جمشید نے گولہ سحر کا
بڑکے بہ اطمینان تمام بہار کو دکھایا کہ تمہارے دشمن کو قتل کرتا ہون میری جانبازی کا تماشا
بہار نے مسکرا کے منہ پھیر لیا جمشید گولہ مارا پشت پر اقبال کے پڑا سینے کو توڑکر پار گیا زرا ایک
ہیب آئی جمشید تو اقبال گلپوش کو مارکر غائب ہوا جو کچھ دل مین سوچا ہے اوسکا ظہور
یہان آندھی سیاہ چلی باغ تمام جلنے لگا خواجہ نے رہائی پائی اپنے مقام سے اونھون بارہ دری کی
ب دوڑکے فرش وغیرہ لوٹنے لگے جو شے پائی ہے زنبیل کی چند کنیزین جو باقی رہی تھین اونکو
ر نے قتل کیا اب تلاش مین مخمور و باغبان و گلچین کے چلے ایک مکان سے کراہنے کی
آئی ملکہ بہار و خواجہ اوسی مکان کی جانب چلے اوس مکان مین قفل لگا تھا قفل کو کاٹا
ین قفس لٹکے ہوے ہین مارا آتشین جسم مین جب لپٹے تو وہ جلگئے باغبان یہی کہہ رہا ہے شاید اقبال
ش قتل ہوئی اب سوزن زبان سے نکالے کہ دیکھا بہار و خواجہ آکر پہونچے بہار نے بڑھکر قفس
زبان سے اون تینون کی سوزن کو نکالا تینون نے رہائی پائی باہر مکان کے آکے دیکھا سارا
ویران پڑا ہے قفس جلے ہوے طائر مرے ہوے نخل سب جل گئے چمنستان میں حال اوس باغ کا دیکھکر
عبرت ہوئی ایسا باغ سرسبز و شاداب مرنے سے اوسکے یون مٹا بہار نے باغبان سے بیان
کہ عجب طرح کا سانحہ گذرا جمشید ثانی بڑا ساحر زبردست ہے بہر امداد اقبال آیا میری جانب
ہنسکے دیکھتا تھا مجھکو دکھا کر پشت پر اقبال کے گولہ مارا ہمین معلوم مسخرہ کیا سمجھا کیا اوسکی ذہن
یا باغبان نے کہا خدا خیر کرے وہ ضرور تمپر عاشق ہوا یقین ہے کہ فساد برپا کرے یا راہ مین روکے
امطلب رکھتا تھا بہار نے کہا وہ کیا بے حیا ہے سمجھا جائیگا مخمور نے کہا اوسکی کیا حقیقت ہے
ن نے کہا وہ بڑا زبردست ہے اگر مقابلہ پڑیگا تو بڑی خرابی ہوگی آخر صلاح ہوئی کہ اب

کیا ہوا ای ملکہ عالم اپنی کو بچائیے ورنہ آفت آیا چاہتی ہے طائروں نے اسقدر پڑھا کیا کہ باغ مین ہنگامہ
ہو گیا ہر طرف سے آوازین آتی ہین ای اقبال اپنے کو بچانا اب آفت تیری واسطے باغ
بہار کا باغ مین آنا موت تیری قریب ہے ہر ساکن باغ نے نعیب ہے اقبال کیسی گھبراتی ہے
ای کمبختو یہ کیا فال بد منھ سے نکالتے ہو ایسے الفاظ منھ سے نکالو میرا دل گھبراتا ہے مجھکو ملکہ سکتا ہے
بہار کی یہ مجال ہے جانتی تھی کہ میرے باغ مین آکر باغبان نے گلچین و مخمورین ہوئے ہین ضرور رعمرونا
آئیگا وہ ظہور ہوا ای طائران سامری تمکو کیا انتظار ہے ای جمشید جور پرست کو خبر کرو وہ
اسکو پکڑ لیگا ایک طائر قفس توڑ کر نکلا آسمان مین جا کر غائب ہوا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لکۂ ابر آسمان
پیدا ہوا یہان ملکہ بہار نے سب کنیزون کو دیوانہ کر دیا ہے اقبال مرہٹ رہی ہے کہ ای کمبختو
کو سنبھالو ہوش مین رہو دو چار پر جو بہار نے سحر کیا وہ مبہوت ہوکر اقبال گلپوش پر سحر کرنے لگیں
نے بڑھکر پنجہ مارا پھر اقبال نے اون سب کو قتل کیا روتی جاتی ہے کبھی ہے ہاے میری کنیزان
کو ہو گیا کہ ابر سیاہ پھٹا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار تاج پہنے ہوے موتیون کے مالے گلے میں
احمر کے اسباب سحر سامنے رکھا ہوا ملکہ بہار طرف اقبال گلپوش کے چلی ہین کہ آو
آئی سنم جمشید ثانی خیر تو ہے اقبال گلپوش نے پکار کر آواز دی ای عاشق صادق
تجھسے کبھی انکار نہین کیا ہمیشہ پابند حکم رہی جب تم نے بلایا بلا تکلف چلی آئی آج اس ظالم
سب کنیزونکو میری قتل کیا کنیزونکا خاتمہ ہو گیا ساری باغ مین دریاے خون بہ رہا ہے جمشید نے
کہا کہان اقبال گلپوش نے کہا وہ سامنے کھڑی ہے بہار گلعذار منظور نظر بادشاہ ہے
رنگ سحر شگفتہ ساحرون مین یکتا اسی ظالم کا نام ہے بلپٹ کے جمشید نے دیکھا ایک مہ جبین
ماہ وش بوٹا سا قد گلعذار غنچہ دہن کبک رفتار نام نامی ملکۂ بہار حقیقت مین رشک چمن
گلعذار سرو قد نخل جوانی بہار حسینان جہان کی افسر دیکھتے ہی جمشید مر گیا پسینہ
قلب تھرایا منھ سے دھوان نکلنے لگا سوز عشق سے کلیجہ جلنے لگا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
اقبال کا یہ آشنا ہے زمین پر آیا دل سے کہتا ہے ایسی مہ جبین کو قتل کرون اسے
خون سے ہاتھ بھرون کہا اے اقبال تیری محبت کا دل پر نقش ہے برسون گذرے
لیکن بہار نے غضب کیا باغ پائمال کیا اقبال سمجھی میرے نشہ بادہ محبت سے چور

...ذ جو یہ غزل گائی اقبال گلپوش گانے سے جھوم تو گئی لیکن کہتی ہی اے شخص تیرے آنے سے دلکو کھٹکا
...ہی جانور میرے سب خاموش بیٹھے ہین ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی اسکا کیا باعث عمرو نے کہا حضور
...بد نصیبی کنیزون کیطرف متوجہ ہوئی کہتی ہی کیون ہا جو کبھی تمنے ایسا دیکھا تھا کہ طائر میرے
...مہ سرائی نہ کرین ہوا کا دمبدم اعتدال بڑھتا جاتا ہی شاید باغی کا میری باغ مین گذر ہوا عمرو
...ن ہے کہ مین کیا اسکو جواب دون کہا حضور شاعر نے آپ ہی کی تعریف مین ہر اہر شعر کہی ہین
...رض کرون اقبال گلپوش نے کہا اے اوستاد زمانہ حقیقت مین تو بڑا خوش آواز
...گانے مین بھی سوز و گداز ہی لیکن مین جب سے سوکے اوٹھی ہون کیا کہون میرے قلب کا کیا حال
...طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہے مین ذرا امتحان تو کرلون سامنے قفس آہنی رکھا تھا اوسمین
...طائر سرنگون بیٹھا تھا اقبال گلپوش نے کہا کیون اے طائر سامری آج مزاج کیسا ہی
...مزمہ سرائی کرو تعریف مین خداوندون کی مصروف ہو ہماری بھی روح کو راحت اور دل کو
...ت حاصل ہو تمھارے خاموش بیٹھے رہنے سے دل کو ہول ہوتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس
...نے سر اوٹھایا منہ کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا بمثل انسان کے آواز دی اے
...عالم ہم خاک ہنسین بولین نام سامری و جمشید مٹانے والا تمھاری پہلو مین ہی اسکو لینا
...گزر جانے نہ پائے ہوائے سرد کا باعث یہ ہے کہ بہار کا اس باغ مین گذر ہوا کیونکر ہوا
...عتدال ہو جب طائر نے یہ کہا زنگ و روغن بھی عیاری کا چہرے سے خواجہ کے
...گیا بصورت اصلی ہوگئے خواجہ عمرو نعرہ کرکے اقبال پر جا پڑے اقبال گلپوش نے ایک
...پھر مارا خواجہ لڑکھڑا کر گرے اقبال نے دیکھا ایک نخل سامنے پھولون سے لدا ہوا ہے
...پر گولہ مارا نخل لہرا کر گرا نیچے کے پاس ایک دنا اٹھا ہوا کنیزون نے دیکھا ملکہ بہار
...نذار خاموش کھڑی ہین ظاہر ہوا کہ ملکہ خوب پہچانا تمام کنیزین و اقبال گلپوش بہار
...جانب چلین سب کے سحر بہار پر پڑنے لگے ملکہ بہار سب کے سحر دفع کر رہی
...جسقدر قفس طائرون کے لٹکے تھے سب طائرون نے منقارین کھولین پکار پکار
...ل انسانون کے آواز دیتے ہین اے ملکہ عالم ہماری خاموشی کا سبب کھلا
...عث تھا کہ ہم زمزمہ سرائی نہ کرتے تھے اب بھی ہمکو بڑا ملال ہے دیکھیے انجام کار

سنگین کوہ ور کو نہین جانتا مبتلای رنج و مصیبت فاقہ کشی و غربت کا مارا پہرتے پہرتے اِسطرف
بہی نکل آیا عمرو نے جو بہولی بہولی باتین کین ساحرہ نے حکم دیا فرش بچہاؤ کنیزون نے فرش بچہایا کہا او
جی وہان چلکر بیٹھیے خواجہ وہان سے فرش پر آکر بیٹھے مگر پریشان جی مین کہتے ہین اس بد مزاج
خدا بچائے کہ اقبال گلپوش آکر بیٹھی گرد کنیزین کہا ای شخص تیری آنے سے مجھکو بڑا تردد ہی کہ
ہم تک کیونکر پہونچا روکا نہ گیا نہین معلوم ملکہ سنگین کوہ ور پر کیا گذری عمرو نے کہا ملکہ مین نہین
بہت مجکو یہان سے آیا ساحرہ نے کہا اچہا گاؤ عمرو ناچار ہوکر خوف سے کانپ رہا
طنبورہ چہیڑا طنبورے کو درست کرکے اوسی جا دوگرنی سے آنکھین ملائین اوسی کی تعریف مین یہ غزل گا

نظم

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہی — ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
تہرے کوچے کی اے بت جو زمین ہی — خدا کی شان ہی عرش برین ہے
علی وہ باب شہر علم دین ہی — کہ دربان جسکا جبرئیل امین ہے
پناہ ہون مین یہان اور دل وہان ہے — الہی مین کہین ہون وہ کہین ہی
ترے کشتے کی اللہ ری خموشی — دہان زخم تک گویا نہین ہی
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون — پر پری آپ سا زیر نگین ہے
بدن پر بار ہو پہولون کا سایہ — مرا محبوب ایسا نازنین ہے
نجا کوچے مین اوسکے دیکھہ زاہد — وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے
مٹائینگے لکہا تقدیر بد کا — ور جانان ہی اور اپنی جبین ہی
حقیقت خاک الفت کی بتائین — نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہی
رخ روشن یہ خال اور زلف مین چین — یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہی
عبث کہاتے ہو قسمین دیکھہ لینگے — ہمین صاحب کے آنے کا یقین ہی
سمجھکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھہ — یہ کافر دیکھہ مار آستین ہے
آگئے جب قبر عاشق سی تو نرگس — یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے
نہین تڑپا تہ خنجر دم قتل — دلا صد آفرین صد آفرین ہے
لکہا رعنا نے وصف خال جانان — مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

ہی نظر رحمت ہی اکثر تشریف لاتے ہین ملکہ سوتے سوتے اوٹھی تھین تمھاری گانیکی آواز سنکر
پایا کہ جاکے دیکھیہ یہ کون گاتا ہی لیکن بڑے میان ملکہ دختر مابند اختر خضران ظلماتی ہین تمام پردۂ
ظلمات کی حاکم ہین یہان بھی چہار جانب عملداری ہی شوہر نے اونکے انتقال کیا سب شوہر کی جاگیر
تھین کو ملی بدمزاج بہت ہین خواجہ نے کہا ہم غریبون پر نظر مہر و وفا ہوگی کنیز نے کہا اگر مہربان ہو جائنگی
ورنہ شہنشاہ کو سنوا دینگی تو پھر ایسا کچھ ملیگا کہ تمکو مدتونکو چھٹی ہوگی عمرو نے کہا کیا کہون آپ مجھکو
ہانتک لیچلیے پھر مین سی ملاقات کی تدبیر کرونگا کنیز نے خواجہ کو ساتھ لیا اپنے ساتھ لیکر چلی درہ کوہ سے
دگذری دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی ہوا سے سرد آرہی ہی کنیز ساتھ لیکر عمرو کو
اندر باغ کے آئی دیکھا ہزارہا قفس طائرونکے درختون مین لٹکتے ہین طائر سر جھکائی بیٹھے ہین کوئی طائر
واز نہین دیتا جیسے عمرو روش پری سی گذرا طائرون نے پرون کو کھولا چاہتے تھے منہ کھولین کچھ
واز دین لیکن کچھ اشاری کرکے رہجاتی ہین بعض طائران ہفت رنگ بعضون کے سینون پر گل بوٹے
نل عقد پروین ہوا بھی چل رہی ہی خواجہ روشونکو طی کرکے قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا مسند
ایک جادوگرنی بڑی قد قامت کی بدصورت بیٹھی ہی ابروون پر بل پڑی ہوئی کنیزین صدہا گرد کھڑی
ین کسیکے ہاتھ مین آفتابہ کسی نے لاکر طشت سامنے رکھا ہی کسیکے ہاتھ مین رومال مگس رانی کر رہی
مگر وہ ساحرہ درہم و برہم بیٹھی ہی کنیزون سے کہتی ہی آج کیسا انقلاب ہی طائرونکو ہمارے بسین دغیرہ
ہوگیا بازمزمہ سرائی نہین کرتی کیون دل گھبراتا ہی ہوا اکسیر دباغ مین چل رہی ہی پھول شگفتہ غنچے
دن مسکراتی ہین کیا میرا منہ چڑھاتی ہین آج کسیکا گذر میری باغ مین ہوا کنیزین عرض کرتی ہین
حضور یہان کون آسکتا ہی فصل گرما دفع ہوئی سردی کی آمد ہی اسی وجہ سے ہوا سرد چل رہی ہے
اری باغ مین حضور کا اختیار کسکی مجال ہی کہ یہان آسکے آمد بہار قریب گلچین و صیاد بے نصیب
تے ہین خواجہ سامنے آکر پہونچے خواجہ اپنے قاعدے سے سلام کیا ہاتھ اوٹھا کر دعائین دینے
عرض کی شکر ہی سامری و جمشید کا کہ اونکے بندون مین گذر ہوا جسطرف جاتے ہین عملداری
ظلمانان پاتے ہین وہ بندگان سامری و جمشید کہان گئے جو لاکھون روز دیتے تھے کئی سے
لک یہان کر بھی مسلمانون نے لے لی ساحرہ نے بنگاہ قہر طرف خواجہ کے دیکھا کہا کیون اے
شخص تو اس صحرا مین کیونکر آیا تجکو ملکہ سنگین کوہ درنے نہین روکا عمرو نے کہا مین تو

کر جاسے کے کنارے کھڑی دیکھ رہی تھی دیکھا وہ زنگی ملکہ بہار کو بیہوش کرکے قتل کرنے چلا کہ پہلو سے آ
آئی اے سنگین کیا کرتا ہے یہ سیہ فام تو بڑی شخص کو لیا باغ لشکر اسلام مین اسی کی بہار ہے یہی گلعذار ہے
زنگی نے پلٹ کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو چلے آتے ہین دونون کی تعریفین کر
ہوئے زنگی نے جھک کر سلام کیا افراسیاب نے اشارے سے اپنے پاس بلایا زنگی کو آوا
تم بھی ہمارے پاس آؤ سنگین کوہ ورو سیہ فام دوڑے ہوئے قریب آئے افراسیاب
اے سنگین اے سیہ فام عمرو تمہارے سامنے چھوٹا سامری و جمشید نے گرفتار کرلیا دیکھو اد
چیر پھاڑ کے کھا رہے ہین تمکو نہ معلوم ہوتا ہوگا دونون شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو آنکھین بند کرو
سامری و جمشید معلوم ہون دیکھو سارہ بان زادہ کس حال مین ہے دونون شانے سے شانہ
کھڑے ہوئے آنکھین بند کرلین افراسیاب نقلی نے دونون کے گلے مین حلقہ ہائے کمند ڈالدیے دونون گ
حباب مار کر بیہوش کیا دونون کو قتل کر کے عمرو نے کپڑے اوتارے بہار کو بھی ہوش آیا بان جلنے لگا عما
گر پڑین سارا باغ جلکر خاک ہوا آوازین مرنے کی جادوگرون کی آئین بہار نے کہا خواجہ کیا کارنمایا
اب چلنا چاہیے بہار تو سحر کرکے غائب ہوئی خواجہ عمرو بھی چلے اوس صحرا کو طے کرکے صحرا مین پہو
دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اوس پہاڑ پر ہزار ہا نخل لگے ہوئے ہین اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا تدبیر
سوچتے سوچتے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک گویے کی صورت بنکر تیار ہوئے طنبورہ زنبیل سے نکالا
نخل کے سائے مین بیٹھکر گانا شروع کیا خواجہ بیٹھے ہوئے گا رہے ہین پہاڑ کی جانب نگران مثل آئینہ
کہ یکایک اندر سے اوس پہاڑ کے بجلی چمکی ایک نازنین کو دیکھا سانولی صورت دریا جواہر مین غ
غنچہ دہن رشک چمن ہنستی ہوئی آتی ہے خواجہ دزدیدہ نگاہ سے اوسکو دیکھ رہے جب وہ قر
آئی خواجہ خاموش ہوے اوس کنیز نے آکر سلام کیا مسکرا کر کلام کیا بڑے میان صاحب
صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین آپکا کیونکر آنا ہوا تھوڑے دنون سے یہ راستہ تو بند ہے سنگین نے
لطف سے انتظام کیا کہ اب کوئی نہین آسکتا عمرو نے کہا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گ
پھرتے پھرتے ادھر بھی آگئے شاید کسی سخی داتا سے ملاقات ہو سب جادوگر تار ہو گئے مسلمانونکی
یہ علمدار سی جہان گیر ہی خبر پائی کہ مسلمانونکا قبضہ ہے کسیکو ٹکنے نہین دیتے پہاڑ مین کون و
رہتی ہین ہم تو تم لوگونکی بھیک ہین کنیز نے کہا ملکہ اقبال گلپوش اس پہاڑ مین رہتی ہین شہنشہ کی

بہ یاد خدا ہر کہ عادت کند ۔ بماند بہ ہر دو جہان شادکام
نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان ۔ ز مینای الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست ۔ بہ ذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد ۔ کند طے رہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد ۔ شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق ۔ ازو ابتدا او برو اختتام
خدا واحد و لا شریک ست و بس ۔ کسے را درین نیست جای کلام

ں طرح ملک ملک کے دعائیں مانگین یہ بھی عرض کی اے معبود حقیقی کوہ نمرا ندہب پر تونے ہ سے وعدہ کیا تھا کہ جبتک تین مرتبہ میری شے کو نہ مانگونگا جبتک لے دشمنکا سامنا نہوگا آج یہ کیا غضب ہے اب ملک الموت سامنا ہے سنگین کوہ در کھڑی ہے گرد کنیزین ایک ایک کا یہی قول ہے کہ جلد اس سا[illegible] ن کیجئے اسکی وجہ سے صدہا ملک ویران ہوئے سامری پرستونکا نام مٹتا ہے یہ قتل ہو جائے تو مذہب سامری پرستون کو رونق ہو یہ سب ذکر کر رہی ہین سنگین کوہ در نے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لو تن تلوار کھینچکر آگے بڑھی کہ سر کاٹے آسمان سے ایک برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار گلندام طاؤس زرین بال پر سوار زمین پر آئی بڑھی مین سے ایک پھول اوٹھا کر پھینکدیا جسکے ہاتھ مین تلوار تھی اُسکے سر پر پڑا جلنے لگی سب کنیزون نے بہار پر بلوہ کیا سنگین آواز دے رہی ہے اسکو پکڑ لو جانے نہ پائے بہار نے بھی سحر کیا کنیزین سر ٹکرانے لگین سنگین کوہ در نے آواز دی اے سیہ فام جادو بہر مددگار عمرو کی یہ آگئین وہ طائر سیہ پر جو بارہ دری پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا زمین پر دیکھا ایک زنگی غصہ رو دھڑ دوکہ مار کر چلا ملکہ بہار نے بڑھکر گلدستہ مارا زنگی نے ہاتھ روک گلدستہ کو پھینکدیا سنگین کوہ در نے پکار کر کہا اے بہار اس باغ مین یہ گلدستہ کام نکریگا یہ باغ رنگ کا ہے جو گلدستے بہار نے مارے زنگی نے ہاتھ مین روک لیے آخر مین بہار نے گلے سے بدھی اوتاری جب پھینکی زنگی چھو گیا سنگین نے للکارا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہے دیکھ ہوش مین آ زنگی بہار پر جا پڑا چاہتا تھا لڑکی بہار نے پنجہ مارا زنگی نے سر آگے کر دیا سر زنگی کا زخمی ہوا قطرات خون سر سے ٹپکے بہار پر جو قطرے پڑے رنگ رو متغیر ہوا چرخ مار کر گری بیہوش ہو گئی لیکن جب بہار گری آکر سحر کیا درخشش مری خواجہ چھوٹ

چشمے نے برائے نظارۂ چمنستان آنکھیں کھولیں گرداب سیر لاجواب مچھلیاں تڑپ رہی ہیں جب پانی
مانند ہوئیں برق چمک گئی زمین خجستہ آئین روشون پر سرخی کٹی ہوئی مالنیں باغبان بچیاں حسین
لہنگے بھاری پہنے ہوئے سنہری کھرپیاں ہاتھ مین گل شرہ پھل اوٹھاتی پھرتی ہین زرد تیون کا نشان
ہر چمن مین سبز و شاداب پھول لاجواب شمیم گل کا پیچ و تاب باغ پر بہار عندلیب خوشنوا کی پکار
سیہ فام جسکے تعاقب مین خواجہ آئے ہین بارہ دری کے تھبے پر آکے بیٹھا ہے سر اوٹھا اوٹھا کر
چہار جانب دیکھ رہا ہے زمزمہ سرائی تو موقوف کی کبیدگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ رنج و غم مین ہے
حیران ہین کہ مین کیا کرون گلیم اوڑھکے باغ مین گئے دور سے دیکھا بارہ دری کے پردے
ہین ایک نازنین سوکے اوٹھی آنکھین ملتی ہوئی سب کنیزین دوڑین کہتی ہوئین کہ ملکہ ہمار
سنگین کوہ در بیدار ہوئین خواجہ بڑھکر ایک نخل کے سایے مین آئے ایک باغبان بچی کو
سے بلایا کنارے لیجا کر اوسے بیہوش کیا اوسی باغبان بچی کی شکل بنکر طرف بارہ دری کے چلے
باغبان بچیان پیچھے پیچھے ہین سامنے بارہ دری کے پہونچے سنگین نے پکار کر کہا اے گل اندام میرے پاس
تجھ سے کچھ کہنا ہے خواجہ جھپٹ کر بارہ دری پر گئے ملکہ نے کہا ارے چمن زعفران بھی درست کیا خو
نے جواب دیا حضور آٹھ پہر اسی کام مین رہتی ہو ملکہ نے کہا دیکھ تو نخل سب خشک پڑے ہین جب
واجہ اودھر ملیٹے تمام کنیزین خواجہ کے لپٹ گئین خواجہ ہان ہان کرتے ہین سنگین کوہ در
کہا اونگوڑے یہان کہان آیا طائر پکار پکار گیا کہ رہا ہے تمکو تو منع کرتا تھا تم نے اوسکی بات کو نہ
کیسے عیار و مکار ہو اب دیکھون میرے ساتھ کیا کرتے ہو ہم ابھی تمکو قتل کرینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ
کیا چمن باغ مین اس شخص کو لیچلو کنیزین کشان کشان خواجہ کو لیکر صحن باغ مین آئین جو چبوترہ
بنا تھا وہان پہونچین گردن پر خواجہ کی کوے کا نشان دیا کہ سنگین بھی آکر کھڑی ہوئی کہا ج
کرد ایک کنیز جب تلوار کھینچکر سر پر آئی شلنگین لگانے لگی کہا ملکہ حکم دو کہ مین اسکو قتل کردون
عمرو کی بے قراری آہ و زاری پکار پکار کر بخضوع و خشوع دعا مانگ رہے ہین اے ر
کارساز اے خالق بے نیاز بچائے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام چہ نام ست نام خدا نام حق	خدا را پرستش کنند صبح و شام کہ ہم نام او نیست در دو ہر نام

ی چالاک کی محبت پر خیال ہوسنا آگیا جی مین کہتی ہے اے حیرت بڑا غضب ہو گیا مفت مین بیچارہ
گیا افراسیاب نے سنا نے تو کہا خیر ایک عیار تو کم ہوا افراسیاب تو تخت پر سوار
کے چلا گیا لیکن وہ جو کی اڑتی ہوئی جاتی ہے چالاک بھاگا ہوا لشکر مین آیا سب احوال خواجہ
بیان کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا کہا اے فرزند کیا کتنا خوب افراسیاب کو دھوکا
چالاک نے کہا بہتر یہ ہے کہ براے رہائی باغبان وگلچین ومخمور تدبیر کیجئے خواجہ نے کہا مین جاتا ہون
بار نے کہا خواجہ مین بھی چلونگی مجھے مخمور کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہوا مین ضرور چلونگی
واجہ نے بہار سے کہا اور وعدہ کیا کہ اول مین اوس صحرا مین جاتا ہون جہان سے طائر رہبری کریگا
س تاجدار نے اتنا کہا تھا کہ کوئین مین جاکر ایک باغ ملیگا وہان سنگین کوہ در ہنین معلوم ہا
تا ہے سنگین کوہ در کہکر خاموش ہوا تھا کہ افراسیاب آگیا آفت برپا ہوگئی بہار نے کہا
اجہ باغ مین سنگین کوہ در سے ملاقات ہوگی مین بھی وہان پہونچونگی بخوبی آپ سین عہد کرکے
بار نے دستک دی ایک جھونکا ہوا کا چلا بہار مثل بوے گل غائب ہوئی خواجہ باہنا عیاری سے
استہ ہوکر جو تاجدار نے سمت کہی تھی اوسی سمت سب سے رخصت ہوکر چلے راہ کو طے کرتے ہوے جاتے
ن اکثر راہ مین مسافر بھی ملے اونکی بھی خبر لی بعد تھوڑے عرصے کے ایک صحرا ملا کہ اوس مین
ا بہت تھے ایک نخل وسط صحرا مین نہایت سرسبز وشاداب تھا اوسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کررہے تھے ایک طائر سیاہ رنگ منقار کھولے ہوے خوش الحانی وشیرین زبانی
تے کرتے اپنے مقام سے اڑا خواجہ جی مین کہتے ہین اب تک تو قول اوس تاجدار
صحیح ہین عقب مین اوس طائر کے چلے وہ طائر قریب ایک چاہ کے پہونچا جب چاہ دکھائی
طائر نے فیل مار کر اوس چاہ مین گرا خواجہ پہلے تو بہت ڈرے اور آبرو کا خیال کرکے
ہتے تھے نہ کودین لیکن قول تاجدار کا یاد آنا ناچار ومجبور ہوکر کود ہی پڑے جب
ین سے پانون آشنا ہوے دیکھا ایک دروازہ بہت معقول ہے جھانک کے دیکھا ایک
غ بہشت آئین نخل پھولون سے لدے ہوے بار اثمار سے سربسجود کل طائران زمزمہ
رشا خونبر بیٹھے ہوے کر وبال کررہے ہین کبھی پرونکو کھولتے ہین بخوش الحانی بولتے ہین
رمن جوش مار رہی ہین ہر موج آب روان لبان زلف محبوب حباب نہایت مرغوب ومطلوب

انتظام نہوگا کوئی سردار نہیں بچ سکیگا افراسیاب نے کہا اے حیرت بڑا غضب یہ ہوا کہ آئینہ
سامری سے ایک تاجدار پیدا ہوا مسلمان اوس سے جا ملے باغبان و گلچین بوجہ رہی تھیں
جاکر تاجدار کو اٹھایا آئینے کو توڑ ڈالا اب مین انتظام راہ کرون سارا بن زادہ جائیگا باغبان
گلچین مخمور کی رہائی کیصورت نکالونگا حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے افراسیاب نے
کہا ایک دن مین سب کا خاتمہ کرونگا کسکی مجال ہے کہ بادولت سے لڑسکے حیرت ہمہ تن گوش
سن رہی ہے چالاک کھڑا ہوا سر پر حیرت کے مگس رانی کر رہا ہے اسکو مردون دیکھے حیرت کہ
چین پڑتا ہے حیرت نے سر جھکا لیا کچھ جواب ندیا افراسیاب نے کہا بادولت جاتی ہین اب رکنا ہے
ایسا انتظام کرون کہ عیار وہان تک نہ جا سکیں افراسیاب سے چالاک نے آنکھ ملائی نازک نا
ہاتھ اوٹھاکر اشارہ جو کیا سینہ ادبھار اجب افراسیاب نے آنکھ ملائی تنہائی کی خیمہ کا اشارہ کیا
افراسیاب نے کہا حیرت یہ جو سامنے زرد جوڑا پہنے کھڑی ہے اسکا کیا نام ہے حیرت نے کہا
کیون آپکو کچھ توجہ ہوئی افراسیاب نے کہا مین اس سے ایک بات پوچھونگا حیرت نے کہا
اختیار ہے زعفران اسکا نام ہے افراسیاب اپنے مقام سے اوٹھا حیرت حیران
ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے افراسیاب نے پکار کر کہا اے زعفران ذرا ہمارے پاس آؤ چالاک
اوسوقت نہایت ہی حسین صورت بنا ہے اصل مطلب یہ تھا کہ افراسیاب نے چالاک کو پہچانا
جب افراسیاب نے پکارا اور افراسیاب پردہ اوٹھاکر خیمہ مین گیا چالاک نے کنارہ
اکر دیکھا ایک اور خواص زعفرانی جوڑا پہنے کھڑی تھی چالاک نے اوس سے کہا جا تجھے شہنشاہ بلا
ہین آپ تو کنارے ہوگیا وہ خواص اندر گئی افراسیاب ٹہل رہا ہے جیسے ہی وہ خواص
آئی افراسیاب نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ اوسنے ہاتھ باندھکر کہا میری کیا مجال افراسیاب
نے کہا ہم حکم دیتے ہین بیٹھ جاؤ وہ کنیز بیٹھی افراسیاب نے ایک دستک دی کہا اے ہوا
لینا چوکی زمین سے بلند ہوئی وہ خواص چیختی ہے اے شہنشاہ مجھکو کوئی ہوا پر اوڑائے لیے جاتا
افراسیاب نے کہا او نالایق مین نے تجھکو پہچانا اب عالم بالا کی سیر کر وکنیز سے گز زمین سے
بلند ہوتی ہوا پر اڑتی پھرتی ہے افراسیاب باہر خیمہ کے آیا ملکہ حیرت سے کہا چالاک
تھا مین نے اوسکو اوڑا دیا اب دنکی دھوپ رالی اوس ٹرپ ٹرپ مرجائے گا

بان اپنی نثار کر چکے ہین
میسو کے خیال مین پڑھینگی
نجسم ہی فلک پہ تیرہ و تار
نون کی یہ دلمین کیا سمائی
شتاق جمال یار ہے یہ
یشہ پڑھ پڑھ کے مارتا ہی
دل مین کہ وصل ہو میسر
ب جان پہ اوسکے بنگئی ہی
دن کاٹ رہا ہی کوہ فرہاد
ہو نگر تجھکو ہوا گوارا
یرین شیرین جو ہین پکارا
ب عاشق نامور کہان ہین
اشق معشوق کو ملایا
ونون نے شائین اپنی جانین
س رنگ مین داستان ہو تحریر

زندہ ہین کہ تم پہ مر چکی ہین
کیا ہجر کی رات کا بیان ہو
پوشیدہ نقاب مین رخ یار
فرہاد جنون زدہ کہان ہی
بس ہجر مین بیقرار ہی یہ
سختی مین جو دل پھنسا ہوا ہی
یہ سخت مہم نہ ہوئیگی سر
مشاطہ دہر نے ستایا
پتھر ہے سخت ہے یہ بیداد
جوش الفت نے کیا سجھائی
فرہاد نے سر پہ تیشہ مارا
بیتاب ہوئی مکان مین شیرین
سودائیون مین ہوا یہ شہرا
اہی ساقی ماہ وش کرم بھی
کھینچے نقاش آکے تصویر

راتین فرقت کی جان لینگی
مہتاب فلک پہ جب عیان ہی
لیلاے شب فراق آئی
تیشہ کن کوہ مین نہان ہی
شیرین شیرین پکارتا ہی
اس کوہ کو غم سے کاٹتا ہے
یہ عشق کی داستان سنی ہی
فقرہ عاشق کو یہ سنایا
معشوق سوی عدم سدھارا
کچھ کوہ کنی نہ کام آئی
نیرنگ بھی عشق کی عیان ہین
دی اوسنے بھی آکی جان شیرین
ایسی الفت کو کیون نہ مانین
ہین مست خیال یار ہم بھی
کچھ سحر کا رنگ بھی جما دو

ہ اس ڈھنگ کا سنا دو

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت وغربت وطی کنندگان مسافت

نج ومصیبت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر فرماتی ہین شعر سخن سازان بزم خوش بیانی و چنین تحریر
دہ لن ترانی و مصنف داستان حیرت بیان ناظرین والانتقام سی عرض رسا ہی کہ جب افراسیاب جانہ
اب آئینے کو توڑ کر گیا اوسی غصے مین بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نی تخت پر بٹھایا افراسیاب نے
ا ای ملکہ عالم اس مرآت حرامزادی نی اکر صدمہ عظیم دیا آئینہ سامری توڑنا پڑا اگر شکست
یا تو کوئی سردار مسلمانون سے نہ لڑ سکتا مرآت آئینہ دار ایسی زبردست ساحر تھی اوسی آئینے سے قتل
تی ہی اب بدولت جاتی ہین ایسی ساحر کو جا کر بھیجینگے کہ مسلمانونکو جان مشکل ہوگی ملکہ حیرت نے کہا

گلیسم اوڑھے ہوئے دیکھ رہے ہین اور چہرہ تاجدار کا جو باہر آئینے سے نکلا ہو
افراسیاب نے آکر ایک طمانچہ مارا کہا او بے حیا تجکو شرم نہین آتی حال راز دنیا رسان
وجمشید سامنے مسلمانون کے بیان کرتا ہی پونے دو سے خداوندون کی روح پر صدمہ ہوا طمانچے
سے افراسیاب کے تاجدار کا سر پھٹ گیا تاجدار کو مار کر افراسیاب نے طرف آئینے کے دیکھ
آواز دی او مرآت سامری تجکو بھی غیرت نہ آئی مقام شرم و حجاب ہی کہ مسلمانون کے کلام
وقایع نگار یہ پرچہ لکھینگے مورخین درج کتاب کردینگے اب یہ بات مشہور خاص و عام ہوگی کہ آئینے
سامری نے باتین کین صورت بدنامی کی ہی آئینے سے آواز آئی او افراسیاب تیری غرور
سارے طلسم کو مٹایا اور جو باقی ہی یہ بھی مٹیگا تو ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب کے ہا
جو دانت اوس تاجدار کے تھے وہی افراسیاب نے آئینے پر کھینچ مارے آئینے کے ہزار ٹکرے ہو
ایک صدا ے دردناک آئی او افراسیاب خانہ خراب تونے آج تونے سر سامری توڑا اب تو
زندہ نہ بچیگا افراسیاب نے ایک لات ماری کہ سب پرزے جلکر خاک ہوے آئینہ کو جلا کر افراسیاب
پکار کر آواز دی اے مہرخ و بہار سامنے سے بھاگ گئین سار بان زادہ بھی بھاگا ورنہ س
گرفتار کرلیتا ایسی ایسی باتین کرکے افراسیاب تو چلا گیا ناظرین والا مقا
پر واضح ہو کہ یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا خواجہ عمرو کا واسطے رہا
باغبان و ملکہ گلچین و ملکہ مخمور کے و قتل سنگین کوہ نشین با قی
حالات متعلقہ داستان، ساقی نامہ تصنیف مصنف ہذا

ساقی مرا ماہرو کدھر ہے
دیدار کو بھی ترس گیا ہون
زنجیر جنون کڑی پڑی ہے
کیون کرتے ہو امتحان عاشق

عاشق کے بھی حال پر نظر ہی
سودائی زلف یار ہون مین
دیوانون کی طبع پھر لڑی ہی
جانباز ہین عاشقان خودسر

اس فکر مین چار سو پھرا
آشفتہ و بیقرار ہون مین
اے مشفق و مہربان عا
قدمو نپہ رکھا ہی سر بھی

ر روشنی ہوئی آئینے سے ایک تاجدار نے سر نکالا پکار کر آواز دی اے مہرخ و بہار حقیقت میں زمانہ انقلاب
طلسم ہوشربا کی عمر تمام ہوئی افراسیاب کی نمک حرامی اور غرور نے یہ رنگ دکھایا اب لاچین
ہونگے اور طلسم کشا کو کوئی قتل نہیں کر سکتا آپ لوگ مطمئن رہیں عمرو نے کہا اے تاجدار جلیل ہم پوچھتے
کہ مرآت قتل ہوئی مخمور و باغبان و گلچین کا پتہ نہیں ملتا اوس تاجدار نے منہ بنالیا کہا اے
شہنشاہ اوج عیاری مجکو جانے کا ڈر ہے افراسیاب آیا چاہتا ہے وہ مالک تحفہ جات سامری و جمشید
یہ ایک ادنی تحفہ ہے ایسے ایسے تحفے ہزاروں افراسیاب کے قبضے میں موجود ہیں اوسکا کوئی جواب
ن دے سکتا اول آپ لوگ برآئے تلاش قیدیان طرف مشرق کے جاویں ایک صحرائے پر آفت ملے گا
ن صحرا کو طے کر کے وسط صحرا میں ایک نخل سرسبز و شاداب ہے تمکو دیکھکر طائر اوڑ جائیگے ایک طائر سیاہ
گے جدھر وہ جاوے اوسی طرف جائیو وہ ایک چاہ میں کودیگا اوس چاہ میں پھاندنے گا ایک دروازہ
غ کے اندر جا کر ملکہ سنگین کوہ در اتنا فقرہ تاجدار نے کہا تھا کہ زبان میں لکنت ہوئی اشارے کر
نے لگا اشاروں سے مراد یہ تھی کہ غلام اب رخصت ہوتا ہے خواجہ نے کہا کیوں اے تاجدار خیر تو ہے تاجدار
اشارے کرتا ہے منہ سے نہیں بول سکتا اب عمرو حیران گھبرا گھبرا سب کہتے ہیں اے تاجدار جلیل
نگین کوہ در کے آگے کچھ نہیں کہتے تاجدار کانپ رہا ہے آئینے پر غبار آنے لگا خواجہ نے برق
ے اشارہ کیا کہ کچھ آفت آیا چاہتی ہے یہ کیا رنگ ہے بہار بھی پوچھتی ہے اے تاجدار بیان کر قسم
جکو سامری کل راز و نیاز کی باتیں سمجھاوے ہم خود برآئے رہائی جاوینگے سنگین کوہ در اوس
غ میں رہتی ہے کچھ مفصل بیان کرو تامل نہو کہ اتنے میں زمین کانپی خواجہ برق و چالاک
اضرین وقت گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ پھر ایک صدائے ہیبت ناک آئی زمین تھرائی
ری خیمہ سے افراسیاب جادو بہ قہر و غضب تمام پیدا ہوا آواز دی او بہار تجھکو یہ حوصلہ
کہ تحفہ جات پر قبضہ کیا ہمنے مرآت کو منع کیا تھا کہ آئینہ لیکر وہاں نجا وہاں مکاروں کا جاؤ ہے
اس تحفے کو مٹانا پڑا اب مسلمانوں کا قبضہ ہوا آئینہ نجس ہو گیا اب داخل خزانہ نہیں ہو سکتا
ق ایک طرف تڑپ کے بھاگا چالاک لوٹ مار کر سراچہ سے لپٹا خواجہ نے
یسم اوڑھ لی ساحران نمکو رنجر کر کے بھاگے بہار کہیں گئیں مہرخ کہیں چھپیں
ق لامع غرق زمین ہوئیں رعد و برق آسمان میں ڈوبے خواجہ

پڑی کبڑی پکارنے لگی ایک چیخ ماری تلوار کھینچی ملکہ حیرت ہان ہان کرتی ہین مگر مرآت کب سنتی
مرآت نے اپنا گلا کاٹ ڈالا ایک اندھی سیاہ اوٹھی وہ زناٹا ہوا اور اسکے ملازمون کے کلیجے پھٹ
گئے لاشہ مرآت کا زمین پر تڑپا لاشے سے چنگاریان نکلین ملازمون پر گرنے لگین جسپر چنگاری پڑی
وہ جلا ایک نے دس کو جلایا جب ایک سے ایک لپٹا اسقدر آگ لگی کہ سات لاکھ کا لشکر جلکر خاک ہوا
لاکھ کے سر کٹنا اور مثل ہیمہ خشک جلنا حیرت نے جو دیکھا دریائے حیرت مین غرق ہوش و حواس مین
فرق میں پڑ پیٹنے لگی پکارتی تھی یارو تم نے دیکھا اس آئینہ نے کیا غضب کیا مرآت کا خاتمہ ہوا او
ہمراہ سات لاکھ کا لشکر جلا دیکھیے یہ آئینہ اب کیا کرتا ہے یہ کہکر رونے پیٹنے لگی بلبلی یہان ملکہ مہر
نے شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بہار گلعذار کو بیچ مین لیلیا ازرشمار کرتی ہوئی چلین
مین آکر بیٹھین ملکہ مہرخ نے کہا خدا نے فضل کیا ورنہ مرآت نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا خواجہ
کیا کمال کیا کہ آئینہ بدل لائے ورنہ ایک زندہ نہ بچتا یہ باتین تھین سب خوش و محظوظ بیٹھے ہین ا
فتح کی بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ خواجہ و برق و چالاک دوڑے ہوئے آئے کہا ملکہ جب بہار
یہان مرآت کو مارا ہم کنیزونکی شکل بنے ہوئے بارگاہ حیرت و بارگاہ مرآت مین بہو
گمان یہ تھا کہ جب مرآت قتل ہوگی باغبان و گلچین و مخمور وہان قید ہونگے ہمسے ملاقات
اونکو رہا کرکے لاوینگے وہان کہین اون تینونکا پتہ نہین دو چار کنیزین جو بھاگ کر بچین کہ مرآت کی وہ زار
ہین اونسے جو پوچھا اونکی زبانی معلوم ہوا کہ باغبان و گلچین و مخمور کہین اور قید ہین لیکن ا
کنیز کہ نہایت نحیف و ضعیف ہے اوسنے یہ بتایا کہ ایک کوہ سنگین صحرائے پرآفت مین وا
ہے اگر کوئی جاکر وہان سنگین جادو کو قتل کرے تب مخمور و باغبان و گلچین کی ر
ہو اور یہ بھی اوسنے کہا جاتا ہے کوہ سنگین و صحرائے پرآفت بہت مشکل ہے اور یہ بھی او
کنیز نے بیان کیا کہ جو حال دریافت کرو آئینے سے ایک تاجدار پیدا ہوگا وہ سب حا
بیان کریگا اب آپ لوگ انجمن مشاورت منعقد کرین احوال دریافت کیا جائے کہ جسکو د
کرے وہ واسطے رہائی سرداران مذکور کے جائے اوسیوقت ایک بارگاہ علیحدہ آراستہ
ہوئی ملکہ بہار و مہرخ و شکیل و رعد و برق و برق لامع یہ چند سردار تینون
اوس بارگاہ مین آکر بیٹھے گرد لشکر فردکش ہے ملکہ بہار نے آئینہ کو بیچ مین رکھا پکار کر آوا
اے آئینہ سامری بحق سامری ظاہر کر کہ مخمور و باغبان و گلچین کس مقام پر قید ہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین
وصلت بھی ہو نصیب تو باتونکا ذکر کیا اونکے وہان نہین مرے منھ مین زبان نہین
حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منہ سے بات جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین
جو ہم پیالہ تھے وہی ہم سے نفور رہین جسدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین
رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنونکا حال یہ وہ زمین ہی جسکا کہین آسمان نہین

…تک یہ اشعار پڑھی آخر گلا اپنا کاٹ ڈالا طیران کا مرنا مرآت پر بہت شاق ہوا پکار کر آواز دی
…بہار مین لشکر کو شکست دی چکی تھی میری ہی شعبدہ نے روکا الٹی مین شرمندہ ہوئی مگر تمہارے
…سطے بہت ہون تم اپنی جان بچاؤ یہ کہکے مرآت سحر کرتی ہوئی بڑھی بہار نے بدھی مار کر پھینک
…ی پھول برسنے لگی پھولون کے انبار ہوگئے مرآت نے ایک دستک دی شعلہ آتش چمکے پھولون کو جلا
…مہرخ نے دور سے آواز دی اے بہار کیا کرتی ہے اسکی وہی تدبیر ہے آئینہ سامنے کر دے لیکن آئینہ
…ے بہت ہوشیار رہنا بہار نے یہ سنتے ہی آئینہ بغل سے نکالا آئینہ مرآت آئینہ وار کو دکھایا
…ار کر کہا بوا ذرا ادھر متوجہ ہو آئینہ دیکھو قلعی کھلے حیرت نہو جیسے مرآت نے آئینے مین اپنی
…ورت دیکھی ایک چیخ ماری غل مچانے لگی بال نوچتی تھی جو اسکے سردار اسکے قریب تھے کسیکو
…نجہ مارا کہ اوسکا سر اڑ گیا کسیکے پیٹ مین تلوار بھونک دی کسیکو خنجر مارا چالیس سردار اسکے
…دکھڑے تھے اون سبکو مارا اور سب یہ کہکے بھاگے اور غضب دیکھیئے کہ اپنے ساتھ والون کو
…ل کرتی ہین اب ہم اسکا ساتھ نہ دینگے یہ کہتے ہوئے بھاگے اب مرآت جھومتی ہوئی چلی کبھی ہنستی
…بھی روتی ہے کبھی رنجیدہ ہوتی ہے بڑھی چلی آتی ہے پکار کر کہتی ہے اے بہار گلعذار مجھے اپنے پاس تو آنے
…دے مین تمھاری کنیز ہون کیا تیری اطاعت مین عذر ہے مین ہمیشہ سے تیری اطاعت کی خواہان
…ہوں آج میری آرزو پوری ہوئی کبھی اپنے کو سنبھالتی ہے مبہوت ہو نیکو ٹالتی ہے کہ زمین شق ہوئی زمین
…سے ایک زاغ نکلا سر پر آکے مرآت کے کانون کانون کرنے لگا جیسے اوس زاغ نے آواز دی اوسکے
…ہوش و حواس مرآت کے درست ہونے لگے چار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگی کبھی
…کہتی ہے ارے مجھے کیا ہوگیا مہرخ نے پکار کر کہا اے بہار کیون کمی کرتی ہو جلد آئینہ دکھاؤ الیسا
…نہ ہو ہوش مین آجاے تو پھر سحر کرے گی ملکہ بہار نے بڑھکر آئینہ زمین پر رکھا اب کی جو نگاہ

ہو گا وہ غیرت بلقیس مسخر جسدن	سجدا رتے ہین ہم مثل سلیمان ہونگے
دل ہی حسرت زدہ منہ پر ہی اداسی چھائی	لوگ رعنا تجھے دیکھینگے تو حیران ہونگے

شاہباز یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا کہ ملکہ مہرخ نے پکار کر آواز دی ای بہار یہ مرآت سا
ہی اسمین بڑی بڑی اثر ہین کیون تکلیف کر رہی ہو آئینہ اسکے سامنے رکھدو سر ٹکرا کر مر جائیگا ملکہ
نے آئینہ رکھدیا رکھنا تھا شاہباز نے جو اپنی صورت اوسمین دیکھی ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی ا
ہی کودتا ہی مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہی کبھی کہتا ہی کیا کیفیت ہی مجھسے زیادہ کون خوبصورت ہی مجھ سا
جمشید بلا رہی ہین آئینہ دیکھ دیکھکر مست ہو رہا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آخر تلوار کمر سے
کھینچی اپنا گلا کاٹ ڈالا بہار نے آئینہ اوٹھالیا غریو بلند ہوا مرآت کے کان مین آواز
کشتی مرا نام ہی شاہباز جادو لیو مرآت نے جو یہ آواز سنی منہ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب
مسلمانون پر آئینے کا حال آئینہ ہوا وہان بھی تو سب رازداران طلسمی جمع ہین کنیزون نے
عرض کی حضور مہرخ نے سب حال کہا مرآت کہتی ہوئی چلی یا تو قضا مجکو لیے جاتی ہی یا افسر کا
ہون سردار مرآت کو گھیری ہوئی ہین سب کہتی ہین ملکہ عالم آپ نہ جائیے شاہباز کا بھائی
طیران بابند پروانہ روتا ہوا سامنے آیا کہا حضور میرا بازو ٹوٹ گیا ابھی جا کر بہار کا سر لاتا
مرآت نے کہا ای طیران تمہارا بھائی تمسے سحر مین زیادہ تھا یہ آئینہ ساختہ سامری ہی اسکے
مین شعبدہ بازی بھری ہی پچتاؤ گے طیران نے نہ مانا تڑپ کر صف سے نکلا پکار کر آواز دی ا
بہار گلعذار ذرا مجھسے مقابلہ کرو تو حال کھلے بہار پلٹی پھرتی کر اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب بہار
آکر پھٹا کچھ شعلہ ہای آتش نکلے کچھ دھوان نکلا بعد دھوئین کے دو ناٹا ہوا بلکہ بہار نے کانون
ہاتھ رکھ لیے کئی سو جوان چرخ مار کر گرے بہار نے اپنے کو سنبھالا طیران تیغہ کھینچے ہوئے قر
بہار کے پہونچا تھا کہ بہار نے وہی آئینہ دکھا دیا آئینے مین جو صورت نحس اپنی دیکھی ط
کے ہوش اڑ گئے جس تلوار سے بہار کو قتل کرنے چلا تھا وہی تلوار اپنے گلے پر رکھ لی
اوٹھالو ملکہ عالم ہم تو نثار ہوتے ہین ہمین یاد رکھنا بھول نہ جانا نظم

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین	ہی کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین
خانہ خراب عشق نے کیا کیا دلیل	رسوا کہان کہان دل بی خانمان نہین

شاہد دہر گزین جہان در سفریم ؛	دلخستہ و دورماندہ بی بال و پریم ؛

بہار نے یہ دعا کی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا کہ خواجہ سامنے سے چلی آتی ہین
خواجہ نے بہار کو دریائے خون مین نہائے ہوے دیکھا خواجہ گھبرا گئی ساری لشکر کو شکست مین دیکھا
بیتاب ہوگئی کہ یہ کیا غضب ہوگیا علم فوج سرنگون تھا ملکہ مہرخ کو تخت پر نہ پایا پکار کر پوچھا
بہار خیر تو ہی بہار نے کہا آپکی عیاری نے غضب کیا مرآت چلی آئی ساری لشکر کو شکست دی سب
سردار زخمی ہوے آپ ذرا میری پاس آئیے خواجہ قریب بہار کے آتے بہار نے کہا خواجہ
آئینہ کہان ہی آئینہ خواجہ نے زنبیل سے نکالا بہار نے آئینے کو دیکھا کہا لو خواجہ اب یہ حرامزادی
کہان جاتی ہی یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ سے آئینہ تو لے ہی چکی تھی کچھ ورق اپنی جھولی سے نکالے کچھ مضمون
ان اوراق سے پڑھکر آئینے کا عکس اپنے سر پر ڈالا زخم سر سے صحت پائی بہار نے کہا خواجہ بڑا
تحفہ نایاب ملا سب مشکلین آسان ہوجائینگی اسم سحر پڑھکر کہا خواجہ بڑی نعمت لائی اب یہ ملعونہ
بچتی ہی یہ کہکر بہار نے آئینہ چمکایا ایک برق چمک کر گری دس ہزار جادوگر لشکر مرآت کے
مارے گئے بہار چمکاتی ہوئی آئینے کو چلی بہار نے جو آئینہ پڑھکر چمکایا غول لشکر مرآت کے جمے
ہوے تھے شاہباز جادو ستر ہزار فوج کا افسر اسکی پشت پر بڑے بڑے نامور ساحر سب سحر
لشکر اسلام پر کررہے تھے بہار نے بڑھکر ایک طرہ پھینکا آواز دی ای شاہباز بلند پروازی نکرنا
ذرا ادھر متوجہ ہو شاہباز نے آنکھ ملائی تھی کہ بہار کا گلدستہ چلا پھول برسنے لگے شاہباز جھوما
جو رنگ سحر مبارہ ہی پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اصل کیفیت تو یہ ہی ہرچند کہ موسوم بہ شاہباز
ہون مگر کشتۂ تیغ ناز ہون نظم

روبرو تیری جو اے مہر درخشان ہونگے	ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے
یاد مین زلفونکی راتونکو پریشان ہونگے	دنگو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے
پنجۂ عشق کی گر دست درازی ہی یہی	چاک کس کس کے نہ دامان و گریبان ہونگے
حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون	تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے
خیر خالی کا سینہ تو گیا سب خالی	انکی دیکھینگے تو اوس ماہ پہ قربان ہونگے
نظر آیا جو ترا حلقۂ گیسو پرخم	ہندی اسلام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

کے قتل کیا آڑی ترچھی گر رہی ہی مرآت کھڑی دیکھ رہی ہی کہ ذرا یہ رکے تو مین سحر کرون پر ق
چار پانچ مرتبہ آڑی ترچھی گری ایک مقام پر ذرا ٹھہری تھی کہ مرآت نی خنجر پھینک مارا کچھ اسم
سر برق لامع کا بھی زخمی ہوا ایک گولہ جھپٹ کر مارا کہ تخت مہرخ کا ٹکڑی ٹکڑی ہوا مہرخ کا تخ
گرنا علم فوج سرنگون ہوا سب کے پاؤن اوکھڑ گئی مرآت سحر کرتی ہوئی جاتی ہی مگر وہ قیام
سحر کرتی ہوئی کبھی زمین سے دھوان نکلا کبھی آسمان سے آگ برسی کبھی تلوارین گرین کبھی تیر برسائی
کرکہتی ہی ای مہرخ اسی مین بہتر ہی کہ آئینہ میرا حوالے کر دو ورنہ آج ایک زندہ نہ چھوڑ دن گی
جمشید کی قسم کھاتی ہون کوئی مجھ سی سر بر نہو گا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی ابھی تک
سحر ہی وہ نہین ہوی اب وہ سحر کرونگی کہ زمین تھرائے گی آسمان سے شعلہ گرینگے بہار کنار
لشکر کے یہ معاملہ دیکھ رہی ہی سحر کو اسکے دیکھا خیال کیا کہ حقیقت مین جو سحر ہی وہ بے نظیر
قتل کی کیا تدبیر ہی جب دیکھا کہ سارے لشکر کو شکست ہوتی اور لشکر بھاگا جاتا ہی مرآت
چھوڑتی قصد ہوا کہ جاکر لڑون مگر دل کانپتا ہی تھوڑی دور بڑھی یقین کہ مرآت سی سامنا
دیکھتے ہی اوسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار نے گجرا پھولون کا مارا
آسمان پر آیا پھول برسنے لگے مرآت نی ہنسکر کہا او بہار اس سحر کا رنگ سامنے افرا
کے جمیگا وہ تمھارے عاشق ہین ایسے سحر میری کنیزین کرتی ہین یہ کہکر ہاتھ ہلایا شعلہ
بھڑکے سب پھول جل گئی بہار نے طرے گجرے بدھیان پھولونکی پھینکین کئی مرت
برسائی مرآت نی پھول جلادی سحر کا رنگ نہین جمنے پاتا جب سحر کیا مرآت نی مٹا دیا ایک
بہار نی نکہت گل اندام کو آواز دی گلدستہ ملا غنچہ آرزو کھلا مرآت نے ایک د
برق چمک کر گری سر بہار کا زخمی ہوا کنیزین بہار کی بیچ مین آگئین ملکہ بہار الگ آ
بہار کے زخم سر باندھنے لگین مرآت نی دیکھا بہار زخم سر باندھ رہی ہے چاہ
کنیزونکو مار کر بہار کو بھی گرفتار کر لون پھر سارے لشکر کو پکڑ لون کنیزونسے لڑنے لگی دو
کنیزونکو مار اجلایا آتش سحر روشن کر دی ہر طرف آگ بھڑک رہی ہی کنیزین گھبرا کر بھاگ
نی دیکھا سارے لشکر کو بھی شکست ہوتی اب کسیکا پاؤن نہین جمتا دعا کرنے لگی کہ پروردگا
فضل شریک کر ورنہ یہ شکست درست ہوگی بیقرار ہو کر بہار نی دعا کی اور پکارا او بھی

جو شے قبضہ مسلمانان مین گئی اوسکا ملنا دشوار ہے مرآت نے سر پیٹ لیا کہا ارے غضب یہ ہے
بہار اوس آئینے کو دیکھ پائیگی اوس آئینے سے کام لیگی تو میری جان نہ بچیگی مین ابھی جاکے لاتی
ن سب ہان ہان کرتے رہے مرآت آئینہ دار نے نمانا باہر نکل کر نفیر بجائی سب لشکر
رہوا کہا صاحبو لشکر مسلمانان کو لینا چہار جانب سے لشکر تیار ہوا سات لاکھ کا لشکر طرف مسلمانان
چلی ہرکارون نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے
عرض کی مرآت آئینہ دار آتی ہے ملکہ نے بھی لشکر تیار کیا حملے کھڑی ہوئین ایک جانب ملکہ
بار اور جملہ افسران نامی و سرداران گرامی صفین جمائے کھڑے ہین کہ مرآت آئینہ دار کا
ہ ہوا پکار کر آواز دی ای مہرخ دیکھو ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا بکر کرکے آئینہ لیگیا اوس
دلوا دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ مہرخ نے طرف بہار کے دیکھا کہا خواجہ چونا لگا آئے
بہار نے ہنسکر جواب دیا اوسکو بڑا غصہ ہے اوسی غصے مین آئی ہے جانتے ہین کہ بلائے روزگار ہے
اوسکی قہر سے بچائے مرآت آکے گری بہار الگ بھر رہی ہین مرآت نے اول آکر لشکر پر جو
لیا ملکہ مہرخ موئے کاکل کشا کہ انکو مخمور سے بڑی محبت ہے اسوقت بڑے زور و شور سے ابھی آرزو
ں جا پڑین کہ اسکو قتل کرین تو باغبان و مخمور و گلچین رہائی پاوین مرآت نے بڑھکر سحر کیا
جادو سے کنیزان مہرخ موئے سر کٹ کر گرے مہرخ موکو جو غصہ آیا او لکا تا کھلے بڑھین لیکن مرآت
جو دیکھا کہ سرخمو نے بال کھولے کاکل کو پیچ وتاب دیا بوی خوش آئی صاف ظاہر تھا کہ ہزارہا
ک نافہ کھل گیا بو سونگھکر جھومی جھومتے جھومتے اوسنے دستک دی دستک دیتے ہی وہ
آہ حیرت انگیز مشک بیز سے فوت ہوئی ایک برق چمکی کہ سر سرخمو کا زخمی ہوا سر پھرنے لگا
ن تھا کہ لڑکھڑا کر گرے کنیزون نے سنبھالا لیکر بھاگین ہلال سحر افگن بہ امداد سرخمو پہونچی
ل نے سحر چمکایا اوسنے اونگلی سے اشارہ کیا ہلال پر ابر آگیا سینک کی کمان نکال کر اوسی
بر جوڑ کر مارا کہ نشانہ ہلال کا نشانہ ہوا ہلال بھی سامنے سے ہٹین رعد و برق کڑکتی ہوئی آئی تھی
عد کی گرج برق کی چمک ہزار ونکو مارا رعد کا جو سامنا ہوا رعد نے کانون پر ہاتھ رکھا تھا کہ چیخ
ون کہ ابھی ہاتھ ہلایا کاردسحر کھینچ ماری رعد کا بھی سر زخمی ہوا برق کڑک کر گری مرآت نے
ہ رکھا برق کی چمک مٹی مان شبنم کا زخمی ہونا برق لامع چمک کر آئی کئی سے ملازمونکو مرآت

متھو رہین دیکھی گیا خوب ارشاد فرمایا ہی خداوندون نے حکم دیا ہی کہ ان سب آئینونکو سامنے لشکر
کے رکھوا دیجیے سب لشکر انھین مین غائب ہوجائیگا مرآت نے کہا یہ آئینہ سامری و جمشید
بنایا ہوا ہی سالہا سال مین تیار ہوا جناب حکیم صاحب نے وہ آئینہ ملکہ حیرت کے ہاتھہ مین د
اسکو دیکھیے مرآت نے کہا مین دیکھون اب جو آئینہ کھولا مرآت نے دیکھا میرا ایسا چہرہ آنکھ
بڑی قد برابر دیو کے ہی حکیم صاحب نے کہا کیون بی مرآت دیکھو خداوند بیٹھے ہین سب آئینہ
عجائب غرائب دکھاؤن لشکر اسلام کے سامنے رکھدیجیے ابھی سب غائب ہوجاوینگے انمین
کراماتین ہین مین کچھ ایسے مانگتا نہین سامری و جمشید نے حکم دیا مین لیکر آیا ورنہ مین
جاکر مین سامری و جمشید سے کہدونگا کہ آپکے بھیجنے کی اونکو کچھ ضرورت نہین یہ کہکر اوٹھی
پاس کھڑی ہوئی سب آئینے کھولکر دیکھے الٹ پلٹ کرکے آئینہ اصلی اپنے قبضے مین کیا
وہین چھوڑے یہ کہتی ہوئی کہ ہم زبردستی چھوڑے جاتی ہین امتحان کا اسکو اختیار ہے جب
وقت پڑے اور مسلمان دباؤ ڈالین تو اسنے بھی کام لیجیے گا جب باہر نکلی تھوڑی د
لوگون نے جاتے دیکھا پھر غائب ہوگئی حیرت خوشیان کررہی ہین کہ ایک آئینے
مسلمانونکو پناہ نہ تھی اب تو اتنے آئینے ہوے کہ صرصر آئی اوسنے پوچھا کیا ہوا
بقراط الحکمت آئی تھی یہ آئینے دیگئے وہ تو صرف نزول رحمت تھی شراب بھی یہان کی
صاحب دربان کہتی ہین تھوڑی دور رستے مین جاتی دیکھا کھڑے کھڑے غائب ہوگئی کشف
تھی فرستادہ لات و منات تھی صرصر نے ہنسکر کہا خدا خیر کرے ارے بی مرآت تمہارا آ
طرفگی سے معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ آیا آئینہ لیگیا یہ بیکار آئینے چھوڑ گیا مرآت نے
آئینہ میں نے دیکھا تھا میرا چہرہ برابر کلہ فیل کے معلوم ہوتا تھا مین کرامات دیکھہ بھی چکی آنکھون
ڈالی صاف ثابت تھا کہ دو جام خون بھری ہوئی ہین صرصر نے کہا ساربان زادہ اپنا کام
بخوبی تمام کرگیا مرآت نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون اب جو اون آئینون کو اوٹھا کے د
کسی مین چہرہ چھوٹا معلوم ہوتا ہی کسی مین بڑا ثابت ہوتا ہی یہ حالات دیکھکر مرآت نے
ایسا کہا بیشک میرا آئینہ نہین ہی ساربان زادے نے بہت بڑا غضب کیا اس
سبکی آنکھون مین خاک ڈال گیا لیکن کہان جاتا ہی صرصر نے کہا بی مرآت اب ا

رق آیا نگاہ اوٹھاکے دیکھا باغبان و گلچین سامنے کھڑی ہین کہا ای مخمور ہمارے پاس آ دہم تمہارے خ
ق ہین مخمور نے ایک جست کی غائب ہوگئی مرآت نے آئینہ اوٹھالیا طرف دربار ملکہ حیرت کے
لکہ حیرت نے یہ خبر سنی کہ باغبان و گلچین و مخمور کو مرآت نے قید کرلیا ملکہ حیرت نے حکم دیا مرآت
د کنیزون نے عرض کی وہ خود یہان تشریف لاتی ہین ملکہ حیرت نے کرسی بچھوادی مرآت
ہ دارہ جھومتی ہوئی آئی کرسی پر آکر بیٹھی ملکہ حیرت سے سب حال بیان کیا ایک میز بارگاہ حیرت
لگا ہوا ہی اوسپر اسباب سحر رکھا ہی مرآت نے آئینہ اوسی میز پر رکھدیا فخر یہ سارا حال سامنے حیرت
بیان کررہی ہی کہتی ہی حضور مخمور کی گرفتاری مین بڑی تکلیف ہوئی اس کنیز کا خون خشک ہوگیا
روزگار ہی کیا کیا سحر کیے ہین عقاب شجر نشین کا مارا جانا ایسا دشوار تھا کوئی دخل نہ دیسکتا تا
لیکن کنیز نے شکست کھاکے سب بند و بست کیا بی مخمور کو بھی پست کیا اب تینون ایک مقام
رہین اب کسیکی مجال نہین جو وہان جاسکے آج شام کو کنیز طبل جنگ بجوائیگی صبحکو میدان مین
دیکھیگا دو دو ہزار چار چار ہزار اسی آئینہ مین جاکر غائب ہونگے یہ سحر خاص سامری و جمشید
س سحر پر کبھی کوئی غالب نہین آیا یہ تحفہ آپ ہی کی کنیز کو ملا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کنیزون
بڑھکر عرض کی در دولت پر حکیم بقراط الحکمت حاضر ہین چاہتے ہین کہ حضور سے قدمبوس
حیرت نے کہا بقراط الحکمت کون کنیز نے کہا مین نہین جانتی ایک بڑے میان بڑھے آدمی
دس بارہ آئینے بغل مین دبائے ہوئے بہت لمبی داڑھی شرعی پائجامہ گھٹیلا جوتہ چار پانچ
ن کا عمامہ سر پر فرماتے ہین کہ مین کچھ عرض کرونگا مجھکو بولنے دو سے خداوندون نے بھیجا ہی
کنیزون سے چوبدارون سے باتین کررہے ہین سب حکیم صاحب کی باتون پر ہنس رہی ہین دانت
ئے ہوئے جیوڑا مزیدار گلوری بھی کھائے ہوئے پیک ٹپک ٹپک کر داڑھی پر گر رہی ہی حیرت
کہا بلالو مین دیکھون تو کون ہے کنیزین گئین کہا جناب چلیے بڑے میان صاحب
آئے سب بے اختیار صورت دیکھکر ہنسنے لگے حکیم صاحب نے فرمایا آپ لوگ
ہنستے ہین حیرت نے کہا یہ بدتمیز ہین آپ تو ہر دل عزیز ہین بڑے میان نے
آئینے میز پر رکھدئے ایک آئینہ لیتے آئے وہ ملکہ حیرت کو دکھایا کہا اسکو کھول کے دیکھیے تو
ری و جمشید نے قرار دیا ہی ایک آئینے کی کیا حقیقت ہی ہزار آئینے بھیجدین بی مرآت بہت

اوچھالدی ایک طائر کو چلک پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا ہوا منقار کھولکر پکارتا ہوا او عقاب ذرا
متوجہ ہو میری مالک کے ساتھ کیا حرکتین کر رہا ہی عقاب صدا ئیے طائر کے متوجہ ہوا طائر نی آواز د

پیش منصوبی گئی اوس سے نہ کچھ تدبیر کے ۔ کون سنتا ہی کرین کس سے گلے تقدیر کے
مبتلا اکثر رہی ہم نور مہر و ماہ کے ۔ شک ہوئی کیا کیا نہ روی یار کی تنویر کے
یہ حرارت ہی کہ دوزخ کی اڑائی ہین دھوئین ۔ برق سی بڑھکر ہین شعلے نالۂ شبگیر کے
کافر گیسو ہین ہم کفران نعمت کیون کرین ۔ مار کاکل کی پڑہی منکر ہون گر تکفیر کے
ہے خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہین ۔ دام کے پھندی نہ یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے
کل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہی خواب ۔ شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے
جلد ہوگا شمع روسی وصل ہمکو بھی نصیب ۔ ہمنشین معنی یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے
مر گئے حسرت مین لاکھون کشتۂ تیغ نظر ۔ دیکھیے ہمنے جو ہر اے قاتل تری شمشیر کے
جان کر دی ہی تمھاری لن ترانی پر نثار ۔ قتل کے قابل نہ ہم لایق ہین دار و گیر کے
بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار ۔ ہین خریدار اتبو اے یوسف تری تصویر کے
خفتگان خاک چونک اٹھین نہ غوغا کیطرح ۔ شور ہین گو رغریبان تک مری زنجیر کے

اب جو عقاب نی زبان سی طائر کی یہ اشعار سنے مخمور سی الگ ہوا طائر کی جانب چلا مخمور نی
پیچھے سے عقاب کی دم پکڑی دونون پانؤن تھام کر چیر ڈالا ٹکڑون مین عقاب کے گولہ رنگ
زمین پر آ کے للکارا اور مرآت تماشہ دیکھ رہی تھی کہ وہی آئینے پر مارا آئینہ کانپا ہر چند کہ شیشے کا تھ
فولادی گولے سے نہ ٹوٹا مخمور نے زانو پر ہاتھ مارا اپنی پیشانی پر نشتر لگایا دو ہرا گولہ اپنے
رنگین کیا پھر آئینے پر مارا آئینہ زمین سے بلند ہوا ایک برق چمکی کہ مخمور کی آنکھون کے نیچ
آ گیا اندھیرے مین معلوم ہوا کوئی کمر مین پنجہ دیتا ہے مخمور نی اپنے کو درست کیا کلائی پر
ڈال کے طمانچہ مارا ایک طفل بے ادب تھا اوس طفل کا سر اڑ گیا مخمور نے دیکھا لاشہ ا
کا پڑا ہی ایک جو طرف آئینے کے چلین مرآت نے رو ے آئینہ کو اپنی جانب کیا پشت مخمو
دکھائی اور پکار کر آواز دی ادھر ملاحظہ کیجیے مخمور نے پلٹ کر دیکھا کان مین آواز آئی

شکل ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہی ۔ کہ ادھر سب نظر آتا ہی ادھر کچھ بھی نہین

دیا آواز دی یا سامری اسکو بھی لینا سیر سحر روشن رہا ایک غبار اوٹھا گلچین نے متصل سحر جلانی
ب روشنی ہوئی گلچین نے دیکھا ایک باغ مین باغبان کھڑا پکار رہا ہی اے گلچین ہمارے پاس
ملکہ گلچین جب غائب ہوگئین مرآت نے آئینہ اوٹھا لیا ہرکاری یہ حال دیکھکر بھاگی مہرخ سے آکر
دی کہ ملکہ گلچین اسطرح جاکر لڑین آخر غائب ہوگئین یہ سنکر ملکہ مہرخ کو سناٹا اگیا خواجہ عمرو موجود
فرمایا اے مخمور کو منع کرو کہ جانیکا ارادہ نہ کرے آئینہ بڑے غضب کی چیز ہے کیا گلچین و باغبان
کمال مین کم تھے جاکہ پھنسے سردار گئے جاکر دیکھا مخمور خیمے مین نہین ہین خواجہ ہوگئی کہا ہا غضب
لیا مخمور بھی واسطے مقابلہ مرآتہ آئینہ دار کے گئی خواجہ کو بڑا تردد ہے گھبرائے ہوئے جاتی ہین
ن مرآت بیٹھی ہوئی فخر کررہی ہی کہ مین نے گلچین و باغبان دونون کو گرفتار کیا ان زن و شوہر
سنے سحر پر بڑا ناز تھا اب دیکھون کسکی شامت آتی ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ملکہ مخمور سرخ
شم بصد قہر و خشم لشکر پر مرآت کے گری ہی اور پکار رہی ہی کہ نی مرآت کمان مین آئینہ لیکر
ن تو حال کھلی مرآت آئینہ لیکر اوٹھی مخمور نے کئی سردارون کو مارا کئی بارگاہین گرادین کئی ہزار
کر مارے مرآت جھپٹ کر پہونچی پکار کر آواز دی او مخمور ان غربا نے کیا لیا ہے مجھسے مقابلہ
و تجھکو مزا چکھاؤن یا کوئی سحر آئینے پر کر یہ کہکر مرآت نے آئینہ زمین پر رکھدیا یا سامری جمشید
ر آواز دی مخمور نے آئینہ پر گولہ مارا پہلو سے آئینے کے ایک زنگی پیدا ہوا اوسنے بڑھکر
ور پر حملہ کیا مخمور نے زنگی کو چیر کر پھینکدیا مرآت نے زمین پر دو پتھر مارا آواز دی او ببران
م خوار اس ظالم کو لینا دیکھا ایک شیر ببر پشت سے آئینے کی پیدا ہوا دھڑ دکا مار کر مخمور
یا مخمور نے پیچھے ہٹکے آواز دی ای ہژبر شیر شکن اسے لینا ایک شیر پہلوی مخمور سے پیدا ہوا
بیر اوس شیر پر جا پڑا آپس مین پنجہ چلنے لگا شیر نے مخمور کے اوس شیر کو طمانچہ مارا کہ ببر دھکا
گیا لاشہ جلکر خاک ہوا مخمور کا شیر غائب ہوا پھر مخمور طرف آئینے کے چلی منتظر رہے کہ زد پر پہونچون
لہ مارون مرآت سدراہ ہوئی آواز دی اے عقاب پنجہ گیر اسکو لینا ایک عقاب
ان سے گرا چاہا مخمور کو منقار سے اوٹھا لون مخمور نے پردن پر ہاتھ ڈالا عقاب جست
بلند ہوا مخمور بھی بلند ہوگئی ہوا پر مخمور نے عقاب سے مقابلہ ہونے لگا عقاب نے کئی پنجے
ر پر مارے مخمور غربال بھی ہوگئین دو تین پنجے جب مخمور نے کھائے جھلاکر کان سے بجلی اوتار لئے

تھی آخر ملکہ مخمور کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اوٹھین کہا اے گلچین نہ گھبرا اوسین جا کر یا تو جاد
یا باغبان کو رہا کر کے لاونگی او یہ بھی بخوبی سمجھ لو کہ باغبان ایسا شخص نہین ہے کہ جسکو مرآ
آئینہ دار قتل کر ڈالے حکم افراسیاب کی ضرورت ہے مگر سحر بخوبی چلگیا باغبان کی ہوش
نہ رہے اپنے کو بلا مین پھنسا پایا نہ سنبھل سکے کسی مقام پر باغبان کو قید کیا ہے جب تک حکم
افراسیاب کا نہ آئیگا تب تک کوئی باغبان کو قتل نہین کر سکتا مین فکر کرتی ہون یہ کہکر ملکہ
ایک گوشے مین آئین کچھ سحر تیار کرنے لگین ملکہ گلچین نے جو مہلت پائی اپنی بارگاہ جانے کے
بہانے سے کنارے آئین مراد یہ تھی کہ مرآت کو جا کر مار ڈالین پر پرواز پیدا کر کے چلی خواجہ ع
جو گلچین کو نہ پایا بیقرار ہو گئے گھبرا کر ہرکارون سے کہا دیکھو خبر تو لو گلچین جادو برا مقابلہ مرآت
گئی ہے ہرکارے بھاگے مرآت آئینہ دار کا لشکر حیرت سے الگ ہے دربارگاہ پر اپنے بیٹھی کہ
میان باغبان کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا مگر آئینے کو دیکھتے ہی حیرت ہوئی کچھ سحر نہ کر
ہرکارے لشکر اسلام کے الگ آکر ٹھہرے مرآت کو دیکھ رہے ہین لشکر اسکا سامنا
ہے اسکی بارگاہ کو سب گھیرے ہوے ہین سرداران لشکر مثل حیران جادو وامکا
دریحان جادو وکھڑے ہوے فوج کو تیار کر رہے ہین کہ ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا
آگے حیران جادو کھڑا تھا کہ منہ اسکا مہک گیا گھبرا کر اسنے کہا یا سامری وجمشید
کرنا اسوقت کیسی ہوا چلی ہڈیان پھکنے لگین کلیجہ جل رہا ہے سامنے نخل خار تھا نعرہ
آئی سنو ملکہ گلچین جادو زوجہ باغبان سامنے حیران کے پہونچی حیران نے جو گلچین
دیکھا گھبرا گیا مثل شعلہ جوالہ آتی ہے چال سے گلچین کے زمین تھراتی ہے حیران نے گولہ مارا گلچین
گولے کو ہاتھ مین پکڑ لیا وہی گولہ پھر پھینک مارا گلچین نے آواز دی او حیران لے اور یہ بھی
آہن آدم خوار حیران نے یہ چیخ ماری حیران کے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا چند جادو
اوسکے پاس کھڑے تھے کسیکا سر پھٹا چند غرق زمین ہو گئے گلچین حیران کو مار کر طرف مرآ
کے متوجہ ہوئی آواز دی او مرآت میرے شوہر سے مجھے ملا دے مین اپنے وارث
پاس پہونچون مرآت اوٹھی آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے جو گلچین نے سحر کیا مرآت نے آئینہ د
عکس آئینے کا پڑ سحر باطل ہوا گلچین خیمہ کھینچکر چلی کہ مرآت کا سر کاٹ لون مرآت نے آئینہ ز

دارث پر کیا گذری کہ برق روتا ہوا آیا کہا صاحبو غضب ہوا آج نئی طرح کا سحر دیکھا بن ننے
بان کو بلا دیکر چھیڑا یا جو اونکا طریقہ تھا اوسی طرح لڑتی ہوئی نکلے ما شاء اللہ ہزاروں جادو گردن
امر آت نے جو آئینہ سامنے رکھدیا باغبان نے حبت کی اور غائب ہوگئی مرآت پلٹ گئی یہ
ہی خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے مہرخ نے کہا اوستاد آپ کہان جاتے ہین عمرو نے کہا مین جاکر
ردن مہرخ رو نے لگین کہا خواجہ آپ یہان سے قصد کرینگے مرآت پرآئینے مین آئینہ ہوگا
بیر کریگی مین تو عرض کرتی تھی باغبان ایسا ساحر زبردست یون مجبور ہوکر پھنسا ہے
ن کی بیقراری یہ خبر وحشت اثر سنکر سب سردارونکو حیرت ہوگئی گلچین کو سب سمجھانے لگے
ین نے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا مین اپنے شوہر سے کبھی جدا نہین ہوئی **نظم**

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک
نہ صبر آیا دل بے قرار کے نزدیک

ہجوم غم نے مری ملک دلمین آکے کہا
خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک

عجیب چہچہے کرتی ہے باغ مین بلبل
دن آگئے ہین ہو فصل بہار کے نزدیک

شکست الیق لیل و نہار کو دنیا
یہ ایک کھیل ہے اوس شہسوار کے نزدیک

بھلا فقیر سے کیا بادشاہ کو مطلب
وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک

بہشت سے بھی مین بہتر اوسی سمجھتا ہون
قرار ہے جو مرا کوی یار کے نزدیک

جو روز حشر گناہونکو میرے عفو کرے
ہے اصل کیا مری پروردگار کے نزدیک

جو اونکو پھول سے تشبیہ دی ہے عاشق نے
گناہگار ہے اُس گلعذار کے نزدیک

سنگھادی لاکے جو بو زلف یار کی مجکو
یہ بات کیا ہے نسیم بہار کے نزدیک

پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا
جو دل گیا مرا گیسوی یار کے نزدیک

ضعیف لاکھ ہے آجائیگی توانائی
اگر وہ آئینگے بیمار دزار کے نزدیک

رہینگے کوچہ جانانمین حشر تک بس فن
ہوا نہ آئی ہمارے غبار کے نزدیک

حرارت تپ فرقت سے خشک ہو جائے
مین جاؤن گر شجر سایہ دار کے نزدیک

نجف مین ہوتا ہے وہ دفن جاکے ای سطوت
جو نیک بندہ ہے پروردگار کے نزدیک

طرح بلک بلک کے روتی تھی کہ شہزادی اوسکے ساتھ روتی تھی سب سردار بے قرار ہوئے

اور نعرہ کیا ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے حکم دیجیے گا ایسا نہو شہنشاہ دامنگیر ہون یہ وزیر اعظم تھا
باغی ہوا غدار سلطنت و دشمن شہنشاہ ہے مرآت نے کہا ہمین اختیار دیا ہے خواہ قتل کرین خواہ نہ
اگر شہنشاہ مجکو اختیار ندیتے مین کبھی نہ آتی سر کاٹ سے اب جلاد نے قریب باغبان
اشارہ کیا اے باغبان سنبھل کر بیٹھو سنم بہتر برق فرنگی زبان سے سوزن لیتا ہون یہ
خوش ہوگیا سنبھل کر بیٹھا برق نے خنجر مارنے کا حیلہ کیا زبان سے باغبان کی سوزن نکالی
نکلتے ہی باغبان تڑپا سنگ ریزے اوٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے کئی سے جادوگرونکے سر پھٹے ا
مین برق فرنگی تڑپ کر بھاگا جو راہ مین جادوگر ملا اوسکو خنجر مار دیا باغبان نے بارگاہ مرآ
جلائی سحر کرتا ہوا باہر نکلا جب باغبان باہر نکلا لشکر کو پامال کرتا ہوا چلا پتھر برساتا ہوا ج
مرآت نے دیکھا بارگاہ جلی جب باغبان نکل گیا مرآت تڑپ کر باہر نکلی دیکھا تو لشکر مین
فریاد کی صدا بلند ہے خیال کر کے جو دیکھا کئی ہزار جادوگرونکی لاشین تڑپ رہی ہین باغبان
لشکر کو طے کر چکا ہے کچھ ساحرون نے وہان پر گھیرا اوسنے جنگ کر رہا ہے جو افسر بڑھا باغبان نے اوسکو
ہزار ہا جھولیان سحر کی پڑی تھین ایک جھولی اوٹھالی اوسی مین سے اسباب سحر لیکر لڑ رہا ہے کہ مرآ
آ پہونچی آئینہ بغل مین دبائے ہوے باغبان نے اوس غول کو بھی ہٹایا اب کوئی ساحر قریب باغبان
آتا یہ شیرانہ لڑتا ہوا جاتا ہے کہین پتھر برسائے کبھی دو دو ساحرونکو گردن پکڑ کر لڑا دیا مرآت نے
آواز دی او باغبان کہان جاتا ہے فوج شاہی کو تو نے قتل کیا اب کہان جاتا ہے خبر
آگے نہ بڑھنا باغبان نے پلٹ کر ایک گولہ مارا مرآت نے وہی آئینہ سامنے کیا آئینہ سے ایک
پنجہ پیدا ہوا گولے پر جھپٹ پڑی وہ گولہ پانون پر باغبان کے اگر پڑا کہ باغبان کا پانون زخم
باغبان سحر کر کے شرمندہ ہولے سحر باغبان نے کیا اوسنے آئینہ دکھایا اولٹا اونہین پر
کئی زخم باغبان نے کھائے مرآت نے بڑھکر آواز دی او باغبان ہم ملکہ مرآت آئینہ
یہ کہکر آئینہ زمین پر رکھا اور ایک دستک دی باغبان نے جو سر اوٹھا کے دیکھا ا
غار عمیق ہے اوسمین گلچین کھڑی بلا رہی ہے کہ اے باغبان یہان آؤ باغبان
ہو کر غار مین پھاند پڑا ہاہو کی آواز بلند ہوئی باغبان غائب ہوا مرآت نے آئینہ اٹھا
برق فرنگی یہ سماں دیکھکر روتا ہوا بھاگا یہان ملکہ مہرخ دربار مین ہین گلچین زار زار رو

تیار ہی صرصر جلی صورت اپنی بدل کی لشکر مین اکر پہونچی پھرتی پھراتی جاتی ہی میان باغبان
نی یہ سوچ کہ کر اوٹھا کہ مین بھی جاکر درۂ کوہ مین بیٹھون اک سحر تیار کرون کہ جس سے آئینہ بر عیار آ جائے
لکر باغبان بیرون بارگاہ آیا ٹہلتا ہوا طرف کوہ کے چلا باغبان درہ کوہ مین گیا سحر بنا نے
صرصر نے جب دور سے دیکھا کہ باغبان درہ کوہ مین ہے بہ تعجیل صورت اپنی تبدیل کی گلچین جادو
شکل بنکر تیار ہوئی ایک ادھا شراب کا لی ہوئی دوسرے ہاتھ چند کباب اسطرح قریب درہ کوہ کے آئی
ر پہاڑ کے داخل ہوئی باغبان نے بھی دیکھا کہ زوجہ میری آتی ہی پکار کر آواز دی کیون صاحب
تو ہی گلچین نے کہا صاحب مین کیا کرون میرے دلکو ارام نہ آیا مین دوڑی ہی آئی کہ جاکر دیکھ آؤن
ن سب آپکا انتظار کر رہے ہین باغبان ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہی کہ گلچین نے جام لبریز کیا
یصین سرخ ہو گئین خود بخود پسینہ آنے لگا گلچین نے جام لبریز کر کے دیا کہا لو صاحب پیو باغبان
بلا تکلف جام لیلیا جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے گھبرا کر باغبان اوٹھا
ٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا صرصر نے زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر لے بھاگی ردارو ہی
ا ہوئی آئی ہی ڈرتی ہی کہ کوئی عیار نہ ملجائے یہان گلچین جادو نے برق فرنگی سے کہا کہ باغبان
کوہ مین سحر تیار کرنے گئے ہین ذرا خبر لینا برق اوسیوقت تڑپتا ہوا درۂ کوہ پر آیا اندر آکے
فا باغبان ندارد برق گھبرا کر باہر نکلا زمین پر پشتارہ صرصر کا پہچانا ہوش اُڑ گئے جی مین
ہا اے برق غضب ہوا اتنا نہ آکے باغبان کو لیگئی صورت بدلتا ہوا لشکر مرآت مین
خبر سنی کہ ابھی صرصر پشتارہ باغبان کا لیکر آئی ہے اب تو برق چلا یہان حقیقت مین
ت آئینہ دار مسند پر بیٹھی ہے چند جادوگرنیان اسکے ساتھ کی گرد بیٹھی ہین کہ صرصر باغبان
ے ہوئے پہونچی کہا حضور مین باغبان کو لائی پشتارہ ڈالدیا پردہ بارگاہ کا اوٹھ گیا کمیدن
ار ساحران غدار آکر بارگاہ مین جمع ہو گئے صرصر کو مرآت نے اپنے قریب بٹھالیا اشارہ کیا باغبان
ہشیار مرآت نے کہا کیون باغبان اپنے کو کس حال مین پاتا ہے شہنشاہ تجھسے بہت ناراض ہین
ی اختیار قتل دیا ہے اگر جی چاہے ابھی قتل کردون باغبان نے اشارہ کر کے کہا جو تجھ سے
قصور نہ کر مرآت نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ مجمع سے ایک جلاد نکلا پکار کر آواز دی آپ کا
حاضر ہے ابھی اسکو قتل کرتا ہون جھپٹ کر باغبان کو کھینچا کونے کا خط بھی گردن پر دیا

انگلیان لچکتی ہوئین یہ سامنے سے گذر گئے اونکے بعد ہزارہا ساحران نمدار منہ سے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوے تمام میدان دھوان دھار سامنے سے گذر گئے اب تخت ملکہ مرآت کا نمایان ہوا ملکہ مرآت آئینہ دار کا تخت چار اژدہون پر کسا ہوا ایک آئینہ سامنے رکھا ہے اوسکو بہ کبر و نخوت دیکھتی پشت پر سات لاکھ ساحر جھولیان بائین ہاتھ پر پڑی ہوئین سامری و جمشید کے نام کی اس جاہ و وقار سے لشکر مرآت آئینہ دار کا اکر پہونچا ملکہ حیرت نے تخت سے اتر کر سلام کیا مین لشکر کے صحرا اپر بہار سے سامنے لشکر اہل اسلام کے اترنے کا حکم دیا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی لشکر مرآت کو دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے تھے دیکھا رنگ رو سب کا متغیر ہے مخمور و بہار دونا بہت پریشان ہین عمرو نے جو پوچھا اون سب نے کہا خواجہ کیا کہین یہ آئینہ جسکو دکھادیگی اوسکی قلعی کھلجائیگی بیہوش ہوجائیگا قلب آرام نہ پائیگا آپ لوگ اگر عیاری کا قصد کرینگے آئینہ مین دکھادیگی اوسکو معلوم ہوجائیگا کوئی عیار عیاری نہ کرسکیگا جب ہمارے حواس مین اختلال ہوگا سحر نہ یاد ہمارا کیا زور چلیگا آپ لوگون کی عیاری کا بھی یہی حال ہے کہ آپ یہان سے قصد کرینگے آئینہ مین اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ فلان عیار فلان کام کو چلا ہے وہ انتظام کریگی سحر مین بھی ہمشل و بنیظیر ہے خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے خواجہ نے کہا ملکہ اسقدر نہ گھبراؤ اگر پروردگار چاہیگا تو آئینہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہیگا شاید آئینہ آپ کے پاس آجاے باغبان نے کہا خواجہ نہایت مشکل ہے یہ بڑی ہوشیار ساحرہ ہے سب پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے عیار اپنی اپنی تدبیر مین نکلے مرآت آئینہ دار جو آکر فروکش ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو حکم دیا کہ جاکر مرآت سے کہو کہ ملکہ حیرت نے ہم کو تمھاری حفاظت کیواسطے بھیجا ہے صرصر وہان سے پاس مرآت کے آئی آکے سلام کیا کہا حیرت نے مجکو بھیجا ہے مرآت نے ہنسکر کہا مین تمھاری تکلیف نہین چاہتی میرے پاس وہ موجود ہے کہ جب عیار عیاری کا ارادہ کریگا مجکو معلوم ہوجائیگا یہ بھی مینے سنا کہ عیار دن نے اب میرا کچھ کرسکیگا زور نہین چلتا سنتی ہون کہ تمپر تو خواجہ عمرو عاشق ہین صرصر نے کہا واری جو بھی ارادہ کیا کر گذرے مرآت نے کہا مین تو تدبیر کرونگی لیکن شہنشاہ نے باغبان کی شکایت کی ہے اگر تمسے ہو سکے پکڑ لاؤ مین خدمت شاہ مین روانہ کردون حکم ہے کہ باغبان کو ایسے مقام پر قید کرو کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے صرصر نے کہا مین جاتی ہون قیدی کو رکھنے

ئی کہا ملکہ عالم حکم ہو تو ان تینون کو قتل کرون چالاک کو آپ پکڑ لائین اسکو بھی لیجاؤن جارو
کہا یہ میرے سحر مین ہی کہا حضور مین اسکی مشکین باندھ لون تو آپ اپنا سحر اوتارین کہا اچھا جارو
سحر اوتارا گلنار سے کہا لیجا جارونکو قتل کر گلنار نے مشکین باندھ کر پشتارہ دوش پر لگایا قر
ری ہو کر کہا دیکھیے شہنشاہ تشریف لاتی ہین جاروب اودھر پلٹی گلنار نقلی نے خنجر مارا شکم چالاک قصہ
اپنے نام کا نعرہ کرکے خواجہ بھاگے کان مین جو حیرت کے آواز آئی کہ جاروب قتل ہو گئی
رت پلٹی دیکھا قاتل بھاگ گیا بہار نے جو اتنی مہلت پائی اور خواجہ نے سفید مہری مین آواز
ی اے بہار نکل چلو بہار نے جو یہ آواز سنی بہار تو نکل گئی حیرت نے لاش جاروب
اٹھائی لاشہ جلانے کا حکم دیا لاش جلائی گئی حیرت اکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی مگر نہایت متردد ہی کہ
ے حیرت اب کیا ہوگا جاروب ایسی ساحرہ قتل ہوئی شہنشاہ کو سنکر بڑا ملال ہوگا یہان
مہرخ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتی تھین خواجہ و برق وغیرہ کا غم والم ہے ملکہ مہرخ مو اکر
و بخین کہا حضور خواجہ نے جاروب کو مارا حیرت و بہار سے خوب سحر چلے ذکر تھا کہ اتنے مین
ار بھی آکر مو بخین بہ عیان پھولونکی مرجھائی ہوئین چھپکا موتی کا گر گیا مہرخ نے پوچھا اے
بہار کیا ہوا بہار نے عرض کی ہر مقدمے مین آپکا اقبال کام آتا ہی حیرت سے مقابلہ رہا کچھ
ر سکین آخر پلٹ گئین یہ ذکر تھا کہ خواجہ بھی آئے برق و چالاک بھی پہونچے جانسوز ضرغام
ی آئے مہتر قران کا بھی گذر ہوا سب سردار جمع ہین محفل عیش و نشاط آراستہ یہ بھی قصد ہے
لشکر یہان سے تیار کرو اور کوچ کرین زیر گنبد نور چلکر لڑین اسد غازی رہا ہون تب کام چلے
اجی طلسم ہو یہان حیرت رنجیدہ بیٹھی تھی نہایت صدمے سے آنکھونمین آنسو بھرے ہوے کہ آسمان پر سے
بت نقارے کی آواز آئی ہرکارے بھی دوڑے ہوے آئے عرض کی ملکہ عالم مبارک ہو شہنشاہ نا ہدار
ے ملکہ مرآت آئینہ دار کو سات لاکھ ساحران غدار سے روانہ کیا ہی اور حکم قطعی ہی سبکو جاتی ہی گرفتا
و مشکین باندھکر روانہ کرو درباران سب کا باغ سیب مین سمجھا جائیگا ملکہ حیرت باہر نکل آئین آمد لشکر
آت کی دیکھنے کو کہ مجھپر آئینہ ہو جاے کہ لشکر مرآت کا کسطرح آتا ہی ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین وزیرزادیان
یرزادیان ساتھ مین پہلوے کوہ سے علمہای زرنگاری دکھائی دیے سامنے آکر ظاہر ہوا کہ سات
ے علمدار نشان سات لاکھ کے لشکر کا علمدار ہاتھیون پر سوار علمونکو جلوہ دیتے ہوے

کور ہا کر دون دیکھا چالاک بھاگا ہوا آتا ہی ذرا ٹھہرا تھا کہ آسمان سے برق چمکی آواز آئی او نا عیار کہ
ہی سنم ملکہ جاروب کاہ کش تڑپ کے جو گری چالاک کو اوٹھا لیا بہار نے جو دیکھا کہ جارو
چالاک کو اوٹھا لیا گلدستہ مارا کہا او جاروب خبردار چالاک کو چھوڑ دے ورنہ بہت بر د
ہوگی جاروب نے ایک گولہ مارا کہ گلدستہ جا کر گرا بہار نے پیچھا کیا جاروب چالاک کو بغل بد
ہوے ایک ہاتھ سے سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہی بہار پیچھا نہین چھوڑتی کنارہ تک لشکر کے
تھی حیرت برائے ملاحظۂ لشکر نکلی ہی اسنے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا او بہار خبردار پلٹ جا کیا
دامنگیر ہے تیرے بھی قتل کی تدبیر ہے بہار نے حیرت پر گلدستہ مارا حیرت و بہار
چلنے لگا جاروب ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی ہی یہان خواجہ و برق و مہرخ
بیٹھے ہین سب کنیزین تماشا دیکھنے چلی گئین ایک کنیز جادوگرنی گلنار جادو نام برائے حفا
بیٹھی ہی خواجہ بیٹھے بیٹھے طرف گلنار کے پلٹے کہا کیون ملکہ عالم اب ہمارا کیا انجام ہوگا گلن
کہا خواجہ اب قتل کیے جاؤ گے اب ملکہ تمہارے بیٹے کی تلاش کو گئی ہین اوسکو پکڑ کے
آکے سبکو قتل کرینگی خواجہ نے کہا ملکہ گلنار ہمارے پاس کچھ جائداد ہی ہم چاہتے ہین کہ اوسے
ہماری نذر و نیاز کرا دینا ہماری روح کو راحت ہوگی گلنار نے کہا خواجہ کیا شے ہے عمر
کچھ روپے نکالکر دکھائے کہا یہ لو مین اور بھی نکالتا ہون اوسنے پوچھا سارا مال کمر مین
نے زنبیل دکھائی کہا ملکہ میرے ہاتھ کھولدو تو اس زنبیل سے اور نکالدونگا گلنار سوچی مین
ہون بھاگ کر کہان جائیگا سب ہاتھ پانون خواجہ عمرو کے ملکہ گلنار نے کھولدیے عمرو نے
کہا لو اسمین جھک کر دیکھو مال جابجا رکھا ہی گلنار نے جھک کر جو دیکھا مال لاتعد رکھا ہی حیران
مبہوت ہوکر دیکھنے لگی خواجہ نے کہا اوٹھا لو وہ ہاتھ بڑھا کر جھکی جیسے ہی جھکی عمرو نے گلنار کو
ڈالدیا اسکو زنبیل مین ڈالکر خواجہ اوسی کنیز کی شکل بنا کر تیار ہوے برق کو رہا کیا کہا
نکل جا و مہرخ مو کی زبان سے سوزن نکالی ملکہ مہرخ مو بلند ہوتین سحر کرتی ہوئی چلین بہ
جانب بھاگا خواجہ بصورت گلنار جستجوی جاروب مین چلے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار
سے سحر چل رہی ہین جاروب کھڑی دیکھ رہی ہی کہ دیکھا گلنار آتی ہی چالاک سحر مین مبتلا
جادو ہرچند چاہتی ہی کہ بہار کو گرفتار کرلون مگر ممکن نہین ہوتا گلنار دوڑی ہوئی قریب ج

زل اس رنگ سے گائی کہ جاروب جھومنے لگی کہا اے صرصر کیا خوش آوازہ ہو تمہارے گانے سے غم و الم
رہوا اسوقت دل خوش ہوگیا صرصر نے بڑھکر گلابیان اوٹھائین شراب کو الٹ پاپٹ کیا بیہوشی
نی کہا ملکہ عالم نوش فرمایئے نشے مین شراب کے ان سب کو قتل کرین جاروب بھی خوش
ی ہے عمر و برق و سرخ مو حیران دیکھ رہے ہین صرصر نے پکار کر آواز دی جلادون کو
بھر آپ ہی کہا جلاد کی کیا ضرورت ہے مین خود انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگی جاروب نے کہا اے
صر تمکو اختیار ہے تم جیسی خیر خواہ افراسیاب ہو کوئی ایسا سردار نہین ہے صرصر نے کہا آپ کی
یت یہان چالاک نے سامان ربانی مہیا کیا ہے شراب مین بیہوشی ملا چکا ہے حیرت اپنی بارگاہ
بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی حیرت نے دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ایک آئینہ ہاتھ مین زمین پر
ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا حیرت نے کہا اے مرآت آئینہ دار تم
قت خدمت شہنشاہ مین حاضر رہتی ہو اسوقت آنے کا کیا باعث ہوا مرآت نے عرض کی مین
ی سلام شہنشاہ حاضر ہوئی شہنشاہ نے کہا ذرا آئینہ مین دیکھو جاروب کیا کر رہی ہے مین نے
ئینہ دیکھا تمام حال آئینہ ہوا کہ جاروب کو چالاک قتل کیا چاہتا ہے عمر و برق و سرخ مو
ار ہوکر آئے ہین چالاک بصورت صرصر آیا ہے چاہتا ہے جاروب کو مار کر انکو رہا کرون یہ سنتے
حیرت گھبرائی مرآت نے کہا گھبرایئے نہین جاروب کو اطلاع دیجیے اور مجھے بھی آج شہنشا
الم مل چکا ہے مین بھی لشکر کشی کر کے حاضر ہونگی مگر بہت جلدی کیجیے ورنہ چالاک اپنا کام کر گذریگا
با چالاک عیار بیباک ہے ویسا کوئی فرزند عمر و نہین ہے مرآت یہ کہکر جسطرح آئی تھی اوسیطرح
نہ ہوگئی حیرت نے ایک پرچہ پر لکھا کہ اے جاروب آگاہ ہو یہ صرصر نہین ہے چالاک بن عمرو
بد اسکو گرفتار کر لو حیرت نے وہ کاغذ ہاتھ پر رکھکر منہ سے پھوک دیا کاغذ اڑ گیا چالاک
رنگ جام کے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن کہ جاروب کی گود مین آکر کاغذ گرا جیسے ہی جاروب
دیکھا چالاک کی بھی نگاہ پڑی کہ کاغذ گود مین جاروب کی گرا چالاک جام چھوڑ کر
گا کہا مین حاضر ہوتی ہون جاروب نے کاغذ کو دیکھا چالاک کے پیچھے دوڑی چالاک
تا ہوا جاتا ہے جاروب اڑتی ہوئی جاتی ہے یہان ملکہ بہار جادو کنارے پر لشکر کے کھڑی
جسوقت سے سنا کہ خواجہ و سرخ مو گرفتار ہوے قصد کر رہی ہین کہ مین جاکر خواجہ

تینون کو قتل کرونگی یہ کہکر مسند پر بیٹھی شوہر و دیور جو یاد آئے آنکھون مین آنسو بھر
ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ دروازے پر ہلڑ ہوا ملکہ صرصر تشریف لاتی ہین جاروب نے کہا
عمرو کو اپنے ہاتھ سے سزا دینا آج صرصر نے ہمارے ساتھ بڑا کام کیا بیٹے بھی اونکے دشمن کو گرفتار
کرلیا کہ صرصر نقلی تمتی ہوئی آئین جاروب کو سلام کیا جاروب نے کہا اے صرصر تمنے
لشکر مسلمانان سے ہمکو کوئی روکنے نکلا مین تو مہار و باغبان کی مشتاق تھی کوئی صاحب نہ آئے
ان سب کو پکڑ لاونگی دیکھون تو کون روکتا ہی صرصر نقلی نے عرض کی آج میرے دلکو یقین ہوگیا کہ
آپکا سامنا نہ کریگا سب آپ سے ڈرتے ہین جاروب خوش ہوگئی صرصر نقلی نے کہا اب کیا
ہے جاروب نے کہا عمرو کو قتل کرو صرصر نے کہا واری یہ بڑا شخص ہے اسی کے نام سے سارا لشکر
اسلام آباد ہی مہرخ و مہار کی کمر ٹوٹ جائیگی لیکن شراب و کباب منگائیے اب شوہر و دیور کو
کیجیے وہ کام آپ کے ہاتھ سے نکلا کہ جس سے شہنشاہ عاجز رہے آج آپ نے اوس کو پکڑا
و مامہ و مشمش کو مارا کیسے کیسے ساحرون کو للکارا جاروب نے کہا ای صرصر تمکو اختیار
اگر تمنے نہ بچایا ہوتا تو عمرو نے مجکو مار لیا ہوتا تمنے عین وقت پر خبر لی خوب تم وقت پر پہونچین
نے کنیزون سے کہا شراب و کباب لاؤ جو مر گیا وہ مر گیا اب اوسکی یاد کیا ضرور ہی آج روز
بلکہ روز سعید ہی کنیزین شراب و کباب لائین جاروب بھی خوش بیٹھی ہے صرصر نے باہ
کھینچا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

بھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتی ہین — ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتی ہین
جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتی ہین — بہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین
کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے — کبھی کلائی کو گاہی تبر کو دیکھتے ہین
مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آنکلے — کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین
شب وصال مین ہی آج نور کا عالم — زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
بہار مین ہی عنادل سے بدگمان صیاد — قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین
مجھے یہ ڈر ہی کلائی مین خم نہ پہونچا ہو — حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین
نہین ہی اسلیے غم خشک و تر کا ای عنا — شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

ے پلٹی ہوئی جاروب آتی تھی ایک پنجہ مین عمرو و سرخ مو کو دبای ہوی اسنے جو دیکھا کہ برق و صرصر
ی ہین آواز دی ای صرصر نہ گھبرانا مین آپہونچی یہ کہکی سحر کیا کہ برق فرنگی گرا جاروب نے
ی سر توڑ کر لٹکا دیا زنجیر مین برق کو باندھا اب بیتون کو لیکر چلی صرصر نے دیکھا اب جاروب
ق کو بھی لیگئی دل مین خوش ہی آڑ مین ایک نخل کی چالاک بن عمرو بیٹھا تھا صرصر نے جو
ادہ کیا کہ اب چلون چالاک نے نعرہ کیا امان جان آداب و تسلیمات عرض ہی آج تو آپ نے بڑا
ستم کیا برق کو بھی پکڑوا دیا مجھی کچھ عرض کرنا ہی ٹھہر جائیے صرصر کا دم تو نکل گیا مگر ٹھہری نیمچہ کھینچ لیا
یسے ہی چالاک قریب آیا صرصر نے نیمچہ مارا چالاک نے کہا کیون مادر مہربان اپنے فرزند پر یہ
مین تو آپ پر ہاتھ نہ اوٹھاونگا آپکا غلام ہون صرصر نیمچہ مار رہی ہی چالاک روک رہا ہی کبھی خالی
باہی لڑتے لڑتے چالاک نے کہا ای جانسوز مادر مہربان کے ہاتھ پکڑے صرصر سمجھی میرے پیچھے کوئی
یا صرصر نے جیسے پلٹ کر دیکھا چالاک نے حلقہ ہای کمند مارے حباب بیہوشی بھی فوراً مار دیا صرصر
ہوش ہو کر گری چالاک نے صرصر کو اوٹھایا ہاتھ بہ ادب لگاتا ہے ایک نخل سے صرصر کو باندھا
شیار کیا صرصر کی آنکھ جب کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا چالاک ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہہ رہا ہی ہم
منع کرتے تھے آپ چھوٹونکو اپنے سے گستاخ کرتی ہین اب مین آپکی شکل بنکر جاونگا برق
رخ مو والدنامدار کو چھڑا لاونگا لیکن ذرا اصلاح فرمائیے مین آپکی صورت بنتا ہون صرصر نے
یکھا کہ چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا کہتا جاتا ہی کیون بال
زبان خال چہری کا بنا کوئی فرق تو نہین ہی ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے صرصر جھلا کے کہتی ہی میری بلا بوجھی
دم بھر مین چالاک بشکل صرصر تیار ہوا کہا مادر مہربان اب آپ تو اسی مقام پر ذرا ٹھہریے مین
وکعبہ کو لینے جاتا ہون آپکو اونکے سپرد کر دونگا وہ آپ سے کچھ باتین کرینگے حقیقت مین راتونکو
ت بے قرار رہتے ہین صرصر نے کچھ جواب نہ دیا چالاک و عمرو کو کوس رہی ہی کہتی ہی یہ نگوڑا غضب
مکار و غدار ہے وہ مجکو نخل مین باندھ گیا میری صورت بنکر گیا ہے وہان جا کے آفتین
پا کریگا یہان جاروب سرخ مو و خواجہ و برق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی برق
سرخ مو و خواجہ کو زمین پر ڈال دیا ساتھ والیون سے کہا انکو لشکر مسلمانان
ے جا کر پکڑ لائی میان برق راہ مین ملے حیرت سے اطلاع بھی نہ کرونگی ابھی ان

بڑی میان صاحب کیا کہتے ہو عمرو نی کہا یہ ڈبیا منی شوالے یمین ہے یانی سامری نی خواب مین آکر خبر دی
اسمین ہمارا سحر ہی اسکو کھولکر جس لشکر پر اشارہ کرو لاکھ دو لاکھ کے سر کٹکر گرین جاروب نی کہا لاؤ
ڈبیا ہمین دو خواجہ چاہتے ہین کہ ڈبیا نکالکر جاروب کو دون صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی جو دربار
پر آئی پکار کر پوچھا ارے خیر و عافیت تو ہی چوبدار نے کہا بی صرصر ایک بڈھا جادوگر آیا ہی ایک ڈبیا
لایا ہی کہ جسکے سحر سے لاکھون جادوگر مارے جاوینگے صرصر نے سنتے ہی کہا غضب ہوا ارے وہ عمرو
عیار ہے یہ کہکر صرصر جھپٹی خواجہ کھڑی تھی کہ صرصر نے پردہ اوٹھا کے کہا ای جاروب ہوشیار
ہو جائیے یہ عمرو عیار ہی جاروب نے چاہا سحر کرون عمرو نے جھپٹ کر ایک دولتی ماری جاروب
منہ کے بھل گری خواجہ جست کرکے قنات کو ذرا اگئی صرصر نے منہ کے بھل گرتے ہوے دیکھا جاروب
اوٹھی تڑپ کر بلند ہوئی خواجہ عمرو بھاگ کر قریب لشکر کے پہونچے ملکہ سرخ مو ہی کا کل کشا طلایہ
پھر رہی تھین دیکھا خواجہ گھبرائے ہوے آتے ہین پکار کر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے
سرخ مو سی سارا حال بیان کیا سرخ مو کہہ رہی ہی اب نہ جائیے گا جاروب آسمان پر چمکی تڑپ
خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑی سرخ مو نی جو دیکھا کہ خواجہ کو لیے جاتی ہی بیقرار ہو کر اڑی بال
سر کے کھولے جاروب کی آنکھون مین اندھیرا آیا جاروب نے کچھ اسم سحر پڑھا اندھیرا آنکھون
دفع ہو گیا سرخ مو کو جو جاروب نے دیکھا گولہ مارا سرخ مو نی گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا آنکھ
مین سرخ مو کی لگا سرخ مو بیہوش ہونی لگی جاروب نی بڑھکر کمر مین پنجہ دیا سرخ مو و خواجہ
لیکر چلی بارہ ہزار کنیزین جو سرخ مو کو گھیرے کھڑی تھین اونھون نے چاہا کہ جاروب پر جا پڑین جاروب
نے ایک گولہ اونپر بھی پھینکا کئی سو کنیزین منہ کے بھل گرین فریاد فریاد کرتی ہوئی بھاگین برق
فرنگی نے جو یہ ہلڑ سنا دوڑا ہوا آیا کنیزان سرخ مو نی بیان کیا کہ خواجہ کچھ عیاری کرکے آئے تھے
خواجہ و سرخ مو کو گرفتار کرکے لیگئی کئی سو کنیزین قتل ہوئین یہ سنتے ہی برق بھاگا چاہتا تھا
کہ لشکر جاروب مین پہونچون راہ مین صرصر سے ملاقات ہوئی برق نے پکار کر کہا استانی
تم بڑا کرتی ہو اوستاد تمھارے واسطے روپیہ جمع کرتے ہین تم ہر مقدمے مین دخل دیتی ہو
جسدن اوستاد کے قبضے مین آوگے بہت بچتاوگی صرصر غصے مین پنجہ پکڑکے جا پڑی
کہا نگوڑے بھوڑے مین تجھسے یا تیرے اوستاد سے ڈرتی ہون صرصر و برق سے پنجہ چلنے لگا اُدھر

ہ لوگ جب دیوانے ہوئے بہار بڑھیں کہ میں جاکر باغبان کو رہا کروں یہاں خونخوار جو سحر کر رہا تھا
سکے پہلو سے زمین شق ہوئی چاہا کہ ہٹوں دیکھا رعد نے سر نکالا دونوں کانوں پر ہاتھ رکھکر ایک
غ ماری کہ خونخوار چرخ مار کر زمین پر گرا مان نے جو بیٹے کی آواز سنی کڑک کے گری خونخوار کے دو
ڑے گئے ادھر بہار نے باغبان کی زبان سے سوزن نکالی باغبان کڑک کر اٹھا اب باغبان و
بار نے ملکہ سحر کیخ خونخوار کے مرنے کی جو آواز جاروب نے سنی گھبرا گئی سر پیٹ لیا کہا لو یارو میرا دیور بھی
اگیا روتی پیٹتی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا واری میں تو لٹ گئی میرا شوہر بھی قتل ہوا دیور
ی مارا گیا مگر اہل اسلام کی میرے ہاتھ سے قضا ہے اب تو طبل امان بجوا دیجیے آج شب کو سحر تیار
ونگی صبحکو ایک بھی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا حیرت جادو نے طبل امان بجوا دیا لشکر ملیٹے یہاں
ں اسلام بفتح و فیروزی واپس ہوئے لیکن جاروب جو پلٹ کر آئی آتے ہی اسنے حکم دیا ہومخانہ
ر کرد ہومخانہ درست کرا کے بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی کبھی ابر بناتی ہے کبھی برق چمکاتی ہے کبھی کچھ دھواں
کبھی چھڑیاں پھینکتی ہے ہنگامہ برپا کر رہی ہے جا بجا یہ مشہور رہا جاروب نے ابر سحر تیار کیے ہیں خواجہ
و کناری پر لشکر کے ٹہل رہے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ جاروب کاہ کش نے ہومخانہ
ستہ کرایا اوسمیں بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے خواجہ ٹہلتے ہوئے چلے صورت بدل لی ایک جادوگر کی
ل نیکر لشکر میں جاروب کے آئے دور سے دیکھا اسکے خیمے پر ایک ابر سیاہ گھرا ہوا ہے خواجہ ٹہلتے ہوئے
روب کی دربارگاہ پر آئے خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے کہا ملکۂ عالم سے جاکر عرض
در دولت پر ایک جادوگر حاضر ہے چاہتا ہے کہ کچھ عرض کرے خدمتگار نے کہا اسوقت ملکہ ہومخانے
ہیں ہم نہیں عرض کر سکتے ہیں ایک چوبدار نے کہا میاں ساحر صاحب آپکو کیا عرض کرنا ہے عمرو
نمایہ ڈبیا میرے پاس ہے ایک شوالے میں ملی تھی اور سامری نے آواز دی تھی جو اس ڈبیا کو کھولیگا
نکلیگا کہ لاکھ دو لاکھ جادوگر مر کر گر پڑینگے چوبدار نے کہا میں ضرور جاکر عرض کرونگا چوبدار نے
جاروب سے عرض کی ایک جادوگر بڈھا نہایت نحیف و ضعیف حاضر ہے عرض کرتا ہے کہ ایک سحر
پاس ایسا ہے کہ لاکھ دو لاکھ جادوگرونکو قتل کرے جاروب نے کہا ارے بلا لے چوبدار نے کہا بڑے میاں
ب آئیے آپکو ملکۂ عالم بلاتی ہیں خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا جاروب بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے کچھ
ہونکی کھوپڑیاں رکھی ہیں کچھ جانوروں کی استخوان بھی ہیں ابر سر پر لہرا رہے ہیں جاروب نے پوچھا

سحر باغبان پر ماری باغبان گرا خونخوار نے کچھ خاک اُڑا دی باغبان بیہوش ہوگیا خونخوار نے
گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ملازمان باغبان دوڑ پڑی مہار نے ہرچند کہا کہ ہان ہان لیا
کرتی ہو خونخوار نے جو دیکھا کہ تمام لشکر نے مجھپر بلوہ کیا جاروب دو ری فوج کو بھی اشارہ اب بہار
کو بھی خیال ہوا کہ باغبان کو جاروب نے اوٹھالیا ایک تخت پر ڈالکر بارہ ہزار ملازم کردیے کہ
قیدی سے خبردار رہنا ساحرونکا لشکر آپسمین ملگیا گولے چلنے لگے جاروب ساتھ جانباز
لڑ رہی ہی پری پری درہم برہم کردیے مگر مہار نے خونخوار کو تاکا دیکھا ایک طرف کھڑا ہوا سحر
ہی جسپر گولہ مارا اوسکا سر پھٹ گیا گھابیکان کا نکالکر طرف آسمان کے پھینکا لشکر اسلام پر تیر
لگی ملکہ بہار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر سیاہ کاغذ نکالا اوسکی سپرین کاٹین سحر کرکے اوڑا دین
سردار کے سر پر سپر آہنی فولادی لہرا رہی ہی جو تیر گرا سپرون نے اپنے اوپر لیا مہار نے
برق چمکائی تیر قلم ہوی کچھ اولٹ لپٹ کر خونخوار کے لشکر پر گرے اوسکے لوگ بہت ضایع ہو
گھبرا کر خونخوار نے سحر کیا تیر برسنا موقوف ہوے یہان باغبان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بلاے سحر
کہ زبان مین سوزن بارہ ہزار جادوگر گھیرے ہوی ہین سحر آپسمین ہو رہا ہی مہار نے ہزار
دیوانہ کیا رعد و برق مان بیٹے لڑ رہے ہین مہار نے تو بڑھکر اُن بارہ ہزار ملازمون
گلدستہ مارا پھول برسے اون سب کے دماغ مین بوی خوش پہونچی جھومنے لگے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتے تھے غل مچاتے تھے کہ یارو دشت نجد مین جائینگے مجنون سے ملاقات کرینگے اوسی

نظم

تمھاری ملاقات کو آئی ہین تحفہ محبت لائی ہین

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ	نکلی نکہت گل کی روش سلی دلکی امنگ
حیا کا پاس ہی جبتک تو عشق ہی بس خام	مقام عشق مین رہتا نہین ہی نام کو ننگ
بُرا ہی طالع منحوس مین مری مریخ	مین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجھسی برسر جنگ
قضا کیطرح سے کیا جلد آتی ہی شب ہجر	شب وصال مین اللہ اکبر ایسی درنگ
ادا ہی ناز ہی شوخی ہی حسن دلکش ہی	تمام اوسمین ہین عاشق کی مار رکھنے کی ڈھنگ
بتایہ ہی مری جان جہان کا ای قاصد	کشادہ سینہ ہی پتلی کمر دہن ہے تنگ
بڑھی گا رشتہ الفت کٹینگے رشک سی غیر	نظام روز لڑاتا ہی اوس پریسی پتنگ

نگزار ہی کرونگی خونخوار نے اسکو پلٹا دیا اب باغبان کے مقابلے مین آیا دونون نے آپس مین
رسے بھی کر لیے تھے جاروب بھی کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے خونخوار و باغبان سے سحر چلا دو جا
یے سحر چلے کہ آگ کے آسمان سے ستارے جھڑے اور گولیاں ہین ماہ تابان رال کا گولہ دھوئین
ھر رہی ہین ایک مقام پر باغبان تلوار لیکر جھپٹا کہ اسکا سر کاٹ لون ادھر سے جاروب نے نعرہ کیا
دار او باغبان بے ادبی نہ کرنا یہ دیکھ یہ کیا ہے باغبان نے دیکھا ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا
یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

جلوہ ہر رنگ مین ہے تیرا جو گلرو پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
ہم بھی کر لینگے کوئی تمسا پریرو پیدا

شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہوجائے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ
آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانہ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا

جلوہ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا

قطع کب تک نہ کرون اوسسے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اوس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق
کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلے سے ہوے ہین گل شب بو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہوگی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف مار
جام مے مین جو ہوا سایہ گیسو پیدا

اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اوسے تو پیدا

غبان کی یہ اشعار سنکر پلک جھپکی بلکہ حیرت جانور کو دیکھنے لگی خونخوار نے حلقہ ہائے کمند

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی	خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے رب جہان	دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا	ہم نہ کہتا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

کنیزین کہتی ہین واری صبر لازم ہے سب ملکہ جاروب کو سمجھا رہی ہین جاروب کہتی ہے آج سبک
دکھاؤنگی اس غصہ مین لشکر آراستہ ہے اشقیون نے نقابت کی کہ کیت لڑکا کہکر بیٹھے جاروب نے اپنا
بڑھایا ملکہ حیرت سے اجازت لی ملکہ حیرت نے کہا اے جاروب سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا جاروب نے
حضور ملاحظہ کرین جاروب اجازت لیکر ملکہ حیرت سے میدان کارزار مین آئی اژدہے کو جو
کیا اژدہا قلابۂ آتشین چھوڑ رہا ہے پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو
سامنے آئے مین اپنے شوہر کے خونکا بدلہ لونگی باد انگیز نبیرہ کیش کا خون بہانا بالا نہجائیگا یہ جو کہکر جا
نے للکارا باغبان قدرت نے مرکب اپنا بڑھایا ملکہ مہرخ سے آکر اجازت کی گھوڑا چمکا کر جلد
پھولون کا ہاتھ مین اوچھالتا ہوا آتا تھا کہ جاروب نے گولہ کھینچکر مارا باغبان قدرت
اسم سحر پڑھکر گولے کو پلٹا یا گولہ پلٹ کر جس اژدہے پر جاروب سوار تھی اوسکے سر پر پڑا
کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا اژدر کا کہ جاروب گری اپنے کو سنبھال کر ہاتھ چمکایا برق
باغبان کا بھی گھوڑا مارا گیا اب دونون پیدل لڑنے لگے ملکہ حیرت دیکھ رہی ہین باغبان
نے جاروب پر غلبہ کیا جاروب ہٹتی جاتی ہے باغبان بڑھے ہوے آتے ہین چاہتے ہین
برآئے تو ہاتھ تلوار کا مارون کہ اسکا سر اڑ جاے کہ آسمان پر نوبت نقارے کی آواز آئی
رونے کی بھی آئی باغبان نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان تخت پر سوار پکارتا ہوا بھابھی
میرے بھائی کو کیا کیا جیسے ہی جاروب نے خونخوار جو سہ دار برادر باد انگیز کو دیکھا چیخ مار کر
بال اپنے سر کے نوچنے لگی کہا بھیا کیا بیان کرون جو آفت درپیش ہوئی وہ جوان تخت
کو دا قریب ملکہ جاروب کے آیا دونون لپٹ کے خوب روئے خونخوار جو سہ دار بھائی کے
غم مین روتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے بھابھی صاحب تم اپنے لشکر مین جاؤ مین سمجھ لونگا بھائی وہ
اگر زندہ ہوتے تو تمکو کبھی میدان آنے نہ دیتے اب مین تمھاری خدمتگزاری کرونگا کسی بات
سے باہر نہین ہونگا جاروب نے کہا بھیا مجھے تمسے سب امید ہے مین بھی تمھاری دل و جان

اروب نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی میرا شوہر مارا گیا چند کنیزین دوڑین صحرا مین
ر لاشہ بادانگیز کا پایا سب کنیزین لاشہ اوٹھا کر لائین ملکہ جاروب سر پیٹنے لگی ارتھی بنواکے لاشہ
وہر کا جلایا روتی پیٹتی سامنے حیرت کے آئی کہا حضور نے سنا شوہر میرا مارا گیا اب مجھکو یا جان
نگی یا ایک کو زندہ نچھوڑونگی حیرت نے بڑا افسوس کیا کہا کل اونھون نے آکر ایسی باتین کین کہ مجھکو
ن آیا وہی ہوا عیارون نے نہ چھوڑا جاروب نے کہا اتنا دریافت کر دیجیے کہ میرا شوہر کسطرح مارا گیا مین
س سے بدلہ لونگی ملکہ حیرت نے اوراق دیکھکر بتایا کہ عمرو نے صرصر بنکر مارا کہا بس حضور اب عمرو زندہ
ہ گا صرصر نے کہا سرور بار نہ فرمائیے ابھی عمرو کو خبر پہونچ جائیگی اوسکے شاگرد آپکی فکر مین نکلینگے
کا فکر کرنا خاک نہ بچائیگا جاروب نے رو کر کہا دو گھڑی رات باقی ہی اب مین سامان لشکر کشی کرتی
ن کیند لشکر تیار ہوا ے ملکہ حیرت آپ بھی تماشہ دیکھیے گا حیرت نے کہا مین ضرور میدان کارزار
آؤنگی جاروب نے لشکر تیار کیا ہزبر آتشین پر سوار ہوکر چلی ملکہ حیرت بھی سوار ہوئین مصو
ورت نگار و یاقوت وزمرد سب سردار ملکہ حیرت کے ساتھ چلے اس زور و شور سے لشکر کفا
ان کارزار مین آئے ادھر ملکہ مہرخ بھی سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین بہا
نذار و باغبان قدرت بصد صولت و شوکت ایک جانب رعد و برق و برق لامع وغیرہ
طرف دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے جاروب کھڑی رو رہی ہی کنیزین کہتی ہین حضو
سمجھیے آپکا تو عجیب حال ہی جاروب ٹھنڈی سانس کھینچکر کہتی ہی صاحبو مین کیا کہون جو میرا
ہی ہاے وہ یہان قتل ہونے کو آئے تھے ہاے کس سے اپنا حال کہون یا سامری و
جمشید کیا اونکی کیفیت بیان کردن

نظم

دل کو میرے خم می خانہ نبایا ہوتا ‌ ‌ ‌ کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے شستہ یاز ‌ ‌ ‌ اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ نبایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان ‌ ‌ ‌ دانۂ اشک کو دُردانہ نبایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے ‌ ‌ ‌ خانۂ دل کو پری خانہ نبایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور ‌ ‌ ‌ تو مجھے شوق سے پروانہ نبایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا ‌ ‌ ‌ کاش خال رخ جانانہ نبایا ہوتا

باتین کردن ارے بدنصیب میرے دلکہ لگی تھی کہ مین تجھکو بجا ذی گئی تجھکو خیال بھی نہین دو باتین کرے جا
باد انگیز نے جو صرصر کو دیکھا کہا صاحب مین ایا کہا دور ہو نگوڑے تجھکو ہمارے دلکی کیا خبر ہی
جب کیفیت ہے تیری نگاہ کا ہمپر اثر ہے

نظم

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کر لے — بلند اشکون کی کوثر سے آبرو کرتے
بھلا کن آنکھون سے شوق رخ نکو کرتی — تمھاری بوسی کی کس منہ سے آرزو کرتے
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس — عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے
خیال کو بھی رسائی تھی جبن تلک مشکل — ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر — مجال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے
حجاب کے پان اوٹھاتے جو قتل پر ٹبرا — مجھے رقیب سیہ رو سے سرخرو کرتے
کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو — ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے
مٹے گا حرف محبت نہ صفحہ دل سے — یہ لوح مشق نہین جسکی شست و شو کرتے
ترے شہید نہ دیکھینگے پھر کے کوثر کو — گئے ہین آب بقا سے وہ تر گلو کرتے
کیا ہے خانہ دل مین تصور دلدار — تلاش کس لیے ہم اوسکو چار سو کرتے
کہو خیال مین کسکے او واس ہو رعنا — کسی سے تم جو نہین آج گفتگو کرتے

باد انگیز نے کہا اے ملکہ صرصر مین برق کو پکڑ لایا کہا صاحب تمھاری جان بچی ہمتو تمھاری سلا
دعا مانگتے ہین لاؤ مین برق کو قتل کردن باد انگیز نے برق کو زمین پر ڈالدیا صرصر نقلی نیمچہ لیکر
کہا صاحب تمھاری زوجہ بُری بد مزاج ہین اور اونکے دل مین بڑا شک ہے ہمتو قتل ہونے سے بچا
کہتی تھین کہ تم کیون آتین مجکو بہت نا گوار ہوا اوسوقت مین نے جواب دینا مناسب نہ جانا دیکھیے
لاتی ہین باد انگیز بلبلا عمرو قریب تو کھڑا تھا وہی نیمچہ مارا کہ سر باد انگیز کا اوڑ گیا خواجہ نے کیڑ
لیے برق و خواجہ باتین کرتے ہوے چلے یہان زوجہ باد انگیز اپنی ساتھہ والیونسے کہہ رہی
کہ صاحب کا جانا مجھپر بہت شاق ہوا ارے ذرا خبر تو لو کہ میری وارث پر کیا گذری ایسا نہو کہ کوئی ع
اونکو گھیر لے یہان عیار بڑے تھر گے ہین انکی وجہ سے زندگی دشوار ہے ساحران کے سا
بالکل بیکار ہین یہ باتین تھین کہ منبر پر گلدستہ باد انگیز کے ہاتھہ کا بنایا ہوا رکھا تھا یک دہ جل

وہ ہون مین نام بھی برق ہی ؛ خنجر پکڑ کر جا رہا تھا کہ جا دن کہ صرصر شمشیر زن اسطرف پھرتی پھرتی
دروازی پر دیکھا چند چوبدار بیہوش پڑے ہین سمجھ گئی عیارونکا گذر ہوا پردہ اوٹھاکی دیکھا
ا فرنگی خنجر بکف باد انگیز کو قتل کیا چاہتا ہی نعرہ کیا خبردار ادبھور لیے کیا کرتا ہی برق نے پلٹ کر
کہا اوستانی خدا کے لیے چلی جاؤ مین بڑی مشکل مین اسکو بیہوش کیا ہی میرا ثر بالنقصان ہوگا اوستا
مدونگا تمکو چکی لپسوا لپسوا کر مار ڈالینگے صرصر کب مانتی ہی اسنے برق کو تیر مارا برق نے خالی دیا
ہر نیمچہ کھینچکر جا پڑی برق سے نیمچہ چلنے لگا برق ڈرتا ہی کہ ایسا نہو کہین باد انگیز کو ہوشیار کردی
صرصر نے بڑھکے برق کو نیمچہ مارا برق پیچھے ہٹا صرصر نے پلٹ کر جباب دافع دارو بیہوشی
برق نے دیکھا کہا غضب ہوا باد انگیز کو ہوشیار کردیا برق کود کر بھاگا باد انگیز کی جو آنکھ کھلی صرصر
بیب پایا صرصر نے کہا صاحب ہوشیار ہو جیسے موت اسوقت تنھی برق فرنگی نے سبکو بیہوش
تھا باد انگیز نے باران سحر برسا کے سبکو ہوشیار کیا غصی تین اپنے مقام سے اوٹھا دسی غصی مین
واز پیدا کر کے چلا جاروب نے ہرچند پکارا باد انگیز نے کچھ جواب نہ دیا اب جاروب رونے لگی
ر کہنے لگی کہ صاحب جواب تو دو باد انگیز نے پلٹ کر جواب دیا کہ برق کو گرفتار کرنے جاتا ہون
روب نے کہا مین بھی آؤن باد انگیز نے کہا کہ خبردار صاحب تم نہ آنا جاروب ٹھہر گئی باد انگیز
ہوا چلا پہر رات پچھلی باقی ہی برق جو بھاگا کنارے پر لشکر کے پہونچا دیکھا کہ ہلال سحر افگن
یہ پھر رہی ہی برق کو جو آتی ہوی دیکھا پکار کر آواز دی کیون برق خیر تو ہی برق نے کہا ہنر
رہی کی تھی اوستانی نے آکر رنگ مٹایا برق ہلال سے باتین کر رہا ہی کہ باد انگیز آکر جمکا برق
پھلکر تڑپ کے گرا الم مین پنجہ دبا لے اوڑا ہلڑ ہوا کہ برق کو جادوگر لیے جاتا ہے مشہور جو ہوا
اجہ ایک دوکان پر پڑے سو رہے تھے غل سنکر دوڑے آکے دیکھا ہلال سحر افگن کا قصد ہی
مین جاون عمرو نے منع کیا کہ تم نجاؤ مین جاتا ہون یہ پوچھ لیا کہ معرکہ کیا گذرا ہلال نے کہا برق
لیاری کی تھی صرصر نے آکر غضب کیا عمرو نے کہا وہ ظالم تو میرے نام کی دشمن ہی مین بھی اوسکا
مطے جان دونگا یہ کہکے بھاگے راہ مین جاتے جاتے صرصر کی صورت بنکر تیار ہے جست و خیز کرکے
ر قدم آگے بڑھگئے بقول شخصے ہوا چلنا کیا مشکل تھا چند قدم باد انگیز سے آگے بڑھگئے جیسے
ی باد انگیز وہان پر پہونچا پکار کر آواز دی او بے مروت ذرا ادھر آ تنہائی ہین تجھسے

کون ہے دل مین نہین یار تری عشق کا نقش
صادق القول نہین دوسرا مجھسا می کش
کون ہے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
نماک یا تونے دا اوس عیسی نفس کی چھڑکی
مجھسا غم دوست نہووےگا کوئی دنیا مین
اے شرر ہون متر آتش قدمی کا تیری
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
عاشق اوس غیرت بلقیس کا ہون اے تیش

کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا
شیشہ سے عہد تو پیمانے سے پیمان نگیا
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نگیا
باغبان نرگس گلزار کا یر تھان نہ گیا
کونسی مجلس ماتم مین مین مہمان نگیا
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نگیا
تمسے شرمندہ مین آئے خار مغیلان نگیا
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

اس لطف سے برق نے تڑپ کر یہ غزل گائی کہ باد انگیز پنجہ کش مست ہو کر اشارے کرنے لگا برق
اشارہ کیا کہ تمھاری خالا بیٹھی ہین ہمارے تمھارے وصل کیونکر ہو ارے کمبخت مین خود تیری مشت
ہون بُری ناک تیری دیکھکر مری جاتی ہون اس نگوڑی کو کسیطرح سے ہٹاؤ پھر مین حاضر ہون با
نے خدمت گار کو بھیجا کہ جا کر پوچھو مین کیا تدبیر کرون برق نے الٹے ہاتھ سے خدمت گار کو طمانچہ مارا کہا ا
باپ سے کہنا کہ محفل مین شراب کا چرچا کر سب کو دو دو تین تین جام پلائین یہ نشے مین مبہوت ہو
تم مزے اڑائین باد انگیز نے یہ سنکر حکم کیا ہان پی کنا سبکو شراب پلاؤ برق نے شراب کو الٹ پلٹ
کیا بیہوشی ملائی بڑا سا جام بھر کے جارو ب کو پلایا مصاحبونکو کنیزونکو بھی پلانا شروع کیا ک
بھی پی رہی ہین برق نے اشارہ کیا باد انگیز سے کہا ایک جام تم بھی پیو برق نے ایک جا
باد انگیز کو بھی پلایا اب جو سب نے شراب پی بیہوشی مین سب دست دراز زبان کرنے لگے کوئی گھبرا
دھم سے گر کر بے ہوش ہوا قضای کار جاروب بھی گھبرا کر اوٹھی اوٹھتے اوٹھتے گری بیہوش ہوئی
کا بیہوش ہونا باد انگیز نے کہا ای جان جہان آ دلبر گلے سے لپٹو برق نے کہا تم آکے گ
اوٹھا لو باد انگیز اپنی مقام سے اوٹھا چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا تب برق نے تڑپ کر نعرہ کیا

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق فن
کہے کون مکار و غدار ہون
گردن سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو کی ذی علم شاگ
ورنہ مکر یہ میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ پھر رہا
بزیر قدم غرب ہی مشر

ن کرتے کرتے بیہوش کیا اوسکی شکل نبکر اپنے مقام پر آ بیٹھا تماشبین جمع ہین ناز و کرشمہ کر رہا ہے بیان
روب نے جلسہ آراستہ کیا حکم کیا طائر لاؤ چوبدار چلے پیلے چوبدار نے آکر برق لسے کہا برق بناز و
ہلی پر سوار ہوکے چلے ساز بجانے والے ساتھ ہین جدھر سے گذر ہوا لوگ آوازے پھینکتے ہین برق
ایک کو جواب دیتا ہے کسیکو کہا آنکھین پھوٹین گی نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتی ہین جہان مین نکلی
نے گھورتی ہین میرا خون ہلکا ہے میرا انیڈا اپھیکا ہے سر مین خلل پیدا ہوتا ہے جوانان نظارہ باز سو جھونپر تاؤ
رہی ہین سب سے لڑتا بھڑتا در دولت ملکہ جاروب پر پہونچا ہاتھی سے اترکے ساز ندونکو ساتھ لیے ہوے
تا یا دیکھا بادانگیز پنجہ کش مسند پر بیٹھا ہے پہلو مین جاروب کاہ کش ناز و کرشمے کر رہی ہے کنیزین گلابیان
ب کی کشتیان کباب کی قاعدے سے چن رہی ہے برق نے مسکرا کر انگوٹھا دکھا دیا مسکرانے مین جو گوہر
ان کھائے بجلی چمک گئی سفیدی و براقی دانتون کی ظاہر ہوئی یا لڑیان موتیونکی سینہ ابھار کے جو صورت
انی بادانگیز پنجہ کش ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا ہر دم زانو بدلتا ہے پسینہ آگیا پلٹ کے جاروب نے
لھیا نازنین سے آنکھین لڑا رہا ہے الٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہا کیون اپنی خالا سے آنکھین لڑا رہے ہو اوٹھو
نا بیٹھ جاؤ تمھین گانیکو بلایا ہے آنکھین نہ لڑاؤ مین کیا تمسے بری ہون یہ کہکے کہا میرا شوہر ایسا نہین
ہلسی پر نگاہ نہین ڈالتا رنڈیان خود ٹوٹی پڑتی ہین میرا میان جوان ہے ایسا ہی گنا گجھ گاؤ برق نے
نے ٹھمری ہو کے بہل گت ناچی اہل محفل کی بری گت ہوئی اوسی گرمی مین آتش کی غزل
گانا شروع کی

نظم

کوچہ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا　　بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
حسن کیطرح سے آیا نہ مری عشق مین فرق　　زلفین دلوان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا
داہ رہی لوہی کبھی سان کے اوپر چڑھنے　　تیغ ابرو نہ گئی خنجر مژگان نہ گیا
ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی　　ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے　　رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
اڑ کے پہونچا مدد جوش جنون سے وان تک　　پانون سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا
روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا　　ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا
مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس　　چاروں اور اگر ابر گلستان نگیا

سے ہنس ہنسکے کہتی ہے آپکے شہنشاہ آپکو بھول گئے ہماری صاحب کو ہماری آنکھ پھر بادیہ باد انگیز پنجہ کش
سے جھومتا ہوا اترا جادوگر بہت سے بیشت پر آکے حیرت کو سلام کیا جاروب سے کہا کیون صاحب تم دو
دو روز کا وعدہ کرکے آئین تھین اسقدر عرصہ کیون کیا جاروب نے کہا صاحب اب تو لشکر مسلمانان
سے مقابلہ پڑا ہے ایک جان کے ہزارون دشمن ہین اب طبل جنگی بجوا دیگی کل مقابلہ ہوگا باد انگیز پنجہ کش نے
کہا میرے سامنے تم کیا مقابلہ کروگی مین کل سب کو قتل کرونگا اتنوبی جاروب خوب قہقہہ مارکے
حیرت سے کہا کیون حضور سنا بھلا مین کیونکر گوارا کرون کہ مین دیکھون یہ مقابلہ کرین پھر باد انگیز نے
کہا اپنے لشکر مین چلو جو مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا جاروب خوشی خوشی اوٹھی شوہر کا ہاتھ تھاما
ہنس ہنسکے باتین کرتی ہوئی کہ صاحب ایک ہفتہ مجھپر برابر ایک سال کے گذرا راتون کو گھبرا
تمھاری صحبت یاد آتی تھی کنیزون سے پوچھیے کل شب کو مین نے کھانا بھی نہین کھایا دمبدم میرا یہ
تھا اور یہ کہتی تھی

نظم

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا ۔ لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا
نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر ۔ میری ہاتھون مین جو وہ گیسوی پرخم ہوتا
دھوم عالم مین پس مرگ مری مچ جاتی ۔ آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا
گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتے نہ عذر ۔ درد ہوتا تو مری دلمین مگر کم ہوتا
لطف اوسوقت وصال گل و بلبل کا تھا ۔ جسم برگ گل کے نہ پیراہن شبنم ہوتا
آبرو ابر کی سب خاک مین ہی ملجاتی ۔ مائل گریہ اگر دیدۂ پرنم ہوتا
زہر بار آہ رقیبون نے کیا انکا اگال ۔ کھاتا رعنا کو میسر جو کہین سم ہوتا

باد انگیز پنجہ کش ہنستا جاتا ہے کہتا ہے اے ملکۂ عالم آج شب کو جلسہ ہو صحبت عیش و طیش کی نہ
آراستہ ہو ناچ گانا بھی ہو شغل شراب وکباب بھی ہو تقاضای کار زن و شوہر تو باتین کرتے ہوے
جاتے ہین مہتر برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنے ہوے لشکر مین جاروب کے پھر رہے ہین یکایک سنا
ہوا کہ باد انگیز پنجہ کش شوہر جاروب آیا ہے آج طائفے بھی طلب ہونگے برق نے بہ تعجیل
اپنی ایک چوبدار کی بنائی سامنے ایک خیمہ کسبی کا تھا بڑی عمدہ گانیوالی برق نے جاکر کہا صاحب
آج تمھین مجرا کرنا پڑیگا مگر ذرا کنارے چلو مین تمھین سمجھا دون ہاتھ پکڑ کے کسبی کو کنارے لا

وم ہوتا ہی لشکر ہی مقابلہ بڑا ملکہ حیرت نے کہا ایک بہار لاکھ سے لڑ سکتی ہی باغبان قدرت کیا کم
ہو دو سو کی کیا حقیقت ہی جاروب نے سر پیٹ لیا کہا جو بڑا غضب ہوا نرگس نے ٹر ٹر تر بکر
ن دی اس کمبخت صمصام پر مرتی تھی ایکدن مجھسے کہا تھا کہ آپ بھی اوسکو سمجھائیے بڑا طولانی نامہ لکھا
مون یہ تھا کہ شاید آپکے سمجھانے سے یہ ظالم مان جاے اوس بیقراری مین یہ اشعار بھی اوسنے لکھے تھے نظم

اوس نازنین مین عشوہ ہی ناز و ادا بھی ہی — انداز بھی ہی غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے
آب روان ہی سبزہ بھی گل بھی بہار بھی — ساقی ہی یار بادہ ہی باد صبا بھی ہے
ڈھاتی ہو کیسے کعبہ دل کو عبث عبث — او سنگدل تجھے نہین خوف خدا بھی ہی
ایمان بھی جان بھی کھو چکی ناموس ننگ بھی — ای دل تباہ تو عشق کی کچھ انتہا بھی ہی
جا ہی نجات پوچھتی ہین آپ مجھسے کیا — کعبہ بھی ہی مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے
دم ہی لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو — دم دیتی ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہی

س نے یہ نامہ بڑا طولانی لکھا تھا آج مجھے یاد آیا کہ نرگس نے بڑا صدمہ اوٹھایا اب مین جا کر طبل خفگی
اتی ہون کل دیکھیے تو کس کس کا خون بہاتی ہون نرگس کا مارا جانا بالا بالا نبجائیگا اگر پہلے مجھکو خبر
لوم ہو جاتی کہ میان باغبان بہار رہائی بہار کے جاتی ہین مین خود جا کر روکتی یہ کہکر جاروب
ہتی ہی اوٹھی کہ آسمان پر لکہ ہای ابر چمکے اسقدر گرد اڑی کہ روی آفتاب چھپ گیا ملکہ حیرت نے کہا ای
لون آتا ہی شرما کر جاروب نے کہا آخر انکو چین نہ آیا دوڑی آئے کیونکر نہ گھبرائین راتین اونپر کیونکر
ری ہونگی میری وجہ سے چہل پہل رہتی تھی کہا حضور میرا شوہر ہی باد انگیز پنجہ کش اب دیکھیے وہ قیامت
پا کریگا بی بہار و میان باغبان کو بھاگتے راستہ نملیگا سوراخ مور دمار مین چھپتے پھرینگے بڑی بد فراج ہین
لون کے سر کے تاج ہین کنیزونسے کہا خبردار اونکے سامنے کچھ ذکر نکرنا ابھی لشکر اسلام مین گھسجا دینگے
ہار و باغبان کو پکڑ لا دینگے شہر و نمین اونکا نظیر نہین یہ ذکر تھا کہ ابر قریب آکر شق ہوا جاروب
ڑی ہو گئی دیکھا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی تاج زرین
ر پہنے ہوی جواہرات جسم پر آراستہ بی جاروب ہنس رہی ہین کبھی کہتی ہین ہمارے صاحب کو کچھ
اہرات بہت پسند ہین موتیون کے بالے تو سب ہی پہنتے ہین مگر اون کے گلے مین اچھے معلوم ہوتے
ن ملکہ حیرت بحیرت دیکھ رہی ہی جاروب باغ باغ ہو رہی ہی اپنے آپ سے باہر ہے ملکہ حیرت

بہار سے بیان کیا کہ ملکہ ہمنے تو میانسے تکہ بھی نہ پایا قرضدار بہت ستائینگے ملکہ بہار نے کہنا جاری ہے
مین چلکے سرداران نامی خدمتگزاری کرینگے کچھ اسباب اسی مکان سے نکلا بارگاہین اٹھ درونیر لد دائیں
نقارے بجتے ہوے اس عظم و شان سے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان جب سے باغبان و خواجہ گئے ہین
خدمت مین ملکہ حیرت کے آئی سرداران اسلام انتظار مین برق کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے دہا
حیرت کے جاروب بیٹھی ہے ملکہ حیرت کہ رہی ہین ارے جاروب جہان تمنے بہار کو قید کیا
نے تم سے پوچھ لیا اب ضرور سردار جائینگے کہ صرصر نے کہا حضور مین خبر سن چکی باغبان قدر
خواجہ تشریف لیگئے ہین مخمور نے آج صبحکو کہا تھا کہ مین تلاش مین باغبان و بہار کی جا
ملکہ مہرخ نے کہا دوردزا درتامل کرو پھر فوج کثیر لیکر جانا مسلمانون مین ایک کا ایک عاشق ہے
کیواسطے ایک جان دیتا ہے نہ کہ بہار کا قید ہونا سارا لشکر بیقرار ہے سبھی سردار جاوینگے یہ
ہورہی ہین جاروب کہتی ہے مینے بہار کیواسطے دو دو نگہبان مقرر کیے ہین جادۂ جادو
مکار و غدار ہے نرگس انہیں کو مخفی رکھتی ہے کوئی اوس تک نہین جا سکتا یہ باتین تھین کہ نوبت
کی آواز آئی سب دیکھنے لگے جاروب نے دیکھا صمصام جادو تخت پر سوار تین سو جادو
گھیرے ہوے ایکطرف باغبان و بہار نوبت نقارے بجتے ہوے بارگاہین اٹھ دران آتش فشان
ہوتین جسکے آگے آگے خواجہ بصد کروفر شلنگین لگاتی ہوی چلی آتے ہین جاروب نے جو ملکہ بہار
کو دیکھا کہا غضب ہوا بہار چھوٹ گئی صمصام کو دیکھکر جاروب رونے لگی کہا ارے اس ظا
کیونکر رہائی پائی یہ نرگس کا معشوق ہے بے شک اوسکا گھر لٹا بڑی تباہی ہوئی واری آج
ٹوٹ گیا ایک کنیز کو حکم دیا یہان سے جاؤ خبر تو لاؤ دیکھو تو جادۂ جادو و نرگس پر کیا گذری
وہ ایسے جانباز و سرفروش تھے بے جان دیے انکا گذر وہان نہوتا اور صمصام کئی سال
وہان قید تھا ہاے اس ظالم تک یہ لوگ کیونکر پہونچے اسکو کیونکر رہا کیا یہ سب سامان ظاہری
ہے کنیز جو یہان سے گئی تھی اوسنے جا کے لاشہ جادہ جادو کا دیکھا باغ لٹا ہوا وہان سے آگے
صحرائے نرگس مین یہ جاکے دیکھا کہ مکان ویران پڑے ہین لاشے سڑ گئے ہین ہزار دو ہزار جادوگر نکا
کھیت ہے خاک اڑ رہی ہے کنیز روتی پیٹتی بلبلاتی آکر سامنے حیرت کے پہونچی جاروب سے عرض کی
ہوا سب جادوگر مارے گئے علاوہ جادۂ جادو و نرگس و شعلہ خیز کے اور بھی ہزارہا لاشے پڑے

ل مگر نہین معلوم کیا باعث تھا کہ اوسنے اوسکو قبول نہین کیا وہ بھی وہین قید ہے وہان چلیے
ب کچھ موجود ہی یہ کہکر بہار آگے بڑھی جس مقام پر نخل کلان تھا وہ طبقہ اوڑ گیا ایک دروازہ
ت ہوا ایک زنگی اوس دروازے پر بیٹھا اوسکو باغبان نے مارا باغبان اور بہار نے ملکر دروازہ
لا سیلے سب خواجہ اندر گئی دیکھا ایک باغ جسکو دیکھکر دل باغ باغ ہو طائر خوشنوا زمزمہ سرائی
ہی ہین نخل سرسبز و شاداب عندلیب ہجر گل مین بیتاب سرو چمن کا اکڑنا نرگس کی دیدہ بازی
سن کی غمازی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی غنچے مسکراتے ہین صیاد اپنی بدنصیبی پر سر ٹکراتے ہین ایک طرف
ئی سی بارہ دری فرش مشجر بچھا ہوا اسباب عیش و نشاط آراستہ خواجہ جھپٹ کر بارہ دری مین
عال مارنا شروع کیے تمام مال و اسباب اوٹھا کر نذر زنبیل کیا ایک جانب سے زنجیر کی آواز آئی
جادو تین سے جوان زبانون مین سیکے سوزن گرفتار دام رنج و محن ایک جوان تاجدار سلسل و
ق بیٹھا ہی باغبان نے بڑھکر اس جوان تاجدار کو رہا کیا زبان سے اوسکی سوزن نکالی وہ جوان
وڑ کر اوٹھا باغبان و بہار کے قدمونکو بوسہ دیا باغبان نے نام پوچھا کہا اس حقیر کو
صام جادو کہتے ہین آپ نے کیون تکلیف کی نرگس آکر آنکھین لگائیگی باغبان نے کہا
ن مار ڈالی گئی یہ ملکہ بہار جادو افسر لشکر اسلام ہین ملکہ بہار نے باغبان کی تعریف کی تاجدار کا حال
یا کہا حضور یہ سب میرے بلادم ہین برائے شکار اس حوالی مین آیا نرگس عاشق ہوکر مجکو گرفتار کر لائی
ن اگر طالب وصل ہوتی میں نے قبول نہین کیا قید کرکے چلی جاتی تھی شب کو پھر آتی تھی ایک دن
کو مین بہت بیقرار ہوا اور یہ دعا کی کہ اے حقیقی پیدا کرنے والے مذہب اصلی کا خواہان
ں اوسی شب کو ایک بزرگ خواب مین آئے فرمایا اطاعت دین اسلام کو سرداران اسلام آکر
ید سے رہا کرینگے تو رفیقان طلسم کشا مین منسوب ہوگا شکر ہے کہ آپ لوگ تشریف لائے جس
واب دیکھا تھا بہت رویا اوسی خیال مین جب صبح ہوئی سب جوانون نے میرے قول کی تصدیق کی اور کہا
ی یہی خواب دیکھا ہے سب مطیع الاسلام ہوئے آج پروردگار نے مشکل آسان کی باغبان نے ادھیوں سے ایک تخت تیار کیا
ب جوانونکو قید سے رہا کر لیا اب جو باغبان نے ذکر کیا اپنے لشکر کا جمع ہونا خواجہ کی عیاریان وہ جوان خوش ہو گیا
لو خدمت مین ملکہ مہرخ کی لیچلیے باغبان نے صمصام کو تخت پر سوار کیا ایکطرف باغبان ایک جانب بہار
مام اور تختون پر تین سے جادوگر گھیرے ہوے خواجہ بھی سارے مکان کو لوٹ مار کر آئے سب حال سنا

یہ کہکے گنبد بھولونکا مارا وہ گل کلان بھی جلنے لگا چیخنے کی آواز آئی حملہ پھولون سے جادوگر نکلنے لگے اور
کلان سے اسلحہ کا دنا ٹا ہوا کہ زمین ہل گئی ایک جادوگرنی بڑی بڑی آنکھین مگر سیہ فام بدانجام جب
پر آبلے پڑے ہوے لڑکھڑاتی ہوئی باغبان پر جا پڑی جادوگر جو پھولونسے نکلے تھے الگ کھڑے
اس جادوگرنی نے کہا اے گلہای صحرا نرگس باغبان کو لینا وہ سب جادوگر باغبان
پڑی باغبان نے جو ثمر مندگی اوٹھائی تھی لاشہ زوجہ پر رونا خواجہ کا آکر تسکین دینا نہایت غصہ
سنگریزی اوٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے جب جادوگر پر پتھر پڑا ایس کر رہگیا ہر جادوگر پر پتھر برسنے لگے
جادوگر مر کر گرے نرگس چاہتی ہے بھاگ کر نکل جاؤن باغبان نے پلٹ کر دیکھا آنکھین چمکا رہی ہے پر پر
کر رہی ہے باغبان نے اون جادوگرون پر ایک گیند اور مار دیا اون جادوگرون پر آگ برسنی لگی
ناری جلے واصل جہنم ہوے نرگس نے غلطک ماری چاہا کہ بلند ہوکر نکلون باغبان نے پلٹ کر کارد
کھینچ ماری نرگس کے سینے کو توڑ کر پار گذری نرگس کا مرنا کہ نخلستان مین آگ لگ گئی وہ نخل کلان
جلنے لگا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ نرگس جادو بود وہ کوہ پھٹا زمین پر گرا ملکہ بہار جادو کو
ایک تفس مین بند زبان سوزان قلب پر ہجوم رنج و محن یاد مین بادشاہ لشکر اسلام کی آنکھون سے
جاری اشارون سے یہ اشعار ادا ہوتے ہین نظم

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہے	طوفان نیا اوٹھ گئی ہے	دل مین نہین غیر کا گمان
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے	الفت تری کارساز عالم	گھر دل مین مری بنا گئی ہے
یاد آبروان کی محرمون کی	ہمچشمون مین کیا بھلا گئی ہے	مشکل سے کٹی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے	خمدار وہ کاکل پریشان	جنجال مین جی پھنسا گئی ہے
رعنا ہے لحد مین اس سے بےچین	خلوت تری یاد آگئی ہے	باغبان نے جو بہار کو

پر ملال مین دیکھا بیقرار ہوکر دوڑا باغبان کو دیکھکر بہار مین جان آگئی جا کے قفس کو توڑا
کی زبان سے سوزن نکالا خواجہ کو بہار نے دیکھا کہ سر جھکائے کھڑے ہین بہار نے پوچھا کہ کیون
آپ کیون سست ہین خواجہ نے کہا اتنی بڑی جادوگرنی کو قتل کیا بہار خالی پڑا ہے ایک پیسے کا
نہ ملا بہار نے کہا مین آپکے لیے تدبیر کرتی ہون یہان تو اوسنے مجکو قید کیا تھا اوسکے رہنے کا م
ہو گئی سے جادوگر وہان قید ہے صمصام جادو ایک جادوگر ہے اوسپر عاشق تھی اوسپر دباؤ ڈا

دن سمجھا ئیگا ہر وقت تمھاری یاد مین رونا آئیگا آخر یہ کہکر چلا آؤنگا ان فقرات سے جانکو تسکین دونگا نظم

لیتے لیتے کروٹین تجھ بن جو گھبراتا ہون مین | شام ڈسنے کے ترار اتو نکو چلاتا ہون مین
غیر جب کہتا ہے اسپر مین بھی مرتا ہون تب آہ | وہ تو کیا مرتا ہے بس غیرت سے مرجاتا ہون مین
آنکلتا ہے کبھی پر بات وہ کرتا نہیں | بولتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ اب جاتا ہون مین
تو وہ ہے آتش کا پرکالہ کہ تیرے سامنے | آفتاب آکر کہے جاڑے سے تھراتا ہون مین
ناتوانی نے نکل جانیکا ڈر تو کھو دیا | یار کو اب اپنے مرجانے سے دھمکاتا ہون مین
گر ملین راہ طلب مین توڑ ڈالون اپنے پاؤن | بس کبھی ساقی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہون مین
دوڑتے ہین پاؤن جب دامان صحرا کیطرف | ہاتھ بھی سوئے گریبان ساتھ دوڑاتا ہون مین

بان بلک بلک کر رو رہا ہے چاہتا ہے اپنی جان دیدون خواجہ کو جب یہان دیر ہوئی باغبان سے
سے خبر نہوئی تو خواجہ گھبرا کر چلے کہ کان مین آواز آئی ہائے ہائے زوجہ من اے مونس ہمدم عمرو بیقرا
دوڑے آگے دیکھا باغبان لاش سے گلچین کے لپٹا ہوا رو رہا ہے خنجر کھینچا ہے کہ اپنا گلا کاٹ لون عمرو
ر دور سے پکار کر آواز دی او باغبان کیا کرتا ہے خبردار خنجر نہ مارنا عمرو نے دوڑ کر باغبان کا ہاتھ
یا کہا اے باغبان یہ کیا کرتا ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے باغبان نے کہا خواجہ مین زندہ رہون گلچین
ر گلشن جنان ہون عمرو نے کہا اے باغبان کیون دیوانہ ہوا ہے ارے گلچین یہان کہان ہے ر
ے تو ہے اس ساحر نے ملکہ گلچین کو کیونکر پایا ذرا سحر کر کے دیکھ باغبان کو یہ سنکر ہوش آیا اپنی
جھولی مین ہاتھ ڈالا مش کے دانے نکالے اور سحر کیا لاش پر گلچین کے کھینچ مارے شعلہ بھڑکا بھر
بھڑکے بعد دیکھا ماش کے آٹے کا پتلہ ہے باغبان کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ کیا غضب کا سحر کیا تھا
وہ ہوش درست نہ تھے عمرو نے کہا تجھے خبر ہوئی کہ مین آگیا مین نے تمھارے رونیکی آواز سنی دوڑا ہوا
اب باغبان غصے مین اوٹھا کہا خواجہ دیکھو تو کیا معاوضہ کرتا ہون صحرائے نرگس کو ابھی
مین ملادونگا باغبان جھومتا ہوا قریب چمن نرگس آیا گیند پھولونکا جھولی سے نکالا نخل ہائے
س پر کھینچ مارا نخل نرگس جلنے لگے ایک نخل کلان ہے اوس مین ایک گل کلان آراستہ ہے جو شعلے
اوس گل کلان سے قطرات آب گر کے شعلونکو بجھاتے ہین جلنے سے پھولونکو بچاتے ہین باغبان
نے یہ دیکھا اور غصہ بڑھا پکار کر آواز دی او فجبہ مین نے تجکو پہچانا سامنے آکر مقابلہ کر

مگر باغبان سمجھ گیا تھا کہ خواجہ عمرو واسطے میری رہائی کے تشریف لائے ہین جادُہ جادو جو
ہوکر گرا خواجہ نے نعرہ کر کے خنجر مارا جادُہ جادو کا شکم چاک قصہ پاک کنیزون نے جو دیکھا گھبرا کر اٹھین ا
اوٹھے گرین بے ہوش ہوئین خواجہ عمرو لڑکھڑا کر گرے اوسکے مرنے سے باغبان کو ہوش آیا
اکڑ کے جو اوٹھا سکتے ہی سب قید ٹوٹی ماران سیہ جو جسم مین لپٹے ہوے تھے ماش کے آ
کے تھے اب کنیزون پر باغبان جا پڑا غصہ مین جسکو طمانچہ مارا اوسکا سر اڑ گیا دم بھر مین باغبا
نے سب کنیزونکو قتل کیا خواجہ نے اوٹھتے اونکے لباس سب کے اوتار لیے باغ کو بھی خوب لوٹا تمام عمار
جل گئین جمنہا ہے طولانی پھنکے ہنگامۂ گیرودار بلند مرنے کی جادوگرونکے آوازین آرہی ہین اب
باغبان باہر نکلے وہ جو پہاڑ تھا وہ بھی جلکے خاک ہوا باغبان نے کہا خواجہ جادُہ جادو نے
رد کا تھا وہ مارا گیا اب راستہ ملیگا باغبان نے بلندی پر آکے دیکھا دور سے ایک صحرا معلوم ہوتا ہے
سے بوئین پھولون کی آرہی ہین باغبان نے کہا خواجہ وہ سامنے صحرائے نرگس ہے نہین معلو
کہان قید ہے نرگس جادو کے رہنے کا کہان مقام ہے مگر اب مین جاتا ہون آپ الگ ہو جیے چلیے
عمرو نے کہا اے باغبان دیوانے نہ ہو جانا اپنے پرائے کو پہچاننا صحرائے نرگس کو کھیل نہ جا
نے باغبان کو خوب سمجھایا باغبان نے کہا اب آپ ملاحظہ کرینگے یہ کہکے خواجہ کو باغبان نے الگ
وتنہا طرف صحرائے نرگس کے چلا خواجہ ایک نخل کی آڑ مین چھپے ہوے ہین باغبان جیسے گوشۂ
نرگس مین پہونچا چاہتا ہے اندر چمنستان کے داخل ہون ارادہ درست چالاک وچست کہ ایک
آواز آئی صاحب مجھے بچایئے باغبان نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بد انجام ملکہ گلچین
پکڑے ہوے ہے گلچین نے وجہ باغبان غل مچاتی ہے کہ ظالم نے مجھے چھوڑ دے باغبان جھپٹا اوس جا
نے آواز دی او باغبان کہان آتا ہے میرے مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ مشکین با
لیجاؤنگا اب زندہ نہ چھوڑونگا باغبان جھپٹ کر چلا اوس جادوگر نے گولہ مارا باغبان
گولہ تھام لیا بہ قہر وغضب تمام وہی گولہ کھینچ مارا اوس جادوگر کا سر پھٹا اوسی سر سے
جگی گلچین پر گری گلچین کے دو ٹکڑے ہوے گلچین کا مرنا باغبان کا کلیجہ پھٹ گیا
لاشے سے لپٹ گیا پکارتا تھا کہ کیون صاحب ساتھ ہمارا چھوڑا کیون صاحب فلک کی کیا
کرین فلک نے ہمکو لوٹ لیا کیون بی بی اب تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپ کر سحر

ام نے کس لطف سے انتظام کیا جاروب نے کہا مین نقشہ دیکھ رہی تھی اے جادوٗہ جادو مین نے
ے نقشہ بنایا ہے اوسکو آٹھ پہر دیکھا کرتی ہون بڑے لوگون سے مقابلہ ہے وہ سب کامل و اکمل ہین اور
ر اسیاب نے میرے واسطے یہ پڑیا خاک قبر جمشید کی بھیجی مراد اس سے یہ ہے کہ یہ نعمت کبھی کسیکو نہین ملی
ن تو بیان ہون قبر سامری پر جاروب کشی نہین ہوتی خاک جمع ہوگی قبر سامری سے آواز
ن آج کل ہمارے بندونپر آفت ہے یہ شراب مین ملا کر پلائی جاے سو برس عمر بڑھے افراسیاب نے
ر مجھسے کہا مین نے اس پڑیا کو لیلیا کہ مین جا کر اپنے فرزندونکو پلاؤن کہ جو میری جان کا نگہبان ہے
ہ شراب منگاؤ کنیزین شراب لائین ملکہ جاروب نے شراب مین اوس خاک کو ملایا جاروب نے جام
ر کہا میری جان کا نگہبان لو ہے پہلے تو پی جا کنیزین حسرت سے دیکھنے لگین ارے نگوڑیو تم کیا تکر تکر
یھتی ہو اپنے فرزند کے تصدق مین تمکو بھی ایک ایک جام دونگی جادوٗہ جادو وہ تو بھول گیا جام
ہ مین لیکر کہا اے ملکہ عالم آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا بدلا نہین کرسکتا گرفتاری جملہ سرداران
نام کی مین نے اپنے ذمہ لی جب باغبان ایسے ہوشیار کو مینے دام مکر مین پھنسایا تو اور کسیکی
حقیقت ہے ابکی سبکو گرفتار کرلونگا یہ کہکے جام پی گیا ملکہ جاروب زہر مار زہر مار کرتی جاتی ہین
زین دیکھ رہی ہین جب جام جادوٗہ جادو پی چکا تو کنیزون کے آگے گلابیان ہٹا دین کہا تم
پیو تو عمر بڑھیگی یا ابھی موت آجائیگی کنیزون نے کہا واری ہم نہ پینگے جاروب نے کہا پیو مینے ایک بات
ی ارے سو برس نہین تو پچاس برس ضرور عمر بڑھیگی گھبراؤ نہین بیٹا میرا پی چکا اب ہمین کیا عذر ہے
سطے مین آئی تھی میرا مطلب پورا ہوگیا کیون جادوٗہ جادو تو نے باغبان پر تو یہ مکر کیا اور مجکو
یانا جادوٗہ جادو نے کہا آپ میری مالک ہین عمرو نے کہا مین تیرا باپ ہون دیکھ پہچان نعرۂ عمرو

م سے خواجہ خواجگان
ے نام پر عدو رشیدا ہوا
ہے گلشن قبیل و قال
ن تمامی گرد پابوس کا
فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اوڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
جادوٗہ جادو گھبرا کے اپنے مقام سے

کچھ کنیزین بیہوش ہو چکی ہین کچھ قریب بیہوشی ہین کہ جادوٗہ جادو بھی بیہوش ہو کر گرا باغبان حیران حیران دیکھ ر

ہو رہی تھی کہ جام بے اندیشہ انجام پی گئی دو جام اوس نازنین نے باغبان قدرت کو دی تھی کہ پہلو پر بار
نعرہ ہوا کہ باشتر او باغبان اب کہان جاتا ہی ہم جادوُہ رہنما ملکہ جاروب کے اسیواسطے ہمکو مقرر
دہ کام ہمنے کیا اب جو پلٹ ے باغبان نے دیکھا وہ نازنین تو غائب ہو گئی کنیزین ہیبت نا
بیباک اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے سامنے کھڑی ہین اور سامنے سے جادوُہ جادو نعرہ
چلا آتا ہی باغبان نے چاہا اب اوٹھکر سحر کرون سحر فراموش دریای حیرت کا جوش لڑکھڑا کے گرا بیہو
جادوُہ جادو ہنستا ہوا قریب آیا کہا صاحبو یہ باغبان لشکر مسلمانان کا سرگردہ ہی اب ا
برابر لشکر مین مسلمانون کے کوئی ساحر نہین ہی ملکہ جاروب اب سب کو گرفتار کرلینگی یہ کہ
باغبان کی زبان مین سوزن دیا شکنجہ بھی اسکی باندھین سب کنیزونکو جمع کیا کہا صاحبو
صحراے نرگس تک تو جانا بہت دشوار ہے اول تو ہمین سے گذرنا مشکل ہے مین نے یہان سب انتظ
کرلیا پہلے ہی سے یہ نازنین سحر کی بنا کے بٹھادی تھی کہ یہ سب انتظام کرلیگی بڑے لطف سے ا
اسکو گرفتار کیا انکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا اب صحن باغ مین آکے بیٹھا چالیس جادوگرنیان
ہین جادوُہ جادو کے سحر کی تعریفین ہو رہی ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اے افسر نو
خوب انتظام کیا اب جادوُہ جادو کا قصد ہے کہ تخت سحر تیار کرے باغبان کو اوسپر سوار
طرف صحراے نرگس کے لیجائے کہتا ہی بہار کے پاس سے بھی قید کرونگا سب کنیزین کہتی ہین حضو
آپ تشریف لیچلیے جادوُہ جادو پھولا ہوا ہی کہتا ہی اب شہنشاہ طلسم ہوشربا ہمارا ہی ملکہ جا
کاہکشن کو منتظم کل طلسم کا کرینگے خوب انتظام طلسم ہو جائیگا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا سب
ملکہ جاروب کاہکشن تخت پر سوار تشریف لائین وہین سے آواز دی اے جادوہ جادو کیا
فرزند تم نے بڑا کام کیا اگرچہ ہمنے بھی خوب فکر کی تھی ایسے ساحر کامل و اکمل کو مقرر کیا تو میرا نائب ہے
اطمینان ہو گیا لیکن اب طرف سے لشکر اسلام کے چڑھائیان ہونگی رعد برق و برق ا
و بی مخمور یہ سب صاحب آوینگے مگر جب تو نے باغبان ایسے ساحر کو گرفتار کرلیا تو اور کس
تیرے آگے کیا حقیقت ہے مین بھی وہ چیز تیرے واسطے لائی ہون کہ آج تک شہنشاہ کو مل
جادوُہ جادو جاروب کاہکشن کو دیکھکر مع سب کنیزون کے براے استقبال
ہو گیا کہا اسوقت آپ کے آنے سے دل کو قوت ہوئی ایسے قدردان کے سامنے کام

اروبار مین معروف ہون باغبان نے کہا کیا مضایقہ ہے اوس نازنین نے اوٹھکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے گوشہ ہاے باغ سے کنیزین آنے لگین پانچ سات کنیزین آئین اوس نازنین نے کہا ارے بختو ذرا ہوشیار ہو جاؤ آج ہماری رہائی کی صورت خداے نادیدہ نے دکھائی ہے ہمنے لیونے وسو خداوندون سے منہ پھیرا خداے نادیدہ کے مذہب کو اختیار کیا تم لوگ بھی یہی اعتقاد رو وحدہ لاشریک کو یاد کرو کنیزین دوڑین اسباب عیش نشاط لانے لگین بارہ دری مین کے جمع کیا باغبان بیٹھے ہین وہ نازنین اسباب کا انتظام کر رہی ہے جب وہ قریب آتی ہے کبھی انکھون آنسو بھر لاتی ہے کبھی کہتی ہے صاحب مین حیران ہون کیا تمھاری نگاہ مین جادو ہے جسوقت سے تمکو دیکھا دل کی عجب کیفیت ہے کس زبان سے تمھاری تعریف کرون نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخساروں سے　روشنی اور گئی جگنو کی طرح تاروں سے
بہ چلا یار پسینہ ترے رخساروں سے　باس پھولوں کی نہ جائیگی تری ہاروں سے
میل نے رنگ نکالا ترے رخساروں سے　راکھ اکسیر بنی اڑ کے ان انگاروں سے
جا کے گلشن مین جو مین یاد دہن مین رویا　عرق شرم ابلنے لگے فواروں سے
چھٹکے پھرنے سے تو گھبرائینگے قیدی صیاد　کچھ لگاوٹ ہے ہم تازہ گرفتاروں سے
لپٹے رہتے ہین گلے سے تری ایجان سب بھی　رشک ہے دست تمنا کو ترے ہاروں سے
بلبلو نالۂ جانسوز نہ میرے سیکھو　نہ کہین شعلے نکلنے لگین منقاروں سے
ٹکٹکی ہجر مین اے ماہ رہی تا دم صبح　ڈبڈبائی ہوئی آنکھین نہ جھکین تاروں سے
وقت افراط حسینوں کی خرابی دیکھو　پھول بکنے کو نکلنے لگے گلزاروں سے
سحر وصل بناوٹ سے وہ رونے لگا　اٹھنے جانیکا شگون اوسنے لیا تاروں سے
انتظار خط جانان مین ہے دعوت ہر روز　گھر بھرا رہتا ہے یان ڈاک کے ہرکاروں سے
بے ہو نحتی ہے صاحب تری آنے کی خبر　اوڑھکے گل جھانکتے ہین باغ کی دیواروں سے
عشق کے واسطے ہم لوگونکی خلقت ہے صفیر　بس یہی کام تو ہین پڑتا ہے بیکاروں سے

س لطف سے اوس نازنین نے یہ اشعار پڑھے اور اپنا حال عشق باغبان پر ظاہر کیا کہ باغبان بیقرار ہو گیا اوس نازنین نے جام لبریز کیا باغبان کو دیا باغبان اسکی محبت مین ایسے مبہوت

باغبان ان کلمات حسرت آیات کو سنکر بیتاب ہوگیا قریب جاکر پوچھا ای گل بوستان حسن و حیا
سرو حدیقہ جاہ و جلال کس حال مین تمکو دیکھتا ہون یہ کیا حال ہی کس ظالم نے تمہاری یہ کیفیت
یہ کہنا تھا کہ اوس نازنین کی آنکھون سے اور زیادہ آنسو جاری ہوے کہا اے شخص تو کیون ہم
پوچھتا ہی کوئی عزیز دوست پوچھنے نہ آیا کسی نے حال زار نہ دریافت کیا سب نے ہماری محبت سے
کھینچا ایک دل اور ہزار مصیبتین ایک سر اور ہزار آفتین ظالم جلاد کا سامنا وہ ظالم یہ نہین
کہ سر کاٹ لے روز کی کشاکش سے مہلت پائین کونسی تدبیر کرین کہ اس جفا سے چھوٹین
شخص تو یہان سے چلا جا ایسا نہو وہ ظالم جلاد آجائے تو تجھکو کچھ ضرر ہوگا باغبان نے کہا وہ کون
ہی میرے نزدیک کسی طاقت دار کی حقیقت نہین مین سو دو سو کو اکیلا قتل کرسکتا ہون اوس
نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے باغبان نے کہا طلسم ہوشربا کے سنگریزے تک
پہچانتے ہین باغبان قدرت منتظم ریاست افراسیاب اب بعنایت پروردگار
مسلمان ہوا افراسیاب کا ہنر دکھلاتا ہون اکثر مقابلے پڑے ہین کتب ہای پارینہ سے
ہے کہ افراسیاب پر زوال آئیگا طلسم فتح ہوجائیگا بائیس لاکھ کا میرا لشکر ہی اسوقت مین تلاش
جادوئہ جادو کی آیا ہون اب تم بھی حال اپنا مفصل بیان کرو یہ سنا تھا کہ اس نازنین نے
ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے کھینچی اور بصد حیرت و افسوس یون زبان پر لائی کہ ای افسر
عمرو میری حقیقت قابل بیان کرنے کے نہین ہی اس سرزمین کا حاکم جادوئہ جادو اوسکا
رہنمای جادو ہی مین ایک بادشاہ کی بیٹی ہون رہنمای جادو مجھپر عاشق ہوا اوسنے مین ا
لے آیا سوال وصل کیا مین نے اوس ظالم سے انکار کیا اوس ظالم کو غصہ آیا دن بھر مجھکو قید رکھتا
دیتا ہی شام کو آکے یہان جلسہ جماتا ہی پھر وہی سوال میرا انکار اوسکو غصہ وہ شراب پیکر پڑے
صدمے دیتا ہے لیکن تم صاحب اختیار ہو خواجہ عمرو کے لشکر کے افسر نامدار ہو ہمکو
تو رہا کرو وہ بھی بڑا ساحر زبردست ہے لیکن تمہارے نام سے اطمینان ہوا کہ شاید
غالب آؤ باغبان نے کہا اوس بیحیا کو تنکے چنوا کے مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ
باغبان نے اوس نازنین کے ہاتھ سے ہتھکڑیان نکالین مسند پر بٹھایا اوسنے کہا صاحب
باغ مین دو چار کنیزین بھی ہین وہی خدمتگزاری کرتی ہین اگر حکم ہو تو اون کنیزون کو بلا

ںاے طولانی نخلہای لاثانی عندلیبان خوشنواز مزمہ سرائی کر رہی ہین بعض طائران خوشنواز مزمہ
سرائی مین یہ اشعار گا رہے ہین اشعار

گل چھری ہاتھ مین نگے جتنے ہین اسیران قفس
دے گئین رخصت فریاد اٹھین دو صیاد

مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد

مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے
برگ گل فرش قفس چاہئے کرتا صیاد

فصل گل آئی ہی مرغان چمن مین دو لشا
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری نجشا

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد
چھٹکے ہم مسکن اندا سی بھی رنجیدہ رہی

اشک خونی کے ہین قطرے مری بصورت گل
ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش

رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم

دن کو مہمان قضا شبکو ہین مہمان قفس
تنگ آئی ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
سن تو راز مزمۂ نالۂ مرغان قفس

آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
جی کو بہلائین یو ہین کاش اسیران قفس

کہدو صیاد سے تیار رہو سامان قفس
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

تنگ آتا ہے اوٹھانا ہمین احسان قفس
مرتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس
کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمان قفس

مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

ر فسے صدائے زمزمہ سرائی آرہی ہی باغبان بہار باغ دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا بارہ دری
رونے کی اواز آئی اور صدائے دردناک اسطرح کی تھی کہ باغبان کا دل ہلگیا گھبرا کے چہار
ب دیکھتا تھا کہ کہان سے یہ صدائے دردناک آتی آخر بارہ دری کے اندر گیا جا کے دیکھا ایک نازنین
بین نہایت حسین و جمیل ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان پہنے بیٹھی ہی سر جھکا ہوا
ھون سے آنسو جاری پلک پلک کے رو رہی ہی صدائے دردناک دیتی ہے کہ اے فلک یہ کیا بیری
ھہ کجروی ہے جو تونے کی اب تو میرے ساتھ کجرفتاری سے توقف کر اب یہ صدمات ہم سے نہین
ٹھتے اے فلک تو نے وہ صدمے دیے کہ جو لایق اس نحیف و ضعیف کے اٹھانے کے
ین خوب جانتی ہون یہ عجائب و غرائب میری تقدیر سے مجھپر گذرے اب صدمات نہین اوٹھ سکتے

مقام قید بہار بھی پوچھ گیا اب بی نرگس کی خیر ہو لالہ زار وہان سے پلٹی آکے جاروب سے کہا
نے کہا مین ابھی راستہ بند کرتی ہون یہ کہکر جاروب نے ایک دستک دہی آواز دی اے ملکہ جا
جادو بمقام نرگس راستہ نہ دنیا کوئی عیار سردار جانے نہ پاتے یہان جب خواجہ برق فر
لشکر مین لیکر آئے مشاین اسکی کھولین کہا کیون بیٹا دریافت کر آئے برق نے کہا غلام
دریافت تو کیا لیکن گرفتار ہو گیا خواجہ نے کہا اب نہ تکلیف فرمائیے گا مین طرف صحرا
کے جاتا ہون یہ کہکر خواجہ یکہ و تنہا چلے جو تیے نشان جاروب سے پوچھے تھے اون نشا
کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جب پانچ کوس راستہ طے کیا دیکھا ایک مقام پر ایک کوہ نہایت با
اوسکے سب بند کسیطرف سے راستہ جانے کا نہین خواجہ وہان سے پلٹ آئے فضای کا
کنارے پر لشکر کے باغبان کھڑا تھا خواجہ کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھکر پوچھا کیون اوست
ہے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان عجب طرح کا معرکہ ہے مینے خود جاروب سے پوچھا اوسنے
بتایا کہ نرگس جادو نگہبان ہے وہین ملکہ بہار قید ہین اب جو مین گیا راہ مین ایک پہاڑ ملا
کوئی درہ نہین کھلا تھا صحراے نرگس تک نہ پہونچنے پایا باغبان نے کہا معلوم ہوتا ہے
تشریف لیجانے کے بعد اوسکو ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو عیاری کرکے برق کو لیگئے اور
قید بہار بھی دریافت کر کے گئے ہین اب اوسنے آپ پر راستہ روکا ہے سحر کرکے پہاڑ بنا
غلام آپکے ساتھ چلتا ہے میرا بہار کے واسطے دل بیقرار ہے اگر بہار لشکر مین نہین تو ز
باغبان کی بیکار ہے ہمسے اور بہار سے ہمیشہ میل رہا لشکر افراسیاب سے بہار نکلین دفع
سے ہم بھی گلچین گلشن اسلام ہوے یہ کہکر باغبان رونے لگا خواجہ نے سمجھایا ہے کہ اے باغبا
مت نہ کرو انشاء اللہ بہار بہت جلد رہا ہونگی اب خواجہ و باغبان چلے راہ مین برق بھی
چالاک سے بھی ملاقات ہوئی خواجہ نے کسی سے کچھ نہ کہا باغبان کو ساتھ لیے ہوے قریب اوس
کے پہونچے باغبان نے کہا خواجہ آپ ہٹجائیے مین جاکر سحر کرون خواجہ تو ایک گوشے مین آ
باغبان قدرت ٹہلتا ہوا چلا آگے بڑھکر دیکھا پہاڑ نہ معلوم ہوا اب باغبان حیران
ابھی پہاڑ تک نہین پہونچے اس سوچ مین تھا کہ ایک باغ معلوم ہوا دروازہ اوسکا بند باہر
قفل لگا ہوا ہے باغبان نے قفل توڑا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت معقول پھول کھلے

لونڈی سمجھ گئی جاروب کھٹکی کہ شاید یہ کوئی عیار ہے پکار کر کہا او شعلہ روشن تو برق نے کہا مین
نہ ہوتی ہون یہ کہکر چاہا باہر نکل جاؤن جاروب نے گھبرا کے آواز گیر کی دی برق کے پانون
ن کے تھام لیے اب جو جاروب نے اشارہ کیا رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے اڑ گیا ہلڑ ہوا
ن فرنگی عیار برائے عیاری آیا تھا گرفتار ہوا وزیرزادی اسکی ہمرے شہنشاہ لشکر ملکہ لالہ زار جادو
ٹری ہوتی آئی کہا واری جب اسنے شعلہ رو کو بیہوش کیا تو مجھکو خبر معلوم ہوتی تھی مین شعلہ رو
بیدار کرکے لائی ہون لیکن آپ نے خوب پہچانا اب اس نگوڑی کو قتل کیجیے جاروب نے کہا یہی تو
ی خرابی کی بات ہے کہ ہم عیارونکو قتل نہین کر سکتے حکم شہنشاہ ہے کہ بغیر حکم بادولت کے عیار کو
ن نہ کرو وزیرزادی نے کہا حضور اسنے آپ سے کیا پوچھا اور آپ نے کیا کہا جاروب نے کہا
نے مجھ سے حال بہار کی قید کا پوچھا مجھکو کھٹکا گذرا اور عجب کلمہ اسنے کہا کہ مین یہی چاہتی تھی اسی
یر کان کھڑے ہوے مینے سحر کیا تب یہ گرفتار ہوا مگر نگوڑی بلائے روزگار ہے مینے جب اسکو روکا اور
ا و روغن عیاری کا اڑا دیا تب معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے لالہ زار نے عرض کی
حضور نے بہار کو کہان قید کیا مجھ پر بھی شک آپکو ہوگا سحر کرکے دریافت کر لیجیے کہ مین کوئی عیار
نہین ہون جاروب نے کہا اے لالہ زار تو ایسی بات کہتی ہے مینے بہار کو صحراے نرگس مین
ر کیا ہے لالہ زار نے کہا حضور مین برق کو پاس ملکہ حیرت کے لیجاؤن اور اونسے حکم قتل
ن اور وہین اسکو قتل کرون جاروب نے کہا اچھا لیجاؤ لالہ زار نے مُردُر کے مشکین باندھ
اپنا سحر اوتار لیجیے جاروب نے سحر اتارا لالہ زار نے پشتارہ دوش پر لگایا لیکر بھاگی جب
ہ لالہ زار لیکر نکل گئی اوسی وقت لالہ زار اصلی بھی آئی جاروب نے کہا کیون اے
لہ زار تم اتنی جلدی کیون واپس آئین حیرت نے کیا حکم دیا برق پر کیا گذری لالہ زار نے
واری مین کیا جانون مین تو صبح سے حاضر بھی نہین ہوئی اب تو جاروب گھبرائی کہا اے
زار مینے تجھے صحراے نرگس کا بھی پتہ بتایا تو کہتی ہے مین آئی نہین اور مینے سب کچھ کہدیا غضب ہوا
جاکر ملکہ حیرت سے دریافت کرو یہ سنکر لالہ زار روانہ ہوئی پاس ملکہ حیرت کے پہونچی
حیرت سے پوچھا صرصر بھی بیٹھی تھی لالہ زار نے جو سب حال بیان کیا ملکہ صرصر نے کہا بی انیر
نسبعد سے سیکڑون گذرتے ہین عمرو عیار ہوگا آکے اپنے شاگرد کو لیگیا اور ملکہ جاروب ہم

سب ساتھ والے جاروب کے حیران تھے کہ جاروب کہان چلی گئی لشکر مین جو آتے دیکھا جار
اپنی بارگاہ مین بیٹھی سحر کر رہی ہے کہتی ہے دیکھون اب عیار میرے ساتھ کیا عیاری کرتے ہین اور بہار کو
کیونکر رہا کرتے ہین بہار کا پتہ بھی نہ ملیگا یہ باتین کر رہی ہے کنیزون نے عرض کی حضور نے لینے کو خوب
جاروب نے پلٹ کر کہا صاحبو آج مین نے امتحان سحر مسلمانان کر لیا اب مین سمجھ کر انسے لڑونگی یہ
جان گئی کہ لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے کامل و اکمل جمع ہین جنکا سحر دفع کرنا دشوار ہے ایک ایک کا
بلا ہے روزگار ہے بہار کو تو گرفتار کر لیا اب میان باغبان کی بھی فکر ہو جائیگی یہان تو یہ باتین
رہی ہین مگر اہل اسلام جو واپس آئے بارگاہ مین آکے سب جمع ہوے اور ملکہ مہرخ کو معلوم ہوا
بہار لڑتے لڑتے غائب ہو گئین نہایت صدمہ ہوا ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی کہ اپنے مقام
جاروب کہہ رہی ہے کہ ملکہ بہار کو مین نے ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ وہان کوئی جا نہ سکے
ملکہ مہرخ نے خواجہ سے کہا کچھ تدبیر رہائی بہار کیجیے بہار کے حال پر دل ٹکڑے ہوتا ہے خواجہ
باہر نکلے خواجہ کو بھی بڑا قلق ہے کہ برق سامنے سے آیا خواجہ نے کہا بیٹا برق تمنے سنا
بہار کو جاروب پکڑ لیگئی اور اپنے مقام پر یہ کہتی ہے کہ جس جگہ بہار قید ہے وہان کوئی جا نہین
دریافت تو کرو برق نے کہا اوستاد مین ابھی جاتا ہون جا کر دریافت کرتا ہون خواجہ نے کہا ا
تیرے مزاح سے جلدی نہین جاتی برق منہ پھلا کر بولا حضور ہر کام مین مین ہی کام آتا ہون
نے ایک تھپڑ مارا کہا خبردار اب تو نجانا ہم خود دریافت کر لینگے برق ایک طرف بھاگا یہ کب رکتا
خواجہ بھی ایک جانب سوچتے ہوے چلے برق جو وہان سے بھاگا دوڑا ہوا لشکر جاروب مین آ
پھرتے دروازے پر بارگاہ جاروب کے پہونچا دیکھا کنیزین دروازے پر کھڑی ہین برق کنارے
ایک نوجوان خدمتگار کی صورت بنکر آیا کنیز کو بلایا کنارے لیجا کر بیہوش کیا اوسی کنیز کی شکل بنکر
جاروب کے آیا کہا واری لشکر مسلمانان بڑا اوہڑ رہے ہے جاروب نے کہا اری شعلہ رو تجھکو کہ
معلوم ہے کہا حضور ہرکارون کی زبانی خبر سنی لیکن حضور عیار تلاش مین نکلے ہین کوئی آپ
بھی پوچھنے آئیگا آخر آپ نے بہار کو کہان قید کیا ہے اپنے خیمے مین منگا کر رکھیے ہم لوگ حفاظت
جاروب نے کہا میں نے صحراے نرگس مین اوسے قید کیا نرگس جادو وہان کی حاکم ہے
کیا مجال جو کوئی وہان جا سکے برق کے منہ سے نکلا کہ یہی مطلب تھا یہ کہکر اوٹھا اوٹھتے ا

ٹ کر ساونت نے دیکھا فوج والے سب قتل ہوئے سر پیٹ لیا کہا کہ ہائے سب عاشقان بہار مارے
ئے مین غم اوٹھانے کو رہ گیا مگر جاروب پر پنجہ نہین قابض ہوتا بقول شخصے جب جھاڑو کا بندھن
کھل گیا تنکا تنکا الگ ہوا وہ رعنائی نہ رہی ساونت تلوار پکڑ کے جاروب پر جا پڑا جاروب
ساونت سے مقابلہ پڑا سرداران اسلام نے جو اتنی مہلت پائی علم فوج قلم کیا افسر انکو
ن جن کے مارا باغبان و بہار کے سحر کا رنگ جما رعد و برق نے ہزار ونکو مارا جب رعد
جا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری سو دو سو چرخ مار کر زمین پر گرے ناک سے خون جاری سر پھٹ گئے
رق آڑی ترچھی گر رہی ہے برق لامع نے زلفین کھولین شعلے چمک رہے ہین اندھیرا ہو جاتا ہے
س اندھیرے مین سو دو سو کو قلم کیا پھر آسمان پر برق جا کے چمکی ایک طرف ہلال چمک
رہی ہے سرخ موی کا کل کشا کی کاکل کھلی ہوئی سب سرداروں نے ملکر زمین ہلا دی ساونت
جاروب سے مقابلہ پڑ گیا ساونت نے کئی گولے مارے جاروب نے جب اشارہ کیا گولے پھٹ کر
ٹ گرا قریب جا کر ساونت نے ہاتھ مارا جاروب نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر چنبر گردن سے
گیا ساونت کا مارے جانا اسکے ساتھ والے جو باقی رہگئے تھے وہ بھی بھاگے جاروب نے
ٹ کر دیکھا کہ فوج اب کم رہگئی سرداران مسلمانان نے بڑے بڑے سحر کیے ہین زمین تھرا رہی ہے
ہ بہار کا گلدستہ چل رہا ہے جب گلدستہ مارا ہزار دو ہزار بلبلائے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے
رہ دشت و بیابان کیطرف بھاگ گئے جاروب اب گھبرائی کہ کیا کرون کسی طرح لڑائی نہین
ی اب شکست نہین تھمتی جاروب نے بہار کو تاکا بہار سحر کر رہی ہین کاسنے ایک گولہ
یکا اندھیرا ہو گیا ملکہ بہار نے چاہا پلٹون کہ جاروب نے بڑھکر ایک دستک دی آسمان سے
پنجہ گرا بہار کو اوٹھا کر لیگیا باغبان نے جو دیکھا کہ بہار کو اس خوار صحرائے ذلت و
ہوائی نے غائب کر دیا باغبان چھپا کہ جا کر اس بیحیا کو قتل کرون تو بہار ظاہر ہو باغبان
ہتا کہ جاروب نے اپنے ماتھے پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر رکھکر آواز دی اے عقاب
امری مجھے بچا فوراً آسمان سے عقاب پیدا ہوا ہتھیلی پر آ کے بیٹھا خون پیا جاروب
کر مین منقار دی طرف آسمان کے لیکر اڑ گیا جب جاروب چلی گئی لشکر والون نے
مانگی فریاد کی طبل امان بھی بجوایا لشکر والے تو پلٹ گئے اہل اسلام بھی واپس ہوئے لیکن

تعریفین کرتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیا معشوق خوش رو ہی کوئی کہتا ہی دام بلا گیسو ہی قد سرو لب جو ہی ملکہ
نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ کشتی لیکر حاضر ہوئی بہار نے بدھی اپنے گلے سے اوتاری کشتی میں
طرہ یہ کہ رنگ سحر جمایا خار صحرای حماقت کو دام سحر رنگین مین پھنسایا وہ کنیز کشتی لیے ہوے سا
ساونت کے پہونچی جھک کر سلام کیا کہا حضور ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ یہ تحفہ حاضر ہے ساو
فوراً سرپوش ہٹایا دیکھا ایک بدھی اور طرہ رکھا ہی بدھی تو اسنے گلے مین پہن لی طرہ کان مین
خوشبو جو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا اپنے آپ سے باہر ہو گیا پکار کے آواز دی ا
ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی مین تو تابعدار ہون ملکہ بہار نے فرمایا ای ساونت بڑے افسوس
بات ہی جاروب کا ہکش ہمکو قتل کرنے آئی ہی اور تم دیکھ رہی ہو اسکا سر لاؤ یہ حکم سننا تھا کہ
جھوما کہا حضور کیا مجال کہ آپ سے جاروب آنکھ ملا سکے میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان
ہی یہ کہا اور مع پانچہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر پلٹا بلبلاتا ہوا غل مچاتا ہوا طرف جاروب
چلا جاروب نے جو دیکھا کہ ساونت بلبلاتا ہوا آتا ہے یہ حیران ہوئی کہ کیا معرکہ ہی کہ سر
جوش و خروش مین آتا ہی کنیزون نے عرض کی واری ساونت مع پانچہزار جادوگرون کے حم
کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہے آمادۂ فساد ہی ہنسکے جاروب نے کہا ہمیں نہ بہار نے رنگ جمایا
تو کیا کرتی ہون یہ کہکر پلٹی تھی کہ ساونت مع تیغ کے آگے گرا جسکے ہاتھ تلوار کا مارا او
وہ دنگرے ہوے پانچہزار جادوگر ساتھ والے ساونت کے ایسے لڑے کہ دس ہزار کو مار گر
جب جاروب نے دیکھا کہ لشکر پامال ہوا چاہتا ہی تب تو یہ خود بھی جا پڑی پکار کر آواز دی او سا
کیون تیری قضا آئی ہی پلٹ جا اپنی زوجہ کو گرفتار کر لے مین تیری خاطر سے آئی اب کیا م
بچینگے یہ کہکر ساونت نے گولہ مارا کہ او جاروب تیری خود قضا لیکر آئی ہی اب تو دو
مین سحر چلنے لگے جاروب بچا بچا کر سحر کرتی ہی مگر ساونت برس پڑا ساتھ والون سی کہ
یارو بڑی شرم کی بات ہی معشوق نے فرمایش کی کہ جاروب کا سر لاؤ تم سب صاحبو
فراموش کیا کوئی جواب نہین دیتا ساونت چاہتا ہی کہ جھپٹکر جاروب کا سر کاٹ لون
جاروب سحر کرتی ہی ساونت گر پڑتا ہے جاروب نے کوڑا انبار دیا جب گولہ مارا دو چار
سر اڑا دیے فوج والونکو قتل کر رہی ہی ساونت کو بچا دیتی ہی فوج کو اسکی پامال کر ڈالا اب جو

گلگشت نوبہار ہو ساتھ انکے گر نصیب　　رعنا کو کیون نہ بھائے پھلانا بسنت کا

پھول برسے زبانی عندلیبان خوشنوا کے اشعار بہاریہ سنے ساونت جھومنے لگا ہاتھ باندھتا تھا کبھی پکارتا تھا اے گل بوستان خوبی وای رنگ و بوے گل گلدستۂ محبوبی میری تو جان جاتی ہے مین چاہتا ہون گلچینی گلشن جمال کی کرون اس بوستان بیخزان مین حاضر رہون مین گلچین و صیاد سے ڈرتا ہون مثل عندلیبان خوشنوا گل رخسار کی یاد مین ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون کبھی دوڑتا ہے کبھی حیران حیران روئے زیبائے بہار گلعذار کو دیکھتا ہے ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی جان جہان کہکے دم بھرتا ہے جوش و خروش سے وجد مین ہے کبھی پکارتا ہے صاحب میری بات تو سنو میری جان باقی ہے اے ظالم اے قاتل عالم اب تو صبر نہین ہو سکتا دل کو نہایت پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی ہے تو معشوقۂ لاثانی ہے جی چاہتا ہے نثار ہون نظم

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گل رو پیدا　　ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا
جب ہوا زلف کی اوٹھی ہے وہ ابر پیدا　　مین یہ سمجھا کہ ہوا مار سے بچھو پیدا
تمکو دیوانہ اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر　　ہم بھی کر لینگے کوئی تمسا پریرو پیدا
تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب　　عکس عارض سے ہے گل زلف سے شبو پیدا
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر　　دانہ خال نہوتا نہ گیسو پیدا
جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب　　درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
قطع کب تک نہ کرون دلسے امید وصلت　　حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا
الفت چشم کا باقی ہے موے پر بھی اثر　　ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق　　کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری　　واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا
بات کچھ ہوگی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن　　گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا
پھینکدی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف یار　　جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا
اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا　　اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اوسے تو پیدا

پنج سات ہزار جادوگر جو ساونت کے ساتھ تھے اون سب مین ہنگامہ پڑ گیا کوئی رخ زیبا کی

کے چلا للکارا اور گیسو بریدہ تو دشمنان شہنشاہ سی آ کے ملی کچھ خوف نہ کیا مگر اب میرے ہاتھ سی بچکر کہان جا
شعلۂ آتشبار تھرائی بے اختیار منھ سے نکلگیا ملکۂ بہار مجکو بچا تیرے ساونت کی نشت
سات ہزار جادوگر لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی خیمون مین آگ لگا دی گئی سی جادوگر بھی مارے جاتا ہی
شعلۂ آتشبار پر جا پڑون بہار گلعذار نی للکارا ارے کہان جاتا ہے او ساونت خبردار
نہ بڑھنا ساونت نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین مہجبین سروقد خورشید خد غبرین مو سنبل گیسو
آنکھین نرگس شہلا رعنا و زیبا دریا مین پھولون کے غوطہ زن پشت پر گئی ہزار کنیزین ایک ایک پری
قمر منظر حور طلعت پاک طینت رنگ کی پچکاریان سبھون کے ہاتھ مین ناز و کرشمہ بات بات مین صورت
بہار کو دیکھکر مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ملکۂ بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ جا کر
پھول برسنے لگے نخل سرسبز و شاداب ہوے عندلیبان خوشنوا پکار اوٹھین اے ساونت ذرا
دیکھ کونسی فصل ہے دیکھ تو ہماری کیا اصل ہی زعفران زار کھلا ہے زرد زرد پھولون مین کیا
ہے غور تو کر عجب صورت ہے نظم

گھر گھر ہے اب جہان مین نسانا بسنت کا
آیا بہت قریب زمانا بسنت کا

تیری ہنسی سے نرم ہوئی کشت زعفران
یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا

ہون سر سے پانون تک مین تمھاری بغیر زرد
رنج فراق مین ہے بہانا بسنت کا

سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے
سہرا اتھین سنائین سہانا بسنت کا

گلدر دموا ہون موسم گل مین تری بغیر
گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا

آجاؤ آب بھی ہی کوئی دن موسم بہار
شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا

باد خزان چلی نہ رہی اب بہار گل
پھر دیکھیے کب آتے زمانا بسنت کا

بزم چمن مین وجد ہی غنچونکو گل کو حال
بلبل سنا رہی ہی ترانا بسنت کا

ملک چمن مین فصل بہاری کا ہی عروج
ہے گلشن جہان مین زمانا بسنت کا

شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہی
بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا

دلکش ہی سنبل اور ہی شبنم بھی دلربا
وہ مرغ دل کو دام ہے دانا بسنت کا

جوبن کی کیسی چنبئی محرم سے ہی بہار
معمور حسن سے ہی خزانا بسنت کا

اداٸین اونکی یہ تیر نظر سے کہتی ہین
وہ کون طائر دل ہی جو خود شکار نہو

ہوا ہی دامن خنجر جو آگے دیتی قاتل
تو کیا عجب دل مضطر کو اضطرار نہو

ہمارے دل مین یونہین آبلے پڑ جاتین ہین
کسیکے سینے کا جبتک عیان وبہار نہو

جلادی خانہ تن کو بھی آتش فرقت
جو آب پاش مری چشم اشکبار نہو

خبر یہ دیتا ہی دل اونکو دل یہ دیگا تو
شریک آہ مین دیکھو شرر شرار نہو

ن اشعار کو پڑھکر ساونت اسقدر رویا کہ ملکہ جاروب کاہکش کو رحم آیا کہا ای ساونت
ون گھبراتا ہی مین ابھی چلکر آفت برپا کرتی ہون لیکن یہ تو آج عمرو بڑا کمال کر گیا اب ایک مسلمان
یدہ بچیگا ملکہ حیرت نے منع بھی کیا کہ ابھی تامل کرو طبل خنگی بجواکے لڑنا یون جانا کیا ضرور ہے
ار بان زادی کی عیاری کے تو ہم عادی ہو گئی ہین مگر لشکر مسلمان کا سائیس تک تو یہان تید
ہنہین سکتا نئے اپنے دربار مین خبر سنی کہ شہنشاہ آگئی ہین مین جب ہی کھٹکی تھی مین صرصر کو اسی
سطے اپنے ہمراہ لیتی آئی تھی کہ یہ عیار بچی ہی پہچان لیگی اوسکے آنے کے یہی طریقے ہین ہزار مرتبہ وہ
نشاہ بنکر آچکا ہی میری سامنے عیاریان کر گیا صرصر بہت ٹھیک کہتی ہی وہی آیا ہوگا جاروب
ہکش نے کہا جو کچھ ہوا اب مین نہ رکونگی ہر چند حیرت نے منع کیا صرصر نے بھی کہا جاروب نے نمانا
سی وقت لشکر کو اپنے تیار کیا جاروب ایک طاؤس پر سوار ہو کر چلی سارا لشکر ساتھ ہے
اونت ہمراہ ہی یہان خواجہ عمر لشکرگاہ مہرخ مین لیے ہوے شعلہ آتشبار کو پہونچی ملکہ مہرخ خواجہ
کو یقین کرنے لگین شعلہ آتشبار کہتی ہی خواجہ مینے نہین پہچانا آپنے بڑا کمال کیا یہ باتین ہو رہی ہین
لشکر مین ہلڑ ہوا جادوگرونکے مرنے کی آوازین آنے لگین ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو
یا معرکہ ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ملکہ جاروب کاہکش تین لاکھ کا لشکر لیکر
ی ساونت بھی ساتھ ہی ہزارہا ملازمان شاہی قتل ہوے ہنگامہ گیرودار بلند ہی یہ سنکر اپنے
م سے باغبان قدرت جھومتا ہوا اوٹھا کہا جاروب کی شامتین آئی ہین ایک طرفسے
ہد وبرق چلے ایک طرفسے ملکہ بہار گلعذار چلین کہتی ہوئین کہ اگر اس کو تنکے نہ چنوائے تو
کام نہ کیا تمام سرداران نامی وساحران گرامی اپنے اپنے مقام سے اوٹھے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر
سب نے دیکھا کہ جاروب کاہکش نے کئی خیمون مین آگ لگادی ساونت طرف شعلہ آتشبارہ

بڑھی چاہا کچھ سزا دون کہ دروازے پر غل ہوا خادمون نے عرض کی حضور شہنشاہ افراسیاب تشریف
لاتے ہین جاروب بڑھی دروازے پر آ گئے دیکھا تخت افراسیاب کا آسمان سے اوترتا ہوا چلا آ
جب تخت زمین پر آ کے پہونچا ساونت نے جھک کر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے
گلے سے لگا لیا اور جاروب کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا اے جاروب تم اسقدر نہ پریشان ہو
سامری سے حکم ہوا ہے کہ شعلہ آتشبار نے ہمکو برا کہا اوسکا خون لاکہ ہماری صورتون پر چھڑکو مین ا
اس مکارہ کو لیے جاتا ہون یہ سنکر ساونت بے قرار ہو گیا ہاتھ باندھکر افراسیاب کے قد
پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ اسکے حال زار پر رونا آتا ہے وہ باتین کہتی ہے کہ سنتے ہی سامری و جمشید
جہنم مین بھیجدینگے آپ اتنی تکلیف کیجیے کہ مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے مین قدرت سے بعجز و انکس
عرض کرونگا شاید اسکی خطا معاف کردین اسکی جان بچ جائے اور یہ راہ راست پر آ جائے افراسیا
نے کہا ہم کسیکو اپنے ساتھ نہ لیجائینگے صرف اسی کیواسطے ہمین حکم ہوا ہے ساونت تڑپا بھڑکا لیکن
افراسیاب نے نہ مانا شعلہ آتشبار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر سوار کر لیا تخت کو اوڑا کے روانہ
یہان جاروب خوشی خوشی بیٹھی ہے کہ شہنشاہ آ کے گنہگار کو لیگئے اور ساونت کو ملال ہوا
و پریشان بیقرار و مضطر خیال مین اپنی زوجہ کے بیٹھا ہے کہ ملکہ حیرت جادو تشریف لائین ص
بھی ساتھ ہے اسنے کہا کون تشریف لائے تھے جاروب کاہکش نے سب کیفیت بیان کی یہ
صرصر شمشیرزن نے کہا اے ملکہ جاروب وہ شہنشاہ نہ تھے شاید ساربان زادہ بصورت شہن
آیا شعلہ آتشبار کو لیگیا ملکہ جاروب کاہکش نے کہا ارے یہ بات کیا سچ ہے حیرت
کہا ایسے معاملات صدہا مرتبہ گذرے ساونت نے جو یہ سنا بیقرار ہو کر رونے لگا کہ
ملکہ عالم مین معشوق سے چھوٹا فلک نے دی آزار دل ترود منزل انتہا کا بے قرار ہے **نظم**

وہ میرا دل ہے کہ جسکو کبھی قرار نہو	وہ وعدہ آپ کا جسکا کہ اعتبار نہو
خدنگ آہ سے کیونکر وہ دل فگار نہو	کبھی جو تو وہ تیر نگاہ یار نہو
نہین وہ چشم ترا جسمین انتظار نہو	نہین وہ دل کہ جو الفت مین بیقرار نہو
کدورت اونکی طبیعت سے نکلے اے گردون	مر لطیف سے جو دل مین ترے غبار نہو
چمک اونکو نہ کبھی دل کے داغ سوزون مین	جو تجلی متصل زلف تابدار نہو

رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم میرا عجیب حال ہے مین کیونکر گوارا کرون کہ اسیر کوڑے پڑین اور مین دیکھون اسکے لیے آٹھ پہر تڑپتا ہون نظم

بدلی جو آئی باغ مین خوش ادا کے ساتھ　　کیفیت اور آنکھون مین چھائی گھٹا کی ساتھ
کشتہ ترا جہان مین جو پہونچا قضا کے ساتھ　　حورین بلائین لینے لگین کس ادا کی ساتھ
میری گلی سی شب کو چلے ہین دعا کے ساتھ　　کسکو یہ آپ ہین لیے جاتے چھپا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین　　کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ
اپنے مریض کی یہ خبر لی مسیح نے　　حل کرکے زہر بھیجدیا ہے دوا کی ساتھ
خوبون سے بھی زیادہ ہے بیداد گر یہ دل　　اللہ مجکو بھیجدیا کس بلا کے ساتھ
بس اک نگاہ دیکھتے ہی مینے جان دی　　الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
نجر وان کی بزم مین تجھے دیکھا نجائیگا　　بے پیے نہ چلی مجھے آنکھین دکھا کے ساتھ
تو بھی نہان ہے آنکھون سے تیرا خیال بھی　　بہلا دون اپنے دلکو مین کس آشنا کے ساتھ
بوے عروس مات ہے او نو بہار حسن　　خوشبو ملی جلی ہے بدن کی حنا کے ساتھ
کیا کیا نہ زندگی کا مزا ہو تمام عمر　　کھانا جو کھائین روز کسی خوش ادا کے ساتھ
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہے صفیر　　غنچے ہین کرتے چاک گریبان ہوا کے ساتھ

اے ملکۂ عالم اس ظالم نے میرا بالکل خیال نہ کیا میرے دل سے اسکا خیال نہین جاتا جاروب کش نے کہا ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرینگے ایسی شاہزادی بیاہ کے لائین کہ شاہان جہان رشک کرین ساونت نے کہا اے ملکہ جاروب کا کش میرا دل نہین مانتا کیا کہون کہ دل کی کیا حالت ہے جاروب اسکو اسطور سے سمجھائیے کہ راضی ہوجاے جاروب نے کہا اے شعلہ آتشبار اپنے شوہر کے حال زار پر رحم کرو جو گذرا سو گذرا خطا معاف ہوجائیگی اب دونون زن و شوہر خوشی سے رہو مگر شعلہ آتشبار نے جھڑک کر جواب دیا اے ملکہ جاروب میری تو اب آنکھین کھلین مذہب اہل اسلام اختیار کیا جسوقت دعا کی اوسی وقت باغبان مدد کو آیا فورا مشکل آسان ہوئی اب لات و منات کو سجدہ نہ کیا جائیگا سامری و جمشید پر لعنت کرچکی یہ کلمات جو اسنے کہے جاروب کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار تو جاروب کے ہاتھ سے ساونت نے پہلے ہی ڈالی تھی یہ کوڑا لیکر

کاندھے پر ڈال لیا کمند آہنگا کے باصفا کے لچھے بازوؤن پر لپیٹے اس سج دھج سے اندر تشریف لائے د
جاروب کا ہکش بیٹھی ہے روپیہ بیشمار رکھا ہے میان برق اوسی مقام پر پڑے ہین جار
غربا کو روپیہ بانٹ رہی ہے عمرو نے آکر سلام کیا جاروب نے کہا کون عمرو نے کہا سائل اور یہ
کہا کہ یہ کون شخص بندھا پڑا ہے جاروب نے کہا یہ برق فرنگی عیار ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم
آپنے کیونکر پہچانا جاروب نے کہا میرے پاس نقشہ بنا ہوا رکھا ہے اوسکو دیکھکر پہچان لیا عمرو نے ک
اب تو نقشہ دیکھیے کہ مین کون ہون کسیوقت مین غفلت نہ کیجئے جاروب کا ہکش بگلی کر ا
دیکھون عمرو نے جال لیاسی مارا وہ بچاس توڑ ہی اور برق کو جال مار کر کھینچ لیا ایک حقہ آتشبا
مار دیا اندھیرا ہو گیا جبتک جاروب اوٹھے خواجہ عمرو نکل گئے جاروب گھبرا کر اوٹھی دیکھا
اور برق فرنگی کو عمرو لیگیا جھلانے لگی کہ ساربان زادے نے غضب کیا میرے سامنے سے مال ل
اور اپنے شاگرد کو بھی لیا اور لیکر نکل گیا مگر اب کہان جائیگا مین دم بھر مین گرفتار کرونگی لیکن
حسب نمائش جاروب کا ہکش لشکر اسلام مین بصورت مبدل آیا جابجا پھرنے لگا ملکہ
آتشبار دریا سے ملکہ مہرخ کے اوٹھی ہین لشکر مین اپنے انتظام کر رہی ہین ساونت نے
جو دو [illegible] دیکھا جلگیا غصے مین قریب آیا اول تو اسنے ایک گولہ مارا ملکہ شعلہ آتشبار
کھڑی ہوگئی [illegible] عقل مین خلل آیا سحر فراموش ہوا ساونت تڑپ کے گرا نیچہ کمر مین [illegible]
آسمان پر دیا کے نوحہ کیا صنم ساونت جادو اب لشکر مین ہلڑ ہوا بہار وغیرہ بارگاہ سے باہر
آئین سنا کہ ساونت آیا تھا اپنی زوجہ کو اوٹھا کر لیگیا سب سردار پریشان تھے کہ خواجہ عمرو ت
لائے مگر گھبرائے ہوئے ملکہ مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت بیان کی بہار
کہا برق کو نکال لیجیے اور سر سے سحر کو اوتارین عمرو نے برق کو نکالا بہار و باغبان نے ملکہ
سے سحر اوتارا برق تڑپ کر اوٹھا خواجہ نے کہا آپ نہ جائیے گا اب مین جاتا ہون برق
خواجہ عمرو چلے یہان جاروب غصے مین بیٹھی ہے ارادہ تھا کہ پھر اگر فتار ہی عیاران جاؤن کہ آ
پر برق چمکی دیکھا ساونت اپنی زوجہ کو لیے ہوئے لا کر سامنے ڈالدیا کہا لیجیے مین اہل گیسو بریدہ ک
جاروب تو غصے مین بیٹھی ہوئی تھی کوڑا لیکر اوٹھی کہا کیون بی شعلہ آتشبار اپنے شوہر کو د
جا کر [illegible] اونکی خبر لیے ہوتین اور کچھ خوف آیا ہے شرط کیا ہے کوڑے بھی کھال گرا دون ساو

وہر صاحب اونکے زخمی ہوکر آئے ہین زوجہ وہان بیٹھی ہین باغبان قدرت انکو زخمی کرکے زوجہ
لی لیگئے افراسیاب نے یہ سنکر کہا ما بدولت تو ٹھہر نہین سکتے ملکہ جاروب کاہش سمجھ لینگی حیرت
جو افراسیاب کی یہ باتین سنین خاموش ہورہی افراسیاب تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوگیا
برت جادو جاروب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھی ساونت بھی آکے حاضر ہوا ملاحظہ
ہوا کہ جاروب کش قہر سامری آئی ہے میان مہتر برق فرنگی بصورت مبدل بارگاہ مین آئے
ری دیکھ رہی ہین کہ جاروب نے کہا اے ساونت تم جاکر اپنی زوجہ کو لے آؤ لشکر مسلمانان مین
او بصورت مبدل پھرنا جب زوجہ تمہاری بیرون بارگاہ آئے اوٹھا لانا مین بھی اب طبل جنگی
واتی ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا مین نے سب وقایع پڑھا حال مسلمانان سے خوب آگاہ ہوئی پہلے
یارون کا گرفتار کرنا ضرور ہے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آئی کئی لاکھ روپیہ پاس اپنے منگا کے
لیے پردہ بارگاہ کا اوٹھا دیا کہا غریب و غربا کو خبر کرو کہ ہمسے آکر انعام لین توڑے چنے ہوے ہین غربا
آکین آنے لگے کسیکو سو کسیکو دوسو دیے خیال ہے کہ اسی طمع مین عمرو آئیگا مہتر برق فرنگی بھی
صورت فقیر سامنے جاروب کاہش کے آیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم مین رہنے والا ملک سا فرآباد
ہون سات لڑکیان شادی کرنیکو بیٹھی ہین امیدوار ہون کچھ غلام کو مرحمت ہو جاروب کے ایک پہلو
ن توڑے رکھے ہوے ہین ایک پہلو مین نقشہ کمانت بنا ہوا رکھا ہے براے شناخت عیاران جو کوئی
ہے یہ فوراً نقشے پر نگاہ ڈالتی ہے جب برق نے بڑھکر اسطرح کہا جاروب نے پلٹ کر نقشہ
یکھا نقشے کو دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے فقیر نہین ہے برق نے ہاتھ پھیلایا
روب نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا اور آواز دی او مکار میرے ساتھ یہ عیاری برق منہ کے بل
ین پر گرا جاروب نے ہاتھ مروڑ کے مشکین باندھین قریب توڑون کے ڈالدیا غلغلہ ہوا کہ برق
گی عیار پکڑا گیا ہرکارے جو اہل اسلام کے حاضر تھے یہ خبر پاکے بھاگے لشکر اسلام مین آکر خبر دی کہ مہتر
ن فرنگی پکڑا گیا یہ سنکر خواجہ عمرو اپنے مقام سے اوٹھے پوچھا کس وجہ مین گرفتار ہوا ہرکارون نے بیان
کہ جاروب اپنی بارگاہ کے دروازے پر بیٹھی ہوئی روپیہ بانٹ رہی ہے برق فکر مین عیاری کی فقیر
روپیہ مانگنے گیا تھا اوسے پہچانا گرفتار کرلیا خواجہ عمرو یہ حال دریافت کرکے چلے صورت بدل لی
ہوے لشکر مین جاروب کاہش کے آئے پھرتے پھراتے جب در بارگاہ جاروب پر پہونچے حال الباقی

حضور مبارک ہو باغبان قدرت بہ صد صولت و شوکت جاکر ساونت سے لڑی ساری فو...
اوسکی شکست دی ساونت زخمی ہوکر بہاگا شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے آتی ہین ملکہ گلچین
خوش ہوگئین سب سردار منتظر ہین کہ باغبان شعلۂ آتشبار کو لیے ہوے سامنے ملکہ مہ...
کے آئی شعلۂ آتشبار نے جھک کر سلام کیا ملکہ مہرخ نے خلعت دیا پہلو مین جگہ ملی سب حال
شعلۂ آتشبار نے کل کیفیت بیان کی مگر ساونت جو شکست کہا کے بہاگا ملکہ حیرت کو
خبرین گذرین یاقوت زمرد سے کہا دیکھو صاحبو کس کس طور سے سرداران نامی و ساحران گرا...
کم ہوتے جاتے ہین بیٹھے بیٹھے یہ کیا انقلاب ہوا اب زوال کا زوال ہونا مشکل ہے وزیرزادیان ...
کرتی ہین حضور نہ گھبرائین لونڈی غلامون کا مار لینا کیا مشکل ہے حسدن شہنشاہ قصد کرینگے
کو مار لینگے حیرت نے کہا یہی کہتے کہتے سالہا سال گذر گئے اور روز بروز زور مسلمانون کا بڑھتا
یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ساونت شکست خوردہ آتا ہے ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد کو اشار...
کیا اوسے استقبال کرکے لاؤ اگرچہ اسوقت تباہ ہے مگر آخر ملک کا بادشاہ ہے سردار گئے ساو...
لیکر سامنے آئے کہا حضور زوجہ میری لشکر مسلمان مین چلی گئی محیط کا حال بہی بیان کیا ملکہ حیر...
کہا نہ گھبراؤ ہم ابہی شہنشاہ کو عرضی لکھتے ہین اسکا انتظام اچھی طرح ہوگا زوجہ تمہاری لشکر مین
کے نہ رہنے پائیگی گرفتار ہوکر آئیگی یہ باتین ہورہی تہین کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کی حضور شہنشا...
لاتے ہین ابر ہفت رنگ نمایان ہوا ہے حیرت جادو اوٹھ کھڑی ہوئی بیرون بارگاہ آکے ...
دیکھا ابر ہفت رنگ قریب آکر پھٹا شہنشاہ تخت پر سوار ایک ساحرہ مہیب صورت پاے ...
ہاتھ ڈالے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار جادوگر حیرت حیران ہوگئی کہ یہ ساحرہ نسیہ فا...
ہے افراسیاب کا تخت آکر زمین پر اوترا اوس ساحرہ نے جھک کر ملکہ حیرت کو سلام کیا او...
نے کہا اے ملکہ عالم تمنے انکو پہچانا ملکہ جاروب کاہکش انھین کا نام ہے قہر ساحری پر ...
دیتی ہین میرے سلام کو آئی تھین حال مسلمانان جو سنا انکو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ مین ایک ہی
سب کو مٹا دونگی جھاڑو و پہیر دونگی ملکہ حیرت نے اشارے سے کہا چپ رہیے ایسا نہ
عیار سنتا ہو تو ابہی یا انکی فکر ہو جاے افراسیاب نے کہا عیار انکا کیا کرینگے یہ ایک دن مین
مٹا دینگی حیرت نے کہا کچھ اور بہی حال آپنے سنا کہ کیا آفت برپا ہوئی بی شعلۂ آتشبار نکل...

ساونت نے چھوٹ گئی چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین باغبان نے وہی تلوار اوٹھالی ہاتھ مارا
ساونت نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکا سر اوسکا زخمی ہوا ساتھ والونکو بہی باغبان نے اشارہ
یا ملکہ شعلہ آتشبار کو اپنے بیچ مین لیلو خبردار اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے ساونت تو زخم کھا کر
بھاگا فوج والونکو اپنے آواز دی یارو نکل چلو باغبان سے مین نہین لڑ سکتا وہ بلائے روزگار ہے
افراسیاب کا وزیر اعظم تھا اب مسلمانونکا دل و جان سے طرفدار ہے دیکھین انجام کیا ہو ساونت
نے جو یہ آواز دی سب اسکے ساتھ والے بھی بھاگے باغبان نے پیچھا کیا چاہتا ہے ساونت
بکٹرون آخر ساونت پر پرواز پیدا کر کے بھاگا نصف فوج سے زیادہ قتل ہو گئی جب شعلہ آتشبار
نے دیکھا کہ باغبان پیچھا کیے ہوئے جاتا ہے پکار کر آواز دی اے معین و مددگار اب اس نامرد کا پیچھا
کرو باغبان بمجبوری پلٹا شعلہ آتشبار کو ساتھ لیا اور طرف لشکر اسلام کے چلا یہان سب بردد
تھے کہ باغبان لڑا بھڑا آیا گلچین ملکہ مہرخ کے سامنے فریاد کر رہی تھی کہ مجھکو نشان بتائیے
مین اپنے شوہر کے ساتھ جا کر لڑون اپنی جان دون اپنے وارث کو بچاؤن میرا دل نہین مانتا۔ نظم

ہجر مین بتیا بیان کم کی ہین اس تدبیر سے — قلب مضطر کو دیا یا ہے تری تصویر سے
زخم کے منھ مین زبان ہیگر کہیگا صاف صاف — پوچھ لینا حال دل تم آپ اپنے تیر سے
ٹپکیونگے ذائقونکے درد کی طالب جو ہین — یا ہمارے دل سے پوچھین یا تمھارے تیر سے
شرم کا کر کے بہانہ سامنے سے ٹل گئے — رنگ رخ بدلا جو میری آہ کی تاثیر سے
دست چارہ گر چھڑاتا ہے جو اک تنکا ساتھ — دل گلے مل مل کر روتا ہے تمھارے تیر سے
تیرے وحشی نے نکالا ہے یہ طرفہ مشغلہ — رات دن آنکھین لڑاتا ہے تری تصویر سے
اک نزاکت کے سبب تا حشر باقی رہگیا — سخت جانی سے مجھے اونکو گلہ شمشیر سے
جب خیال آیا ترے جور و تغافل کا ہمین — سامنے رکھکر گلے کرنے لگے تصویر سے
نا امیدی کی دم فریاد آتی ہے صدا — یہ وہ نالے ہین کہ کوسون دور ہین تاثیر سے
پڑھکے حال ضعف بلوایا ہے یارب خیر ہو — کیا مجھے جھوٹا کرینگے وہ مری تحریر سے

مہرخ سمجھا رہی ہین کہ بی گلچین اسطرح نہ گھبراؤ خدا کو یاد کرو ساونت کی کیا حقیقت ہے انشاء اللہ
اوسکو قتل کر کے آتے ہونگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی

پیچھے پیچھے چلے یہان جنگل مین ساونت نے جو دو چار گوٹے مارے کئی ہمکنیزین شعلہ آتشبار کی خاک ہوئین چار طرف سے فوج ساونت نے گھیر لیا ساونت پکار رہا ہے کہ ارے صاحبو اس بریدہ کو پکڑ لو مین اسکو ابھی قتل کرونگا اسنے بڑا صدمہ دیا اوسکے پاس چلی گئی خوف نہ کیا محیط کو ہمین نے مارا اب اسکو بھی زندہ نہ چھوڑونگا شعلہ آتشبار آٹھ سات سے کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے ہے مگر کنیزین بھی عاجز ہین آخر شعلہ آتشبار گھبرا کر پکار اوٹھی اے آسمان کے خدای نادیدہ مجھکو اس آفت سے بچالے مین نے تیرا اعتقاد کیا کنیزین بھی پکار رہی ہین کہ ہمنے یونہی دو سو خداوندون کو چھوڑا اے خدای نادیدہ تیرا ایمان لائی شعلہ آتشبار نے طرف آسمان کے ہاتھ اوٹھائے اور پکار کر کہا خدای نادیدہ ہم تو اچھی طرح تیرے نام سے بھی آگاہ نہین ہماری مدد کر **نظم**

نہ کرد بندگی این بندہ خدا افسوس
نہ قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

برای بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس

نہ کرد قابل تحسین بہ ابتدا کارے
ندید از رہ غفلت بہ انتہا افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس

نہ کرد گردن تسلیم مثل گردون خم
بر آستان خداوند کبریا افسوس

برنج و درد و الم ماند در جہان تا ماند
چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس

برسد بکوچہ و بازار در بدر گردد
چو سگ بجا صل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوی زر و سیم روز و شب گردد
بکوہ و دشت بیابان برہنہ پا افسوس

بکین بہ راہ خدا خرج مال زر ہمدمی
بدل و گرنہ بماند ازین ترا افسوس

شعلہ آتشبار نے جب بلبک کے دعا کی در اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر بجلی اور نعرہ ہوا انتم باغبان قدرت باغبان بارہ ہزار جوانون سے اکر گرا دو تین گولے گئی ہزار جوان مر گر گئے ہر طرف ہلہلہ ہوا باغبان قدرت آگیا باغبان فوج کو پامال کرتا ہوا قریب ساونت کے پہونچا ساونت حیران تھا کہ باغبان کو کسنے خبر کر دی جب دیکھا باغبان قریب آگیا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کرتا جاتا ہے باغبان نے کچھ اشارہ کیا تلوار

نے لگا محیط تیغہ کھینچے ہوئے باہر نکلا شعلۂ آتشبار نے دیکھا کہ اب تو حال کھل گیا جو کچھ ہو سو ہو یہ بھی محیط کی
ر کرتی ہوئی باہر آئی ساونت نے جو اوسکے اپنی زوجہ کو دیکھا تلوار کھینچکر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
اونت سے اور محیط سے یہان تک سحر چلے کہ اتنے عرصے مین لشکر ساونت کا اور محیط کا آگیا
نون لشکر آپس مین ملگئے تلوار چلنے لگی ساونت اور محیط سے سحر ہو رہے ہین تلوارین برس رہی ہین لیکن
اونت ساحر زبردست ہے ایک مقام پر لڑتے لڑتے اسنے گولہ مارا جب وہ گولہ پھٹا لپٹین بھبوکون
آتین محیط سونگھنے لگا ذرا جو پلک جھپکی اوپر سے ساونت نے ہاتھہ تلوار کا مارا کہ محیط کے دو
ے ہوے بارہ چودہ ہزار کنیزین شعلۂ آتشبار کے گرد آگئین لڑائی مین مصروف ہوئین شعلۂ
تشبار نے گھبرا کر کہا اب جواب مین کہان جاؤن محیط تو مارا گیا اوسی کا سہارا تھا کنیزون نے کہا داری
بہ ذکر تا بہ افراسیاب پہونچیگا شہنشاہ آپکے دشمن ہو جائینگے جان بچنا دشوار ہو جائیگی اب مناسب
لشکر مین مہرخ کے چلیے وہ لوگ بچا لینگے افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہین ہر روز یہی ارادہ
ے افراسیاب جاتا ہے کہ آج سب کو مار ڈالونگا لیکن کچھ بھی نہین ہوتا وہ لوگ ہر روز ملک لیتے
تے ہین نصف ملک اون سب کے قبضے مین آگئے شعلۂ آتشبار کو یہ بات پسند آئی اور سب
کے تو ساونت کا ساتھہ دیا مگر بارہ ہزار کنیزین کہ جنھون نے اسکی ذات سے عزت پائی تھی وہ سب اسکے
تھہ ہوئین شعلۂ آتشبار بھاگی لشکر محیط تو پراگندہ ہو گیا مگر لشکر ساونت نے چار طرف سے
کو گھیرا ہے یہ بارہ ہزار کنیزون سے بھاگی ہوئی جاتی ہے خواجہ عمرو و چالاک و برق بصورت مبدل
لشکر مین داخل تھے یہ سب ہو رہے تھے انھون نے اپنی آنکھون سے دیکھے شعلۂ آتشبار نے کئی مرتبہ پکار کر
ہے لشکر اسلام کا راستہ کدھر سے ہے راہ راست پر چلو خواجہ عمرو نے برق سے کہا یہ ہمارے
کی جو یا ہے چلکر لشکر مین خبر کرنا چاہیے تینون عیار بھاگے یہان رات کا وقت ہے آج باغبان
رت طلایہ دے رہا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے کہ اسنے دیکھا برق و چالاک خواجہ عمرو
ے ہوئے آتے ہین باغبان نے بڑھکر آواز دی کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا
باغبان جلد چلو شعلۂ آتشبار زوجۂ ساونت تمہارے لشکر مین آتی ہے ساونت نے اوسے
ہے باغبان نے لشکر کو آواز دی اسکے ساتھہ کے بارہ ہزار جوان آگئے باغبان نے کہا چلکر
غریب کو بچا دو یہ کہکے باغبان پر پرواز کرکے اوڑا بارہ ہزار جوان اوسکے پیچھے

گنبد مدفن مری اشکون سے یون ہی بعد مرگ
بلبلے پڑتے نظر آتے ہین جیسے آب پر

چھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلادی ای طبیب
ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر

خیمۂ لیلی نظر آتا ہی او مجنون حباب
نجد کے وادی مین میرے اشک کی سیلاب پر

وہ جو قائم ہونے زرا اسکو نامرزی تنگ
فوق ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر

مین دریا مین بھی گردش سی نہین دم مرترا
سعی کرنا ختم ہے اپنے سالک کو گرداب پر

رند مشرب اسقدر رکھتی نہین ذوق شراب
ہاے کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خوناب پر

بنگیا فوراً مرا تار نگہ تار شعاع
جا پڑی جب آنکھ اوس خورشید عالمتاب پر

عالم اسباب مین ہر چند ہون ناسخ مگر
ہے نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے محیط نے نگاہ جو اوٹھائی دیکھا آسمان پر برق چمکی محیط نے دیکھا شعلۂ آتشبار بہ اشتیاق چلی آتی ہی محیط نے پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے آج کی رات تو بہت طولانی ہوئی گھبرا کر اوٹھ بیٹھا ارادہ تھا کہ خود تمھارے خیمے مین آؤن مگر جانتا تھا کہ وہ کلموہا ساونت بیٹھا یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسکین دیتا تھا شعر رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی نصیب دشمنو کو آہی وصال شعلۂ آتشبار زمین پر آئی محیط نے دوڑ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا شکایت شب ہجر کرتا ہوا اپنی بارگاہ لیکر آیا مسند پر آ کے دونون بیٹھے شیر انجواری کرنے لگے اختلاط ہو رہا ہی یہان ساونت نے جو پہلو خالی غصے مین اوٹھا باہر آیا کہین اپنی زوجہ کا نشان نہ پایا سوچا کہ شاید محیط کے خیمے مین گئی یہ سوچکر طرف خیمۂ محیط کے چلا کچھ افسر وغیرہ طلائی پر ملے اونھون نے پوچھا حضور کہان جاتی ہین اسنے غصے مین یارو کیا کہون عجب طرح کا معرکہ گذرا زوجہ میری پہلو سے اوٹھکر چلی گئی شاید محیط کے پاس گئی سب نے کہا حضور چلیے غلام بھی ساتھ ہین گھسکر اوس ہیجا کو مارینگے دس بیس افسر بھی اسکے ساتھ ہو لیے اتنا جو اسکے منھ سے نکلا یہ خبر لشکر مین اڑ گئی کہ ملکہ شعلۂ آتشبار زوجہ ہمارے مالک کی محیط پھنس گئین آج خوب تلوار چلیگی غل کے غول غٹ کے غٹ ہر طرف سے چلے یہان محیط بیٹھا پی رہا ہی کہ عیار اسکا دوڑا ہوا آیا عرض کی حضور ساونت مع فوج آتا ہی شعلۂ آتشبار تھرا گئی صاحب وہ بڑا آتش خو شعلہ مزاج ہی مین تو نکل جاؤن محیط نے ہاتھ پکڑ لیا کہ صاحب بیٹھو وہ کیا کرے یہ ذکر تھا کہ دروازے پر نعرہ ہوا کہ او محیط ہیجا باہر نکل تو حال معلوم ہو یہ کہکر اسنے گولہ مارا بارگاہ محیط

اج گانا ہو رہا ہی صحبت عیش و نشاط مہیا ہی مگر شعلہ آتشبار پریشان ہی مبہوت ہی چاہتی ہی یہ سیطرح اوٹھ جائے تو مین محیط کو بلاؤن جب ساونت نے جام بھر کے شعلہ آتشبار کو دیا اسنے منھہ جلا کے کہا اسوقت میرا جی نہین چاہتا ہرچند ساونت نے کہا ملکہ شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی ساو نت رنجیدہ ہوا کنیزون نے جو کہا جھلا کر شعلہ آتشبار نے کہا میرا دل نہین چاہتا کیونکر پیون کیا زبردستی ی یون دن بھر یونہی شراب کا چرچا رہا رات کو بھی جلسہ برخاست ہوا شب کو بھی سب نے شراب پی اونت نے منت کر کے کہا اے ملکہ عالم دن کو شراب پی رات کو تو شراب پیو ہرچند سب نے اوسے ساونت ے کہا مگر شعلہ آتشبار نے شراب نہ پی اسی تصور مین ہے کہ اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرین ہ میرے واسطے کیسا پریشان ہوگا اگر مجکو پہلے سے معلوم ہوتا مین اس صحبت مین نہ آتی ساونت نے پھر پوچھا اے ملکہ عالم آج تو آپ نے دن بھر پریشان کیا اسوقت بھی عرض کرتا ہون اور آپ کار کرتی ہین آخر مزاج کیسا ہے شعلہ آتشبار نے کہا سر مین میرے درد ہے دیکھو پڑا پھڑکتا ہے ذرا اب سہ برخاست کرو ساونت حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی اور خواجہ عمرو و برق و چالاک یہ تینون بار بصورت مبدل داخل لشکر ہین یہی انکو فکر ہے کہ کچھ عیاری کرین یہان ساونت جلسہ خاست کر کے اوٹھا شعلہ آتشبار کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جب بارگاہ مین آ کے چھپرکھٹ پر سویا علہ آتشبار جاگا کی رات کو بھی اسنے دو جام ساونت کو پلا دیے لیکن ساونت جب سے ہے اسکو خیال ہی کہ زوجہ میری کسی رنگ مین ہی یہ سویا نہین ظاہر مین تو اسنے اپنے کو سوتے مین ن ڈال دیا باطن مین جاگا کیا شعلہ آتشبار نے جب دیکھا کہ ساونت کو ہکن اب سو گیا لے سے اوٹھی سحر کر کے بلند ہوئی طرف بارگاہ محیط کوہ نشین کے چلی وہان محیط کو بھی نیند ین آئی تڑپ رہا ہے اسکو بھی ملکہ شعلہ آتشبار کا بڑا خیال ہے صحن بارگاہ مین ٹہل رہا ہی یاد مین معشوقہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر بیقرار و مضطر۔ نظم

شب فرقت مین صدمہ ہین دل بیتاب پر | مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر
ر مین سو جاؤن کیا مین تو شک کمخواب پر | بچھ گئے ہین بال پلکون کے براے خواب پر
ل ہالہ رات صدمے ہوتی ہی مہتاب پر | یہ خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
یا یاد آہ محبوب نمازی کا رکوع | آنکھہ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

نروکش ہین جب اونھون نے خبر پائی کہ ملکہ کو شاہ ذی برلے مقابلہ مسلمانان روانہ کیا اونھون نے اوسی و
سے آکے عرض کی کہ غلام کی زوجہ واسطے مقابلہ مسلمانان کے گئی ہی مین بھی وہین جاؤنگا لہذ
بھی حکم ہوا کہ تم بھی جاؤ آپ کا لشکر دیکھکر اسی طرف ملٹے ہین آتے ہین شعلہ آتشبار گھبراکر ا
محیط کوہ نشین سے کہا صاحب اب مین اپنی بارگاہ مین جاتی ہون ہمارے تمہارے وقتاً فوقتاً م
ہوا کریگی یہ کہکر چلی محیط کی آنکھون آنسو بھر آئے کہا اے ملکہ عالم مین بھی وقت بیوقت حاضر
تمہاری یاد مین روح تڑپیگی شعلہ آتشبار چپ ہوگئی مگر دل پر صدمہ ہی کہ اوس نگوڑے سے بھر
بہ مجبوری بارگاہ محیط کوہ نشین سے نکلی کہ دیکھا آمد لشکر سا ونت شروع ہوتی سا ونت
اپنی زوجہ کو بارگاہ محیط سے آتے ہوے دیکھا جلگیا اگر گدن مست سے کود اپڑا ھکر قریب آیا
آتشبار نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا دونون باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ساقی بچونکو حکم دیا ساقی
گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوے کہا گائنون کو بلاؤ گائنین آئیں
ہونے لگا ایک گائن نے یہ غزل شروع کی نظم

زخم دل بھرتا ہی جلوہ چہرہ پرنور کا
چاندنی مین یان اثر ہی مرہم کافور کا

سختی ایام ہی میرے لیے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین نانوخور کا

کچھ نہ حاصل ہوے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشقبازی کام ہی بیگار کے مزدور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسیکے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے او نچھا جھار کب بلور کا

مین وہ میکش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا

آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہی عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہوا ارادہ دور کا

ہو نہ اوس لیلی وحشی کا دل دیوانہ محو
بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کا رہی
بار لاتا ہی قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہی خدا نے قصر تن
دخل معمار اسمین ہی نے دخل ہے فردور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیے
سونگھکر سگ چھوڑ دیتا ہی عسل زنبور کا

عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام مے
دفع کرتی ہی صبوحی دردسر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوانکا ہی آتش رشک چشم
یان سفیدی پر سیاہی سے ہی عالم نور کا

یکبار دیکھتے ہی مجھے غش جو آگیا
مرجاتے کیوں نہ صبح کے ہوتی ہی ہجر مین
گرم جواب شکوۂ جور عدو رہا
کہتا ہی مہروش تمہین کیوں غیر گر نہین
دھر مانیون آستان یہ کہ اس آرزو مین آہ
مومن مین اپنے نالونکے صدقے وہ کہتے ہین

بھولے تھے وہ بھی ہوشربائی تمام شب
تکلیف کیسی کیسی اوٹھائی تمام شب
اوس شعلہ رو نے جان جلائی تمام شب
دن بھر ہنسیہ وصل جدائی تمام شب
کی ہی کسی نے ناصیہ سائی تمام شب
اسکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب

ب ملکہ شعلہ آتشبار نے اسطرح کے اشعار پڑھی محیط نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای ملکہ عالم مین تو تابعدار
ین خدمتگزار ہی کو موجود ہون آپسمین باتین ہونے لگین محیط گینڈے سے کودا شعلہ آتشبار بھی
نت سی اتری پوچھا کیون صاحب کہان سے آتے ہو کہان کا قصد ہی پہلے جو مین نے پوچھا تھے بتایا یہ
سنکر محیط نے کہا مین برے مقابلہ مسلمانان جاتا ہون شعلہ آتشبار نے کہا شہنشاہ بھی عجب
ح کے دیوانے ہین تمکو بھی برے مقابلہ مسلمانان روانہ کیا اور مجکو بھی بھیجا یہ کیا حرکت ہی محیط نے
ا آپ یہین ٹھہریے مین سب کو گرفتار کرکے لیے آتا ہون یہان سے پھر پاس شہنشاہ کے لیچلیے گا
یے گا مین سب کو گرفتار کرلائی شعلۂ آتشبار نے کہا صاحب مجکو کیونکر چین پڑیگا اسوقت تمسے
طور کی باتین ہوئین کہ تمہارا جدا ہونا بہت ناگوار ہے اگر میرے تمہارے جدائی ہوئی مین
ن ہون کہ راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی محیط کوہ نشین نے کہا ای ملکہ عالم نہ مین عاجز ہون نہ تم ناچار
بھی صاحب ملک و مال ہو مجکو بھی سامری و جمشید نے صاحب حکومت کیا ہی پس آپ میرے
ب خاطر تشریف لیچلیے شعلہ آتشبار نے سر پیٹ لیا کہا اسمین بڑے جھگڑے ہین مین ایکدن دربار میں
افراسیاب کے حاضر ہوئی کچھ امورات مالی و ملکی کہنا تھے ساونت کو ہاہن مصاحب شہنشاہ بھی بار
ن موجود تھا اوسنے شہنشاہ سے کہا کہ میری شادی ساتھ شعلہ آتشبار کے کرا دیجیے شہنشاہ نے محبت
مجکو بھی مجبور ہوکر منظور کرنا پڑا اسکے ساتھ میری بھونری پھر گئی وہ دم بھر میرا ساتھ نہین چھوڑتا مجھے
سکے نام سے نفرت ہے مگر اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا آج تمسے محبت ہوئی ہی اسمین فکر کرونگی کسی
یہ اوسکو کسی ملک پر بھجوا دونگی مین تمہارے پاس آؤنگی محیط کی بارگاہ مین شعلہ آتشبار بیٹھی باتین
ہی تھی کہ ہرکارونے آکر خبر دی ساونت آتے ہین اونکو خبر ملی کہ ملکہ شعلہ آتشبار یہان

برق نے انگوٹھیان اوتارلین عمرو نے ایک لات ماری کہ ابے بھاگ جادوگر آتے ہین برق کب مانتا ہی جاتا ہی تینون عیار لوٹ مار کے بھاگے وہان شعلہ آتشبار اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم دونون مصاحبین پیران و طیران قتل ہوگیئن جو بڑے گرفتاری سے برق گئی تھین یہ سنتے ہی شعلہ آتشبار رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسی مصاحبین قتل ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا میرا بازو ٹوٹ گیا جلد لشکر تیار کرو مین جاکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی تین لاکھ کا اسکے ساتھ ہے سب ساحران غدار زبردستان روزگار لشکر کو تیار کر کے حاضر ہوئے شعلہ آتشبار نے کوچ کیا طرف لشکر حیرت کے چلی خواجہ عمرو و برق چالاک جوان دونون جادوگرنیون کو قتل کر کے چلے تھے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے ہین کہ سامنے سے گرد اوڑی دیکھا شعلہ آتشبار تخت پر ہے لاکھ کا لشکر پشت پر لیے گرد فر آتا ہی پھریرے علمہای سیہ کے کھلے ہوئے خواجہ نے کہا ای برق یہ مقابلہ لشکر مہرخ جاتی ہی راہ مین اسکو روکنا چاہیئے برق نے کہا اوستاد غلام جاتا ہی ابھی اسے روکے لیتا ہی یہ کہا اور تڑپ کر چلا خواجہ عمرو نے کہا ابے سن تو صلاح کر کے کہ کیونکر روکیگا کسکی صورت جائیگا برق چاہتا ہی کہ کچھ عرض کرے کہ دوسری گرد اوڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک جادوگر گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر جیسے ہی ملکہ شعلہ آتشبار نے اس جادوگر کو آتے ہوئے پکار کے آواز دی ای محیط کوہ نشین کہان سے آتے ہو محیط کوہ نشین نے نگاہ اوٹھا کر شعلہ آتشبار کو نوجوان ساحرہ بھولے بھولے گال سینے پر ابھار مسکرا کے جو پوچھا کوہ نشین شہید تیغ تبسم ہو فرط حواس گم حیران حیران دیکھنے لگا گینڈا بڑھا کر قریب آیا ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ عالم تم کہان سے آتی ہو اور اب کہان جاؤگی شعلہ آتشبار نے کہا صاحب تمھین کیا ہے جو پکارا تو چپا چبا کے باتین کرنے لگے تمسے کیا کہین اپنی تو یہ کیفیت ہے خون بجوش دلکو پریشانی آئینہ قلب پر حیرانی نظم

تھی وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
وان طعنہ تیر یار یہان شکوہ زخم زیر
باہم تھی کس مزے کی لڑائی تمام شب
رنگین ہی خون سر سے وہ ہاتھ آجکل رہی
جس ہاتھ مین وہ دست حنائی تمام شب
نالون سے یان زبان سحر تک نہین لگی
تھا کسکو شغل نغمہ سرائی تمام شب

سر نہد شام و سحر در سجدۂ عجز و نیاز — خواستہ از سر فرازان تاج عزت آدمی
چون مکانش لامکان آخر شود ناحق چرا — می نہد بر گنبد گردون عمارت آدمی
چون نہ باشد عسر و یسر دارد دنیا بر قرار — خوش چرا باشد نہ اندر رنج و راحت آدمی
می برد با خود چہ از دنیای دون وقت سفر — غیر درد و حسرت و رنج و ندامت آدمی
یکدم از یاد خدا غافل نباشد در جہان — ہر زمان داند دم خود را غنیمت آدمی
فائدہ بردار داز منظوم ہندی در جہان — چونکہ باشد محرم از اسرار وحدت آدمی

ونون بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین برق اشارے کرتا ہی اوستاد کچھ عیاری کیجئے خواجہ
ر و کہتے ہین بیٹا کیا عیاری کرون اس ملعونہ نے مجکو بڑے مکر سے گرفتار کیا بڑھیا بنی رو رہی تھی
ن اسکے دام مکر مین پھنس گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای پیران و طیران ٹھہر جاؤ شہنشاہ نے
لم دیا ہی کہ ان دونون کو سامری جمشید جہنم مین پھینکینگے اب یہ زندہ نہ بچینگے پیران و طیران نے
ٹ کر دیکھا کہ سہر نا برف انداز آتا ہی یہ وزیر اعظم افراسیاب ہی پیران و طیران دونون
ہ گئین سہرنا نے قریب آکے کہا ان دونون ظالمون نے شہنشاہ پر بڑی بڑی بدعتین کین شہنشاہ قبر
امری کی گئی جا کر عرض کی عمرو و برق کو گرفتار کرنا چاہتا ہون حکم ہوا کہ پیران و طیران گرفتار
ینگی دونون کو پانچ پانچ گالون دی جائین یہ سامنے جو ٹیکرا ہے اسپر سامری و جمشید بیٹھے ہین
ستمگان عذاب بھی ساتھ ہین آپ چلکر دونون کو سامری و جمشید کے سامنے کردین وہ اوٹھا
اینگے یہ سنکر پیران و طیران دونون طرف اوسی بلندی کے چلین جب قریب بلندی کے آئین
یا وہان پر سناٹا پڑا ہی پیران و طیران نے کہا ای سہرنا میان تو کوئی معلوم نہین ہوتا سہرنا نے کہا تمھین
ن نہ سوجھیگا آنکھین بند کر کے بیٹھو ہاتھ باندھکر عرض کرو کہ یہ گنہگار حاضر ہین تب تم دیکھو گی یہ کیا سامنی خداوند
ے ہین پیران و طیران نے عمرو و برق کو ایک طرف ڈالدیا اب دونون اپنی آنکھین بند کر کے بیٹھین سہرنا
نی حلقی کمند کے دونون کے گلے مین ڈالدی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک بن عمرو تصنیف مصنف

بہ عیاری من آنم چست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید یاد گر دتیز گامم — خلیفہ ادلم چالاک نامم

ایسے دونون کے سر کاٹے خواجہ عمرو و برق نے رہائی پائی خواجہ اوٹھتے ہی کپڑے اوتار کر لگے

بھاگا جنگل مین آیا ہر طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہی کہ اوستاد ملین تو اونکو ہوشیار کردون کہ دور سے اسنے
ایک جادوگرنی خواجہ عمرو کو گرفتار کیے ہوی لیے جاتی ہی یہ معرکہ دیکھکر برق فرنگی تڑپ گیا یہ تعج
رنگ و روغن عیاری کا نکالا بصورت صرصر تیار ہوا پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم یہ نگوڑا اسا
زادہ تمہارے دام مکر مین کیونکر پھنسا ملکہ حیرت نے مجکو بھیجا ہی کچھ فرمایا ہی دو تین باتین سنلو پھر ا
جو صرصر کو آتی ہوی دیکھا ٹھہر گئی برق فرنگی بصورت صرصر قریب آیا کہا ملکہ حیرت نے
ہی کہ عمرو کو ہمارے پاس لاؤ پھر اپنے لشکر مین لیجانا اب باتون مین برق رنگ جما رہا ہی کہ با
مین مصروف ہو تو اوسکو بیہوش کردون خواجہ عمرو بھی سمجھ گئے ہین کہ ہمارا بھورا آگیا دلمین کہتے ہین حق
مین یہ بڑا تیز ہی باتون مین رنگ جما رہا ہی قضاے کار طیران جادو جو تلاش مین برق کی چلی
مہرخ مین آئی چہار جانب پھری مگر کہین برق کو نہ پایا لشکر اسلام سے نکلی کہ صرصر اصلی ہی
ہوی طیران نے کہا بوا صرصر برق کا نشان نہین ملتا برق کہان ہی صرصر نے کہا مین
طرف سے صحرا کے آتی تھی برق میری صورت بنکر طرف صحرا کے گیا ہی یہ سنکر طیران پر پر
پیدا کرکے اڑی جھپٹی ہوئی جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا پیران جادو نے عمرو کو گرفتار کیا
کھڑی ہوئی باتین کر رہی ہی طیران سمجھ گئی کہ یہ برق فرنگی وہین سے نعرہ کیا باش او مکار
تجھے پہچانا اور یہ بھی پکار کر کہا ای پیران یہ جانے نہ پائے یہ صرصر نہین برق عیار ہی برق
تڑپ کر بھاگو ن پیران نے اشارہ کیا برق کے پانؤن زمین نے تھام لیے طیران بھی زمین
برق کو گرفتار کرلیا برق و عمرو کو لیکر دونون چلین اب برق و عمرو کی بے قراری دونو
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس بلا سے نجات دے یہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگی شعلہ آ
وعدہ کرکے آئی ہی کہ عیارون پر آفت برپا کرونگی ای کریم کارساز تو ہی اس آفت سے
دے تیری کریمی سے بڑی امید ہے یہ بندہ کس لایق ہے کہ تعریف کرے نظم

نیست انسان گر نداز د آدمیت آدمی	تودۂ خاک است در معنی بصورت آدمی
آدمی باشد اگر دارد شرافت آدمی	بے شرافت نیست انسان فی الحقیقت آدمی
بندہ آن باشد کہ باشد مستعد در بندگی	عبد باشد گر کند کار عبادت آدمی
مہربان باشد بجانش حضرت پروردگار	گر بود ہر وقت حاضر در اطاعت آدمی

ای ریگستان مین دیکھا ہزارہا چنگاریان چمک رہی ہین لیکن ضو و نمین نہین ہی خواجہ نے پکار کر آواز دی
لہ خوار نے یہان جلسہ کیا تھا ملازم اوسکے سب جمع تھے کیون سنا ٹا پڑا ہی ایک چنگاری سے آواز آئی
ے درد ناک تھی کہ ای خواجہ عمرو تمھاری محبت مین ہم سب تباہ ہوے افراسیاب کو ہ ریگستان
لیا پہلو نشین سامری شیاطین ابلیس پرست کی بارہ ہزار فوج لیکر آیا ہم سب کو آکے گھیرا ہم دو ہزار نے
ہزار کو مارا مگر دو ہزار کس کس سے لڑتی آخر مارے گئے لیکن ہم قوم شیاطین ہین زندگی دنیا خدا ہمکو دیکھا
بعد ہمارا افسر رہا ہوگا ہم پھر زندہ ہو جائینگے افسر کا اپنی ساتھ دینگے اب آپ بھی یہان نہ ٹھہریے چلے جائیے
اجہ پریشان ہوے یہ بھی سنا کہ شعلہ خوار گرفتار ہو گیا کوہ ریگستان مین قید ہی خواجہ کو بڑا قلق
اسر جھکائے ہوے چلے مگر افسوس کرتے ہوے کہ ہاے ہمارا دوست یون قید ہو گیا اوس سے
ے بڑے کام نکلتے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا ایک ضعیفہ
جھکائے رو رہی ہی خواجہ عمرو کو اوسکے حال پر رحم آیا قریب اوسکے گئے اور کہا کیون ای مادر مہربان کس
ں پر ملال مین ہون اوس ضعیفہ نے سر اوٹھایا کہا ای شخص تیرا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے سمجھے کوئی مصیبت زدہ
نام اصلی بتا دیا یہ سنکر وہ ضعیفہ قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا او ساربان زادے منم پیران جادو مین تیری ہی
ش مین نکلی تھی ملکہ شعلہ آتشبار کہ پردۂ ظلمات سے کوچ کر کے آتی ہین مجھکو حکم دیا تھا کہ ساربان
صحرای پرخار مین ملیگا اوسکو پکڑ لاؤ مین صبح سے تجھکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب پایا عمرو نے جا ہا بھاگون
ن نے اشارہ کیا عمرو نے پانون زمین نے تھام لیے پیران جادو نے عمرو کی مشکین باندھین لیکر
یہان شعلہ آتشبار کہ ملکہ ماہیان سے وعدہ کر کے چلی ہی کہ پہلے عیارونکا خاتمہ کرونگی پیران کو تو
طرف روانہ کیا طیران اسکی بہن کو براے گرفتاری برق بھیجا پیران تو عمرو کو لیے جاتی ہی طیران
دوسرے تلاش برق گئی ہی برق فرنگی لشکر مین بیٹھا تھا سب کو خیال ہی کہ خواجہ عمرو جلسے مین شعلہ
ر گئے ہین کہ ہرکارونے آکر خبر دی کہ ابھی ملکہ حیرت کے پاس ایک طائر نے آکر بحکم افراسیاب خبر دی
شعلہ آتشبار بادشاہ ممالک پردہ ظلمات سات لاکھ جادوگرون کی جمعیت سے صحرای نیلوفر مین آکے
ی ہی ایک ساحرہ مصاحب شعلہ آتشبار خواجہ عمرو کی فکر مین گئی ہی اور ایک ساحرہ برق کی تلاش
آتی ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے کہا ای برق اب تم لشکر سے کہین نہ جانا ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ خدا خواجہ کو
تے برق نے کہا اب مین جاتا ہون اوستاد کو ڈھونڈھکر اونکو اس امر کی اطلاع دون یہ کہکر برق

ان سب شیطان بچونکو ساتھ لی کوہ جوالہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ طرف سے صحرا کے شعا
ٹھر کتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے غور کر کے دیکھا معلوم ہوا شعلہ خوار آتش خوآتا ہی شعل
نے جو اس فوج شیاطین کو دیکھا گھبرایا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ افسر نے آواز دی ای بھائیوا
اسی نے شہنشاہ کو بڑی بڑی صدمات پہونچائی ہین چار جانب سی شیطان ٹوٹ پڑے ہر چند شعلہ خوار
منہ سے شعلۂ آتش چھوڑی گئی سی کو جلا دیا دھوان منہ سے چھوڑا کئی سی اندھی ہوی لیکن ہزار د
تھے لپٹ پڑی منہ سے اسکے جو شعلۂ آتش نکل رہی تھی افسر نے بڑھکر منہ بند کر دیا اب ناک سے دھوان
نکا لیکن چار طرف سے جو سب گرے ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا افراسیاب جادو کے سامنے کشا
لائی افراسیاب نے بہ عتاب خطاب کیا او شیطان بچی تو دعوی خدائی کر کے بیٹھا تھا ہمنے عمرو کو تجھ
دیا تھا کہ تو کھا جائیگا کھانا کیسا اور ہلاک کرنا کیسا تو اوسکا دوست بنا ما بدولت کو ڈھکیل دھکی
ہر جگہ اوسکی مدد کو آیا کچھ خوف نہ کیا ہی شرط کہ آتش قہر و غضب مین ہیونگہ دن شعلہ خوار آتش
نے کہا او افراسیاب مین خود آتشی ہون مجھکو تو کیا جلا سکتا ہی لیکن تجھ سے کہتا ہون کہ زمانہ
قریب آگیا او افراسیاب کتاب سامری مین صاف صاف مرقوم ہی اب تو ساری طلسم مین
ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا مرحلہ جات شکست ہونگے سامری کر بھاگ
نبرد شکست ہونگے آج میر اگرفتار ہونا کتاب مین دیکھ لیجئے گا سب حال آپ پر کھلجائیگا میرا نام
ہی ترکیبین بھی سب لکھی ہین اتنے عرصے مین جو بدعت چاہیے وہ کر لیجئے مجھے آپ قتل نہین کرسکتے پہلو
سامری نے کہا ای شہنشاہ مین اسکو لیجا کر کوہ ریگستان مین قید کرتا ہون کیا مجال جو کوئی وہان
سحر و ساحری مین زبان ہلا سکے افراسیاب نے کہا اچھا اسے تمہین لیتے جاؤ افسر نے شیطا
کی مشکین باندھ لین طرف کوہ ریگستان کے لیکر روانہ ہو گیا کوہ ریگستان مین یون قید
ہی کہ کل فوج والے پہلو نشین سامری کے چلے گئے یہ اکیلا شعلہ خوار کو کوہ ریگستان مین لیکر
ہای آہنی پائون مین باندھکر اولٹا لٹکا دیا خود بعہدۂ نگہبانی موجود رہتا ہی ظاہر مین کوئی اوسکو
سکتا اگر کوئی اس کوہ مین آئی تو یہ دیکھ سکے کہ ایک طفل حسین زنجیرون مین بندھا ہوا الٹا لٹکا ہوا
شعلہ خوار تو اسطرح قید ہوا لیکن خواجہ عمرو حسب وعدہ شعلہ خوار طرف کوہ جوالہ کے چلے جب
پر آکے پہونچ دیکھا وہان سناٹا پڑا ہی خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی پہاڑ سے ناچار آتر

موج خون بھی شکن ہوتی بری دامن کے ساتھ
ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی

بچ سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے
لکھنؤ مین آئیگی روح غنی کشمیر سے

شیطان بجے خوش ہو رہی ہین کہ آج خواجہ عمرو کا گانا سنینگے مالک ہمارا لینے گیا ہی کہ دیکھا صحرا سے شعلہ ہای آتش پیدا ہوی شیطان بچے گھبرا گئے چاہا کہ پہاڑ سے اوترین پہاڑ کو چہار جانب سی شعلون نے گھیر لیا اب سب نے دیکھا کہ افراسیاب تخت پر سوار بارہ ہزار جوانون نے اگر پہاڑ کو گھیرا ہی وہ جوان بڑی قد کے تلوارین چمکاتی ہین شلنگین لگاتی ہین پہاڑ پر چڑھتے چلے آتے ہین جب ان سب نے دیکھا پناہ نہ ملیگی پہاڑ سے کود ہی افراسیاب نے دیکھا دو ہزار شعلہ ہای آتش پہاڑ سے زمین پر گر پڑی ے شعلے چھوٹے شعلون سے لپٹ گئے تین ہین کی آوازین آنے لگین شعلے بلند ہوتے ہین لڑتی زمین پر آتی ہین ایک غائب ہو جاتا ہی ایک زیادہ بھڑکتا ہی اور یہ بھی دیکھا کہ زمین پر چنگاریان پڑی ہوئی ہین لاشہ کسیکا نہین معلوم ہوتا عجب طرح کا ہنگامہ ہے بارہ ہزار نے دو ہزار کو گھیرا سمین جنگ و جدل ہو رہی ہی افراسیاب حیران ہے کہ یہ عجب طرح کی جنگ ہی لاشہ کسیکا نہین ہوتا معلوم ہوتا ہی کہ ریگستان مین ہزارون چنگاریان چمک رہی ہین عجب ہنگامہ برپا ہی ہی عرصے مین اون دو ہزار شعلہ ہای خرد کو یہ بارہ ہزار شعلۂ کلان مٹا کر پلٹے افراسیاب شعلہ خوار آتش خو کہان ہی افسر نے کہا انھین مین تلاش کرو سارا جنگل چھان ڈالا کہین نشان افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری شعلہ خوار کیا ہو گیا اسنے آنکھین بند کین بعد تھوڑی آنکھین کھول کے کہا ای شہنشاہ وہ اسوقت اس مجمع مین نہ تھا آپ چلیے ہم تلاش کر لینگے فوج کو مٹا دیا اب اوسکو پکڑ لینا کتنی بڑی بات ہی افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری ہر چند طلسم مین بڑے بڑے جادوگر ہین ایک ایک بلاے روزگار اگر اونکو بھیجون دم بھر مین لشکر مسلمانان تباہ مگر سب میری لونڈیان غلام ہین اونکا مٹانا نہین چاہتا تم سب کو چلکر پکڑ لو تمھارے ہاتھ سے نار ہو جائینگے یہ سنکر افسر نے کہا اے شہنشاہ مسلمانون پر لشکر کشی ہم نہین کر سکتے ایک یان سے مسلمان کہتے ہین کہ ہمپر تیر پڑتے ہین جان بچانا مشکل ہوتی ہی افراسیاب نے کہا وہ کونسا اون سب نے کہا ہمین سے آپ پوچھتے ہین ہم وہ کلمہ زبان سے نہ نکالینگے مگر چلیے اب خوار کو تلاش کرین جہان کہین ہوگا ہم ڈھونڈھکر تلاش کر لینگے افراسیاب اوسی طرح سے

مگر اب حال شعلہ خوار آتش خو کا بھی تحریر کرنا واجب و لازم ہی ناظرین والاتمام کو یاد ہوگا کہ شعلہ خوار نے
خواجہ عمرو سے وعدہ لیا تھا کہ سب شیطان بچے آپ کے گانے کے مشتاق ہین بر در وعدہ
بچے کوہ جوالہ پر جمع ہوے شعلہ خوار نے کہا جاکر خواجہ عمرو کو لاؤ اِسکے ساتھہ والون نے کہا اے
آج دل نہین چاہتا کہ یہان بیٹھین خود بخود دل گھبراتا ہی ایسا نہو اُنکا اسباب کچھ تدبیر کرے
بڑی رنج اوٹھائی ہین وہ بڑا صاحب اختیار ہے کچھ نہ کچھ تدبیر ضرور کریگا شعلہ خوار نے کہا ہم تک کون آ
ہے سب جمکر بیٹھے آپسمین گانا ہونے لگا دمبدم یہی صلاحین کہ کوئی جاکر خواجہ عمرو کو لائے شع
نے کہا سواے میرے وہ کسی کے بلائے سے نہ آئینگے یہ کہکر شعلہ خوار چلا دو ہزار شیطان بچے
جوالہ پر جمع ہین آپس مین ناچ گانا ہو رہا ہی یہان خواجہ عمرو دربار مین ملکہ مہرخ کے بیٹھے
کسی کام کو باہر آئے پھرتے پھراتے کنارہ پر لشکر کے پہونچے کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہ
اوج عیاری ذرا اِسطرف آئیے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک نخل کے سایہ مین شعلہ خوار کھڑا بلا رہا ہی
عمرو ٹہلتے ہوے قریب پہونچے شعلہ خوار نے قدمونکو بوسہ دیا کہا اوستاد تشریف لیچلیے کوہ جوالہ
بھائی بند جمع ہین سب آپ کے گانے کے مشتاق ہین آپ کے سرفراز فرمانے کی دیر ہی
عمرو نے کہا تم چلو مین ابھی آتا ہون شعلہ خوار پلٹا یہان سب شیطان بچے جمع ہین اپنے طریقے سے
شیطان بچہ اس غزل کو گا رہا ہی سب کا دل لبھا رہا ہی غزل

جل اوٹھا باغ اوسکی برق حسن کی تاثیر سے — پھول اب گلچین اوٹھاتے ہین تو آتشگیر سے
چھوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سے — تیغ جوہر دار قاتل ہی سوا زنجیر سے
فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین — سیکھے ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے
بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت پرزور کا — مثل سودائی کوئی باندھے اگر زنجیر سے
شمع ہی وصف رخ پر نور لکھنے مین قلم — ہے بجا نسبت جو دون قط گیر کو گلگیر سے
نرم کرتے دل ترا گر عشق کھودیتا نہ عقل — کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے
بے گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہر خدا — امن ہی سودائیونکو جرم کی تعزیر سے
بعد مردن بھی [illegible] ہی کسی [illegible] کا — حشر برپا ہی عدم مین نالہ شبگیر سے
ہی مریستو آؤ کرلین محتسب کو سنگسار — بج رہے ہین سنگ می خانیکی کچھ تعمیر سے

بن ٹٹولنے لگا بیقرار ہوکر کہا ای افراسیاب تیری دوستی سے یہ ثمر ملا کہ آنکھون سے نابینا ہوگئے لیکن سامری
جمشید میری مددگار ہین تو علاج ہو جائیگا یہ کہتا ہوا اوٹھا قبر پر ایک لات ماری آواز دی ای خلاف
ظل پرستان مین جانتا ہون تو ہیلوفشین شیاطین ہی جلد حاضر ہو چہار جانب سے دھوان نکلنے لگا
وہ پہاڑ مثل کرۂ آتش جلنے لگا چنگاریان ہر طرف سے چمکین جوانیے کو ہیلوفشین سامری کہتا تھا
لہ کلان اسکے گرد آکر پھرا ایک پنجہ سیاہ ظاہر ہوا وہ ہاتھ اسکی آنکھون تک پہونچا اوس جوان کی آنکھین
شن ہوئین کھڑا ہوگیا کہا اے شہنشاہ آپ نے بڑے صدمے اوٹھائے فوج میری سب حاضر ہے پہلے
ہ نوش فرمائیے یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ افراسیاب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے آنکھ
دیکھا کہ ایک باغ مین بیٹھا ہون دسترخوان سامنے بچھا ہے وہ بارھون کنیزین سلفچی آفتابہ لیے
نہ ہین دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے افراسیاب بیقرار ہو رہا تھا اون کنیزون نے ہاتھ منھ دھلایا کنیزین
لاتی جاتی ہین کہتی ہین ای شہنشاہ اب آپ شیطان کامل ہوے لیے خاصہ نوش فرمائیے افراسیاب
کا تھا ہاتھ دھو کے بیٹھ گیا کھانا کھانے لگا مگر ایک بو ہی بد باغ مین آتی ہے کہ افراسیاب گھبرا
چہار جانب دیکھتا ہے کنیزین کہتی ہین آپ خاصہ نوش فرمائیے بوے بد کا خیال نہ کیجیے یہ مقام فوج شیاطین
آپ خاصہ نوش فرمالین تو وہ سب شیطان بچے حاضر ہون افراسیاب نے کھانا کھا کے دو جام
ب کے بھی پیے اب وہ بارھون کنیزین مگس رانی کرنے لگین کہتی ہین آپ کی خدمتگزاری سے بہت
ئین اوٹھائین تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک گوشے سے باغ کے ہزارہا شعلہ ہای آتش پیدا ہوے کچھ
زین مختلف آئین افراسیاب نے دیکھا وہی جوان آگے آگے غرقی باندھے ہوے چٹیا سر کی
مین اوڑتی ہوئی تلوار برہنہ ہاتھ مین پشت پر بارہ ہزار جوان وہ بھی اسی قطع کے نیمچے چمکاتے ہوے
صفین جاکر سامنے افراسیاب کے کھڑے ہوے بجاے نقارے کے افسرون نے گوز زدگی
سب شیطان بچے اسیطرح اپنے اپنے کام مین مصروف ہوے ایک تخت کاٹھ کا ٹوٹا ہوا بڑی بوسیدہ
اسیاب کے سامنے لاکر رکھا کہا ای شہنشاہ سوار ہو جیے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا
ن نے کہا ای شہنشاہ دیر نہ کیجیے فوج ہیلوفشین سامری بڑی جوش و خروش مین ہے ان سب کو ساتھ
وہ جوالہ کو جاکر گھیر لیے وہین شعلہ خوار سے ملاقات ہوگی افراسیاب ناچار اوسی تخت پر
ہوا چار شیطان بچون نے تخت کو اوٹھایا اس جاہ و حشم سے افراسیاب کو شیطان بچے لیکر چلے افراسیاب تھا ادھر سے تا

دفعتاً ایک مقام سے بہ شکل نکلا دو سطر زرعہ اور معلوم ہوا چاہتا ہی او سکو طی کرکے بڑھون ک
طرف سے آواز آئی او نمک حرام کہان جاتا ہی اب آگے نہ بڑھنا راستہ تباہی والیون کو تو ہی گرد
کر لیا اب یہان سے کیونکر جائیگا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو نہایت قد
و جسیم سامری و جمشید کا قدیم تیغہ کھینچے ہوے چلا آتا ہی افراسیاب نے پشت پر اپنی گرد
لیا اوس زنگی نے آتے ہی تلوار کے ہاتھ مارنا شروع کیے افراسیاب روک رہا ہی اتنی مہلت
ملتی کہ اپنا وار کرے جب چھ سات ہاتھ اوسنے مارے اور افراسیاب سپر پر گاتھی یکایک آسمان سے
آئی ای افراسیاب القاب سامری پڑھ افراسیاب نے سر اوٹھا کر آفات جبار دست
کو دیکھا کہ پکار رہی ہی ای افراسیاب وقت جرأت ہی سپہ گری دکھا دی اس کلموہی کو نہ
افراسیاب نے اوسی وقت القاب سامری پکار کر پڑھا ادھر تو افراسیاب نے پکار کر القاب
پڑھا ادھر وہ زنگی صدائے القاب سنکر مختصر ہونے لگا تلوار ہاتھ سے چھوٹی مثل قطرۂ آب زمین
غائب ہوا ایک سناٹا ہوا کہ اندھیرا ہوگیا افراسیاب حیران تھا کہ یہ کیا کیفیت گذری تھوڑی د
بعد روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من خار جادو بود اب جو روشنی ہوئی افراسیاب جا
نے دیکھا وہ صحرائے خارستان غائب ہوگیا مین سامنے ایک کوہ فلک شکوہ کھڑا ہون
کوہ کی اسقدر بلندی ہی کہ کمند وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتی و رتبہ ہوائے گرم چل رہی ہ
مختلف آ رہی مین افراسیاب چلا جاتا ہی لیکن مجبور کیا تڑے نہایت غصہ ہی تلوار پکڑ کر
ٹیک کے تلوار کو بالائے کوہ پہونچا بطور ندکور بیٹھکر اسم پڑھا کوہ شق ہوا دیکھا قبر سامری نبی ہی فو
افراسیاب پھاندڑا قبر کے قریب پہنچا جسطرح کنیز دون نے کہا تھا اوسیطرح یا ابلیس کا اسم پڑھا د
روز افراسیاب کو اوسی مقام پر گذری نے آبِ دانہ غصہ مین ہوا ای کہتا ہی شعلہ خوار کی فکر نے
پریشان کردیا اور ابھی تک مطلب بھی نہین حل ہوا وہ اسم کامل پڑھکر قبر سامری پر ایک
مارا اور آواز دی یا سامری میری مدد کیجئے جیسے ہی اوسنے یہ کہا اور دو پتھر مارا زمین تھرائی ر دینکی آ
آئی دیکھا قبر سے دھوان نکلا قبر کے پہلو سے ایک جوان سیہ فام نکلا بالکل برہنہ تیغ و سپر ہاتھ مین لی
آتے ہی اوسنے نعرہ کیا منم پہلو نشین سامری افراسیاب نے کہا ای پہلو نشین سامری علاج تم
چاہتا ہون اوس جوان نے زمین پر بیٹھکر منھ کھولدیا منھ سے دھوان نکلا وہ جوان اندھا ہ

ں ضرورت یہ ہین ایک نے کہا ہمین سے غرض نکلیگی ورنہ ماری ماری پھرینگے افراسیاب جب
یب آیا رہون جھولی سے کودین افراسیاب کو جھک جھک کر سلام کرنے لگین پوچھا اے
ہنشاہ آپ کہان سے تشریف لائے ہین کس شے کی جستجو ہے افراسیاب نے بیقرار ہو کر کہا کوہ ریگستان
قام ہے ایک اونمین سے خوب قہقہہ مار کر ہنسی ایک نے کہا جب یہ نوبت بہم پہونچی شاید شیطان بچے نے
نستان کیا اب سرکار کو مشکل پڑی کہ کوہ ریگستان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس صحرا کے بعد ایک
گل ملیگا اوس جنگل مین صرف ببول کے درخت ہین کانٹون سے جنگل معمور ہے کیا مجال جو اوس صحرا مین انسان
نہ چل سکے اوس صحرا کے بعد کوہ ریگستان ملیگا ریت جم جم کر کوہ کلان بنگیا ہے انتہا کا بلند اور
یفع ہے کہ پیک خیال نہین پہونچ سکتا بہت جلد ملجائیگا یہان سے قریب ہے لونڈیان بھی آپ کے
ین افراسیاب نے کہا مین آج تین دن سے تباہ و برباد پھر رہا ہون تمامی عالم مین مارا مارا پھرا
ین یہ کوہ ریگستان کا نہ ملا وہ سب کنیزین افراسیاب کے ساتھ ہوئین افراسیاب کو رستہ
اتی ہوئی لیچلین اور یہی کہتی جاتی ہین کہ ہم آپ کی نوکر ہین عمر بھر آپکا نمک کھایا آپکے کام مین اگر
تی پڑے تو بھی ہمکو گوارا ہے اس صحرائے پر آشوب کے ہم مالک ہین یہان کی حکومت ہمارے سپرد ہے اور
انکا خراج و باج ہم پہونچاتے ہین حضور نہ گھبرائین کسی بات کا تردد دلمین نہ لائین اس کانٹون کے
گل کو ابھی طے کرتے ہین خارستان کو طے کرتی ہوئی افراسیاب کو وہ کنیزین بہلاتی ہوئی لیے جاتی
ین جب صحرائے خارستان مین پہونچین افراسیاب سے کنیزون نے عرض کی حضور بڑھین کنیزین
ی ہین افراسیاب دو چار قدم بڑھا تھا کہ پلٹ کے دیکھا اونھین کانٹون مین وہ بارھون
زین غائب ایک آواز آئی کہ اے شہنشاہ آپکی رہبری سے یہ شرف ملا کہ کانٹون مین پھنسے افراسیاب
یکھا کنیزین تو غائب ہو گئین اب کانٹون کی زبانین دراز زبانون سے شعلے نکل رہے ہین کانٹے
ل شعلۂ جوالہ جلنے لگے افراسیاب یہ معرکۂ حیرت افزا دیکھکر متحیر ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے عجیب عجیب
ج کے شعبدے ظاہر ہوتے ہین اوسپر کہ مین بادشاہ طلسم ہون مگر یہ جھگڑے درپیش ہوتے ہین کنیزان
سامری جو بیان کرتی ہین کہ طلسم کشا طلسم شکست کریگا مگر ان شعبدون سے کیونکر بچیگا اگر سامری
جمشید بھی قصد کرین تو اس طلسم کو شکست نہین کر سکتے غیر ساحر کی کیا مجال ہے اون حرامزادون
باحق کا خیال ہے یہ دلمین باتین کرتا ہوا جاتا ہے کانٹون نے بہت تکلیف پہونچائی ببول کے درخت خاردار

سبزہ زار عمدہ گلہار طائران زمزمہ سرا کی پکار صبا بادۂ بہار سی سرشار ایک نخل کلان نہایت سرسبز سا داب پھل اوسمین ہزار دن پھول بھی ہزار رنگ کے صاف ظاہر ہی کہ نخل کلان ہی یا نمونہ چمن ہی ریشم کی رسن کا اوس مین جھولہ پڑا ہوا پڑہ اوسکا گلنار ہارہ نازنینان حسین مہر تمکین گلنار پہنے ہوی مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی بناز و کرشمہ اس غزل کو گا رہی ہین غزل

کندن کو کیا بلاتے ہو تم دست پا کیسا یونی بھی کیمیا گی یسی ہی حنا کے ساتھ
رو رو کے مجھکو دفن کیا اونے آ کے ساتھ جاگ مری نعیب تو خواب فنا کے ساتھ
صبر و قرار جاتے ہین تیری ادا کے ساتھ پھر دیکھہ کیا رہا ہی تری مبتلا کے ساتھ
میلے کو دیکھنے تو چلے ہو ادا کے ساتھ دیکھو ذرا ہجوم مین رہیو حیا کے ساتھ
یارب اثر وہ دے کہ تصور کسیطرح سے وہ آ کھڑی ہو ہون سامنی میری دعا کے ساتھ
بھیجون حواس کو کہ رہ مدعا بتائے اپنا بھی کوئی چاہیئے پیک صبا کے ساتھ
دل رہگیا ہی مہندی بھری مٹھی مین حضور ہی ضبط اپنا مال بھی دزد حنا کی ساتھ
چارونطرف سی غیرون نی گھیرا ہمارا گھر کیسی بلا مین پڑ گئی ہم تمکو لا کی ساتھ
مہندی لگاؤ میری لہو کی ابھی ابھی اک شاخ پینے کی لگی ہی حنا کی ساتھ
منہ مین زبان لیکے دبا تا وہ دانتون سی شوخی سی دیکھنا مری جانب حیا کی ساتھ
ہر رنگ کا سنگار جو منظور ہو تمھین بس جائی سارا باغ تمھاری حنا کی ساتھ
اک ٹوٹکا نیا ہمین سوجھا ہی ہجر مین بھیجینگے خون دل کو ملا کر حنا کی ساتھ
آمادہ شام سی تو وہ آنے کو تھی صفیر لے آئی آدھی رات کو آخر حیا کی ساتھ

افراسیاب یہ صدائین سنکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی سیری طلسم مین ہزار دن عجائب و غرائب اکثر مین نی نہین دیکھی مین اس مقام پر آجتک نہین آیا یہ کہتا ہوا آسمان سی اوتر کر زمین پر آیا اون سب نے جو افراسیاب کو آتی ہوی دیکھا پکار اوٹھین شہنشاہ آئی ایک نی کہا یہ شہنشاہ ہین دوسری نی کہا ساحر لاجواب ہین تیسری کہا مین تو مدت سی مشتاق تھی چوتھی نی کہا مجھی خیال پانچوین نی کہا مین سب حال سی آگاہ ہون چھٹی نی کہا بی حیرت کی شوہر ہین ساتوین نے کہا شہر ظلمت کے گوہر ہین بارھوین نی اسی طرح بارہ باتین کہین جب افراسیاب نی پہنچا ایک

ڈھکڈھکی مین جو پڑا ہی لب جان بخش کا عکس
یان عاشق ہو جو معشوق نہو عاشق غیر
کبھی پانی کا برستا کبھی منھ کا کھانا
مین حاضر ہون اگر آپ کی مرضی ہی یہی
دل ہی جس پیچ مین لکنت تیری کتنی صفیر ہی
ابھی بیٹھا تھا بغل مین مری) جو شوخ صفیر
پوچھتا کون ہی اسوقت سخنگو کو صفیر

ہو گئین پھولون کی لڑیان رگ جان گردن مین
بے بضاعت کی جو بجلی نہ گری خرمن مین
ہے گل اندامون کے ہاتھ کا مزا ساتھ مین
تیغ دیدے مجھے لیکر کف دشمن مین
عشق کاکل کی نشانی ہی تری الجھن مین
لیگیا دل کو سمیٹے ہوے وہ دامن مین
تمنے حاصل کیا بیکار کمال اس فن مین

...ی دھوم دھام سے تیلیان غزلین افراسیاب سے آنکھین ملا ملا کر گا رہی ہین کچھ مسخرہ پن کرتی ...ن کوئی بول اوٹھتی ہی اس ظالم کے ظلم نے بندگان سامری کو ستایا اب وقت انقلاب قریب آیا افراسیا...ب ...اہ جدہ سنتی ہو یہ حرامزادیان میرے سامنے ایسی ایسی باتین کرتی ہین مجھکو ناگوار ہوتا ہی یہ کہکر ...ایک تیلی تالیان بجا کر بول اوٹھی اے شہنشاہ فلک جاہ اپنے ولی نعمت کو قید کیا آپکو نیابت مین کیا ...ائی تھی اپنے سر عذاب لیا زن و شوہر کو قید کیا افراسیاب نے کہا تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی جو دل ...ا وہ کیا ایک نے کہا ہماری تمھاری دونون کی جان کی خیر نہین ہی افراسیاب نے منھ پھیر لیا ...صدہ مین جاتا ہون یہ بڑی گستاخ ہین جو چاہتی ہین کہتی ہین آفات جہاردست نے ...سے لگا لیا کہا اے فرزند انکی باتین حکم سامری و جمشید ہین انکی باتون مین بھید ہین ...اسیاب خاموش ہو رہا آفات نے کہا خبردار خبردار کوہ جوالہ پر ضرور جانا جبتک شیطان بچہ ...ع نہوگا بڑی خرابی رہیگی افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون سب عیش و آرام ترک کیا یہ کہکر ...اسیاب اوٹھا لباس درست کیا کہا جدہ اب مین طرف کوہ ریگستان کے جاتا ہون جا کر میان... ...لہ خوار کی فکر کرونگا افراسیاب اپنے کو آراستہ کر کے طرف کوہ ریگستان کے چلا آفات نے کہا مین بھی ...ل رکھونگی افراسیاب جادو ایسے ساحر نے کبھی کوہ ریگستان کا نام بھی نہین سنا تھا چہار جانب ...ڑا کر جاتا ہی جنگلون کو چھان رہا ہی کبھی بلند ہوتا ہی لیکن کہین تہ نہین ملتا کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہی کہ ...ادی کنیز سامری نے عجب نام بتایا نہین معلوم میرے طلسم مین ہی یا نہین کہ کان مین گانے کی آواز آئی ...نے افراسیاب کو کھینچا معلوم ہوا رشتہ پانون مین بندھ گیا اوسی جانب اوڑتا ہوا یا دوری دکھا ایک صحرا...

تب کر یول آدمی سُنین چاہیے نہ سنین ہم تو سمجھا دین کوہ ریگستان پڑ جائین وہان جا کر اسم
کوہ ریگستان شق ہوگا ایک دیو پیدا ہوگا اوسکو بقوت تباہی مارین تب قبر سامری ظاہر ہو
یا ابلیس قبر پر بیٹھکر پڑھین ایک دن و ایک رات جب گذر جائے اور آب و دانہ ترک رہے جبھی
قبر سامری شق ہوگی اول ایک جوان سیہ فام بد انجام بصورت عجیب و غریب پیدا ہوگا چار
دو سر ہر سر مین دس دس دہن ہر دہن دس دس زبانین ہر زبان سے نئے لغت مین کلام کر
پکارکے کہیگا کہ مین ہیلو نشین سامری و جمشید ہون خداوند باطل پرستان نے ہمکو بھیجا ہے
جوان اسطرح کہے تو شہنشاہ فرمائین کہ اپنی فوج کو بھی بلاؤ اوسی قبر سے خنجگاریان نکلینگی ہر خنجگار
ایک ایک شیطان بچہ پیدا ہوگا اوس جوان عجیب و غریب کا نام ابلیس شیاطین پرست ہے
شیطانون سے زبردست تھوڑی ہی عرصے مین وہ خنجگاریان زمین پر گرینگی کچھ دھوان نکلیگا بارہ ہزار
شیطان بچہ درۂ کوہ کے اندر سے ظاہر ہوگا سب ننگے ہونگے چٹیان سر و برابر شہنشاہ فوج شعلہ
مین اور امنین اتنا فرق ہے کہ وہ سب کمسن لڑکے معلوم ہوتے ہین یہ سب جوان پڑدر اس فوج کو لیکر
آتش رنگ کو گھیرے اوسکے ساتھ صرف دو ہزار ہین آپ جب بارہ ہزار سے مدد پہنچیگا اور
ہزار کو زیر کیجیگا مگر آپ الگ ہی رہیگا ورنہ وہ لڑکے جس جوانکو لپٹ جائینگے بوٹیان کاٹ کر پھینک
سبکو ابلیس شیطان پرست ترغیب دیگا آپ لینا لینا کہیگا جنگ کی جفا نہ سہیگا جو کچھ کینہ
ذی عرض کی یہی تدبیر کیجئے ورنہ ہر مقام پر شعلہ خوار آئیگا اپنا رنگ جمائیگا آفات چہار دست
اب بغور دیکھا کہ تیلیان یہ باتین کرکے خاموش ہوئین اور مصروف عیش و نشاط ہوئین ایک نے
کھینچا ایک نے ساز نکی اوٹھائی ایک نہایت شوخ و شنگ لباس کا سہرا رنگ یہ غزل عاشقانہ افزا
سے آنکھین ملا کر ناز و انداز سے گانے لگی غزل

بے سبب آپکا جانا ہی نہ تھا مدفن مین	کیون لگا لاتے نہ خاک شہدا دامن مین
کسی عاشق کا پر یہ و دل روشن تو نہین	ایک دانہ نظر آتا ہے تری سمرن مین
کم نہین باد صبا سے تری ٹھنڈی سانسین	پھول ہارونکے کھلے جاتے ہین خود گردن مین
دلمین میری تو اسی طرح چلا آئے بت	یاد حق آتی ہے جسطرح دل روشن مین
بے تکلف تو بہت آپ ہوئے ہین مجھسے	اینٹھ لینا نہ کہین دل ابھی الھڑپن مین

نی کنوئین مین گرا پون لشکر سنجاب تباہ ہوا الغرض سب کے جانے کر خواجہ نے دیکھا خیمے گرے ہین ہزار ہا جادوگرون
ے لاشے پڑے ہین منہ مین پانی بھر آیا کہ یہ رقم مفت جاتی ہے آکر خیمہ بارگاہ مین سب نذر زنبیل کین جادوگرون
ے لاشے برہنہ کر ڈالے لباس اوتار لیے کمرون سے سب کی ہمیانیان کاٹ لین لوٹ مار کر خوشی خوشی
ن اپنے لشکر کے چلے راہ مین شعلہ خوار آتش خو سے ملاقات ہوئی شعلہ خوار خواجہ کے گرد پھرنے
کہا اوستاد تمھارے گانے کا مین بہت مشتاق ہون فلان دن کوہ جوالہ پر جلسہ ہے سب ہمراہی میرے
ہونگے آپ بھی سرفراز فرمائیے خواجہ نے کہا ہم ضرور آئینگے شعلہ خوار نے کہا اوستاد مین نے چاہا تھا
آفات کو بھی چٹ پٹ کر دون مگر مین نہ جا سکا عمرو نے کہا آفات نے حصار سحر کر لیا ہوگا شعلہ خوار
کہا پھر کسیدن سمجھا جائیگا یہ کہکر شعلہ خوار آتشخو رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے گئے
! آفات چہار دست افراسیاب کو اپنے ساتھ لیے ہوے بالائے کوہ زبرجدی آئی
ہری تبلیان جمع ہین آپس مین کھیل رہی ہین افراسیاب کو لاکر آفات نے تخت پر بٹھایا افراسیاب
ہوشیار ہوا کہا اے جدہ اس شیطان بچے نے مجھکو بہت حیران کیا ہے آج تو اسقدر چوٹ آئی کہ ہڈیون
ن درد ہو رہا ہے آفات نے افراسیاب کو روئی سے سینکا پٹیان باندھ دین کہ دو پہر لیٹ رہے
نے کی آواز آئی افراسیاب نے دیکھا کہ ایک تبلی رو رہی ہے افراسیاب نے کہا کیون اے کنیز
مری خیر تو ہے اُس تبلی نے کہا آپ کے حال پر روتی ہون افسوس ہے ایسا انقلاب ہوا کہ آپ کو
طان بچے نے ڈھکیل دیا افراسیاب نے کہا مینے انتظام کیا تھا کہ باغبان کو مار ڈالون مگر اوسنے ڈھکیل دیا
سحر کرنیکا ارادہ کرتا تھا میرا منہ دبا دیتا تھا سحر بھولا جاتا تھا دل مین دھڑکن قلب مین پھڑکن دوسری
بول اوٹھی آپ سا ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا ہین آپ کے کیے سب کچھ ہو سکتا ہے تیسری نے کہا
ن صاف صاف کہہ چوتھی نے کہا مین رہبری کرتی ہون پانچوین نے کہا کیسے شہنشاہ ہین چھٹی نے
بھی قبر سامری پر بھی جانے کا اتفاق ہوا ہوگا ساتوین نے کہا ارے شہنشاہ معذور ہین عقل و
ست سے دور ہین آٹھوین نے کہا اب پردہ اوٹھادو قبر سامری کا نشان بتادو ایک تبلی
اکر بول اوٹھی بوا میری بات سنو افراسیاب نے جھلا کر کہا جدہ ان حرامزدیون کو منع کرو آفات
نے دو پتھر مارا کہا ارے کمبخت یہ کنیزان سامری و جمشید ہین انکی باتون مین بھی بھید ہین سن تو کہ کیا
نی ہے علاج شعلہ خوار بیان ہو رہا ہے تیری نفع کی بات ہے انکا قول و فعل کرامات ہے ایک تبلی پھر

وہ پھینک مارا مخمور نے گولہ کا لگ جھولی ہی کار دسحر نکالی سینہ برکینہ سنجاب کو تاکا کار د کو کھینچ مارا سینہ
کی پشت کو توڑ کر پار گذری مرنا اسکا کہ سب جادوگر بھاگنے لگے باغبان و مخمور و بہار نے گھیرا
جدھر سے جو بھاگا اوسی طرف قتل ہوا افراسیاب خانہ خراب باغ ظلمات مین پہلو مین ہمیا
کی بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے سامنے نخل پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک طائر رو رہا ہے افراسیاب نے پوچھا کہ
اے طائر کیون روتا ہے ہرچند کہ طائر کے ہوش اڑے ہوئے تھے لیکن پکارا کہ اے شہنشاہ آپکی خدمتگزار
کاکل دراز کو مخمور نے مارا لشکر اوسکا قتل ہو رہا ہے یہ سنتے ہی افراسیاب غصے مین اپنے مقام
اوٹھا چھینک ہوتی بلی راستہ کاٹ گئی ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا اے افراسیاب اسوقت نہ جا
افراسیاب نے کہا ان لونڈے غلامون کے مقابلہ مین ساعت نیک و بد کیا ہے یہ کہکر چلا ہرچند ماہیان
کہا افراسیاب نے نہ مانا بڑے زور و شور سے آیا آتے ہی نعرہ کیا باش او باغبان کہان جاتا ہے
بہار تو نعرہ افراسیاب سنتے ہی غرق زمین ہو کر بھاگین خواجہ عمرو نے کہ سب کو لوٹتے پھرتے
نعرہ سنکر گلیم اوڑھ لی مگر باغبان مرد مردانہ سامنے افراسیاب کے آیا افراسیاب باغ
دیکھکر چلایا ایک دو ہتھڑ مارا کہ او نمک حرام ہمسے مقابلہ کریگا باغبان نے ہرچند چاہا کہ سنبھلون
نہ ہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا ہاتھ پاؤنون مین قوت کم مزاج برہم افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ سر کاٹ
خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ باغبان مارا جاتا ہے آنکھون مین آنسو بھر آئے فوراً اوسے سر شعلہ خوار کم
ہکا پیچ و تاب دیکر آواز دی کہ اے شعلہ خوار آتش خو لینا جیسے ہی افراسیاب ٹھہرا پہلو سے ایک
چمکا ہاتھ پر بھپکی پڑی تیغہ ہاتھ سے افراسیاب کے نکلگیا کسی نے زور سے ایک دھکا بھی مار دیا افراسیاب
زمین پر گرا اوس زور سے گرا یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی اب افراسیاب نے چاہا اٹھون پھرا
دھکا پڑا اوس شعلۂ آتش نے اسقدر دھکے افراسیاب کو دیے کہ یہ کنارے پر لشکر کے پہونچگیا کوئی
بھی ہاتھ رکھے دیتا ہے اس پریشانی مین سحر فراموش منہ زرد دل پر درد سر حیران و پریشان لباس پارہ پارہ
نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا آواز دی اے کوئی حاضر ہے سب مر گئے جدھ تمکو کیا ہوا کہ آسمان سے آفات جہان
پیدا ہوئی تڑپ کے گرے گود مین لیکر افراسیاب کو زمین سے بلند ہو گئی باغبان تو اوٹھکر بھاگا شعلہ پھر
بلند ہوا آفات کے پیچھے چلا اوسنے گرد اپنے حصار سحر کر لیا تھا آخر شعلہ پلٹ آیا باغبان کے ساتھ والے بارگاہ
بارگاہ مین خیمے لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گئے ملازمان سنجاب خستہ و شکستہ جنگلون مین بھاگ کر چھپے کوئی جھیل مین

ناتوان ہین اور تو کچھ ہمسے ہو سکتا نہین
پیچلی دشت جنون سے جانب دشت عدم
یار آیا ساتھ غیرونکے گلے لگنا کہان
عشق لیلی مین ہوا اے قیس حاصل کمال
شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور کی
ہر گھڑی ز یار لگتی ہے ہمارے دلکو چوٹ
نامۂ محبوب کا رہتا ہے دن رات اشتیاق
دیکھتا ہے قاصد آنا نامہ نہ سنتا ہے پیام
جسطرح ز ابر برپا ہو گیا طوفان نوح
نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا
نا فلو کرتے ہو کیا اپنی سواری کا غرور
روز محشر بیگمان ناسخ وہ بخشا جائیگا

کرتے ہین تعریف بس تیری کمر کے بال کی
ہے زیادہ ہر برس سے وحشت اِکسال کی
کیا خوشی ہمکو بھلا ہو غرۂ شوال کی
ہے یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی
تیرے تلوونمین صفائی ہے پری کے گال کی
ہجر مین قسمت ملی ہے کیا ہمین گھڑیال کی
فکر مجھکو کچھ نہین ہے نامہ اعمال کی
کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہمارے حال کی
حاجت اپنی چشم گریان کو نہین ہے مال کی
کچھ خبر ہے راہ چلنے مین کسی پامال کی
ایکدن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی
ہے محبت جسکو محبوب خدا کی آل کی

طرف مخمور نے سحر کیا وہ بھی ساحر دیوانہ وار پرے کھینچے پھرتے ہین کبھی ستھ کے بھل کرتی ہین سنجاب گھبرا کر
ن باہر آئی دیکھا ایک جانب سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا مع لشکر آ کے گرا خیمون مین آگ لگا دی
ر لٹنے لگے ہزارون جادوگرون کے لاشے پھڑک رہے ہین سنجاب بھی مصروف جنگ ہوئی لاکھ لاکھ
مش کرتی ہے لیکن کچھ نہین ہو سکتا باغبان و مہیا مخمور کے سحر نے زمین ہلا دی آسمان سے آگ برس رہی
ہاے ابر سرخ و سبز و زرد آ کر چھا گئے ہین اونمین سے تلوارین گرتی ہین جسپر تلوار گری اوسکے دو ٹکڑے ہے
س دھوم دھام سے باغبان لڑ رہا ہے سنجاب کو ڈھونڈھ رہا ہے مگر رات کو معلوم نہین ہوتا کہ
ب کدھر ہے باغبان نے جب دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا مخمور سے کہا روشنی کرو مخمور نے
ایک دستک دے بجلی کا نسے اوتار کر پھینکی خندہ شہری بخچے پیدا ہو کر ہاتھون مین مشعلین بخشا خریں لیے ہوے
ہین اسطرح کی روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہوتا تھا برقین بھی چمک رہی ہین سنجاب نے جو دیکھا کہ روشنی
اب باغبان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہے سنجاب کا کل دراز نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن
مخمور کا نعرہ ہوا کہ اودلکا تا کہان جاتی ہے سنجاب رکی سحر کرنا شروع کیا جھولی سے گولہ نکالا مخمور

صحرا سے گرد اوڑی نوبت نقارے کی آواز آئی بلکہ ہائے ابر آسمان پر گرجتے ہوے جب دامنہ گرد کا ٹکڑا
ہوا سب نے دیکھا باغبان قدرت چند سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے تین لاکھہ فوج پشت
سرخ وسفید کے پھریرے کھلے ہوے اوسپر تعریف خدا ونعت جناب اشرف انبیا نہایت لطف
سے مرقوم آمد فوج کی دھوم سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی مصاحبون سے کہا
شاید مسلمانون کو خبر ملگئی مگر مین اس باتکو چھپاونگی مخمور وبہار میرے یہان نہین قید ہین اودہ
مقابلے مین آکے اوترا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر سنجاب سے کہو کہ ملکہ بہار ومخمور کو ہمارے حوالے
ورنہ ہمسے آمادۂ حرب وپیکار ہو وہ ساحر پاس سنجاب کاکل دراز کے آیا باغبان کا پیغام
سنجاب نے کہا بھیا بہار مخمور میرے لشکر مین نہین ہین مقابلہ کا اونھین اختیار ہے جا
پلٹا باغبان سے آکر کہا وہ کہتی ہے کہ میرے یہان بہار ومخمور نہین ہین باغبان نے ناچار
طبل جنگ بجوادیا شام کو خواجہ بھی آکے پہونچے معلوم ہوا کہ دونون لشکر مین طبل جنگی بج
پہر رات رہے شعلہ خوار کو خواجہ نے طلب کیا اوسنے آتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا ای فرزند
آمادہ ہین طبل جنگی بج چکا تیاریان ہورہی ہین صبح کو اسطرح گرینگے کہ دشمنون کے دانت کھٹے ہو
سنجاب کاکل دراز باغبان کو دیکھکر گھبرائی اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سر جھکا کر بیٹھی سب
افسران فوج جمع ہین یہان خواجہ عمرو نے شعلہ خوار کو حکم دیا کہ جاکر بہار ومخمور کو رہا کرلاؤ
غرق زمین ہوکر چلا راہ مین دو اژدہے ملے شعلہ خوار نے اون اژدہونکو مارا قیدخانے مین
بہار گلعذار نے شعلہ خوار کو دیکھکر پہچانا کہا اے شعلہ خوار تم کہان آئے شعلہ خوار نے
تمھین رہا کرنیکو آیا ہون چاہتا ہون کہ تمکو رہا کرون یہ کہکر دونون کی زبانون سے سوزن
سوزن کا نکلنا تھا کہ یہ دونو نکی دونون تڑپین بلند ہوکر سحر کرنے لگین شعلہ خوار غرق زمین ہو
خواجہ باغبان سے آکر اطلاع کی کہ مینے دونونکو رہا کردیا باغبان لشکر لیکر چلا یہان سنجاب
بارگاہ مین اپنی بیٹھی تھی کہ آسمان سے آگ برسنے لگی ہزارون جلے کچھہ ساحر دیوانے ہوے سحر
کی بھی تاثیر ہوئی کہ ساحر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ایک خلقت ہے اسیر ایمان تیری چال کی	نقش پا حلقے ہین جادہ مین ہے صورت جال کی
جسم اگر ہے ناتوان تو جان ہے اپنی چلی	کچھہ تو ہو تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

گھبرا کر کہا ارے کہین عیار بچیان نہ آگئی ہون برق سے کہا ذرا لشکر حیرت مین جاکر دریافت تو
ن و چالاک بصورت مبدل گئے لشکر حیرت مین پھرے ایک ایک سے دریافت کیا کہین پتہ
ن ملا ناچار پلٹ آئے یہی بیان کیا کہ اوس لشکر مین تو ایسا تھا ذکر بھی نہین کوئی نام بھی مخمور و بہار
ین لیتا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہے اب تو ملکہ مہرخ گھبرائین کہا خواجہ اونپر کوئی افتاد پڑی اونکا
لینے سے ہمارا دل دھڑکتا ہے باغبان قدرت اپنے مقام سے اوٹھا کہا غلام جاکر ڈھونڈھتا ہے
رکا نہونا غلام کو کیونکر چین پڑے ہر مقام پر تلاش کرینگے ایسا نہو کوئی دشمن گرفتار کرکے لیگیا
واجہ نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون تنہائی کے خیمے مین آؤ باغبان ساتھ ہے خواجہ نے
ے سر شعلہ خوار آتش خونکالے جیسے ہی اونکو پیچ و تاب دیا ایک شعلہ چمکا شعلہ خوار بصورت
ی سامنے خواجہ کے آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا کیون شہنشاہ عیاران غلام کو کیون طلب کیا کیا
بب ہے جلد بیان کیجیے دلکو تردد ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ بہار و مخمور غائب ہو گئی ہین سبکو اونکے نہونیکا
ت غم ہے ذرا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ گذرا شعلہ خوار نے کہا غلام ابھی جاتا ہے یہ کہکر شعلہ خوار
ب کر غائب ہوا تھوڑی ہی دیر مین پلٹ کر آیا کہا حضور سنجاب کاکل دراز یہان آئی تھی یہان سے
ار کرکے دونون کو لیگئی افراسیاب بھی وہان موجود ہے آپ یہان سے لشکر کشی کرین مین دونونکو
سے رہا کردونگا باغبان اوٹھا کہا اے شعلہ خوار مین مقابلہ مین چلتا ہون باغبان قدرت
بجین و ملکہ سرخ موی کاکل کشا و ہلال سحر افگن وغیرہ چند سردار تین لاکھ کا لشکر لیکر
سنجاب چلے خواجہ عمرو بھی لشکر کے ساتھ ہوے ہرچند کہ افراسیاب یہان بہت گھبرایا مگر
شب یہان اور رہا اس امید پر کہ شاید مخمور و بہار مان جائین اور مجھکو قبول کرین صبح جو ہوئی گھبرا کر
ین تو طرف پردہ ظلمات کے جاتا ہون تم یہان اونکو سمجھاؤ مین یہان کا خیال رکھونگا یہ کہکر
اسیاب چلا گیا سنجاب کاکل دراز بیرون بارگاہ آکر بیٹھی دمبدم اوٹھکر اوس خیمے مین جاتی
یہان مخمور و بہار قید ہین منت خوشامد غصہ کرتی ہے جب نہین مانتین پھر چلی آتی ہے بیرون رہے
ن بارگاہ آکر بیٹھی ہے مصاحبون سے کہتی ہے مصاحبو مین کیا کرون مینے شہنشاہ سے وعدہ کیا ہے کہ
ر و مخمور کو راضی کردونگی شہنشاہ آئینگے تو مین کیا جواب دونگی فرمائینگے تمنے اتبک راضی نہین کیا
ظالمون نے جو اول سے کہا ہے وہی کہے جاتی ہین راہ پر نہین آتین یہ باتین سنجاب کر رہی ہے کہ

تمھارے واسطے کوئی کیا کر سکتا ہے محمور نے اشارے سے کہا بو اسنجاب ہم نہ سمجھے تھے ہمکو غفلت
گرفتار کر لیا اگر آگاہ ہو جاتی تمھاری کیا مجال تھی کہ ہمکو گرفتار کر سکتین ابھی تمھارا جی چاہے سوزن کو
دیکھ لو حال کھل جائے خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے انشاء اللہ وہ ہمارے رہا کرنیکو ضرور آئینگے
افراسیاب سے ہمارا واسطہ ہونا بہت دشوار ہے ہمارے اوسکے دشمنی ہو چکی سنجاب نے بہت بہت
سمجھایا ان دونون نے جواب سخت دیے یہی کہا افراسیاب سے اب ملنا نہایت دشوار ہے
زیادہ تو یہ مشکل ہے کہ اونکے ہونے دو سو خداوند ہین ہمارا ایک پروردگار کیونکر ہمارے ادراو
گذریگی اعتقاد ہمارے پختہ ہو چکے سنجاب نے راہ مین سر پیٹ پیٹ لیا یہی سمجھاتی جاتی ہے کہ ہائے اپنے
بادشاہ عادل کو چھوڑ کر یہ مذہب اختیار کیا ہے خیر سمجھا جائیگا یہی کہتی ہوئی سنجاب لیے جاتی ہے یہان
افراسیاب کئی دن بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ دور سے دیکھا سنجاب محمور
کو لیے ہوئے آتی ہے افراسیاب نے سر جھکا لیا یہان دونون مہر منیر غرت جلال ماہ آسمان کمال سر جھکا
ہوئے رو رہی ہین معشوقون کی تصویرین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین اپنے فعل پر منفعل ہین کہ ہم لشکر
سے نکلکر کیون صحرا مین آئے تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا یہ کیا سامان ہوا یہ تو اس سوچ مین ہین
سنجاب دونون کو سامنے افراسیاب کے لائی کہا اے شہنشاہ لیجیے یہ دونون حاضر ہین افراسیاب
نے بھی بہت بہت سمجھایا ڈرایا دھمکایا تسلی و دلاسا دیا لیکن یہ کب مانتی ہین یہی کہے گئین کہ یہ خیال
و تصور ناتمام ہین کبھی اسکا خیال دل مین نہ رکھنا ہمکو جو تو نے گرفتار کر کے منگا لیا اگر قضا آگئی تو خیر و
انشاء اللہ رہائی پائینگے جا کر ملکہ مہرخ سے ملینگے افراسیاب نے دونون کو قید کا حکم دیا اور
نے بھی یہی کہا کہ ابھی طائران نو گرفتار ہین جب دو چار دن تکلیف اوٹھا ئینگی اطاعت سرکار کی
افراسیاب جادو کہین گیا نہیں اسی لشکر مین ٹھہرا ہوا ہے وہان خواجہ عمرو اپنے لشکر مین
اس بات کی خبر نہین شام کا دربار جو ہوا محمور و بہار کو دربار مین نہ دیکھا باغبان سے فرمایا
بہار و محمور دربار مین نہین آئین ذرا دریافت تو کرو یہ دونون کہان ہین یا کچھ طبیعت ناساز
باغبان نے کنیزون سے پوچھا کہ بہار و محمور کہان ہین کنیزون نے سکوت کیا باغبان نے
بل دالکر کہا بادشاہ لشکر پوچھتے ہین مفصل بتاؤ اگر اسکے خلاف ہوا تم لوگون پر بہت خفگی ہوگی یہ
کنیزون نے کہا ملکہ بہار و محمور کچھ صلاحین کر کے طرف صحرا کے گئی ہین پھر پلٹ کر نہین آئین

...را تمہارا جانا دشوار ہے ایسا نہو کہین افراسیاب پا جائے تو قیامت برپا ہو زندگی کا کیا اعتبار
ہی ہر شخص مجبور و ناچار ہے

نظم

...ے تباقی ہے نہایت حسن بے ناموس کو ‏ پا بیاری ہوتی ہے کم شمع بے فانوس کو
...زیدا اوس زلف کو میرے تن پر داغ سے ‏ بھاگتے ہین سانپ جیسے دیکھکر طاؤس کو
...سے بین نالان لگا رہنے بتون کے عشق مین ‏ توڑ ڈالا کافرون نے دیر مین ناقوس کو
...نک بجتے ہی دل پر داغ چلانے لگا ‏ نالے یاد آئین نہ کیون برسات مین طاؤس کو
...سلیے جھوٹا بھی وعدہ وصل کا کرتا نہین ‏ تاکہ تسکین ہو کبھی میرے دل مایوس کو
...شق کامل اسکو کہتے ہین کہ قاتل سر مرا ‏ تن سے ہوتے ہی جدا دوڑا تری پابوس کو
...یت زندان تن ہے روح کو جس طرح شاق ‏ یون رہائی ہے وبال اوس زلف کے محبوس کو
...یون جدا اوس مصحف رخ سے دل پر داغ ہے ‏ رکھتے ہین اکثر مصاحف مین پر طاؤس کو
...ل اگر فارغ نہین ناساز ہے ساز نشاط ‏ عید کے دن رنج ہوتا ہے دل محبوس کو
...نہین میرا جنون ناسخ جو ہو درمان پذیر ‏ نبض اگر دیکھے مری سودا ہو جالینوس کو

...یون صلاحین کرکے اپنے مقام سے اوٹھین باتین کرتی ہوئی طرف صحرا کے چلین سنجاب کاکل دراز ...پیچھا کیا یہ دونون صحرا مین آکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرین سنجاب نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کرنا ...روع کیا ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا مخمور و بہار نے آپس مین کہا بوا دیکھو کیا ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ...بارہ بوے خوش دماغ مین آئی دونون جھومنے لگین جھومتے جھومتے لڑکھڑائین یہ نہ سمجھین کہ کسی نے ...سحر کیا آخر دونون گر کے بیہوش ہوگئین سنجاب نے ایک تخت سحر بنایا تخت پر دونون کو سوار کر لیا ...ن مین دونون کی سوزن کو بھی دیدیا تخت کو سحر کر کے بلند کیا اوڑاتی ہوئی چلی راہ مین جا کر اونسے ...تیار کیا اب جو بہار و مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو اس آفت مین مبتلا پایا حیران ہوئین کہ یہ کیا معرکہ ...سنجاب نے کہا اے مخمور و بہار گھبرانا نہین ہم تمکو تمہارے آقا کے پاس لیے چلتے شہنشاہ ...رے بہت مشتاق ہین تمہارے واسطے آٹھ پہر بیقرار رہتے ہین جو تمکو خوف ہے وہ بات نہوگی تمکو یہ ڈر ہے ...کچھ سزا دینگے وہ ہرگز سزا نہ دینگے وہی عہدے ملینگے وہی جاہ وہی پیار ملکہ حیرت کو تمہارے مقدمے ...کچھ دخل نہ ہوگا تمہارے واسطے وہ مرتبے ہونگے کہ عالم عالم رشک کرے جب شہنشاہ تمپر مہربان ہونگے

کہا اے سنجاب کیا کہون کیونکر خاموش رہون دل نہین مانتا ہاے کیا کرون نظم

ہاتھ دوڑاؤن نہ کیون اپنے گریبان کیطرف
دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
ایسی نفرت ہے اگر خاک بھی ہوجاؤن مین
گلعذار دیہ ہوئی سمتے سے مجھے بیزاری
خشک ہوجاے خدایا وہین شانے کی طرح
کور ہوجاون نظر پھر نہ کوئی شے آئے
آنجائے کہین اوس روے کتابی کا خیال
لعل و گوہر ہین مرے لخت دل و اشک مجھے
ہٹ گیا ہے یہ کسی گیسو و رخسار سے دل
ہر مژہ خار مری آنکھون مین ہوجاے وہین
قبض ہوجاے مری روح بھی یوسف کی طرح
ضعف سے طاقت رفتار نہین ہے ناسخ

پانون بھی دوڑتے ہین دشت کے دامان کیط
حکم وحشت یہ ہے کر عزم بیابان کی طر
اوڑ کے جاؤن نہ کبھی کوچۂ جانان کیط
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھون گلستان کیط
ہاتھ جائے جو مرا کاکل پیچان کی طر
جاے گر میری نگہ عارض تابان کیط
خواب مین بھی کبھی دیکھونگا نہ قرآن کیط
کیون نظر جاے کسی کے لب و دندان کیط
کہ کبھی رخ نہ کرون گبر و مسلمان کی
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان
دھیان آئے جو ترے سیب زنخدان کیط
دیکھون حسرت سے نہ کیون خار بیابان کیط

اس زاری و بیقراری سے افراسیاب نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ سنجاب نے کہا اے شہنشاہ بفید دشمنان آپکو کس بات کا ملال ہے افراسیاب نے کہا کیا کہون مخمور کا نکل جانا آجتک ستاتا ہے بڑا فراغت کا جاتا رہا بہار کے چلے جانے سے باغ سیب مین خزان آگئی سنجاب نے کہا اگر حکم سرکا بہار و مخمور سے بڑی ملاقات ہے جسوقت سمجھاؤنگی دونون راہ پہ آجائینگی میرے کہنے سے ا نہ کرینگی افراسیاب نے کہا اے سنجاب اگر تو نے مخمور و بہار کو راضی کر دیا عمر بھر احسان مانونگا بادشاہ طلسم ہوشربا کرونگا سنجاب نے کہا حضور تشریف رکھین کنیز جا کر لاتی ہے سنجاب نے افراسیا بارگاہ مین لا کر بٹھایا کنیزون سے کہدیا سرکار کی خدمت کرنا شہنشاہ کو کوئی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر چلی لشکر مسلمانان مین آئی صورت بدلکر پھرنے لگی قریب بارگاہ مخمور و بہار پہونچی اُسوقت مخمو بارگاہ سے نکلی ہین بیرون بارگاہ آکر کرسیون پر بیٹھین آپسمین باتین کر رہی ہین مخمور کہتی ہین اگر ہوسکے تو کوہ عقیق پر چلو شہریار کو دیکھ آئین دلمین حسرتین بھری ہین دیکھکر چلے آئین بہار کہتی ہین

دو ہر کر کھل گئیں گل کے گوش
ل کا ہونے لگا امتحان
نکا ہر لالے نے کیون سر کا تاج
ن کا ہوا دخل گلزار مین
اشہنشاہ دور خزان
یین کا بلوہ ہوا فوج پر
ظلم و بدعت بڑی فکر ہی

یہ کہتی پھری صحن مین برملا
گل ارغوان ہی کہ یہ زعفران
جو دیکھا تو گلچین بھی ہی باغ باغ
لگی آگ لالے سے کہسار مین
سخن ہی قمر آپ کا لاجواب
ہوا ظلم و بدعت کا آخر گذر
عمل ہی خزان کا جو گلزار مین

خزان کی اب آمد کا سامان ہو
ہر اک نخل گلشن کو سکتا ہے آج
جلاتے ہین مینا دکھی کے چراغ
سر نخل بلبل ہوئی نوحہ خوان
پھنسا اب تو آفت مین افراسیاب
شیاطین مین ہر دم یہی ذکر ہے
تو زنجیر کا غل ہے کہسار مین

وران عرصہ گاہ جانبازی وچہیر کنندگان مراکب حیلہ سازی اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر
تے ہین شعر سخن سازی کہ معنی ساز کردہ ❊ سخن را اینچنین آغاز کردہ **افراسیاب** خانہ خراب بعد
ن و خواجہ کے نکل جانیکے حیران و پریشان جاتا ہی نہایت رنج ہی کہ ای **افراسیاب** یہ کیا معرکہ
ما بدولت سے کچھ نہو سکا اب اس شیطان بچے کو حوصلہ ہوا ہی جنگ مین آکر شریک ہوا کریگا مین اسطرح
ر ہو جایا کرونگا تو بڑی مشکل ہوگی اس فکر مین افراسیاب وڑا ہوا جاتا ہی ایسا غصہ ہی کہ لشکر مسلمانان
یزدون صورت مخمور و بہار آنکھون کے نیچے پھرتی ہی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کہ ہاے یہ معشوقان پریچہرہ
ن مجسے ہو گئے بی **بہار** گلعذار نے جا کر یہ خار دیا کہ اپنے تئین گل گلزار **صاحبقران** کا عاشق
ہو رکیا **مخمور** سرخ چشم نے اپنے کو نام سے نور الدہر کے بدنام کیا ان دونون نے روح کو صدمہ
اب آرام نہ ملیگا مگر اس شیطان بے ایمان کی کچھ تدبیر کرنا چاہیئے ورنہ یہ شیطان بچہ بڑی آفتین
کریگا کہ دور سے دیکھا ایک لشکر سامنے فروکش ہی نازنینان ہمہ جبین جابجا پھر رہی ہین بیچ مین ایک
گاہ کلان استادہ ہی قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہی **افراسیاب** نے پہچانا کہ ملکہ **سنجاب**
کل دراز کا یہ لشکر ہے اپنے کو خوب آراستہ کرکے چلا **سنجاب** بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک کنیز
بڑھکر عرض کی واری شہنشاہ **افراسیاب** تشریف لاتے ہین **سنجاب** بہر استقبال اوٹھی
ردن بارگاہ آکے کھڑی ہوئی کئی ہزار کنیزین ساتھ ہین کہ **افراسیاب** سامنے آکے پہونچا **سنجاب** نے
لک کر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ تشریف لائیے **افراسیاب** اوتر آیا مقام صدر پر آکے بیٹھا
ناب کے جمال جہان آرا کو دیکھکر بہار و مخمور کی یاد آئی بیقرار ہو کر ٹھنڈی سانس کھینچی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا

انگشتری سے ایک شعلہ چمکا آواز آئی ای افراسیاب خود کردہ را علاجے نیست عمرو کو تو نے لیجا کر شو...
مین قید کیا شعلہ خوار آتش خو کو اوسنے تسخیر کر لیا اوس شیطان بچے نے موے سر اپنے عمرو
دیدیے ہین اسوقت عمرو نے اون بالون کو پیچ وتاب دیا فوراً شعلہ خوار آیا اون دونونکو بچا...
تمکولات مار کر گرا دیا ایک ہاتھ منہ پر بھی رکھدیا کہ سمجھ نہ کر سکو یہ مضمون سنکر افراسیاب
کانپنے لگا انگشتر جمشید کو ہاتھ مین پہن لیا بہ قہر و غضب تمام اڑتا ہوا چلا افراسیاب تو اڑتا
جاتا ہے خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پہونچے ملکہ بران شمشیر زن بہ فتح و فیروزی مثل دلتور روز...
اپنے باغ نگارین مین آکے پہونچین ان سب کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان شعلہ خوار آتش خو پہونچنا افراسیاب جا... کا پاس ملکہ سنجاب کاکل دراز کے سنجاب کا بنجا طر افراسیاب بہار و مخمور کو گر... کر کے لانا وکفیل آب بار کالن دونون پر عاشق ہونا رہائی بہار و مخمور کی... کاکل دراز کے سحر سے و پہونچنا خواجہ عمرو کا عین وقت پر و ذکر بدعت... شعلہ خوار آتش خو و فکر کرنا افراسیاب جادو کا مقدمہ گرفتاری شعلہ... آتش خو باقی حالات متعلقۂ داستان ساقی نامہ تصنیف مصنف...

چل اے منشی کلک حاضر جواب
طلسمات پر آگیا اب زوال
غرور و تکبر کا پایا مزا
سخاوت شجاعت مین تھا لاجواب
گل آرزو اوسکا مرجھا گیا
موافق جو تھے وہ فدا ہو گئے
بہار گلستان کے کیا رنگ ہین

کہ ہے بر سر جنگ افراسیاب
جو تھے دوست آخر کو دشمن ہوے
مزا سلطنت کا ہوا جان گزا
اوسے کر کے معزول پایا ثمر
طلسمات پر خوب بلوہ ہوا
لکھا منشی فکر نے بید رنگ
کہ طایر بھی گلزار کے دنگ ہین

تردد مین ہے حاکم ملک و ما...
جو رہبر بنائے وہ رہزن ...
شہنشاہ لاچین والاجنا...
نہ شاخ تمنا ہوئی بارو...
وزیران ذیشان جدا ہ...
کہ ظاہر ہو ہر سمت سیاہ مان...
صبا نے اوڑائی ہین بلبل کے ...

یہ سوچکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے اور دور سے پکارتے
ہوے چلے اے شہنشاہ مین بھی آپہونچی اب بُرّان کہان جائیگی افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا کہ صرصر
چلی آتی ہے صرصر کو دیکھکر کھٹکا بران کے سحر تو اشارون مین دفع کر رہا ہے فوراً ران پر ہاتھ رگڑ کر دیکھا
معلوم ہوا کہ عمرو عیار بشکل صرصر آتا ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر جلد بران کو آکر گرفتار کرلے
خواجہ عمرو جھپٹ کر قریب بران کے آئے چاہا حلقہ ہاے کمند مارون دل مین یہ ہے کہ بران کو
بیہوش کرکے افراسیاب پر اپنا اعتبار جماؤن یہ سوچکر قریب بران کے پہونچے بائین آنکھ کا تل
بھی بران کو دکھا دیا بران نے تامل کیا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مار دیے حباب مار کر بیہوش کیا اب
پکارتے ہوے چلے اے شہنشاہ جلد آکر اسکا سر کاٹ لیجیے افراسیاب نے جو دیکھا کہ اب بران بیہوش
ہوچکی بڑھکر آواز دی او ساربان زادے مینے پہچانا یہ کہکر اشارہ جو کیا خواجہ کے پانون زمین نے تھام لیے
دھم سے گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا عمرو نے دیکھا کہ آج افراسیاب کو بہت غصہ ہے
مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا خیال کیا کہ کیا تدبیر کرون کہ اب جان بچے یاد آگیا کہ موے سر شعلہ خوار
میرے پاس ہین فوراً کمر سے نکالے اونکو پیچ و تاب شروع کیا اور پکار کے آواز بھی دی اے شعلہ خوار
جلد آ یہ وقت مدد ہے جیسے ہی افراسیاب جھپٹ کر چلا پہلو سے ایک شعلہ پیدا ہوا افراسیاب نے ایک
لات ایسی ماری کہ افراسیاب دھم سے زمین پر گرا وہ شعلہ گرد خواجہ و بران کے پھرا اور پکار کر آواز دی
خواجہ اٹھکر بھاگو خواجہ و بُران اوٹھے افراسیاب جب اوٹھتا ہے کوئی دھکا دیکر گرا دیتا ہے
افراسیاب کے منہ پر ایک ہاتھ بھی آگیا جب افراسیاب سحر کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہ ہاتھ منہ کو افراسیاب
کے دبا دیتا ہے افراسیاب سحر نہین کرنے پاتا جب بران و خواجہ اوٹھے آواز آئی ارے بھاگ کر
نکل جاؤ مین اسکو روکے ہوے ہون افراسیاب اوٹھ نہین سکتا جب اوٹھا پھر کوئی گرا دیتا ہے
خواجہ و بُرّان بیقرار ہو کر بھاگے افراسیاب پڑا ہوا دیکھ رہا ہے اس ڈر کے مارے نہین اوٹھتا کہ پھر
کوئی لات مار کے گرا دیگا حیران ہے کہ میرا منہ کسنے بند کر دیا ایک شعلہ گرد بھڑک رہا ہے افراسیاب آنکھین پھاڑ
پھاڑ کے چار جانب دیکھتا ہے کہ یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی جب عمرو و بران دور نکل گئے تب وہ شعلہ غائب
ہوا افراسیاب جھاڑ پونچھکر اوٹھا انگشتر جمشید کو اُچھالا اور آواز دی یا خداوند سامری و جمشید
آج کیا آفت تھی کہ مین گر پڑا اسی مقام سے نہ اوٹھ سکا کسینے منہ پر بھی ہاتھ رکھدیا سحر نہ کر سکا یہ کیا معرکہ تھا

ہر گھر مین گھرے رکھتے ہین کہرام پڑیگا — گر نعش ہماری سر بازار نکالی
آخر مری تربت سے اوگاہی گل نرگس — کیا بعد فنا حسرت دیدار نکالی
مین وصل کا سائل ہون تو وعدیکا طلبگار — باتون مین عبث آپنے تکرار نکالی
جلجائیگا یہ خرمن ہستی ابھی اے دل — سینے سے اگر آہ شرربار نکالی
دل لیکے بھی رعنا کا کیا پاس افسوس — کچھ حسرت دل تو نے نہ عیار نکالی

دیوانون کی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہر کوئی پانون سے کانٹے نکال رہا ہر آپ ہی پھوٹ کے رو رہا ہر ہوائے گرم کے جھونکے چل رہے ہین زرد پتے درختونکے مثل چہرۂ مدقوق نرگس بیمار کی آنکھ جھکی ہوئین سر نہین اوٹھاتی جب جھونکا ہوائے گرم کا چلا نخلہائے سرسبز و شاداب کا مرجھانا آفتاب حدت صحرا کی عجیب کیفیت پانی ناممکن چشمے خشک پڑے ہین سوائے چشمۂ آفتاب دوسرا چشمہ نایاب بُرّان نے بہار و خزان کا جو یہ رنگ دیکھا کہا خواجہ ذکر سنا کرتے تھے کہ طلسم ہوشربا مین صحرا بہار و خزان ہر وہ آج آنکھون سے دیکھ لیا حقیقت مین کوئی عجائب غرایب ایسا نہین ہے جو اس طلسم مین ہو خزان کیطرف رخ نہ کیجیے صحرائے بہار مین چند ساعت ٹھہر جائیے خواجہ عمرو نے کہا اے بران مجھکو خوف ہر کہ ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے ملکہ بران نے کہا خواجہ افراسیاب جا یہان کہان آئیگا اسکو اپنے عیش و نشاط سے فرصت نہین غرض بُرّان و خواجہ ایک جھیل پر آکر ٹھہرے گل و بلبل کا دیکھنے لگے خواجہ رہ رہ کر فرماتے ہین اے ملکۂ عالم میرا دل گھبراتا ہر کلیجہ منہ کو آتا ہر بران ہر بار یہی کہتی ہین اے خواجہ تھوڑی دیر یہانکا تماشا دیکھیے پھر چلتے ہین گھبرائیے نہین یہان کون آسکتا بران و خواجہ یہ باتین کر رہے تھے کہ آسمان پر سے آواز آئی پاش او گیسو بریدہ تیری ذات سے وہ صدمے اوٹھائے کہ جسکی حد نہین او ساربان زادے تیری بھی فکر مین تھا بران و خواجہ نے اوٹھ افراسیاب کو دیکھا کہ چلا آتا ہے خواجہ نے بُرّان سے کہا غضب ہوا جو مین کہتا تھا وہی پیش نعرہ کرتا ہوا افراسیاب زمین پر آیا آتے ہی سحر کیا بران نے بھی سحر کیا آپسمین سحر چلنے لگے ملکہ بران برس پڑین بجلی پھینک ماری بالیان کھینچ مارین افراسیاب پر آفت برپا کردی افراسیاب ہر طرف مڑ مڑ کے دیکھتا ہر کہ ساربان زادہ کہان گیا ملکہ بران کے سحر اشارون سے دفع کر رہا ہر مگر خواجہ گلیم اوڑھ لی ہر کنارے کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین کھڑے کھڑے سوچے کہ اب کچھ عیاری کی

...نیزان گلزار عندلیبان زمزمہ سرا کی یکار لب پر یہ اشعار آبدار جاری ہین اشعار

ہر آجکل در گلشن پہ پاسبان صیاد
عبث ہوا ہے ہمارا عدوے جان صیاد
ابھی سے توڑ رہا ہے پر عنادل کو
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
نہ آئی تھی ابھی سیر زمین کی بھی نوبت
کہ آگیا سر بلبل پہ ناگمان صیاد
فسانہ گل و بلبل سے ہے یادگار چمن
رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد
نہ آئے بیاک قفس سے بھی تا ہوائے چمن
قفس مین اور لگاتا ہے تیلیان صیاد
خدا کی شان ہے دو دن مین ہو گیا مانوس
قفس پہ رکھا ہے پھولونکی بدھیان صیاد
نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق سنبل و گل
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو
پڑیگا تجھپہ مقرر وبال جان صیاد
خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہے
چمن مین پھرتا ہے کیا مطلق العنان صیاد
چمن مین یوسف گل کی اب آمد آمد ہے
چلا ہے باد بہاری کا کاروان صیاد
ہزار مرتبہ مر مر کے مین جیا لیکن
نہ غم سے باغ جہان مین ملی امان صیاد
لکھی ہے تازہ قوافی مین وہ غزل یہ عنا
کہ رند کا مجھے کہتا ہے ہمزبان صیاد

...ت ہنگامۂ شورش بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین فصل بہار کی خوشیان ہے ہتے مثل ...ا کے جھک رہی ہین شاخین دست تمنا کوڑ ربالا کھلا ہوا ہے سبزۂ خوابیدہ بیدار صبا کی اٹکھیلیان گوش ...ی مین خبر عشرت اثر بہار پہونچانا کبھی اترانا کبھی نشۂ بادۂ شبنم سے مست ہو کر لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے ...ے سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت بہار مین عجب سرو ایک جانب صحرا ویران ...ان میدان بونڈلے گرد کے اوڑھ رہے ہین خار صحرا سرکشی دکھاتے ہین چند دیوانے ...ت زدہ خاک منھہ پر ملے ہوے غل مچاتے پھرتے ہین جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظم

تیغ نگہ دیدۂ خونخوار نکالی
کیون آپ نے عشاق پہ تلوار نکالی
بھولے ہین غزالان حرم راہ خطا سے
تمنے عجب انداز کی رفتار نکالی
دھڑکا مرے نالے کا رہا مرغ سحر کو
آواز شب وصل نہ زنہار نکالی

بیہوش کرکے لوٹ بھی لیا جادوگرون کو قتل بھی کیا اودھر سے ڈھونڈھتی ہوئی ملکہ بران شمشیرزن
آتی تھین جادوگرون کے مرنے کی آواز جو کان مین آئی ملکہ بران سمجھ گئین کہ کہین خواجہ نے رنگ
جمایا اوسی طرف چلین آکے دیکھا خواجہ عمرو جادوگرونکو قتل کر رہے ہین پکار کر آواز دی خواجہ مین بھی
آپہونچی عمرو نے کہا واہ بی بران خوب تمنے خبر لی ہم قتل بھی ہوگئے ہوتے بران نے کہا خواجہ مین تخت
پر بیٹھے بیٹھے سوگئی تھی اب جو آنکھ کھلی آپکو نہ پایا لاشے پڑے لوٹ رہے تھے مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی راہ مین
جادوگرون کے مرنیکی آواز سنی اسطرف چلی آئی اب جلدی کیجیے یہانسے نکل چلیے ایسا نہو خدانخواستہ افراسیاب
کو خبر ہوجائے تو پھر غضب ہو یہ کہکر ایک تخت سحر تیار کیا اوسی پر خواجہ عمرو کو بھی سوار کرلیا بڑے زور و دم
سے تخت کو اوڑاتی ہوئی چلین یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے اکثر عرض کرچکا ہون
اٹھارہ سو ملک کی تصویرین باغ سیب مین نصب ہین افراسیاب مست بیٹھا ہے کنیزان زہرہ جبین
مصاحبان حورتمثال گرد بیٹھی ہین کہ افراسیاب نے نگاہ اوٹھا کر طرف تصویرون کے دیکھا قلعہ مینوشان
پر نگاہ پڑی دیکھا مالک قلعہ کا تو نشان نہین رعایا کا بھی پتہ نہین معلوم ہوتا قلعے مین سناٹا معلوم
ہوتا ہے یہ جو افراسیاب نے دیکھا منہ پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قلعۂ مینوشان پر بھی کچھ زوال آیا اسکے ر
مین سناٹا معلوم ہوتا ہے یہ کہکر پکار کر آواز دی اسرار ساحری کہان ہے ایک کمرے سے ایک سنہری تبا
نکلی سنہرے کپڑے پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی لیکن تیور پر بل افراسیاب نے کہا اے اسرار ساحرہ
قلعۂ مینوشان کی کیا خبر ہے اسرار ساحری کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شہنشاہ کیا عرض
کرون جلدی نہین عرض کرسکتی جس ظالم کا نام نہین لے سکتی ایسا نہو نگوڑا ابھی مقام پر آجائے قلعہ
مینوشان مین اوسکا گذر ہوا سارے قلعے کو لوٹ لیا اب بران شمشیرزن کے ساتھ تخت
سوار آتا ہے طرفسے صحرائے بہار خزان کے گذر ہوگا افراسیاب نے کہا تم جاؤ مین ابھی
اوس فتنہ انگیز کو لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ آج بران کو مار ڈالونگا
تخت پر بران و خواجہ سوار اوڑے ہوئے چلے آتے ہین یکایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا نہایت فرحت
حاصل ہوئی پھر ایک طرف سے جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ منہ تھنگ گیا بران نے کہا خواجہ خدا خیر کرے
سر جھکا کر دیکھا ایکطرف صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا نخل خودرو سرسبز و شاداب پھولون سے لدے ہوئے
غنچہ ہای سربستہ موسم بہار کو دیکھ دیکھ کے مسکراتے ہین پھول رنگ برنگ ہر نخل کے سائے مین پھولونکا

ہوا زور سے چلی آنکھ کھل گئی نگاہ اوٹھا کر دیکھا اوس مقام پر عمرو کو نپایا بہت گھبرائین نخل سے اوتر نا دیکھا ہزارہا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین مگر خواجہ عمرو ندارد ملکہ بران تو اس طرف سے ڈھونڈھتی ہوئی چلین اودھر خواجہ عمرو نے جب مینوش کو گرفتار کیا اوسی کی شکل بنکر باہر آئے پکار کر آواز دی صاحبو عمرو کو تو مین نے غرق زمین کر دیا اب تم سب صاحب بیٹھو آج تم سب کی ہمارے یہان دعوت ہی کنیزین دوڑ کر شراب لائین گزک وغیرہ بھی لاکر رکھی کہا دیکھو صاحبو ساربان زادہ اسی طرح گاتا تھا دیکھو مین بھی گاتی ہون یہ کہکر اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

مایل جور و جفا جب وہ بت طناز تھا
عاشقو صبر و تحمل پہ مجھے بھی ناز تھا
قتل ابرو کے اشارے سے ہر اک جانباز تھا
قتل گہ مین کل عجب اوس ترک کا انداز تھا
میکدے مین کیون نہ ملتی میکشو جو کبھی شراب
ربط تھا ساقی سے مجھکو مغبچون سے ساز تھا
دیکھنے معشوق آتے تھے تجھے عاشق تو کیا
جبتلک سبزہ نہ عارض پر ترے آغاز تھا
پھینکر دل لیگئے وہ کس سے مین باتین کرون
ہجر مین ہمدم وہ تھا میرا وہی ہمراز تھا
صلح مجھسے ہو گئی جب غیر سے بگڑا وہ یار
کھل گیا آخر یہی اک مفسدہ پرداز تھا
میرے مرقد پر وہ پڑھکر فاتحہ کہنے لگے
یہ خبر ہمکو نہ تھی تو عاشق جانباز تھا
ناصر میرا ہوا اگر چاک کر ڈالا یہ دل
اسمین تھی یاد آپ ہی کی آپ ہی کا راز تھا
کیون نہ توبہ کر لی اے غافل یہ توڑ کیا کیا
بند تھین جب تک نہ آنکھین باب توبہ باز تھا
تھا قفس مین شوق مجھ بلبل کا قابل دید کے
ہاے بے بال و پری مین مایل پرواز تھا
سچ کہو کیا میرے پہلے غیر آیا تھا کوئی
کل تو صاحب بات کرنے کا نیا انداز تھا
کیا ہوا جو بن وہ آئینے مین دیکھو اپنی شکل
تمکو اس حسن دو روزہ پر نہایت ناز تھا
لت شکل ساتھ چھوڑا ہی اونھین احباب نے
ہاے سطوت دوستی پر جنکی تمکو ناز تھا

غزل جو خواجہ نے گائی سب ساحر شہر کے بلک گئے کہا ای ملکہ عالم حقیقت مین یہی عمرو کی آواز تھی اسوقت تو حضور نے ایسی نقل کی کہ نقل کو اصل سے ملا دیا کیا حضور نے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے کہا صاحبو تم نے ابھی کیا کمال دیکھا اسی طرح ساقیگری بھی کرون جسطرح کہو اوسیطرح شراب بھی پلاؤن وہی رنگ دکھاؤن یہ کہکر سبکو شراب پلائی گانا بھی سنایا گھنگھرو بھی پانون مین باندھے صحبت مین رنگ جما دیا سب کے

معلوم ہوتا ہی مینوش کہتی ہی ارے کمبخت یہی عمرو عیار ہی صورت بدل لیتا ہی ساحرونکو دہوکا دیتا ہے
یہ کہکر عمرو کو سامنے ڈالدیا کہا جلاد کو جلد بلاؤ خواجہ حیران ہین کہ مین اس آفت مین مبتلا ہون ملکہ
پر کیا گذری معلوم ہوتا ہی جل گئین اب مین یہان کیونکر بچونگا اگر کسی تدبیر سے جان بچی تو تابہ لشکر مجھے
یہ ہونچائیگا تڑپ رہے ہین پھڑک رہے ہین جب دیکھا کہ مینوش نے جلاد کو بلوایا سوچے کہ خواجہ اب
کچھ عیاری کرنا چاہیے مینوش نے کہا سب اسباب مخل کیا ہوا خواجہ یہ سنکر خوب ہنسے کہا ای ملکۂ عا
ایک دن افراسیاب نے آپ کا ذکر کیا تھا مین آپ کا عاشق ہون ادہر جو گذر ہوا برا
مین آپکو نہ پایا سوچا کہ اگر ان سبکو قتل کرونگا آپ ضرور آئینگی مین نے صورت زیبا کو دیکھہ تو ا
آرزوے دلی پوری ہوئی دیکھیے یہ ہوا جو میرے پاس ہی اسی مین سب اسباب رکھا ہی الگ مجھکو لے
مین سب آپ کو پورا پورا اسباب دکھا دون اور بھی بہت کچھ ہے جو آپ پسند کیجیے مین حاضر کرو
مین تو آپکے نام پر قربان ہون افراسیاب کو قتل کرون آپکو تخت پر بٹھاؤن مینوش نے
خواجہ یہ نہ کہو اگر شہنشاہ سن پائینگے بڑی آفت برپا ہوگی عمرو نے کہا وہ مغرور ہے عقل و فراست
دور ہے مینوش نے کہا خواجہ اسباب دکھائیے زیادہ باتین نہ بنائیے عمرو نے کہا کنارے
مینوش جادو کو نہایت اشتیاق تھا عمرو کو لیکر تنہائی مین آئی سحر بھی خواجہ پر سے اوتار لیا اسے
سے کہ میرے سامنے سے بھاگ کر کہان جائیگا عمرو نے کنارے آکر زنبیل کا منہ کھولا کہا آئیے ملاحظہ فرما
مینوش نے سر ڈالکر دیکھا ہزارہا باغات دروازے اونکے مثل آغوش عاشق کھلے ہوے ٹھنڈی ٹھن
ہوا چل رہی ہی نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین و صیاد لٹ رہے ہین اس عرصے مین دیکھا ایکطرف ایک
مین ہمارا بھی مال رکھا ہی حیران ہی دلسے کہتی ہی ای مینوش یہ کیا معرکہ ہی کبھی سر باہر نکال لیا اپنے
مقام پر پایا پھر تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئی ہی جب اسکا نصف جسم زنبیل مین پہونچا خواجہ نے جو
مین ہاتھہ دیکر زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی مینوش زنبیل مین گری پانچ چار جادوگرنیان گرد آمین
چوٹی پکڑی ایک نے کان تھامے کہا کہ کپڑے اوتار دے ہمین حساب دینا پڑیگا اسنے چاہا کہ
اب جو یاد کرتی ہی سحر یاد نہین آتا ایک غرق بند ہوا دی ٹوکری سر پر رکھی مینوش نے
میٹ نے ایک سونٹا مارا کہا چلتی ہے کہ نہین سرکار شاہ عمرو کا یہ مقام ہے یہان کسی
سرکشی نہین چلتی ناچار مجبور مینوش ٹوکری ڈھونے لگی یہان ملکہ بران شمشیر زن جو بر سر نخل ہو گئ

ری نسل سے مکر پیدا ہوا
بھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
میر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر تمد رشیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

اوڑاتا ہون کفار کے مین ہوئین
مری چال سے ہو صبا پایمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

پہلے دولھا کا لباس لیا بعد اوسکے سبکے کپڑے اتارنے لگے یہان تو خواجہ محفل کو لوٹ رہے ہین ملکہ
ران جو نخل پر بصورت عقاب بیٹھی تھین شاخ نخل پر سر رکھا جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کئی دن کی جاگی
وئی تھین آنکھ بند ہوگئی مگر مینوش جادو جو اس قلعہ کی حاکم ہے سوتے سوتے جو اوٹھی ایک جام شراب کا پیا
ک لینے کو کمرے مین گئی یہ مقام بھی متعلق طلسم ہوشربا ہے دو تیلیان سنہری بیٹھی ہین اونھون نے
ک کر سلام کیا مینوش نے پوچھا کیون مکدر ہو رہی ہو ایک نے کہا اپنے شہر کی خبر لیجیے دشمن
امری ساربان زادہ جسکا نام لینا مناسب نہین اس شہر مین وہ آگیا کوتوال کی برات کو لوٹ
ہے دختر کوکب بھی اوسکے ساتھ ہے جسنے ہزارون سامری پرستون کو مارا ہمارے کان مین تو
رہی آوازین آتی ہین دل گھبرا رہا ہے یہی عرض کرنا واجب لازم ہے کہ آپکی خیر ہو یہ سنتے ہی مینوش
د جوش و خروش یہان سے چلی خواجہ خوب اطمینان سے برات کو لوٹ رہے ہین کپڑے بھی سب کے
سے کمرین ٹٹول رہے ہین دست بدعت دراز خنجر برہنہ ہاتھ مین جسکو جی چاہا مار دیا اسکا شکم
تھہ پاک مینوش نے دور سے آواز مرنے کی ساحرون کے سنی آکے دیکھا اوس مقام کو
ونے مزبلہ قصابان بنا دیا ہے دریا خون جاری لاشے تڑپ رہے ہین وہین سے للکارا او دشمن
مری جبر دار کیا کرتا ہے مین آپہونچی خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون مینوش نے اشارہ کیا زمین
پانون عمرو کے تھام لیے اب تڑپ کر گری کمر مین عمرو کی پنجہ دیا لے اڑی اور یاران سحر بھی بلایا
ب ہوشیار ہوئے بھائی نے بھائی کا لاشہ دیکھا باپ نے بیٹے کو مردہ پایا کوئی روتا ہے کوئی پچھاڑین
ہے مینوش جو چلی سب اسکے ساتھ چلے کہتے ہوئے سب کو کسنے مارا گویا کیا ہوا مینوش کہتی ہے
یہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دشمن ساحران قاتل سامری پرستان یہ کہتی ہوئی قریب
بارگاہ کے آئی عمرو کو لیے ہوئے زمین پر پہونچی سبنے صورت دیکھکر کہا ہمارا یہ گویا نہین ہے
وحش صحرائی معلوم ہوتا یا کسی جزیرے کا کوئی جانور ہے یہ تو ثابت کیجیے کہ نر ہے یا مادہ بالفعل بیٹھا ملوم

نہ سنتے کسطرح ہنس ہنس کے وہ بربادیان میری — کہ ہوتی ہی خوشی اپنی مرادین پانیوالے کو
مزا ملنے لگا دل کو جفا سے بیوفادن کی — برا چسکا پڑا ہوٹون پہ کھانیوالے کو
ڈھٹائی سے ملائین لاکھہ نظرین میری نظرون سے — اگر پھر بھی حیا آہی گئی شرمانے والے کو
بہار باغ دکھلائے اگر قسمت سے ملجائے — کسیکے ہاتھہ کا چھلا کسی گل گودانیوالے کو
زمانہ بھی برا ہی اور حسد کا بیگمان بھی ہون — نہ سمجھون خود غرض کیونکر نہ مین سمجھانیوالے کو
گلا گھونٹے ہو ہی ہو آپ اپنا دونون ہاتھون سے — عجب مجبوریان ہین ہجر مین جلانے والیکو
ہزارون عذر آتی ہین ہر اک وعدہ ٹہلانیکے — ہمارے سر کی جھوٹی جھوٹی قسمین کھانیوالے کو
شب فرقت مین بھی اوتنے ہی مین پہلو مین ہو لیتا ہون — ادائین جتنی آتی ہین مرے ترپانیوالے کو

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی اور کچھ ٹھمریان کچھ بھجن ایسے لیسے گائے کہ تمام گنوار بلک نشے مین جھومنے لگے کوئی روپیہ دیتا ہی کوئی پیسہ دیتا ہی جب کسینے روپیہ دیا خواجہ نے ہاتھہ بڑھا کر لیا ہاتھہ سے ہاتھہ جو ملا انگوٹھی اوسکے ہاتھہ مین تھی اتار لی سبھون نے کہا خوردبرد کیا کہنا حقیقت مین صاحب کمال ہو خواجہ نے کہا ابھی آپ لوگون نے کیا دیکھا ہی مین ساقی گری خوب کرتا ہون صفت اور یہ ہی پاؤن سے ناچون دونون ہاتھون سے بتاؤن منہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن اون سبھون نے کہا استاد خوردبرد یہ تو بڑی مشکل کی بات ہی خواجہ نے کہا ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہی ابھی سب باتین آپکو دکھاؤن سب نے کہا بہت خوب خواجہ نے گھنگرو منگا کر باندھے مشکون مین بیہوشی خوب جی بھر ملائی جام بھر کر سر پر رکھا گت ناچتے ہوے بڑھے قریب دولھا کے پہونچکر سر جھکایا کہا دولھا کو ہمسے شراب پلانا چاہیے دولھا نے جام لیا غٹ غٹ پیگیا اب تو خواجہ عمرو نے دورا باندھا تھوڑی دیر مین سب کو شراب پلائی گاتے بھی جاتے ہین شراب کے مضمون کے اشعار ساقی نامے میان قمر کے مضمونون سے بھرے ہوے کہین باغ کی تعریف کہین ساقی کی توصیف کبھی عبرت کبھی عشرت سب نشے مین تعریف کر رہے ہین میان دولھا صاحب کو دو جام پلائے دولھا صاحب بیٹھے بیٹھے گھبرائے بلبلا کر اوٹھہ کہتے ہوے استاد خوردبرد تم گاؤ ہم ناچین ہاتھہ چمکاتے ہوے جو اوٹھے سب ڈگمگاتے ہوے وہ دو قدم چلے تھے کہ بیہوشی نے تاثیر دکھائی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان — عمرو ذی حشم مہتر مہتران

راب خواری ہوتی ہی نشے مین یہان کے رہنے والے بلبلاتے پھرتے ہین مستورات مین کسیکی شناخت
نہین نشے مین چور مزاج کے مغرور عقل و فراست سے دور حماقت سے معمور جو جسکے یہان گیا نام اوسکا
بکار بکار اصاحب خانہ جو گھر سے نکلا گھڑا شراب کا لیے ہوے ایک ہاتھ مین کابلی ہڑ جیا ئیان بچھہ گئین جو
یا بیٹھہ گیا شراب چلنے لگی اوسی نشے مین دختر کو دیکھا کہ آتی ہی پکار کر کہا بیٹا کہانسے آتی ہو اوسنے بھی
نشے مین جواب دیا ایک کام کو گئی تھی وہ بھی آکے شریک ہوئی شراب خواری مین سب معروف ہو گئے
وئی جوان اپنے ساقی کو لیے بیٹھا ہے ہنگامہ شرابخواری بلند ہی سرشار جادو کوتوال قلعہ ہی آج اوسکی
شادی کا دن ہی اسکے مکان پر سب ساکنان شہر جمع ہین مٹکے شراب کے رکھے ہین چار ہزار آدمی جمع
ین برات کے سامان درست دولھا مسند پر بیٹھا ہے نشے مین ڈوبا ہوا کبھی کپڑے اوتارتا ہی کبھی خود
قتا ہی کسی طرح چین نہین گانیوالی بھی اسی حال مین ہے گانیوالی پر ساحرون کے ہجوم ہین حوض
راب بھرا ہی گئے اور غوطہ مارا دریاے حماقت کے پار ہوے اور زیادہ بیقرار ہوے خواجہ عمرو نے جو آسمان
سے یہ معرکہ دیکھا کہ دولھا لباس فاخرہ پہنے ہوے چاندی سونے کے زیور مین لدا بیٹھا ہے خواجہ
کے منہ سے رال ٹپک پڑی کہا ای بُرّان کیا عمدہ مجمع ہی میرا ابھی دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے ذرا
مجھکو اوتار دو ملکہ بران نے خواجہ کو ایک طرف اوتار دیا آپ نخل پر عقاب بنکر بیٹھین پتون مین
بھی ہوئی ہین یہان سب محفل مین بیٹھے ہین کہ سب نے دیکھا ایک مجرا گویا طنبورہ کاندھے پر سرخ
ہ سر پر باندھے ہوے شروع کا پایجامہ کرتا چکن کا گنگناتے ہوے محفل مین آئے پکار کر آواز دی
علی اعلے مراتب رہین یہ صحبت آباد دولھا دولھن دلشاد ہم پرانے گانے والے ہین دولھا کی مان کو
یاہ کے لائے دولھا کی نانی کو گود یون مین کھلایا سبھون نے کہا بڑے میان صاحب آیئے ہین
پ کا نام یاد نہین کہا حضور استاد خورد و برد میرا نام راضی کرنا سبکو یہی کام ہے سب صاحب مجھکو پہچانتے
ین ملکہ منیوش کو گود یون مین کھلایا اونکے باپ چھوٹے سے تھے اونکو گود مین لیکر بھی مین
باکے نکے کا ٹھرا ایلاتا تھا سب نے کہا میان پیر کلاونت صاحب اچھی طرح بیٹھیے کچھہ گانا سنائیے ہم لوگونکو
پ کا بڑا اشتیاق ہی خواجہ نے سبکے بیچ مین بیٹھکر اول طنبورہ ملایا سب جانتے تھے کہ بڈھا کیا گا
کچھہ مسخرہ پن کرے گا لیکن خواجہ نے بالحان یہ غزل گانا شروع کی **غزل**

ی ایذا ہے راحت روز کے دکھہ پانیوالے کو	مزا دینے لگا غم آپکے غم کھانے والے کو

نہ آہ سینے مین ہی پیچ و تاب سے فارغ | نہ آنکھ مین ہے نگہ اضطراب سے فارغ
کیا فلک نے جو فکر شراب سے فارغ | رہے نہ دغدغۂ احتساب سے فارغ
کسیلی یاد نے کچھ کہکے وقت مرگ کیا | سوال روز جزا کے جواب سے فارغ
گناہ جسنے کیے بحساب خوب رہا | کہ جلد حشر مین ہوگا حساب سے فارغ
نہ سونے دیکی تپش دل کی چین سے پس مرگ | جو ہم ہوئے بھی لحد کے حساب سے فارغ
ملا ہے دیدۂ بیدار بخت خفتہ ہمین | یہ فکر خواب مین وہ فکر خواب سے فارغ
تسلیان مجھے دیتا ہی اسلیے وہ شوخ | کہ تا کبھی نہ رہون اضطراب سے فارغ
تھمی ہی چرخ کی ایام ہجر مین گردش | یہ دن وہ ہین کہ ہی دہر انقلاب سے فارغ
بہشت مین بھی ہین رند اور بادۂ طہور | کہین نہین ہین وہ شغل شراب سے فارغ
خوشا طبیعت آزاد کر دیا جسنے | تعلقات جہان خراب سے فارغ
جلال رہے کتابی کی یاد مین شب و روز | رہی نگاہ نہ سیر کتاب سے فارغ

دل نہین مانتا اگر ہوسکے کسی طرح اس نیاز نامے کا جواب ضرور لکھیے گا اگر جواب نامہ ہم تک پہن تو دل کو تسکین روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت ہوگی زیادہ کیا لکھون آفتاب حسن وکمال از افق جاہ وجلال تابان و درخشان رہے یہ لکھکر لفافے پر اپنی مہر کی نامہ ابوالف کو دیا کہا بھیّا یہ نامہ مخفی اونکو پہونچانا ابوالفتح نے نامے کو لیا خواجہ نے ایک عرضی بنام صاحبق لکھی کہ غلام نے آکر ابر ماہ سیما کو قتل کیا جسکی وجہ سے آپکے لشکر پر آفت تھی غلام کا حاضر ہونا ب تھا ورنہ قدمبوسی کرتا اب تو قتل افراسیاب کی فکر ہے آٹھ پہر رہائی اسد کا ذکر ہے چند فقرات لکھ عرضی شعبان کو دی کہا اے فرزند یہ عرضی آقائے نامدار کو دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ غلام نہایت مشتاق دیدار فرحت آثار ہے آپکے اقبال سے غلام نے افراسیاب کے جی چھڑا دیا انشاءاللہ بہت اسد غازی کو بھی رہا کرتا ہون بہت کچھ عمرو نے کہا شعبان نے عرض کی اسی طرح عرض کردونگا پانچون عیار رخصت ہوکر خواجہ عمرو سے طرف لشکر صاحبقران کے روانہ ہوے ملکہ بران خواجہ کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلین عجائب و غرائب دیکھتی ہوئی جاتی ہین گذر ملکہ بُران کا سے قلعہ مینوشان کے ہوا مینوش جادو یہانکی حاکم ہے اس قلعہ کا دستور ہے کہ ہر وقت

اکر بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا مگر خیال ہی کہ عیار واپس آئین تو حال مفصل معلوم ہو کہ ساحر کو کسنے مارا
نہین معلوم یہ کون ساحر تھا صاحبقران زمان تو اوس انتظار مین ہین مگر وہان ملکہ بران لڑائی سے فتح
کر کے پلٹین بارگاہین خیمے سب وہین چھوڑ دیے بران اوس پہاڑ پر آئین کہ جہان سب عیارون کو
نیجون کے ہاتھہ روانہ کیا تھا سب عیار بیہوش ہو گئے تھے آکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ عمرو
کی آنکھہ کھلی گھبرا کر اوٹھے پوچھا کیون ملکہ بران وہان کیا گذری بران نی کہا آپکا اقبال ورحمت
پروردگار سے اوس بیحیا کو اس کنیز نے واصل جہنم کیا یہ سنکر خواجہ اپنے مقام سے اوٹھے کہا مین خیمے
وغیرہ جا کر قبضے مین تو کر لون ملکہ بران ہان ہان کرتی ہین مگر خواجہ کب سنتے ہین پہاڑ سے کود کر
بھاگے جاتے ہی سب بارگاہین خیمے نذر زنبیل کیے جادوگردن کے مردے بھی خواجہ نے لوٹ لیے
جابجا مُردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین جسکی کمر مین ہمیانی پائی نکال لی اگر ہمیانی دستیاب
نہوئی ایک لات ماردی کہ اودنی عمر بھر خوب پیدا کیا اور کچھہ ہمارے واسطے نہ رکھا کوئی مردہ باقی
نہ رہا سب کو لوٹ کے بالاے کوہ آئے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب تو لشکر قریب ہے خواجہ اگر
تمھاری خوشی ہو تو لشکر صاحبقران مین ہوتے چلیے عمرو نے کہا میرا جانا مناسب نہین صاحبقران
مجھکو روکینگے یہ سنکر ملکہ بران نے کہا خواجہ اگر وہان جانا مناسب نہین یہ عیار تو لشکر اسلام مین جائینگے
اگر آپ کی خوشی ہو تو ایک نامہ بنام ایرج نوجوان لکھہ دون خواجہ نے کہا بسم اللہ لکھہ دو ابوالفتح
کو پہنچا دیگا ملکہ بران کے دل مین نہایت اشتیاق بھرا ہوا تھا کاغذ و قلم و دوات جھولی سے نکالا
نامہ لکھنا شروع کیا نامہ غزال صحراے بے اعتنائی و پروردۂ مہد کج ادائی زاد اللہ عشقکم بعد آرزوے
ملاقات اشتیاق آیات واضح ضمیر مہر منیر شہریار جلالت آثار ہو کہ یہ فراق دیدۂ ہجران کشیدہ اس
نوبت تک آئی بڑی سختی اوٹھائی آپ کی ملاقات کا دل کو نہایت اشتیاق تھا مگر آپ تک آنا
مناسب نہ ہوا یہان ابر ماہ سیما کو مارا جسنے آپکے لشکر ظفر اثر کو مبتلاے سحر کیا مگر دل کی بیقراری کا
کیا حال لکھین اکثر سمجھانے والے سمجھاتے ہین ہم پہرون ہوش مین نہین آتے اپنے ہجر کا حال
لکھین تو برسون تک نہ لکھہ سکین کس کس کا ذکر کرین دل بیقرار آنکھین اشکبار ہاتھون کو خواہش
چاک گریبانی دل کو پریشانی ہے پانون کو کوچہ گردی کے مشتاق قلب کو دیدار فرحت آثار کا
اشتیاق کیا کہین عجیب کیفیت ہی بقول شاعر شیرین کلام نظم

جہان نے سارے لشکر مین قیامت برپا کردی ہی ابر ماہ سیما نے کہا بی بران نے تو غضب کر
ہی سارا میرا لشکر تباہ ہو گیا بُران نے پکار کر آواز دی تو مقابلے مین نہین آتی تیل ماش بھیجتی ہی یہ سنکر
ابر ماہ سیما جھلا گئی سحر کرتی ہوئی بڑھی کئی گولے مارے ملکہ بران نے اشارہ کر دیا گولے پھٹ گئے
ابر ماہ سیما نے بڑے بڑے سحر کیے بھلا ملکہ بُران اوسکے سحر کو کب مانتی ہین جب اشارہ کر دیا سحر دفع ہو گیا
جب ابر ماہ سیما سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی ملکہ بران شمشیر زن نے جھولی سے کارد سحر نکالی واز
او ابر ماہ سیما لے اوسی غصے مین کارد کھینچ ماری سینہ بے کینہ ابر ماہ سیما پر کارد سحر پڑی مہرہ پشت
توڑ کر پار گذری ابر ماہ سیما کا مرنا کہ آندھی سیاہ اوٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ در
آواز آئی کشتی مرا نام من ابر ماہ سیما بود یہان تو کل ساحرون کو ملکہ بران نے گھیر کر مارا کوئی
زندہ نہ بچا وہان لشکر صاحبقران مین یہ وقت تھا کہ تین دن اس سحر کو گذر چکے تھے صاحبقران
بسبب حرز ہیکل کے بیہوش تو نہین ہوے مگر اسم اعظم بند دل دردمند سارے لشکر کو دیکھا مبتلاے آ
گرد لشکر آگ بھڑک رہی ہی آسمان سے برف برس رہی ہی سب ملازم بیہوش پڑے ہین صاحبقران بیقرار
و اشکبار چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین جدھر جاتے ہین سردارونکو بیہوش پاتے ہین کوئی دعائیں
مانگ رہا ہی کوئی رو رہا ہے اشکون سے منہ دھو رہا ہے باپ چاہتا ہی کہ بیٹے کو اوٹھائے خود بھی اوس
آفت مین پھنستا ہی برف کا برسنا اہل اسلام کا قطرۂ آب کو ترسنا صاحبقران حیران حیران اس حال
مصیبت مآل کو دیکھ رہے ہین اور دعائین مانگتے ہین کہ اے پروردگار و اے ستار و غفار یہ کیا معرکہ
یہ آفت آسمانی کیسی آئی کہ کل اہل اسلام تباہ ہوے جاتے ہین گلزار ابراہیمی پر خزان آئی بلکہ
جو صاحبقران نامدار نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک دناٹا ہوا کہ دل سب کا ہلکا
ابر شق ہو کر غائب ہوا آگ بجھ گئی ہر طرف سے صدائے تکبیر بلند ہوئی خوشیان کرتے ہوے
سب سردار اوٹھے صاحبقران نے فرمایا کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا تھا معلوم ہوتا ہی کسی ہمارے
دوست نے اوسکو مارا بادشاہ نے فرمایا عیار پہلے ہی نکل گئے تھے یہ فرزندان عمرو مین کوئی لنکا
عیاری کر کے ساحر کو مارا لشکر لقا مین یہ خبر پہونچی کہ اہل اسلام اس آفت مین مبتلا تھے اب وہ آزاد
ہر طرف ہوئی اسوقت بڑی خوشیان ہو رہی ہین لقا نے کہا یہی تقدیر ہمنے نوے ہزار برس پیشتر
لکھی کہ مسلمان آفت مین پھنسینگے اور پھر بچ جائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین صاحبقران نامدار کا

رفتار ہوگئی ہون چلکر دیکھہ آؤن تو بہتر ہے بلند ہوکر آسمان پر آئین خواجہ عمرو و دیگر پانچ عیار زمین
ڑے تڑپ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوی جاتی ہے تمام جادوگرون نے بلوہ کیا ہے کہ عیارو
جلد قتل کرو عیار تڑپ رہے ہین بھڑک رہے ہین بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین ملکہ برّان
آنکھون مین اندھیرا آگیا غصے مین آکر ہاتھہ جھٹکا یا برق گری کئی سے کے سر اوڑ گئے کسی کا ہاتھہ ٹوٹا
سیکا سر پھٹ گیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ آسمان سے
برق چمک رہی ہے آفت آسمانی آئی ابر ماہ سیما نے سر اٹھایا دیکھا صفدر وصف شکن ملکہ برّان
شمشیر زن آسمان پر سے سحر کر رہی ہین ابر ماہ سیما نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی او تیران نے
ین پہچانا برّان نے زمین پر اترتے اترتے چند تپے پھینکے کہ وہ سنہری پنجے بنکر عیارون پر گرے
ب کو اوٹھا کر لیگئے خواجہ عمرو ہر چند غل مچاتے ہین چیختے ہین پیٹتے ہین کہ مجھکو اسی مقام پر رہنے دو
دو چار کوڑی کا روزگار کر دونگا پنجے کب سنتے ہین دستگیری کر کے لیگئے ملکہ برّان سحر کرتی ہوئی ہین ہر
یا سحر کیا کہ سارا لشکر گھر گیا بعض ٹکراتے ہین بعض غل مچاتے ہین کہ حضور یک نظر ہے خوش گذری نظم

گردم قتل بھی دیدار میسر ہوتا — آب حیوان سبھے آب دم خنجر ہوتا
لاکھہ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا — کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا — تجھسا بیرحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتونکا جو کرتا مین خیال — اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو — کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی — موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال — ششجہت مین نہ کبھی آکر مین ششدر ہوتا
رحم آیا نہ اوسے ورنہ مرے نالون سے — پانی ہو جاتا وہین کیسا ہی پتھر ہوتا
چھوڑکر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت — نقد سے دام بدلنا نہین بہتر ہوتا
قامت یار کہان اور کہان سرو چمن — کہین ہمسر نہین طوبی سے صنوبر ہوتا
موتیونکا ہے جبین پر ترے جھیکا اس طرح — جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا
کچھہ بسبر اور بھی ارمانون مین کرلیتے نظام — عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا

مارا شعبان نے ایک تھپر کلان کلہ گو مین مین دیگر مارا کہ جلاد کا سر اڑ گیا بلڑ ہوا کہ جلاد دیوانہ تھا اُ
ہاتھ سے اپنے خنجر مار لیا آواز دی ابر ماہ سیما نے کہا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ شعبان جلاد بنکر دو
حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا حضور سار بان زادے کا سر کاٹ لون ابر ماہ سیما نے حکم دیا شع
نے بڑھکر تیغہ مارا عمرو نے ہاتھ اوٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خواجہ تڑپ کے اُٹھے پانچون عیارون نے
تیغے کھینچے حقہ ہاے آتشبازی چلنے لگے ساحران غدار مثل ہیمہ خشک جلنے لگے عمرو کو سب عیار
بیچ مین لیا چاہتے ہین کہ عمرو کو نکال لیجائین آدھے لشکر تک لڑتے ہوے آئے ابر ماہ سیما کہ
ارے سحر کرو عمرو کو نکالے لیے جاتے ہین جب جادوگر بڑھتے ہین عیار حقہ ہاے آتشبازی مار کر گر
ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے جب کوئی جادوگر مرتا ہے اندھیرا ہو جاتا ہے ساحرون کا قلب تھ
جب وسط لشکر مین اسطرح لڑتے بھڑتے پہونچے ابر ماہ سیما نے دور سے دیکھا پانچ عیار عمرو کو
قبلہ و کعبہ کہتے ہوے لیے جاتے ہین ابر ماہ سیما نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ جو جاکر پھٹا چھو
عیار لڑکھڑا کر گرے ابر ماہ سیما تیغہ کھینچکر دوڑی ان عیارون نے جو اسے تیغہ کھینچکر آتی
دیکھا بے قرار ہو کر دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے اے معبود حقیقی واے رب تحقیقی کیا تیر
صفت کرین تو ہم سبھون کی جان بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہے

نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندہ محتاج را
چارہ ساز لا دوا غیر از تو نیست
در زمان حاکم بجز تو نیست کس
در خدائی ایخدا غیر از تو نیست
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

انتہا را انتہا غیر از تو نیست
حل مشکل از کہ گردد یا الٰہ
مالک و حاجت روا غیر از تو نیست
از کہ جوید مدعا اہل سوال
در جہان فرمانروا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بغربت آشنا
بر کمال فضل تو امیدوار

دوستان ہنگام مطلب دوست
در جہان مشکلکشا غیر از تو نی
نیست جز تو رافع درد جب
صاحب جود و سخا غیر از تو نیس
خالق و رزاق و رب العالم
دوست ہنگام بلا غیر از تو
ای معبود حقیقی ہمکو اس آفت

بچالے یہ تو سب بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ابر ماہ سیما تلوار کھینچے ہوے آتی ہے
بُرّان شمشیر زن جو پہاڑ پر ٹھہری تھین جب خواجہ عمرو کو گئے ہوے عرصہ ہوا تو یہ حیران
کہ نہین معلوم خواجہ پر کیا گذری یہ سوچکر اپنے مقام سے اوٹھین دلمین کہتی ہین ایسا نہو خو

ندہ بھی حاصل ہوا ایک جلاد نے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا عمرو کی اوس وقت حیرانی و پریشانی خواجہ
تے ہین یہان موت لیکر آئی تھی بیقرار ہو کر دعا کی پروردگار میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی کہ جبتک
ن اوس بری چیز کو نہ مانگو نگا میرے قریب آئیگی آج تو ملک الموت کا سامنا ہی تجھے سب طرح کا
اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہی نظم

ف کن برمن ایخداے رحیم
وز تا شب نگون ہی تسلیم
کہ این بندۂ صداقت کیش
رہ لطف خاص فضل عمیم
ف کن اے خداے بندہ نواز
ت و بخش رد عزت و تکریم
سینہ ام کن صفا چو آئینہ

کن کرم ایجناب رب کریم
بر در عجز دایما خم دار
ہست پابند بند نفس لئیم
گنج عرفان مرا عطا فرما
برمن عاجز و غریب و یتیم
حب دنیا ببر ز خاطر من
از غبار تعصب کینہ

دار بر خاک آستانۂ خویش
سر تسلیم و گردن تعظیم
مخلصی کن عطا ازین زندان
پاک کن دل ز خواہش زر و سیم
در فقیران و خاکساران بخش
دور کن از من این عذاب الیم
خواجہ عمرو تو زیر تیغ بیٹھے ہین

اہر بن عمرو و شعبان خنجر گزار تین عیارون کو ساتھ لیکر جو برائے تلاش نکلے تھے پھرتے پھراتے
ان آکر پہونچے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ابر ماہ سیما ہر اسی نے لشکر اسلام پر سحر کیا ہے اب اس
تیاق مین یہان اوتری ہوئی ہی کہ خبر بربادی مسلمانان سن لون تو یہان سے مع لشکر کوچ کرون یہ بھی عیار
ورت مبدل اس لشکر مین آئے یہ بھی دریافت ہوا کہ خواجہ عمرو آئے تھے وہ گرفتار ہو گئے اب عیار
ن ہوے کہ خواجہ عمرو یہان کیونکر آئے یہ عیار جواہر وغیرہ بھی اوسی مجمع مین آکر کھڑے ہوے
ھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہین گھبرا رہے ہین جواہر نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ
ن کیونکر آئے اور گرفتار ہوے بدحواس پھر رہے ہین ابوالفتح کہتا ہے تلوار کھینچکر اسپر جا پڑون
نے ماموں جان کو رہا کرون شعبان خنجر گزار کہ فرزند دلبند ملکہ یاقوت ملک ہے
ایت بے قرار ہے بارہ ہزار بیک بچے لیکر آیا تھا مان نے اسکو تمام فنون تعلیم کیے ہین دفتر
ندلی نامہ مین یہ داستانین تحریر ہین کہ جب دود کی آدمخوار نے لشکر اسلام پر آفتین برپا
ن اور خواجہ پریشان تھے اوسوقت مین شعبان خنجر گزار آگے پہونچا تھا اور دود کی
پکڑ لیا یہ عیار بلاے روزگار ہے ایک گوشے مین چپکا کھڑا ہی جیسے ہی جلاد نے ہاتھ تلوار کا سر پر عمرو کے

اسوقت جو نقشہ اوٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار میرے لشکر مین آیا ہی عیاری کریگا اوسیوقت
ایک جوان سحر سے بنایا اور کہا کہ فلان مقام پر جا فلان صورت پر عمرو عیار کھڑا ہی اوسکو بلالا
جوان سحر کا پتلہ چلا مثل انسانون کے چھپتا ہوا جاتا ہی خواجہ دریافت کرکے چاہتے ہین کہ عیاری کیا
چلین کہ ایک شخص نے آکر سلام کیا کہا خواجہ عمرو صاحب چلیے آپکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی خواجہ یہ سنتے
گھبرا گئے اپنے پیچھے دیکھنے لگے کہا عمرو عیار کہان ہی میرا تو کوئی یار دوست نہین ہی اوس جوان نے ہا
پکڑ لیا کہا خواجہ میرے ساتھ مکر و حیلہ نہ کرو مین لمونہ سحر سامری ہون یہ کہکر منہ پر بھی خواجہ کے
پھیر دیا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا وہ جوان لیچلا خو
ہرچند راہ مین اوسے دم دلاسا دیتے ہین وہ جواب نہین دیتا جب خواجہ بہت عذر کرتے ہین تو وہ ہنس
کہتا ہی او مکار کیون باتین بناتا ہی مین ساختہ سامری و جمشید ہون مین سامنے ملکہ کے تجھکو ضر
لیچلونگا ابر ماہ سیما بیرون بارگاہ آکر بیٹھی ہی مصاحبون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ کمال تو دیکھو نگوڑا ہ
زادہ طلسم ہوشربا یہان کیونکر آگیا اہل اسلام پر مصیبت ہوئی اور یہ پہونچا اب گرفتار ہوکر آتے
کہ سب نے سامنے سے دیکھا وہ پتلہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لیے آتا ہی پکار کر ابر ماہ
نے آواز دی تو ہوشربا سے یہان کیونکر پہونچا ہمکو بھی معلوم ہوگیا تیری عیاری یہان نہ چلیگی
وہ ساحر نادان تھے جو تیرے ہاتھ سے مارے گئے غیر ساحر کے ہاتھ سے ساحر مارا جاے بڑے تعجب
کی بات ہی سب ساحر کمال پر ملکہ ابر ماہ سیما کے تعریفین کر رہے تھے کہ ملکۂ عالم جب آپ ایسا ب
ہو تو ان عیارون سے جان بچائے یہ سب بلاے روزگار ہین ابر ماہ سیما نے کہا کیون خواجہ
تمھارے ہاتھ سے صدہا جادوگر مارے گئے اب تمھارے واسطے وہ جفا ہو کہ ماہیان دریا و مرغان
تمھارے حال پر گریہ و زاری کرین اور ہمکو ترس نہ آئے عمرو نے کہا اے ابر ماہ سیما سنو یا تمھاری قض
ہی یا میری دونون مین سے ایک ضرور قتل ہوگا ملکہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلادان خرس طینت میمو
خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت شلنگین لگاتے ہوے سامنے آئے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم کیا حکم
ہوتا ہی ابر ماہ سیما نے کہا آج قاتل دو مامہ و مشمس قید ہوکر آیا ہی روح سامری کو اسکے قتل کرنے سے
راحت ہوگی طلسم ہوشربا مین آفتین برپا ہین آٹھ نو سے سرداران شہنشاہ باغی ہوگئے
لڑائی پڑتی ہی یہ لوگ غالب آتے ہین مینے تو نامہ روانہ کیا ہے جواب آتا ہوگا یقین ہی کہ خلعت

ابی ہو ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ خدا مالک ہے یہ کہکر ملکہ بران طاؤس پر سوار ہوئین سیاب سحر
نے پاس رکھہ لیا طاؤس کو اڑا کر چلین ہر طرف پہاڑون جنگلون کو دیکھتی بھالتی ایک صحرا مین پہونچین
بھا خواجہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اتار رہے ہین ہر چند کہ تصور مین محبوب کے بیقرار مگر پکار کر آواز دی
ے عمر ناہنجار یہ کیا معرکہ ہے عمرو نے جو بُرّان کو دیکھا کپڑے تو مسافر کے اوتار لیے ٹانگ پکڑ کے
سکو ایک غار مین ڈال دیا ملکہ بُرّان زمین پر آئین خواجہ نے کہا بی بی عجب معرکہ ہے ابر ماہ سیما کوئی ساحرہ
ونے لشکر اسلام پر سحر کیا اوسکی کنیز نامہ لیے ہوے جاتی تھی مینے اوسکو گرفتار کیا نامہ میرے پاس ہے
ین خیال مین دل اوداس ہے ملکہ بُرّان نے کہا خواجہ مین نے بھی خواب پریشان دیکھا جسکا ظہور
ہوا کہ آپکی زبانی تمام حال معلوم ہوگیا اب جو فرمائیے وہ کیا جائے عمرو نے کہا اتنا دریافت کیجیے
لیا تدبیر کرین بُرّان نے کہا آپ کے سامنے مین کیا عرض کر سکتی ہین عمرو نے کہا نامہ تو میرے
ں ہے مین کسی طرح وہان تک پہونچ جاؤن تب حال سحر کھلے مگر یہ ہم جانتے ہین کہ چلنا دوبھ
رم ہے خواجہ و بُرّان سے عرصہ دراز تک یہی باتین رہین آخر کو یہ امر طے ہوا کہ وہان چلیے چلکر
یکھا جائیگا ملکہ بُرّان نے خواجہ کو بھی طاؤس پر سوار کر لیا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
ین تمام جنگلون کو طے کر کے قریب کوہ عقیق کے پہونچین دور سے دیکھا ایک لشکر اوترا ہوا ہے
گاہ کلان استادہ ہے بران نے خواجہ عمرو سے کہا شاید کسی ساحر کا لشکر اوترا ہوا ہے مگر لشکر مین بڑی
ل پہل ہے خواجہ نے کہا مجھے اوتار دو تم پہاڑ پر جا کر ٹھہرو مین دریافت کر کے ابھی آتا ہون ملکہ بُرّان
ے پہاڑ پر آکے ٹھہرین خواجہ کو اوتار دیا خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر اوس لشکر مین آئے دیکھا ہزار ہا جادو
گش ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہو رہا ہے خواجہ دیکھتے بھالتے ایک مقام پر آکے ٹھہرے یہ وہ دریۂ
ل پوچھنے لگے کہ کیون صاحب یہ کسکا لشکر ہے کہانسے آتا ہے کہان جائیگا ایک نے بیان کیا یہ لشکر
برماہ سیما خراجگزار افراسیاب کا ہے ہماری مالک نے جا کر لشکر اسلام کو آفت مین پھنسایا اب اپنے
لعے کیطرف جاتی ہین افراسیاب کو ایک نامہ لکھا تھا یقین ہے وہانسے کچھ جواب آتا ہو آدمی شوخ دیدہ
ین پسندیدہ اسی مقام پر اوترے ہین خواجہ یہ حال سنکر بہت گھبرائے جی مین کہا کہ آپ کچھ تدبیر کرنا
ا ہیے وہان ابر ماہ سیما جسوقت سے سحر کر کے آئی ہے اور اسم اعظم بند کر کے لائی ہے شیشہ اسم اعظم کا
سامنے رکھا رہتا ہے علم سحر مین ایسی کامل و اکمل ہے کہ نقشہ جات ہر وقت تیار رہتے ہین وسکو دیکھا کرتی ہے

باغ مین اس سے مزاحم نہو گلچین سے کہو
گفتگو آج ہی کچھ وصل کی شاید گلچین
کیسی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات
چتر گل سر پہ ہی اور تختۂ گلشن پہ جلوس
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود
دربدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین

دخل بے حکم کہے تھی یہ مجال بلبل
کان مین گل کے صبا کہتی ہی حال بلبل
مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
کعبۂ گلشن ہے یہ ہی خام خیال بلبل
باغبان ڈرتا ہی یون دیکھ و بال بلبل
گل کو معشوق سے عاشق سی مثال بلبل

چمن مین جاکر وحشت ملکہ بران شمشیر زن کی زیادہ بڑھی تصور معشوق مین بیقرار و اشکبار رشک وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ملکہ چمن مین اکیلی ٹہل رہی ہین قریب آکر بلائین لین عرض واری خیر تو ہی مین عجب حال مین آپکو پاتی ہون درحقیقت آپکا رنج و ملال جا سے ہی مگر انشاءاللہ کبھی دن ہوگا کہ پردۂ فراق درمیان سے اوٹھ جائیگا دل مترددآرام پائیگا ملکہ بران اور زیا روز لگین کہا ای شگوفہ آج مین نے عجب خواب پریشان دیکھا اوس خواب کے خیال مین عرصۂ دراز رویا کی اب سوقت اور بیقراری زیادہ ہوئی یہ سنا تھا کہ افراسیاب جادو نے بہت ساحر روانہ کیے نہین معلوم وہان کیا گذری بڑا افسوس تو یہ ہے کہ جو ساحران نامی مطیعان اسلام ہین انکو صاحب ولشکر مین نہین رہنے دیتے اکیلے صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین اور سب فرزندان عالی و اس امر سے محروم ہین اگر کسی ساحر نے جاکر کچھ آفت برپا کی تو کون دفع کرے صاحبقران ا کس کس سے لڑینگے سب صاحبزادی آتش خو شعلہ مزاج کیسا ہی ساحر ہو اوسپر جا پڑتے ہین اسکا خیال نہی کہ یہ ساحر ہی علم سحر سے آگاہ نہین مگر سب صاحبان اقبال ہین ایسے اسباب پیدا ہوتے ہین کہ ساحرون غالب آجاتے ہین مگر جفاے بسیار کے بعد جانین بچتی ہین ہر روز سامنا موت کا خدا انکو بکار بچائے اے شگوفہ اگر شاید کوئی نامہ و پیام والد نامدار کا آئے تو کہدینا کہ طرف ہزار درے تشریف لگئی ہین مین اس فکر مین جاتی ہون کہ تا بہ کوہ عقیق تو جانا بہت دشوار ہے شاید کو آئندہ و روندہ راہ مین ملے کلی آرزو کی کھلے اوس سے حال پوچھکر چلی آؤنگی شگوفہ نے کہا بسم اللہ لیا اری جو کام کیجیے گا سمجھ بوجھکر کیجیے ایسا نہو کسیطرح یہ خبر آپ کے والد کو معلوم ہو جائے تو جو

ب ہون ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین لنسترن پہاڑ سے اوتر آئی کہا میان ساحر صاحب
ی خدمت مین ملکہ حیرت کے جاؤنگی خواجہ نے کہا مین پہونچا دونگا تم نہ گھبراؤ اب دونون باتین
تے ہوے چلے راہ مین تھوڑی دور آکر لنسترن نے کہا کہ اب رستہ کتنی دور ہی خواجہ نے جواب دیا
و وہ سامنے ملکہ آتی ہین جیسے ہی لنسترن نے منہ پھیرا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
سکا مارا وہ ارے کہکر بلٹی خواجہ نے حباب مارکر بیہوش کیا لاش کیطرح کھینچکر کنارے لائے تلاشی جو
جھولی مین سے نامہ نکلا اوسنا مے کو پڑھکر خواجہ عمرو بے قرار ہوگئے کلیجہ پکڑے ہوے طرف اپنے
لشکر کے چلے دل سے باتین کرتے ہوے کہ اے خواجہ یہ کیا غضب ہوا نہین معلوم عیار کمبخت کیا
تے ہین ایک جادوگرنی نے اتنا بڑا جبر کیا کہ اسم اعظم بھی بند کرلیا اور سارے لشکر کو مبتلاے سحر کیا
و دل سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن قصر مین اپنے بیٹھے
بیٹھے گھبرائین معشوق پر جو رنج پہونچا انکے بھی قلب مضطر کو صدمہ گذرا بقول شاعر شعر دل ابلبل
ہیست درین گنبد سپہر ؛ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ؛ گھبرا کر اوٹھین اپنے باغ کے
ستان مین جو ٹھہرین شمیم گل دماغ مین پہونچی باغ مین ٹہلنے لگین سرو کی سرکشی دیکھکر قد معشوق
آیا رنگ گل پر جو نگاہ پڑی عارض انور کے تصور مین مثل عندلیب بینوا گریان و نالان یہ اشعار
بصد سوز و گداز ورد زبان کیے

نظم

ہوگیا وصل کی حسرت مین وصال بلبل　　خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل
موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل　　باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم　　آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل
وصل ہوتا ہی میسر جو کبھی اوس گل سے　　ہمصفیر و یہ مجھے آتا ہے خیال بلبل
باغبان ہی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو　　سب یہ بڑھ جائیگا گلشن مین وبال بلبل
پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم　　ہوا اسکو بس مرگ ملال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن غرور　　مر گئے پر نہ ہوا گل سے وصال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر　　ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر اب کی برس قرعہ بنام صیاد　　دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل

ابر تھرا رہے ہین شق ہو ہو کر آگ ہوتی ہین پر پرواز پیدا کیے اڑ کر بلند ہوئی زمین پر اتر کر بصورت
لشکر اسلام مین آئی پھرنے لگی ایک شخص سے پوچھا کیون صاحبو ابھی کیسا ہلڑ تھا لوگون نے کہا کہ جی
تھا اب صاحبقران دروازے پر کھڑے ہوئے اسم اعظم پڑھ رہے ہین اسوجہ سے وہ سحر کم ہوا لکہ ہا
نابود ہوے ابر ماہ سیما کو جو یہ معلوم ہوا کہ اسم اعظم کی وجہ سے سحر نہین تاثیر کرتا یہ حال دریافت کر کے بالا گے
آئی اپنا خون جسم سے نکالا ماش کے آٹے مین ملا کر ایک طایر بنایا اوسپر سحر کیا وہ طایر اوڑتا ہوا جہا
صاحبقران کھڑے تھے وہان آیا گرد سر صاحبقران چرخ مارا امیر کی زبان بند ہوئی وہ طا
چرخ مار کر روانہ ہوگیا پاس ابر ماہ سیما کے آیا ابر ماہ سیمانے اوس طائر کو ایک شیشے مین بند کیا
صاحب قران خاموش ہو کے پلٹ آئے اب خاموش ہو کے بارگاہ بیٹھے سحر کی ترقی ہو
ابر بھی گھر گر آیا شعلہ ہاے آتش کو بھی زور ہوا بھڑک بھڑک کر بلند ہونے لگے پہر بھر کے عرصے مین
لشکر مبتلاے سحر ہوا عیارون نے درہ کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ لشکر اسلام پر ابر چھا گیا شعلہ ہا
نے تمام لشکر گھیر لیا قنطورہ ہاے زربفتی لگا کر تلاش مین سحر کرنے والیکے نکلے کوئی مشرق گیا کوئی
مغرب روانہ ہوا ابر ماہ سیمانے خوب سحر کیا جب اسنے دیکھا کہ ابر اور شعلون نے لشکر اسلام کو گ
شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پہاڑ سے اوتری پر پرواز پیدا کر کے اوڑی اپنے لشکر مین آئی کنیزون نے بو
واری کیا ہوا ابر ماہ سیمانے کہا مینے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا ایک تہنیت نامہ شہنشاہ ہوش
روانہ کرونگی یقین ہی شہنشاہ بہت خوش ہونگے سب نے کہا بہت مناسب ہے اوسی وقت اسنے کا
اوٹھا کے ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ غنچہ آتشبار کا لاشہ کنیز نے دیکھا میرا بھا
کو بہت ناگوار ہوا کنیز نے جا کر سحر کیا سب مسلمانون کو آتش و آب مین پھنسا لیا حضور اس سحر سے آگا
یہ سحر آب و آتش ساختہ سامری ہی اندر ایک ہفتے کے سب کا خاتمہ ہوگا ایک کنیز نسترن نامے حاضر
کہا یہ نامہ طلسم ہوشربا مین لیجا ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دینا وہ شہنشاہ کو پہونچا دینگی نسترن
اوسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوگئی صحرا اونکو طے کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی دو دن کا رستہ باقی تھا گیر ح
رہگیا تھا خواجہ عمرو پھرتے ہوے صحرا مین آئے دور سے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ کھڑی ہوئی
جانب سر اوٹھائے دیکھ رہی ہی خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے
کوہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم کسکی تلاش ہی مین اس صحرا کا طرفے افراسیاب

…صاحبقران نے رستم سے ملاقات کی رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند تمھارے آنیسے لڑائی
…فتح ہوئی رستم نے عرض کی آپکا اقبال صاحبقران سبکو ساتھ لیکر ملیٹے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے
…فا خستہ و شکستہ اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب جادو کو پھر نامہ لکھا کہ ایسے مغرور غنچہ آتشبار آتے ہی
…گیا ایسے مغرور کو نہ بھیجا کر قدرت جلدی قتل کرا دیتے ہین اب وہ بہشت مین سیر کر رہا ہے نامہ تو اسطرف
…یا لیکن ملازمان غنچہ آتشبار جو لاش غنچہ آتشبار کا لیکر چلے تھے پندرہ کوس رستہ طے کیا تھا
…ب صحرا مین ملکہ ابر ماہ سیما شکار کھیل رہی تھی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے وہان رہتی ہے اسنے
…نکی جو آواز سنی کہا ارے دیکھو تو کون روتا ہے کنیزون نے دریافت کر کے عرض کیا کہ حضور غنچہ
…تشبار رہے مقابلہ مسلمانان گیا تھا وہانسے تو واری کوئی زندہ نہین پلٹتا یہ بھی مارا گیا یہ سنکر ابر ماہ سیما
…سناٹا آگیا کہا وہ تو ہمارا عزیزدار تھا ہوشربا سے رشتہ قطع ہوا مین جا کے مسلمانون کو مٹاؤنگی ہون
…تو غضب کیا یہ کہکر لاش اپنے سامنے منگوائی ارتھی بنوا کے اوسیوقت لاش کو جلایا غصے مین حکم
…ا تمام لشکر تیار کرو ساٹھ ستر ہزار کنیزین تیار ہوئین ابر ماہ سیما مع فوج روانہ ہوئی راہ مین سب سے
…لاح کرتی جاتی ہے کہ عیارون کا وہان بڑا ہلڑ ہے اسلئے بچنا چاہیے مین تنہا جاتی ہون تم اسی
…ام پر ٹھہرو ایسا سحر کر کے چلی آؤن کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکر طاؤس کو اوڑایا کوہ
…ق گلزار سلیمانی پر آکے ٹھہری نگاہ اوٹھا کر دیکھا لشکر صاحبقران اترا ہوا ہے ابر ماہ سیما
…حر کرنا شروع کیا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئی گرد لشکر صاحبقران شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے عیار طلائے پر
…رہے تھے ان سبھون نے جو یہ دیکھا کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آنے لگے گرد لشکر کے چنگاریان آگ کی نکل
…ہین جواہر خنجر زن وغیرہ نکلکر بھاگے سمجھ گئے کسی ساحر نے سحر کیا عیار تو جاکر درہ کوہ مین ٹھہرے
…نسے دیکھ رہے ہین یہان ابر بڑھا آگ کے شعلے بلند ہوے تمام لشکر کو شعلہ آتش نے گھیر لیا ہلڑ جو
…مین ہوا صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے ایک ایک سے پوچھتے ہین یہ کیسا ہنگامہ ہے
…رونے بڑھکر عرض کی سارے لشکر پر ابر تیرہ و تار چھاتے جاتے ہین گرد لشکر اول تو چنگاریان آگ کی
…ن اب شعلہ آتش بلند ہوگئے کوئی نکل نہین سکتا اسیوجہ سے یہ ہنگامہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم
…نا شروع کیا کچھ پانی پر اسم اعظم پڑھا آسمان کیطرف اوچھالا لکہ ہاے ابر شق ہوے آگ پر پانی
…کا شعلے بھی ناپدید ہونے لگے ابر ماہ سیما نے پہاڑ پر سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ہر سحر واپس آتا ہے لکہ ہاے

نکل گیا رستم نے آکر شکست کو روکا لیکن آتشبار کے سحر نے آفت برپا کردی ہے ہائے خواجہ عمرو
کسی نہ کسی طور سے ابتک اِس ساحر کو قتل کیا ہوتا جواہر بن عمرو رکاب کو چھوڑ کر بھاگا اودھر سے
ابوالفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے آتے تھے جواہر کو جو دیکھا کہ بڑبڑاتے ہوئے
جاتے ہیں ابوالفتح نے بڑھکر پوچھا کیون خلیفہ صاحب خیر تو ہے جواہر نے کہا اے برادر کیا کہوں
ہزارہا جگہ گھس گھسکر عیاریان کین مگر آج تک صاحبقران کو عمرو ہی کی یاد ہے فرماتے تھے کہ ابتک کبھی
عمرو نے غنچۂ آتشبار کو مار لیا ہوتا گیا اب ہم چھوڑ دینگے ابوالفتح نے کہا بھائی مین بھی چلون جواہر
نے کہا تمھاری کیا ضرورت ہے ابوالفتح نے کہا مین لگا لاؤنگا اب ابوالفتح و جواہر چلے ساحرو
کیصورت بنے ہوئے بیچ مین سے گھوڑون ہاتھیون کے نکلتے ہوئے قریب غنچۂ آتشبار کے پہونچے اول
ابوالفتح گیا جاکر جھک کر سلام کیا کہا حضور آپنے بڑی جانبازی کی لیکن اسم اعظم حمزہ کا بند کیجیے ابھی
سب لشکر تباہ ہوتا ہے مینے سحر کیا گھوڑا حمزہ کا رکا دوسرا جادوگر میرے ساتھ ہوتا اسم اعظم حمزہ
کر لیتا ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ تھا غنچۂ آتشبار نے کہا کہ جو تو کہے وہ قبول کرون ابوالفتح
کہا حضور ابھی میرے ساتھ چلین اسم اعظم بند کرا دون مین سحر کرون حمزہ کا گھوڑا رکے آپ سحر کر
حمزہ کو بیکار کیجیے بعد اسکے اسم اعظم بند کیجیے غنچۂ آتشبار ساتھ چلا ابوالفتح لگا کر لیے جاتا ہے جب
سامنے صاحبقران کے پہونچے غنچۂ آتشبار نے گولہ مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی
ابوالفتح نے کہا ایک سحر اور ایسا کیجیے کہ حمزہ کا گھوڑا رکے جواہر خنجر زن دور سے یہ معرکہ دیکھ رہا
غنچۂ آتشبار گولہ لیکر بڑھا ابوالفتح نے کہا دیکھیے حضور ایک ابر بڑے زور و شور سے اوٹھا ہے کوئی
برائے مدد آتا ہے جیسے ہی غنچۂ آتشبار پلٹا جواہر بھی اتنی دیر مین برابر پہونچگیا تھا لپٹ کر خنجر مارا غ
آتشبار کا شکم چاک قصہ پاک مرنا اسکا کہ جواہر خنجر زن نے صاحبقران سے آکے عرض کی
غنچۂ آتشبار کو مارا جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی یا تو سحر ساحرون سے سست ہو رہے
یا فوجین لیکر بڑھے ساحرون نے جو اپنے مالک کے مرنے کی آواز سنی بھاگے اودھر برق شمشیر مسلمانان چمکی
منہ سے نکلا کہ بھائیو بھاگنا ہو تو بھاگو اب قدم نہ رکیگا دیکھو خداوند بھی بھاگے جاتے ہیں
سلیمان عنبر مو کوہی کو بڑھکر لندھور نے زخمی کیا علمشاہ نے بڑھکر علم فوج قلب
لشکر کفار پر شکست فاش ہوئی لقا کو بھاگنے کی تلاش ہوئی لقا نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا لیکن

اس فکر مین چلا کہ علمشاہ سے مقابلہ کرون غنچہ آتشبار بڑے زور شور سے سحر کر رہا ہی سحر سے اسکے زمین
ہل رہی ہی رات کو اسنے اندہیرے مین بہت لوگ مارے اب روشنی مین صاحبقران اسم اعظم پڑہ
رہے ہین جس سردار کو مبتلائے سحر دیکھا اوسکے قریب آکر اسم اعظم پڑھا سحر اوتارا صاحبقران
لڑتے جاتے ہین علمشاہ نے جو اسقلان کوہی کو دیکھا اوسی کیجانب چلے منظور ہے کہ اسی سے
مقابلہ کرون گردان دیوانے نے آتے ہی تہلکہ ڈالدیا دس ہزار دیوانے جو بدستین ہاتھون مین لیے
ہوے جس غول مین پہونچے اوس غول کو تہ و بالا کردیا فوجونکو پامال کرڈالا جس طرف جا پڑے سوا ریدلو
شکست دی دیوانون سے کوئی نہین لڑسکا ہر طرف بھاگو بھاگو کا غل ہے فقط غنچہ آتشبار سحر سے
روک رہا ہی ورنہ ابتک فوج کفار کو شکست حاصل ہوئی ہوتی مگر رستم لڑتے ہوے سامنے اسقلان کے
ہونچے اسقلان نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا بڑھا کر جا پڑا للکار کر آواز دی اوپسر حمزہ کہان
جاتا ہی تونے میرے شہر مین جاکر بڑا غدر ڈالدیا اوس گیسو بریدہ کا دیکھو کیا حال کرونگا علمشاہ نے
کہا تمھین زندہ بھی وہان جانا نصیب ہوگا اسقلان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جو بڑھے
گردان دیوانہ للکار کر جا پڑا آواز دی او نامرد میرے آقائے سرخ کے قریب جانا مین آپ سزا
دیلونگا اور کوئی میرے آقا پر ہاتھ نڈالے دیوانے نے بڑھکر چوب دست ہلائی دس پانچ کو ہیون
واصل جہنم کیا مجمع کو درہم و برہم کردیا اسقلان کوہی و علمشاہ سے بخوبی مقابلہ ہو گیا اسقلان
کوہی جانے ہی برس پڑا گئی ہاتھ تلوار کے مارے علمشاہ وار اوسکے روک رہے ہین کبھی خالی
دیتے ہین کبھی ہٹ جاتے ہین تیغہ کیبتیان فرنگی انکے ہاتھ مین ہی ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر علمشاہ
نے ہاتھ مارا اسقلان کوہی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ کیبتیان جو تڑپ کر گرا برق تیغ نے
سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹا مع گینڈے چار ٹکڑے کیے تمام کوہی بھاگے اب تو یہ خبر سب نے
سن لی کہ علمشاہ قلعہ اسقلانیہ فتح کرکے آئے ہین میان میزبان حسب کامل ہین نہین معلوم
قلعے مین کیا گذری ہوگی ملازمان اسقلان لاش بھی اسقلان کی نہ اوٹھا سکے اپنی جان
بچاکر بھاگے یہان صاحب قران لڑتے بھڑتے چلے بہ سبب ساحرون کے اسم اعظم ورد زبان ہے
شکست سے لشکر کی حیران و پریشان ہزارہا جادوگر بیچ مین ہین غنچہ آتشبار تک نہین پہونچتے جواہر بن عمرو
بن خواجہ کے ہمراہ رکاب ہتا ہی بیک بیچے چار جانب پھیلے ہوے ہین صاحبقران کے منہ سے

صاحبقران زمان نے دیکھا کہ لشکر میرا پامال ہو رہا ہے سرداروں کا عجیب حال ہے ساحر بڑھتے چلے آتے ہیں لشکر لقا نے زور ڈالا ہے صاحبقران نہایت حیران و پریشان ہیں یکایک اٹھے اے خالق بے نیاز داے رب کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچالے اپنا شریک حال کر تیرے نزدیک کیا بات ہے ہر جگہ رحمت تیری ساتھ ہے نظم

خدا ست ہمدم و دمساز و یار و دوست رفیق | خدا ست صاحب و حاجت روا انیس و شفیق
خدا چو نور بصیرت بچشم حق بین داد | بکن میان بد و نیک و خیر و شر تفریق
کمر برائے اطاعت بصبح و شام ببند | رسد چو وقت عبادت دران مکن تعویق
طریق بندگی آموخت بندہ را ہوائے | نمود راہ طریقت لسالکان طریق
ز قعر لجۂ آفت نہ کرد سر بیرون | ہر آنکہ گشت بہ بحر ہوا و حرص غریق
بغیر خضر ہدایت کہ آردش بیرون | کہ ہست طالب دنیا غریق چاہ عمیق
بخلق کار کن اے یار در جہان شب و روز | کہ گو ہدیست ہمہ خلق جہان ادیب و خلیق
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان | بپاس خاطر اہل تصوف و تحقیق

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز آئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مرکب پر سوار ایک طرف میزبان کوہی دس ہزار دیوانے چوب دستین ہلاتے ہوئے غل ہوے آگے پہونچے اسقلان نے جو میزبان کوہی کو علمشاہ کے ساتھ دیکھا عیار اپنے کہا ارے دریافت تو کر میزبان کوہی مسلمان کے ساتھ کیون ہوا عیار گیا سامنے آیا کہا اے شہریار غضب ہوا قلعۂ اسقلانیہ اسلام آباد ہوا ایک خبر تو ایسی دا سنی ہے کہ اوسکو عرض نہین کر سکتا اسقلان کوہی نے کہا بیان تو کر کیا معرکہ ہے عیار کی حضور آپ کی صاحبزادی علمشاہ پر مایل ہوئین انھین کے عشق نے یہ سب آفتین بر میزبان کوہی بھی مسلمان ہوا قہرمان کوہی واسطے شادی کے آیا تھا وہ بھی اسی شیر کے ہا مارا گیا اور گردان غریوان جسنے آپکی سرزمین دبائی تھی آپنے تامل فرمایا اوسکو اس جمع ان نے اپنا رفیق یہ حالات سنکر اسقلان کوہی بہت بگڑا کہا مین اس جوان کو ابھی قتل کر دونگا یہ کہکر گیند ہ

ناکو سجدہ کیا حال پوچھا بختیارک نے سب کیفیت بیان کی غنچہ آتشبار آگے بڑھکر کھڑا ہوا یہان
قلان کوہی صاحبقران کو ریل کرلے دوڑا سات قدم تک ریل کر لایا وہان آکے ہکہ مارا بایان
تنہ صاحبقران کا چمکا غصے مین لنگر مارا زانو تک غرق زمین ہوگئے اسقلان اوپر آکر چھایا زنجیر کمر
ن ہاتھہ ڈال کر زور کیا صاحبقران کے لنگر کو حرکت بھی نہ ہوئی تین زور وہ کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اکھیڑ
ا مگر اوس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا صاحبقران اپنے مقام پر اوٹھے
سقلان کو ریل کرلے دوڑے گیارہ قدم ریل کر لائے وہان آکر ہکہ مارا اسقلان کوہی کے دونون گھٹنے
تا بہ زمین ہوئے اسنے چاہا تڑپ کر لنگر قایم کرون امیر نے دونون ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ
نعرہ تکبیر کہکر اوٹھا لیا غنچہ آتشبار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے اسقلان کو اوٹھا لیا کوہیون
اوسنے کہا یارو تم کیسے نامرد ہو تمھارے افسر کو حمزہ نے اوٹھا لیا حمزہ کو مار لو تین لاکھ کوہی
الینا کہکر دوڑ پڑے چہار جانب سے حملے جو کیے صاحبقران کو سنبھلنا مشکل ہو گیا اسقلان
ہی ہاتھ سے چھوٹا یہ تو چھوٹتے ہی بھاگا کوہیون نے اسکو گینڈے پر سوار کیا جب دونون لشکر
ئے اور جنگ ہونے لگی غنچہ آتشبار سحر کرتا ہوا بڑھا اسکے ساتھ کے ساٹھ ہزار ساحر بھی سحر کرنے
ہزارہا اہل اسلام سحر مین مبتلا ہو کر گرے پلٹنین رسالے آفت مین پھنسے لندھور و مالک تو شیر
ن کر رہے تھے اب جو غنچہ آتشبار نے سحر کیا حیران ہو کر رک گئے تلوار اوٹھاتے تھے ہاتھ دستگیری
ن کرتا پانون سے شیوۂ ثابت قدمی دور ملازمان لقا نے ہزارہا بندگان خدا کو مجبور و ناچار پاکر
ن کیا صاحبقران نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا اسم اعظم باواز بلند پڑھتے ہوے بڑھے لندھور اور
لک کے جو کان مین آواز اسم اعظم کی پہونچی سحر اوترا پھر مصروف جنگ ہوے ملازمان اسقلان
ہی جان دے رہے ہین جسطرف غنچہ آتشبار کا سحر غالب ہوتا ہے مسلمان لڑتے لڑتے تھمتے
کوہی نعرہ کر کے جا پڑتے ہین بے بسی مین اہل اسلام کو قتل کرتے ہین اس طرح ہزارہا بندگا
بے بسی و بیکسی مین قتل ہوے صاحبقران داد کوشش کر رہے ہین اس آمد و رفت مین
احبقران زخمی بھی ہوے مصنف عرض کرتا ہے کہ رات بھر اسی طور سے تلوار چلی ہزارہا بندگان خدا
غنچہ آتشبار کے پامال ہوے جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش
نثر و تش فوج ضیا و شعاع لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم کو پر نور کیا

ساتھ ہین دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین مگر وہان اسقلان کوہی نے پھر طبل جنگی بجوایا گئی
جان سے مارے تھا سم وایرج زخمی ہوی سات دن اسقلان نے میدانداری کی بارہ چود
پہلوان ہاتھ سے اسقلان کے سیار گلشن جنان ہوی بارہ چودہ سردار زخمدار ہوے آٹھو
دن جو میدان مین آیا خوب بلبلایا زور دن پر بڑھا ہوا سات دن کی میدانداری کی ہی پکار کر آ
دی اے فرقہ خداپرستان سب مسلمانون کو دیکھ لیا مین حمزۂ عرب کا مشتاق ہون امیر
جواہر بن عمرو سے فرمایا میدان قرق کرو معلوم ہو سبکو کہ ہم خود میدان مین جائینگے جواہر بن ع
نے زفیل بجائی سبکو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران میدان مین نکلینگے سب سردار پیدل ہو
حاضر ہوے ہر ایک کا قول تھا کہ آقا غلامون کو رخصت دیجیے صاحبقران نے فرمایا ای براد
مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر جانتا ہون اوسنے میرا نام لیکر پکارا مجھے جانا ضرور چاہیے یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا بادشاہ سعد بن قباد سے اجازت لیکر میدان کیطرف چلے اسقلان کوہی دیکھ رہا
کہ ایک جوان ماہ آسمان کمال صاحب سطوت وجلال مرکب سہ چشمی زیر ران گھوڑا اڑا رہے
ہوا آتا ہی صورت زیبا وطلعت جہان آرا دیکھکر حیران ہوگیا صاحب قران زمان آگے گئے و
ہوے پانچ قدم گینڈا اسقلان کوہی کا چار قدم اشقر دیوزاد ہٹا بعد گفتگوے بسیار
چلنے لگا صاحبقران نے بعد تھوڑی ہی دیر کے نیزہ ہاتھ سے اسقلان کوہی کے لک
اسقلان نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بآسانی باڑھ بچا ک
پر ہاتھ ڈالدیا وہ گریبان گیر ہوا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی دو
لشکر تماشاے جنگ دیکھ رہے ہین صداے احسنت وآفرین بلند ہی بختیارک برابر لقا کے کہ
کہ رہا ہے یا خداوند آج اسقلان کوہی کی خیر نہین معلوم ہوتی حمزہ عرب سے مقابلہ ہے ح
کا زیر ہونا غیر ممکن ہی حیران ہون کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی دن بھر ایک طور پر کشتی ہوئی اب تو صاح
زیادتیان کرنے لگے اسقلان کوہی گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہے چاہتا ہی کہ کسی طرح ح
سے چھوٹون کشاکش کے زور ہو رہے ہین ہر مقام پر صاحبقران چاہتے ہین کہ کوئی
ملے تو اوسکو لے دوڑون کہ آسمان پر لکہ ابر سرخ نمایان ہوا وہ ابر قریب آکے شق ہو
آتشبار جسکو کہ افراسیاب جادو نے روانہ کیا تھا وہ اسوقت آگے ہو تھا زمین

باس پہنے اور پھولون کا گہنا پہنے اور ہم یون ہی ننگے رہین ہمارے لیے بڑا ننگ ہی علمشاہ نے سبکو
جوڑے بانٹے پھولون کے زیور تقسیم کیے دیوانون نے بدھیان ہار پھولون کے طوق سب اپنے
جسم کیے مگر فرش خاک پر بیٹھے ہین گردان اون سبکے بیچ مین بیٹھا ہوا ہی گانا سنکر جو آیا ہے
سب باتین دلمین بھری ہین اچھل رہے ہین کود رہے ہین یہان گردان ناچ رہے ہین جب
دن علمشاہ اس مقام پر رہے میزبان نے ملکہ کی شادی ساتھ علمشاہ کے کی اب علمشاہ نے
تیاری کوچ کی کی میزبان نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ہامان کوہی بھائی میزبان کا ہی اسکو
قلعے مین برائے حفاظت ملکہ الماس چھوڑا بر وقت رخصت ملکہ نہ مانتی تھین کہتی تھین کہ اے شہریار
نیر کو بھی ساتھ لیتے چلیے کنیز کی یہان کیونکر بسر ہوگی کنیز کو جان دینا پڑیگا کون ہمکو سمجھائیگا ہر بات
رونا آئیگا راتین ہجر کی کیونکر بسر ہونگی کیا کہون کیا کیفیت ہے بقول شاعر نظم

داغون سے باغ دل مین ہی عالم بہار کا / کیا عشق گل کھلاتا ہی اوس گلعذار کا
حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے / نقشہ کسی سے کھینچ نہ سکا اوس نگار کا
سیماب ہی خیال رخ آتشین مین یہ / ممکن نہین قرار دل بیقرار کا
نیرنگی جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق / کیا رنگ ہی دورنگی لیل و نہار کا
عاشق یہ عشق سرو قد یار مین ہے محو / سیدھا لیا ہی راستہ مجرم نے دار کا
شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دلمین آگئی / رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھون مین نازکی سے سنبھلتی نہین جو تیغ / ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ / ممنون ہون مزار مین اوس یار غار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے / بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدا نے بنایا ہی دلکو صاف / دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا
تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا / ساکن ہون خاکسار رہون مین کوچے یار کا
پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست / رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

القصہ علمشاہ نے کہا اے ملکہ عالم تمھارا چلنا مناسب نہین ہی اسقلان کوہی شر سے پروردگار
عالم مسلمانونکو بچائے ملکہ الماس کو سمجھا کر علمشاہ سوار ہوے میزبان کوہی فرگردان دیوانہ بعہدہ سیاہی

وہ عمل مجازی ہی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے دیوانے نے جو علمشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیا تیری
میرے ہاتھ سے بے فرزک کے پاس چلا آیا اور مجھسے نہ پوچھا یہ نرزک مینے پسند کی میرے کاند
سوار کردے ملکہ تو کانپنے لگین کہتی ہین اے شہریار دیوانے کے سامنے نچائیے اوسکے منہ مین آگ
پکار پکار کر کہتا ہی کہ مار ڈالونگا علمشاہ جھپٹ کر قریب آئے دیوانہ لپٹنے چلا علمشاہ نے کلائی
ایک طمانچہ مارا کہا کنیز کو اوتار دے دیوانے نے کہا مین تو نہ دونگا کیون آقا تو نرزک کے پاس بیٹھے دو
اکیلا رہون علمشاہ نے کان پکڑ کے کہا بیٹھ جاؤ اب دیوانے کو ڈر ہوا کہ کان اوکھڑ نہ جائے بیٹھ
گیا علمشاہ نے کنیز کو اوسکے کاندھے سے اوتارا کنیز کانپ رہی ہی علمشاہ نے دیوا
سے کہا باہر جاؤ دیوانہ رونے لگا کہا مجھے تو یہی مقام اچھا معلوم ہوتا ہی علمشاہ نے ایک صحنچی
بیٹھنے کا حکم دیا دیوانے نے کہا آقا مین کپڑے بھی پہنونگا علمشاہ نے اوسکو کپڑے پہنائے کنیزونکو
گل مین لدا ہوا دیکھا کہا مین بھی پھول پہنونگا پھولون کا زیور بھی مانگ لیا پھولونکا زیور پہنکر میان
صاحب اکڑ کے بیٹھے دور سے دیکھا کہ آقا کے گرد کنیزین جمع ہین سامنے ڈومنیان گا رہی ہین غ
ہوا آیا علمشاہ کھڑے ہوگئے دیوانہ آستینین پھاڑے ڈالتا ہی گریبان چاک کر ڈالا کہا آقا یہ تو
خیر جو کچھ ہے بہتر ہے مگر آقا تمھارے گرد اسقدر نرزگین ہین اور مین اکیلا بیٹھون علمشاہ نے
مین کنیزین بھیجدون مگر تم ستاؤ گے دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا مین کسیکو نہ ستاؤنگا چند نرزگ
مجھے بھی دیجیے علمشاہ نے کنیزون کو حکم دیا کنیزین کہتی ہین حضور یہ نوچ ڈالیگا علمشاہ نے
گردان خبردار کنیزون کو نہ ستانا دیوانے نے کہا آقا انکو بھی منع کر دیجیے کہ یہ بھی مجکو نہ ستائین ک
ڈومنی اور چند کنیزین علمشاہ نے بھیجدین میان دیوانے صاحب بیچ مین سبکے بیٹھے گانا ہونے لگا
دیوانے بھی ناچ رہے ہین سب دیوانون نے جو سنا کہ آقا ہمارا باغ مین ہی جو بدستین لیکر چلے در باغ
کیا علمشاہ باہر آئے بڑھکر کسیکو طمانچہ مارا کسیکی جو بدست چھین لی کسیکے بال پکڑ کر جھٹکا مارا آہ
سب بھاگے دہائی دیتے ہوئے کہ ہمارے افسر کو آقا نے چھین لیا علمشاہ نے آکر میان گر
سے کہا کہ تمھاری فوج والے چیخ رہے ہین اب تم باہر جاؤ دیوانے نے کہا آقا مین تو نہ جاؤنگا
کان پکڑ کر علمشاہ نے باہر نکالا دیوانون نے جو گردان کو دیکھا کپڑے پہنے ہوئے زیور
لدے ہوئے مگر آستینین گریبان ندارد سب نے کہا ہم آقا سے کہینگے یہ سب چیزین ہمین بھی دیجیے او

قا میرا کہنا مانیے ورنہ ایکدن آپکو مار لوگا اس ہمیا سے تو مین مقابلہ کرون اور آپ تماشا دیکھیے علمشاہ
کے طرف لشکر کفار کے چلے گردان دیوانہ قہرمان کوہی جا پڑا قہرمان کوہی سمجھا تھا کہ مثل
پہلوانون کے ردو قدح ہوگی دیوانے نے جاتے ہی چرخ دیگر چوبدست ماری کہ قہرمان کوہی
مع گینڈے پر اٹھا ہو کر رہگیا راکب و مرکب جدا نہو سکتے تھے آپس مین بہ محبت مل گئے میزبان کوہی
نے جو دیکھا کہ آقا دیوانون کو ساتھ لیکر آئے افسر دیوانگان نے قہرمان کوہی کا خاتمہ کیا پھاٹک کھول کر
مع دس ہزار کوہیون کے قلعے سے نکل آیا یہ بھی آکے شریک جنگ ہوا دیوانون کی جنگ کوہی اپنی جان سے
تنگ جب دیوانے چوبدست ہلاتے ہین چار چار کے سر پھٹ جاتے ہین جہان چوبدست لگائی کافر مرکر گرا اسکی
لاش پر آکے پکارتے ہین بھائی اٹھو تم بھی حربہ کرو تم تو ایسے خفا ہوے کہ منہ سے بھی نہین بولتے جب آواز
نہ آئی ایک چوبدست اور ماردی بڑی دہوم دھام سے لڑرہے ہین ہزارون کوہی مار کر ڈالدیے کوہی
بھاگتے پھرتے ہین علمشاہ تاک تاک کر افسرونکو مار رہے ہین میزبان کوہی کے ساتھ والون نے
زمین الٹ دی جلے ہوے تھے جسکو ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے ہوے آخر قہرمان کے ساتھ والون نے
کہا کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب فتح جنگ کی امید نہین بھاگ چلو بمشکل لاشہ قہرمان کوہی کا اوٹھایا روتے
پیٹتے طرف صحرا کے چلے دیوانون نے دور تک پیچھا کیا کئی ہزار آدمی مارے علمشاہ پیچھا چھوڑتے تھے
میزبان کوہی نے بڑھکر قدمونکو بوسہ دیا عرض کی حضور بس واپس ہو جیے علمشاہ پلٹے بارگاہ مین
آئے لوٹ لیے خزانہ قبضے مین کیا یہ فتح و فیروزی داخل قلعہ سقلانیہ ہوے میزبان کوہی نے عرض کی اے
شہریار ملکہ کا عجب حال ہے حضور اندر تشریف لیجائین علمشاہ اوٹھکر اندر تشریف لیگئے ملکہ الماس نے
جو سنا کہ شہریار آتے ہین دوڑ مین استقبال کرکے لیگئین ملکہ نے کیفیت پوچھی علمشاہ نے سب حال
اپنا بیان کیا گردان کوہی اپنے دیوانون مین تھا اٹھا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا پوچھا آقا کہان
ہین دیوانے کو دیکھکر سب گھبرا جاتی ہین میزبان کوہی نے کہا آقا محل مین تشریف لیگئے ہین دیوانے
نے کہا محل کیسا کیا نرزک کے پاس گئے ہین ہم آقا کی نرزک کو دیکھینگے یہ کہکر طرف محل کے چلا علمشاہ پاس
ملکہ الماس کے بیٹھے ہین کہ دروازے پر بلوہ ہوا علمشاہ نے کہا یہ کیسا ہنگامہ ہے محلدار چوبدار زنان
دوڑتی ہوئی آتی ہین کوئی تو منہ کے بھل گری کوئی درخت کے پیچھے چھپی کھڑی ہے علمشاہ گھبرا کر
بارہ دری سے نکل آئے ملکہ بھی ساتھ ساتھ ہین کہ دیکھا دیوانے نے ایک کنیز کو اوٹھا کر کاندھے پر سوار کر لیا ہے

چمن مین آمد آمد ہو صبا کی
پھنسایا طائر روح روان کو
حقیقت ایک ہی شاہ وگدا کی
اڑائی خاک تک میری پس مرگ
مین مرکر جی اوٹھا قدرت خدا کی
کھلے بند دون وہ سوتے ہین شب وصل
مقرر آج رعنا نے قضا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
رسائی دیکھنا زلف رسا کی
خدارا ہو چکی آخر شب وصل
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی
مسلمان ہم ہو جائین تبون کے
اب ہم نکو دلمین جذب دل نہ جا کی

تلاش یار ہمنے جا بجا کی
کلاہ و تاج مین ہے نام کا فر
کہا مانو بہت اب تو حیا کی
ترے آنیسے جان آئی مریض
خدائی بت کرین قدرت خدا کی
حسینون مین ہے گھر گھر شور

قہرمان کوہی نے پکار کر آواز دی ای میزبان کوہی آج

پڑا ہے سب قلعے والے رو رہے ہین پھاٹک کھولدے کیون اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے بہتر یہ ہے کہ اب دروازہ کھولدے میزبان نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہمارے آقا کا یہی قول تھا کہ قضا و رضا اوسیکے اختیار مین ہے اگر ہماری موت آگئی ہے تو بسم اللہ فرد سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے زشمشیر حبیب ؂ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؂ اور اگر ہماری موت نہین ہے تو تو ہمکو قتل نہین کر سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ؂ نبرد رگی تا نخواہد خداے ؂ جواب خلاف مزاج سنکر قہرمان بہت جھلایا دریاے فوج کو بھی جنبش ہوئی اسکے آمادہ ہونیسے سب فوج والے بھی درست ہو آئے میزبان نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ برآرندہ حاجات اوٹھا دیے پکارا و تھا ای چارہ کار ساز و اے رب بے نیاز اس کافر کے سامنے سرخرو کردے دامن مدعا گہرہاے آرزو سے بھر دے میزبان نے جو دعا کی سب قلعہ والون نے آمین کہی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا صحراسے گرد اڑی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب یہ قیاق دیکھنے لگے جب ابر شگافتہ ہوا آگے آگے رستم پیلتن مرکب باد رفتار پر سوار گردان کوہی دیوانہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے دس ہزار دیوانے پست پر چوبدستین کاندھون پر رکھے ہوے آپس مین لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین علمشاہ نے جو دیکھا قہرمان قلعے مین جایا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران واہی نابکاران پرد غا نعرہ علمشاہ تصنیف مصنف ارشد اولاد امیر عرب ؂ کیست علمشاہ جو رستم لقب ؂ علمشاہ رومی شہ فیلزور ؂ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور علمشاہ جو نعرہ کرکے بڑھے دیوانون نے چوبدستین سنبھالین لشکر کفار پر جا پڑے گردان کوہی دیوانے نے علمشاہ

پھر جائین بیقرار ہوکر غل مچاتے ہین کہ اے پروردگار و اے ستار و غفار ہمکو بچا لے عجب بلا مین
بلا ہین کیسے کیسے گناہ کیے حکم پروردگار نہ بجا لائے اوسی کا یہ انجام ہے او دل خانہ خراب یہ
تونے کیا کیا انجام کا خیال نہ ہوا

نظم

برائے حاصل دنیائے دون مکر و دغا کردی
نہ از خالق تبر سیدی نہ از خلقت حیا کردی

نہ از آئینۂ خاطر غبار تیرگی شستی
نہ از بغض و تعصب سینۂ خود را صفا کردی

برائے حق نہ شد سرزور دست ہمت کاری
ہر آن کاری کہ کردی از پی حرص و ہوا کردی

پے لقمہ بہ پیش ہر کس و ناکس شدی سایل
بہر کوچہ نگہ دیدی بہر خانہ صدا کردی

فزون کردی تعلق بر تعلق اندرین دنیا
بہ آفت دیدہ و دانستہ خود را ابتلا کردی

بہر دشمن نمودی ربط و ضبط دوستی قایم
بغیر از حق محبت بر خلاف دلربا کردی

گنہگار خدائے کبریا گشتی معاذ اللہ
چرا کردی چنین کاری چرا کردی چرا کردی

جزائے خیر اندر دین و دنیا حق ترا بخشد
بدان محنت کہ در تحریر دیوان ہندیا کردی

ہر طرف دست دعا بلند ہین سب عاجز و دردمند ہین میزبان کو بھی گھبرایا ہوا ہے قہرمان قریب
خندق کے پہونچا آواز دی او میزبان دروازہ کھول کیون سبکو خراب کرتا ہے اگر مین قلعے مین
آؤنگا ایک ذی حیات کو زندہ نہ چھوڑونگا جب قہرمان قریب خندق کے آیا کنیزون نے جاکر ملکہ
الماس پریچہرہ کو خبر پہونچائی کہ واری غضب ہوا قلعہ فتح ہوا چاہتا ہے قہرمان کوہی قریب
خندق کے آگیا اب قلعہ بچتا معلوم نہین ہوتا یہ سنکر ملکہ نے سر زمین پر دے مارا پکار کر آواز دی
صاحب ہمکو آکر بچاؤ کس سے فریاد کرین کیون صاحب کس سے کہون کہ تمھاری صورت ہمکو
دکھا دے اگر سامنے ہوتے تو دست بستہ عرض کرتے **نظم**

جفا چھوڑو کرو عادت وفا کی
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی
نہ آئی صورت جانان شب ہجر
ہزار اوس سنگدل سے التجا کی
مرے جلتے ہوے گر استخوان کھا

بتو آخر خدائی ہے خدا کی
لکھے شعر و نہین کیا کیا صفت گیسو
بہت کین منتین ہمنے قضا کی
نہین بوجھ کا فراہل اسلام
ابھی منقار جلجائے ہما کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی
نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
بتو اک شان ہے تم مین خدا کی
بہار گل مبارک ہو عنادل

ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے پا در رکاب ‏— آمد و رفت نفس گویا صدائے کوس ہے
کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کے عشق نے ‏— دل مرا بتخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے
ہم موئے کیا پوچھتے ہو عشق کار عنا سے حال ‏— دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

ملکہ نے کہا بھیا تم کچھ خوف نہ کرو میرا سر کاٹ کر اوسکے حوالے کرو میزبان کوہی بالائے قلعہ آ
پکار کر جواب دیا اور قہرمان جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین یہ سنکر قہرمان کو
نے طبل جنگی بجوایا تین لاکھہ کا لشکر خود جوان زبردست لشکر مین ملا ہے کل قلعے مین داخلہ کرینگے ما
خوب لوٹینگے میزبان کو خبر پہونچی پریشان خاطر بالائے قلعہ آکر بیٹھا گولہ اندازون نے توپون کو درست
کیا سبھون نے کفن سر سے لپیٹے آمادہ ہو کر بیٹھے بوقت سحر قہرمان کوہی سب لشکر کو ساتھ لی
سامنے آکے ٹھہرا دیکھا قلعہ خوب آراستہ ہے توپین درست گولہ انداز چالاک و چست بالائے قلعہ
رہے ہین قہرمان کوہی نے پلٹ کر طرف فوج کے دیکھا کہا یارو کیا ارادہ ہے سب نے کہا حکم کی د
اگر حکم ہو ابھی قلعہ لے لین قہرمان کوہی نے اشارہ کیا تین لاکھہ کوہی لینا لینا کہکر چلے میز
نے یہان سے ہوائی داغی سب گولہ انداز آمادہ ہو گئے توپون کو جھکا کر سیدھ باندھی گولہ
تیر اندازون نے تیر مارے سنگ اندازون کے پتھر چلے سات ہزار کوہی مارا گیا کچھہ گولون
اُڑ گئے بعض پر پتھر پڑے بعضون پر تیر برسے سات آٹھہ ہزار کوہی جب مرا اور سب شکست
کھاکے بھاگے غلغلہ کرتے ہوے کہ ہمارا حربہ نہین پہونچتا قہرمان کوہی نے کہا کیا مین تم
بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جا کر قلعہ لیتا ہون یہ کہکر زنجیرون سے کمر باندھی دوسرے گینڈے
ہوا طرف قلعے کے چلا قلعے پر سے پھر گولے پڑنے لگا دیدبان نے میزبان کوہی سے عرض ک
قہرمان کوہی اکیلا آتا ہے میزبان نے کہا آنے دو گولے مارو مگر قہرمان کوہی گینڈے
مہمیز کرتا ہوا بیچ مین میدان کے آیا پکار کے آواز دی ای میزبان اب بھی کچھہ نہین گیا دروا
کے چلا آ جو لوگ میرے مارے گئے اونکا بھی خون معاف کیا میزبان نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے
بکنے سے کیا ہوتا ہے اب تو قہرمان کوہی اور جھلایا گینڈے کو مہمیز کر کے چلا گولہ انداز گو
سے اوتر آئی کوئی چاہتا ہے کھڑکی کھول کر نکل جاؤن عورتون کے ہاتھہ پکڑے پکڑے پھر رہے ہے
رستہ نکلنے کا نہین ملتا کیسے گھبراتے ہین بیقرار و بیتاب ہے لے آب و دانہ و بیخواب حیران

دیوانے نے صحرا مین ایک چیخ ماری دس ہزار دیوانے جمع ہوگئے اسیطرح کے دیوانہ مزاج جو بد
چلاتے ہوئے علمشاہ کے قدمون پر گرے علمشاہ سب کو لیکر مکان پر گردان کوہی کے آئے
اسی صحرا مین بنگلہ بنا ہوا تھا بڑے دھوم سے علمشاہ کی دعوت کی رنڈیان بھی ایک مکان مین
بند تھین وہ جو نکلین چہرے زرد کپڑے میلے سب رو نے لگین کہا آقا ہمکو کوٹھری مین بند کر رکھا ہے
رستم نے کہا کیون دیوانے یہ کیا کہا آقا یہ بلانے سے نہین آتین جب گانے کو مین جاتا ہون بھاگ
جاتی ہین اسواسطے مینے قید کر رکھا ہے آپ تو مجھکو دیوانہ جانتے ہین علمشاہ نے کہا انکو رہا کرو
خبردار اب بدعت نہ کرنا دیوانے نے کہا آقا تمھاری بھی شامتین آئی ہین ایک چوبدست دونگا مار
پر انٹا ہوجاؤ گے علمشاہ نے کہا پھر تمھاری وحشت نے زور کیا دیوانے نے چوبدست ماری
علمشاہ پھرلیٹ پڑے چوبدست چھینکر پھینک دی اوٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے
فرمایا ابھی تمکو مار ڈالونگا یہ کہکر علمشاہ نے خنجر نکالا دیوانہ رونے لگا کہا آقا اب معاف فرمائیے
اب کبھی نہ لڑونگا شب کو بڑی دھوم سے دعوت ہوئی دیہاتین خوب ناچین علمشاہ نے
سبکو انعام دیا قید سے دیوانے کی رہا کرایا صبح کو فرمایا اب ہم جائینگے نہین معلوم قلعہ اسقلانیہ
پر کیا گذری قہرمان کوہی نے قلعے کو گھیرا ہوگا دیوانے نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا
علمشاہ نے گردان دیوانے کو ساتھ لیا طرف قلعہ اسقلانیہ کے چلے یہان قہرمان
کوہی نے قلعے کو چہار طرف سے گھیرا ہے روز میزبان کوہی کو پیغام بھیجتا ہے کہ میری معشوقہ
کو حوالے کردو میزبان کوہی کئی مرتبہ در دولت پر ملکہ الماس کی آیا عرض کی حضور سنتی
ہین ہر روز آپ کو طلب کرتا ہے دس بیس ہزار آدمیون کی جان آفت مین ہے ملکہ الماس نے کہا
بھیا یہ تو کبھی نہ ہوگا مین اپنی جان دونگی لیکن اس ملعون کا کہنا نہ مانونگی وہ سے کہو آکر قتل کرے
لاش لیجائیگا زندہ کیا پائیگا تقدیر کا لکھا پیش آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھائے نظم

بے سبب کب دل جواب نامہ سے مایوس ہے … بالِ مرغِ نامہ بر تشکل کفِ افسوس ہے
نقشِ خاطر ہے جدا وسکے روئے گلگون کا خیال … از زحامِ داغ سے دل شہپرِ طاؤس ہے
عالمِ بے اختیاری سے ہے از خود رفتگی … تا صحامدت سے دل وس شوخ سے مایوس ہے
ہے لطافت کا یہ عالم اوس گلوے صاف مین … رنگِ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہے

درست ہو کر پھر لپٹ پڑا اب کشتی ہونے لگی مگر جب اسکو وحشت زور کرتی ہے تو نعرہ کرتا ہے ہیت
گردان کوہی یہ کہکر شانے پر رستم کے ایک جکت ماری بوٹی دیوانے کے منہ مین آگئی علم
نے ایک تھپڑ مارا کہ بوٹی منہ سے نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا جب دیوانہ کاٹنے کا ارادہ کرتا ہے علم
طمانچہ دکھاتی ہین دیوانہ رک جاتا ہے پہر بھر کامل کشتی ہوئی علمشاہ نے دیوانے کو ایک مقام پر
چت کرکے چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے دیوانے نے کہا اپنا
ہٹائیے جب علمشاہ نے خود سر ہٹایا زلفین خلیلی دیکھکر قدمونپر گر پڑا عرض کی آقاے بزر
خواب مین آئے تھے فرما گئے تھے کہ کل آقاے خرد آئیگا اسکی اطاعت کرنا مین غلامی مین
حاضر ہون اس صحرا مین مدت سے عملداری ہے آپ ہی کے اشتیاق مین اس صحرا ہے
مین رہتا ہون دس ہزار دیوانے میرے مطیع ہین لیکن آقا مجھے یقین نہین آتا کہ تو نے مجھکو
چھوٹا سا آدمی مجھپر کیونکر غالب آیا میرا پانون پھسل گیا تھا مین گر پڑا اب پھر لڑونگا یہ کہکر
گیا علمشاہ نے دوسرے پیچ پر پھر اوکھڑ کے مارا چارون شانے چت گرا علمشاہ چھاتی
سوار ہوے تلوار نیام انتقام سے نکالی برق شمشیر جو چمکی دیوانہ رونے لگا کہا اے شہریار مین آ
بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ تو مجھکو حلال کر ڈالے اب مین آپسے زیر ہوا علمشاہ نے چھوڑ دیا
دیوانہ جھاڑ پونچھکر اوٹھا پھر اوسی طرح بلبلانے لگا علمشاہ نے پھر زیر کیا تین چار مرتبہ
بگڑا علمشاہ نے زیر کیا آخر اپنے ساتھ لیکر چلا کہا مین آگے بڑھکر اہتمام کرونگا علمشاہ نے
کہ یہ کیا اہتمام کریگا مگر گردان کوہی دیوانہ بڑھا جس گھر مین اسکے مان باپ رہتے تھے دو
آیا کہا اے گرگی گرگا میرا آقاے سرخ آیا ہے چلکے استقبال کرو بڑھیا نے کہا بیٹا آقا کہان
دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڑھیا پرا ٹھا ہو کر رہ گئی بڈھا غل مچاتا ہوا بھاگا علم
نے دیکھا ایک بڈھا بھاگا ہوا آتا ہے پیچھے پیچھے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا غل مچاتا ہوا کہ
کہان جاتا ہے تیری نرزک کو مینے مار ڈالا بڈھے نے غل مچایا کہ اے شہریار مجھے بچائیے مار
تو اسنے اپنی مار ڈالا اب میری فکر مین ہے علمشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا او مجہول
ہے کان پکڑکے دو طمانچے مارے دیوانے نے کہا آقا گرگی کو مینے سمجھایا اوسنے میرا کہنا
مینے بھی چوبدست ماردی پرا ٹھا ہو گئی علمشاہ نے بڑا افسوس کیا بڈھے کو بچایا اوسکے

وئی مقام ایسا ملے کہ جہان ٹھہر کر زخمون کو صحت دین زخمون کا حال ابتر ہے یہ بھی خیال ہی کہ لشکر سے
ور آ گئے نہین معلوم میزبان کوہی پر کیا گذری قہرمان کوہی بڑا زبردست ہی خدا اون سبکو
جائے نہین معلوم کیا معرکہ گذرا تصویر خیالی معشوق کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی یاد مین ملکہ
لماس پریچہرہ کی ٹھنڈھی سانسین بھرتے ہین فرماتے ہین اے فلک کجرفتار واے گردون
غدار تو نے کیا کجروی کی اب دیکھین وہان تک کیونکر پہونچین اے فلک تو نے اوس معشوق
عاشق مزاج سے جدا کیا کیا کہین کیا رنج دلپر گذرتے ہین نظم

مودوا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر نیمے — بجان عاشق شیدا رسد ز افعی اثر نیمے
بیا چون کاکلش افگند بر رویش بہ پہلوے — بچشم خویشتن دیدیم شب نیمے سحر نیمے
م در خانہ دل در کوے جانان راہ پیما شد — عجب در حیرتم در خانہ نیمے در سفر نیمے
ے ہر صبح میکوشی دگاہے جنگ میجوئی — یقینم شد دلت موم ست نیمے و حجر نیمے
یز از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر — مرا از نیم مخمور یست ساقی درد سر نیمے
سوز و در ہجرش زہرہ شد آب و دلم خون شد — ز راہ دیدہ آمد لعل نیمے و گہر نیمے
ب خندہ با بر و غصہ شب در بزم مید یدم — بہ رعنا ینمودی آشتے نیمے و شر نیمے

اق مین ملکہ الماس پریچہرہ کے علمشاہ کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
ایک طرف سے زنجیر کی آواز آئی علمشاہ نے گھوڑے کو ایک شجر کے سایہ مین چھوڑ آپ
دا کو سننے لگے دیکھا ایک دیوانہ ژولیدہ مو جوبدست کاندھے پر شلنگین لگاتا ہوا آتا ہے
لمشاہ کو جو سامنے دیکھا چہرہ مثل آفتاب تیغہ گیتیان قبضے مین سپر فولادی پشت پر زخم
ر کو باندھے ہوے ٹہل رہا ہی آواز دی او آقاے سرخ میری علمداری مین کہان آیا چوبدست
کر دوڑا اس جلدی مین ہاتھ لگایا کہ علمشاہ کو سنبھلنا مشکل ہو گیا مگر پہلو تہی کر کے چوبدست کو
الی دیا دیوانے نے نعرہ کیا کہ افسوس آقاے سرخ میرے ہاتھ سے مارا گیا علمشاہ نے پہلو سے نعرہ
ا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نا معقول کسے مارا اور کسے قتل کیا حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے
ور ستم کو قریب پایا چوبدست پھینک کر لپٹ گیا چنگل مارا کہ زرہ کو نوچ لیا جسم سے علمشاہ کے خون
ری ہوا رستم کو غصہ جو آیا ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا منہ کھول دیا ہانپنے لگا تھوڑی دیر کے بعد

نے لشکر کو روکا پکار کر آواز دی ای میزبان ایسے ایسے گھروندے مینے بہت بگاڑ دیے ہین جسدن ا
کرونگا اوسیدن قلعے کو لیلونگا ملکہ کو بغیر لیے نہ جاؤنگا استقلان کوہی سے بھی سمجھ لونگا اگر
راہ راست پر رہا تو میرا بزرگ ہی اگر سرکشی کی تو قلعے کو پامال کرونگا یہ کہکر حکم دیا قلعے کو گھیر لو قلعہ
چہار جانب سے گھر گیا میزبان کوہی حیران و پریشان کہتا ہی دیکھو یارو کیا ہوتا ہی ملکہ الماس
قلعے مین آئین بلک بلک کر روتی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو کیا غضب ہوا دیکھیے اوس شہریار کی خ
عافیت کیونکر ملتی ہی نہین معلوم گھوڑا اونکو کس طرف لیگیا کیونکر تلاش کرین اونکو کیا معلوم کہ ہم کس مصیبت
مین ہین افسوس صد ہزار افسوس جور فلکی نے ہمین اس حال کو پہونچایا کس سے کہین لطف

اڑایا تند باد جور صرصر نے گلستان سے — بگولا بنکے نکلی خاک میری کوی جانان سے
نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برار اوس سے — ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے
بھلا پارہ کہین ہوتا سنا ہی آگ پر قایم — بر آئے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے
بہت چاہا نہ پایا اوس لب جانبخش کا بوسہ — پھرا تشنہ سکندر کی طرح مین آب حیوان سے
پڑے ہین آبلے تلوؤن مین لیلی مین وہ مجنون ہون — نہین کھٹکا رہی جی مین مجھے خار مغیلان سے
دل سودا زدہ کو ہر بسر تسکین خاطر ہو — اوڑا لانے صبا نکہت اگر اوس زلف پیچان سے
مرے اوس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہے — خریداری کو جسکی لاکھہ یوسف آئین کنعان سے
مکدر خاطر نازک نہوتا خاکسارون سے — ذرا اوٹھا کر جائیے گور غریبان سے
نصیب دشمنان دشمن ہو ہمنام رعنا تک — ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیخان سے

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین ملکہ کو صبر نہین آتا اب علمشاہ نوجوان کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ انکو گھو
لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی ہی چار پہر برابر لیکر آیا صبح ہوئی ایک صحرا
مین پہونچا جھیل پر پانی پیا دو چار چھٹے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش دی ماہ اوج صاحبقران
برج زین سے زمین پر گرا انکا جو پہونچی علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا گھوڑے
گھٹنے ٹیک دیے ہین زبان سے زخمون کو چاٹ رہا ہی علمشاہ نے گھوڑے کو بٹھایا قربور سے رشتہ
نکالا آئینہ بھی لیکر سامنے رکھا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے شدہ تحت الحنک
سے زخم سر کو باندھا ٹہلتے ہوئے صحرا مین چلے گھوڑا پیچھے پیچھے چلا آتا ہی علمشاہ تلاش کرتے

قصور نہ کیجیے فرزند صاحبقران کا تابعدار ہون سوار رعب و دبدبہ دیکھکر بھاگا سامنے قہرمان کے
آیا سب کیفیت بیان کی قہرمان نے سب حال سنکر طبل جنگی بجوایا علمشاہ کو خبر پہونچی انھون نے
بھی حکم دیا نقارہ بجگیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
صبحکو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نقیب نقابت کرکے ہٹے لڑکیت کر کا کہہ چلکے قہرمان
کوہی نے گینڈا اپنا صف سے نکالا جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھکر حیران ہو گیا جی مین کہتا ہے
یہ جوان انسان ہے کہ سامری و جمشید اس مین سما گئے ہین کہا اے جوان تجھکو کچھ خوف نہ آیا کہ ہماری
منسوبہ کو اپنے قبضے مین کیا علمشاہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے قہرمان کوہی نے جھلا کر نیزہ مارا علمشاہ
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہے
قہرمان اس حوالی مین بہت نامی و نامآور ہے جب استقلان کوہی نے اپنی بیٹی اسکے ساتھ منسوب
کی تھی پہر بھر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے مشت کو سست پایا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے قہرمان کوہی کے نکل گیا دونون لشکرون مین ہلڑ ہوا قہرمان کوہی نے جھلا کر قبضے
پر ہاتھ ڈالا آواز دی اے جوان تیری قضا معلوم ہوا کہ میرے ہی ہاتھ سے ہے یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا علمشاہ
نے گرد اسپر کا سر پر کھینچا چتون تلوار کی دھار کے ساتھ لگی ہوئی ہے مرکب کو گدگدایا کہ زیر بغل جا کر اسکی
تلوار کو گٹھون اور کلائی پر ہاتھ ڈالدون وہان موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی
گرد اسپر کا سر سے ہٹا ہاتھ تلوار کا پڑا خود سر کٹاتا دو ابرو علمشاہ کے تیغہ پہونچا علمشاہ
نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا چادر خون کی سر پر آئی قہرمان کوہی نے چاہا سر کاٹ لون
منزبان کوہی جا پڑا ادھر سے فوج قہرمان کوہی کی آئی دونون لشکر آپس مین ملگئے
علمشاہ نے بھی زخم سر کو باندھا مصروف جنگ ہوے علمشاہ نے زخم کاری کھایا تھا بعد تھوڑی
دیر کے لڑتے لڑتے آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ
حمایل گردن مرکب کیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست
پایا پشکین مارتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا منزبان ہاتھ سے قہرمان کوہی کے زخمی ہوا افسرون نے
صلاح دی قلعے مین چلیے علمشاہ کو مرکب نکال لیگیا منزبان کوہی زخمدار بیقرار ملکہ کو ساتھ
لیکر قلعے مین آیا پھاٹک بند کر لیا خندق کو پر آب کیا قلعے پر سے اگر توپین مارین قہرمان کوہی

نہین معلوم وہان اسقلان کوہی سے کیا گذری اگر ہمارے جاذ تک وہ ہاتھ سے بھائی بھتیجو
بچ گیا تو انشاء اللہ ہم زیر کرینگے میزبان نے دست بستہ عرض کی حضور جسوقت فرمائینگے اوسی و
سامان ہوگا غلام بھی ہمراہ چلیگا علمشاہ نے کہا کل سوار ہونگے میزبان کوہی نے لشکر تیار ک
ملکہ کے واسطے محافہ زرین درست ہوا کنیزون کے لیے اکے تانگے گاڑیان تیار ہوئین بڑ
شان وشوکت سے بیرون قلعہ آئے کسی شے کی ضرورت تھی اسوجہ سے اوس شب کو رہنا ہ
بوقت سحر رستم گھوڑے پر سوار ہوے پہلو مین میزبان کوہی کھڑا ہے زنانی سواریان
ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا ایک جوان کوہی وضع سپاہی ہزار آد
پشت پر علمشاہ کو دیکھتے ہی اوسنے گینڈے کورو کا شاطر سے کہا دریافت تو کر یہ جوان کون
لشکر بیرون قلعہ کیون نکلا ہی اسقلان کہان ہی مین تو اوسکی ملاقات کو گھر سے آیا تھا یہان یہ
معرکہ ہے ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے خبر لیکر آئے عرض کی اے شہنشاہ اسقلان کوہی
مقابلہ مسلمانان گیا ہے پسر حمزہ کو قید کرکے بھیجا تھا وہ یہان آکر اونکی صاحبزادی پر عاشق ہو
میزبان کوہی جو اونکی طرف سے یہان منتظم تھا وہ مسلمان ہوگیا اب ملکہ الماس پری پیکر
کو لیکر پسر حمزہ اپنے لشکر مین جاتا ہی یہ سنکر وہ کوہی قہرمان نام کانپنے لگا کہا قدرت لات و منا
کہ ہماری منسوبہ کو پسر حمزہ لیجاے جاکر میزبان سے اطلاع کرو کہ پسر حمزہ کی مشکین باندھکر
پاس بھیجدے اور آپ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو سب خطائین معاف کردونگا
اگر اسکے خلاف کیا تو بہت سزاے معقول دونگا کہ لوگ عبرت کرینگے میزبان نے جسوقت
آمد قہرمان کوہی کی دیکھی اوسوقت سے تھرا رہا ہے دمبدم عرض کرتا ہی اے شہریار ملکہ عا
قہرمان کوہی سے منسوب ہین اب دیکھیے یہ کیا فساد برپا کرتا ہی علمشاہ فرماتے ہین تم کیو
متردد ہو پروردگار مالک ہے اگر نسبت بھی ہوگی اب کیا نسبت ہی اب وہ ہمارا ناموس ہی یہ ذکر تھا
عرض ہوئی در دولت پر ایک سوار نامہ قہرمان کوہی کا لیکر آیا ہی میزبان نے کہا بلالو اوس سو
آکر نامہ ہاتھ مین میزبان کے دیا نامے کو پڑھکر میزبان کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا میزبان
نے وہ نامہ علمشاہ کو دیا کہا جو مناسب ہو وہ جواب دیا جاے علمشاہ نے نامے کو پڑھ
پھاڑ ڈالا سوار سے کہا جاکر کہدینا کہ کہا ہی ہمین اب کچھ اختیار نہین جو آپسے ہو سکے و

مزاج ہی اونھون نے نہ مانا یہانتک اوسنے کہا کہ ملکہ کو ساتھ لیکر چلے جاؤ یہ اپنی ہی کہے گئے دیکھیے
وہ اب بھی بچا بچا کے نیزہ بازی کر رہا ہی اب خدا انجام بخیر کرے یہ سنکر ملکہ رونے لگین کہا ہاے
اگر وہ یہ کہتا تھا تو کیون نہ مانا کسکے سامنے اپنی پریشانی بیان کرون جو کچھہ دل کی کیفیت ہے
وہ دل ہی خوب جانتا ہے **نظم**

گھر مین جب اوسکو نہین پاتے ہین ہم
دیکے دل کیا تجکو پچتاتے ہین ہم
زخم جو ہیری سے ہوے کہتا ہی
آتش غم سے جلے جاتے ہین ہم
آسیاے چرخ کی گردش ہی قہر
اتبو عاشق تیرے کہلاتے ہین ہم

ہوش مین بہرون نہین آتے ہین ہم
گر وہ آج آیا نہین کل آئیگا
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
اے مسیحا تو کبھی آتا نہین
صورت دانہ پسے جاتے ہین ہم
اسقدر سطوت سے ہین رنج و غم

قدر کچھہ تو نے نہ کی او بیوفا
یون دل غمگین کو سمجھاتے ہین ہم
ہجر مین اوس شعلہ رو کے دیکھتو
ہجر مین تیرے مرے جاتے ہین ہم
دوسرے سے دل لگائین کیا بھلا
نام سے فرقت کے تھراتے ہین ہم

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بہت روئین کنیزین کہتی ہین واری خدا آپکو سلامت رکھے ہمارا عیش و آرام
آپ ہی کے دم سے ہے اگر دشمنون کے لیے کچھہ خرابی ہوئی تو ہم لوگ کہان جائینگے یہان علمشاہ نے
نیزہ میزبان کوہی کا نکالا اب تو میزبان کو غصہ آیا للکار کر آواز دی اوجوان تو نے غضب کیا
دس ہزار جوان دیکھہ رہے ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ کہکر قبضے پر ہاتھہ ڈالا کہا یہ تلوار وہ تلوار ہے
کہ کبھی اسکا وار خالی نہین گیا بڑے بڑے قلعے ویران کیے مین مجبور ہون کہ تیری قضا آگئی
ورنہ یہان کیونکر آتا ہمارے شہنشاہ نے تجھکو زیر کرکے بھیجا علمشاہ نے کہا تمھارا بادشاہ بڑا مکار ہی
مجھکو بہ مردی زیر نہین کیا میرا گولہ اوتر گیا اوسنے گرفتار کر لیا اب حال کھلجائیگا میزبان نے تیغہ مارا
علمشاہ نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھہ ڈال دیا دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی دس
ہزار جوان کھڑے دیکھہ رہے ہین جب چار پہر دن تمام ہوا میزبان نے چاہا پلٹ جاؤن علمشاہ
نے کہا ہمارا دستور نہین کہ بدون فیصلہ پلٹین آخر روشنی ہوئی رات بھر کشتی ہوئی صبحکو علمشاہ نے
میزبان کوہی کو زیر کیا یہ مع فوج کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ملکہ الماس پریچہرہ کو باغ سے
سوار کرا یا علمشاہ قلعے مین آئے دن کو انتظام سلطنت کرتے ہین شب کو پاس ملکہ کے رہتے
ہین بعد دو دن کے علمشاہ نے میزبان سے فرمایا جلد تیاری کرو ہم اپنے لشکر مین جائینگے

ہمارے باپ کو لکھ بھیج جیسا وہ حکم دینگے ویسا کرنا ہم خود سر کاٹ کے بھیجدینگے رستم نے کہا صاحب ہنچو
طرف سے تمھارے باپ کے حاکم ہے ان عذرات کو ہرگز نہ سنیگا ناموس مین نامحرم کا آنا اچھا نہیں
نے کہا صاحب وہ دس ہزار سوار ہین علمشاہ نے کہا سب علف شمشیر آبدار ہین ایک وار مین بھا-
بھاگے پھرینگے یہ کہکر علمشاہ نے اپنے ہاتھ سے مرکب تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوے نیزہ ہاتھ
لیے ہوے باہر چلے باہر آکے مرکب کو مہمیز کیا چند قدم باغ سے آگے بڑھکر کھڑے ہوے نیزہ گاڑ دیا ا
تکیہ کرکے کھڑے ہوے کہ ایک سوار نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین شعشعہ نور جمال سے تمام مید
نورانی ہو رہا ہے سوار نے جاکر میزبان کوہی سے اطلاع کی کہ وہ جوان بیرون باغ کھڑا ہے میز
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے کہین چھپتا پھرتا ہوگا یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے آکے دیکھا کہ وہ جوان آفتاب
تمثال گھوڑے پر سوار کھڑا انتظار کر رہا ہے میزبان نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر کہا اے جوان تجھکو
خوف نہین میزبان کوہی کہ نہایت پہلوان زبردست ہے دس ہزار فوج سے تم پر آتا ہے نکل
ہم تمکو پناہ دیتے ہین علمشاہ نے کہا اے شخص تو نکل جا ہم میزبان سے نہ کہینگے اے جوان تو
سپاہی معلوم ہوتا ہے یہ مناسب ہے کہ ناموس کو مجمع دشمنان مین چھوڑ دین اور اپنی جان بچائین نقد
جرات یہ ہے کہ اپنی جان دین اور ناموس کو بچائین یہ سنکر میزبان کانپنے لگا کہا اے پہلوان
مجھے تیری بات سے شرم آگئی لے مین یہ بھی قبول کرتا ہون کہ معشوق کا محافہ بھی ساتھ لے لے اور یہان
نکل جا علمشاہ نے کہا اب تو مردان عالم کا قدم آیا شیر کا بیشے مین آنا اور بدون شکار کے جانا
نہین ہے اب انشاء اللہ میزبان کوہی کو بھی مسلمان کرینگے یہ ظاہر شادی کرکے لیجائینگے میزبان
کوہی نے کہا اے جوان تو بڑا جاہل معلوم ہوتا ہے مین ہی میزبان کوہی ہون صورت تیری
مجھکو رحم آیا اگر یکہ و تنہا پر مینے ظلم کیا تو کیا بڑا کمال ہوا علمشاہ نے کہا اے میزبان اسکا کچھ
ذکر و بسم اللہ جنگ شروع ہوا اس عرصے مین فوج بھی آپہونچی اب میزبان نے گینڈا
کیا کہا اے شہریار آئیے مجھے بہادر بدنام کرینگے علمشاہ نے کہا کوئی کہنے والا نہین ہے
نے سینہ بچاکر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے
دس ہزار جوان اسکے دیکھ رہے ہین ملکہ بھی کوٹھے پر سے ملاحظہ فرما رہی ہین مگر عالم بیقرار
ایک کنیز نے آکے سب کیفیت بیان کی کہ واری میزبان کوہی پناہ دیتا تھا مگر عجب

سقلان کے میزبان کو بڑا خیال ہو کہ بعد بادشاہ کوئی انقلاب نہو نیپائے صبحکو خبر ہوئی کہ قیدی
کو کوئی قیدخانے سے لیگیا۔ یہ سنکر میزبان بدحواس ہوگیا عیار اسکا سہراب شبگرد ہے اوسکو بلاکر
کہا ای سہراب تونے سنا کیسی بدنامی کی بات ہے قیدی کا غائب ہونا بادشاہ ہمارا پہلوان زبردست آسنے
زیر کرکے بھیجا تھا شکایت کرینگے کہ تمنے قیدی کی حفاظت نہ کی ای سہراب تلاش کرو یہ کسنے بڑا دی
کی اگر تلاش کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال کردونگا سہراب شبگرد بہر تلاش چلا راہ مین جاتا
تھا کہ دیکھا ایک ڈولی آتی ہے کہار دوہی اسنے پوچھا یہ ڈولی کہان سے آتی ہے کہارنے کہا ملکہ کی خواص
خاص باغ سے ملکہ کے آتی ہین اپنے جانیکا قصد ہے سہراب نے کہا ڈولی روک لو کہارونے ڈولی
رکھدی سہراب نے پوچھا کیون بی شمشاد کیا باغ سے آتی ہو آج کل باغ مین ملکہ کے کیا
ہو رہا ہے صاف صاف بتاؤ ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا شمشاد ڈری کہ ایسا نہو یہ بذلت پیش
آئے کہا اے سہراب اصل یہ ہے کہ ملکہ الماس پریچہرہ رستم پسر حمزہ پر عاشق ہوئی ہین بی
نگین ادا جاکر قیدخانے سے لے آئین سب نگہبان قتل کیے ہین ہمنے جو سمجھایا تو ہمکو باتین سنائین
مین تو آج رخصت لیکے اپنے گھر جاتی ہون اب دو چار دن نہ آؤنگی سہراب یہ سنتے ہی بھاگا خدمت
مین میزبان کوہی کے پہونچا میزبان کوتوال وغیرہ پر خفا ہو رہا تھا کہ سہراب آکر پہونچا عرض کی
حضور کسی پر غصہ نہ کرین ذرا علیحدہ اوٹھیے تو مین عرض کرون میزبان کوہی اوٹھکر الگ آیا
سہراب نے منھ پیٹ کر کہا کیا عرض کرون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ جسکو عرض نہین کرسکتا میزبان کوہی
نے گھبرا کر پوچھا ارے کیا ہوا سہراب نے کہا اے شہریار ملکہ الماس پریچہرہ نے نگہبانون کو قتل
کرایا علمشاہ کو چورا منگایا اب کئی دن سے مزے ہو رہے ہین اور سمجھانے والون پر آفت ہے یہ
سنتے ہی میزبان کوہی غصے مین کانپنے لگا کہا جلد لشکر کو تیار کرو دس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر بقہر
وغضب تمام چلا خود گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار جوان پشت پر کہا مین کسیکے بھروسے پر نہین جاتا ہون
دیکھا نہو وہ جوان سنکر بھاگ جائے تم لوگ بڑھکر باغ کو گھیر لو دس ہزار جوان گھوڑے بڑھا کر چلے یہان رستم
محلومین ملکہ کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار باغ چہار جانب سے گھیر
لیا سنتے ہین کہ میزبان کوہی کو خبر پہونچ گئی یہ سنکر رستم نے حکم دیا گھوڑا تیار کرو ملکہ الماس
کہنے لگین کہ صاحب یہ میرے باپ کا نوکر ہے مین سمجھا دونگی کہ تیرے باپ کا کیا اجارہ ہے تو جاکے بیٹھ

ملکہ الماس پری چہرہ نے آہ کی کہا اے رنگین ادا کس زبان سے کہون اوس ظالم کی کیا تعریف کرون اے رنگین ادا سن

نظم

واہ کیا حسن کیسا جوبن ہی
یہ پرستان ہی کہ لندن ہے
حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق
دوست جسکے ہنو وہ دشمن ہے
دل رعنا نکل نہ جاے کہین

کیسے ابرو ہین کیسی چتون ہی
عبث اونکو مسیح کہتے ہین
روے تاباں سے صاف روشن ہی
بالے عشاق کو بتاتے ہین
زلف خمدار کو یہ قدغن ہے

جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ
مار رکھنے کا اونمین چمن ہے
رسم اولٹی ہی خوبرویون مین
اور ابھی خیر ہے لڑکپن ہے

رنگین ادا نے کہا کنیز کو سمجھ فرمائیے مین اس معمے کو نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا کیا کہون یہ قیدی جو آیا ہی اسنے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹ لیا اے رنگین ادا کیا کہون اوسکی غربت پر دل پیسا ہی ہر چند ضبط کرتی ہون مگر نہین ہوسکتا رنگین ادا نے کہا واری یہ کیا مشکل ہی کنیز قیدخانے سے لے آئیگی ملکہ نے کہا اے رنگین ادا اگر یہ کام کیا تو مجھپر بڑا احسان ہوگا رنگین ادا نے کہا کنیز تدبیر کرتی ہی یہ کہکر اسنے بہت سا کھانا پکوایا اوس مین بیہوشی ملائی آپ قفس مین سوار ہوئی چند کنیزون کے سر پر خوان کھانے کے رکھے طرف قیدخانے کے روانہ ہوئی جب سامنے قیدخانے کے پہونچی نگہبانون نے آواز دی کون آتا اسنے کہا مین وزیرزادی ملکہ عالم کی ہون سب نگہبان کھڑے ہوگئے رنگین ادا نے خوان کھانے کے اوتروائے کہا کہ ملکہ عالم کے سر مین درد تھا اب صحت ہوئی ہی نذر کا کھانا لائی ہون قیدیون کو دیدو اون سبنے کہا رات کا وقت ہی قیدخانہ نہ کھلیگا رنگین ادا نے کہا تم سب ملکر کھالو مین کہتی ہون کہ قیدیونکو تقسیم کردیا سب نگہبان ملکر اوس کھانے کو کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوے رنگین ادا نے سبکے سر کاٹ ڈالے قیدخانے مین آکر علمشاہ کو لیکر باغ مین آکر ہوشیار کیا ملکہ کا سامنا ہوا ناگاہ رستم کی جو نگاہ ملکہ پر پڑی دیکھا ایک معشوقہ کمسن پری ہی بیک رشک قمر ماہ وش آفتاب طلعت بیٹھی ہے ملکہ رستم کو دیکھکر شرمائین رنگین ادا نے شراب کباب پیش کیے کہا اے ملکہ عالم مہمان نوازی ضرور ہے ملکہ نے جام بھر کر سامنے کیا علمشاہ نے مذہب مقدسہ پیش کیا ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین جام آپسمین چلنے لگا جب دونونکو نشہ ہوا راز و نیاز عاشق و معشوق ہونے لگے کئی دن رستم کو اس مقام پر گذرے میزبان کو ہی کو بعد جانے

ہر وہم مین ہو جاتی ہی یان دوسری حالت	سو طرح کا ایک ایک کی خموشی مین اثر ہے
دن ڈھلنے سے ثابت ہی کہ اب آئی شب ہجر	وہ ہین ہون جیسے موت کے آنیکی خبر ہے
ہو جاؤن فنا دل سی جو اوس بت کے ہین نکالن	پتھر مین مین رہتا ہون مرا نام شرر ہے

یہ اشعار پڑھکر ہر چند ضبط کیا نہو سکا غش کھا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزون نے جو غل مچایا علمشاہ کی بھی
نگاہ اوٹھہ گئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین کو چند کنیزین گود مین لیے ہوے غل مچا رہی ہین یہان
کاؤس نے ہاتھہ باندھے کہ اے شہریار مجھسے خطا ہوئی رستم نے ہاتھہ ہٹا لیے ارابہ نکل گیا کنیزین ملکہ کو
لیکر باغ مین آئین باغ شہلا اوس باغ کا نام ہے ملکہ کو بارہ دری مین پہونچایا گلاب کیوڑہ عرق بید مشک
چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ نے آنکھہ کھول کر سر اوٹھایا خیال تھا کہ وہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا
سامنے ہو گی اب جو صورت رستم کو نہ دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر چند کنیزون نے پوچھا
ملکہ نے کچھہ نہ بتایا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون گھبرا کر یہ جواب دیا
کہ تم سب ہمارے پاس سے ہٹ جاؤ کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہی ہر وقت گھیرے بیٹھی رہتی ہو
کنیزین باہر گئین ملکہ نے پردے چھوڑ دیے تنہا پلنگ پر بیٹھین آنکھون سے آنسو جاری دل مین
سوچ رہی ہین کہ کیا ہو گا وہان رستم کی قید دربار مین منزبان کوہی کے پہونچے منزبان سے
سخت کلامی ہوئی منزبان نے چاہا قتل کرون کاؤس نے کہا اے پہلوان دو دراز اے گرفتار
جہان بادشاہ کا یہ حکم نہین ہے ابھی اس جوان کو قید کرو جب وہان سے حکم آئیگا قتل کیا جائیگا
منزبان نے جھلا کر علمشاہ کو قیدخانے مین بھیجدیا نگہبان مقرر کیے یہان ملکہ الماس پریچہرہ کو
تنہائی مین بیٹھے جب عرصہ ہوا تو وزیرزادی رنگین ادا گھبرا کے قریب پردے کے آئی رونیکی آواز جو اوس
نے سنی پردہ اوٹھا کر اندر آئی دیکھا ملکہ کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین آنکھون سے آنسو جاری وزیرزادی کو جو آتے
ہوے دیکھا دلائی سے منہ چھپا لیا رنگین ادا نے آگے بلائین لین عرض کی واری یہ کیا حال ہے لونڈیان
گھبراتی ہین کیا معرکہ گذرا کہ حضور اسقدر ملول و حزین ہین ہمسے ارشاد فرمایئے جو حکم ہو بجا لائین ظاہر اتو
یہ معلوم ہوتا ہی کہ سرکار کی طبیعت کسی پر آئی ہے اگر ایسا ہو تو لونڈی آپکے معشوق کو تلاش کرے اگر سرکار
کا معشوق آسمان پر ہو تو مثل دعاے مظلومان پہونچین اگر تحت الثری مین ہو مثل قطرہ آب
جذب ہو جائین آپ کے معشوق کو آپسے ملائین اسطرح جو دلدہی کرکے رنگین ادا نے کہا

کہ شہر مین ہلڑ ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ پسر حمزہ کی قید آتی ہی کاؤس کو ہی قید رستم لیے
جو چلا راہ مین بمشکل قید لایا ہی جہان اسنے دیکھا کہ شاہزادے کو غصہ آیا منت و خوشامد سے کام نکا
اسطرح یہانتک قید لایا ہی گھوڑا ارابے کے برابر جیسے کوئی شیر کو بہلا کر لیچلتا ہی ارابہ کڑکڑاتا ہوا
جب چوک مین ارابہ پہونچا علمشاہ نے کہا بھئی کاؤس تھوڑی دیر ارابہ ٹھہرالو ہم بھی تمھارے
کا تماشا دیکھ لین کاؤس نے منہ پھیر لیا کہا حضور چلیے تھوڑی ہی دور رستہ اور باقی ہی علمشاہ کو غصہ
ہر چند کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین مگر دونون ہاتھ ارابے پر جما کر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے دھس
ہر چند گاڑیبان ہلڑ کرتے ہین ٹک ٹک کی صدا بلند ہی لیکن ارابہ ایک قدم آگے نہین بڑھتا ہا
ملکہ الماس پریچہرہ نے جھک کر دیکھا نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی ایکجوان رعنا غضنفر
گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال تیر صولت رستم ہیبت سہراب جلال نریمان خصال حسین
جمیل پہلوانان عالم کا کفیل چہرہ آفتاب عالمتاب ابرو کے خمدار پر قہر و عتاب صاف ظاہر ہے کہ نیمچہ
اصفہانی نیام انتقام سے اوگل رہے ہین آنکھین نرگس شہلا ابرو رشک ہلال جبین بدر آسمان کمال
آہن جسم پر مضطر و ششدر ملکہ کی جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین ملبس تھے تو وہ دل پر
مہرہ پشت کو توڑ کر پار اوترے بے اختیار ہو کر آہ کی یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے قطعہ

کس قہر کا اون پیار کی نظرون مین اثر ہی — اونکو مرے ارمان بھرے دل کی خبر ہی
آخر جو شب وصل ہی صد چاک جگر ہے — مطلوب مجھے مرہم کافور سحر ہے
مرتے بھی رہے اور گئی جان بھی کسی پر — جسکو نہ کبھی تھی نہ اوسے آج خبر ہے
ہر بار وہان دوسرے ہوجاتے ہین تیور — شاید کہ مری آہ مین اک تازہ اثر ہے
چھپتی ہی نہین لاکھ چھپائے اسے کوئی — کمبخت عجب چیز محبت کی نظر ہے
چھپکر جو چلا ہون در دلدار کی جانب — ہر ایک قدم راہ مین سو طرحکا ڈر ہی
جانیکے لیے جھومتے اوٹھتے ہین یہ کہکر — اس نیند کے ہاتھون مجھے رسوائی کا ڈر ہی
وان نیند جوانی کی یہان شوق بلا کا — غافل وہ پڑے سوتے ہین یان بانو نہ بسر ہے
یان شوق کی ہوجائین اشارون ہی مین باتین — وان شرم کچھ ایسی ہی کہ نیچی ہی نظر ہے
للہ نہ ٹھکراؤ یہی سوچ کے دل مین — جسکی کہ ہمین کھاتے تھے قسمین وہ سر ہے

صاحب شوکت و جرات ہی پہر دن رہے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر استقلان ریل کر پہیلا
علمشاہ چند قدم ہٹکر پلٹے قدم جو بڑہا کر رکہا وہان پر موش خانہ تھا علمشاہ کا کولہ اوتر گیا استقلان
نے خیال بھی نہ کیا اوسی حال مین علمشاہ کی مشکین باندہ لین صاحبقران کو انتہا کا قلق ہوا
جواہر بن عمرو کو واسطے خبر کے بھیجا یہ جو علمشاہ کو لیکر آیا کہا اس جوان کا کولہ بٹھاو آرام خیمے مین لیجاو
جب یہ جوان صحت پائیگا مین اسکولات پرست کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ کردونگا یہ خبر جواہر بن عمرو نے
صاحبقران کو پہونچائی امیر کو اطمینان ہوا کہ جب دربار سمجھیگا ہمکو خبر ہوگی لشکر کشی کرکے علمشاہ
کو چھوڑا لائینگے یہان استقلان دربار مین خوش بیٹھا ہی کہ مینے فرزند حمزہ کو زیر کیا نہایت خوش ہی
پہر رات آچکی کہ عیار نے اسکے کچھہ کان مین کہا سمند کوہی اوسکا نام ہی سنتے ہی استقلان ہنسا
کہا تو نے خوب یاد دلایا اوسی وقت حکم دیا کاوس کوہی کو بلاو کاوس کوہی دس ہزار سوار کا
افسر ہی اوس سے کہا رات ہی رات فرزند حمزہ کو طرف قلعہ استقلانیہ کے لیجا کاوس نے اوسی وقت علمشاہ
کو ارابے پر ڈال لیا دس ہزار سوار اونکو ساتھہ لیکر طرف قلعہ استقلانیہ کے روانہ ہوگیا رات ہی رات
نکلگیا صاحبقران کو اس بات کی خبر نہوئی جب کاوس کوہی قریب قلعہ استقلانیہ پہونچا ایک نامہ
منبربان کوہی کو لکھا کہ مین قید پسر حمزہ لیکر آتا ہون شہر کو آراستہ و پیراستہ کرو تمام شہر مین
ڈھنڈھورا پٹے کہ استقلان کوہی نے پسر حمزہ کو زیر کرکے بھیجا ہی منبربان کو یہ نامہ پہونچا اوسنے
تمام شہر مین مشہور کیا کہ قید پسر حمزہ کی آتی ہی سب لوگ تماشا دیکھنے آئین قضا کار استقلان کوہی
کی بیٹی ملکہ الماس پری چہرہ نہایت حسین و جمیل اپنے محل مین بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ
آپکے والد نے پسر حمزہ کو گرفتار کرکے بھیجا ہی کاوس کوہی قید لیکر آئیگا تمام شہر بہر کے تماشا جاتا ہی
حضور یہ وہ جوان ہی جسنے فرنگستان مین مرزوق شاہ فرنگی کو مارا کپینان فرنگی اسکے ہاتھہ
سے مارا گیا نہین معلوم کس طرح گرفتار کیا ہی ملکہ الماس پری چہرہ یہ سنکر بہت مشتاق ہوئین کہا جو کہ
نشین جو سرکاری مکان ہی اوسکو آراستہ کرو ہم بھی قیدی کو دیکھنے جائینگے کنیزون نے جاکر مکان کو
درست کیا فرش عمدہ بچھوا ملکہ صبح ہوتے ہی اوس قصر مین داخل ہوئین شہر مین دیکھا مجمع عام ہے
بازارون مین تماش بین جمع ہین ایک ایک دو دو کامین صد ہا تماش بین بھرے ہوئے دوکانین سجی ہوئی تمام
شہر مین آئینہ بندی کوٹھونپر طوائفین کھڑی ہین ملکہ الماس پری چہرہ بھی اوس مکان کے کمرے مین بیٹھی ہین

دیکھا سب نے کہ رستم پیلتن علمشاہ تیغزن فرزند دلبند حمزہ صف شکن اپنی صف سے سامنے سعد بن قباد کے آئے دست بستہ عرض کی اجازت میدان بادشاہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے عم نامدار آپ تکلیف نہ فرمایئے عرض کی آپنے اوسکا لاف وگزاف بھی سنا اپنے تن وتوش پر اسکو بڑا غرور ہے آج ضرور اجازت ملے بادشاہ نے بہ مجبوری حکم دیا رستم گھوڑے سے سوار ہوے اشترمال لاکبود فرنگی کو اوڑا کے چلے اسقلان کی جو نگاہ پڑی ایک جوان حسین جمیل تیغہ کیتبان فرنگی پہلو مین سپر فولادی پشت پر گھوڑا طرارے بھرتا ہوا آتا ہے اسقلان حیران جمال محو دیدار ہوا علم شاہ آکے تگاورزن ہوے تین قدم گھوڑا علم شاہ کا پانچ قدم گیا اسقلان کا ہٹا گویا پہاڑ نے اپنے مقام سے جنبش کی اسقلان نے کہا اے جوان تیرا نام اسم گرامی کیا ہے علم شاہ نے کہا سنو رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند صاحب قران اسقلان نے کہا آپ لوگون نے اپنے گھر مین رستم نام رکھہ لیے میرے سامنے کسیکی رستمی نہین چلتی ہے رستم کوہستان علمشاہ نے کہا او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہے زبان تیغ سے بات کرنا چاہیے اسقلان نے کہا اپنا حربہ تو کر لیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے علم شاہ نے کہا ہمارا دستور نہین جب تیری حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اسقلان نے نیزہ مارا نیزہ آپس مین چلنے لگا دونو لشکر نگران ہوان کہ دونون لڑرہے ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا علمشاہ نے ایک مقام پرنیزہ اسقلان کا نکال دیا اسقلان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غصے مین آواز دی او جوان غضب کیا او وریاے لشکر دیکھہ رہے ہین اور تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغہ بیدریغ اگر پہاڑ پر پڑے تا بیخ کاٹون یہ کہکر اوس دیو ضال نے تیغہ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر کے پہونچا سپر کو گردش دی دستانہ مارا کہ تیغہ اسکا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھہ ڈال دیا چاہا ہاتھہ مروڑ کر تلوار چھین لون اوسنے گریبان مین ہاتھہ ڈالا آخر دونون جوان گھوڑے سے گئے کودے کشتی ہونے لگی دونون لشکر جمے ہوے کھڑے ہین تماشاے جنگ دیکھہ رہے ہین کہ رستم اس دیو پیکر سے لڑرہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے اگر اسقلان چار قدم لیگیا تو علم شاہ دس قدم لیجاتے ہین بڑے زور وشور سے کشتی ہورہی ہے تین پہر برکشتی ہوئی اسقلان کے ہوش اوڑے ہوے ہین کہ مجھہ ایسے دیو سے یہ برابر لڑرہا ہے حقیقت مین

...ا نے کہا میرا سپہ سالار قدرت ہی ہے اوسکو پیشہ جلالت مین پرورش کیا دیوان قاف کو او
...تھ سے قتل کرایا خود قدرت اوسکے سامنے سے بھاگے کہ جاہ وجلال اوسکا بڑھے بختیارک
...طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ ای شیطان درگاہ حال مسلمان کا سامنے پہلوان قدرت کے بیان
...بختیارک تو خواہان تھا کہ ذرا مجھسے بات کرے تو اسکو مکر وحیلہ تعلیم کرون حقیقت مین ایسا
...بردست کوئی کوہی نہین آیا یہ ضرور حمزہ کو قتل کریگا یہ سوچکر سامنے کرسی بڑھائی اوّل یہی بیان
...یا کہ نبیرۂ حمزہ دختر قدرت کو نکال کرلیگیا مگر قدرت نے دم نہ مارا اتبک جاہ وجلال بڑھاتی ہین لی سقلان
...ے کہا اگر حکم ہو تو بارگاہ مین گھسکر سر کاٹ لاؤن جب میرے پاس نامہ چچاجان کا پہونچا مین شکارگاہ
...ن شکار کھیل رہا تھا پھر قلعے مین اپنے نہ گیا اسی طرف حاضر ہوا غلام کو جلد ہی ہے قلعے مین میر بیطرف
...میزبان کوہی حکومت کررہا ہی ایسا نہو کوئی خرابی پڑے فقط مینے اتنا لکھہ بھیجا تھا کہ بر آئے
...د خداوند جاؤنگا سلطنت سے ہوشیار رہنا اب آپ طبل جنگی بجوائیے اوسی وقت بختیارک نے
...بل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحب قران
...لے آئے بعد دعا وثنا کے عرض کی اسقلان کوہی ساٹھہ ہزار فوج سے برائے مدد لقا آیا ہے
...سی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل بندگان عالی سے مقابلہ کریگا چند کوہی جو یہان موجود ہین اونھون
...دیکھکر عرض کی حضور یہ بڑا زبردست ہی اسکے شر سے خدا مسلمانون کو بچائے یہان بھی طبل جنگی
...تیاریان ہونے لگین مگر ہر سردار ہر عیار تعریفین اسکی کررہے ہین سب کو اشتیاق ہی کہ صبح کو
...قلان کوہی سے مقابلہ کرین جبکہ رستم میدان چرخ چہارم میدان سپہر زبرجدی مین آکر جلوہ فرما
...دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی
...یت کرکا کا کہکر ہٹے اسقلان کوہی نے گینڈا بڑھایا لقا سے اجازت لی طرف میدان کارزار
...چلا اتنا بڑا پہلوان ہی کہ جب گینڈا بڑھاتا ہی زمین تھراتی ہی چند ٹھیکون مین گینڈا اسکا میدان
...زار مین پہونچا سمند کوہی عیار اسکا ساتھ ہے اسقلان کوہی نے سراپا میدان کا دکھایا
...ز آواز دی اے فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی ایسا
...مرا سپاہگری کا طے سات سے ملک کوہستان کے میرے نام سے تھراتے ہین اس طرح
...ت لاف وگزاف اسنے کہے بائین پرے سے لشکر اسلام کے طنبور گرگرائی پلٹنین گورونکی بڑھین

ہین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے [illegible] سے ہین ایک لاکھہ چوراسی ہزار پیک
دربار جلالت شعار مین موجود ہی کہ لشکر لقا [illegible] کی آواز آئی صاحبقران نے جواہر
عمرو سے فرمایا جاکر لشکر لقا مین دریافت تو کرو یہ کیسی [illegible] ت نقارہ بج رہا ہی جواہر چلا چند پیک
بچے بہی صورتین تبدیل کرکے چلے کنارے سے اپنے [illegible] دیکھا بختیارک و یاقوت شاہ
صحرا کے جاتے ہین جواہر نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا اسقلان کوہی بھتیجا سیلمان کا
بعد لقا آتا ہی جواہر بھی بہ تبدیل صورت بختیارک [illegible] ہو لیا اور پیک بچے بھی بصورت مبدل
بشکل پیادل چلے جاتے ہین صحرا مین ایک مقام پر جاکر [illegible] ے کہ صحرا سے گرد اوڑی چند شتر سوار
سے نکل گئے اونکے بعد ساٹھہ علم ساٹھہ ہزار سوار [illegible] نشان نمایان ہوے علمہاے زنگاری
تعریف لقا مرقوم آمد کوہیون کی دہوم ان [illegible] کے گذرجانے کے بعد دیکھا ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پر سوار مست مے نخوت ابرو کے خمدار خنجر [illegible] و بدبخت چوڑا تیغہ کمر سے لگا ہوا ہاتھون سے خون
ٹپکتا ہوا پشت پر ساٹھہ ہزار جوان غرق دریا آہن [illegible] اس شد و مد سے اسقلان کوہی آیا کہ جواہر
کانپ گیا جاہ و جلال اس بیحیا کا دیکھکر حیران [illegible] الہی پروردگار خیر کرنا اس دیو سے کون مقابلہ کر
بختیارک نے بڑھکر سلام کیا اس مغرور نے [illegible] ادی بختیارک حیران کہ یہ تو بڑا مغرور
ہے عقل و فراست سے دور ہے لیکن بختیارک [illegible] ساتھہ ہوگیا بڑھکر اسنے عرض کی آپ کو
خداوند نے مزاج پوچھا ہے اسپر بھی اسقلان نے کچھہ جواب نہ دیا یاقوت شاہ کو سلام بھی
نہ کیا بختیارک نے بڑھکر کہا بھی کہ اے پہلوان دوران جبرئیل قدرت آپکے استقبال کو آئے
ہین اس مغرور نے اسپر بھی کچھہ جواب دیا [illegible] بختیارک حیران ہی کہ اس بیحیا سے کیونکر بات کرون
یہی سوچتا ہوا داخل لشکر ہوا ایک مقام پر [illegible] ان نے بہت معقول بارگاہ استادکرائی لشکر
اسکا اوسی مقام پر اوترا پھر بارگاہ لقا مین آیا لقا کو تخت یاقوت نگار پر پایا دیکھا ہر موے ریش مین
مروارید بے بہا آویزان ہین اسقلان [illegible] حیران ہوگیا کہ یہ کیسے خداوند ہین دل مین یہ کہکر
لقا کی طرف دیکھا لقا نے کہا اے بندہ قدرت آ و یہ بیحیا دنگل پر بیٹھا جھوم رہا ہی جب دو چار جام
شراب کے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور زیادہ بے شرم ہوا ہاتھہ باندھکر عرض کی یا خداوند
یہ بندے آپ کے کون ہین جو آپ سے لڑتے ہین آپ جس وقت چاہین غارت کردین

داستان شوکت بہار [illegible] زمان عسقلان کوہی برادر زادہ سلیمان عنبرین موی کوہی [illegible] آنا و مقابلہ صاحبقران و آمد غنچۂ آتشبار جادو بر وقت جنگ و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقینامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
تجھے یار ناز و ادا کی قسم
یہ ہے التجا تجھ سے اے سرو ناز
کہ جنگ و جدل کا تماشا دکھا
کہ کس رنگ مین جنگ تحریر ہو
کہ مستی مین بھی رنگ کی فکر ہے
مرا بلبل فکر ہے نغمہ زن
تو پھر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
سُریلی صدائین جو آنے لگین
صدائین لگے دینے خوش ہو کے مور
ہوا عندلیبان گلشن کو جوش
صبا نے کہا گل کے یہ گوش مین
قمر عیش و عشرت کے سامان ہین
کہ مشتاق ہین آج پھر سامعان
لکھون داستان جلالت نشان

کہ در پیش [illegible] رند مشرب ہے جنگ
کیا صحبت غیر نے دل کو تنگ
کہ ہو رزم [illegible] بزم مین امتیاز
سبھی ناظران خجستہ خصال
نہ اونچھا ہوا [illegible] تقریر ہو
امیر جہانگیر والا حشم
دکھاتا ہے ناظر کو سیر چمن
مرا صوفی [illegible] حال مین
ترانے کا [illegible]
نہالان گلزار ہین وجد مین
اڑاتے ہین گل عندلیبون کے ہوش
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ رنگ طبیعت سے [illegible] ہین
چلا ہے توسن کلک [illegible] طراز
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحان

سمجھ اپنے جور و جفا کی قسم
[illegible] دلمین بھری ہے امنگ
قلم [illegible] ہے لقب
ہین [illegible] باکمال
مے و جام ساقی کا بھی ذکر ہو
رہین جنگ [illegible] آج ثابت قدم
اگر بلبل و گل [illegible] آ گیا
[illegible] حال کا لطف [illegible]
ہوا [illegible] گلشن مین ہے شور
خبر مل گئی قیس کو نجد مین
اگر غنچۂ گل ہنسا جوش مین
تو زاہد کو میخوار سے کد ہوئی
کرون داستان شگفتہ بیان
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اس داستان خجستہ اطوار کو یون تحریر فرماتے ہین شعر تصنیف مصنف دبیر و ہنرمند و شیرین مقال ؛ چنین مے نگارد ز کلک خیال ؛ لشکر صاحب قران زمان مقابلۂ زمرد شاہ باختری مین بر سر کوہ عقیق گلزار سلیمانی فروکش ہے صاحبقران بارگاہ مین جلوہ فرما

آپ نے کبھی کسی جنگ مین پشت نہین دکھائی ہر مقام پہ ظفر نکو دو کی جنگ خیبر مین کئی صاحب علم لیکے بے نیل مرام پلٹ آئے تیسرے دن علم لشکر ظفر اثر جناب حبیب خدا نے جناب علی مرتضی کو دیا اول حارث کو واصل جہنم کیا مرحب کو ٹوک کرمارا وہ شمشیر زنی کی کہ فوج شقاوت موج فرار پر قرار کیا جب اہل قلعہ نے امان مانگی تب آپنے تلوار نیام انتقام مین کی جناب اشرف انبیا کے پاس جبرئیل امین حاضر ہوے عرضکی پروردگار فرماتا ہے کہ اپنے وصی مطلق جانشین برحق کا استقبال کرو آج علی نے وہ جہاد کیا کہ فرشتے فخر کرتے ہین علی کو آج بڑا غصہ تھا کس شجاعت سے جنگ کو فتح کیا اسکی خود کی خاطر کرو گلے لگاؤ جناب اشرف انبیا نہایت خوش ہوے اس قصیدے پہ منقبت حیدر کرار کا خاتمہ

قصیدہ در مدح حیدر کرار تصنیف مصنف

نہال ہون جو مے حب بوتراب ملے — علی کی مہر سے ذرے کو آفتاب ملے

نجف مین ساغر حب ابوتراب ملے — جو میکدہ ہو تو کیفیت شراب ملے

یم سخاے علی ہو جو قطرہ زن سوی بحر — ہر ایک قطرے کو گوہر کی آب وتاب ملے

نجف کی دید بحرمت نصیب ہو یارب — طواف کعبۂ کوے ابو تراب ملے

وصی ختم رسل دست حق علی ولی — مرے امام کو بیمثل سب خطاب ملے

قطعہ

گئے جو عرش پہ معراج کو رسول کریم — عجائب آپ کو ہر چند بے حجاب ملے

دئے بہشت مین عرش علا پہ سدرہ بھی — ہر اک مقام پہ حضرت کو بوتراب ملے

نثار ساقی کوثر کی بزم دلکش کے — سرور ہو جو اسی دور مین شراب ملے

سحاب جود علی ولی کے فیض کو دیکھ — چمن کو پھول سلے بحر کو حباب ملے

محیط دہر مین نشو و نما کی کیا امید — ہوائے دید مین دم توڑ کے حباب ملے

فنا لگی ہے پئے سرکشان تر دامن — ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے

نصیب جاگ اٹھے آ گئے لحد مین علی — بوقت خواب شرف ہمکو انتخاب ملے

نجف کے شوق مین ہی سے پریشانی — بناؤن سر کو قدم گر رہ ثواب ملے

لکھون جو مدح علی عمر صرف ہو اپنی — ضعیف ہو مین تو کیفیت شباب ملے

قسم ستارۂ بخت رسا ہی کب خالی — زمین کرب و بلا گر برائے خواب ملے

تمھارا اشتیاق ہے ور ہارے جنان [illegible] حوض تسنیم و کوثر کو تمھاری محبت کا جوش ہے بہشت عنبر سرشت نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اگر تمھاری خواہش ہو [illegible] وصندوق بہشت مین تمکو بلالین حضرت نے عرض کی اے جبرئیل رب اکبر سے عرض [illegible] اپنا امت سے جدا ہونا نہین چاہتا میری قبر کی زیارت سے مشرف ہون شرف کونین حاصل کرینگے [illegible] اے جبرئیل بمقدمہ گنہگاران امت کیا ارشاد ہوا جبرئیل نے بصد عجز کالایا عرض کی کہ کیا گذارش کرون [illegible] طبقہ جہنم کا خاص آپ کے گنہگاران امت کو واسطے قرار دیا ہے حضرت اسقدر روے کہ [illegible] ہوگئی حکم رب اکبر ہوا ای حبیب میرے کیون اسقدر ملول ہوا کیسی عنایت ہوگی کہ راضی ہو [illegible] رب اکبر نے ارشاد فرمایا عجب کلمہ جامع ہے مراد رب اکبر یہ تھی کہ تمھارے دشمن اور تمھارے [illegible] دشمن جہنم مین جائین دوست نعمات بہشت عنبر سرشت کھائین اسوقت سر جناب حبیب [illegible] آغوش مین جناب سیدہ کی تھا باپ کا حال زار دیکھکر بیقرار ہو کر روتی تھین کہ دیکھیے والد نامدار [illegible] صحت حاصل [illegible] عرب نے دروازے پر سے آواز دی کہ مین مسافر غریب راہ دور و دراز [illegible] ہون چاہتا ہون کہ زیارت رسول مختار سے مشرف ہون سیدہ روتی ہوئی دروازے [illegible] اے بھائی رسول مختار شدت بخار سے بیہوش ہین یہ وقت ملاقات نہین ہو یہ فرما [illegible] سیدہ واپس آئین کہ پھر اس عرب نے آواز دی جناب سیدہ نے پھر وہی جواب دیا تیسری [illegible] طرح کی آواز ہیبت انگیز دی کہ رنگ روے جناب سیدہ متغیر ہوگیا جناب رسول خدا [illegible] بیقرار ہو جناب سیدہ نے کل کیفیت بیان کی جناب رسول خدا نے فرمایا اے سیدہ [illegible] خاص کبریا یہ مرتبہ پروردگار نے تیرے ہی گھر [illegible] ملک الموت بدون [illegible] نہین آسکتا کسیکے بھی دولی سے یہ نہین ڈرتا حکم خالق [illegible] فرمان لیکر آتا [illegible] یہ مرتبہ [illegible] تیرے حکم کے اندر نہین آتا کیا مرتبہ پروردگار نے رسول [illegible] کو دیے کیا راقم عرض کرے [illegible] حمد الٰہی ناممکن ہے اسی طرح بیان اوصاف رسول [illegible] ہو [illegible]
حبیب خدا مالک دو [illegible]

منقبت جناب حیدر کرار صاحب [illegible] وصی احمد مختار کرار غیر فرار

تب پاک ستار و مختار و غفار
لکھنے ین زمین و زمان ثوابت
ہیر کہ صفت ایسی رحیم کریم
اٹھاتا ہی لکھنے والے
بتائی تاسندگان بی نیاز
ہو بیمار کا رزاق مطلق
مین اس اپنے حبیب
راق یوسف مین اسقدر
نگے کا ای رب اکبر وای
عرض کرینگے کاش ا
گفت بھی امتی امتی
اشرف انبیا حبیب خدا
ت جبرئیل امین بحکم رب العا
دوس اعلی مین حوران جنا

عندلیب خوش الح

یکمان خوبی و لطف

مطبع

Tilism Hosh Ruba vol. 8

جلد دوم ۱/۷

احمد حسین قمر